بہمنِ چمن پیرائی کون و مکان کا فرمانروی شان کا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربا جس کی دو تقریر
نوعروس کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزا یعنی

جلد اول

طلسم ہوش ربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

من

تصنیف ناظم فشار زبان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصاحب خوان
پسندیدۂ مجالس امیران ذیشان سخنور خوش بیان جناب منشی محمد حسین متخلص بہ جاہ

مطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں بحلیۂ طبع محلی ہوئی

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کیلیے موجود ہی اور اسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کی معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی لیکن خاص اس کتاب کی ٹیٹل پیج کے تین صفحون مین بعض کتب قصہ جات نثر اردو کے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

قصہ جات نثر اردو

الف لیلہ باتصویر۔ مترجمہ سخنور سحر بیان ابو ناظم مولوی محمد حامد علی خان حامد خلف حافظ غلام علی خان رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی تلمیذ امیر الشعرا امیر مینائی لطف یہ ہی کہ ہر رات کا ترجمہ علیحدہ علیحدہ ہی جس سے اور بھی لطف شائقین کو ملتا ہی اور تصاویر بھی اس مرتبہ اپنے اپنے موقع کے ساتھ نہایت عمدہ کشید قابل دید ہین۔

ایضاً باتصویر۔ مترجمہ مولوی صاحب ممدوح الصدر

مجموعۂ افسانۂ دلپذیر جسمین بیس فسانہ دلچسپ ہین کہ جو کتاب انگریزی موسومہ ٹیلس فرام مرروف یہ ٹیمس ٹیلیس مصنفہ سکسپیر صاحب نامی شاعر سے جناب مولوی محمد جہان اللہ صاحب نے بعبارت سلیس عام فہم ترجمہ کیا جن سے نتائج سود مند مثل حکایات لقمان حکیم جلوہ نما ہین لطف یہ کہ ہر ایک قصہ کی لوح و ہندسہ و خاتمہ بھی جداگانہ ہی۔

طلسم ہوش ربا۔ کامل سات جلدون مین بے نظیر افسانہ ہی جو آج تک لوگونکی نظر سے نہ گذرا تھا سچ تو یہ ہی کہ شاہی خزانون مین مخفی ہونے سے نام بھی سنا تھا مطبع کے صرف زرخطیر سے مطبع کیلیے ترجمہ ہوا چنانچہ کل جلدین طبع ہو کر شائع ہو چکی ہین حاجت تشریح کی نہین ہے تفصیل کل جلدونکی حسب ذیل ہے۔

(جلد اول)

(جلد دوم)

(جلد سوم)

(جلد چہارم)

(جلد پنجم)

(جلد ششم)

(جلد ہفتم)

فسانہ عجائب جلی قلم۔ باتصویر بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی سرور بہ تفصیل ذیل۔

ایضاً۔ متوسط قلم باتصویر۔

ایضاً۔ باریک قلم بلا تصویر۔

سروش سخن۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔

طلسم حیرت۔ فسانہ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص شیون

باغ و بہار۔ معروف بقصۂ چار درویش باتصویر۔

ترجمہ

جلد دوم طلسم ہوش ربا

منجملہ ہفت دفتر

داستان امیر حمزہؓ صاحبقران

جسکو

عندلیب خوش الحان گلزار سخندانی۔ طوطی شکرفشان شکرستان جادوبیانی

سید محمد حسین صاحب جاہ

نے

کمال خوبی اور لطف بیانی سے عبارت رنگین ومسجع مین ہمرنگ فسانۂ عجائب

منجانب مطبع اودھ اخبار ترجمہ کیا

بہ حسن وزیبائی مطبع نامی منشی نول کشور مین منطبع ہوا

اپریل ۱۸۹۳ء

آغاز جلد دوم طلسم ہوشربا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کرون حمد خلاق نُہ آسمان
خدائے طلسمات کون و مکان

وہ اک کلمہ کُن مین باندھا طلسم
ہر اک خشک کو دیدیا اُسنے جسم

نہین کوئی دنیا مین اُسکا نظیر
محیطٌ علیٰ کل شئی قدیر

وزیر اُسکے ہین سرورِ انبیا
جناب رسول احمدِ مجتبیٰ

جنھون نے کیا کُفر کا سحر دور
ہوا ظاہر اسلام کا اُنسے نور

درود اوپر اور اُنکی اولاد پر
اور اصحابؓ جو اُنکے تھے خوش سیر

بعد حمد و نعت یہ بے بضاعت ہیچمدان یعنی جاہ بے سرو سامان بخدمت ناظرین فسانہ عرض سا ہی کہ جلد اول مین یہانتک بیان کیا گیا ہی کہ عشاق چچا شکیل کا پاس مہرخ کے آیا اوسکو صرصر شمشیر زن عیارہ پکڑ لیگئی لیکن عیارون نے اُسکو جاکر رہا کیا جب وہ لشکر مین آیا تو عمر کو اوسنے انگوٹھی اور ایک کڑا دیا اور عمر وہ انگوٹھی اور کڑا لیکر ہمراہ مخمور سُرخ چشم سمت طلسم نور افشان بہر ملاقات کوکب روشنضمیر روانہ ہوا فی الجملہ اُسی مقام سے یہ جلد پھر آغاز کی جاتی ہے ہر شخص کی نظر اس تسلسل پر رہے کہ عشاق لشکر مہرخ مین ہی اور لشکر اسی طرح حیرت کے مقابلے مین اُترا ہوا ہی اور لقا کے مقابلے مین قلعہ کوہ عقیق پر امیر حمزہ ٹھہرے ہوئے ہین

اور شہزادہ بدیع الزمان کے رہا کرنے کو اسد جو طلسم مین آ گئے تھے وہ بھی مع اپنے سردارون کے اور ملکہ مہ جبین الماس پوش کے گنبد نور پر قید ہین اور شہزادہ قاسم کا سر کٹ گیا ہی اور شہزادہ ایرج کو پنجہ اوٹھا کر سمت طلسم آئینہ لیگیا ہی ان سب داستانون کا بیان اپنے اپنے مقام پر آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ وما توفیقی الا باللہ حسبنا اللہ نعم المولیٰ ونعم الوکیل

داستان دلستان روانہ ہونا شہنشاہ عیاران عالم عمر بن امیہ ضمری کا سمت کوکب و شنشفیر اور روکنا افراسیاب کا راہ مین ساحرون کو بھیجکر اور مارے جانا اون ساحرون کا ہاتھ سے عمر کے اور بھیجنا افراسیاب کا ساحرون کو بہر امداد لقا اور جنگ کرنا اونکا امیر حمزہ سے اور لڑنا حیرت کا ساحرون کی مدد پر ملکہ مہرخ سحر چشم سے اور عیاریان ہونا عیار بچیون اور سب عیارون سے الموٴلفہ

کدھر بھولا بیٹھا ہے تو ساقیا — دوبارہ مجھے ساغر سے پلا
شکایت نکر تیری دوری کی تو — نہین بس مرا چرخ کی ہی یہ خو
ہمیشہ سے گردون کا یہ طور ہی — جفا پیشہ و صاحب جور ہی
یہ کرتا ہی بلبل کو گل سے جدا — یہ رندون کو کرتا ہی مل سے جدا
قسم شیشۂ دل کی ہی ساقیا — مے یاد سے تیری جو ہے بھرا
کہ فرقت سے تیری ہوا دل کباب — زیادہ نہین تیری دوری کی تاب
تری چشم فتان کا قربان ہون — ترے میکدے کا مین مہمان ہون
ہوا ہجر ہون خدمت مین حاضر شتاب — نکر دیر کے دینے سے تو اجتناب
بہار چمن کا نیا رنگ ہے — ترانے مین بلبل کے آہنگ ہے

مگر ٹپے جھومتے ہین نہالِ چمن ہر اک پھول کی ہی انوکھی پھبن
نہ اسوقت مین ساقیا مجکو بھول کٹوری مین گل کے پلا بھر کے پھول
کہ دل میرا آئینہ سان صاف ہو کدورت کو تو آبِ آتش سے دھو
وہ دے مجکو ای میرے ساقی شراب صفا مین ہو جو صورتِ آفتاب
رہون نشہ مین آج مستِ غرور لبِ جام سے لب نہون میرے دور
وہ محفل مین پیمانہ گردش دکھائے کہ گردش مہ و مہر کی بھول جائے
پیون ساتھ کوکب کے جاکر شراب کہ جلکر کباب ہووے افراسیاب
میرے ساقیا آج یارِ شش بخیر وہ مے دے کہ دکھلادون عالم کی سیر
ہو مخمور سی ساتھ میرے پری نہین لطف سے بزم خالی میری
لنڈھا دے میرے ساقیا خُم کے خُم کہ اپنی خودی سے مین ہو جاؤن گم
مگر ہوش ایسے ہون باقی میرے بے فکرِ دشمن اُٹھون جھوم کے
رہے جوش پر میری طبع روان طلسمی لکھون جنگ کی داستان
ورق پر گل تر کے انشا کرون ہر اک بلبلِ دل کو شیدا کرون
نگارندۂ نقش این داستان چنین می نگارد ز کلکِ بیان

سیاحان اقلیم سخنوری و رہروان منازل انشا گری مسافران بادیۂ طلمات و سیاران جادۂ پُر آفات اِس وادی ناپیدا کنار مین خضر ہو کر اس طرح قدم زن ہین مورد صد آفات و محن ہین کہ جب آفتاب عالمتاب آسمان عیاری یعنی عمر بن امیہ ضمری مع مخمور کے روانہ ہوا مفارقت اِن دونون کی مہرخ و بہار وغیرہ سرداران لشکر کو بہت شاق ہوئی خاطر مضطر اور جان مبتلائے فراق ہوئی قلزم چشم سے دریاے اشک بہا دیا سحاب جوش گریہ سے جل تھل بھرا بیقراری سے طوفان اُٹھایا حالتِ اضطراب مین ہر ایک یہ زبان پر لایا نظم

سماتی ہے نہ تن مین اور نہ تن کو چھوڑ سکتی ہے مری جان آکے آنکھون مین کسیکی راہ تکتی ہے
تسلسل اشک جوشان کا ہے گویا بارش باران فغان دل ہے رعد اور آہ کی بجلی چمکتی ہے

آخرکار اس حالِ زار کو دیکھ کر ہر ایک مشیر خوش تدبیر نے سمجھایا کہ بیبیون مسافرون کے پیچھے

رونا بُرا ہی چاہیے کہ سنگ جبر برائے چند روز دل پر رکھکر صبر کرو اور دست دعا بدرگاہ جامع المتفرقین اُوٹھاؤ کہ وہ اُنکو بامراد پھر تم سے ملائے رنج دوری مٹانے اِس سمجھانے سے ہر ایک نے انجام کار صبر کیا اور انتظام لشکر مین مصروف ہوا اُدھر حیرت جادو نے حال رہائی عشاق اور روانہ ہونا عمر کا سمت کوکب دریافت کر کے شاہ طلسم کو نامہ لکھا ہنوز بھیجنے نہ پائی تھی کہ ایک طائر سحر فرستادہ شاہ جادوان اِسکے زانو پر آبیٹھا اُسکے گلے مین نامہ بندھا تھا اُسنے واکر کے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ ابھی جنگ آغاز نہ کرنا جب مین آؤن اُسوقت لڑنا اِس مضمون کو پڑھ کر اپنا نامہ بھی اُسی طائر سحر کی گردن مین باندھ دیا وہ طائر اوڑ کر افراسیاب پاس آیا اُسنے نامۂ حیرت سے معلوم کیا کہ عشاق گرفتار ہو کر چھوٹ گیا اور عمر سمت کوکب گیا پس یہ دریافت کرتے ہی دربار مین جو ساحر کہ حاضر تھے اُنسے ارشاد کیا کہ تم مین سے کوئی ایسا ہے جو عمر کو اثنائے راہ مین جاکر گرفتار کرے اور منزل مقصد تک نہ پہونچنے دے ایک ساحر نشواط جادو نام حسب ارشاد شہنشاہ عالی مقام عرض رسا ہوا کہ یہ غلام جاتا ہے اور اُس فسادی کو قید کر کے لاتا ہے بادشاہ طلسم نے فرمایا کہ تم ٹھہرو مین حیرت پاس تمکو بھیجونگا اور لشکر مہرخ سے مقابلہ کراؤن گا یہ کہکر کچھ اسماء سحر پڑھکر دستک دی فوراً ابر سے ہوا گھٹا چھاگئی آندھی زور شور سے آئی اور لگۂ ابر پہ ایک ساحر کریہ منظر سوار ظاہر ہوا اور اوتر کے روبروے شاہ طلسم آیا باادب تمام مراسم آداب و سلام بجالایا بادشاہ ساحران نے اُس سے فرمایا کہ اے صباے جادو تم جاؤ عمر اور مخمور کوکب پاس جاتے ہین ابھی میری حد مین ہین اُنکو گرفتار کر کے میرے پاس لاؤ یہ حکم سنکر صباے جادو تسلیم کر کے اپنے ابر پر بیٹھ کر روانہ ہوا اُسکے جانے کے بعد افراسیاب کھڑا ہوگیا اور نشواط کا ہاتھ تھام کر ایسا سحر پڑھا کہ وہ بیہوش ہوگیا اُسوقت اُسکو لیکر آپ بھی غائب ہوگیا بعد لمحہ بھر کے نشواط کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک صحرا کھجور کے درختون کا ہے اور ایک تالاب آب صاف سے بھرا ہے اُسکے کنارے مع بادشاہ طلسم کے مین کھڑا ہون یہ دیکھکر اُسنے عرض کیا کہ اے بادشاہ آپ مجھکو کہان لائے شاہ طلسم نے فرمایا کہ اِس تالاب مین میرے ہمراہ کود پڑو یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر کود ے اور تاؤ پر غلطان و پیچان دونون چلے گئے پھر تہ پر پانون لگا اور آنکھ کھول کر دیکھا تو ایک صحرائے سبزہ زار اور دشت پُر بہار مین اپنے تئین پایا ہوا وہان کی

رشک دمِ عیسیٰ تھی جو گھاس اور پتی تھی اکسیر کی جڑی بوٹی تھی خال ہر ایک زر گل سے نہال تھا ثمر و غنچہ سے ہر شجر مالا مال تھا عشق پیچان اور کوڑیالے اور بیلدار پھولون کے درخت کی ہیلین پہاڑون کے سر سے لٹکتی تھین مشاطہ بہار نے سہرا باندھا تھا گویا اُسکی لڑیان چھٹکتی تھین ابر بہاری ہر طرف چھایا تھا خدا کی رحمتِ بیحساب کا اُس دشت بہار آگین پر سایا تھا کہ بمقتضاے لمؤلفہ

گلون کی تھی صحرا مین ایسی چمک — کہ ہون جیسے تارے بروے فلک
شگوفے تھے کھولے ہوے عطردان — صبا عطر افشان تھی ہر سو روان
لدے گھنگروون کی طرح تھے شجر — جھکے بارِ اثمار سے سر بسر
بگر جعد سنبل تھا یون تابدار — کہ پُرپیچ ہو جس طرح زلفِ یار
شگوفے نہ تھے بر سرِ شاخسار — سرِ شۂ گل کا افسر تھا گوہر نگار
جو لہراتی تھی نہر مین پڑکے دھوپ — تھا آبی ڈوپٹے مین لچکے کا روپ

بیچ مین اُس بیشۂ فرحت بخش کے ایک خیمہ بصد عظمت و شان رشک بارگاہ آسمان استادہ تھا جسپر چار سو کلس یاقوت احمر کا چڑھا تھا ہر نگیرہ اُسکا باسلاک مروارید تھا عمدگی مین دیدہ تھا نہ شنیدہ تھا ایسا نین کلابتون کی تھین قنایتن اُون کی تھین ہر کلس پر سورج مکھی لگی تھی سورج کی آنکھ تماشا دیکھنے کو اُسپر جھکی تھی جگمگاہٹ اُنکی چشمِ مہر و ماہ کو خیرہ کرتی تھی قنادیل ہر ایک فروغ کواکب فلک کو تیرہ کرتی تھی اندر خیمہ کے فرش شاہانہ بچھا تھا مسندین پُرتکلف لگی تھین شیشہ آلات سجا تھا کہ لمؤلفہ

عجب اُسکی خوبی عجب اُسکی شان — وہ خیمہ جواہر کی گویا تھا کان
زمین اُس جگہ کی تھی بلور کی — بچھین مسندین اُسمین تھین نور کی
ہراک سائبان رشک چرخ برین — قنادیل انجم سے بڑھ کر تھین

چار سو عورت نازنین مہ جبین اُس مین جلوہ گر تھین حسن مین بہتر از خورشید انور تھین صورت اُنکی اگر زہرہ دیکھتی ہاروت وار چاہ تعشق مین مقید ہوتی بلکہ چینی بھر پانی مین ڈوب مرتی لمؤلفہ

شوخ و چنچل بلاے بے درمان — جان عشاق کی تھین آفتِ جان
اون کا مارا نہ مانگتا پانی — حسن مین تھین وہ یوسفِ ثانی

بادشاہ طلسم کے آنے سے ہر ایک بناز و انداز بہر استقبال آئی گردن پی تسلیم سب نے جھکائی شاہ

ساحران نے ارشاد کیا کہ طاؤس طلسم حاضر لاؤ حیلہ و عذر نہ کرو پریون نے عرض کیا کہ طاؤس کا دینا ہر چند گوارا نہین لیکن حضور کے حکم سے چارہ نہین یہ کہکے وہ سب غائب ہوئین اور ایک طاؤس بہت بڑا ہمسر نسر طائر آسمان و بروے شاہ جادوان لائین شہنشاہ نے فشواط کا ہاتھ پکڑکے طاؤس پر سوار کیا اور فرمایا کہ یہ تجکو دم بھر مین تیری دارالسلطنت مین لیجائیگا اور وہانسے جب کارسازی لشکر کرکے اُسپر سوار ہوگا تو یہ فوج مین حیرت کی پہونچائیگا اسی پر سوار ہوکر دشمنونسے مقابلہ کرنا جمشید تجکو ہر آفت و مصیبت سے بچائیگا کسیکا سحر تجپر کارگر نہوگا کوئی حیلہ پیش نجائیگا فشواط نے یہ سُنکر تسلیم کی اور اپنی راہ لی طاؤس لیکر اُسکو اُڑا اور دم بھر مین شہر نشاط جو اُسکا تختگاہ ہی نظر آیا طاؤس وہان پہونچ کر ٹھہرا یہ اُتر کر داخل قلعہ ہوا افسران لشکر ساحران نامور کو بلاکر حکم بادشاہ طلسم سُنایا اُسی دم نفیر سحر بجی لشکر مین قرنا پھُنکی چالیس ہزار ساحر تیار ہوے سواریون پر سحر کی چڑھ کر ہمراہ چلے یہ بھی طاؤس پر چڑھکر سب کے آگے ہولیا باجے جنگی بجنے لگے ساحر جمشید و سامری کا دم بھرنے لگے رال اُڑاتی گوگل جلاتے چلے لمؤلفہ

مہابت تھی چہرون سے اُنکے عیان　　ہر اک سامری وقت تھا بیگمان
کوئی اژدہے کو اُڑا کر چلا　　کوئی فیل آتش پہ بیٹھا ہوا
کسی کو یہ دعوے بہ جادوگری　　مرے آگے کیا مال تھا سامری

یہ لشکر باین کر و فر اِس طرف سے روانہ ہی لیکن حال لشکر مہرُخ اوّل سننا چاہیے کہ بعد روانگی خواجہ عمر جب رنج سے سب نے فرصت پائی عیّار بہر عیاری لشکر حیرت مین گئے اور ہر سمت صورت بدل کر پھرنے لگے اتفاقاً شہاب جادو نام ایک ساحر سرداران فوج حیرت مین سے اپنے مقام سے اُٹھکر بارگاہ ملکہ کی طرف جاتا تھا برق فرنگی نے اثناے راہ مین جاکر سلام کیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ حضور کہان جاتے ہین اُسنے جواب دیا کہ دربار مین برق نے کہا مین ابھی دربار سے آتا ہون ملکہ نے خفا ہوکر آپ کی نسبت ایسا حکم دیا ہی کہ مین عرض نہین کر سکتا اِتنا جانتا ہون کہ آپ وہان گئے اور دشمنون کے لیے بیعزتی کا سامنا ہوا شہاب اِس خبر وحشت اثر کو سُنکر گھبرایا اور باصرار مستفسر ہوا کہ ہمارے سر کی قسم سچ بتاؤ کیا ماجرا ہے اِسنے کہا بعد از بادشاہون کے ہین اگر سب کے سامنے بیان کرون معرض عتاب شاہی ہون مین بھی نکالا جاؤن آپ کو اگر دریافت حال کرنا ہی الگ تنہائی مین تشریف لیچلیے وہان سب کیفیت سُنیے شہاب نے آبرو جانے کا فقرہ سُنا تھا

گھبرایا ہوا تھا فوراً برق کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشے مین لایا اور خادم خدمتگار وغیرہ سبکو وہان آنے سے منع کر دیا قسمین دیکر حال پوچھنے لگا برق نے باتین کرتے کرتے ایک بیضۂ بیہوشی اُسکے مُنہ پر مارا کہ اُسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا ازبسکہ وہ مقام تنہائی کا تھا اور جو کوئی اُدھر آتا تھا تو ملازمان شہاب منع کرتے تھے کہ اُدھر نہ جاؤ ہمارے میان کی ممانعت ہی برق کو خوب موقع ملا وہین ٹھہر کر صورت اپنی مثل شکل شہاب رنگ روغن عیاری لگا کر بنائی اور اُسکا پیراہن لیکر پہنا پھر اُسی جگہ کہین نشیب مین اُسکو بیہوش کر کے ٹپی دماغ پر بیہوشی کی باندھکر ڈال دیا اور آپ وہانسے بکتا ہوا نکلا کہ یہ جو مجکو الگ لیگیا تھا یہ حرامزادہ عیّار تھا جب مین نے اُسکو گرفتار کرنا چاہا وہ بھاگ گیا یہ کہتا ہوا اپنے ملازمون کے ہمراہ بارگاہ حیرت مین آیا ملکہ کو آداب بجالایا اور دنگل پر متمکن ہوا مگر فکر کرنے لگا کہ کسی طرح قابو پاکر اہل دربار کو بیہوش کرون اسی فکر مین تھا کہ یکایک طائران سحر سامنے ملکہ کے آئے اور انسانکی صورت غلطک مار کر بنے دعا و ثنا و شاہی بجالا کر عرض پیرا ہوے کہ نشواط جادو نام فرستادۂ شہنشاہ عالی مقام برائے تنبیہ بدسگالان دولت داخل لشکر ہوا چاہتے ہین یہ کہکر طائر بنکر پھر پرواز کر گئے مگر حیرت نے یہ خبر سُنکر سردارون کو حکم دیا کہ جاؤ اور استقبال کر کے اُسکو میرے پاس لاؤ لشکر کو مقام پاکیزہ اور جاے راحت بخش مین اُترواؤ سب سردار حسب ارشاد ملکہ اُٹھکر روانہ ہوے **شہاب** نقلی یعنے برق بھی اُنکے ساتھ پیشوائی کرنے چلا یہانتک کہ نشواط سے جا کر ملاقی ہوا وہ بھی طاؤس سے اُترکر ہر ایک سے بغلگیر ہوا مزاج سب کا پوچھا باتین کرتا ہوا بارگاہ مین آیا ملکہ کو تسلیم کی نذر دی خلعت فاخرہ عنایت ہوا مقام برتر پر بیٹھنے کو اشارہ ہوا جب یہ بیٹھا برق اُسکے پاس جا بیٹھا اور باتین ہنس ہنس کے خوش مزاجی کی کرنے لگا اپنے ہاتھ سے جام شراب سادہ پلاتا تھا اور چپکے چپکے کہتا تھا کہ لشکر مہرُخ مین بہت عورتین نازک بدن ایسی ہین کہ مجکو گلوریان بھیجتی ہین اور مجھپر مائل و مبتلا ہین دو ایک سے آپ سے بھی ملاقات کرا دونگا اور وہ سب اپنے اپنے ملک و مال سے آپ کو نفع پہونچائینگی کوئی کوڑی آپ کی خرچ نہوگی نشواط یہ سُنکر بہت خوش ہوا کہ عورتین حسین اور مالدار ملتی ہین آب خوب آرام سے گذریگی حاصل مرام ایسی فریب آمیز باتین سُنکر نشواط اُسکا مطیع ہوگیا اور برق کی محبت کا دم بھرنے لگا اپنا یار غمگسار بنایا اِس عرصے مین بارگاہ اُسکے لیے حسب الحکم ملکہ آراستہ ہوئی ملکہ نے کہا اے نشواط ہمنے دربار معاف

کیا تم تھکے ماندے آئے ہو ہمنے دربار تمھارا مُعاف کیا جاؤ آرام کرو نشواط نے اُٹھکر سلام کیا اور شہاب
نقلی سے کہا آؤ ہماری بارگاہ مین چلکر ذرا تم بھی بیٹھو ہمارا جی بہلے گا ملکہ نے اسکی خاطر سے شہاب کو
بھی اجازت دی یہ بھی اُسکے ساتھ ہاتھ مین ہاتھ ڈالے باتین کرتا ہوا روانہ ہوا جب اندر بارگاہ کے
آئے شہاب نے کہا ملازمون کو ہٹا دیجیے تو کسی معشوق کو آپ کے لیے طلب کرون اوسنے
سب نوکرون کو باہر بارگاہ کے نکال دیا جب تخلیہ ہوا شہاب نے کہا ایک بات مین آپکے
کان مین کہونگا کیونکہ دیوار ہم گوش دارد ایسا نہ ہو کوئی سُن لے یہ کہکر پاس آیا نشواط نے کان
بات سُننے کو لگایا اسنے ایک طمانچہ مارا کہ حرامزادے ہم ہین برق فرنگی از بسکہ ہاتھ آغشتہ بروغن
بیہوشی تھا نشواط طمانچہ کھاتے ہی بیہوش ہوگیا برق خنجر کھینچ کر اوس کی چھاتی پر چڑھا اور
چاہتا تھا کہ سر کاٹے چونکہ یہ طاؤس طلسم پر چڑھکر آیا ہے ساحران زبردست مین سے ہے
جیسے ہی برق نے سر کاٹنا چاہا ویسے ہی دو پنجے زمین سے نکلے ایک پنجے نے برق کے دونون
ہاتھ پکڑ لیے اور دوسرے پنجے نے نشواط کو مع برق کے اوٹھا لیا یعنے جس طرح یہ چھاتی پر سوار
تھا اُسی طور سے رہنے دیا اور لیکر چلا جب باہر بارگاہ کے نکلے سب لشکریون نے دیکھا کہ
نشواط چت پڑا ہے شہاب اُسکی چھاتی پر چڑھا ہے پنجے لپٹے ہوے لیے جاتے ہین یہ ماجرا
دیکھ کر لشکر مین ایک غلغلہ برپا ہوا اور سب شور کرتے لینا لینا کہتے پنجون کے ساتھ ہوے
حیرت غُل سُنکر چاہتی تھی کہ باہر بارگاہ کے آئے لیکن پنجے اُسی ہیئت سے سامنے اُن دونون
کو لاتے اور پہونچا کر غائب ہوگئے حیرت کو بھی اِس کیفیت کے دیکھنے سے حیرت ہوئی اور
کہا اے شہاب یہ تجکو کیا ہوا ہے جو اسکی چھاتی پر چڑھا ہے اُسنے تیرا کیا کیا ہے برق نے کہا
مجھے نہین معلوم کہ کسنے مجکو اسکی چھاتی پر بٹھا دیا اور خنجر میرے ہاتھ مین دیدیا حیرت نے کہا
کچھ سحر پڑھنے مین تم دونون کے فرق پڑگیا کوئی سحر شاید اُلٹا ہوگیا اچھا سینے پر سے اِسکے اُترو
برق چھاتی پر سے اُتر کر الگ کھڑا ہوا حیرت نے پانی چھڑک کر نشواط کو ہوشیار کیا
برق چاہتا تھا کہ عذر معذرت کرکے پھر اوسکا یار بنے لیکن صرصر شمشیر زن عیارہ بھی
لشکریون کا غُل کرنا سُنکر جنگل مین تھی دوڑ کر لشکر مین آئی اور سارا ماجرا دریافت کرکے
بارگاہ مین گئی حیرت کو سلام کرکے برق کو بغور دیکھکر پہچانا اور گویا ہوئی کہ ارے موڈی کاٹے

تونے بڑا غضب کیا تھا کہ ملازم شہنشاہ کو مار ہی ڈالا ہوتا اِس کلام سے صرصر کے حیرت بھی سمجھی کہ یہ عیار ہے پکاری کہ لینا اِسکو ناقوس جادو نام ایک ساحر برق کے قریب تھا اُسنے چاہا کہ مین لپٹ جاؤن برق خنجر بکف تو کھڑا ہی تھا اِس زور سے خنجر مارا کہ سر ناقوس کا کٹ گیا اور شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا اندھیرا ہو گیا صرصر نیمچہ پکڑ کر دوڑی اور ساحر بھی لینا لینا کہتے دوڑے لیکن برق پر اُس گھبراہٹ مین کسی نے سحر نہین کیا یہ جست کر کے اُسی تاریکی مین بارگاہ سے نکل کر بھاگا ہر چند ساحر پیچھے دوڑے مگر فرط خوف سے آگے نہ بڑھے کہ مبادا ہم بھی عیار کے ہاتھ سے مارے جائین برق راہ کتر کر لشکر سے نکل گیا اور اپنے لشکر مین آیا اُدھر جب وہ تاریکی دور ہوئی حیرت نے شہاب اصلی کی تلاش کی اُسکے نوکرون سے پوچھا کہ بتلاؤ یہ کیا ماجرا ہے وہ سب عرض رسا ہوے کہ ہمارے سامنے ایک ساحر کے ہمراہ ایک گوشے مین گئے پھر وہ ساحر نہ آیا خود آئے اور فرمایا وہ عیار تھا بھاگ گیا ہم سمجھے کہ یہی سچ ہوگا الحاصل اِسکے ہوا اور ہم کچھ نہین جانتے حیرت نے اُسی گوشے مین تلاش کرایا جہان اِن لوگون نے بتایا واقعی شہاب کو ایک گڑھے مین بیہوش پڑا ہوا اور برہنہ پایا سامنے حیرت کے اُٹھا لائے اپنے کپڑے پہنوائے اور پانی چھڑکوا کر ہوشیار کیا یہ ہوشیار ہو کر اپنی جگہ پر بیٹھا اور سارا ماجرائے گذشتہ سُنکر شکر ساحری بجالایا کہ میری جان بچگئی مگر نشواط کے یہ عیاری دیکھ کر ہوش اُڑ گئے حیرت سے کہا اب مین کسیکو اپنے پاس نہ آنے دونگا اور بارگاہ مین آپکی نہ بیٹھونگا آپ میرے نام پر طبل جنگ بجنے کا حکم دیجیے تاکہ اِن نمک حرامون کا خاتمہ کر کے مین یہان سے چلا جاؤن واقعی یہ آپ ہی کا کام ہے جو ایسے مقام خطرناک مین شب و روز بسر کرتی ہین مجھے تو اب ہر سمت عیار ہی عیار نظر آتے ہین یہ کہکر اپنی بارگاہ مین اُٹھکر آیا اور ہر طرف سحر کر دیا کہ کوئی آنے نپائے اپنے نوکرون کو بھی ہٹا دیا یہ تو اِس استحکام سے بیٹھا لیکن حیرت وہ دن جتنا باقی تھا تامل پذیر رہی جسوقت کہ مثل بخت تیرہ نشواط عالم مین تاریکی پھیلی اور خورشید جہان تاب سینۂ سپہر سے اُتر کر بارگاہ مغرب مین جاکر روپوش ہوا کہ لمؤلفہ

گیا جب شہنشاہِ مشرق دیار — جہان مین ہوئی تیرگی آشکار
سپہدار انجم بجاہ و حشم — بکیوان و برجیس زرین علم

ہوا زیب اور رنگ چرخ برین ۔ جمی بزم کوکب بصد زیب و زین

حیرت نے بہر نواخت طبل رزمی حکم دیا افسران فوج نے نقارۂ جنگی بجایا شر و فساد اُٹھانے کا بہادرون کو جھگڑا یاد دلایا فتنۂ خوابیدہ کو جگایا عیار و جواسیس لشکر مہرخ دوان دوان خدمت ملکۂ مہرخ عالی شان مین حاضر ہوئے اور سر عجز جُھکا کر اول مجرا کیا پھر دعا و ثناء شاہی اس طرح بصد ادب بجالائے کہ

مؤلف

فلک مرتبت شاہ فرخندہ پے ۔ رہین تیرے محکوم کسریٰ و کے
فلک حکم بردار تیرا رہے ۔ عدو تیرا رنج والم مین پھنسے

نشواط کے آنے سے حیرت نے طبل جنگ بجوایا ہے کل کے روز معرکہ ٹھہرایا ہے یہ کہ کر دو بارہ خبر لینے کو روانہ ہوئے مہرخ نے یہ خبر سُنتے ہی نفیر سحر بجائی طبل رزم پر بہادرون نے چوب لگائی دونون طرف سے شور محشر بلند ہوا زمانہ رستخیز قیامت زا قریب آیا ساحر آگاہ ہو کر سحر جگانے لگے بہادر ہتھیار درست کر کے منچلاپن دکھانے لگے دربار دُربار حسب دستور سر شام سے برخاست ہوا سردار خیمون مین آکر آلات حرب تیار کرنے لگے کہ

مؤلف

جہان مین قیامت ہوئی آشکار ۔ کہ لی امن نے وان سے راہِ فرار
رہا رات بھر یون ہین سامان جنگ ۔ سحر گہ اوڑا جبکہ ظلمت کا رنگ
ہوا مہر گردون پہ پھر جلوہ گر ۔ سو رزم گہ پھر چلے کینہ ور
بہادر ہوئے عازم رزمگاہ ۔ ہوئی کینہ جو پھر وہ جنگی سپاہ

جسوقت رایت فلک رفعت آفتاب بصد آب و تاب میدان چرخ مین بلند ہوا عازم جنگگاہ ہر ایک ارجمند ہوا لشکر دونون طرف سے وادی مصاف مین آئے بادشاہ دونون لشکر کے بصد شان و شوکت سوار ہو کر چلے نوبت و نقارے بجنے لگے سحر کے ابر پر ساحر سوار ہوئے ایک جانب کو طاؤس اور اژدر اور فیلہائے آتشین اُڑتے ہوئے نظر آئے میدان قتال بہادرون سے بھر گیا ہر ایک جانتا تھا کہ آج نام رہ گیا اور سر گیا علمدارون نے پھریرے علمون کے کھولے ساحرون کے پرے جمگئے بیلدارون نے زمین ہموار کردی سقون نے آبشار کرکے خاک بٹھائی صف آراؤن نے صفوف لشکر ترتیب دین فوجین مرنے پر تُل گئین نقیب للکارے

مذمت دنیاے فانی سُناکر بہادرون کو پکارے کہ اے نامورو ذرا تصور کرو کہ ایک دن مرنا ضرور ہے انجام کو ہر ایک کا ٹھکانا وہی گور ہے چاہیے کہ لڑکر مرجاؤ اپنا نام کرجاؤ للمؤلفہ

نہین آج دارا کا نام و نشان
نہ رستم نہ بہمن نہ کاؤس ہے
نہ گودرز کا کچھ ہے باقی پتا
اگر چاہیے کچھ تمھین نام و ننگ
بغیر از مرے یان سے ہٹنا نہین

سکندر کی باقی نہین عز و شان
فرامرز جنگی ہے نہ طوس ہے
جوانو ذرا غور کی ہے یہ جا
تو یہ گو ہے اور ہے یہ میدان جنگ
جما دو قدم کو پلٹنا نہین

بعد ترتیب صفوف لشکر نشواط بھی چالیس ہزار ساحرون سے میدان مین آکر ٹھہرا تھا سامنے حیرت کے آکر اجازت خواہ ہوا اُسنے کہا جاؤ تم کو سامری کی حفاظت مین دیا یہ طاؤس طلسم پر سوار تھا اُسکو اوڑا کر بیچ میدان مین پہونچا اور سحر کی نیرنگیان دکھانے لگا آگ پتھر سانپ بچھو ابر سحر سے برسانے لگا جب اپنی شان و شوکت دکھا چکا نعرہ زن ہوا کہ کون آتا ہے میرے سامنے دیکھیے کسکی شامت آئے اور جان پر آبنے یہ نہیب سُنکر عشاق چچا نے شکیل نے قصد رزمگاہ کیا مگر اِسکا ایک سردار ہے اژدر چشم جادو اُسنے بخانے دیا اور خود بہر مقابلہ نکلا مہرخ سے اجازت لیکر سامنے عدو کے گیا اور طالب ضرب ہوا نشواط نے ایک ناریل سحر پڑھکر اُسپر لگایا اُسنے انگشت سے اشارہ کیا کہ ناریل شق ہوکر زمین مین سماگیا اور آپ بھی ایک نارنج مار نشواط نے بھی سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اور اُسنے نارنج پکڑلیا اِسوقت یہ بہادر تلوار سحر کی کھینچ کر جا پڑا نشواط نے اِسکے وار کو روک کر تلوار سحر کی ماری وہ بجلی بنکر سر پر گری اور اژدر چشم کے خرمن جان کو جلاتی ہوئی زمین مین سماگئی شور اوسکے مرنے سے بلند ہوا بیر غل مچانے لگے لیکن نشواط نے پھر نعرہ مارا کہ اور کوئی میرے سامنے آئے دوسرا سردار عشاق کی فوج کا اُسکے مقابل آیا اُسنے اُسکو بھی قتل کیا اِسی طرح دس ساحر نامی و نامور اُسکے ہاتھ سے سیّاح گلشن جنان ہوے اُسوقت عشاق خود میدان کی طرف چلا لیکن ہنوز نشواط تک نہ پہونچا تھا کہ سامنے سے گرد اوڑی اور ایک ساحر سیہ فام جھولا گلے مین ڈالے بت بت کنٹھے اور ہاتھون مین باندھے کھنور چندن کے تمام جسم مین لگائے صحرا کی طرف سے پیدا ہوا اور لشکر

مین پہونچکر نعرہ مارا کہ منم پہلوان قدرت سامری ایسا نعرۂ ہیبت ناک تھا کہ دل ساحرونکے تھرا گئے اور وہ ساحر قریب نشواط آیا اُسوقت عشاق نے ایک ناریل چرخ دے کر نشواط پر لگایا نشواط اُس ناریل کی جانب متوجہ ہوا کہ قریب آئے تو رد کرون اِتنی نگاہ کے چوکنے سے اُس ساحر نے جو جنگل سے آیا تھا چپک کر نعرہ مارا کہ سر نشواط شق ہوگیا اور طاؤس سے گر کر واصل جہنم ہوا مگر ایک غبار سا اُٹھکر رہ گیا شور اُسکے مرنے سے نہ بلند ہوا اوس وقت حیرت کو بڑا رنج ہوا اور اُسنے افسران فوج کو للکارا کہ لینا اُسکو چالیس ہزار ساحر ملازمان نشواط ایک جانب سے ایک طرف سے لشکر حیرت آپڑا ادھر سے لشکر ملکہ مہرخ بحمایت مہتر قران کہ یہی ساحر پہلوان قدرت سامری بنکر آئے تھے آگے بڑہا جنگ مغلوبہ آغاز ہوئی دو دریاے لشکر موج مار کر باہم مل گئے شمشیر کی دھار روان ہوئی تیرون کی بوچھار ہونے لگی گھٹا کی طرح فوج گھر آئی خون کے دونگڑے برسنے لگے آب آہن کی طغیانی ہوئی زورق حیات طوفانی ہوئی بیر غل مچانے لگے نارنج ترنج چلنے لگے شعلہاے آتش نکلنے لگے دم بھر مین لاشس پر لاشس گر گئی متاع نقد جان لُٹ گئی دولت زندگی پر آفت آئی سلامتی کنارہ کر گئی کہ لمؤلفہ

چلی صرصرِ تیغ سن سن وہان — گرے کٹ کے سر مثل برگ خزان
کسی سمت کو شور کرتے تھے بیر — کسی جا بپا نعرۂ دار و گیر
کہین ہار اور سُوئیان گرتی تھین — کہین سحر کی بوندیان پڑتی تھین
کہین بجلیان سحر کی شعلہ خیز — امان کو نہ ملتی تھی راہِ گریز

نشواط کے مرنے سے حیرت نے طبل بازگشت بجوادیا جنگ موقوف ہوئی لشکر جانبین کے مقام فرودگاہ پر آئے اور کمر کھولی آسودہ ہوے مہرخ نے لاشہاے مقتولان اُٹھوا کر اپنی جانب کی دفن کرائین اُدھر حیرت نے لاش نشواط کی اُٹھا منگائی اور اپنے آئین کے موافق دفن کرنا چاہا اُسوقت نشواط اُٹھ بیٹھا اور گویا ہوا کہ ای ملکہ مین طاؤس طلسم پر سوار ہوکر آیا ہون کسی کے ہاتھ سے مارا نہ جاؤن گا وہ جو مر گیا وہ میرے سحر کا پُتلا تھا مین اوسکو چھوڑ کر سحر پڑہنے گیا تھا آپ نے دیکھا نہین کہ جب وہ پُتلا مرا تو شور اوسکے مرنے سے برپا نہین ہوا اگر مین مارا جاتا تو بیر میرے غل مچاتے جب آپ نے لاش میدان سے

منگوائی تو تپلا غائب کرکے مین اُسکی جگہ لیٹ رہا تھا حیرت یہ ماجرا سُنکر بہت خوش ہوئی اور
نشواط سحر پڑھنے درۂ کوہ مین پھر چلا گیا اور وہان بیٹھکر گوگل جلایا خون خوک سے زمین لیپی
اگیاری کی سحر پڑھ کر ماش کے دانے اور روئی سمت آسمان اُچھالی فوراً ابر بنکر وہ روئی سمت
لشکر مہرخ گئی یہان سب سردار بارگاہ مین بیٹھے تھے اور فتح ہونے کی خوشی مین مصروف عشرت
تھے کہ یکایک گھٹا سر بارگاہ پر آکر چھائی ایک ساحر نے کہا اے ملکہ یہ بدلی کیسی ہوگئی مہرخ نے کہا
ساحرون کی آمد رہتی ہے ابر یونہین آجایا کرتے ہین سُرخ مو نے کہا مجھے یہ ابر سحر کے معلوم ہوتے ہین
غفلت نکرنا چاہیئے کیونکہ جسنے انکو بھیجا ہوگا بیرون سے وعدہ کیا ہوگا کہ جب کام کرآؤ گے
اُسوقت بھینٹ پاؤ گے لہذا اگر انکو کوئی بھینٹ دیدے تو یہ سحر اُلٹ جائے یہ کہکر اوسنے
کارد سے اپنی ران کاٹ کر ایک طشت مین خون بھر کر پرواز کی اور اُن ابرون پر خون چھڑکا
فوراً وہ گھٹا جا کر لشکر حیرت پر چھا گئی اور اُس مین سے آگ پتھر برسنے لگے لشکر حیرت
ابھی رزمگاہ سے آکر اچھی طرح آسودہ نہوا تھا کہ آفت مین مبتلا ہوا العیاذاً باللہ ایک قیامت
برپا ہوئی ہر سمت بھگدر پڑ گئی نامی ساحر سحر پڑھ پڑھ کے جان بچاتے تھے ایسے ویسے ہلاک
ہو رہے تھے خیمون مین آگ لگ گئی تھی بارگاہین پتھرون کے نیچے دب گئی تھین اُسطرف غل
سُنکر نشواط اور زیادہ سحر کو تیز کرتا تھا اِدھر بروے ہوا سُرخ مو کھڑی ہوئی خون کے چھینٹے دیتی
تھی حیرت کا لشکر تباہ ہو رہا تھا ہنگامۂ محشر بپا تھا حیرت بارگاہ سے نکلکر متحیر کھڑی تھی
آفت مین پھنسی تھی سحر کی سپرین سر پہ سایہ فگن تھین لگے ابر کے آگ کو ملکہ کے سر پر نہ آنے دیتے
تھے پنجے گرتے ہوے پتھرون کو روکتے تھے لیکن حیرت کو یہ حیرت تھی کہ یہ سحر کسنے کیا ہی آخر
خیال مین گذرا کہ شاید نشواط سحر کرنے گیا ہے یہ اُسی کا کچھ جھگڑا ہے یہ سوچکر ایک پتلا سحر کا
درۂ کوہ مین بھیجکر کہلا بھیجا کہ واہ واہ خوب آپ نے سحر کیا کہ سارا لشکر میرا تباہ ہوگیا نشواط
نے جب پتلے سے یہ سُنا گھبرا کر حیرت پاس آیا اور یہان کی کیفیت دیکھ کے بہت نادم ہوا
اور دیر تک رد سحر پڑھکے اون ابرون کو اوسنے دفع کیا سُرخ مو بھی اُتر کر بارگاہ مین آئی
سب نے بڑی تعریف کی مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت کیا لیکن نشواط سحر اُلٹ جانے سے ایسا
کھسیانا ہوا کہ اُسیوقت لشکر کے تیار ہونے کا حکم دیا نفیر سحر بجی جلد جلد کمر بندی ہوئی چالیس ہزار

ساحران

ساحرون سے چڑھ دوڑا اہلکارون نے خبر مہرخ کو آمد فوج کی پہونچائی یہ بھی اُسی وقت مع سرداروں کے سوار ہوئی فوج سب تیار ہوئی ناگاہ نشواط لشکر پر آگرا پھر ویساہی ہنگامۂ بگیر بدو بکُش کا بلند ہوا سیلاب خون ہر سمت جاری ہوئی ملک عدم کے جانے کی تیاری ہوئی تیغے موج دریا کی طرح لہرانے لگے جسم خون مین نہانے لگے دریاے مرگ کا پاٹ بڑھ گیا فنا کے گھاٹ پر گذر ہوا اُسوقت ملکہ طاؤس جادو جسکا مطیع الاسلام ہونا جلد اوّل مین بیان کیا گیا ہے مہرخ کے پاس آکر گویا ہوئی کہ نشواط طاؤس طلسم پر سوار ہوکر آیا ہے یہ اِسطرح نہ مارا جائیگا اِسکے ہلاک ہونیکی اور تدبیر ہے یہ کہکر زمین پر گری اور اپنے جسم کو خنجر سے کاٹکر خون نکالا اور اُسی خون سے زمین کو لیپکر سحر پڑھنے لگی کچھ عرصہ مین زمین تھرّا کر شق ہوئی اور وہی چار سَو پریان جنسے افراسیاب نے طاؤس منگوایا تھا زمین سے پیدا ہوئین یہ پریان پہلے اِسی ملکہ طاؤس کے سپرد تھین جب سے یہ شریک عمر ہوگئی وہ سب بے سردار بسر کرتی تھین فی الجملہ جب وہ زمین سے نکلین اِسنے کہا اے محافظان طاؤس طلسم تم اپنی بھینٹ مجھسے لو اور طاؤس کو مارو وہ پریان تو ہمیشہ سے اِس کی فرمانبردار تھین اور اُنپر کوئی سردار شاہ جادوان نے دوسرا مقرر نکیا تھا بدینوجہ وہ ابتک اِسیکو اپنا مالک جانتی تھین اِسکے حکم دیتے ہی وہ طاؤس پر جا پڑین عین ہنگامۂ جنگ مین انھون نے ترسول طاؤس پر مارا اُسکے جسم پر آگ لگ گئی اور جلگیا اور نشواط اُسپر سے گرا چاہتا تھا کہ سنبھلے مہرخ لڑتی ہوئی پاس اُسکے پہونچ گئی اور ناریل سحر پڑھکر مارا کہ اُسکے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا شور اُسکے مرنے کا بلند تھا ہوا صدا آئی کہ مارا مجکو نام میرا نشواط جادو تھا اُسکے مرتے ہی یا تو لشکر مہرخ مغلوب تھا اب غالب ہوکر طلازمان حیرت کو قتل کرنے لگا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی عروس تیغ گلے ملنے لگی سر رونمائی مین دیے جاتے تھے زخمون کے ہار رزم اور براتی پہنکر پہنتے تھے سردارونکے سر لڑائی کا طُرہ تھا آب خنجر و تیغ کی شربت پلائی مین نقد جان ہر ایک دیتا تھا للمولفہ

تیغ کے شیفتہ سرو گردن
شاہد مرگ پر عجب جوبن

زخم اِس طرح تن پہ تھے کاری
جامۂ جسم پر تھی گلکاری

تھا نہ تھا نہ بدن کا پیراہن
خون مین ڈوبے ہوے تھے فوج شکن

تلوارون کی جھنکار ساز کی آواز رقص بسملان کا وعدہ گاہ مصاف مین نیا انداز آنکا حاصل

حیرت نے لڑائی بگڑتے دیکھ کر طبل بازگشت بجوایا اور بقیہ لشکر کو لیکر پھر آئی اوسوقت مصور وصورت نگار نے تسکین دی کہا اے ملکہ ہر چند کہ مین تصویرین کھینچ رہا ہون اور چلہ کشی مین رہتا ہون مگر میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ تا ان نمکحرامون کو برباد کردون حیرت نے تمام ماجرا یہان کا اور ارادہ جنگ مصور لکھکر شاہ جادوان پاس ایک پُتلے کے ہاتھ بھیجدیا اور آپ منتظر جواب کی بیٹھی ادھر طاؤس نے خون اپنا بھینٹ مین دیکر اُن پریون کو رخصت کیا اور لشکریون نے کمر کھولی سردار داخل بارگاہ ہوکر بعشرت تمام شغل میخواری کرنے لگے ناچ ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا یہ سب تو مصروف انبساط ہین اور حیرت رنجیدہ ہے اِنکو اسی حال مین چھوڑیے اور ذکر مسافر منازل طلسمات یعنی عمر اور مخمور خوش صفات کا سُنیے کہ یہ دونون جب رہگرائے منزل مقصود ہوے ایک روز ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے گل وریاحین سے سب جنگل مملو تھا چمنستان یاسمن وشبو تھا کہین نرگس کے تختے تھے کہین گلہائے خودرو کھلے تھے کہ بقول مؤلف

دشت تھا یا بہشت کا گلشن — سرو وسنبل پہ تھا عجب جوبن
کھل رہے تھے طرح طرح کے گل — لطف پر صحبت گل وبلبل
دشت کے بیچ مین بشوکت وشان — ایک تعمیر لاجواب مکان
ہر طرف قصر کے بنے کمرے — چلمنون سے سجے ہوے کمرے
بُرج ایسے تھے اُس جگہ تعمیر — نہ تھے برج فلک بھی اُنکے نظیر
فرش سب صاف وستھرا اچھا تھا — چشم حیران کا ایک تماشا تھا
تھے جواہر کے میز فرش دھرے — عرش کے ہمجوار تخت بچھے
جھاڑ اور ہانڈیان بلورین تھین — فی الحقیقت وہ نور آگین تھین
مال واسباب بھیاس اُسمین — تھے جواہر کے سب گلاس اُسمین
تھا سکان گو کہ رشک خلد برین — کوئی لیکن نہ پایا اُسکا مکین
کرسیان میزین تھین جواہر کار — رکھے گلدستے ہر طرف کو ہزار
دیکھکر اُس مکان کی زینت گو — ہاتھ کھولا عمر نے غارت کو

پہلے ڈھیلا عمر نے اک پھینکا　　تاکہ ساکن یہان کا ہو پیدا
جب نہ پایا کسیکو تب بیباک　　آیا اندر مکان کے وہ چالاک
جال الیاس مار کر ہر جا　　نذر زنبیل سارا مال کیا

عمر سارا اسباب لوٹ کر چاہتا تھا کہ یہان سے نکلکر اپنی راہ لے کہ ناگاہ ایک ساحرۂ کریہ منظر وسیہ فام بدشکل و نافرجام اُڑتا ہوا آیا اور للکارا کہ اے دزدو تمنے سارا مکان طلسم لوٹ لیا مگر میرے ہاتھ سے بچکر جانا دشوار ہے سزاے بدکرداری مین جان عذاب الیم مین گرفتار ہے یہ کہکر سحر پڑھتا ہوا آگے بڑھا مخمور نے اُسکو جب آمادہ بہ فساد پایا عمر کو پیچھے کیا اور سینہ سپر کرکے اُسکے مقابل ہوئی اوسنے ایک ناریل سحر پڑھکر مارا اِسنے انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ناریل دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور اوسکا خالی گیا اور یہ نیمچہ کھینچکر حملہ ور ہوئی باہم چوٹ چلنے لگی اُس جادوگر نے اپنے تئین جب مغلوب پایا دل مین خیال کیا کہ یہ وہ شاہزادی ہی جسپر شہنشاہ ساحران فریفتہ ہے اور سرحدار طلسم ہے اگر کچھ دیر اور لڑیگی تو تجکو قتل کرڈالیگی لازم ہو کہ بمکاری اِسکو گرفتار کر اور اپنی جان بچا ورنہ مفت مارا جائیگا یہ سوچکر لڑتے لڑتے تلوار پھینک کر قدم پر آگرا اور بمنت تمام دانت نکال کر گویا ہوا کہ اے ملکۂ دوران یہ نہ جانتا تھا کہ آپ مخمور سرخ چشم ہین بلکہ دزد سمجھکر مرتکب اِس بے ادبی کا ہوا تھا اور ایذارسانی پر کمر باندھے تھا اب ظاہر ہوا کہ حضور مصاحب خاص شہنشاہ ہین ہماری مالک مال وجان ہین پس امیدوار ہون کہ اپنے کرم سے میری خطا معاف فرمایئے اور یہان سے کفش خانہ قریب ہے وہان تشریف لے چلیے ماحضر نوش کیجیے مین بھی اطاعت کرونگا اور ملازمان جناب مین منسلک ہوکر ہمچشمون مین آبرو پاؤنگا کہ مؤلف آپکے شمع قدم سے ہو جو گھر روشن مرا + کلبۂ تاریک بھی ہو وادی ایمن مرا + یہ تقریر سُنکر مخمور بھی رزم کرنے سے باز رہی اور عمر سے کہا کہ خواجہ اِسکے ساتھ چلیے عمر نے چُپکے سے کہا کہ اے ملکہ پیشانی اِسکی تاریک ہی یہ مکر سے عذر کرتا ہے فریب دینا چاہتا ہے اِسکے گھر جانا بہتر نہین مخمور نے جواب دیا کہ آپ ہی کا قول ہے کہ جو منت کرے اور اطاعت اسلام کرنے کا اقرار کرتا ہو اُسکا کہنا ماننا لازم ہے اگر بُرائی وہ کریگا تو کیا ہوگا خدا مالک ہی بس اب کچھ خوف نفرمایئے مثل مشہور ہے کہ زدہ را نتوان زد جیسے اب زیر ہوا ہے ویسے ہی پھر زیر ہو جائیگا

عمر یہ کلمات سُنکر چپ ہو رہا اور سوچا کہ اِسکے ساتھ چلو جو کچھ وہان مال ہوگا وہ بھی لوٹین گے اور اس مکّار کو بھی مارینگے یہ سوچکر لالچ مین آیا اور بمقتضاے ع بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند + مخمور کے ساتھ روانہ ہوا وہ ساحر اُس بیشہ سے گذر کر ایک درّۂ کوہ مین لایا اور وہان سے گذر کر ایک دشت سبز و خرم مین پہونچا عمر نے وہان قصر فلک رفعت تعمیر پایا یہ مکان پہلے مکان سے خوبی مین دہ چند تھا ہر ذیہوش کے دلپسند تھا کوئی تکلّف ایسا نہ تھا جو اُسجگہ نہ کیا گیا تھا کوئی سامان آرایش و زیبایش باقی نرہا تھا جو وہان ہوتا وہ ساحر کہ نام اُسکا تعمیر جادو ہے اُس قصر مین اِن دونون کو لایا دروازے کمرے کے کھول دیے مسند پُر تکلف پر بٹھایا کشتیان شراب ناب کی قابین گزک کے لیے کباب کی حاضر کین فواکہات کی ڈالیان سامنے لاکر رکھین مخمور نے کہا خواجہ لو شغل میخواری کرو عمر نے کہا تم بیو مجکو بھی ایک آدھ جام دیدینا مخمور نے جام بھر کر پہلے اُس ساحر کو دیا اِسلیے کہ مبادا اِس مین زہر اِسنے ملایا ہو تو اِسیکا کام تمام ہو جائے غرض جب وہ پی چُکا تو اِسنے خود پینا شروع کیا یہ تو میخواری مین مصروف و متوجہ تھی اور عمر اُس جگہ کا مال تجویز کر رہا تھا اُس ساحر نے دونون کو غافل پاکر سحر پڑھ پڑھ کر پھونکنا شروع کیا جب مخمور کو خوب نشہ ہوا بسبب اُسکے سحر کے بیہوش ہو گئی اور عمر نے ہر چند کہ شراب نہ پی تھی اُسپر بھی سحر اُسکا اثر کر گیا یعنی ہاتھ پاؤن کرخت ہو گئے بیحس و حرکت ہو گیا وہ ساحر ان دونون کو اُٹھا کر سمت افراسیاب روانہ ہوا اتفاقاً اُس مکان اوّل تک جسکو عمر نے غارت کیا تھا یہ پہونچا ہوگا کہ اُدھر سے صباے جادو فرستادۂ افراسیاب جو بہر گرفتاری عمر روانہ ہوا تھا آتا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر عمر اور مخمور کو پکڑے لیے جاتا ہے یہ حال دیکھکر وہ قریب آیا اور گویا ہوا کہ بھائی تم نے بڑا کام کیا کہ اِس مفتری اور مفسدہ کو گرفتار کر لاتے لاؤ مجھے دو کہ شاہ طلسم پاس لیجاؤن وہ اِنکی تلاش مین ہین اور مجھے خاص کر اِسی کام کے لیے بھیجا تھا کہ اِنکو پکڑ لیجاؤن اُس ساحر نے جب یہ کیفیت سُنی اور معلوم کیا کہ شہنشاہ ساحران کو بہت اِنکی تلاش و جستجو ہے گویا ہوا کہ کیا خوب محنت کوئی کرے اور مزے کوئی اُڑائے میرے صاحب آپ کون لیجانے والے مین خود کیا راستہ نہین جانتا ہون یا بادشاہ تک پہونچ نہین سکتا اِنکو شاہ کے روبرو لیجاؤنگا انعام وافر پاؤنگا خیر خواہ کہلاؤنگا صباے جادو نے اِس گفتگو کو سُنکر پہلے منت بہت سی کی کہ بھائی میرے لیے بڑی بدنامی ہوگی کہ مجرمون کو گرفتار کرنے گیا مگر وہ گرفتار

نہو سکے خالی پھر آیا پس ہم تم آپس مین ایک ہین ہماری حقارت و سبکی عین تمھاری ذلت و ندامت
ہے بہتر یہی ہو کہ مجھی کو لیجانے دو اِس مین کد نکرو ورنہ تمھارے لیے اچھا نہو گا اُس ساحر نے کہا واہ خوب
آپ نے سبق پڑھایا بھلا صاحب تمھارے نہ لیجانے مین تو حقارت ہو اور میری کیسی ذلت ہو گی کہ
سب کہینگے یہ ایسا بودا تھا کہ قیدیونکو چھنوا دیا آپ نہ لیجا سکا اور یہ جو تمنے کہا کہ اچھا نہ ہو گا تو اچھا
کیا نہو گا مین کچھ ایسا حلوا ہون جو تو مجھکو دھمکاتا ہے جا اپنا کام کر مین نے ایسے فقرے بہت دیکھے
ہین تم ایسے بہتون کو مین چرا چکا ہون صبا ے جادو نے جب دیکھا یہ منت سے نمانیگا اور سخت
کلامی کرتا ہے پس بغضب تمام آگے بڑھا اور کلمات سخت و درشت زبان پر لایا پکارا کہ ای اجل گرفتہ
سنبھل دیکھون تو کیونکر نہین دیتا اُسنے کہا مین بخوبی ہوشیار رہون دیکھتا ہون کہ کیونکر تو لے لیتا ہے
بلکہ تو اپنی جان کی خیر منا اُسنے یہ سُنکر ایک نارنج سحر پڑھکر مارا وہ نارنج اُسکے سینے پاس جا کر پھٹا اور
آگ کے شعلے نکلکر جسم مین لپٹے اُس ساحر نے درجواب اِس سحر کے فلک کی طرف کچھ پڑھکر پھونکا کہ ایک
لکہ ابر پیدا ہو کر برسا وہ آگ بالکل بجھ گئی اور ایک ناریل صبا پر مارا اُسنے بھی ایسا سحر پڑھکر اشارہ
کیا کہ ناریل دو ٹکڑے ہو کر زمین مین سما گیا اور نیمچہ سحر کھینچکر اُسپر جا پڑا اُسنے وار اِسکے روکنا شروع
کیے یہانتک کہ ایکبار صبا ے جادو کا نیمچہ برق بنکر جو اُسکے سر پر گرا ہر چند اُسنے رد کیا مگر رُک
نہ سکا وہ بجلی اُسکو کاٹکر زمین مین اُتر گئی دو پرکالے ہو کر وہ گرا اور شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا بعد کچھ
عرصہ کے صدا آئی کہ مارا مجکو نام میرا التمیر جادو تھا بعد برطرف ہونے غل و شور کے صبا نے چاہا کہ
قیدیون کو لیکر روانہ ہو مگر اُس ساحر کے مرنے سے مخمور و عمر پر سے سحر اُسکا باطل ہو گیا تھا اور یہ
دونون ہوشیار ہو گئے تھے مخمور سنبھلی اور چمک کر اُٹھی تھی کہ صبا نے کہا اے مخمور چل مین تیری
خطا شہنشاہ طلسم سے معاف کرا دونگا مخمور نے جواب دیا کہ وہ شاہ طلسم مادر بخطا کیا میری خطا
معاف کریگا اور اے بیحیا تو کب میرے ہاتھ سے زندہ بچے گا اُسکو یہ کلمہ سُنکر غصہ آیا اور نارنج سحر
پڑھکر لگایا اِس زن شیر صولت نے خالی دیا اور سحر پڑھتی ہوئی آگے بڑھی صبا نیمچہ کھینچکر اُسپر بھی
آگرا یہ بھی تلوار پکڑ کر مقابل ہوئی برابر سے بجلیان دو نیمچون کی کوند کوند کر گرنے لگین کہ مؤلف

چمکتی تھی بجلی گرجتا تھا رعد
نہ اُسکو ظفر تھی نہ اِسکو خطر
مقابل ہوے تھے بہم نحس و سعد
نہ پروا ے جان کچھ نہ مرنے کا ڈر

صبا لڑنے مین اس سے عاجز آیا اور نزدیک تھا کہ مخمور اُسکو جہنم مین بھیجے مگر اُسنے جب اپنے تئین
مغلوب دیکھا فوراً جھولی سے خاک قبر جمشید نکال کر اُڑائی وہ مخمور پر پڑی یہ بیہوش ہوگئی عمر نے جو
یہ ماجرا دیکھا براہ مکاری دوڑ کر صبا کے قدم پر گرا اور بنبت تمام گویا ہوا کہ یہ عورت ناقص العقل تھی
ہر چند آپ نے فہمایش کی مگر اُسنے سمجھانا آپکا نہ مانا آخر اپنی سزا کو پہونچی مگر مین امیدوار ہون کہ
آپ میری خطا شاہ جادوان سے معاف کرا دیجیے مجکو خوب ثابت ہوگیا کہ بادشاہ طلسم سے مخالف
ہوکر کوئی زندہ نہین رہ سکتا وہ بڑا زبردست ہی کہ جسکے مطیع اپ ایسے ساحران نامور ہین صبا
یہ باتین سُنکر خوش ہوا اور ازبسکہ شاہ پاس تولیجانا چاہتا ہی تھا عمر کے منت گذار ہونیسے بغیر گرفتار
کیے ساتھ لے لیا عمر نے اثنائے راہ مین قابو پاکر اُسکے منھ پر حباب بیہوشی مارا کہ وہ چرخ کھاکر گرا
لیکن اتفاق سے ایسے مقام پر گرا کہ وہ جگہ ترائی کی تھی اور ڈبرا پانی سے بھرا ہوا تھا اُس ڈبرے
مین اُسکا سر جا کر پڑا اور مخمور کو بیہوش کرکے اِسنے لاد لیا تھا وہ بھی ڈبرے مین گری پانی کی سردی
سے دونون کو ہوش آگیا صبا بھی سنبھل کر اُٹھا اور مخمور بھی جست کرکے پانی سے نکلی لیکن صبا
شرارت عمر سمجھ کر لدپکا کہ مین اُسکو سزا دون مخمور نے ڈانٹا کہ کدھر جاتا ہی اور کچھ سحر پڑھکر دستک
دی کہ ایک بجلی اوپر سے چمک کر جو گری اُسکے دو ٹکڑے کرتی ہوئی زمین مین اُتر گئی غل و شور برپا
ہوا تاریکی ہوگئی بعد اُس ہنگامے کے سر صبائے جادو کا شق ہوگیا اور ایک طائر سبز فام خوشرنگ
سر سے نکلکر روتا ہوا سمت شاہ طلسم گیا اور یہ دونون آگے بڑھے مگر طائر باغ سیب مین پہونچا اور
پکارا کہ اے شہنشاہ صبائے جادو کو متصل مکان طلسمی جہان کی ملکہ نوجادو مالک ہے عمر و
مخمور نے مارا یہ کہکر اُس طائر کے منھ سے ایک شعلۂ آتش نکلا اور سارے بدن مین آگ لگی کہ جلکر راکھ
ہوگیا شاہ جادوان مقام محافظان طاؤس طلسم کے پاس سے آکر مسند عیش پر جلوہ گر تھا یہ خبر
بزبان طائر سُنکر غضبناک ہوا اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور کچھ دیر مین ایک
ساحر اژدہے پر سوار روبروے بادشاہ ذی تبار حاضر ہوکر آداب بجالایا اِسنے پہلے اُسکا حال
بہ شفقت تمام پوچھا پھر حکم دیا کہ اے بلاتے جادو تمھارے بھائی کو مخمور نے متصل مکان طلسم
مار ڈالا ابھی وہ وہین ہین جاؤ اور اون دونون کو گرفتار کرکے میرے روبرو لاؤ اور اگر نہ آسکین
تو اونکے سر لاؤ تامل نکرو جلد جاؤ بلا یہ حکم محکم بادشاہ سُنکر تسلیم کرکے پھرا اور اژدر پر سوار ہوکر

روانہ ہوا اُسکے روانہ ہونے کے بعد نامۂ حیرت آیا شاہ نے پڑھا اُس مین قتل ہونے نقشواط اور قصد کرنا کرنے کا مصور کے دریافت ہوا اُس نامہ کا جواب اِس طرح لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراتی نہین مین یہان سے تمھاری مدد کے لیے طوفان بن قہار فیل سوار کو بھیجتا ہون وہ بہت زبردست ہی کسی سے زیر نہوگا اور مرشدزادے اگر عازم جنگ ہین تو اونکو بھیجے وہ بارگاہ عظیم الشان عنایت کی جو زیر طلسم استادہ ہے اُنھین چاہیے کہ طوفان کے وہان پہونچنے تک کام نمکحرامونکا تمام کرین اور اے ملکہ تم بھی مرشدزادے کی خاطرداری اور تعظیم کرنے مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرنا بس یہ جواب لکھکر حیرت پاس بھیجدیا اُسنے جواب پاکر نہایت خوشی کی اور مصور کو وہ نامہ دکھایا وہ بھی بہت خرسند ہوا اور کہا بعد فتح مین بارگاہ لونگا اور علاوہ اِسکے جومال کہ بادشاہ طلسم کا ہے اُسکو مین اپنا ہی مال جانتا ہون جو چاہون وہ کرون مجھے بارگاہ کی کچھ احتیاج نہین یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا زوجہ سے گویا ہوا کہ لو صاحب مبارک ہو میرے ہی نام یہ فتح تھی شاہ طلسم نے ایسا کچھ مجکو لکھا ہے صورت نگار نے کہا عیار ایک مرتبہ ہمکو ذلیل کر چکے ہین اور اُنکے ہوتے فتح ہونا غیر ممکن لہذا تم اِس مقدمے مین اگر نہ بولو تو اچھا ہی اِس مین جان جانے کا اندیشہ ہے مصور نے جواب دیا کہ مین بغیر سارے لشکر کی تصویرین کھینچے ہرگز نہ لڑتا لیکن کیا کرون میرا دل نہین مانتا میرے دادا کے سب بندے قتل ہوے جاتے ہین الحاصل اوسکی زوجہ نے بہت کچھ سمجھایا مگر اُسنے نمانا اور درۂ کوہ مین جاکر زمین کو پاک وصاف کرکے آگ سلگائی گوگل مرچین جلائین کلیجیان بھُنگے بھینٹ مین دیے اگیاری کی خاک ایک طرف اُڑا دی دفعۃً ایک غبار تیرہ وتار اِسی طرف سے پیدا ہوا جدہر وہ خاک اُڑکر گئی اور اُس غبار سے ایک پتلا گھوڑے پر مثل انسانون کے سوار اِسکے پاس آیا اِسنے اُسکو شراب کی بوتلین اور کلیجی اور سور کی زبان بھینٹ دی اُسنے شراب پی گوشت کھالیا اِسنے کہا اب تم کل معرکۂ جنگ مین آنا کام میرے دشمنون کا تمام کرنا اُس پتلے نے اقرار کیا اور چلا گیا راوی کہتا ہی کہ مصور ازبسکہ سحر تصویر بنانے کا کرتا ہی اِسوجہ سے اُس پتلے کو اِسنے کاغذ کا قبل مین بنایا تھا اور اِسکے جسد مین بیر سحر کا داخل کیا تھا اور رد اِس سحر کا اِس طرح بنایا کہ ایک عقاب بزور سحر بناکر صحرا مین چھوڑ دیا اور اِسلیے کہ کوئی اِس عقاب کو اگر تلاش کرے تو پائے نہین بہت سے عقاب اِسیطرح اور اِسی

قد و قامت کے بنا کر ہمراہ اُس عقاب کے کردیے کہ جہان وہ رہے یہ سب بھی رہین تاکہ ہر ایک دھوکا کھائے اور نہ سمجھ سکے کہ کونسا عقاب کام کا ہے فی الجملہ حال اِس عقاب کا آگے بیان ہوگا اب حال مصور سُنیے کہ یہ اُس پتلے سے وعدہ کرکے لشکر مین آیا اور حیرت سے کہلا بھیجا کہ میرے نام طبل رزم بجنے کا حکم دیجیے اتابل نکیجیے حیرت نے اُسکی استدعا کے بموجب قریب شام حکم نقارہ نوازی دیا جسوقت کہ عقاب تیز پرواز فلک جسکا آشیانہ بُرج اسد ہے صحراے افلاک سے اُڑکر کوہ مغرب مین گیا اور شبیہ سیارگان سے صفحۂ زبرجدین افلاک منقوش نظر آنے لگا کہ بمقتضاے قول مؤلف

ہوئی صنعتِ کلکِ قدرت عیان — مزین ہوا صفحۂ آسمان
نظر آئی بالاے چرخِ برین — کواکب کی صورت بصد زیب و زین

لشکریان حیرت نے طبل جنگ بجایا طائران سحر لشکر مہرخ بہر خبر گیری یہان موجود تھے خبر لیکر حاضر بارگاہ آسمان جاہ ہوے اور بشکل انسان متمثل ہوکر بزبان عجز انتما اسطرح بعد دعا و ثنا عرض کرنے لگے کہ بموجب ابیات مؤلف

شہا تیری دولت رہے برقرار — مددگار تیرا ہو پروردگار
ابد تک یہ قایم رہے سلطنت — عدالت سے آباد ہو مملکت

بنام مصور بدسیر لشکر مخالف بدگہر مین طبل جنگ بجا ہی ارادۂ فاسد دشمن حاسد ملازمان حضور پُرنور کی ایذا رسانی کا ہی یہ کہکر پرواز کرکے بشکل طائر پھر روانہ ہوے یہ خبر سُنتے ہی مہرخ نے بھی نظر بفضل کردگار کرکے نفیر سحر کو دم دیا سرداران عالیشان نے کوس حربی بجایا دربار شام سے برخاست ہوا ہر ایک اپنی جگہ پر آکر مصروف تیاری سامان جدال تھا کوئی اگیاری کرتا تھا کوئی منتر جنتر پڑھتا تھا ڈمرو بجتا تھا بہادر ہتھیار صاف کرتے تھے مردانگی کا دم بھرتے تھے کہ بمقتضاے لمؤلفہ

ہوے مرد جنگ آزما ہوشیار — نبرد آزمایان خنجر گذار
سپہدار لشکر بجاہ و حشم — لگے کرنے سامان جنگی بہم
ہوئین تیغین صیقل سے پھر آبدار — عیان پھر ہوا قہر پروردگار
اُمڈنے لگین فوج کی بدلیان — درخشان ہوئین تیغ کی بجلیان
کیا ساحرون نے بپا شور و شر — دیے بھینٹ مین سینے دشمن کے سر

۲۲ ۱۱

بلانے لگے سحر پڑھ پڑھ کے بیسر
اِسی رنگ مین تھے صغیر و کبیر

مصور کے نام پر طبل رزمی کے بجنے سے سبکو انتشار تھا تردد مین ہر ایک سردار تھا بہار باغ وبہار دکھاکر دشمن کو باغ سبز دکھانا چاہتی تھی مہرخ فروغ سحر دکھاکر عدو کا دل داغدار فرماتی سرخ مو کو سرخروئی منظور تھی حاصل یہ کہ ہر ایک کو ایسی ہی کچھ فرورتھی رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جسوقت کہ مصوّر آفرینش نے پیکر پُر نور مہر کو نگارخانۂ مشرق سے جلوہ طراز فرمایا اور تصاویر کواکب کو خامۂ شعاع مہر نے صفحۂ افلاک سے مٹایا کہ بمقتضاے مؤلفہ

جب شعلۂ تیغ تیز بھڑکا
تاریکی مین ہوگیا اُجالا
تھا بخت بہادرون کا روشن
پھیلا نور سحر کا دامن

لشکر دونون جانب سے دشت قتال مین وارد ہوے پھر وہی معرکۂ گیر و دار تھا وہی ہنگامۂ گرم بازاری نبرد و پیکار تھا صفوف جنگ ترتیب پذیر تھین دونون فوجین مثل دریا موج گیر تھین نقیب بآواز بلند پکارتے تھے بہادرون کو للکارتے تھے کہ ہان نوجوانو جوہر شمشیر دکھادو معرکہ دیکھین کسکے ہاتھ ہے منھ نہ موڑنا تیغ و گردن کا ساتھ ہے غرض کہ جب ساحر ونکے پرے جم گئے سپاہی لڑنے پر تُل گئے مصور صف لشکر سے آگے بڑھا اور کچھ بڑھکر صحرا کی طرف پھونکا غبار تیرہ و تار پیدا ہوا اور وہی ٹیلا گھوڑے پر سوار میدان مین آکر ٹھہرا جسکا ذکر پہلے بیان ہو چکا ہی مصور نے اُسکے آنے سے نعرہ مارا کہ اے فرقۂ نمکحرام اِس سوار سے آکر ہم نبرد ہو سمت عدم رہ نورد ہو مہرخ نہیب سُنکر جانب لشکر نگران ہوئی گلزار جادو ملازم بہار نے ہنس اوڑاکر میدان کی راہ لی اور اُس سوار کے مقابل پہونچکر ضرب طلب کی اِسنے شمشیر کھینچ کر کمر کو بتلاکر سر پہ ہاتھ مارا گلزار نے سحر پڑھا دس سپرین سحر کی سر پر از خود آگیئن مگر شمشیر نے اُس سوار کی سپرون کو کاٹ کر گلزار کے دو ٹکڑے کیے شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا مصور نے پھر مبارز طلب کی اِدھر سے گلزار کا بھائی لالہ زار جادو اُسکے سامنے گیا اور ایک نارنج سوار پر مارا نارنج اُسکے قریب جاکر اُلٹا پھر آیا دوبارہ اِسنے ناریل مارا وہ بھی خالی گیا اور اُس سوار نے اِسکے بھی تلوار ماری اسنے ہر چند روکیا ممکن نہوا اور تیغ نے دو ٹکڑے کیا غل مرنے کا بلند ہوا پھر مصوّر نے نہیب دی اِدھر سے اور ایک ساحر لڑنے گیا اور ہزار ہا سحر اس سوار پر کیے مگر کوئی

اثر پذیر ہوئے اور سوار نے اِسطرح بھی دو پرکالے کیے اِسی طرح جو ساحر اُسکے مقابلے مین گیا طعمۂ
شمشیر اجل ہوا دس بیس ساحر نامی و نامور شام تک شکار گلشن فنا ہوئے پرا بند ہوگیا اُسوقت بہار
نے ارادہ نکلنے کا کیا لیکن مہرخ مانع ہوئی اور کہا تم نجاؤ یہ پتلا مصور کے سحر کا ہے کبھی سے مارا
نجائیگا اور جو اُسکے سامنے جائیگا قتل ہوگا بہار نے جواب دیا کہ خدا مالک ہے مین اِس بھڑوے
مصور کو جاکر دیوانہ بناتی ہون وہ خود اِس پتلے کو مٹائیگا اور اپنے کیے کی سزا پائیگا یہ کہکر
چاہتی تھی کہ اپنا تخت آگے بڑھائے اور لڑنے جائے لیکن دن تمام ہوچکا تھا اور باغبان دہر
کشت انجم فلک کی آبیاری کیا چاہتا تھا کہ مؤلفہ یہ ہیبت سے طاری ہوا اضطراب + گریزان ہوا
چرخ سے آفتاب + مصور نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا اے گروہ باغیان پردۂ شب
تمھارے واسطے حائل ہوگیا کل تم سب مارے جاؤگے مناسب ہے کہ اطاعت شاہ جادوان کرو
اور فساد سے باز آؤ لشکریان مہرخ نے اِن کلمات کے جواب مین شاہ طلسم کو بُرا بھلا کہا قصۂ مختصر
لشکر میدان سے پھرے اور مقام پر اپنے پہونچکر آرام پذیر ہوئے لشکرون مین چراغان کی روشنی
ہوئی سردارون نے میخواری شروع کی ناچ بارگاہ مین ہونے لگا طنطنۂ عشرت و کامرانی بلند
ہوا عیّار بھی بارگاہ مین آئے اور مہرخ سے مستفسر ہوئے کہ اِس سوار کو تم جانتی ہو کہ کون
ہے اور اِسکا اصل حال کیا ہے مہرخ نے کہا مین نے براہ کہانت دریافت کیا ہے کہ یہ پُتلا
مصور کے سحر کا ہے اور بغیر اُسکے دفع کیے اِسکا دور ہونا ناممکن نظر آتا ہے برق عیّار نے کہا
مین جاتا ہون اور اُسکے ہلاک ہونے کی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اِدھر مصوّر جو واپس
ہوکر گیا اِسنے اُس سوار کو جنگل کی جانب بنجانے دیا کہا مجھے بروقت لڑائی کے سحر پڑھکر تمکو بلانے
کی تکلیف ہوتی ہے ایک دن بعد پھر لڑنا ہے چنانچہ اِتنے عرصے کے لیے کاہے کو جاؤ یہ کہکر
ایک خیمہ اِستادہ کردیا کہ یہان رہو وہ پُتلا وہان اُترا اور ازبسکہ اُسکے پیٹ مین کوئی شیطان
اُترا ہوا ہے تو وہ کھاتا پیتا بھی ہے مصوّر نے خدمتگار بہر خدمت مقرر کردیے وہ سامان
اکل و شُرب حاضر لائے پتلا کھانے پینے مین مشغول ہوا اِس اثناے مین برق صورت
ساحر کی ایسی بدل کر لشکر مین آیا اور ایک خدمتگار کو پُتلے کے خدمتی مین سے جاکر اشارے سے
بُلایا جب وہ پاس آیا کہا الگ آؤ مین تمھارے فائدے کی ایک بات کہون خدمتگار اِسکو ساحر

نے

مغرز وضع سمجھ کر کچھ کہ نسکا تنہائی مین چلا آیا برق نے اوسکو بیضۂ بیہوشی مار کر طرفۃ العین مین
بیہوش کردیا اور اُسکا پیراہن لیکر اوسی کی ایسی صورت بنکر اُس پُتلے کے خیمے مین آیا وہ پتلا پلنگڑی پر
لیٹا انار کے دانے کھا رہا تھا برق سرہانے کھڑا ہوکر پنکھا جھلنے لگا اور ایک ہاتھ سے غبار بیہوشی
اُڑاتا تھا پنکھے کی ہوا سے ناک مین اُسکی بیہوشی گئی وہ پُتلا چھینک مار کر بیہوش ہوگیا برق نے
اور زیادہ غبار بیہوشی اُڑایا یہان تک کہ جو لوگ اُسکی خدمت کے لیے تھے وہ بھی بیہوش ہوگئے
اُسوقت اِسنے چاہا کہ پُتلے کا سر کاٹ لون مگر وہ پُتلا پتھر کا ہوگیا یہ حیران ہوا کہ اَب کِسکو مارون
ناچار اُنھین خدمتی لوگون کو جنھین بیہوش کیا تھا اِسنے ہوشیار کرکے کہا ارے میان تم سَب سوگئے
تھے ذرا دیکھو تو میان سوار صاحب کو وہ تو پتھر کے ہوگئے اَب خدمت کِسکی کرین اِن لوگون نے
اِس بیان کو سُنکر تعجب کیا اور اُٹھکر پتلے کو دیکھا واقعی وہ پتھر کا ہوگیا تھا یہ دیکھ کر باہم مشورہ
کیا کہ چلکر مصور سے کہین کہ وہ میان تو پتھر کے ہوگئے غرض خبر کرنے روانہ ہوے برق بھی اُنکے
ساتھ گیا اور سَب نے جاکر مصور سے پتلے کا پتھر ہونا بیان کیا وہ ساحر ماجرا سُنکر پتلے کے خیمے مین
آیا اور اُسکو پتھر کا دیکھکر بڑی دیر تک سحر پڑھا کیا تا اینکہ وہ پُتلا پھر جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا اور
ہوشیار ہوکر گویا ہوا کہ مین سوگیا تھا مصور نے کہا کچھ نہین یہان عیار شاید کوئی آیا تھا اُسنے
آپ کو بیہوش کرکے قتل کرنا چاہا ہوگا پتلے نے کہا اگر یہ امر ہے تو آپ کچھ فکر نہ کرین مین غائب
ہوا جاتا ہون بروقت لڑنے کے آجاؤنگا یا جب مجکو کوئی بیہوش کرے گا مین پتھر کا ہوجاؤن گا
کوئی مجھے قتل نہ کرسکے گا مصور اُسکی تقریر سُنکر مطمئن ہوا اور پھر کر اپنے مقام پر چلا آیا برق
نے بھی یہ سَب گفتگو سُنی دل مین غور کیا کہ اَب اِس پُتلے کو بیہوش کرنے کے لیے یہان ٹھہرنا بیکار ہے
لازم ہے کہ اور کوئی تدبیر کرنا چاہیے یہ سوچکر وہان سے کچھ حیلہ کرکے روانہ ہوا اور بارگاہ
حیرت کی جانب ساحر کی صورت بنکر چلا جب وہان پہونچا ایک خدمتگار کو ملکہ حیرت کے
اشارے سے بُلایا اور کہا چلو تمکو مصور بلاتے ہین خدمتگار اُسکا نام سُنکر بہت خوش ہوا کہ مین
بھی ایسا ہون جیسے مرشدزادے ساحرون کے بُلاتے ہین بس اُسیوقت ہمراہ ہولیا برق نے
کہا واسطے تفریح طبع کے صحرا کی طرف گئے ہین بارگاہ مین نہین ہین اُسی سمت چلو خدمتگار نے
کہا کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ کیا کام ہے اِسنے کہا کچھ انعام تقسیم کیا ہے تمھین بھی دینا منظور ہے

اور کچھ کام نہین خدمتگار اِس فقرے کو سُنکر نہایت خرسند ہوا اُسکے ساتھ جنگل مین آیا اُسنے تنہا پاکر اُسکے منھہ پر بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوگیا برق نے اور زیادہ اُسکو بیہوش کرکے اُسی کا پیرہن پہنکر اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اپنی راہ لی اور ایک رقعہ حیرت کی طرف سے مُہر کرکے لکھا اور بارگاہ مصور مین آیا وہ رقعہ اُسکو دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ ہمنے سُنا ہے عیار نے پُتلے کو بیہوش کیا تھا ایسا نہو کہ عیار پُتلے کو مار ڈالین لہذا میرے اطمینان کے لیے لکھہ بھیجو کہ یہ پُتلا جو تمنے بنایا ہے اِسکی جان کاہے مین رکھی ہے مصور نے جواب مین رقعہ کے لکھہ بھیجا کہ یہان سے کچھ دور ایک درۂ کوہ مین بہت سے عقاب تیز پرواز میرے سحر کے ہین اُن مین ایک عقاب نہایت زبردست اور بڑا ہے جو اسکو کوئی مارے اور اُسکا خون لیکر اِس پُتلے پر چھڑکے تو البتہ یہ پُتلا مرے برق اِس رقعہ کو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا اور ملکہ مہرخ کو دکھایا مہرخ بہت خوش ہوئی اور اُسی وقت سوار ہوکر بموجب نشان تحریر درہ کوہ مین جاکر ڈھونڈھنے لگی بہت سے عقاب ہر سمت پھر رہے تھے اُنمین جو عقاب کہ بہت زبردست اور بزرگ نظر آیا اُسپر اِسنے سحر پڑھنا شروع کیا پھر بھر مین وہ عقاب زمین پر گرا اِسنے کارد سحر سے اُسکو ذبح کرکے خون اُسکا شیشے مین بھر لیا اور اپنی بارگاہ مین آئی لیکن کسی سے اِس راز کو بیان نہین کیا اُدھر جب رات زیادہ گئی وہ دونون خدمتگار جنکو برق بیہوش کرآیا تھا ہوشیار ہوے اور اپنے تئین تنہائی مین برہنہ پڑے دیکھکر سمجھے کہ عیار تو لشکر مین آیا ہی کرتے ہین اور روز ایسے شعبدے سُنا کرتے تھے آج ہمین پر یہ واقعہ گذرا اور شکر ہے ساحری کا کہ زندہ رہے غرضکہ وہان سے اُٹھکر لشکر مین آئے اور لباس پہنکر اپنے کام مین مصروف ہوے ازبسکہ رات زیادہ گئی تھی مالک دونون کے آرام مین تھے اُنسے اپنی حقیقت کہہ نہ سکے جسدم مہر تابان مثل ملازمان پٹکہ زرّین کمر سے باندھکر بارگاہ فلک مین آیا اور نشیب مکمن خاور سے ہوشیار ہوکر باہر نکلا کہ بمقتضاے مؤلف

	اُٹھے خواب نوشین سے پیر و جوان		کیا مہر تابان نے روشن جہان
	چلی سمت مشرق سے ایسی ہوا		چراغ فلک بجھ گئے جھلملا

مصور اُٹھکر پہلے پُتلے کو دیکھنے آیا اُسکو زندہ دیکھکر خوشنود ہوا خدمتگار نے چاہا کہ حال اپنا بیان کرے پھر خائف ہوا کہ ایسا نہو عیار یہان موجود ہو اور اپنا راز میری زبان سے فاش ہوتے

جاوے

معلوم کر گئے مجکو کبھی وقت قابو پا کر مار ڈالے یہ سمجھ کر خاموش ہو رہا مصور وہان سے اُٹھکر بارگاہ حیرت مین گیا حیرت دوپہر آچکی تھی آرام کرنے جاتی تھی اسنے پوچھا کہ اے ملکہ تمنے کل رقعہ بھیجا تھا حیرت نے کہا مین سمجھکر جواب دونگی آپ جا کر طبل جنگ بجوائیے مین دن بھر مین بیس نامے بھیجتی ہون یاد کسکو رہتا ہے کہ کل کتنے خط آئے اور کتنے بھیجے اب جو کچھ پوچھیگا سہ پہر کو پوچھیگا یہ کہکر سونے چلی گئی اور مصور پھر کر اپنی بارگاہ مین آیا از بسکہ دوپہر تھی یہ بھی سو رہا تیسرے پہر کو اُٹھکر افسران فوج کو بلایا اور انتظام لڑائی کا کرنے لگا میخواری مین مصروف ہوا جب دماغ اُسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا فرط مستی مین بے اندیشۂ انجام قریب شام حکم طبل جنگ بجنے کا دیا جسوقت ترک روزگار نے حکم طلایہ داری لشکر انجم نسبت بہرام فلک کے صادر فرمایا اور رن مہتاب کی طرح مہتاب روشنی بخش میدان عالم ہوا کہ مؤلف

تخت سے افلاک کے شاہنشہِ مشرق زمین   بارگاہِ غرب مین جا کر ہوا مسکن گزین
نورِ مہتابِ فلک کی چار سو پھیلی چمک   اِنتظامِ لشکرِ انجم مین تھا ترکِ فلک

لشکر مین صدائے طبل جنگ بلند ہوئی حیرت نے بھی طبل رزم بجوایا جواسیسون نے خبر اس معرکہ کی ملکہ مہرخ کو پہونچائی یعنی باادب تمام بعد ادائے دعا و ثنا عرض پیرا ہو کہ نظم

شہا تیرا اقبال دائم رہے   ہمیشہ ترا ملک قائم رہے
رہین تیرے دشمن ہمیشہ ذلیل   خدا تیرا ہر حال مین ہو کفیل
عدو کل کے دن طالبِ جنگ ہے   پھر آمادۂ شر وہ بے ننگ ہے

مہرخ نے خبر سنتے ہی نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کرنا بے پھونکی صور اسرافیل گویا بجا لشکر کے آراستہ کرنے مین ہر سردار نے قناتون افواج کا غلغلہ بلند کیا پھر وہی غلغلۂ گیر و دار پھر وا ایسا ہی ہنگامہ آشکار تھا ساحر مصروف سحر خوانی تھے بہادرون کو جوشش شجاعت و ارمان جوانی تھے طول ہر مقام پر بجا ہی صبح تک یہی سامان رہا ہر ایک کو جان جانے کا گمان رہا جسوقت فراق شاہد شب مین آہ آتشین سینۂ دہر سے نکلی اور آفتاب تابان بنکر دہن مشرق سے شعلہ نمودار ہوا کہ مؤلف

سینۂ مشرق سے نکلا ایسا شعلہ آہ کا   مہر تابان بنکے گردون پر نمایان ہوگیا
گرمیِ سوزِ درونِ چرخ یہ ظاہر ہوئی   جسکی سارے دہر مین پھیلی ہوئی تھی روشنی

لشکرِ وارد دشتِ مصاف ہوے جوق جوق اور طوق طوق کے پرے بندھ گئے باجے جنگی بجے
کوس و کرنا گرجے مصور و حیرت بھی بڑی جھپک دمک سے لشکر لائے ساحرون کے پرے
جمائے ناقوس پھنکے اور گھنٹے بجے گھٹا سحر کی چھاگئی آتش باری اور سنگباری سے میدان مثل
تنور گرم ہوگر ٹپگیا صداہاے مہیب سے بیرون کی یہ معلوم ہوتا تھا گویا دفترِ عالم اُلٹ گیا القصّہ بعد
ترتیب صفوف افواج تخت دونون لشکر کے سرتاج کے قلب مین قائم ہوے دلاور مرنے پر عازم
ہوئے نقیب مذمّت دنیا سے دی کہکر میدان سے سب ہٹے بہادر سنّاٹے مین آگئے مصور نے کچھ سحر
پڑھا یکایک مجسم مرکب کے کڑاکے کی صدا بلند ہوئی وہی پتلا جسکا ذکر ہوچکا ہے ایک طرف سے پیدا
ہوا اور میدان مین آکر ٹھہرا مصور نے مبارز طلبی کی ملکہ مہرخ نے تاج اُتار کر بوسہ دیکر تخت پر
رکھا کل لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے تمام سردار پا پیادہ ہوکر سامنے ملکہ کے آئے باجے بجنے لگے
ملکہ نے سب کو تسکین و دلاسا دیکر حکم دیا کہ اپنی اپنی جگہ پر جاکر ٹھہرو اور آپ طاؤس پر چڑھکر سامنے
اُس سوار کے گئی ضرب اُس سے طلب کی اُسنے ایک نارنج مارا ملکہ مہرخ نے بھی ناریل مارا نارنج
و ناریل باہم لڑکر ٹوٹ گئے اس عرصے مین مہرخ قریب اُسکے طاؤس اُڑا کر گئی وہ چاہتا تھا کہ
تلوار کا وار کرے اِسنے شیشے سے خون لیکر ایک چھینٹا مارا جیسے ہی خون اُسپر پڑا ایک شعلہ اُسکے
جسم سے نکلا اور اُسنے جلنا شروع کیا دم بھر مین خاک ہوکر رہ گیا واہ واہ کا نعرہ لشکریان مہرخ
نے بلند کیا مصور کو بڑی ندامت ہوئی اور چاہا خود لڑنے کو جائے صورت نگار اوسکی
زوجہ نے روکا اور لڑنے ندیا اُسوقت اِسنے افسران فوج کو للکارا کہ لو اِس بمکرام کو میدان
سے جانے ندو فوج نے مہرخ پر حملہ کیا اِس طرف سے لشکر مہرخ جا پڑا پھر تو دونون لشکر باہم
مل گئے اور جنگ سحر اور شمشیر زنی شروع ہوئی کہ نظم

چو از روز پا سے بدنیسان گذشت	بیابان ز خورشید تفتیده گشت
ہوا گشت ہمچون بخارِ تنور	که در روغن افتاده زان نان ہور
چه در روغنِ تفته ماہی در آب	ز سوزِ جگر داشت صد پیچ و تاب
ہوا گرم آتش فشان تیغہا	مدد جو ز دریاے خون تیغہا
بخون ہر یکے مست و بیتاب بود	جگرہا کباب از پے آب بود

آخر قریب شام حیرت طبل آسایش بجوا کر نا کام پھری مہرخ بھی داخل بارگاہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی
سردار دربار مین آئے سپاہیون نے بستر سے لگائے بارگاہ مین ناچ ہونے لگا دورۂ جام مے گلفام
چلنے لگا اور یہی ہنگامۂ عشرت لشکر حیرت مین بھی گرم تھا مصور بھی شریک بزم تھا حیرت
نے اِسوقت پوچھا کہ اے مصور تم کل رقعہ کا کیا حال پوچھتے تھے اُسنے کہا آپ نے رقعہ بھیجا تھا
جسمین پُتلیے کی جان کا حال دریافت کرنا لکھا تھا مین نے اُس کی کیفیت سب جواب مین لکھ بھیجی
تھی اِس بہی پوچھتا تھا کہ وہ رقعہ آپ ہی نے بھیجا تھا یا کسی اور نے حیرت نے جواب دیا کہ میرے
فرشتون کو بھی خبر نہین کیسا رقعہ اور کیسی جان مجکو نہین معلوم مصور نے کہا آپکا خدمتگار لیگیا
تھا اور خدمتگارون کو طلب کر کے ایک کو اُن مین سے بتلایا کہ یہ رقعہ لایا تھا حیرت نے اُس سے
عتابانہ پوچھا خدمتگار نے اِسوقت موقع اپنے عرض حال کا پاکر سارا ماجرا اپنے بیہوش ہونے کا
بیان کیا پھر تو مصور کے خدمتگار نے بھی اپنی حقیقت کہی مصور کو یقین واثق ہو گیا کہ کوئی
عیّار تجھ سے پوچھ گیا ازبسکہ یہ نبیرۂ سامری ہے بزور سحر اِسنے دریافت کیا کہ کس عیّار نے یہ
چالاکی کی معلوم ہوا کہ برق عیار نے بصورت خدمتگار تجکو فریب دیا یہ جو معلوم ہوا آتش
غضب نے خرمن تحمل کو جلایا اُسیوقت سحر پڑھکر مثل قارون یہ دنی زمین مین سمایا موش صحرائی
کی طرح دامن دشت کترتا ہوا بارگاہ مہرخ مین پہونچکر باہر نکلا یہان سب عیّار فردۂ فتح
سُنکر حاضر ہوے تھے اُن مین سے یہ برق کو پنجے مین داب کر اڑا ساحران بارگاہ نے بہت
سے نارنج ترنج گولے سحر کے مارے مگر کچھ اثر نہ ہوا مہرخ و عشاق و بہار وغیرہ بھی اُڑکر
پیچھے پیچھے روانہ ہوے وہ برق کو اپنی بارگاہ کے دروازے پر لایا اور سحر سے بےحس و حرکت
کر کے زمین پر ڈال دیا اور اسیوقت جلّاد کو بلایا حکم دیا جلد اِسکا سر کاٹ ڈال جلاد نے
برق کو بوریے پر بٹھا کر کوئلے کا خط گردن پر دیا اُس وقت مصور کے حکم سے کچھ فوج بھی
تیار ہو کر بہر حفاظت ہر سمت آگئی اور حیرت بھی خبر سُنکر باہر بارگاہ کے آکھڑی ہوئی برق
سامان مرگ اپنا دیکھکر دل سے درگاہ ربّ العزّت مین رو کر دعا کرنے لگا کہ نظم

یا الٰہی پے رسولِ خدا دستِ ظالم سے دے نجات مجھے	بہر زہرہ برائے عقدہ کشا آج کافی ہے تیری ذات مجھے

تیر دعا ہدف اجابت پر لگا جلاّد گردن جدا کیا چاہتا تھا کہ مہرخ وغیرہ آکر پہونچین بہار نے آتے ہی سحر کرکے اندھیرا کردیا اور عشاق نے سحر کی بجلی جلاّد پر گرائی کہ اُسکو دو ٹکڑے کر گئی اور مہرخ جو پنجہ بنگر گری برق کو اوٹھا لے گئی مصور نے پہلے تو رد سحر کرکے روشنی کی جب جلاّد کو ہلاک پایا اور برق کو زیر تیغ نہ دیکھا جھلاّ کر بزور سحر اُڑا اور للکارتا ہوا عقب مہرخ و بہار چلا صورت نگار نے اوسکو تنہا جاتے دیکھکر نفیر سحر بجائی لشکر مین قرنا پھُنکی جلد کمر بندی ہوئی اور فوج لیکر صورت نگار چلی اُسطرف عشاق آگے بڑھکر لشکر مین پہونچا اور عیّار بھی دوڑکر آئے حکم کیا جلد لشکر تیار ہو کہ ہماری مالکہ فوج مخالف مین گھر گئی ہے بس یہ خبر سُنتے ہی جو جس طرح بیٹھا تھا اُسی طرح سے اُٹھکر جھپٹا اور جو حربہ جسکو ملا اوٹھا لیا غرض کہ مہرخ کو فوج عدو نے راہ مین گھیرا تھا کہ اِدھر سے بھی فوج آپڑی اور باہم سحر سازی شروع ہوئی برق کو مہرخ نے ساحرون کو دیکر اپنی بارگاہ مین بھیجدیا اور آپ فوج سے مقابلہ کیا ساحر سے ساحر بروے ہوا بھڑ گیا سحر کی لاگین منتر کی چوٹین چلنے لگین آسمان سے ہاتھ پانون سر کا مینہ برستا تھا آندھیون کا شور ایسا تھا کہ گوش فلک کر ہوگیا تھا کبھی ایسا اندھیرا ہوجاتا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا کبھی ہزارہا ستارہ اور آفتاب نکل آتا تھا کہ مؤلفہ

اندھیرا تھا ہر سمت چھایا ہوا
نکل آیا سورج اوجالا ہوا
پڑی جبکہ اُس مہر کی روشنی
وہین اُسکو بیہوشی طاری ہوئی
پڑھا ردجو مہرخ نے اُس سحر کا
چھپا سحر کے ابر مین مہر جا
زمین پر سرون کی وہ بارش ہوئی
کہ وان کی زمین سرزمین بنگئی
ہوا پر چمکتی تھی یون تیغ تیز
کہ بجلی ہو جس طرح سے شعلہ ریز
کہین آندھیون سے تھا طوفان بپا
کہین شور بے سرون کا لا انتہا

اِس ہنگامے کا شور سُنکر حیرت بھی آئی اور نتیجہ اِس جنگ کا بے سود سمجھی مصور نے کہا اِس لڑنے سے فتح ہونا اور طلسم سے غدر کا دفع ہونا ممکن نہین تاوقتیکہ کوئی تدبیر ایسی نہ کیجائے جس سے نگرام عاجز ہون یون مقابلہ بیکار ہے یہ کہکر طبل بازگشت بجوادیا لشکر پھر آئے دوبارہ سُنبے نے کمر کھولی آسودہ ہوئی حیرت نے صرصر عیّارہ کو طلب کرکے

بہت غیرت دلائی کہ دیکھ عیار ایسے ہوتے ہین کس طرح پتلے کی جان کا حال پوچھکر اپنے لشکر کو
بچایا فی الحال عمر بھی لشکر مین نہین ہی مگر تجھ سے کچھ نہین ہو سکتا جا ملکہ مہرخ کو گرفتار کرکے لا
صرصر نے عرض کیا کہ آپکے اقبال سے ابھی لاتی ہون یہ کہکر روانہ ہوئی اور صورت ساحر
کی بنکر جب لشکر مین آئی ایک کنیز کسی جادوگرنی کی خیمے سے نکل کر اپنی بی بی کے پاس بارگاہ
مین جاتی تھی اِسنے اُس کنیز کو بہانے سے علیحدہ بلایا کہا میری بات سُنتی جا وُ جب وہ تنہائی
مین آئی اوسنے فوراً حباب مار کر اوسکو بیہوش کیا اور اوسکا پیرہن پہنکر اسی کی ایسی اپنی
صورت بنائی یعنی محرم کے بند دکھانے کے لیے بہت چُست کرکے باندھے دوپٹا اوڑھ کر
کاندھے سے لٹکا دیا سینہ آگے سے کُھلا رکھا اِس لیے کہ طوق اور جگنون جو پہنے ہون لوگ
اُسے دیکھین آنکھون مین کاجل لگا یا مسّی ہونٹون پر ایسی لگائی کہ ٹھڈی تک نہ آئی تھی
پانیچے گھرستی اور گراتی ہنس ہنس کر ایک ایک سے آنکھ مِلاتی چلی جس کسی نے لشکر مین اُسکی
طرف دیکھکر ہنس دیا اوسنے بھڑوا موڈی کا ٹاٹا بنانا شروع کیا جو کوئی نہ بولتا تو از خود
چھیڑتی گالیان کوسنے دیتی اِسی صورت سے بارگاہ مین آئی اتفاقاً ملکہ طاؤس نے
اُس سے پوچھا کہ اری تو کہان گئی تھی صرصر سمجھی کہ جسکو تونے بیہوش کیا ہے وہ کنیز
اِسی کی ہے پس اِسنے اٹھلا کر کہا واری ذرا دم گھبرایا تھا سیر کو گئی تھی طاؤس بولی
کہ مالزادی تجھ کو سیر سوجھی ہے یہان مین چوکی پر جانے کو تھی تیری راہ دیکھتی تھی جلد
آفتابہ رکھ آ اور اب جو کبھی بغیر پوچھے کہین گئی تو خوب جوتیان پڑینگی یہ سُنکر صرصر آفتابہ
اُٹھانے چلی برق کو جو ساحر لائے تھے سحر اُسپر سے دفع کیا تھا وہ بھی بیٹھا تھا اِسنے کنیز کی
طرف بغور دیکھا اور پانؤن اوسکے پیترے سے پڑتے دیکھ کر سمجھا کہ یہ عیارہ ہے بس اُٹھکر
یہ بھی چلا صرصر ہر چند کہ کنیز بنی تھی مگر چار طرف دیکھتی جاتی تھی ہمہ تن چشم تھی برق
کو آتے دیکھکر اُسکے تیور سے پہچان گئی کہ اِسنے تجھ کو پہچانا یہ جانتے ہی جست کرکے سراپردہ
بارگاہ فرا گئی برق نے پکار کر کہا اُستانی ٹھہرو مجھے کچھ کہنا ہے صرصر نے جواب دیا کہ
باہر آؤ تو مزا چکھاؤن برق نیمچہ پکڑ کر باہر جھپٹا لیکن کہتا کہ سب ہوشیار رہین صرصر
کسیکو گرفتار کرنے آئی ہے یہ کہکر جب بیرون بارگاہ آیا دیکھا صرصر کا کہین پتا نہین

سمجھا کہ لشکر سے نکل گئی پھر سوچا کہ مبادا اور کسی سردار کے خیمے مین جائے اور اُسکو آزار پہونچائے بہتر ہے کہ تلاش کرون یہ سوچکر ڈھونڈھتا ہوا چلا یہان صرصر ایک قنات کی آڑ مین چھپی کھڑی تھی اوسکو اور سمت جاتے دیکھ کر بہت جلد اِسنے صورت اپنی مثل صورت ضرغام عیار کے بنائی اور پھر بارگاہ مین آئی مہرخ سے کہا مین صرصر کے پیچھے دوڑا تھا وہ تو نہین ملی آپ بندوبست کیجیے کوئی اندر نہ آنے پائے اور برق نے کچھ کہلا بھیجا ہی آپ الگ آیئے تو عرض کرون مہرخ اُٹھکر اُسکے ساتھ الگ خیمے مین گئی اِسنے حباب بیہوشی مار کر اوسکو بیہوش کر دیا اور پشتارہ باندھکر لے چلی اِس اثناے مین برق سب کہین صرصر کو ڈھونڈھکر بارگاہ مین آیا پوچھا مہرخ کہان سب نے کہا ضرغام بُلا کر لے گئے ہین قریب بارگاہ جو خیمہ ہے وہان گئی ہین برق یہ سُنکر اُس خیمے مین آیا یہان دیکھا تو کوئی نہین سمجھا کہ صرصر لے گئی اُسی وقت یہ بھی لپکا یہان تک کہ صرصر جنگل مین راہ کترا کر پہونچی تھی ہنوز لشکر حیرت تک نہ گئی تھی کہ یہ بھی پہونچ گیا اور للکارا کہ اُستانی اَب کہان جاؤگی اُسوقت تو تمنے خوب سبق دیا مگر اَب بچنا مشکل ہے یہ کہکر نیمچہ پکڑ کر جا پڑا وہ بھی نیمچہ کھینچکر لڑنے لگی دس بیس ہاتھ نیمچے کے چلے ہونگے کہ ایک طرف سے نعرہ قران بلند ہوا اور اُسنے آکر بغدہ تانا کہ اُستانی ایک ہی ضرب مین تم فنا ہوتی ہو بہتر یہ ہے کہ پشتارہ رکھدو صرصر بغدہ تانے اوسکو دیکھ کر سہم گئی اور چاہتی تھی کہ کوئی مکاری کرے مگر اِس جگہ ایک ساحر بیابان جادو نام رہتا ہے اِسنے دیکھا کہ ایک عیّار بچی اور دو عیّار لڑ رہے ہین یہ دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اوڑا اور پنجہ بنکر جو گرا صرصر کو مع پشتارہ اُٹھا لے گیا قران و برق پنجہ گرتے ہی بھاگ کر چھپ رہے جب وہ چلا گیا یہ بھی نکلے اور باہم مشورہ کیا کہ یہ پنجہ صرصر کو یقین ہے کہ بارگاہ حیرت مین لیجائے گا پس ہم پہلے ہی سے چلکر وہان ٹھہرین اور جیسا محل و موقع دیکھین ویسا کرین غرضکہ صورت ساحرون کی ایسی بنا کر روانہ ہوے اُدھر وہ ساحر صرصر کو حقیقت مین سامنے حیرت کے لایا صرصر نے تسلیم کر کے عرض کیا کہ اِس طرح مین لاتی تھی عیارون کے مقابلے سے یہ مجکو اوٹھا لائے حیرت نے دونون کو خلعت دیا اور بانی چھڑکوا کر اِس دھوکے مین کہ بیابان نے مہرخ کو مسحور کر لیا ہوگا ہوشیار کرایا بیابان عین لڑائی

مین صرصر کی پشتارہ اُٹھالایا تھا سحر سے بے حس و حرکت کرنے کی نوبت نہ پہونچی تھی انوقت جو مہرخ ہوشیار ہوئی حیرت کو نشے بیٹھے دیکھا اور بیابان کو قریب استادہ پایا سمجھ گئی کہ یہ ساحر تجکو پکڑلایا ہے پس اوٹھکر ایک طمانچہ بزور سحر ایسا اوسکے مارا کہ بیابان کا سر پھٹ گیا اور وہ تڑپ کر ہلاک ہوا اوسکی تلوار پکڑکر یہ حیرت پہ جا پڑی سردار لینا لینا کہکر اپنی اپنی جگہ سے اوٹھے لیکن مہرخ بادشاہ لشکر عمر ہے اور ساحرہ بے بدل ہے جو اوسکے سامنے آیا اُسنے دو ٹکڑے اُسکو کیا دس بیس ساحر مارے گئے بیر اونکے غل مچانے لگے باہر کے تمام ساحر دوڑے اُنھین کے ساتھ قران و برق بھی کہ ساحر بنکر آئے تھے اندر گھس آئے دیکھا کہ مہرخ جنگ رستمانہ کر رہی ہے اور ساحرون کے نرغے مین گھری ہے یہ دیکھکر دونون عیار حیرت کے قریب جا کھڑے ہوے بظاہر لینا لینا کہتے جاتے تھے اُس ہنگامے مین کون انکو پہچانتا اپنے بیگانے کی کسکو تمیز تھی یہ گھات مین لگے تھے اُسی اثنا مین مہرخ پر یورش زیادہ ہوا اوسنے ایک نارنج سحر پڑھکر ایسا مارا کہ تمام بارگاہ مین آگ لگی اور زمین سے ہزارون مار و عقرب پیدا ہوکر ساحرون کو کاٹنے اور ہلاک کرنے لگے اسوقت حیرت کہ زوجۂ بادشاہ طلسم ہے غضبناک ہوئی اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی مہرخ ہرچند زبردست تھی لیکن اوسکی برابری نکرسکی بیہوش ہوکر گری ساحر تو آگ بجھا رہے تھے سحر پڑھکر سانپ بچھو سے اپنے تئین بچا رہے تھے اور بہت سے بھاگ گئے تھے حیرت خود اوٹھی کہ مین مہرخ کا سر کاٹ لون اُسوقت عیار تو اُسکے قریب کھڑے ہی تھے برق نے دوڑ کر حیرت پر کمند ماری وہ جب تک سنبھلے اور سحر کرے اُسوقت تک اِسنے بیضۂ بیہوشی ناک پر مارا کہ کمند مین اولجھ کے بیہوش ہوکر گری قران نے چاہا کہ جھپٹکر ایک بغدہ مارون اُسوقت ایک پنجہ چمک کر گرا اور مع کمند حیرت کو اوٹھا کر لے گیا قران نے اُسوقت حقۂ آتشباری مارنا شروع کیے وہان حقون مین دھوان ایسا پیدا ہوا کہ تمام بارگاہ تاریک ہوگئی اِس اندھیرے مین جو آگے بڑھا بیضۂ بیہوشی اوسکی ناک پر برق نے تاک کر مارا کہ وہ گرا قران نے بغدہ مار کر ہلاک کیا شور نشور ساحرون کے مرنے کا برپا تھا آندھیان چلتی تھین جو دور دور ساحرون کی فوج اُتری ہوئی تھی اُنکو گمان تھا کہ مہرخ مع اپنے لشکر کے آگری ہے ہر سمت بھگدڑ پڑی تھی اوسی ہنگام مین کچھ دیر کے بعد مہرخ ہوشیار

ہوئی اور بزور سحر اوڑکر چلی عیارون نے وہ ہنگامہ کر رکھا تھا کہ کسی نے اوسکا تعاقب نہ کیا جب
یہ نکل گئی قران و برق سمجھے کہ اب ٹھہرنا بیکار و بے فائدہ ہے یہ بھی حستین کرکے بارگاہ
سے نکل کر راہی ہوے اِس طرف پنجے نے حیرت کو لاکر ایک باغ مین اُتارا اور ایک ساحرہ
کی صورت بنکر ہوشیار کیا حیرت کی جب آنکھ کھُلی بزور سحر حلقہ ہاے کمند کاٹ کر نکلی ساحرہ
نے تسلیم کی اور کہا یہ کمترینہ پریزاد طلسمی ہے اور بحکم شاہ ایسے ہی کام پر مامور ہے اِسوقت
آپ پر وقت صعب تھا کنیز اوٹھا لائی ورنہ دشمن آپ کے ہلاک ہوجاتے واضح ہو کہ حیرت
و شاہ طلسم وغیرہ کے ہمزاد جب تک قتل نہ ہونگے یہ جب بیہوش ہونگے ایسے ہی سبب پیدا
ہونگے کسی طرح مارے نہ جائینگے غرضکہ حیرت وہان سے اوٹھ کر بارگاہ مین آئی اور آگ
لگی ہوئی وہان کی بجھائی لاشین بارگاہ سے اوٹھوا کر تخت پر بیٹھی دربار کا نقارہ بجا مصور
بھی اوسکے پاس آیا باہم بیٹھکر تدبیر جنگ مین مصروف ہوے اودھر مہرخ بھی اپنی بارگاہ
مین آکر پہونچی سردارون نے استقبال کیا اور اوسکے صحیح و سالم آنے سے ہر ایک نے نہایت
خوشی کی جشن کرنے کا سامان کیا اسنے قران و برق کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا
اور طائران سحر بہر خبر گیری روانہ کیے ناچ ہونے لگا میخواری شروع ہوئی یہ سب تو آرام سے
مسکن گزین ہین لیکن شمہ حال سعادت اشتمال گام فرساے بیابان طلسمات ورہ نورد وادی
عجائبات عمر خوش صفات ذکر کیا جاتا ہے کہ یہ جو صباے جادو کو مار کر آگے چلے راہ
مین مخمور سے کہا کہ وہ ساحر جو ہمکو اپنے گھر لے گیا تھا جسکو صبا نے قتل کیا گھر اوسکا بالکل
خالی ہوگا نہ اوسکا کوئی وارث ہوگا نہ والی ہوگا اُس جگہ کو اب چلکر لوٹنا لازم ہے یہ مال مفت
ہاتھ سے جاتا ہے اگر ایسا نکرینگے تو اتنا بڑا سفر طے کیونکر ہوگا زادراہ کہان سے آئیگا مخمور
نے کہا یہ ساحر یہان کی جو مالکہ ہے اوسکا ملازم تھا مکان طلسمی اور وہ مکان دوسرا جہان یہ
ساحر ہمکو لے گیا تھا مع تمام صحرا وغیرہ کے ایک شاہزادی کے قبضے مین ہین اِس جگہ کو آپ تنہا نہ
سمجھیے اور زیادہ لالچ نہ فرمائیے اپنی زادراہ لیجیے عمر نے جواب دیا کہ اگر ایسا ہی بود این کردگی
تو میر اتمہارا ساتھ نبھنا مشکل ہے مین اپنا نقصان کہان تک گوارا کرونگا اے مخمور تم نے سُنا
نہین کہ بیت خدا جسکو دے اور وہ پھیر نہ لے + ہے اوسکی عنایت سے منھ پھیرنا + مخمور یہ

باتین سُنکر ناچار ہوگئی اور چونکہ حکم بردار عمر ہے کچھ تقریر نہ کرسکی مجبور ساتھ ہوئی عمر اسی مکان مین تجسس کُنان پہونچا اور اوسکو اکیلا پاکر لوٹنے لگا جب فرش اور شیشہ آلات وغیرہ سب سامان وہان کا لوٹ چکا ایک صندوق کو اوس مکان کی چھت مین لٹکتے دیکھا مخمور سے کہا اس صندوق مین بہت مال ہوگا لاؤ اسکو بھی اُتارون مخمور بولی کہ اس مین مقرر کچھ نہ کچھ آفت ہوگی عمر نے کہا تم ہر جگہہ یوہین کچاپن کرتی ہو اور اپنے ساتھ مجھ کو بھی ڈراتی ہو مفلس بنانا چاہتی ہو آفت اس مین کیا ہوگی صرف تمھاری پست ہمتی ہے مخمور ان باتون سے نہایت پریشان ہوئی پھر سمجھی کہ بموجب مثل قدر عافیت آن کس بداند کہ بمصیبتے گرفتار آید اسکو کبھی آفت مین پھنستے دو منع نہ کرو جب اُس آفت سے خدا بچائے گا اسوقت یہ پھر ایسی تقریر نہ کرے گا ایسا کچھ سوچ کر جواب دہ ہوئی کہ خواجہ سلامت آپ میری جان ومال کے مختار ہین سب طرح کے حضور کو اختیار ہین جو مناسب سمجھیے عمل مین لائیے کنیز سے مشورہ کرنا ضرور کیا ہے آپ خود بحر بے پایان فطرت ہین اور عقل کل کا مرتبہ رکھتے ہین مین کیا اور میری عقل کیا رنڈی ناقص العقل مشہور ہے سب کے زبان زد یہ مذکور ہے عمر مال کی طمع مین بیتاب تھا گفتگوے طنز آمیز اور کنایہ خیز کچھ خیال مین نہ لایا اور صندلی پر چڑھکر صندوق کو چھت سے اوتارا قفل اوسکا فی الفور توڑا قفل ٹوٹتے ہی ایسی صداے ہولناک ومہیب پیدا ہوئی کہ دنیا دہل گئی جگر ہر ذی حیات کا تھرا گیا عمر ومخمور کو غش آگیا صندوق کا تختہ آدھ گز اونچا ہوکر علیحدہ ہوا اور اندر سے اوسکے دو زنجیرین آتشین نکلین ایک زنجیر گردن عمر مین اور دوسری گردن مخمور مین پڑ گئی بعد لمحے کے جب ان کو غش سے افاقہ ہوا اپنے تئین مقید بہ سلاسل آتش پایا مخمور نے کہا کیون خواجہ مال تو آپ نے بہت کچھ پایا دل نہایت خوش ہوا مفلسی دفع ہوئی عمر سمجھا کہ مخمور طعنہ دیتی ہے اسوقت اگر مین عاجزی ظاہر کرتا ہون تو یہ اور زیادہ ہنسیگی لازم ہے کہ اس سے ویسے مردانہ کلام کرون یہ تجویز کرکے گویا ہوا کہ اے مخمور خدا مالک ہی کچھ تدبیر کیجائے گی تمنے سُنا نہین کہ جہان گنج ہے وہان مار ہے جس جگہہ گل ہو وہان خار ہے جہان شادی ہے رنج بھی وہان ضرور ہے طلسم دنیا کا یہی دستور ہے لیکن مین حیران ہون کہ اس زنجیر آتشین نے میرے اور تمھارے جسم کو کیون نہ جلایا اسمین کیا بھید ہے کچھ

ظاہر ہوا مخمور نے کہا آپ کے پاس انگوٹھی اور کڑا اعشاق کا دیا ہوا ہے اور مین ساحرہ ہون یہی باعث ہے کہ دونون جلنے سے محفوظ ہین الغرض یہ دونون گرم سخن تھے کہ یکایک اُس صندوق سے ایک پتلی بلور کی باہر نکلی اور اوڑتی ہوئی ایک سمت چلی گئی چنانچہ ملکہ نور جادو یہانکی مالک ہے یہ اُسی کی خدمت مین گئی یہان سے کچھ دور قلعہ نورانیہ ہی نور جادو بحکم افراسیاب وہان کی مالک ہے یہ ساحر جسکو صبا سے جادو نے مارا تھا اِسی کا ملازم تھا اور مکانات طلسمی کی حفاظت کیا کرتا تھا اسوقت ملکہ نور جادو ایک پہاڑ پر متصل اپنے قلعے کے کھڑی تھی اور سترہ سو کنیزین خدمت گزار حاضر تھین ملکہ لباس وزیور سے آراستہ تھی حُسن مین بہتر از مہر وماہ تھی کہ لمؤلفہ

رشک ناہید چرخ ومہ پارہ
بلکہ چشم فلک کی تھی تارا

زینتِ باغ حسن وہ گلرو
رشک شمشاد تھا قدِ دلجو

جعد گیسو مین ایسے پیچ وتاب
پھنس کے عاشق کا دل رہے بیتاب

روے تابان تھا غیرتِ خورشید
حُسن مین عاشقون کی صبح امید

گورے تن مین لباس تھا پرزر
جیسے تارِ شعاع مین نیشتر

اُسنے پائے تھے وہ لب ودندان
دُر ویاقوت جنسپہ تھے قربان

سر سے پاتک مرصع سب گہنا
سچ تو یہ ہے کہ اوسکا کیا کہنا

اُس پتلی نے جاکر باادب تمام تسلیم کرکے عرض کیا کہ بنیاد طلسم سے اب تک اس کنیز کو ہوا نہ لگی تھی اِسوقت بڑا صندوق کا کھُل گیا مین حاضر ہوئی جو کچھ ارشاد فرمایئے بجالاؤن تعمیر جادو مارے گئے مین باقی ہون نور جادو نے اوس پتلی کی زبانی یہ حال سُنکر خیال کیا کہ کون ایسا زبردست یہان آگیا جسنے پتلی کو نکالا اور تعمیر کو مارا خود چلکر اس حال کو دریافت کرنا چاہیے پس اُسی وقت تخت منگوا کر سوار ہوئی اور جہان مخمور وعمر بند ہے کھڑے تھے وہان آئی ملکہ مخمور از بسکہ مقربان بادشاہ طلسم مین سے ہے سب ناظم طلسم اِسکو پہچانتے ہین نور جادو کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ کیونکر یہان آکر گرفتار ہوئی کس لیے کہ نور جادو کو شریک عمر ہونا مخمور کا معلوم نہ تھا فی الجملہ براہ استعجاب قریب آکر گویا ہوئی

کہ اے بہن مخمور تم کہان یہ کیا ماجرا ہے واہ بہن ہمارے پاس آتے ہوے تمھارے پانون مین منہدی لگی تھی کبھی جھوٹون بھی پھیرا نہ کیا بعدِ مدت جو اِدھر آئین بھی تو ہمارے کام مین خلل ڈالتی ہوئی آئین یہ تو تمسے توقع نہ تھی مخمور اِسکی باتین سُنکر سمجھی کہ معلوم ہوتا ہے اِسکو تیرا عمر سے ملجانا ظاہر نہین ہے پس کچھ حیلہ کرکے رہا ہونا چاہیے ایسا کچھ سوچ کر جواب دہ ہوئی کہ تُم ملنے کے قابل نہین ہو بڑی دیر سے مجکو زنجیر مین بندھا دیکھتی ہو کھڑی باتین بناتی ہو اور کھولتی نہین سچ ہے اپنی گلی مین کُتّا بھی شیر ہوتا ہے میرے گھر آؤ گی تو مین بھی یون ہی پیش آؤنگی نور جادو اِن باتون سے ہنس پڑی مخمور نے کہا میری گردن کٹی جاتی ہی اور تمکو ہنسی سوجھی ہے خیر کیا مضائقہ ہے سَو دن چور کی تو ایک دن ساہ کی مثل مشہور ہے کہ کبھی کے دن بڑے اور کبھی کی رات نور اِسکے شکوہ کرنے سے خجل ہوکر بولی کہ چلو چلو تم مجکو جب قابو پانا تو گل دلوا دینا اے بی کبھی نے جان بوجھ کے کیا تمکو باندھا ہے جو تم اِتنا بگڑتی ہو یہ باتین کرتی ہوئی آگے بڑھی اور سحر پڑھ کر دستک دی وہ زنجیر گردن عمر و مخمور سے کھُل کر دونون صندوق مین سماگئین اور پتلی جو نور کے پاس کھڑی تھی وہ بھی صندوق مین جاکر غائب ہوئی پڑا اوسکا پھر بند ہوگیا نور نے مخمور کا ہاتھ پکڑلیا اور کہا لو اب غصّے کو تھوک دو اپنی کیفیت بیان کرو کہ یہان کیونکر آنا ہوا یہ دھگڑا کون ساتھ ہے جسکے کارن ایسی بلاؤن مین پھنستی پھرتی ہو تم رنڈی وہ مرد تمھارا اوسکا اکیلے پھرنا مین سچ کہون کچھ دال مین کالا ہے مخمور نے کہا یہ تمھین ایسی اُدماتی ہو اگر اِس کو پسند کیا ہے تو یہ حاضر ہے نور نے کہا اچھا ئین دوئی نوج موے کی صورت کو جھلسا اِسکی شکل تو دیکھو جیسے بن مانس ہے عمر نے جو اوسکے منھ سے اپنی نسبت یہ باتین سُنین مخمور سے کہا یہ رنڈی مزے دار معلوم ہوتی ہے جس طرح یہ ظاہری غمزے کرتی ہے اوسی طرح باطنی کرشمے بھی اِسکو خوب یاد ہونگے نور از بسکہ عورت سے ہمکلام ہورہی تھی مرد کے جواب دینے سے شرمندہ ہوئی اور ٹال کر پوچھنے لگی کہ تمھین سامری کی قسم سچ بتاؤ کہ کدھر آنا ہوا مخمور نے کان مین کہا کہ بہن یہ شخص عمر عیّار ہے اِسنے طلسم مین تہلکہ ڈال رکھا ہے اور شہنشاہ ہر چند چاہتے ہین کہ یہ گرفتار ہو گرفتار نہین ہوتا ہے مین نے شاہ طلسم سے اِسکے گرفتار کرنیکا

وعدہ کیا ہے اِس لیے مناسب تمت جان کر اِسکی اطاعت کرلی ہے اور سر بصحرا اس کے ساتھ پھرتی ہون قابو پاؤن تو گرفتار کرکے لے جاؤن نور نے کہا تم اِسکو میرے گھر لے چلو مین گرفتار کردون مخمور بولی کہ تمھین اِس سے کہو میرے کہے سے نہ جائیگا نور نے براہ مکاری اِسکے سمجھانے سے کہا کہ بہن مخمور بعد مدت آئی ہو اور نہین معلوم کہ پھر ملاقات ہو یا نہو ایک لحظے کے لیے ہمارے گھر چلو مخمور نے جواب دیا کہ خواجہ سلامت اگر چلین تو مین بھی چلون اوسنے عمر سے بھی منت کہا کہ خواجہ ہمارے گھر تشریف لے چلیے عمر دل مین سوچا کہ اِسکے پاس پوشاک عمدہ اور زیور مرصع ہے دوسرے یہ کہ اِس جگہ کی ناظمہ ہے مکان بھی اُوسکا آراستہ ہوگا وہان چلنا خالی از منفعت نہین کچھ نہ کچھ مِل رہے گا یہ سمجھ کر چلنے پر راضی ہوا مخمور نے ہر چند چاہا کہ بحیلہ وحوالہ جانے سے محفوظ رہون مگر عمر کے لالچ سے ممکن نہوا ناچار یہ بھی ہمراہ ہوئی نور انکو تخت سحر پر بٹھاکر روانہ ہوئی اور کوہ کو دشت کو طی کرکے اپنے قلعے مین پہونچی عمر نے دیکھا کہ قلعہ رعایا سے آباد ہے ہر ایک ساکن یہان کا دلشاد ہے مکانات عمدہ آراستہ ہین دوکانین پیراستہ ہین دکاندار مرفہ الحال ہین مال و دولت سے مالا مال ہین کہ بمقتضاے نظم

رشک فردوس وہ گلستان تھا — خوشہ چین اُس چمن کا رضوان تھا
کیون نہ ہو شہر اس طرح آباد — فوج سب خوش ہو اور رعیت شاد
بافرینہ دورویہ تھا بازار — نعمتین سب جہان کی تیار
تھا دکانون مین خوب سرمایا — جس کا ثانی نہ اور جا پایا
لطف بازار نے دکھایا تھا — عجب انداز سے بسایا تھا
بے خطر راہ مستقیم کہو — سیر دیکھو جوان کی شاد رہو
پختہ تیار سب دکانین تھین — عرش کی کرسیون کی شانین تھین
کہین بازار ایسا بستا تھا — تھی یہ کثرت کہ بند رستا تھا

عمر سیر کرتا ہوا قریب دار العمارت شاہی کے آیا اوسکو بھی نہایت سجا سجایا پایا ملکہ نور جادو نے اپنے باغ مین لاکر اوتارا باغ بھی جنت بے نظیر تھا گل و ثمر سے

بھرا سر سبز و ہرا بھرا تھا جواہر کے درخت لگے تھے یاقلم پھولے پھلے تھے روش پٹری درست تھی باغبانی ہر ایک چالاک و چست تھی جانور ہر ایک زمزمہ پیرا تھا گلون سے ہر شجر لدا تھا کہ نظم

پھر نظر آیا وہ باغ دلکشا
عرض و طول اسکا تھا بیشک بیگمان
لعل و یاقوت و زمرد کے شجر
سیم و زر کی خشت سے اُسکی بنا
سنگریزے کی جگہ اُس مین گہر
ذرّے ذرّے مین تھی وہ تابندگی
بیچ مین اوس کے زمرّد کا مکان
فرش ہر جا سندس و زربفت کا

دیکھ کر جسکو یہ ششدر رہ گیا
مثل طول و عرض و ہم عاقلان
روشنی سے جسکی تھی خیرہ نظر
تعبیہ جس مین جواہر سے ہوا
ایسے تابان تھے کہ خیرہ ہو نظر
ماہ و خور کو جس سے ہو شرمندگی
گرد اُسکے ہر طرف آب روان
سب طرح کی وان مُہیّا تھی غذا

بیچ باغ مین بارہ دری بنی تھی ستونون مین اوسکے جواہر کی پچی کاری تھی فرش مکلف بچھا تھا شیشہ آلات لگا تھا مسند پُر زر آراستہ تھا تمام اسباب عیش و عشرت سے وہ جگہ معمور تھی کسی کو کسی چیز کی نہ احتیاج تھی نہ ضرورت تھی کہین میخانہ سجا تھا کہین آبدار خانہ تھا نور نے مخمور کو مسند پر بعزت تمام بٹھایا عمر نے جو سونے کے سیر فرش رکھے دیکھے فوراً پیر پھیلا کر قریب سیر فرش اپنے تئین گرایا اور بہ چالاکی سیر فرش لے کر زنبیل مین رکھا پھر ہائے ہائے کرنے لگا کہ میرے چوٹ لگی خواصون نے با یاے ملکہ نور اوسکو اوٹھایا اور کہا یہان کا سیر فرش کیا ہوا عمر نے کہا گھر مین بلا کر چوری تو نہ لگاؤ گی لو میری تلاشی لے لو اور اوٹھ کر دوسری طرف گیا آنکھ بچا کر اُدھر کا بھی سیر فرش اوٹھا لیا لونڈیان غل مچانے لگین کہ صریحاً فرش کے کونون پر سیر فرش رکھے تھے ابھی ابھی غائب ہو گئے عمر نے بگڑ کر کہا اے مخمور اوٹھو یہان سے چلو ہم کو سب نے چور مقرر کیا ہے ایسی جگہ ٹھہرنے مین چوری لگی آبرو گئی پھر ہاتھ آنا دشوار ہے نور جادو نے اُسوقت کنیزون کو گھُرکا اور عمر کا اوٹھکر ہاتھ پکڑ کر کہا آپ تشریف رکھیے کنیزین بدتمیز ہین اونکو بکنے دیجیے یہ کہکر اوسکو بٹھایا

اور لونڈیون سے کہا دور ہو چپ رہو میر فرش کہین ہو گا مل رہے گا کیون غل مچاتی ہو کنیزین
ناچار خاموش ہو رہین اور عمر بیٹھا نور نے جام شراب سے بھر کر دیا عمر نے جام ہاتھ مین لیکر
کہا اے ملکہ وہ کنیز مجھے گھورتی ہے نور نے کنیز کی جانب دیکھا عمر نے بچا لا کی شراب مین
سفوف بیہوشی تین مثقال ملایا اور کہا اے ملکہ مین یہ شراب جب پیونگا کہ جب آپ پہلے پی لینگی
کیونکہ یہ جگہ پُر از دشمنان ہو مجھے طرح طرح کے شک ہین نور نے اسکے کہنے سے وہ جام لیکر
بے اندیشۂ انجام بیک جرعہ درکشید کیا عمر وہان سے اوٹھا اور کہا میخانے سے مین اپنے لیے
شراب تحفہ چیکھ کر لاؤن اور میخانے مین جا کر سب شراب کو آغشتہ بدار وے بیہوشی کیا جو
لوگ وہان تھے اُنسے کہا قرابے اور بوتلین لاؤ کسی سے کہا تم باغ سے پھول توڑ لاؤ شراب
مین خوشبو نہین مین بساؤنگا غرضکہ حیلہ کر کے سبکو ہٹا کر اپنا کام کیا پھر حکم دیا کہ یہی شراب
صحبت مین لاؤ وہی شراب کنیزین لیکر حاضر ہوئین اُونسے کہا ایک ایک جام پہلے تم سب پیو
اُنھون نے بھی ایک ایک ساغر پیا بعد لمحے کے بیہوشی نے تاثیر کی اور ہر ایک جو تی پیزار لڑکر
بیہوش ہو گئی نور جادو کا بھی یہی حال ہوا جب سب بیہوش ہو گئے عمر نے نور کے کپڑے
اوتار کر آپ پہنے اور ادہی کی ایسی صورت بنکر مخمور سے کہا تم کنیزونکو ہوشیار کر دو اور آپ
نور کو زنبیل مین رکھکر مسند پہ بیٹھا مخمور نے جب لونڈیونکو ہوشیار کیا عمر خوبصورت
نور بنا خفا ہوا کہ مالزادیو تم موجود تھین اور عمر نے بیہوشی شراب مین ملا کر تم سب کو بیہوش
کیا اور آپ بھاگ گیا وہ تو جمشید نے بڑی خیر کی ورنہ سب کو قتل کر ڈالتا مخمور نے اس گفتگو
کو سنکر کہا بہن اور تو اور میری مدت کی محنت کی برباد گئی اب مین شہنشاہ کو جا کر کیا منھ اپنا
دکھاؤنگی اور اوس مُفتری کو کہان پاؤنگی نور نے کہا یہ تو سب کچھ ہوا اب وہ ایسا نہ ہو کہ
قلعہ کو لوٹ لے بہن تم یہان ٹھہرو مین جاتی ہون انتظام کرنے یہ کہکر وہان سے اوٹھا ایک
آدہ کنیز کو ہمراہ لیا وہ انتظام اور اہتمام کرتی آگے آگے چلین یہ اُنکے ہمراہ دار العمارت
شاہی مین آیا یہان اُمرا و زرا ارا کین سلطنت حاضر تھے سب نے تعظیم کی عمر سریر جہانبانی پر
بیٹھا اور حکم دیا کہ تمام شہر مین ڈہل زنی کی جائے یعنے عمر عیار کو مین قید کر کے لائی تھی وہ
چھوٹ گیا ہی سب اہل شہر اپنی حفاظت کرین اور جوہری و مہاجنان شہر اپنا اپنا مال سرکار

مین لاکر جمع کردین مع سود اور منافع کے اصل روپیہ بعد فرو ہونے اس ہنگامے کے اونکو واپس دیا جائیگا یہان بحفاظت رہیگا اگر تلف ہو جائیگا سرکار اوس کی ذمہ دار ہے اپنے پاس سے دیگی اور اگر اون کے گھر مین رہیگا اور لٹ جائیگا تو سرکار کچھ نالش فریاد اوسکی نہ سُنیگی الحاصل شہر مین حسب الحکم منادی ہوئی مہاجنان شہر اور مالدار لوگ دہشتناک ہو کر مال اپنا سرکار مین فراہم کرنے کو بھیجنے لگے الگ الگ مکان اور درجے ہر ایک کا اسباب رکھنے کو خالی کردیے گئے دو دن تک یہی انتظام رہا عمر ہر شب باغ مین جاکر آرام کرتا تھا صبح کو تخت حکومت پر جلوہ گر ہوتا تھا تیسرے دن دوپہر رات گئے عمر نے خزانہ دار کو طلب کیا اور کہا آج مجھکو اندیشۂ عظیم ہے کنجیان خزانون کی مجھے حوالے کرو اور میرے ہمراہ چلکر جملہ مال رعایا اور جو کچھ ہمارا خزانہ ہو بتلادو خزانہ دار نے کنجیان حوالے کین اور سب مال بتلادیا عمر نے پہراچوکی سب ہٹادیا ہر ایک کو رخصت کرکے سب مال رعایا کا اور نور جادو کا خزانہ جال الیاسی مار کر نذر زنبیل کیا پھر وہان سے باغ مین آیا مخمور سے کہا چلنے کی تیاری کرو اور ایسا سحر کرنا کہ سارے شہر مین غلغلۂ عظیم برپا ہو مین اس ملک کو لوٹ کر صبح کو بیرون قلعہ تمھین ملونگا تم شہر سے باہر نکل جانا مخمور انکے ارشاد بموجب تیار ہوئی عمر نے پہلے کنیزون کو جو باغ مین تھین پاس اپنے بلایا اور حکم دیا کہ سب میرے پاس بیٹھو اور پہرا دو ایسا نہو کہ عمر آکر کچھ گزند پہونچائے کنیزین بموجب حکم بیٹھین اسنے پروانہائے بیہوشی اوڑائے کہ وہ شمعون پر گر کر جلے دھوان اون کا دماغ مین کنیزون کے گیا سب بیہوش ہوگئین عمر نے باغ اور بارہ دری کا سب اسباب مع فرش و شیشہ آلات وغیرہ لوٹ کر زنبیل مین رکھا پھر کنیزون کا گہنا اور کپڑے اوتار کر نور جادو کو زنبیل سے نکالا اور زبان مین سوزن دیکر ستون بارہ دری سے باندھکر ہوشیار کیا اور کہا میری اطاعت کر اسلام کی مطیع ہو مین سارا شہر تیرا لوٹ چکا اور اب تجکو قتل کرونگا نور نے یہ ماجرا سُنکر اشک حسرت بہائے اور اشارے سے کہا مین ہرگز اطاعت اسلام نہ کرونگی اوسکے انکار کرتے ہی عمر نے سر اُسکا جدا کیا العیاذ باللہ شور اوسکے مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے عمر نے جلد جلد کنیزون کے سر کاٹنا شروع کیے پھر تو تمام عالم مین تاریکی چھاگئی اور صدائین مہیب آنے لگین ملازمان نور جادو

گھبرا کر جانب باغ دوڑے اوس تاریکی مین مخمور اوڑکر بروے ہوا جاکر ٹھہری جو در باغ پر ساحر آیا اُسنے نارنج مارا کہ اوسکے سینے کو توڑ گیا اور اوس کے بیرون نے غل مچایا صدا اوسکے نام سے مرنے کی بلند ہوئی پھر تو بھگدڑ پڑ گئی باغ مین جانا کیسا ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے بھاگ کھڑا ہوا مخمور ناریل اور تُرنج اور تیر سحر کے مارتی ہوئی آگے بڑھی اِس تاریکی مین عمر بھی باغ سے نکلکر روانہ ہوا شہر مین رعایا تو آمد عمر کی نسبت ڈھنڈھورا سُن چکی تھی اسوقت بھگدڑ پڑتے ہی بغیر پرسش احوال بھاگی عمر نے گیند روغن مین بھگو کر مکانات پر پھینکے کہ ہر طرف آگ لگ گئی دار العمارت شاہی مین آگ لگا دی جو کوئی گھر سے نکلا اوسنے قیامت برپا دیکھی کہ آگ لگی ہے پتھر برستے ہین تیر گر رہے ہین مار و عقرب کی بارش ہو رہی ہے وہ سب سمجھے کہ عمر معلوم ہوتا ہے فوج لے کر آیا ہے پس جو جو منچلے تھے آمادۂ حرب ہوے لیکن لڑین کس سے وہان تو صرف مخمور سحر کرتی اُڑتی چلی آتی تھی رعایا اور ملازم شاہی حریف کی تلاش مین ایسا گھبرائے کہ جو غول سامنے سے آیا اوسکو عمر کی فوج سمجھ کر لڑنے لگے اور اُدھر کے آنے والے اِنکو حریف جانکر ہم نبرد ہوے صدہا سر کٹ گئے گلی کوچے لاشون سے پٹ گئے خون کے نالے بہنے لگے شعلہ ہاے آتش بلند تھے ہنگامۂ گیر و دار تھا ادھر تو مخمور آفت کر رہی تھی اودھر فوج و رعایا باہم لڑ رہی تھی عمر کی اُس ہنگامے مین خوب بن پڑی تھی ہر ایک کی پگڑیان اور ہمیانیان لیتا تھا دُکانون مین گھس کر مال تاخت و تاراج کرتا تھا اور جستین کر کے ہر ایک کے سر پر خنجر مارتا تھا سر جُدا ہوتے تھے لوگ بھاگتے جاتے تھے مگر دہتے تھے خلاصۂ کلام اوس تھوڑی سی رات مین تیغ تیز آتش بار تھی خرمن جان ساحران جل کر راکھ کا انبار تھی شمشیر مثل خامۂ تقدیر دفتر ہستی کو محو کرتی تھی کمند گرہ گیر دبان سلسلۂ قضا و قدر ہر ایک کی پا بزنجیر تھی اجل گلوگیر تھی جس گلی مین دیکھیے ہنگامۂ جنگ تھا ہر کوچے مین ایک دوسرے سے طالب نام و ننگ تھا بہت سے قلعہ کا در کھول کر بھاگ گئے تھے صحرا و کوہستان مین پریشان پھرتے تھے کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اپنی جان بچانے پر نظر نہ تھی کہ

نظم

اندھیرے مین تھی تیغ شعلہ فشان		طپان ابر مین جیسے ہون بجلیان	

مچانے لگے شور جادو گے بیسر — برستا تھا ہر سمت باران تیر
چلی تیغ چلنے کی سن سن ہوا — دیا مشعلِ زندگی کو بجھا
بھڑک اُٹھے یون شعلہاے فساد — کہ در کاخِ تن آتشِ کین فتاد
ہوا آب تیغ روان یون روان — کہ غرق ہو گئی جس مین کشتی جان
بڑھا قُلزمِ مرگ کا ایسا پاٹ — اُترنے لگے تیغ کے سوکھے گھاٹ
پسر نے پدر کو کیا تھا ہلاک — کیا بھائی کا بھائی نے سینہ چاک
غرض صبح تک تھا یہی ماجرا — کہ آپس مین ہر ایک لڑتا رہا

جسوقت کہ سپاہ نورانی صبح لشکر ظلمانی شام پر حملہ آور ہوئی باد صبا سے سحر نے طرۂ پرچم علم فتح کو سر پر مخمور و عمر کے جلوہ دیا عالم مین روشنی پھیلی کہ لمؤلفہ

بڑھی شعلۂ تیغ کی وہ لپک — جلی جس مین کہکشانِ فلک
کمندِ شعاعی مین مہرِ منیر — نکل آیا مشرق سے ہو کر اسیر

در قلعہ تو کھلا ہی ہوا تھا صبح ہوتے ہوتے عمر قلعے سے بھاگنے والون کے ساتھ نکل گیا اور مخمور بھی اوڑ کر شہر کے باہر آئی لیکن عمر کی فطرت پر حیران تھی کہ اُسنے سارا شہر دم بھر مین قتل کر ڈالا اور مال سارا لوٹ کر آپ الگ ہو رہا غرضکہ اسی حیرت مین ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری تھی کہ بہت دور عمر کو جست و خیز کرتے جاتے دیکھا یہ بھی اوڑ کر اوسی طرف چلی اور قریب پہونچکر ملاقی ہوئی دونون باہم باتین کرتے روانہ ہوے اور اودھر قلعہ نورانیہ مین دمِ سحر ایک کو ایک نے پہچانا اور باہم لڑنا موقوف کیا لیکن فرط خوف سے بھاگ کر جابجا مخفی ہوے جو سپاہی اور ملازم شاہی لڑنے مرنے سے بچے وہ باغ مین گئے لاش نور جادو کی اوٹھائی بارہ دری لٹی ہوئی پائی یہ سب فریاد کنان خاک بر سر بسمت شاہ جادوان روانہ ہوے لیکن عمر و مخمور ہنستے قہقہے لگاتے چلے جاتے تھے کہ یکایک فلک پر سناٹا ہوا اور ایک ساحر مہیب صورت کریہ منظر بد شعار اژدر پر سوار فرستادۂ افراسیاب عالی تبار بلاے جادو روبرو آیا اور للکارا کہ باش باش اے دزد مکار کہان میرے ہاتھ سے بچ کر جائے گا مخمور نے اوسکا نعرہ سُنکر عمر کو پیچھے کیا اور آپ آگے بڑھکر آمادۂ حرب ہوئی

نارنج ترنج چلنے لگا اژدر و عقرب بنئے لگے ابر سحر سر پر آکر برسنے لگے شور برپا ہوا بلاے جادو
نے جب دیکھا کہ مین اس سے سر بر نہو نگا پس قریب آکر خاک جمشیدی اوڑائی مخمور پر بیہوشی
چھائی بلائے جادو نے چاہا کہ عمر کو بھی گرفتار کرلون اور دونون کا سر کاٹ کر شہنشاہ
پاس لیجاؤن یہ قصد کرکے سحر پڑھتا آگے بڑھا عمر نے للکارا کہ او حرامزادے لے اس میرے سحر
کو رد کر یہ کہکر ایک نارنج کمر سے نکالکر اوسکو دکھایا وہ سمجھا کہ عمر بھی ساحر ہے نارنج دیکھتے ہی
رد سحر پڑھنے لگا عمر نے نارنج ناک پر اوسکی تاک کر مارا وہ نارنج نہ تھا حباب بیہوشی تھا کہ ناک پر
لگتے ہی شق ہوگیا اور غبار بیہوشی دھوئین کی طرح نکل دماغ مین سرایت کرگیا وہ چھینک مار کر
بیہوش ہوگیا عمر نے خنجر کھینچ کر چاہا تھا کہ سر کاٹ لون لیکن ایک برق شعلہ بار چمکی عمر سمجھا کہ کچھ
آفت آئی مخمور کو اوٹھا کر کاندھے پر لادا اور وہان سے بھاگا ادھر وہ بجلی پنجہ بن کر جو
گری بلاے جادو کو اوٹھا لے گئی یہان جب مخمور کچھ عرصے مین ہوشیار ہوئی عمر کی
گود مین اپنے تئین پایا حال پوچھا عمر نے سب کیفیت بیان کی مخمور نے کہا وہ بجلی نہ تھی
پنجہ سحر ہوگا جو اوسکو اوٹھا لیگیا افراسیاب نے بہر حفاظت بطور مخفی کچھ پنجے بھی
اوسکے ساتھ کردیے ہونگے اب ہم تم یہان سے جلدی نکل چلین ایسا نہو کچھ اور آفت
آئے عمر نے کہا اگر پنجے اُسکے ساتھ تھے تو ہماری بلا سے جلدی کیا ہے ہم تو آہستہ آہستہ سیر
کرتے چلینگے یہ کہکر تفریح کنان دونون روانہ ہوے مگر افراسیاب باغ سیب مین
متمکن تھا کہ اول ملازمان نور جادو لاش نور جادو کی لیے در باغ پر نالان و گریان
آئے بادشاہ نے غل سنکر روبرو بلایا اُنھون نے آکر لاش سامنے رکھدی اور فریاد کی افراسیاب
کو حال قلعہ نورانیہ کے قلع و قمع کا سنکر غصہ آیا اور چاہتا تھا کہ فوج بہر گرفتاری عمر روانہ
کرے اُسی اثنا مین پنجے نے لاکر بلاے جادو کو سامنے ڈالدیا بادشاہ طلسم اور بھی زیادہ
غضبناک ہوا آب سحر چھڑک کر بلائے جادو کو ہوشیار کیا اور کہا اسی منھ پر عمر کو
گرفتار کرنے کا دعوی کر گئے تھے بلائے جادو کو بڑی ندامت ہوئی اور عرض کیا کہ غلام
پھر جاتا ہے شاہ جادوان نے کہا اب جاؤگے تو کیا بناؤگے یقین ہے کہ قتل ہوجاؤگے اسنے
عرض کیا کہ کچھ ہی کیون نہو مین ضرور جاؤنگا یہ کہکر دوبارہ روانہ ہوا اور شاہ نے لاش نور جادو

اُسکے ملازمون کو دیکر حکم دیا کہ بنا بر آئین جمشیدی لاشس اوٹھاؤ اور مضطرب نہو مین اوس دزد مکار کو گرفتار کرا کے تم لوگون کو اطلاع کرونگا کہ اوس روز بخوبی بدلا اپنا لینا وہ مفسد کہان تک مجھ سے بچے گا آخر ایک نہ ایک دن اپنی سزا کو پہونچے گا بیت ہر آنکہ تخم بدی کاشت چشم نیکی داشت + دماغ بیہدہ پخت وخیال باطل بست + فی الحال وزراے سلطنت قلعۂ نورانیہ کا انتظام کرین جن ورثہ داران نور جادو کو تجویز کرکے خلعت ریاست دونگا غرضکہ اِس حکم شاہ کو سنکر وہ لوگ پھر گئے اور افراسیاب اِس فکر مین ہوا کہ ملکہ حیرت کی مدد کو طولان بن قہار کو بھیجا چاہیے اور کسیکو کچھ فوج دیکر بہر گرفتاری عمرو مخمور روانہ کرنا لازم ہی یہ تو اِس فکر مین ہو مگر مسافر دشت طلسم عمرو مخمور سیر کنان منازل و مراحل طے کرتے کوہ و دشت طلسم ملاحظہ فرماتے چلے جاتے تھے مخمور اون راستون کو کاٹ دیتی تھی جو ساحران نامی کے رہنے کی جگہہ تھی اسیطرح بعد قطع مسافت دراز ایک روز قریب ایک کوہ سیاہ کے پہونچے عمر نے دیکھا کہ اُس پہاڑ کی رنگت مثل قلب بخیلان سیاہ ہے بلکہ تاریک تر از گور جہودان پُر گناہ ہے شام فرقت عاشقان کی سیاہی سامنے اوسکے خجل تھی درازی و طولانی اوسکی مثل شب ہجر بیدل تھی کہ بمقتضاے مؤلف

شبِ ہجر عاشق سے بڑھکر دراز — مگر تنگ تر جیسے سینے مین راز
سیہ گیسوے یار اُس سے مخجل — سیہ تاب جیسے ہو کافر کا دل

سر کوہ سے تا پائین کوہ گھانس اوگی تھی ہمشکل ماران سیاہ تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ افعی زہردار پھن اپنے زمین مین گاڑے ہین کہین کھینچے اُٹھائے سانپ کالے اور کوڑیالے ہین جا بجا بڑے بڑے غار تھے اُنکے اندر سوراخہاے مار تھے اژدہے قلاب آتشین بیٹھے چھوڑتے تھے ناگ پھنی اور تھوہر کے خار وار درخت لگے تھے جنگل حرارت زہر سے تپ رہا تھا ہر پتھر سے شرارۂ آتشناک نکلتا تھا غبار زمین سے سیاہ رنگ اوڑتا تھا ہر ایک بگولا بصورت دیو سیاہ پیدا ہوکر ڈراتا تھا کہ لمؤلفہ

درے سے نکلتا تھا ایسا غبار — کہ جس طرح دشمن کے دل سے بخار
حرارت نے ایسا کیا تھا ظہور — ہر ایک غار جلتا تھا مثلِ تنور
کوئی شعلہ وان سے جو اُڑ جاتا تھا — تو خورشید گردون پہ تھراتا تھا

بگولے تھے یا کوئی دیو سیاہ — جنھین دیکھکر مانگے شیطان پناہ
دلِ اہلِ عالم کا سب دودِ آہ — بنا اُس جگہ تھا غبارِ سیاہ

عمر نے ایسے مقام وحشت خیز کو دیکھکر درگاہ خدا سے پناہ چاہی اور مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام پر آفت ہے اور دشت پر مصیبت ہے کہ خود بخود دم گھبراتا ہے طرفہ دہشت سے بولا نہین جاتا ہے مؤلف یہ کونسی ہے جا کہ جگر آب آب ہے * دل کو ہراس وہم سے اک اضطراب ہے *
مخمور نے کہا یہ وہ مقام ہے کہ جہان کی مالک ملکۂ تاریک صورت کش جادو ہے اور وہ یہان سے کئی سَو کوس پر ایک جگہ ہے کہ اوسکو جمشیدی الاؤ کہتے ہین رہتی ہے یہ اوسکے سحر کی تاریکی یہانتک پھیلی ہے اور وہ ایک بلا ہے حجرۂ ہفت بلا کی بلاؤن مین سے اور افراسیاب کی دایہ ہے الاؤ جمشید کا بارہ کوس تک مقرر ہے کہ سوا بیابان آتشناک کے بالشت بھر بھی وہانکی جگہ خالی آگ سے نہین اُسی آگ مین وہ بلا رہتی ہے جب کبھی افراسیاب اُسکے پاس جاتا ہے تو بیابان ہستی کو طے کر کے جاتا ہے اور بیابان ہستی کی ادھر ہی سے راہ ہے تاریک ہمیشہ مردے کھایا کرتی ہے اور کبھی کبھی حجرے مین بھی جا کر رہتی ہے خدا نکرے جو بادشاہ طلسم اُسکو لڑنے کے لیے ہمپر بھیجے پھر جانبری ہونا ممکن نہو عمر نے کہا آخر ایک روز اُس سے لڑنا ہوئیگا اور خدائے تعالے ہمکو اُسپر غالب فرمادیگا ملکہ مخمور نے عرض کیا کہ تاریک کیطرف سے ایک ساحر اس جگہ رہتا ہے جلد یہان سے نکل چلنا چاہیے ایسا نہو کہ کسی آفت مین پھنسنا ہو یہ تقریر سُنکر عمر بھی خائف ہو رہا تھا سوچا کہ ہر جگہ جہالت کرنا اور بیفائدہ ٹھہرنا اچھا نہین جہان کچھ ملے وہان مضائقہ نہین کہ توقف کرے فی الجملہ ہمراہ مخمور جلد جلد قدم زن ہوا اور کئی روز برابر جا بجا چھپتے ساحرون کی نگاہ سے بچتے اُس کوہ کے دامن سے بمصیبت تمام نکلے ایکدن بحکم خالق انسان با فرہنگ جب دریچہ فیروزہ رنگ اور کوہ پلنگ سے عقاب زرّین چنگ مہر نے پرواز کی اور روانہ ہاے انجم کی جانب منقار دراز کی نظم

جب تنگ وہ وین ہوئی وہ شب بسر — دی خروسِ صبح نے بانگِ سحر
شادی و غم ساتھ ہی ظاہر ہوے — رو گئی شبنم تو گل ہنسنے لگے

ایک دشت پُر فضا اور صحراے فرحت انتما مین یہ دونون پہونچے اُس مقام کو ایسا سرسبز و شاداب پایا کہ دل فرحت یاب ہوا اور ختو نگی سرسبزی آنکھونکو خنکی دیتی تھی دشت مین سُنہری دھوپ

سبزے پر بچھی تھی یا شاید بہا بطلائی زیور پہنے تھی صیّاد فلک نے دام تار شعاعی مہر وہان بچھایا تھا یا دوشیزگان بنات نبات نے سُنہری لباس زیب قامت فرمایا تھا ہر درخت بار اثمار سے جھکے تھے میوے اونکے فرط لطافت و نزاکت سے ٹپکے پڑتے تھے بیچ مین جنگل کے چشمے اور نہرین جاری تھین چشمہ ہاے ماہ و خورشید سے زیادہ پیاری تھین عکس اُن مین درختون کا پڑا تھا جوانانِ چمن کا مسکن آئینہ خانہ تھا کہ بمقتضاے

مثنوی

صحرا مین تھا لالہ زار کا لطف — کہسار مین آبشار کا لطف
سبزہ فرشِ زمردین تھا — گلگونۂ عارضِ زمین تھا
نخلون کا وہان عجب سمان تھا — ہر مرغ تنون کا مرغِ جان تھا
کویل متہری چکور بلبل — شکرے طاؤس کرتے تھے غل
تھے لکہ ابر شامیانے — شبنم تھی کہ موتیون کے دانے

ایک طرف کو اوس صحرا کے ایک دریاے زخار رشک دہ محیط و عمان نظر آیا کہ ہر لہر مین اوسکی موتیون کو بہتے پایا سبحان اللہ گویا مالک بر و بحر نے سلسلۂ موج مین موتیون کو ہمسلک کیا تھا لہرین تھین یا موتیون کا سہرا ساحل دریا کے سر پر بندھا تھا سَت دریاؤن مین وہ دریا نہنگ لاڈلا تھا آبِ مصفّا اوسکا آبِ گوہر کو شرماتا تھا سورج کا عکس جو اوس مین جگمگاتا تھا تو گویا آفتاب بحرِ ندامت مین اوسکی صفا کے روبرو ڈوبا نظر آتا تھا یا برجی تھالی لیکر ہندوے فلک اشنان کے بہانے سے موتی چرانے آیا تھا کہ

مؤلف

آبِ گوہر سے لطافت مین سوا — ماہ و خور سے بھی زیادہ تھی صفا
اوسکی لہرون مین تھی ایسی آب و تاب — بہ رہے تھے ہر جگہ دُرِّ خوش آب
وان کے موتی جو نظر مین گر گئے — چرخ کے دل مین پھپھولے پڑ گئے
رشکِ اختر تھے وہ موتی شب چراغ — چرخ کے دل مین پڑے تھے جنسے داغ

دریا کا دوسرا کنارہ اِس پار سے نظر آتا تھا پاٹ اوسکا اِتنا بڑا تھا کہ میدان فلک جس کے روبرو چھوٹا تھا نہ کشتی تھی نہ ڈونگی تھی نہ ملّاح تھا اوترنا اُس دریا سے دشوار ہوا تھا عمر نے مخمور سے کہا یہ کونسی جگہ ہے یہ دریا بہت فائدے سے بھرا ہے مین اِسمین اُتر کر غوطہ لگاتا ہون اور موتی جھولی

پھر کرلاتا ہوں مخمور نے جواب دیا کہیں ایسا کام نہ کیجیے گا موتیوں کے لالچ میں آکر گوہر جان برباد نہ کیجیے گا یہ دریا سحر کا ہے اصلی نہیں ہے ہر ایک موتی اِسکا دل میں آبلے ڈالیگا ہر حباب آپ پر آنکھیں نکالیگا مفت آبرو برباد جائیگی موتی کیسا کوڑی بھی ہاتھ نہ آئیگی عمر نے کہا تم اِس دریا کے حال سے کماہی آگاہی رکھتی ہو مخمور نے جواب دیا کہ اِتنا جانتی ہوں کہ جب تک اِس دریا کا مالک ہمکو اور تمھیں پار نہ اُتارے یہاں سے اوتر کر جانا نصیب نہو اِس دریا پر نہ جادو اثر کریگا نہ کوئی عمل کارگر ہوگا اگر کوئی ساحر چاہے کہ اُڑ کر یہاں سے گذر جائے کیا جان رکھتا ہی فوراً دریا میں گر یگا اور مبتلاے عذاب ہوگا اگر کوئی شناور قصد کرے کیا امکان جو اِسمیں تیرے بلکہ تیرنا کیسا قدم رکھے گا تو بحر عدم میں غرقاب ہوگا زورق اندیشہ کو گذرنا یہاں سے محال ہے نہنگ وہم کو اُس پار جانا بیہودہ خیال ہو افراسیاب اِسیوجہ سے ایک ایک ساحر ہماری گرفتاری کو بھیجتا ہی کیلیے کر جانتا ہی ہم لوگ منازل طلسم طے نہ کر سکینگے دریاے مرواریداور بیشۂ آتشین سے نگذر سکینگے خود بخود ہلاک ہو جائینگے فی الجملہ آپ گوہر شاہوار قلزم عیاری ہیں اور نہنگ دریاے دانشمندی اِس گرداب پُر آفت سے زورق سلامتی پر بیٹھکر پار اوتریے اور ساحل مقصد پر پہونچیے میں یہی فکر میں غرق ہوں کہ کیونکر پار اُوتروں مگر کوئی تدبیر ذہن میں نہیں آتی اور میں تو صرف راہ بتانیوالی ہوں اگر ایسے ایسے مقام سے گذر جاتی تو پھر آپ کو ساتھ نہ لاتی خود تنہا جاکر کوکب کو پیام پہونچاتی طلسم ہوش رُبا خواجہ بہت بڑا ہی اور اِس طلسم میں نیرنگ و عجائبات لا انتہا ہے اِن عجائبات کو جو کوئی مٹائے اور لوح طلسم پائے اُسوقت افراسیاب پر حکومت جتاسکے اور افراسیاب کو انھیں باتوں پر غرور ہے عمر نے کہا یہ اُس حرامزادے کی عقل کا فتور ہے مالک طلسمات کون و مکان کو غرور زیبا ہے وہ قادر و توانا ہے کیا تمنے نہیں سُنا کہ نظم

فہم سے برتر ہے اُسکا کاروبار	نیک و بد پر ہے اُسی کو اختیار
پشّہ وے نمرود کو فاحش شکست	بادِ صرصر سے ہو قوم عاد پست
چاہِ بابل میں معذب ہوں ملک	ہو مقام زہرہ بالاے فلک
کرتا ہے جو جو کہ وہ گلکاریاں	عقل بندے کی کہاں پہونچے وہاں
خاک سے پیدا کرے زیبندہ گُل	تاک سے ظاہر کرے جوشندہ مُل

آب ظاہر سے کرے رنگشان گہر — قطرۂ ناپاک سے پیدا البشر

ہم انشاء اللہ اِن عجائبات کو مٹائینگے اور اسد کو چُھڑا کر لوح طلسم پائینگے بیخ کفر کو کھود کر پھینکدینگے مخمور نے کہا علاوہ اِن عجائبات کے فوج بے انتہا شاہ جادوان کے پاس ہے ایک ایک جادوگر سامری وقت ہے اسی سبب سے اُسکو نہ کچھ بیم ہے نہ ہراس ہے عمر نے کہا خیر دیکھا جائیگا اَب فکر اُسکی کرنا چاہیے جو مقدمہ کہ درپیش ہے آگے کا بیکار پس و پیش ہے مخمور نے کہا جو ارشاد فرمایئے بجا لاؤن مین تو مطیع حکم ہون عمر نے جب دیکھا کہ مخمور بالکل عاجز و حیران ہے ہنسکر کہا تم جاکر درۂ کوہ مین چھپ رہو مین تدبیر کرتا ہون جبتک مالک اِس دریا کا مارا جائیگا اُسوقت یہ خشک ہو جائیگا تم جاننا کہ مین فتحیاب ہوا مجکو آگے بڑھکر ڈھونڈھ لینا اور اگر میرا پتا نہ لگے اور یہ دریا بھی خشک نہو اُسوقت لشکر مہرخ مین جاکر خبر میرے مرنے کی کہدینا کہ ہر ایک فاتحۂ خیر سے مجکو فراموش نکرے اور ہمیشہ یہ نیکی یاد کرتا رہے کہ نظم

یہ سرائے دہر ہے بے اعتبار — کب کسیکو ہے ہمیشہ یان قرار
چاہیے ہر شخص کو نیکی کرے — بعد مرنے کے رہے گی یادگار

مخمور حسب الحکم عمر روتی ہوئی اور دل سے دعا اوسکے فتح پانے کی کرتی ہوئی درۂ کوہ مین جاکر متواری ہوئی اور طرح طرح کے خیال دل سے کرتی تھی کہ اگر مارا گیا عمر تو پھر فتح ہونا طلسم کا غیر ممکن ہے اور طلسم فتح نہوا تو شہزادۂ نور الدہر سے تیرا ملنا کسی طرح نہوگا وائے میرے حال پر کہ جان و مال بھی برباد ہوا اور یار بھی نہ ملا کیون اے فلک کس مصیبت مین تو نے مجکو پھنسایا جب یہ کچھ سوچی تو بلک کر رونے لگی کہ بموجب نظم

ہوا جینا اوسے اک لحظہ مشکل — نہ لائی تاب ہجر گل عنادل
فزون تھا ہر گھڑی درد و غم و آہ — بہے لخت جگر اشکون کے ہمراہ
لہو تھا ہر بن مژگان سے جاری — پسند آنکھون کو آئی اشکباری

یہ تو طول و حزین اس حال مین ہے لیکن عمر ایک گوشے مین گیا اور رنگ روغن عیاری لیکر صورت اپنی مثل ایک کلاونت کے بنائی کمر فرط ضعف و پیری سے خمیدہ تھی سر پر پگڑی بندھی تھی کرتا آب روان کا مگر بوسیدہ گلے مین تھا پائجامہ مشروع کا مگر کہنہ اور شکستہ پہنے تھا سارے پیرہن مین سوسی اور کمخواب کے پیوند لگے تھے کہ بمقتضائے بیت دو صد رقعہ بالائی او دوختہ +

زحراق اور درمیان سوختہ + پاؤن مین کا مدار جوتا تھا لیکن بان سے بندھا تھا کمر دوپٹے سے بندھی تھی داڑھی ناف سے بھی گذر گئی تھی اسّی نوّے برس کا سن ظاہر تھا جوانی کو کمر جھکا کر ڈھونڈھنے نکلا تھا الحاصل باین شکل و شمائل کنارے دریا کے آکر ایکدرخت کے نیچے بیٹھا جوڑی نَے کی لے کر بجانے لگا اشعار عاشقانہ اور بھجن سامری جمشید کے گانے لگا کبھی اپنی بربادی کے خیال سے مذمت دنیا کرتا کبھی یاد دوستان مین یہ غزل جی توڑ کر گاتا ہر شجر و حجر کو رولاتا کہ

غزل

بھری جو حسرت و یاس اپنی گفتگو مین ہے　　خدا ہی جانے کہ بندہ کس آرزو مین ہے
کہان یہ بات کسی اور خوبرو مین ہے　　مزا جو آپ کے انداز گفتگو مین ہے
سواد کہتے ہین سودا ہے عشق کا جسکو　　اُسی طرح کی سیاہی مرے لہو مین ہے
یہ گم ہوے ہین کسیکی تلاش مین ہم آہ　　کہ آج ایک جہان اپنی جستجو مین ہے
یہ کیفیت ہے جو ہم رند مشرب ہون کا زہد　　کہ ہاتھ سبحہ پہ ہے اور دل سبو مین ہے
یہ حال ہے تری وحشی کے جیب و دامن کا　　کہ چاک چاک مین ہے اور رفو رفو مین ہے
جو کچھ کہ تم مین ہے حسن و ادا و گرمی ناز　　تمھین بتاؤ بھلا کس یہ ماہرو مین ہے
حجاب چشم کو جرأت نے دی بصارت گھو　　کسی جو پردہ نشین کی یہ آرزو مین ہے

اِس گانے سے عجب سما بندھا تھا ہر شجر عالم وجد مین جھومتا تھا طائرون نے آکر گھیر لیا تھا رندون کو شوق و ذوق پیدا تھا کبک دری قہقہہ بھول کر سناٹے مین آیا طاؤس فرط مستی مین آکر ناچنے لگا پانی دریا کا لہر مار کر سر ہلاتا تھا لب ساحل واہ واہ کی صدا دیا چاہتا تھا صدف گوش بر آواز ناقوس شنا وری بھول کر راگ سے دمساز لہرون کو وہ موج آتی تھی کہ جھوم کر روش مستانہ چلتی تھی مچھلیان شوق سے اُوچھلتی تھین حباب اوبھر کر پھوٹتے تھے دریا کے ارمان نکلتے تھے دل کے پھپھولے پھوٹتے تھے کہ بمقتضاے

نظم

وہ گلا نور کا وہ نور کا سُر　　گوش زہرہ سُنے وہ دلّی کا سُر
ہر صدا سے یہ صاف پیدا تھا　　اوتر آئی ہے چرخ سے زہرا
دلکش و دلربا وہ ہر فقرا　　گی مین ڈوبا ہوا وہ ہر فقرا

اِس دریا اور تمام جنگل کی تا بہ کوہ سیاہ ملکہ **مروارید** جادو شاہ جادوان کی طرف سے مالک ہے اور اِس دریا کے نیچے اُس ملکہ کا مسکن ہے عمارت و باغ آراستہ بہزار جوبن ہے اوپر اُس مکان مینو سواد رشک بہشت شدّاد کے یہ دریاے گوہر بزور سحر ملکہ نے جاری کیا ہے جس سے گذرنا دشوار ہوا ہے کس لیے کہ طلسم کے گرد بہت سے طلسم واقع ہین ایسا نہو کہ کوئی سرحددار یکایک قلعۂ ہوش رُبا پر چڑھ آئے اِسواسطے راہ بند کر دی ہے ہر جگہ چوکی بٹھائی ہی کہ طلسم ہوش رُبا بچا رہے الحاصل اِسوقت ایک مچھلی یاقوت رنگ نہایت شوخ و شنگ کنیز **مروارید** کہ بزور سحر مچھلی بنکر دریا مین سیر کرنے آئی تھی **عمر** کے نے کی آواز سُنکر مشتاق ہوئی اور کنارے دریا کے پہونچکر پانی سے سر نکالے دیر تک گانا سُنا کی اور اپنا عشق یاد کر کے رویا کی پھر غوطہ مارکر چلی گئی اور سامنے ملکہ کے کہ وہ باغ مین مسند ناز پر بیٹھی تھی پہونچی یہان بھی گانا ہو رہا تھا شغل بادہ کشی تھا کہ اِس کنیز نے دست بستہ عرض کیا کہ اے ملکہ آج تک آپ نے کروڑون روپے صرف کیے مگر گانا جسے کہتے ہین وہ نہین سُنا اِسوقت ایک گویا کہ نہایت بوڑھا ہے گلے مین بھی اوسکے ویسی طاقت نہوگی جیسے جوانون کے ہوتی ہے نہ ویسا حلق تالو ہے لیکن اِس ہنگام پیرانہ سالی مین بھی ایسا گاتا ہے کہ ناہید فلک روبرو اوسکے بے آبرو ہے تان سین کی روح اُسپر نثار ہونیکی آرزو رکھتی ہے بیجو اگر اِسوقت سُنتا تو باورا ہو جاتا اِسکی بانسری سُنکر کنھیّا جی کو غش آتا کہ

بیت نواے نَی نویدِ وصل دادہ + بجان از وی امیدِ وصل دادہ + صحرا کے چرند و پرند سب مست ہین نقدِ جان انعام مین دینے کو حاضر سر دست ہین تعریف اُسکی بیان سے باہر ہی اگر آپ سُنین تو ابھی میرا کہا ظاہر ہے کنیز کی گفتگو سُنکر **مروارید** نہایت مشتاق ہوئی اور بصد انداز دس بارہ کنیزان دمساز کو ہمراہ لیکر بجرے پر سوار ہوئی اور سحر کے زور سے کنارے دریا کے آئی **عمر** نے دیکھا کہ ایک بجرہ بہت پُر تکلّف بنا ہوا اور اوسپر ایک یم خوبی گوہر قلزم محبوبی سوار ہے گرد دس بارہ پری پیکرون کی قطار ہے کہ ہر ایک دُرِ یتیم صدف دلبری ہے غیرتِ حسُنِ حور و پری ہی اور وہ اِس طرف آتی ہے الحاصل جب قریب پہونچین ملکہ کو بغور **عمر** نے دیکھا اوسکے حسُن کو طلسمات کا عالم پایا ایسا کسی محبوب کو طلسم عالم مین خوش ادا بصد کرشمہ و جمال نہ دیکھا تھا روی تابان اُسکا ماہ برج اوج خوبی ابروے خمدار سے یہ ظاہر کہ مہر برج قوس مین آیا بجری مین وہ

بیٹھی تھی یا مہر کا مسکن برج آبی اوسکے رخسار مصفا کے روبرو وہ دریاے گوہر بیز رشک سے بحر نیل
ہوا عکس رخ سے چشمۂ آفتاب پر فوق لے گیا بحر چشم حباب سے اوسکی طرف ہزاران حسرت دیکھتا اور
اپنی بے آبروئی پر پھوٹ پھوٹ کر روتا واقعی اوسکے عکس رخسار سے یہ معلوم ہوتا کہ چشمۂ گوہر مین
آفتاب لہراتا ہے یا چاند غیرت سے بحر ندامت مین ڈوبا جاتا ہے

نظم

حسن پر اُس پری کے کی جو نگاہ — نظر آئی وہ شکل غیرت ماہ
واقعی آدمی پری رو ہے — دلربا حسن چشم وابرو ہے
اس تڑاقے سے وہ مہ پارہ — کہ پھسلتا تھا پائے نظارہ
حسن وخوبی مین وہ بت مغرور — سر سے پا تک برنگ شعلۂ نور
مست صہبائے غمزہ و انداز — اوٹھتا جوبن شباب کا انداز
جو ہون پر شباب اُمنگ کے دن — ستم انداز و ناز قہر کا سن

غرضکہ وہ مہ پارہ مشتاقانہ بصد جلوۂ جانانہ قریب ساحل باداے مستانہ ٹھہری اور گانا سننے لگی عمر نے اوسکو قیافے سے شناخت کر کے سروقد کھڑے ہو کر تعظیم کی اور نہایت ادب سے تسلیم کی دعا دی کہ مراتب اعلےٰ رہے سرکار کا بول بالا رہے جمشید بخت کام سنیوارن کرے چراغ دودمان ساحری روشن رہے دوست شاد ہون پامال دشمن رہے ملکہ نے اسکی گفتگوے شائستہ سنکر بمحبت تمام استفسار کیا کہ بوڑھے میان تمہارا کہانسے آنا ہوا عمر جواب دینے کے بدلے چیخ مار کر رویا اور کہا اے ملکہ مین اس طلسم مین مدت سے رہتا ہون لیکن اس آخری وقت مین اپنی حماقت سے جوان جورو کر بیٹھا اب وہ دن رات بھڑوا انگوڑا بناتی ہے لڑائی فساد ہنگامہ مچاتی ہے گھر مین رہنا مشکل کر دیا ہے داڑھی میری اوسکا کھلونا ہے پیر ہلہل میرا خطاب دیا ہے کبھی کبھی خواجہ خدر بھی کہتی ہے داڑھی نوچنے کی فکر مین رہتی ہے موے بڑھاپے پیٹے کہکر اوسکو رونا ہے گھڑی کھاٹ ہی تکیہ ہے نہ بچھونا ہے مارے جلن کے اور رات و دن کی دانتا کلکل سے دیس چھوڑ پردیس کی بھیک اختیار کی اوسکے منھ کو جھلسا دے کر نکل آیا مگر مین سچ کہون جب اُس کمبخت کی پیاری پیاری باتین یاد کرتا ہون تو جی بیقرار ہو جاتا ہے بیتاب ہو کر روتا ہون اور بانسری بجا کر گاتا ہون کہ بیت بدست سرکشی دادی عنانم

گز و جز سر کشی چیزی ندانم + ملکہ اسکی باتون پر ہنسی اور بولی کہ اے نادان جو رو تیری شہکارا ہے تجھے اوسکے چرتر نہین معلوم تو بوڑھا ہے وہ کسی جوان سے پھنسی ہوگی تیرا رہنا اسی وجہ سے نہین چاہتی ہے اور دوسرے یہ امر ہے کہ بیت زن کو مرد بے رضا بر خاست + پس فتنہ و جنگ از ان سرا بر خاست + عمر نے یہ باتین سُنکر تیوری چڑھائی اور بگڑ کر جواب دیا کہ لے جائیے جائیے ناحق میرے مُنہ سے بھی کچھ نکلے گا تو آپ بُرا مانیے گا ملکہ نے کہا ہم تیری بات کا بُرا نہ مانینگے عمر نے کہا مین آپ کو تو کہتا نہین لیکن اتنی ساتھ ہین کوئی ان مین سے میرے پاس آئے تو مردمی میری ظاہر ہو جائے بھلا مردون کی جورو ین کیا شہکارا ہونگی آوارہ وہ ہوتی ہین جو اس طرح خاک اوڑاتی پھرتی ہین جنکے نہ کوئی ادہر یا نہ گھر یہ کلمات سُنتے ہی سب عورتین مارے ہنسی کے لوٹ گئین ایک کنیز نے کہا دور موے جھڈو بڑا مردوا بنا ہے جورو کی خبر نہین انہین باتون سے وہ تجکو جوتیان لگایا کرتی ہے عمر نے کہا معلوم ہوا تو سب سے زیادہ مستانی ہے میرے کام کی ہے گھبرا نہین میرے پاس اکیلے مین آنا یہ سُنکر وہ کنیز لگی گالیان دینے ملکہ نے منع کیا اور کہا بڑے میان کیا کہنا ہے تمھارے کمالات ظاہری اور باطنی سب کُھل گئے کیا لطیفہ بیان کیا کہ آتے ہی مجکو ہنسا دیا اب آپکو تکلیف دیتی ہون کہ میرے غریب خانے پر قدم رنجہ فرمائیے دو گھڑی دل بہلائیے پھر چلے جائیے گا۔ مین بہت خوش کرونگی دامنِ امید گوہر و زر سے بھر دونگی عمر نے کہا مین سب طرح حاضر ہون چاہے یہان کام لیجیے چاہیے گھر لے چلیے ملکہ ہنسنے لگی اور کہا مجسے بھی بے تکلفی عمر نے کہا کیا مجال یہ کہکر قریب آیا اور ملکہ کی از سر تا پا بلائین لین دُعائین دین ملکہ نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اُنھون نے بغلون مین ہاتھ دیکر بجرے پر عمر کو بٹھایا ملکہ بھی سوار ہوئی اور لیکر چلی بیچ دریا مین جاکر کشتی نے چکر کھایا ڈوب گئی بعد لمحے کے جو آنکھ کُھلی دیکھا کہ سامنے ایک باغ پُر بہار بنا ہے ریاحین وازہار طرح طرح کے گلدار اشجار سے بھرا ہے گُل رونق بخش کارخانہ بہار ہین اشجار غیرت دہ قامتِ یار ہین کہ بمقتضاے

نظم

ہر گل و گلشن پہ تھا جوشِ بہار	ہر طرف ابرِ بہاری تھی نثار
سائبانِ صحنِ گلشن تھا سحاب	جس مین تھی خطِ شعاعی کی طناب
اُسکے نیچے سرو کے موزون ستون	سیدھے سیدھے تھے زمرد گون ستون

کوندنا وہ برق کا ادہر اودھر
جابجا گلبرگ تر فرشِ چمن
نور کی جھالر تھی گویا جلوہ گر
جلوہ گر ہر سو بہارِ نسترن

فی الجملہ بارہ دری جو بصد حسن و خوبی فرش و مسند سے و شیشہ و آلات سے آراستہ تھی وہان عمر کو بٹھایا ملکہ مسندِ ناز پر جلوہ گر ہوئی اور حکم دیا کہ ہان اے پیر کلاونت کچھ گا عمر نَے بجا کر گانے لگا سب کے دل کو اپنا شیفتہ بناتا تھا جب یہ گاتا تھا کہ غزل

بلائین دل کو پھنسا چکے ہین - پری کے پھندے مین آ چکے ہین -
فریب زلفون کا کھا چکے ہین - غضب کا جھٹکا اُٹھا چکے ہین
بھلی لگے کیا بہار سنبل - خوش آئے کیا خاک نکہتِ گل
ابھی ابھی وہ شمیم کاکل - سُنگھا چکے ہین سنگھا چکے ہین
کہان ہو کس نیند سو رہے ہو - سرِ مزار آ کے باتین کر لو
اوٹھا مین تم سے ہون گفتگو کو - فرشتے مجکو جگا چکے ہین
مقام بے شک سرور کا ہے - عجب یہ مضمون دور کا ہے
گمان جنپر کہ حور کا ہے - بغل مین اونکو سلا چکے ہین
نہ دیکھ اے جاہ اِس طرف کو - کہ فرق اِس مین نہین سرِ مو
لگائین گے تجھ پہ تیغ ابرو - قسم وہ آنکھون کی کھا چکے ہین

ملکہ نے اِسکے گانے سے خوش ہو کر بہت کچھ زر و گوہر انعام مین دیا عمر نے عرض کیا کہ حضور میرا گانا آدھا ابھی ہے اگر تھوڑی سی شراب مجھے عنایت فرمایئے تو جوانون کا مزا مجھ بڈھے مین پایئے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ تو مجسے بھی جگت بولنے لگا عمر نے کہا حضور پھر صحبت مین ہنسنے بولنے کا ہی مزا ہی کنیزین بولین کہ گھر مین تو بیچارہ جوتیان کھاتا ہے یہان اِسکا ذہن کھُلا ہے عمر نے کہا مار کھانے ہی کو سامری نے ہمین پیدا کیا ہے ملکہ خوب ہنسی اور کہا اِسکے مُنھ نہ لگو جاؤ کشتیان شراب کی لاؤ کنیزین گئین اور کشتیان بادۂ ارغوانی و زعفرانی کی لائین عمر نے سب بوتلون اور شیشون کو کھول کر اولٹ پھیر کرنا شروع کیا اور نگاہ بچا کر سب مین بیہوشی ملائی پھر جوڑا سی گھنگرؤن کی سنگا کر پانؤن مین باندھی مُنھ سے نَے بجاتا اور گاتا ہوا پانؤن سے تال دیتا اور گت بھرتا ہوا

بیچ

بوتل بغل مین دابے کمر سے پیمانہ لگائے ملکہ کی طرف چلا سکو ایک حیرت ہوئی کہ یہ گویا کیا خوب ہنر ساقی گری کا جانتا ہے غرضکہ عمر سامنے ملکہ کے اسی صورت سے پہونچکر ٹھہرا اور جام شراب سے بھر لئے کو لبون مین داب کر ہاتھ پر جام کو رکھا اور سامنے ملکہ کے لاکر یہ شعر پڑھا کہ عمر ؎

سرودِ مجلس جمشید گفتہ اند این بود
کہ جام بادہ بیاور کہ جم نخواہد ماند

ملکہ نے ہنسکر چاہا کہ جام لیکر پیے عمر نے اوسکو اوچھال دیا اور پھر سر پر روک کر سر سامنے کیا کہ افسر کو سر سے شراب پلاتے ہین عمر کا ان باتون سے منشا صرف بھلاوے مین ملکہ کو ڈالنے کا ہے اور ملکہ اور زیادہ حیرت مین ہوئی آخر جام لیکر پی گئی کیونکہ عالم محویت مین تھی انجام کا خیال بھولی جام پیتے ہی آنکھون مین سرسون پھولی مست ہو کر جھومنے لگی عمر نے پھر چار سمت ناچنے کا دور باندھا اور جتنی عورتین تھین سب کو ایک ایک جام پلایا بعد کچھ دیر کے ہر ایک بیہوش ہوئی ملکہ بھی جھوم کر اُٹھی اور چاہا ساقی کے ساتھ ناچنے لگون لیکن ٹھوکر کھا کر گری عمر نے اُٹھکر دروازہ باغ کا بند کیا اور سب کے کپڑے اور زیور اُتار کر مکان کا سب اسباب لوٹ کر نذر زنبیل کیا پھر ملکہ کو اُٹھا کر ستون سے بارہ دری کے باندھا کوڑا پکڑ کر فلیتہ رفع بیہوشی سُنگھایا لیکن زبان مین سوزن دیدیا جب آنکھ مروارید کی کھُلی اوسکو وہی نشۂ دیرینہ تھا گویا ہوئی کہ اے پیر کلانوت کیا کہنا ایک آدھ چیز تو اور گا عمر نے نعرہ کیا کہ باش او قحبہ از غفلت ہشیار باش کہ منم عمر بن امیہ یہ صدا سُنکر اپنے آنکھ کھولکر جو دیکھا اپنے تئین بندھا پایا اور کلانوت سامنے کوڑا پکڑے کھڑا اتھا بس اشارے سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے عمر گویا ہوا کہ خدا کے فضل سے مین مع ملکہ مخمور یہان آکر پہونچا تجھے چاہیے کہ مطیع اسلام ہو اور محبت جمشید و سامری چھوڑ مجھکو راستہ دے اور تو خدمت ملکہ مہرخ مین جا ورنہ میرے ہاتھ سے ماری جائیگی جان تیری اسیوقت جائیگی مروارید نے ہرچند کہ پند و نصائح سُنا مگر اشارے سے یہی کہا کہ میری جان نام جمشید و سامری پر سے فدا ہے مطیع اسلام ہونا نہین گوارا ہے عمر نے اوّل تو اوسکی جوانی اور حُسن پر رحم کھایا تھا مگر اب سیاہ قلب اور دشمن سخت اپنا جب پایا حجّت تمام کر کے سَر اوسکا جُدا کیا پھر تو غل و شور و تاریکی ہوئی عمر نے جلد جلد کنیزونکے سر کاٹے الحفیظ والامان بیر غل کرنے لگے آگ برسنے لگی پتھر پڑنے لگے دریا سے مروارید غائب ہوا مخمور نے جو یہ ہنگامہ دیکھا سمجھی کہ مروارید قتل ہوئی بس سحر پڑھتی ہوئی درّہ کوہ سے

شادان و فرحان نکل کر دوڑی دیکھا کہ ایک باغ سامنے ہے اور ملازمان مروارید لینا لینا کہتے اُدھر دوڑے جاتے ہین اندر سے باغ کے شعلے آتش کے نکلتے ہین یہ سمجھی کہ خواجہ اِسی باغ مین سب کو قتل کر رہے ہین یہ معلوم کر کے بروے ہوا اُڑ کر نارنج ترنج مارنا شروع کیے پیکان تیر اور مار و کژدم برسائے ساحر گھبرائے کہ شاید فوج ساحران آگئی ہے پس گھبرا کر بھاگے ادھر عمر باغ سے جو باہر نکلا دیکھا کوسون تک اندھیرا ہے اور میدان آتش بہار ہو رہا ہے ساحر ہر طرف بھاگے جاتے ہین بیر چلاتے ہین کہ افسوس مارا اُس ملکہ کو کہ جسکا نام مروارید جادو تھا عمر نے یہ ہنگامہ دیکھکر چند حقۂ آتشبازی مارے اور خنجر مارنا شروع کیا ادھر مخمور نے جسپر تاک کر ناریل مارا اُسکے سینے کو توڑ گیا آخر جب سب بھاگ گئے اُسوقت کچھ بگولے لاش ملکہ مروارید کی لپیٹ کر اوڑاتے ہوے سمت باغ سیب چلے اُن بگولون سے رونے کی صدا آتی تھی مخمور اوتر کر پاس آئی اور کہا اے شہنشاہ عیاران یہ بگولے نہین ہیر ہین سحر کے آب یہ شاہ جادوان کے سامنے جائین گے اور حال کہینگے اوسکو دم بھر مین یہان آنا دشوار نہین مقرر کوئی آفت آئیگی آب جلد یہان سے تشریف لے چلیے عمر بھی سمجھا کہ یہان ٹھہرنے سے کچھ فائدہ نہین اُسکے ہمراہ باتین کرتا ہنستا بولتا بخیریت تمام روانہ ہوا یہ تو اودھر جاتا ہے مگر لاش ملکہ مروارید کی سامنے افراسیاب کے پہونچی بیر سامنے مجسم ہو کر آتے اور رو کر سارا ماجرا بیان کر کے جل گئے شاہ جادوان کو بڑا رنج ہوا اور چاہا کہ خود جائے مگر اہل دربار عرض پیرا ہوئے کہ حضور نے بلاتے جادو کو بھیجا ہے اُنکا راستہ دیکھ لیجیے تو پھر اور کچھ تدبیر کیجیے گا اور علاوہ اِسکے کہی نہ کسی در بند پر وہ مفسد ضرور گرفتار ہوگا بادشاہ کو جانا زیبا نہین شہنشاہ طلسم انکے سمجھانے سے چپ ہو رہا اور از بسکہ حیرت سے وعدہ کمک بھیجنے کا کر چکا تھا اسوجہ سے سحر پڑھا ایک ساحر فیل آتشناک پر سوار اُڑتا ہوا سامنے آیا اوسکو حکم دیا کہ اے طولان بن قہار فیل زور جادو تم لشکر حیرت مین جاؤ اور فرقۂ باغیان کا خاتمہ کرو یہ حکم سُنکر طولان سلام کر کے رخصت ہوا اور اپنی جگہ پر آکر بارہ ہزار ساحر کی جمعیت سے نہایت اُلو العزمی کے ساتھ روانہ ہوا کہ ساحران نابکار باشکال مہیب اژدرون پر سوار تھے نفیر سحر کے بجنے سے زمین و زمان مین تزلزل آشکار تھا قیامت کے آثار نمایان تھے مُردون کو تہِ خاک نفخ صور کا انتظار تھا ہنگامۂ محشر کو بھی اِس غلغلہ کا خوف تھا اسوجہ سے پوشیدہ تھا بروے ہوا یہ لشکر

جاتا تھا یا خاطر شوریدہ دہر سے نالہ و فغان کا شور پیدا تھا کہ بموجب ابیات

چنان شد ز گرد سیہ آفتاب	کہ آتش بر آمد ز دریای آب
درخشیدن تیغ ژوپین و خشت	تو گفتی زمین بر ہوا لالہ گشت
ز جوشش سواران زرین کمر	ز بس ترک زرین و زرین سپر
بر آمد یکے ابر چون سندروس	زمین گشت از گرد چون آبنوس

باین کروفر قریب لشکر حیرت بعد طی بُعد مسافت پہونچا حیرت نے خبر سنکر استقبال کرایا لشکر مقام بہتر مین اُتروایا طولان دربار مین جب آیا نذر دی ملکہ نے خلعت عنایت فرمایا دنگل قریب تخت شاہی بیٹھنے کو دیا ساقی مہر دیدار نے شراب آفتابی سے کام جان کو روشن کیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اسنے عرض کیا کہ حکم طبل رزم بجنے کا دیجیے تاکہ کل مین سبکا استیصال کرون قصہ کا انفصال کرون ملکہ نے فرمایا کہ تم ابھی آئے ہو ایکدن آسودہ ہو لو پھر مقابلہ کرنا جلدی نکرو اسنے اصرار کیا ناچار حیرت نے حکم نواخت نقارۂ رزم دیا ساحرون نے نفیر سحر بجائی یہ خبر ہلکارون نے جاکر ملکہ مہرخ کو پہونچائی اُدھر بھی نفیر سحر کو دم ملا ہر ایک بہادر آگاہ ہوا سامان حرب کی درستی مین مصروف ہر سردار سپاہ ہوا ایسا غلغلہ بپا ہوا کہ آفتاب لرزتا ہوا میدان سے فلک کے بھاگا اور سپاہ شام نے قلعۂ دہر کا محاصرہ کیا نظم

ہمی بود تا شب نمودار شد	فرو رفت مہر و جہان تار شد
شب تار و شمشیر و گرد سپاہ	ستارہ نہ پیدا نہ تابندہ ماہ
ز بانگ تبیرہ زمین و سپہر	بلرزید و زیشان ہمی پرید مہر

تمام شب تیاری جنگ مین بہادرون نے بسر کی جب دم زلف شب سے چہرۂ پر نور شاہد روز کی روشنی ظاہر ہوئی اور نوبت نواز دہر نے طبل بازگشت کی صدا لشکر زنگی شب مین بلند کی کہ بموجب نظم

چو خورشید بر کشور لاجورد	سراپردۂ زد ز دیبای زرد
چو بر زد سر از برج خرچنگ شید	جہان گشت چون روی رومی سفید
تبیرہ بر آمد ز ہر دو سرای	جہان شد پُر از نالۂ کرنای
بر آمد دم نای و آوای کوس	ہمین آسمان بر زمین داد بوس

دم سحر بصد حشمت و جلال دونون لشکر میدان قتال مین آکر صف آرا ہوے اور تخت شاہان ہر دو سو

قلب فوج مین ٹھہرے بعد ترتیب عسکر نصرت اثر مبارزان دلاور طالب پیکار ہوے اُدھر سے طولان اور اِدھر سے مرزبان نکلکر مقابل ہوے پہلے ناریل اور ترنج چلے آخر طولان نے اپنے فیل کو ہول دیا ہاتھی نے گھونسا خرطوم کا مارا مرزبان بیہوش ہوکر گرا اِسنے گرفتار کرلیا اور پھر نعرۂ ہل من مبارز مارا اور ایک ساحر اِدھر سے جاکر ہم نبرد ہوا بعد ردّ و بدل سحر کے اسکا بھی ہاتھی نے کام تمام کیا اسیطرح بہت سے ساحر قتل و اسیر ہوے ہاتھی کی وجہ سے دستگیر ہوے اُسوقت تاب ملکہ سُرخ مو کو نہ آئی اور یہ جاکر مقابل ہوئی باہم تادیر سحر سازی رہی اُسنے ہاتھی پر بھی ہول دیا فیل نے ایک پھنکار ماری کہ سرخ مو بیہوش ہوگئی اُسنے چاہا کہ اِسے بھی گرفتار کرے مہرخ تخت سے عُقاب زور سحر بنکر اُڑی اور سرخ مو پر آگری پنجے مین دابکر لے چلی اور ایک گولا فولادی مارا کہ طولان ہاتھی پر سے کود کر الگ ہوا اور گولا ہاتھی کے مستک پر جو پڑا اُسکا سر پھٹا اور تڑپکر ہلاک ہوا یہ ماجرا دیکھکر طولان کو غصّہ آیا اور فوج کو للکارا کہ لینا اِسکو جانے نہ دینا فوج کے ساحر عقاب اور شاہین و باز بنکر چلے اور تیر سحر بہت سے مہرخ پر لگانے لگے پھر تو اِدھر کی فوج بھی چلی اور باہم دونون لشکر مین جنگ آغاز ہوئی مہرخ نے سُرخ مو کو سپرد لشکریان کیا اور آپ لڑنے لگی ساحر جو طائر بنے تھے اون کو صید کرنا شروع کیا قفس تن سے جب طائر روح ساحرون نے پرواز کی بیرون کے غل سے کان پڑی آواز سُنائی ندیتی تھی تاریکی اور آندھیون سے خاطر روزگار مکدر و تیرہ تھی برف باری نے گرمیان شعلۂ رزم کی سرد کی تھین سنگباری نے سختیان آہن گدازون کی گرد کی تھین کہ بمقتضاے نظم

زپیکان پولاد و پرِ عقاب ‌ ‌ سیہ شد میانِ فلک آفتاب
ہمہ دست نیزہ گزاران زکار ‌ ‌ فرو ماند از برف و روز کارزار
بدان رستخیز و دمِ زمہریر ‌ ‌ خروشِ یلان بود و باران تیر
کنون چون رُخ روز شد تیرہ گون ‌ ‌ ہمان روی کشور چو دریاے خون

یعنی شام تیرہ فام ظلمت گیر عالم ہوئی لشکر جنگاہ سے پھرے اور خیمہ گاہ مین آکر آسودہ ہوے لیکن طولان نے تامل نکیا آتے ہی پھر طبل جنگ بجوادیا مہرخ بھی خبردار ہوئی اور نا سے ترکی کو دم بلا شور محشر آشکار ہوا ساحر سحر خوان ہوے بہادر عازم میدان ہوے پھر رات بھر تیاری

رہی صبحدم جب شاہ خاور نے تخت زرین پر جلوہ کیا اور شب تیرہ نے ناخن پنجۂ مہر سے رخسار اپنا خراشیدہ کیا کہ بیت چو خورشید پر زد زخر چنگ چنگ ٭ بدرید پیراہن مشک رنگ ٭ سپاہ ہر دو سو وارد دشت قتال ہوئی طولان نے اپنے سپہ سالار اژدر جادو سے کہا کہ تو اژدر بنکر میرے سامنے آ کہ مین تجھپر سوار ہونگا اور جسوقت مین لڑنے لگون حریف مجسے مخاطب ہوگا تو غفلت مین اُسکو پاکر دم کھینچکر نگل لینا سپہ سالار یہ حکم سُنکر بزور سحر اژدہا بنا اور طولان کا ٹھرا کھچوا کر اُسپر سوار ہوکر وارد میدان حرب ہوا بعد ترتیب صفوف کارزار صف لشکر سے بڑھکر مبارز طلبی کی آج پھر سرخمو اسکے مقابلے مین گئی پہلے ناریج ترنج چلا پھر اسنے بالون کی لٹ کھولی ستارے ٹوٹ کر گرنے لگے طولان نے اس سحر کا رد کیا کہ اندھیرا موقوف ہوا اور ستارون کو سپر پر پنجون نے پیدا ہوکر روکا مگر اژدر نے اپنا دم کھینچا سرخمو مخاطب پہنے ہمنبرد سے تھی غفلت مین سنبھل نہ سکی اژدر کے منھ مین سماگئی اسی طرح چند سردار آئے اور دہن اژدر مین سماگئے اُسوقت مہرخ نے بھی سردارون کی مدد کے لیے ساحرون کو بھیجا ادھر طولان نے فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا پھر دونون فوجین بھڑگیئن دریاے فوج مین تلوارین لہرین لینے لگین موج آب شمشیر نے ہستی کا پل ڈھادیا بحر فنا کا کنارہ نظر آیا دوپہر کامل خوب لڑائی رہی سحر آزمائی رہی آخرش این را خطر نہ اور ا ظفر دونون طرف طبل امان بجا ہر ایک پھر کر خیمہ گاہ مین آیا طولان بارگاہ حیرت مین گیا حیرت از بسکہ زوجۂ شہنشاہ ساحران ہے ہر بار میدان جنگگاہ مین نہین آتی ہے فی الجملہ اسنے سارا ماجراے جنگ عرض کیا اور سردارون کا قید کرنا بھی کہا حیرت کہا اُن سردارون کو ہمارے سامنے لاؤ اسنے عرض کیا کہ لاتا ہون اور روانہ ہوا مگر حال سُنیے کہ اژدر جب جنگگاہ سے پھر کر آیا تو اُسنے خیال کیا کہ تیرے شکم مین سردار گھٹ کر مرجائینگے اونکو نکالنا چاہیے یہ سمجھ کر اونکو اوگلا اور دُم اپنی منھ مین دابکر حلقہ کرکے بیچ مین سردارون کو لیکر بیٹھا مگر اُسکے اُگلنے سے سحر سردارون پر سے اوتر گیا اور وہ بیہوش تھے اب جو ہوشیار ہوے اُٹھکر اپنے لشکر کیطرف چلے اژدر انکا سد راہ ہوا سُرخمو اُسوقت غفلت مین گرفتار ہوئی تھی اور یہ دو تھے وہ اکیلی تھی اب جو اُسنے اژدر کو تنہا پایا ایک تیر سحر کا ایسا مارا کہ اُسکے سینے کو توڑ گیا اور وہ تڑپکر ہلاک ہوا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا تاریکی ہوگئی اوسی تاریکی مین سُرخمو وغیرہ اوڑکر بروے ہوا گیئن اور وہان سے

گولے اور ہار غلغل وغیرہ مارنا شروع کیے لشکریان طولان دو چار ہلاک ہوے اور اُٹھکر لشکر حیرت کی طرف بھاگے اِسطرف طلایہ دار کچھ سپاہ لیے محافظت لشکر کرتا تھا غل سُنکر ادھر دوڑا یہ لشکری سمجھے کہ ہمکو مارنے آتا ہے اور اِسی نے شاید ہمارے لوگونکو مارا ہے بس یہ سمجھکر لڑنے لگے ادھر سے طولان قیدیون کو لینے آتا تھا وہ یہ ہنگامہ دیکھکر سمجھا کہ شاید مہرخ میری فوج پر آگری ہے بس وہ بھی للکارنے لگا کہ ہان لینا جانے ندینا اَب بالکل فوج کو یقین ہوگیا کہ حیرت سے بگڑ گئی اور ادھر والون کو یقین ہوا کہ یہ لشکر شاید مہرخ سے ملگیا ہے الحاصل گوشت خراور وندان سگ باہم سحر چلنے لگا برقین گرنے لگین سُرخمو وغیرہ تو اپنے لشکر مین چلی آئین یہان بھی غلغلہ سُنکر فوج تیار ہوگئی ادھر شور ہونے سے حیرت بارگاہ سے نکل آئی دیکھا باہم فوجین لڑ رہی ہین کُشتے کُشتون کے بندھ گئے ہین لاشون کے انبار لگے ہین قلعہ ہائے تن کی بربادی ہے سرون کے کنگرے ہر جگہہ بنے ہین حیرت کی سمجھ مین یہ لڑائی نہ آئی اور بغضب تمام کچھ سحر ایسا پڑھا کہ دونون لشکرون کے بیچ مین ایک دھوان پیدا ہوکر اندھیرا ہوگیا فوجین جُدا ہوئین اوس نے طولان کو بلوایا ماجرائے جنگ پوچھا اوسنے کہا مجھے نہین معلوم لڑتے ہوے فوج کو دیکھکر مین بھی لڑنے لگا تھا الحاصل بعد تحقیقات حال مرگ اژدر اور سبب فساد ظاہر ہوا حیرت نے طولان کو بہت کچھ لعنت ملامت کی کہ افسر ہوکر بغیر دریافت حال لڑنے لگا اور صدہا کو قتل کرا ڈالا طولان کو اُسکے بُرا بھلا کہنے سے غصّہ آیا اور گویا ہوا کہ سُرخمو کی ذات سے یہ فساد ہوا ہے مین اوسکو جاکر بارگاہ حریف سے پکڑ لاتا ہون یہ کہکر بزور سحر اُڑکر چلا ہلکارے جو بامرِ جاسوسی اُس جگہہ حاضر تھے وہ اُس سے قبل خدمت مہرخ مین گئے اور اُسکے آنے سے مطلع کیا قران اتفاق سے اُسوقت بارگاہ مین حاضر تھا اُسنے جو سُنا کہ طولان آتا ہے اِسنے ملکہ سے کہا کہ آپ مع سرداران نامی کے پوشیدہ ہوجائیے مین ایک عیاری کرونگا مہرخ و بہار وغیرہ اِسکے کہنے سے بزور سحر چھپ گئین اور اِسنے برق وضرغام وغیرہ عیارون سے کہا کہ تُم اپنی صورت مثل بہار و مہرخ وغیرہ کے جلد بناؤ اور ساحر جو ایسے ویسے تھے اون کو بُلا کر حکم دیا کہ تُم بزور سحر صورت اپنی مثل سردارون کے بناؤ غرضکہ دم بھر مین سب نے صورتین تبدیل کین اور اِس عرصہ مین طولان بارگاہ مین آیا اور پُکارا کہ کہان ہے سُرخمو اُسوقت اِسکے

سامنے برق کہ بہ شکل مہرخ تھا آیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا کہ ہم سب اطاعت شہنشاہ کرتے ہین اور قران نے بھی عذر کیا کہ ہماری خطا بھی شاہ جادوان سے معاف کرادیجیے طولان یہ عذرات سُنکر بہت خوش ہوا کہ یہ لڑائی میری وجہ سے فیصل ہوئی بس ہر ایک سے حکم دیا کہ اگر تم صفائی چاہتے ہو تو میرے خیمے مین چلو مہرخ و بہار نقلی دو ایک سردار اوسکے ہمراہ چلے اور قران بھی ساتھ آیا اور اِسنے چاہا کہ اِن سبکو خیمے مین بٹھا کر مین حیرت پاس جاؤن اور اِنکے آنے کا حال بیان کرون لیکن جانے نہ پایا تھا کہ قران نے اکیلا پاکر اِسے بیہوش کیا اور برق نے چاہا کہ مار ڈالون لیکن قران نے کہا کہ اے برق تُم اسی کی صورت بنو پھر تماشا دیکھو برق اُسی کی ایسی صورت بنا اور باہر نکلکر اپنی سواری کا ہاتھی مانگا ساحر فیل درِ خیمہ پر حاضر لائے برق نے بموجب فہمایش قران گٹھری کی طرح طولان کو باندھکر باہر آکے ہاتھی پر رکھ لیا اور آپ سوار ہوا بس سوار ہوتے ہی افسران فوج کو للکارا کہ جلد لشکر تیار کرو اُنھون نے نفیر سحر بجائی اور صف باندھکر کھڑے ہوے اِنسے اِسنے کہا کہ ملکہ حیرت سے مجسے بگاڑ ہو گیا ہے تُم میرا ساتھ دوگے یا حیرت کا سارے لشکر نے کہا کہ ہم آپکے تابعدار ہین اِسنے کہا کہ لشکر حیرت غافل اُترا ہوا ہے اُنپر حملہ کرو اور مارلو فوج حکم پاتے ہی لشکر حیرت پر جا پڑی وہ لوگ سب غفلت مین تھے اِدھر سے نارنج و ترنج پڑنے لگے خیمون مین آگ لگی دو چار واصل جہنم ہوے گھبرا کر کچھ بھاگے جلد جلد بہتون نے کمر باندھی اُٹھ کے لڑنے لگے ہنگامۂ گیر و دار برپا ہوا اسوقت برق نے طولان کو گٹھری سے کھولکر بٹھا دیا اور فتیلۂ رفع بیہوشی ناک کے برابر رکھکر آپ ہاتھی سے کود گیا اور لشکر سے نکلکر الگ کھڑا ہوا اور قران و بہار بھی خیمے سے نکلکر الگ جا کر ٹھہرے لیکن طولان کی جو آنکھ کھُلی اِسنے دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہی ہر چند ہان ہان کرتا ہے مگر اُس ہلڑ مین کون سُنتا ہے ایک سے دوسرا بھڑا ہے شمشیر صاعقہ خصال خرمنِ ہستی جلا رہی ہی کمان وہان تیر سے غُل مچا رہی ہی حیرت بھی غُل سُنکر خیمے سے باہر نکل آئی دیکھا طولان ہاتھی پر سوار ہے اور فوج اوسکی لڑتی ہے ازبسکہ اِسکو خبر ملی کہ مہرخ و بہار وغیرہ اِسکے خیمے مین آئی ہین بس اِسکو صاف یقین ہوا کہ طولان اُنسے ملگیا ہے لہذا اُسنے بھی فوج کے افسرون کو للکارا کہ لینا اِس نمک حرام کو اب تو خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی گوشت خردندان سگ باہم کٹ مرے اوراق دفتر ہستی صرصر فنا نے اُلٹ دیے کہ نظم

ز نیزہ ز پیکان ہوا تیرہ گشت	ہمی آفتاب اندران خیرہ گشت
زگردِ سپہ روشنائی نماند	زخورشید شب را جُدائی نماند
فروش سواران و اسپان بدشت	ز بہرام و کیوان ہمی برگذشت
زجوشِ سواران و زخمِ تبر	ہمی سنگ خارا برآورد پر
ہمہ تیغ و ساعد زخون گشتہ لعل	خروشان شدہ خاک در زیر نعل
دلِ مرد بددل گریزان زتن	دلیران زخفتان بُریدہ کفن

حیرت نے جب جنگ آغاز کی تو یہ بھی اسکو خیال آیا کہ مہرخ کہین بھڑکا نہ گئی ہو یہ سمجھ کر حکم دیا کہ اے شہاب تو جا اور رطولان کو سمجھا شہاب جو وہان سے اسکی طرف چلا وہ سمجھا کہ حیرت نے اسکو میرے گرفتار کرنے کےلیے بھیجا ہے بس یہ جانکر یا تو یہ فوج کو منع کر رہا تھا یا شہاب پر نارنج ترنج مارنے لگا شہاب بھاگ کر حیرت پاس گیا اور کہا اے ملکہ یہ بیشک حریف سے ملگیا ہے اتفاق سے اِسوقت ابریق کوہ شگاف آیا ہوا تھا حیرت نے اُس سے کہا اے وزیر اعظم تم جا کر طولان کو پکڑ لاؤ ابریق حسب الارشاد چلا اور آتے ہی ایک چھڑی سحر پڑھکر ماری طولان سحر بھول گیا ابریق کمر مین پنجہ ڈال کر اُٹھا لیگیا اور سامنے ملکہ کے لایا ملکہ نے حکم دیا کہ مارو اِس حرام زادے کو لگی جوتی اور لات اور گھونسا پڑنے ہر چند یہ چیختا ہے کہ ملکہ میری خطا نہین ہی مگر کوئی سُنتا نہین جوتیان اور لاتین پڑی جاتی ہین خوب پٹیا ابریق نے آخر سفارش کر کے چھڑایا یہ چھوٹا لشکر مین آکر طبل امان بجوایا اور اسیوقت کوچ کر کے دریاے خون روان سے اُتر کر باغ سیب مین پاس شاہِ جادوان کے گیا اور پکار افریاد ہی ملکہ حیرت نے ایسا کُچھ پٹوایا کہ سر پر بال نہین رہے ملکہ لائق افسری نہین ہی افراسیاب نے غل سُنکر اوسکو سامنے بُلوایا اور حال سُنکر کتاب سامری دیکھی ہنسکر کہا کہ خوب تم لڑنے گئے تھے ارے بیوقوف عیّار تجکو دھوکا دے گئے پھر سب حال برق و قران کا شاہ طلسم نے بیان کیا اِسنے کہا کہ مین پھر جاتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ جائے شاہ طلسم نے منع کیا اور کہا اب تم نہ جاؤ اُسنے کہا مین عیّارون کو جاتے ہی گرفتار کرونگا شاہ نے کہا ابکی عیّار تمھین زندہ نہ رکھینگے تم ٹھہرو مین تدبیر کرتا ہون یہ کہکر اپنا صندوقچہ سحر منگا کر ایک تصویر نکالی اور ایک ساحر عذار جادو

نام کے حوالے کی اور کہا تم طولان کے ساتھ جاؤ ملکہ حیرت سے کہنا کہ انکو عیارون نے تنگ
کیا ہے اب مین نے کئی سحر انکے ساتھ کردیے ہین انکی خاطر بہت کرنا اور اے ملکہ تمنے بہت برا کیا جو انکو
ذلیل کیا کوئی افسرون کے ساتھ اس طرح پیش آتا ہے اور اے غدار یہ تصویر مین نے پہلے بھی
ایک ساحر کو دیکر بھیجا تھا اور اسنے کئی عیارون کو پکڑ لیا تھا لیکن پھر اسنے دھوکا کھایا اور مارا گیا
فی الجملہ تاثیر اس تصویر کی یہ ہے کہ جو عیار تمھارے سامنے آئے گا یہ تصویر اسکی اصلی صورت
بنجائیگی تم جاننا کہ یہ عیار ہے اور اوسکی یہ شکل جو بظاہر عورت یا اور کسی طور کی ہے عارضی ہے اصل
شکل اسکی مثل صورت تصویر ہے بس اوسکو تم گرفتار کرلینا غدار یہ کلمات سنکر اور تصویر لے کر
ہمراہ طولان روانہ ہوا اور طولان مع اپنے لشکر کے کوچ کرکے دریا سے پار اترا اوسوقت
غدار اوسکے آگے چلکر بارگاہ حیرت مین گیا اسنے اسکی تعظیم کی اسنے حکم شہنشاہ سے جو
نسبت طولان تھا اطلاع دی حیرت نے سردار پہر استقبال بھیجے اور طولان کو استقبال
کراکے بلوایا خاطر سے بٹھایا بے اعتنائی جو پہلے اسکے ساتھ کی تھی اوسکا عذر کیا اور ساقیان
مہر تمثال حاضر ہوے دورۂ جام بے اندیشۂ انجام آغاز ہوا ناچ ہونے لگا اوسوقت غدار نے وہ
تصویر ملکہ کو دکھا کر خاصیت اسکی بیان کی اور کہا مین بارگاہ حریف مین جاکر عیارون کو پکڑکے
لاتا ہون حیرت نے کہا تم اس تصویر کی وجہ سے عیارون کو پہچانو گے لیکن وہان ساحران
زبردست جو مقابلہ کرینگے انکا کیا علاج کروگے اسنے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ مین مصاحب شہنشاہ ہون میرا
نمکحرام کیا بنا لینگے حیرت نے کہا اگر ایسا ہے تو جاؤ کیونکہ ع ہر کسی مصلحتی خویش نکو میداند + غدار
وہانسے اڑکر چلا لیکن اس سے پہلے ضرغام یہان موجود تھا وہ سارا ماجرا تصویر کا دریافت
کرکے گیا اور جاکر دربار مین خبر عرض کی وہان قران موجود تھا کیلیے کہ جب سے عمر گیا ہے یہ بارگاہ
مین بہت رہتا ہے الحاصل قران مع برق علحدہ گیا اور کہا اے برق تم چھپ رہو وہ چھپ رہا
قران دوڑ کر لشکر حریف مین گیا دیکھا ایک بڑھیا بھیک مانگتی ہے اوسکو اسنے الگ بلایا اور کہا
میرے ساتھ چل مین تجکو بہت سامال دون وہ ضعیفہ اسکے ساتھ درۂ کوہ مین گئی وہان قران
نے اوسکو بیہوش کرکے رنگ روغن لگاکر برق کی صورت بنایا اور ہوشیار کرکے بہت سامال وزر
وگوہر دیا اور کہا تم چلکر بارگاہ مین بیٹھو جو کوئی پوچھے کہنا مین برق ہون اس کہنے سے مین

تمکو بہت کچھ مال دونگا اور جو کوئی تمکو پکڑلے جائیگا وہ بھی بہت کچھ دیگا اور اگر میرے کہے کے خلاف کروگی تو جان تمھاری جاتی رہیگی اِس ضعیفہ نے جو مال وافر پایا اور آیندہ بھی ملنے کی امید پائی پس گویا ہوئی کہ جو آپ نے کہا ہے اِس سے بڑھکر مین کہونگی غرض اُسکو بہت کچھ سمجھا بجھا کر بارگاہ مین قران لیکر آیا اور بمقام برق پر بٹھا کر آپ چلا گیا اور اہل بارگاہ سے کہتا گیا کہ جو کوئی برق کو پکڑنے آئے تو پکڑ لیجانے دینا تم لوگ کچھ نہ بولنا فی الجملہ یہ تو چلا گیا اور بعد کچھ دیر کے غدار بارگاہ مین آکر اوترا اور پکارا کہان ہے وہ ناعیّار برق وہ ضعیفہ پکاری کہ منم برق ازبسکہ حلیہ عیّارون کے تمام طلسم مین ہین سب جو پہچانتے ہین اِسنے برق کو جو بصورت اصل پایا تصویر دیکھنے کی کچھ احتیاج نہ سمجھا کیونکہ اگر کسی اور کی صورت برق بنا ہوتا تو یہ تصویر دیکھتا بس اُس بڑھیا کو برق بنا ہوا دیکھکر پنجہ کمر مین دیکر اُڑا اور یہان لشکر مین غُل ہوا کہ لیے جاتا ہی مگر حسب فہمایش قران کسی نے مقابلہ نہین کیا یہ سیدھا بارگاہ حیرت مین آکر اُترا اور کہا مین لایا برق کو وہان طولان بیٹھا تھا اور وہ نہایت برق سے جلا ہوا تھا اوسنے صورت دیکھتے ہی بغیر پوچھے ایک تلوار ایسی لگائی کہ برق نقلی کا سر کٹ گیا لاش کھچوا کر گھورے پر ڈلوادی اور سر بارگاہ کے دروازے پر لٹکوادیا اور نہایت خوش ہوا کہ مین نے دشمن سے اپنا عوض لیا یہ خبر طائران سحر نے لشکر مہرخ مین پہونچائی ہر ایک نے سُنتے ہی اِس خبر وحشت اثر کے پچھاڑ کھائی گریبان چاک کیا دامن ہر ایک کا جوش گریہ سے دامن سحاب بنا مگر مہرخ نے کہا کہ اِس مین کوئی مہتر قران نے عیاری کی ہی کیونکہ وہ لڑنے کو منع کر گئے تھے اَب جزع فزع نہ کرو اور نظر بفضل کریم کارساز رکھو ہر ایک اِسکے سمجھانے سے خاموش ہوا اور ادھر قران نے برق کو بُلایا وہ یا تو پوشیدہ تھا مگر سامنے آیا اِسنے کہا تم اَب شیر کی کھال پہنو اور بشکل ببر دمان بنکر طیار ہو برق حسب الارشاد عمل مین لایا یعنے شیر کی کھال پہنکر گھنڈیان اوسکی سینے تک لگا کر درست ہوا سابقاً جلد اوّل مین بیان گیا ہے کہ برق کے پاس پوست سب جانورون کی شکل گربہ وسگ وشیر وغیرہ کی رہتی ہین اور اوسکو جانور کی صورت کے بننے مین بڑا ملکہ ہے چنانچہ ایک بار کُتّا بنکر عمر کو یہ پکڑ لے گیا تھا اور عمر اسکو نہ پہچان سکا تھا غرضکہ جب شیر بنکر تیار ہُوا قران نے صورت اپنی ایک ساحر کی ایسی بنائی

اور مہیب صورت سیاہ فام کہ تین سر ایک شیر کا دوسرا اژدر کا تیسرا خرس کا بنایا ہر سر مین سانپ لپٹے کہ وہ زبان نکالتے تھے کئی ہاتھ بنائے کہ کسی مین منقل آتشین لیے تھا کسی مین ترسول اور کسی مین تھال برنجی تھا جھولا بادلا نگار گلے مین ڈالے دھوتی تمبیری باندھے تھا غرضکہ اس صورت پر جب بنکر تیار ہو چکا برق پر جو بشکل شیر تھا سوار ہوا اور ایک نامہ شاہ طلسم کی جانب سے مُہری لکھکر اپنے پاس رکھا برق اوسکو لیے ہوے دربارگاہ حیرت پر لایا اسکو خبر ہوئی کہ ایک ساحر شیر پر سوار شہنشاہ جادوان کے پاس سے آیا ہے اُسنے استقبال کرکے سامنے بُلایا قران نے سامنے آکر تسلیم کی اور نذر دی پھر نامہ پیش کیا حیرت نے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ برق عیّار مارا نہین گیا بلکہ ہمنے اِس ساحر کے حوالے برق کو گرفتار کرکے کردیا ہو اَب غدار سے کہنا جو یہ ساحر کہے اُس بموجب کام کرے حیرت مضمون نامے سے جب مُطلع ہوئی غدار سے کہا تمنے بھی دھوکا کھایا شہنشاہ لکھتے ہین کہ وہ برق نتھا جو مارا گیا غدار نے کہا مین شہنشاہ کو تو جھوٹا نہین کہہ سکتا لیکن مین بارگاہِ حریف سے جاکر پکڑ لایا ہون کیونکر کہون کہ مین نے دھوکا کھایا یہ کلام سُنکر نامہ دار نے کہا تُم دیکھوگے برق کو مین بلاؤن مجکو شہنشاہ نے اُسے دیدیا ہے یہ کہکر باہر آیا اور شیر کی کھال پر برق سے اُتروا کر اپنے ساتھ اندر بارگاہ کے لایا حیرت نے کہا بھلا شہنشاہ کی بات کہین جھوٹی ہوسکتی ہے غرض اَب سبکو یقین ہوا کہ بیشک یہ نامہ دار فرستادہ شاہِ جادوان ہی ہے بس غدار نے کہا اور کیا شہنشاہ نے فرمایا ہی جو لکھا ہے کہ جو نامہ دار کے کہنے پر عمل کرنا اِسنے کہا وہ بات علیحدہ کہنے کی ہے غدار اِسکا ہاتھ پکڑکر اپنے خیمے مین لیچلا قضائے کار اثنائے راہ مین عیارہ صبا رفتار ملی اور اوسنے قران کو پہچانا صاف تو نہ کہہ سکی مگر بطور کنایہ کے پکاری کہ میان صاحب ہمارا بھی سلام ہے قران نے کہا کیون دھگڑے کو دیکھا جی تو اچھا ہے اِن کلمات کو سُنکر غدار سمجھا کہ یہ عورت سمجھکر اس عیارہ سے ہنستا ہے یہ سمجھکر اوسکو لیے اپنی بارگاہ مین گیا اور ادھر صبا رفتار نے جب دیکھا کہ میرا کنایہ غدار نہین سمجھا بس جلد چلی کہ جاکر ملکہ حیرت کو خبر کرون اور جاکر سامنے ملکہ کے عرض کیا کہ حضور نامہ دار نہین وہ قران عیار ہے جو غدار کو لیگیا ہے جلد خبر لیجیے نہین غدار مارا جائیگا حیرت نے کہا تو دیوانی ہے وہ شیر پر چڑھکر آیا ہے اور نامہ مُہری شہنشاہ کا لایا ہے کہین عیار بھی شیر پر چڑھ سکتے ہین یا مین سمر

اپنے بنا سکتے ہین صبا رفتار نے کہا اسوقت اِس شبہ مین نہ پڑیے اور عیاری کے فن کی تصریح نہ فرمایئے جلد وہان کی خبر منگوایئے حیرت نے اِسکے کہنے سے ایک ساحر کو حکم دیا کہ جا اور غدار کی خبر لاوہ تو اودھر چلا اگر جبتک یہ آئے آئے وہان پہونچتے ہی قران نے کہا ای غدار مین تجھے قتل کرنے آیا ہون اُسنے کہا کیون جواب دیا کہ حکم حاکم دیکھو نہ وہ کیا مارنے چلے آتے ہین اِسنے گھبرا کر اِسکے اِس کہنے سے پھر کر دیکھا قران نے جھک کر تبرزین مارا کہ سر پھٹ گیا اور تڑپ کر ہلاک ہو گیا غل و شور و تاریکی ہوگئی قران و برق بھاگ کر لشکر سے نکل گئے اور ساحر فرستادۂ حیرت جو آیا اوسنے بھی یہ ہنگامہ دیکھا پلٹ کر ملکہ پاس گیا اور کہا وہان خاتمہ ہو گیا حیرت کو بڑا رنج ہوا لاش غدار کی اُٹھوائی اور یہ زبردستی جو عیارون کی جو دیکھی طولان کافر کا خوف سے دم نکل گیا کہ واقعی اِن عیارون کے ہاتھ سے جان بچنا مشکل ہے حیرت نے نامہ اِس سب حال کا افراسیاب کو لکھا اور قران نے جا کر سب ماجرا مِصرخ سے بیان کیا اور برق کی گرفتاری سے ہر ایک رنجیدہ ہو رہا تھا اَب اوسکو دیکھکر خوش ہوا الحاصل یہ سب تو اِس کیفیت مین ہین اور عمر و مخمور دریای مروارید سے گذر کر سمت کوکب روانہ ہین لیکن اِن سبکو تو اِسی حال مین رکھیے مگر شمہ داستان زلازل قاف ثانی سلیمان جناب امیر حمزہؓ صاحبقران کے لشکر نصرت اثر کے سُنیئے کہ مولف

بیا ساقیا جام بر کف بنہ — بہ مطرب بگو دست بر دف بنہ
بہ زاہد بگو تو بہ را بشکند — کہ فصل بہاری ور یخار سد
بیا صوم از بادہ افطار کن — زمے چہرۂ خویش گلنار کن
گدا ے درِ میکدہ چون شوی — زمے دامنِ خویشش را تر کنی
بیا بلبلِ گلشنِ داستان — یکے قصۂ نغز و نادر بخوان
بکن تیغ منقار را تیز تیز — برنگین بیان خون دلہا بریز
بہر کلمہ صد تیر بر دل زنی — زسو فار چون داستان سر کنی

ناوک اندازان نشانۂ داستان و خدنگ افگنان ہدف بیان تیر زبان سے تودۂ سخن کو یون نشانہ بناتے ہین اور قدر انداز کلام فرط شوق سے صداے زہ ازہ اسطرح بلند فرماتے ہین کہ جلد اول مین ذکر کیا گیا تھا پیکان کا کہ وہ لشکر لقا مین گیا تھا اور قتل ہوا تھا اب بھائی اُسکا یعنے

سوفار جادو فرستادۂ شاہ جادوان بگردفر تمام خدمت لقاے بدانجام مین جب پہونچا اوس کا استقبال شیطان درگاہ بختیارک نے کیا جب یہ اوس مردود کے سامنے گیا سجدہ کیا اور دنگل پر بیٹھکر رونے لگا اپنے بھائی کو یاد کرکے جان کھونے لگا بختیارک بھی اوسکے ساتھ گریہ کنان ہوا یہانتک کہ یہ تو چپ بھی ہو رہا مگر بختیارک نہ چپ ہوا اُسنے خود کہا کہ ملک جی اب صبر کیجیے فضل خداوند سے اپنے بھائی کا بدلا اِن مسلمانون سے مین لونگا اور ایک کو جیتا نچھوڑونگا بختیارک نے کہا مین جو تُمسے زیادہ رویا تو سبب یہ ہے کہ دو آدمیون کو رویا ایک تو تمھارے بھائی کو اور دوسرے تمھین کیونکہ مین تمکو بھی مُردہ جانتا ہون خداوند نے اُن بندون کو قدرت ہی ایسی دی ہو کہ جو اُنسے لڑتا ہے قتل ہی ہوتا ہے سوفار نے کہا ملک جی مین بھی وہ ساحر ہون کہ دم بھر مین اِدھر کی دُنیا اُدھر کردون گا لقاے اِسکالاف و گزان سُنکر کہا اے بندۂ قدرت مجکو غرور کسیکا پسند نہین اسیوجہ سے جو آتا ہے وہ مارا جاتا ہے کیلیے کہ اوسکو غرور ہو جاتا ہے کہ مین ایسا صاحب شوکت و زور ہون بس یہ مجکو ناپسند ہوتا ہے مین اوسکو قتل کرڈالتا ہون سوفار اپنے دل مین ڈرا اور کہا یا خداوند مجسے خطا ہوئی معاف فرمایئے الحاصل اسنے توبہ کی اور ایک دن کسل راہ سے آسودہ ہوا دوسرے دن جب تیر شعاع آفتاب بصد آب و تاب ترکش مغرب مین قدر انداز روزگار نے رکھے اور زاغ شب نے باز سفید کے پنجے سے بیخوف و امین ہوکر پرواز کی کہ بہ مقتضاے **نظم**

چو خورشید در جامۂ نیلگون	نہان شد چو زنگی شب آمد برون
نہان گشت چون چہرۂ اہرمن	کشادہ سیہ مار گردون دہن

سوفار نے طبل جنگ بجنے کی درخواست کی لقاے نے حسبِ خواہش اسکے حکم دیا کوس جمشیدی پر چوب پڑی ہلکارے بارگاہ سلیمانی مین خبر لیکر گئے اور شہنشاہ گردون سریر چراغ لشکر اسلام سعد بن قباد کی خدمت مین پہونچکر مراسم آداب شاہی بجالائے اور بہر ثنا لب کھولے کہ **نظم**

بندۂ در ہے ترا اک اقبال	حاجب آستان ہے جاہ و جلال
جب تری تیغ صاعقہ پیکر	نکلے ابر نیام سے باہر
گور مین کانپنے لگے بہرام	تھر تھرا جائے روح رستم و سام
زہرۂ خاک آب ہو جائے	ترک گردونِ دون کو غش آئے

آج لشکر لقا میں سوفار جادو جو طلسم سے آیا ہے اُسنے طبل جنگ بجوایا ہے ہلکارے یہ عرض کر کے کنارے ہوئے اور شہنشاہ نے امیر سے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی فضل پروردگار سے کوس رزم پر چوب پڑے امیر نے حسب الارشاد چالاک سے فرمایا کہ جاؤ اور طبل جنگ بجاؤ چالاک نے نقارۂ خانیٔ سکندری میں آکر طبل سکندر پر ڈال دیا جہان فانی میں غوغائے آفتلو بھر گیا نظم

تبیرہ برآمد ز ہر دو سرائے ٭ جہان پُر شد از نالۂ کرّنائے
چو رعد خروشندہ شد بوق و کوس ٭ خور اندر پس پردۂ آبنوس

شیر بیشہ گان جرائت و نہنگان قلزم شجاعت بحر آہن میں بہر شکار رعد و غوطہ لگانے لگے سلح خانہ کھل گیا ہتھیار پسند فرمانے لگے سخنہائے مردانگی برلب شاد و بشاش سب کے سب جوہر تیغ نجم سپہر کو آنکھیں دکھاتا تھا محراب خم کمان میں بہر حفاظت ہر بہادر چلّہ چڑھاتا تھا شمشیر جانستان کو دیکھکر ترک فلک نے دانت نکالے تھے نہ ثابت تھا نہ سیارے تھے ہیچ ہوتے سب بھاگنے والے تھے دشتِ کین کو خون سے رنگین و پُر بہار کرنے کی تیاری تھی اسی سے آب آہن کی آبیاری تھی صدائے نقیبائے خوش الحان زمزمۂ ہزار بنی تھی بلبلان گلستان شجاعت گلہائے زخم کی محبت بیقرار کیے تھی کہانتک لکھوں رات بھر یہی ہنگامہ رہا جسوقت مشیمہ شب سے طفل خونی پیدا ہوکر مہد فلک پر جنبان ہوا اور آغوش دائیہ سپہر سے کودکان نجم نے کنارہ کیا کہ بموجب نظم

چو خورشید بر چرخ لشکر کشید ٭ شب تار تا زندہ شد ناپدید
خروشیدن آمد ز پردہ سرائے ٭ ہمان نالۂ کوس با کرّنائے
ز پیلان نہادند بر پنج تخت ٭ سراسر ز دیبائے چینیش رخت
ز برجد نشاندہ بہ تخت اندرون ٭ ز دیبائے زربفت پیروزہ گون
بزرین ستام و جناح پلنگ ٭ بزرین درائے و جرسہائے زنگ
ز افسر سرِ پیلبان پرنگار ٭ ہمہ پاک با طوق و با گوشوار
سپاہے ہفت اندران دشت رزم ٭ کز ایشان ہمی آرزو خواست رزم
سنانہا و خفتان و جوشان سیاہ ٭ فندہ روئے ہامون ز لشکر سیاہ

یعنی صبحدم امیر کشور گیر مسجد کبریا میں سے بعد فراغ طاعت الٰہ در دولت آسمان پناہ ظل اللہ پر آئے

اور مع تمام سرداروں کے بادشاہ کو قلبِ لشکر لیکر وارد دشتِ مصاف ہوئے اُسطرف سے لقا با فوج بیکران مع سوفار بے ایمان داخل میدان ہوے صفین جمین سقّون نے چھڑکاؤ کر کے گرد کو بٹھایا نقیبون نے بہادرون کو مرنا یاد دلایا دنیاے فانی کو ناپایدار بتایا کہ بموجب ابیات

خلعتِ شاہانہ رکھتا ہے جو تن ۔۔۔ چار دن کے بعد ہوتا ہے کفن
ترین جسکے ہے عروسانہ لباس ۔۔۔ ہے وہ اُسکے دوش پر احباب پاس
ایک بھی خندان نہین ایسا یہان ۔۔۔ ہو نہ گریہ ساتھ جسکے تو امان

لازم ہی کہ سراے فانی کو ہیچ و پوچ جانکر مرنے کو زندگی جاوید سمجھو اس معرکے کو مارو نام کرلو بڑی خوشی سے گردن پر تیغ کی دھار لو دلاور اِس کلمات سے جوش شجاعت مین جھومنے لگے نقیب صفوف لشکر پر سناٹا چھایا ہُوا دیکھکر ہٹ گئے سوفار اژدر سحر اُڑا کر وسط میدان مین آکر للکارا نعرہ مارا کہ ہے کوئی مرد میدان نبرد جو مجھسے آکر مقابل ہو یا مین اُسکو ہلاک کرون یا وہ میرا قاتل ہو ادھر سے شہنشاہ عراق بادشاہ سے اجازت لیکر سامنے اُس نابکار کے گیا اور پکارا کہ لا فرب مردان اُسنے سحر پڑھکر دستک دی بدلکر ہوا سناٹا ہوا اور سب نے دیکھا کہ ایک عقاب تیز چنگال ہمسر نسر طائر فلک اُڑتا ہوا آیا اور شہنشاہ عراقی کی کمر مین پنجہ ڈالکر لے اوڑا ہر چند اِس بہادر نے لنگر مارا مگر پشت مرکب پر قائم نرہا لٹکتا ہوا چلا گیا بعد اُسکے جانے کے پھر اُسنے مبارز طلبی کی مندویل اصفہانی بادشاہ لشکر اسلام سے اجازت لیکر روبرو اُسکے گیا اور طالب ضرب ہوا اُسنے پھر سحر پڑھکر تالی بجائی وہی عقاب آیا اور اوس کو بھی اُٹھا لیگیا اِسی طرح بیس پچیس سردار پنجۂ عقاب مین گرفتار ہوے اُسوقت امیر نے عزم میدان جنگاہ فرمایا مگر بختیارک نے جب لشکر اسلام کا پرا بندھا دیکھا خیال کیا کہ شاید صاحبقران نکلینگے پس وہ اِسم اعظم جانتے ہین سوفار مارا جائیگا یہ سوچکر اُسنے طبل بازگشت بجوا دیا لشکر میدان قتال سے پھرے امیر بھی رنجیدہ خاطر مراجعت پذیر ہوے از بسکہ دن تمام نہوا تھا اور امیر رنجیدہ خاطر بھی تھے سرداروں نے لشکر خیمہ گاہ کی طرف بھیجے اور آپ لگا کر امیر کو صحرا کیطرف لائے اُس جگہ دامن کوہ مین گلہاے خود رو کھلے تھے دامنِ کوہ وا منِ گلچین بنا یا از نرگ چمین تھا ابر بہاری کا شامیانہ تھا طاؤس زرّین لباس کا رقص مستانہ تھا ہواے سرد کشتی جان کے لیے باد مراد تھی زمین وہانکی شاہدان گل سے آباد تھی آتش لالہ و گل کا دھوان سحاب بنا تھا بجلی کا اِس ابر مین

کوندنا لب مسی آلود معشوق کا ہنسنا یاد دلاتا تھا طرفہ بہار تھی نسیم ہر سمت مشکبار تھی کہ **نظم**

جا بجا منتظم ہے بادِ بہار ۔ ہے وہ صحرا نمونۂ گلزار
برق سے ہے عیان تجلی طور ۔ سارا جنگل ہے نور سے معمور
گھر کے آیا ہے ابر دریا بار ۔ بھینی بھینی سی پڑ رہی ہے پھوہار
قہقہہ زن کسی طرف ہین چکور ۔ کہین کویل کہین پپیہے کا شور
گلِ خودرو یہ زور جوبن ہے ۔ دامنِ دشت رشکِ گلشن ہے
ڈھانک پھولا ہے بور آیا ہے ۔ لالۂ کوہ رنگ لایا ہے

بس ایسے صحراے فرحت بخش مین پہونچکر لندھور نے کہا یا امیر اِسوقت لطفِ صید افگنی ہے امیر نے فرمایا بہتر لندھور نے ایما پا کر ملازمونکو حکم دیا کہ سامان شکار حاضر کرو لوگ لشکر مین گئے اور حکم سُنایا اُسیوقت قراول بہلیے جانوران شکاری کو لیکر روانہ ہوے بازدار عقاب و شاہین کو لے کر چلے خیمہ و خرگاہ فرش شاہانہ سب روانہ ہوا دم بھر مین جملہ سامان درست ہو گیا **نظم**

تھا وہ صید و شکار کا سامان ۔ سیکڑون طائران صید کُنان
وہ قراول بلا کے وہ صیّاد ۔ فنِ صید و شکار مین اُستاد
شاہباز ایک ایک برق نظیر ۔ عازمِ صید طائرِ تقدیر
تیز پر وہ عقاب شاہین تھے ۔ صید مرغ گمان پر ہین سقے
وہ فلک سیر ایک اک بجری ۔ قاتلِ صید بحری و بَرّی
جوڑیان تازیون کی برق شعار ۔ کوئی گلڈانک اور کوئی بودار

خیمۂ فلک فرسا دامنِ کوہ مین صحراے سبزہ زار دیکھکر استاد کرایا اور سب سردار شکار کھیلنے مین مصروف ہوے پھر تو یہ کیفیت تھی کہ بمقتضاے **نظم**

کئی صیّاد خلق صید افگن ۔ صید گہ مین اُڑاتے تھے توسن
زیب دوش ایک ایک کے وہ کمان ۔ جسپہ قوسِ قزح بھی ہو قربان
کوئی ناوک فگن کمان ابرو ۔ باندھتا تھا نشانۂ آہو
محو صیّاد تھا ہر اک نخچیر ۔ دنگ تھا مثل طائرِ تصویر

وہ بقیہ دن شکار مین بسر ہوا جب غزال رم خوردہ ماہ جست وخیز کرتا ہوا صحرا ے فلک مین آیا اور ساکن برج اسد دشت سپہر چھوڑ کر گوشۂ مغرب مین گیا کہ نظم

	کچھ وہ شب بھی عجب بہار پہ تھی		چاندنی زور ہی نکھار پہ تھی	
	شب نہ تھی دودِ آہِ عاشق تھا		جلوۂ نور صبح صادق تھا	

تمام سردار مع امیر اُسی دشت مین مسکن گزین ہوے اور سیر شب ماہ کرنے لگے ہر جگہ روشنی ہوئی قندیلین درختون مین لٹکائین میدان مین چاندنیان بچھوائین شغل بادہ کشی مین سردار مصروف ہوے امیر صنعت رنگارنگ صانع حقیقی دیکھکر حمد کرنے لگے ادھر تو یہ حال ہوا اور اُسطرف جب سوفار پھر کر گیا اُسنے بختیارک سے کہا ابھی تو دن باقی تھا تم نے طبل امان کیون بجوا دیا اُسنے جواب دیا کہ امیر مالک باطل السحر ہین وہ تیرے مقابلے مین آنے والے تھے اُنکے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا اِس لحاظ سے مین پھر آیا سوفار نے کہا اگر یہ کیفیت ہے تو مین جاکر اسم اعظم بند کرتا ہون بختیارک نے کہا وہان جاؤگے تو بارگاہ سلیمانی مین سحر بھول جاؤگے اب یہ حیران ہوا کہ کیا کرون اس عرصے مین ہلکارون نے آکر خبر کہی کہ امیر مع سردارون کے جنگگاہ سے پھر کر وارد دشت ہوے اور ہنوز اُسی جگہ مصروف سیر وتماشا ہین بس یہ سُنتے ہی سوفار اُٹھا اور سوار ہو کر جانب صحرا روانہ ہوا جب قریب خیام واجب الاکرام امیر پہونچا ایک ملازم کو خدمت امیر مین بھیجا اُسنے روبرو آکر عرض کیا کہ مالک ہمارا سوفار جادو حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی ہے امیر نے فرمایا مین فقیر آدمی ہون جسکا جی چاہے آئے یہ خانۂ بے تکلف ہے یہ کہکر دو ایک سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ آکر اوسکو لے گئے جب یہ سامنے پہونچا سلام کیا امیر نے دنگل بیٹھنے کو دیا پھر ساقی کو اشارا کیا اُسنے جام شراب گلفام اُسکے سامنے کیا سوفار میخواری کرنے لگا جب نشہ ہوا اُسوقت امیر نے پوچھا کہ باعث تشریف لانے کا کیا ہے اُسنے کہا مین آپکو سمجھانے آیا ہون کہ خداوند لقا کو سجدہ کیجیے اور سرکشی سے باز آیئے امیر یہ کلمہ سُنکر آگ ہو گئے اور فرمایا کہ مین اس مردود درگاہ خدا پر ہزارون لعنت کرتا ہون اور تم اُسوقت میرے مہمان عزیز ہوتے تو زبانِ تیغ سے اِن باتون کا تمکو جواب دیتا سوفار نے یہ کلام سُنکر کچھ جواب نہ دیا بلکہ ٹالکر اور باتین کرنے لگا اور عین گفتگو مین اپنے جھولے سے ایک جانور سُرخ رنگ نکالکر چھوڑا کہ وہ اوڑکر گرد امیر کے چکر مار کر پھر اُسکے ہاتھ مین آگیا پس یہ اوٹھا

اور کہا یا امیر مین آپکو فہمایش کرنے آیا تھا خیر آپ نہین مانتے تو آپ جانیے غلام رخصت ہوتا ہی
امیر نے پھر کچھ جواب ندیا یہ چلا گیا اور اپنی بارگاہ مین پہونچکر اگیارکر کے سحر پڑھنے لگا اور منتر سو بونیر
دم کرکے اُس جانور کے منھ پر مارین پھر اُسکو ایک شیشے مین بند کرکے اپنے جھولے مین وہ شیشہ رکھا
اور بارگاہ لقا کیطرف روانہ ہوا مگر جب امیر کے پاس سے یہ چلا آیا تو لندھور نے کہا یا امیر اِس
کافر کا آنا اور جانور اُڑانا خالی از فساد نہین چہرۂ پُر نور آپکا متغیر معلوم ہوتا ہے اسم اعظم کو پڑھیے
امیر نے چاہا کہ پڑھون ایک حرف بھی یاد نہ آیا فرمایا کہ بزدیہمر اُس مرتد نے اسم اعظم مجکو بھلایا ہے خیر
وہ مالک حقیقی قادر و توانا ہی جو وہ چاہے گا وہی ہوگا سرداروں نے عرض کی کہ اب کمنا سب ہے
حضور لشکر مین تشریف لیچلین کسلیے کہ بادشاہ جمجاہ وہان اکیلے ہین ایسا نہو کہ یہ کافر انھین کچھ رنج
پہونچائے امیر نے کہا چلو فی الجملہ اُسیوقت سوار ہوکر سب داخل لشکر ہوے بادشاہ نے اسم اعظم
بند ہونے کا حال سُنکر رنج کیا اور عیاران لشکر نے بھی سب ماجرا سُنا چالاک بن عمر مع چند عیارون
کے چلا کہ اسم اعظم کسی طرح چھُڑاؤن اور اُدھر جب دربار مین لقا کے سوفار پہونچا بختیارک سے
کہا مین اسم اعظم بند کر لایا اِسنے کہا اُسکو یہان نرکھو طلسم مین بھیجو اور کسی ساحر زبردست کو
دیکر روانہ کرو تاکہ وہ کسی مقام پر دھوکا نہ کھائے اِسنے اپنے ملازمون مین سے طاؤس جادو
نام ایک ساحرہ کو تجویز کیا کہ یہ لیجائیگی اور اُسنے بھی عرض کیا کہ مین باحتیاط تمام پہونچا دون گی
اسوقت ایک نامہ لقا نے افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای بندۂ مقبول بارگاہ خداوندی
شاہ طلسم ہم تجسے بہت خوش ہین کیونکہ تونے سوفار جادو کو ہمارے پاس بھیجا وہ ہمارا بندۂ برگزیدہ
ہے اور ہم اُس سے بہت راضی ہین فی الحال اسم اعظم حمزہ اِسنے بند کیا ہے اور وہ شیشہ مین
رکھکر معرفت طاؤس جادو کے ہم تمھارے پاس بھیجتے ہین لازم ہے کہ باحتیاط تمام اِس شیشے کو
ایسے مقام پر رکھنا تاکہ دسترس عیّارون کا نہو اور یہ نامہ اطلاعاً قبل پہونچنے شیشۂ اسم اعظم کے بھیجے
ہین تاکہ ساحرونکو بھیجکر طاؤس کی مدد کرو اور بخیر و عافیت اپنے پاس اُسکو بلالو اور کسی اور
ساحر نامی کو یہان بھیجدو کہ سوفار تنہا نرہے نامہ تمام خداوند کا سایہ ہمیشہ تمپر رہے اِس نامہ کو
بنا بر دستور کوہ عقیق پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ پیدا ہوا نامہ اُٹھا لے گیا اور طاؤس وہ
شیشہ لیکر روانہ ہوئی چالاک کہ صورت بدلکر بارگاہ مین آچکا تھا اِس تمام کیفیت سے آگاہ

ہوکر عقب طاؤس چلا مگر وہ نامہ جو پاس افراسیاب کے بھیجا تھا نیچہ نے لاکر باغ سیب مین پہونچایا
شہنشاہ ساحران نے پڑھا سوفار کی تعریف دیکھکر بہت خوشنود ہوا اور ایسا سحر پڑھا کہ چرخ جادو
نام ایک ساحر کو خبر ہوگئی کہ شاہ طلسم بلاتے ہین وہ اُسیوقت حاضر ہوا آداب بجالایا شہنشاہ نے
فرمایا کہ تم خداوند پاس جاؤ اور سوفار کی مدد کرو اور جواب مین نامہ کے عرضی لکھی مضمون یہ تھا
کہ حضور کا نامہ عزت افزائے حقیر ہوا سوفار سے جو آپ خوش ہین تو یہ کمترین بھی نہایت خوش ہوا
اب وہ دمبدم مراعات خسروانی کا ہماری امیدوار رہے بہت بڑا مرتبہ اُسکا کیا جائیگا جب وہ
لڑائی فتح کرکے یہان آئیگا فی الحال چرخ جادو کو اوسکی مدد کے لیے بھیجتا ہون یہ بھی بلا کا ساحر ہے
اِسکے ہنر آپکو خود ظاہر ہوجائینگے آگے میرے حال پر ہمیشہ عنایت خداوندی رہے یہ عرضی چرخ کو
حوالے کی اور خلعت رخصت عنایت فرمایا یہ بارہ ہزار ساحران نابکار اپنے ہمراہ لیکر بہ تجمل بسیار
روانہ ہوا اور بعد قطع منازل طلسم سے نکلکر کوہ عقیق مین داخل ہوا ابر و غبار علامت آمد ساحر دیکھکر
سلیمان عنبرین مو وغیرہ براستقبال قلعہ سے نکلے اور چرخ سے آکر ملاقی ہوے لشکر اُسکا اوتروایا
یہ بارگاہ مین جب آیا خداوند کو سجدہ کیا عرضی افراسیاب کی دی لقانے عرضی پڑھکر خلعت اُسکو
دیا یہ بیٹھا اور کہا سوفار اسم اعظم بند کر چکے ہین اور ایک لڑائی بھی لڑ چکے ہین اب یہ آرام کرین
اور میرے نام پر طبل جنگ بجے تاکہ مین لڑون اور کار دشمن تمام کرون سوفار و بختیارک نے
کہا بہتر ہے آج شام کو طبل رزم بجوانا اِتنا دن تم بھی کسل راہ سے آسودہ ہو رہو یہ کہکر مصروف
مے نوشی ہوئے جبکہ زلف لیلائے شب ستارون سے پُر افشان ہوئی اور لباس باد صبا فروغ
مشعل و چراغان سے آتشین بنا کہ بیت تیر کی ہر طرف نہین تھی نمود ہ آتش سحر کا بلند تھا دود ٭
سرِ شام نقارۂ جنگ پر چوب پڑی بادشاہ اِسلام کی خدمت مین ہلکارون نے خبر جاکر عرض کی
اُدھر بھی کوس رزمی بجا زمین و زمان مین تہلکہ پڑا اب یہان تو دونون لشکرون مین تیاری
جدال و قتال ہی مگر چالاک کی کیفیت سُنیے کہ یہ جو عقب طاؤس چلا تھا تو اِسنے دیکھا کہ وہ
برابر ایک کوہ سیاہ رنگ کے پہونچی اور اُس پہاڑ پر ٹھہری کہ ذرا دم لے لون تو آگے بڑھون وہان
تحفہ ہائے لالہ و نافرمان کھلے تھے ہوائے سرد چلتی تھی دل کو فرحت دیتی تھی یہ ساحرہ راہ کی تھکی
ماندی آئی تھی وہان بیٹھکر اونگھنے لگی ذہن مین گذرا کہ ایسا نہو تو سو جائے اور شیشہ اسم اعظم پر کچھ آفت

اُسئے لازم ہے کہ اُسکو احتیاط سے رکھدون اور تھوڑی دیر آرام کرلون کیونکہ طلسم مین جاتا ہے اور شاہ جادوان سے ملنا ہے پھر سونا اور آرام خواب خیال ہو جائیگا نہین معلوم گرد وزاِس مرحلہ مین گذرین یہ سوچکر اِسنے کچھ سحر پڑھا دفعتہ ایک طاؤس خوش رنگ اُڑتا ہوا اِسکے سامنے آیا اِسنے ایک رقعہ قلم سحر سے بنام سیاہ جادو جو اُس پہاڑ کا مالک ہی لکھا مضمون یہ تھا کہ مین بحکم خداوند شیشۂ اسم اعظم لیے ہوے طلسم مین جاتی تھی تمھارے مقام پر پہونچکر آرام کیا چاہتی ہون تم میری خبر لیے رہنا تاکہ کوئی شیشہ نہ توڑ ڈالے اور چند بوتلین شراب کی مع کسی قدر کھانے کے میرے لیے بھیجدو کہ جب سوکر اُٹھون کھاپیکر روانہ ہون یہ رقعہ اُس طائر کو دیا اور وہ لیکر سیاہ جادو جو اُسی کوہ کی حوالی مین ایک مقام پر رہتا ہے اُسکے پاس گیا اور بعد جانے اُس طائر کے اِسنے شیشۂ اسم اعظم ایک غار مین پہاڑ کے رکھکر آرد ماش کا ایک سانپ بنایا اور اُسپر سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ زندہ ہوکر بصورت مار سیاہ بنکر دہن غار پر بیٹھا جب خوب استحکام کر چکی اُسوقت آپ آرام پذیر ہوئی چالاک نے یہ سب کیفیت دور سے دیکھی خیال کیا کہ اب جو یہ قحبہ سوکر اُٹھیگی تو طلسم مین چلی جائیگی اور مین طلسم مین جانہ سکونگا لازم ہے کہ اسیجگہ اسکا کام تمام کرون یہ سوچکر اِسنے صورت اپنی مثل ایک جوگی کے بنائی یعنی چار ابرو مونڈکر تہمد باندھی تسمہ اُسپر لگایا جھولا گلے مین ڈالا کشکول گدائی کے کرٹے مین تسمہ ڈالکر کاندھے سے لٹکایا کڑا لوہے کا ہاتھہ مین ڈالا اور وہان سے اُسجگہ جہان یہ ساحرہ سورہی تھی پہونچکر ایک شاخ درخت تھام کر صدا کہنے لگا آنکھین بند تھین اور بہت زور سے چیختا تھا کہتا تھا کہ صدا

اِس نگری سے کام نہین۔ خاص وطن کو جانا ہی
ہلمل کے چلے لوگن سے۔ پھر یہان نہین آنا ہی

دنیا دولت لوگ کٹم پر۔ نایک جی بھٹکانا ہے
بھگوت آٹھ پہر نا بھولے۔ ہر کو مُنھ دکھلانا ہے

اِسکے غل مچانے سے طاؤس کی آنکھ کُھلی دیکھا ایک جوگی کھڑا صدا کہہ رہا ہی سمجھی کہ تونے نامہ سیاہ جادو کے پاس بھیجا ہی شاید اُس بستی مین خبر تیرے یہان ٹھہرنے کی ہوگئی ہی یہ مانگنے چلا آیا ہی یا یہ یہین کا رہنے والا ہی کہ جوگی اکثر پہاڑون پر رہتے ہین پس یہ سمجھکر اِسنے کہا باباجی مین یہان سوتی ہون آپ ٹھہریے کھانا آتا ہوگا بھوجن کیجیے گا یا کہین اور تھوڑی دیر مانگ آیئے پھر آجایئے گا چالاک نے کہا اچھا بچا یہ کہکر اُسی جگہ بیٹھا اور وہ پھر سونے لگی اِس عرصہ مین نامہ اِسکا سیاہ جادو کے پاس پہونچا اُسنے دو خوان کھانے کے اور ایک کشتی شراب کی نہایت تکلف سے مع گزک وغیرہ کے بھیجی

اور لکھہ بھیجا کہ اِسوقت آپکے لکھنے کے بموجب مین سحر خوانی مین مصروف ہوتا ہون جو کوئی شیشۂ اسم اعظم کو اوٹھانا چاہیگا مجھے فوراً خبر ہوجائیگی اور اِسی سحر کے لیے مین آپ حاضر نہ ہوسکا مجکو معاف کیجیے گا اور کھانا جو کچھ تیار تھا وہ بھیجا ہے گو آپکے لائق نہین لیکن قبول فرمایئے گا خلاصہ یہ کہ دو ساحر وہ کھانا لیکر پہاڑ پر آئے یہان ساحرہ سوتی تھی اور چالاک بیٹھا تھا وہ سمجھے کہ یہ جوگی بھی اِسی کے ساتھ ہے اور چالاک نے بھی کہا کہ ملکہ ابھی سوتی ہین اونکو نہ جگاؤ جو کچھ لاتے ہو مجھے دیجاؤ وہ ساحر کھانا اور نامہ وغیرہ چالاک کو دیکر چلے گئے اُسنے اوس سب کھانے مین بیہوشی ملادی اور شراب بھی آغشتہ سفوف بیہوشی کرکے بیٹھا بعد کچھ عرصہ کے ساحرہ اُٹھی دیکھا کھانا رکھا ہے اور جوگی بیٹھا ہے اسنے کہا جوگی جی یہ کون لایا تھا اُسنے وہ نامہ جو ساحر دے گئے تھے حوالے کیا ساحرہ نے پڑھکر معلوم کیا کہ **سیاہ جادو** نے بھیجا ہے کہا آپ بھوجن کیجیے جوگی نے کہا بجا اچھا اور شراب پہلے جام مین بوتل سے انڈیل کر اُسکو دی وہ بے وسواس پی گئی اُسنے اور دو تین جام پی در پی اُسکو دیے وہ سوکر اُٹھی تھی خمار شکنی کے لیے پی گئی یکایک سر گھوما اور چکر کھا کر گری **چالاک** نے فی الفور خنجر کھینچکر سر کاٹ ڈالا غل و شور برپا ہوا کہ مارا طاوس جادو کو بعد کچھ عرصہ کے وہ ہنگامہ مٹا وہ سانپ جو دہن غار پر بیٹھا تھا اِسکے مرنے سے ماش کے آٹے کا ہوگیا چالاک نے چاہا کہ شیشہ غار سے نکالکر توڑ ڈالون لیکن ساحرہ **سیاہ جادو** کو اطلاع دی چکی تھی اُسکو سِحر نے خبر دی کہ کوئی عیار شیشہ لیے جاتا ہے پس وہ بتیابانہ اپنی جگہ پر سے بزور سحر اُڑا اور ہنوز یہ غار مین نہ اُترنے پایا تھا کہ وہ آکر گرا سحر سے **چالاک** کو گرفتار کرلیا اور کہا تو نے بڑا غضب کیا کہ میرے یہان مہمان آئی تھی اوسکو تو نے قتل کیا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ دو ایک ساحر حاضر ہوے اُسنے کہا تم لاش اِسکی اوٹھاؤ اور آپ شیشۂ اسم اعظم لیکر اور چالاک کو گرفتار کیے سمت کوہ عقیق روانہ ہوا ازبسکہ کئی عیار **چالاک** کے ہمراہ اِسی فکر مین چلے تھے کہ اسم اعظم کو چھڑائین پس جب یہ کوہ عقیق کے حوالی مین پہونچا وہان **سمک** پھر رہا تھا اِسنے دیکھا کہ ایک ساحر شیشہ لیے اور **چالاک** کو گرفتار کیے لیے جاتا ہے یہ دیکھتے ہی اِسنے صورت اپنی مثل ایک ساحر کے بنائی کھنور چندن کے جسم مین لگائے جھولا سحر کا گلے مین ڈالا دھوتی باندھی سانپ سر سے لپیٹے جٹائین بالون کی زمین تک لٹکائین پھر بہت جلد قریب اُسکے گیا صاحب سلامت کرکے پوچھا کہ یہ شیشہ تو اسم اعظم کا ہی تمنے کہان پایا وہ اِس پوچھنے سے سمجھا کہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے ملازم خداوندی ہی جب تو شیشہ کا حال جانتا ہی بس یہ سمجھ کر بولا

کہ برادر ایسا کچھ احوال ہی اور سب ماجرائے گذشتہ بیان کیا سمک نے حال سُنکر مارے جانے برطاؤس کے افسوس کیا اور کہا اس شیشہ کو مین دیکھون تو کیونکر اسم اعظم قید کیا ہی اور اسم کیا چیز ہے ہوتا کیسا ہی اُسنے اِسکو اپنا رفیق سمجھ کر شیشہ حوالے کیا اِسنے لیتے ہی زمین پر دے مارا اور اوپر سے ایک پتھر مارا کہ وہ شیشہ چور چور ہوگیا اور جانور جو اُس مین بند تھا وہ نکلکر اُڑ گیا سمک شیشہ توڑ کر بھاگا اور کسی گڈھے مین چھپ گیا سیاہ جادو شیشہ ٹوٹنے سے پہلے تو حیرت مین آگیا کہ یہ کیسا آدمی تھا جو ابھی دوستی کی باتین کرتا تھا اور ابھی دشمن بنگیا غرض بعد لمحے کے سوچا کہ یہ ساحر نہ تھا عیّار تھا ناچار چالاک کو پنجہ مین دابکر اُڑ گیا اُسوقت سمک سمجھا کہ اب یہ ہاتھ نہ لگیگا چلکر امیر سے اِطّلاع کرون پس یہ لشکر اسلام کی طرف چلا یہان وہ وقت ہی کہ کوہستان کیطرف سے گیتی افروز نے جلوہ گری فرمائی تھی اور زلف لیلائے شب نے درہمی و برہمی کی تھی کہ **نظم**

چو خورشید زد پنجہ بر پشت گاو	ز ہامون برآمد خروشِ چکاو
ازان چادرِ قیر بیرون کشید	بدندان لب ماہ در خون کشید

سپاہ جنگی تیار ہو کر میدانِ کارزار مین آئی تھی امیر مع بادشاہ گردون کلاہ کے عازم دشت قتال تھے کہ سمک نے جا کر عرض کیا یا امیر کشور گیر حقیر نے جا کر شیشۂ اسم اعظم توڑا لیکن ایک ساحر خدمت لقا مین چالاک کو لیگیا ہی یقین ہے کہ وہ کافر اُسکو قتل کرے یہ خبر سُننا تھا کہ امیر نے اسم اعظم پڑھا دیکھا تو حرف بحرف یاد تھا بس گھوڑے پر بیٹھکر سمت لشکر حریف روانہ ہوے پیچھے پیچھے تمام سردار بکرّو فر تمام مع فوج قاہرہ کے چلے وہان وہ زمانہ ہے کہ سیاہ جادو نے چالاک کو لاکر سامنے کیا ہے اور سب حال بیان کر چکا ہے اور لقا نے حکم دیا ہے کہ اِسکو قتل کرو جلّاد نے لاکر میدان مین چبوترے پر نکبت کے بوریاے ہلاکت بچھا کر چالاک کو زیر تیغ بٹھایا ہے جلّاد حکم گردن زنی دریافت کر رہا ہے اور چالاک درگاہ خدا مین بجوع قلب سے استغاثہ کرتا ہے کہ **نظم**

سب فنا ہین مگر ہے تجکو ثبات	وحدہٗ لاشریک ہے تری ذات
جبہہ سا در پہ بادشاہین ترے	تاج بخش شہان گدا ہین ترے
ہے کرم پر ترے یہ دل مغرور	ورد ہے اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُور
آپ فرماتا ہے تو اے والی	سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ عَلٰى غَضَبِيْ

تو مُداوائے دردِ ہر دل ہے — مرہمِ زخمِ جانِ بسمل ہے
رحم تیرا اگرچہ ہو شامل — ابھی ہو جائے حل مری مشکل

عین دُعا مین نعرہ صاحبقران بلند ہوا جلّادِ تیغہ پھینک کر بھاگا اِسطرف بھی فوج مسلح و مکمل ہوکر عازم دشت وغا تھی امیر سے لڑنے لگی امیر اُس بحرِ فوج مین نہنگ شجاعت تھے دریائے لشکر مین غوطہ لگا گئے ہمہ تن چشم بنکر لڑے زندگی حریف کی حباب آسا ہوگئی دایۂ اجل کنارِ عاطفت مین بسملونکو اُٹھانے لگی روح دامنِ جسم مین طفل کیطرح مچل گئی آخر تڑپکر نکلگئی چشمِ زخم سے مفارقت روح مین تن آنسو بہاتے تھے بسمل بشکل خاطرِ عشاق بیقرار نظر آتے تھے امیر لڑتے بڑھتے قریب چالاک جاکر پہونچے اور اسمِ اعظم پڑھکر چھڑایا اِدھر سردار جو پیچھے امیر کے آتے تھے وہ فوج سے ساحرون کی لڑنے لگے زیست کا عرصہ تنگ تھا میدانِ محشر وہ دشتِ جنگ تھا بازار اجل گرم ہوا تھا سر کا سودا سستا تھا جوش فوج سے دریائے آہن موج مارتا تھا صحرا و کوہ خونِ کشتگان سے پُر ہوکر لالہ زار کی کیفیت دکھاتا تھا کہ بمقتضائے ابیات

دو لشکر بیکجا شدہ سخت کوش — بگردون در افتادہ بانگ و خروش
زگردِ سواران ہوا بست میغ — چو برقِ درخشندہ پولاد تیغ
ہوا را تو گفتے ہے بر فروخت — چو الماس روئے زمین را بسوخت
زخون روئے صحرا چو جوئے روان — ز بانگِ سواران جہان پُر فغان
چنان تیرہ شد روزِ روشن زگرد — تو گفتے کہ خورشید شد لاجورد

آخر گرمی شعلۂ تیغ کی تاب سپاہ ناری نہ لاسکی لقا مع لشکر ساحران قلعۂ عقیق مین بھاگ کر چلا گیا اور فوج مین طبل امان بھی بجوادیا صاحبقران مظفر و منصور چالاک کو رہا کر کے پھرے اور داخل لشکر ہوئے لشکر نے کمر کھولی سردارون نے بھی زرہ اُتاری راحت پذیر ہوئے آرام گیر ہوئے ایکدن اسی طرح گذرا دوسرے روز لقا بادلِ خستہ و شکستہ قلعہ مین داخل تھا کہ یکایک ابر سحر آیا اور اُسپر ایک ساحر اخگر جادو نام سوار تھا وہ اُتر کر سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوا کہ کمترین ملکہ نازک چشم جادو جو ایک دربند طلسم کی مالک ہے اُسکا بھائی ہے ملکہ بھی آتی ہین لیکن مین پہلے اِس سبب سے حاضر ہوا ہون کہ مجھ سے اور سوفار جادو سے دوستی ہے چاہتا ہون کہ کار دشمن تمام کرون دوستی کا حق ادا کر کے اپنا نام کرون لقا نے اُسکو سرفراز کیا اور سوفار نے اپنے پاس بٹھایا اور جلسہ

سامان راحت خیمہ و فرش وغیرہ درست کرا دیا جب کفِ چرخ نیلی سے یاقوت سرخ نکلکر درج مغرب مین گیا اور جوہری روزگار نے جواہر انجم کو درخشان کیا نظم

بدانگہ کہ روشن جہان تیرہ گشت — طلایہ پراگندبر گردِ دشت
خروشے برآمد ز پیشِ سپاہ — کہ اے نامداران گردان شاہ
میان بستہ دارید و بیدار بید — ہمہ در پناہِ جہاندار بید

اخگر کے نام پر طبل جنگ بجوایا صداے طبل رزمی گوشِ حق نیوش بادشاہ اسلام مین جب پہونچی ادھر بھی تیاری لڑائی کی ہونے لگی طبل سکندری کو چاشنی دی پھر تو دونون لشکر پُر از خشم تھے پُر شکن ابروان خشیم تھے ساحر سحر جگاتے تھے بہادر سپر اور تلوار کھڑکھڑاتے تھے رات بھر یہی ہنگامہ رہا جسوقت اژدہاے شب نے مَن روز نورانی کا اوگلا اور ظلمت شب نے کنارا کیا کہ ابیات

سپیدہ چو از جاے خود بردمید — میانِ شب تیرہ اندر خمید
ہمے رفت لشکر گروہا گروہ — چو دریا بجوشید ہامون و کوہ
خروشیدن تازی اسپان بدشت — ز بانگِ تبیرہ ہمے برگذشت
ہمہ نامداران جوشن دران — برفتند با گرزہاے گران

ایک طرف امیر مع شاہ اسلام دوسری سمت لقا مع ساحران نافرجام واردِ دشت نبرد ہوکر صف کارزار کی درستی مین مصروف ہوے بعد ترتیب صفوف افواج قاہرہ اخگر طالب مرد نبرد ہوا ادھر سے ہومان دمشقی اجازت لیکر اُسکے سامنے گیا اُسنے ایک نارنج مارا کہ وہ پھٹا اور دھوان نکلکر گرد اُسکے ہوگیا وہ بیہوش ہوا اخگر نے گرفتار کرلیا اور پھر نہیب دی مثقال شاہ نے ایکبار گھوڑے کی باگ لی سامنے اُسکے جب پہونچا ایک تیر اُسپر لگایا اُسنے ایسا سحر پڑھا کہ تیر نشانے تک نہ پہونچا راستے ہی مین جل گیا اور پھر ایک ناریل مارا کہ دھوان نکلا مثقال بھی بیہوش ہوکر اسیر ہوا اسی طرح چند سردار اسلامیون کے اُسنے اسیر کیے پر الشکر اسلام کا بند ہوا امیر نے قصد نکلنے کا میدان مین کیا مگر بختیارک پر ابند ہونے سے سمجھا کہ امیر کا اسم اعظم کھل چکا ہے وہ لڑنے آئینگے پس اُنکے ہاتھ سے اخگر کا زندہ رہنا دشوار ہے یہ سمجھ کر طبل بازگشت بجوادیا لشکر پھر کر خیمہ گاہ مین آئے اور عیار سحر عیاری چلے ازبسکہ لقا پہلی لڑائی مین قلعہ کے اندر چلا گیا تھا اِسوقت بھی جو پھرا

تو قلعہ کے اندر چلا گیا لشکر بیرون قلعہ اُترا سردار خداوند کے ہمراہ گئے اُنھین کے ہمراہ ساحر کیصورت بنکر عیار بھی قلعے کے اندر داخل ہوئے **لقا** دار الامارت شاہی مین تخت خداوندی پر جلوہ افگن ہوا اور سردار ساحران سامری شعار دنگلون پر بیٹھے عیار صورت اپنی خدمتگارون کی ایسی بنا کر یعنے چپکن پہنکر بنی پاک کمر سے گُمرس کر سر پر پگڑی باندھکر ہاتھ پر رومال تہ کیا ہوا الغرض بارگاہ مین آئے اور پُشت پر سردارون کے کھڑے ہوکر گفتگو یہان کی سُننے لگے اُسوقت دورہ جام مئے ارغوان تھا ہر ایک فرط مستی مین لاف وگزاف کرکے دم شجاعت کا بھرتا تھا سبکی گفتگو کے جواب مین **بختیارک** نے کہا کہ تم جو چاہے وہ اپنی جگہ پر کہو جب تک **امیر** سے سامنا نہین ہوگا تُم فتحیاب ہوگئے اور جب اُنسے مقابلہ ہوگا خداوند کی بہشت مین تُم جاؤگے یہ کلام سُنکر **اخگر** نے کہا مین جاتا ہون اور اسم اعظم بند کرتا ہون یہ کہکر اُٹھا اور کہا انکی بار بند کرکے مین **سوفار** کی طرح طلسم مین نہ بھیجونگا بلکہ ایسی جگہ رکھونگا کہ کسیکو نہ معلوم ہوگا **بختیارک** نے جواب دیا کہ یہ شگون بُرا ہی کہ آپ نے راز دل کہدیا عیّار یہان موجود ہونگے اُنھون نے سُنا ہوگا وہ تمھارے ساتھ جائینگے اور قتل کرڈالینگے اِس گفتگو مین ایک شخص کو اہل دربار مین سے چھینک آئی **اخگر** جاتے جاتے ٹھر گیا اور کہا ملک جی اگر حرامزادے عیّار نطفہ حرام میرے پاس آئینگے تو اونکو ذبح کرڈالون نطفہ حرام جو اِسنے کہا **چالاک** بہ شکل خدمتگار اِسکی پُشت پر کھڑا تھا اِسنے اِس زور سے لات ماری کہ یہ اوندھے مُنھ گرا **چالاک** نے گالی دیکر کہا حرامزادے عیارون کو گالیان دیتا ہی **بختیارک** یہ کیفیت دیکھکر پکارا کہ مرشدزادی آپ نے خوب کیا جو اِس ولدالزنا کو سزا دی یہ اِسی لائق تھا **چالاک** نے جست کرکے ایک لات اُسکے بھی لگائی **بختیارک** لات کھاکر گویا ہوا کہ مین اِن لاتون کے تصدّق یہ کہان میرے نصیب تھے لات اعلیٰ نے مدد کی جو مین نے یہ لات کھائی مرشدزادے دو ایک تو اور لگائیے اور اِس قرمساق **اخگر** کو گالی دینے کی ابھی اچھی طرح سزا نہین ہوئی ذرا دو چار جوتیان لگاتے تو اچھا تھا یہ تو باتین بناتا تھا کہ **سوفار** و **اخگر** وغیرہ اُٹھکر **چالاک** کی طرف جھپٹے اور چاہا کہ سحر سے اوسکو گرفتار کرین اور عیّار جو خدمتگار بنے کھڑے تھے اونھون نے تاک تاک کر حباب بیہوشی ناک پر مارے کہ ساحر بیہوش ہوئے اُسوقت **چالاک** نے جست کی اور بھاگ کر چلا لیکن کہتا گیا کہ قسم ہے سر **امیر** کی آج سے کل تک اِس **اخگر** کو مار ڈالونگا **بختیارک** نے کہا یہ مار ڈالنے ہی کے قابل ہے لیکن

میری کچھ خطا نہین ذرا مجھپر کرم رکھیے گا غرضکہ یہ تو بکتا رہا اور عیار جست کرکے نکلے دروازے پر حاجب وغیرہ کہ ہمیشہ سے عیارون کا لوہا مانے ہوے ہین اسوقت بھی خوف جان سے طرح دے گئے عیار سب نکلکر روانہ ہوے اور اخگر وغیرہ کو ہوشیار کرکے نجتیارک نے اُٹھایا اور کہا کیون بدزبانی کا مزا دیکھا اب تم زندہ نہ بچوگے مرشدزادی قسم کھا گئے ہین اخگر نے کہا خیر دیکھون تو وہ میرا کیا کرتا ہے مین بھی قسم کھاتا ہون کہ بغیر قتل کیے اُسکے چین نہ لونگا اسی گفتگو مین اتفاقاً سرہنگ عیار کہ اور تو سب عیار نکل گئے تھے یہ رہگیا تھا اور خدمتگارونکی صف مین کھڑا تھا اِس سے اخگر کے خدمتگار نے کہا مین جاکر بیٹھتا ہون تب آؤن تم رومال میان کے سرپہ ہلاؤ سرہنگ نے کہا اچھا اور جاکر مگس پرانی کرنیلگا کہ نجتیارک نے سر اُوٹھاکر دیکھا اور اِس سے پوچھا کہ تو کون ہی اِسنے عرض کیا حضور کا خدمتگار ملک جی نے کہا مین نے تجکو کبھی دیکھا نہین وہ بولا کہ مین بیمار تھا عرصہ کے بعد آیا ہون ملکجی نے کہا تیرے منھ پر بیماری ثابت نہین ہوتی اِسنے جواب دیا کہ ملکجی آپکو کیا معلوم اِس جواب دینے سے نجتیارک سمجھا کہ یہ بھی کوئی عیار ہے مگر ابھی پٹ چکا ہی اِس سبب سے چپ ہو رہا کہ عیار بگڑے ہوے ہین تجھے آکر مار ڈالینگے اور اُدھر سرہنگ بھی سمجھ گیا کہ یہ تجھے پہچان گیا یہ سمجھکر سامنے سے ٹل گیا اور باہر جاکر ایک فراش کی صورت بنکر اندر آیا فراشون کے میل مین ٹھہرا جب یہ سامنے سے چلا گیا اُسوقت اخگر سے نجتیارک نے کہا تمھارا خدمتگار کہان ہے اِسنے کہا ملک جی تم جو تقریر کر رہے تھے وہ مین نے بھی سُنی مگر مین سحر پڑھتا تھا کہ دریافت کرون یہ کون ہے اِس سبب سے نہین بولا اب مجھے سحر نے خبر دی کہ وہ خدمتگار عیار تھا جس سے تم گفتگو کر رہے تھے اور اب وہ فراش بنا کھڑا ہے یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر دستک دی سرہنگ غافل کھڑا تھا بحیس و حرکت ہو گیا اِسنے گرفتار کرا کے سامنے بلوایا اور کہا تو کون ہی سرہنگ بولا کہ مین چالاک ہون اِسنے کہا نہین سحر میرا خبر دیتا ہے کہ نام تیرا سرہنگ ہی غرضکہ بارگاہ مین اُسکو بھجوا کر جہان اور سردار قید ہین وہین قید کرایا اِس ہنگامہ مین دن سارا تمام ہو گیا یعنے سرہنگ ظلام شب نے ترک روز کو بھگایا اور بارگاہ مغرب مین جاکر مہر وابستہ سلسلۂ شعاع مقید ہوا کہ نظم

	الغرض جب وہ دن تمام ہوا اِتنے مین طفل مہر ہوتے ہی شام		آسمان پر ظہور شام ہوا مہد شب مین گیا پے آرام	

شام کو لقا کے خیال مین آیا کہ دربار جب برخاست ہوگا اخگر خیمے مین بہر آرام جائیگا عیار قسم کھا گئے ہین

وہان قابو پاکر اُسکو آزار پہونچائینگے لازم ہی کہ کسی شغل مین اسے معروف کردون تاکہ یہ مجمع مین رہے اور جاگا کرے جب اسم اعظم بند کریگا اوسوقت کام حریف کا تمام کرکے اِسکو طلسم مین بھیجدونگا یہ سوچکے بیٹھے بیٹھے پکارا کہ قدرت نے تقدیر کی آج باغ مینا مین سوقار اور اخگر اور سیاہ جادو وغیرہ ساحرون کی دعوت کیجاے اور قدرت بھی چاندنی کی سیر دیکھین گے پس یہ حکم دینا تھا کہ سلیمان نے باغ مینا مین آراستگی کا حکم دیا کارپردازان خوش انتظام نے بہت جلد بندوبست کیا باغ کے درخت بادلے سے منڈھے سنگ مرمر کے تھالے نادرکار گلاب وکیوڑے سے بھرے ہر روش پر بادلا کاٹ کر ڈال دیا اسکی چمک ایسی تھی کہ زمین رشک وہ انجم فلک تھی قمقمے نور کے گیند بلور کے اشجار مین آویزان کیے انکے اندر چراغ اِسطرح جلیے تھے گویا محرم مین کسی گلرخسار کے جگنو چمکتے تھے روشنی کی وہ کثرت ہوئی تھی کہ ماہ فلک کو خوف ہوا تھا کہ لباس میر کتان نہ ہو جائے بادِ صبا کو دھڑکا تھا کہ مجھے یہ روشنی لباس آتشین نہ پہنائے نہر گلشن کی اِس رات کو اِسطرح جھلکاتی تھی کہ چشم لیلے شب ڈبڈباتی تھی جملہ طرح کا سامان راحت مہیا تھا عجیب جلسہ تھا

نظم

نور مین ہر چمن تھا صبح امید — پھول ایک ایک تھا گلِ خورشید
چاندنی روکشِ مہِ تابان — موتیا غیرتِ دُرِ دندان
مثل خطِ شعاع سنبل تر — رشکِ رخسار حور تھین گل تر
حسن مین وہ ہر ایک گل سوسن — مسی آلودہ گلرخون کا دہن
جلوہ گر پیڑیون پر اُسکے وہ دوب — صورتِ سبزہ رُخِ محبوب
چاندنی کا فروغ ایسا تھا — چشمِ نرگس کو نور بخشا تھا
تھا سرِ نہر روشنی کا یہ اوج — چاندنی تھی غبار کوچۂ موج
روشنی عکس افگن آب مین تھی — یا پری شیشۂ حباب مین تھی
سامنے اک چبوترہ ہموار — اوس پہ شمگیرہ مثل ابر بہار
شیشہ آلات سارا نور آگین — نصب ہر جا موافقِ آئین
فرش دیبائے چین سے بھی شفاف — سینۂ زاہدان کیطرح سے صاف
صدر مین موتیون کی اک مسند — گاؤ تکیے وہ خوشنما بیحد

چاندنی رشکِ چادرِ مہتاب — اطلس طور سے ہوا پُرتاب
زیبِ مسند ہوا لقا آکر — گرد سب بیٹھے آکے جادوگر
گرد اون کے مصاحبین تمام — دست بستہ کھڑے رہے خُدّام
بیٹھتے ہی طلب کیا خاصہ — اور بکاول نے چُن دیا خاصہ
زیبِ دستارخوان کیا وہ طعام — کہ مُعطّر ہو جسکی بو سے مشام
پھر تو کچھ راگ کا ہوا چرچا — کچھ عجب وقت تھا عجب جلسا
وہ غضب چھیڑ چھاڑ سازون کی — خوش صدا مین وہ نَے نوازونکی
کشتیان پھر شراب کی آئین — قابین بھر کر کباب کی آئین
دورِ دورِ شراب ناب ہوا — رشک سے آسمان کباب ہوا

یہ سب تو مصروفِ عشرت ہین مگر چالاک نے جو قلعہ سے نکلکر گیا خدمت امیر مین پہونچکر سارا ماجرا دربار لقا کا گذارش کیا پھر عرض سا ہوا کہ یہ غلام قسم آپکے سرِ اقدس کی کھا آیا ہی بہر قتل اخگر خیرہ سر جاتا ہی اگر مارا جائے تو فاتحہ خیر سے یاد فرمایئے گا اور اگر قتل اوسکو کرکے پھرونگا تو زیارت سے قدم اقدس کی مشرف ہونگا امیر نے فرمایا کہ تجکو خدائے کریم کی حمایت مین دیا سپرد حافظ حقیقی کیا کسی سردار غیر ساحر کو نہ قتل کرنا کہ بہادرون کو زیبا نہین ہی اور ساحر سحر کرتے ہین بدینوجہ تجکو قتل کا اُنکے اختیار ہی یہ حکم پاکر چالاک اور عیّارون کو بہر حفاظت لشکر تاکید کرکے ابو الفتح کو ساتھ لیکر چلا سر شام تھی اِس سبب سے کچھ روک ٹوک درِ قلعہ پر نہ تھی یہ شہر مین دونون آئے اور دار العمارۂ شاہی پر پہونچکر دیکھا کہ کچھ ملازم اسبابِ عشرت لیے ایک طرف جاتے ہین اُنسے اجنبی کے طور پر پوچھا کہ ارے بھئی کہان چلے اُنھون نے کہا باغ مین خداوند چاندنی مع تمام سردارون کے دیکھ رہے ہین وہین ہم بھی جاتے ہین یہ حال سُنکر دونون اُنھین لوگون کے ساتھ باغ تک گئے وہان بہت بڑا اہتمام تھا بختیارک نے ملازمین کے نام مع ولدیت اور سکونت لکھکر ساحرون کو دروازہ باغ پر بٹھایا ہے اور کہہ دیا ہے کہ یہ ملازم جنکے نام لکھے ہین یہی اندر آنے پائین اور کوئی نہ آنے پائے اور اونکو بھی نگاہ سحر ڈالکر خوب پہچان لینا جب آنے دینا غرضکہ اِن دونون عیارون نے لاکھ لاکھ قصد کیا کہ اندر جائین ممکن نہوا اُسوقت چالاک نے کہا مین قسم کھا چکا ہون اِسی جلسہ مین گھُسکر اِس ساحر کو

مارونگا یہ کہکر الگ ایک گوشہ مین گئے اور ابوالفتح سے کہا تم ایک ضعیفہ کی صورت بنو وہ بموجب ارشاد چالاک ایسی عورت بنا کہ کمر جھکی ہوئی موے سر سفید چہرے پر جھریان پڑین چادر گاڑھے کی اوڑھے پایجامہ سوسی کا پہنے پانؤن مین چمڑے کا جوتا پاپوش مین گرہ لگی لکڑی ہاتھ مین عصای پیری لیے سامنے آیا چالاک نے صورت بنا اسکی پسند کی پھر آپ ایک زن کمسن حسینہ وجمیلہ بنکر تیار ہوا کہ اگر شاہدان شنگل وشنگول صورت زیبا ایسے نگار دلفریب کی دیکھین تو شرم سے مژگان کی چلمین درخانۂ چشم پر اپنے چھوڑین ابروان چشم بہنیاں تھے بلکہ عید قربان کے ہلال تھے آنکھین خمخانۂ حسن وجوانی مردمک چشم ہر ایک مستانی رُخِ تابندہ آئینہ کو حیران بنائے زلفِ سیہ سودا زدگان الفت کو پریشان بنائے چین جبین جوہر آئینہ سکندر ستارے افشان کے غیرت پروین واختر کہ نظم

مانگ ہین السطور دفتر حسن	جادۂ شاہراہ کشور حسن
انکھڑیان فتنہ کی لگاوٹ باز	دلربابات کا نیا انداز
سامری تاب کیا جو آنکھ ملاسے	چشم ہاروت جنسے آنکھ چرائے
نشے کے لال لال وہ ڈورے	جن پہ نرگس کے پڑتے ہین ڈورے
غیرتِ چشمۂ حیات دہن	روزنِ کوزۂ نبات دہن
بے نشان صورتِ کمر ہے دہن	دلِ قارون سے تنگ تر ہے دہن
چھاتیان ہین حباب آبِ گہر	نخلِ باغِ شباب کے ہین ثمر
پیٹ نرمی مین غیرتِ مخمل	صاف مانند تختۂ صندل
قہر ہے زیر ناف کا وہ اُبھار	اور وہ تنگی وچستی شلوار
سرو جسپر فدا وہ قامت ہے	نازپروردہ قیامت ہے

ایسی صورت دلفریب بنا کہ کیسے ہی کوئی عیار رجا ہے کہ پہچان لون کیا مجال جو شناخت کر سکے اور اس حسن وجمال پر زرِ سراپا مرصع گہنا جواہر کا پہنا موتیون کا کنٹھا گلے مین اور نَو رتن ہاتھ مین پہنین واقعی وہ ید بیضا کو شرماتی تھین اونگلیون کی پورون مین چھلّے پہنے پاؤن مین جڑاؤ پازیب جسکو دیکھکر ملک بھی کھائے فریب بازو پر جواہر کے اکے بازار حسن پر جنسے سکّے اسطرح غرق بحر جواہر ہو کر ایک چادر سفید سر سے پانؤن تک اوڑھی سب بدن چھپالیا اور بڑھیا کو آگے کر کے پیچھے پیچھے چلا گلی کوچون کو

ڈکر کے قلعہ کے اندر جو سرا بنی ہی وہان آیا بڑھیا نے پکار کر کہا کہین اُترنیکا ٹھکانا ملیگا بھٹیاری اور بھٹیارون
نے بلانا شروع کیا ایک نے کہا بڑی بی ادھر آؤ ہم بہت اچھا مکان دین اُسمین کوٹھری بھی ہے دوسری نے
کہا میرے یہان ٹھہرو مسافر کم ہین تنہائی ہی چیز کی حفاظت رہیگی تیسری نے آتے ہی بڑھیا کے ہاتھ سے
گٹھری اور پٹاری پان کی لی اور کہا آؤ مین تمھین بہت اچھی جگہ دونگی کہ گوشہ مین ہی زنانہ تمھارے ساتھ
ہی پردہ رہیگا غرضکہ یہ دونون اسیکے ساتھ جاکر ایک کوٹھری مین ٹھہرے بھٹیاری نے چراغ جلدی روشن کیا
گھڑا پانی کا بھر کر رکھدیا چارپائی بچھادی بڑھیا کانکھ کر بیٹھی اور اس نازنین نے چادر اُتاری بھٹیاری
کی آنکھ فروغ حسن سے جھپک گئی گھبرا کر بغور متحیر ہو کر دیکھنے لگی ایک کمسن عورت خوبصورت زرد
زیور سے آراستہ دیکھی رعب سے کچھ کہہ نہ سکی جاکر بھٹیارے سے کہا ارے مجکو بڑا تعجب ہے کہ یہ عورت
جو مٹ بڑھیا کے ساتھہ آکر اُتری ہی یہ جانون کوئی امیر یا شہزادی ہی یا وزیر کی بیٹی ہی میری عقل حیران ہی
کہ بڑھیا کے ساتھہ کیونکر آئی بڑھیا تو پھٹے حالون سے ہے اور وہ جواہرات پہنے ہے بھٹیارے نے کہا
جا باتون باتون مین پوچھہ تو کیا ماجرا ہے بھٹیاری پیٹ پکڑے پھر دوڑی آئی دیکھا تو بڑھیا
پٹاری کھولے تماکو کھا رہی ہی یہ بھی بیٹھہ گئی بڑھیا نے اِسکو تماکو دی اور کہا مین سوتی ہون تھک
بہت گئی ہون مہترانی دو گھڑی رات کے تڑکے سے مجکو جگا دینا اور مین تجکو دو پیسے زیادہ دون گی
میرا حال کسی سے ذکر نہ کرنا بھٹیاری اِس ممانعت سے سمجھ گئی کہ بیشک اسمین کچھ بھید ہے لیکن بظاہر
بولی کہ نہین مین بھلا کِس سے کہونگی ہم لوگن کا بی یہ طریق نہین غرضکہ بڑھیا نے لیٹ کر نعرۂ
خواب بلند کی اور اُس نوجوان نے چپکے چپکے رونا شروع کیا بھٹیاری نے پاس آکر بلائین لین اور
کہا بی رووت کیون ہو اُس نازنین نے کہا مین مقسوم جلی نانصیب کیا اپنا حال بیان کرون یہ
بڑھیا محل مین میرے جایا کرتی تھی دم دلاسا دیکر بھگا لائی مین ایک زمیندار کی بیٹی ہون اور وہ
گانون کا صرف مالک نہین ہی کئی گانون بھی ہین تجارت بھی کرتا ہے بڑا مال اپنے پاس رکھتا ہے
آج مجکو گھر چھوڑے تیسرا دن ہی نہ گھر جا سکتی ہون نہ کہین میرا ٹھکانا ہی یہ بڑھیا کُٹنی لیے لیے پھرتی ہی
اور میرا زیور اُتار کر مجکو بیچنا چاہتی ہے مہترانی اگر تم سے ہو سکے تو میرا یہ اِکہ تم لو اور اِس بڑھیا
کے پھندے سے مجکو چھڑاؤ بھٹیاری نے وہ اِکہ لیا اور بہت خوش ہو کر کہا بیٹی تو گھبرا نہین مین
ابھی اِس بڑھیا کو سزا دلواتی ہون یہ کہہ کر بھٹیارے کے پاس آئی اور آنکھون مین آنسو بھر کے

چھاتی پر ہاتھ مار کر بولی کہ ارے ایسا اندھیر یہ ظلم ایک بھلے مانس اشراف کی بیٹیا کو یہ بڑھیا پھسلا کر بھگا لائی ہی وہ آٹھ آٹھ آنسو روتی ہی یہ اِگہ مجھ کو دیا ہی اور ایسا کچھ کہا ہی بھٹیار اسارا ماجرا سُنکر بولا کہ تو گھبرا نہین دیکھ تو مین کیا کرتا ہون یہ کہکر اُسیوقت کوتوال قلعہ کے پاس گیا اور کہا خداحضور کو سلامت رکھے ایک بڑھیا ایک عورت کو بھگا لائی ہی سرا مین غلام کے یہان ہی کوتوال مع چند پیادہ سرا مین آموجود ہوا بڑھیا سو رہی تھی پیادون نے بحکم کوتوال باندھ لیا بھٹیارے نے چارپائی بچھادی کوتوال صاحب بیٹھے اظہار لینا شروع کیا سرا کے بھٹیار ے اور مسافر تمام تماشائی ہوے پیادے ہٹاتے جاتے ہین ہٹو کیون بھیڑ لگائی ہی لوگ گھُسے پڑتے ہین کوتوال اظہار لے رہا ہی اوّل عورت جوان نے چیخین مار کر رونا شروع کیا پھر وہی ماجرا جو بھٹیاری سے کہا تھا ظاہر کیا پھر بڑھیا سے پوچھا گیا وہ کوتوال کے پاؤن پر گری اور کہا مجھ سے خطا ہوئی یہ لڑکی جو کہتی ہی سچ کہتی ہی جب یہ اقبال جُرم کر چکی کوتوال ہر چند کہ اِس عورت کا حُسن وجمال اور زیور بیمثال دیکھکر فریفتہ ہوا تھا مگر ساری سرا کے لوگ اِس قضیے سے آگاہ ہو چکے تھے سوچا کہ سامنے خداوند کے اِنکو بھیجنا چاہیے اور وہان اِس عورت کو مانگ لینا فی الحال چھپانے سے بدنامی ہی برچہ اِس حال کا سلیمان عنبر مو کو ضرور لگے گا پھر وہ بُری طرح پیش آئیگا بس ایسا کچھ سمجھ کر اُن دونون کو لیکر چاہا کہ روانہ ہو اُس نازنین نے کہا مین کچھ مجرم تو ہون نہین جو کوتوالی چبوترے مین جاکر رہون تمام عمر لوگون کے طعنے سنون کہ یہ ایسی ہین جو تھانے پر پکڑی گئی تھین اور دوسرے وہان کیسی بنے کیسی نہ بنے مین جوان جہان غیر مردون مین بھلا میرا ٹھکانا کہان ہان اگر خداوند کے پاس لے چلو تو کوئی عیب نہین کیونکہ اُس کی زیارت کو سبھی آتے ہین وہ پیدا کرنے والا ہے اُس سے شرم کیسی یہ کہکر اوس بھٹیاری کا آنچل پکڑ کر کہا مئیا تو میری کبھی کی مان ہی مجکو اِسوقت اکیلا نچھوڑ نہین میری آبرو جاتی رہیگی بھٹیاری نے اِسکو گلے لگا لیا اور کہا بیٹا مین تیرے ساتھ ہون تو کیون گھبراتی ہی اُسنے چُپکے سے کہا مین اور کچھ بھی تجکو دونگی بھٹیاری ایک تو محبت دوسرے لالچ مین آکر ساتھ ہوئی کوتوال اور بھی ناچار ہوا اور اِنکو لیکر سیدھا درِ دولت پر آیا وہان سُنا کہ حضور اِسوقت باغ مین ہین اور ہنگامہ سرور گرم ہی یہ وہان سے درِ باغ پر آیا سبکو ٹھہرا کر اندر گیا سلیمان کو مجرا کیا خداوند کو سجدہ کرکے دست بستہ سارا ماجرا معرض بیان مین لایا اور کہا وہ دونون مع بھٹیاری کے حاضر ہین بختیارک نے پہلے کوتوال کو بنظر فراست دیکھ لیا

اور بے نشان تمام شہر کے پوچھکر کہا کہ مجکو اسوقت تیری آنے سے شبہہ گذرا کیونکہ معاملات ملکی دن کے دربار مین پیش کرنا چاہیے نہ کہ اسوقت کوتوال نے عرض کی کہ وہ عورت بہت صاحب عصمت ہی کوتوالی مین رہنا گوارا نہین کرتی اور دیدار خداوند کا مشتاق ہی اور واقعی کمال درجہ خوبصورت ہی اور مین سرا مین یا کوتوالی مین اُسکا رکھنا مناسب نہین سمجھا پس حاضر لایا ہون بختیارک نے حکم دیا اچھا سامنے لاؤ دیکھین کیا کیفیت ہی اور اخگر وغیرہ بدمستیان کر رہے تھے عورت خوبصورت سُنتے ہی بولے جلد لاؤ کوتوال نے اُسکو روبرو بلایا اُس نازنین نے دوپٹہ ہٹا کر خداوند کے گرد پھرنا شروع کیا اور سجدہ کیا بلائین لین یہ تو اس کرشمہ مین مصروف ہوئی لیکن اخگر وغیرہ نے جو اُسکے چہرۂ زیبا پر نظر کی دیکھا کہ ایک حور لقا ماہ سیما زینت بزم خوبرویان سردار خوبان جہان راحت جان عاشقان ہی جسکے ایک ایک تار مو کی قیمت مین ملک تاتار و ختن ارزان ہی کہ **ابیات**

روے تابان تھا اُسکا گلشن نور	صبح رخسار روکش رخ حور
موج دریاے نور تھی بینی	عکس انگشت حور تھی بینی
کب وہ بینی تھی کعبہ رو مین	شمع روشن تھی طاق ابرو مین
بانکی بانکی ادا غضب باتین	وہ اکڑ وہ تنی تنی گاتین
آنکھ مین سحر کی لگاوٹ ہے	بات مین قہر کی بناوٹ ہے
یون بندھی ہے دوپٹے کی گاتی	دل مین چبھتی ہی نوک چھاتی کی

اخگر دیکھتے ہی فریفتہ ہوا اور بختیارک سے کہا اِسکو مجھے خداوند سے دلوادو بختیارک نے خداوند سے کہا کہ اخگر اسپر مائل ہوا ہے اُسکو حوالے کرو لقا نے پہلے سارا ماجرا اُس نازنین سے پوچھا پھر کوتوال کو رخصت کیا اور بڑھیا کو حکم دیا کہ لیجا کر قید کرو کوتوال بڑھیا کو لیکر چلا اور اُس نازک بدن کو لقا نے اپنے پاس بلایا کہ اے بندی قدرت میرے پاس آ چالاک بناز و انداز کمر کو لے کو بل دیکر بہزاران غنج و دلال قریب جا کر بیٹھا خداوند نے پیٹھ پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ ہمنے تجکو اخگر کے ساتھ منسوب کیا کہ وہ ہمارا سپہ سالار قدرت ہی اُس پری پیکر نے شرما کر نیچی نظر کرکے عرض کیا کہ حضور کو میرا اختیار ہی مگر اِس بھٹیاری کو کچھ انعام دلوادیجیے اور میرا اگلہ اسکے پاس ہی وہ دے دیجیے لقا نے اخگر سے کہا تم اسکی فرمایش کو پورا کرو اُسنے کئی ہزار روپے دیکر اگلہ لیا بھٹیاری دعائین دیکر چلی گئی

بس پھر تو دو ری سُرخ شروع ہوا ازبسکہ بختیارک وہان موجود تھا چالاک سمجھا کہ شراب آغشتہ بیہوشی یہ پینے نہ دیگا اور اسوقت تو اسنے نہین پہچانا ہی مگر حرکات وسکنات سے یہ شیطان ہی ضرور پہچانیگا ہر چند کہ اس تدبیر سے تم آئے ہو کہ خیال بھی تمہر عیار کا نہین گذرتا مگر پھر بھی اسکے شر سے بچنا اچھا ہے یہ تجویز کر کے بدن چرائے آنکھین جھکائے دبکا ہوا بیٹھا ہی اور کنکھیون سے اخگر کو کبھی کبھی دیکھ لیتا ہی اور اُسکا بھی یہ حال ہی کہ **بیت** شرمگین آنکھین شرم آلودہ خاک مین ہمکو ملائینگے + یہ نیچی نیچی نظرین تیری کیا اوپر ہی اوپر جائینگی + ہر چند کہ بیچین ہو رہا ہی مگر بلحاظ اسکے کہ خداوند سامنے ہین اُسکو ہاتھ نہین لگاتا ہی اُسوقت بختیارک اِسکا میلان خاطر دیکھکر گویا ہوا کہ بارہ دری مین جاکر آرام کرو مین اسکو بھی بھیجتا ہون اِسنے کہا ملک جی یہ عورت ناکتخدا ہی اور یہان صدہا آدمیونکا مجمع ہے ایسا نہو خداوند اس حرکت بیجا سے ناراض ہون **سلیمان** نے کہا سچ کہتے ہو یہ کون موقع ہی کہ ہزار آدمیون کے سر پر غل وہنگامہ مچواؤ اور پھر اُسی کو اپنی جورو بناؤ آپ تمکو ہل چُکی ہی جلدی کیا ہی صبح قریب ہی اپنے خیمے مین لیجانا جو چاہنا کرنا **اخگر** چپ ہو رہا ازبسکہ رات اِنہی جھگڑے مین بالکل کم رہی تھی دم بھر مین وہ وقت آیا کہ عروس زرین لباس مہر حجلہ خاور سے نکلکر بصد زینت وآرایش آغوش فلک مین آئی اور شاہد صبح رخسار سحر نے صورت نورانی مشتاقان دہر کو دکھائی کہ **نظم**

سب کی آنکھون مین وہ شب عشرت	کٹ گئی صورت شب وصلت
ہوئی محمل نشین جو لیلی شب	چمکا قیس صباح کا کوکب

رات کو لقا بخیال اِسکے کہ عیار اخگر کو آکر قتل نکرین باغ مین مصروف عشرت رہا تھا صبح ہوتے ہی سوار ہو کر مع سردارونکے داخل لشکر ہوا اور اخگر نے بھی محافہ مین معشوقہ کو سوار کر کے اپنے خیمہ مین لا اوتارا اور **بختیارک** نے آکر اُسکے خدمتگار ملازمین وغیرہ کو حکم دیا کہ خبردار اندر خیمے کے نہ جانا ایسا نہو تم مین کوئی عیار ملکر چلا جائے تو پھر غضب کا سامنا ہو دور خیمہ سے پہرا چوکی مقرر کر دیا اور آپ سوفار کے خیمے مین آکر بیٹھا یہا اسنے بھی نوکرون کو نکالدیا اور اُسکی حفاظت کے لیے خود ٹھہرا غرضکہ اِسنے تو ایسا بندوبست کیا کہ واقعی ساحرون تک پہونچنا ہر کس کا دشوار ہو گیا مگر اخگر نشۂ مستی مین سرشار خیمے مین آتے ہی اُس ماہ پیکر سے لپٹنے لگا اور ہاتھ پکڑ کر پلنگ پر لایا چاہا کہ لٹائے اُس گلبدن نے کہا ٹھہرو تو اور یہ کہکر اپنے پاس سے بلہرا نکالا ایک گلوری لیکر کھائی **اخگر** سمجھا کہ زمیندار کی یہ دختر ہے

اگرچہ زیور وغیرہ پہنے ہے مگر بلھرہ دیہات کی نشانی ضرور ہی خاصدان کا تو نام بھی نہ جانتی ہوگی اور
الّڑھ بھی ہے خوب نبھے گی یہ سوچکر بولا کہ جانی ہمکو گلوری ندی اوس ماہ وش نے کچّی زبان مین جوابدیا
کہ جانی کسکا ناؤ ہی یہ خوب ہنسا اور بولا کہ فِدوہی غضب معشوق بیرونی کی یہ کچّی زبان سب تو کہتے ہین سحر
اُسکی زبان پر بھور ہی پھر اُس سے کہا ایک بیڑا ہمکو بھی دو اُسنے انگوٹھا دکھا دیا اور اِسکا منھ چڑھا کر
مُسکرا دیا یہ اِس ادائے دلفریب سے اِسکی بےچین ہوگیا اور لپٹ کر بلھرہ چھین کئی پان ایکبار کھا گیا ادھر
پیک حلق کے نیچے اُتری اُدھر بیہوشی اثر پذیر ہوئی بیہوش ہوکر گرا وہان تنہائی تو تھی ہی چالاک نے
فوراً سر کاٹ ڈالا غل وشور ہوا دارو گیر گیر و دار کی صدا بلند ہوئی چالاک نکلکر بھاگا اور ہنگامہ
سُنکر بختیارک نے کہا اے سوفار وہ مارا بھلا ممکن ہی کہ اُنکو گالی دے اور جیتا رہے سوفار
بولا کہ چالاک تو قید ہے کسنے مارا یہ گویا ہوا کہ وہ سرہنگ قید ہے اِسنے کہا تو اخگر کے عوض اُسکو
اسیوقت قتل کرو اِسنے یہ سُنکر پکارا کوئی ہی اتفاق سے عیاران اسلام تو اسی فکر مین رہتے ہین سمک
باہر خدمتگار بنا کھڑا تھا بولا کہ حاضر اور جلدی سامنے آیا اِسنے کہا ہم یہانسے سحر پڑھتے ہین کہ سرہنگ
پر سے سحر کی قید دفع ہو جائیگی تم اُسکو لا کر قتل کرو اور رقعہ دار وغۂ محبس کے نام لکھدیا سمک رقعہ
لیکر گیا اور سرہنگ کو چھڑا کر لایا جب سامنے خیمے کے پہونچا پکار کر کہا ای سوفار منم سمک لیے
جاتا ہون سرہنگ کو یہ کہکر دونون بھاگے ساحر فوج کے تو عیارون سے خوفناک رہتے ہین
کوئی نہ دوڑا یہ نکل گئے اِدھر چالاک بھاگ کر چلا گیا مگر حال سُنیئے کہ ابو الفتح کو جو کوتوال لیکر
قید کرنے چلا راہ مین اِسنے کہا بیٹا مین بڑھیا قید کی تکلیف مین مرجاؤنگی میرے پاس بہت سا مال ہے
وہ لے لو اور مجھے چھوڑ دو یہ کہکر پوٹلی نکالکر جواہر کی دکھائی کوتوال کو لالچ آیا سمجھا کہ کون پوچھتا ہے
چھوڑ بھی دے اگر کوئی پوچھے کہدینا بڑھیا تھی مرگئی بس یہ سمجھکر اِسنے وہ جواہر لے لیا اور بڑھیا کو
چھوڑ دیا بڑھیا نے بلائین لین اور کہا داری الگ آؤ تو ایک چیز اور عمدہ دون وہ پیادون کو
چھوڑ کر تنہائی مین آیا اِسنے وہان آکر پھر واری کہکر اُسکی بلائین لیکر بات کرنا شروع کی مگر ہاتھ مین
بیہوشی بھری تھی کوتوال صاحب بلائین لیتے ہی بیہوش ہوگئے اِسنے فی الفور سر اُسکا کاٹ ڈالا
اور پوٹلی جواہر کی لیکر بھاگا پیادے جب عرصہ ہوا تو آئے لاش اُسکی پائی اوٹھا کر کوتوالی مین
لائے صبح ہو چکی تھی اور لقا وغیرہ لشکر مین جا چکے تھے لاش لیکر یہ بھی لشکر مین آسلئے اور

فریاد کرنے لگے اُدھر اخگر کے مرنے سے شور وغل برپا تھا لقارات بھر کا جاگا ہوا سونے گیا تھا غل و شور سُنکر جاگا اور حال دریافت کرکے پھر سونا جو چاہا فرطِ رنج سے نیند نہ آئی دربار میں آکر تخت پر بیٹھا سوفار وغیرہ سب سردار حاضر ہوے عیّاروں کا ذکر ہونے لگا سوفار نے کہا طبل جنگ بجوایئے مین عوض اخگر کا لونگی بختیارک نے کہا مقابلہ کرنے مین سامنا امیر کا ہوگا وہ مالک باطل السحر ہین سواے بھاگنے کے اور کچھ نہ بن پڑیگا سوفار یہ سُنکر چُپ ہور ہا اور دل مین نیّت کی کہ آج اسم اعظم لوح سینہ حمزہ پر سے محکوک کرنا چاہیے اِسی فکر مین تھا کہ ناگاہ فلک کیطرف بجلی چمکی اور رعد گرجا بعد لمحہ کے ایک ساحر بد سیر کریہ منظر کہ **بیت** دو چشم از بر سر چو دو چشمہ خون + ز دود دہانش جہان تیرہ گون + سامنے آیا لقا کو سجدہ کرکے مستفسر ہوا کہ بھائی میرا کہان ہی بختیارک یہ سُنکر رونے لگا اور کہا وہ خداوند باختر کی بہشت مین سیر کرنے گئے ہین اسوقت وہ ساحر بھی رویا اور کہا تو سہی میرا نام مہنت جادو جو کل ہی سب مسلمانونکو گرفتار نکرون بختیارک نے دل سے کہا آئی قضا اِس حرامزادے کی مگر بظاہر نہایت اعزاز سے اُسکو بٹھایا اور پھر کچھ سمجھایا پھر لاشہ اخگر کا اُٹھوایا اِسی ہنگامے مین وہ دن تمام ہوا یہانتک کہ گورستان فلک پر بنات النعش دکھائی دی اور شام سیہ پوش ہوئی کہ **نظم**

چو آمد شب و روز شد در نہان — سیاہی گرفتش سراسر جہان
یکے لشکر آراستہ چون عروس — بہ شیران جنگی و آواے کوس

تیاری حرب لشکر ساحران مین ہونے لگی صداے کوس و دہل نے فلک کا قلب ہول سے خالی کیا ہلکارے خدمت امیر مین حاضر ہوکر بعد دعا و ثنا کے عرض پیرا ہوے کہ بقول مؤلف **ابیات**

شاہ گردون سریر و ملک پناہ — حکم تیرا ہو ماہی سے تا ماہ
ساحر آیا ہے ایک بدصورت — خرس وشتِ ضلال و بدخصلت
بھائی اخگر کا ہے وہ مایۂ درد — ہے برادر شغال کا سگِ زرد
نام اُوسکا مہنت جادو ہے — طالبِ حرب وہ سیہ رو ہے
جو سُنا تھا وہ عرض کردیا آج — رہے قایم یہ تیرا تخت و تاج

شاہ اسلام نے یہ خبر سُنکر نقارۂ حرب بجوایا پھر تو اِدھر بھی یہ ہنگامہ برپا ہوا کہ بموجب **ابیات**

بدانگہ کہ روشن جہان تیرہ گشت — طلایہ پراگند بر گردِ دشت

فروشے برآمد ز پیشِ سپاه — که اے نامداران گردان شاه
میان بستہ دارید و بیدار بید — ہمہ در پناہِ جہاندار بید
ببندید یکسر میانِ یلی — ابا گرز و با خنجرِ کابلی

رات بھر اسی غلغلہ مین بسر ہوئی جسوقت کہ رایت نصرت آیت سر نشان سحر نور افشان ہوا اور پنجہ خورشید بصد تابندگی بر سر لواے فلک نظر پڑا کہ نظم

دگر روز چون بر دمید آفتاب — بہ مردان کین اندر آمد شتاب
سپاہے نشستند بر پُشت زین — سر پُر ز کین ابروان پُر ز چین
سپاه اندر آمد بہ پیشِ سپاه — شد از گرد ہامون چو کوہِ سیاه
دو لشکر برابر کشیدند صف — ز کین جگر بر لب آورده کف

امیر سے سجدہ کر پاس مین چالاک نے جاکر روانگی لشکر کا حال عرض کیا اُسوقت آپ بھی مسلح ہوکر درِ دولت پر آئے تمام سرداریان یکے بعد دیگرے آکر جمع ہوے ناگاہ شاہ شاہان چراغ لشکر اسلامیان سر تاج خسروان جہان مصباح شبستان کیان سعد بن قباد بن صاحبقران برآمد ہوے ہر ایک نے مجرا کیا پھر تخت کو گھیر کر سمت میدان چلے نقارون کا بجنا روشنی کا جھلملانا نسیم سحر کا فرطِ خوف و رُعب لشکر سے دبے پانون چلنا نقیبون کا منقبت پڑھنا لشکر کا بنکر چلنا جوانون کا اکڑنا عجب لطف دکھاتا تھا اسپان تازی نژاد کا طرارے بھرنا غزال فلک کی چوکڑی بھلاتا تھا مختصر یہ کہ وارد دشت مصاف ہوکر میدان کو صاف کرایا لشکرون نے پرا جمایا نقیب آگے بڑھے لشکر مین کڑکا ہوا نشان کے پھریرے کھلے مہنت اکفر اژدر کو اُڑاکر بیچ میدان مین آیا اور سحر کی نیرنگی دکھاکر اپنی زبردستی جتاکر طالبِ ہمنبرد ہوا اِسطرف سے مالاگرد فرنگی اپنے استر مالاکبود کو اوڑاکر روبرو گیا اِسنے اسکے مقابل ہوتے ہی کچھ ماش سحر پڑھکر مارے کہ دست و پا اِسکے کرخت ہوگئے اُسنے کمر مین پنجہ دیکر زور کیا اور قاش زین سے اُکھڑکر روے زمین پٹکا عیاران لقا آئے اور باندھ کر لے گئے پھر اُسنے للکارا اودھر سے آلاگرد فرنگی بھائی مالاگرد کا مقابل ہوا اِسنے بھی وُہی روزِ بد دیکھا پھر اُسنے نہیب دی کبھی ارزال فرنگی نے گھوڑے کی باگ لی جب سامنا کیا وُہی سانحہ اسپر بھی گذرا پھر اُسنے ڈانٹا نہنگ بچہ دریائی فرنگی اوسکا ہمتگا وہ ہوا مگر اسکا نصیب بھی نہ یاور ہوا اسیطرح جو سردار ملک فرنگ

سامنے گیا اُسنے ماش پڑھکر مارے کہ ہاتھ پانون بے طاقت ہوے باندھ لیے گئے کہانتک بیان کرون تا شام یہی ہنگامہ گرم رہا نہ اُدھر سے صلح کا پیام نہ اِدھر سے کوئی مائل آزرم ہوا جب سراپردۂ شب تیرہ فام میدان آفاق مین برپا ہوا اور شہنشاہ گردون سریر بارگاہ مغرب مین گیا کہ **نظم**

چو خورشید شد از جہان ناپدید	شب تیرہ بر روز دامن کشید
ہوا نیلگون شد زمین آبنوس	بہ جنبید ہامون ز آوای کوس

طبل آسایش لشکرون مین بجا شب بھر خیمہ گاہ مین آئے اور آسودہ ہوے **لقا** نے حکم دیا کہ ہمارے بندۂ قدرت یعنی مہنت کی دعوت کا سامان کیا جائے اوسنے عرض کیا کہ خداوند مین محفل عشرت مین جب بیٹھونگا اور دعوت آپ کی کھاؤنگا کہ جب کل مسلمانون کو مارونگا یہ کہکر اپنی بارگاہ مین آیا **سوفار** کو بھی بلا لیا دونون بیٹھکر اسم اعظم بند کرنے کی صلاح کرنے لگے شراب وکباب سب پاس رکھ لیا عیارون کے خوف سے خدمتگارون کو بھی باہر نکالدیا تھا اپنے ہاتھ سے سارا کام انجام کرتے تھے اور سحر پڑھتے تھے لشکر مین گھما گھم ہو رہی تھی **لقا** اپنی بارگاہ مین ناچ دیکھتا تھا یہان تو سب مصروف عشرت ہین لیکن **امیر** کے یہان چند میدانداری مین بہت سردار قید ہین اِسوجہ سے سناٹا ہے غرضکہ عیار آج پھر فکر مین ساحرون کی چلے اُن مین سے **چالاک** بہ شکل ساحر پھرتا ہوا آیا دیکھا ایک خیمے کے قریب پہرا چوکی اور کمال ہوشیاری ہے اُسنے اُسی طرف جانے کا قصد کیا جب اندر جانے لگا ساحرون نے روکا کہ تم کون ہو اور کہان جاتے ہو اِسنے کہا ہم ملازم **سوفار** ہین اُنھون نے کہا اندر جانے کی ممانعت ہے کچھ مشورہ ہو رہا ہے **چالاک** یہ سُنکر الگ چلا گیا اور تنہائی مین جاکر پریزاد کیطرح اپنی صورت بنائی یعنے چہرہ ایسا تابناک بنایا کہ ماہ وخور کو بھی اوسکے فروغ سے ہنگام دید خیرگی ہو زلف مشک فام کے روبرو شب دیجور کو تیرگی ہو دہن تنگ کے مقابل غنچۂ گلستان ارم کھسیانا ہو کر ہنسے اور لبور کر رہ جائے زبان سوسن دہ زبان لال ہو کچھ بات نہ بن آئے چشم فتان کے سامنے نرگس شہلا شرمندہ ہو کر آنکھ چُرائے **نظم**

دو برگ گلش سوسن می سرشت	دو شمشاد عنبر فروش بہشت
بنا گوش تابندہ خورشید وار	فرو ہشتہ زو حلقۂ گوشوار
لبان از طبرزد زبان از شکر	دہانش مکلل بہ دُر و گہر

نہ دانش خرد بود و تن جان پاک | تو گفتی کہ بہرہ ندارد ز خاک

شانون پر جواہر کے پر لگائے زیور مرصع کار سے قامت قیامت زا کو مزین فرمایا تھال سونیکا میوے اور مٹھائی سے بھرا ہاتھ مین لیکر پشت خیمہ پر آیا اور جب خیمہ چالیس قدم باقی رہا اس طرح سبک ہوکر جست کی کہ خیمہ کو فرا کر بیچ خیمے مین اترا سوفار و مہنت نے آواز چھماکے کی سُنکر جو دیکھا تو ایک پریزاد حور نژاد کو آسمان سے اُتر کر زمین پر استادہ پایا محو جمال ہوکر کھڑے ہوگئے پری ایک خط ہاتھ پر رکھکر آگے آئی اِنھون نے اُسپر مُہر شاہِ جادوان کی پائی نامہ ہاتھ سے اوٹھالیا اور لفافہ چاک کر کے پڑھنے لگے پری اِنکی نگاہ خط کی طرف دیکھ کر جلو خانے خیمے مین چلی گئی اُنھون نے نامے مین یہ مضمون دیکھا کہ ہمنے اِس پری کے ہاتھ مٹھائی نذر سامری کی اور میوہ کہ خاص مندر پر سامری کے چڑھایا گیا تھا بھیجا ہے تاثیر اوسکی یہ ہے کہ جو کوئی کھائیگا کوئی حربہ اور جادو سحر اُسپر کسی کا تاثیر نکریگا اور حمزہ کا اسم اعظم بھی اثر پذیر نہوگا یہ حال نامے سے دریافت کر کے جو سر اوٹھایا اوس پری کو نپایا سمجھے کہ وہ پری تھی ہی اب غائب ہوگئی ہے اگر پکارینگے تو آئیگی یہ سوچکر گویا ہوے کہ اے پریزاد طلسم سامنے آؤ عطیۂ شاہ جادوان عنایت کرو چالاک یہ صدا سُنکر جلو خانے سے اِس سُبکی کے ساتھ اُڑا کہ کوئی دس گز زمین سے اونچا ہوکر پردے کی قنات سے کچھ فاصلے پر آکر اُترا اور تھال لاکر سامنے اُنکے رکھدیا وہ بہت خوش ہوے اور ڈنڈوٹ کر کے مٹھائی کھائی لمحہ بھر مین بیہوشی چھائی چالاک نے خنجر سے مہنت کا سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ شور محشر برپا ہوا صداہاے مہیب آنے لگین باہر جو لوگ پہرے پر تھے وہ فرط خوف سے بارگاہ خداوند کی طرف بھاگے اور بختیارک نے لقا سے پہلے پوچھا تھا کہ سوفار کہان ہین اُسنے کہا تھا مہنت کے پاس ہین اسوقت غل سُنکر اُسنے کہا ہاے دونون مارے گئے اور اُٹھکر بارگاہ مہنت کیطرف دوڑا یہان سوفار پر چالاک نے خنجر مارا خنجر چار اونگل اونچا ہوگیا پھر اُسنے حملہ کیا ایکی بالشت بھر خنجر اونچا ہوا اسنے پتھر مارا پتھر الگ گرا پھر اسنے اور تدبیر قتل کی چاہی تھی کہ بختیارک آپڑا چالاک مجبور جست کر کے بھاگا ساحر بسبب خوف کے اِسکے پیچھے نہ دوڑے یہ صحیح سلامت نکلگیا بختیارک نے سوفار کو ہوشیار کیا اور سب حال کہا اِسنے ہوشیار ہوتے ہی سحر پڑھا کہ جو سردار مہنت نے قید کیے تھے وہ چھوٹ گئے تھے پھر مسحور ہوگئے اور اسیطرح ہیکان نے جو سردار قید کیے ہین وہ بھی

سوفار کی قید مین ہین جب مارا جائے تو رہا ہون غرضکہ بعد مسحور کرنے سردارون کے اُسنے بہت کچھہ لاف وگزاف کیا کہ ملک جی دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ کہکر لاش ہنہنت کی اوسکی فوج کے سپرد کر کے حکم دیا کہ اسکو پاس ملکہ نازک چشم جادو کے لے جاؤ پھر ایک تعزیت نامہ بھی اپنی طرف سے لکھکر حوالے کیا فوج اُسکی لاش اوٹھا کر نالان وگریان روانہ ہوئی اور یہ فکر اسم اعظم کے بند کرنے کی کرنے لگا ادھر چالاک نے جاکر امیر سے سارا ماجرا بیان کیا امیر نے اسکو خلعت دیا پھر مصروف عیش و عشرت ہوے اب دونون لشکرون کو اس حال مین چھوڑکر کمترین شمہ حال شہریار کشور عیاری و تاجدار اقلیم مکاری یعنی عمر بن امیہ ضمیری بیان کرتا ہے نظم

ساقی جو تیرا اشارہ پاؤن — سر آنکھون سے میکدے مین آؤن
پھر شیش محل کی سمت جاؤن — پھر لال پری کو آکے تاکون
غافل جو ذرا بھی تجکو پاؤن — لے دختر رز کو بھاگ جاؤن
ساقی یہ سب تو دل لگی ہے — سن لے وہ جو مجکو دھن لگی ہے
یعنے جام جہان نما دے — نیرنگ طلسم پھر دکھادے
ہے ساغر مے بصورت ماہ — اور اس مین ہو آفتاب کو راہ
یہ ہوے قران مہر و مہ جب — کوکب سے ملون بشکل کوکب
ساقی مئے آفتابی پاکے — پہونچون کوہ اسد پہ جاکے
پاؤن جو شراب آفتابی — لون شیر طلسم پہ سواری
بس جاہ یہ بادہ خواری تاکے — افسانہ لکھو کہ دیر ہوئی ہے

سیاران دشت سخن و رہ نوردان جادۂ بیان کمن پاے کمیت قلم سے راہ طلسم یون طے فرماتے ہین اور منزل در منزل اسطرح جاتے ہین کہ جب اختر برج وفا ماہ آسمان شرم و حیا حسن گنجور یعنے ملکہ مخمور ہمراہ گوہر شاہوار بحر فطرت عمر بامروت دریاے مروارید کو طے کر کے روانہ ہوئی تو [illegible] چند روز قریب ایک پہاڑ کے پہونچی اس کوہ کی صورت ہمہ تن ازبیخ و بن شیر کی ایسی تھی [illegible] شیر ہی کی شکل نظر آتی تھی گویا فرہاد روزنے ہر پتھر کو بصورت شیر تراشا تھا اسد [illegible] اوسکو دیکھکر خوف کھاتا تھا جنگلی شیر دم دبا کر بھاگ جاتا تھا کلب الجبال کی مجال نہین جو اسجگہ اسکے فلک پیر

کی طاقت نہین جو رو باہ بازی دکھا سکے تو رفلک ہمیشہ اُسکے خوف سے لرزان مہابت سے اُسکی فوج گردون ترسان و ہراسان تبخانہ روزگار مین چرخ نے سنگدلی دکھائی تھی کہ ہر پتھر کی صورت غزالی ادر ڈراونی بنائی تھی ساکنان دنیا کو ایک ہی لقمہ کرنیکی تدبیر ہوائی تھی اسلیے پتھر کی کی صورت سیر کی پیدا کی تھی خورشید اِس کوہ سے سر بچا کر نکلتا تھا تھر اتا ہوا چلتا تھا نظم

سر اندر ثریا یکے کوہ دید
ہمین ز آسمان کرگس اندر کشد
کہ گفتے ستارہ بخواہد کشید
ز دریا نہنگ ب دژم بر کشد

عمر نے مخمور سے پوچھا کہ یہ کون مقام ہول خیز ہی کہ کوہ سیاہ سے بھی زیادہ وحشت انگیز ہے مخمور نے کہا اِس کوہ کو کوہ اسد کہتے ہین ساحران زبان اِسپر بستے ہین یہ کہکر ایسا سحر پڑھ کر دانہ ماش کا عمر پر مارا کہ یہ بیہوش ہو گیا مخمور نے اُٹھا کر ایک غار مین ڈالدیا اور دہن غار پوشیدہ کر دیا پھر دو بیر سحر کے غار پر بٹھا دیے اور اُنسے بتاکید اکید کہدیا کہ خبردار حفاظت کرنا کوئی خواجہ کو لیے نہ جائے یہ کہکر آپ بیخوف و خطر پہاڑ کی گھاٹیان طی کر گئی اور قلہ کوہ پر پہونچی اسکے پہونچتے ہی ایک ببر غران زمین سے نکلا اور گویا ہوا کہ آپ کون ہین جو یہان آئین کچھ دل مین خوف نہ لائین اِسنے جواب دیا کہ ہماری خبر جا کر اپنے مالک سے کرو اور ہمین اُنکے پاس لیچلو کہنا ملکہ مخمور ناظمہ طلسم آئی ہین آپ کی ملاقات چاہتی ہین وہ شیر یہ سُنکر روانہ ہوا اور اُسی کوہ پر ایک مکان بنا ہی ببر جادو اُسمین رہتا ہے وہ شیر وہان آیا اور پیام گذار ہوا ببر نے کہا ارے تو نے اُس ملکہ کو روکا کیون جلد بتعظیم تمام بلا لا وہ ببر خدمت مخمور مین آیا پنجے جوڑکر باادب تمام تر گویا ہوا کہ چلیے آپکو بلایا ہے مخمور اسکے ہمراہ چلی اور اندر ایک مکان کے پہونچی سقف و ایوان اُسکے مطلا تھے مصقلا اُسپر چاندی کا تھا دیوار و در جگمگاتے تھے لیکن ہر جگہ تصویرین شیر کی بنی تھین اور پتھر کی چوکیان شیر دہان صحن مین بچھی تھین شیر کی کھال کا فرش سب مکان مین کیا تھا ایک چوکی پر ساحر شیر صورت بیٹھا تھا اور ایک شیر پاس اُسکے کھڑا تھا یہ جو کھڑا تھا یہ بیابان آتش فشان جو کوہ اسد کے قریب ہی اوسکا مالک ہی اور جو بیٹھا ہے یہ اُس پہاڑ کی حفاظت کرتا ہے مخمور نے وہان پہونچکر ہاتھ اُٹھایا وہ دونون شیر بیکر بھی اپنی جگہ سے اُٹھے اور اِس سے ہاتھ ملایا اور کہا آپ نے کرم فرمایا تشریف رکھیے اور ہمین سرفراز کیجیے مخمور نے کہا بیٹھنے کی فرصت کہان اسطرف عمر تو نہین آیا مین بحکم شہنشاہ اُسکے تعقب مین روان دوان ہون ۱۷

اور وہ گریزان ہی اُس ساحرنے کہا اسطرف کوئی نہین آیا اگر آتا فی الفور قید ہو جاتا مخمور نے جواب دیا کہ
میرے سامنے وہ اِس پہاڑ کے قریب آکر غائب ہوا ہی ازبسکہ یہ جگہ تمھاری ہی مین تنہا اُسکو ڈھونڈھ
نہین سکتی شاید کوئی شیر مجکو نہ پہچانے اور ورپئے آزار ہو اس سے آپکا میرے ساتھ چلنا اچھا ہے
ببر جادو نے کہا مین حاضر ہون جہان لیچلیے سر آنکھون سے چلون یہ کہکر اوٹھا اور ہاتھ پکڑکر چلا اِس
طرف سے تو یہ روانہ ہوا اور اُدھر بلاے جادو جسکو بادشاہ طلسم نے منع کیا تھا کہ اب نجاو اور اُسنے
نمانا تھا دوبارہ بہر گرفتاری عمر چلا تھا ڈھونڈھتا ہوا اُسی جگہ پہونچا جہان غار مین عمر کو مخمور نے
ڈالدیا ہی الغرض اُسنے دیکھا کہ ایک غار پر دو پتلے بیٹھے ہین سمجھا کہ یہان کچھ بھید ہی جب تو یہ حفاظت
کرتے ہین یہ سمجھکر اپنے سحر پڑھکر اُن پتلون پر پھونکا کہ وہ جل گئے یہ غار مین اُترا عمر کو بیہوش پڑے دیکھا
شکر سامری بجالایا اور کمر مین پنچہ دیکر غار کے باہر آیا چاہا سر کاٹ کر لیجائے پھر سوچا کہ ایسا نہو افراسیاب
اِس حرکت پر ناراض ہو جائے بس یوہین چاہتا تھا کہ لیجائے اُسوقت مخمور و ببر وہان پہونچے اور
مخمور نے یہ ماجرا دیکھکر کہا اے ببر دیکھو وہ عمر کو ایک ساحر پکڑے لیے جاتا ہے افسوس کہ تمھاری
عملداری سے غیر شخص پکڑکر لیجائے اور تم سے کچھ نہو سکے اب یہ شاہ جادوان کے پاس جاکر کیسی تعلّی
کریگا اور شیخی بگھاریگا کہ جسکی حد نہین اور تمکو ذرا اِس امر مین کد نہین مین کمبخت ناحق تمھارے
پاس گئی تھی اگر یہین ڈھونڈھتی تو اچھی رہتی اب مجکو بھی ذلّت ہوگی شاہ کے روبرو ہمچشمون مین
ندامت ہوگی اِسنے ببر کو ایسا گرمایا کہ اُسکو غصّہ آیا اور للکارا کہ باش او خیرہ سر تو کہان اِسکو لیچلا
اور میری جگہہ مین کسلیے تو نے قدم دھرا بلاے جادو نے اِسکے ڈانٹنے سے رُک کر جو دیکھا تو
مخمور کو ببر کے ساتھ پایا پکارا کہ اے ببر جادو اِسکے فقرے مین نہ آنا یہ عمر کی دوست ہی اور شہنشاہ
سے اِسنے بغاوت کی ہی مخمور نے کہا اے ببر یہ اُسکی جعلسازی ہی چاہتا ہی کہ مجکو متہم کرکے تمسے لڑوا دے
اور آپ نکلجائے اچھا تم اِس سے کہو کہ عمر کو مجھے دے مین مخمور و عمر دونون کو پاس شہنشاہ کے
لیجاؤنگا پس اگر یہ دیدے تو تم جاننا کہ یہ سچّا ہے مجکو بھی پکڑ لینا اور اگر ندے تو میرے قول کو صحیح
جانکر اِسکو جانے نہ دینا ببر کو اِسکا کہنا پسند آیا پکارا کہ اچھا تو عمر کو میرے حوالے کر اور اپنی راہ لے
مین اِن دونون کو شہنشاہ کے پاس لیجاؤنگا بلاے جادو نے جواب دیا کہ تجکو خبط ہو گیا ہے
مین نے اِسکے لیے خاک چھانی ہی تجکو کیون دون کیا مین کمزور ہون ببر کو اِس کلمہ پر غصّہ زیادہ آیا۔

اور مخمور نے پھر تہیا دلایا کہ کیون مین نہ کہتی تھی کہ یہ کبھی نہ دیگا فقرہ کرتا ہی ببر نے کہا تم دیکھو مین ابھی چھینے لیتا ہون یہ کہکر ایک نارنج سحر پڑھ کر مارا کہ وہ شق ہو گیا اور زمین سے وہی ببر جو جوگی پاس پہاڑ کے اوپر کھڑا تھا نکلا اور غرا کر لپکا بلاے جادو نے اُسکو آتے دیکھکر ایک بیضہ جادو کا مارا جہان وہ بیضہ آکر گرا اُسیجگہ وہ شیر رک رہا پھر آگے نہ بڑھا ببر جادو نے جب یہ ماجرا دیکھا فوراً زمین مین سما گیا اور بعد لمحہ پھر کے ایک ڈبیا لیے ہوے نکلا اور اپنی زبردستی جتانیکو وہ ڈبیا مخمور کے حوالہ کی یہ اسلیے کہ یعنی مین ایسا ہون کہ الگ کھڑا رہا اور معجر کے ہاتھ سے حریف کو قتل کر ڈالا فی الجملہ اُس ڈبیا کو دیکر کہا ای مخمور اسمین سیندور ہی طلسم کا اِس سیندور کا ایک ٹیکا اِس شیر کے ماتھے پر دیدو اور حکم دو کہ بلاے جادو کو مار ڈال مخمور نے ڈبیا کھولکر ٹیکا ببر کی پیشانی پر دیا اور کہا کیا کھڑا دیکھتا ہے مار اِسکو ببر نے جا کر طمانچہ مارا کہ بلاے جادو گرا ہر چند اپنے جادو کیا کچھ نہوا ببر نے پیٹ پھاڑ ڈالا غل و شور اِسکے مرنیکا برپا ہوا ببر لاش اوسکی اوٹھا کر سمت شاہ طلسم لیچلے یعنی بگولے لاش کو اُڑاتے ہوے لیے جاتے تھے جب لاش جا چکی مخمور نے سحر پڑھکر پھونکا کہ عمر ہوشیار ہوا اور اُٹھکر چاہتا تھا کہ مخمور سے حال پوچھے مگر ببر نے ایک دانہ ماش کا سحر پڑھکر مارا کہ زمین پر گر کر پھر لوٹنے لگا مخمور نے کہا ای ببر تمنے اسیر سحر کیون کیا مین اِتنی دور سے ستلاشی اسکی آئی ہون اسکو مین لیجاؤنگی اُسنے جواب دیا کہ او مکارہ مین تیرا فریب اب سمجھا بلاے جادو سچ کہتا تھا کہ تو شہنشاہ سے باغی ہی خیر میرے ہاتھ سے کہان جائیگی تجکو بھی مارے لیتا ہون اور اِس کُہنہ دزد مفتری کا بھی سر کاٹونگا مخمور نے سارا جھگڑا اسلیے کیا تھا کہ کسیطرح ڈبیا سیندور طلسم کی ملے کہ جسکی وجہ سے بیابان آتش مین رستہ پائے پس وہ ڈبیا اوسکو مل چکی تھی اب یہ کب دبتی تھی پکاری کہ بھڑوے کیون تیری قضا آئی ہی لے سنبھل ببر جادو نے بھی جھوٹے پر ہاتھ ڈالا مخمور نے ڈبیا سے سیندور لیکر دوسرا ٹیکا ماتھے پر اُسی شیر کے دیکر حکم کیا کہ بنے اِسکو بھی تو بموجب مثل کہ کرد کہ نیافت ہمون آش درکاسہ اُس شیر نے انگڑائی لی اور غرا کر چلا ببر جادو نے ہر چند روکا صد ہا طرح کا سحر پڑھا مگر اُسکے ماتھے پر سیندور طلسم کا لگا تھا تاثیر ہی اُسکی یہ ہے کہ جو ٹیکا ماتھے پر دے مالک بیابان آتش اُسی کا کہنا کرے پس جاتے ہی ایسا طمانچہ ببر جادو کے شیر نے دیا کہ وہ گر کر سرد ہوا العیاذ باللہ شور اُسکے مرنے کا ایسا بلند ہوا کہ کوہ و دشت مین زلزلہ پڑ گیا جو جو اسکی سحر کی بنائی ہوئی علامت اُس پہاڑ پر تھی سب غائب ہو گئی اور پہاڑ پر آگ لگی وہ مکان جل گیا مگر ببر کوہ کہ بانیان طلسم نے بنایا ہی باقی رہا غرضکہ لاش اسکی بھی

بگولے اُڑا کر سمت شاہ طلسم لیچلے اب حال سُنئے کہ اس بہر کوہ کے آگے ایک بیابان ہی کہ نام اُسکا بیابان آتش فشان ہی یہ شیر اُسکا نگہبان ہی جسکے پاس سیندور طلسم ہو اُسکا بانیان طلسم نے اُسکو مطیع کر دیا ہی یہ مالک سیندور کو بیابان مین لیجاتا ہی جب سرحد بیابان پر پہونچتا ہی اُسکے آگے عملداری ملکہ گیسوی کاکل کُشا نام ایک ساحرہ کی ہی اس شہر کے سرحد پر آنیکی خبر رکھتی ہی جب یہ وہان پہونچتا ہی وہ کنیز کو بھیجکر رہبری کراتی ہی ذکر اُسکا آگے بیان ہوگا اسوقت مخمور نے کہ راز سے اس راہ کے واقف تھی سیندور ٹیکا ماتھے پر اُس شیر کے دیا اور حکم کیا کہ ہمکو بیابان آتش سے نکال لیچل شیر فوراً سامنے آیا اور گویا ہوا کہ میری پیٹھ پر سوار ہوجیے اور جدھر جی چاہے چلیے مخمور مع عمر کے سوار ہوئی اور شیر نے آگے کی راہ لی آسد کوہ کے درہ مین داخل ہوا اور دو روز تک رات دن برابر چلا گیا درے مین بڑے بڑے غار تھے اژدر منھ کھولے ہر جگہ بیٹھے تھے عجب تنگ و تاریک مقام تھا ہول خیز و وحشت آگین تمام تھا خدا خدا کر کے وہ درہ تمام ہوا تیسرے دن جب درۂ خاور سے خورشید انور نے سر بدر کیا یہ سیاران منازل سپہر دشت طلسم بھی درے سے باہر ہوے لیکن اس جاے پُر آفت سے نکلکر دوسری مصیبت مین پھنسے یعنی بیابان آتش فشان مین پہونچے از زمین تا چرخ برین سواے آگ کے اور کچھ نظر نہ آیا صحرا کو کرۂ نار پایا جو غار تھا وہ کورۂ آہنگر تھا ہر جگہ انبار اخگر تھا شرر ایسے بلند تھے گویا آگ کے درخت اُگے تھے زمین سے فلک تک آگ بھری تھی آتشکدۂ نمرود و زردہشت کی کیا حقیقت جو یہان گرمی تھی چنگاریان ہوا سے گرتی تھین یا تارے ٹوٹتے تھے شیاطین کے یہان آتے جی چھوٹتے تھے سراسر جہنم وہ زمین تھی دوزخ ہاویہ سے بڑھ کر کہین تھی لپٹ اس آتش کی شعلۂ عقل و دانا جلاتی تھی ہواے گرم بارد مزاجون کا صفرا بڑھاتی تھی جسم مین خون کھولاتی تھی بھبکا آگ کا بگولے کی طرح اوٹھتا تھا ایک ایک انگار نعرۂ انا اسفل السافلین کا بھرتا تھا نظم

دست مژگان سے دیدۂ تر — پنکھے جھلتے تھے مردمک پر
مچھلی تھی چھپی کف بتان مین — بازو مین زمین مین آسمان مین
کوئی نہ علاج تشنگی تھا — آب بحر آتشی تھا
خاکی ہوے مردمان آبی — سورج کی تھی سر پہ آفتابی
نزدے سورج کی آنچ پا کے — تل بنگئے چشم نقش پا کے

کنارے پاس بیابان شرر ریز اور وادی آتش خیز کے ایک تالاب آگ سے بھرا نظر پڑا اور کنارے پر اُسکے ایک زن حسینہ وجمیلہ شعلہ رخسار شمع عذار کہ بیت تھی سر بسر ایسی پیکر نور جسکا کف پا تھا عارض حور * استادہ تھی جب وہ شیر کنارے تالاب کے آیا اُس نازنین نے ایک کاغذ نکالکر مخمور کو دیا اُس مین لکھا تھا کہ شیر کو اندر تالاب کے ڈالدے کچھ خوف وبیم نکر اپنے شیر کو تالاب کیطرف ہانکا وہ تو مطیع حکم تھا فوراً تالاب مین کود کر غوطہ مار گیا عمر نے دل مین کہا اَب بیشک خلعت ہستی جلاو فنا ربنا عذاب النار پڑھنے لگا نظر بمدد آفرنیندہ نار وخاک تھی کشتی جان تہ گرداب ہلاک تھی پیچان وغلطان وغلطان پیچان بڑی دیر تک چلے گئے وہ تالاب آتشین انکے لیے گلزار خلیل بنگیا کہ جلنے سے محفوظ رہ گئے بعد کچھ دیر کے جب آنکھ کھلی اپنے تئین ایک میدان وسیع مین پایا اور سامنے ایک دیوار سر بفلک کشیدہ کو نسر لون تک کھینچے دیکھا سد سکندر اُسکے روبرو کمپایہ نردبان فطرت سامنے اُسکے فرومایہ اُس شیر نے جھپٹ کر اوس دیوار مین ٹکر ماری کہ سر پھٹ گیا اور ہاے کرکے گویا ہوا کہ افسوس مجھ کمبخت نے یہ کیا کیا کہ دشمنون کو یہان تک پہونچا یا یہ کہا اور تڑپ کر ہلاک ہوا اِسکے مرنے سے وہ بیابان و تالاب سب برباد ہوگیا ایک جنگل ویران سا نظر آنے لگا اور بہر کوہ بھی دکھائی دیا اور شیر کے ٹکر مارنے سے اِس دیوار مین بھی ایک دروازہ پیدا ہوا اور نازنین نازکبدن دوسری اسجگہ پیدا ہوئی کہ یہ بھی ناز و انداز مین بلای بے درمان تھی رشک حسینان جہان تھی یہ بھی کنیز ملکہ گیسوی کاکل کشائی ہے اور وہ جو تالاب پر رقعہ لیکر گئی تھی وہ بھی پرستار اسی کی تھی پس چھپا او پر ذکر ہوا کہ جب شیر سرحد بیابان پر پہونچتا ہے تو یہ کنیز کو برای رہبری بھیجتی ہے پس اپنے اول ایک کنیز بھیجکر یہان بلوایا لیکن بعد لمحہ کے اُسکو خیال آیا کہ دیکھون کون اِسطرف آتا ہے اور شیر طلسم کسکو لاتا ہے اگر شاہ طلسم کا کوئی عزیز آتا ہو تو مین بہر استقبال جاؤن اور بنہایت تعظیم سے لاؤن یہ خیال کرکے ورل سامری نامے کے نکالے اور بغور دیکھے معلوم ہوا کہ مخمور نے سیندور طلسم پایا ہے اور ایسا کچھ ہنگامہ مچایا ہے سب حال جو کچھ مذکور ہو چکا دریافت کرکے اِسکو غصّہ آیا اور ایک کنیز قاش جادو نام سے اسنے حکم دیا کہ جا عمر اور مخمور کو پکڑ لا یہ وہی کنیز ہے جو دیوار سے نکلی ہے بس اسنے نکلتے ہی للکارا کہ ای نمکحرامان تمنے یہ دل پیدا کیا کہ یہانتک قدم رکھا مخمور و عمر شیر نے جب ٹکر ماری تھی تو الگ کود کر کھڑے تھے اسکے نعرہ کرنے سے اور تو کچھ نہ بن پڑا عمر نے جھپٹ کر جال الیاسی مارا اور اُسکو کھینچکر زنبیل مین ڈال لیا پھر ایک گوشہ مین جاکر اُسکا چہرہ زنبیل سے نکال کر

بیہوشی کو ملا یا اور اُسکو باہر نکالکر روبرو بٹھا کر رنگ روغن عیاری سے اپنی صورت مثل اسکی ایسی صورت کے بنائی اور مخمور سے کہا تم بزور سحر میری صورت بنو اور یہان سے چلو اسنے عمر کی ایسی سحر سے اپنی صورت بنائی اور کپڑے اُسکے پہنے عمر نے پیرہن اُس کنیز کا پہنا اور اسکو پھر زنبیل مین رکھکر اُس دیوار مین جو دروازہ پیدا ہوا تھا اُس مین قدم رکھا اور آگے بڑھے کچھ دور چلے تھے کہ سامنے ایک قلعہ بلند نظر پڑا خندق گرد پانی سے لبریز تھی پل پر تختہ پڑا تھا فیلبند دروازہ کھلا تھا فصیلہاے قلعہ پر ساحر بیٹھے تھے کوئی غیر صورت کوئی اژدر چہرہ تھے برج بارے کنگرے فصیلین ہر ایک عمدہ چار دیواری سنگ موسیٰ کی سیاہ تھی اسپر جواہر کی پچی کاری لائق واہ واہ تھی نظم

تھا بلندی مین اُسکا ہر پایہ — پایۂ آسمان کا ہمپایہ
وہ طلائی بروج جلوہ نما — ماہ کرتا تھا جنسے کسب ضیا
نور آگین تھی جو عمارت تھی — سرمۂ قوت بصارت تھی

یہ دونون در قلعہ پر آئے وہان چالیس ساحر بیٹھے تھے انھین دیکھکر مستفسر ہوے کہ اے قاش جادو کہو عمر کو لائین عمر نے جواب دیا کہ نگوڑو کیا اندھے ہو دیکھتے نہین کہ میرے سحر سے خود بخود ساتھ ساتھ عمر چلا آتا ہی وہ ساحر ہنسکر چپ ہوے اور یہ دونون اندر قلعے کے چلے یہ قلعہ جادوگر اور جادوگرنیون سے آباد تھا جا بجا مندر بنے تھے تصاویر سامری و جمشید اس مین دھری تھین ترشی ہوئی بلور کی تھین گلی کوچے پختہ پتھر کے صاف بنے تھے چلنے والے بھی حسین و خوش پوشاک تھے دکانین سجی سجائی تھین محرابین غیرت ابروان شاہدان بنائی تھین جنس ہر طرح کی اُنمین بھری جو چیز چاہیے ہوا فراط سے دھری رنج اگر وہان جائے تو راہ بھول کر بھٹکتا پھرے غم دربدر بھٹکتا پھرے امن و امان کا جھنڈا گڑا تھا فتنہ و فساد کو دیس نکالا ملا تھا نظم

شاد آباد سب رعایا تھی — محو عشرت تمام دنیا تھی
شہر دیکھا کہ آدمی تو کیا — گر پری دیکھ لے تو ہوسکتا
واقعی تھا طلسم کا وہ دیار — سحر آگین تھے کوچہ و بازار

عمر و مخمور سیر کرتے ہوے جاتے تھے کہ ایک جانب سے دو ساحر پیدا ہوے اور قریب آکر گویا ہوے کہ اے قاش چلو ملکہ بلاتی ہین اسنے کہا چلی تو آتی ہون کیا سر پہ پانون رکھ لون یہ کہکر اپنے

ساتھ جلد تر روانہ ہوا اور دار العمارۃ شاہی پر آیا اِس مکان کو نزا طلسم پایا لیکن بلکہ اُسوقت دربار مین نہتھی الگ ایک مکان مین شیر طلسم کے بلانے کو گئی تھی وہ ساحران دونونکو وہان لائے آپ دروازہ پر ٹھہرے یہ دونون اندر گئے دیکھا کہ تمام مکان پتھر کا بنا ہے ایک ایک سنگ ہمسنگ لعل و الماس لگا ہے درجے اُسکے غیرت دہ درجہ ہائے منازل فلک ہین صفائی مین پُر از چمک و نمک مین صحن خانہ صحن فلک کا جواب خلاصہ یہ کہ ہر کمرہ اُسکا لاجواب و انتخاب کہ بمقتضائے ابیات

وہ سجا تھا برنگ خلد برین   صدقے کیجے نگار خانۂ چین
ہانڈیان تھین حباب نہر چمن   کنول انجم کی طرح تھے روشن
کہتے ہین جلبنون کو ذی ادراک   ہین یہ عشاق کے دلِ صد چاک
تار ہائے شعاع نور ہین یہ   عکس مژگان چشم حور ہین یہ
شاخ گل سے تھے نازک اسکے ستون   صورتِ سرو باغ ہین موزون
کھڑکیان تھین دریچۂ جنت   درجہ درجہ حدیقۂ جنت

سامنے کے ایوان مین مسند ناز پر بصد انداز ایک مہ پارہ حور لقا بدر سیما یعنے ملکہ گیسوے کاکل کشا بیٹھی تھی از سر تا پا جواہر کا زیور پہنے تھی لطافت اُسکے عارض صبیح سے رونق و صفا سیکھتی تھی غازہ رخسار سیم تنان کو گوری رنگت اوسکی تازگی دیتی تھی کہ بموجب ابیات

نغولہ بست موئے عنبرین را   گرہ در یک دگر زد مشک چین را
ز پشت آویخت مشکین گیسوان را   ز عنبر داد پشتی ارغوان را
مکحل ساخت چشم از سرمۂ ناز   سیہ کاری بر دم کرد آغاز

عمر نے سامنے جاکر سلام کیا اسنے کہا کیون قماش کیا ہوا اُسنے کہا حضور کے اقبال سے لائی ملکہ نے کہا وہ نمکحرام مخمور کہان ہے اسنے جواب دیا کہ وہ نہین ملی ملکہ کو کچھ شبہ گذرا اور اُسکے سامنے ایک آئینہ سحر کار رکھا تھا اُسکو اُٹھا کر دیکھا حال معائنہ ہوگیا کہ عمر تیری کنیز قماش کی شکل ہے اور مخمور بصورت عمر ہے بس یہ معلوم کرتے ہی اِسنے ڈانٹا کہ یا فش او دزد مکار پہچانا مین نے تجکو یہ کہکر ایک نارنج سحر پڑھ کر مارا مخمور نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا عمر مارا جائے گا بس بہت جلد سحر پڑھ کر نارنج کو ایک پھنکی دی کہ وہ اُلٹا پلٹ گیا لیکن ہاتھ مخمور کا بھی جلگیا تھا

مخمور نے عمر کے گلے مین ایک رومال باندھ دیا کہ گیسوے کاکل کشا کا سحر تاثیر نہ کرے اور وہ اچھی
جب اسنے گولا سحر کا مارا عمر کے پاس آکر گر پڑا اور تیر سحر کا مارا وہ بھی عمر تک نہ پہونچا وہ سحر اسکے خالی
گئے بسبب رومال کے اثر پذیر نہ ہوے اُسوقت اُسنے نعرہ مارا کہ لینا اسکو کنیزین اُسکی جوق جوق ہر سمت
سے پیدا ہوئین اور مخمور و عمر کو گھیر کر لڑنے لگین عمر نے اُسوقت خیال کیا کہ یہان کی یہ عالم ہے بالفرض
کنیزون کو مخمور مغلوب کرے گی فوج ساحران آکر گھیر لیگی پس مناسب ہے کہ کوئی تدبیر کرون یہ سوچکر
بیچ مین اُن کنیزون کے در آیا چونکہ سحر تو تاثیر ہین کرتا تھا رومال کی وجہ سے اسنے حقہ ہاے نفتی واغ
کر جو مارے تمام مکان مین دھوان پھیلا اور خصوصاً جہان گیسوے کاکل کشا اور کنیزین تھین
وہان بالکل تاریکی ہو گئی عمر نے جال الیاسی اُس اندھیرے مین ملکہ گیسو پر مارا اور اسکو کھینچکر
زنبیل مین ڈال لیا اور آپ گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا وہان مخمور سے جنگ ہو رہی تھی کسی نے
خیال اسکا نہ کیا اور اسنے بہت جلد معجزہ طلب کیا یعنے جلد اول مین مذکور ہوا ہے کہ عمر کو تین دانے
انگور روح الامین نے کوہ بوقبیس پر کھلاے تھے جسکی تاثیر یہ ہوئی کہ تین خصلتین اس کو خدا نے
عنایت فرمائین ایک یہ کہ زبان ہر قوم کی جانتا ہے اور بولتا ہے اور دوسرے دم بھر مین بہتر صورتین
بدلتا ہے یعنے زنبیل پر ہاتھ رکھکر خواہش کرے کہ میری شکل مثل اس شخص کی صورت کے ہو جائے
بس ویسے ہی صورت ہو جائیگی اور تیسری صفت یہ کہ الحان داؤدی رکھتا ہے فی الجملہ اُسوقت معجزے
سے یہی خواہش کی کہ میری شکل ملکہ گیسو کی ایسی ہو جائے بس ویسی ہی صورت ہو گئی اُسنے اُس
مکان کے گوشے مین جاکر ملکہ گیسو کو نکالکر بہت جلد پیرہن اُسکا اور زیور اُتارا پھر اُسکو زنبیل
مین ڈالکر وہی لباس اور وہی زیور پہنا اور گلیم اتار کر چھپا آکر دیکھا تو کنیزین کسی طرف سے نارنج
کسی طرف سے ترنج مار رہی ہین اور مخمور سب کے سحر رد کر رہی ہے وار کرنا اُسکو نصیب نہین
ہوتا ہے نارنج پھٹتے ہین شعلہاے آتش نکلتے ہین مار و عقرب منھ پھیلا کر دوڑتے ہین عنقریب
ہے کہ مخمور قید ہو جائے یہ دیکھکر بیچ مین آکر اُسنے نعرہ مارا کہ اے کنیزان خبردار تم اِس پر
ہاتھ نڈالو مین سمجھ لونگی کنیزین اسکے منع کرنے سے علیحدہ اور عمر نے پاس جاکر خال آنکھ کا
مخمور کو دکھایا وہ سمجھ گئی کہ خواجہ عیاری کی بس فوراً ہاتھ باندھکر قدم پر گری اور عرض پیرا
ہوئی کہ مجھے عمر نے بہکایا تھا اب معلوم ہوا کہ زبردست ہین مجھسے کچھ نہو سکیگا بس میری

خطا معاف فرماکر شاہ جادوان سے ملوا دیجیے گیسوے نقلی نے سر اُٹھاکر سینے سے لگایا اور فرمایا کہ دیکھو عمر ایسا مطلب آشنا ہے کہ ہمکو اس بلوے مین اور مجمع دشمن مین چھوڑ کر چھپ گیا سُنا ہے کہ وہ غائب ہو جایا کرتا ہے مخمور نے کہا ہان اُسکے پاس گلیم ہے وہ اوڑھ لیتا ہے اور پوشیدہ ہو جاتا ہے لیکن آپ کے ملک سے کہان جائیگا ملکہ نے کنیزون سے کہا دروازہ شہر کا جاکر حکم دو کہ بند کرین اور جابجا ہوشیاری رکھین عمر بھاگ گیا ہے جہان پائین اُسکو گرفتار کرین کنیزین حسب الحکم گئین اور وزیرون سے ابلاغ حکم ملکہ کیا شہر مین ساحر متلاشی پھرنے لگے در شہر بند ہوگیا بے سند راہداری آنا جانا شہر سے بند کیا گیا اس مکان مین بھی پہرا چوکی مقرر ہو گیا مخمور اور گیسوے نقلی دونون مسند پر بیٹھے کشتیان شراب کی منگوائین بادہ احمر سے کام جان روشن کیا پھر مخمور کو لیکر دار العمارہ مین آکر خزانہ دار کو طلب کیا اور کہا اِن کو خزانہ دکھاؤ ن کی غرض کنجیان لیکر کوٹھے کھلوائے پھر سب کو ہٹاکر مال و اسباب جاکر زنبیل مین رکھا اور مکان مقفل کراکر تخت شاہی پر آکر جلوہ فرما ہوا اور جس طرح قلعہ نورانیہ مین ڈھنڈھورا پٹوایا تھا کہ مہاجنان شہر مال سرکار مین جمع کر دین کیونکہ عمر کے لوٹنے کا خوف ہے اسی طرح یہان بھی منادی کردی جب مال اور روپیہ جمع ہوا آپ زنبیل مین رکھا اور ایک دن بعد اس انتظامات کے وہان رکر وزراے سلطنت سے کہا مین ہمراہ مخمور واسطے تلاش کرنے عمر کے جاتی ہون تم ملک سے خبردار رہنا یہ کہکر وہان سے عمر روانہ ہوا مخمور نے سحر سے تخت تیار کیا دونون سوار ہوے اور قلعے سے نکلکر آگے بڑھے یہان تمام رعایا اور روساے شہر جانتے ہین کہ ملکہ عمر کو گرفتار کرنے گئی ہین اسوجہ سے سب مطمئن ہین اور یہ دونون جو یہان سے روانہ ہوے بعد قطع منازل و مراحل قریب ایک کوہ پُر شکوہ کے پہونچے دیکھا پہاڑ مثل کوہ البرز نہایت بلند ہے دامن کوہ مین سبزہ زار دلپسند ہے پہاڑ سے چشمے جاری ہین جھرنا جھڑتا ہے گیاہ سبز قام مینا رنگ روئیدہ ہے جوش فصل بہار ہے رشک قبۂ خضراے فلک وہ کوہسار ہے گلہاے خود رو مثل انجم چرخ درخشان ہین غنچے غیرت سبند سپہر ثریا آسمان صفحہ کہکشان ہین طاؤس و کبک و تدرو و دوانگ کوہ اور دامن کوہ مین جہان جہان خرامان ہین فنار قیامت خیز شاہدان روزگان پرخندان ہین کہ

نظم

زمین پرنیان سواد مشکبوے ... گلاب است گوئی مگر آب جوے

غنم آوردہ از بار شاخ سمن | صنم شد گل و گشت بلبل سمن
خرامان بگرد گلان بر ندرو | خروشیدن بلبل از شاخ سرو

اور ایک طرف کو دامن کوہ مین مجمع خلائق دیکھا کہ زن و مرد کا ہجوم بار ایوان کی دھوم ہی دوکانین لگی ہین جنسہای گرانمایہ ہر طرح کی رکھین ہین تاجران ذی رتبہ موجود ہین تحفہای ہر دیار انکے پاس تا معدود ہین جادوگرنیان ساریان باریک باندھی زیور مرصع پہنے ہاتھون مین تھالیان سونے چاندی کی لیے چوکین روشن کیے پہاڑ پر چڑھتی ہین اور بہت سی پہاڑ کے نیچے اُترتی ہین ہر ایک حسن مین انتخاب تابان و ہر ہے جو ہے وہ خورشید چہر ہے آفتاب تابان اِن کو دیکھکر دامن کوہ مین مُنھ چھپائے نقاب سحاب شرم سے اپنے مُنھ سے نہ اُٹھائے کہ بمقتضائے **ابیات**

پری چہرہ بینی ہمہ دشت کوہ | بہ شادی بہر سو نشستہ گروہ
ہمہ رُخ پُر از گل ہمہ چشم خواب | ہمہ لب پُر از مے ببوئے گلاب
ہمہ دشت مینے بیا راستہ | چو بت خانۂ چین پُر از خواستہ

عمرو محمور تخت سے اُتر کر سیر کرتے ہوے پہاڑ پر چڑھے دیکھا کہ یہان ایک گنبد سونے کا بنا ہے کلس اُسپر یاقوت کا چڑھا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب نکلا ہوا ہے بروج فلک کب اوسکے ہمپایہ ہو سکتے ہین مشعل ماہ کو اسکے فروغ کے سامنے لوگ اندھا جلانا کہتے ہین گنبد آسمان روبرو اُسکے نیلا سائبان معمار عقل اُسکی گلائی دیکھکر چکر مین اور حیران کہ بموجب **نظم**

وہ صنم خانہ آج اے ذی جاہ | اِک خدائی کا تھا پرستش گاہ
لقب اُسکا ہے مشرق خورشید | ساحران کا ہے کعبۂ امید

گرد اُس گنبد کے تخت دُکانداروں کے لگے تھے اُنپر دُکاندار بیٹھے تباشے اور کلاوہ اور ہار اور پھول اور دھوپ دیپ چندن وغیرہ چڑھانے کا سامان بیچتے تھے دروازے پر گنبد کی بڑی بڑی گھنٹے ٹنگے تھے اور مہنت وضع ساحر پجاری بیٹھے تھے جنکے تمام جسم مین چندن لگا تھا مالا گلے سے ناف تک لٹکا ہوا تھا دھوتیان تہمری باندھے تھے آسنی بچھی تھی اُسپر پالتھی مارے بیٹھے تھے جو کوئی جاتا تھا پہلے اُن کے قدم لیتا تھا پوجے کا سامان پیش کرتا تھا وہ کنڈی کھول کر پوجا کراتے تھے اور بہت ساحر سامنے اُس گنبد کے درختون کے نیچے آسنی پر آنکھین بند کیے جمشید کے دھیان مین

گیان لگائے بیٹھے مالا جپتے ہین کچھ لوگ ایک پانوٗن سے کھڑے ہاتھ باندھے نگاہ گنبد سے بحسرت
لڑائے دانت نکالے دعا مانگ رہے ہین اور ہر طرف خلائق کا اژدہام ہے مُردنگ بجتا ہے بھجن ہو رہے
ہین برہمن ڈول بجاتے پھرتے ہین خوانچے والے آواز لگاتے پھرتے ہین غول کے غول عورتون کے
گاتے ہوئے آتے ہین بعضے اُمین کے پئے کرما کرتے ہوے جاتے ہین نوتجا نہ رکھے ہین نوبت بجتی ہے
دھونسے پٹتے ہین شور و غل ایسا ہے کہ کان پڑی آواز نہین سُنائی دیتی ہے عمر نے مخمور سے پوچھا
کہ یہ کون مقام ہے جہان یہ کچھ دھوم دھام اور اہتمام ہے مخمور نے جواب دیا کہ یہ گنبد سامری ہے
اور مالک اس گنبد کا ہوائے جادو نام ایک ساحر ہے بڑا ظلم و الکفر ہے عمر نے کہا چلو اندر اس ٹھ
کے چلین اور وہان سے بن پڑے تو کچھ تدبیر کرین اُسنے کہا آپ کی مرضی از بسکہ عمر بشکل ملکہ گیسو تھا
سامنے گنبد کے گیا وہان کے آیت پہچان کر اُٹھے اور دعا دینے لگے عمر نے کہا کنڈی کھولو کہ پوجا کرین
انھون نے دروازہ کھولا اِسنے اندر قدم رکھا جیسے ہی اندر گیا ایک آندھی گنبد سے پیدا ہوئی اور ایسی
ہوا گرم تھی کہ عمر بیہوش ہو گیا اور باہر گنبد کے کسی نے ڈھکیل دیا اور صدا آئی کہ آج تک یہان کسی مسلمان
کا قدم نہ آیا تھا آج یہ مندر بھی نجس ہو گیا خبردار لینا جانے نہ پائے یہ صدا سنکر ساحر بچڑنے دوڑے
مخمور نے دیکھا کہ عمر مارڈالا جائیگا بس پنجہ بنکر جو گری اُٹھا کر اُڑی لینا لینا کا غل ہوا مگر
سناٹا مار کر کئی کوس نکل گئی اور صحرا مین پہونچکر ایک غار تنگ اور جائے پوشیدہ دیکھکر چھپ رہی
ہوائے جادو مالک گنبد اور چند ساحر ہر سمت ڈھونڈھتے پھرے جب کہین پتا نہ ملا ہوائے
جادو نے سحر کا حصار گرد صحرا کر دیا کہ نکل نہ جائین اور آپ سمت شاہ طلسم چلا پہلے قلعہ ملکہ گیسو
مین پہونچا اور وزیرون سے بیان کیا کہ ملکہ تمھاری پکڑ گئین ان کی صورت بنا ہوا عمر
گنبد مین گیا تھا یہ خبر سنتے ہی اہل شہر اپنا اپنا مال و زر غارت ہوا سمجھ کر سر پیٹنے لگے اور یہان سے
بھی عرضی سب نے لکھکر خدمت شاہ جادوان مین بھیجی ہوائے جادو وہان سے جو چلا یا بان
آتش و پیر کوہ بھی برباد دیکھا پھر قلعہ اور دریای مروارید کو تباہ اور خشک پاکر دیا الغرض کوہ سیاہ
سے گذر کر مکانات طلسمی اور قلعہ نورانیہ کو طے کر کے پہلے لشکر حیرت مین پہونچا ملکہ کو سلام
کر کے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا مجھے انگوٹھی دیجیے کہ دریائے خون روان پر کوئی بڑوکے ہین
پاس شہنشاہ کے جاؤن حیرت نے ایک انگوٹھی برائے نشان اُسکو دی اور مقامات مذکورہ کے تباہ

برباد ہونے پر تاسف کیا اور ہوا سے جادو وہان سے انگوٹھی لیکر دریاے خون وان تک آیا انگشتری ہاتھ پر رکھکر پکارا کہ شہنشاہ مجھے اپنی خدمت مین بلوایے بس پکارتے ہی اُسکو اُٹھا لیگیا اُس وقت شاہ جادوان کے روبرو لاشین بلاے جادو دبیر جادو وغیرہ کے آئی ہوئی تھین اور بیران کے حال اُن کی مرگ کا کہ رہے تھے کہ یہ پہونچا اور شہنشاہ کو مجرا کیا شاہ اس سے مستفسر حال ہوا کہ کہو کیا ماجرا گذرا اُسنے عرض کیا میری حد مین عمر و مخمور پہونچے گنبد سامری مین جاتے وقت خداوند سامری نے فرمایا کہ لینا اُن کو مین پیچھے دوڑا مگر وہ بھاگ کر کہین چھپ رہے ہین صحرا کو محصور بحصار سحر کر آیا ہون کہ نکلکر چلے نجامین اطلاع کرنے حاضر ہوا تھا آپ کتاب سامری دیکھکر تبلا دیجیے کہ وہ کہان ہین شاہ طلسم نے سب حال سُنکر لاشون کو ساحرون کی جلانے کا حکم دیا اور کتاب سامری منگا کر دیکھی اُسوقت عرضی قلعہ گیسو کی بھی آئی شہنشاہ کو پڑھکر سخت پریشانی ہوئی پھر کتاب سے حال دریافت ہوا کہ ملکہ گیسو بھی اسیر ہو گئی ہے اور عمر و مخمور ایک غار مین پوشیدہ ہین اور عمر بیہوش ہے مخمور اُسکو ہوشیار کرنا چاہتی ہے یہ کیفیت دریافت کر کے کتاب بند کی اور سحر پڑھ کر دستک دی ایک ساحر زمین سے پیدا ہو کر سامنے آیا اُسکو حکم دیا کہ لے قاہر قہر چشم جادو تم ہوا سے جادو کے ہمراہ جاؤ اور یہ انگوٹھی میری لیتے جاؤ جدھر اس انگوٹھی کا رُخ پھرا ہوگا اُسی طرف عمر و مخمور ہون گے اُن کو گرفتار کر کے لاؤ یہ کہکر نجومون کو حکم دیا کہ اِن کو دریا پار پہونچا آؤ اور خلعت دیکر رخصت کیا نجومی دونون کو دریاے خون روان کے پار پہونچا آئے یہ وہان سے پھر لشکر حیرت مین آئے اور ملکہ سے تمام کیفیت بیان کی یہان بصورت مبدل عیاران لشکر مہرخ موجود تھے اُنھون نے بھی سب ماجرا سُنا اور جا کر مہرخ سے بیان کیا کہ اب عنایت خدا سے خواجہ اتنے مرحلے طے کر کے بہ برکوہ سے گذر کے گنبد سامری پہونچے لیکن اُسجگہ بیہوش ہو گئے ہین اب دو ساحر اُن کی گرفتاری کو جاتے ہین یہ خبر سُنکر سب مصروف دعا ہوے کہ خدایا خواجہ کو شر سے اِن ساحرون کے محفوظ رکھنا سب تو دعا کرنے لگے لیکن برق فرنگی اُٹھکر چلا کہ مین دونون کو راستہ مین مار ڈالون اور اُستاد کو بچاؤن غرض کہ لشکر سے نکل کر صورت ساحر کی ایسی بنکر پہلے دریاے خون روان کی طرف گیا پھر اُدھر سے دوڑتا ہوا اُن ساحرون کی جانب چلا وہ ساحر حیرت سے رخصت ہو کر صحرا تک پہونچے تھے کہ

یہ دوڑتا ہوا پہونچا اور پکارا کہ ذرا ٹھہرنا وہ دونون رُک گئے اسنے قریب آکر کہا کہ شاہ طلسم تم سے بہت خفا ہین فرمایا ہی کہ تم لشکر حیرت مین کسکے حکم سے گئے تھے اور جانے مین عرصہ کیون لگایا گر اتنے بیچ ٹھہرتے ہوے جاؤگے تو حریف کا گرفتار ہونا مشکل ہے یہ گفتگوے عتابانہ سُنکر وہ ساحر گھبرائے اور عذر پذیر ہوے کہ بیشک ہمسے خطا ہوئی اب ہم کہین نہ ٹھہرین گے اور بہت جلد جائین گے برق نے کہا اچھا ایک چیز اور بھی شہنشاہ نے دی ہے الگ چلکے دے لو وہ اسکے ہمراہ درہ کوہ مین آئے اسنے ایک پھل نکالکر دیا کہ یہ کھالو شہنشاہ نے فرمایا ہے کہ اسکے کھاتے ہی دم بھر مین پہونچ جاؤگے انھون نے وہ پھل لیکر کھایا اُسیوقت بیہوش ہو گئے برق نے دونون کے سر کاٹ ڈالے غل وشور برپا ہوا تاریکی ہوگئی صدا آئی کہ مارا قاہر قہر چشم و ہواے جادو کو انکے مرتے ہی شل برق کے پیچھے چمک کر گرے برق بھاگنے نپایا تھا کہ نیچے لاشے دونون کے اور برق کو اُٹھا لیگئے پنجے تو شاہ جادوان پاس اُن کو لیگئے اور وہان عمر کو ہوش آگیا مخمور نے پہلے غار سے نکلکر دیکھا تھا کہ چار طرف اندھیرا تھا راستہ بند تھا اب عمر کو جو ہوش آیا غار سے نکلکر دیکھا راستہ صاف پایا تخت سحر پر بیٹھکر شاد و خرم بسمت منزل مقصد روانہ ہوئے لیکن پنجے مع لاشہ ساحران برق کو باغ سیب مین سامنے شاہ طلسم کے لائے برق کی توجہ ہوا سے آنکھین بند تھین یہان پہونچکر جو آنکھ کھلی ایسا باغ پربہار اور طلسمی دیکھا کہ کبھی اپنی عمر مین نہ دیکھا تھا گلہاے رنگا رنگ کی بہار اور شجر پر از گل و اثمار نیرنگی اس باغ طلسم کی دیکھکر فلک نیرنگی پرواز اپنی شعبدہ بازی بھولے گلزمین کے کیفیت ایسی بہار نرگسی چشمان دہر کو دکھلائے کہ فرط خوشی سے ہاتھ پانون ہر ایک کا پھولے تعریف اس باغ کی جلد اول مین کئی مقام پر تحریر ہے اس وجہ سے اسجگہ اعادہ نہین کیا گیا کہ طول سمجھکر ترک بہتر سمجھا الغرض اُسی باغ کی بارہ دری مین تخت طلسمی پر بصد کر و فر شاہ جادوان جلوہ گر تھا دربار مین ساحران نامی کہ ایک ایک امین سامری عصر تھا دنگل بہ دنگل اور کرسی بکرسی بیٹھے تھے برق نے اُٹھکر بادب تمام شاہ کو سلام کیا اور دوڑکر قدم پر گرا بادشاہ نے دونون ساحرون کی لاشین اٹھوا دین اور اسکو عتابانہ خطاب کیا کہ اے ناعیار بڑا غضب کیا تونے کہ پرستار اور سیوک گوگیند خداوند سامری کے مارا اب بہت عذاب سے تجھکو مارونگا برق نے نہایت عجز سے گڑگڑاکر اول زبان اپنی صفت وثنا مین بادشاہ طلسم کے کھولی کہ اے بادشاہ بادشاہان ساحران جہان تیسرا مرتبہ

نظم

فروغ افزاے آفتاب ہماے طلسمات ہے بگوش گزیدالی شاہان دہر کی تیری بات ہے کہ

شمع سے حفظ شہ جو ہو فانوس
دامن باد تند ہو فانوس
نہ فلک ایک گوشہ ایوان
ہفت انجم ایک خوشہ بستان
جائے شعلہ ہو جو آب روان
ایک سیلانہ اُس کا ہو رویان
حفظ گستر اگر ہو عدل و امان
بیچ مہتاب مین ہو فرش کتان
شحنۂ عدل گر نگہبان ہو
کب رعیت کو خوف نقصان ہو
حلم تو یہ کبھی جو غیظ آ جائے
جسم ہفت غام چرخ تھرا جائے
رعب سے تیرے ایسا ڈر جائے
کہ تپ لرزہ مہر اُتر جائے

مین بھی تیری عنایت بے غایت سے آج مالامال ہو جاؤن گا سب رنج و ملال بھول جاؤن گا میری خطا کچھ نہین ہے مجھے عمر نے دھوکا دیا ہے وعدہ کیا ہے کہ تو طلسم مین چلکر ساحرون سے مقابلہ کر مین تجھکو ہزارہا روپیہ دونگا اے بادشاہ یہان مجھکو لا کر تین روپیہ کی تنخواہ دیتا ہے اور سخت سخت کام لیتا ہے اسی لیے مین ساحرون کو قتل کرتا تھا کہ کبھی تو گرفتار ہو کر شاہ طلسم کے پاس پہونچون گا پھر وہان عرض حال کرونگا بادشا کو اس حال مین اختیار ہے چاہے مجھکو سرفراز کرے اور چاہے ہلاک کرڈالے فی الجملہ آج بخت رسا نے رسائی کی کہ قدمبوسی شاہ شاہان حاصل ہوئی اب سرکار کو اختیار ہے کہ جو چاہیے وہ میری نسبت کیجیے مین جانبازی کو حاضر ہون اِن باتون سے بادشاہ کا غصہ کم ہوا اور بر سر رحم ہو کر کہا کہ تو میری ملازمت کریگا اور دغا تو تجھسے نہوگی اِسنے عرض کی کہ مین اپنی جان سے تنگ ہون چار لڑکیان میری بیاہنے کو ہین عمر سے ایک کوڑی نہین ملتی بلکہ جو کچھ کماتا ہون وہ بھی وہ چھین لیتا ہے اور مار ڈالنے پر دھمکاتا ہے واسطہ سامری کا کہ مجھکو یا تو اُس موذی کے پھندے سے چھڑائیے یا قتل کر ڈالیے افراسیاب اِسکے عجز و الحاح کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ بیشک یہ عمر سے بیزار ہے اور واقعی عمر لالچی اور بخیل بہت ہے اِسکو کچھ نہ دیتا ہوگا یہ سمجھکر حکم دیا کہ اچھا ہمنے تیری خطا کو معاف کیا اور اپنا ملازم فرمایا آج سے عیاری اُس ناعیار سے کرنا اور گرفتار کر کے حضور مین لانا برق نے عرض کی کہ آپ ملاحظہ کر لیجیے گا کہ کیا کچھ مین نے عیاری کی اگر عمر کا سر کاٹ لاؤن تو اپنا نام نہ رکھون لیکن اے بادشاہ مجھکو

دو ہزار روپے ضرور دیجیے گا کہ مین لڑکیون کو بیاہ دون شاہ اسلئے اس کلام پر ہنسا اور کہا ای برق تو نے کبھی دو ہزار روپے بھی نہین پائے جو اسطرح عاجزی سے مانگتا ہو برق نے کہا حضور مین نے تنگدستی کیا بیان کرین بمقتضاے ع مرگ صاحب خانہ ہر فاقہ جو مہمان ہوگیا + بادشاہ نے کہا اسقدر تجھکو سرکار سے عنایت ہوگا کہ تو سلطنت کریگا برق نے دانت نکال دیے اور خندہ دندان نما کرکے پوچھا استعجاباً شروع کیا کہ ہان حضور ایسا مین مالدار ہو جاؤن گا کہ ایک نوکر کام کرنے کو رکھ لون کیونکہ بادشاہ ایسا مجھکو ممکن ہوگا کہ آٹھوین دسوین روز پلاؤ پکوا کر کھاؤن ہائے میرے نصیب ایسے کہان جو ایک رات فکر معاش سے خالی دل ہوکر بستر نرم پر سوؤن کیون جناب کبھی ایسا ہوگا کہ ایک کنیز خوبصورت خرید کرکے اُس سے گرم صحبت ہون یہ کہا اور پھر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور آنکھون مین آنسو بھر لایا بادشاہ نے اسکی دلجوئی کی اور بہت کچھ دینے کا وعدہ فرمایا اور ایک خلعت قیمتی کئی ہزار روپیہ کا منگا کر عنایت کیا اس عرصہ مین دن بھی کم رہگیا بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب ساحر اُٹھکر اپنے اپنے گھر گئے اور شاہ طلسم برق کا ہاتھ پکڑ کے چمنستان مین گلگشت کرنے لگا اور نیرنگیان باغ سحر کی دکھاتا جاتا تھا برق دیکھتا تھا کہ کوئی پھول ہنستا ہے اور اُسمین سے پریون کے چہرے پیدا ہوکر قہقہے لگاتے ہین اور کسی گل سے کلیان نکلتی ہین اور جب مسکراتی ہین تو بجلیان چمک کر فلک پر جاتی ہین کہین اژدہا منھ کھولے بیٹھا ہے اور اُسکے دہن سے شعلہ نکلکر ناچتا ہے پھر سرد آتشباز بنکر سرخ پھول پیدا کرتا ہے غرض یہ عجائبات کہانتک بیان ہون ایسا ہی کچھ بہت تماشا دیکھا پھر شاہ جادوان لب نہر آکر بیٹھا اور سحر پڑھا ایک پتلا نہر سے نکلا اُسکو حکم دیا کہ جا کر صرصر عیارہ کو اُٹھا لا پتلا گیا صرصر اپنے خیمے مین لشکر حیرت کی جا پر بیٹھی تھی کہ پتلا آکر اُٹھا لیگیا اور باغ مین لایا جب اُسکی آنکھ کھلی بادشاہ کو سلام کیا مگر برق کو دیکھکر حیران ہوئی کہ یہ اس جگہ کیون کر آیا اگر قید ہوکر آتا تو اس اعزاز سے ہوتا یہ تو خلعت پہنے قریب بادشاہ بیٹھا ہے بس یہ سوچ کر بادشاہ سے عرض رسا ہوئی کہ حضور نے کیا سحر سے برق اپنے یہان بھی بنایا شاہ طلسم ہنسا اور بولا کہ بنایا نہین اصلی ہے اپنی میری اطاعت کی ہے صرصر نے کہا یہ مواد نما کریگا آپ اسکے فریب مین نہ آئیے افراسیاب نے کہا تو دیوانی ہے یہ ایک بدل سر اکلیج ہوا ہے صرصر یہ سُنکر الگ

برق کو لگئی اور پوچھا کیون برق سچ ہے کہ تو عمر کو چھوڑ کر شاہ طلسم سے مل گیا برق نے کہا اُستانی آج ہی تو فقرہ بن پڑا ہے بغیر قتل کیے اس حرامزادے افراسیاب کے باز نہ آؤنگا مار کر اسکو اپنے لشکر مین جاؤنگا صرصر یہ باتین سُنکر سر پٹنے لگی اور پکاری کہ لے بادشاہ یہ نگوڑا ایسا کچھ کہتا ہے برق نے عرض کیا اے شہنشاہ یہ میری ہم پیشہ و ہم فن ہے یہی چاہتی ہے کہ کوئی اس سرکار مین ملازم نہو کسلیے کہ میرا فروغ مٹ جائے گا پس یہ باتین اسکی براہ عداوت ہین بادشاہ نے کہا مین خوب جانتا ہون کہ یہ تیری دشمن ہے اور صرصر سے کہا بھلا تجھسے یہ میرے ساتھ بُرائی کرنے کا اقرار کیون کرتا کسلیے کہ کوئی نادان بھی ایسا نہ کرے گا کہ جسکے ساتھ بُرائی کرنا ہو اسکے ملازم اور ہوا خواہ سے اپنا راز ظاہر کر دے لہذا تو جھوٹی ہے اور رشک کرتی ہے صرصر سمجھی کہ بادشاہ بخوبی اسکے فریب مین آچکا ہے جو بات تو کہے گی یہ نہ مانے گا اور تیرے سامنے برق اسکو ضرر پہونچائیگا فی الجملہ یہان نہ ٹھہر اور چل کر ملکہ حیرت سے کہکر شاہ کی جان بچا یہ سوچ کر عرض پیرا ہوئی کہ لے بادشاہ یہ حرمزدگی ضرور کریگا اور مین دخل دون گی آپ کو بُرا معلوم ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ مجھکو دریا پار بھجوا دیجیے شاہ نے پنجہ سحر کو حکم دیا کہ اسکو لیجا نچہ دریا پار پہونچا آیا یہ سیدھی خیمہ حیرت کی طرف چلی اور یہان افراسیاب نے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ چپلے کشتی شراب کی سامنے لائے برق کو بادشاہ نے حکم دیا کہ تو ہمارا مقرب درگاہ ہے شراب پلا تپلا تو غائب ہوگیا اور برق جام بھر بھر کر شاہ کو دینے لگا مگر سادی شراب دیتا تھا اور سیر باغ کرتا جاتا تھا اسوقت اسنے کہا اے بادشاہ اس باغ کے پھل دیکھنے کے ہین کھانے کے نہین ہین شاہ نے کہا تم کھاؤ گے اُسنے کہا ہان مگر حضور جی یہ چاہتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے توڑون اور آپ کو بھی کھلاؤن خود بھی کھاؤن بادشاہ نے فرمایا جا سامنے درخت سیب لگا ہے توڑ لا یہ گیا ہر چند کہ اُس سیب سے شعلہ نکلتے تھے اور جانور خوش رنگ بنکر اُڑتے تھے لیکن اُسنے کہا کہ حکم شاہ جاودان ہے مین پھل توڑون گا اور یہ کہکر کئی پھل توڑ لیے وہ مثل اصل سیب کے تھے مگر اُس نے اتنی چالاکی کی کہ اپنے پاس سیب جو عیاری کیے لیے آغشتہ بداروے بیہوشی ہین وہ ہاتھ مین لیکر سامنے شاہ جاودان کے آیا اور اس باغ کے سیب اپنے پاس رکھ لیے فی الجملہ مصنوعی سیب تراش کر بادشاہ کو کھلایا اب شراب پلاتا ہے اور عوض گزک کے

سیب کھلاتا بعد کچھ دیر کے شاہ طلسم کو خوب نشہ ہوا اور بیہوشی نے تاثیر کی بولا کہ اے برق ہم ناچتے
ہین تم گاؤ اُسنے کہا حضور پہلے آپ لگا لگائیے جوگت ناچیے گا وہی گت بجاؤن گا بادشاہ یہ سنکر ناچنے اٹھا
ہوا کا طمانچہ منھ پر لگا بیہوش ہوگیا برق نے خنجر کھینچکر مارا مگر بادشاہ طلسم ہے نیچے پیدا ہوئے اور خنجر مین
لپٹ گئے اُسنے خنجر پھینک دیا کلہ فلاخن مین پتھر مارا وہ بھی نیچون نے پکڑ گیا اب یہ حیران ہوا
اور جلد جلد گرد شاہ طلسم اُسنے نالی سی کھودی اور نقب ایسی بنائی کسوت عیاری سے
بارود لیکر بچھائی اور اپنی پگڑی لیکر بٹی پھر بارود مین بھر کر فتیلہ سا بناکر سینہ شاہ طلسم
پر ایک سرا پھینک کر پہونچایا اور دوسرے سرے مین چاہا کہ آگ لگا کر اُڑا دے لیکن
صرصر جو خیمہ حیرت مین جاکر پہونچی رو کر گویا ہوئی کہ اے ملکہ جلد چلیے یہ کچھ سانحہ ہے بادشاہ ہلاک
ہلاک ہوا چاہتے ہین حیرت طاؤس پر بیٹھکر بزور سحر بہت جلد چلی اور اُسوقت آکر پہونچی
کہ برق فلیتہ مین آگ لگایا چاہتا تھا اُسنے فوراً ایسا سحر پڑھا کہ برق بے حس و بے حرکت
ہوگیا اُسنے آکر شاہ طلسم کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور سب حال کہا اور بادشاہ نے نقب
وغیرہ بھی دیکھی یقین ہوا کہ بیشک یہ دشمن سخت ہے صرصر سچ کہتی تھی پس حکم دیا کہ اے ملکہ تم اسکو
لشکر مین لیکر جاؤ مین کل آکر اسکے ہوا خواہون کے سامنے اسکو دار کھینچون گا حیرت تخت سحر پر
بیہوش کر کے برق کو ڈال کر اپنے لشکر مین آئی اور اُسکو قید شدید مین مبتلا کر دیا اور افراسیاب
باغ سیب سے اُٹھکر سمت دربند فیروزہ کوچ کیا جب قریب دربند پہونچا حاکم وہان کا فیروز زفہر
نگاہ جادو بہر استقبال آیا شاہ کو قلعہ مین لیجا کر تخت پر بٹھایا یہان کے ساحران نامی حاضر تھے
سب نے نذر دی دربار مین بیٹھے شاہ جادوان نے ایک ساحر ظالم جادو نام کو وہان کے
حکم دیا کہ تم لشکر حیرت مین جاؤ برق عیار شاہان قید ہے اُسکو اپنی حفاظت مین رکھو کل مین آکر
اُسکو قتل کرونگا تمھین اسلیے بھیجتا ہون کہ عیار وہان بہت ستاتے ہین ملکہ سے حفاظت ہو نہ سکیگی
یہ سوتی میرے بال کا تم لو اور اپنے منھ مین رکھکر پھر مجھے دیدو جب تم وہان مارے جاؤ گے یہ سوتی
چیخ جائیگا مجھکو خبر معلوم ہوگی کہ تم بھی کام آئے ظالم نے وہ سوتی لیکر اپنے منھ مین رکھکر بادشاہ
کو پھیر دیا اُسے پاس اپنے رکھا اور ظالم تخت پر سحر پر سوار ہوکر مع چند ملازمین کے بچشم و خدم
روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ لشکر حیرت مین پہونچا اُسنے خبر اُسکے آنیکی سنکر پیشوائی کو

چند سردار بھیجکر سامنے بلوایا اُنہے آکر ملکہ کو سلام کیا نذر دی اور عرض کیا کہ شہنشاہ نے مجھکو بہر حفاظت برق عیار بھیجا ہے حیرت نے اُسکے خیمہ استادہ کرادیا اور برق کو طلب کر کے اپنا سحر اُس پر سے دفع کر کے حوالے کیا ظالم لیے ہوے اپنے خیمے مین آیا آپ مسند پر بیٹھکر میخواری کرنے لگا اور برق کو ستون خیمے سے باندھ دیا مگر طائران سحر اور جواسیس لشکر مہرخ یہان موجود تھے خبر لیکر بارگاہ مین سامنے مہرخ کے آئے اور بعد ادب زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکر عرض پیرا ہوئے کہ نظم

گر ترا شہرۂ عدالت ہو — شعلۂ وخس سے گرم صحبت ہو
آشیان سمجھے کبک پنجۂ باز — گرگ ہو گوسفند کا دمساز
آتش قہر جب تری بھڑکے — دل کافور سے اُٹھین شعلے

مہتر مہتران و بہتر بہتران شاگرد رشید شہنشاہ عیاران نہنگ بحر عیاری مہتر برق فرنگی قید ہو کر آئے اور اُنکی حفاظت کو ظالم جادو نام ایک ساحر نافرجام آیا ہے تنہا خیمہ مین اُنھین لیکر بیٹھا ہے یہ کہکر جاسوس چلے گئے اور مہرخ نے چاہا کہ نفیر سحر کو دم دے اور لشکر تیار کراکے فوج مخالف پر جا پڑے برق کو چھڑا لائے لیکن جیسے عمر یہان سے گیا قرآن حاضر دربار بہت رہتا ہے اُسنے مہرخ کو جانے سے منع کیا اور کہا جب ہم پکڑ جائین اُسوقت تم جاکر لڑنا اور ابھی تو ہم جاتے ہین انشاء اللہ برق کو لاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوا اس اثنا مین وہ دن بھی تمام ہوا اور شبگر دلیل مشعل ماہ روشن کر کے حفاظت لشکر انجم کے لیے خیمہ دہر مین قیام پذیر ہوا کہ **ابیات**

چو خورشید تابان زگنبد بگشت — بجون غرقہ شد کوہ و دریا و دشت
چو آمد شب و روز شد در نہان — سیاہی گرفتش سراسر جہان

قرآن ساحر کی صورت بنکر لشکر حریف مین پھرنے لگا دیکھا کہ خیمہ ظالم کے دروازے پر بڑا انتظام اور اہتمام ہے خدمتگار تک نہین اندر جانے پاتا ہے پہرا چوکی کئی کئی جگہ ہے قرآن نے ہر چند تدبیر کی مگر ممکن نہوا کہ اندر جائے ناچار پھیر کر چلا مگر سوچا کہ اگر صبح ہوگئی اور افراسیاب آگیا تو برق قتل ہو جائیگا یہ سوچ کر خیمہ کی جگہ سے دور نکل گیا اور تنہائی مین بیٹھکر اپنی صورت ایک ساحر مہیب شکل کی ایسی بنائی یعنی آنکھین چہرے مین مثل دیدہ گاؤ تھین اور شعلہ کی طرح سے چمکتی تھین لب دونون مثل لب ہاے شتر تھے دانت بڑے بڑے منھ سے باہر تھے سر بہت بڑا بصورت مینار

تھان کان ہر ایک مثل گوش فیل کُھسار تھا دونون نتھنے ناک کے دو غار نظر آتے تھے پیر درختون کے ڈالے بڑے بڑے تھے قد عوج بن عنق کو پست کرے بلغم باعور کو زیر دست کرے کہ بموجب نظم

بہ تن ژندہ پیل و بجان جبرئیل	بکف ابر بہمن بدل رود نیل
سپیدش مژہ و دیدگان قیرگون	چو اُسپید لب و رخ بماسند خون

دونون کنپٹیون پر بلور جڑا ہوا اُس پر بخط طلسم لکھا ہوا کہ مین خدمتگار خداوند سامری ہون اور ماتھے پر ایک تختی زبرجد کی لگی ہوئی اُسپر یہ کندہ کہ مین بہتر از فرشتگان خداوند اور بے نظیر بفن جادوگری ہون ہاتھ مین ایک منقل سُلگتی ہوئی اُسپر عود بیہوشی جلتا ہوا دوسرے ہاتھ مین ایک خط مہری شاہ طلسم کا لیکر خنجر سے نقب کھودنا شروع کی اور کچھ عرصے مین اندر خیمہ کے طبقہ زمین توڑ کر سر نکالا ظالم مسند پر بیٹھا پہرا دے رہا تھا اسکو بصورت ہیبتناک دیکھکر ڈرا اور اُٹھ کھڑا ہوا قران نقب سے باہر نکلا اُسنے سلام کیا قران نے قریب آکر نامہ بادشاہ دیا اُسنے وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ ہم خداوند سامری کے گنبد پر گئے تھے خداوند تمھارا حال سُنکر اور تمھارے مستعد رہنے پر بہت خوش ہوئے اپنے خدمتگار کو ہمارے نامہ سمیت تمھارے پاس بھیجا ہے یہ تمھارے بھی حفاظت کرے گا اور قیدی کو بھی نگاہ رکھیگا اپنے پاس اسکو بٹھانا تم اور یہ لکھکر پھیر دینا انتہی حاصل یہ مضمون پڑھکر اُس نے قران کو باعزاز تمام مسند پر بٹھایا قران نے کہا تم بہت عرصے سے جاگتے ہو اب آرام کرو مین بیٹھا ہون اور قیدی پر سے اپنا سحر دفع کردو مین اپنے جادو مین اسکو مبتلا کر لون اُسنے کہا نہین مین بھی آپ کے ساتھ جاگونگا اور آپ کی خدمت کرونگا قران نے کہا اگر تم میرا کہنا نہ مانو تو پھر مین چلا جاؤن اچھا اگر تم نہ آرام کرو تو اتنا کرو کہ قیدی میرے سحر مین قید کرا دو کیونکہ مین اسیواسطے آیا ہون اگر ایسا نہ کروگے تو مین جاکر کہونگا کہ وہ میری حفاظت منظور نہین کرتے یہ تقریر سُنکر ظالم سوچا کہ سحر اُتارنے مین کیا حرج ہے خیر اسکے سپرد کر دینا چاہیے کیونکہ یہ خدمتگار سامری کا اپنا رسوخ چاہتا ہے کہ مین بھی محافظون مین شمار کیا جاؤن بس یہ تجویز کرکے اُسنے برق پر سے سحر دفع کر دیا اب صرف وہ بندھا ہے مگر جادو سے بے حس و حرکت نہین ہے بس جب قران سحر اُتروا چکا تو باتین کرنے لگا اور منقل اپنی بیچ مین رکھ لی اُسپر وہ بیہوشی ڈالتا جاتا تھا اور دھوان اُسکا اور خوشبوناک مین ظالم کے جاتی تھی ایسا کچھ دیر مین تاثیر اُس کی ہوئی

اور ظالم بیہوش ہوگیا قران نے اٹھکر برق کو کھولا اُسنے چاہا کہ مین ظالم کو مار ڈالون قران مانع ہوا اور کہا تم اس نقب کی راہ سے لشکر مین جاؤ اور بطور مخفی ملکہ مہرخ سے ملو اسلیے کہ مین صبح کو تمہاری ایسی صورت بنا کر ظالم کو افراسیاب کے ہاتھ سے قتل کراؤنگا پس جب تمکو قتل ہوتے سُنیگی تو مہرخ لڑنے آئیگی اُسکو آنے نہ دینا یہان سے جاکر حال کہکر تم بھی چھپ جانا کہ شاہ طلسم جانے برق قید ہے یہ کہکر پیرہن برق کا لیکر اُسکو رخصت کردیا برق وہانسے نکلکر لشکر مین آیا اور رات کا وقت تھا مہرخ داخل شبستان تھی یہ وہین آیا اور اُسکو بیدار کرکے سب حال بیان کیا مہرخ بہت خوش ہوئی اور برق اُسی جگہ پوشیدہ ہو رہا اُدھر قران نے ظالم کو بصورت برق بنایا اور ستون سے باندھ دیا پھر آپ ظالم کی ایسی شکل بنکر مسند پر بیٹھا وہ بقیہ شب بسر کی جسوقت کہ خانہ نیرنگ طراز قدرت نے سیاہی شب کو نور سحر سے بدلا اور صورت ساحر شب کو رنگ سفیدۂ روز لگا کر بصورت برق بنایا کہ

نظم

چو برگشت شبگرد گردہ عنان	سپیدہ برآورد رخشان سنان
دگر روز چون گشت روشن جہان	در فش شب تیرہ شد در نہان

صبح ہوتے ہی حیرت تخت پر آکر بیٹھی اور ایک ساحر برآے دریافت خبر خیریت ظالم کے پاس بھیجا ظالم نے کہلا بھیجا کہ مین عافیت سے ہون اور قیدی بھی موجود ہے آپ میدان خونی تیار کرائیے شہنشاہ بھی آئے ہونگے اس عیار کے قتل مین عرصہ نہ فرمائیے ساحر یہ پیام لیکر گیا حیرت نے سنکر سر اپنے بارگاہ کے اُٹھوا دیے اور استادہ کرائی ارہ کش تسمہ کش جلادان قوی بازو و قلب آکر حاضر ہوئے لشکر مین ڈھنڈھورا پٹا کہ جو شہنشاہ سے مخالفت کریگا اسی سختی سے ہلاک ہوگا تمام لشکر مین غلغلہ برپا ہوا لشکری دوکاندار سب بہر تماشا گرد میدان سیاست جمع ہونے لگے یہ خبر لشکر مہرخ مین پہونچی کہ برق گردن مارا جاتا ہے مہرخ تو اس راز سے آگاہ ہو چکی تھی لیکن اسلیے کہ افراسیاب کو گمان واثق ہے کہ بیشک برق ہی مقتل ہوتا ہے جب تو اُسکے طرفدار لڑائی پر آمادہ ہین پس اُسنے بھی نفیر سحر بجائی سب لشکر تیار ہوا اس نے باہر نکلکر سب کو حکم دیا کہ مین خبر لینے جاتی ہون جبتک کہ پھر کر نہ آؤن تم خبردار لشکر حریف پر حملہ نہ کرنا یہین اپنی جگہ پر کھڑے رہنا فوج حسب الحکم ٹھہری اور یہ ملکہ بہار رستے سارا راز کہکر لشکر صرف

دکھائی کو آراستہ کرایا ہے تم سکورود کیے ہوئے گھڑی رہنا مین قِران کی مدد کو جاتی ہون یہ کہکر اُٹر کر بزور سحر چلی گئی اور برو سے ہوا قریب لشکر حریف جا کر ٹھہری میدان سیاست تیار دیکھا مجمع ساحران غدار دیکھا کوئی اُنمین براہ دانش عبرت کرتا تھا کوئی بوجہ عداوت عشرت کرتا تھا بعض کا قول تھا کہ میان دنیا کا بھی یہی دستور ہے شب عشرت مین اگر شمع منور ہے تو صبح بے نور ہے **نظم**

ہے یہ دنیا سخت جائے نابکار
ایک حالت پر نہین اسکو قرار

شام کو کوکب اگر تابندہ ہے
صبح کے ہوتے ہی وہ شرمندہ ہے

شمع کے سر پر اگر ہے تاج زر
باد صرصر سے ہے لرزان آٹھ پہر

خلعت شاہانہ رکھتا ہے جو تن
چار دن کے بعد ہوتا ہے کفن

بر مین جسکے ہے عروسانہ لباس
ہے وہ اُسکے دوش پر اسباب یاس

دیکھیے کل یہی عیار ساحران نامدار کو قتل کرتا تھا آج خود زیر تیغ ہے اسکے حال پہ دریغ ہے غرض اسی ہنگامے مین دیکھا کہ بارش گوہر ہونے لگی اور آمد افراسیاب ہوئی حیرت اور تمام سردار ساحران ذی نبار نے استقبال کیا تخت شاہ جادودان میدان خونی مین آکر ٹھہرا ساحرون کی فوج نے پرا جمایا شاہ نے ظالم کو مع قیدی طلب کیا قِران لیکر سامنے آیا بادشاہ نے اُسکی تعریف کی کہ خوب تمنے حفاظت فرمائی اب اِس گنہگار کو ہوشیار کرو تاکہ اپنا حال خراب دیکھے قِران نے کہا حضور یہ مکار ہے ہوشیار ہوگا تو کہیگا مین ہی ظالم ہون شاہ طلسم نے کہا وہ سب کچھ کہیگا مگر مین نہ مانونگا کیونکہ اِسکے مکر سے بخوبی آگاہ ہوچکا ہون اس ظالم نے غضب ہی کیا تھا کہ مجھے اُڑا دیا ہوتا یہ باتین ہو رہی تھین کہ صرصر عیارہ آئی اور اُسنے قِران کو دیکھا اور حیرت سے کہا اے ملکہ مجکو یہ ظالم جادو نہین معلوم دیتا یہ تو کوئی اور ہے حیرت نے شاہ سے کہا کہ صرصر اسطرح کہتی ہے شاہ جادودان نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ بیشک ظالم ہے کیونکہ اگر ظالم مار ڈالا جاتا تو ایک موتی مین نے بہر نشان بنایا ہے وہ جھنج جاتا یہ کہکر وہ موتی نامے سے نکال کر ملکہ کو دکھایا اور سامنے رکھ لیا صرصر تو بہر انتظام پھر چلی گئی اور حیرت کا بھی شک جاتا رہا اس اثنا مین جلادون نے پانی ظالم پر چھڑک کر ہوشیار کیا اور افراسیاب نے ایسا سحر کر دیا کہ اپنی جگہ پر سے ہل نہ سکے کیونکہ عیار ہے ایسا نہو ہوشیار ہو کر بھاگ

جائے غرضکہ جب ہوشیار ہوا وہ پکارا کہ اے شہنشاہ ظالم جادو ہون قران نے کہا
دیکھیے یہ اسکا مکر ہے افراسیاب ایسا جلا ہوا تھا کہ اُسنے جھنجھنے پر زیادہ غصہ کیا اور جلاد کو حکم دیا کہ
گردن حکم کا ایک حکم مین دیتا ہون کہ مار ہاتھ تلوار کا گردن اُسکی اُڑ جاے جلاد نے جلد کوئلے کا خط
اُسکی گردن پر دیا اور آنکھ پر پٹی باندھی شاہ دیر کرنے سے اور زیادہ خفا ہوا جلاد کو ناراض دیکھکر
آمادۂ قتل ایسا ہوا کہ تین حکم بھی نہ پوچھے اور مقتول سے کھانے پینے کو بھی نہ دریافت کیا ایک ہاتھ ایسا
مارا کہ سر کٹ کر دور گرا اور شور دار و گیر کا بلند ہوا تاریکی ہوگئی اور آواز آئی کہ مارا ظالم جادو کو
آگ پتھر برسنے لگے اُسی ہنگامہ مین قران نے ایک دھول افراسیاب کے لگائی اور تاج لیکر
نعرہ کیا منم قران وہ موتی نشان گا چنچ گیا افراسیاب کو پہلے تو ایک حیرت ہوگئی کہ یہ کیا ہوگیا مگر
دھول کھا کر ایک چیخ ماری کہ لینا اسکو قریب تر جو ساحر کھڑے تھے وہ دوڑے اُسوقت مہرخ پنجہ بنکر گری اور
اٹھا کر لیگئی وہ ساحر جو سحر کرنا چاہتے تھے اینٹ اُسنے بھی گولی سحر کے مارے دو ایک جادوگر ہلاک ہوے
اور زیادہ ہنگامہ ہوا شور مچ گیا افراسیاب ایسا خفیف ہوا کہ بیہوش ہوگیا اور جب ہوشیار
ہوا غائب اور ظلمات مین جا کر ٹھہرا یہان مہرخ لشکر مین قران کو لائی اور فوج لیکر چلی کہ جاکر
لشکر حریف پر گرے مگر جب دھواندھیر اور شور موقوف ہوا حیرت طبل و امان بجوا کر داخل بارگاہ
ہوئی اُسوقت قران نے مہرخ کو بھی پھیرا یہ بھی اپنی بارگاہ مین آئی عیارون کو خلعت دیا
لشکر نے کمر کھولی سب عیش مین مشغول ہوے قہقہے اُڑنے لگے دور جام بادۂ احمر شروع ہوا لیکن
افراسیاب جو پردہ ظلمات مین گیا وہان ایک قلعہ آباد ہے اور حاکم اس قلعہ کی ساحرہ ہے کہ نام اُسکا
ملکہ زہرہ جبین جادو ہے ساحرہ زبردست اور ذی آبرو ہے شاہ طلسم اُسی قلعہ مین آیا اُسنے
خبر سُنکر پیشوائی اور تعظیم کی بادشاہ تخت پر آکر بیٹھا اور کہا ای زہرہ ان عیارون نے نہبت ناک مین
دم کیا ہے اب تم جاؤ اور سب نمک حرامون کو سزا دو اُسنے عرض کیا بہت اچھا غرضکہ بادشاہ تا دیر وہان
چلا گیا اور زہرہ نے نفیر سحر بجائی فوج اُسکی تیار ہونے لگی بارہ ہزار جادوگر اور جادوگرنیان سواریون پر
سحر کی سوار ہوکر چلین قرنا پھنکی علم جلوہ کھانے لگی بارگاہین اور خیمہ سراپردہ وغیرہ اژدرون پر
سحر کے لدگئے ایک تخت طلائی پر زہرہ بصد کر و فر سوار ہوئی گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے فوج مثل
دریا کے موج مار کر چلی رال گوگل کے جلنے سے دھوان ایسا بلند ہوا کہ دنیا سیاہ ہوئی نظم

زتاریکی گرد و اسپ و سپاہ — کسے روز روشن نہ دید و نہ ماہ
جہان بیننے انگاہ گشتہ کبود ∴ — زمین پر ز آتش ہوا پر ز دود ∴
ز بس بانگ اسپان و بانگ خروش — ہمی نالۂ کوس نشنید گوش
درفشان بسیار افراشتہ ∴ — سر نیزہ ہا ز ابر بگذاشتہ
چو رستہ درخت از بر کوہسار — چو بیشہ نیستان بوقت بہار

اسی کروفر سے راہ ظلمات طے کرکے طلسم باطن مین آئی اور دریاے خون روان سے گذر کر قریب لشکر حیرت پہونچی یہ ایسی معزز ساحرہ ہے کہ حیرت خود کنارہ لشکر تک اسکو لینے آئی لشکر کو اُتروایا بارگاہ اسکی نصب ہوئی یہ جاکر حیرت کے دربار مین بیٹھی ناچ ہونے لگا شراب پینے لگی جسوقت روزگار غدار نے زہرہ فلک کو ماہتاب کے مقابل کیا اس زہرہ نے بھی مہرخ سے جنگ وجدال کا عزم فرمایا کہ بمقتضاے

ابیات

جہان گشتہ چون روے زنگی سیاہ — ز برج حمل تاج بنمودہ ماہ
خروشش آمد و نالۂ کرناے — برفتند گردان لشکر ز جاے

طبل جنگ بے درنگ بجوایا ہلکارون نے جاکر بعد دعا وثنا کے مہرخ سے آنا زہرہ کا اور نقارہ حرب بجوانا بیان کیا ادھر بھی کوس زرین پر چوب پڑی تیاری لڑائی کی اور آراستگی شروع ہوئی شعلہ تیغ کی چمک اُس شب تاریک مین برق سحاب تیرہ پر چشمک زن تھی بلکہ آفتاب شجاعت طالع ہوا تھا اُسکی کرن تھی چہرے بہادرون کے جوش جلادت سے گلنار تھے گلزار شجاعت مین شفق پھولنے کے آثار تھے جوہر شمشیر کا باغ کھلا تھا عدو کے لیے موسم خزان تھا نمکیلون کا دل شگفتہ تھا ساحرون کے پیر گیر وگیر کرتے تھے دشمن کی جان لینے کی تدبیر کرتے تھے ڈمرو کی صدا پر لیسان طفل جادو کے پیر ہر گئے طائر بنکر سامنے پھڑکتے خلاصہ کلام لشکری تو اس حال مین تھے مگر برق عیار بعد قتل ظالم ظاہر ہوا تھا زہرہ کا فروغ اور بڑی چمک دمک سے آنا سنکر پھر عیاری چلا اور ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر بارگاہ حیرت مین گیا دیکھا کہ زہرہ یہان سے اٹھکر اپنی بارگاہ مین گئی ہے اور حیرت نعمت خانے سے کھانا اسکے لیے بھیجنا چاہتی ہے یہ انداز دیکھکر وہان سے چلا از بسکہ وہان بکاول اسوقت طلب کیے جاتے تھے آتے ایک بکاول کو آتے

دیکھا کھوڑا بکاول نے ساحر معزز بنگاہ غضب دیکھتے ہوے دیکھکر ڈرا اور عرض کیا کہ حضور میرا قصور
اُسنے کہا کچھ تیری خطا ہی نہین ادھر تو آ یہ کہکر ہاتھ پکڑ کر کھینچتا ہوا الگ لایا اور وہان آکر حباب مار کر
اُسکو بہت جلد بیہوش کر کے اُسکی ایسی شکل بنا اور پیرہن اُسکا پہنکر اُسے وہین چھوڑ کر ملکہ حیرت کے پاس
آیا اُسنے کھانا اور مٹھائی وغیرہ اُسکے ساتھ کیا برق کھانا لیکر چلا راہ مین سب کھانا آغشتہ بدارو ے
بیہوشی کر کے بارگاہ زہرہ مین آیا اور کھانا سامنے رکھا اُسنے حکم دیا کہ دسترخوان بچھے برق
نے کھانا دسترخوان پر چن دیا زہرہ چاہتی تھی کچھ کھائے نوالہ اُٹھایا ہے تھا کہ زمین پھٹی اگر شق ہوئی
اور ایک عورت نکلی اُسنے اُنگلی دانتون کے نیچے دابی زہرہ نے کہا اے زن سحر کیون انگشت حیرت
در دہان ہے عورت نے کہا کھانے مین زہر ملا ہے یہ کہکر وہ عورت غائب ہوگئی اور زہرہ
کو غصہ آیا سمجھی کہ حیرت نے زہر ملا کر کھانا بھیجا اُسکو کسی کا عروج پسند نہین وہ مجھے دیکھکر جلتی
بس ایسا کچھ سوچکر آپ ہی آپ بکنے لگے کہ موئی کیون جلی کیا مجھے شاہ طلسم کے کچھ جاگیر تو دے
نہین دی مین تو خود لڑنے مرنے کو آئی ہون سچ ہے اِسکا دوست بھی خراب اور دشمن تو ہے ہی
بُرا پھر میری جوتی کو کیا غرض جو اپنی جان دون وہ جانے اُسکا کام جانے کچھ بندی کو ایسا
لالچ نہین اور مین آتی کا ہے کو شہنشاہ کو خود غرض بھی جو تجھے لینے گئے پھر بی بی صاحب سکو جلن
بیکار تھا دوسرے میرے دشمن کچھ اُنپر سوتا یا دیے تو آئے نہین جو یہ اِن کو جلن ہوئی وہ اپنے
دل مین سمجھی کیا ہمین غرض یہ بک رہی تھی کہ صرصر کے ہاتھ حیرت نے مٹھائی بھیجی وہ لیکر
آئی اور اِسکو بد دماغ دیکھکر مستفسر حال ہوئی اُسنے کہا کیا پوچھتی ہو تمھاری بی بی زہر ملا کر
کھانا بھیجتی ہین ارے لوگون کوئی مہمان کو زہر بھی دیتا ہے مین نے اُنکے ساتھ کون سی بُرائی کی ہے
صرصر نے اِسکے کہنے سے کھانا سب دیکھا معلوم ہوا کہ زہر نہین بیہوشی ملی ہے کہا اے ملکہ خفا نہو
اسمین بیہوشی ہے یہ کسی عیار کا کام ہے یہ کہکر نگاہ اُٹھا کر اُسنے دیکھا برق سامنے بصورت بکاول
کھڑا تھا صرصر نے پہچان کر کہا یہی موا تو ہے برق سراسیمہ فرار کر بھاگا اور جست کر کے نکل گیا
زہرہ کا شک حیرت کی طرف سے رفع ہوا اور یہ مٹھائی اور میوہ جو صرصر لائی تھی اُسکو
بھی زن سحر سے بلا کر پوچھا اُسنے کہا اسمین زہر تھا اسمین نہین یہ پوچھ کر مٹھائی کھائی اور کھانا
پھکوا دیا صرصر نے کہا اب مین جاتی ہون آپ عیارون سے ہوشیار رہیے گا یہ کہکر چل گئی

اور زہرہ نے برائے حفاظت بارگاہ اپنی سحر بندکی چار تپلیان چارون کونون پہ بارگاہ کے نزد سحر کھڑی کردین اور اُنسے حکم دیا کہ کسیکو اندر نہ آنے دینا پھر آپ زمین کو سحر کرکے سنگلاخ بنایا اور بآرام تمام سو رہی برق نے ہرچند تدبیر کی مگر اندر نہ جاسکا اسی تردد مین سپیدۂ سحری آسمان پر چمکا اور شاہد روزگار نے لباس زعفران زیب قامت فرمایا کہ بمقتضاے ابیات

چو خورشید بنمود تاج از فراز	ہوا بر زمین نیز بجتا دراز
ز ورگاہ برخاست آوای کوس	زمین آہنی شد سپہر آبنوس

دونون لشکر خیل خیل و ذیل ذیل وارد دشت قتال ہوے ایک طرف سے حیرت بصد حشمت مع لشکر اور زہرہ کے میدان مین آئی ایک جانب سے مہرُخ سرداران عالیشان کو لیکر وارد ہوئی ابیات

دو شاہ دو کشور کشیدند صف	ہمہ نیزہ و گرز و خنجر بکف
کہ گفتی زمین بر نتابد ہمے	فلک راہ رفتن نیابد ہمے
برآمد چنان از دو لشکر خروش	کہ چرخ فلک را بدرند گوش

بعد ترتیب صفوف کارزار زہرہ تخت بڑھا کر بیچ مین لشکرون کے آئی اور طالب مرد نبرد ہوئی اُدھر سے ایک ملازم عشاق مہر جادو نام نے جاکر مقابلہ کیا اور نارنج سحر مارا زہرہ نے ایسا اسم پڑھا کہ نارنج اُلٹا پھر کر سینہ مہر پر جاکر پڑا اور پشت توڑ کر نکل گیا علامت مرگ ساحر ظاہر ہوئی اور زہرہ پھر نعرہ زن تھی ادھر سے جو سامنے جاکر سحر کرتا تھا وہ پھیر دیتی تھی و بعض مجروح ہوتا بعض کو جان سے مارتی تھی جب بہت سے ساحر اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوے اور کام آئے اُسوقت ملکہ سرخمو نے اپنا طاؤس اُڑایا اور مہرخ سے اجازت لیکر اُس کا جاکر مقابلہ کیا اُس نے ایک مشت خاک اسکی طرف اُڑا دی جس سے آندھی سیاہ آئی سرخمو نے اپنی کاکل کھول کر ہلائی کہ گھٹا گھنگھور گھر آئی پانی موسلا دھار برسا آندھی کا غبار فرو ہوگیا زہرہ نے غصہ مین آکر اپنے جھولی سے ایک پتلا نکال کر چھوڑا کہ وہ پتلا تلوار پکڑ کر جا پڑا سرخمو نے پھر اپنے بالون کو پریشان کیا کئی ستارے نکل کر سمت فلک گئے اور چمک کر پتلے پر گرے کہ وہ جلکر خاک ہوگیا یہ معاملہ دیکھکر زہرہ پر غضب طاری ہوا اور ایک بیضہ سحر پڑھکر کھینچ مارا وہ بیضہ سرخمو کے منہ پر پڑا اور اسمین سے دھوان نکلا ہرچند سرخمو نے سحر کیا مگر تاثیر نہ ہوئی اور دھوان آنکھ مین لگا کہ اندھی ہوگئی زہرہ نے

پنجہ بھیجکر اُٹھوا منگایا اور قید کیا اس جنگ و جدال مین دن بھی آخر ہو چکا تھا یعنی چشم روزگار مین روشنی باقی نہ تھی اور سحر سے ساحر شام کے سرنمو لے روز کی بینائی گئی ظلمت عالمگیر ہوئی کہ

نظم

چو پیراہن زرد پوشید روز — سوئے باختر گشت گیتی فروز

از انجا بیامد بہ پردہ سرائے — زبیگانہ پرداخت کردند جائے

لشکر دونون پھر مقام فرودگاہ مین آگئے اور گھڑی آسودہ ہوئے لیکن برق پھر عیاری کرنے چلا اودھر زہرہ نے بارگاہ مین پہونچکر صرصر کو طلب کرکے ستون سے باندھ دیا اور آپ بیٹھکر مے ارغوانی پینے لگی لیکن برق جو چلا تھا راہ مین اُسکو صرصر ملی اور پوچھا کیون موئے بھورئیے کہان جاتا ہے اُسنے کہا اُستانی زہرہ نے بہت سر اُٹھایا ہے اُسکو قتل کرنے جاتا ہون صرصر نے کہا کیون شامت آئی ہے وہ بڑی زبردست ہے اُسنے جواب دیا کہ سکی زبردستی ہم کو معلوم ہے سوائے خدا کے ہمارے نزدیک کوئی زبردست نہین صرصر یہ سنکر جست کرکے چلی گئی اور اُسنے بھی روکنا اُسکا مناسب نہ جانا غرضکہ صرصر جاکر حیرت سے عرض کیا کہ لے ملکہ عیار سب فکر مین پھر رہے ہین حفاظت کامل طور پر کرنا چاہیے آیندہ آپ کو اختیار ہے حیرت نے تاکید زہرہ سے کرا بھیجی اور صرصر کا بیان بالکل کہلا بھیجا زہرہ نے سارا ماجرا سنکر پڑھکر دستک دی تا تاثیر ظاہر ہوئی کہ جو کوئی بغیر اُسکے بلائے اگر سمت بارگاہ آئے سوجھنا موقوف ہوجائے ایک چادر سیاہ سامنے آئے یہ سحر کرکے پھر کچھ منتر پڑھا کہ پلنگ اُسکا آگ کا ہوگیا شعلے بھڑکنے لگے یہ اُسی شعلے مین جا کر لیٹ رہی برق جو شکل مبدل پھرتا ہوا آیا دور سے دیکھا کہ سراپچے بارگاہ کے اُٹھے ہین اور شعلے بھڑک رہے ہین سمجھا کہ اُدھر جانے مین کچھ آفت ضرور ہے اسی فکر مین لشکر سے باہر نکلا وہان ضرغام عیار ملا اُس سے کہا اے برادر ذرا جاکے خبر تو لاؤ پھر مین سمجھ لونگا وہ چلا اور جب قریب بارگاہ پہونچا چادر سیاہ سامنے آئی اور سوجھنا موقوف ہوا ناچار پھر آیا اور جب اودھر آیا پھر دکھائی دینے لگا اُسنے برق سے سب حال کہا برق کچھ سوچ کر ایک گوشہ مین گیا اور ملکہ نافرمان جادو کی صورت بنا اور وہان سے دوڑتا ہوا جب قریب بارگاہ آیا چلایا کہ اے ملکہ زہرہ مجھکو اپنے پاس بلائیے اور میرے حال پر رحم فرمائیے زہرہ اُس کا چلانا سنکر بارگاہ سے نکل آئی دیکھا کہ ملکہ نافرمان کھڑی ہوئی فریاد کرتی ہے پس قریب آکر

پوچھا کہ کیون آئی ہو کیا ماجرا ہے اُسنے کہا آپ جانتی ہین کہ ملکہ سرخمو سے اور مجھسے کسقدر محبت و اتحاد ہے جب مین شریک لشکر اسلامیان ہوئی تھی تو سرخمو مجھکو سمجھانے آئی تھی مگر بسبب میری اُلفت کے وہین رہگئی اور ہر حال مین میری شریک رہی اب جو وہ مقید ہوئی ہے تو مین بھی آئی ہون کہ مجھکو بھی قید کیجیے یا مجھکو اور اُسکو دونون کو خدمت شاہ طلسم مین لیجا کر خطا معاف فرمائیے ہم بدل مطیع و فرمان بردار ہین یہ کہکر زار زار برنگ ابر نوبہار رونے لگی زہرہ کو اُسکے حال پہ ترس آیا اور کہا اچھا بارگاہ مین چلو مین تمہارا امتحان لے لون تو شہنشاہ سے خطا معاف کرا دون برق سمجھا کہ یہ بارگاہ مین جا کر نہین معلوم کیا امتحان کرے اس سے بہتر ہے کہ یہین اسکو مارو یہ سوچ کر کہا اے ملکہ اچھا چلو مگر اُن کو تو منع کرو کہ یہ تو نہ آئین زہرہ نے یہ سُنکر پیچھے پھر کر دیکھا برق نے فوراً کمند ماری کہ گردن اُسکی پھنسی اُسنے گھبرا کر پھر ادھر دیکھا برق نے فوراً بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ چینخ کھا کر گری اُسنے بقوت تمام تر خنجر مارا کہ سر اُسکا کٹ گیا غل و شور و تاریکی ہو گئی ساحر تمام دوڑے اور حیرت بھی گھبرا کر چلی مگر سرخمو کی اُسکے مرنے سے آنکھین اچھی ہو گئی ہین اور چھوٹ گئی اُڑ کر چیلی یہان آکر دیکھا کہ مار و عقرب برستے اندھیرا ہے ساحر برق کو گرفتار کیا چاہتے ہین یہ دیکھکر پنجہ بنکر گری اور برق کو اٹھا لے گئی ساحر کچھ دوڑے تھے کہ ضرغام نے حقۂ آتشبازی مارے دو ایک کے مُنھ جھلسے دوڑ کے اس عرصے مین سرخمو نکل گئی ادھر حیرت رنجیدہ و دل کبیدہ پھر کر داخل بارگاہ ہوئی فوج زہرہ کی لاش اپنی مالکہ کی اُٹھا سمت باغ سیب گئی ادھر سرخمو لشکر مین برق کو لائی مہرخ نے اسکو خلعت دیا سب خوشنود ہوئے اور بعشرت تمام بیٹھے وہان شاہ جادوان مست نشۂ شراب شب کے دربار مین بیٹھا تھا کہ ساحر نالان و گریان لاشہ لیے پہونچے اُنکا غل سُنکر سامنے بلایا اور حال پوچھا جب سب کیفیت سُنی کف افسوس ملے اور کہا ہاے ان عیارون نے کیا غضب برپا کر رکھا ہے کوئی تدبیر بن نہین پڑتی کیا کرون اور کیا نہ کرون یہ گفتگوے یاس سُنکر ایک ساحر زبردست قاہر چہار چشم جادو نام اُٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ یہ غلام جاتا ہے اور تمام نمک حرامون کو سزاے معقول دیتا ہے یہ کہکر اُسیوقت نفیر سحر بجائی اور رخصت ہو کر مع دل بارہ ہزار ساحرون کے بڑے جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہوا اور دریا سے گذر کر لشکر حیرت مین پہونچا اور ملکہ سے کہلا بھیجا کہ مین

کہ مین اسیوقت لشکر حریف غارت کرنے جاتا ہون آپ بھی آکر تماشہ دیکھیے یہ پیام ایک ساحر لیکر چلا لیکن بمقتضاے ع تقدیر کے آگے کچھ تدبیر نہین چلتی ہے + وہ ساحر جو چلا راہ مین جانسوز عیار بشکل ساحر اسکو ملا اور اُسنے دریاے خون روان کیطرف سے ساحر کو لشکر کی جانب جاتے دیکھکر قریب آکر پوچھا کہ اے برادر کہان چلے اُسنے سارا حال اپنا قاہر کے آنے کا اور پیام لے جانا پاس حیرت کے اپنا بیان کیا جانسوز نے ماجرا سب سنکر کہا چلو مین بھی تمہارے ساتھ خدمت ملکہ مین چلتا ہون غرضکہ دونون چلے ازبسکہ بوجہ رات کے ہر جگہ سناٹا تھا راہ مین حباب بیہوشی مار کر اُسکو بیہوش کر کے کہین چھپا دیا اور آپ وہان سے دوڑکر اپنے لشکر مین گیا مہرخ دربار برخاست کر چکی تھی یہ سیدھا شبستان مین گیا اور ملکہ کو بیدار کر کے سب حال کہا پھر وہان سے بارگاہ بہار مین گیا وہ بھی آرام کرتی تھی اُسنے جگا کر سارا ماجرا کہا بہار نے اپنی جملہ کنیزون کو حکم دیا کہ ایک ایک تم مین سے ہر ایک سردار کے خیمے مین جا کر کہے کہ جس طرح سے بیٹھے ہو اُسیطرح سے نکلکر لشکر حیرت پر جا کر گرو کنیزین تو اُدھر گئین اور بہار اُڑکر چلی اُدھر سے مہرخ روانہ ہوئی اور کنیزین بھی سردارون کو مطلع کر گئے چلین جملہ سردار خبر سنکر روانہ ہوے اور سب ملکر لشکر حیرت پر آگرے گولے سحر کے اور نارنج اور ترنج مارنے لگے وہ لشکر غافل اُترا ہوا تھا یکایک خیمون مین آگ لگی آگ پتھر مار و عقرب برسنے لگے ہزارہا ساحر تو غافل ہو رہے تھے مارے گئے غلغلۂ قیامت خیز بلند ہوا حیرت بھی بیدار ہو کر نکل آئی دیکھا بھگدڑ پڑ رہی ہے آگ برس رہی ہے ادھر تو یہ معاملہ تھا وہان قاہر منتظر جواب ٹھہرا تھا کہ جانسوز اُسکے نامہ دار کی ایسی صورت بنکر اُسکے پاس گیا اور کہا چلیے کچھ فوج ملکہ حیرت کی بگڑ کے خود ملکہ ہی سے لڑ رہی ہے بس ملکہ نے فرمایا ہے کہ ابھی لشکر حریف پر بجاؤ ادھر آکر ان باغیون کو سزا دو یہ سنتا تھا کہ یہ اُسیطرف چل نکلا یہان آکر جو دیکھا تو واقعی آفت برپا ہے ہنگامہ محشر آسا ہے بس یہ دیکھتے ہی ملکہ سے بھی نہ ملا مع اپنی فوج کے لشکر حیرت پر گرا اور ہزارہا کو قتل کرنا شروع کیا اور ایک ایسا سحر کیا کہ ابر آسمان پر گھر آیا اور اُس مین سے شعلہاے آتش گرنے لگے خرمن ہستی جلنے لگا دریاے آتش موج زن ہوا ہر ایک کو بھاگنا دشوار تھا حیرت نے مشعلین سحر کی اور مہتابین وغیرہ روشن کرائین بہار نے آندھی چلا کر گل کر دین لیکن حیرت نے قاہر کو اُڑتے ہوے دیکھ لیا سمجھی کہ یہ بھی مہرخ کا شریک ہو گیا بس مع اپنے سردارون کے آڑی اور اُسکی

فوج پر آگری پھر تو وہ آفت برپا ہوئی کہ یقین تھا مردی لحد سے نکل آئینگے بلکہ گورسینۂ بہادران سحر زمان مردہ زندہ ہو جائینگے العیاذ باللہ وہ تیرون کا سائین سائین چلنا برق شمشیر کا چمکنا سرون کا برسنا ایک طوفان قلزم لشکر تھا ہر سمت یہ حال ظاہر تھا کہ **نظم**

شب تار و شمشیر و گرد سپاہ ستارہ نہ پیدا نہ تابندہ ماہ
چنان آتش افروخت از ترک و تیغ تو گفتے ہوا گرز بارد ز میغ
چو دریاے خون شد ہمہ رزمگاہ خروشے برآمد بلند از سپاہ
یکے حملہ کردند ہر سہ بہم چو بر خیزد از جاے شیر دژم
ہمے آمد از دشت آواے کوس ہوا قیرگون شد زمین آبنوس

حیرت قتل و غارت کرتی ہوئی قریب **قاہر** پہونچی اور نہ کچھ پوچھا نہ اُس سے بات کی تڑپ کر سمت فلک گئی اور وہان سے جو تلوار نیکر زور سحر گری اُسکے سر پر جھپٹکر آنکھون سے نکل گئی وہ ٹکڑے اُسکے ہوئے غل و شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا **مہرخ** نے جب صدا اُسکے مرنیکی سُنی نفیر سحر بجائی سب کو خبر ہوگئی کہ ملکہ جنگاہ سے معاودت کرنا چاہتی ہے بس تمام سردار کنارے ہوئے صرف ملازم **قاہر** لڑتے ہوئے رہ گئے اور اس ہنگامے مین رات تمام ہو چکی تھی وہ وقت آیا کہ تیغ تیز خورشید نیام مشرق سے باہر نکلی اور ہندوے شب کو ترک روز نے شکست فاش دی بموجب **نظم**

چو خورشید بر زد ز خرچنگ چنگ بدرید پیراہن مشک رنگ
ہمہ باز گشتند یک سر ز جنگ ز خویشان جگر خستہ سر پر ز ننگ

مہرخ صبح ہونے ہی اپنے لشکر مین آئی اور فوج **قاہر** بے سردار ہو چکی تھی بھاگ کھڑی ہوئی **حیرت** بغضب تمام قتل کرتی ہوئی کچھ دور گئی آخر پھر آئی اور داخل بارگاہ ہوئی اس عرصہ مین اُس نامہ دار کو کہ جسے **جانسوز** بیہوش کر لایا تھا ہوش آیا اور اُسیطرح برہنہ اٹھکر چلا جب لشکر **حیرت** مین پہونچا عجب ماجرا دیکھا کہ ہزارہا لاش پڑی ہے خون کی ندی بہی ہے فوج بہت سی تیار مسلح و مکمل کھڑی ہے ملکہ **حیرت** انتظام کرتی پھرتی ہے فراری آدمیون کو بلاتی ہے اتنے جاکر ملکہ کو سلام کیا اور پیام شبینہ ادا کرنے لگا ملکہ اُسکو برہنہ دیکھکر شرمائی اور سارا حال سُنکر ہنسی اور کہا بہت جلد تم پیام لیکر آئے کہ تمھارے مالک قتل بھی ہو گئے تم کو شاباش ہی چاہیے تھا یہ کہکر پوچھا کہ تم کہان رہ گئے ۱۰

تھے اسنے سارا احوال یعنے آنا قاہر کا دعوے کرکے اور اپنا پیام لیکر چلنا راہ مین ساحر کا ملنا پھر اپنا بیہوش ہوجانا سب بیان کیا حیرت نے یہ حال سنکر منہہ پیٹ لیا پھر اُس شخص کو خلعت دیا اور ایک نامہ مشتمل عذر بخبری اور قتل کرنے قاہر کے لکھ کر خدمت شاہ طلسم مین اُسکے ہاتھ بھیجا یہ ساحر بھی اُڑکر چلا اور باغ سیب مین پہونچا شاہ طلسم صبح کو آکر تخت پر بیٹھا تھا کہ پہلے فوج ہزیمت خوردہ آکر پہونچی اور واویلا کی صدا بلند ہوئی ہنوز اچھی طرح لشکریون سے کیفیت نہ معلوم کی تھی کہ یہ ساحر نامہ حیرت لیے پہونچا اور سارا ماجرا معرض بیان مین لایا افراسیاب نے نامہ پڑھکر سر دُھنا اور فکر کرنے لگا کہ کسی زبردست کو برائے تنبیہ مخالفان بدسگال روانہ کرون یہ تو اِس فکر مین ہے اور عمرو مخمور گنبد سامری سے آگے جاتے ہین لیکن اب بقیۂ حال لشکر لقا دسوفار گذارش کیا جاتا ہے وہ یہ کہ مہنت جادو ہاتھ سے چالاک کے مارا گیا تھا ساحر لاش اُسکی اُٹھا کر چلے تھے یہان تک کہ طلسم ہوش ربا مین ایک قلعہ ہے اور حاکم اُس قلعہ کی ایک ساحرہ نازک چشم جادو نام اُسی مقتول مہنت کی بہن ہے اسکے پاس پہونچے اور عرض کیا کہ اے ملکہ آپ کے دونون بھائی مارے گئے مہنت کی لاش تو ہم لائے ہین اور انگر پہلے قتل ہوئے یہ خبر سُنکر سنتا تھا کہ نازک چشم بہت روئی قلعہ مین غلغلہ برپا ہوا تمام اہل دربار سیاہ پوش ہوئے فرط الم سے بیہوش ہوئے جادو گرنیان بال سر کے نوچنے لگے ہر ایک نے گریبان چاک کیے کہ بموجب ابیات

بر افشاند بر تخت خاکِ سیاہ ہمی سوخت کاخ وہمی سوخت روے میان را بہ زنارِ خونین بہ بست		بگیوان بر آمد فغانِ سپاہ ہمی ریخت اشک وہمی کند موے فگند آتش اندر سرائے نشست	

آخر جب بھائیون کی ماتمداری سے فرصت پائی قلعہ کو ایک مشیر سلطنت کے سپرد کیا اور مع ملکہ گلابی چشم جادو اپنی دختر ملکہ نازک چشم تخت سحر پر سوار ہوکر مع اپنی فوج ساحران ہمراہ ہوئی بڑے کروفر سے طلسم سے باہر آئی اور قریب لشکر پہونچی ہلکارے خبر اسکے آنے کی لیکر روبرو لقا کے آئے شرائط ادب و تعظیم بجالائے یعنے ان کافرون نے اُس منکر خدا کو بد دعائے کر بزبان عجز انتما اس طرح عرض کیا کہ ابیات

کسے را بود زین سپس تخت تو		بخاک اندر آرد سر بخت تو	

اگر پارہ آہنینے بپائے سپہرت بساید نماند بجائے

ملکہ نازک چشم بافوج گران آتی ہے اور داخل لشکر ہوا چاہتی ہے یہ خبر سنکر لوگ بہر استقبال بھیجے افسران فوج تعظیم کرکے لائے لشکر اُسکا اترا نازک چشم نے خداوند کو سجدہ کیا سوفار اور بختیارک یاد کرکے مہنت داخگر کو بہت روئے لقا نے تسکین و دلاسا دیکر حکم دیا کہ بزم عیش ترتیب پذیر ہو حسب الحکم رامشگران زرین لباس وساقیان مہر دیدار مے عشرت اساس لیکر حاضر ہوے دورہ ساغر شروع ہوا گویا اِس بزم آسمان رفعت مین ہالہ مہر و ماہ گردش پذیر تھا ناچ نے ناہید فلک کو دورہ کرنا بھلایا راگ نے رنگ ترنم سرایان عشرت خانۂ زہرہ مٹایا یہی ہنگامہ ایک دن اور رات برپا رہا جب دوسرے دن گل آفتاب مرجھایا اور بادصباے شام نے کار نسیم سحر کرکے غنچہ ہاے انجم کو گلزار افلاک مین شگفتہ فرمایا کہ بموجب ابیات

کشیدند می تا جہان تیرہ گشت ہمہ میگساران زمے خیرہ گشت
بزدنامے روئین و بربست کوس بیاراست لشکر چو چشم خروس
برین گونہ از جاے برخاستند ہمہ شب ہمے چارہ آراستند

شام ہوتے ہی طبل جنگ بجا اس خبر کو جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کرکے خدمت بادشاہ لشکر اسلام مین اپنے تئین پہونچایا اور بہزاران ادب و توقیر زمین گیر ہوکر عرض پذیر ہوے کہ نظم

شاہ شاہان رہین ترے محتاج سر افلاک پر ہو گوشۂ تاج
تیرا گلگون اگر کرے گلگشت سبز گل ہو نقش سم سے دشت

نازک چشم جادو نے لشکر حریف مین آکر طبل جنگ بجوایا ہے اور اپنے بھائیون کے قصاص لینے کا ارادہ کیا ہے یہ کہکر ہلکارے کنارے ہوے اور شاہ اسلام نے امیر کیطرف گوشہ چشم سے اشارہ کیا امیر نے حکم کارسازی لشکر دیا چالاک نے طبل سکندری پر چوب لگائی نالے ترکی سنج کیومرثی بوق و نفیر افراسیابی وغیرہ منوچہری جھانجھ جملہ اساسہ صاحبقرانی کے باجے بجے دلاور تیاری جدال وقتال کرنے لگے جوہر شمشیر سے گلزار شجاعت سرسبز بنایا ڈھالونکے پھولون سے گلستان جلادت کو پربہار پایا ہوا ہواے فتح ونصرت مثل نسیم اُس حدیقہ تہوری مین روان ہوئی سرخی چہرۂ شجاعت آگین بہادران گلہاے بوستان کو شرمندہ کرتی تھی جوانون کا اکڑ ہنسلون کا جھومنا سرو آزاد گلشن

گلشن تھی تلواروں کی چمک سے ظاہر تھا کہ نہر حدیقۂ شجاعت مین موجزن تھی اسطرف جوانان خنجر گذار نبرد آزمایان آزمودہ کار اسلحہ صیقل کرتے تھے کمانداز قربان ہونے پر تیس ہو کر دم شجاعت کا بھرتے تھے نیزہ دار نیستان جرات کے شیر تھے تیغ زن انتہا سے زیادہ دلیر تھے لشکر حریف مین جادوگر ہوم کرتے تھے بیرون کا حال معلوم کرتے تھے ہنگامۂ قیامت زار بپا تھا یہ حال ہوا کہتا نظم

نبرد آزما رشد جادوے ارجمند — نہان راستی آشکارا گزند
ہمہ دل پر از کین و پر چین بروے — جز از جنگ شان نیست ہیچ آرزوے
ورخشیدن و آتش و باد و خواست — خروش سواران و فریاد خواست
سپاہے کہ از کوہ تا کوہ جاے — بجنبید و کوبند گیتی بپاے
اگر بر زمین بر زند گرز کین — تبرسد زمان و بلرزد زمین

دم سحر جب شاہ خاور جھولی تار شعاع کی زر تار گلے مین ڈال کر میدان فلک مین آیا اور رہند وے شب نے آسمان سے نا نکلے رخصت ہو کر ربط ظلمات پر آسن مارا نظم

دگر روز کاین گنبد تیز گرد — بگسترد بر چرخ دیباے زرد
زمین گشت از پاے پیلان ستوہ — نہ ہامون پدید و نہ صحرا نہ کوہ
چو گرد سپہ از میان بر دمید — جہان رنگ خورشید شد ناپدید
جہان سربسر زرد شد تیرہ گون — ز گرد سپہ آسمان قیرگون

لشکر دونو طرف کے گروہا گروہ وارد دشت قتال ہوئے سرداران اسلام بعد فراغ نماز سحر در دولت پر ظل اللہ جہان پناہ کے آئے امیر ورد و وظایف سے فارغ ہو کر درگاہ باری مین دعاے فتح و ظفر بصد گریہ و زاری مانگنے لگے کہ اے باری وہ زیر دستان کہ ابیات

اے مسیحاے درد بیماران — اے عطا پاش معصیت کاران
جس طرف دیکھو جلوہ گر ہے تو — رگ جان سے قریب تر ہے تو
تو ہی ہر عیب سے مبرا ہے — تو ہی بیشک خداے یکتا ہے
رو سیہ ہو کہ رو سفید کوئی — پر نہ ہو تجھسے ناامید کوئی
ارحم الراحمین ہے نام ترا — پردہ پوشی ہے سب کی کام ترا

الٰہا بحق تمنا کو تو فتح دے دشمن پر فتح و ظفر دے یہ دعا فرما رہے تھے کہ چالاک نے پشت پر آ کر آئین کی امیر نے پیچھے پھر کر دیکھا اور خبر ورود عسکر فیروزی اثر میدان حرب میں سنکر پوشاک جنگ جسم انور پر آراستہ فرمائی اسلحہ ساحر دریان و تبرکات پیغمبران سے قامت پر استقامت کو زینت دی پھر باہر آ کر پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے اور ورود دولت حضور سلطان ذی شعور پر آئے یہان کچھ دیر ٹھہرے تھے کہ پیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھچا ہر ایک سردار کھڑا ہو گیا سواری شاہ کشورستان کی برآمد ہوئی سب سرداروں نے تسلیم کی تخت شہنشاہ کا بیچ میں لیکر صورت بصد ادب روانہ دشت قتال ہوئے ڈنکے بجنے لگے نقیب بولنے لگے علمون کو جلوہ ملا علمدار پھریرے کھول کر بڑھے **ابیات**

چه اسپان تازی بزرین ستام — چه شمشیر ہندی بزرین نیام
چه از جوشن و ترک و رومی زره — کشادند مر بند ہا را گره
کمان ہاے چاچی و تیر خدنگ — سپر ہاے چینی و شروین زنگ
ہمہ یک سرہ پیش شاہ آمدند — بر نامور تاج و گاہ آمدند
چو رعد خروشندہ شد بوق و کوس — خور اندر پس پردۂ آبنوس

اسی تجمل و شوکت سے دشت جنگاہ میں پہونچکر صف آرا ہوئے اُسطرف سے لقا کا تخت ہاتھیون پر کھینچا ہوا برابر کوہی اور جادوگر با فوج و لشکر آ کر پہونچے **نازک چشم** تخت سحر پر سوار ہمراہ ساحران غدار ایک سمت کو آ کر ٹھہری صف آرائی شروع ہوئی مورچے بندھ گئے کمین گاہ مین لوگ بیٹھے میمنہ و میسرہ و قلب و جناح کی درستی ہوئی نقیب للکارے جوانون کو پکارے **نظم**

بدان اے برادر کہ حق مرگ راست — سر و بال تو سودن ترک راست
کہ گیر دورین دشت نیز دہ بدست — گرا باشد آرام و جاے نشست
گر گیتی یکے نغز بازی گراست — کہ ہر دم ورا بازے دیگر است

جب نقیب کنارے ہوئے بہادر جوش دلاوری سے جھومنے لگے **نازک چشم** اجازت گیسر لقا سے ہو کر آگے بڑھی اور پکاری کہ اے بندگان مغضوب خداوند آؤ میرے سامنے آؤ جیبور ہندی بادشاہ اسلام سے اذن لیکر مقابلے مین گیا **نازک چشم** نے ایسا سحر پڑھا کہ جنگل کی طرف سے گرد اڑی اور ایک سوار جلتہ پوش آئینہ بند گرز بر دوش پیدا ہوا اور

سامنے جیپور کے آیا بعد گفتگوے بسیار نیزہ بازی شروع ہوئی بعد چند طعنون کے جیپور نے نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال دیا وہ گرز اٹھا کر بر سر مجارہ ہوا اس بہادر نے گرز پر روکا دونون نے ایک ضرب عمود زنی کیا کئے آخر جب گرزون مین پھل پڑ گئے سوار سحر نے تلوار ماری جیپور نے تلوار کو سر پر آتے دیکھکر تھپکی دی کہ باڑھ شمشیر کی مٹ گئی اسنے بند دست پر ہاتھ ڈالکر تلوار کو چھین لیا سوار سحر نے گریبان مین ہاتھ ڈال کر کھینچا زور کشمکش کے ایسے ہوے کہ گھوڑے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے اسوقت دونون پشت مرکب سے کودے اور کشتی شروع ہوئی سوار سحر نے گھڑی بھر مین لنگر اکھیڑ لیا اور چارون شانے چت کر دیا پھر گرفتار کر کے لشکر مین بھیجدیا اور آپ مرکب پر چڑھکر مبارز خواہ ہوا ادھر سے **عادل شیر دل** نے جا کر مقابلہ کیا اسپر بھی وہی سانحہ گذرا پھر **فاضل شیر دل** رو برو گیا کشتی مین قید ہوا اسی طرح **گوہر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی** وغیرہ بہت سے سرداران ہندوستان گئے اور اسیر ہوے اسوقت شاہزادہ **نورالدہر** نے چاہا کہ مین جاؤن ہنوز صف لشکر سے جدا نہ ہوے تھے کہ صحرا کیطرف سے گرد اڑی کہ فلک دوار تیرہ و تار ہوگیا سر گرد آسمان سے لگا تھا نعلان پیچان مثل سر زلف معشوقان تھا کہ

ابیات

کہ از راہ صحرا یکے تیرہ گرد	بر آمد گرد و روز شد لاجورد
شد از خاک خورشید تابان بنفش	زبس پیل و بر پشت پیلان درفش

جب ہوا نے دامن گرد شگافتہ کیا آگے آگے ایک پہلوان غضب گردن بلند با قوی تن مسلح و مکمل گینڈے پر سوار پشت پر ایک لاکھ سوار جلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب برکاب گھوڑے کا دم سے دم اور سم سے سم ملائے ظاہر ہوے لشکر **لقا** مین طبل شادیانی بجا اور عنصر کوہی نے کہا یا خداوند یہ شہسوار **ناصر** کوہی نام میرا بھائی ہے غرض کہ سب کو پیشوائی کر کے لائے اسکی فوج بھی صف باندھی اور **ناصر** سامنے **لقا** کے آیا سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوا کہ مسلمانون کو بڑا غرور اپنے زور بازو پر ہے مین امیدوار ہون کہ جنگ سحر موقوف کیجئے اور مجھکو اجازت ہو کہ مین جا کر سب کو باندھ لاؤن **لقا** نے اسکی عرض پذیرا کر کے حکم دیا کہ ہمنے تجکو اپنا نظر کردہ کیا ان بندگان خرابی کو گوشمالی معقول دے یہ سنکر گینڈا اڑا کر بسمت میدان چلا اور سوار سحر جو پہلے سے اڑ رہا تھا حسب الحکم خداوند جنگل کی جانب چلا گیا غرض جب **ناصر** میدان مین آیا

پہلے اسپ تازی اور چوگان بازی کرکے خوب سلح شوری دکھائی یہان تک کہ غرق غرق ہو گیا اُس وقت نیزہ زمین مین گاڑکر اور اُسکے سہارے سے کہنی لگاکر لشکر اسلام کو بنظر تیز تیز و نگاہ دستیز دیکھتا تھا اور روم راست کرتا تھا آخر للکارا کہ اے بہادران ہے تم مین کوئی ایسا دلاور جوان جو مجھ فیل مست سے آکر بھڑے اور مجھ ایسے شیر زیان کا مقابلہ کرے کہ بیت در آیند و مردی نمایند ہین ✤ درین رزم گہ از پے خشم و کین ✤ اس ہیبت کے دینے سے لشکر اسلام مین دست راست کے علم جلوہ دکھانے لگے اور لڑکا ہوا نقارے شتری فیلی بجنے لگے صدائے کرنا و دم گاؤ دم بلند ہوئی اور شاہزادہ برہم زنندہ زمرۂ بے ایمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان گل گلزار خلیل الرحمان یعنی نور الدہر بن بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران نے اپنے مرکب کو صف سے باہر نکالا اور سامنے بادشاہ اسلام کے آکر پشت ہیون سے اُتر کے پایہ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ اے شاہ معدلت نشان اجازت میدان بادشاہ نے جام کلہ عفریت پُر از شربت قند و نبات عنایت کیا اور خلعت سے مخلع فرمایا تھا پھر سپر و شیدان پاک کہا شاہزادہ جام نوش کرکے مرکب پر دوبارہ سوار ہوا اور سمت میدان چلا کہ

ابیات

گرفتش سنان و کمان و کمند	گران گرز را پہلوے دیو بند
ز تندی بجوش آمدش خون و رگ	نشست از بر بارۂ تیز تگ
با ورد گہ رفت چون پیل مست	چو کوہ روان اسپش از جا بجست
چو دن آمد و رائے تا ورد گر ✤	بر آورد بر چہرہ ماہ گرد

مرکب کی طرارون مین مقابل حریف جا پہونچا ناصر کو طلعت جہان آرائے شہزادہ دیکھکر ایک محبت ہوئی اور کہا اگر اے یل نامدار خداوند کو سجدہ کرے تو تیرے لیے سلطنت معین کی جائے اور میرے لشکر کی بادشاہی کرے شہزادے نے فرمایا کہ اگر تو مجھکو زیر کرے گا تو جو کچھ حکم دے گا قبول و منظور ہو گا اسوقت وقت جنگ ہے زبان شمشیر کو کام مین لا لب سوفار و دہان تیر سے ہمکو سمجھا ناصر یہ سنکر تیغہ تھا ور گینڈا پیچھے ہٹا کر آگے بڑھا اور اُس طرف سے شاہزادہ چلا ایک ٹکر مرکبون نے ایسی کھائی کہ یقین تھا سر پھٹ جائینگے سوار گر پڑین گے مگر سوار پشت زین پر قائم رہے اور گینڈا ناصر کا تھپیڑ کھاکر چھ قدم پیچھے ہٹ گیا اور اسیقدر گھوڑا شاہزادے کا زور

مین آکر بڑھگیا اُسنے رانون مین مسلکر سامنا کیا اور نیزہ سینہ بکینہ شاہزادہ پر لگایا جنگ آغاز ہوئی **نظم**

یکے تنگ میدان فرو ساختند ۔ بکو تاہ نیزہ ہمی ساختند +
بمانند ایچ بر نیزہ بند وستان ۔ بچپ باز بر دند ہر دو عنان
بہ شمشیر ہندی بر آویختند ۔ ہمی ز آہن آتش فرو ریختند
بزخم اندرون تیغ شد ریز ریز ۔ چہ رزمے کہ پیدا نکند رستخیز
گرفتند زان پس عمودِ گران ۔ ہمی کوفتند آن برین این بران

جب اسلحہ ورزمی سے مرادِ دل نہ حاصل ہوئی دوال کمر مین دونون نے ہاتھ ڈال کر زور کیا آخر دونون زمین پر کودے اور دامن گردان آستینین چڑھا کر مائل کشتی ہوئے **نظم**

ز اسپان جنگی فرود آمدند ۔ ہشیوار باکبر و خود آمدند +
ببستند بر سنگ اسپ نبرد ۔ برفتند ہر دو روان پُر ز درد
ز شیران بکشتی بر آویختند ۔ ز تنہا خوے و خون ہمیریختند

اسیطرح دمبدم اور ہشت ہشت کشتی بعد درشتی رہی شام تک دو شرزہ پیل یا دو اژدہا مست تھے کہ سر ٹکراتے رہے جسوقت کشتی گیر فلک نے آمد پہلوان زنگبار شام سُنی اور اکھاڑے سے چرخ کے نکلکر بارگاہ مغرب کی راہ لی کہ **نظم**

شب آمد یکے ابر شد بر سپاہ ۔ جہان گشت چون روی زنگی سیاہ
چو دریائے قیرست گفتی جہان ۔ ہمہ روشنائیس گشتہ نہان

رات ہوتے ہی ناصر نے شاہزادے کو روک کر کہا کہ اے جوان مرحبا صد مرحبا تو خوب مجھ سے لڑا اب جا کار امروز بفردا افتاد و شب ہنگام آسائش ہے کل ہم تم پھر بتقیب آزمائی کرین گے کہ **بیت** ببینم آزما بلندی کراست ؛ درین کار فیروزمندی کراست ؛ شہزادہ نے جواب دیا کہ ای پہلوان ہمارا یہ دستور نہین کہ بغیر حریف کے زیر کیے ہوئے یا بغیر زیر اُس سے ہوئے میدان سے پھر جائین کیون کہ آج جسطرح شام تک لڑے ہو اسیطور سے کل بھی لڑو ن گا یہ فیصلہ پھر کیونکر ہوگا پس میرا قول یہ ہے کہ کار امروز بفردا مگذار رات کو دن کر لینا شاہون کے نزدیک کچھ دور نہین اسوقت تقدیر دیکھین کہ **مصرع** تا یار کرا باشد و میلش بہ کہ باشد ؛ ناصر نے یہ تقریر سُنکر کہا اچھا کیا مین

آپ سے پاس کمی کا رکھتا ہون لیکن کچھ کھائی ہون نوٹرون شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا کھا وانسے
ملازمین کو پکارا اور کھانا طلب کیا ملازم اُنکے کہنے سے دوڑ گئے اور خوان میوون کے لائے اُنکے
ایک کاسہ شیر پیا اور پھلکے میوے کے لگا شاہزادہ اکھاڑے مین اسیطرح ٹہلتا رہا کہ اُس نے
پھر کر دیکھا اور کہا آپ کچھ نہین نوش فرماتے شہزادے نے فرمایا کہ ہمارا کھانا کو سخت دل اور
پینے کو خون جگر ہے جبتک خدا تعالی ہمکو اس جنگ سے فراغت نہ دے گا کچھ نہ کھائین گے اسنے یہ سنکر
کاسہ پھینک دیا کہ مین بھی نکھاؤنگا کیونکہ آپ اگر زیر بھی ہون گے تو کہنے کو ہوگا کہ بھوکا رکھکر
گرفتار کر لیا یہ کہکر مقابل آیا وحشی بعدہ زبردستی کھینچی کشتی شروع ہوئی ادھر سے امیر نے
اسطرف سے لقا نے جھاڑ فرغی کنارے اکھاڑے کے روشن کرائیے درختون مین گیند لٹکوا دیے
لشکری اُسیجا زین پوش بچھا کر بیٹھے خورد و نوش مین مصروف ہوئے اور سیر کشتی کی دیکھتے جاتے
تھے مجمع خلائق تھا ہر ایک دیکھنے کا شائق تھا اسی طرح رات بھر کشتی رہی رات بھر کیا تین شبانروز
باہم سر ٹکراتے رہے چوتھے روز جب شاہ انجم کشتی دیکھکر میدان فلک سے مراجعت
فرما ہوا اور شاہ زنگبار شب نے بہر القصال رزم عالم مین داخلہ فرمایا **نظم**

یکے رزم تا شب برآمد ز کوہ
جہان گشت چون چہرۂ اہرمن
بگردند تا مد ول از کین ستوہ
کشادہ سیہ مار گردون دہن

قریب شام شاہزادہ نور الدہر نے لنگر اکھیڑ کر اسکو سر سے بلند کیا اور چرخ دے کر چاہا کہ زمین
پر ماریں ناصر نے پکار کر کہا کہ اے شہریار امان دیجیے شہزادے نے اسکو زمین پر آسانی سے اُتار دیا
اور فرمایا کہ امان بشرط اختیار کرنے ایمان کے مل سکتی ہے یہ سنکر وہ قدمون پر گرا اور کلمۂ طیبہ پڑھکر
از سر صدق مسلمان ہوا شاہزادے نے اُسکا سینے سے لگایا وہ اکھاڑے سے باہر آیا اور اپنے
لشکر کے سردارون کو پکارا وہ سب حاضر ہوئے اُنسے کہا کہ مین نے اطاعت اس شہریار کی اختیار
کی اور اسلام قبول کیا اگر تم میرا ساتھ دو تو ہمراہ آؤ افسران فوج کل لشکر لیکر ساتھ ہوکے انسبکو
تین روز سے سب بیخود خواب تھے دونون لشکرون مین طبل بازگشت بجا لقا اپنی بارگاہ
اپنی بارگاہ مین گیا اور امیر شہزادے پر سے زر و گوہر نثار کرتے ہوئے پھرے لشکرون نے
جاکر کمر کھولی بادشاہ داخل شبستان ہوئے سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے نور الدہر اپنی بارگاہ

مین ناصر کو لائے لعیہ بن عمر عیار نے لشکر کو ہیون کا برابر لشکر شہزادہ عالی گہر اتروایا بارگاہ اُسکے لیے
نصب کی شاہزادے نے ناصر کے لیے مجلس عیش ترتیب دی می وردو رامشگر حاضر ہوئے بعشرت
تمام بارگاہ مین اپنی لیکر بیٹھے بادہ ہوئے مے پرستان کی صدا بلند ہوئی آواز سرایندہ گوش مستان
کے پسند ہوئی ساغر دمبدم چھلکتا تھا یا لب جام خندہ زنی کرتا تھا مختصر یہ کہ ایسا کچھ سامان تھا
بیت قدم رکھنا سنبھلکر صحبت رندان مین آکر زاہد ✤ یہان پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہین
یہان تو یہ کیفیت ہے مگر لقا کے لشکر مین بختیارک جو پھر گیا اُس نے دیکھا کہ ملکہ
نازک چشم کی طبیعت مثل گیسوے معشوقان برہم چہرہ پر زردی چھائی ہے لب پر آہ سرد ہے
سامان عشرت تمام درہم ہے اُسنے پوچھا کہ اے ملکہ کیا باعث ہے جو آئینہ رخسار مکدر ہے چہرے سے
پریشانی ظاہر ہے ملکہ نے کہا سنو ملکجی کچھ یہ امر پوشیدہ نہین اور نہ کچھ عیب ہے سبھی کرتے آئے ہین طلسم
سے اس ناصر کے پاس آیا کرتی تھی کچھ مطلب نکلتا تھا آج وہ جا کر مسلمان ہوگیا اس بات کا مجھ کو
خیال ہے کہ اگر وہان جاؤن تو ایمان مین فرق آتا ہے اور اگر نہین جاتی ہون تو یار ہاتھ سے
جاتا ہے کیا کرون بمصداق اس شعر کے شعر منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید ✤ ناامیدی اُسکی دیکھا
چاہیے ✤ خیر بمقتضاے ع این ہم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر ✤ صبر کرین گے اور
کسی اور سے دل لگا لینگے بختیارک نے جو یہ حال سنا خوب ہنسا اور کہا اے ملکہ اگر تم عاشق
ہوتین تو اسکو جانے نہ دیتین اور اب کچھ نہین گیا ہے اگر عاشق ہو تو جا کر پکڑ لاؤ سمجھا کر راہ راست پر
اُسکو چلاؤ ورنہ تمہارا ابھی یہ خیال ہوگا کہ بیت جی چاہتا ہے پھر وہی فرصت ہو رات دن ✤ بیٹھے
رہین تصور جانان کیے ہوئے ✤ ملکہ کو اسکے ورغلانے سے ایسا کچھ جوش آیا کہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور
نشہ عشق سے چور چور ہو رہی تھی کیفیت صحبت یار جو یاد آئی انجام کار نسوچی اُسی ترنگ مین اُڑ کر چلی
اور گاہ نور الدہر کا نشان بختیارک سے پوچھ لیا تھا اُسی پتے پر بیچ بارگاہ مین آکر اتری
یہان صحبت ناؤ نوش برپا دیکھی اور صورت پر صولت شہزادہ بلند مرتبت پر جو نگاہ پڑی ایسا رعب
چھایا کہ جھک کر سلام کیا شہزادہ بھی انتہا سے زیادہ خلیق ہے اُس کے عجز کو دیکھکر
گویا ہوا کہ آئیے اے ملکہ تشریف لائیے گہرباری زبان شاہزادے سے یہ خوشنود ہو کر بزم مین
بیٹھی شاہزادہ نے ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام مے زعفرانی بھر کر دیا اسنے چند ساغر متواتر پیے

نستہ کا وفور ہوا دل نے بوسہ یار کی خواہش کی ناصر کا دامن پکڑ کر بولی کہ کیون صاحب تم ہم کو چھوڑ کر چلے آئے اچھا اب اُٹھو اور خدمت خداوند مین چلو ناصر نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ بموجب **بیت**

کہان وہ اہل وطن کی صحبت وطن کو چھوٹے ہوئی تھی مدت

کسی کسی کی تھی یا د صورت خیال کچھ کچھ کہین کہین کا

اب ہماری محبت اگر منظور ہے تو خداوند پر لعنت بھیجو اطاعت اس شاہزادہ والاقدر کی اختیار کرو ورنہ ہم کہان ہمکو اپنا دشمن سخت سمجھو یہ سنتا تھا کہ اسکو یاس ہوئی اور خداوند پر لعنت بھیجنے سے ناراض ہوکر پکاری کہ ارے او بیوفا تو نے بڑا غضب کیا کہ خداوند باختر کو میرے سامنے بُرا کہا اب مین تجھکو پکڑ کر لے جاؤن گی اور خداوند کا پیشاب پلا کر اپنے گروہ ساحران مین تجھکو بلاؤن گی اگر اس سے تجھکو انکار ہوگا تو دہ بدر دز میرے ہاتھ سے دیکھے گا کہ خواب عدم مین بھی آرام نہ پاوے گا یہ تو بتا کہ اتنے بڑے لمبے خداوند کبھی دیکھنے مین بھی آئے تھے ایکن تو نے کیا بُرائی دیکھی جو ان بلچھ مسلمانون کا ساتھ دیا ناصر نے کہا اور فحبہ دور ہو کیا بکتی ہے جا ہمین تو سزا اپنی اپنے کنار مین دیکھے گی اس ڈانٹنے سے یہ ساحرہ جھلا کر اٹھی اور کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ناصر کمر تک زمین مین دھنس گیا **امیہ** عیار نے یہ ماجرا دیکھکر کہا اے ملکہ پرائے گھر مین آکر فساد کرنا اچھا نہین ہم آپ کو مہمان سمجھکر طرح دیتے ہین اسنے کہا تم اس مقدمے مین نہ بولو کیونکہ **ع** رموز عاشقان عاشق بداند ٭ شاہزادے نے فرمایا کہ اچھا تو نے شہوت پرستی کا جھگڑا نکالا جا دور ہو ہمین نہین ماری جائیگی یہ کہکر تیغ پر ہاتھ ڈالا **نازک چشم** نے کچھ سوچ کر سحر پڑھا کہ **ناصر** زمین سے نکل آیا اور کہا آج مین جھگڑا کرنے نہین آئی تھی صرف سمجھانے آئی تھی خیر ظاہر ہوا کہ تم مسلمانون کا سحر اسپر کارگر ہوگیا ہے یہ یون نمانے گا یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر چلی چاہا کہ اُڑ کر جاؤن مگر آراستگی لشکر اسلام اور کیفیت چراغان و آبادی بازاران دیکھکر خواہش بڑھی کہ سیر کرتی چلے کیونکہ فراق یار مین اور زیادہ خیمہ مین جی گھبرائیگا بس سیر کرتی ہوئی چلی امیہ عیار اسکے پیچھے آیا تھا اسکو جاتے دیکھکر ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر پہلے سمت لشکر کفار گیا اور ادھر سے دوڑتا ہوا اسکے سامنے آیا اور کہا اے ملکہ مین ملازم **سوفا** رجادو ہون اُنھون نے آپ کے یہان آنے کی خبر سُنکر مجھکو بھیجا ہے اور کہا ہے کہ جو مالک فوج وسپاہ ہو دہ اسطرح آئے پس مجھ کو روانہ کیا کہ اگر کچھ فساد ہو تو آپ کی

مدد کرون نازک چشم نے کہا مجسے کون ایسا ہے جو عناد کرے گا غرض دونون باتین کرتے چلے راہ مین ایک مقام تنہا دیکھکر امیہ نے خاصدان نکالا اور اُسکو واکر کے ملکہ سے کہا مجھکو پان کھانے کی بہت عادت ہی آپ بھی نوش فرمائیے راہ مین سوائے اس شغل کے کیا ہی ملکہ نے ایک گلوری لیکر اسکے کہنے سے کھائی فوراً بیہوش ہوگئی امیہ پشتارہ باندھکر اُس کا سامنے شہزادہ نورالدہر کے لایا شاہزادہ نے فرمایا کہ بقیۂ شب اسکو قید رکھو امیہ نے پشتارے سے نکال کر اُسکو ستون سے باندھ دیا مگر بیہوش رکھا کہ بھاگ نجائے چنانچہ رات بھر بحفاظت تمام رکھا جسوقت زاہد خورشید صومعہ مشرق سے باہر آیا اور عابد شب زندہ دار ماہ مسجود مغرب مین آ بیٹھا

جو باریک خمیدہ شد پشت ماہ — ز تاریک زلف نگبان سیاہ
بنزدیک خورشید چون شد درشت — برآمد بر از آب و رخ را بشست

امیر مع سردارون کے مسجد کرپاس مین تشریف لائے اور بعد فراغ طاعت رب اکبر دربار مین آکر دنگل نادعنبر جناب آصف بن برخیا پر جلوہ فرما ہوے بادشاہ اسلام بھی برآمد ہوے اور تخت سلیمانی پر بیٹھے دربار کا نقارہ بجا تمام سردار حاضر ہونے لگے شاہزادہ نورالدہر مع ناصر وزیر دربار مین آئے امیر نے نذر دلوائی دنگل اُسکو ماتحت نورالدہر اسی ذیل مین کہ شہزادے کے سرداران جہان بیٹھتے ہین عنایت ہوا اور شہزادہ اندر چہل ستون کے دنگل گوہر نگار پر متمکن تھا اُسوقت امیہ پشتارہ ساحرہ کا لایا امیر حسب اتفاق آج بارگاہ خاص مین بیٹھے تھے ساحرہ کو دیکھکر حکم دیا کہ ستون سے باندھکر ہوشیار کرو اور دلالت باسلام کرکے ٹھکانے لگاؤ امیہ نے باندھکر حسب الحکم ہوشیار کیا لیکن ہونیوالی نے بھی سوزن زبان مین ہدیا تھا ساحرہ کی جب آنکھ کھلی اپنے تئین بندھا دیکھا اور شاہ اسلام کو تخت سلطنت پر جلوہ گر پایا یہ دیکھتے ہی بنگاہ غضب گھورنے لگی امیر نے سوال اسلام لانے کا کیا اُسنے سحر پڑھا کہ بند جس سے بندھی تھی جل گئی اور یہ ہاہو کر پکاری کہ معلوم ہوا یون ہی عیار کے بھروسے پر تم لڑا کرتے ہو یہ کہکر سحر پڑھکر دھوان بنی اور اڑکر بلندی پر گئی وہان سے ایک ناریل بارگاہ مین مارا شعلہاے آتش زمین سے نکلکر سردارون پر چلے امیر نے اسم اعظم پڑھا کہ وہ شعلے بجھ گئے پھر اُس نے ایک پیکان سحر مارا وہ بھی ببرکت اسماء الٰہی جل گیا اور امیر بھی دنگل سے اُٹھے تیر بر کمان مین پیوستہ کرکے پکارے کہ باش او قحبہ کہان جاتی ہے

نازک چشم نعرہ سنکر خائف ہوئی اور اڑ کر چلی گئی بارگاہ لقا مین **بختیارک** کہ رہا تھا کہ رات گذر گئی اور ملکہ نہ آئیں کسیکو بھیجنا چاہیے یہی فکر تھی کہ یہ جاکر پہونچی اور سارا ماجراے گذشتہ بیان کرکے ڈنگل پر بیٹھی **بختیارک** نے تیل پاش منگا کر اسپر سے اتارے **نازک چشم** ہنس پڑی اسنے کہا ہنستی کیا ہو بڑی خیر گذری وہان کا گیا کوئی پھر تا نہین اسجگہ کا جانا ملک عدم کا سفر ہے وہ لوگ بڑے زبردست مین کون ان کے برابر ہے تم واقعی نصیب کی اچھی ہو جو پھر آئی ہو یہ تقریر سنکر **نازک چشم** غضبناک ہوئی اور بولی کہ ملک جی مین ابھی **حمزہ** کو مع اسکے لشکر کے غارت کیے دیتی ہون یہ کہکر وہان سے اٹھی اور اپنی بارگاہ مین آکر ایسا ایسا سحر پڑھا کہ راستہ بارگاہ کا ہر طرف سے بند ہو گیا جیسے جو کوئی آنے کا قصد کرے تو تاریکی معلوم ہو ادھر آنہ سکے بعد اس بندوبست کے خون خنزیر سے نہا کر چوکا دے کر زمین کو لیپکر بیٹھی اور گوگل وعود و دیپ وغیرہ جلانے لگی منتر آغاز کیا پھر آردماش کے دو اژدہے بنائے اور ایک جانور بنایا جانور سے کہا تو سر **حمزہ** پر جاکر چکر لگا کر اور پکار کے کہہ کہ مین تیرے قتل کرنے کو لے **حمزہ** آیا ہون وہ یہ سنکر اسم اعظم پڑھے گا مین بند کرلون گی جانور یہ حکم سنکر جاندار ہوکر اڑا اور سمت لشکر اسلام گیا بعد اسکے اسنے اژدہون کو حکم دیا کہ تم بھی جاؤ اور لشکر مسلمانان کا کام تمام کرو اژدہے بھی غائب ہو گئے اور یہ بھی بیٹھے بیٹھے زمین مین سما گئی اور لشکر اسلام کی جانب چلی اہل اسلام غافل اترے ہوے تھے کہ یکایک اژدر کنارے لشکر کے پہونچے اور شعلہای آتشین منہ سے چھوڑنے لگے حرارت زہرہ سے زمین تپنے لگی اور مردمان لشکر شدت گرما سے بیہوش ہونے لگے ہنگامہ برپا ہوا اور خیمون سے بازارون سے لوگ بھاگ کر سمت صحرا چلے لیکن جدھر گئے دو اژدہون کو قلاب آتشین چھوڑتے پایا اور راہ کو بند پایا صورتین ان اژدہون نے ایسی مہیب پیدا کی یعنی کہ دیکھکر زہرہ آب ہوتا تھا سرطان فلک کا ان کے خوف سے دل پانی پانی عقرب چرخ کو بصد ترس و بیم اپنی جان کی نگہبانی

نظم

چگویم ازان اژدہاے دژم	کہ ہشتاد گز بود از دم بہ دم
بہ ان جایگہ بودش آرام گاہ	نہ کردے ز بیمش بر و دیو راہ
ہمے دود زہرش بسوزد زمین	نخواند بدان مرز چرخ آفرین
ہمے ز آسمان کرکس اندر کشد	ز دریا نہنگ دژم بر کشد

مغز سر مین حرارت آتش زہر سے لشکریونکا پکنے لگا صحرا تمام جلنے لگا زمین تفقیدہ ہوئی گھاس جھلس گئی وہ آگ جو وہان اتر دران سے نکلی اسقدر بڑھی کہ تمام لشکر اسنے گھیر لیا اہل اسلام آیۂ وافی ہدایہ قلنا یا نار کونی پڑھنے لگے بعض ربنا وقنا عذاب النار پڑھتے تھے بارگاہ سلیمانی مین شاہ اسلام اور سردار اور امیر جاکر ٹھہرے لشکری جہان تک سما سکے جاکر وہین پناہ گزین ہوئے مگر ایک بارگاہ اور لشکر بہت بڑا ہزارون باہر رہ گئے اور ہلاک ہوئے صدائے الغیاث و فریاد بلند ہوئی امیر بارگاہ سے اسم اعظم پڑھکر سحر دفع کرنے باہر نکلے اسوقت ایک جانور آکر گرد سر پھرنے لگا اور پکارا کہ حمزہ مین تجھکو مارنے آیا ہون امیر نے اسم اعظم بآواز بلند پڑھا وہ طائر تو جل گیا لیکن پس پشت ناز چشم گھات مین لگی تھی اسنے اور ایک جانور سرخ رنگ چھوڑا کہ اسنے آکر گرد سر امیر چرخ مارا اور پھر کر ناز ک چشم کے پاس گیا اسنے پکڑکر شیشہ مین بند کیا اور پکاری کہ حمزہ بند کیا مین نے اسم اعظم اب لازم ہے سرکشی کو چھوڑکر خدمت خداوند مین حاضر ہو اور سجدہ کرو ورنہ آج کی شب اور اتنا دن مہلت دیتی ہون دم سحر ایک کو بھی زندہ نچھوڑون گی چراغ ہستی بجھاؤن گی امیر کے گلے مین حرز ہیکل ہے اسوجہ سے بیہوش تو نہوئے مگر اسم اعظم بھولنے سے مبہوت کی طرح ہین اسکو کچھ جواب ندیا اور آہستہ آہستہ چلکر بارگاہ مین چلے آئے ادھر ساحرہ شیشہ لیکر بارگاہ لقا مین گئی مگر ایک رات کی مہلت جو دی گئی ہے اسوجہ سے لشکر اسلام کے لوگ مرتے تو نہین ہین لیکن مصیبت کبریٰ گرفتار ہین کوئی فرط عطش سے زبان خشک دکھاتا تھا کوئی بیہوش پڑا تھا ہوائے گرم نے برگ نہال حیات گرائے تھے غنچہ دہن سبز بختان خضر طریق اُس گرمی سے گل کی طرح مرجھائے تھے ہر سمت شور و غوغا برپا تھا کچھ بنائے نہ بنتا تھا نظم

شعلے پیدا تھے پیرہن سے	چنگاریان اُڑتی تھین بدن سے
زنبور رگون سے جل رہے تھے	پتھر سے شرر نکل رہے تھے
حالت جو شجر خشک کی بتر تھی	حسن خانۂ مژہ سے چشم تر تھی
مسدود تھی سیف کی روانی	قطرہ لب تیغ پر تھا پانی +
تشویش مین جان انس و جان تھی	ہونٹھون پہ صدائے الامان تھی

جو بارگاہ سلیمانی سے نکلتا تھا اسی آفت مین پھنستا تھا ہلکارے دمبدم کی خبر لقا کو پہونچاتے تھے

ساحرو سحرم خوشی کے مارنے تھے اسوقت نازک چشم جاکر پہونچی اور شیشہ اسم اعظم دکھایا عرض کیا کہ رات بھر حضور تامل فرمائین صبح تک جتنے بارگاہ سلیمانی مین چھپے ہین سب باہر نکلینگے اور مسحور ہوجاینگے آپ لشکر سمیت چلکر سب کے سر کاٹ لیجیے گا لقانے کا یہی تقدیر ہمنے نوتے ہزار سال پیشتر کی ہے کہ صبح کو تمام باغیون کو قتل کرینگے اسوقت جشن کیا جائے فی الجملہ حسب ارشاد ساقی و بادہ و مطرب بہم ہوئے انجمن عیش مترتب ہوئی تھاپ طبلے پر پڑی صدائے مبارکباد بلند ہوئی ملکہ نازک چشم سے بختیارک نے کہا کہ شیشہ اسم اعظم اچھی طرح رکھوا دو پھر بزم عیش مین بٹھواسنے اپنی دختر ملکہ گلابی چشم کو شیشہ دیکر کہا ای فرزند مجکو اور کسیکا اعتبار نہین تم اسکو لے جاؤ شہنشاہ پاس پہونچاؤ میری طرف سے بھی تسلیم کہنا اور سارا حال لڑائی کا کہدینا گلابی چشم تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی یہ تو ادھر سے چلی ادھر اہل اسلام جو آفت مین مبتلا تھے بلبلا کر درگاہ خدا مین استغاثہ کرنے لگے رو رو کر خدائے پاک کو پکارتے تھے کہ ہمکو اس آفت سے بچائے نظم

	پھر تو مانند نیم جان	ہاتھ اٹھا کر سوے در سبحان	
	اے مددگار بیکس و ناچار	اے طرفدار ہر غریب دیار	
	اے کشایندہ کار بستہ کے	ناخدا کشتی شکستہ کے	
	بیکسی پر مری ترحم کر	بے بسی پر مری ترحم کر	
	کون حامی یہان ہمارا ہے	اک تری ذات کا سہارا ہے	
	ہم ہین درماندہ دستگیر ہے تو	ہم ہین بیدست و پا قدیر ہے تو	
	اس بلا سے ہمین بچا یارب	پار بیڑا مرا لگا یارب	

تیر دعا انکا ہدف اجابت سے مقرون ہوا یعنی اتفاقات قضا و قدر سے شاہزادہ شہر طوس جمہور جہان سوز طوسی تبرزن پسر خواندہ امیر لشکر مین تھا کئی روز سے دشت مین سیر و صید افگنی کرتا تھا گلابی چشم جو شیشہ لیکر چلی اسی دشت کی طرف سے ہوکر گذری ایک نوجوان کو ہمراہ فلان سرداران دشت مین شکار کنان پایا مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک اخضر پر ماہ درخشان ہے یا برج سنبلہ مین مہر تابان ہے نظم

	برخسار گان چون سہیل یمن	بنفشہ دمیدہ بگرد سمن ✤	

کلاہ جہان پہلوان بر سرش — فروزان نگ و دیبائے رومی برش
ہمیرفت چون شیر کف افگنان — سر گور و آہو زتن برکنان
ز چنگال یوزان ہمہ دشت غرم — دریدہ ہمہ دل پر از داغ گرم
تذروان بہ چنگال باز اندرون — چکان از ہوا بر سمن برگ خون

گلابی چشم دیکھتے ہی عاشق ہوئی اور تخت سے صحرا مین اُتری سحر سے صورت اپنی حسینہ بنا کر خرامان خرامان گلگشت کنان چلی صدائے خلخال و پازیب سنکر دل جمہور کا ناشکیب ہوا اور نگاہ اُٹھا کر دیکھا تو یہ معلوم ہوا کہ آفتاب محشر جلوہ کنان ہے اِس حور طلعت کے مقدم سے دشت گلزار جنان ہے آنکھین اُس آہوے بیشۂ رعنائی کی غزالان دشت ہیچ کارہ بناتی ہین ابروئین تیر مژگان سے صید دل کو نشانہ بناتی ہین رخسار نازک سے گلہائے صحرائی پژمردہ ہین دہن تنگ کے روبرو غنچے شرمندہ **نظم**

کہ از سرو بالاش زیباتر است — ز مشک سیہ بر سرش افسر است
ببالا بلند و بہ گیسو کمند — زبانش چو خنجر لبانش چو قند
بہشتی است آراستہ پر نگار — چو خورشید تابان بخرم بہار

جمہور بھی ایسی صورت زیبا کو دیکھکر فریفتہ ہوا اور پکارا کہ **بیت** دشت مین آمد بہار ہے آج + چشم نرگس کو انتظار ہے آج + وہ نازک بدن شرما کر مسکرائی اور جہان پاس آئی جمہور نے ہاتھ پکڑ لیا اور اظہار عشق کرکے اپنے ہمراہ لیکر اُسی جگہ آیا جہان خیمہ زربفتی استادہ تھا سائبان بسلک گوہر کھنچا تھا سامان عشرت و نشاط مہیا تھا وہان مسند زرنگار پر دونون بیٹھے گویا برج سنبلہ مین آفتاب و ماہتاب آگئے شہزادے نے کشتی شراب کی کھینچ کر آگے رکھی جام لبریز کرکے اُس پری چہرہ کو دیا اُسنے بیک جرعہ درکشید کیا پھر اُس نے ساغر بھر کر شاہزادے کے سامنے پیش کیا شہزادے نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے اور اس دشت کو قدم گلرنگ سے رشک ارم بنانیکا کیا باعث ہوا ہے ساحرہ نے مسکرا کر کہا نصیب تیرا اے شخص یاور ہوا جو مجھ ایسے ساحرہ دختر ملکہ **نازک چشم** کے دل پر تیرے عشق کا اثر ہوا اب تمام عالم زیر فرمان تیرے کردونگی شاہ جاودان کا ہمسر بناؤنگی یاد رہے میری اِسم اعظم حمزہ بند کرکے اژدہائے سحر سے تمام لشکر اسلام غارت کرنا چاہا ہی اور مجلد شیشہ اسم اعظم دیگر طلسم مین کھینچا ہی اسنے جب اہل اسلام میری یاور کے ہاتھ سے مارے جائینگے خداوند باختر یعنی **لقا**

ہم لوگون کا دور تبہ کرین گے کہ کسی پیمبر کا بھی ایسا رتبہ نکیا ہوگا شاہزادے نے جب سارا ماجرای جنگ و عیرہ سنا چاہا کہ اس قحبہ کو واصل جہنم کرے لیکن عقل سلیم نے مشورہ دیا کہ ساحرہ ہے اگر غصہ جتاؤ گے تمکو بھی مسحور کریگی لازم ہے کہ اس سے باشتی پیش آؤ اور نرمی کر کے سختی جتاؤ بس یہ سوچکر ہنسا اور کہا اے ملکہ زہے نصیب میرا جو تمھارا ادھر آنا یہ کہکر گردن مین باہین ڈال دین وہ شہوت پرست بھی لپٹ گئی شہزادے نے اسکو وہین لٹایا اور آسن مین رانون کا گانٹھا پھر ایک ہاتھ منھ پر پیار کے حیلے سے رکھا اور دوسرا گردن پر رکھکر اس زور سے گلا دبایا کہ آنکھین نکل آئین ہر چند تڑپی اور چاہا سحر پڑھے لیکن رانون مین دبی بھی اور منھ بند تھا کچھ نہ کر سکی آخر روح نجس نے کسی اور طرف سے راہ نکلنے کی نہ پائی منفذ اسفل کی طرف سے سمت جہنم روانہ ہوئی شور وار و گیر برپا ہوا بڑی دیر تک تاریکی رہی صدا آئی کہ مارا گلابی چشم جادو کو کل انگیسو پچانوے برس کی عمر تھی ہنوز جوان بھی نہ ہوئی تھی اے بیدرد تو نے بڑا غضب کیا کہ اسنے کوئی پھول باغ عشرت سے پھول نہ چنا تھا پر ارمان و نا دشادہی ماری گئی بعد اس ہنگامہ برطرف ہونے کے شہزادے نے شیشہ اسکی جھولی سے نکال کر توڑ ڈالا لشکر اسلام مین سب مصروف دعا تھے کہ امیر کو اسم اعظم یاد آگیا اور بارگاہ کے نکلے اور سوار ہوکر بہت جلد قریب اژدہون کے گئے اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ نابود ہوگئی بالکل وہ حرارت موقوف ہوئی جو لوگ کہ بیہوش پڑے تھے انپر پانی اسم اعظم دم کر کے چھڑکا کہ وہ ہوش مین آگئے اس عرصہ مین جمہور شکارگاہ سے آیا اور امیر سے سب حال کہا ہر ایک خوش ہوا اور امیر دربار مین آکر بیٹھے ہر ایک بادل شاد بدستور سابق اپنے اپنے کام مین مصروف ہوا اہلکار سے لقا کے جو دمبدم خبر پہونچاتے تھے یہ سب خبر لیکر گئے اور عرض پیرا ہوے کہ ملکہ گلابی چشم اثنائے راہ مین جمہور کے ہاتھ سے ماری گئین لشکر اسلام پر سے وہ آفت دفع ہوئی اب سب راحت پذیر ہین بختیارک یہ سنتے ہی پکارا صلوۃ بر محمد و لعنت بر لقا گیون ملکہ کچھ خوش ہوئین تنے اقبال مسلمانون کا دیکھا نا گہ چشم خبر مرگ دختر سنکر رونے لگی پھر تو یہ حال ہوا کہ بموجب

ابیات

ہمہ بندگان موی کروند باز — کہ آن موے مشکین کمند دراز
بکند و میان را بہ گیسو ببست — بناخن گل ارغوان را بخست
سر با ہر دیان گستہ کمند — خراشیدہ روی و بماندہ نژند

آخر سب نے سمجھایا کہ ای ملکہ صبر کرو خداوندگی مشیت مین کیا چارہ ہی لقانے کہا ای بندی قدرت تونے عشق ناصر مین اسم اعظم بند کیا تھا کچھ ہمارے واسطے نہین کیا تھا ہمکو یہ ناگوار گذرا تیری دختر کو ہمنے قتل کرایا اب اگر تو ایسا کریگی اور سوا ہمارے اور کی خاطر سے ہمارے بندون کو قتل کرنا چاہیگی تو ہم تجھکو بھی غارت کر دینگے کیونکہ یہ بندگان مغضوب ہمارے پیارے بندے ہین جو کوئی ان مسلمانون کو ستائیگا برباد ہو جائیگا خیر ہم تیری دختر کو بروز نوروز زندہ کر دینگے فی الحال ہمارے لیے ان مسلمان بندونکو قتل کر نازک چشم یہ کلمات سُنکر خداوند کے قدم پر گری اور عذر خواہ ہوئی کہ بیشک مین گنہگار ہون اب ناصر کو کبھی یاد نہ کرونگی لقانے اسکو دلجوئی اور دلداری کی یہ وہان سے رخصت ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی اور سیہ پوش ہوئی مگر تیاری سحر وغیرہ کی فکر کرنے لگی فی الجملہ کچھ دنون اس ساحرہ کو یہ احقر جادہ مترجم مصروف ماتم اور سحر خوانی رکھتا ہے اور حال خسروان آل افراسیاب بدسگال لکھتا ہے راوی کا بیان ہے کہ بعد مرنے قاہر چہار چشم کے شاہ جادوان متردد و متفکر ہو رہا تھا کہ ناگاہ دو طائر سحر سامنے آئے دونون کی گردن مین نامے بندھے تھے شہنشاہ کے واکر کے پڑھے ایک نامہ مین لکھا تھا کہ اے شہنشاہ آپ غافل بیٹھے ہین اور عمر و محمور سمت طلسم کوکب جاتے ہین اب قریب ہے کہ منزل مقصد پر پہونچین آپ کو انکی خبر لینا چاہیے عریضہ برادر مصور جادو دوسرے نامے کا مضمون یہ تھا کہ اے بادشاہ بادشاہان ساحران کنیز آپ کی صنعت سحر ساز کہ اس لونڈی کو حضور نے عہدۂ وزارت عنایت فرمایا ہے اپنے ملک سے بہر استقبال مخالفان جناب حاضر ہوئی ہے امیدوار ہے کہ اسکو اجازت حرب عنایت ہو چنانچہ دونون عریضون کو پڑھکر افراسیاب بہت خوش ہوا اور جواب تحریر کیا پہلے خط کے جواب مین لکھا کہ مین کوکب سے ڈرتا ہین اگر عمر و محمور جائینگے تو میرا کیا ہوگا خیر تمہارے لکھنے سے مین ایک نامہ کوکب کو لکھونگا عجب ہین جو باغیون کو گرفتار کرکے بھیجدے اور انکا شریک نہو یہ لکھکر طائر کے گلے مین باندھا وہ روانہ ہوگیا پھر دوسرے خط کا جواب لکھا کہ اے ملکہ صنعت تمہارے آنے سے مین بہت خوش ہوا اچھا جاؤ حیرت سے پوچھکر کام بکراہون کا تمام کرو یہ نامہ بھی طائر کے سپرد ہوا فی الجملہ دونون طائر جا کے اپنے مالکون کے پاس پہونچے ایک تو نامہ پڑھکر چپ ہو رہا اور صنعت نے جواب پاکر کوچ کیا اپنے لشکر کے تین حصہ کیے ایک حصہ فوج سالار جادو نام اپنے

سپہ سالار کو دیکر مشعل ہراولون کے آگے روانہ کی اور دوسرا حصہ لشکر کا اور سردار کو دے کر پیچھے
سالار کے بھیجا پھر بقیہ فوج کو مشعل ہو رہی تھی کے اپنے ہمراہ لیکر کوچ کیا اس طریق سے لشکر چلا کہ ایک
لشکر کا سرا دوسرے لشکر سے ملا تھا سپاہ کا حساب حد و اندازے سے باہر تھا القصہ پہلے سالار
جادو قریب لشکر حیرت پہونچا طائران سحر نے خبر ورود لشکر حیرت کو دی ملکہ نے سردارون
کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائین سردار مصروف تیاری ہوے لیکن اس بارگاہ مین جو اسمین لشکر
مہرخ موجود تھے سب خبر دریافت کرکے حاضر خدمت ملکہ موصوفہ ہوے اور بعد دعا و ثنا کے آنا
لشکر صنعت کا بیان کیا مہرخ اسکے آنے کی خبر سنکر لرز گئی رنگ رخ زرد ہوا گھبرا کر کہا خدا
خیر کرے برق فرنگی نے کہا اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مین جاکر اس صنعت کے لشکر کو دیکھتا ہون
اور اسکی اچھی طرح سے خبر لیتا ہون مہرخ نے کہا تمہارا جانا بہتر نہین وہ بڑی زبردست ہے برق
نے کہا ہمارے نزدیک سب پست ہین خداے تعالی زبردست ہے یہ کہکر روانہ ہوا راہ مین ضرغام
عیار ملا اس سے سب حال بیان کرکے کہا مین عیاری کو جاتا ہون تم بھی خبر رکھنا یہ کہکر چلا ضرغام
بھی دوسری راہ سے اسکے پیچھے ہوا برق جب صحرا مین پہونچا دیکھا کہ زیر دامن کوہ جھنڈے
گڑے ہین گنج پڑے ہین دور تک خیمہ و بارگاہ و خرگاہ آراستہ ہین راوٹین اور بے چوبے استادہ
ہین طلایہ پھرتا ہے کوتوال چبوترہ بنا ہے دکانین لگی ہین پلٹنین اتری ہین اہل حرفہ و پیشہ رعایا و برایا
کا ہجوم ہے ساحرون کی کثرت سے ہر سمت دھوم ہے برق ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر
داخل لشکر ہوا اور ایک شخص سے پوچھا کہ بھائی مین رہنے والا فوج حیرت کا ہون ناواقف ہون
تم بتاؤ کہ یہ لشکر کس کا ہے اور ملکہ صنعت کا کونسا خیمہ ہے اس نے جواب دیا
کہ اے شخص یہ لشکر سالار جادو سپہ سالار لشکر کا ہے اور اس لشکر حقیقت کیا ہے
ابھی سے ملا ہوا اور ایک لشکر پیچھے اس لشکر کے اترا ہے اس عسکر کے بعد لشکر ملکہ صنعت
کا ہے یہان سے تا گنبد نور فوج ہی فوج ہے اتنا بڑا مجمع ہے برق تو یہ کھڑا پوچھ رہا اور
سالار جادو اپنے خیمے مین بیٹھا تھا ایک صندوقچہ سحر کا سامنے اسکے
رکھا تھا اس کو واکرکے دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ ایک پتلی صندوقچے سے نکلی اور آفتاب
ایسا چمکا روشنی ہوگئی اس روشنی مین صدا آئی کہ اے سالار ہوشیار ہو کہ برق عیار پہونچا 11

یہ سنکر اُسنے ایک ساحر سے حکم دیا کہ جاؤ برق فرنگی عیار بازار لشکر مین کھڑا ہوا اس قطع کے شخص سے باتین کر رہا ہے اُسکو بلا لاؤ ساحر حسب الحکم برق کے پاس آیا اور عرض کیا کہ ہمارے میان نے آپکو بلایا ہے برق یہ سنکر پہلے تو گھبرایا پھر سوچا کہ چلو تو سہی خدا مالک ہے غرض ہمراہ اُس ساحر کے خیمۂ سالار مین آیا دیکھا اندر خیمہ کے شیشہ آلات سجا ہے فرش تکلف بچھا ہے میز کرسی دنگل وغیرہ آراستہ ہین آبدار خانہ مینخانہ کے مقام پیراستہ ہین ہزارہا ساحر دروازہ پر بعہدۂ خدمتگاری و بہ امید باریابی کھڑا ہے سامان سلطنت ہے بڑا کارخانہ ہے ایک دنگل زرنگار پر سالار بیٹھا ہے روبرو صندوقچہ سحر رکھا ہے اُسمین پانی بھرا ہے یہ اکیلا بیٹھا ہوا اُسی صندوقچہ کو دیکھ رہا ہے برق نے جاکر سلام کیا اُسکو دیکھکر وہ اُٹھ کھڑا ہوا صندوقچہ بند کر کے الگ رکھدیا اور برق کو ہاتھ پکڑ کر بڑے تپاک سے کرسی پر بٹھایا کہ بموجب بیت نگاہِ ناز کہین بے رخی نہ کر جاے ✤ کہو یہ دل سے کہ بڑھکر ذرا تپاک سے لے ✤ فی الجملہ برق کیلیے سامان تواضع و مدارات مہیا ہوا شراب و کباب منگایا جلسۂ جنگ و رباب دکھانے کا ارادہ کیا بعد اس خاطرداری کے گویا ہوا کہ اے برق مین نے آپکو یہان آنے کی اسلیے تکلیف دی کہ آپ مرد مردانہ اور شیر فرزانہ ہین جو کچھ مین کہون گا تسلیم کرینگے اور جادۂ راستی سے خلاف قدم نہ دھرینگے فی الجملہ آپ جاکر ملکہ مہرخ کو سمجھائیے کہ آجتک جو ساحر آیا اور آپکے ہاتھ سے مارا گیا یہ سمجھ لیجیے کہ وہ اور طرح کا لڑنے والا تھا شہنشاہ کو تم سب کے غارت کرنا منظور نتھا ہمیشہ کی پرورش اپنی یاد فرماکر رعایت فرماتے تھے مگر اب بمجبوری ملکہ صنعت سحر ساز جادو نے اپنے وزیر کو بھیجا ہے پس ملکہ عالم سے لڑنا گویا شاہ جادوان سے مقابلہ کرنا ہے پھر ہو ضعیف پیل دمان سے کہین لڑ سکتی ہے اور پروانہ جان بھی دے جب بھی شمعکو نہین بجھا سکتا ہے کیونکہ من آنم کہ خوب خود را دانم کہان ملکہ صاحب اور کجا لشکر مہرخ آفتاب اور ذرہ کا سامنا یہ سمجھ کرین شمہ بھی ملکہ موصوفہ کی زبردستی بیان نہین کر سکتا

ابیات

شہِ ساحران صنعت سحر ساز
کہ ہے آج شاہی مین وہ سرفراز

خداوند اورنگ و کشورستان
سرافراز جادوگران جہان

کسیکو ہو کب دعوی ہمسری
کہ ہے وقت کی اپنے وہ سامری

نہین ساحران جہان کی مجال
کرین سامنے اُسکے کچھ قیل و قال

حاصل مرام اے برق تم سمجھا کر اپنی ملکہ کو ہلاک ہونے سے بچاؤ اور خیر اگر وہ لڑنے سے باز نہ آئے
تو اپنی جان آپ دیگی تم میرا اتنا کہنا مانو کہ عیاری کرنے نہ آؤ اور اپنے ساتھیوں کو بھی منع کر دینا
کہ وہ بھی جسارت نہ کریں نہیں تو روز بد دیکھیں گے اگر ہزار جان لیکر ہمارے لشکر میں آئینگے ایک بھی سلامت
نہ لیجائیں گے برق اس تقریر دراز کو سنکر ہنسا اور دل میں سوچا کہ یہ کہاں کے ہمارے دوست
مہربان ہیں جو اسوقت مشفق ناصح بنکر کتاب پند نامہ پڑھتے ہیں ظاہر ہوا کہ از حد بیوقوف بد تر از طفل
ابجد خوان ہیں خیر لازم ہے کہ ان کو اور زیادہ بیوقوف بناؤ اور کچھ فتانی بیان سے لیکر اپنا
راستہ لو جیسا ہوگا سمجھ لیں گے یہ تجویز کرکے گویا ہوا کہ اے مہربان واقعی جو کچھ آپ نے فرمایا
سراسر بہتر اور عین مصلحت ہے خالی از صواب آپ کا ارشاد نہیں میں اپنے امکان بھر مہرخ
کو فہمائش کرونگا اور جنگ سے باز رکھونگا اور عیاروں کو مانع ہونگا الحق ایسا دوست
شفیق تر از برادر مجھکو کہاں ملیگا سچ تو یہ ہے کہ اتنے ساحر آئے مگر یہ دوستی کسی نے نہیں کی جو کچھ کہ
جناب نے مہربانی ہم پا شکستہ زاویہ حرمان کی نسبت فرمائی سالار اسکی گفتگو سنکر
پھول گیا اور کہا اے برق آپ بڑے دانشمند ہیں میں تمام عمر آپ کا ساتھ چھوڑونگا اور
ملکہ سے کہکر بڑا رتبہ و مرتبہ کرا دونگا برق نے کہا یہ آپ کی عنایت ہے غرضکہ اسی گفتگو میں اتفاق سے
سالار کو پیشاب کی احتیاج ہوئی اُٹھکر چوکی پر گیا مگر کہتا گیا کہ آپ تشریف رکھیے میں حاضر ہوتا ہوں
برق سمجھا کہ تو مسخرا ہے تم اپنا کام کرو یہ سمجھکر اٹھا اور وہی صندوقچہ جو سامنے سحر کا رکھا تھا اٹھا لیا پہلے
تو سمجھا تھا کہ کچھ آفت اس سے ظاہر ہوگی مگر دیکھا تو وہ اُسی طرح بند ہے کچھ ضرر نہیں پہونچاتا ہے
معلوم ہوا کہ جب یہ کلید سحر سے کھُلے اور جس ترکیب سے سحر پیدا ہوتا ہے وہ ہی تدبیر کی جاے
تو اُسمین سے سحر پیدا ہوکر کام دے پس یہ اُسکو لیکر خیمے کے باہر نکلا یہاں جو ساحر کہ حاضر تھے
وہ سمجھے کہ سالار نے ان کو باعزاز بلایا تھا یقین ہے کہ صندوقچہ دیا ہوگا یہ سوچ کر کسی نے نہ روکا
یہ نکل کر جب کنارے لشکر کے پہونچا اُسوقت سالار چوکی پر سے آیا برق کو نہ دیکھا پہلے
تو افسوس کیا کہ بڑا یہ عیار بد قسمت تھا جو چلا گیا نہیں تو میں سب کچھ دیتا جب افسوس کر چکا
غور جو کیا تو صندوقچہ سحر بھی نہیں پھر تو بوکھلایا اور بد حواس ہوکر باہر آیا پکارا کہ وہ لیگیا ملازمین بھی کچھ
اس جملہ کو نہ سمجھے مگر اُسکے کلام کی پیروی کرنے لگے یعنے سب یہی کہنے لگے کہ ارے وہ لیگیا ارے

وہ لیگیا کوئی یہ نہین کہتا کہ صندوقچہ لیگیا سالار جدھر دوڑا جاتا ہی اُسی طرف سب جانتے ہین اور لیگیا لیگیا کا غل مچاتے ہین برق نے جو غلغلہ سنا جلد لشکر سے باہر نکل گیا اور وہ مقام کوہستان تو تھا ہی یہ ایک درہ کوہ مین جاکر چھپ رہا وہان بھی غل سُن رہا ہے کہ لینا گھیر نا گرفتار کرنا ظالم نے بڑا غضب کیا کہ لیگیا یہ تو غار مین کوہ کے مخفی ہے مگر ضرغام سے جو کہ آیا تھا وہ بھی اسکے پیچھے لشکر مین آیا تھا اُسنے بھی یہ ہنگامہ دیکھا اور برق کو بھاگتے صندوقچہ لیے دیکھکر اسکو بھی دل لگی سوجھی اور سوچا کہ یہی موقع ہے اِس بیوقوف سپہ سالار لشکر کے مار ڈالنے کا یہ سمجھکر اپنی صورت تنہائی مین جاکر برق کی ایسی بنائی اور ایک طرف سامنے سے ساحرون کے بھاگ کر چلا سالار نے دوڑ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو میرا صندوقچہ کیون لیگیا مین نے تیرے ساتھ کیا بُرائی کی تھی مین بلکہ ارادہ رکھتا تھا کہ تجھے زر و گوہر کے کئی صندوقچے دون اب اس صندوقچہ مین جو تو لے گیا ہے کچھ زر و جواہر نہین ہے صرف سحر کرنے کا نسخہ ہے وہ مجھے دیدے اور مجھسے اُسکے عوض مین بہت سا کچھ مال لے مین تجھکو ضرر نہ پہونچاؤنگا اور بہت کچھ دونگا برق نقلی نے جواب دیا کہ تو بڑا بیہودہ ہے کیا صندوقچہ اور بالفرض اگر مین لے بھی گیا ہون تو کیا دینے کے واسطے لے گیا ہون جا اپنا کام کر ہم جو لے گئے وہ لیگئے اب نہ دینگے سالار نے یہ سُنکر ایسا سحر پڑھا کہ ضرغام کے پاؤن زمین مین دھنس گئے اور زمین نے ایسا فشار دیا کہ بیقرار ہوگیا اور کہا اے سالار کیا چاہتا ہے کیا ہے اُسنے کہا صندوقچہ دیدے اسنے جواب دیا کہ ایک شرط سے دینے مین صندوقچہ غار مین ایک پہاڑ کے رکھ آیا ہون اگر تو اکیلا میرے ساتھ چلے تو دیدون کیونکہ ہم لوگون کے رہنے کی جگہ ہے اگر ہر ایک دیکھ لے گا تو بُرا ہے اسلیے تجھکو تنہا لیے چلتا ہون سالار نے یہ سُنکر وہ سحر کرکے اسکو زمین سے چھڑایا اور بولا کہ اچھا چل مجھ کو دے افسران لشکر نے عرض کیا کہ یہ مکار ہے آپ تنہا نہ جائیے سالار سمجھا کہ تو سپہ سالار ہے اگر جانے مین تامل کریگا فوج کے سردار بظاہر تو مانع ہین لیکن دل مین سب بودا جانینگے یہ سمجھکر کہا نہین مین جاؤنگا کیا کچھ حلوا ہون جو کھالے گا یہ کہکر ساتھ ہوا ضرغام اسکو لیکر کوہستان مین آیا اور اس حماقت زدہ کو از بسکہ دق کرکے مارنا منظور تھا بدین سبب یکایک بیہوش نہ کیا لیکر چلا اسکو جاتے دیکھکر برق جو غار مین تھا اُسنے بھی دیکھا اور ایک ضعیفہ کی ایسی صورت بنکر یہ بھی بطور مخفی اُنکے پیچھے چلا غرض جب کوس بھر

راہ سلطے کی اسوقت سالار نے پوچھا کہ اے برق وہ مقام کونسا ہے جہان صندوقچہ رکھ آیا ہے
اگر بہت دور تھا تو وہان کہا ہوتا کہ مین سوار ہو کر آتا ضرغام نے کہا مین کچھ نشہ مین تھا جب صندوقچہ
رکھنے آیا تھا اب جگہ یاد نہین آتی جہان کہا ہے اُس جگہ رکھا ہے اُس جگہ کو بالکل بھول گیا ہون چلیے
ڈھونڈھتا ہون اگر مل گیا تو مال آپ کا نہین تو مال ہمارا جب یاد آئیگا جب آ کر لیجائین گے
اسوقت ہم آپ دونون مجبور ہین سالار کو اس تقریر سے غصہ آیا کہا اگر صندوقچہ نہ دیا تو مار ہی ڈالونگا
ضرغام بولا کہ ہان یہ تو ہونا ہی ہے اگر نہ ملا تو مار ڈالنے کے سوا اور کیا ہے اچھا چلیے تو آئیے
سمجھ لیا جائیگا وہ ناچار اور تھوڑی دور گیا پھر اُسنے استفسار کیا اب کہان ہے اُسنے کہا آج مجکو چھوڑ دیجیے
مین اپنے گھر جاؤن کل جب حواس میرے درست ہون گے تو آ کر ڈھونڈھونگا سالار نے غضب مین آ کر
کہا ابے کیون باتین بناتا ہے مین ایک گھونسا مارونگا تیرا دم نکل جائے گا ضرغام نے ہنسکر
جواب دیا کہ چلو اچھا ہی ہماری جان گئی تمھارا مال گیا یہی سہی سالار گھبرایا گویا ہوا کہ بھائی بتا دو کیون
دق کرتے ہو ضرغام نے کہا اچھا جو صندوقچہ لینا ہے تو چپکے چلے آؤ ناچار وہ پھر ساتھ چلا جب کچھ
گیا تھک کر بولا کہ کیون تو بتائیگا ضرغام نے کہا بتاتے ہین مرا کیون جاتا ہے اُس نے کہا
تو یون نہ بتائے گا ضرغام نے کہا تو بھی یون پوچھنا نہ چھوڑیگا جبتک کہ سزا نہ پائیگا سالار بولا کہ ہٹ
مار ڈالون ضرغام نے کہا کیون یہی بات ہے کہ ناک کاٹ لون سالار بہت ہی خفا ہوا لیکن غرض
بہت بُری ہے جانتا ہے کہ اگر صندوقچہ نہ ملا تو صنعت کہیگی کہ جاتے ہی حربہ سحر کا چھنوا دیا فوج والے
بھی ہنسینگے کہ واہ ایک عیار سے صندوقچہ نہ لے سکے لہذا یہان سے خالی پھر کر جانا بڑی غیرت کی بات ہے
جس طرح سے بنے لینا چاہیے یہ سوچ کر پھر کچھ میل کی باتین کرنے لگا اور کہا بھائی آخر وہ
تم کیون نہین دیتے ہو مجھسے جو کچھ کہو وہ مین دون اُس صندوقچے کے لینے سے تمھارا کچھ بھلا
ہوگا ضرغام نے کہا ارے میان دینے ہی کے لیے تمھین لائے ہین یا اور کسی کام کو مرد آدمی
ہم خود حیران پھر رہے ہین چلو ڈھونڈھے دیتے گھبراتے کیون ہو غرض اسی طرح اُسکو لیے لیے کوسونکا
چکر دیا کہ پاؤن اُسکے سوج گئے تھے تھک کر بیٹھ گیا ضرغام نے کہا آپ بھی تھک گئے اور مین
بھی بہت ہلاک ہوا اب آج معاف کیجیے کل مین خود آپ کے لشکر مین لیکر صندوقچہ آؤنگا یہ
کہکر اُٹھا کہ چلا جائے سالار کو تاب نہ آئی سحر پڑھکر اُسنے دستک دی کہ

ضرغام کے پانوؤن زمین نے پکڑ لیے اور وہی کیفیت سابق مین لاحق ہوئی تھی اب بھی طاری ہوگئی اور
سالار نے جھولے سے سحر کے منقل آتش نکال کر کوئلے سلگائے پھر خنجر کھینچکر چلا کہ تیری بوٹیون کے
کباب لگاکر کھاؤنگا یہ کہکر چاہتا تھا کہ بوٹے کاٹے اُسوقت برق جو بڑھیا بنکر چھپا ہوا تھا سب ماجرا
دیکھتا تھا یکایک ایک صندوقچہ لیکر ظاہر ہوا اور غل مچاتا ہوا اسکی طرف چلا کہ آگ لگا دون تیرے صندوقچہ
کو بھاڑ مین جائے موے تو جہنم کا کندہ ہو میرے بچے کی جان ہے تو سب کچھ ہے تو نے میرے
فرزند کو کیا سمجھ کے باندھا ہے صدقہ کرون بھڑ دے لے اپنے صندوقچے لے ضرغام یہ باتین سُنکر پہچان
کہ برق ہے مگر سالار کے دھوکا دینے کو کہا کہ غضب پڑے اس بڑھیا پر کمبخت صندوقچہ دیے دیتی ہے
مین اپنی جان دیتا اور صندوقچہ نہ دیتا سالار نے کہا یہ تیری کون ہے اسنے کہا ہملوگ یہان مسافرانہ
وارد ہین یہ بڑھیا کوہستان مین رہتی ہے ہمنے اسکو مان کیا ہے جو لاتے ہین اسکے پاس رکھواتے
ہین یہ بھی ہمکو روٹی پکا دیتی ہے اور اسیجگہ رہتی ہے اِسوقت کسی کام کو نکلی ہوگی مجکو دیکھ کر صندوقچہ
لائی ہی مین جانتا کہ یہ دیدیگی تو اسکے پاس نرکھواتا اسی گفتگو مین بڑھیا نے قریب آکر کہا اے ظالم
لے اپنا صندوقچہ لے سالار نے کہا یہ میرا صندوقچہ نہین ہے بڑھیا نے کہا تو میرا گھر سامنے ہے وہان بہت
سے صندوقچے رکھے ہین تو اپنا چلکر پہچان لے سالار سمجھا کہ یہ عیار ہین نہین معلوم کتنا مال اس بڑھیا
پاس رکھوایا ہو ذرا چلکر دیکھ تو کہ کیا کیا ہے یہ سوچکر بڑھیا کے ساتھ چلا اور ضرغام کو بھی ہمراہ لیلیا
سامنے جو درہ تھا وہان آئے بڑھیا نے کہا ادھر دیکھ وہ میرا گھر ہے اسنے پھر کر دیکھا ضرغام پیچھے
تھا اُسنے کمند ماری یہ گھبرا کر پھر بڑھیا سامنے تھی اسنے منہ ادھر ہوتے ہی حباب بیہوشی مارا کہ یہ چھینک
مار کر گرا بڑھیا یعنی برق نے سر کاٹ ڈالا غل و شور تاریکی ہوگئی اور لاش اسکی بگولے اُڑا کر
لے گئے ضرغام و برق صندوقچہ لیکر بھاگے اور اپنے لشکر مین آئے مہرخ سے سب حال کہا تمام
سردار سالار کے چکر دیکر پھرانے پر خوب ہنسے پھر عیارون کو خلعت دیا ادھر صنعت اپنی بارگاہ مین
مع تمام ساحران نامی کے بیٹھی تھی کہ لاش سالار کی سامنے آکر گری اور پیرون نے حال اسکی مرگ کا
بیان کیا صنعت نے لاش تو اٹھوا دی اور آپ اڑکر چلی بارگاہ مہرخ مین سب بآرام بیٹھے ہین کہ
یکایک سر بارگاہ پر آفتاب چمکا سبکی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی تو دیکھا ملکہ صنعت برابر
مہرخ کے تخت پر بیٹھی ہے اور سراپا غرق دریائے جواہر ہے ہرچند کہ سن زیادہ ہے مگر بزور سحر کم سن بنی ہے

اس طرح کا حسن و جمال رکھتی ہے کہ گویا شب اول کی بنی ہے **ابیات**

نغولہ بستہ بر لالہ ز عنبر	ز گوش آویزہ کردہ لولوی تر
نہادہ عقد گوہر بر بنا گوش	کشیدہ قوس مشکین گوش تا گوش
کلاہ لعل بر سر کج نہادہ	گرہ از کاکل مشکین کشادہ
ز اطراف کلہ ہر تار کاکل	چنان کز زیر لالہ شاخ سنبل
بہ بر کردہ قباہائے قصب رنگ	چو غنچہ نازک و چون نیشکر تنگ

غرضکہ اسنے **مہرخ** کا ہاتھ پکڑکر کہا سن اے **تکرام** سالا جیسا سحر جانتا تھا ایسے سحر میری ادنی کنیز جانتی ہے اور **برق** سے کہا کہ تونے جاکر جو اسکو مارا اور صندوقچہ لے آیا کیا اسی صندوقچے پہ خانہ ہوگیا اے بیوقوف یہ بھی میرا ادنی سحر تھا اب تو لشکر مین آنا مین ایسے ہی صندوقچے تجھکو بہت دونگی اور ایک سپہ سالار کے مارے جانے سے کیا ہوتا ہے ایسے بہت میرے نوکر ہین اچھا اب تو صندوقچہ تو اٹھا برق نے اسکے کہنے سے صندوقچہ اٹھایا وہ اس طرح ٹوٹ گیا جیسے حباب پھولتا ہے **صنعت** ہنس پڑی اور کہا ساری محنت تیرے چرانے کی اے برق برباد گئی یہ کہکر **مہرخ** کو بہت کچھ سمجھایا جب اسنے کچھ جواب دیا اسنے کہا خیر معلوم ہوا کہ یون نہ مانوگے اچھا مین جاتی ہون جسکو میرا سامنا کرنا ہو وہ روکے کسی ساحر نے اسبات کا بھی جواب نہ دیا لیکن **برق** نے کہا ہم بر سر میدان تجھ سے سمجھ لینگے گھر مین آئے ہوے کو نہین ستاتے **صنعت** نے کہا کہ کچھ ہو تو نہین سکتا گھر آئے کا بہانہ بس تمھاری حقیقت دیکھلی ایک سحر مین تم سبکو غارت کردونگی برق نے کہا تو کیا ہماری حقیقت دیکھے گی ہم تو **افراسیاب** سے لڑتے ہین تیری کیا اصل ہے **صنعت** نے یہ سنکر خندہ دندان نما کیا اور انگڑائی لی پھر آفتاب چمکا اب جو دیکھا تو صنعت نہین ہے اسکے جانیکے بعد گھڑی بھر تک سب سردار سناٹے مین رہے پھر جو حواس درست ہوے **مہرخ** سے برق نے کہا آپکو یہ بدحواسی بجا ہے ایسی ایسی باتین بہت سی آئین گی یہ سب سمجھ لو کہ **افراسیاب** سے بڑھکر اس طلسم مین کوئی نہین اور اس سے لڑنا ہی پھر ہر ایک سے ڈرنا کیا ہے **مہرخ** نے کہا کہ یہ اسکے سحر کا باعث تھا کہ ہم ششدر ہوگئے تھے ورنہ جان دینے کو آمادہ ہین وہ مالزادی کیا ہے اسکے دیوے نذر دینگے ہان سحر مین اسکی برابری نہین کرسکتے **برق** نے کہا خدا مالک ہے یہ کہکر مصروف میخواری ہوے

ادھر جو اسپسان لشکر حیرت خبر دریافت کرکے گئے اور بعد عرض صفت شاہی التماس پذیر ہوے کہ صنعت سے بارگاہ مخالف مین ایسی گفتگو ہوئی اور سالار مارا گیا حیرت نے خبر سنکر کہا اب بڑی لڑائی ہوگی کیونکہ ملکہ صنعت شہنشاہ سے کچھ کم نہین ہے اور بزرگ ہے بادشاہ کی یہ کہکر ایک نامہ خود اونکی طرح لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ آپ بارگاہ مخالفان مین گئین مگر مین ہمہ تن چشم براہ انتظار حضور ہون یہان تشریف نہ لائین لازم کہ بفور ملاحظہ عریضہ قدم رنجہ فرمائیے یہ نامہ طائر کو دیا کہ لیجائے پھر سوچکر دو جادوگرنیون کو دیا کہ تم جاؤ اور ملکہ کو باعزاز لے جاؤ جادوگرنیان نامہ لیکر چلین ہلکارے لشکر مہرخ کے خبر انکے جانیکی لیکر اپنی بارگاہ مین گئے اور سب کیفیت بصد ادب معرض بیان مین لائے مہرخ نے آنا صنعت کا سنکر کہا خدا خیر کرے اب وہ آئیگی تو جنگ آغاز ہو جائیگی برق نے کہا اے ملکہ ہم بھی صنعت کی بارگاہ مین جاتے ہین اور کچھ تدبیر کرتے ہین مہرخ نے کہا اے مہتر خدا کو مان کے ایسا قصد نفرمایئے برق نے کہا ہم بغیر فتح طلسم باز نہ آئینگے چاہے جان جائے یا رہے یہ کہکر اٹھا مہرخ کو تاب نہ آئی دو پتلے آردماش کے بزور سحر بنائے اور ان مین پر بٹھا کر اوڑا دیئے کہ جاؤ اور بطور مخفی برق کے رہکر ان کے حال کو دیکھکر ہمکو مطلع کرتے رہو پتلے اڑکر عقب برق روانہ ہوے یہ تو سب جاتے ہین لیکن آحال حیرت

اشتمال مسافران بادیہ طلسمات نور افشان کا ذکر کیا جاتا ہے

داستان سوختہ کار رہبرای منازل طلسمات و سیاران دشت عجائبات کا

طلسم کوکب مین اور خبر سنکر کوکب کا مرزبان فرزیر کو بہر استقبال بھیجنا اور اور لیجانا اسکا باعزاز تمام عمر کو قلعہ ہفت رنگ مین اور ملاقات ہونی برق شمشیر زن سے اور دعوت کرنا اسکا خواجہ کی اور رکھنا اپنے ملک مین اور نامہ لکھنا افراسیاب کا کوکب کو عیار فرنکا اس نامہ کو راہ مین مار ڈالنا پھر برق کا جانا طلسم آئینہ مین اور ابرج پر عاشق ہوکر لوح طلسم مذکور دلا دینا اور فتح کرنا ابرج کا طلسم کو اور پلٹ کر جانا لشکر مین اپنے مارنا ملکہ نازک چشم کو اور سوفار کا نذر سے مسلمان ہوکر دغا کرنا پھر مارا جانا امیر کے ہاتھ سے

لمؤلفہ

لگا ساقیا بزم دعوت کے خوان | کہ میخوانے مین آئے ہین مہمان
پلا آفتابی ڈھلتا ہے دن | جوانی کہان اور کہان پھر یہ سن
زمانہ خزان کا گیا ساقیا | چمن مین ہنسنے ساری گل کھلکھلا
ہم بلبل و گل مین ہے ارتباط | بسے بوی گل سے یہ کتنا رباط
سیہ رنگ سوسن کی ہے یہ بہار | کہ جیسے سواد شب زلف یار
بھرے یون ہین شبنم سے گل کے ایاغ | کہ جیسے چڑھائے ہین گھی کے چراغ
بہار آئی گلشن مین مہمان ہے | شہ گل کی دعوت کا سامان ہے
صبا تہنیت لائی ہے بار بار | شہ گل کے آنے کا ہے انتظار
یہ ہے گلشن دہر مین انتظام | کہ ہین سرو استادہ مثل غلام
یہ تاکید گلشن مین ہر سمت ہے | نہ سنبل پریشانی ظاہر کرے
نگہبانی گلشن مین نرگس کرے | گل اشرفی کا خزانہ کھلے
لیے ہاتھ مین ساغر لالہ فام | بنے لالہ ساقی گری مین غلام
چمن مین ہوا اس طرح سبزہ اگا | کہ فرش زمرد ہو گویا بچھا
جوانان گلشن کرین اہتمام | سمن نسترن ہون کنیزین تمام
ہوا پھر جوان موسم روزگار | چمن مین ہوئی آکے مہمان بہار
قبا ارغوانی کیے زیب بر | شگوفے کا سر پر رکھی تاج زر
شہ گل بصد جاہ خندہ زنان | ہوا تخت گلشن پہ جلوہ کنان
لگے ناچنے طاؤس سب | ہوئین بلبلین نغمہ خوان طرب
یہ کہنے لگا ہاتھ اٹھا کر چنار | بہ فیض ہوا و بہ فضل بہار
خدایا شہ گل رہے خندہ زن | رہے زیر فرمان یہ تخت چمن
مجھے بھی تو لے ساقی خوش لقا | شراب مصفا کا ساغر پلا
لگا گشتی ہے کو دعوت مین آج | کہ مہمان ترا رند ہو خوش مزاج
اگر جام سے ایسا دے ساقیا | کہ جمشید ہون اپنے ہین وقت کا

خطِ جام بھی ہو خطِ جامِ جسم
عیان جس سے نیرنگ ہو دمبدم

پلا ایسے ساغر مجھے سر بسر
کہ سیر ہفت کوکب کی آئے نظر

کرین جام مے دل مین پیدا ترنگ
کہ ہے دیکھنا قلعۂ ہفت رنگ

بیا حبا ازخویش مستی گزار
لکھے قصۂ نغز نادر نگار

زنقاش اُستاد فرخ رقم
چنین مے نگارد و بسیر قلم

مہمانان کاشانۂ عشرت و خوشہ ربایان خوانِ پر الوان مسرت و چاشنی یابان کلامِ نمکین و ذائقہ گیران طعامِ مضامین میزبان خامۂ رنگین بیان سے مہمان سرائے خیال کو نعمت خانہ صفحۂ حال پر اسطرح بچھاتے ہین اور شیرین زبانی سے خانۂ قرطاس مین دعوتِ مضامین یون فرماتے ہین کہ جب مسافران جادو عجائبات بعد فرحت و سرور یعنی عمر و مخمور غار سے نکلکر روانہ ہوے آب نو پیتے اور جا بجا نوملاحظہ کرتے جنگل بیابان کف دست میدان ہوگئے مکان طے کرتے ایک صحراے پر فضا کے قریب پہونچے عمر نے مخمور سے پوچھا کہ کوکب کا باغ سیب کتنی دور ہے مخمور نے جواب دیا کہ خدا اس مرحلے سے بچائے تو پہونچے ہین اس منزل سے گذر کر آگے جا سے سرور ہے یہ کلام کرتے جب اور آگے بڑھے دشت سبزہ زار نظر آیا سراسر اس بیشے کو نمونہ بہشت برین پایا دوب سفید رنگ کوسون تک جمی تھی زمین سونے چاندی کی گنگا جمنی گویا بنی تھی چشمہ پانی سے لبریز نہرین لطافت خیز اگر دشت کی سرسبزی خضر کو نظر آئے اسکے عشق سکونت پر زہر کھائے اگر زہر سے پانی کی صفائی سکندر دیکھے اب غیرت مین ڈوب کر کبھی آئینہ پر نظر نہ کرے صورتگری مصور بہار سے نگارخانہ صحرا مین تصاویر بوقلمون گلہاے خوشرنگ کھنچی تھین گلزار ارژنگ چین کو رشک سے شرمندہ بناتی تھین گل بوٹے زمین سے اسطرح اُگے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قالین گلدار کشمیری کوسون تک بچھے تھے ابر بہاری کا شامیانۂ زنگاری تنا تھا بجلی کا چمکنا جھالر کا مقیش و مروارید کا ہلنا معلوم دیتا تھا درختون کی بیلین زلف سبز رنگان و مہر کو شرماتی تھین کلیان پھولون کی وہان معشوقانِ چمن و چگل کو دہن دریدہ بتاتی ہین ساون پھولی تھی کلغا لگا تھا بہار لالہ و گل نے دشت اخضر کو فلک مریخ بنا دیا تھا آتش گل کا تھا دھوان بلند تھا سقف گردون مین کاجل پار کر چشم رقاصۂ فلک ہوا لگا نہایت پسند تھا ہر سمت کو ہسارے آب تشار ہو نا جدول انہار کے کنارے

کنارے سبزے کا لہلہانا عجب لطف دکھاتا تھا وہان کے خوشنونکو فلک مینا فام سنبلہ کی چوٹی سمجھ کر سر پر چڑھانیکو جھکا تھا یا دامن پھیلا کر زیور زہرہ کے لیے پھول چننا چاہتا تھا کہ بموجب نظم

لہلہانا سبزۂ نوخیز کا	اور چلنا باد عطر آمیز کا
ہر طرف باد صبا کا گھومنا	اور وہ سرو سہی کا جھومنا
جلوۂ مستانۂ موج نسیم	ابر سے برسائے تھا دُر یتیم
گو ہوا مین جلوہ مستانہ تھا	ابر مین انداز معشوقانہ تھا
شوخی ابر بہاری کیا کرون	فرش گل پر وُر نثاری کیا کہون
ہر طرف سے تھا عیان جوش بہار	ہر شجر پر گل ہر اک برگ و بار

غرض عمرو نے کہا یہ صحرای پُرفضا لائق دید ہے مگر ٹھہرنا یہان عقل سے بعید ہے کیونکہ یہ سرحد طلسم کا صحرا ہے اور فیل کمر جادو نام ایک ساحر یہان رہتا ہے اس جنگل کے آگے عین ڈانڈی پر میری مادر گرامی قدر اسرار جادو نام رہتی ہے اُسکے مکان کے بعد پھر عملداری کوکب کی ہے مان میری مجھسے بہت خفا ہے افراسیاب اُسکو ایسا معتبر اور خیرخواہ جانتا ہے کہ سرحد پر اُسکو مقرر کیا ہے جب تک مادر میری راہ نہ بتائیگی طلسم سے نکلنا اور غیر طلسم مین جانا کبھی نہوگا کوئی تدبیر سوچیے اور میری مادر کو راضی کیجیے یہ باتین کرنے چلے تھے کہ دہنی جانب سے نعرہ کی صدا آئی اور کسی نے پکار کر کہا کہ آری او لکانہ گیسو بریدہ تو نے بڑا ستم ڈھایا جو اس ورد مکار گنہگار شاہ جادوان کو یہانتک پہونچایا اب بموجب بیت اہل کہ باجوے ہلاکت نہادہ + باور مکن کہ سر بسلامت برون بری + میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے عمرو نے جو یہ للکارنا سنا مڑ کر دیکھا ایک ساحر فیل سر کو آتے پایا کہ چہرہ اُسکا بالکل ہاتھی کا ایسا تھا ناک مثل خرطوم کے لٹکائے دو دانت بھونڈے سے ملے ہوئے منہ سے باہر سے جوڑے فولادی چڑھی مثل دندان فیل بہت بڑے تھے فیل فلک سامنے سے اُسکے گریزان تھا اسد چرخ اسکی مہابت و شوکت سے بھاگ کر گوشۂ افلاک مین پنہان تھا کہ بمقتضاے ابیات

سرش چون سر پیل و مویش دراز	دہان پر ز دندانہا چون گراز
دو چشمش سفید و لبانش سیاہ	نغش را نشاید کردن نگاہ
ہمہ کارہاے شگرف آورد	چو خشم آورد باد و برف آورد

عمر نے اُسکو آتے دیکھکر چاہا کہ بھاگے کلیم اوڑھ لے لیکن ہاتھ پانون بھول گئے کھڑا رہگیا اُسنے سحر سے بحیس و حرکت کردیا مخمور نے بچالا کی ایک گیند سحر کا نکالکر مارا فیل سر نے جادو پڑھکر دستک دی کہ گیند الٹا پھر کر اُسیکے لگا مخمور بیہوش ہوکر گرپڑی اُسنے آکر بزور سحر دونون کو پکڑ لیا اور مخمور کو ہوشیار کرکے کہا کہ کیون اے شوخ چشم شہنشاہ نے تیرے ساتھ کیا بُرائی کی تھی جو تو عمر کی شریک ہوگئی مخمور نے جواب دیا کہ کیسا عمر تو کیا بکتا ہے مین فرط محبت سے اپنی مان پاس آئی ہون اور اُسیکو تلاش کررہی تھی کہ تو نے گرفتار کرلیا دیکھ تو موے میری مان کیا تُرا حال کرتی ہے تو نے مجکو بے وارث سمجھا ہے فیل سر یہ سنکر ہنسا اور کہا او چھوکری تجھکو دم دیتی ہے ارے تیرا حلیہ سرکار سے جاری ہے نامی ہم محافظان صحرا و دریا لکان و ربند کو پہونچ چکے ہین کہ مخمور لیے ہوے عمر کو طلسم نور افشان کیطرف جاتی ہے کوئی اسکو پاے گرفتار کرکے لاے سرکار سے انعام ملیگا لہذا اب تو تو بچیگی مین تیرا سر کاٹکر لیجاؤنگا مخمور نے کہا اگر تو جانتا ہی کہ مین مسلمان ہون تو الحمد اللہ بیشک نور ایمان رکھتی ہون تجسے جو کچھ ہو سکے قصور و کوتاہی نکر خداے ما بزرگ است فیل سر اس کلام سے اور زیادہ خفا ہوا اور دونون گھسیٹتا ہوا لے کر چلا یہ دونون بلبلا کر رجوع قلب سے درگاہ حق سبحانہ تعالی مین فریاد کرنے لگے کہ نظم

اے تسلی دہ دل پُر درد — اے طلا ساز رنگ چہرۂ زرد
معرفت تیری کس طرح ہو بیان — عقل کل تنگ ہے اسجگہ ناوان
تو جو چاہے محال ہو ممکن — دن تو ہو رات اور رات ہو دن
شجر شمع نخل باغ بنے — ہر شرر لعل شب چراغ بنے
جوے تصویر سے روان ہو آب — کرم شب تاب ہو خور شب تاب
اس بلا سے ملے نجات ہمین — کیون نہ کافی ہو تیرے ذات ہمین

کچھ ہی دور وہ ساحر اُنکو کشان کشان لیگیا تھا کہ دعا اُنکی درگاہ رب العزت مین قبول ہوئی یعنی باور مخمور جو اسجگہ سحر آگے رہتی ہی ایسی ساحرہ ذی بدل ہے کہ سرحدی فنا دکوکب سے جو کبھی آتا ہے اسکا تفصیل کرنا شاہ جادوان کیطرف سے اسکے متعلق ہے علم کہانت مین یکتاے روزگار ہے سحر مین جمشید کی یادگار ہے وہ پہلے ہی واقف تھی کہ دختر میری فلان وقت عمر کو لیکر یہان آئیگی اور طلسم سے باہر جانا چاہیگی پس جب وہ دن آیا تو اپنی جگہ سے چلی کہ دختر کو گرفتار کرلاؤن اور عجب کر

عمر سے اُسکو چھڑا دُون شہنشاہ ساحران سے خطا معاف کرادُون فی الحال تلاش کنان اُدھر نکلی کہ فیل سر ان دونون کو لیے جاتا تھا اور ظلم کرتا تھا اُسنے دختر کو اس حال خراب سے اسیر و دستگیر دیکھکر رو دیا محبت مادری نے دل مین جوش مارا برابر اُس جادوگر کے آئی اور گویا ہوئی کہ اے اس نالائق کو کہان لیجائیگا یہ دختر میری ہے اسکو مجھے دے کیون کہ اس بدنامی کو مین ہی سمیٹ سکتی ہون اور دوسرے کو اسکے قابل نہین جانتی اُس ساحر نے کہا اے ملکہ مجھکو نامۂ شاہ جادوان یا ہمراہ اسکے قتل کرنیکو شاہ نے تاکیداً تحریر فرمایا ہے مین سر انکے کاٹ لیجاؤنگا تمھین نہ دونگا کہ تم اسکی مادر ہو قتل نکرو گی مفت مین بدنامی ہوگی اسرار نے بغضب کہا کمبخت شامت آئی ہے مجھپر بھی حکومت کرتا ہے موئے پاجی اپنا پاجی پن جتاتا ہے تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ میرا مقابلہ کرے اور میرے کہنے کو نمانے ارے جنگلی ریچھ تجکو ہماری اطاعت کا شہنشاہ نے حکم دیا یا خود مختار کیا ہے فیل سر نے کہا خیر خواہی کے وقت ادنی اور اعلی سب یکسان ہین جو کام جس سے بن پڑے وہی عالیشان ہے اسرار نے ہنسکر کہا کہ خوب بمصداق فرد این ندانست کہ قدر ہمہ یکسان نبود + زاغ را مرتبہ مرغ خوش الحان نبود + تیری قضا آئی ہے یہ کہکر جھولے پر سحر کے ہاتھ ڈالا فیل سر خرطوم کا گھونسا بنا کر حملہ آور ہوا وہ فوراً زمین مین سما گئی فیل سر نے اُسجگہ جہان کہ سمائی تھی ایک ٹکر ماری زمین سے ہزارہا شرارہ پیدا ہوا اور چار طرف آتش پھیلنے لگی مگر اسرار اُسکی پشت پر زمین سے نکلی اور ایک گولا سحر کا اس زور سے مارا کہ اُسکے سر پر پڑا توڑ کر پار نکل گیا اور وہ چنگھاڑ کھا کر زمین پر گرا ہزارون شعلے سر سے نکلے صحرا مین آگ لگی وہ کافر سرد ہو گیا غل و شور تاریکی ہوئی صدا آئی کہ مارا فیل سر جادو کو بعد اس ہنگامے کے لاش اُسکی پیر اُڑا کر سمت شاہ طلسم لے گئے اور مخمور و عمر چھوٹے مخمور چھوٹتے ہی ان کے قدم پر گری اور عمر بھی ہاتھ پھیلا کر ملنے بڑھا اسرار کو کچھ نہ بن پڑا بیٹی کو چھاتی سے لگایا اور عمر سے ہاتھ ملایا رونے لگی اور گویا ہوئی کہ بیٹی اچھا نہ کیا جو شہنشاہ ایسے مالک کو چھوڑا اُس نے تجھکو ملک و مال دیا تھا بڑا رتبہ کیا تھا اب یہ خاک چھانتے پھرنا اچھا معلوم ہوتا ہے مخمور نے کہا امی جان کے سر کی قسم مجھکو بھڑوے افراسیاب نے چھالا لگایا اور ایسا مارا کہ سارا جسم میرا افگار ہو گیا تھا اب تک درد ہوتا ہے میری خالہ جان آپ کی بہن ملکہ نسترن مجھکو لیکر بھاگین اور لشکر عمر مین لے آئین نہین تو وہ موا جان سے مار ڈالتا پھر اس صورت مین میری کیا خطا ہے تو

یہ ہو کہ عمر نے میری جان بچائی ورنہ ہلاک ہو چکی تھی اسرار نے کہا یہ کیفیت سب سُن چکی ہوں اچھا بیٹی جو تقدیر
کا لکھا تھا وہ پورا ہوا جو کچھ تو نے کیا وہ اچھا کیا یہ کہکر عمر سے بطور بزرگانہ سفارش بنسبت مخمور کے
کرنے لگی کہ خواجہ یہ چھوکری بالکل بیوقوف ہے اور دنیا کا اونچ نیچ کچھ نہیں جانتی کمبخت ابھی ہیں
اپنی ایڑی دیکھکے کہتی ہوں چودھویں تو برس میں ہے ثابت سحر پڑھنا بھی نہیں آتا ایک بار جو
میرے یہاں آکر رہی تھی تو روز صبح کو روٹی رو کر مانگتی تھی آپ اِسکو اپنی کنیز سمجھکر حفاظت میں رکھیے
اور دنیا کا نشیب و فراز سمجھا کر اِدھر اُدھر پانؤن نہ پڑنے دیجیے گا میں بموجب محبت ہے سوا
دل سے بھی یہ دختر عزیز + آپ اسکو جانیے اپنی کنیز عمر نے کہا اے ملکہ یہ میری دختر کے برابر ہے
بجائے فرزند کے اسکو میں جانتا ہوں تمہارے کہنے تک کیا ہے جو مجھسے اسکی خدمت ہوگی بجا لاؤنگا
اور ہر حال میں اِسکا شریک رہونگا اسرار نے کہا کیا کہیے میں آپ کو اپنی جای سکونت پر لے چلتی
اور دعوت کرتی مگر موقع نہیں ہے کیونکہ لاش فیل سر کی خدمت شاہ طلسم میں جائیگی وہاں سے
بازپرس ہوگی اب میں بھی کہیں چھپ رہوں گی اور اِنشاء اللہ آپ کے لشکر میں موقع پاکر پہنچ جاؤنگی
یہ کہکر ایک درہ کوہ میں دونوں کو لائی اُس پہاڑ کی خوبی پر روح فرہاد نثار تھی بلندی اُسکی
سر تاج کوہسار تھی شیرین کوہ بیستون کو رو برو اُسکے پشتہ خاک جانیے اُسکی بہار و فضا کے سامنے
لیلیٰ دشت نجد کو جائے ہولناک سمجھ کر حیرت یکے کوہ بودہ سرافراز سحاب + سپہر پست گشتی
ز رفتار آب درہ کوہ میں ایک دریا جاری تھا پانی اُسکا سات دھاریں سبز و سرخ و سفید
و سیاہ وغیرہ رنگ کا بہتا تھا مخمور نے خواجہ دریاے ہفت رنگ یہی ہے کہ تمام طلسم کے گرد
بہا ہوا ہے اُسکے اُس پار بیابان ریگستان ملیگا پھر مکان لوح دار جادو کا پڑیگا مگر اس سمت کو یہ دریا آگے
بڑھکر بہا ہے وہ تمام مقام طلسم ہوش ربا کا ہے اور اس جگہ جو ہم آئے ہیں تو اس لیے کہ پار
دریا کے عملداری کوکب کی ہے وہ ہمکو بلا لیگا اگر خدانخواستہ اُسنے ہمکو طلب نہ کیا تو بیابان
ریگ وغیرہ طے کرکے بعد اسکی سرحد سے گذر کر پھر بھی دریا ملیگا اور ہمکو دوبارہ اترنا ہوگا یہ
جگہ بہت نزدیک کی ہے اور آسان گذار ہے اور سمت سے گذرنا بہت دشوار ہے اور اس
گھاٹ کو بھی ہم ہرگز نہ پاتے اگر ملکہ اسرار جادو موافق نہ ہوتیں یہ باتیں کر رہے تھے کہ اسرار
نے بڑی دیر تک سحر پڑھا ناگاہ ایک کشتی طلائی رشک زورق سپہر دریا سے نکلی اور

آپ سے آپ کنارے آکر لگ گئی اسرار مع مخمور و عمر کے سوار ہوئی کشتی روانہ ہوئی اسوقت ساتون رنگ کا دھارین ہوکر بہنا عجب لطف دکھاتا یہ ظاہر تھا کہ شاہد آب قبای ہفت رنگ متلون زیب بر کیے ہے یا عروس دہر کے رنگنے کو صباغ قدرت نے خم بحر مین رنگ تیار کر رکھے ہین مچھلیان سُرخ رنگ ہین اور سبز مین سُرخ سفید مین زرد زرد مین سیاہ ہر رنگ مین مختلف اللون شناور تھین اِن سے عجائب و غرائب بہارین ظاہر تھین دریا کے اُسطرف درخت لگے تھے اور زمین سُرخ رنگ تھی اور اس طرف جدھر سوار ہوے ہین زمین کا رنگ سبز تھا اسرار نے کہا جو مین نہ ملتی تو آپ کو یہ گھاٹ نہ ملتا کیفیت یہ ہے کہ اس دریا کے ساڑھے تین رنگ افراسیاب کے قبضے مین ہین اور ساڑھے تین کا کوکب مالک ہے پس جہان جہان آتا رہی کی جگہ ہے وہان ایک ایک سردار اِدھر افراسیاب کا اُدھر کوکب کا رہتا ہے اور دریا کے اندر جو ساحر ہین اُس مقام پر کی سردار کی اطاعت مین ہین اسکے حکم سے راستہ دیتے ہین لہذا یہان کی مین مالک ہون سحر پڑھکر کشتی اُسجگہ کے ساحرون سے منگا کر آپکو نصف دریا تک پہونچاتی ہون پھر وہان سے کوکب سردار کو اختیار ہے یہی باتین کرتے ہوے بیچ دریا مین جب پہونچے دیکھا کہ واقعی سات رنگ کے درمیان مین جو رنگ ہے اس مین ایک خط باریک سا نظر آتا ہے گویا ساڑھے تین رنگ ادھر اور اُتنے ہی اُدھر ہین بس اُس خط پاس جاکر ناؤ ٹھہر گئی اور ایک مچھلی نے سر نکالا اسرار نے پکار کر کہا کہ اے ملکہ ماہی پریزاد اِس کشتی کے قریب آئیے تو ایک بات راز کی ہے وہ عرض کردون مچھلی قریب کشتی آئی اسنے جھک کر چپکے سے کہا کہ عمر عیار تمھارے بادشاہ کی طرف سے لڑتا ہے اور چونکہ ہمسری شاہ طلسم ہوش ربا نہین کر سکتا اِسوجہ سے مدد مانگنے تمھارے بادشاہ کے پاس جاتا ہے مین اپنے مطیع ساحرون کو فقرہ دیکر اپنے مقام سے تمھاری سرحد تک لائی ہون اگر کہو تو اُس پار اُتار دون ورنہ تم آپ اِنکو لیجاؤ ٹھہرانا اچھا نہین ہے وہ مچھلی یہ سنتے ہی کچھ سوچی پھر کہا اچھا لیجاؤ اُس پار اُتار کر پھر جانا اور پوچھا یہ دوسری کون ہے اُسنے بتلایا کہ میری دختر مخمور ہے یہی رہبری کرکے خواجہ کو لائی ہے اور اسی کے باعث سے مین نے بھی تم تک عمر کو پہونچایا ورنہ میرا بادشاہ تو اسکے گرفتار کرنے کی تاکید کر رہا ہے مچھلی یہ کل کوائف سنکر غوطہ مار گئی اور کشتی آگے بڑھی یہان تک کہ اُس کنارے پر جاکر ٹھہری اسرار نے کہا خواجہ یہ زمین سُرخ کوکب کے عمل مین ہے اب جائیے اور بروقت ملاقات بادشاہ کوکب میری خیر خواہی

کا بھی حال کہہ دیجیے گا اور تسلیم عرض کیجیے گا عمر و مخمور اُس کنارے پر کشتی سے کود گئے اور اسرار آنا و لیکر پھری دم بھر مین اپنی سرحد پر پہونچکر غائب ہوگئی عمر اُس پار جب پہونچا گویا ہوا کہ بیت الحمد للہ ٹھکانے لگی محنت میری ٭ طے ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری ٭ مخمور ہاتھ پکڑ کر خواجہ کا آگے بڑھی دونون سیر کرتے ہوے چلے کچھ دور گئے تھے کہ ایک بیابان سیب کے درختون کا نظر آیا کہ شجر پُر از اثمار کوسون تک لگے جور خزان و آسیب باغبان سے بری ہرے بھرے مراد مند کی طرح دست دعا اوٹھائے کھڑے تھے سراسر اُن مین بھی تھی بُرائی چھو بھی نہ گئی تھی ہزارون غزالان دشت چوکڑیان بھرتے تھے آب صاف کی ہر سمت نہرین جاری صحرا مین رنگ برنگ کے پھولون کی گلکاری نخل ہر ایک قامت نونہالان دہر کی اپنی راستی کے روبرو خمیدہ پشت بتاتے سیب کے سامنے سیب ذقنان عالم پستان شرم سے چھپاتے کہ نظم

ہویدا آن دل افروز باغ بہشت		چمنہاے او چون چراغ بہشت	
بہر گوشۂ عیشہ و گلستان		زمین سنبل و شاخ لبلستان	

عمر نے مخمور سے کہا یہ کون سی جگہ ہے اُسنے جواب دیا کہ یہی شاہ کوکب کا باغ سیب کہلاتا ہے اسکے آگے بیابان انارستان ہے انار دون کے اندر فوج شاہی ہے اور ان سیبون مین بھی یہی جادوگری ہے ہم تم یہان آئے ہین سو کل یہان کے خدمت بادشاہ مین گئے ہون گے اور جز ہماری عرض کرین گے جیسا حکم ہوگا وہ ظہور مین آئے گا اسی طرح کا ذکر کر رہے تھے کہ ایک جھونکا ہوا ئی سرد کا آیا اور ہر درخت مثل صوفیان باصفا یا بزنگ نوجوان سرشار نشۂ شراب کے جھومنے لگا ہزارہا سیب ٹوٹ کر زمین پر گرا اور اُن مین سے کچھ طائر نکلے اڑ کر ایک ایک سمت کو چلے گئے عمر و مخمور اسی طرح کے عجائب دیکھتے آگے بڑھے یہ تو اس صحرا مین سیر دیکھ رہے ہین لیکن حال کوکب کا سینئے کہ قلعہ طلسم مین تخت شاہی پر جلوہ گر ہے حکیم ندیم مشیران سلطنت وزیران اہبت کا مجمع ہے ہر ایک سردار حاضر ہے اپنے اپنے عہدے پر ہر ایک ساحر ہے وہ وہ جادوگر جمشید کا اُستاد اور سامری کا پیر بیٹھا ہے جو ایک چشم زدن مین قلاب آسمان و زمین ملا دینے کا ارادہ رکھتا ہے دربار معمور ہے رعب و داب کا یہ دستور ہے نظم

ہمہ بیا بیاراستہ گاہ شاہ		نہادہ بسر بر زگوہر کلاہ	

یکے جام یاقوت پُر مے بچنگ ۔ دل وگوش دادہ بآوای چنگ
ہمہ بزمگہ پرز رنگ ونگار ۔ کمر بستہ در پیش سالار بار
ہمہ پہلوانان خسرو پرست ۔ ہمہ بادۂ خسروانی بدست
مے اندر قدح چون عقیق یمن ۔ بہ پیش اندرون دستۂ نسترن
پری چہرگان پیش خسرو بپای ۔ سر زلف شان بر سمن مشکسای
غلامان رومی و چینی ہزار ۔ ہمہ پاک با طوق و با گوشوار
ہمہ بستہ دامن یک اندر دگر ۔ بنزدیک شاہنشہ نامور

بیابان سیب سے جو طائر اُڑے تھے وہ دربار مین آکر حاضر ہوے اور انسان بنکر بعد ادب دعا بادشاہ کو دیکر زمین ادب کا بوسہ لیکر صفت شاہی کرنے لگے کہ نظم

ترا باد جاوید تخت و کلاہ ۔ کہ شایستہ تاجے و زیبای گاہ
دل ما یکایک بفرمان تست ۔ ہمان جان ما زیر پیمان تست
زمین و زمان خاک پاے تو باد ۔ ہمان تخت پیروزہ جاے تو باد

عمر و محمور داخل بیابان سیب ہوے اِنکی بنسبت کیا حکم ہوتا ہے کوکب نے فرمایا کہ مجکو اُن کے آنیکی خبر اہل دریا سے معلوم ہو چکی ہے تم مین سے کوئی اُنکو نروکے ہم جیسا مناسب سمجھین گے آگے حکم دینگے طائر اُڑکر چلے گئے اور بادشاہ نے مشیرون سے فرمایا کہ عمر عیار کے بارے مین تمھاری کیا صلاح ہے مشیرون نے عرض کیا کہ جو رأے اقدس واعلی مین گذرے وہی ولی ہے بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ ہمارے طلسم کے کاہن لکھ گئے ہین کہ عمر عیار آئیگا اور اُسکی وجہ سے طلسم ہوش ربا کا حاکم ہمارے ہاتھ سے مغلوب ہوگا ہمیشہ سے پٹتی اُس سے اور ہمسے چلی آتی ہے اب یہی وقت کینہ نکالنے کا ہے مشیرون نے عرض کیا کہ بیت عقل شہ بحر خرد بے انتہا + خوشہ چین اُسکی ہے سب خلق خدا لیکن ہم جانتے ہین کہ آپ کاہنون کے نوشتے کو منگا کر ملاخطہ فرمائیے جو کچھ لکھا ہو وہ کیجیے شاہ نے فرمایا کہ اچھا کاہن جادو کو بلاؤ لوگ دوڑے اور کاہن جادو کہ جو علم نجوم مین اپنے وقت کا جاماسپ ہے حاضر خدمت کیا بادشاہ نے فرمایا کہ زائچہ اور کنڈلی جو تمنے ہماری تیار کی ہے وہ لاؤ اور اُسکے حکم سُناؤ کاہن نے زائچہ بادشاہ نکالا اور سامنے بادشاہ کے پیش کیا بادشاہ نے فرمایا

اکہ کہتین باواز بلند پڑھو اُسنے پڑھا اول توحساب سیارگان یعنی زحل مشتری وغیرہ دورہ سبع سیارہ لکھا تھا اور اُنکی نظرات تثلیث وتسدیس وتربیع ومقابلہ وغیرہ کا حال تحریر تھا ازان بعد آنا عمر کا اور شراکت کرنے سے اُسکے بہتری پانا اہل طلسم نور افشان کا تسطیر تھا چنانچہ یہ جملہ حال اہل دربار سنکر شاد ہوئے اور کوکب نے کاہن جادو کو خلعت دیکر رخصت کیا اور چاہتا تھا کہ عمر کے بلانے کو کسیکو بھیجے اُسوقت ایک ساحرہ ماہ جادو نام کہ رفیق بادشاہی عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ کیوان کلاہ گردون بارگاہ بموجب بیت یون ہوا گویا رفیق خوش خصال + عرض کے قابل ہے میرا اک سوال بادشاہ نے فرمایا کہ جو کچھ کہنا ہو عرض کر اُسنے التماس کیا کہ میرے ذہن مین یہ بات نہین سماتی ہے کہ عمر کا ایک خدا ہے اور مسلمان خود ہی کہتے ہین کہ ہمارا خدا واحد ولاشریک ہے پس جب اُس خدا کا کوئی شریک نہو تو مثل مشہور ہے کہ اکیلا نہ ہنستا بھلا نہ روتا تقدیر کیا کرتا ہوگا اور خدائی کا انتظام کب کرسکے گا اے شہنشاہ ہمارے پونے دوسو خدا ہین وہ سب ملکر تقدیر زبردست کرینگے پھر عمر کا خدا اکیلا ہے پونے دوسو سے مغلوب ہوجائے گا اور وہ اکیلا خدا بھی ایسا کہ جو نظر مردم سے پوشیدہ ہے کبھی کسی نے اُسکو دیکھا ہین عمر اُسکے پاس جاکر کچھ عرض نہین کرسکتا فی الجملہ ایسے مجبور کی شراکت کرنا اور اپنے دین وآئین مین فرق ڈالنا خلاف عقل ناقص اس احقر کے ہے اور کوئی عاقل کب اس بات کو پسند کرے گا شہنشاہ افراسیاب جادو ایسے ساحر سے ایک سارہ بان زادے کی شراکت کرکے بگاڑے کسلیے کہ افراسیاب سے ہمیشہ مالکان طلسم نور افشان مغلوب رہے ہین اور منجملہ طلسم ہوش ربا یہ طلسم بھی اُسیکا ایک مُلک سرکار کی تو یہ شوکت البتہ ہے کہ آپ برابر والے + افراسیاب کے کہلاتے ہین ورنہ براہ انصاف آپ ہی غور فرمائیے کہ کوئی ہے مقابل اُسکے جتنے طلسمات مثل طلسم ہزار برج طلسم آئینہ وطلسم سوسن سب قبضۂ افراسیاب مین ہین آج اُس بادشاہ عالی پائگاہ کا یہ رتبہ ومرتبہ ہے کہ

ابیات

بندگانش تاجدارانند وگرد کوی او
تاب ظلم او ندارم الله الله چون کنم

ہر قدم تاج سر افتادہ برخاک درے
من گدای بیکسی او بادشاہ کشورے

حاصل کلام جب ایسا بادشاہ پرشوکت وجاہ وقت جنگ میدان مین آئیے تو کل طلسمات کے بادشاہ بھی اپنی اپنی فوج سے اُسکے ساتھ ہونگے اور اُسکے عدو پر حملہ کرینگے پھر وہ آتش حسد کسی

اب تدبیر سے منطفی ہوگی اور یہ سیل فتنہ کسی پشتہ تفطرت سے نہ رک سکے گی اس صورت مین مناسب ہین کہ بادشاہ اسکندر حشم افراسیاب کے دشمن عمر کو اپنے طلسم مین جگہ دین بلکہ لازم ہے عمر کو باندہ دین خدمت شاہ جادوان مین روانہ فرمائین کہ وہ ممنون ہوکر نئے سرے دبستان الفت مین دیوان محبت کا سبق پڑہے اور میدان تعشق مین گوے مودت کھیلے اور علاوہ اسکے لیے بادشاہ افراسیاب مالک حجرہ ہفت بلا ہے اگر ایک حجرہ کھول دے گا تو اس مین سے جو آفت نکلے گی اسکو کوئی نہ روک سکے گا اب اس کمترین نے از راہ خیرخواہی اور دولت سگالی جو کچھ کہ لائق حال بندگان وفادار اور بان تھا گذارش کیا میری گستاخی اپنی رحم دلی سے معاف کرکے اس عرض پر غور کیجیے کوکب نے اسکے التماس کو سنکر ایک خندہ دندان نما کیا اور فرمایا کہ شوکت افراسیاب کی اور صاحب ملک ومال ہونا اس کا جیسا کہ بیان کیا راست ودرست ہے لیکن جب تقدیر برگشت ہوجاتی ہے پھر ذلت ہی حاصل ہوتی ہے کیا تونے نہین سنا ہے کہ بمقتضاے

ابیات

فلک کو دیر مہر و زود کین ست	درین محنت سرا کار وے این است
یکے را برکشد چون حوز بر افلاک	یکے را افگند چون سایہ بر خاک
خوش آن دانا بہر کارے وبابے	کہ از کارش نگیرد اعتبارے

اور طلسم ہوش ربا کا حاکم گو کہ زبردست ہے مگر جب طلسم کشا لوح سے طلسم فتح کرے گا اسوقت اسکی بھی زبردستی کچھ نہ چلی گی اور خدا عمر کا ہر چند کہ اکیلا ہے مگر سب سے زبردست ہے کہ اُسنے عمر ایسے شخص کو فطرت کامل اور عقل سالم عنایت کی ہے جس سے خداوند زمرد شاہ بقا بھی عاجز ہین اور پونے دو سو خداوند کی تقدیرین روبرو ہوے یک تدبیر عمر باطل ہین دیکھو اس طلسم ہوش ربا مین آکر اسنے ہزار ہا بندگان سامری وجمشید کو مار ڈالا افراسیاب کے ممالک خالی کردیے منازل طلسم طے کرکے میرے طلسم مین آگیا پونے دو سو خداؤن نے اُسکا کچھ بنا نہ لیا یہ کہکر کوکب نے دبیر کو طلب کرکے حکم دیا کہ میری جانب سے میری دختر ملکہ بران شمشیر زن کو نامہ لکھا جاے مضمون یہ ہو کہ اے فرزند شہنشاہ عیاران عمر عیار تشریف لائے ہین تم اپنے وزیر کو بہر استقبال بھیجو اور قلعۂ ہفت رنگ مین جو تختگاہ طلسم ہے بلا کر دعوت کرو کیونکہ اس طلسم کی حکومت

وسلطنت متعین کرتی ہو یہ کام بھی تمھارے ہی حوالے ہے اس تقریر کو جو کہ نامہ لکھتے ہین وقت بادشاہ
زبان پر لایا ماہ جادو نے سنا اور ایک ساحر اپنے ہمسر خورشید جادو نام کی طرف مسکرا کر دیکھا
خورشید نے چپکے سے کہا کہ او برادر کیا ہنستے ہو جمشید خیر کرین بادشاہ کا ہمارے ایمان برگشتہ ہوگیا دین
مین فرق آگیا اب وہ لچہ ترک مسلمان عمر یہان آئے گا اور اذان اور نماز اس طلسم مین ہوگی ہمارے
خداوند راشد الشیاطین اور زردہشت وسامری وغیرہ ناراض ہوکر چلے جائینگے ہم دربدر مارے
مارے پھرینگے طلسم سے برکت جاتی رہے گی بربادی اور تباہی آئے گی خورشید
نے اسطرح سے یہ سب باتین کہین کہ ماہ رونے لگا اور جسارت کرکے دست بستہ سامنے شاہ
کے جاکر عرض رسا ہوا کہ اے شاہ عالی جاہ میرا عرض کرنا پذیرا فرمائیے اور اپنے خداؤن کو ایسے
لچہ کو بلا کر ناراض نہ کیجیے کوکب نے جواب دیا کہ عمر کو بُرا کہتا ہے آج اُسکی شوکت دیکھے گا اور
اُسکے ہنرہائے شائستہ کو غور کریگا ماہ نے التماس کیا کہ اُسکی شوکت ہی کیا اگر مجھکو حکم دیجیے
تو ابھی جاکر مار ڈالون کوکب نے یہ بات سُنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا جب تک تم جسکی تعریف کرتی
اس افراسیاب نے تو کچھ علاج اُنکا کرنا بچا نا تم جاتے ہی مار ڈالوگے اچھا جاؤ ہم نے
اجازت دی سر کاٹ لاؤ ماہ نے کہا بہت خوب ابھی گیا اور سر لیکر پھر آیا کوکب نے کہا تم
ساحر ہو وہ غیر ساحر مزا تو یہ ہے کہ ہوشیار کرکے اُسکو قتل کرنا اسنے جواب دیا کہ اُسکے ساتھ مخمور ساحرہ بھی
وہ لڑے گی مگر گھڑی گھڑی آخر میرے ہاتھ سے ماری جائیگی ہان خوف یہ ہے کہ اس لڑائی مین عمر
بھاگ جائے گا کوکب نے کہا ہم مخمور کو اُسکے ساتھ سے الگ کیے لیتے ہین تم بیابان زرین
مین ہمارے طلسم کے جاؤ وہان وہ اکیلا تمکو ملیگا اور کوئی اُسکے ساتھ نہو گا ماہ نے کہا بہتر ہے مین اب
نعرہ کرکے اُسکو اسیر کرون گا یہ کہکر سمت بیابان زرین روانہ ہوا اگر عمر و مخمور جو باتین کرتے چلے
آتے تھے یکایک اُس بیابان سیب سے نکلکر ایک جھیل کے قریب پہونچے آب صاف وشفاف
سے وہ بھری تھی کنارے اُسکے گھاس ہری ہری لگی تھی ہزارہا درخت سرکشیدہ و بلند
سونے چاندی کا لگا تھا صناعان چابکدست نے بہشت کا چربا اُتارا تھا ننھے درختان احمند
کے گنگا جمنی طلائی و نقرئی بنے تھے پتے زمرد سبز کے تھے گوہر کے ثمر نظر آتے تھے شاہد بہار زیور
مرصع کار پہنے تھے سونے مین زرد اور موتیون مین سفید بنی تھی کہ بمقتضائے ابیات

چنارش را قدم بر دامن و … حمائل دستها در گردن سرو
نشستہ گل ز غنچہ در عماری … بفرق نارون را چتر داری
چمن تاریخ را ابن صحن میدان … بکف تاریخ دستا خش گوی چوگان
دران میدان کہ خالی بود زآفت … ربودہ از ہمہ گوئے لطافت
مبان دائگان پستان انجیر … پئے طفلان باغ از شیرہ بر شیر
بر ہر مرغ کی انجیر خوارہ ÷ … وہان بردہ چو طفل شیر خوارہ

اِس صحرائے بہار آگین فرحت قرین کے بیچ مین ایک چبوترہ طلائے احمر کا ہشت پہل تعمیر تھا واقعی دل بیٹھنے کی جائے جوان و پیر تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ تخت جمشیدی گسترہ ہے عمر کو وہ تختہ خاک اور چبوترہ بہت پسند آیا اور از بسکہ یہ عیار ثانی سلیمان تھا اسکو تخت سلیمانی جان کر مع مخمور کے بر سر چبوترہ پہونچا وہان پہونچتے ہی ایک صدا تڑاقے کی آئی اور چبوترہ زمین سے اُکھڑ کر اونچا ہو گیا مخمور سحر بھولی اور خواجہ پھاند سکے جب بلندی پر پہونچے وہ چبوترہ بیچ سے پھٹا آدھا ادھر آدھا اُدھر ایک ٹکڑے پر مخمور دوسرے پر عمر الگ الگ روانہ ہو گئے اور ٹکڑے چبوترے کے ان دونون کو دو طرف لیچلے دونون کی خاطر مین فراق یکدیگر بہت شاق ہوا مگر چارہ کچھ نتھا ناچار تن بہ رضینا بالقضا و کر چلے پہلے عمر کا حال سنیئے کہ جس ٹکڑے پر یہ سوار تھا دفعۃً نگاہ مخمور سے ایک طرف جا کر چھپ گیا اور لمحہ بھر مین سن سے ایک مقام پر آکر زمین پر پہونچا عمر نے دیکھا کہ یہ صحرا بالکل زرین ہے اسکی سونے کی زمین ہے اسپر درخت یک لخت جواہر کے لگے ہین اور لعل و گوہر سے پھلے پھولے ہین عروس وہر کو مشاطہ قدرت سر سے پا تک سر سے پا تک گہنے مین لادی تھی یا زمین سے دولت قارون کی اُگی تھی زمین کی چمک سورج کی ضیا کو شرماتی تھی چشم پیر فلک کو خیرہ بناتی تھی گل سُرخ جو ہیرون کے بیچ مین کھلا تھا گوشش نثار بہا کا کرن پھول معلوم ہوتا تھا برگ زمردین کے بیچ مین گلہائے احمر کی بہار کا یہ رنگ تھا گویا کندن پر مینا کر دیا تھا رگ گل تار نگاہ حور سے بہتر سورج کبھی چہرہ حور سے روشن زیادہ تر لالہ جام نگا مین جواہرین خمخانہ بہار نخل ہر ایک نخل قیامت سیم تنان خورشید رخسار سنبل تر کے روبرو گیسوئے حور پریشان بلکہ جوہر آئینہ سکندر حیران چشم نرگس شہلا چشم مہروماہ پر چشمک زن

گل اشرفی کے روبرو دینار طلاے مہر مہ جبین نسرین و نسترن کی سفیدی دیکھکر قمر کا سینہ فرطِ غیرت سے داغدار خوشہہاے انگور پر عقد ثریا و پروین و پیروین کا دل نثار عجائب و غرائب طلسمی بہار کہ آبیات

گلِ ارغوان کی تھی ایسی بہار — کہ ہو جیسے گلگونۂ روئے یار
جواہر سے تھا دشت سارا بھرا — زرِ گل کا اُس جا پہ توڑا نہ تھا
زمین کا وہان کی تھا یہ احترام — فلک کا ذرا تم سُنو انتظام
بنا تھا زمرد کا اک آسمان — ستارے تھے ہر وقت جس مین عیان
کہین مہر تابان تھا نکلا ہوا — حرارت کا جسمین اثر کچھ نہ تھا
مگر تھا وہ سورج برنگ سحاب — برستے تھے اسمین سے دُرِ خوش آب
برس کر جو گرتے زمین پر گہر — جواہر کے اُسجا سے اُگتے شجر
گلون کی مہک یون تھی پھیلی ہوئی — شفق جیسے گلشن مین ہے پھولتی

عمر چبوترے سے اُتر کر نخل طلائی کے نیچے ٹھہرا وہ تخت اچبوترے کا غائب ہو گیا خواجہ کو اس عجائبات کے دیکھنے سے بشکل آئینہ حیرت تھی اور ظاہر کوکب کی عظمت تھی فی الجملہ محمود ایسے رہبر کا جو ساتھ چھوٹا تھا اور جانتا تھا کہ یہ راہ طلسم کی ہے بغیر واقف کار آگے بڑھنا مناسب نہین پس اُسی جگہ ٹھہر کر سیر و کیفیت ہین صحراے جواہرین کی مصروف ہوا ناگاہ جس درخت کے نیچے بیٹھا تھا اُسکا ایک پتا ٹوٹ کر گود مین گرا اسنے دیکھا کہ زمرد کا پتا ہے اور یاقوت کے حرف اسپر منقوش ہین یہ دیکھکر اُسکا اُٹھایا کہ دیکھون کیا لکھا ہے جب اُٹھا کر پڑھا لکھا تھا کہ اے باغبان گلشن عیاری آپ کے بارے مین ماہ جادو نام ساحر ذی احترام سے اور بادشاہ سے اس طلسم کے بحث ہوئی ہے اور ماہ آپ کے قتل کا بیڑا اُٹھا کر چلا ہے اسی جگہ کہ نام اسکا بیابان زرین ہے آیا چاہتا ہے ہوشیار ہو جائیے عمر نے پتے پر کی بات تحریر دیکھکر چاہا کہ پتا زنبیل مین رکھون اور آپ فکر عیاری کرون پتا ہاتھ سے چھوٹ کر اُڑا اور پھر درخت مین جا کر لگ گیا عمر دل مین حیران تھا کہتا تھا کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہے کیا عالی جاہ اس بادشاہ کی سرکار ہے مگر مال اُسکا پاپ کا مال ہے کہ ایک پتا سر کے کیا محال ہے مجکو یہ پتا نہ لینے دیا اس سے بڑھکر اور کنگ اور دفی ین کیا ہو گا اور یہ کون ایسا میرا دوست یہان ہے جسنے ماہ جادو کے آنے کی خبر دی یہ عنایت بغیر ملاقات مجپر فرمائی کہ بیت چہ لطف بود کہ ناگاہ رشحۂ قلت

حقوق خدمت ما عرض کرد برکرمت ✣ خیر جو کوئی ہوگا معلوم ہوجائیگا لیکن تم ہوشیار رہو یہ تجویز کرکے
ایک تاج زمرد نگار زنبیل سے نکال کر سر پر رکھا اور دھوتی زر دوزی چادر کی باندھی جواہر کے مالے
گلے مین ڈالے بت جواہر کے کہنی سے شانے تک باندھے جھولا بادلہ نگار اسباب سحر رکھنے
کا گلے مین لٹکایا منقل آتشین کو سلگا کر سامنے رکھ لیا ترسول زمین مین گاڑ دیا اس ہیئت سے ساحر
سحر زصورت بنکر بیٹھا بعد لمحہ کے ماہ جادو اڑتا ہوا آکر پہونچا اور اول تمام صحرا مین یک نگاہ دوڑا کر
عمر کو تلاش کیا کہین نظر نہ آیا ایک درخت کے نیچے تاج پہنے ساحر کو بیٹھے پایا سمجھا کہ یہ بھی کوئی عہدے دار
سحر کاری ہے بس سحر سے دریافت کر کہ عمر کس جگہ ہے یہ سوچکر چاہا کہ سحر کردن پھر خیال آیا کہ پہلے اس ساحر
سے چلکر پوچھون گا اگر یہی بتا دے تو کیا سحر کی احتیاج ہے غرضکہ عمر کے پاس آیا اول صاحب
سلامت کی پھر دو زانو ہوا کہ بھائی تم کب سے یہان بیٹھے ہو عمر نے کہا بڑی دیر سے اور میرا
تو یہان مسکن ہے شاہ کی طرف سے بہر حفاظت صحرائے زرین یہ احقر متعین ہے ماہ نے کہا پھر تمکو
کچھ معلوم ہے کہ عمر عیار یہان آیا تھا یا نہین عمر نے منھ بنا کر جواب دیا کہ وہ آیا بھی اور شاہ
کوکب نے اسکو بلا بھی لیا یقین ہے کہ دربار مین پہونچ گیا ہوگا کیا تم اسکے لینے کو آئے تھے ماہ نے
کہا نہین بھائی بادشاہ کا ایمان پھر گیا ہے خدائے نادیدہ کو پرستش کیا چاہتا ہے مین عمر کو شرط
کرکے قتل کرنے آیا ہون یہ کہکر جو کچھ گفتگو بادشاہ سے اور اس سے ہوئی تھی وہ سب حقیقت بیان
کی پھر کہا کہ بھلا جسکی طرف بادشاہ ہوگا وہ کب ہاتھ آئیگا دیکھیے اپنے سچے ہونے کے لیے مجھکو تو ادھر
بھیجا اور عمر کو آپ بلا لیا ایسی دھوکے بازی سے ساحری کی پناہ کہ حافظ چہ چاے من کہ برزد
سپہر شعبدہ باز ✣ ازین حیل کہ در انبانہ بہانہ تست ✣ اچھا مین جاتا ہون اور دربار ہی مین اسکو
مارونگا یہ کہکر پرواز کرکے روانہ ہوا اور چشم زدن مین اندر دربار کے سامنے بادشاہ کے آیا یہان
عمر کو نہ پایا حیران حیران ہر سمت دیکھتا تھا کہ بادشاہ نے کہا کہ کہو سر عمر کا لانے اس نے عرض
کیا کہ حضور نے مجھکو تو ادھر بھیجا اور اس دزد کو آپ بلا لیا شاہ نے فرمایا تو مجھے بھی جھوٹا بناتا ہے اسنے
کہا میری کیا مجال ہے لیکن محافظان بیابان زرین مجھسے کہتا تھا کہ شاہ نے اسکو بلا لیا بادشاہ نے
یہ سنکر ہنس دیا اور فرمایا کہ احمق وہ محافظ کیسا وہی عمر عیار ہے تو بچگیا نہین وہ چاہتا تجکو مار ڈالتا
اے ماہ مین یہ کہے دیتا ہون کہ میت انکا آنا خوشی آنا ہے ✣ ایک آفت سی گھر مین اٹھتی ہے ✣ اگر

عمر تجھکو مار ڈالے گا تو مین اُسکی شنوائی نہ کرونگا تو اپنا خون اپنے ہاتھون سے کرتا ہے عمر کی اسمین کچھ خطا نہین ماہ یہ تقریر سنکر عمر کی فطرت پر حیران ہوا کہ واقعی مین پاس کھڑا ہون اور نہ پہچان سکا لیکن دل کڑا کر کے عرض پیرا ہوا کہ اے بادشاہ مین نے اپنا خون بحل کیا اب جا کر اُس نا عیار کو مارے لیتا ہون یہ کہکر اُلٹے پاؤن پھرا اور عمر کے پاس آیا عمر نے کہا کیون پھر کیون آئے اُسنے نعرہ کیا کہ باش اے دزد مکار تونے بڑا غضب کیا کہ روبروے بادشاہ مجھکو ذلیل کرایا فقرہ دے کر اُلٹا پھیر دیا اب تجھکو کب چھوڑتا ہون بس اتنی مہلت تجھے دونگا کہ گھڑی بھر مین تو اپنا حربہ درست کرلے یہ بھی اسلیے کہ بادشاہ سے وعدہ کر چکا ہون کہ عمر کو ہوشیار کر کے مارونگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر اُس جنگل کو سحر بند کر دیا کہ عمر یہان سے کہین اور نہ جائے اور آپ نظر سے پوشیدہ ہو گیا اُسکا چلے جانا عمر کو غنیمت ہوا فی الفور ایک قیدی زنبیل سے نکال کر بیہوش کر کے بفن عیاری لمحہ بھر مین اپنی ایسی صورت بنا کر دہی لباس اپنا اُسکو پہنا کر ہوشیار کیا اور کہا اے شخص مین خداوند لات اعلا کا پیک ہون بڑی مشکل سے تجھکو عمر کی قید سے چھڑا کر بحکم خداوند عمر کی ایسی صورت تیری بنا دی اب جو کوئی تجھسے پوچھے کہنا مین عمر ہون خداوند جو سلطنت اعمر کی ہے وہ تجھکو دینگے بشرطیکہ تو اس امتحان مین پورا اوترے اگر تو اپنے تئین عمر نہ ظاہر کریگا تو خداوند آپ کی قتل کر ڈالینگے اُس قیدی نے رہائی پانے سے خوش ہو کر کہا جیسا آپ فرماتے ہین ویسا ہی مین کرونگا عمر اُسکو یکا کر کے آپ گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا لیکن وہ جنگل محصور بہ سحر تھا کہین اور نہ جا سکا ٹھہرا رہا بعد لمحے ماہ جادو پھر آیا اور نقلی عمر سے کہا مین تجھکو مہلت بھی دے چکا اور ہوشیار بھی کر چکا اب وعدہ شاہ کوکب پورا ہو گیا اے سنبھل وہ قیدی یہ گفتگو سنکر پکارا کہ کیا بکتا ہے مین عمر ہون اُس نے یہ نعرہ سنتے ہی ایک گولا فولادی مارا اس نقلی عمر کے سر پر پڑا کہ سر ہزار ٹکڑے ہو گیا تڑپ کر مر گیا وہ قیدی عمر نے غیر ساحر لات پرست زنبیل سے نکالا تھا اسوجہ سے علامت اُسکے مرنے کی کچھ برپا ہنوئی ماہ بہت خوش ہوا اور سر کاٹ لیا لیکن دل سے کہتا تھا کہ شاہ کوکب اسی عیار کی تعریف کرتا تھا کہ ایسا ہی اُسنے تو ہاتھ بھی نہ ہلایا اور کچھ بھی اُس سے نہ ہوسکا کہ بموجب بیت اک عمر سے ہمین جو قیامت کا خوف تھا ٭ وہ چلتے پھرتے حشر کا دھڑکا مٹا گئے ٭ خیر خوب ہوا کہ بادشاہ کا دین بھی رہا اور افراسیاب سے لڑائی بھی ہنوئی ورنہ بڑا کشت و خون ہوتا ظاہر ایہ معلوم ہوتا ہے

کہ سامری کو اس طلسم کی بربادی منظور نہ تھی اسوجہ سے عمر کو بدست دباکی طرح میرے قابو مین کردیا ورنہ ایسا شخص اور کچھ نہ کرسکے۔ عنایت سامری کی ہے کہ مبیت کیا رام اُس بُت کو باتون مین جاکر + تبائی برہمن نے ساعت کچھ ایسی + یہ سوچتا ہوا دریاے فکر مین غوطہ لگائے دو ہی قدم آگے چلا تھا کہ بروے ہوا ایک شعلہ سا چمکا اِسنے نگاہ اُٹھاکر دیکھا تو ایک پری نژاد ہوا سے اُترکر زمین پر آئی معلوم کیا کہ کنیزان کوکب مین سے شاید یہ ہے بس اُس نازنین کے قریب گیا دیکھا کہ آفتاب تابان گویا زمین پہ اُتر آیا ہے اُسکی طلعت پرنور دیکھکر مہتاب نے سینے مین داغ کھایا ہے ہر تار مو مین موتی پروئے ہین یا شب تارمین تارے چمکتے ہین کوچۂ زلف مین ہزارہا دل روشن پڑے بھٹکتے ہین گیسو اُسکے دام الفت تھے گرفتار اُسمین اہل محبت تھے کہ بموجب مبیت الجھن کو دل کی دام محبت بنا گیا + وہیان اُن کے گیسوؤنکا بڑا جلسا زتھا + روے تابان بسان آفتاب تابان لب لعلین برنگ یاقوت رمانی درخشان کہ فرد لب لعین ہے ترے لعل مین سے بہتر + مشکبو زلف ہے تاتار ختن سے بہتر + سیب زنخدان پر گلزار جنت قربان صراحی گردن سے دُرِّ رخ کی طرح عرق برگ پان نمایان ساعد و بازو دست بمثل عالم شکم و ساق و پا نرم نرم مثل سنجاب وسنجاب وقاقم از سرتا پا شعلۂ نور بلکہ شمع طور ہان سر طور بھی اُسکے حسن کا فروغ سُنکر ایسا افسردہ ہوا کہ ایک مدت ہوئی آج تک ہنین اُٹھا کہ بمقتضاے نظم

نہ ہے شراب لبت مایۂ طربناکی	نمودہ نرگس مستت ہزار بیباکی
گذر بدامن پاکت نہ کردہ بادصبا	کجا شگفتہ گلے درچمن بدین پاکی
بیک کرشمہ کہ کردی ہزار دل بردی	تبارک اللہ ازین چابکی وچالاکی
نشستہ ام برہت چون غبار و می ترسم	کہ ناگہان بکشی دامن از من خاکی
جواب تلخ شنیدن زلعل میگونت	چو تلخی مے ناب آور د فرحناکی

ماہ جادو اُس نازنین کو دیکھتے ہی فریفتہ جمال ہوا اور بمنت تمام اس گلفام سے کہا نظم

اے نہار تازہ تر تازہ بہار کیستی	وہ چہ نگار طرفہ طرفہ نگار کیستی
ہست رخ تو ماہ نو کوکبۂ تو شاہ حسن	ماہ کدام کشورے شاہ دیار کیستی
لالۂ وسرو این چمن منفعل اندپیش تو	سرو کدام گلشنی لالہ عذار کیستی

خنجر پنج فرقتم کشتہ و در حسرتم		من ہمیان محنتم تو بکنار کیستی	

وہ گل پیرہن بجواب ان باتون کے مسکرا کر زبان پر لائی کہ یہ تعریف آپ نے اپنی گھر والیون کی فرمائی بندی تو اس لائق نہین مجھکو شاہ **کوکب** نے آپ کی خبر لینے بھیجا تھا فرمایا تھا کہ جاکر دیکھو **عمر** و **ماہ** سے کیا گذری فی الجملہ مین تمکو سر عمر کا لیے ہوئے دیکھتی ہون معلوم ہوا کہ وہ مارا گیا بس یہی حال مین جاکر عرض کیے دیتی ہون کہ **ماہ** صاحب سرِ دشمن کا لیے حاضر ہوا چاہتے ہین **ماہ** نے کہا اے حور نژاد ہم بھی دربار شاہ مین جائینگے اور تم بھی وہین چلتی ہو بہم ہم تم ساتھ ہی نکلین ایک سے دو بھلے اُس حور پیکر نے مسکرا کر جواب دیا کہ چل چخی مردوے ذرا ہوش مین آجا تو مین فریب تیرا سمجھتی نہین تیری باتین میرے ناخونون پر ہین کچھ بندی ایسی گدھی نہین ہو صاحب یہ موا مردوا مسٹنڈا مین اکیلی وہان بیابان سی عورت اِسکے ساتھ چلون بھلا اُسن تو اگر راہ مین تجھپر شیطان چڑھے تو مین نگوڑی کدھر کی نہ رہی تو مجھکو چھیڑ غٹو کرے اے ترے منہ کو جھلسا سات چھپرون کا پھوس **ماہ** ان باتون کو سنکر فرط خندہ زنی سے لوٹ گیا پھر اپنے تئین سنبھالکر اُس پری وش کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ بموجب **بیت** پھیری جو نظر تم نے تو سب پھر گئے مجھ سے + کچھ اور تھی یا ہوگئی دنیا ابھی کچھ اور + مین بغیر ساتھ لیجائے نرہون گا نازنین نے بگڑ کر کہا دیکھون تو کیونکر لے جاے گا صاحب مین نہ جاؤن گی جو کوئی سنیگا یہی کہے گا کہ ہوا کیا تم ننھی بھولی تھین جنگل بیابان سنسان مین مردوے کے چلی گئین کیا تم نجانتی تھین کہ اکیلے مین سب کچھ کر ڈالیگا پھر مین لاکھ لاکھ قسمین کھاؤن گی کسیکو یقین نہ آئیگا سب یہی کہینگے کہ بہانہ بازی کرتی ہے یہ رنڈی خود ہی مستانی تھی جب تو جوان جہان ہو کے جوان مردوے کے ساتھ چلی گئی میان ایسے چلنے کی مین قربان جس سے آبرو مین فرق آئے بندی ایسی اُدماتی نہین تم جاؤ اپنے کام لگو میری فراق مین نہ پڑو **ماہ** اِسکی دوبارہ تقریر سنکر مرہی گیا اور پکارا **فرد** ناز سے اترا کے چلنا قہر تھا + ٹکڑے ہو کر دامن محشر گرا + یہ کہکر اُس رشک قمر کا ہاتھ پکڑ کر کہا ہمسے قسم لیلو جو ہم تمھین بے طریق ہاتھ لگائین اُس غنچہ دہن نے کہا اے بس بس لنیے اڑھائی چاول الگ گلا دُ ہاتھ بے طریق اپنی آن کے جاکر لگا دُ اور سنو میرے صاحب کسیکی مجال ہی جو مجھی بُری نگاہ سے دیکھی آجتک اتنا سن آیا سرکار کی نوکری مین ہزارون جگہ اکیلے دوکیلے ملکہ **بران** جبین جم جم انکی سلامتی مین جانا ہوا بھلا کوئی کہ تو دے کہ اِس شخص کو ہم نے کسی سے ہنستے

دیکھا تھا اور میان اگر ہمارا جی چاہے کرنے کو تو کوئی کیا ہی سونچ جہاں مین بھو نہین آجتک تو سامری
نے بچایا ہے اس گفتگو مین ماہ نے اُسکو اپنی طرف کھینچا واضح ہو کہ یہ پریزاد عمر ہے جو عیاری کرنے
آیا ہے لیکن پہلے ماہ جادو نے بھی مہلت کچھ دیر کی دی تھی اسوقت عمر بھی گفتگو کو طول دیرہا ہے
کہ مجھکو کہنے کو ہوگا کہ اتنے عرصے تک مین تجھسے ہمکلام رہا اور تیرے پاس کھڑا تھا مگر تو پہچان نہ سکا اگر
تو نے مجھکو مہلت دی تھی تو مین نے بھی اتنا عرصہ لگایا کہ شاید تو پہچان لے لیکن تو میری شکل مصنوعی پر
ایسا فریفتہ تھا کہ ذرا بھی تمیز نکر سکا فی الجملہ جب ماہ نے اسکا ہاتھ کھینچا اُس نے اپنا ماتھا کوٹا کہ ہی ہی مین
نگوڑی کیون آئی تھی میری تو غضب مین جان پڑگئی جس بات سے سدا مین ڈراکی جمشید قسم آخر
وہی سامنا ہوا لیکن خیریت ہے اے مین بھی اپنی ملکہ سے کہکر دُھرتے تو اُڑا دون کوئی مجھے
ہاتھ لگا دیکھے پھر تو دیکھیو مین کیا کرتی ہون اچھا چلو مین ساتھ چلتی ہون دیکھون کیا کیا کر لیتا ہے یہ
کہکر ساتھ چلے راہ مین خاصدان نکال کر اُس گلبدن نے گلوری کھائی اور ماہ کے بغیر مانگے
آپ ہی انگوٹھا دکھا دیا وہ اُسکی اداؤن کو دیکھکر سمجھ گیا کہ یہ انکار اسکا عین اقرار ہے کہ ؎
اٹھاتا ہے تصور پردہ اور حیرت گراتی ہے ❊ جو محو یار ہو جائے کشاکش درمیان کیون ہو ❊ چھیڑتا چل
یہ سوچکر اس نازنین سے کہا ہمین گلوری اُسنے کہا مُنہ بنواؤ ماہ نے کہا نہ دیجئے پاس عطر ہے
ہم بھی نہ سنگھے اُسنے کہا دیکھین ماہ نے جھولے سے سحر عطر کی سیشی نکالکر دکھائی اور کہا لو ہم تمھاری طرح
بخیل نہین اُس سیمبر نے ہنسکر کہا مجھے کیا کرنا ہے میری محرم لبسانے کو خواصین عطر کی شیشیان انگیان
مین رکھ دیتی ہین اور میرے عطردان مین بھی عطر بہت ہے یہ کہکر اندر دوپٹے کے ہاتھ ڈالا پھر ہاتھ دوسرا
ماہ کی آنکھون پر رکھدیا کہ سامری قسم میرا دوپٹا ہٹا ہے میری محرم پر آنکھ نہ ڈالنا یہ کہکر خوب زور
سے آنکھین اپنے ہاتھ سے بند کین اُسپر بھی کہتی جاتی تھی کہ یا سامری جو میرے تئین ننگا دیکھے اسکی
دیدے پُھوٹ ہوجائین غرضکہ اس حیلے سے آنکھین بند کرکے عطر بیہوشی زنبیل سے نکالا اور آنکھین
کھولدین کہا لو عطر موجود ہے موے عطر کی بھی یہ اصل ہے جسپر کوئی اترائے اور سات پردے
مین چھپائے یہ کہکر شیشی ماہ کے ہاتھ مین دی اُسنے سونگھی چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا اِسنے
زبان مین اسکی سوزن دیا اور درخت سے باندھکر ہوشیار کیا جب وہ ہوش مین آیا عمر نے
کہا اے ماہ دیکھا عمر کو اب کیا کہتا ہے شناخت مین پروردگار کی ماہ جادو یہ کیفیت دیکھکر پہلے تو

ماہ

حیرت زدہ ہوا پھر مسلمان ہونے سے انکار کیا عمر نے خنجر کھینچکر چاہا کہ سر کاٹ لے اُسوقت زمین سے ایک پُتلا نکلا اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور آواز آئی کہ اے گلچین حدیقۂ عیاری مرحبا اب یہ نالائق اپنی سزا کو پہونچ گیا اِسکو قتل کرنا نچاہیے کہ یہ میرا رفیق ہے یہ صدا اُسنکر عمر و ماہ دونون بیہوش ہو گئے پُتلے نے ان دونون کو اُٹھا کر ایک باغ مین بیابان انارستان کے پہونچا دیا اس باغ مین ایک بنگلہ پُر تکلف بنا تھا دونون لاکر وہین رکھا آنکھ عمر کی کُھلی دیکھا پتلا بلورین کھڑا ہی اور ماہ بیہوش پڑا ہے یہ دیکھکر حیرت کھی کہ دفعتاً پتلے نے دست بستہ عرض کیا کہ شاہ نے آپ کو سلام شوق کہا ہے اور عیاری کی تعریف فرمائی ہے کہا ہے کہ بس امتحان ہو چکا اب اس معترض ماہ کو میرے پاس بھیجدیجیے اور آپ اسی باغ مین فروکش ہوجیے سب سامان راحت حاضر ہوگا کسیطرح کا رنج نہ پہونچے گا عمر نے ماہ کو حوالے کیا پتلا لیگیا اور سامنے بادشاہ کے لایا بادشاہ نے ہوشیار کرکے پوچھا کہ کیون اے ماہ جا عمر کا سر لائے ماہ کی جو آنکھ کُھلی سامنے بادشاہ کو دیکھا بہت شرمندہ ہوا اور عرض کیا کہ واقعی آپ کا فرمانا سراسر راست و بجا ہی عمر عیار آفت روزگار و بدبلا ہی دم بھر مین عورت بنتا ہے دم بھر مین مرد کبھی کچھ کبھی کچھ نیرنگ بازی دکھاتا ہے اُسکا مقابلہ کوئی نہین کر سکتا کہ بیت ترے رفتار کے فتنون سے دنیا پھر گئی ساری ⁂ کہین سے آنے کا رستہ نہین ملتا قیامت کو ⁂ اب مین اُسکا معتقد ہوا اور وہ نامہ جو ملکہ برّان کے لیے آپنے لکھا ہے مجھکو دیجیے کہ خدمت ملکہ عالم مین لیجاؤن اور عمر کو استقبال کرا کے بلاؤن کوکب نے نامہ جسکا ذکر اول کیا گیا اُسکو دیا کہ یہ لیکر روانہ ہوا اِس قلعہ سے کہ جہان بادشاہ رہتا ہے شہر ہفت رنگ دور ہے اور درمیان مین ایک دریا بہتا ہے اُس طرح کہ جیسے طلسم ظاہر و باطن کے درمیان دریاے خون رَوان طلسم ہوش ربا مین ہے اور جسطرح دریا پر جا کر ساحر عرض کرتا ہے کہ افراسیاب مین حاضر ہون گا ویسے ہی یہان برّان کو اُدھر کا جانیوالا پکارتا ہی اور اُسطرف سے جو آتا ہے کوکب کو پکارتا ہے پنجے پیدا ہوتے ہین اُٹھا لیجاتے ہین ماہ نے حسب دستور کنارے دریا کے پہونچکر پکارا ایک مچھلی جسطرح سے کہ دریاے ہفت رنگ سے ماہی پریزاد نکلی تھی ویسی ہی پیدا ہوئی اور ماہ کو سوار کرکے اپنی پشت پر اُس پار لیگئی جب یہ اُس کنارے پر پہونچا پنجہ پیدا ہوا اور لیکر چلا شہر ہفت رنگ کو طے کرکے جب جواہرات دریا راہ مین ملے سب پنجے نے طے کیے اتفاقاً ملکہ قلعہ ہفت رنگ سے موتی باغ مین سیر کرنے کو

گئی ہین اور موتی باغ دریاؤن کے پار ہے اور موتی باغ کی بارہ دری آتنی بلند ہے کہ اُسکی اوپر کے درجون پر سے یہ ساتون دریا بہتے نظر آتے ہین غرضکہ شہ ماہ کو لیے ہوئے موتی باغ پر آیا اسے کبھی یہ باغ نہ دیکھا تھا آج دیکھا کہ چار دیواری اس باغ کی چاندی کی ہے در باغ پر دروازہ سونے کا لگا ہے ہزار ہا موتی جڑا ہے پردہ زردوزی پڑا ہے پردہ چشم عاشقان کا پردہ ہے کہ **بیت**

وہ پردہ کیا جو پردے سے پرداز ا نہو ✤ وہ شرم کیا حیا سے تجھکو حیا نہو ✤ ماہ اندر باغ کے آیا یہ باغ بھی نرا طلسمات کا پایا تعریف باغ بصراحت تمام بر وقت آنے **عمر** کے بیان ہوگی بیچ مین باغ کے بارہ دری موتی کی بنی تھی ہزار ون دروازے کی جوڑی چڑھی تھی سب در کھلے ہوئے تھے اوپر کے درجون سے وہی ساتون دریا نظر آتے تھے بارہ دری کے گرد چوبیس بنگلے بنے تھے اور ہر چوبین برج آراستہ تھے برجون کے سامنے تگیرے مخمل کے کارچوبی موتی وجواہر کی جھالر کے استادہ تھے استادے اُنکے جواہر کے تھے بیچ مین بارہ دری کے شہ نشین پر کئی سو زینے کا تخت بچھا تھا اور تخت کے گردا گرد ہزار ہا دنگل وکرسی جواہر کار آراستہ تخت پر ملکہ بران شمشیر زن جلوہ فرما تھے اور ہزار ہا انیس مدبران سلطنت وغیرہ دنگلون کرسیون پر بیٹھے تھے پس پشت تخت ساٹھ ہزار خواص دریاے جواہر مین غرق عہدے لیے کھڑی تھین اور سامنے تخت کے ساٹھ ہزار غلامان مہر صورت حور پیکر غلمان منظر زرین لباس وزرین کمر دست بستہ حاضر تھے لیکن سب برنگ تصویر چپ اور سُن گردن جھکائے رعب سے بات کرنا کیا ایک دوسرے سے آنکھ نہ ملائے ناچ سامنے ہوتا تھا دورۂ شراب ارغوانی او زعفرانی تھا کہ ماہ سامنے آیا مجرا کیا آداب بجا لایا اور بعد ادب وبزبان عجز ملکہ کی دعا وثنا مین مصروف ہوا کہ **ابیات**

تنت بناز طبیبان نیاز مند مباد — وجود نازکت آزردۂ گزند مباد
سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست — بہیچ عارضہ شخصے تو دردمند مباد
درین چمن چو در آید خزان بیغمائی — رہش بسرو سہی قامت بلند مباد
دران بساط کہ حسن تو جلوہ اندازد — مجال طعنۂ بدبین بدپسند مباد
جمال صورت ومعنی ہمین ہمیشہ تست — کہ ظاہرت دژم وباطنت نژند مباد

ہر آنکہ روے چو ماہت بچشم بد بیند | بر آتش تو بجز چشم او سپند مباد

ملکہ نے اسکو رفیق شاہ کوکب جان کر خلعت سرفرازی دیا اور باعث آنیکا استفسار کیا ماہ نے نامۂ بادشاہ لانیکا حال عرض کیا میرزان وزیر ملکہ کا سندیل وزارت پہلے پایۂ تخت کے قریب حاضر تھا اُسنے نامہ لیکر ملکہ کے روبرو پیش کیا ملکہ نے اول زر نثار کرایا پھر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا بعد اُسکے لفافہ چاک کر کے مطالعہ فرمایا مضمون مندرجہ سے واقف ہوکر میرزان کو حکم دیا کہ جاؤ اور نہایت تعظیم سے عمر بن امیہ تشریف لائے ہین باغ بیابان انارستان مین ہین اُنھین اسی باغ مین لے آؤ ایک دعوت اُنکی اسیجگہ کیجائیگی جبتک شہر ہفت رنگ آراستہ ہوگا اور خواجہ بھی بیرون طلسم کی سیر کرلینگے پھر اندر قلعہ کے قدم رنجہ فرمائینگے وزیر یہ حکم محکم قضا شیم ملکہ عالم سُنکر آداب بجا لایا اور باہر آکر بارہ ہزار ساحران نامی کو لباس اور اسلحہ سے آراستہ کر کے تخت طاؤسی پر سوار ہی خواجہ ہمراہ لیکر بڑے ساز و سامان سے روانہ ہوا علمہاے زرنگاری کے پھریرے کھل گئے نقارے شاہی بجنے لگے کئی ہزار کنیزان مہر دیدار چنور بال ہما کے اور عہدے ہاتھون مین لیے تخت کے ہمراہ تھین نہایت تجمل اور شوکت یہ سب تو چلے لیکن عمر نے جو ماہ جادو کو ہمراہ تیلۂ بلور کر دیا تھا اور آپ ٹھہر رہا تھا سوچا کہ اس باغ مین چلکر سیر کرون پس تمام باغ مین پھرا یہ تماشا دیکھا کہ یہ باغ اُس دشت زرین طلسم سے کہین بڑھکر ہے کہین نہر دنگار سرو موزون ہے کہیجا یاقوت کا لالہ احمر ہے آفتاب اپنی شاخہاے شعاع زرین کو وہان کے درختون کی شاخون پر نثار کرے نخل کہکشان روبروے درختان پر اثمار بے برگ و بار نظر آئے خوشۂ سنبلۂ فلک وہان کے خوشون اور شگوفون پر سو جان سے نثار زبان پر ابنتہ اللہ نباتاً حسناً ہر بار اُس باغ کا یہ ادنی شگوفہ ہے کہ کدیور روزگار نے اُسکی سرسبزی پر رشک کھاکر گلہاے مہر و ماہ کو مع گلہاے انجم سبد فلک مین لگایا سامنے ہوا خواہان باغ کے لایا اُنھون نے ڈالی مہ و مہر کی جو پر ضیا تھی اُس پھولون کے روبرو جو باغ مین ہے ناپسند فرمایا یعنے ماہ کو داغی اور اور آفتاب کو نہایت گرم بتلایا گلہاے انجم آجتک وہان کے پھولون کے سامنے ارزان ایسے ہین کہ کوئی خیال مین بھی نہین لاتا اس باغ کے اشتیاق مین فلک ہمیشہ چکر لگاتا ہی مگر ایک شگوفہ بھی اُسکا نہین پاتا ہے کہ بموجب

ابیات

حکم رانی پہ ہوا میل سلیمان بہار | عشق پیچان بنگیا طغراے فرمان بہار

روشنی ہووے جو آنکھوں میں سپر باغکی / لالۂ آتش زبان ہے شمع ایوان بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے / نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار
شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا / نے سواران چمن ہین مرد میدان بہار
آبجو مین ہین صفا مین سینۂ اشراقیان / ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار
لالہ و گل سے ہنوز آباد ہے بزم چمن / سرو و شمع سبز ہے سنبل شبستان بہار

عمر سیر کرتا ہوا در باغ پر آیا یہان پہلوے در مین زینہ بنا تھا اُسپر چڑھ گیا دیکھا کہ سامنے در باغ کے جہان تک نگاہ کام کرتی تھی انار کے درختون کا جنگل لگا ہے ہزارہا ہی انار مثل پستان شاہدان قامت شاہد شجر سے ہویدا ہے اور ہر انار شق ہوگیا ہے دانے اُسکے دندان سبز رنگان و ہر کو شرماتے ہین درخت مثل حلہ پوشان جنان کے سرسبز نظر آتے ہین زبان باغبان روزگار پر تھا مین اُس دشت کی آیۂ نخل و رمان جاری جاروب کش اُس دشت کی باد بہاری کہ نظم

تو جوانان چمن اُستادہ ہین چالاک و چست / نغمہ زا ہین لہای عندلیب خوش بیان
ایسے اٹکھیلیون پر برق ہے بیتاب جال / چہچہے ہین طائران خوش نوا کی ہر زبان

عمر کبھی اس باغ دلکشا کی سرسبزی دیکھ کر آیۂ واقی ہذا یہ مثل جنۃ انبتت سبع سنابل زبان پر جاری کرتا اور کبھی دشت نزارت آگین کے تماشے سے سے جنت و عدن تجری من تحتہا الانہار پڑھتا کہ ناگاہ سامنے سے نشان ہاتھیون پر نمودار ہوے ڈنکے بجتے سُنائی دیے شتر سوارون کے پرے نظر آئے یہ ایکبار ماہ کے ہاتھ سے زک پا چکا تھا بموجب مثل دودھ کا جلا چھاچھ پھونک کر پیتا ہے سمجھا کہ ماہ کو تپلا لیگیا ہے وہ یہان کا سردار ہے اب کی بار فوج لیکے تیری گرفتاری کو آتا ہے یہ سمجھکر اُسی جگہ رنگ و روغن عیاری لگا کر ایک بڑھیا کی ایسی صورت بنکر چادر محمودی کی اوڑھی اور مثل ضعیف عورتون کے جابجا دست و گوش مین سادہ سادہ زیور الماسی پہنا ہاتھون مین بڑیان اور تمرین کہربائے شمعی کی باندھین کانون مین ایک ایک بالی ڈالی گلے مین ہیکل جسکی تختیون پر نام سامری و جمشید و زرہشت وغیرہ کندہ تھے پہنی اور ایک گھڑا زنبیل سے نکال کر شربت گھولا بیہوشی آمیز کی اور اُس گھڑے کو لیکر نیچے اُتر کر آگے بڑھا کہ یہ فوج جو آتی ہے اِس کو نذر سامری کا شربت پلاؤن اور بیہوش کرکے مارون جو بچ جائینگے اُن کو حقہ آتشین مار کر بھگاؤن گا

جیسا کچھ ہوگا دیکھ لونگا غرضکہ گھڑا لیے ہوے ایک درخت انار کے نیچے آیا یکایک اُس درخت سے ایک انار ٹوٹ کر زمین پر گرا اور شوق ہوا ایک پتلا بالشت بھر کا اُس مین سے نکلا گویا مشیمۂ بہار سے طفل پیدا ہوا لمحہ بھر مین وہ پتلا جوان خوشرو حسین و طرحدار بنگیا لباس سُرخ زیب قامت کیے تھا اُسنے خواجہ کو سلام کیا عمر نے دعا دی کہ سامری عمر دراز کرے برخوردار رہو پھر کہا کہ بیٹا مین بڑھیا یہ شربت سامری کی نذر کا لائی ہون تم بھی ذرا سا چکھ لو وہ جوان ہنسا اور کہا خواجہ آپ مجکو دم دے کر بیہوش کیا چاہتے ہین آپ کو معلوم نہین کہ یہ بیابان انارستان ہے جتنے انار اس مین لگے ہین اُن مین سب مین فوج شاہ کوکب ذیشان ہے یہان آپ ہی کا ایسا کسیکا اقبال ہو تو آسکے ہمکو آپ کے آنیکی خبر مل چکی ہے اور حکم اطاعت کرنے کا دیا گیا ہے نہین تو یہان سے جانا غیر ممکن تھا جسطرح گولر مین بھنگے رہتے ہین اُسطرح فوج انارون سے نکلتی اور حضور کو جانے نہ دیتی مین آپ کو اطلاع دینے انار سے نکلا ہون کہ یہ فوج آتی ہے یہ میر زران وزیر ملکہ بران آپ کے لینے کو آتا ہی جلوس شاہانہ ہمراہ لاتا ہے حضور کو چاہیے کہ اُنسے بڑے تپاک سے ملیے نہ کہ اُن کے قتل کی فکر کیجیے عمر نے جب کیفیت اُس جوان سے سُنی کہا پہلے سے تو نے مجکو اطلاع کیون نہ دی میرا شربت سب خراب گیا وہ جوان ہنسا اور کہا اسکے عوض جو فرمائیے وہ حاضر ہو عمر نے کہا کچھ مجکو محتاج سمجھا ہے یہ کہکر شربت کا گھڑا زنبیل مین رکھا کہ پھر کہین کام آیگا وہ جوان پھر پتلا بنکر انار مین چلا گیا اور انار درخت مین جا کر لگا عمر وہان سے بہت جلد اندر باغ کے آیا اور بارہ دری مین پہونچکر جلد جلد فرش قاقم و سنجاب زنبیل سے نکال کر تمام بارہ دری مین بچھایا مسہریان آراستہ کین دنگل ہاے جواہر کار گسترده کیے مسندین مغرق پر تکلف موتیون کے جھالر کی بچھائین اور ایک تخت کئی سو زینے کا بیچ مین دنگلون کے بچھایا اور یہ سب سامان چند جن بچون کو زنبیل سے نکال کر آن واحد مین درست کرایا راوی کہتا ہے کہ جب ملک سبائل جہان لقا خدائی کرتا تھا اور یہ ملک اُس کا تختگاہ تھا وہ اہل اسلام نے جب فتح کیا اور لقا بھاگا تو عمر نے اسکی بہشتون کو جس مین جواہر لاکھون درخت تھے اور اسباب نادر الجوبہ روزگار بہت تھا لوٹکر زنبیل مین رکھا ہے پس وہی اسباب اسجگہ نکال کر آراستہ کیا اور آپ وہ خلعت و تاج گوہر نگار جو ملکہ آسمان پری نے دیا تھا زیب قامت کیا اُس مین ایک ایک موتی برابر بیضۂ مرغ کے لگا تھا اور ایسا جواہر ٹکا تھا جو کبھی جوہری فلک نے بچشم

مہر و ماہ بھی نہ دیکھا تھا باوجودیکہ لعل بدخشانی حرارت آفتاب سے پیدا ہوتا ہے مگر اُس خلقت کا ایک ایک لعل رشک دیگر آفتاب کو جلاتا تھا غرضکہ تاج لعل و گوہر سر پر اور قبای سلیمانی در بر وہ قباے زرین شاید تار خطوط شعاع مہر سے یا تار رفش مہر طلعتان لیکر سی گئی تھی گوٹ اُسکی شفق دامن سحر کو شرمندہ بناتی تھی اپنے روبرو ملکی بتاتی تھی کہ بمقتضاے ابیات

حلہ استبرق و ابریشمین *	بر مین ایسا تھا کہ دیکھا ہی نہین
جس کی قیمت ہے خراج سلطنت	رونما جس کا تھا باجِ سلطنت
سر پر اُسکے تھا مرصع ایسا تاج	رونما جس کا ہو دنیا کا خراج

باین زینت و آرایش اُس تخت فلک رفعت پر جلوہ گر ہوا اس اثنا مین مہر زاران وزیر تجمل شاہی کو در باغ پر چھوڑ کر آپ مع چند مقربین کے اندرون باغ قدم زن ہوا اور ہر سمت کو خواجہ کی تلاش کرنے لگا یعنے عمر جو آئے ہین تو کس جگہ ہین غرض سب بنگلون مین پھر کر قریب بارہ دری جو آیا دیکھا چلمنین پڑی ہین اُسنے ڈرتے ڈرتے چلمن کو اُٹھایا عمر کو دیکھا کہ تاج کئی سو کنگرے کا پہنے جسکی کلغی مین جوڑی گوہر شب چراغ کی لگی ہے قبا وہ ہے کہ جسپر نگاہ نہین ٹھہرتی ہے در برکیے تخت پر جلوہ گستر ہے دربار شاہانہ آراستہ ہے دنگل کرسی منبر بے انتہا ہے کوئی اور نظر نہین آتا ہے لیکن عمر کرسیونکی طرف ایسا مخاطب ہے جیسے کوئی اُنپر بیٹھا ہے مگر دکھائی نہین دیتا ہے وزیر کے ہوش پران ہوے اور سمجھا عمر بھی شہنشاہ جلیل القدر ہے بڑے ساز و سامان سے آیا ہے فوج بطور مخفی ساتھ لایا ہے فی الجملہ وزیر باادب تمام سامنے آیا اور دست بستہ زمین تفاخر کو لب عجز سے بوسہ دیکر بعد بجا آوری آداب و دعا و ثناے شہریاری مین بجز اران آرزو و نیاز مصروف ہوا کہ نظم

تا سایہ مبارکت افتاد بر سرم	دولت غلام من شد و اقبال چاکرم
شد سالہا کہ از سرِ من بخت رفتہ بود	از دولت وصال تو باز آمد از درم

بعد فراغ مراسم ثنا و صفت عرض پیرا ہوا کہ ملے شہنشاہ عیاران ملکہ برّان نے سلام نیاز کہا ہے اور مجھے خدمت ملازمان عالی مین بھیجا ہے عذر کیا ہے کہ ایک سر ہزار سودا امور سلطنت سے چھٹی نہین ورنہ حضور کو لینے آتی کہ کس لیے کہ بمقتضاے ابیات

آن کف پا بر زمین حیف است اے سرو سہی	چشم آن دارم کہ دیگر پا بہ بر چشمم نہی

تا سر از جیب خجالت برندارد آفتاب	خیمہ بر داماں صحرا زن چو ماہ خرگہی
میر وی بر اوج خوبی فارغ از بیم زوال	با تو خورشید فلک را نیست تاب ہمسری
گر ہلالی را فلک سازد گدای در گہت	بر سر کوی تو باید منصب شاہنشہی

امید کہ سوار ہو کر قدم رنجہ فرمائیے ملکۂ عالم مشتاق ملاقات ہین آج موتی باغ مین چلکر استراحت کیجیے اور ہماری آبرو بڑھائیے کل شہر ہفت رنگ مین داخلہ کیجیے گا عمر نے یہ التماس وزیر سنکر آگے بلایا اور گوشۂ چشم سے بیٹھنے کا اشارہ فرمایا وزیر بیٹھ گیا عمر گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا وزیر حیران ہوا کہ شخص جن ہے یا بشر ہے واقعی مرد باہنر ہے عمر ایک معزز ملازم کی ایسی صورت بنکر اور خلعت پُر زر کشتی مین لگا کر سامنے وزیر کے لایا اور کہا شہنشاہ عیاران اپنے لشکر مین پوشاک بدل رہے ہین بر آمد ہوا چاہتے ہین آپ کو یہ خلعت مرحمت کیا ہے وزیر نے خلعت پہنا مگر سمجھا کہ مقرر اس شخص کے ہمراہ فوج جنیان ہے غرض کہ عمر خلعت دیکر اور اُس جگہ کا سب اسباب یعنی تخت و کرسی وغیرہ یکجا کر کے نظر سے غائب ہو گیا بعد لمحہ کے صورت اصلی بنا کر اور دوسری طرح کا لباس زیب قامت فرما کر ظاہر ہوا وزیر اُٹھ کھڑا ہوا اوسکو حکم دیا کہ آنکھین بند کر لے تاکہ ملازم میرے اسباب اُٹھا لین اوسنے حسب ارشاد آنکھین بند کر لین عمر نے جال مار کر تمام اسباب نذر زنبیل کیا وزیر نے جو آنکھ کھولی ذرا بھی اسباب نہ دیکھا یقین واثق ہوا کہ عمر فوج جناتون کی ہمراہ لایا ہے پس اُسنے تخت طاؤس حاضر کیا خواجہ سوار ہوے طبل و نقارے بجے صدائے طرقو پیدا ہوئی باغ سے سواری آگے بڑھی باد بہاری جلو مین چلی نقارچی زری پوش نقارون کو بجاتے اُسکے پیچھے شتر سوار سانڈنیان اوڑاتے پھر خاص بردار غول باندھے پلٹنین اور رسالے باجے جنگی بجاتے چلے بعد انکے طفلان قمر پیکر بوٹے لخلخون کے اور منقلہاے عود عنبر لیے عود برکی کا بگٹا ڈالتے دشت گور تنگ دشت تاتار بناتے گذرے پھر تخت عمر کا بر آمد ہوا چار سو پریزادین طلسم کی مثل پر بال ہما کا لیے مگس رانی کرتی ہوئی اور کئی ہزار خواصین آنچل پلو کے ڈوپٹے اوڑھے حسن مین یگانۂ دہر جواہر کا زیور پہنے چنگیر دان و عطر دان و اگالدان وغیرہ سہرے ہاتھون مین لیے کہار قدم با قدم تخت اُٹھائے اس طرح سے کہ تکان نہ ہو روان ہوے اور بارہ ہزار ساحر باز و بط و فیل سرخاب و بوتیمار و اشتر ہاے پر سوار تخت کو گھیرے ابر پیدا کرتے موتی برساتے سواری کے جلو مین آتے تھے نقیب آگے آگے صداہاے ادب و تفاوت

لگاتے تھے بڑھے عمرو دولت شیران بہادر کہکر للکارتے تھے اس دبدبے کہ بموجب **نظم**

تھے کھڑے صدہا نقیب و چوبدار	اور پیادے بے حد و بیعد سوار
سیکڑون حاضر غلام ماہرو	دست بستہ صف کشیدہ سو بسو
غرق لعل و زرین از پا تا بسر	زرق و برق ایسے کہ خیرہ ہو نظر
کہتے جاتے تھے یہ ہردم چوبدار	اے ہوا نو جلد تر ہو ہوشیار
جلد ہو جاؤ دو طرفہ دو قطار	ہون پیادے آگے اور پیچھے سوار
باادب آہستہ نہ بیش و نہ کم	ایک سان جلدی بڑھاؤ تم قدم

سواری شہنشاہ عیاران کی روان تھی چشم بہرام فلک بحسرت چاکری نگران تھی شہر ہفت رنگ کو دہنے ہاتھ کی طرف چھوڑکر سیر دہجات طلسم دکھاتے باہر باہر موتی باغ مین لیکر آئے اب یہان سے جو کوئی اندر قلعہ کے جانیکا ارادہ کرے تو وہی ساتون دریا چکا ذکر اول ہوا کہ ماہ طے کرکے آیا تھا پڑینگے غرضکہ جب سواری موتی باغ کے در پر پہونچی وزیر نے آگے بڑھکر دروازہ کھلوایا کیون کہ ملکہ بران وزیر کو بھیجکر سمت قلعہ ہفت رنگ بہر تیاری و سامان دعوت خواجہ گئی تھی کچھ ملازمون کو برائے خاطرداری و خدمت گذاری چھوڑ گئی تھی اُسوقت وزیر کے پکارنے سے دروازہ وا ہوا اور سو کنیزین مہ پارہ دسمن اندام گلدستے ہاتھون مین لیے اندر سے باغ کے نکلین کہ ایک ایک حسن مین رشک شعلہ طور تھی سراسر بقعۂ نور تھی کہ بہ مقتضائے **ابیات**

رسیدند خوبان ز درگاہ کاخ	بدست اندرون ہر یک از گل و شاخ
ابا یارہ و طوق با گوشوار ✢	ز دیبائے و گوہر چو باغ و بہار
دو رخسار چون لالہ اندر چمن	سر جعد زلفش شکن بر شکن

ان پری پیکرون نے وزیرون سے عرض کیا کہ ملکۂ عالم نے حکم چلتے وقت کیا تھا کہ اندر باغ کے ہمارے مہمان کو موتیون کے تخت پر سوار کرکے لانا اور موتیون کی پوشاک پہنانا چنانچہ یہ تخت گوہر نگار اور یہ پوشاک آبدار حاضر ہے وزیر نے کشتیان خلعت مروارید کی اور تخت انسے لیکر خدمت مین عمرو کی حاضر کیا اور ان کنیزون نے جو وزیر سے کہا تھا خواجہ سے بھی عرض کیا عمرو نے ہنسکر کہا کہ اے وزیر ملکہ نے مجھے محتاج سمجھا مین صاحبقران کا بھائی ہون جو زوج ملکہ آسمان ہے اور یہ کہکر

ایک کنیز جو سب سے زیادہ ملکہ کیطرف سے سفارش کر رہی تھی اسکو گھورا اور کہا رہ تو جا تیری گردن
مارونگا وہ کنیز سمجھی کہ اصل مین یہ مہمان عزیز بادشاہ طلسم ہے اگر حکم دیگا تو ضرور میرے قتل مین اسیکو
تامل نہوگا یہ سمجھکر فرط دہشت سے گر پڑی جتنے لوگ ہمراہ تھے سب کے سب اُسیطرف متوجہ ہوگئے اور
نگاہ ہر ایک کی اُس کنیز کی طرف تھی عمر نے سبکی نگاہ دوسری سمت کرنیکو تو یہ فقرہ کیا ہے تھا فوراً
گلیم اوڑھکر غائب ہوگیا وزیر وغیرہ نے اُس کنیز کو اُٹھوا کر پھر جو تخت کی جانب دیکھا عمر کو نپایا
جان نکل گئی کہ شاید خواجہ ناراض ہوکر چلے گئے ملکہ بران ہم لوگون کو مار ڈالیگی کہ تم نے خواجہ
سے کیون گستاخی کی بس پریزادون طلسم سے کہا کہ ہر سمت جاکر ڈھونڈھو اور ساحرون کو حکم دیا کہ
تلاش کرو وہ دونون ہر طرف دوڑے اور دور دور اُڑ کر گئے مگر کہین نشان نملا ناچار پھر آئے وزیر
مضطر ہو رہا تھا کہ یکایک خواجہ تخت پر ظاہر ہوے وزیر نے دیکھا کہ موتیون کا تاج سر پر دھرے جامہ
گوہر آگین پہنے بڑے بڑے موتیون کا کنٹھا اور تمام زیور دُر خوش آب جسم پر آراستہ فرمائے
ہین ڈاب کمر سے لگی ہے ہر انگشتری کے نگینے کی قیمت باج سلطنت سے بڑی ہے اُنکی بازوؤن پر نگینہ
مہر و ماہ سے بہتر بالے گوہر کے عقد ثریا کو رشک دینے والے بے آبرو بنانے والے اس سجاوٹ کو دیکھکر
وزیر نے باادب عرض کیا کہ حضور کہان تشریف لے گئے تھے فرمایا کہ لشکر حمزہ مین گیا تھا وہین سے
آتا ہون وزیر اور زیادہ بدحواس ہوا کہ کہان یہ مقام اور کہان کوہ عقیق لشکر صاحبقران خلاصہ
کار عمر بھی عجائبات اور غرائبات دکھاتا اور اپنی وقعت کا اُنکے ملک دل پر سکہ بٹھاتا بہ تجمل تمام
داخل باغ ہوا اور جہان بران شمشیر زن تخت پر بیٹھتی ہے اُسی جگہ تخت خواجہ کا نصب ہوا
اُسنے دیکھا کہ ملکہ یہان نہین ہے اور اہل دربار بھی چند آدمی ہین زیادہ نہین صرف وہ مقام نہایت
آراستہ ہے باغ طلسم نہایت زیبایش سے پیراستہ ہے خواجہ نے وزیر سے پوچھا کہ ملکہ کہان ہین
اُسنے جواب دیا کہ شہر مین سامان دعوت حضور مہیا کرنے گئی ہین آپ یہان آج تشریف رکھیے
اور سیر دیکھیے کل ملکہ سے ملاقات ہوگی عمر اُسوقت تخت پر جلوہ گر تھا چار سمت پیک نظر دوڑانے
لگا وہان سے قلعے کی طرف دریا موجزن تھے ایک سمت صحرا مین جست کنان غزال و ہرن تھے
سامنے جو موتی باغ تھا سب موتی کا باغ تھا نرگس شہلا کی آنکھ مین موتی کوٹ کوٹ کر بھرے
تھے زلف سنبل پر چاندی کے جگنون بنا کر ڈالے ہین یا محبوب نے زلفون مین

جگنوں پالے ہین درختہاے گل حمرا یاقوت رخشندہ کے بنائے تھے شگوفے نیچے کیطرف زمرد کے اور غنچہ غنچون کے یاقوت کے لگائے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ معشوقان سبزرنگ مسکراتے ہین خنجر موج تبسم شورِیدگان فصل بہار پر چلاتے ہین زمین پر ہر جگہ موتی بچھے تھے درختون پر لڑیان موتی سے گوندھ کر پڑی تھین سرِ ہر شاخ سے لٹکتی تھین عروس بہار کے سہرے کا جلوہ دکھاتی تھین جال موتیون کے درختون پر پڑے تھے موتیے کے تختے پھولے تھے گویا اصل موتی ہی لگے تھے کہین کیتکی کا پھول کٹورا سا کھلا تھا قطرہ ہاے شبنم سے پُر ہوکر موتیون سے بھرا نظر آتا تھا کیا اس باغ طلسمی کی تعریف بیان ہوسکے وقت تحریر خامہ دُرفشان کا مُنہ موتیون سے بھرا ہے اسوجہ سے بولنا اُسکو دشوار ہوا ہے کہ بمقتضاے قول

مؤلف نظم

بزم گلشن گلون سے تھی آباد
کہین قمری تھی اور کہین شمشاد

بوے گل سے بسا ہوا گلشن
تھا معطر گلون کا پیراہن

سنبل باغ زلف کھولے ہوے
موتی گج بال تھی پروے ہوے

گرد گلبن کے تھے گلِ سوسن
خط رخسار شاہدانِ چمن

صاف ظاہر تھی عقل سے یہ بات
دن کو گھیرے ہوے ہی کالی رات

نخل ہر ایک نخلِ قامتِ یار
رگِ گل موے گیسوے دلدار

چشم بددور نرگس مخمور
تھی بعینہ برنگ دیدۂ حور

غیرتِ نخل طور وان کے شجر
رشک پروین چرخ سارے ثمر

سامنے خواجہ کے پریزادان طلسم حاضر ہوئین اور ناچنے لگین جام مے سُرخ فام گردش مین آیا جلسۂ چنگ ورباب حُسن بتان رقص سمن بران مست کن جان ہر شیخ وشاب تھا کہ نظم

بشستند پایش بمشک وگلاب
گرفتند ازان پس بخوردن شتاب

نہادند خوانِ خورشس گونا گون
ہمی ساختندش فزونی فزون

پرستندگان ایستادہ بپاے
ابا بربط وچنگ ورامش سراے

بدیبا زمین کردہ طاؤس رنگ
ز دینار ودیبا چو پشتِ پلنگ

چہ از مشک وعنبر چہ یاقوت وزر
سراپردہ آراستہ سربسر

اس اثنا مین گل آفتاب عالمتاب کو یوں روزگار نے سبد فلک سے اُٹھا کر طاق مغرب مین چنا اور چمن آسمان گلہاے انجم سے بہار آگین ہوا گلشن چرخ مین چاندنی کا پھول کھلا کہ بموجب **ابیات**

جب گل آفتاب مُرجھایا
وقت گلگشت باغ کا آیا +
بسج عشرت سے کم نہ تھی وہ شام
عیش و عشرت سے دل کو تھا آرام

شام ہوتے ہی تمام درختون مین قندیلین آویزان ہوئین نورانی ثمر ہر شجر مین لگے گیند بلور کے لٹکائے گئے بارہ دری مین ہانڈیان جھاڑ کنولہاے جواہر آگین روشن ہوے سقف بارہ دری پر مگیر زرتار کے نیچے چاندنی دیکھنے کو شمشہ سپہر عیاری مسند پر جلوہ فرما ہوے چار سمت اِس جگہ سے وہان جتنے نظر آتے تھے مثل رفتار معشوق لہراتے تھے باغ مین سمن اندام وسیمین تن خواصین اور غلام مشعلین اُوڑانے لگے زمین کو ہمسر چرخ برین بنانے لگے گلہاے خوشبودار کی بھینی بھینی بو دماغ شاہدان گلشن معطر کرتی تھی زلف سنبل بوے گل سے ایسی بسی تھی کہ مشام سبز رنگان و ہر معنبر کرتی تھی ماہ تابان کی چمک برگ اشجار زمردین پر پڑی تھی یا شاہد بہار چاندی کی پات بالیان پہنے تھی زمین و زمان نور ریز تھا عجب جلسۂ عشرت خیز تھا کہ بمقتضاے **ابیات**

ز جنبش لمعہاے نور در خِل +
ورقِ گل راشدہ زرین جلاجل
عنادل زان جلاجل نغمہ پرداز
درین فیروزہ کاخ افگندہ آواز
ز باد و سایۂ بیدش ہزاران
طپیدہ ماہیان در جویباران
صبا جعد بنفشہ تاب دادہ +
گرہ از کاکل مشکین کشادہ

یہان تو یہ سامان راحت و فرحت خیز ہے مگر ملکہ جو قلعۂ ہفت رنگ مین تشریف فرما ہوئی حکم دیا کہ تمام شہر آئین بند ہو سامان دلپسند ہو ہر ایک دوکاندار لباس زرین پہنے مکانون پر چاندی سونے کا مصقلہ کیا جائے نقش و نگار جواہر کار ہو مذہب وہ ہر محلہ کوچہ و بازار ہو موتی باغ اور قلعہ مذکور کے مابین مین جو دریا واقع ہوے ہین اور بارہ دری سے دکھائی دیتی ہین اونکے گھاٹ بھی طلائی اور نقرئی بنین ناؤ بجرے مور پنکھی طاؤس سان زرین چہرہ کے چہرے درست ہو کر کنارے لگائے جائین چنانچہ حسب الحکم ملکہ عالم تمام سامان کار پردازان ستودہ شیم نے درست فرمایا یعنے کنولہاے زرین دریا مین چھوڑ دیے اور مگیرے زربفتی کنارے کنارے فرسنگہا فرسنگ استادہ

ہوے قبہ ہاے خیمہ قبہ فلک سے سرکشی جتانے لگے اپنے روبرو اسکا سر نیچا کر دیا خمیدہ قامت نیاز گی
تاج بارگاہون مین ہونے لگا دریا بھی فرط خوشی سے موج مین آیا مستون کی طرح سے جھوم کر لہرایا
حباب چشم تماشاے بحر تحیر مین ڈوبے تھے اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کر بدیدۂ حیرت یہ سیر دیکھتے تھے فرط
مستی و مسرت سے دریا بھی پکھیلا نکلا تھا حباب تھے بحر کے دل کا حوصلہ نکلا تھا عالم کے مہمان ہونیسے
آبرو باقی تھی ہر ایک صدف بہر نثار گوہر آبدار لائی تھی کہ **لمؤلفہ**

لب جو تھا مشتاقون کا اژدحام ‌ ‌ تماشائی تھے اس جگہ خاص و عام
لب آب تھین بارگاہین کھڑی ‌ ‌ چمک جنکے قبون کی گردون پہ تھی
کہین جھاڑ روشن تھے بلور کے ‌ ‌ کہین گنبد لٹکے ہوے نور کے
پڑے اس طرح تیرتے تھے کنول ‌ ‌ شگفتہ ہو پانی مین جیسے کنول +
ستارون کا جو عکس پانی مین تھا ‌ ‌ مگر دی تھین گردون نے آنکھین چھپا
طوائف قمر طلعت و رشک حور ‌ ‌ گلے نور کے صورتین رشک نور
لیے سازہاتھون مین سب خوبرو ‌ ‌ کھڑین صف بصف بر لب آب جو
بجاتی تھین قانون و بین و رباب ‌ ‌ ہر ایک جوش مستی سے تھی بے حجاب
جوانی کا عالم بندھی گاہ تان ‌ ‌ وہ ابھری ہوئی سینون پر چھاتیان
دم رقص چل پھر وہ آفت کی تھی ‌ ‌ قیامت تھی دامن مین آنکے چھپی
کبھی تال اونکا جو یاد آئے گا + ‌ ‌ تو پانی سے طوفان سے ہوگا بپا
ہر اک موتیون کی جواہر جڑی ‌ ‌ پڑی ہر طرف بحر مین تیرتی
سوار اونپہ شہزادیان خوبرو ‌ ‌ سمن بر گل اندام و با آبرو
لیے ماتھین ڈانڈ رشک بلور ‌ ‌ کہ شیدائی ہو جنکے قامت پہ حور
مگر جہرے عمدہ نزاکت بھرے ‌ ‌ کڑے دونون ہاتھون مین انکے پڑے
وہ پہنے ہوے لہنگے زربفت کے ‌ ‌ کہ مہنگے تھے جو اطلس چرخ سے
لگے گھنگرو ڈانڈون مین تھے پر نوا ‌ ‌ جو چھم چھم کی کھینے مین دیتے صدا
لہک کر یہ گاتی تھین وہ بار بار ‌ ‌ کہ سیّان لگادے مہرا بیڑا پار

جب دو پہر رات کے قریب زمانہ گذرا ملکہ بران نے خوان پرالوان نعمتہاے گوناگون سے مملو کر کے روانہ کیے اس تجمل کہ روشن چوکی آگے بجتی تھی چھڑکاؤ کرتے کہ گرد و غبار کھانے پر پڑے تو رئے پوش کشتیون پر پڑے کسنے خوانون پر کسے یساول و چوبدار آگے آگے اہتمام کرتے کہ نظر بد سے طعام محفوظ رہے ملکہ کی مُہر ہر خوان پر کی ہوئی آب خاصے کی ہر ایک صراحی برف کی جھلی اسی اہتمام وانتظام سے بکاول ساتھ بہنگون پر منقلہاے آتشین لدی پتیلیان دم پر لگائے جواہر کے ظروف بار کرائے باغ مین لائے دسترخوان دیباے رومی گستردہ کیا میزبان نے دست بستہ ہو کر خواجہ کو لا کر بٹھایا عرض کیا کہ ملکہ نے کہا ہے یہ کھانا گو کہ آپ کے لائق نہین اور کچھ تکلف بھی نہین کیا گیا جیجہ آتش آتش تیار تھا وہی نان خشک کے ہمراہ بھیجا ہے اگر اوس کو نوش کیجیے گا باعث میرے فخر کا ہوگا اور آج تو تنہا نوش فرمائیے انشاء اللہ کل اس میزبان غریب کے جو کچھ نان جوین ممکن ہوگی قبول کیجیے گا آپ کو قسم ہے خدا کی کچھ تکلف کو راہ نہ دیجیے گا عمر نے کہا کہ مجھکو باقی ہین مین بیچارہ مرد غریب اس لائق کب ہون یہ سب آنکی مسافر نوازی ہے کہ **بیت** از جرعۂ تو خاک زمین قدر لعل یافت * بیچارہ ما کہ پیش تو از خاک کمتریم * بلکہ میری طرف سے عرض کر دینا کہ بموجب **ابیات**

بازآے ساقیا کہ ہوا خواہ خدمتم ⁂ مشتاق بندگی و دعا گوی دولتم
من کز وطن سفر نہ گزیدم بعمر خویش ⁂ در عشق دیدن تو ہوا خواہ غربتم

حاصل مرام بعد سفرہ گستری طعام لذیذ و خوشگوار چنا گیا وزیر نے آفتابہ اٹھا کر طشت زرین و ابریق جواہرین سے ہاتھ دھلایا آپ سر پر مروحہ جنبانی کرنے لگا اور خواجہ نے خاصہ نوش فرمایا بکاول اور داروغہ باورچی خانہ کو بعد کھانا کھانے کے کئی ہزار روپیہ زنبیل سے نکال کر انعام دیا لیکن سینہ مین جلنے لگا کہ یہ کیا فیاضی کی چندے مین ایسی بخشش محتاج کر دیگی غرض دسترخوان بڑھا خواجہ نے وزیر کو بیسی خدمت گزاری پر خلعت دیا سواری حاضر ہوئی سوار ہو کر دریا کی طرف بیٹھے سیر رخ کیا وزیر نے وہی تجمل جو سابق مین ذکر ہوا ہمراہ سواری کر دیا اور آپ خدمت ملکہ مین گیا تقریر عمر گذارش کی اور حال عجائبات دکھانے خواجہ کا بیشے خلعت دینا اور غائب ہو جانا اور سامان کر و فر جو کچھ اول سے اسوقت تک دیکھا بیان کیا بران نے کہا عمر کے پاس زنبیل اور گلیم اور بہت سے اشیاے نادرہ ہین ان باتون کا اس سے سرزد ہونا کچھ تعجب نہین

تردد کرنا بیجا ہے یہ گفتگو کر رہی تھی کہ دو پریزاد دل نامۂ کوکب لائین ملکہ نے بعد ادائے مراسم پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند آج تمام ناظمان طلسم اور حاکمان در بند و کوہ و صحرا وغیرہ ہر ایک کو پروانے بھیجو کہ صبح تک تمہاری خدمت مین وہ سب حاضر ہو جائین اُنکو ہمراہ لیجانا اور خواجہ کی ملاقات کرانا ہر ایک سے نذر دلوانا اور اپنے گھر مین جو آتا ہے اُس سے تمکنت نہین کرتے یہ نہ جاننا کہ مین شہزادی ہون اور عمر ایک شاطر ہے عمر کی وہ قدر منزلت کرنا کہ اُسکے سامنے کنیز بنجانا کیونکہ عمر وہ شخص ہے کہ جسکو چاہے شاہزادی بنا دے وہ تاج بخش شاہان ہے دیکھو مہرخ کو اُسنے تنہا آکر بادشاہ بنا دیا اور افراسیاب کا مقابل ٹھہرا دیا پس خبردار وہ امر نہ کرنا جس سے ہم ناخوش ہون کوئی دقیقہ اُسکی تعظیم مین فروگذاشت نہو یہ نامہ پڑھکر ملکہ نے جواب لکھا کہ ای پدر بزرگوار مین جیسے آپکی کنیز ویسے ہی خواجہ کی انشاء اللہ جیسا حضور نے تحریر کیا ہے اس سے بڑھکر مین بجا لاؤنگی یہ عرضی نامہ داروں کو دیکر رخصت کیا اور حکم دیا کہ دریا کے کنارے آتشبازی نصب کیجاوے اور سواری ہماری بھی تیار رہے کہ قریب صبح خواجہ کو لینے جائینگے یہ کہکر منشیون کو یاد فرمایا اور اُنسے ارشاد کیا کہ نامے شاہان طلسم کو اور پروانے عاملون کو شقے مالکان در بند حسب المطلب ترقیم کرو مضمون یہ ہو کہ تم سب بنا بر حکم ہمارے اور بادشاہ طلسم کے اُسیوقت بجاہ و حشم تمام مع ملازم و حذام کے حاضر ہو اور ہمارے ساتھ چلکر شاہ عیاران کو نذر دو اور استقبال کرتے قلعہ مین لاؤ اس امر مین تاکید اکید اور قدغن مزید سمجھو جو کوئی تعمیل حکم نہ کریگا مغضوب درگاہ سلطانی اور معتوب نگاہ خسروانی ہوگا دبیران عطارد تدبیر نے بموجب فرمان ملکہ طلسم فرمان واجب الاذعان اور توقیع وقیع جہان مطاع و عالم مطیع تسطیر کیے ملکہ نے مہر اپنی ثبت فرما کر کچھ ساحرون اور کچھ چیلون کو کچھ پریزادان طلسم کو جہان جسکے ہاتھ بھیجنے کا موقع تھا روانہ فرمائے اور بنا بر ارشاد آتشبازان صنعت پروین از آتشبازی جو روز سامنے ملکہ کے چھوٹتی تھی وہ لیکر اور جلد جلد کچھ اور اپنی چابکدستی سے تیار کرکے وزیر کے ہمراہ روانہ ہوے اور کنارے دریا کے کوسون تک چرخیان گاڑدین اور مہتابین بانسو مین باندھکر نصب کین قلعۂ آتشبازی ایک طرف استادہ ہوا سرو کا درخت کہین گاڑا دیو آتشبازی اور ٹیار اکہین نصب کیا چنانچہ تفصیل اُسکی کیا کیجائے ہر جگہ مناسب و بہتر درستی کرکے انتظار حکم کرتے تھے کہ یکایک خواجہ آکر بجرے پر سوار ہوے جلترنگ بجنے لگا وزیر نے

حکم آتشبازی چھوٹنے کا دیا آتشبازون نے گلہائے آتشبازی سے دریا کو رشک گلزار بنا دیا کہ ابیات

ہوئی روشنی ایسی مہتاب کی	رخ مہ پہ چھٹنے ہوائی لگی +
لب آب چھوٹین جو ان پھریان	طیان ابر دریا مین تھین بجلیان
ہوئے پھول ہر رنگ کے آشکار	فلک جنکی سیر نگھون پر نثار
جو یادان کی گردش کا آتا ہی حال	تو چکراتا ہے چرخ اب تک کمال
انارون سے یون گل ہوئے آشکار	کہ آئی گلستان مین فصل بہار
فلک سے برسنے لگا آب زر	زمین سے ہوئے پیدا زرین شجر
کہین سرو آتش ہوا شعلہ بار	کہین رقص طاؤس زر کی بہار
ہوائی ہوا پر لگی چھوٹنے +	فلک پر سے تارے لگے ٹوٹنے
ہوئی پھلجھڑی اس طرح گلفشان	لب بحر تھا تختۂ گلستان
زمین اس طرح سے ہوئی شعلہ رو	جدھر دیکھیے نور تھا جلوہ گر
ہوا ایسا شرمندہ اُس نور سے	نہین شعلہ اٹھتا ہے اب طور سے

ہر ایک بجرے اور کشتیون پر ناچ ہونے لگا جلترنگ بجنے لگا دور شراب ارغوانی شروع ہوا اور کبھی عمر کی دریا مین ہر سمت پھرنے لگی یہ تو سیر دریا مین مصروف ہوئے مگر شاہ کوکب نے دربار سے اٹھ کر تنہائی مین جا کے ایک پتلا بصورت عمر آٹے کا بنایا اور بسر سحر کا اُسمین بٹھایا پھر اسکو سجا کر لباس فاخرہ پہنا کر تخت زرین پر بٹھایا اور سرحد دوم طلسم پر ایک باغ ہے کہ جواہر باغ اُسکا نام ہے وہان بھیجدیا وہ پتلا اُس باغ کی بارہ دری مین پہونچکر تخت پر جلوہ گر ہوا تھا کہ ٹکڑہ چبوترہ کا مخمور کو جو عمر سے جدا کر کے چلا تھا اُسی باغ مین لایا اور زمین پر اُترا مخمور اُسپر سے اُتری وہ چبوترہ غائب ہو گیا یہ آگے چلی باغ نہایت پر بہار دیکھا ہر روش کو بہر روش عمدہ و قلعدار دیکھا غنچہ و گل وش بہیں نہین ہزار و ہزار سوسن وہ زبان کا کیا شمار گل ہزارہ اور صد برگ بیشمار عنادل بر سر شاخسار نغمہ زن کہین ہار سمن و نسترن یہ کیفیت اُس باغ کی دیکھتی ہوئی بارہ دری کے برابر آئی وہ بھی بے نظیر نظر آئی جواہر اُسکی چار دیواری مین جڑا ہوا تھا اور موتیون کو جھمکون مین لٹکایا تھا روزن جھنجری کا چشم معشوق سے بہتر تھا موتی کے ٹنکنے سے موتی آنکھ

مین بھرے تھے ہنین ہیر روزن بسان وہان پر گہر تھا پردہ ہای زنبوری پڑے تھے سراسر جواہر دوزی کے تھے مخمور نے پردہ اُٹھایا عمر کو تخت جواہرین پر جلوہ گر پایا شادان و فرحان آگے بڑہی وہ پتلا بھی تخت سے اُٹھا اور یہ کہتا ہوا آگے بڑھا کہ بیت بیا بیا کہ دل و جان من فدای تو باد٭ سریکہ بر تن من ہست خاکپای تو باد٭ دونون بغلگیر ہوے اور جا کر تخت پر بیٹھے مخمور بولی کہ خواجہ آپنے ہماری خبر دو دن تک نہ لی پتلے نے کہا مصلحت یہی تھی اُسنے کہا پھر یہ فرمائیے کہ بادشاہ سے بہانگی ملاقات ہوئی پتلے نے جواب دیا کہ ابھی ہنین مگر استقبال کرا کے مجھکو یہان فرودکش کرایا ہے اور مدد دینے کو وعدہ فرمایا ہے اب ہم تم یہان رہین اور نظر بفضل کردگار رکھین دیکھین کہ خدا کیا سامان کرتا ہے اور پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے کہ شعر آخر از غیب دری بر رُخ ما بکشاید٭ دیگران گر بکشایند خدا بکشاید٭ مخمور اس پتلے کو عمر سمجھ کے اس باغ مین فرودکش ہوئی اور یہان عمر مصروف عیش و راحت ہے ہر طرح لب دریا سامان نشاط ہے جلسۂ عیش و فرحت و انبساط ہے خیال مین ہے کہ جب ملکہ ہیران سے ملاقات ہوگی تو حال مخمور کا پوچھونگا اور سعی کر کے بلواؤن گا فی الجملہ جب آتشبازی چھوٹ چکی اور سیر دریا کر چکے اُسوقت خواجہ کو کردگار پرواز اُسی باغ مین لائے اور بالاے بام مسند پر بٹھایا پچھلی رات باقی تھی رقاصون نے بہاگ گایا سمان بندھ گیا جام متواتر پیے دماغ گرم ہوا یہ تو اِس راگ و رنگ مین مشغول تھے مگر فلک شعبدہ باز نیا رنگ لایا یعنے نامے جو ملکہ ہیران نے مالکان ور بند کو براے طلب بھیجے تھے وہ تمام بادشاہون اور ناظمان طلسم کو پہونچے سب نے بموجب حکم کے تیاری کی کشتیان جواہر اور گوہر کی بہر نذر ہمراہ لین فوج کو حکم دیا کہ مسلح ہو کر ساتھ چلے آپ بھی پوشاک نفیس زیب جسم فرما کر سواریون پر سحر کی سوار ہوے اور خدمت ملکہ مین حاضر ہونے لگے منجملہ اُن ناظمون کے ناظم کوہ فولاد کا حاکم چرخ روئین تن نام ساحر ذی احترام کے پاس بھی دو جادوگرنیان فرستادہ ملکہ نامہ لائین چرخ ایوان شاہی مین تخت حکمرانی پر جلوہ گر تھی اور ستره سو ساحر دست ادب بستہ حاضر تھا شب کا دربار تھا کرسی و دنگل پر تمکین فوج کا ہر سالار تھا گھنٹے اور ناقوس در ایوان پر بجتے پیادل و حاجب بیٹھے تھے جادوگرنیان نے عرض کرا بھیجا چرخ نے استقبال کرا کے بلایا اور نامۂ ملکہ لے کر آنکھون سے لگایا سر پر رکھا زر نثار کرایا اور نامہ دارونکو

مقام پر تخت پر بیٹھا یا پھر نامہ وا کرکے پڑھا مضمون سے واقف ہوتے ہی رنگ چہرے کا تبدیل ہو گیا نہایت غصہ آیا مگر براہ دور اندیشی ضبط کرکے نامہ واردن کو خلعت دیا اور عرض کیا کہ مین بھی آتا ہون یہ کہکر اُنہین رخصت کیا جادوگریان تو چلی گئین لیکن اہل دربار نے اُسکو متغض دیکھکر باادب تمام پوچھا کہ کیون حضور ایسا کچھ نامہ مین کیا لکھا تھا جسنے آئینہ خاطر بادشاہ مکدر کر دیا اُس نے آنکھون مین آنسو بھر کے زانو پر ہاتھ مارا اور کف افسوس ملکر کہا کہ کیا بتاؤن غضب ہو گیا طبقہ زمین طلسم اُلٹا چاہتا ہے دین پونے دو سو خداؤن کا مٹتا ہے وہ چور دغاباز مکار جسنے ساحرون کے گھر بے چراغ کر دیے ساربان زادہ دشمن ساحران راندۂ درگاہ خداوند لقا اس طلسم مین بھی آیا ہی ملکہ بران نے سب ناظمون کو اُسنے نذر دینے کے لیئے بلایا ہے البسا رتبہ اُس نالائق عمر کا کیا ہے کہ خود اُسکو لینے جائینگے رنڈی ناقص العقل مشہور ہے مگر شاہ کوکب کی عقل مین بھی فتور ہے کہ اُس مکار کے مکر مین آگیا ہے اپنا ملک برباد کیا چاہتا ہے پہلے اُسکو جانور عجیب سمجھکر افراسیاب کے دام سحر سے ملکہ بران اُٹھا لائی تھین اب اُسکی یہ آبرو بڑھائی ہے کہ جسکا حد و بیان نہین مجھکو افسوس آتا ہی کہ یہ سرکار بھی برباد گئی **بیت** سینہ ام زآتش دل در غم جانانہ بسوخت + آتشے بود درین خانہ کہ کاشانہ بسوخت + ہمسے تو یہ کبھی نہو گا کہ ہم جائین اور سامنے اُس مکار ہرزہ گرد کے گردن جھکائین ہمارا تو یہ ارادہ تھا کہ لشکر کشی کرکے حمزہ اور اُسکے تمام لشکر کو قتل کرین اور اُن مسلمانون کو خانۂ کعبہ تک زندہ نرکھین بلکہ پردۂ دنیا سے نام اُنکا ہستی نابود کر دین کہ جنھون نے خاندان ساحران برباد کر دیا غرضکہ یہ کافر بہت کچھ بکا جھکا پھر ایک تدبیر سوچکر حکم دیا کہ فوج ہماری تیاری کرے کیون کہ حکم حاکم مرگ مفاجات ہے مین بھی جاؤنگا اور تمام رفیق میرے تیار ہون دربار برخاست کیا جائے اُسکے کہنے بموجب سب مصروف درستی و روانگی ہوئے اور یہ خود بزور سحر غائب ہو گیا یہان عمر بیٹھا ناچ دیکھا رہا تھا کہ یہ آکر پہونچا اور بردے ہوا سے سحر ایسا پڑھا کہ ہوا سرد چلی اور سبکی آنکھ بند ہو گئی عمر بھی تکیہ پر سر رکھکر سو گیا یہ ہوا سے اُترا اور پنجہ مین خواجہ کو دابکر اُڑا اور لیے ہوئے سیدھا اپنے قلعہ مین آیا اور اپنے بھائی کو کہ فولاد رو مین تن کہلاتا ہے بلاکر خواجہ کو دکھلایا اور کہا میری صلاح یہ ہے کہ تم فوج اور تمام ملازمین کو اور کشتیان نذر کی لیکر خدمت ملکہ مین جاؤ اور میرا نام لینا کہ وہ بھی آتا ہے مین

اس دزد کو مخفی کر کے آؤنگا جب لوگ ڈھونڈھکر تھک جاینگے اور ہنگامہ اُسکے گم ہونیکا فرو ہوگا اُسوقت میں اُسکا کانکر خدمت شاہ جادوان مین مین لیجاؤنگا اور شاہ کو کبھی آیندہ اس کام سے خوش ہوگا کہ اُسکا دین مین بچا ہون ابھی گو کہ یہ اُسکے نزدیک بُرائی ہے مگر آگے احسان مانے گا بھائی نے اُسکے جواب دیا کہ ای برادر تمہارا چلنا خدمت ملکہ مین ضرور ہے کیونکہ باغ مین لوگ ہوشیار ہوکر متلاشی اس دزد کے ہون گے اُسوقت جو حاضر نہو گا ملکہ اُسی پر گمان بدی کرینگی کرین گی پس اُسکو بھی کہین چھپا دو اور میرے ساتھ چلو اسکو یہ رای پسند آئی اور ایک صندوق مین بند کرکے برابر ایوان شاہی کے ایک غار تھا اُسی مین عمر کو رکھا اور دہن غار لکڑیون سے ڈھانک دیا اندر محل کے اسواسطے نہ رکھا کہ مبادا کوئی عورت یا خادمان محل مین سے کوئی اس صندوق کو کھولے اور یہ مکار چھوٹ جائے تو پھر بڑی ہنسی لازم آئی اور فی الحال ہر ایک کو اس راز سے کرنا منظور نہین جو کہدیا جائے کہ یہ صندوق نہ کھولنا لہذا اسی جگہ چھپا دو پھر آکر سمجھ لینا غرضکہ وہان صندوق رکھکر چاہتا تھا کہ چلے اُسوقت عمر کو ہوش آگیا کیونکہ جب یہ باغ سے خواجہ کو لیکر چلا تو سحر بیہوشی سب پر سے اُسنے دفع کر دیا سب وہان ہوشیار ہوگئے لیکن عمر صدمہ سے توج ہوا بیہوش رہا کہ اُسنے صندوق مین لٹایا جسم نے آرام پایا ہوش آیا اپنے تئین صندوق مین بند دیکھا غل مچانا شروع کیا چرخ نے آکر پھر پٹ کھولا اور کہا کہ او غدار تونے ساحران سامری عہد کو مار کر یہان بھی قدم نحوست شیم رکھا اور چاہتا ہی کہ دو بادشاہ بندگان جمشید کو باہم لڑوائے اور اس گھر کو بھی برباد کرے اب بمقتضاے

ابیات

تو بہ تقصیر خود افتادی ازین در محروم	از کہ می نالی و فریاد چرا امید اری
ایدل خام طمع شرمے ازین قصہ بدار	کارنا کردہ چہ امید عطا مید اری

عمر نے کہا بھائی میرا قصور کیا ہے اور تمہارا مین نے کیا گناہ کیا ہے مین تمہارا مہمان عزیز ہون مجکو گرفتار کرنا کب روا ہی کہ بیت منم غریب دیار تو ای غریب نواز + دمی بحال غریب دیار خود پرداز اُسنے کہا نا میرا چرخ روئین تن ہے ملازم بادشاہ ہون نہین چاہتا کہ یہ سرکار برباد ہو جاے اسی قصور پر تجکو لایا ہون کہ تو کیون یہان آیا ہے عمر نے کہا اگر تو ملازم شاہی ہے تو بڑا نمک حرام ہے کہ خلاف مزاج بادشاہ کام کرتا ہی کہ بیت خلاف رای سلطان رای جستن

بخون

بخون خویش باید دست شستن + اگر تجھکو روپیہ کی ضرورت ہو مجھ سے لے اگر معشوق خوبصورت چاہیے ہو وہ بھی حاضر ہے زمانہ کی چیز مین تجھکو دے سکتا ہون اور علاوہ اِسکے سمجھنا چاہیے کہ اگر تمھارا بادشاہ ہماری مدد کریگا دیکھنا مین کیسی ناموری تم لوگون کی ہوگی کہ ملازمان کوکب نے کیسی جوانمردی کی ادنی کو اعلی کیا اُس شخص کو مارا جسکو ترک فلک بھی مغلوب نہ کر سکا غرض آدمی کو نام ہی چاہیے کہ بیت خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر + نشان رہتا نہین ہے نام رہجاتا ہے انسان کا + تجکو چاہیے کہ مجھکو چھوڑ دے اور اس فراق مین نہ پڑ نہین پچھتائیگا مین وزیر اعظم حمزہ ہون وہ حمزہ جو لقا کو بھگاتے پھرتے ہین اگر میرا ایک رُوان بھی میلا ہوا تو نہین معلوم حمزہ تیرا کیا حال کرینگے تیری ذریات کو بھی باقی نہ رکھین خلاصہ کلام عمر نے کبھی لالچ دیا اور کبھی دھمکایا کہ یہ مجھکو کسی طرح چھوڑ دے مگر وہ رحیم نہ ہوا اور بولا کہ ای وزیر دین تیرے دم مین نہ آونگا صبح قریب ہے ملکہ پاس ہو آؤن تو تجکو راہ عدم دکھاؤن یہ کہکر خواجہ کو صندوق مین بند کر کے ایسا سحر پڑھا کہ سارا جسم بحس ہو گیا صندوق کو مستحکم کر کے اُسی جگہ رکھکر آپ مع اپنے بھائی کی خدمت ملکہ مین روانہ ہوا اس اثنا مین ساحر چرخ نے صندوق مشرق سے جواہر نیر جہانتاب کو نکال کر فرق بخش افلاک کیا اور ظلمت شب کو غار عدم مین مخفی فرمایا کہ

نظم

چو اندر گذشت آن شب و گشت روز — بتابید خورشید گیتی فروز
ببرج بره تاج بر سر نہاد — از و خاور و باختر گشت شاد

قریب سحر باغ مین ملازمان ملکہ کی آنکھ کھلی عمر کو نہ پایا ہر سمت تلاش کیا کہین پتا نہ لگا نالان وگریان خدمت بران مین حاضر ہوے ملکہ سوار ہو کر کنارے دریا کے بارگاہ مین داخل ہو چکی تھی سردار وناظم ممالک جمع ہوتے جاتے تھے عمر کے استقبال کی تیاری تھی کہ ملازم گئے اور عرض پیرا ہوئے کہ حضور خواجہ سلامت کو کوئی لیگیا یا کچھ اُنکے مزاج کے خلاف گذرا کہ وہ خود تشریف لے گئے یہان کہین تشریف فرما نہین ہین بران نے کہا خواجہ ہمارے یہان مدد طلب کرنے آئے تھے ہمنے بظاہر تو کوئی بُرائی نہین کی جو وہ ناراض ہوتے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی دوست افراسیاب کا یہان رہتا ہے قابو پاکر پکڑ لیگیا ہی خیر معلوم ہو جائیگا یہ گفتگو ہی تھی کہ فولاد وچرخ دولان بہ تجمل تمام داخل ہوے ملکہ کو تسلیم کی پھر پوچھا کہ یہ کسکی تلاش ہو رہی ہے بران نے کہا شاہ عیاران

تاج بخش شاہان تشریف لائے تھے گم ہوگئے ہین چرخ نے جواب دیا کہ کوئی ساحر افراسیاب کا
یہان آکر لیگیا ہوگا ملکہ نے کہا چہ خوش افراسیاب کا ساحر یہان آتا اور ہمکو خبر ہوتی راہ طلسم کیونکر
طے ہوتی بغیر حکم ہمارے کوئی ڈانڈے پر تو آ نہین سکتا نہ کہ موتی باغ مین سے خواجہ کو لیجاتا اُسنے
عرض کیا تو عمر آپ ہی کہین چھپ رہا ہے یقین ہے کہ مثل طلسم ہوش ربا یہان بھی عذر مچائے ملکہ
نے فرمایا کہ وہ مہمان عزیز ہے اُسکی ذات سے یہ اُمید مجھکو نہین کہ بُرائی کرے یہ کہکر ایک عرضی مشتمل بر واقعہ
گم ہونے عمر کے کوکب کو لکھی ہلکارے طلسم کی خدمت اقدس مین لیگئے اور عرضی پہونچائی کوکب
ازبسکہ روشنضمیر اسیوجہ سے کہلاتا ہے کہ واقعات طلسمات پر اُسکو آگاہی ہوتی ہے مگر اُس صورت
مین اگر پہلے سے غور کرے اور اگر غفلت مین کوئی کام کر جائے تو جب یہ پوجا وغیرہ کرکے دریافت
کرے اُسوقت ظاہر ہوا اسوقت جو خواجہ کے گم ہونے کا حال عرضی مین پڑھا ساحرون سے
کہا پہلے طلسم مین تلاش کرو پھر مین کوہ آئینہ پہ جاکر مراقبہ کرکے بتلا دونگا لوگون نے کہا حضور
شاہ طلسم ہوش ربا کا کوئی رفیق آکر لیگیا ہوگا کوکب نے ہنسکر جواب دیا کہ بچون کیطرح باتین
نکرو وہان کا ساحر آتا اور ہمکو خبر ہوتی غرضکہ بجواب عریضہ بران تحریر کیا کہ جلد تلاش کرو ملکہ نے
نامہ پڑھکر طائران سحر اور پریزادان طلسم و ساحران نامی اور پتلے وغیرہ ہر سمت طلسم مین روانہ
کیے کہ وہ سب پھیل گئے اور ارض و غبار و کوہ و دشت و بحر و بیدا چھاننے لگے ملک وده بدہ
پھرنے لگے اور بہت سے بروے ہوا اوڑ کر ڈھونڈھتے تھے بہتیرے مچھلیان بنکر دریاؤن
مین غوطہ لگائے سراغ رسانی چاہتے تھے جب اسطرح کی تلاش ہونے لگی چرخ کو تردد ہوا
اور چکرایا کہ ایک تو بادشاہ روشنضمیر ہے دوسرے حد کی تلاش ہورہی ہے اس صورت مین عمر کا
پوشیدہ رہنا غیر ممکن ہے مجکو امید نہ تھی کہ ایسی تلاش ہوگی اب لازم ہے کہ یہان سے جاکر اُسکو
مار ڈالون کہ مرغ سر بریدہ بانگ نمیدہد اگر بعد کو اپنا نام بھی ظاہر ہوگا تو کہدینا کہ بوجہ جوش
حرارت مذہب اور از راہ دولت خواہی بادشاہ ایسا کچھ کیا یقین ہے کہ بادشاہ انجام کار ہوچکا
سزادہی سے باز رہے اور اگر ایسا ہوگا تو جلاے وطن کرتا شاہ افراسیاب پاس جانا ایسا
کچھ سوچکر ملکہ سے کہا مین ایک کام رکھتا ہون بھائی کو بھی لیے جاتا ہون دم بھر مین حاضر ہونگا
اور اپنے ملک مین خواجہ کو تلاش بھی کرونگا ملکہ کو اسکی گفتگو سے شطنہ بدی کا گذرا تھا لیکن اسوقت

اضطراب تھا اِسکو اجازت دی یہ مع اپنے بھائی کے روانہ ہوا فوج کو یہین چھوڑا مگر ادھر کا حال سُنیے
کہ جہان عمر صندوق مین بند تھا وہان بیرون قلعہ سے ہوشیار جادو نام ایک چور نے نقب لگائی
تھی اور اُسی غار مین مُہرۂ نقب رکھا تھا کہ یہان سے محل بادشاہی قریب ہے چوری کرونگا اور اگر کچھ
ہنگامہ ہوگا تو اسی غار مین سے چھپکر نکلجاؤنگا چنانچہ بعد چلے جانے چرخ کے وہ چور براہ نقب غار
مین آیا یہان صندوق رکھا دیکھا دل مین سوچا دوسرا چور شاید یہان آیا تھا مال اپنا رکھ گیا ہے مجکو
خوف ملا چور کے گھر مور بیٹھا چرائے کوئی اور ملے کِسکو یہیچ ہے بموجب بیت سبب مپرس کہ چرخ
ارچہ سفلہ پرور شد + کہ کام بخشی او را بہانہ بے سببی ست + غرض لالچ مین آکر اُس صندوق کی قفل
کو توڑا اور پٹ اُلٹا عمر بصورت اصل اُسمین پڑا تھا لباس پُر زر پہنے تھا چور ڈر گیا کہ معلوم ہوتا ہے
یہ کوئی بلا ہے عمر نے اُسکو خائف دیکھکر بزبان تسکین بیان کہا کہ ای محو حیرت تو کچھ خوف نکر مین
آدمی ہون مجکو ایک ساحر بند کر کے چلا گیا چور نے کہا پھر کیا چاہتے ہو کہا مجھے اپنے سحر سے چھڑا دو
تو اپنی حقیقت بیان کرون میرے جسم مین طاقت نہین جو اُٹھون چور کے پاس غسل جمشیدی کا پانی تھا
کہ جسپر وہ چھڑکتا ہے سحر اُسپر سے اُتر جاتا ہے وہی پانی اُسے چھڑکا عمر پر سے سحر اُتر گیا صندوق
مین سے نکلا اور جست کر کے دہن غار پر آیا جال مار کر صندوق بھی لیتا آیا چور یہ چالاکی دیکھکر حیران
ہوا اور غار سے نکلکر بولا کہ یار تمھارا نام کیا ہے تم بھی چور معلوم ہوتے ہو آنکھ تمھاری کہے دیتی ہے عمر نے
کہا برادر جو ہم وہ تم اور زنبیل سے ایک تاج نکالکر پہنا پھر اُس سے کہا یہ تاج تمھین دونگا اور مین ایسا
چور ہون کہ زمین کا دفینہ جانتا ہون اندھیرے مین سارا مال دیکھ لیتا ہون جہان رکھا ہو نکال لاؤن
بے کمند محل پر چڑھ جاؤن جہان ہوا نجا سکے سماؤن چور نے کہا ہماری سنگت کروگے اُسنے کہا
ہان لیکن اب رات نہین ہے یہان سے نکل چلو پھر سمجھ لیا جائیگا چور نے کہا وہ صندوق تم نے کیا کیا
جواب دیا کہ غائب کر دیا اور ہم بھی غائب ہو جاتے ہین یہ کہکر گلیم اوڑھکر غائب ہو گیا چور کے حواس
بجا نرہے اور سوچا کہ ایسے شخص کے نزدیک مال لے آنا کتنی بڑی بات ہے کہ جب چاہے غائب ہو کر رات
کیسی دن ہی کو اُٹھا لائے یہ جانکر پکارا کہ بھائی کہان ہو اب ظاہر ہو معلوم ہوا کہ تم بڑے چور ہو
عمر ظاہر ہوا اور کہا برادر تمھارا نام کیا ہے اُسنے کہا ہوشیار جادو عمر نے کہا ہمارا نام
ہے عمر عیار یہ سنتا تھا کہ چور کی جان نکل گئی اور گھبرایا کہ عمر عیار کا بہت بڑا رتبہ ہے تمام طلسم مین

اُسکی آمد کا غلغلہ ہے تو نے ناحق اِسکو رہا کیا عمر نے اُسکو بدحواس دیکھکر کہا گھبراؤ نہین ہمسے چرخ نے
بُرائی کی ہے ہم اُسکو مار کر تمھین یہانکا حاکم کرینگے چور قدم پر گرا عمر نے کہا میری تلاش مین چرخ یہان آئیگا
اِس غار مین مال جو کچھ رکھا ہوئے آؤ اور مجھے دے دو پھر آگے بڑھکر لے لینا بلکہ جو تمھارے پاس ہو وہ
بھی دیدو کہ مین غائب کر دون تمھارے کام آئیگا چور نے جو کچھ مال تھا اِسکو دیا اُسنے لیکر زنبیل مین
رکھا پھر نقب مین کود کر دونون قلعہ کے باہر نکلے ازبسکہ صبح ہو چکی تھی قلعہ سے دھوبی نکلکر گھاٹ
پر جاتے تھے اُن مین سے ایک دھوبی اکیلا پیچھے رہگیا تھا عمر نے اُسکے برابر جاکر حباب بیہوشی مارا اور
اُسکو بیہوش کر کے چور سے کہا بیل اور لادی لیکر تم چلے جاؤ یہین کہین چھپ رہو مین تلاش کر لونگا چور
بیل لیکر چلا گیا اور عمر نے اُس دھوبی کو اپنی ایسی صورت بنایا لباس تُرِ زر اپنا پہنایا اور آپ ساحر
کی ایسی صورت بنکر اُس گاذر کو لیکر چلا اُدھر سے چرخ اور بھائی اُسکا بارادۂ قتل عمر آتے تھے
راہ مین ملاقات ہوئی عمر نے سلام کیا اور کہا یہ شخص قلعہ سے نکلکر بھاگا تھا مین نے چور سمجھکر پکڑا ہے
اُنھون نے اُسکے کہنے سے جو دیکھا تو عمر کو پایا بہت خوش ہوے اور سمجھے کہ یہ کسی وجہ سے چھوٹ کر
بھاگا ہوگا اِسکے ہاتھ لگ گیا خوب ہوا سامری نے خیر کی یہ جاتا تو ہمین معلوم کیا ہوتا غرضکہ
عمر سے کہا تو نے بڑا کام کیا ہماری جان بچائی تیرا نام کیا ہے کہا مکار جادو نام پوچھکر بھائی کو بھیجا
کہ جاکر غار مین دیکھ آؤ وہ گیا وہان صندوق بھی بنا پایا آکر بیان کیا کہ غار مین کوئی نہین اب یقین
واثق ہوا کہ بیشک عمر بھاگا ہوگا اِس ساحر نے پکڑا ہے بس اُس ساحر سے کہا اِس دزد کو زمین پر
ڈالدے کہ ہم سر کاٹین اُسنے اُس گاذر کو ڈالدیا یہ دونون خنجر کھینچکر چلے عمر نے پشت کیطرف سے
کمند ماری دونون کی گردن پھنسی یا تو آگے بڑھے تھے مگر پیچھے کو کھنچے اور گھبرا کر پھرے تھے کہ اُن
منھ پر بیضہ ہاے بیہوشی پڑے دونون بیہوش ہو گئے عمر نے خنجر سے فولاد کا سر کاٹنا چاہا وہ رُوئین تن
تھا اُسنے زنبیل سے ایک پتھر نکال کر نیچے سر کے رکھا اور ہتھوڑا عناب داؤدی کا لیکر سر پر مارا
کہ سر پھٹ کر بھیجا پاش پاش ہو گیا غل و شور تاریکی ہو گئی عمر سمجھا کہ ایسا نہو کہ قلعہ کے ساحر سے
ساحر غل سنکر دوڑین اِسوجہ سے بسبب جلدی کے چرخ کو زنبیل مین ڈال کر بھاگا
اور غل سنکر چور جو چھپا ہوا تھا دوڑ کر آیا عمر اُس سے ملا وہ یہ حال دیکھ کر بہت ڈرا اور رنجیدہ غمناک
ہوا پھر خوشامد کی راہ سے عرض پیرا ہوا کہ میرے گھر چلیے عمر اُسکے ساتھ اُسکے گھر آیا

ایک گانوں ویران سا تھا اُس مین مکان کچا بنا تھا گر لیا تھا چورنے لاکر فرش بچھایا اور عمر کو
وہان بٹھایا شراب وکباب موجود کیا یہ تو یہان ٹھہرے مگر ملازم بران کے ہر طرف ڈھونڈھکر
خدمت ملکہ مین گئے اور عرض کیا کہ ہمین کہین پتا نہ لگا ملکہ نے اپنے باپ کو لکھکر بھیجا کوکب نے جب
سنا کہ عمر ہمین ملا بزور سحر غائب ہوگیا اور کوہ بلور اس طلسم مین ہے بتخانہ بنا ہے بادشاہ اُسکی پرستش
کرتا ہے اُس بتخانہ مین جاکر ایک پتلا جو بلور کا ہے اور تخت طلا پر متمکن ہے اُسکو سجدہ کیا اور پوچھا کہ
عمر کا حال بتلائیے وہ کہان ہے وہ پتلا یہ سُنکر غائب ہوگیا بعد لمحہ بھر کے آیا اور گویا ہوا کہ عمر چور کے
گھر مین اُس گانون مین ہے اور چرخ کے لے جانے کا حال اور اُسکو زنبیل مین رکھ لینا اور اُسکے
بھائی کو مار ڈالنا سب بیان کردیا کوکب سارا ماجرا سُنکر وہان سے اپنی جگہ پر آیا اور بران کو
نامہ لکھا کہ عمر نے ایسا کچھ کیا اب ہوشیار چور کے مکان مین ہے تم وزیر کو بھیجکر ہمارا ایک باغ
اُس حوالی مین بھی ہے اُسی باغ مین خواجہ کو پہونچا دو کہ کسیطرح کی تکلیف نہ ہو پھر تم مالکان دربند
وغیرہ کو ہمراہ لیجاکر بتجمل تمام استقبال کرکے لاؤ بران کو جب یہ نامہ پہونچا اُسنے اُسیوقت وزیر کو
روانہ کیا وہ ہوشیار کے مکان پر آیا اور عمر سے ملا ملکہ سے زبانی کوکب کے جو کچھ سُنا تھا
عرض کیا کہ خواجہ آپ کے غائب ہوجانے سے بڑا تردد تھا شکر خدا کا کہ آپکا حال معلوم ہوا اب
آپ میرے ساتھ چلیے ملکہ بھی آیا چاہتی ہین کچھ دیر باغ مین آرام فرمائیے یہ کہکر تخت پر سوار کیا
اور لیکر چلا چور بھی ساتھ ہولیا اُسی باغ مین جسکا پتا کوکب نے دیا ہے وزیر لایا یہ باغ بھی جنت
نظیر تھا نہایت دلپذیر تھا گلہاے خوشبو اور میوؤن سے بھرا سراسر ہرا بھرا ہر جگہ تعریف کرنے خوف
ناتمامی قصہ ہے مختصر بیان اچھا ہے بس اس باغ کی بارہ دری مین عمر کو فروکش کیا ملازم بہر خدمت
مقرر ہوے سامان عشرت مہیا حاضر کیا پھر باغ کے داروغہ کو تاکید اکید بہر خدمتگاری کی کہ خبردار کوئی
تکلیف خواجہ کو نہو غرض بہت کچھ انتظام کرکے وزیر خوش تدبیر ملکہ پاس پھر آیا ملکہ نے کشتیان تحفہ و ہدیہ
پیشکش کرنیکی تیار کرائین بادشاہان دربند کو حکم دیا کہ جب سب جمع ہولین تو مجکو خبر کرنا کہ سوار ہوکر
خواجہ کو لینے جاؤن گی چنانچہ یہ سامان استقبال اور داخلہ خواجہ کا قلعہ ہفت رنگ مین آیندہ عرض
کرون گا مگر اب حال مہرخ کے لشکر کا سنیے کہ برق عیار ہمراہ جادوگرنیون کے جو نامۂ حیرت
لیکر چلی تھین روانہ ہوا تھا جادوگر بنا ہوا اُنکے نیچے زمین نزنگاہ سے مخفی دوڑتا جاتا تھا جب کچھ دور وہ

اُنگل گئین اُن مین سے ایک کو پیشاب کرنیکی ضرورت ہوئی زمین پہ دونون اُترین ایک درہ کو مین رفع احتیاج
کو گئی اور دوسری ٹھہری رہی برق بہت جلد اُسکے پاس آیا اور کہا وہ دیکھیے آتے ہین ساحرہ حیران
ہوئی کہ کون آتے ہین مگر پھر کر دیکھنے لگی برق نے کمند ماری اُسنے ادھر مُنھ پھیرا اِسنے حباب بیہوشی
مارکر اُسکو بیہوش کردیا اور جلدی اُسکے کپڑے اتارے غار مین چھپا دیا اور اُسی جگہ آپ بیٹھکر صورت اپنی
مثل اُسکی شکل کے تبدیل کرنے لگا اس اثنا مین دوسری ساحرہ پیشاب کرکے آئی اور اپنی ساتھ
والی کو ڈھونڈھنے لگی برق نے پانوٴن کی آہٹ جو سُنی پکار کر کہا کہ بہن اِدھر نہ آنا ٹھہرو مین
آتی ہون یہ سُنکر وہ سمجھی کہ یہ بھی حاجت رفع کرتی ہوگی پس ایک جگہ بیٹھ گئی برق بخوبی بتمام صورت
بدل کر غار سے باہر نکلا اور اُسکے پاس آیا دونون اُٹھکر چلے وہ ساحرہ عازم ہوئی کہ اڑکر چلون
اُسنے کہا کہ اُڑنے سے شانے تھک گئے اب پیدل چلو یا تم جاؤ مین آتی ہون وہ ساحرہ بخاطر
اُسکے پیدل چلی یہان تک کہ بعد قطع بعد راہ لشکر صنعت مین پہونچے دیکھا ساٹھ لاکھ ساحران
غدار کا مجمع ہے بازارین لگی ہین کٹورا کھنکتا ہے گرم بازاری ہے دلالون کی گفتگو خریدار و بیوپاری
خوبرو سپاہیون کے بسترے لگے ہین سوارون کے گھوڑے بندھے ہین لین اور رشتل مین گہما گہمی ہے
بارگاہین بیحساب ہین خیمہ لاجواب ہین یہ دونون سیر کرتے بارگاہ صنعت کے قریب پہونچے صاحب
دربان وہان حاضر تھے اُنھون نے جاکر آنا اُنکا عرض کیا صنعت نے دونون کو بلوایا اُنھون نے اندر
جاکر دیکھا کہ تخت آراستہ ہے دنگلون پر ساحر بیٹھے ہین شیشہ آلات سے بارگاہ سجی ہے آئینے لگے ہین ملکہ
تخت پر جلوہ گر ہے خلاصہ یہ کہ بڑا کر و فر ہے اِنھون نے مجراگاہ پر سے مجرا کیا صنعت نے ان کو
آگے طلب کرکے نامہ لیا تعظیم کرکے پڑھا مضمون سے واقف ہوکر جواب لکھا کہ میرا صندوقچہ سحر عیار
چُرا لیگیا تھا مین اُسکے لینے کو بارگاہ باغبان مین گئی تھی اور جلدی کے سبب سے آپ کی خدمت مین
نہین پہونچی اب حاضر ہون گی لیکن شاہزادیون کو ایسی غفلت نچاہیے کہ عیار کے ہاتھ نامہ بھیجین مین
اس عیار سے سمجھ لون گی آپ کو اطلاع کردی کہ پھر ایسی غفلت نفرمایے گا یہ لکھکر اُس ساحرہ کو
دیا اور خلعت دیکر رخصت کیا برق نے چاہا کہ مین بھی روانہ ہون اس سے کہا کہ تم آج ہمارے
مہمان ہو کل چلے جانا برق اپنے دل مین خوش ہوا کہ اب لیا اس مالزادی کو کہان جاتی ہے
اُسکے روکتے ہی ٹھہر گیا اُسنے کرسی بیٹھنے کو دی یہ بیٹھا اور وہ ساحر نامہ لیکر چلی اور خدمت حیرت

مین پہونچی جواب نامہ دیا تو حیرت نے پڑھا اُسوقت ساحر اور عیار بہچان پانچون حاضر تھین عیار
کا نامہ دار کے ساتھ جانا سنکر سب کو حیرت ہوئی اور کہا یہ عیار کیا بے کلیجے ہین ایسے بہادر نہین دیکھے لیکن
صنعت بھی آفت کی ہے اُسنے نگاہ اول پہچانا غرضکہ تاکیداً حیرت نے پھر لکھا کہ ای ملکہ تمنے
خوب عیار کو پہچانا اب اُس بدذات کو چھوڑنا نہین مار ہی ڈالنا یہ لکھکر طائر سحر کے گلے مین باندھکر
بھیجا کہ جلد لیجائے طائر لیکر آن واحد مین صنعت پاس پہونچا اُسنے نامہ لیکر پڑھا طائر کو روانہ کردیا
یہان حیرت نے بزور سحر دریافت کیا کہ وہ ساحرہ جسکی صورت بنکر عیار گیا ہے کہان ہے معلوم ہوا کہ
غار مین ہے چنانچہ ساحر بھیجکر اُسکو غار سے اُٹھوا منگانا اتفاق سے ضرغام عیار برائے خبرگیری بارگاہ
مین حاضر تھا یہ سب خبرین دریافت کرکے مہرخ پاس آیا اور ساحرا برق کی عیاری کا بیان کیا
اس اثنا مین وہ پتلے جو مہرخ نے برائے تحفظ برق ساتھ کردیے تھے آئے اور کہا مہتر صاحب سو اتفاق
صنعت پاس بیٹھے ہین مہرخ تو حال سُن چکی تھی کہ صنعت پہچان گئی ہے اور ضرغام نامہ
آنیکا ماجرا کرچکا تھا بس سمجھی کہ برق مبتلائے آفت ہوا یہ سمجھکر بہار کو لشکر سپرد کیا اور آپ اُڑکر روانہ
ہوئی لیکن اُدھر صنعت نے برق کو خلعت دیا اور ارباب نشاط کو بلایا ناچ ہونے لگا سترہ سو
ساحر کرسی پر بیٹھا تھا دورہ جام شراب آغاز ہوا ملکہ نے بعد لمحہ کے حکم دیا کہ دربار برخاست ہوا برق
کو ٹھہرالیا کہا تم ہمکو شراب پلاؤ کسلیے کہ حیرت بھی تمھارے خاطر کرتی ہے ہمکو بھی مدارات تمھاری
لازم ہے برق یہ سُنکر خوش ہوا کہ اب اسکی موت آئی اور عرض کیا کہ اے ملکہ جیسے ہم حیرت کے
تابعدار ویسے ہی آپ کے غرضکہ ساقی ہے جام وصراحی لیکر شراب پلانے لگا پہلے جام تو سادہ دیا
دوسرے مین نگاہ بچاکر بیہوشی ملائی اور دینے لگا صنعت ہنسی اور گویا ہوئی کہ یہ جام اس ساقی
کو دیدو اُسنے کہا آپ پیجیے مین اُسکو اور دیتا ہون اُسنے کہا جو ہم کہتے ہین وہ کرو اُسنے ناچار وہ جام ساقی
کو دیا کہ وہ پیکر بیہوش گیا صنعت نے اُسکی جانب گھورا اور کہا کیون ہم نے تو تمھاری خاطر
کی اور تم نے یہ بدذاتی کی ہے شرط کہ مار ڈالون برق سمجھا کہ یہ پہچان گئی چاہا کہ جست کرکے بھاگون
مگر دیکھا تو زمین پاؤن پکڑے ہے ناچار کھڑا رہا اُسنے کہا کہ اب بتا کہ تیرا کیا حال کرون برق
نے کہا تو اپنی خیر منا میرے اور بھائی بغیر مار ڈالے تجکو باز نہ آئینگے اور مین چھوٹون گا تو لشکر مین
تیرے آگ لگادونگا صنعت نے اُس کی سخت کلامی سے ناراض ہوکر قفس آہنی منگایا اور اُسمین

بند کرکے ساحرون کو طلب کیا اور حکم دیا کہ اس ناغیار کو ملکہ حیرت پاس لیجاؤ میر اسلام نیاز عرض
کرنا اور کہنا مین منتظر ہون کہ عمر کوکب پاس گیا ہی اور مجکو کتاب جمشیدی سے ظاہر ہوتا ہی کہ کوکب نے
بڑی اسکی خاطر کی ہی اب لڑائی بہت بڑی ہوگی اسیوقت مین بھی جنگ آغاز کرونگی آپ اس عیار کو
جو چاہیے وہ کیجیے یہ پیام دیکر پنجرا روانہ کیا جادوگرنیان اور ساحر نہایت بندوبست سے چلے مگر مہرخ
جو اڑکر روانہ ہوئی تھی اسنے راہ مین انکو مع قفس پایا مگر قابو نہ ملا جو برق کو رہا کرتی آخر ساتھ ساتھ
چلی مگر الگ الگ چھپی ہوئی ساحر بارگاہ حیرت مین پہونچے پیام صنعت بیان کیا اور
پنجرہ دیا آپ پھر کر چلے آئے وہان صرصر موجود تھی برق کو دیکھکر ہنسی اور کہا آپ کا مزاج
اچھا ہے برق نے کہا ہم قید مین ہین کل سبکو مزاج کا بتا دینگے صرصر نے کہا آج بچ جانا تو بتانا
برق نے کہا آج حیرت کے ہاتھی جائیگی حیرت کو ان باتون سے غصہ آیا اور حکم دیا کہ اسکو
پنجرے سے نکالو ساحرون نے پنجرے سے نکالا اسنے کہا جلاد کو بلاؤ جلاد از بسکہ عیارون کے ہاتھ
سے قتل ہونے مین خوف کے مارے بلانے سے آتے نہین ملکہ نے جب غصہ سے بلایا ایک جلاد حاضر
ہوا اور برق کو باہر بارگاہ کے لایا چبوترہ سنگبست کا بنایا بوریا فلاکت کا بچھا کر برق کو بٹھایا حیرت
نے سر انچے بارگاہ کے اٹھوا دیے سامنے تخت پر بیٹھی رہی جلاد نے تینون کو حکم پوچھکر تیغہ تول کر چاہا
کہ ہاتھ مارون اسوقت ایک پتھر آکر جلاد پر پڑا کہ سر اسکا اڑ گیا کیونکہ جانسوز بہ شکل مبدل
موجود تھا اسنے پتھر مارا جلاد کے مرنیکا غلغلہ جو ہوا حیرت نے حکم دیا کہ اور جلادون کو اور مجمع
کو ہٹادو کہ عیار انہین میں ملکر چلے آتے ہین ملازمین نے سبکو ہٹا دیا اسوقت حیرت نے ایک ساحر
مہم جادو نام سے کہا کہ تم کہا کرتے تھے مین نے تلوار پر باڑھ رکھوائی ہے کوئی مسلمان ملے
تو اسکو مار کر باڑھ کی آزمایش کرون اسوقت اس عیار پر آزماؤ مہم جادو یہ سنکر اٹھا
اور تیغہ تولتا ہوا چلا برق سے کہا جو کچھ ہوس دل کی ہو نکال لے کہ پیمانہ عمر لبریز ہو گیا ہے برق
نے جواب دیا کہ اے نابکار عمر تیری پوری ہو گئی ہوگی ہمتو طلسم توڑینگے اور افراسیاب
کو مارینگے مہم کو غصہ آیا اور چاہا کہ تیغہ لگائے وہان بصورت ساحر قران بھی حال گرفتار ی
برق سنکر آگیا تھا جیسے ہی اسنے ہاتھ اونچا کیا تھا کہ اسنے تانکر بغدا مارا ٹانگون سے نکل گیا
غل و شور اسکے مرنے کا بلند ہوا ساحر بارگاہ سے اٹھکر دوڑے اسی غلغلہ مین مہرخ

جو ساتھ گھات ڈھونڈھتی آتی تھی نیچے ہنکر گر پڑی اور برق اُٹھا کر لے اُڑی عیاران نے دو چار
جادوگرنیان کو اسی ہنگامہ مین قتل کیا اور زیادہ تاریکی اور غدر ہوگیا یہ بھی ایک سمت سے نکل گیا
ملکہ حیرت نے جلد سحر کرکے وہ ہنگامہ برطرف کیا اور ساحرون کو حکم دیا کہ جلد دوڑو اور اس لیجانے
والے کو معہ قیدی کے گھیر و ساحر اڑ کر جھپٹے لیکن مہرخ جو سناٹا بھر کر چلی اپنے لشکر کی کنارے ہی پہونچی تھی
کسی نے نہ پایا سب پھر آئے اور عرض کیا کہ وہ نکل گئی حیرت نے کہا خیر اُنکی مقابلہ مین کسی کو جیتا نہ چھوڑونگی
اس گفتگو مین تھی کہ ابریق کوہ شگاف وزیر دوم افراسیاب ملکہ پاس آیا ملکہ نے تعظیم کرکے
بٹھایا اُسنے ملکہ کو متفکر دیکھکر حال پوچھا اُس سے کیفیت رہائی برق بیان کی ابریق نے کہا
مین نے سنا ہے کہ عمر طلسم کوکب مین پہونچ گیا اور اُسنے شاہ سے ملاقات کی شاہ نے وعدہ مدد
دہی کیا ہے اب وہ فوج کثیر لیکر آئیگا پس لازم ہے کہ جبتک وہ آئے آئے ہم مہرخ کا کام تمام
کردین اور اسد کی میعاد کے دن تھوڑے ہین اُسکو بھی مار ڈالین یہ تقریر سُنکر ملکہ نے کہا تم سچ کہتے ہو
مین اس مضمون سے شہنشاہ کو مطلع کرتی ہون دیکھون کیا فرماتے ہین یہ کہکر عرضی شاہ طلسم کو لکھی اور
جلد کو انقت رہائی برق اور گفتگو ابریق اسمین درج کرکے طائر سحر کے گلے مین باندھکر بھیجی طائر عرضی
باغ سیب مین لایا شاہ طلسم نے لیکر پڑھی چاہتا تھا کہ پھر جواب لکھے اُسوقت پنجہ سحر نامۂ لقا لیکر پہونچا
اس نامہ کو جو پڑھا لکھا تھا کہ یہان ملکہ نازک چشم نے آکر ہمکو بہت خوشنود کیا لیکن اُن کی مدد کے لیے
کسی اور کو بھیجنا چاہیے کہ وہ اور سوفار تنہا ہین ایسا نہو کچھ پیچ پڑ جائے شاہ نے یہ دونون نامے پڑھکر
اول حیرت کو لکھا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہین مجکو سب حال عمر کا معلوم ہے مین بند و بست قرار واقعی
کردونگا اور میرا کوکب کچھ نہ کرسکیگا مین اُسکے روبرو عمر اور اُسکے تمام لشکر کو غارت کرودنگا
یہ لکھکر طائر کے گلے مین باندھکر اُڑا دیا طائر ملکہ پاس پہونچا وہ نامہ پڑھکر چپ ہو رہی اور اُدھر مہرخ
بارگاہ مین برق کو لائی تخت پر جلوہ گر ہوئی حکم ترتیب جلسہ عشرت دیا طبیبان تمام ہٹی اُسطرف کو صنعت
اپنے لشکر مین بارادہ جنگ ٹھہری ہوئی ہے مگر اب حال افراسیاب بیان ہوتا ہے کہ اُسنے
نامۂ لقا پڑھکر ایسا سحر کیا کہ ایک پتلا زمین سے نکلا اُسکو حکم دیا کہ جا اور ملکہ آفت شمشیر زن
جادو کو بلا لا پتلا یہ حکم سنکر غائب ہوگیا بعد لمحے کے ایک ابر سرخ رنگ برج سے ہوا پیدا ہوا اور زمین
پر آیا اس ابر پر ایک ساحرہ سوار تھی زر و زیور سے آراستہ ساحرون مین ذیوقار تھی اُس نے

بادشاہ کو باادب تسلیم کی اور پایۂ تخت کو بوسہ دیا بلا گردان ہوئی بادشاہ نے دست شفقت اسکی پشت پر رکھا اجازت بیٹھنے کی دی وہ مجرا کرکے کرسی پر تمکن ہوئی بادشاہ نے فرمایا کہ مین نے تمکو اسلیے بلایا ہے کہ خداوند باختر کا نامہ بنابر طلب مدد آیا ہے پس تم لشکر لیکر جاؤ سوفار و ناوک چشم وہان مین انکی اعانت کرو اور خداوند کی زیارت کرو یہ بیان سُنکر وہ ساحرہ اُٹھی اور سلام کرکے رخصت ہوئی بادشاہ نے خلعت مرحمت فرمایا خلعت پہنکر اپنے قلعہ مین آئی اور بارہ ہزار ساحر کا لشکر تیار کرکے سمت کوہ عقیق بصد جاہ و حشم تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی کہ

ابیات

بپوشید زربفت شاہنشہے + بسر بر نہاد آن کلاہ مہی
خراماں برآمد ز پردہ سرائے + درفشے درفشان پس او بپائے
بہر سو بہ راند چندان سپاہ + کہ گفتے جز او در جہان نیست شاہ
ہمہ کوہ دریا و راہِ درشت + بدل آتش جنگ جویان بگشت

اسی تجمل سے بعد طے مراحل قریب طلسم آئینہ کہ طلسم ہوش ربا کے طلسمون مین سے ایک طلسم وہ بھی ہے اور حاکم وہانکی ملکہ آئینہ دار جادو ہے اور اس طلسم کی سرحد آدھی طلسم ہوش ربا مین ہے اور نصف طلسم کی زمین طلسم نور افشان مین ہے مالکہ طلسم آئینہ دونون بادشاہون یعنی کوکب اور افراسیاب کو خراج دیتی ہے چنانچہ یہ ساحرہ وہین پہونچی خیال مین اسکے آیا کہ لے آفت تجسے اور ملکہ آئینہ دار سے از حد دوستی ہے اس سے ملتی چل کس لیے کہ مقابلہ کرنے مسلمانون سے جاتی ہے اور وہ لوگ کشندہ ساحران ہین شاید ملکہ آئینہ دوستی کا پاس کرکے کوئی تحفہ اپنے طلسم کا مجھکو دے جسکے باعث سے تو مسلمانون کو غارت کرکے یہ سوچکر افسران فوج سے حکم دیا کہ تم لشکر لیکر خدمت خداوند مین چلو مین بھی آتی ہون افسر بنابر حکم کوچ کر گئے اور یہ خود تخت اُڑاکر سمت طلسم مذکور چلی یہانتک کہ داخل طلسم ہوئی وہان کے ساحر ہمیشہ اسکی آمد و رفت سے آگاہ تھے اور اسکو پہچانتے تھے کسی نے روکا نہین یہ راہ طلسمات قطع کرکے قلعہ طلسم مین آئی قلعہ بیت آباد تھا ہر ساحر دلشاد تھا عمارتین طلسمی بنی تھین کوٹھیان لاجواب نظر آتی ہین دکانین لگی تھین دکاندارون کی پوشاکین رنگین تھین یہ بازار سے گزر کر دار العمارۂ شاہی پر آئی یہان درباریون کا ہجوم تھا حاجت دربانون کا شمار نا معلوم تھا اپنے آنے کی اطلاع کرائی ملکہ آئینہ خبر سنکر تا در ایوان لینے کو آئی اور اندر

بیجاکر تخت پر برابر اپنے بٹھایا اراکین سلطنت نے نذر دی ملکہ نے آئینہ نے بڑی گرمجوشی ظاہر کی مزاج پرسی فرمائی اُسنے جانا اپنا بہر جنگ مسلمان کہکر بیان کیا کہ مدت سے مینے تمکو دیکھا نہ تھا ادھر آنکی مشتاق دیدار ہوکر تمھاری پاس آئی بہن یہ میری آخری ملاقات ہے تمنے بھی سُنا ہوگا کہ خدا پرستون سے جو لڑتا ہے زندہ نہین رہتا مجکو سامری بچائینگے تو پھر تمسے ملون گی نہین تو جاتی بلا کے منہ مین ہون آجکی ملاقات غنیمت سمجھو ہم تمھین دیکھین تم ہم کو دیکھو کہ بیت شب ہجران رسیدہ محنت بسیار پیدا شد + بیا ملے بخت کاری کن کہ مارا کام پیدا شد + آئینہ نے اسکی تقریر سُنکر کہا بہن گھبراؤ نہین آج دعوت کھاؤ کل جب جانے لگوگی مین تمھارے ساتھ ایک سوار اس طلسم کا کردونگی کہ وہ کسی کے ہاتھ سے مارا نجائیگا اور دم بھر مین سب مسلمانون کو مار ڈالے گا آفت یہ بات سُنکر بہت خوش ہوئی اور شام تک دربار مین رہی جس وقت خسرو انجم تخت فلک سے اُٹھکر شبستان مغرب مین گیا اور شب کے دربار مین ہر انجم چرخ روبروے خسرو ماہ حاضر ہوا کہ نظم

چنین گفت پنہان شدہ آفتاب	شب آمد شدہ وقت آرام خواب
بخواب اندر آمد سر روزگار	زخوبے واز داد آموزگار +

سرِ شام دربار برخاست کرکے آئینہ دار اپنے باغ مین آئی آفت کی دعوت کا سامان مہیا کیا شراب وکباب جلسۂ چنگ و رباب برپا ہوا اُسوقت عرض بیگی نے حاضر ہوکر عرض کیا کہ ملکہ نازک چشم تشریف لاتی ہین اُسنے یہ خبر سُنکر استقبال کرایا نازک چشم کا حال سُنیے کہ جب سے ناصر کوہی جا کر مسلمان ہوگیا اور دختر اسکی گلابی چشم ماری گئی اسکو فکر ہوئی کہ طلسم آئینہ میرے ملک کے نزدیک ہے وہان چلکر کوئی تحفہ طلسمی لاؤن اور اسکے ملک کے قریب ہونے سے آئینہ دار اس سے ایسی محبت رکھتی تھی کہ اسکی جان بچانیکی تدبیر اُسنے کی ہے کہ ساحر نامی جو طلسم کے ہین اُنکو جمع کرکے جسم اسکا سحر بند کرایا ہے کہ کسی حربہ سے یہ ماری نجائے کیسی ہی کوئی تدبیر کرے لیکن اُسکو موت نہ آئے پس اسکے جسم کو سحر بند کرکے ایک تلوار ساحرون نے بنائی ہے کہ اگر یہ قتل ہو تو اُسی تلوار سے قتل کیجائے اور وہ تلوار آئینہ دار نے اپنے طلسم مین باحتیاط تمام رکھی ہے کہ جو کوئی طلسم فتح کرے اور وہ تلوار پائے اُسوقت نازک چشم ماری جائے اور اسی طلسم مین شاہزادہ قاسم اور ملکہ نرگسی چشم جنکا عشق جلد اول مین مذکور ہوا قید ہین کیونکہ اسی طلسم کے ایک جانب کوہ حنظل جادو کا ہے اور اسکے

شوہر زنار بلا افگن نے پتلا سحر کا بصورت قاسم مار کر ڈالدیا تھا اور قاسم کو پکڑ کر اس طلسم مین قید کرادیا ہے
غرضکہ استقبال کر کے نازک چشم کو بھی بلوایا اور شریک انجمن ہوکر کیا جام شراب کا دور شروع ہوا ناچ ہونے
لگا نازک چشم ملکہ آفت سے ملی دونون نے اپنی اپنی سرگذشت کہی آفت نے اپنا بھیجنا مدد کے لیے
شاہ جادوان کا بیان کیا نازک چشم نے حال جنگ مسلمانان کہا بات بھری حرف و حکایات کہکر
بسر کی شمع محفل ان کی دلسوز تھی اشک حسرت بہایا کی آئینہ نے بہت کچھ انکی تشفی کی دم سحر جب آئینہ
آفتاب عکس گیر عالم ہوا اور شاہد روز نے بیدار ہوکر منہ آئینہ مہر مین دیکھا کہ نظم

چو شب بگذشت دفع ہر گمان را		بشست از گریہ چشم خونفشان را
نقاب از لالۂ سیراب بگشاد		خمار آلودہ چشم از خواب بگشاد

ملکہ آئینہ سوار ہوئی اور ان دونون کو اپنے ہمراہ قلعہ طلسم سے نکلکر ایک درۂ کوہ مین لائی اس جگہ
ایک حجرہ پتھر کا تعمیر تھا قفل اُس مین برابران پتھر کے لگا تھا حجرہ ساخت مین بے نظیر تھا آئینہ
نے سحر پڑھکر حجرہ کھولا اُس مین بارہ ہزار پتلا طلسمی بند تھا ایک پتلا باہر نکالا وہ مرکب بلورین پر سوار
تھا خود بھی بلور کا تھا اور بالشت بھر کا قد رکھتا تھا جب حجرے کے باہر نکلا بڑھکر مثل سوار کے مع
مرکب ہوگیا اُسکو حکم دیا کہ اے سوار طلسمی تم ملکہ آفت کے ہمراہ جاؤ اور خدا پرستون سے
مقابلہ کرکے انکو گرفتار کرو اور ملکہ موصوفہ کے سپرد کیا اُس پتلے نے یہ سنکر گھوڑا اُٹھایا اور ایک سمت
کو چلا گیا آئینہ نے آفت سے کہا کہ بہن اب جاؤ اور میدان مین کھڑے ہوکر جب پکاروگی
کہ اے سوار طلسمی آ وہ سوار آئیگا اور تمھارا کہنا کریگا اور کسی سے زیر نہوگا نہ کسی حربے سے مارا
جائیگا ہان وہ شخص اسکو قتل کرسکے گا جسکے پاس اسی طلسم کا تیغہ ہوگا آفت یہ سنکر بہت خوش
ہوئی اور نازک سے کہا چلو یہ سوار کافی ہے اب تم کچھ نہ مانگو آئینہ نے کہا بہن تمکو کیا احتیاج ہو
تمکو پہلے ہی مین سحر بند کرا چکی ہون جبتک وہ تیغہ جس سے تم ہلاک ہو سکتی ہو کسی پاس نہوگا تمھاری
قضا آئیگی نازک چشم یہ کلام سنکر سمجھی کہ یہ سچ کہتی ہے اب چلکر سوار طلسم سے اپنے معشوق کو گرفتار
کرون اور مسلمانون کو مارون غرض دونون آئینہ سے بغلگیر ہوکر رخصت ہوئین اور تخت سحر پر
بیٹھکر چلین یہانتک کہ طلسم سے باہر نکلکر اور طلسم ہوش ربا کی سرحد سے گذر کر داخل لشکر لقا ہوئین
اور بارگاہ مین پہنچکر خداوند کو آفت نے سجدہ کیا یہان پہلے سے لشکر اُسکا آچکا تھا اور بختیارک نے

متصل لشکر ساحران نازک چشم اتر دا یا تھا آمد آفت کی خبر لشکر بارگاہ استاد گرانی ہتی کہ آفت سجدہ کرکے بسر آرام اپنی بارگاہ مین آئی اور جب ساحر روزگار نے شعلۂ آفتاب کو منطفی فرمایا اور ظلمت شب کو خیمۂ عالم مین قیام پذیر کیا کہ ابیات

درین بستان سرائے پر نظارہ — نماند باز جز چشم ستارہ
ز شہپر مرغ شب خنجر کشیدہ — ز بانگ صبح نائے خود بریدہ

شام کو بارگاہ لقا مین پہونچکر آفت نے حکم نواخت طبل جنگ دیا ساحرون نے نفیر سحر بجائی دلاورون نے کوس حربی پر چوب لگائی زمانے مین ہل چل پڑی ہلکارون نے خدمت ہمایون بادشاہ اہل اسلام مین حاضر ہو کر خبر عرض کی کہ اے شہریار ابیات

دل ما بیکایک بہ فرمان تست — ہمان جان ما زیر پیمان تست
تن و جانت یزدان نگہدار باد — دولت شادمان بخت بیدار باد

طبل جنگ لشکر اعدا مین بجا ہے آفت نے آکر آفت برپا کرنا چاہا ہے شاہ اسلامیان نے یہ خبر سنکر بایمائے صاحبقران نامور حکم نواخت کوس حربی دیا طبل سکندری کو چاشنی ملی کام جان بہادران کو ذائقہ شجاعت یاد آیا شیرینی حیات سے تلخی مرگ کو بہتر سمجھے روئے ساحر شب آئینہ شمشیر مین ایسا عکس پذیر ہوا کہ روشن ہو گیا جوہر تیغ اُس شب تار مین اس طرح کھلا کہ جیسے پرند شکین پر مانند جوہر ادھ گئے نقش و نگار ربط گلزار نبے تھے خامۂ تیغ نے خط تقدیر عدو مین تیرہ بختی کے لکھنے کیے تھے سرخ سرخ چہرے دیکھکر جرأت شعارون کے تعجب گذار سپہر بیان مہر خوف کھاتا تھا ... کہ رات بھر تیاری اس طرح رہی کہ نظم

چنان لشکر سرفرازان بجنگ — ہمہ نیزہ و تیغ ہندی بچنگ
ہمہ یک سر از جائے برخاستند — لبان پلنگان برآراستند
ہمہ با سنان سر افشان شدند — چو ناہید و ہرمز درخشان شدند

آخر نہیب شمشیر و نعرۂ شیر گیر بہادران ہنوز قرین وجلادت آگین سے حاملۂ شب حمل اسقاط ہوا اور طفل نورانی چہر خورشید دایۂ روزگار نے بطن مشرق سے جنا کر آغوش فلک مین دیا کہ نظم

چو خورشید رخشان بگسترد پر — سیہ زاغ پران فرو برد سر

بہ شبگیر چون بر دمید آفتاب ‌ ‌ سر جنگ جویان بر آمد ز خواب

امیر وظیفہ سحری مین مصروف تھے بہادر لشکر کشتی سے مالوف تھے انبوہ فوج ظفر موج کے پرے دشت قتال کو جاتے تھے سردار دولت پر حاضر ہو کر جھہ سا تھے کہ چالاک بن عمر خدمت امیر نامور مین آیا امیر نے جبین نیاز کو بدرگاہ بے نیاز رکھکر عرض کیا کہ بار الہا مجکو فتحیاب کر دشمن کو ذلیل و خوار شتاب کر اے قاضی الحاجات نظم

بخورد آب در روے و سر و تن (بشست) ‌ ‌ بہ پیش جہان آفرین شد نخست
بزمزم بہ نالید بر بے نیاز ‌ ‌ نیایش ہمے کردہ بر چارہ ساز
بنالید بر کردگار جہان + ‌ ‌ بزاری ہمے آرزو کرد آن
بسنروان بنالید کای کردگار ‌ ‌ بدین کار این بندہ را پاس دار

چالاک نے اس حال مین دیکھکر آمین کہی صاحبقران نے سجادہ لپٹا اور اُسکی طرف دیکھا استفسار فرمایا کہ کیا ماجرا ہے اُسنے عرض کیا کہ میت ہوئی فوج تیار اے شہریار + گئی سوی میدان بہے کارزار یہ خبر سنکر امیر بھی سلح سجوگ سے درست ہوے اسلح لگا کر چست ہوے برآمد ہو کر اشقر پر سوار ہوے اور جلوخانہ شہنشاہ گیتی ستان مین آئے یہان آمد سلطان ذی حشم کا دم بھر مین غلغلہ ہوا اسباب جلوس و تزک نکلنے لگا ہزارہا خواجہ سرا زیرک و دانا اہتمام کنان نظر آیا پھر طفلان ماہ خلعت کا پرا نکلا لخلخون کے لوٹے لیے عود و عنبر سارا کا بخور کرتے ظاہر ہوے طلائی نقرئی پنج شاخے اور فانوسین جواہر کار خدمتگار لیے آگے بڑھے اُسوقت جلوخانہ رشک وہ جواہر خانہ تھا تماشائی اپنا اور بیگانہ تھا سردار قرینے سے صف باندھکر مجراگاہ پر ٹھہرے تھے کہ تخت طاؤسی شہنشاہ عالمگیر بصد توقیر کہاریان اُٹھائے پیدا ہوئین کہارون نے تخت بڑھوایا سردارون نے بصد ادب گردن کو بہر تسلیم جھکایا اور تخت شاہی کو گھیر کر میدان کا راستہ لیا نظم

بقلب اندرون شاہ شاہنشہان ‌ ‌ بگردش یکے لشکر بیکران +
بلرزید گیتی ز بار گران + ‌ ‌ ز بس کوہ آہن گران تا گران
ولبس گرد لشکر جہان تار شد ‌ ‌ اگر مہر رخشان گرفتار شد
از آواز گردان تو قید کوہ ‌ ‌ زمین آمد از نعل اسپان ستوہ
تو گفتے جہان سر بسر زاہن است ‌ ‌ و یا کوہ البرز در جوشن است

میدان مین پہونچکر ٹھہری تھے کہ دوسری طرف ساحرون کے پرے کالی کالی بیرقین لیے سر کھولے برچھی بھالیان ہاتھون مین اٹھائے ظاہر ہوی سواریان انکے روے ہوا سے اُترکر زمین پر آئین اور تخت سرداروں کے آگے بڑھکر کھڑے ہوے پرے جمگئے سبکے آگے لقا رب لقا رانده درگاه خدا ہاتھی پر سوار گرد اُسکے ناقوس نواز گھنٹے بجانے ناقوس پھونکتے تھے بجے سامری و جمشید کی بولتے تھے رال و گوگل کے شعلے اُٹھتے دھوان بلند تھا غرضکہ سواران نابکار ہزار در ہزار صف کش ہوے دونون طرف سے بیلدارون نے پست و بلند میدان کو ہموار کیا سقے آبپاشی کرگئے ردی شاہراہ صفا مین صورت آئینہ بنا صف آرئون نے صفوف حرب کو آراستہ کیا گھوڑی کی دم سے دم اور پٹھی سے پٹھا سم سے سم ملا دیا بہادرون کا شانے سے شانہ پیادون کا پانوٗن سے پانوٗن ایک کرکے دیوار آہن اور سد سکندر صف لشکر کو بنادیا تخت بادشاہون کے قلب لشکر مین قائم ہوے نقیب آگے بڑھے سرودنوازون نے سرود بجایا گویون کے لڑکون نے رغبت جنگ دلاورون کو دی مذمت دنیاے فانی کو سُنایا کہ نظم

چنین است کردار چرخ بلند	بدستی کلاه و بدیگر کمند
چو شادان نشیند کسے با کلاه	بہ خم کمندش رباید کلاه
چرا مہر باید ہمے بر جہان	چو باید خرامید با ہمرہان
یکے دائرہ آمدہ چنبری	فراوان درین دائرہ داوری
نہ ہر بادشاہ و نہ ہر بندہ را	شناسد نہ ناداں نہ دانندہ را
شکاریم یکسر ہمہ پیش مرگ	سرے زیر تاج و سرے زیر ترگ

آج روز نام و ننگ ہی عرصہ زیست تنگ ہے واہ شجاعت دو مرنے مین دریغ نکرو جب نقیب کہتا رہے آفت نے نازک چشم سے کہا بہن تمکو سامری کے سپرد کیا مین جاتی ہون اور نصیب آزماتی ہون اُسنے جواب دیا کہ جمشید کے حوالہ کیا وہ سامنے لقا کے آئی تخت کے نیچے اُترکر سجدہ کیا اور دست بستہ اجازت حرب چاہی لقا نے کہا اے بندی قدرت ہمنے تجکو اپنے ید قدرت کی سپرد کیا بختیارک بولا کہ خداوند تیری موت اپنی مٹھی مین لیے ہین تو ماری نجائیگی بیخوف جاکر مقابلہ کر آفت یہ سنکر بہت خوش ہوئی اور وسط میدان مین پہونچکر نیرنگی سحر کی دکھانے لگی کبھی درخت زمین سے پیدا کیے کبھی آگ برساکر صحرا کو جلایا کبھی پہاڑ کی طرف سے دریا کو جاری کیا آخر کار نعرہ مارا کہ اے فرقہ سحرخان تمھاری قضا دامنگیر ہے

آدمی سے روبرو ہو کر اسکو راہ عدم دکھا دون یہ شیب جب لشکر اسلام نے سنی اول ناصر نے مرکب اڑایا اور سامنے تخت شاہی کے آیا عرض کیا سر نثار کرنیکو جی چاہتا تھا بارے مراد بر آئی اس قحبہ کی سزا دہی کو غلام جاتا ہے اجازت جنگ چاہتا ہو بادشاہ نے فرمایا تم مہمان عزیز ہو کر کرم کرو لڑنے نہ جاؤ شہزادہ نور الدہر نے بادشاہ سے سفارش کی کہ غلام نوازی فرمائیے بہادرون مین آبرو نہ رہیگی یہ نکلا ہے تو تصدق ہونیکی اجازت دیجیے شاہ نے اُسکو خلعت دیا اور فرمایا سپرد یزدان پاک کیا ناصر نصرت قرین شادان و فرحان مرکب اڑا کر چلا گھوڑا اُسکا طرارہ بھر کر روان ہوا **نظم**

یکے اسپ بودہ ورا گام زن ۔ سُم او ز فولاد خارا شکن
چو پیلان بزور و چو مرغان بپر ۔ چو ماہی بہ بحر و چو آہو بہ بر
چو آتش بیاید گو پیل زور ۔ چو کوہے روان گرد از جا ستور

آفت نے اِس شور و شغب کو جوش و خروش سے آتے دیکھکر صدا دی کہاے سوار طلسمی آ دیہ کہنا تھا کہ صحرا کیطرف سے بگولا گرد کا پیدا ہوا اور ایک سوار دلیر بسان شیران غران نعرہ زنان آکر ہو بچا اُسکو حکم دیا کہ جا اور مسلمانون کو باندھ لا سوار مقابل ناصر ہوا اور نیزہ مارا اُسنے بھی نیزہ کو روک کر نیزہ لگایا **بیت** سبک نیزہ بر نیزہ انداختند ۔ کہ از یک دگر باز نشناختند ۔ بعد رد و بدل طعنہاے چند نیزے مثل خلال ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اُسوقت دونون نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا کہ **نظم**

بزد دست و آن تیغ بران کشید ۔ ز گرد سواران جہان ناپدید
ولیکن اندرون تیغ برہم شکست ۔ سوے گرز بردند بر یاد دست
سواران جہان گرز زد ہم کوہ ۔ کہ از زخم او گشت ناصر ستوہ
بزین اندر از زخم بیہوش گشت ۔ بخاک اندر افتاد و خاموش گشت

جب گرز سے ناصر بیہوش ہو گیا سوار نے مشکین باندھکر سر د لشکر کیا اور آپ مرکب پر چڑھ کر پھر مبارز خواہ ہوا ادھر سے شہزادہ نور الدہر نے اجازت لیکر عزم میدان کیا لشکر کے علم جلوہ دکھانے لگے طبل و نقارے اس طرح بجے کہ طبنک گردون سے غلغلہ ظاہر ہوا شہزادہ کا مرکب کوہ پیکر و ہامون شکوہ مثل برق و باد چلا کہ **نظم**

ز زخم سمش گاو ماہی ستوہ ۔ بجستن چو برق و بہیکل چو کوہ

یکے کرہ چون کوہ وادی سپر — بصحرا ابو پید چو مرغے بہ پر
در آمد بزین چون کہ بے ستون — گرفتش یکے نیزہ چون ستون
عنان رابہ پیچید وبگرفت راہ — ہمی شد بہ تیزی چو ابر سیاہ

سوار طلسم نے شہزادہ پر بھی حملہ کیا اور نیزہ وری اور شمشیر بازی شروع ہوئی کہ بیت گہے تیغ زدگاہ گرز گران ؛ چنین تا فرو ماند دست سران ؛ آخرکار شہزادہ نامدار بھی مغلوب ہوا اور اسنے اسیر کرکے لشکر مین بھیجا اور پھر نہیب دی کہ کوئی اور سامنے آئے ادھر سے سرداران شہزادہ نور الدہر نکلنا شروع ہوئے شام تک سوا سو سردار یکے بعد دیگرے فصل بن گیا ہور ونوح بن گیا ہور خون آشام وغیرہ جاکر اسیر ہوئے جسدم نیزہ دار فلک نیزۂ خطی شعاع لیکر سمت کاشانہ مغرب گیا اور میدان فلک مین لشکر انجم کا داخلہ ہوا نظم

زجنس مرغ وماہی آرمیدہ — حوادث پائے در دامن کشیدہ
ستادہ اند دہل کوبے دہل کوب — ہجوم خواب دستش بستہ بر چوب

شام کو سوار طلسمی مرکب اُٹھاکر سمت صحرا چلا گیا اور آفت نے طبل آسایش بجوا دیا دونون لشکر پھرے امیر اور شاہ اسلام بادل پر ورد داخل بارگاہ ہوئے سپاہ نے کمر کھولی عیار پھر عیاری روانہ ہوئے اسطرف آفت ہنستی ہوئی شادان وخندان مع نازک چشم کے اپنے لشکر گوگی لقانے زرنثار کرایا بارگاہ مین پہونچکر حکم دیا کہ جشن نوروزی کیا جاے اُسیوقت ساقیان مہر دیدار وپری تمثال جام وصراحی جواہر بے مثال لیکر حاضر ہوئے اور طوائفان شعلہ رخسار رشک دہ لعبتان لندن وچین رقص کرنے لگین مجلس مثل مجلس انجم فلک ترتیب پذیر ہوئی کہ ابیات

برفتند وخوان مے آراستند — سزاوار رامشگران خواستند
زبرجد طبقہا وفیروزہ جام — پر از نافۂ مشک وپرعود خام
ہمہ پیکرش سرخ کردہ بزر — بروبافتہ چند گونہ گہر
زمین باغ گشت از کران تاکران — زشادی وآواز رامشگران

اسی جشن مین بختیارک نے کہا اے ملکہ آفت جو سردار کہ ملکہ نازک چشم وسوفار ومہنت واخگر وغیرہ نے قید کیے ہین وہ سب موجود ہین اور آج تمنے سوا سو سردار

گرفتار کیے ہین مجکو یقین ہے کہ اِن سبکی نگہبانی نہو سکے اور عیاران اسلام اسی فکر مین ہین آجتک بہت حفاظت سے قیدی رہے مگر اب عرصہ گذرا ہے اِنکو پتا ملگیا ہوگا چھڑا لیجائینگے پس لازم ہے کہ سب کو راہ عدم دکھاؤ کثرت اسلامیان کچھ تو کم ہو آفت کہا ملکہ جی مین بہی اس فکر مین ہون کہ حمزہ کو بہی پکڑ لون تو سبکو قتل کرون یہ کہکر ایک رقعہ اس مضمون کا کہ مین نے سوار طلسم سے اتنے سردار قید کرائے لکھکر ملکہ آئینہ کو بھیجا ایک ساحر نامہ لیکر روانہ ہوا اتفاق سے سیارہ بن عمر عیار شہزادۂ قاسم یا مر جاسوسی اس مقام پر موجود تھا جبسے آقا اُسکا قاسم کشتہ سحر ہوا ہے اسی فکر مین بہ صورت مبدل رہتا ہے کہ شاید لشکر ساحران مین کسی سے حال شہزادے کا معلوم ہو اسوقت اس ساحر نامہ بر کے ہمراہ ہوا کہ دیکھون یہ نامہ کہان لیے جاتا ہے وہ ساحر جو چلا خوف سے عیارون کے کچھ دور تو اُڑکر گیا پھر نظر سے غائب ہوگیا سیارہ حیران پریشان لشکر کیطرف پھرا لیکن راہ بھول کر کوہستان مین جا پڑا ہر سمت متلاشی راہ پھرنے لگا اب حال سنیے کہ شاہزادۂ ایرج بن قاسم جنکا ذکر جلد اول مین کیا گیا کہ غم مین اپنے باپ کے بہر شکار نکلے تھے اور اُنکو نیچہ اُٹھا لے گیا تھا اور آندھی مین عیار اُنکا شاپور ایک طرف چلا گیا تھا اسوقت کوہستان مین ایک جگہ ٹھہرا ہوا تھا کہ آواز پاؤن کے آہٹ کی سنی اٹھکر دیکھنے لگا جب سیارہ قریب پہونچا پکارا کون ہے سیارہ نے آواز پہچان کر کہا کہ کیا بھائی شاپور ہین اسنے اقرار کیا سیارہ دوڑ کر لپٹ گیا دونون باہم باتین کرتے چلے یہ تو روانہ ہوئے ہین مگر اب ذکر شاہزادۂ ایرج سنیے اور فتح طلسم آئینہ کا حال بیان کیا جاتا ہے

آغاز طلسم آئینہ اور ذکر رہائی شہزادہ قاسم اور مارا جانا آفت شمشیر زن و سوفار و نازک چشم کا اور عشق ایرج کا ملکہ بران شمشیر زن سے ہونا اور لشکر اسلام کا پھر آرام ٹھہرنا المولفہ

فصل بہار آئی رندون کی یہ دعا ہے
دے جام ارغوانی ساقی تیرا بھلا ہے
اُٹھی گھٹائین اودی طاؤس ناچتے ہین
بدمست بھٹیون پر ساقی براجتے ہین
جھونکا ہوا کا آیا ابر سیاہ چھایا
بجلی لگی کڑکنے پانی جھمک کے آیا
مستون نے پھر یکایک ساقی کو یہ صدا دی
کشتی مے روان ہو رحمت ہوئی خدا کی
ساقی وہی سما پھر آنکھون مین پھر رہا ہے
دی بھول مجکو جلدی ٹھنڈی چلی ہوا ہے

جام و پیالہ کیسا چلو ہی اپنا بھر دے — دریا دلی سے ساقی سیراب ہمکو کر دے
تلچھٹ ہی دیدے ہمکو کرلیوین نشہ پانی — پیری مین لوٹ لیوین کیفیت جوانی
سنبھلین اُنھین گرین ہم چلنے مین لڑکھڑائین — پیر مغان کے دم کی پھر خیر ہم منائین +
مدہوش ایسا کر دے کچھ اور رنگ لاؤن — بکار دن انڈھی بنڈہی زاہد کو مین سناؤن
ہمکو نہ جاہ پی کر افسانہ لکھ رہے ہو — مشتاق سب ہین بیٹھے جلدی زبان کھولو

آئینہ بندان صورت خیال وصورت نمایان آئینہ حال شاہد آئینہ رخسار کو آئینہ خانہ احوال طلسم آئینہ مین اسطرح بٹھاتے ہین اور آئینہ تحریر مین پیکر دلفریب معشوق داستان یون دکھاتے ہین کہ جب شہزادہ ایرج نوجوان کو پنجہ اٹھا کر چلا حسب اتفاق قریب ایک پہاڑ کے اُسکا گذر ہوا وہ پہاڑ سیرگاہ ملکہ صنوبر مرصع پوش جادو ہے وہ ملکہ نقاب چہرے پر ڈالے سیر مین مصروف تھی کہ نگاہ اُسکی پنجہ پر پڑی دیکھا ایک نوجوان آفتاب رخسار کو پنجہ لیے جاتا ہے شعشہ حسن وجمال سے اُسکے روئے ہوا منور وروشن ہے روے تابان اُسکا انجمن روزگار مین نور بیزیان شمع انجمن ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب فلک سے اُترکر بردے ہوا بھاگا جاتا ہے ستارہ ٹوٹا ہوا نظر آتا ہے اسکو یہ ماجرا دیکھکر تعجب ہوا اور کچھ سحر پڑھکر سمت فلک پھونکا پنجہ شہزادے کو لیے کوہ پر اُتر آیا اسنے پھر ایسا سحر پڑھا کہ پنجہ تو غائب ہوگیا شہزادہ متوج ہوا سے بیہوش تھا پڑا رہا صنوبر اس شمشاد باغ خوبی کی پاس آئی صورت زیبا دیکھکر غش ہوگئی دیکھا کہ ایک صنوبر قامت دگلرخسار بیہوش پڑا ہے باغ دہر مین قد اسکا نخل تمنا ہے گوش گل کو زبان بلبل سے اسی گل کے افسانہ حسن سننے کی آرزو ہے سنبل تر اسکے زلف معنبر کی خوشبو بیادری صبا سونگھکر ژولیدہ ہوا ہے نرگس ہمہ تن چشم ہوکر اسکے دیکھنے کی خواہش رکھتی ہے باد صبا اسکے لیے آوارہ پھرتی ہے لالہ اسکے عشق مین دل داغدار ہے سرو کو اسکی غلامی درکار آزادی سے بیزار ہے کہ بمقتضاے

ابیات

بالا چو سرو چو خورشید روے — چو عنبر نگر گرد گل سرخ موے
یکے بوستان بود اندر بہشت + — بیالاے او سرو دہقان بکشت
دو چشمش گوزبان دو ابرو کمان — تو گفتی ہمے بشگفد ہر زمان
ببالا ز سرو سہے برتر است — چو خورشید تابان بدیگر است

یہ تماشاے حسن بےمثال کر رہی تھی کہ شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک نقابدار سرہانے کھڑا ہی لباس مردانہ
پہنے ہی مگر عورت معلوم ہوتا ہے یہ دیکھکر اُٹھ بیٹھا اور اُس نقابدار سے پوچھا کہ آپ کون ہین کیون
مجھکو طلب کیا ہی نقابدار نے کہا بنچہ لیے جاتا تھا مین نے اُس سے چھڑایا ہی آپ میری دعوت
کھائیے آسودہ لیجئیے تو مجھکو سپاہ گری کا مزا ہی ہمارے آپ کے مقابلہ ہی شاہزادے نے فرمایا
کہ تمنے مجکو بنچۂ سحر سے چھڑایا احسان کیا تم محسن ہو چکے مقابلہ کرنا تمسے ناروا ہی اور اگر براہ آشتی
جی بہلایا چاہتے ہو تو مین سب طرح چاق و چست ہون ایک صدمہ موج ہوا تھا وہ بھی برطرف
ہوگیا اب کوئی کسل نہین آؤ مقابلہ کرو نقابدار یہ سنکر اُنکو ایک میدان مین اُس کوہ کے لایا اور اپنے
ملازمون کو طلب کرکے دو گھوڑے جنکو دیکھکر توسن فلک بھی چال بھولے منگائے شہزادہ کو
سوار کیا اور آپ بھی سوار ہوکر برسر مقابلہ آیا اور تیر بھر کمان مین پیوستہ کرکے لگایا کہ ابیات

کمان را بزہ کرد و بکشاد بر	بند مرغ را پیش تیرش گذر
بر آیرج مگر تیر باران گرفت	چپ و راست جنگ سواران گرفت
نگہ کرد ایرج و آمدش تنگ	بر آشفت و تیز اندر آمد بجنگ
عنان برگرائید و برداشت اسپ	بیاید بکردار آذر چو کسپ
ززین برگرفتش بکردار گوے	کہ چوگان زباد اندر آید بروے
چو آمد خروشان بہ تنگ اندرش	بجنبند و برداشت خود از سرش
رہا شد ز بند زرہ موے اوے	درفشان چو خورشید شد روی اوے
بدید ار او مبتلا شد دلش	تو گفتی کہ درج بلا شد دلش

شہزادے نے اُسکی صورت حور مثال دیکھکر غش غش کیا اور زمین پہ آہستہ سے اُتار دیا یہ
معلوم ہوا کہ نقاب اُسکے چہرے سے نہین اُٹھی بدلی سے دھوپ نکل آئی زہے گوہر گرانمایہ درج
خوبی و خہے اختر تابندہ فلک محبوبی کہ آفتاب و ماہ اُسکی غلامی کی آرزو رکھکر داغ اپنی پیشانی مین
رکھتے ہین شب و روز خواہش دیدار مین آسکے مشکوے عصمت کے چکر لگاتے پھرتے ہین شاہد
خدارت اُسکا گوشۂ شرم و حیا سے باہر نہ نکلا تھا کوچۂ سنبلستان گیسو مین ودرباش غرور عصمت سے
نسیم صبا کو چلنا نہ ملتا تھا زیب اورنگ شاہی دلبری تھی شاہان حسینان دہر کی لائق افسری تھی

زیبایش تاج ارجمندی تھی افسر سپاہ حسن و بہتری تھی نظم

ز سر تا بپایش بکردار عاج / برخ چون بہار و ببالا چو ساج
بران سفت سیمین دو مشکین کمند / سرش گشتہ چون حلقہ پاے بند
رخانش چو گلنار و لب ناردان / ز سیمین برش رستہ دو ناردان
دو چشمش بسان دو نرگس باغ / مژہ تیرگی بردہ از پر زاغ
دو ابرو بسان کمان طراز / برو توز پوشیدہ از مشک ناز
اگر ماہ جوئی ہمہ روے اوست / دگر مشک بوئی ہمہ بوے اوست

شہزادہ دلدادہ و فریفتہ جب ہوا وہ قمر رخسار خورشید ہو چکی تھی ہنسکر گویا ہوئی کہ بس ہمارے آپ کے مقابلہ ہو چکا چلیے اور جام مے کو لب میگون سے لگا کر ہمسایۂ کنیز کو منہ لگا کر سرفراز فرمائیے شہزادہ اوسکے ہمراہ روانہ ہوا پہاڑ پر ایک چہل ستون نادر بنا تھا فرش مکلف وہان بچھا تھا تخت عاج گستردہ تھا دونون تخت پر آکر جلوہ گر ہوئے کنیزان سمن بدن دلگیر خسار حاضر تھین جام و صراحی لیکر شراب پلانے لگین شہزادے نے میکشی سے انکار کرکے کہا جب تک تمہارا مذہب و ملت ظاہر نہو گا ہمکو تمسے ہمشرب ہونا زیبا نہین طریقہ بردینی اچھا نہین ملکہ نے کہا ای شہریار مین دختر بلند اختر زر دمان جادو ہون کہ وہ بھائی ملکہ حنظل کا ہے اور ملکہ حنظل کی دختر ایک مسلمان پر عاشق ہو کر نکل گئی تھی اب وہ مسلمان کہ نام اسکا قاسم ہے طلسم آئینہ مین قید ہے شہزادہ اپنے باپ کو زندہ سنکر خوشنود ہوا اور کہا اے ملکہ مین اسی مسلمان کا جسکو تم قیدی کہتی ہو بیٹا ہون اور وہ نبیرہ حمزہ صاحبقران ہے اگر تمکو ہمسے محبت ہے تو دین سامری و لقا پرستی ترک کرکے خدا پرستی قبول کرو ورنہ ہم تمہارے عدو ہین ہمسے ہاتھ اٹھاؤ ملکہ از بسکہ دلدادہ و شیدا ہو چکی تھی گویا ہوئی کہ مجکو آپکا فرمانا بدل منظور ہے عشق مین جان و ایمان نذر معشوق کرنے کا دستور ہے غرضکہ مع تمام خواصون و انیسون کے مطیع الاسلام ہوئی اور کہا جب طلسم آئینہ فتح ہو گا کلمہ پڑھون کی غرضکہ میکشی آغاز ہوئی ہنگامہ رقص و سرود برپا ہوا پہلو مین دلدار لب پر جام بادہ گلنار یہ بعشرت تمام بیٹھے لیکن ملکہ حنظل جو اسکی پھوپھی ہے اپنی بیٹی کے غم مین مبتلا رہتی ہے اس وجہ سے کبھی کبھی ملکہ کو دیکھنے آیا کرتی ہے یا اپنے پاس بلا کرتی ہے اسوقت بیٹی کی محبت نے بہت ستایا خون کا جوش آیا پس

عوض دختر کے چاہا کہ بھتیجی کو بلا کر پیار کرون اور اوسکے دیدار سے خرسند ہون یہ سوچکر ایک ساحر مریخ جادو
نام سے کہا کہ قلعہ زرد مانیہ مین جا اور ملکہ صنوبر کو لے آ وہ ساحر حسب الحکم چلا اور قلعہ مذکور مین پہونچکر
زرد ان ملکہ کے باپ سے پیام اسکی بہن کا کہا اُسنے کہا ملکہ اپنی سیرگاہ مین پہاڑ پر گئی ہین وہان سے
بلا لیجا مریخ وہان سے پہاڑ پر آیا یہان شہزادہ اور ملکہ باہم سرگرم نشاط تھے فرہاد و شیرین یکجا بعد
انبساط تھے یہ معاملہ دیکھکر آنکھون مین خون اُتر آیا اور نعرہ زن ہوا کہ با شیدائے ننگ خاندان یہ
کیا رسوائی ہے جو تم چھوکریون نے تمام عالم مین شہرت بحیائی پھیلائی ہے یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ ملکہ سحر
بھولی اور شہزادے کے دست و پا کی طاقت جاتی رہی یہ تڑپ کر جو گرا دونون کو پنجہ مین داب
کرلے اوڑا اور سوچا کہ حنظل پاس انکو لیچل وہ جو چاہے کرے یہان ایسا نہو کہ باپ ملکہ کا فرط محبت
سے بیٹی کی حمایت کرے پس سمت نرگسی کوہ روانہ ہوا اور ایک مقام پر تھک اُترا کہ دم لے لون
تو چلون اُدھر سے قضارا شاپور روسیّارہ آتے تھے اور دونون ساحر کی ایسی صورت بنے
ہوئے تھے اِسنے اُنکو دیکھکر پوچھا کہ تم کون ہو عیارون نے کہا جو تم وہ ہم تم کون ہو اُسنے سب
حقیقت کہی کہ بھائی گھر ساحرون کا ان چھوکریون نے برباد کر رکھا ہے مسلمانون سے عاشقی کرکے
ستم ڈھایا ہے یہ کہکر شہزادے اور ملکہ کو دکھایا کہ مین ان کو گرفتار کرکے حنظل پاس لیے جاتا ہون
عیارون نے جو اپنے شہزادے کو گرفتار دیکھا اور سارا حال گرفتاری قاسم سنا بہت خوش ہوئے
کہ دونون شہزادون کا حال معلوم ہوا پس اُس ساحر سے بظاہر التفات کرکے کہا اے برادران
مسلمانون کو جان پاؤ مار ڈالو مین تو اِسکو مار ڈالتا اگر تمھارے پیچھے جو کھڑے ہین وہ منع نکرتے
ہوتے ساحر گھبرایا کہ میرے پیچھے کون کھڑا ہے اور پھر کر دیکھنے لگا شاپور نے کمند ماری یہ گھبرا کر
اودھر پلٹا سیّارہ نے بیضہ بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا عیارون نے سر کاٹ ڈالا غل و شور
تاریکی ہوگئی صدا آئی کہ مارا مریخ جادو کو بعد کچھ عرصے کے جب وہ تاریکی دور ہوئی ملکہ اور
شہزادے نے رہائی پائی اور عیارون سے ملکر بہت خوش ہوئے پھر عیارون نے کہا ای ملکہ
یہ ساحر تمھارے بلانے کو آیا تھا ایک ہم مین سے اس ساحر کی ایسی صورت بنتا ہے اور تم
تخت سحر تیار کرو ایک ہم مین تمھاری خواص کی ایسی صورت بنے گا اور تمھارے ساتھ چلکر
حنظل کا کام تمام کریگا تا کہ شہزادہ چھوٹے اور سب کام بن پڑے غرضکہ سیّارہ ملکہ سے

حلیہ ایک خواص کا پوچھکر ویسی ہی صورت بنا اور کہا شاید میری صورت پر شبہ کرکے حنظل پوچھے کہ یہ کون ہے تو کہنا مین نے نیا نوکر رکھا ہے یہ سمجھا کر شا بور بصورت مریخ تیار ہوا اور اسکا لباس پہنکر ملکہ کے ساتھ تخت سحر پر بیٹھکر چلا شہزادے سے کہا آپ یہین ٹھہرین جسوقت کہ ہمکو بہت عرصہ ہو آپ کو اگر حنظل سے مقابلہ کرنے کا اختیار ہے فی الجملہ ان کو چھوڑکر مع ملکہ چلے اور کچھ دیر مین قلعہ مین پہونچے حنظل چشم براہ انتظار تھی کہ ملکہ نے جاکر تسلیم کی اُسنے گلے سے لگایا اور پیار کرکے آغوش مین بٹھایا ملکہ نے بعد تھوڑی دیر کے اپنی خواص سے کہا کہ وہ میوہ جو ہم پھوپھی جان کے لیے لائے ہین حاضر کر خواص یعنے سیارہ نے ایک قاب مین عمدہ میوہ چنکر پیشکش کیا صنوبر نے لیکر کہا پھوپھی اماں یہ میوہ بہت نایاب زمانہ ہے آپ بھی کچھ نوش فرمایئے حنظل نے اسکی خاطر سے کچھ دانے انگور کے کھائے ملکہ نے یہان جو ملازم اور خواصین حنظل کی تھین ان کو بھی وہ میوہ کھلایا بعد لمحہ بھر کے سب بیہوش ہوگئین عیارون نے بہر اتمام حجت حنظل کو اُٹھاکر ستون سے ایوان کے باندھا زبان مین سوزن دیکر ہوشیار کیا اُسکی جب آنکھ کھلی دیکھا مین بندھی ہون اور صنوبر سامنے کھڑی ہے اشارے سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے عیارون نے کہا ہم دونون عیار ہین اور یہ ملکہ شریک اہل اسلام ہو چکی ہے اب تجکو بغیر قتل کیے ہم نجائینگے جان بچانا اگر منظور ہے تو اسلام اختیار کر اور شہزادہ قاسم کو چھوڑ دے ورنہ کوئی دم مین راہ عدم دیکھیگی حنظل یہ حال سنکر سمجھی کہ بیشک ان خداپرستون کا دین زبردست ہے ان سے جان بچانا دشوار ہے دوسرے دختر پر تو یہ سانحہ گذر ہی چکا تھا اب بھتیجی سے بھی فراق ہوگا لازم ہے کہ اطاعت کرو اولاد بھی ملیگی اور ملک ومال وجان وآبرو بھی رہے گی یہ سوچکر اشارے سے کہا کہ مین نے اطاعت اختیار کی عیارون نے فوراً گھاؤ زبان سے سوا نکال لیا اُسنے عیارون سے کہا کہ مین مطیع الاسلام ہوئی بعد فتح طلسم کلمہ پڑھون گی عیارون نے کہا شہزادہ ایرج صحرا مین ٹھہرے ہوئے ہین اُنکو بلانا چاہیے حنظل نے اپنے ملازمون کو جو بیہوش پڑے تھے ہوشیار کرایا اور انہین سے ایک کو حکم دیا کہ شہزادہ کو اُٹھا لاؤ وہ بزور سحر عیارون سے پتا پوچھ کر روانہ ہوا ایرج منتظر عیاران ٹھہرے ہوئے تھے کہ ساحر آکر پہونچا اور عرض کیا کہ چلیے حضور کو ملکہ حنظل نے بلایا ہے یہ کہکر تخت سحر پر بٹھاکر قلعہ مین لایا حنظل نے اُٹھکر تعظیم دی اور مسند پر

بٹھایا جتنے ساحر نامی تھے اُنکو بلا کر اپنا راز ظاہر کیا کہ مین نے اطاعت اس شاہزادہ عالی وقار کی اختیار کی اگر میرے ساتھ تمہین رہنا ہو تو تم بھی تابعداری اسلام کی کرو سب ساحر حسب ارشاد اُسکے مطیع ہوئے اُسنے انجمن عشرت ترتیب دی کشتیان شراب ناب کی قابین گزک کی لیے کباب کی حاضر کین شہزادہ عالی نژاد نے فرمایا کہ اے ملکہ تم طلسم آئینہ سے میرے باپ کو بلا بھیجو اور یہان بلا کر رہا کرکے رکھو اُسنے اسیوقت ایک نامہ محبت آگین ملکہ آئینہ دار کو لکھا کہ اے بادشاہ طلسم آئینہ براہ عنایت آپ میرے قیدیون کو میرے پاس بھیجدیجیے کیسلیے کہ مین اُنکو طلسم ہوش ربا مین بھیجکر شاہ جادوان پاس قید کراؤن گی اور وہین میرا شوہر بھی ہے مجھکو اطمینان کامل رہیگا یہان رکھنے مین مسلمانون کا لشکر نزدیک ہے کھٹکا ہے یہ لکھکر دو ساحرون کو دیا اور دربارۂ اخفای راز تاکید اکید کرکے روانہ کیا ساحر گیے اور خدمت ملکہ آئینہ مین پہونچے نامہ بادب تمام پیش کیا اُس نے نامہ پڑھکر قیدیون کو بلا کر ان کے حوالے کیا اور کہا کہدینا مجھکو تمھاری دوستی سے کام ہے جہان تمہارا جی چاہے قید کرو میرے طلسم کا قیدی ہے نہین ہو مجھے اِسکے بارے مین کچھ کد ہوتی بلکہ اسکے یہان قید رہنے سے مسلمانون کی چڑھائی کا دن رات دغدغہ رہتا ہے ساحر یہ پیام سنکر اور قیدیون کو تخت سحر پر ڈالکر روا ہوئے اور کچھ دیر کے بعد حنظل پاس پہونچے اُسنے شہزادہ پر سے قید سحر دفع کی ہوشیار کیا ایرج اور عیار دوڑ کر لپٹ گئیے اور بال اور ناخن جو قید مین بڑھ گیے تھے دیکھکر رونے لگے آخر قاسم نے حمام کیا اور خلعت فاخرہ زیب جسم کرکے محفل مین پہونچکر رونق بخش ہوا فرزند کو گلے سے لگایا صنوبر پر دست شفقت رکھا پھر سیارہ کو حکم دیا کہ ہمارے ساتھ مقبل بھی قید تھا اُسکو بلانا چاہیے حنظل نے یہ سنکر کہا وہ بھی حاضر ہین اس عرصے مین مقبل بھی نہا دھوکر داخل مجلس ہوا شہزادے نے فرمایا کہ تم جاؤ اور ہمارے سردار جو غم و الم مین مبتلا ہین اُنکو مژدہ دو اور لشکر ترتیب پذیر ہو مقبل بہ حکم سُنکر بیرون قلعہ آیا یہان بعض سردار تو لباس شجرفی پہنکر غم مین شہزادے کے فقیر ہو کے سامنے قلعہ کے بیٹھے تھے اور بعض اُن تیلون کے ساتھ روتے پیٹتے لشکر کو گیے تھے لشکری تمام پراگندہ حال تھے کہ مقبل نے جاکر ہر ایک کو ڈھونڈھکر مژدہ رہائی شہزادہ دیا سب نے سجدہ شکر کیا لشکر تیار ہونے لگا خیمہ و خرگاہ منگا کر استادہ کیے شہزادہ کو اطلاع دی شہزادے نے

برآمد ہو کر ہر ایک سے ملاقات کی اور بارگاہ مین تشریف فرما ہوئے اسی اثنا مین ملکہ نرگسی چشم کی حنظل نے جا کر بالائین لین گلے سے لگایا پھر حمام کرا کے خلعت فاخرہ پہنایا زر و زیور سے آراستہ کیا اور ہودج زرین مین بٹھا کر شہزادی پاس بھیجا ملکہ کو شہزادی کے ملنے کی از حد خوشی تھی اودھر شہزادہ فرط شرم سے معشوق کو بلا نہ سکتا تھا مگر دل مضطر خواہش دیدار رکھتا تھا اسی انتظار مین یکایک منظم

عماری بماہ نو آراستہ — پس پشت او اندرون خواستہ
زہودج برآمد یکے ماہ نو — چو آراستہ شاہ برگاہ نو
زمشک سیہ کردہ بر گل نگار — فروہشتہ بر غالیہ گوشوار

آنے سے ملکہ کے قاسم محفوظ ہو کر داخل شبستان ہوا مجلس انبساط مترتب ہوئی دورہ جام مے گلگون ہوا دف دیے کی صدا بلند تھی یہ اسطرف جلسہ عشرت جائے خرم و خندان ہین اودھر قلعہ مین صنوبر و ایرج نوجوان ہین مین شبانہ روز شیدائے یکدیگر داد نشاط و عشرت دیتے رہے روز چارم جب محفل انجم شبستان روزگار سے برخاست ہوئی اور ساقی ازل نے جام زرنگار خورشید کو میکدہ مشرق سے لیکر انجمن عالم مین گردش پذیر فرمایا کہ بمقتضائے منظم

سحر روزش ہمیداشت مہمان خویش — بر سرفرازان دیاران خویش
چو خورشید برزد سر از تیرہ کوہ — جہان را بفزود فر و شکوہ
بزیر اندر آورد برج برہ — جہان چون مے زرد شد یکسرہ

اس سحر کو شہزادہ ایرج نے عزم کیا کہ اس قلعہ کی حوالی مین شکار کھیلے اور سیر مین مصروف ہو پس ملکہ حنظل سے اپنا ارادہ بیان کیا اسنے سامان صید افگنی درست کرایا شہزادہ صنوبر قلعہ مین چھوڑ کر مرکب تازی نژاد پر سوار ہو کر شہر سے صحرا مین آیا باز تیز پرواز کو جانوران پرند پر چھوڑا اور صحرا کو جانوران درند و چرند سے خالی کیا کہ ابیات

ز درندہ شیران زمین شد تہی — بہ پرندہ مرغان رسید آگہی
تلے ہر سو مرغ و نخچیر بود — اگر کشتہ گر خستہ تیر بود
ز شاخ گوزنان رمہ در رمہ — زمین بیشہ گشت ماجین ہمہ
ز بازان ہوا ہمچو ابر بہار — ز خون تدروان زمین لالہ زار

دمان باز دیوزان بر آہو برہ — کمین ساخت برکہ و بر درہ
بنا در دہر جائے خرگوش و سگ — ستوران بخون غرق ماندہ ز تنگ
گرفتہ سو کبک شاہین شتاب — زخون کردہ چنگل عقیقے عقاب
فتادہ غو طبل طغرل بر آر — گریزان ز گرد و سواران ہزبر

جب آفتاب عالمتاب بنصف النہار پر پہونچا حرارت ہوائے گرم سے دل سنگ بھی نرم ہونے لگا شہزادہ ایک پہاڑی پر زیر درختان سایہ دار بیٹھا اور شغل بادہ کشی کرنے لگا اور سیر سبزہ زار مین مصروف تھا مگر وہ پنجہ جو پہلے شہزادے کو اُٹھا کر چلا تھا اور راہ مین صنوبر جادو نے اُس سے چھین لیا تھا وہ پنجہ ملکہ بلور جادو نے کہ خود دختر ملکہ آئینہ دار جادو ملک طلسم آئینہ ہے اُس نے بھیجا تھا اسلیے کہ ملکہ مذکور بھی سیر کنان اُس جگہ کہ جہان ایرج نخچیر کسی کر رہے تھے آئی تھی اور فریفتہ ہو کر گئی تھی پس اُسنے پنجہ سحر بھیجکر شہزادی کو بلوانا چاہا تھا وہ پنجہ خالی پھر کر گیا ملکہ چشم براہ انتظار تھی یاد معشوق مین بے قرار تھی آنکھین جانب در نگران یہ بیت ورد زبان ملکہ تھی
وعدہ خلاف یار سے کہنا پیام بر + آنکھون کو روگ دے گیے ہو انتظار کا + اسی رنج ہجر مین طرفہ یہ ستم ہوا کہ پنجہ سامنے آیا اور بشکل انسان متشکل ہو کر حال کہا کہ مین شہزادے کو لاتا تھا راہ مین ملکہ صنوبر دختر زردمان حاکم قلعہ زردمانیہ نے چھین لیا یہ خبر سنتا تھا کہ ملکہ کو غصہ آیا رنج فرقت نے کلیجہ کھایا بیتابانہ زبان پر لائی فرد اے غم تری اب خوشی کہانتک + کم بخت لہو تو ہو گیا دل + اسی بیقراری مین اپنی وزیرزادی ملکہ حور چہرہ جادو کو بلایا اور فرمایا کہ تو نے یہ گستاخی صنوبر کی دیکھی کہ میرے بلائے ہوئے شخص کو اُسنے چھین لیا ہر چند کہ مجھے اُس مردوے سے کچھ مطلب نہین وہ نگوڑا چاہے آئے یا نہ آئے مگر غصہ تو یہ ہے کہ اتنی جان کے جتنے خراج گذار ہین انکو یہ حوصلہ ہوا کہ اب مقابلہ کرینگے اس ضد پر قلعہ زردمانیہ اینٹ سے اینٹ بجا دون گی مین بھی اپنے نام کی ہون اتنی سی بات پر آفت ڈھاؤن گی تو لشکر جلد درست کر اور میرے ہمراہ چل حور چہرہ نے یہ تقریر سنکر بلائین لین اور عرض کیا کہ بی بی ملکہ صنوبر کو یہ نہ معلوم ہوگا کہ حضور نے اُس شخص کو بلایا ہے وہ کسی اور ساحر نے بھیجا سمجھی ہوگی ورنہ یہ اسکی مجال نہ تھی کہ جو ایسی شوخی کرتی اب مین جاتی ہون اور شہزادہ مطلوب کو لیے آتی ہون یہ کہکر

بزور سحر اُڑ کر چلی اور ملکۂ فروق دیدہ پھر انتظار آمد جانان مین باخاطر ناصبور کبھی کبھی فرط یاس و
بیتابی سے یہ کہتی کہ بیت ہاے ری یاس واے ناکامی + آرزو ہمسے منہ چھپاتی ہی + اور ایک
نظر کے دیکھنے سے تصور مین جو صورت یار اچھی طرح نہ آتی تھی تو رو کر یہ فرماتی تھی کہ شعر ہماری
آنکھون مین آؤ تو ہم دکھائین تمھین + ادا تمھاری کہ تم بھی کہو کہ ہان کچھ ہی + اور خیال محبوب
جو دیدۂ دل مین جلوہ گر تھا تو براہ شکایت یہ لب پر تھا کہ فرد لڑا کے آنکھ تم آنکھون سے ہو گئی نہان
پر آنکھ سے مری مثل نظر نہین جاتے + بلکہ کیا خوب کہا ہے کہ بیت یون تو دم بھر نہین آتا انھین
شوخی سے قرار + پر تصور مین وہ آتے ہین تو کم جاتے ہین + اور کبھی کہتی تھی کہ دیکھیے حور چہرہ
انھین لاتی ہے یا نہین بھلا وہ مغرور حسن و جمال کاہے کو آئیگا خدا معلوم قاصد کیا پیام لانے گا کہ
شعر پس فنا بھی ہماری کھلی رہین آنکھین + بس اس امید پہ شاید کہ نامہ بر آئے + غرضکہ یہ ملکہ براز
اشتیاق شکایت دوری دلدار کر رہی ہی اور اُدھر حور چہرہ جو روانہ ہوئی اول قلعہ زر دمانیہ مین آئی
زر دمان نے تعظیم تمام بٹھلا کر سبب آنے کا پوچھا اسنے بنا بر مصلحت یہ تو نہ کہا کہ ملکہ نے براے
تلاش ایرج بھیجا ہے اور اُسکو تیری دختر نے چھپایا ہے پس راز کو چھپا کر گویا ہوئی کہ مین ملکہ صنوبر
کے دیکھنے کو آئی تھی زر دمان نے کہا وہ اپنی پھوپھی حنظل جادو پاس گئی ہین یہ سنکر حور چہرہ
رخصت ہوئی اور نرگسی کوہ پر آئی یہان لشکر شہزادۂ قاسم کا اُترا تھا سمجھی کہ مسلمانون کا لشکر
چڑھ آیا ہے اسجگہ جانے مین عرصہ ہوگا حنظل اپنا دکھ کہینگے اور ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
پھوپھی پاس آنے کے حیلے سے صنوبر شہزادے کو اسی حوالی مین کہین لیے چھپ کر بیٹھی ہی پس
تجویز کرکے ڈھونڈھتی ہوئی چلی اور تجسس کنان آخر اُسجگہ پہونچی کہ جہان شہزادہ ایرج شکار کر کے یہان
بیٹھا مصروف میخواری تھا اسنے پاس جانا مناسب نجانا کہ شاید شہزادہ چلنے سے انکار کرے پس ایسا
سحر پڑھا کہ برق شعلہ بار چمکی سرداران شہزادہ جو پاس بیٹھے تھے انکی آنکھ خیرہ ہوئی اور یہ پنجہ بنکر
جو گری شہزادے کو لیکر روان ہوئی بعد جانے شہزادے کے ملازم ہوشیار ہوئے اور شور و غل
کرنے لگے آخر وہان سے ملکہ حنظل پاس آئے اور حال گم ہوجانے شہزادہ کا کہا صنوبر بیقرار
ہوئی اور ڈھونڈھنے چلی ادھر حنظل نے ساحرون کو روانہ کیا کہ شہزادہ کو تلاش کرو ایک طرف
سے شاپور عیار تجسس مین چلا مگر حال شہزادہ کا سنیے کہ حور چہرہ نے انکو لاکر ایک

پہاڑ پر اُتار دیا اور آپ وہان سے خدمت مین ملکہ کے آئی ملکہ نے اسکو قبا تش وخنداں دیکھکر معلوم کیا کہ گل مراد اسنے چناہی اور گوہر مقصد پایا ہی تجاہل کر کے استفسار کیا کہ کہو کہان گئین تھین کیا کر آئین اسنے مسکرا کر جواب دیا کہ جو کچھ کیا ہی وہ اب ظہور مین آتا ہی بیان اُسکا کرنا بیجا ہی ملکہ کو یہ باسہا شک بالکل دفع ہوگیا اور یہ جگہ اسکی سیرگاہ ہی ہر طرح کا اسباب عشرت یہان مہیا ہی سامان تیاری انجمن آرائی مین مصروف ہوئی اور اُدھر شہزادہ کی آنکھ کھلی دیکھا ایک پہاڑ پر بنگلہ پر تکلف بنا ہی چمنستان پر فزا لگا ہی ہر بوٹا اس گلستان کا روئے خرمی آگین شاہدان کو شرماتا ہی تازہ بہاری حسن سبز رنگان خاک مین ملاتا ہی گل بصد تجمل زیب وسادہ چمن کہین بیلا کہین جعفری کہین نسرین و نسترن کوسون تک سبزہ زار گل خودرو کی انوکھی بہار تدرو کہساری کوہ کے دامن اور دانگ پر چران طاؤسان زرین بال جابجا رواں نہرون نے بہگر کدورت خاطر دھوئی تھی شبنم ہر گلشن مین اسجگہ کے عشق مین روئی تھی عیسے دم مسیح نفس ہوا کا چلنا خضر راہ عشق کے مردہ دلون کو زندہ جاوید بناتا تھا ابر کہساری سبز و زرد و سرخ پہاڑ پر چھایا تھا قوس و قزح نے اپنا رنگ الگ جمایا تھا انہین نہین فلک پیر کسی کمان وابرو پر قربان ہوا جاہتا تھا مور کی جھنکار کسی خوش گلو کا کوکنا یاد دلاتی تھی طاؤس رقصان کی رفتار دل پامال کیئے ڈالتی تھی کہ بموجب ابیات

که در بوستانش همیشه گل ست — بکوه اندرون لاله و سنبل ست
هوا خوشگوار و زمین پرنگار — نه سرد و نه گرم و همیشه بهار
نوازنده بلبل بباغ اندرون — گرازنده آهو به راغ اندرون
همیشه نیاساید از جستجوئے — همه ساله هر جائے آنگشت و بوئے
گلاب ست گوئی بجویش روان — همے شادگردد ز بویش روان
دی و بہمن و آذر و فردو مین — همیشه پر از لاله بینے زمین

شاہزادہ سیر بہار مین مصروف تھا کہ سامنے بنگلہ سے ملکہ نے اسکے گلشن حسن کی بہار دیکھی قد وہ فتنہ خیز نظر آیا کہ بے ساختہ یہ مطلع پڑھا مطلع ترقی دو گے کب تک تم قد بالا کے قامت کو + نکلوا دو گے کیا تم دونون عالم سے قیامت کو + زلف مشکین شکن در شکن گل سے رخسار عکس افگن جیسے یار گرو سمن بلکہ یہ حال ہی کہ بیت کیا تماشا ہے کہ لیکر آئینہ کو ہاتھ مین + دیکھکر وہ

زلف اپنی آپ بل کھانے لگے + روے تابان کی چمک کے سامنے نیر اعظم لرزان آئینہ سکندر حیران
کہ جو جب بیت ہو گیا پر تو رخسار سے کچھ اور ہی رنگ + مینے مُنھ چوم لیا تیرے تماشائی کا +
ملکہ اُس صورت و دلفریب کو دیکھکر ششدر رہگئی انیسون جلیسون نے عرض کیا کہ اب تو یہ آہوے
صحراے حسن دام مین آیا ہی گھبرایئے نہین خدا نے روز وصل دکھایا ہی ہم جاتے ہین اور اُسکو یہان
لاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوئین آیرج نے دیکھا کہ بنگلہ کیطرف سے گلرخان سمن بدن وگل پیرہنان
سیمین ذقن آتی ہین جسمین مہر و ماہ کو شرماتے ہین کہ بیت کنیزان چارہ گر در عشوہ و ناز ہمہ دستان
نا و جلوہ پرداز + شہزادہ بھی آگے بڑھا اُن ماہ پیکرون نے قریب آکر پوچھا کہ ای نوجوان تیرا کہان
سے آنا ہوا کیونکہ یہ وہ مقام ہے جہان پرندہ پر نہین مار سکتا ملکہ بلور جادو کی سیرگاہ ہے ایرج نے کہا
مین گم کردہ راہ ہون خود حیران ہون کہ کسنے میری خواہش کی ہی اور غلبہ حرص و شہوت سے
مجکو پریشان کرکے یہان بُلایا ہے شاید تمہین مستانون نے یہ شعبدہ بنایا ہی تو یہ بخیریت ہے مین کبھی
تمکو کون گا کبھی نہین وہ سب اِس کلام سے قہقہہ مار کر ہنسین اور بولین کہ کیا مردوا باتین بناتا ہے
عورتون کا مکر مشہور ہی لیکن اِسنے اُنکے بھی کان کاٹے ایک بولی کہ نام خدا سے ایسے ننھے ہین کہ
راہ نہین جانتے دوسری نے کہا مکاری تو دیکھو کہتے ہین مین آپ سے نہین آیا کوئی انکو گود مین
اُٹھا لایا ہی تیسری نے کہا کسیکی بلا کو کیا غرض تھی جو اُنکو اُٹھا لاتا ای میان ذرا اپنی صورت تو آئینہ مین دیکھو
کچھ ایسے خوبصورت بھی نہین ہو جو کوئی یہ چاہا ہو گا چوتھی ہنستی ہوئی پاس آئی اور شہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر
بولی کہ اِس چھپکا شلجم سی صورت پر اتنا اترانا اچھا نہین آؤ جو آئے ہو تو ہماری ملکہ پاس چلو وہ مہمان نواز
ہین تمھاری خاطر کرین گی لیکن میان یہ نہ سمجھنا کہ کسی اور لالچ سے تمہین بلاتی ہون مین
تمھاری غریبی پر ترس کھاتی ہون ایرج اِن باتون سے ہنسا اور گویا ہوا کہ تمہین تو مین
لاکھ برس بھی نہ پوچھتا مگر جو تمھاری ملکہ کا جی چاہا ہے تو خیر چلتا ہون اُنھون نے اِس تقریر پر
تیوری چڑھائی اور مُنھ بنا کر کہا چل مردوے جو اِس مین آئنہ جو ایسی باتین کبھی کبھی مالزادی
سے کر یو ہما جو کیا ہماری شامت ہی جو اُنکی شکل پر ریجھین گے مین سچ کہون مجھے تو پھوٹے
دیدے دن بھی میان تم نہین بھاتے ایک اُنمین سے پھر تڑق کر بولی ای بوا اچنبا تم اِس مردوے
کو مُنھ لگاتی ہو یہ جانتا ہی جو میرے وہ راجہ کے نہین اور زیادہ اِتراتا ہی دوسری نے کہا سچ تو ہے اِسکا

مزاج تو ساتوین فلک پر ہی تیسری بولی بہن چلی بھی آ اسکو آنا ہوگا آپ ہی آئیگا چوتھی نے پھر شاہزادی کیطرف دیکھکر قہقہہ مارا اور کہا لے آؤ چلے آؤ ہمارا کہنا مانو نہین پچھتاؤگے شہزادہ بھی ہنستا ہوا انکے ساتھ چلا اور بنگلہ مین آیا جس ملکہ سے بنگلے کو رشک برج آسمان پایا دیکھا کہ ایک حور وش نازک اندام بیٹھی ہے جو ہوا کے جھونکے سے مرجھائی جاتی ہے رضوان اُسکے رخسار پر گلہائے بہشت نثار کرنے کو بھیجتا ہے مگر وہ تصدق کے بھی لائق نہین جانتی حورین رخسار اپنا تلون سے ملاتی ہین لیکن اُسکے کف پا کو کب پاتی ہین لب جان بخش کا اُسکے چشمہ حیوان سامنا کر سکا سکندر نے ہر چند چاہا مگر اُسنے منہ نہ دکھایا یا فرط خجالت سے پردۂ ظلمت مین چھپا عالم سے اپنے تئین مخفی کیا چاہ ذقن اگر زاہد صد سالہ دیکھے یقین ہے کہ مطیع ہوکر پانی بھرے گلوے نازک پر عالم گلا کٹائے شانون کو دیکھکر دل نشانہ تیر بلا ہوجائے سینہ حسن کا گنجینہ اُسپر چھاتیان سنگدلون کے دل سے زیادہ تپھر گلائی مین نازکی سے بہتر شکم رشک رخسار حور صفا مین غیرت بخش شعلہ طور کمر جوہر آئینہ رخسار مہوشان سے زیادہ باریک تر آگے جگہ حیا کی ہے دفتر حسن پر مہر لگی ہے ساق پا شمع طور ہی کف پا کے روبرو نور سحر بے نور ہی کہ بموجب نظم

قدش نخلے ز رحمت آفریدہ — بہ بستان لطافت سر کشیدہ
فرو داد یختہ زلف سمن سائے — فگندہ شاخ گل را سایہ بر پائے
فلک در سر جمالش کرہ تلقین — نہادہ از جبیش لوح سیمین
ز طرف لوح سیمینش نمودہ — دو نون سرنگون از مشک سودہ
بزیر آن دو نون طرفہ دو صادش — نوشتہ کلک صنع او ستادش
ز حد نون او حلقۂ میم — الف واری کشیدہ بینی از سیم
فزودہ بر الف صفر دہان را — یکے وہ کردہ آشوب جہان را

زیور الماس مین غرق طلاے حسن مرصع از پا تا فرق فرط نزاکت سے پشواز اُتار ڈالی تھی پائجامہ زربفتی پہنے تھی کرتی جالی مقیش کی گلے مین گھاس کی اوڑھنی سر پر حسن کی کھیتی ہری تھی نظم

چو غنچہ با جامے تازہ در بر — لباس نو بنو پوشیدہ در بر
مرتب ساخت بر تن پیرہن را — ز گل پر ساخت داما‌ن سمن را
ز دستینہ دو ساعد دیدہ رونق — ز زر کردہ دو ماہے را مطوق

رخش مید اوبا عهد گواہے
کہ حسنش گیرد از مہ تا بماہے

شہزادہ یہ حسن خداداد دیکھکر کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گیا اور تا دیر جلوہ جمال نے آئینہ وار حیران بنایا جب کچھ آپ مین آیا دیکھا انجمن عشرت آراستہ ہے بنگلہ پری سے زیادہ سجا ہے کہ بموجب **نظم**

صفاے صفہائش صبح اقبال
فضاے خانہائش گنج آمال

مرصع چل ستون از زر برافراخت
ز وحش و طیر زیبا شکلہا ساخت

بپائے ہر ستونے ساخت از زر
غزال ناف او از مشک اذفر

زطاؤسان زرین صحن اوپر
بدرہاے مرصع در تجبتر

میان آن درختے سر کشیدہ
کہ مثلش چشم نادر بین ندیدہ

زمین آراستہ فرش حریرش
جمال افزودہ از زرین سریرش

قنادیل گہر پیوندش آویخت
ریاحین بہر عطرش زہم آمیخت

کشتیان شراب ناب کی چنی تھین صراحیان طاقون پر رکھی تھین جام زرنگار آراستہ مدہوشان پیمانہ عشق کے منہ چڑھے ہوئے قدح مہر و ماہ وساغر جم سے بڑھے ہوئے ملکہ نے شہزادہ کو اپنا فریفتہ دیکھکر مسند زرین پر بیٹھایا اور جام بادہ سرخوش سے بھر کر دیا شہزادے نے پینے سے انکار کر کے سوال اسلام لانے کا کیا ملکہ نے ہنسکر کہا کہنا آپکا بہر صورت قبول ہی خاطر مہمان کرنا میزبان کا معمول ہی شہزادی نے جب اسکو مطیع الاسلام کر لیا اسوقت دور جام و ماہ مرحل نکلا رقاصہ طلب ہوئین ناچ ہونے لگا جلسہ عشرت جادہ بہار پر سبزہ زار ابر وسیاہ کا لطف سرد ہوا کی کیفیت لالہ زار کی بہار بغل مین معشوقہ گلرخسار وطرح دار یہ سامان دین و دنیا کی یاد بھلانے حور گردون کا نام عنقا رکھے شہزادے کو بعشرت بٹھائے تھا قمر بیکرون کا ناچنا دیکھکر پیر فلک گردش بھولا تھا گانا وہان کا قوالہ آسمان کے ہوش کھوئے ناہید سپہر کو دیوانہ بناتا تھا یہ حال کہ **غزل**

آمد و بہار و خوش دلم از رنگ و بوی گل
آن بہ کہ می کشیم دو سہ روز ہی بروی گل

این دم کہ بوی دلکش گل میدہد نسیم
بس دلکش ست گشت گلستان بجوی گل

خوش آنکہ یار باشد و من در حریم باغ
من سو ہوا و نظر فگنم او بسوے گل

دیدآن دو رخ ہلالی و آسودہ نشست
از جستجوے لالہ و از گفتگوے گل

شہزادہ اسی نشاط و عشرت مین زیب وسادۂ مسرت تھا کہ فلک کجرفتار کو برا معلوم ہوا بازی تازہ
بروے کار لایا یعنی وہ ساحر جو نامہ آفت لیکر ملکہ آئینہ کے پاس چلا تھا اور اُسکے ساتھ سیارہ عیار
روانہ ہوا تھا چنانچہ سیارہ توشا پور سے ملا اور وہ ساحر نامہ لیے آئینہ دار پاس پہونچا نامہ اُسکے حوالے
کیا اُسنے نامہ پڑھا حال گرفتاری سرداران اسلام پڑھکر بہت خوش ہوئی اور نامہ دار کی دو روز
دعوت کرکے رخصت کیا جواب لکھ دیا کہ بہن آفت تمھارے فتحیاب ہونے سے مین بہت خرسند
ہوئی ایک روز توقف کرو مین اپنی بیٹی بلور کو بلا کر ملک و مال سپرد کرکے آؤن گی اور سرداران مقید
اسلامیان کو قتل ہوتے دیکھون گی حتی الامکان میرا انتظار کرنا اگر نہ آون تو قتل کر ڈالنا نامہ دار یہ
تحریر لیکر اُدھر گیا اور اِسنے اپنی دختر کو نامہ لکھکر ساحر کو دیا کہ جا اور ملکہ بلور جادو پہاڑ پر سیر دیکھنے گئی
ہین اونکو پہونچا ساحر وہ خط لیے اُسوقت آکر پہونچا کہ ایرج ملکہ کو گود مین لیے جام مے گلفام
پیتا تھا اور بجاے گزک بوسہ اُسکے لب شیرین کا لیتا تھا اور حسن ملاحت بیز سے کام جان کو چاشنی
گیر حلاوت عشق کرتا تھا کنیزین محرم راز بنگلے کے در پر بعہدہ پاسبانی کھڑی تھین وہ اس ساحر
نامہ دار کو روک کر گویا ہوئین کہ ملکہ اندر پوشاک بدلتی ہین برہنہ ہین تم نجاؤ خط ہمین دو اور جواب
لیکر پھر جاؤ اِسنے خط حوالے کیا کنیزین ملکہ پاس آئین مگر گھبرائی ہوئی ملکہ نے پوچھا کیا ہے کہا یہ نامہ
آپکی مان نے بھیجا ہے ملکہ نے نامہ لیکر پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند پارۂ جگر ہم خداوند لقا پاس جایا
چاہتے ہین وہان زیارت خداوند بھی کرینگے اور سوار طلسمی سوا سو سردار حمزہ کے پکڑ لایا ہے
علاوہ اُنکے اور سردار بھی پہلے سے قید ہین اُن سبکا قتل ہونا دیکھین گے پس تمکو چاہیے کہ سیرگاہ سے
پھر آؤ اور سلطنت طلسم چندے سنبھالو یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے جواب لکھا کہ امی جان کل مین حاضر
ہونگی آج میری طبیعت بہت سست ہے معاف فرمائیے گا پس یہ جواب کنیزون نے جا
نامہ دار کو دیا کہ وہ لیکر پلٹ گیا اور یہان ملکہ نے بجا طرایرج کہدیا تھا کہ مین مطیع اسلام ہون
کچھ زیادہ تصریح تو اسکی ہوئی نہ تھی بلکہ ملکہ یہ بھی نہ سمجھی تھی کہ اسلام کسے کہتے ہین معشوق نے جو
کہا کہدیا تھا قبول ہے اسوقت نامہ مین حال گرفتاری مسلمانان دیکھکر خوشنود ہوئی اور
کہا شکر ہے سامری کا خوب ہوا جو یہ موئے دشمن خداوند پکڑے گیے اور مارے جائینگے یہ کلمہ
ایرج نے جب سنا آگ ہو گیا اور حال پر اہل اسلام کے بے اختیار آنسو نکل آئے ملکہ نے اُنکی یہ

کیفیت دیکھکر پوچھا کہ کیون بنسے ، رو دیا شاید تم یہ جانتے ہو کہ مین اب چلی جاؤن گی ای شہزادے
کل مین اپنے ہمراہ تمھین لیجاؤن گی ای جان چلی جائیگی مکان اکیلا ہوگا تم وہان رہنا ایرج نے
یہ کلام سنکر کہا خدا تیری صورت اب مجھ مذکور کھائے اور تیرے سایہ سے اللہ بچائے کہ بہت کیا کیا
کوہکن نے شیرین سے ، بھاگ سائے سے جبروت کے ، ملکہ معشوق کے خفا ہونے سے رنجیدہ
ہوئی دوپٹے سے آنسو شہزادہ کے پونچھتی تھی اور کہتی تھی آخر مجھ نگوڑی نے کیا کیا ہے بتاؤ تو میری
خطا کیا ہے ایرج نے کہا تم مسلمانون کی اسیری سنکر خوش ہوئین اور وہ میرے جد و آبا ئین مین نبیرہ
علمشاہ بن حمزہ ہون افسوس ہے کہ یہان بیٹھا رہون اور لشکر اسلام تباہ ہوجائے اے بایان خود
جاکر ان ساحرون کو اتنی تلوارین مارون گا کہ ٹکڑے اڑا دون گا اور اگر بس نچلیگا تو خنجر مار کر مرجاؤن گا تم
اب اپنے گھر جاؤ مین سمت لشکر امیر جاتا ہون یہ کہکر اٹھا ملکہ نے دوڑ کر دامن پکڑ لیا اور کہا پہلے مجھے
مارتے جاؤ کہ میرا یہ حال ہے بیت جنس رسوائی کے ہم گاہک نہ تھے ، یہ پر اسودا ہمارے سر پڑا
شہزادے نے دامن جھٹک کر ہاتھ چھوڑا دیا اور چل نکلا ملکہ ابکی کمر سے جھپٹ کر لپٹی اور کہا کہ فرد
قابل عفو مین آلودہ عصیان ہولون ، ای کرم صبر کر آتا کہ پشیمان ہولون شہزادے نے کہا ای ملکہ
اب یہ روکنا بیجا ہے کہ بموجب بیت ستم ہے بعد فنا آپ کی ہوا خواہی ، خاک اوڑائیے اب خاک
مین ملاکے ہمین ، جب ملکہ کشتہ تیغ ستم نے دیکھا کہ یہ نہ رکے گا رو کر کہا کہ آپ میرا قصور معاف کیجیے اور
مجھسے اس جرم کے عوض جرمانہ مین وہ چیز لیجیے کہ تمام ساحر اُس سے عاجز ہون اور سوار طلسم بھی مارا
جائے شہزادہ اس گفتگو سے پھر رُکا اور پوچھا کہ وہ کیا ہے ملکہ نے کہا طلسم کی چیز کسی سے غارت نہین ہوتی
جبتک کہ اسکا ر و طلسم ہی سے نہ دستیاب ہو سواران طلسم جہان حکمانے بنائے ہین وہان اُنکے قتل
کرنے کے لیے تلوارین بنائی ہین چنانچہ پہلے تیغہ سحر کش تمھارے باپ کو نرگسی چشم دے چکی ہے
ویسے ہی تلوار میری مان کے خزانے مین ایک اور ہے آپ آجکی رات یہان تشریف رکھیے مین شب
کو چھپ کر جاؤن گی اور وہی تلوار لے آؤن گی صبح کو جائیے گا اور سوار طلسم اور آفت وغیرہ سبکو
واصل جہنم فرمائیے گا لیکن اتنا خیال رہے کہ کوئی اسیر سلسلہ الفت پہاڑ پر سر ٹکراتی ہے جلد آئیے گا مجکو
بھول نجائیے گا شہزادے نے کہا مجکو تمہارا رستہ نہ ملیگا ملکہ نے کہا آپ صحرا مین اگر قریب نرگس کوہ
ٹھہرئیے گا مین جاکر لے آؤن گی شہزادہ ان باتون سے رام ہوکر پھر مجلس نشین ہوا اور ملکہ سے اقرار

اطاعت اسلام دوبارہ بطور استحکام لیا ملکہ نے ہنسکر کہا کہ بیت غضب ہے اسکی مسیحائی تلون خیز + ہزار مرتبہ مارا جلا جلا کے ہین + غرضکہ پھر وہی جلسہ انبساط تھا وہی ہنگامہ نشاط تھا اسی عرصہ مین وہ دن آخر ہوا یعنے پیام آمد شاہد شب سنکر حرارت غضب خسرو خاور کم ہوئی اور فرط غیظ سے کانپتا موقوف ہوکر ایوان مغرب مین بآرام تمکین ہوا کہ **نظم**

شب آمد عاشقان را پردہ راز	شب آمد بیدلان را غصہ پرواز
توان بس کار و رشتہ بگیر کردن	کہ روزش کم توان تدبیر کردن

ملکہ نے طعام لذیذ و خوشگوار شہزادہ کو کھلایا اور کنیزون کو بھر خدمتگاری تاکید بلیغ فرمائی آپ بھی دیر تک خاطر مین مصروف رہی جب دوپہر رات آئی ایک کنیز کو ہمراہ لیکر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور اندر طلسم کے پہونچکر اپنی مادر پاس تو نہ گئی سیدھی خزانے کیطرف پہونچی چنانچہ مادر نے اسی کو سب امورات طلسم کا مدار المہام کیا ہے کنجیان خزانے کی اسیکے پاس رہتی ہین بس کوٹھا کھولکر اندر گئی اور ایک صندوق کو کھولا اسمین چار تلوارین رکھی تھین کہ وہ سب طلسم کی ہین اونمین سے ایک تلوار سواران طلسمی کے قتل کرنے کی ہے اسنے وہی تلوار اٹھالی پھر وہان سے دوسرے مکان مین گئی وہان طلسم کا گھوڑا بندھا تھا جو دم بھر مین منزلون جاتا ہے جہان کا ارادہ راکب کرے وہین پہونچاتا ہے اس مرکب وادی سیر کو کھولکر زین و لجام سارا اسباب اسکا لیکر اور اسپر سوار ہوکر مکانات بند کرکے پہاڑ کا راستہ لیا پچھلی رات کو شہزادہ پاس آپہونچی اور دونون شیدا باہم لپٹکر سورہے شب وصل تو چھوٹی ہوتی ہی ہے بہت جلد صبح ہوگئی اور تیغ مہر سپہر فلک پر چمکی **نظم**

چو برداشت پردہ ز پیش آفتاب	سپیدہ بر آب پا بودہ خواب
چو خورشید زد عکس بر آسمان	پراگند بر لاجوردار غوان

شہزادی نے اٹھکر نماز سحر پڑھی اور کمر بعزم روانگی باندھی ملکہ بیتاب ہوکر پکاری کہ بیت گھر جانے کا ارادہ ابھی سے نہ کیجیے یہ میرے درد دل چمک ہے سحر نہین + غرضکہ وہ تلوار شہزادہ کو دی کہ اُسسے زیب کمر فرمائی اور گھوڑا طلسمی کھینچکر سوار ہوا اور ملکہ سے رخصت ہوکر چل نکلا ملکہ فراق کشیدہ وہان سے بنگلے مین آئی غم یار مین روئی پیٹی چلائی اور منہ لپیٹ کر پڑ رہی پھر ایک کنیز سے حکم دیا کہ امی جان پاس جاکر عرض کر آ کہ مین آج بھی حاضر نہون گی کل سے زیادہ ماندی ہون

کنیز خدمت ملکہ آئینہ مین گئی پیام ملکہ کہا وہ دختر کی علالت سُنکر مضطر ہوئی اور سوار ہو کر پہاڑ پر آئی یہان ملکہ تپ عشق رکھتی تھی مُنہ لپیٹے پڑی تھی اُسنے درحقیقت اُسکو بیمار پایا کہا ای فرزند تمھارا کور اپنڈا ہی اب پہاڑ پر نرہو طلسم مین چلو طبیب سے اپنا حال کہو ملکہ نے مجھے آب وہوا وہان کی راس نہین اور زیادہ بیمار ہوجاؤن گی آئینہ نے کہا مین خداوند پاس جانے کو تھی اب نہ جاؤن گی تم اچھی ہونا تو میرے پاس چلی آنا یہ کہکر طلسم مین آئی اور عزم رفتن فسخ کرکے بیٹھی اُدھر ایرج جو سمت لشکر چلے مرکب طلسم اُنکے ارادے کی بموجب اُسیجانب چلا اور لشکر مین لقا کے جب آئینہ نہ پہونچی تو باقیماندہ سرداروں کو آفت نے گرفتار کرنا چاہا پس آج کی رات طبل جنگ بجوایا ہے رات بھر تیاری حرب مین بہادرون نے بسر کی ہے لشکر دم سحر میدان مین پہونچکر صف آرا ہین بادشاہ اسلام اور امیر آمادہ مرگ اور مہیاے قضا ہین کسلیے آفت نے سوار طلسم سے امیر کو بھی گرفتار کرنا چاہا ہی جانتی ہی کہ سوار طلسم پر اسم اعظم نچلیگا اگر اسم اعظم سے طلسمی تحفہ باطل ہوجاتا تو پھر لوح طلسم کی ضرورت نہوئی غرضکہ طبل و بوق بج رہے ہین نقیب للکارتے ہین علم لشکر کے جلوہ دکھاتے ہین صفوف میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہین دلاور چالاک و چست ہین سوار طلسم بیچ میدان مین آکر سلح شوری کر رہا ہے اُسوقت ایرج نوجوان قریب لشکر پہونچا وہان دونون لشکرون نے دیکھا کہ صحرا کیطرف سے گرد اُڑی بختیارک سمجھا کہ کوئی اور ساحر آتا ہی لقا سے کہا یا خداوند اتبو خوب تقدیر آپنے کی ہی اُس گبر نے ہنسکر جواب دیا کہ میری مشیت مین کسکو دخل ہے جب چاہون ان بندگان خوابی کو غارت کردون ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا اور روے تابان ایرج دکھائی دیا نظم

که آمد سوارے ز صحرا چو گرد / بزیر اندرش بارہ رہ نورد
ببالا شود ہمچو سرو بلند / بدست اندرون گرز و بر زین کمند
ببازو قوی و بہ تن زورمند / ستارہ در آرد بچرخ بلند

لشکر اسلام مین علمون کو جلوہ ملا سرداران شادان و فرحان پے استقبال دوڑے ایرج نے بادشاہ کے سامنے آکر تسلیم کی اور اجازت حرب لیکر رخ سوے جنگاہ کیا ادھر بختیارک نے کہا یا خداوند تقدیر الٹ گئی آپ کے نواسے کے تیور بُرے معلوم ہوتے ہین اور سوار طلسمی نے کہلا بھیجا کہ مبارزطلبی کرے اُسنے نعرہ مارا ایرج مرکب طلسمی داب کر چلا کہ بمقتضاے ابیات

نشست از بر اشقرے ہمچو باد	توگفتی زرش ہند ہمبر یاد
بہ پیش سپاہ اندر آمد دلیر	بغرید بر سان غرندہ شیر
یکے تیغ زد بر سر اسپ اوے	ربود از سرش ترک بر سان گوے
یکے تیغ زد سر اسپ اوے	تگاور ز درد اندر آمد بروے

سوار طلسم نے تگاور سے سنبھلکر نیزہ مارا شہزادے نے نیزے کو سنان نیزہ پر گانٹھا برابر سے جنگ شروع ہوئی پرکالے آتش کے سنانہائے نیزہ سے نکلنے لگے گھوڑے گشت کرنے لگے یہ حال تھا کہ ابیات

ہمہ با سنان سر افشان شدند	چو ناہید و ہرمز درخشان شدند
نزدیک مردان گہ گیر و دار	یکے با یکے خوب در کارزار

شہزادی نے بکوشش بسیار نیزہ اسکے ہاتھ سے نکالا اسنے گرز اٹھا کر مارا گرز کو گرز پر روکا کہ نظم

کشیدند شمشیر و ژوبین گرز	دلاور سواران با فر و برز
یکے گرد تیرہ برانگیختند	برآنگہ کہ باہم بیاویختند

آخر بعد تمام حربون کے سوار طلسمی نے تلوار ماری شہزادی نے گھوڑا اڑا کر اسکے زیر بغل جاکر تلوار کو خالی دیا ہنوز وہ جھونک سے سنبھلنے نپایا تھا کہ تیغہ طلسمی کھینچکر شہزادے نے لگایا نظم

برآویخت آن شاہ جنگی سوار	بزد بر سرش تیغ زہر آبدار
ز سر تا میانش بدو نیم کرد	دل رزم جویان پر از بیم کرد

تیغہ طلسمی نے اس سوار کے دو ٹکڑے کیے آفت کی جان نکلگئی لشکر اسلام مین مسلمانون نے تکبیر کہی طبل ونقارے بجے بختیارک ہاتھی پر کھڑے ہوکر اذان کہنے لگا اور لقا کو لعنتی دیتا جاتا تھا نازک چشم اور آفت چلاکر افسران فوج کو حکم دیا کہ ہان لینا ان خدا پرستون کو پھر تو گھٹا کیطرح چار سمت سے سپاہ گھر آئی امیر نے بھی گھوڑے کی باگ اٹھائی ادھر سے لقا کا ہاتھی بڑھا ادھر سے بادشاہ اسلام کا تخت آگے چلا غازیان دین دار و مجاہدان تہور شعار تلوار و نیزہ لیکر چلے سوار گھوڑے اٹھا کر لشکر حریف پر جا پڑے دونون لشکر غٹ پٹ ہوگیے تلوار چلنے لگی چمک خنجر جانستان کی چشم خورشید خیرہ کرنے لگی گرد سپاہ کینہ خواہ سے دیدہ جہان پر خاک جو تیرہ ہوا گرز کی صدا نے دل کوہ آب کردیا ژوبین و تیر کا مینہ برسنے لگا کہ بمقتضائے ابیات

برآمد خروش وہ و دار و گیر — چو باران ببارید زوبین و تیر
زبس نیزہ و تیغ زہرآبدار — ہمی تیرہ بد چشم خنجر گداز
برپیوست گردے چو ابر سیاہ — کہ تاریک شد روے خورشید و ماہ
ہوا گشت از نیزہ چون بیشۂ — دل ہر سوارے ز اندیشۂ
زبس خون کہ شد ریختہ بر زمین — یکے لالہ زارے شد آن دشت کین
ز پیکان الماس و پر عقاب — بتابید رخشان رخ آفتاب
فلک را ز گرد سواران نثار — گرفتہ ہوا کرگس گوشت خوار

اس معرکہ زد و کشت مین پہلے سب سے نعرہ ایرج ایرج بلند ہوا تھا جس سے لرزان فلک ز رمند تھا نعرہ

منم ایرج آن شاہ عالی گہر — کہ جد من ست حمزہ نامور
ز تیغم فتد لرزہ در کوہ قاف — سر جنگجویان کنم در مصاف

آفت نے اور تمام ساحرون نے بڑے بڑے سحر کیے پہاڑ اکھیڑ کر لشکر پر گراے شہزادہ نامور پاس تیغ تھا اور امیر اسم اعظم الٰہی باواز بلند پڑھنے جاتے تھے وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر لشکر ساحری پر گرتے تھے اور ہر ایک سحر پلٹ جاتا تھا جس سے لشکریان لقا مرتے تھے اسی ہنگامے مین ایرج قتل و غارت کرتا ہوا تخت لقا کے قریب پہونچا آفت نے اُسوقت گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا لشکری میدان سے پھرے اور اپنے اپنے مقام پر چلے امیر نامور ایرج فرخندہ سیر کے سر پر سے زر نثار کرتے ہوئے بارگاہ مین لائے حکم جشن دیا تمام بہادر شراب ارغوانی سے دماغ گرم کرنے لگے ناچ دیکھتے راگ سنتے تھے ادھر آفت و لقا سوار طلسم کے قتل ہونے سے بخاطر کبیدہ بارگاہ مین آ کر بیٹھے اور بختیارک نے چھیڑنا شروع کیا کہ کیون ملکہ سچ کہنا کس کر و فر سے سوار طلسم کو اس مسلمان نے مارا مین تو اُسکے ہاتھ کی صفائی کا قائل ہون کہ بیک ضربت وہین پرکالے اُسنے کیے آفت نے پوچھا کہ یہ جوان کون تھا اُسنے جواب دیا کہ پوتا عملشاہ کا پروتا امیر کا تھا وہ مہینے سے کہین گیا ہوا تھا آج آیا تو اس شد و مد سے آیا آفت نے کہا ملکہ مین تم سے چھپاؤن کیون ایک طلسم آئینہ ہی مین وہان سے اس سوار طلسم کو لائی تھی یہ کہکر تمام حال ملکہ آئینہ کا بیان کیا بختیارک نے کہا بس معلوم ہوا وہان کوئی عورت اس نوجوان پر عاشق ہوئی اور اُسنے کوئی تلوار دیدی جس سے اسنے سوار طلسم کو مارا یا کوئی

خطاس سوار کے جسم مین ہوگا اُسکا حال کہدیا ہوگا کہ اُسی خط پر تلوار مارنا یہ سوار مرجائے گا بس اُس جوان نے ویسا ہی کیا اچھا کہو اب تمھارا کیا عزم ہے آفت نے کہا جبتک زندہ ہون لڑی جاؤنگی مگر تمنے بات قاعدے کی کہی بیشک ایسا ہی کچھ پیچ سوار طلسم پر پڑا اچھا مین ایک لڑائی ان مسلمانون سے اور لڑلون تو طلسم مین جاؤن یہ کہکر دربار سے اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی اور سحر کرنی لگی تھالی سامنے رکھکر نبو اکنڈے سلگا کر اگیار کرتی تھی ڈمرو بجاتی تھی آخر ایک سوار مع مرکب و اسلحہ ماش کے آٹے کا اسنے بنایا اور اُسکو حکم دیا کہ اے سحر کے سوار جب تجکو بلاؤن حاضر ہونا اور مسلمانون سے مقابلہ کرنا یہ حکم دیکر اُسی اگیاری مین اُسکو ڈالدیا کہ وہ سوار جلکر غائب ہو گیا یہ تدبیر کرکے اُسنے ایک دن جنگ بسبب خستگی لشکر موقوف رکھی جب دوسرے دن سوار طلسم فلک عرصہ گاہ عالم سے پھر کر مغرب مین گیا اور آئینہ قدرت نے آئینہ خانہ دہر مین آئینہ ماہ کو بصدق صفا ظاہر کیا کہ نظم

چو خورشید تابندہ برگشت زرد — سیہ شد جہان چون شب لاجورد
بر آمد ز در نالہ گاؤ دم — خروشیدن کوس در وئینہ خم

حکم سے آفت کی بموجب صدائے نقارہ جنگ بلند ہوئی ہلکارون نے جاکر بادشاہ اسلام سے خبر عرض کی اُدھر بھی شور نائے ترکی بپا ہوا ہر ایک لاور سامان حرب کرنے لگا فوجین جمع ہونے لگین سوارون کی وہ کثرت ہوئی کہ روے زمین نعل سے مرکبون کے چھپ گیا سوارون کی پرچم سے روی ہوا سُرخ نظر آتا تھا ہتھیارون کی کھڑکھڑاہٹ سے دل سنگ آب ہوتا تھا تلوارون کی چمک سے ترک فلک کا دل کانپتا تھا طبل اسکندری بجا ہی آخر کار شب بھر یہی سامان رہا دم سحر جب خورشید انور نے اس خاکدان تیرہ و تار عالم کو منور فرمایا اور بصد جاہ و جلال اورنگ مہر نیرنگ فلک کو زینت طراز کیا کہ ابیات

چو تیغ پرتش برکشید آفتاب — سر جنگجویان بر آمد ز خواب
ز درگاہ برخاست آوائے کوس — زمین قیر گون شد ہوا آبنوس
ز جوش سواران واز گرد پیل — زمین شد بکردار دریاے نیل

امیر نامدار سحر خیز ہوکر در دولت پر آئی بادشاہ جب بر آمد ہوئے سب سردارون نے مجرا کیا اور تخت کی ہمراہ رخ جانب جنگاہ کیا اُسوقت شہنشاہ اسلام کی عظمت پر گردون نثار تھا یہ رعب و ادب آشکار تھا نظم

جہاندار با کاویانی درفش — نہ رفت با تاج و زرینہ کفش

ہمی بر شد آواز نشان تا دو میل	بہ پیش سپہ اندرون کوس و پیل
یکے گرد بر شد کہ گفتی سپہر	بدریاے قیر اندر اندود چہر
بہ بد بر زمین پشہ را جایگاہ	نہ اندر ہوا مار ورا ماند را

اسی جاہ و تجمل سے دشت مین پہونچکر صف کھینچی اسطرف کو فوج ساحران لیے آفت آئی لدا تخت سلیمانی پر سوار گرد تمام کوہیون کی قطار لشکر کے بیچ مین آکر ٹھہرا بعد صفوف آرائی اور درستی میمنہ ان حرب نقیبون نے نقابت کی اور مدست دنیا سنائی جب یہ بھی کنارے ہوئے بہادر جوش تہور سے بیخود ہو گیے آفت نے اجازت حرب خداوند سے لیکر عزم دشت نبرد کیا اور وسط میدان مین پہونچکر دستک دی بونڈلا گرد کا اڑا اور ایک سوار مسلح و مکمل آکر جنگاہ مین سلح شوری دکھانے لگا آفت نے پکار کر کہا کہ ای خدا پرستو تم سواران خداوند کو ہلاک کرتے کرتے گھبرا جاؤ گے یہ فوج غیب سے خداوند نے طلب کی ہی آؤ مقابلہ مین یہ یہیب سنا تھا کہ لشکر اسلام سے نعمان بن منذر نے بادشاہ کے پایۂ تخت کو بوسہ دیکر اجازت لی اور مرکب اُڑا کر سامنے آیا سوار سحر نے تگاورزنی کی اور نیزہ اٹھا کر حملہ آور ہوا بعد چند طعن کے نیزے ٹوٹے سوار سحر نے تلوار کھینچکر خبردار کہکر ضرب کی نعمان نے سر کو چھرے کی پناہ کیا لیکن تلوار سپر سے گذر کر خود و دلبغہ عرق چین زرہ ٹوٹ کو کاٹکر کاسہ سر مین در آئی اس بہادر نے داستانہ مارا کہ تیغہ جھنا کر سر سے نکلا اور چادر خون چہرے پر پڑ گیے سر ہرنے پر زمین کے لگ گیا سوار سحر نے کمربند مین ہاتھ ڈالکر قاش زین سے اٹھا لیا اور اسیر کرکے حوالے لشکر کے کیا پھر نعرہ مبارزطلبی کیا یہ کیفیت دیکھکر دست چپ کے لشکر مین علم جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ ایرج نے مرکب طلسمی اُڑا کر سامنے تخت شاہی کے آکر حرب و ضرب کی رضا حاصل کی اور گھوڑا جھپکا کر سوار سحر کے سامنے آکر ضرب مانگی اُسنے وہی تیغہ خونچکان برسر شہزادہ ذیشان لگایا شہزادے نے گھوڑی کو کاوے پر لگا کر تیغہ کو خالی دیا اور تیغہ طلسم گھسیٹ کر کمر کو بلا کر سر پر مارا اُسنے بھی سپر کو سامنے کیا سپر کو تلوار کاٹ کر خود وغیرہ سے گذر کر کلہ جبڑے کو کاٹتی ہوئی اوجھ و جوجھ سے گذر کر پشت مرکب پر آئی لیکن مثل برق مرکب کے بھی دو ٹکڑے کرکے زمین مین در آئی لشکر اسلام مین اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا نقارے بجے آفت گھبرا گئی اور فوج کو للکارا کہ لینا اسکو فوج چار سمت سے لینا لینا کہکر آ گری شہزادہ نہنگ آسا اس دریاے لشکر مین غوطہ زن ہوا لشکریان اسلام بھی جا پڑے اور گشتی حیات مخالفان طوفانی کرنے لگے پھر تو یہ ہنگامہ برپا ہوا کہ ابیات

درخشیدن تیغہاے سران / گرائیدن گرزہاے گران
توگفتی کہ آہن زبان داروے / ہوا گرز را تر جان داروے
یکے باد برخاست وگرد سیاہ / بشد روشنائی ز خورشید و ماہ
بہر جاے بر تودہ گشتہ بود / زخون خاک و سنگ ارغوان گشتہ بود
زبس نیزہ و گرز و گوپال و تیغ / توگفتی ہمے سنگ بارو ز میغ
نہان شد بگرد اندرون آفتاب / پر از خاک شد چشم پران عقاب

آفت نے پھر طبل بازگشت بجوایا جنگ موقوف ہوئی بہادر پھر کر خیمہ گاہ مین اور آسودہ ہوئے امیر نے آج بھی ایرج پر سے بہت کچھ تصدق اُتارا اور مصروف عشرت ہوئے ادھر آفت جو پھر کر گئی سب ساحر وغیرہ تو آرام سکون گزین ہوئے لیکن یہ سمت طلسم چلی اور بعد طی مسافت راہ طلسم کے اندر پہونچی محافظان طلسم تو بخوبی آگاہ ہین کسی ذی روکا نہین یہ قلعہ مین پہونچکر ایوان شاہی کے متصل جب آئی ملکہ آئینہ دار نے خبر سنکر استقبال کرایا اور پاس اپنے بلایا آسنے سامنے پہونچکر سلام کیا اُسنے ہاتھ پکڑ کے پاس بٹھالیا اور کہا بہن مزاج اچھا ہے کہو ہمارے سوار کا حال پہلے تمنے لکھا تھا کہ مسلمان اسیر ہوئے ہین مین آنے کو تھی لیکن چھوکری کی طبیعت ماندی ہوگئی ملکہ بلور جادو کی اسوجہ سے نہ آسکی آفت نے جواب دیا کہ اے ملکہ تمہارے سوار نے غدر مچایا تھا بہت سے سردار گرفتار کیے تھے جسکو ہاتھ مارتا تھا وہ زخمی ہوجاتا تھا اُسکے ضرب کی تاب نہ لاتا تھا تیسرے دن مین طبل جنگ بجوانے نکلی تھی کہ صحرا کیطرف سے پردہ تا حمزہ کا آیا اور مقابل سوار ہوا اور بیک ضرب شمشیر اُس نے سوار کے دو ٹکڑے کیے یہ سنتا تھا کہ آئینہ کے حواس بگڑ گیے اور گھبرا کر کہا بہن کیا کہتی ہو آفت نے کہا مین سامری قسم سچ کہتی ہون اور تمہارے سوار کے علاوہ ایک پتلا مینے بنایا تھا اُسکو بھی اُسنے قتل کیا میری عقل حیران ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے اسی لیے مین تمہارے پاس ہون کہ کچھ حال دریافت کرون آئینہ بولی کہ مینے بہت بُری حرکت کی سوار طلسم کو تمہارے ساتھ بھیجا یہ سوار اسواسطے ہین کہ کوئی آفت جب طلسم پر آئے اُسوقت انسے کام لیا جائے مینے آئین طلسم مین فرق کیا کیا حرکت ناشایستہ کی دیکھیے طلسم بھی رہتا ہے یا نہین یہ کہکر اُٹھی اور کہا تم ٹھہرو مین آتی ہون غرضکہ خزانہ مین آکر قفل تڑواکر دیکھا تو صندوق مین تین تلوارین ہین چوتھی تلوا

جس سے اسکی اجل تھی حیران ہوا کہ یہ تلوار کون لیگیا کیونکہ یہ خزانہ میری دختر ملکہ بلور کے سپرد ہی سوا ای
اُسکے اور کوئی یہان آئے کیا مجال بس بلور ہی سے پوچھنا چاہیے کہ تلوار کیا ہوئی یہ سوچ کر خزانے سے
نکلی اور چاہا کہ دختر کو بلوائے پھر خیال آیا کہ آفت بیٹھی ہی مبادا میری دختر نے کچھ شرارت کی ہو
اُسوقت وہی مجرم ٹھہری تو بیٹی بدنام ہوگی یہ سوچکر چپکی آکر بیٹھ رہی آفت کیطرف سے منہ پھیر لیا
آفت نے اسکے چپ ہونے سے پوچھا کہ بہن تمنے مجھے کچھ جواب ندیا تو گھنگنیان منہ مین بھر کر بیٹھ رہین یہ
نہ کہا کہ اب تو یہ کر آدمی ہست نیست کا جواب دیتا ہی یہ کیا کہ چپ رہا آئینہ یہ سُنکر جھلا کر بولی کہ بہن حواس
پکڑو جو کوئی دوست بانہہ دیتا ہے تو کیا بانہہ کاٹ لیتے ہین تم انگلی پکڑتے پہونچا پکڑتی ہو تم کیا آئین کہ
طلسم پر آفت آئی اگر تم ایسی ہی بودی تھین تو کاہے کو گھر سے نکلین افراسیاب سے کہا ہوتا کہ
اور کوئی جائے مین ڈرتی ہون ننھی بھولی ہون اور اگر آئی ہو تو کیا میرے تیرے برتے پر ای لوگو کسی کا
بھروسا کیا بھروسا تو سامری کا بھروسہ ایک تو سوار طلسم قتل کرایا اب طلسم خالی کرایا چاہتی ہو بہن
مین ایسی دوستی سے درگذری تم کیا میرے پورے پر آئی ہو ایک تو تمنے یہ بیوقوفی کی کہ اُسوقت
تمھاری بدحواسی دیکھکر اونچ نیچ سمجھی نہ پیچ سوار طلسم ساتھ کر دیا آئین طلسم مین فرق ڈالا اب
دیکھیے کیا ہوتا ہے طلسم رہتا بھی ہے یا نہین بہن اب سے آئے گھر سے آئے مین نے تو کان اُمیٹھے
اب کسیکے کہنے سُننے مین نہ آؤن گی آفت نے جو یہ کلمات سُنے غصہ آیا اور بولی کہ بہن اتنی ٹھیری
سو تمنے تو نگاہ طوطے کیطرح پھیر لی جیسے ان تلون تیل ہی نتھا تمھارا سوار کیا حقیقت رکھتا ہی لوگ
تو دوستی مین سر کٹوا دیتے ہین تم اتنی ہی سی بات پر پھری جاتی ہو احسان جتا جتا کی مارے ڈالتی ہو
نوج کوئی اوچھے کا احسان لے آئینہ نے کہا بس بس حقیقت اپنی تو جردا دیکھ کہ گھبرائی ہوئی آئی تھی
اگر سوار نجاتا تو گور کی پڑے جاتی اچھا پھر اسکا کہنا کیا چلو اب سہی جب جانون کہ کچھ مسلمانون کا
تو بنا لے آفت طیش مین آکر اُٹھی اور کہا سامری ایسی بے مروت سے بات نکرا اچھا بی تمنے مجھکو
سوار کیا دیا کہ جلا لیا مین حرامزادی خود پچھتائی ہون کہ تمھارا سوار کیون لیگئی تھی یہ کہکر وہان سے چل
کہتی ہوئی کہ اب چلکر وہ جو شہنشاہ افراسیاب نے سحر بتلایا ہی اُسکو جاری کرکے ایرج کو پکڑا اور
مار ڈال سبکے دانت کھٹے کر دیے ہیچ تو ہے بل تو اپنا بل اور کابل ہائے جل غرضکہ ایسے ہی منصوبے
کرتی ہوئی طلسم سے نکلکر لشکر مین آئی اور فرط رنج سے دربار مین نہ گئی ایک رات اور ایک دن سحر کرتی

رہی ڈمرو بجا کر اپنی بارگاہ مین ناچاکی اگیاری کرکے جوت کھڑمی کی بیرون کو بلاکر سوہن بھوگ کھلایا کی افراسیاب کا بتایا ہوا اسم خوب جگایا جب دوسرے روز آئینہ فلک ساحرۂ شب سے مکدر ہوکر طلسم مغرب مین گیا اور سیہ منظر لیل نے چراغدان کہکشان فلک پر ستارون کی جوت کو قائم کیا نظم

چو شب خیمہ زد بر پرند سیاہ	درو فرش سیمین بگسترد ماہ
نہان گشت قندیل زرین	برافروخت شب شمع گیتی فروز

آفت بارگاہ لقا مین آئی اور حکم نواخت نقارہ حرب دیا لشکر ساحران مین نفیر سحر بجی بختیارک نے کہا ای ملکہ تمنے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے میرا دل دھڑکتا ہے اب بھی کچھ نہین گیا ہے طلسم مین چلی جاؤ اسنے کہا ملکجی یا سر نہین یا سر وحی نہین یا مین کل نہین یا ایرج نہین ان سب باتون کو جو اسپیان لشکر اسلام نے سنا اور خدمت امیر مین حاضر ہوکر بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ بیت خدا رکھے سرکار کو برقرار عدو پھر ہے آمادۂ کارزار + امیر نے خبر سنکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بعنایت یزدان پاک کوس رزمی بجے بموجب ارشاد لشکر طبل جنگ بجا ہر ایک دلاور ہوشیار ہوا امیر جب دربار برخاست کرکے بادشاہ کو شبستان مین پہونچا آئے تیاری مین اسباب جدال کی مصروف ہوئے پھر تو جوہر تیغ کی چمک چشم سیارگان کیطرح آنکھین نکالے تھی سنان نیزہ نیزۂ کہکشان فلک کو دیکھے بھالے تھی سپرون کی سیاہی باوجود کثرت چراغان لشکر شب تار سے زیادہ تاریک تھی جادۂ شجاعت تلوار کی باڑھ سے زیادہ باریک تھی جرار کمر کستے تھے بہادر موت کے نام سے ہنستے تھے شمع خیال شجاعت روشن کرکے انجمن آرائی کی تھی تلوارون کی صفائی کی تھی اسلح کی جھنکار سرود کی آواز تھی دل کی تپش رقاصہ کا انداز تھی ناموری کے نام پر فرش ہوئے جاتے تھے عروس شجاعت سے عقد مواصلت چاہتے تھے آہن کی دعوت مین عدو کا گوشت کھلانے کی تیاری تھی دل و جگر کی دشمن کے سویرے سویرے نہاری تھی براتی نوشاہ شجاعت کی جمع تھے شربت بلائی مین نقد جان دینے کو مجتمع تھے کمانین جھک کر مجرا کرتی تھین تیر شجاعت کے پہلو لڑنے کی تدبیر بتاتے تھے کلہ عمود کلہ زنی سکھاتے تھے کمندون نے بہادرون سے رشتہ جوڑا تھا تلوار کی باڑھ کا ڈورا رشتۂ جان دشمن بنا تھا کہ بمقتضائے ابیات

سواران جنگی جوان و دلیر	خروشان و جوشان چو درندہ شیر
بہ تیر و بہ تیرہ و گرز و بہ تیغ +	بگفتند دارم نہ جان را دریغ

بہ بندیم دامن بہ دامن درون — بہ خنجر ز دشمن بر آریم خون
اگر صد ہزار اند دگر یک سوار — بیکدم بر آرم ازیشان دمار

غرضکہ رات بھر یہی ہنگامہ دونوں طرف تھا لشکر آمادہ جنگ صف بصف تھا آفت اور جملہ ساحر کنارے دریا کے جاکر ٹھہرے تھے ڈمرو بجتا تھا ہوم ہوتا تھا پونوں کے سناٹے تھے بیر شراب و خون خوک چاٹتے سوہن بھوگ کی چاٹ پر آتے تھے مسان کی مٹی تیلی کے کولھو پر سے اُتار کے کمہار کے چاک پر چڑھاتی گردش بخت کے دفع کی تدبیر ٹھہراتے تھے آفت ڈنوے کی سیاہی منھ پر ملی تھی سیہ بختی اپنی اور پر ڈھالا چاہتی تھی ڈھولا سامنے بٹھا کر لونا چماری کو بلا کر مناتی تھی کہ بمقتضائے **ابیات**

کبھی لونا چماری کو بلاتی — کبھی بیروں کو تھی حلوا کھلاتی
کبھی کرتی تھی کچھ افسون ہنیرنگ — ظفر دشمن پہ تا پائے دم جنگ
بھجن گاتی کبھی ڈنڈوت کرتی — برہنہ ہو کے تھی ہر دم مٹکتی

جب رات اسی کرشمہ سازی میں بسر ہوئی وہ زمانہ آیا کہ چرخ مقوس میں کماندار روزگار نے تیر شعاع مہر پیوستہ کیا اور نشانہ زاغ سیہ شب اڑایا ترک روز نے چہرۂ خون آلود شمشیر دکھایا کہ **نظم**

چو خورشید تابان در آمد بچرخ — جہان مہر رخشان در آمد بچرخ
ہمہ دشت کہسار گرما گرفت — زمانہ ز خور رنگ صفرا گرفت

لشکر دونوں جانب سے برق برق اور سج سج وارد دشت قتال ہوگئے امیر فریضہ نماز سحر سے فرصت سحر سے فرصت کر کے اشقر پر سوار ہوکر در دولت پر آئے بادشاہ عالم پناہ بصد عظمت و جاہ برآمد ہوئے زنانہ سامان سواری کا بھر گیا کہاروں نے تخت بدلوایا ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا اٹھارہ سو فانوسیں میناکار آگے روشن اٹھارہ سو گلدستوں پر چھپا خون کے جوبن اگر سوزہ عنبر سوز و عود سوز کے لوٹے طفلان مہر دیدہ ایسے عود برقی کا بکٹا جو نکتے لخلخوں سے دشت کو پر از مشک بناتے چلے نفیروں کی صدا نے گوش چرخ کو کر کیا بھیروں بھیاس کی آواز ذل میں اتر گیا سوار و اور سرداروں کے غٹ پیادوں کی قطاریں آگے برچھیں سنانہائے نیزہ چمکنے لگیں ستارے گویا ہوا پے پر اُتر آئے تھے یار روزگار غدار نے دیدے نکالے تھے نقارہ و دہل کی آواز سے زمانہ کا قلب ہول کھا کر خالی تھا یہ مقدمہ حالی تھا کہ **ابیات**

درفشے چو سیمرغ والا سفید — کشیدہ سر تن سوے تابندہ شید

پس پشت پنجہ ہزار از یلان
زورز یاقوت و لعل و گہر
ہمائے سپہری بگستردپر
غو کوس بر چرخ و مہ برکشید

پیادہ ہمہ تنگ بستہ میان
کلاہ و قبا و ز تاج و کمر
ہمہ بر سرش داشت سایہ زفر
بہر جانش دشمن سیہ برکشید

ابھی حشمت و جاہ سے دشت حرب گاہ مین پہونچکر ٹھہرے تھے کہ اُسطرف سے لقا گمراہ اکیس ہاتھی زنجیرہ بند پر تخت کھوا کر سوار ہوا پشت پر ساحران غدار کا پر اسوار دن اور کوہیون کا مجمع ہوا بڑے کروفر سے میدان سبز مین آیا پشت و بلند ارض غبار کو بلیدارون نے درست کیا صفوف لشکر کو صف آرا ترتیب دینے لگے امیر بعہدہ سالاری آگے بڑھے تخت بادشاہون کے قلب لشکر مین قائم ہوے آفت و سوفار و ناز کچشم تمہارے سحر پر سوار میدان مین آئے نقیبون نے صدا دی بہادرون کا دل بڑھایا شجاعت کا وقت یاد دلایا کہ بموجب نظم

ہوا باغ دنیا کی ہر دہ بُری
سموم آسا چلتی ہے بادبہار
گلستان کے عالم پر ایسا چلا
کہان ہین دمردان شمشیر زن
کہان ہی دہ یل رستم نامدار
نہین برزو وگیو کا کچھ پتا
ہوئے سب کے سب جا کے پیوند خاک

جو کھلنے نہین دیتی گل کی کلی
کہ ہے آتش گل برنگ شرار
دل لالۂ باغ داغی ہوا
نبرد آزمایان لشکر شکن
کدھر ہے نریان جنگی سوار
کہان سام و بیزن ہین ہو جو ذرا
شجاعت سے باقی رہا نام پاک

آج تم بھی روی عروس جلادت کو گلگونہ خون زخم سے رنگین کرو اور بہار گلزار شجاعت زخم کھا کر دکھا دو باغ بجز ان نامور ی لگا دو یہ کہکر نقیب ہٹے بہادر مرنے پر ڈٹے آفت ساحرہ وہین رخصت ہو کر لقا سے اجازت لیکر میدان مین نکلی اور ایک ناریل سمت فلک اُچھالا جسمین سے ہزار ہا برق نکلکر لشکر امیر پر گری آگ کا منہ برسنے لگا امیر نے اسم اعظم الٰہی آواز بلند پڑھا کہ وہ بجلیان اور آگ پلٹ کر لشکر لقا پر گری آفت نے دستک دیکر وہ آفت دفع کی اور پکاری کہ ای ایرج نوجوان آج مین خود تمسے لڑنے آئی ہون سو اتمہارے اور کسیکو نہین چاہتی آؤ میرے سامنے ایرج

یہ نعرہ سُنکر سامنے بادشاہ کے آئے اور اجازت لیکر اپنے سردارون سے رخصت ہوکے سمت میدان چلے مرکب طلسمی طرارے بھرتا ہوا سے باتین کرتا فرنگی نتھنون سے صدا دیتا روانہ ہوا کہ ابیات

نگاور سمندے بجستن چو برق	شُدہ غرق آہن زسم بالفرق
صبا را کہ تک پیش از آہو بود	بگردن قطاس از دم آو بود

جب مقابل آفت پہونچا اُسنے وہی ناریل جو پہلے اُچھالا تھا اسوقت بھی زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور دھوان آندھی کیطرح پیدا ہوا اور مثل بگولے کا اکٹھا ہوکر گرداگرد ایرج کے پھیل گیا شہزادہ کو اُس دھوئین سے چکر آیا اور تیغہ چھوٹ کر الگ گرا گھوڑے پر سے بھی گر کر پشت بزمین ہوا آفت نے تیغہ اُٹھا کر ساحرون کو دیا اور مرکب بھی گرفتار کرایا لشکر اسلام سے سردار بہر حمایت شہزادہ چلے تھے کہ وہ پنجہ نکر گری اور شہزادے کو اُٹھا کر لے اُڑی لشکریون کو للکارا کہ جو لوگ آتے ہین روکو اُن کو لشکر لقا بھی حملہ آور ہوا دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگے نالہ نقارہ وطبل سے دماغ ترک فلک بھر گیا ابر تیغ سے خون برسنے لگا زمین شنگرفی فرش بچھا سر و دست و پاے بہادران کے ڈھیر ہوگیے کہ نظم

ازین سوزان سوخرامان شدند	برزم اندرون سخت کوشان شدند
غو کوس با نالہ کرناے	دم نالے سرخین و ہندی دراے
ہوا ابر شد از تیر ہاے خدنگ	ببارید گرز و بنالید سنگ
زگرد سواران و از ہر تیر	سر کوہ شد ہچو دریاے قیر

کچھ دیر شمشیر زنی ہوئی تھی کہ آفت نے خیمہ مین پہونچکر کہلا بھیجا مین دشمن کو پکڑ لائی اب کیا ضرور مقابلہ کرنا لقا نے طبل بازگشت بجوایا لشکری جنگاہ سے پھرے ادہر خیمہ گاہ مین پہونچکر کمر کھولی امیر اور بادشاہ بارگاہ مین آئے عیار بہر خبر گیری ایرج روانہ ہوئے ادھر آفت نے شہزادہ کو قید سخت مین مطوق و مسلسل کر کے بارگاہ لقا مین پہونچایا لقا جنگاہ سے پھر کر آیا تھا اور مصروف عیش و عشرت تھا کہ قید شہزادہ کی آئی اور آفت نے بختیارک سے کہا مین اِسکو قتل کرنے لائی ہون اُسنے جواب دیا کہ تو خود عقلمند ہے تجکو کون سمجھائے آئی پر جو کرنا چاہیے گیا وقت پھر ہاتھ نہین آتا دشمن پر کوئی بار بار قابو نہین پاتا آفت نے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ میدان مین روبرو لشکر اسلام کے اِسکو ہلاک کرون اُسنے جواب دیا کہ جیسے میدان مین ویسے یہان ایسا نہو کہ حمزہ آکر چھڑا

لیجائے آفت بولی کہ ایسی تدبیر کرون کہ کوئی نہ آسکے دیکھین اور افسوس کرکے رہجائین یہ کہکر حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری کیجائے بموجب حکم جلاّدان قوی بازو حاضر ہوئے اور روبروے لشکر اسلام میدان مین دار استادہ کی چبوترے ریگ کے بنائے منادی نے ندا کی کہ گنہگار خداوند ہلاک کیا جائیگا سب لشکر تماشا دیکھے ساحر اور لشکری اور ساکنان قلعہ کوہ عقیق جوق جوق میدان مین جمع ہونے لگے بعض اُنمین عشرت سے قہقہے لگاتے تھے دانشمند عبرت کرکے اُنکو سمجہاتے تھے کہ میان ع ہنسنا نہین اچھا ہے مصیبت پہ کسیکی + یہ بھی گردش فلک کجمدار اور بیوفائی زمانہ غدار ہے کہ کبھی کسیکو تخت عزت سے اُتارکر تختۂ مرگ پر سلاتا ہے اور کبھی خاک گور وہان لذت و سلامت مین ڈالتا ہے کہ نظم

ازین خاک دامن کہ سر بر کشید — کہ دوران بخاکش نہ اندر کشید
کہ این خانہ ویرانہ آباد کرد — کہ چرخش نہ بے بوم و بنیاد کرد
کہ در بر گرفت این دلارام را — کہ با او نہ برہم زد این دام را
کہ تاج کیانی بہ سر بر نہاد — کہ بر سر زخاکش نہ افسر نہاد
گر ابر کشد گردش روزگار — کہ روزے زخاکش نیابد غبار
ہمین ست آئین چرخ بلند — از و گہ امید ست و گاہے گزند

غرضکہ میدان خونی تیار ہوچکا ساحر ایرج کو کشان وہان لائے لقا بھی سامنے آکر تخت پر بیٹھا اور شہزادہ کو روبرو طلب کرکے سوال کیا کہ ای بندۂ قدرت مجھ کو سجدہ کر شہزادے نے فرمایا مین تجھپر اور تیرے پرستارون پر کرور کرور لعنت کرتا ہون اور بھیا تو قلعہ ذوالامان پر جب قید ہوا تھا امیر سے سفارش کرکے مین نے تجکو بچایا تھا اور تو مسلمان ہوکر میرے ساتھ سے بھاگ گیا اب یہان یہ خدائی بگھارتا ہے کیا کہون سحر مین گرفتار ہون نہین تو تبلا دیتا لقا کو ان باتون سے غصہ آیا اور حکم دیا کہ لیجاؤ اس بندۂ بے ادب کو اور قتل کرو جلاد شہزادے کو زیر دار لائے لیکن یہان عیار جو بہر خبر آئے تھے وہ یہ سب کیفیت دریافت کرکے خدمت امیر مین آئے جملہ حال بیان کیا امیر کے اُسوقت فرط رنج سے کلیجے مین بشدت درد تھا بہر اعانت شہزادہ جا نہ سکے مگر اور سردار بیقرار ہوکر اُٹھے اور بارگاہ سے نکلکر مرکبون پر سوار ہوئے لشکر نے جلد جلد کمر باندھی علمشاہ و لندھور و مالک وغیرہ جو سردار کہ گرفتار ہونے سے بچے تھے آمادۂ حرب و پیکار روانہ ہوئے فوج ہمراہ ان کے پرے ساتھ

چلے لیکن وسواس وخناس عیاران لقا یہ خبر دریافت کرکے گیے اور عرض پیرا ہوئے کہ لشکر اسلام بہر حمایت ایرج آتا ہے یہ خبر سنکر آفت نے جادوگرون کو حکم دیا کہ میدان سحر بند کرو کسی مخالف کو آنے نہ دو جادوگر بموجب حکم سحر کرنے لگے آگ دھتورے کے پھل اُچھلنے لگے چنگاریان اُڑنے لگین آفت نے بھی ایک گولا فولادی زمین پر مارا کہ وہ شق ہوا اور آسمین سے شعلہاے آتش نکلکر ہر سمت پھیل گیے اور ایک حصار دیوار آتش میدان کے گرد ہوگیا اِس اثنا مین علمشاد وغیرہ جاکر پہونچے فرط محبت ایرج سے کلیجون مین آگ لگی تھی بے محابا گھوڑے اِس آگ مین ڈالدیے آتش کے شعلے ایسے بلند ہوئے کہ تا کرۂ نار پہونچے اور مرکبون کے رُوئین جلے اُلٹے پلٹ کر بھاگے ہر چند اُن بہادرون نے روکا مگر نہ رُکے آخر سب ناچار ہوکے پیدل چاہا جائین لیکن سمجھے کہ راہ مین جلکر خاک ہوجائین گے ایرج تک نجا سکینگے جانا بیکار جانکر مایوس اُسجگہ سے کچھ پیچھے ہٹکر ٹھہرے اور دست دعا بدرگاہ خدا بلند کرکے بعد گریہ وزاری ایرج کے لیے دعا کرتے تھے کہ نظم

الٰہی تو فیاض ہے اور کریم — الٰہی تو غفار ہے اور رحیم
مقدس معلّٰے منزہ عظیم — نہ تیرا شریک اور نہ تیرا سہیم
تری ذات والا ہے یکتا قدیم

اے خالق انس وجان ایرج کی جان کا تو ہی نگہبان ہے یہ سب تو مصروف دعا ہین مگر اب شمۂ حال اُس قتیل شمشیر انداز یار وکشیدۂ تیغ ناز دلدار ذبیح خنجر ابرو ملکہ بلور جادو کا سنیے کہ مادر کو بہانۂ بیماری رخصت کرکے جب وہ دن تمام ہوا اشتیاق مواصلت جانان مین زیبایش آرایش سے کام ہوا لباس اور زیور سے آراستہ ہوکے باغ ومکان کو پیراستہ کرکے انتظار آمد یار مین بیٹھی کہتی تھی کہ فرد
پھر ذرا منھ کو دکھا یار کہ نرگس بنکر + نکلے ہین خاک چمن سے ترے حیران کئی +
حور چہرہ اور کچھ کنیزون کو بھیجا کہ جاؤ شہزادے قریب نرگس کو آئے ہون گے لے آؤ کنیزین گئین اور پھر آئین کہ اے ملکہ وہان کوئی بھی نہین یہ سنتا تھا کہ بصورت آئینہ حیران رہگئی اور وہ رات تڑپ تڑپ کر ہجر یار مین بسر کی رو رو کے سواد شب غم دھو کر سفید چادر سحر کی جب بیقراری ستاتی تو یہ لب پر لاتی کہ بمقتضاے ترکیب بند

مجھے اے دوست ترا ہجر اب ایسا ستاتا ہے — کہ دشمن بھی مرے احوال پہ آنسو بہاتا ہے

یہ بیتابی یہ بیخوابی یہ بے چینی دکھاتا ہے   نہ دل لگتا ہے گھر میں اور نہ صحرا مجکو بھاتا ہے
اگر کچھ منہ سے بولوں تو مزا الفت کا جاتا ہے   اگر میں چپکا رہتا ہوں کلیجہ منہ کو آتا ہے
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد   وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

کوک کروں تو جگ ہنسے اور چپکے لاگے گھاؤ
ایسے کٹھن سنیہہ کا کس بدھ کروں اپاؤ

جب چشم ہجران دیدۂ انتظار کشیدہ کیطرح چشم سحر سفید ہوتی دن کو بھی دیدار دلدار سے ناامید ہوئی دن بھر سو سو طرح کے بناؤ کرتی لیکن تیرگی بخت صورت یار کے عوض سیاہی شب ہجر دکھلاتی وہ مضطربانہ یہ زبان پر لاتی کہ ترکیب بند

مجھے اس شوخ چنچل نے جب اپنا حسن دکھلایا   دکھا کر اک نظر چلتا ہوا اور مجکو تڑپایا
گرا میں ہو کے بیخود یوں پری کا جیسے ہو سایا   پھر اسمیں ہوش جب آیا تو دل سینے میں گھبرایا
بہت سا اسگھڑی میں نے تو اپنے دلکو سمجھایا   نمانا دل فی ہرگز ڈھونڈھتا ہے اوسکا ٹھہرایا
کشیدم نالۂ و از شوق پیراہن قبا کردم   برائے جستن او صبر و تسکین را رہا کردم

بھینٹ بھئی جاتیں کہی بتیں آنسو لائیے
ہے کوئی ایسا میت جو پیتم مندر تا سے

آخر بیان کئی روز شہزادہ مصروف جنگ رہا اور ملکہ پر رنج سے عرصۂ زیست تنگ ہوا شہزادہ مقید ہوا ملکہ کو بیقراری نے ستایا کبھی اٹھتی اور کبھی بیٹھی گاہے بستر غم پر پچھاڑیں کھاتی مثل اسپند جو دل جلتا تھا آہ کے ساتھ دھوان نکلتا تھا یہ حال حورچہرہ وزیرزادی نے اسکا دیکھکر عرض کیا کہ واری ہو جیب بہت بہت غم نہ کھا عشق کا ہی آمیز نہیں تجھکو آزار ہو جائیگا۔ اے بی بی میں قربان گئی ذرا دل کو سنبھالو پروردگار وہ دن بھی لائیگا جو شہزادہ آکر صورت دکھائیگا اسکے سمجھانے سے اور زیادہ تپش دل بڑھی اور روکر بولی کہ اے گیان اگر تو میری زندگی چاہتی ہے تو ایک نظر انھیں جا کر دیکھ آ حورچہرہ اسکے رنج دیکھنے کی تاب نہ لائی اور مثل دود آہ عاشق سحر پڑھکر بلند ہوئی دم بھر میں لشکر اسلام پہونچی یہاں عجب غریو دیکھا کہ ہر شخص مصروف دعا ہے لب پر نالۂ و بکا ہے سامنے میدان میں حصار آتش کھچا ہے سرداروں کا مجمع ہے اسنے حیران ہو کر بزور سحر وضع تبدیل کی اور ایک

سقہ گھڑا اشک حسرت بہار ہاتھا اس سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہو اُسنے کہا کہ ایرج کو آفت پکڑ لے گئی ہو انکی
گردن ماری جاتی ہے یہ لشکر اسلام ہے کہ بسبب حصار آتش اندر نہین جا سکتا اسلیے ہر ایک روتا ہے اور
دعا کرتا ہی حور چہرہ یہ سنکر وہان سے آڑ ہی مگر دل سے کہتی ہوئی کہ اب تو چپکی ہو رہ اسکو قتل ہو جانے
دے جھگڑا فیصل کر ورنہ گھر آئینہ دار کا برباد ہوگا اسی سوچ مین خیال آیا کہ مطلوب کے مرنے سے ایسا
نہو ملکہ بھی مرجائے عوض خیر خواہی کے تیرا بھی سر جائے یہ سوچکر بدحواس و مضطر بصد عجلت ملکہ پاس
پہونچی ملکہ اُسکا ہاتھ پکڑ کر الگ لے گئی اور مستفسر ہوئی کہ وہ کیا کرتے تھے مین جانتی ہون کسی معشوق
پاس بیٹھے ہون گے اچھا تو گئی تو شرمائے الگ اُٹھکر آئے کچھ مجھکو پوچھا یا نہین حور چہرہ یہ تقریر سنکر رونے
لگی اور کہا بی بی تم کسکو پوچھتی ہو شہزادے قتل ہوا چاہتے ہین اُنکے دشمن تھکاریان پہنے تلوار کے
نیچے بیٹھے ہین یہ سننا تھا کہ جی سنسنایا کلیجہ منہ کو آیا پوچھا اری مفصل کہ کیا ماجرا گذرا ہاے افسوس مجھ
نا نصیب نے ناحق اُنھین جانے دیا حور چہرہ نے ساری حقیقت کہ سنائی ملکہ آتش محبت مین جلی دل
کی تپش زیادہ بڑھی اور اُٹھی کہ دیکھون یہ ناالزادی آفت کیونکر آنکو قتل کرتی ہے حور چہرہ نے کہا
واری یہ کیا کرتی ہو کہان جاتی ہو جانے بھی دو وہ مرد ہین کسکے ہوئے ہین اور کسکے ہون گے کیون
گھر غارت کرتی ہو اپنے تئین تحس نحس کرنا اچھا نہین بس جو ہونا تھا ہو گیا ملکہ نے جھلا کر کہا اری کیون باتین
بناتی ہے لو صاحب کسی کی جان جائے اور کوئی اترائے کچھ ترس خدا بھی ہے بھلا مین کیونکر درگذر کرون
نا صاحب مجھ سے یہ نہوگا اور لوگو مین کسیکو ساتھ تو لیے جاتی نہین پھر کوئی کیون پھڑ پھڑائے میرا تو خوف
خدا سے رویان رویان کانپ گیا کچھ مجھے مردوے کی محبت نہین صرف خدا راہ کا سودا ہے حور چہرہ
سمجھی کہ یہ نرکے گی ناچار بولی کہ مین تصدق جو جی مین آئے وہ کیجیے ملکہ اسیوقت اُٹھی اور طلسم کے ایک
بیابان مین آئی وہان چار پہار چھوٹے چھوٹے تھے اور اُنکے بیچ مین ایک مکان بنا تھا اُسنے اُس مکان کا
قفل کھولا اندر جاکر ایک حجرہ کو وا کیا اُس حجرے کے اندر ایک صندوق سوگز رکھا تھا اُس صندوق
کو چاہا اُٹھائے اُس عرصے مین حور چہرہ اور کنیزین بھی آئین اُن سبنے ملکر اُس صندوق کو اٹھایا
اور باہر مکان کے لاکر تخت سحر پر رکھا ملکہ نے مکان بند کر دیا آپ تخت پر بیٹھی اور سحر پڑھکر مع صندوق
تخت کو اُڑا کر چلی اس جلدی کے ساتھ روان تھی کہ جیسے نسیم تیز رو باغ مین چلتی ہے پیچھے پیچھے تمام
کنیزین اور حور چہرہ جاتی تھین دل سے کہتی تھین کہ دیکھیے کیا نشہ عشق مین سرشار ہی کہ کچھ خبر

انجام کی نہین سنے مان سنے گی تو کیا ہوگا ایک بولی کہ اری عشق بری بلا ہی اِسنے قیس کو مجنون کہایا ہے
غرضکہ یہ باتین کرتی روانہ تھین لیکن ملکہ اِسسے پہلے طلسم سے نکلکر جائے قتل ایرج پر پہونچی وہ وقت
وہ وقت ہی کہ دو حکم لقا دے چکا ہی میرے حکم کی جلاد منتظر ہین شہزادی نے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا ہے
کہ ملکہ نے پہونچکر اپنا جوڑا کھولا اور ایک گولا بلور کا نکالا اُسپر سحر پڑھکر اُس آتشی حصار پر مارا فوراً ایک لکہ ابر پیدا
ہوکر قلعہ عقیق سے تا حصار آتش گھبرا کر کے برسنے لگا اِس زور شور سے برسا کر جیسے دریا بہا دیتے وہ
آتش سرد ہونے لگی بختیارک نے کہا ای آفت ذرا دیکھو تو یہ کیا آفت آئی اُسنے گھبرا کر اوپر دیکھا اور
پکاری کہ پہچانا مین نے یہ کہکر سحر پڑھنے لگی بلور نے نعرہ کیا کہ منم بلور جادو اور وہان سے تلوار بنکر
مثل برق پہلی آفت جلد بر در سحر زمین مین سما گئی ملکہ بلور زمین پر پہونچکر مجسم بصورت انسان ہوئی اور
نارنج ترنج مارنے لگی ساحر ہلاک ہونے لگے جلاد تلوار پھینک پھینک کر بھاگے اِس عرصے مین آفت
بھی زمین سے نکلی اور ساحرون کو پکاری کہ کیا کھڑے دیکھتے ہو لو اِسکو ایک لاکھ ساحر ملکہ پہ آ گر
اترسول نپسول سے ہزارہا سحر بائک نے پیدا کیا شعلون نے چار طرف سے گھیرا امیر پتھرون کا
مینہ برسا ملکہ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ چالیس سپرین سر آگئین پھر ملکہ نے جلد اُس صندوق کو جو اپنے
ہمراہ لائی تھی کھولا اُسمین چالیس ہزار پتلا طلسم کا بند تھا وہ پتلا ہر ایک صندوق کھلتے ہی باہر نکلا اور
بڑھکر مثل انسان ہوا اور خنجر و تلوار کھینچکر ساحرون پر جا پڑا ساحر ہر چند نارنج ترنج مارتے تھے مگر پتلون
کو اثر نہ ہوتا تھا اور اُنھون نے ہزارہا کو کاٹ کر ڈال دیا ادھر حور چہرہ اور کنیزین آ گرین اُسطرف
جب وہ آگ حصار کی دفع ہوئی سرداران لشکر اسلام سوار ہوکر آ گرے پھر تو ساحرون مین ہیر غل مچانے
لگے بہادرون مین ہتیارون کی آواز کا شور ہوا نعرہ دار و گیر بلند تھا دھوان نارنج و ترنج سے نکلکر
چشم روزگار کو تیرہ کیے تھا فلک کجرفتار اپنی گردش یہ دیکھکر بھولا تھا ہندوے چرخ کا رنگ سیاہ ہوا تھا
تلوار بھڑکر چلی تھی گویا مقراض گردن و جان تیغ بنی تھی بہرام فلک کا دل سے آب تھا راستہ امین ملنے
نایاب تھا زمین مین ہلچل پڑی تھی گاؤزمین ڈگمگاتی تھی سحر سے چار طرف اندھیرا تھا
کا نقشہ تھا کہ بمقتضاے

نظم

ہمہ جادوان جادوے ساختند — ہے در ہوا آتش انداختند
یکے جادوے برنشستہ بشیر — بہ بالا بلند و بسطبر و دلیر

بیک دست بودیش مارا بزرگ	بدست دگر اژدہائے سترگ
نمود آنچنان کاسپ ومرد وسیاہ	ہمے آتش افروخت دررزمگاہ
برآمد یکے باد وابرسیاہ	ہمے تیر بارید ازان برسیاہ
خروشے برآمد زاسلامیان	ببستند خون ریختن را میان
ہمہ برگرفتند یکسر خروش	ہوا پرخروش وزمین پرزجوش
زکشتہ چو دریائے خون بدزمین	بہرگوشہ ماندہ اسپے بزین

ملکہ بلور کے پتلون نے ہزارون ساحر قتل کیے اور ملکہ خود لڑتی ہوئی قریب ایرج پہونچی اسکو قیدی پاس
پہونچا دیکھکے آفت بلبلا کر دوڑی اور لشکریون کو سحر سے ہٹا کر سامنے ملکہ کے آئی ڈانٹا کہ او بیچیارہ می
چھوکری تو بھی یہ لیاقت رکھتی ہے کہ میرے قیدی کو چھڑا لے یہ کہکر پنجہ سحر مارا ملکہ بلور نے زور سحر پڑھا کہ
دو پنجے پیدا ہوئے پنجہ خون نے پکڑ لیا بلور نے اسوقت اپنا پنجہ کھینچکر مارا آفت نے سحر کی سپر سامنے
کی مگر پنجے نے سپر کو کاٹا آفت نے جلدی سے سر اپنا پیچھے کر لیا ہاتھ آگے تھا اسپر پنجہ پڑا کہنے پر
سے ہاتھ کٹ گیا بلور دوسرا پنجہ لگایا چاہتی تھی کہ آفت اڑکر بھاگی نازک چشم یہ معاملہ دیکھکر
چاہتی تھی کہ ملکہ پر جا پڑے مگر سوچی کہ یہ شہزادی طلسم کی ہے ایسا نہو کہ تو ماری جائے یہ سوچکر
یہ بھی بھاگی پھر تو ساحرون مین بھگدڑ پڑی ملکہ بلور نے اسی ہنگامے مین ایسا سحر پڑھا کہ تپلے طلسمے
پھر گھٹ کر صندوق مین آگئے اور اٹھے شہزادہ ایرج پر سے قید سحر دفع کی اسوقت لقا نے فوج
کو للکارا کہ ہان رد کو اسکو کوہی اور فوج جو ذاتی لقائی ہے وہ تلوارین مارتے چلے مگر اہل اسلام
جو لڑ رہے تھے وہ انکے سد راہ ہوئے ملکہ بلور نے اسی گرمی جنگ مین سحر پڑھکر شہزادے کو بیہوش
کیا اور کمر مین پنجہ دیکے سمت فلک پرواز کی بلندی پر جا کر پکاری کہ ای سرداران اسلام تم کچھ شہزادے
کا غم نکرنا مین ان کی دوست ہون جو لیے جاتی ہون کنیزان بلور نے جو یہ معاملہ دیکھا فوراً جوہرہ
نے صندوق پتلون کا تخت سحر پر رکھا اور پیچھے پیچھے ملکہ کے راہی ہوئین یہان سے بہادر بھرا
ہوا تھا تلوار چل رہی تھی کہ بختیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا اسلیے کہ جب قیدی
چھوٹ گیا اور ساحر تاب جنگ نہ لائے تو لشکری بھی نہ لڑ سکینگے غرضکہ جب طبل امان
بجا اہل اسلام شادان وفرحان اپنے مقتولون کو اٹھوا کر قیام گاہ مین آئے اور لاشین دفن کرا کر

بارگاہ مین داخل ہوئے بادشاہ سے حال جنگ کہا سب شہزادی کے زندہ رہنے سے خوشنود ہوکر مع طلسبہ جنگ درباب وشراب وکباب بیٹھے اُدھر قاتا شکست خوردہ اپنی بارگاہ مین آیا ساحران فرار شدہ بھی جمع ہونے لگے نازک چشم وسوفار دربار مین آئے مگر آفت کا پتا نہ معلوم ہوا کہ کدھر گئی بختیارک نے کہا شاید ملکہ آفت طلسم آئینہ میں گئین غرضکہ یہ بھی قیام پذیر ہین لیکن اول حال اُس شہباز صیدگاہ عشقبازی وطائر فرخ فال مرغزار کرشمہ سازی دلدادہ ورنجور ملکہ بلور کا سنیے کہ شہزادے کو لیکر جو چلی قلعہ کوہ عقیق کے اطراف مین ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچی اندر طلسم کے نہ گئی حورچہرہ مع کنیزون کے عقب مین جو آتی تھی اُسنے عرض کیا کہ اے ملکہ اس صحرائے لطافت بیز مین ذرا ٹھہریے دم لے لین اور مشورہ کرلین تو پھر چلینگے ملکہ یہ سنکر ایک بیابان وسیع اور جھیل لہراتی ہوئی دیکھکر اُتری عجب بہار اُس دست وخورم کی دیکھی کہ سامنے چھوٹی چھوٹی پہاڑیان مثل گلدستون کے گلہائے بوقلمون سے لدی فرش سبزۂ صحرا پر رکھی تھین خیمہ ابر بہاری مین سورج کی چمک قمقمی کا رنگ دکھلاتی تھی قوس وقزح ریسمان سرخ نظر آتی تھی ہر شجر مثل انجمن آرایان خیمہ نشاط بزم افروز تھے گل شگفتہ رو ہوکر خندہ زن بسان شمع روشن ودلسوز تھے جھیلون پر بگلے اور مرغابیان اور قازین وغیرہ بیٹھی تھین ہرن چھارے چیتل جنگل مین پھرتے تھے ہوا ٹھنڈھی چلتی تھی محبوب گلعذار سے گرمجوشی کرنا یاد دلاتی تھی کہ بمقتضائے

ابیات

روان آب بسیار دررود بار — لب جویبارش ہمہ گل ببار
دوصد سروبن وید وبید وچنار — نزدہ نغز دکانے اندر کنار
چمن در چمن ومدسر وسہے — گرانبار شاخ وترنج وبہے
برسیب لعل ورخ برگ زرد — تن شاخ گوز ودم باد سرد
رخ نار باسیب شنگرف گون — برین زخم تیغ وبران زخم خون

ملکہ نے وہان ٹھہر کر ایرج کو ہوشیار کیا اُسکی جب آنکھ کھلی ملکہ کو بالین پر پایا اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تمنے میری رہائی کے لیے کیون تکلیف کی اے ملکہ اگر ساحرون کی لڑائی نہوتی اور تم آتین تو مین ناراض ہوتا کیونکہ ہمارے یہان عورت کا لڑنا روا نہین ملکہ نے کہا مین تو ابھی مطیع الاسلام ہون مثل اور ساحرون کے لڑتی تو کچھ ہرج نہین یہ کہکر حورچہرہ کو خبر کے لیے بھیجا اور اُسکا آکر آپ کو قید مین

دیکھکر جانا اور اپنا بیتاب ہوکر آنا بیان کیا اسمین حور چہرہ نے کہا بلا لون اب کدھر چلیے گا کہان کا قصد ہے
ملکہ نے کہا کیا کہون کوئی جگہ خیال مین آتی اگر طلسم مین جاتی ہون تو مقرر میری مان ضرر پہونچائے گی
کیونکہ آفت زخمی ہوچکی ہے وہ ضرور میری مان سے جاکر کہے گی حور چہرہ نے کہا یہی مجکو بھی اندیشہ
ہے ایرج یہ باتین سنکر بولا کہ اے ملکہ تمھارا کدھر خیال ہے اب تم میرے ساتھ لشکر مین چلو امیر تمھارے
آنے سے بہت خوش ہون گے دوسرے یہ کہ لڑائی کی تھکی ماندی ہو میری بارگاہ مین چلکر آرام کرو تمھین
طلسم مین جانے سے کیا غرض حور چہرہ نے عرض کیا کہ حضور شہزادے سچ کہتے ہین لشکر مین جلد چلیے
ایسا نہو کہ کوئی آفت برپا ہو ملکہ اسیوقت اُٹھی کہ بہتر تو ہے شہزادے کو بھی تخت سحر پر بٹھا کر پرواز کی
لیکن وہ صندوق تیلون کا چلتے وقت کھولدیا کہ تیلے اُنین سے نکلکر سوار نبے اُنسے اُنسے حکم دیا کہ تم سب
طلسم مین جاؤ وہ حسب الارشاد سمت طلسم گیے اور یہ سب لشکر کیطرف روانہ ہوئے جب لشکر اسلام نزدیک
رہا شہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ تم یہان مجھے اُتار دو اور تم ٹھہری رہو مین جاکر تمھارے آنے کی
امیر سے اطلاع کرون ملکہ نے ایک درہ کوہ کے قریب تخت اُتارا آپ ٹھہری اور شہزادہ کو
رخصت کیا ایرج وہان سے لشکر مین آیا لوگ فرط عشرت سے اسکو دیکھکر دوڑے شہزادہ سب سے
ملا پھر بارگاہ مین داخل ہوا شاہ کو مجرا کیا امیر نے گلے سے لگایا اور احوال رہائی دریافت کیا اسنے
ماجرا بلور جادو کا از ابتدا تا انتہا بیان کرکے عرض کیا کہ اب وہ ملکہ درۂ کوہ مین موجود ہے حکم ہو تو لے
آؤن امیر نے اُسیوقت ایک سکھپال جواہر نگار اور کنیزون کے لیے پالکیان طرحدار درۂ کوہ کی جانب
روانہ کین اور سامان تزک وجلوس مثل چتر اور نقارہ اور خاص بردار اور نواب ناظر خواجہ سرا
وغیرہ بھیجے شہزادہ بھی مع اپنے سردارون کے اور سامان جلوس اپنا ذاتی لیکر سوار ہوا یہان تک
کہ درہ کوہ مین جا پہونچا ملکہ کو سوار کیا پھر تو بڑے تجمل سے سواری روانہ ہوئی کہ سکھپال مین پردے
جواہر دوز بندھے نشان آگے کھلے نقیب بولتے ڈنکا بجتا چتر سکھپال پر گردش کرتا مردہے عصے
سونے چاندی کے لیے پایۂ سکھپال تھامے کہاریان سرون پر مچھلیان لگائے ہور چھل جھلتی لباس
پر زر پہنے گہنے سے لدی سرداران نیزدار ننگی تلوارون کا سایہ کیے پیادون کے جلو مین پرے زر و
جواہر لٹاتا بڑے کر وفر سے لشکر مین داخلہ ہوا بارگاہ ایرج مین سواری اتری ملکہ گیتی افروز
مادر ایرج اور ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم اور ملکہ رابعہ زربفت اطلس

ہوش ہا ور شہزادہ علمشاہ بیبیان امیر کی اور لجوین وغیرہ سب مشتاق لجو کے آنے کی اس بارگاہ مین مجع تھین جب ملکہ آتری سب نے بلائین لین اسنے بھی ہر ایک کو تسلیم کی گیتی افروز نے پانی اور کے پیا پھر سب بیبیون نے گہنا اُتار کے پہنا شروع کیا کسی نے رونمائی مین کنگن اور کسی نے کڑے ہیرے کے پہنائے پھر جلسۂ عشرت شروع ہوا مجرئی ڈومنیان ہر ایک شہزادی نے طلب کین کہ وہ اپنے گانے اور ناچ کے سامنے قوالۂ فلک کو بے سُرا اور ہیچکارہ بتانے لگین خاطر اہل انجمن لبھانے لگین کہ

نظم

برآورد را مشکر خاورے	زده چنگ بر جامہ کاسے بلے
ہوا ابر بست از بخور عبیر	بجنبید بم و بنالید زیر
پرستار صہبا زده ماہرو	طرازان بتان طراز ندہ ہو
ہمہ عشم بادہ شمر دند باد	بجام و بادم گرفتند یاد
ز شادی ہمے در کف رود زن	شگوفہ شگفتند شد در چمن
مغنی در آمد بآواز رود	ہمے خواند این خسروانے سرود

اس اثنا مین خبر ہوئی کہ امیر لجو کو دیکھتے آتے ہین بلور نے یہ خبر سنکر سر سے پاتک دوپٹے سے بدن چھپا لیا گھونگھٹ زیادہ نکال لیا سر زانو پر جھکا کر ادب سے بیٹھی سب بیبیان امیر کے استقبال کو آنھین جب امیر بارگاہ مین آئے ملکہ نے شرم سے اُٹھکر مجرا کیا اور رومال سے ہاتھ چھپا کر نذر دی امیر سر لیکر سینے سے لگا لیا اور بھاری جوڑا مع ایک سو اکیس کشتی زیور الماس کے ہمراہ لائے تھے وہ مُنھ دکھائی مین دیکر فرمایا کہ ای فرزند مین شکر کرتا ہون خداے پاک کا کہ تونے اطاعت پروردگار عالم کرنا قبول کیا اب کلمہ پڑھ اور رادیان باطلہ پر لعنت بھیج ملکہ نے مع تمام اپنی کنیزون کے بصدق دل کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا اور سحر کرنے سے توبہ کی امیر خوش ہو کر رخصت ہوئے بعد تھوڑی دیر کے اور سب بیبیان بھی اپنے اپنے مقام پر گئین ملکہ بارگاہ مین تخت جواہرین پر متمکن ہوئی سانچی چنگیرین گلدستے وغیرہ چن دیے گیے امیر نے باہر جا کر ڈالیان میوون کی اور طعام لذیذ اور خوان مٹھائی کے بھیجے پھر شہزادۂ ایرج بھی خبر سنکر کہ ملکہ اکیلی ہے داخل بارگاہ ہوا اور پہلوئے دلدار مین بیٹھکر داد عشرت دینے لگا مگر آفت جو شکستہ حال وابستہ ملال لڑائی سے بھاگ کر چلی سیدھی طلسم آئینہ مین پہونچی ملازمان ملکہ آئینہ نے دیکھا کہ آج آفت کا ایک ہاتھ کٹا ہوا

تمام جسم پر لہو کی چھینٹین پڑین پیرہن تار تار بدحواس گھبرائی ہوئی آئی ہے یہ حال دیکھکر پوچھنے لگے کہ
حضور مزاج کیسا ہے اُسنے کہا مین آئینہ سے حال کہون گی جلد بتلاؤن وہ کہان ہین اُنہون نے کہا اپنے
باغ مین تشریف فرما ہین آپ تو اُنکے برابر کی ہین بے تامل تشریف لیجائین یہ سنکر آفت سیدھی
باغ مین آئی ازبسکہ پہلے کچھ رنجش آئینہ سے ہوگئی تھی اسوقت جو اسنے آتے اسکو دیکھا مثل مشہور ہے
کہ گھر آئے کتے کو بھی نہین ہانکتے آئینہ اٹھی اور استقبال کرکے اسکو لائی حال ابتر بہت دیکھا جسم خونچکان
ہاتھ کٹا ہوا چہرہ پر غبار ملال یہ حالت مشاہدہ کرکے اگلی باتون کو زبان پر نہ لائی اور براہ دلسوزی
مستفسر ہوئی کہ کیون بہن یہ کیا حال ہے اسنے جواب دیا کہ آپ کی بیٹی کا یہ سارا کرتوت ہے پہلے
ہی سمجھی تھی جب تم مجھ سے بگڑی تھین کہ یہ بلی بھگت ہے بہن جو تمکو مسلمانون کا ساتھ دینا تھا
تو مجھ سے پہلے ہی کہدیا ہوتا یہ کیا کہ اپنی صاحبزادی کو بھیجکر میرا ہاتھ کٹوایا اور نبی بنائی لڑائی کو بگاڑا
مین جانتی ہون کہ ایرج کو بھی اول تیغہ وغیرہ تمھین نے بھیجا تھا ہاے افسوس کیا زمانہ آلگا ہے
کہ نہ کسیکو برادری کا پاس ہے نہ ایک دین ہونے کا خیال ہے آئینہ اسکی تقریر شکایت آمیز
سنکر کچھ سمجھی کہ یہ کیا کہتی ہے ہنسکر بولی کہ رنڈی جب تو آتی ہے نخرہ بگھارتی ہوئی آتی ہے تیری
خفگی میرے سر آنکھون پر کوئی مرے پر طوفان لیتا تو جیتے جی مین کیا جانون کیسے مسلمان
کہان میری بیٹی کہان لڑائی وہ بیچاری ماندی دکھیا سیرگاہ مین اپنی پڑی ہے مین دیکھ آئی ہون دنون
بخار چڑھا ہے سر تو اُٹھاتی نہین مین دعائین مانگتی ہون کہ سامری نے ایک چھیچڑا دیا ہے کہین
جی جاے اب اسکو نام سامری سے میٹھا برس ان گنا شروع ہوا ہے تم آئی ہو اُسپر تو بیا
جوڑتی ہوئی مفصل کہو کہ میری بیٹی نے کیا تمھارے کلیجے مین چٹکی لی ہے آفت نے کہا ایک
تم نیمی ہو اور ایک تمھاری بیٹی اری کیا باتین بناتی ہے جاکے دیکھ تو وہ چالیس ہزار تیلا لیکر
گئی اور یہ آفت برپا کی سب احوال مفصل کہدیا بس سنتے ہی آئینہ غصے سے کانپنے لگی اور کہا بہن
تم ٹھہرو مین آتی ہون آفت نے کہا چلو مین بھی چلتی ہون غرض دونون باغ سے باہر نکلکر کچھ دور باہر
چلین تھین کہ تیلے طلسمی جنکو بلور نے چھوڑ دیا تھا آکر پہونچے اور عرض کیا کہ ملکہ نے ہمکو لڑوایا پھر آپس جناب
بھیجدیا آئینہ کو آفت کے کہنے کا یقین واثق ہوا اور تیلون کو لیکر اُسی بیابان مین جہان سے بلور
لیگئی تھی آئی اور تیلون کو بزور سحر صندوق مین بند کرکے حجرے مین رکھا پھر وہان سے سیرگاہ ملکہ کی

سمت آئی یہان بالکل سناٹا پایا آفت نے کہا ہلور مسلمانون کے پاس ہوگی اور کہین نہ ملے گی تم میرے ساتھ چلو مین پتا لونگا دون گی آئینہ اسکے ساتھ ہوئی اور قریب لشکر اسلام ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری آفت وہان سے طائر کی ایسی صورت بنکر اُڑی اور سیدھی بارگاہ ایرج پر آکر ٹھہرائی کسلیے کہ یہ لشکر مین رہتی ہے بارگاہین سردارون کی جانتی ہی غرضکہ اس بارگاہ مین ملکہ کو تخت پر پہلوے ایرج مین بعیش و عشرت جلوہ گر پایا وہان سے پھر کر آئینہ پاس آئی اور حال کہا اور صلاح دی کہ اتنا دن جو باقی ہے صبر کرو کسلیے کہ حمزہؑ مالک باطل السحر ہی اسوقت تم نہ لا سکو گی آئینہ نے کہا مین بادشاہ طلسم ہون میر احمزہ کیا کریگا بغیر لوح طلسم مین قتل ہون گی آفت نے کہا یہ سچ ہے لیکن لڑائی تو پڑ جائیگی آئینہ سمجھی کہ یہ اچھا کہتی ہے کیا ضرور ہی لڑنے اور قصہ بڑھانے سے سہل مین کام نکالنا چاہیے یہ سوچکر اُسوقت تک وہان ٹھہری رہی کہ ساحرۂ شب جو پردۂ جہان مین مخفی تھی ظاہر ہوئی اور شاہد روز نے صورت نور آگین چھپائی کہ نظم

بدانگہ کہ خورشید برگشت زرد ‌ ہمے بود تا گشت شب لاجورد
چو کشتے بساحل کشید آفتاب ‌ شب تیرہ افگند زورق در آب

رات کو آئینہ نے قصد چلنے کا کیا آفت نے ہکو اُسوقت تک روکا کہ جبتک آدھی رات نہ آئی جب زلف لیلاے شب تابہ کمر پہونچی دونون اُڑکر سمت لشکر اسلام چلین لشکر مین طلایہ پھر رہا تھا بیدار باش و ناظر باش کی صدا بلند تھی آئینہ نے سحر پڑھا کہ طلایہ دار بیہوش ہوگیا ہوا سرد چلی بارگاہون مین سردار عیار غافل سوگئے صرف وہ لوگ جو بارگاہ سلیمانی مین تھے ہوشیار رہے ایرج کی بارگاہ مین ماری دار وغیرہ ترکنین حبشین سب بیہوش ہوگئے اُسوقت آفت کے بتلانے سے آئینہ بارگاہ ایرج مین اُتری یہان دونون شیداے یکدیگر لپٹے پڑے تھے ملکہ کی کرتی چڑھ گئی تھی قمقمے دست ایرج مین تھے پائیچے چڑھے تھے ران سے ران گتھی تھی زلف عنبر فام قریب دماغ تھی کہ نظم

دیکھا تو وہ دونون کرتے تھے خواب ‌ گل تکیے تھے آفتاب و مہتاب
ہم بستر آدمی پری تھی ‌ سائے کے بغل مین چاندنی تھی
سر کی تھی جو محرم اُس قمر کی ‌ برجون پہ سے چاندنی تھی سر کی

یہ حال دیکھکر آئینہ بغضب تمام لے گئے اور ملکہ کو پکڑ کر پہلوے دلدار سے الگ کیا ملکہ کی آنکھ کھلی پنجہ بادر شل پنجہ ملک الموت پایا پکاری کہ اے شہزادے خدا حافظ و ناصر یہ کنیز آپ پر تصدق ہوئی

اس صدا سے شہزادے کی آنکھ کھلی ملکہ کو اسیر دیکھکر بعجلت تمام اُٹھا اور تیغہ سحر کش صندلی پر سے اُٹھا کر دوڑا اسوقت آفت کہ شہزادے سے جلی ہوئی تھی ڈانٹکر آگے بڑھی کہ خبردار کہان جاتا ہے شہزادہ کو غصہ بیحد تھا کمر کو تبلا کر سر پر ہاتھ مارا آفت نے چاہا کہ سحر پڑھون سحر بسبب تیغہ کے یاد نہ آیا اور تیغہ سحر بیٹھکر ناگون سے نکلگیا غل اسکے مرنے کا بلند ہوا آگ پتھر برسنے لگے اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے مین آئینہ - بلور کو لیکر بلند ہوگئی ہرچند ملکہ روئی پیٹی چلائی کی شہزادے کو اشعار فراق انگیز پڑھکر اور کلمات الوداع کہکر بلایا کی مگر کسینے اس ہنگامے مین نہ سُنا ایسا غل برپا ہوا کہ امیر بیدار ہو کر بارگاہ سے نکل آئے دیکھا کہ لشکر پر اندھیرا چھایا ہے اور فلک کے قریب ایک آفتاب سا چمکتا چلا جاتا ہے یہ دیکھکر اسم اعظم باواز بلند پڑھا کہ وہ تاریکی دور ہوئی لیکن آئینہ مالک طلسم ہے اُسپر کچھ اثر ہوا وہ مثل آفتاب چمکتی ہوئی یہ جا وہ جا ملکہ کو لیکر روانہ ہوگئی لشکری کچھ دور دوڑے تیر بہت سے مارے مگر کچھ ہوا ناچار ہو گئے اسطرنازک چشم وغیرہ شور سے جاگ اُٹھے تھے انھون نے بھی سُنا کہ آفت شمشیر زن ماری گئی اور بلور کو آئینہ لے گئی مرگ آفت کا حال سُنکر ساحر رونے لگے اور اُسکے ساتھ کے ساحرون نے قصد شبخون لشکر اسلام پر کیا نازک چشم مانع ہوئی کہا تم سب میرے ساتھ رہو مین مسلمانون سے بدلا لونگی ساحر سب تامل پذیر ہوئے مگر یہان ایرج نے جو معشوق سے بارگاہ خالی دیکھی چشم گریان سے ندی آنسو کی بہا دی بسان شمع سوزان ملکہ کے حال پر دل جلا اسقدر رویا کہ دست و پا ٹھنڈے ہو گئے پھر جو ہوش آیا بستر غم پر پچھاڑین کھانے لگا پروانہ وار بیقرار ہو کر اُس شمع غدار سے لو لگاتا اور یہ کہتا کہ نظم

تجھی مین رہتا ہے دھیان میرا نہ سکھ ہے دل مین نہ نیند رتیان

	ترا ہی لیتا ہون نام ہردم جپے ہین سُمرن مین جیسے متبان ✢
کہین سے آمل تو مجھسے پیارے جو میرے دل کو ٹک آئے چینان	
	تمھاری آسا لگی ہے بس دن تمھارے درشن کو ترسین نینان
دلارے سندر انوکھے ابرن ہٹیلے موہن انوکھے لالا ✢	

اسی بیقراری مین خیال آیا کہ افسوس جب تم قید ہوئے تو وہ اسیر سرپنجہ تقدیر تاب نہ لائی پُتلے طلسمی لیکر تمکو چھڑانے آئی اب وہ قید ہو گئی اور تم بیٹھے رہو مبادا اُسکی مان لیجا کر قتل کر ڈالے تو تمتنی

بڑی نامردی ہی خلقت کیگی جو سُنے گا وہ یہی کہیگا کہ عورت نے تو یہ مردمی جتائی اور مرد نے بدتر از زنان بات کی بس یہ سوچکر مرکب جوات کو بنابر دستور کے ہر شاہ و شہریار کے وزیر لشکر مین کھچا ہوا استادہ رہتا ہی ان کے بیان بھی تیار تھا اُسکی پشت پر بیٹھ کر صحرا کا راستہ لیا دل سے کہتا جاتا تھا کہ لے بخت وارژون واے گردون دون کہین ایسا نکرنا کہ اُس ناشاد کو بُرا رمان زیر خاک چھپا دینا کلنگ کا ٹیکا میری پیشانی پر نہ لگا دینا اور کبھی کہتا کہ افسوس ترکیب بند

تھا معلوم یہ اُلفت مین غم کھانا بھی ہوتا ہی | جگر کی بیکلی اور دل کا گھبرانا بھی ہوتا ہے
سسکنا آہ کرنا اشک بھر لانا بھی ہوتا ہے | تڑپنا لوٹنا بیتاب ہو جانا بھی ہوتا ہے
کیے پر اپنے پھر آپ ہی دُکھ پانا بھی ہوتا ہے | کف افسوس کو مل مل کے پچھتانا بھی ہوتا ہے
اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را | نمیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را

جو مین ایسا جانتا کہ پیت کرے دکھ ہوے
نگر ڈھنڈھورا پیٹتا کہ پیت نکریو کوے

اُسی دھن مین یاد آیا کہ نرگس کوہ پر چلو وہان خنظل و صنوبر ہون گی وہ بخوبی طلسم آئینہ مین پہونچا دینگی اور تدبیر فتح طلسم بھی بتائینگے یہ سوچکر جانب نرگس کوہ راہی ہوا وہان کا حال سنیے کہ صنوبر و شاپور عیار شہزادے کو ڈھونڈھنے چلے گئے ہر طرف ڈھونڈھکر جب پتا نملا پھر آئے اور خنظل پاس ٹھہرے لیکن صنوبر عاشق جہان شہزادہ ہی فراق کی تاب نہ لائی روز دو کوس چار کوس گرداگرد جنگل کے جہان سے شہزادہ گیا تھا پھرتی ہے اور مطلوب کو ڈھونڈھتی ہے جب آفتاب بلند زیادہ ہوتا ہے دھوپ مین یہ گلرخسار بزنگ گل مرجھاتی ہے مگر چہرہ تمتماتا ہے تو رخ تابندہ سے سورج شرماجاتا ہے وہ اُسکے پھول سے گالون پر پسینا آنا یہ معلوم ہوتا ہے کہ گلاب کا عرق کھچا ہے جب اس دھوپ مین بھی شہزادے کو نہین پاتی ہے تو بیقراری سے زبان پر لاتی ہے کہ دوہا دھوپ پڑت دھرتی بہت اور چھپکا گھام + دوڑی بلکت جات ہون تیہو نہ چھوت سیام + اسیطرح آج رات کو جو شہزادہ سمت نرگس کوہ چلا ملکہ صنوبر کو زیادہ تپش دل نے ستایا رات بھر اشتیاق مین جاگا کی ناطرہ حزین بجد مضطر جذبہ عشق کا اثر فرط بیتابی سے یہ لب پر کہ دوہا بیتم ہن کو موہ کے کینو بان گمان + بن دیکھے وا روپ کے کلپت مور پران + اسی بیخوابی مین وہ رات بسر کی شبنم ۴۰

منظر رویا کی جب معشوقۂ پروین وپرن نے چشم مردم دہر سے منہ چھپایا اور آفتاب تابان بسان دل سوختگان شاہد روز کو میدان افلاک مین ڈھونڈھتے آیا کہ نظم

چو خورشید زر دستان از نشیب
شتاب آمد از رفتن اندر وریب
بزرید پیروزہ پیراہنش +
بدید آمد آن لعل رخشان تنش

صنوبر بیتابانہ شہزادے کو ڈھونڈھنے چلی جب جنگل مین پہونچی نسیم سحری گلہای زخم دل شگفتہ کرگئی اور پھولون نے صحرا کے داغہای خاطر فراق کشیدہ زیادہ بڑھائے وہ صبح کا وقت شفق کا پھولنا چہرہ رنگین گلعذار یاد دلاتا تھا جانورون کی زمزمہ سرائی نالہ دل کی گواہی تھی دل شیون کرنا چاہتا تو بیقرار وبیتاب ہوکر یہ کہتی کہ بمقتضاے مسدس

منزل پہ اُترے تو اشک ریزان
صحرا مین گذرے تو خاک بیزان
جون صید زخمی ہر سو گریزان
القصہ آخر اُفتان وخیزان
رفتیم وبردیم داغ تو بردل
صحرا بصحرا منزل بمنزل

اسی طرح بلبلاتی صحرا مین پھرتی تھی کہ یکایک سامنے سے ایرج پیدا ہوا صنوبر بیتابانہ دوڑی اور پکاری کہ بیت یا تا نقد جان را برفشانم در ہوائے تو + بندہ پا پیرم تا سر نہم بر خاک پائے تو + شہزادی نے مرکب روکا اور اسکو اپنے ہمراہ لیا یہانتک کہ قلعہ مین ملکہ خنظل پاس آئے وہ اٹھکر بلا گردان ہوئی اور پوچھا کہ حضور کہان تشریف لیگئے تھے ایرج نے حال عشق ملکۂ بلور انزا ابتدا تا انتہا بیان کیا اور فرمایا کہ مین بغیر طلسم درہم وبرہم کیے باز نہ آؤنگا اور اسیوقت جاؤنگا خنظل نے کہا مین راہ طلسم تو نہین جانتی مگر آپ کے ہمراہ جانبازی کو حاضر ہون شہزادی نے فرمایا تم صرف مجھکو راہ بتادو پھر مین سمجھ لونگا کیونکہ مجھکو کسیکی مدد نہین درکار ہے حامی میرا پروردگار ہے خنظل یہ کلام سنکر اسیوقت ساتھ ہوئی شاپور عیار نے عرض کیا مین بھی ساتھ چلونگا اور سیارہ بھی یہان کچھ کام کو آیا تھا اسنے بھی کل کیفیت سنکر قاسم جو یہان موجود ہین اُنسے جا کہی قاسم نے فرمایا کہ اے سیارہ تو بھی شہزادے کے ساتھ جا وہ بھی آکر ہمراہ ہوا صنوبر کو بہر انتظام قلعہ خنظل نے یہین چھوڑا اور شہزادہ کو مع عیاران تخت سحر پر بٹھا کر قلعہ سے سمت طلسم آئینہ راستہ لیا بعد قطع بعد راہ ایک صحرا کے کنارے پہونچے وہان ایک

کوہ بلند مرتفع متر لون تک چلا گیا تھا وہ کوہ کے اُسطرف سرحد طلسم آئینہ تھی حنظل نے عرض کیا کہ اب آگے طلسم کی سرحد ہے مین وہان نہین جا سکتی آئندہ آپ کی مرضی شہزادے نے اسکو مع عیارون کے اُسیجا چھوڑا اور آپ تنہا دَرہ کوہ کیطرف روانہ ہوا یہ تو اندر طلسم کے جاتے ہین مگر اب قدرت کردگار دیکھیے کہ یہ طلسم پہلے ذکر ہو چکا کہ نصف قبضہ کوکب مین ہے اور نصف کا مالک افراسیاب ہے چنانچہ جب شہنشاہ عیاران عمر نامدار کا داخلہ طلسم کوکب مین ہوا تھا تو بیان کیا گیا تھا کہ استقبال کرنے اور نذر دینے کیلیے سب مالکان دربند کو نامہ پہونچا تھا بران کیطرف سے پس منجملہ اُن نامون کے ایک نامہ ملکہ آئینہ کو بھی آیا کہ جلد یہان آئے میرے ہمراہ بہر استقبال عمر چلے چنانچہ نامہ پڑھکر آئینہ نے اپنی بہن شعلہ دار کو خدمت بران مین بھیجا ہے چنانچہ وہ وہان حاضر ہے اور یہان آئینہ جب اپنی دختر ملکہ بلور کو پکڑ لائی طلسم مین پہونچکر دو طمانچے زور زور مارے اور کہا ای امان پٹی تجھکو مسلمان پر ڈھکڑا کر نا تھا ارے نانصیب کتنے غارت ہوئی ناشدنی تیرے جیسے کتا نہ جیسے سامری تجھے نہ غارت کرے یہ تو نے کیا کیا کہ تمام برادری مین ناک کٹوا دی ارے چینی بھر پانی مین ڈوب مر کہ بمقتضای نظم

زسر تاج فرہنگ بفگندہ
زتن جامۂ شرم برکندہ
گمانم کہ بود سنگ آمدی
بیقینم بہ نام و ننگ آمدی
کنون سوخت در دمندی گرفت
گلت ریخت لالہ نژندی گرفت
نگارے بُدی چون بہار بہشت
نمانی کنون جز بہ پژمردہ کشت

غرض کہ بہت سا کچھ بک جھک کر اس خوف سے کہ کہین پھر نہ بھاگ جائے قیدخانے مین بھیدیا وہ قیدخانہ اسطرح کا تھا کہ ایک باغ بہت عمدہ لگا تھا ایوان طلسمی اسمین بنا تھا ایوان مین تخت طلائی پر بلکہ کو لا کے بٹھا دیا اور پاؤن مین زنجیر سونے کی بھر دی اور ایک شیر کو بزور سحر صحرائے طلسم سے بلایا زنجیر اسکی گردن مین باندھکر پایۂ تخت سے باندھ دیا اور کہدیا کہ اے شیر اس عورت پاس جو کوئی بغیر حکم میرے آئے تو کھا لینا اور اس فخریہ کی حفاظت کرنا یہ کہکر چند خواصان خاص کو پہرے کے لیے مقرر کر گئے آپ اپنے مکان مین آئی اور ایک خط اپنی بہن کو لکھا مضمون یہ تھا کہ ای بہن شعلہ دار یہان مسلمانون سے اور ہم سے بگڑ گئی بھانجی تمھاری مسلمان ایرج نام پر عاشق ہوئی مین نے بلور کو قید کیا ہے اب عاشق اُسکا یقین ہے کہ طلسم پر چڑھ آئیگا بڑی لڑائی ہوگی تمکو چاہیے کہ جلد ہمارے پاس

اُودیر نہ کرنا تھوڑا لکھا بہت سمجھنا یہ خط ایک ساحر کو دیا کہ وہ طلسم کوکب میں لے گیا یہاں بران عمر کو لینے جایا چاہتی ہے اور عمر ہوشیار رچوہ کے مکان سے نکلکر باغ میں استقامت زر ہے بران کے حکم سے حاکمان دربند جمع ہوتے جاتے ہیں بارگاہ استاد میں شہر ہفت رنگ کے گرد اگر دبڑا جلسہ ہے کہ یہ نامہ دار شعلہ وار کی بارگاہ دریافت کرکے وہیں پہونچا اور نامہ دیا وہ نامہ پڑھکر متفکر ہوئی پھر خیال میں آیا کہ ملکہ بران سے اطلاع کرنا چاہیے کیونکہ ملکہ تو مسلمانوں کے عیار کی اسقدر حرمت کرتی ہیں اور مسلمان اُنکے طلسم کو برباد کرنا چاہتے ہیں کیا بعید ہے کہ جو ملکہ اس خط کے مضمون سے آگاہ ہوکر نامہ مسلمانونکو لکھیں اور بخاطر ملکہ مسلمان طلسم آئینہ میں نہ آئیں میری بہن کا گھر برباد ہونے سے بچے غرض کہ وہ خط لیے ہوئے اندر قلعہ کے دار العمارۃ شاہی میں آئی یہاں بران سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھی کہ اس نے جاکر تسلیم کی پھر دست بستہ عرض ہوئی کہ یہ خط میری بہن نے لکھا ہے اہل اسلام طلسم برباد کیا چاہتے ہیں حضور انکو لکھیں تا وہ فساد سے باز آئیں اور مجھکو میری بہن پاس جانے کی اجازت دیں ملکہ نے یہ تقریر سُنکر ایک قہقہہ مارا اور فرمایا کہ اری نادان ہم شریک اہل اسلام کے ہوگئے ہیں اگر ہمارا ابھی طلسم برباد ہوجائے جب بھی ہم کچھ نہ کہیں اب تو جا اور لوح طلسم ہماری طرف سے جو مختار جادو وہان ہے اُسکے پاس ہے اُس سے طلسم کشا کو دلاوے اور آئینہ دار سے کہدینا کہ خبردار خلاف حکم ہمارے نہ کرے اگر جادہ اطاعت سے قدم ذرا بھی ہٹایا تو اپنی سزا اپنے کنار میں دیکھے گی شعلہ دار یہ باتیں سُنکر گھبرائی مگر کیا کرسکتی تھی ملکہ سے منت پذیر ہوئی کہ حضور خفا نہ ہوں میں اسی طرح اپنی بہن سے کہوں گی یہ کہکر وہاں سے رخصت ہوکر مع اپنے ملازمین کے سمت طلسم آئینہ چلی جب یہ جاچکی ملکہ بران کو خیال آیا کہ ابھی عمر کے لینے جانے میں وہ ہے کیونکہ مالک دربند دون کے جمع ہورہے ہیں بس ایک احسان یہ بھی خواہ مخواہ کرنا چاہیے کہ لوح طلسم آئینہ ایرج کو دلانا چاہیے ہر چند کہ شعلہ دار جاکر آئینہ دار سے حکم سُنا دیگی لیکن مطیع افراسیاب ہے شاید اُسکو عرضی لکھے اور افراسیاب سے مدد طلب کرے لوح طلسم نہ دے تو ایرج کو بڑی مشکل پڑے اس لحاظ سے مجکو چلنا چاہیے اور لوح دار سے لوح طلسم لیکر طلسم کشا کو دینا چاہیے یہ تجویز کرکے چاہتی تھی کہ چلے پھر خیال میں آیا کہ تو ایرج کو پہچانتی نہیں لوح لیکر کسان پھری گی چاہیے کہ مرقع سے تصویر منگا کر دیکھ لے بس یہ خیال آتے ہی حکم دیا کہ مرقع شاہان جہان لاؤ ملازم

حسب ارشاد حاضر لائے ملکہ نے تصویر نواسے کی لقا کے فرزند قاسم خاوری خلاصۂ نسل صاحبقران شہزادہ ایرج نوجوان ڈھونڈھ کر نکال اس تصویر پر جیسے ہی نگاہ پڑی صورت تصویر چپ اور سن ہوگئی نگار خانۂ دل مین مصوری عشق حیرت نے نقشہ جمایا دیوانگی کا خاکا ہاتھ آیا جسکی تصویر تھی اُسے مصور ہوالذی یصورکم فی الارحام نے بے مثال بنایا تھا یہ معلوم ہوتا کہ مصور رشک مانی و بہزاد نے اور نقاش کامل استعداد نے اِس تصویر مین رنگ بہار بہشت منگا کر لگایا تھا اور لعل شکبار جوڑا سے ہو قلم بنا کر نقشہ کھینچا تھا یا گرد مہتاب تابان مین غبار جناب یوسفؑ چھان کر خاکا اُتارا تھا پھر بھی ہر عضو پر عجز و قصور اپنا لکھدیا تھا کہ جیسی اصل تھی ویسی مجھ سے نقل نہ ہوسکی زہی پیکر دلفریب غارتگر صبر و شکیب جسکو حور جنان دیکھکر فریب کھائے اور پری کو ایسا سایہ ہو جائے کہ شکل تصویر ہر دم محو دید رہے بموجب **خمسہ**

چہرہ ہے ترا نور کی تنویر کا نقشہ
پان تک ہے ترے حسن جہانگیر کا نقشہ
اور مصرعہ قدِ حشر کی تفسیر کا نقشہ
مانی نے جو دیکھا تری تصویر کا نقشہ
سب بھول گیا اپنی وہ تحریر کا نقشہ

ترچھی ہے نظر تیر نگہ نوکِ سنان ہے
آفت کی ہے تلوار قیامت کی کمان ہے
جس تیر کا مارا ہوا ہر پیر و جوان ہے
اُس ابروِ خمدار کی صورت سے عیان ہے
خنجر کی شباہت و دم شمشیر کا نقشہ

ملکہ کا دیکھتے ہی اُس تصویر کو وہ نقشہ ہوا کہ دل سے خیال ننگ و ناموس جاتا رہے بے ساختہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور پکاری کہ **خمسہ**

عجب اتفاق ہے خود بخود مرے دل سے عشق نکلگیا
اِدھر آہ شعلہ نشان ہوئی اُدھر اشک آنکھوں سے ڈھلگیا
پڑی آگ غم کی وہ تن مین آکے برنگ شمع پگھلگیا
چلی سمت غیب سے ایک ہوا کہ چمن سرور کا جلگیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہین سو ہری رہی

آخر اسی عشق کی ترنگ مین اُٹھکر ایوان کے اندر گئی اور ایک کنیز کو اپنے ہمراہ لیکر آراستہ تو پہلے ہی سے ہو چکی تھی تخت سحر پر بیٹھکر بزور سحر چلی اور جلد اپنے طلسم سے جسطرح سے کہ طلسم ہوش ربا سے طلسم آئینہ ملحق ہے اسیطرح اُسکے طلسم سے بھی ملحق ہے یہان سے بھی جو چلے تو یہ ہو کہ طلسم ہوش ربا

طے کرے جب طلسم آئینہ مین پہونچے بلکہ طلسم ہوش ربا سے جسطرح لوگ آتے ہین اسیطرح یہان سے بھی جا سکتے ہین کیونکہ نصف طلسم آئینہ ادھر بھی ملا ہی فی الجملہ ملکہ سیدھی صحرائے طلسم آئینہ مین آکر ٹھہری اور کنیز کو حکم دیا کہ لوح دار یعنی مختار جادو کو بلا لا وہ کنیز اندر طلسم کے گئی لوح دار ملکہ کی مطیع و منقاد ہے سبب اسکا یہ ہے کہ جب طلسم آئینہ کا حصہ ہوا اسوقت مین کوکب و افراسیاب بجہت ہمہمی کے دوستی رکھتے تھے افراسیاب نے کہا کہ بادشاہ طلسم آئینہ ای کوکب میری طرف سے مقرر ہو کیونکہ مین مالک جملہ طلسمات اطراف کا ہون کوکب نے جواب دیا کہ اگر تم ساری طلسم پر قبضہ کر لو تو مین کیا کرون بادشاہ مین اپنی جانب کا کرونگا غرضکہ کئی روز تک یہی جھگڑا رہا آخر اس امر پر اکابران طلسمات نے جمع ہو کر فیصلہ کیا کہ بادشاہ طلسم افراسیاب کیطرف سے مقرر ہو اور لوحدار طلسم کوکب کی جانب سے مقرر کیا جائے در صورتے کہ بادشاہ طلسم اطاعت مین کمی کرے تو کوکب لوح طلسم سے اسکو مغلوب کر دے اور خراج لے لے کیونکہ افراسیاب اگر چاہے کہ سب طلسم لے لون تو بغیر لوح لے نہ سکے جب یہ فیصلہ ہو چکا افراسیاب سمجھا کہ لوح طلسم بغیر طلسم کشا بالکل بیکار ہے کوکب لوح سے کام لے نہین سکتا وہ سامری پرست لوح پڑھی نجائیگی اور طلسم کشا جب پیدا ہوگا وہ میرا بھی دشمن اور کوکب کا بھی عدو ہوگا پس اسکے طرفدار یاس رہی تو کیا اور میرے جانب وارپاش ہوئی تو کیا مقدم سلطنت طلسم ہے بس یہ سوچکر اسنے اس فیصلہ کو منظور کیا اسوقت آئینہ دار اسکی طرف سے بادشاہ ہوئی اور لوحداری ملکہ مختار جادو مطیع کوکب کو ملی یہی باعث ہے کہ ملکہ آئینہ طرفداری ساحران ہوش ربا کی کرتی ہے اور دم محبت شہنشاہ افراسیاب کا بھرتی ہے غرضکہ کنیز فرستادۂ بران مکان لوحدار جاتی ہے وہان پہونچی ایوان رفعت نشان اسکا بہت آراستہ تھا دروازے پر ساحرون کا پہرا تھا کنیز نے اپنے آنے کی خبر کہلا بھیجی لوح دار تو مطیع کوکب ہے اسنے باعزاز تمام بلایا اسنے جاکر دیکھا کہ ایک ساحرہ مسند پر باعزاز تمام جلوہ گر ہے بڑا کروفر ہے کنیز نے سلام کر کے عرض کیا کہ ملکہ بران ذی شان تشریف لائی ہین صحرائے طلسم مین تشریف رکھتی ہین آپکو یاد کیا ہے یہ خبر سنکر لوحدار بہت خوش ہوئی اور اسیوقت مع چند کنیزان و امینان خوش آئین کے کشتیان بہر نذر جواہر کی لیکر ہمراہ کنیز چلی اور صحرا مین پہونچکر دیکھا کہ ملکۂ عالم ایک تخت پر زیر سایۂ شجر پر بہار بیٹھی ہے گویا جنگل مین بہار آئی ہے لوحدار نے جاکر تسلیم کی اور گرد پھر کر تصدق ہوئی عرض کیا لونڈی کے غریب خانہ مین قدم رنجہ کیون نہ کیا جو اس دشت پر خار کو قدم گلرنگ سے رشک جنان فرمایا ملکہ نے

فرمایا کہ اے لوحدار مین تیرے یہان اگر آئی آئینہ کو خبر ہو جاتی مجھکو کچھ سزا دینا اُسے ورکار ہی اسلیے لوح
طلسم لینے آئی ہون کیونکہ آئینہ کو مین نے بُلوا بھیجا تھا وہ حاضر نہین ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ اُسکو کچھ غرور ہو گیا ہی
لہذا سزا دینا لازم ہی لوحدار یہ سُنکر بہت خوش ہوئی کسلیے کہ بسبب بادشاہ ہونے کے آئینہ ہمیشہ بنگاہ
حقارت اِسکو دیکھتی تھی اور یہ وقت کی منتظر تھی ملکہ کے لوح مانگتے ہی اِسنے عرض کیا کہ داری لوح تو آپکے
حصے ہی مین ہی اُسکا مانگنا کیا مین ہمیشہ اس احتیاط کے مارے کہ ایسا نہو آئینہ چرا لیجائے
لوح اپنے گلے مین رکھتی ہون لیجیے حاضر ہے یہ کہکر گلے سے اُتار کر مع گشتہاے زر نذر دی ملکہ نے لوح لی
اور نذر معاف کی اپنے ہاتھ کا کنگن انعام مین دیا اور سرفراز کرکے اُسکو رخصت کیا جب وہ جاچکی ملکہ نے
اختر مروارید نکالکر اُسکی لوین کا مین ایک پتلا فوراً اُسکی تاثیر سے پیدا ہوا اُس سے استفسار کیا کہ جلد بتلا
ایرج قباح طلسم کہان ہے وہ پتلا گویا ہوا کہ خدا حضور کو سلامت رکھے وہ بنہ طلسم پر جو کوہ ہی اُسکے
درے مین طلسم کشا داخل ہوا ہی یہ کہکر پتلا غائب ہو گیا ملکہ نے اختر جوڑے مین کھ لیا اور وہان سے اُس
سمت اکیطرف جو آغاز طلسم کے کوہ پاس ہے روانہ ہوئی یہ تو اسطرف سے چلی اور ادھر سے ایرج جب
حنظل کو چھوڑکر داخل درۂ کوہ ہوے دیکھا کہ درہ مین بالکل اندھیرا ہے شہزادی زیادہ ورد زبان
پر جاری کیا اور خدا خدا کرکے اُسکو طے فرماکر قدم آگے بڑھایا ایک بیشہ سبز و خورم نظر آیا کہ دل نے
بہار عین کا لطف پایا ہر سمت اُس دشت مسرت افزا مین ندیان مثل خاطر پر شوق و اضطراب عاشقان
جوش و خروش سے رواں جھاڑیان ہر ایک بجیدار رشک وہ زلف مسلسل سبز رنگان انجمن کا خاطر
عشاق کی نشان درخشان سر کشیدہ و بلند اکڑ دم مرور مین نخل قامت طناز یار سے زیادہ خوشنما
پھل اُنکے بہ از عقد ثریا گلزمین مینا فام دہان کی غیرت وہ فلک زنگاری باغبان قدرت و نخلبند
اصل حکمت کی نئی نئی طرح کی صناعی اور رنگ برنگ کی گلکاری کہین سبزہ اپنی لہلہاہٹ کے
رد بر و سنبل چرخ کو پژمردہ بناتا کہین طائر خوش نوا موسیقار کو بے سُرا و زاغ آواز خطاب فرماتا
شگوفہ ہاے گلہاے بوقلمون اسطرح بستہ تھے کہ غنچہ ہاے خاطر آشفتہ شگفتہ فرماتے تھے گھنگھور بادِ
شاہد بہار مین نظر آتے تھے اس صورت سے درخت کلیون مین لدے تھے کہ شاخون کے سر جھک کے زمین سے
مل گئے تھے ثمردار درخت یک لخت کام جان سیار دشت کو پُر ذائقہ کرتے تھے وہ لطافت رکھتی تھی
کہ انگلی کے اشارے سے ٹپکے پڑتے تھے کوسون تک عالم بہار تھا خزان کا وہان کم گذار تھا کہ نظم ۱۶

یکے بیشہ دید اندران پہن دشت / کہ گفتی براو بر فشانید گذشت
زبس رنگ وبوی وز آب روان / تو گفتی کہ نو تازہ گردد روان
ہوا خوشگوار و زمین خوب رنگ / ز برگان زمینش چو پشت پلنگ
درختان بسیار و آب روان / ہمی شد دل سالخوردہ جوان
بیاراستہ ہمچو باغ بہار / سراسر پر از رنگ و بوی و نگار

گل نو دمیدۂ گلزار صاحبقران شہزادۂ ایرج نوجوان سیر کنان اُس مرغزار مینو نشان مین روان تھا کہ دور ایک دیوار یاقوت رمانی کی نظر آئی پچھلا پہر دن باقی تھا شہزادہ کو گمان ہوا کہ مہر جہانتاب پنجاب ہو گیا ہے اسیوجہ سے لباس ارض نیرہ ارغوانی نظر آتا ہے یہ سوچکر آگے بڑھا یہ نہ معلوم تھا کہ پیر فلک کی آنکھون مین خون اُترا ہے کسی گلرخسار کی محبت مین اشک خونین رلائے گا

ملاقات ہونا شہزادۂ ایرج اور ملکہ بران شمشیر زن سے اور عاشق ہو کر دونون کا کنایتاً اظہار محبت کرکے باہم گفتگوے عشق آمیز کرنا پھر لوح دے کر ملکہ کا بدرد و غم رخصت ہونا اور شہزادے کا ہجر مین بیقرار ہو کر رونا پھر فتح کرنا طلسم آئینہ کو اور جانا اپنے لشکر کیطرف بلور جادو کو لیکر لمولفہ

ہان ساقیا دے وہ مے مجھے تیز / جسکا کہ ہو نشہ عشق انگیز
ہان مطربا وہ غزل سنا دے / دھن عشق کی دلکو جو لگا دے
وہ آنکھون مین نشہ میری چھائے / جو صورت یار کو دکھائے
درپیش ہے اک نئی ملاقات / نازل ہوا چاہتے آفات
دل رنج کا پھر بنے گا مسکن / پھر داغون سے سینہ ہوگا گلشن
پھر دکھ مین فراق کے پھنسینگے / پھر حال پہ اپنے سب ہنسینگے
پھر جوش پہ ہوگی وحشت دل / پھر تھامنا دل کا ہوگا مشکل
فرصت نہ ملے گی غم سے ہمکو / رونا ہے نئے الم سے ہمکو
کاوش پہ جو ہوگی وحشت دل / ہو جائے گھر مین رہنا مشکل
پھر سامنے آئے گی تباہی / چھائی گی نظر مین پھر سیاہی

پھر شعلۂ غم جلائے گا دل | پھر تڑپین گے ہم بشکل بسمل
فرصت کہان اشکباریون سے | مہلت کہان دل فگاریون سے
بیتاب رہینگے مثل سیماب | آنکھین محروم لذت خواب
دم بھر کی ہے دل کے لٹنے مین دیر | ساقی ہوا چاہتا ہے اندھیر
ہو جائیگا اک پری کا سایہ | زلفون کا بڑھیگا سر مین سودا
گیسو ہونگے کمند الفت + + | آزاد ازل کو بند الفت
ہے طائر دل کو زلف پھر دام | پھر صبح بہار کی ہے اب شام
ہان ساقیا کر تو مہربانی | دے آج شراب ارغوانی
پھر ہم کہان اور کہان یہ جلسہ | پھر رند کہان کہان یہ بادہ +
بس جاہ یہ تا کجا حکایت + | لازم نہین عشق کی شکایت +
ہے تیر بلا کا دل نشانہ | لکھیے اک عشق کا فسانہ
کنون بر شگفتی یکے داستان | بہ پیوندم از گفتہ باستان

عاشقان شاعد رعنائے مضامین و مشتاقان عروس زیبائے کلام رنگین بعشوہ طرازی معشوق خامہ پیکر نادر زمانہ جان تحریر کو شکر دشت نوردان محبت مین اسطرح جلوہ گر فرماتے ہین اور وادی بے پایان الفت مین معشوقۂ زیبا صورت داستان کو کشان کشان یون لاتے ہین کہ جب سیار دشت ظلمات ایرج خوش صفات اُس دیوار کیطرف ششدر ہو کے چلا یہانتک کہ نزدیک اُسکے پہونچا دیکھا کہ دیوار سر بفلک کشیدہ ہے اُسکی سُرخی سے لالون لال تمام صحرا ہے زینت طراز دہر نے شاہد بہار کو گلنار پوش بنایا ہے درختون پر اُسکی سرخی کا عکس چھایا ہوا ہے اُس دیوار کو دیکھکر نقش بر دیوار فرط حیرت سے بنا یا بگل ہو کر کھڑا ہو رہا دل سے کہتا تھا کہ یہ کس سکندر منش نے سد کھینچی ہے آئینہ دار حیران تھا کہ یاقوت کی حد کھینچی ہے اسی فکر مین تھا کہ عشق فتنہ گر نے رخنہ پردازی کی تڑاقے کی صدا آئی اور دیوار مین در پیدا ہوا اُسطرف ایک مکان عالیشان نظر آیا کہ جو آرایش و زیبائش مین رشک فرمائے قصور جنان تھا سامان عیش و راحت سے بصد تکلفات آراستہ نہایت پیراستہ کہ بموجب نظم

سراسر ہمہ کاخ و ایوان و باغ ... ہمی تافت ہر سو چو روشن چراغ
بہر گوشۂ گنبدے ساختہ ... سرش را با بر اندر افراشتہ
زسنگ و زگچ ساختہ وز زر خام ... وزان گوہرے کش ندانیم نام
خوش و خورم و خوب آراستہ ... بہر جائے گنجے پُر از خواستہ
یکے تختِ زرین نہادند پیش + ... ہمہ پایہا چون سرِ گاو میش
برو بر زپیروزہ کردہ نگار ... بہ پیہا بیارا ستہ شاہوار

اُس تخت جواہر آگین پر ایک نازنین عنبرین گیسو خورشید رو کو جلوہ گر پایا کہ ہر تار زلف اُسکا سود ائجنش خاطر زلیخاے مصرِ محبت و لیلاے محمل الفت ہی لمعۂ آفتاب رُخ تابندہ تا رشعاع مہر رخشت ہی اسطرح کا جواہر کا زیور وہ مرصع طراز زیور حسن پہنے ہی کہ کبھی شاہزادہ تو کیا پیر فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا ایسا حسن دل آویز گردون گے سات پشت کو بھی منظر نہ آیا ہوگا جفائین اُس ستم جو تار پرور کی جور گردون سے کہین بڑھکر نازک مزاجی مین طبیعت خود پسند اُسکی ٹوٹے ہوئے مشیشۂ دل عشاق سے نازک تر آئینہ حسن خوبی کی جوہر آسمان رعنائی و زیبائی کی رخشندہ اختر ساقی ازل نے بادۂ ناب دلبری سے اُسکو پر خمار و سرشار کیا تھا باغبان حقیقی نے چمن رنگین جمال کو اُسکے ہمیشہ پُر بہار بنایا تھا طور زیبائی کی تجلی تھی حسرت جان لیلی تھی نور دیدۂ حور کاشانۂ وفا کی شمع پر نور ناز و ادا مین یگانہ آفت زمانہ بانی صد جور ستم ستودہ شیم قامت پر قیامت زار سے مسیحائی پیدا مہر پیشانی چہرہ نورانی مژگان خنجر بران ابرو نازک سنان زہرہ شمائل آئینہ رو مشتری خصائل سمن بو دست رنگین حنا آلودہ خون صد بہار سے بہتر گلرخان فرخار کیا جنان کے گلزار سے اسیر کجکلاہ سیاہ دلربائی شہنشاہ معزز کشور بیوفائی دار وئے درد اشتیاق مرہم زخم جان فراق بادہ حسن سے متوالی سہلو مین اُف اُف کرنے والی کہ اُسکے حسن کی نسبت یہ کہنا روا ہی کہ ابیات

یکے ماہ وش بود کز دلبری ... پری را برخ کردہ از دلبری
شبستان گلستان بدیدار اوئے ... دو زلفین مشکین و گلنار روئے
رخ روشنش آتش آبدار + ... سرِ زلف او عنبر تا مدار +
کمند افگنان بستۂ گیسوئش ... کمان ابروان خستۂ ابرو کش
دل آشوب دلبند آفاق بود ... بخوبی چو ابروے خود طاق بود

بچہرہ چو زہرہ فرشتہ فریب — دل از چشم جادوے او ناشکیب
بلا را بلندی ز بالاے اوے — دو گیسو سر از حلقہ تا پاے اوے
بہر شست کان زلف دلخواہ داشت — پریشان و شوریدہ پنجاہ داشت
لبش مردہ را بار داوے روان — ز دیدار او پیر گشتی جوان +
حدیث دہانش چو آمد پدید + — سخن در بیانش بہ تنگی رسید
شدہ سال آن سرو آراستہ — سہ چار و دو از ماہ نو کاستہ +
چنان چون بہر ویش ہمتا نبود — بمانند مرویش یکتا نبود
بمیدان جنگ از بردن آمدے — ببردی ز مردان فردن آمدے
ببردی ببردی و با ور رکیب + — ز دلہا قرار و ز جانہا شکیب +

شہزادہ نے اس بت دلفریب اور صنم بازینت وزیب کو دیکھکر دل سے صبر و شکیب کھویا حالت دل مضطر دگرگون ہوئی عشق طاری ہونے لگی بمشکل اپنے تئین سنبھالا اور پکارا کہ بیت کس کس نے ہمکو روکا اُس در پہ ہم جو پہونچے + لغزش نے پاؤن پکڑے دربان نے ہاتھ کھینچا + یہ صدا اُس عاشق نواز نے جب سُنی شہزادے کی جانب نگاہ کی پہلے تصویر دیکھی تھی اب اصل صورت جانان نظر آئی ایک جوان خورشید جمال کو دیکھا جو نہانی راز کا بھیدی شب وصل کا نوامیدی ہنسکر چھیڑنے والا ستم اُٹھانے سے مُنھ نہ پھیرنے والا راتون کا جگانے والا وصل کے انکار پر روٹھ جانے والا محبت کا پتلا عشق کا تشنہ زینت چار بالش الفت سراپا چاہت کی صورت لب شیرین کا ذائقہ سند فانہ حسن کے لوٹنے مین چاق و چوبند متاع حسن پر دانت لگائے ہونٹھ چوسنے کی آرزو مین مُنھ پھیلائے در استغنا کا فقیر بوسون کا سایل حسینون کا اسیر دل لگی پر مائل دشت عشق کا جوگی ہجر کا روگی عقیق گون نیلم نما نیوالا ہونٹھون پر دانت لگانے والا جسکے پہلو مین ہونے سے دلکو سرور و تسکین انتہا کا بیچین شوخ طرار چلبلا ذراسی بات پر تسکین دینے والا نمک محبت سے مزے لوٹے ہوئے شوریدہ سری پر آمادہ ہزار دل لیے کرورون گھر حسن کے برباد کیے قید الفت مین پھنسا انسانیت سے چھوٹے ہوئے معشوقونکی آنکھون کا تارا دل و جان سے زیادہ پیارا پریزادون کا بناؤ مہ جبینون کا کھیل نازنینون کے دل کا رکھ رکھاؤ ہر دلکو اُسی سے میل عاشق پُرفریب معشوق بازیب کہ نظم

دام دلہاے مہ جبینان تھے | گیسوے پیچدار کے پھندے
مہر سیمان و آفتاب جمال | مہ لقا حوروش پری تمثال
عاشقی مین وہ قیس کا اُستاد | دل لگانے کے سو طریقہ یاد
تھے جو ہم صورت کمان ابرو | یاد تھا اُن کو یہ نیا جادو
کھینچتے ہین کمان کو بہرِ ہدف | دلکو وہ کھینچتے تھے اپنی طرف
چشم پُرفن جو دیکھے سحر بھری | سامری بھول اپنی جادوگری
سُرخ دو ڈورون سے صاف یہ اظہار | دلِ خونین دلان کی رشتے وار
گال گل بوستان خوبی کے | جنپہ رو دے پری بھی ہو صدقے
لب مین جلادی اور مسیحائی | کبھی مارے جلائے ہنسکے کبھی
دھن تنگ چشمۂ حیوان | بلکہ جان بخشِ عاشقان جہان
اُسکا چاہِ ذقن نظر جو آئے | یوسفِ دل کو چاہ مین وہ ڈبائے
شرم سے پھر نہ گردن اپنی اُٹھائے | ماہِ نو گردن اُسکی دیکھ جو پائے
مہ جبین عشق دوش مین غم نوش | پھرتے ہین مارے مارے خانہ بدوش
ہاتھ مین وہ غضب کی چالاکی + | نقدِ جان لوٹتین بیباکی
لیکے دل ہاتھ مین حسینون کا | صاف رشتہ جنون کا دے بتلا
سب حسین غش ہین اس قرینے پر | پیارے بوٹین اُسکے سینے پر
شکم صاف رشکِ عارضِ حور | لوحِ سیمین و تختۂ بلور +
کس سے موئے کمر کو نسبت دون | تار چشم نگاہ یار کہون +
تارِ تنویر نور طور ہے + | تا کہ تارِ نگاہ حور ہے +
ساقِ پا اُسکے مثل آئینہ | صاف ایسے کہ یار کا سینہ
پانون مین چال وہ قیامت زا | حشر جو ہر قدم پہ کردے بپا

ملکہ جبین بران جو لوح دینے آئی تھی یہ اُسی نے دیوار یاقوت بنائی اسوقت سراپاے پری تمثال شہزادہ بیتاب دیکھکر غش کر گئی کنیز جو ہمراہ آئی تھی اُسنے شہزادہ کیطرف سے اُٹھکر کے گلاب چھڑکا

جب ملکہ کو ہوش آیا کنیزوں کو فرمایا کہ اس شخص سے جاکر دریافت کرو کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو کنیز حسب فرمان خدمت ایرج میں آئی تسلیم کی اور پیام ملکہ زبان پر لائی شہزادے نے فرمایا کہ کہدینا کہ یہاں کار دل ناکام تمام ہو چکا اس بے اعتنائی سے خوب آپکا نام ہو چکا ماشاء اللہ تم کڑی کمان تیر ہو ہم نخچیر آکر دام عشق میں اسیر ہوئے کبھی شہنشاہ تھے شاہوں کے شاہ تھے اب جنگل مسکن ہے افسوس نبیرہ حمزہ ہے اور یہ بن ہے سب نے ساتھ چھوڑ دیا یگانہ و بیگانہ نے رشتۂ الفت توڑ دیا اب خداے واحد ہمراہ ہے لب پر نالہ و آہ ہے کنیز نے یہ تقریر سنکر کہا میاں تم نے اتنا بڑا سبق پڑھا کہ مجھے ایک بول بھی یاد نہ رہا خیر میں جاتی ہوں اور ملکہ سے جو کچھ یاد رہے گا کہہ سناتی ہوں یہ کہکر ہنسی چلی گئی اور ملکہ سے جاکر عرض پیرا ہوئی کہ واری انہوں نے تو وہ دکھ اپنا کہا اور ایسا باتوں کا تانتا لگایا کہ مجھ نگوڑی کے کچھ سمجھ میں نہ آیا آپ خود بلا کر پوچھیے ملکہ نے کہا اچھا بلا لا کنیز پھر آئی اور کہا چلیے آپ کو بلاتی ہیں شہزادہ اسکے ساتھ ملکہ کے گیا ملکہ نے شہزادے سے کہا کہ تشریف رکھیے اور قدم رنجہ فرمانے کا سبب بتلائیے شہزادہ اجازت پاکر پہلو ملکہ میں جا بیٹھا اسنے شرما کر سر نیچا کر لیا گویا گیا ہوا دل پہلو میں پھر آ گیا آہستہ سے فرمایا کہ آپ کی چالاکی کے صدقے اچھا فرمائیے کہ آپ کیا مطلب رکھتے ہیں شہزادے نے فرمایا کہ اے ملکہ حال مبتلاے فراق بہت تباہ ہے اسکا خدا گواہ ہے ملکہ نے کہا تو آپکے سایے سے خدا بچائے ذرا ہٹکے بیٹھیے ایسا نہو مجھ پر کہیں پر چھائوں پڑ جائے شہزادے نے کہا مجھ سے میرا سایہ خود بھاگتا ہے وہ ننگ راحت ہوں کہ آرام میرے نام سے کانپتا ہے ملکہ نے جواب دیا کہ تمہاری ملاقات گویا جی کا جنجال ہوئی میں آپ کو بلا کے خوب نہال ہوئی شہزادہ بولا کہ لیجیے انشاء اللہ تو ہماری طرح ہمیں پیار کرو عاشق کے کہنے کا اعتبار کرو ملکہ جواب دہ ہوئی کہ چہ خوش ابھی تو آپ اور کچھ دکھڑا کہتے تھے اب نام خدا سے میرے گلے کا ہار ہوئے خوب پاؤں پھیلائے اے صاحب تم جیسے مرتے ہو وہی تمکو مبارک رہے ایک تو قید الم سے چھڑا لو جب دوسری آنکھ ڈالو یہی شرط الفت ہے کہ ایک تو اسیر دشمن رہے اور عاشق اسکا دوسرے سے مزے اوڑالے واہ واہ آپکا بھی عشق دیکھا شہزادے نے کہا اے بحر الفت وای دریای محبت واسطہ خدا کا تسکین دل بیتاب کر میری جانب بعتاب نہ عتاب کر دل کا حساب لے ابھی بندہ اپنے سوال کا جواب لے جسکی الفت میں صحرا نورد ہوں اسکو چھوڑ دونگا نہ تیرے عشق سے منہ موڑونگا میں اسی لیے پیدا ہوا ہوں کہ جو حسینان ہمیشہ مرونگا ملکہ نے یہ سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا یہ شرکت اچھی نہیں کہ بموجب بیت میں اسطرح کا دل لگاتی نہیں + یہ شرکت تو

ہمکو

بندی کو بھاتی ہین + شہزادہ نے جب نام دل لگانے کا سُنا ملکہ سے لپٹ گیا اور پکارا کہ اے حور شمائل اے راحت دل تیری رُکھائی عیش درہم و برہم ہوگیا دیکھ تو میرے دلکا کیا عالم ہوگیا جانی مین دل نازک تیرے مزاج سے زیادہ رکھتا ہون بے پرواہی سے مرجاؤن گا جی سے گذر جاؤن گا دیکھ تو میرا دل کیا مزے دکھلاتا ہے یہ نیا خریدار کیا رنگ لاتا ہے ملکہ نے کہا صاحب نچلے بیٹھو یہ ڈھر پڑو ہونا اچھا ہین تو خیر مین کہے دیتی ہون کہ ہان مین بھی تمسے محبت رکھتی ہون بس اب زیادہ نہ عشق جتاؤ بک بک کر میرا مغز نہ پھراؤ تمھارے رونے پر کلیجہ کانپتا ہے جی ہانپتا ہے شہزادے نے کہا بارے آپ کو رحم تو آیا میرے جذبۂ دل نے اثر دکھلایا ملکہ یہ سُنکر چپ ہو رہی شہزادے نے بھی کچھ چھیڑ چھاڑ نہ کی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچکر جام شراب بھرا اور شہزادے کو دیا شہزادے نے فرمایا کہ اے غارت گر ہوش و خرد تیرا دین کیا ہے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ کافر کیشی اور ستمگاری اپنے مذہب مین روا ہے جو کوئی ہے دل لگائے وہ ہمارے محراب ابرو کا ساجد بنے ہمارا آئین اختیار کرے شہزادہ یہ کلام سُنکر سُن ہوگیا پھر دل سے کہا گو اسکی محبت مین جان بھی جائے لیکن دین اسلام مین رخنہ نہ آئے یہ سوچکر کہتا تھا کہ اُٹھے ملکہ اسکے بشرے سے ناراضی پہچان کر ہنسی اور کہا صاحب آپ خفا ہوتے ہین شریک عمر عیار ہون اور وہ میرے ہی گھر مین آجکل تشریف فرما ہین بس مجھکو مطیع اسلام سمجھیے اور شراب نوش کیجیے یہ سنتا تھا کہ شہزادہ کا رخ انور بسان بادہ احمر بشاشت سے سُرخ ہوگیا اور جام ملکہ کے ہاتھ سے لیکر پیا دور جام مے احمر شروع ہوا اس عرصے مین بزم پر نور انجم افلاک مین ساغر مہ گردش پذیر ہوا اور جام زرین آفتاب کو ساقی ازل نے طاق مغرب مین دھرا ابیات

چو خوردند و گشتند از بادہ مست	کشادند از بادہ بر بادہ دست
ہمی تا کہ خورشید پوشیدہ چہر	ستارہ درخشان شدہ بر سپہر

بُران نے وہ دیوار یاقوت نگار سحر کی ہٹا دی اب کوسون تک وہی دشت پُر فضا جسکا ذکر اول ہوا نظر آنے لگا اور سبزہ پر فرش چاندنی کا عجب روپ دیتا تھا زمرد پر بلور کو جیسے بچھایا تھا زمین اور خنکی کی تراوت گرمی کی فصل یوہین سی جنگلی صحرا کا سناٹا محبوب گلعذار کے ساتھ شغل مے خوار کی سبحان اللہ اس مزے کو کوئی شوریدگان دشت محبت کے دل سے پوچھے وہ چاند پر لکۂ ابر کا آجانا دشت مین نور کے تڑکے کا عالم چھانا پھر چاندنی سے دشت دور کا نکلنا یہ کیفیت دکھاتا کہ مسدس

صحن چمن مین واہ واہ زور کھلی تھی چاندنی	چاند بلورین لیتا تھا اور کھلی تھی چاندنی

آیا تھا یار گلبدن پہنکے بادلہ زری — چمکی تھی تار تار مین مہ کی جھلک ری ری
بوس وکنار و جام و عیش و طرب ہنسی خوشی — اسمین کہین سے یک بیک مرغ سحر نے بانگ دی

صبح دمید و شب گذشت ماہ جبین بخانہ رفت
روی سحر سیاہ شود یار بدین بہانہ رفت

کیا ہی مزے سے عیش کی رات تھی کامیابیان — چھوٹین تھین ماہتاب کی نہر و مین ماہتابیان
آگے چنی تھین صف بصف مے کی گئی گلابیان — ہمکو نشون کی مستیان یار کو نیم خوابیان
سینون مین اضطرابیان آنکھو مین بیحجابیان — اسمین فلک نے رشک سے ڈالی یہ کچھ خرابیان

صبح دمید و شب گذشت ماہ جبین بخانہ رفت
روی سحر سیاہ شود یار بدین بہانہ رفت

رات بھر شغل بادہ کشی رہا شہزادہ اُس ماہتاب تابان کو بغل مین لیے لذت بوس و کنار حاصل کرتا رہا ران سے ران ہمسری کرتی رہی بوسون نے مسی ہونٹوں کی چھڑائی آخر وہ وقت آیا کہ شاہد روز کے عارض پرنور پر مشاطہ قدرت نے گلگونہ شفق ملا اور لب سحر پر کہ مسی مالیدہ سواد شب تھے لائی جمائی کہ بموجب قطعہ

چو شب را امید سیاہی نماند — شہ زنگ را پادشاہی نماند
رخ فرخ آفتاب سپہر — بیاراست روے زمین را بمہر

ملکہ صبح ہوتے ہی آنکھون مین آنسو بھر لائی اور مثل نسیم سحر آہ سرد بھرنے لگی شہزادے نے بھی حالت اپنی تباہ کی ملکہ نے فرمایا کہ اے نوجوان میرا راز کسی سے نہ کہنا مین دختر کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان ہون تجھکو لوح طلسم آئینہ دینے آئی تھی یہان دام محبت زلف گرہ گیر مین اسیر ہوئی خیر یہ محبت اپنی جتانا یاد رکھنا یہ لوح حاضر ہے لو اور طلسم فتح کرکے اپنے لشکر مین پھر جاؤ منتظر لفضل کریم کارساز رہنا وہ خدای لایزال جب کبھی ہمکو ملائیگا تو پھر دیدار میسر آئے گا ایک طور تمسے ملنے کا نکلا ہے کہ باپ میرا شریک عمرو ہوا ہی جو فلک کو برا نہ معلوم ہو اور عمرو سے اور میرے باپ سے دوستی رہے پھر البتہ تمسے ملاقات ہوگی ورنہ ہم کہان اور تم کہان دیکھیے اس عشق کا کیا نتیجہ ہوتا ہے جان جاتی ہے یا محبوب ملتا ہی یہ کہکر سارا حال عمرو کا پہلے حال سے اٹھا لانا اور پھر دوبارہ مخمور کے ساتھ اُسکا آنا حال جشن اور سامان دعوت وغیرہ مہیا کرنے کی کیفیت بیان کی پھر رو کر کلمہ الفراق زبان پر لائی غم مفارقت سے

بیتاب ہوکر رونے لگی شہزادے نے اُس مہ پارہ کو گلے سے لگایا فرمایا کہ بموجب **ابیات**

بعد میرے کیون نوید وصل یار آنیکو تھی
وہ چمن ہی مٹ گیا جسمین بہار آنے کو تھی

آسمان پھرتا رہا ہی مضطرب وعدے کی رات
کونسی مجھ تک خوشی پروردگار آنیکو تھی

میرے مرنے کی خبر سُنکر کیا مشکل سے ضبط
اُن کے ہونٹھون پر ہنسی بے اختیار آنیکو تھی

صبر آتا دیکھکر ظالم نے پھر تڑپا دیا
میری قابو مین طبیعت اب کی بار آنیکو تھی

ای مجبورون کے تسکین دینے والی ای مشتاقون کی خبر لینے والی ہماری دل افگاری مبارک ہو ہمین بیقراری مبارک ہو ہمین اس جنگل مین جب تڑپینگے کون اُٹھائیگا تجھے یاد کرکے جب روئینگے کون سمجھائیگا اب ہمکو گلستان جدائی کی بہار دیکھنا ہی فصل خزان مین لطف لالہ زار دیکھنا ہی سینہ داغ اندوہ سے نیا رنگ دکھائیگا ہر تختہ لالہ باغ کو شرمائیگا ساعد نازک آپکا یاد کرکے جسم برنگ شاخ شجر لاغر ہوگا ساق نہال قامت کو یاد کرکے عکس درخت خشک کا نقشہ ظاہر ہوگا کیون اپنا رخسار رشک گلشن دکھایا ای عندلیب حدیقہ ناز کیون برنگ بلبل مجھکو تڑپایا کہ استخوان میرے ابھی سے بسان شمع روشن اور سوز فراق سے جلتے ہین مُنھ سے بات کرنے مین دھوئین نکلتے ہین سچ ہے آپکا کچھ قصور نہین تقدیر مین یہی تھا کہ بموجب **نظم**

عیب نکلا جو ہنر پیدا کیا
ہم نے کھویا جسقدر پیدا کیا

اے زہے سرمایۂ رنج و الم
ہمنے جسکو عمر بھر پیدا کیا

کھوئے دیتا ہے مجھے دنیا سے وہ
جسکو مین نے ڈھونڈھکر پیدا کیا

لے رہے ہین واہ کیا کہنا مرا
رنج اُنکو چھیڑکر پیدا کیا

ملکہ نے یہ حکایت عشق زبان شہزادۂ دلدادہ سے سنکر کہا کہ ای معشوقون کے ستانیوالے ہر بات پر صدقے جانے والے رنگین مزاج عاشقون کے سرتاج تیری پیاری باتین جب ہمکو یاد آئین تو آٹھ آٹھ آنسو شب ہجر مین رولائینگے تم تو گلشن ہجر کی بہار دیکھکر دیوانہ پن بھی کروگے بلبل نمط نالہ و شیون کرکے بعد ہاے دل پُرارمان کی بھڑاس بھی نکالوگے ہم مثل طائر اسیر قفس فراق گلزار عشرت سے دور ریاض وصل کے مشتاق دل ہی مین گھٹینگے حسرت سے ایک ایک کا منھ دیکھینگے کچھ کہہ نہ سکینگے جب تیری صورت کا خیال آئے گا خواب مین بھی دیکھنا محال ہوجائے گا غنچہ سربستہ کیطرح خاموش رہینگے دل پُرخون مین ارمانون کے جوش رہینگے دل کہین اور ہم کہین یہ سامان بیخبری نظر آتے ہین کیا کہین بہت پچھتاتے ہین **نظم**

ترے خدنگ ادا کا وہی نشانہ ہوا — کہ جسکے عشق مین تو آفت زمانہ ہوا
عدو کی ٹھوکرین کھانے کو ہای میرا — لحد سے آگے ترا سنگ آستانہ ہوا
یہ کچھ نہ سوچے کہ مجھپر گذر گئی کیا کیا — تمھین تو قصۂ فرقت مرا فسانہ ہوا
فرشتون کو بھی کیا میری آہ نے تسخیر — یہ کیا بلا ہے کہ اک تو ہی آشنا نہ ہوا
بچا ہوا تھا جو کچھ تیری چال سے فتنہ — بدلکے رنگ وہی گردش زمانہ ہوا
بہار آئیگی صیاد نکلے اے گلچین — کبھی چمن مین اگر میرا آشیانہ ہوا

اے دلبر یہ قصۂ فرقت مختصر ہو گا اچھا خدا حافظ و ناصر شہزادہ یہ کلمہ سنکر پکارا کہ بمقتضائے مسدس

جہان مین نام تو سنتے تھے ہم جدائی کا — وہ لے نہ دیکھا تھا درد و الم جدائی کا
دیا فلک نے ہمین بھی یہ سم جدائی کا — برا ہے مرگ سے ایک ایک دم جدائی کا
غضب ہے قہر ہے یارو ستم جدائی کا
خدا کسیکو نہ دکھلائے غم جدائی کا

ملکہ روتی ہوئی تخت پر بیٹھکر اور لوح شہزادے کو دیکر آخر کار روانہ ہوا یہ محو دیدار ہمہ تن واصل دلدار نرگس وار اُسوقت تک ٹکٹکی باندھے رہا کہ جبتک تخت اس پری کا بلند ہوا تھا جب سامنے سے وہ بلقیس دوران پنہان ہو گئی اُس سلیمان بزم ماتم آسمان غم ٹوٹ پڑا بسان شبنم فرش خاک پشت پر گرا اور مثل گوہر بحر چشم عاشق گوہر جان کو خاک مین ملاتا تھا دامن صحرا کو بھگوتا لخت دل آہ کے ساتھ لب پر لاتا تھا جب زیادہ بیتابی ستاتی تو مضطرب ہو کر یہ خطاب فرمایا تھا کہ مسدس

جب سے تمکو لیگیا ہی یہ فلک ظالم کہین — جی ترستا ہے کہین اور چشم پُرنم ہے کہین
ہم پہ جو گذرا ہی وہ گذرا کسی پر کم نہین — نے تسلی ہی نہ دل کو چین ہے اکدم کہین
چھوٹ جاوین غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین
خاک ایسی زندگی پر ہم کہین اور تم کہین

اُدھر ملکہ اشک ریزان و نالہ کشان ہوئی داغ عشق بر دل آہ بر لب بصد رنج و تعب روان تھی سرگرم فغان تھی وہ صبح کا وقت اور تخت کا بلند ہونا نسیم سحر کا چلنا غنچۂ زخمہائے خاطر حزین کو کھلاتا تھا کسی دل رنگین کا مسکرانا یاد آتا تھا آفتاب کا طالع ہونا شاہد و مہر کا دیدہ پر خون دکھائی دیتا تھا وہ صحرا

پر زردی چھائی تھی دھوپ نہین نکل آئی تھی کلیان پھولون کی خاموش لبسورتی نظر آتی تھین آنکھین نرگستان مین گھورتی نظر آتی تھین جب پپیہا پی کہان کہتا تھا ملکہ کا جی کہان قابو مین رہتا تھا مور کی جھنگھاڑ شیون وفریاد عاشق کا مزا پاولاتی کوئل کی کوک دل مین ہوک اُٹھاتی اِس کشتہ فرقت پر غش طاری ہوتا جب ذرا ہوش مین آتی تو قلزم دیدۂ پرنم سے سیل خون بہاتی اور یہ فرماتی کہ **خمسہ**

لڑی ہے آنکھ اک شوخ حسین سے | لہو روؤن گا چشم پاک بین سے
سمندر جوش مارے گا زمین سے | لگیگی سیل خوش عرش برین سے
ٹپکتا ہے یہ میری آستین سے

وہ شہزادے کا پیار کرنا اور بوسے لینا جب یاد آتا تھا تو روئے تابناک پر ابر غم چھا جاتا تھا لبان گل مرجھا جاتی تھی سونٹھ چاٹنے لگتی تھی دل بیقرار پہلو مین دلدار کو ڈھونڈھتا تخت اڑا کر طلسم کیطرف جاتی مگر سحر اُلٹا زبان سے نکلتا تخت شہزادے کیطرف چلتا کنیز ہمراہی کی عرض کرتی کہ داری ادھر چلیے تو چونک جاتی اور اُسی صحرا کیطرف جہان اپنے شیدا کو چھوڑا ہے منہ کرکے فرماتی **خمسہ**

نہ سمجھے گا زمین کو وہ ان کی فرش خواب کوئی بھی | نہ اس ظلم وستم کی لاسکیگا تاب کوئی بھی +
بہائے گا نہ آنکھون سے کبھی خونناب کوئی بھی | جفا سے اُسکی ٹھہرے گا نہ اے نواب کوئی بھی
رہینگے دیکھ لینا کوے جانان مین ہمین سون

آخر اسی طرح بصد آہ وزاری و بہزار بیقراری طلسم مین پہونچی اور صدر عزت پر بیٹھکر تیاری استقبال عُمر مین مصروف ہوئی مگر اسطرف مجروح خنجر ادا و ندلوح تیغ جفا ایرج دلدادہ دلربا کا حال بیان ہوتا ہے کہ یہ شیفتہ جمال ملکہ رہ بیٹکر غم دل فرقت کاہش مین لیکر مع لوح طلسم آگے چلے وہ نور کا تڑکا ٹھنڈھی ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی روسپید آہ سرد بھرتا ہے سرد مہری فلک نے کافور سحر کا مرہم ہر زخم دل وجگر بنایا ہے سوزش داغ دل کے لیے آفتاب کا پھاہا چڑھانا چاہیے وہ سہانا جنگل اُس گلرو کے جانے سے سُونا سونا ہوگیا تھا ہر کوہ فرہاد کیطرح سر سے جوے خون بہاتا تھا جب آفتاب کا عکس آبشار قلعہ کوہ مین نظر آتا تھا شہزادہ جوش وحشت مین دامن صحرا کی دھجیان اُڑاتا تھا جب بشکل قیس غبار برباد کرتا تھا نخل ہر ایک چوب تابوت کشتگان تیغ مفارقت کا پتا بتاتا تھا ہر برگ جور شاہد بہار سے برنگ عاشق ہاتھ ملتا نظر آتا تھا شگوفہ ہنستا گلعذار کا

کھلکھلا کر یاد دلاتے روتی صورت بنا کر رلاتے جو چشمہ تھا وہ جوش گریہ زمین کا نشان دیتا آنسو درختون سے ٹپکتی یا ہر نخل روتا تھا جو شجر دشت و بغل یکدیگر نظر آتا یہ مجبور جانتا کہ محبوب سے یہ بھی رخصت ہوتا ہے مگر یار کا بغلگیر ہوتا اسکو بھی یاد آتا تو رو کر خطاب فرماتا کہ بموجب غزل

پھر ہو گئے خفا روٹھ گیا ہمسے وہ لالہ	اے داغ مبارک ہو تجھے منصب والا
کیا جانیے کس حال مین ہوئیگا عزیزو	دل آج مرا اسلمہ اللہ تعالی +
رُک رُک کے ترے ہجر مین اے رشک مسیحا	مرتا ہون مری اب کوئی جینے دو الا
شاید کہ تموارات کو سینے مین مرا دل	نے آہ نہ زاری نہ دم سرد نہ نالا
وہ آپ سے روٹھا ہین ملنے کا نظیرؔ آہ	کیا بیٹھا ہے چل پانون پہ اور اُسکو منالا

آخر آفتاب کی تمازت زیادہ ہوئی کچھ ہی دور راہ طے کی تھی کہ بار مفارقت نے بٹھا دیا تھک کر ایک جگہ پڑ رہا فرش خاک پہ لوٹنے لگا اور باد صبا سے یہ کہتا تھا کہ بمقتضائے غزل

اے باد مشکبو بگذر سوئے آن نگار	بکشا گرہ ز زلفش و بوئے بمن بیار
باو بگو کہ اے مہ نا مہربان من	باز آکہ عاشقان تو مردند ز انتظار
دل دادہ ایم و مہر تو از جان خریدہ ایم	بر ما جفا و جور فراقت روا مدار
اے دل بساز با غم ہجران و صبر کن	اے دیدہ در فراقش ازین بیش خون مبار
بلے خیال دوست پریش نظر شدے	چون بر وصال یار نداریم اختیار

اسی رنج و الم مین جب تیسرا پہر ہوا اور سہانا وقت صحرا مین تھا درخت ہرے ہرے گلہائے زخم داغ دل کو تازگی دینے لگے یہ بیچارہ یاس و حرمان کا بار دوش امید پر اُٹھا کر آگے بڑھا مگر لوح ملنے سے یہ ماجرا گذرا کہ دہنہ طلسم پر پہنچے درہ کوہ مین جو سیارہ شاپور کھڑے تھے گویا ہوے کہ اے خنظل ہم بھی طلسم مین جاتے مین کیونکہ شہزادہ فتاح طلسم ضرور ہے پھر ڈرنا بیجا ہے رفاقت کا یہی مزا ہے کہ ہر حال مین انسان شریک رہے خنظل نے کہا اگر تم جاتے ہو تو مین بھی چلتی ہون یہ کہکر مع عیارون کے داخل درہ کوہ ہوئی اور بعد طے مسافت راہ اس جنگل مین پہونچی کہ شہزادہ اور ملکہ جہان ملاقی ہوئے تھے دیکھا کہ ہار ٹوٹے پڑے ہین شراب کی بوتلین اور جام اوندھے ہین گویا اہل انجمن کی یاد مین سر جھکائے کچھ سوچتے ہین پھول لالے کے داغ دل دکھا وین زبان حال سے کہ رہے

ہین کہ اسی جگہ سے کسیکو داغ دل نصیب ہوا ہی بیت جابجا پھول یہ لالے کے ہین صحرا مین + چمکیا خون ٹپککر تری سودائی کا + حنظل نے کہا ای سیارہ یہان معلوم ہوتا ہی کہ کوئی بیٹھا تھا یہ کہکر خاک اُٹھاکر سونگھی اور خوش ہوکر کہا کہ شہزادے کے قدم مبارک کا پتا ملتا ہے غرضکہ تخت سحر پر بیٹھکر بعجلت تمام چلی اور ایک جگہ پہونچکر صداے نالہ و فریاد اسنے سُنی کہ کوئی مجنون دشت الفت کراہتا ہے غم دل زبان پر لاتا ہے اسنے کان لگاکر سُنا تو یہ سُنائی دیا کہ مسدس +

پہلے لگاکے دل کو مرے تونے اپنی چاہ
سمجھے ترا فریب ہم اے شوخ کجکلاہ
جب مر چکے ہم آہ تو لی تونے اپنی راہ
اچھی یہ رسم تونے نکالی ہے واہ واہ
دیدار مے نمائی و پرہیز میکنی +
بازار خویش و آتش ما تیز میکنی

حنظل اور عیار اُسجگہ اُترے شہزادے کو شعر عاشقانہ پڑھتے جاتے دیکھا حنظل اور عیارون نے روبرو آکر تسلیم کی اور مزاج پوچھا شہزادے نے کہا حالت طلسمی مجھپر طاری ہے اسی سے بیقراری ہے لوح طلسم بفضل خدا سے مین نے پائی ملکہ تران دختر کوکب نے بھجوا دی اسلیے کہ عمر کا کوکب سے ربط ہوا ہے سارا حال جو زبانی ملکہ کے سنا تھا بیان کیا یہ نہ بتایا کہ ملکہ خود آئی تھی اور مین اسپر عاشق ہوا ہون یہ اسلیے نہین کہا کہ ملکہ چلتے چلتے منع کر گئی تھی کہ میرا راز ظاہر نہ کرنا الحاصل لوح ملنے سے حنظل خوش ہوئی اور سمجھی کہ یہ لوگ بڑے صاحب اقبال ہین اسیطرح شاہ جادوان کو بھی یہ قتل نہ کرینگے غرض یہ سب ملکہ مع شہزادہ ایک جگہ ٹھہرے اور مصروف راحت ہوئے مگر حال سنیے کہ جب گم بران صحرا سے طلسم مین رہی اس صحرا کی محافظ ساحرہ وابستہ سحر ملکہ ہے جب ملکہ چلی گئی اُسوقت بسبب لوح کے شہزادے کا تو کچھ کر نہ سکے مگر خدمت آئینہ دار مین گئے اور مجرا کرکے عرض پیرا ہوئے کہ اے پادشاہ عالیجاہ طلسم کشا صحراے طلسم مین داخل ہوا اور جب سے صحرا مین آیا ہے ہم لوگون پر عجب سانحہ گذرا کہ سحر فراموش ہوگیا اور جب گھر سے نکلتے تھے تو سواے ایک دیوار سرخ یاقوت کے اور کچھ نہ دیکھتے تھے پھر جب وہ دیوار موقوف ہوئی تو ہماری نگاہ مین باہر آنے سے تاریکی نظر آتی تھی حاصل یہ کہ کسی طور سے ہم طلسم کشا کا حال دریافت نکر سکے آج ہمکو سحر بھی یاد آیا اور ہمنے اسکو گرفتار کرنا چاہا مگر اُسکے پاس لوح طلسم ہے ہم کچھ نہین کر سکتے باقی خیریت ہی یہ سنا تھا کہ آئینہ بدحواس ہوگئی اور چاہتی تھی کہ خود

جائے اُسوقت بہن آئی شعلہ دار جو طلسم کوکب سے چلی تھی آکر پہونچی اور بہن سے ملی حال پوچھا آئینہ
کل کیفیت بیان کرکے مستفسر ہوئی کہ بہن ملکہ بُرّان کا حال تو کہو کہ وہ کسطرح ہین شعلہ نے کہا کیا حال اُنکا
پوچھتی ہو وہ شریک مسلمانان ہوئین عمر عیار وہان آیا اسکے استقبال کو تمام ناظم بلائے گئے ہین بڑی
تیاری ہورہی ہے تمہارا خط مین نے دکھلایا تھا ملکہ کو اُنھون نے مجھکو تاکید حکم دیا کہ جاکر لوح ایرج کو دلادے اِس کیفیت
کو سنکر آئینہ اور زیادہ گھبرائی اور کہا معلوم ہوا کہ لوح طلسم کشا کو ملکہ نے لوحدار سے دلادی محافظان صحرا ہین
عرض کرگئے ہین کہ لوح اُسکے پاس ہے لے بہن تم جاکر دریافت تو کرو کہ لوحدار کس فکر مین ہے مین فکر
گرفتاری طلسم کشا کرتی ہون شعلہ دار اسکے کہنے سے لوحدار کے مکان پر گئی اُسے تعظیم کرکے بٹھا دیا
حال پوچھا اِسنے سارا حال بران اور عمر کا بیان کیا لوحدار تو واقف ہوچکی تھی ہی اب تصریح دار حال سُنکر
گویا ہوئی کہ اے بہن شعلہ دار سنو ہمکو اور تمھین لازم ہے کہ طلسم کشا سے چلکر ملجائین کیونکہ ایک تو مسلمان
صاحب اقبال ہوتے ہی ہین دوسرے کوکب ایسا پادشاہ جب اُنکے شریک ہوگیا پھر اس طلسم کا بچنا غیر
ممکن ہے شعلہ دار نے کہا آئینہ مجھکو مار ڈالے گی لوحدار بولی کہ جب لوح طلسم کشا پاس پہونچگئی
تو آئینہ کیا کرسکتی ہے پھر اُسمین کیا طاقت رہے گی ہان افراسیاب سے مدد طلب کرے اور
وہ خود آئے تو شاید آئینہ لڑسکے سو افراسیاب کے مقابلہ کرنے کو کوکب موجود ہے مین بہن تمہارے
بھلے کو کہتی ہون اگر تمکو جان و مال اپنا بچانا منظور ہے تو میرے ساتھ چلو اور بہن تو تم جانتی ہو کہ ہمیشہ سے
مطیع کوکب ہون جبکہ وہ شریک ہے اُسکی مین بھی شریک ہون شعلہ دار کو سمجھانا اِسکا پسند آیا
اور سوچی کہ یہ سچ کہتی ہے پس گویا ہوئی کہ اچھا اے لوحدار جو تمنے کہا مجھے منظور ہے لوحدار نے کہا تو
اسیوقت میرے ساتھ چلو اور خدمت طلسم کشا مین چلکر ٹھہرو کیونکہ کچھ دیر مین بموجب ہدایت لوح
طلسم کشا آیا چاہتا ہے اور جب وہ یہان آجائے گا اُس عذر مین آپ سنو کہ ہمارے بھی جان جائیے
شعلہ دار نے کہا اچھا چلو لوحدار نے اپنے ملازمین کو بلاکر تمام مکان سپرد کیا اور اُن سے
کہا کہ مین ایک کام کو جاتی ہون تم ہوشیار رہنا یہ کہکر کچھ زر و جواہر لیکر مع شعلہ کے اسی صحرا
کی طرف جہان ملکہ نے اسکو بلایا تھا چلی خیال مین گذرا کہ طلسم کشا دہنۂ طلسم پر جو صحرا ہے اُسجا ہوگا یہ سوچکر
اسی طرف روانہ ہوئی اُس جنگل تک پہونچی تھی کہ راہ مین ایک درخت کے نیچے چند آدمیون کو بیٹھے پایا
یہ اُن کی سمت بڑھین اُدھر خنظل نے جو دیکھا کہ جادوگر آتے ہین شہزادے سے کہا کہ آپ

الگ ہو جائیے چند ساحر آئے ہین مین انکا حال کرتی ہون کہ کون ہین یہ کہکر آگے بڑھی اور ایک نارنج
سحر پڑھکر مارا لوحدار نے دستک دی کہ نارنج زمین گر کر سما گیا اور اُسنے پکار کر کہا کہ بارادۂ اطاعت ہم
آئے ہین کوئی دشمن نہین ہین بلکہ ہم ملازمان ملکہ براّن ہین یہ سنتا تھا کہ شہزادے نے خنظل کو
منع کیا اور آپ آگے بڑھا لوحدار نے دوڑکر سر پانؤن پر رکھدیا شہزادے نے سر اسکا سینہ سے لگایا
پھر شعلہ دار کی ملازمت ہوئی جب یہ دونون حلقہ اطاعت مین آچکین لوحدار جادو عرض رسا ہوئی
کہ حضور نے تامل درباب طلسم شکنی کیون فرمایا ہر چند کہ آپکا آئینہ تو کیا فلک غدار کچھ نہین کر سکتا ہے لیکن
دشمن کو مہلت دینا نچاہیے شہزادے نے اسکو کہنے سے وضو کیا اور لوح طلسم کو دیکھا اسمین کچھ معلوم
ہوا واضح ہو کہ لوح طلسم کی شکل قرعۂ رمال کے ہوتی ہے جیسا کہ اربعہ عناصر سے علم رمل وضع کیا گیا ہے
ویسے ہی طلسم بنانے کا حال اور اسکے باطل کرنے کا ماجرا حکمانے لوح طلسم مین رکھا ہے مثال اسکی یہ ہے
کہ چار نقطہ اس طرح پر دیے (⁘) انکو اسطرح پر منقسم کیا کہ اول نقطہ آتش دوسرا باد تیسرا آب چوتھا خاک
پس انھین چار نقطون کو چار مین ضرب دیا تو چار چوک سولہ ہوئے سولہ شکلین علم رمل مین بناکر قرعہ مین
کندہ کین اور ان شکلون کو تمام عالم سے حسب مزاج عناصر منسوب کردیا یعنی آتشی شکل کو مشرق سے منسوب کیا
اور مزاج گرم سے اور بیماریون مین صفرا سے قس علی ہذا جو اشیا کہ آتشی ہین اُس شکل کو اُسی سے نسبت
دی اور اسیطرح بادی شکل کو بادی چیزون سے اور آبی کو آبی چیزون سے اور خاکی کو خاکی چیزون
سے نسبت دیا پس رمال جب قرعہ پھینکتا ہے جسطرح کی شکلین قرعہ مین آتی ہین ویسا ہی حال دریافت
کرتا ہے کہ گو بظاہر وہ ایک چھوٹا سا قرعہ ہوتا ہے مگر تمام عالم کا حال اُس سے آئندہ
اور گذشتہ کا بتلا سکتا ہے ویسے ہی لوح بھی حکمانے بنائی ہے کہ طلسم کے رب النوع وہی ہوتے ہین
اور اُسکے ہر چیز کی پیدائش سے اطلاع رکھتے ہین پس لوح مین کچھ نشان ایسے بنا دیتے ہین کہ جس سے
حال یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسطرح سے یہ طلسمی مرحلہ اور شعبدہ باطل ہوگا طلسم کشا کے دل پر خدائے تعالی اُن
خطوط کے اور نقاط کے راز کو ظاہر کردیتا ہے کہ وہ اُس سے حال دریافت کرکے طلسم توڑتا ہے اور سوائے طلسم کشا کے
اور کوئی نہین پڑھ سکتا جسکی قسمت مین وہ طلسم فتح کرنا ہوگا اُسی پر حال لوح ظاہر ہوگا اور یہ بھی قید ہے
واسطے فتاح طلسم کے وہ شخص نسل پیغمبر سے ہو اور اپنے وقت کا صاحبقران عصر ہو اور ہر علم سے واقف ہو
اور مرد شجاع ہو اور نسل رستم و اسفندیار ایسے ہزار پہلوان کا اپنے جسم مین زور رکھتا ہو جب طلسم

فتح کرسکتا ہے اور پہلے رجوع بعالم غیب کرکے معلوم کرے کہ مین توڑنے والا اس طلسم کا ہون یا نہین اگر بشارت
ہو کہ ہان یہ طلسم تم فتح کرسکو گے اُسوقت قصد اُسکا کرے اور اگر مشعر یہ بشارت نہو تو ہرگز عزم نکرے اسلیے
جب اسد کو طلسم ہوش ربا مین امیر نے بھیجا تھا تو خواجہ زادون سے دریافت کرلیا تھا کہ طلسم ہوشربا
کی فتح کسکے نام ہے جب خواجہ زادون نے اسد کا نام تبلایا اُسوقت امیر نے بھیجا اور امیر کے بیٹے
ہر علم سے ماہر اور شجاع اور بنسل پیغمبر جناب ابراہیم سے ہین غرض آتا ہون مین مطلب پر کہ شاہزادہ ایرج
نے جب دیکھا کہ حرف لوح سے ظاہر نہوئے خیال مین گذرے کہ تو نے بشارت عالم الغیب سے
نہین پائی شاید تو فاتح طلسم نہین ہے بس آج رات کو عبادت صانع طلسم عالم کرکے فیض یاب بشارت
سے ہونا چاہیے یہ سوچکر چاہا کہ مصلّا بچھائیے پھر خیال مین آیا کہ اگر تو فاتح اس طلسم کا نہوتا تو یہ سامان بہم
نہ پہونچتا یعنے یکایک لوح نملتی تیغہ سحر دستیاب نہوتا شہزادی طلسم کی تیرے عشق مین قید نہوجاتی
یہ سب آثار فتح طلسم کے ہین اور اسکو بشارت غیبی سمجھنا چاہیے بس یہی سوچ رہا تھا کہ لوحدار نے
بڑھکر دست بستہ عرض کیا کہ حضور کے چہرۂ اقدس پر آثار فکر و تردد کے پائے جاتے ہین اسکا
کیا باعث ہے شہزادے نے فرمایا کہ اے لوحدار مین نے لوح کو دیکھا تو اُن مین کچھ ظاہر نہین ہوتا
اسی فکر مین ہون کہ کیونکر طلسم توڑون لوحدار نے یہ سنکر عرض کیا کہ واری یہ طلسم سخت زیادہ ہین
بانیان طلسم نے لوح ہر بنا کر اُسکو تاریک کردیا ہے اور اُسکی لاگ یہ رکھی ہے کہ سمت مغرب ایک دریا
ہے اُس دریا پر جاکر لوح کو جب طلسم کشا دکھاتے تو اُس دریا سے مچھلی نکلیگی کہ نام اُسکا ماہی سیمکین طلسم
ہے واقعی اسم بامسمیٰ ہے پس جب وہ مچھلی باہر دریا سے آئے تو اُسکے دو ٹکڑے کرے اور اُسکے
خون سے لوح کو دھوئے جب لوح مین حرف پیدا ہونگے یہ کنیز ازبسکہ لوحدار تھی اسوجہ سے حال
جانتی تھی آپ ایسا ہی کیجیے کہ اُسی دریا کی جانب روانہ ہوجیے شہزادہ یہ بیان سُنکر بہت خوش ہوا
اور بموجب اُسکے تبلانے کے اُسی جانب چلا یہ سب بھی ملکر زور سحر اُڑے اور عقب شہزادہ چلے عیار
بھی دونون صحرا مین پراگندہ ہوکر بطور مخفی چلے شہزادہ سیر طلسم کرتا کہین کوہ کہین دریا کسی جا دشت
پُر فزا دیکھتا روان تھا آخر بعد قطع منازل و طے مراحل اُسی دریا پہ گذر ہوا کہ جسکا پتا لوحدار نے
تبلایا تھا ایک دریاے زخار و تھار کو دیکھا کہ ایک ایک موج اُسکی مثال کوہ بلند ہوتی ہے حباب قہر سے
آنکھین نکالے ہین گرداب گردش بخت بدبختان یاد دلاتے ہین لجہ و لطمہ گھبرائے ہوئے دل کی طرح

جوش مارتی ہین جیسے دل بوکھلاتے ہین حباب اُسکے رشک حباب آسمان چشمہ خورشید روبرو اُسکی عظمت وجلال کے لرزان فرط ندامت سے برج آبی مین جاکر سرد ہوجاتا چہرہ اُسکا نام سُنکر زرد ہوجاتا بلکہ اُسی دریا مین غیرت سے ڈوبا نظر آتا جانوران آبی اُس قلزم زخار کے کنارے بیٹھے اتنے بڑے تھے ہو نسر سپہر کو شکار کرتے بلکہ اُن کے خوف سے کرگس فلک اور سیمرغ قاف اشیانہ کو مادر گھوسلے سے چرخ برین کے باہر نہ نکلتے ماہی زمین رو بروے نہنگ و لنگ ہوکر زیر زمین پوشیدہ ہ سرطان فلک مقابل سرطان سہما ہوا عکس آسمان کا اُس بحر مین جو ظاہر تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یم بے پایان آسمان غیرت سے پانی مین ڈوب گیا ہی کہ بمقتضاے ابیات

ابیات

وہ تھا بحر پُر جوش مثر حشدا	کہین اُسکا پیدا کنارہ نہ تھا
روانی مین تلوار کی جیسے دھار	مسلسل ہر اک موج تھی مثل مار
کہین اُسکا دیکھا ہے اکبار جوش	تو ہر عدو کے دل مین پیدا خروش
اگر جوش پر آکے وہ ہو روان +	تو بہتی پھرے کشتی آسمان +
اُسی بحر کا سُنکے مثرد عذاب	ہوا ہے سمندر کا دل آب آب

ایرج اُس قلزم بے پایان کے کنارے ٹھہرا تھا کہ خنطل ولوحدار و شعلہ پہونچین اور عیار بھی آگئے اور لوحدار نے عرض کیا کہ لے شہریار کوئی دم مین آئینہ یہان آئیگی اور بکھیڑا مچائیگی آپ عیارون سے فرمائیے کہ صحرا مین پراگندہ ہوکر صورت بدلکر پھیرین اور آپ کے حال کو دیکھتے رہین وقت بد پر آپ پاس آجائین اور مجھکو شاہ کوکب نے ایک سحر بتایا تھا کہ شاید تجھ سے لوح طلسم کبھی جاتی رہی تو بزور اس سحر کے احاطہ بنانا اور اسمین بیٹھ رہنا کوئی تجھکو گرفتار نہ کرسکیگا بس مین کنارے اِس دریا کے کسی مقام پر احاطہ سحر بناکر مع خنطل و شعلہ کے اُسمین بیٹھون گی جب آپ طلسم فتح کرینگے اُسوقت حاضر ہون گی شاہزادے نے یہ راے پسند کی اور اُسکو اجازت دی لوحدار وہان سے چلی اور ایک جگہ محکم واستوار دیکھکر ترسول سے گرداگرد اپنے دور تک کنڈلا کھینچا اور اُسمین بیٹھکر سحر پڑھنا شروع کیا کچھ دیر مین وہ کنڈلا چار دیواری سنگ سیاہ کی بنکر تیار ہوا اور ایسا ایک حصن حصین فلک تمکین بناکہ وزرویین شاہ ارجاسپ چین بھی سامنے اُسکے پست و ناپائدار تھا کہ

ابیات

بکے کاخ بُر تارک اندر سماک	نہ از دست رنج و نہ از آب خاک

حصارے ز سنگ ست نزدیک کوہ / پُر از سبزہ و آب دور از گروہ
چنان قلعہ بُد سر اندر سحاب / کہ بر وے نہ پرید پرّ ان عقاب
نبخے راہ بر وے و رے ساختہ / بسان سپہرے بر افراختہ

اس حصار مین لوحدار اور وہ دونون ساحرہ مقیم ہوئین اور عیار بھی جنگل مین جا کر صورتین بدل کر شاہزادے کی خبرگیری کرنے لگے یعنے قریب قریب اسی دریا کے پھرنے لگے یہان تو یہ ماجرا گذرا اور اُدھر جب شعلہ دار کو گئے ہوئے عرصہ گذرا آئینہ نے کتاب آئینہ طلسم نکالی اُسمین دیکھکر معلوم کیا کہ طلسم کشا سمت دریاے مغرب جاتا ہے لوحدار نے لوح اُسکو دیدی ہے اور شعلہ نے اطاعت کی ہے یہ دیکھتے ہی اسپر غضب طاری ہوا اور اُسیوقت نفیر سحر بجائی افسران فوج سے حکم تیاری لشکر دیا تین لاکھ ساحر غدّار اژدہا باز و بط و فیل و اسپ و ابر سحر پر تیار ہو کر سوار ہوا بیرقین اُڑنے لگین اندھیان بڑے زور شور سے پیدا ہوئین رال و تیل کے شعلے اُڑنے لگے ڈمرو اور نفیر و ناقوس بجنے لگے سامری و جمشید کے جے کی صدا بلند ہوئی آئینہ بھی تخت سحر پر بیٹھکر بصد قہر و غضب چلی کہ بموجب ابیات

جہان شد پُر از نالۂ کرنائے / ز نالیدن سنج و ہندی درائے
ہمہ فوج لشکر گروہا گروہ + / نہ بد دشت پیدا نہ دریا نہ کوہ +
شمار سپاہ آمدش صد ہزار / ہمہ شیر مردان و آہن گزار
ز دریا بدریا نہ بد ہیچ راہ / ز اسپ و ز پیل و ہیون و سپاہ

شہزادہ یہان لوح کو دوڑا کر دریا مین ڈالا چاہتا تھا کہ یکایک صداے دہل و نقارہ سے زمین و زمان مین تزلزل آنکلا ہوا اور بروے ہوا دریاے آہن موج مارتا نظر پڑا یعنے دیکھا کہ آئینہ تخت پر سوار تاج شاہی اور لباس فرمان روائی سے آراستہ آئی ہے اور تین لاکھ ساحر پشت پر اسباب سحر اور آلات حرب سے درست روان ہین کہ آفتاب چھپا ہے اسقدر کثرت لشکر کی پائی جاتی ہے ہر ایک ساحر مکّارہ و غدار ہے سحر مین جمشید روزگار ہے کانون مین کنڈل ڈالے ہین صورت بتینباک ہین مُنھ کالے ہین سحر مین آفت کے پرکالے ہین کہ بمقتضاے ابیات

ہر اک قد و کہ دودہ سامری / ہر اک حاکم کشوری ساحری
سیہ اُن کے مُنھ جیسے ہو کالی رات / ہر اک اہرمن صورت و بد صفات

ملے مُنھ پر اپنے عبیر و گلال | پیے نشہ آنکھیں کیے لال لال
سیہ مُنھ پہ سُرخی کی ایسی پھبن | کہ ہو چاند کو جس طرح سے گہن

شہزادہ اِن کی آمد دیکھکر ٹھہر اتھا کہ آئینہ تخت سے اُتر کر دست بستہ سامنے آئی اور براہ مکاری یا ہوئی گو
کہ اے شہریار گردون وقار میرے طلسم کو باطل کرنے سے کیا فائدہ آپ اس مچھلی کو نہ نکالیے مجھ سے
باج وخراج لیجیے اور مجھکو اپنی کنیز جانیے بلکہ بلور کو بھی مین نے چھوڑ دیا یقین ہے کہ خدمت مین آئین
آپ میرے ہمراہ قلعہ طلسم مین تشریف فرما ہوجیے تاکہ عقد ملکہ کا آپ سے ہو جاے شہزادے یہ تقریر
سنکر خیال کیا کہ جب بادشاہ طلسم اطاعت کرتی ہے تو پھر کیا ضرور ہے کہ محنت طلسم شکنی گوارا کیجیے اور
اُسکے ملک کو برباد دیجیے یہ سوچکر چاہتا تھا کہ آئینہ کے ساتھ جائے اُسوقت عیار جو ساحر بنے ہوئے
پھر رہے تھے فوج آتے دیکھکر قریب شاہزادہ آئے اور گفتگوے آئینہ سُنکر پکارے کہ اے شہزادے
اگر یہ براہ اطاعت آتی تو فوج ساتھ نہ لاتی معلوم ہوا کہ فقرہ دیتی ہے اگر بلور کو چھوڑ دیا تھا تو ساتھ کیون
نہ لائی اچھا اس سے کہیے کہ تو ٹھہر مین مچھلی نکال لون اور لوح ڈھولون تو تیرے ساتھ چلون یہ کہکر
عیار غائب ہو گئے اور شہزادہ ہوشیار ہوگیا اور آئینہ سے وہی کہا کہ جو عیار کہ گئے تھے وہ سمجھی کہ یہ اب
نہ گرفتار ہوگا بس افسران فوج کو للکارا کہ گرفتار کرو اِسکو فوج شہزادے پر چلی اور شہزادے نے جلد لوح
کو دریا مین ڈالا لوح کے دریا مین پڑنے سے ایک شور وغل پیدا ہوا اور بہت سے پتلے تیر وکمان لیے نکلے
اور فوج پر تیر افگنی کرنے لگے کہ فوج کا بڑھنا رکا اور ایک مچھلی دریا سے نکلی کہ جسکو دیکھکر اژدر دمان کا بھی
زہرہ آب ہو جاتا حوت فلک کلمۂ الامان زبان پر لاتا کہ بیت وہ مچھلی نہ تھی تھا دمان اژدھا + جسے
دیکھ ثور فلک کانپتا + شہزادے نے لوح دریا سے نکالی اور مچھلی پر تلوار ماری اُسکے دو ٹکڑے ہوگئے
اور لب ساحل سیل خون جاری ہوئی شہزادے نے لوح اُسی خون مین دھوئی پھر شور وغل بلند ہوا
بعد لمحہ کے جو دیکھا تو باغ مثل خاطر صافی دلان منور و روشن ہے اور بیان قمر نور افگن ہے لوح
طلسم آئینہ کی خون ماہی سے صیقل ہوئی اب صورت مطلب اُسمین نظر آنے لگی لیکن جیسے ہی لوح روشن
ہوئی وہ پتلے جو لڑ رہے تھے پھر دریا مین کود کر غائب ہو گئے لشکر ساحران شاہزادہ پر حملہ آور ہوا
شہزادے نے لوح کو دیکھا اُسمین اول حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی تحریر تھی پھر خطوط طلسمی ظاہر
تھے جس سے یہ معلوم ہوا کہ اے فتاح طلسم و اے سیاح این عجائبات جسوقت شورش کچھ فوج

کنارے دریا کے دیکھنا اسم اعظم کو دعائے قمر سے پڑھکر اُس فوج کی جانب پھونکنا کیونکہ یہ طلسم آئینہ ہے
اور لوح کو حکما نے شرف قمر مین بنایا اور قمر کا برج سرطان ہے اور قمر کا برج ثور مین تیسرے درجہ پر شرف
ہے اور قمر دشمن مشتری ہے پس بمقابلہ مشتری لوح بنی تھی اور مشتری مالک برج حوت و قوس ہے
اسی سبب سے مچھلی کے مارنے کا اور اُسکے خون سے لوح کے دھونے کا حکم تھا اور برج قوس کی رعایت
تھی جو چیلے دریا سے کماندار نکلے تھے اب تاثیر مقابلہ مشتری ختم ہوئی لازم ہے کہ دعائے قمر پڑھکر شاہزادے
نے دعا جو حاشیہ لوح پر لکھی تھی جلد جلد یاد کرکے پڑھی اور لشکر کیطرف پھونکی فوراً دریا کو تلاطم ہوا اور اسقدر بڑھا کہ
لشکر ڈوبنے لگا آخر ساحر پرواز کرکے بروئے ہوا جا کر سحر کرنے لگے لیکن سحر نے بسبب لوح کے شاہزادے پر
تاثیر نہ کی اور پھر اسنے دعا پڑھکر پھونکی دریا سے کچھ پریزادین سراپا زر و جواہر کا زیور پہنے سفید لباس قامت
رعنا پر آراستہ کیے نکلین کہ سب اپنے ہاتھ مین آئینے لیے تھین بس اڑکر بالائے فلک گئین اور ساحرون کو
وہ آئینہ دکھانے لگین جسنے آئینہ دیکھا بیہوش ہوکر دریا مین گرا اور ڈوب گیا یہ کیفیت آئینہ دار
دیکھکر حیران ہوئی اور تاب استقامت نہ لائی بھاگ کھڑی ہوئی فوج مین بہت لوگ غرق بحر فنا ہوئے
زورق زندگی طوفانی دیکھکر کل لشکر دبفرار لایا شاہزادے نے گوہر مقصد پایا بعد بھاگنے
عدو کے پھر جو دیکھا تو پریان آئینے لیے دریا مین جا کر غائب ہوئین شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا
اسمین معلوم ہوا کہ برج ثور برج زہرہ ہے اور اُسی مین قمر کو شرف ہے اسی باعث سے پریان
آئینے لیے نکلین تھین اب تجھے چاہیے کہ یہی دعائے قمر بساعت قمر پڑھکر اور دُرود مسعود جناب پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھکر دریا پھونکنا تاثیر قمر سے کشتی ہلال آسا چمکتی ہوئی کنارے از خود آئیگی
اسپر سوار ہوکر پار دریا کے جانا کسیطرح ہراس دل پر نہ لانا اور پار دریا کے پہونچکر پھر لوح کو دیکھنا خبردار
غفلت نہ کرنا کسلیے کہ یہان کا ہر ایک گل تیرے لیے خار ہے جو گنج ہے وہ مار ہے جو دوست ہے وہ دشمن
درپے آزار ہے شاہزادہ حسب ہدایت لوح ٹھہر رہا اور خیال کیا کہ آج دن دوشنبہ کا تھا پس اول ساعت
قمر کی تھی بعد اُسکے زحل کی پھر مشتری کی پھر مریخ کی پھر شمس کی بعد اُسکے زہرہ کی بعد اُسکے عطارد کی
بعد عطارد کے قمر کی دوسرے دور مین ساعت ہوگی اور ہر ستارہ دو گھڑی تیس پل اپنا عمل رکھتا ہے
اس حساب سے بعد نصف النہار پر دو گھڑی تیس پل کے ساعت قمر آغاز ہوگی پس یہ حساب کرکے
منتظر وقت رہا جب آفتاب وسط السماء سے گذر گیا اور دوپہر ایک گھنٹہ دن آیا ساعت قمر آغاز

ہوئی دعاے قمر پڑھکر دریا پردم کی بحر مین تلاطم ہوا اور ایک کشتی بسان ہلال چاندی کی چمکتی ہوئی اُس سمت سے دریا کے پیدا ہوئی اور چکر کھاتی قریب ساحل آئی یہ گوہر بحر شجاعت صدف زورق مین در آیا وہ کشتی ہوا کیطرح دوسرے کنارے کیطرف چلی اور دم بھر مین اُس پار پہونچی اس شناور قلزم جرأت نے جست کی اور ساحل مقصد سے ہمکنار ہوا کشتی سے اُترکر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ اے آشناے یم بے پایان طلسمات اس کنارے پر دم بھر توقف کر اور سیر دشت سے دل بہلا بعد ساعت قمر ساعت زحل آغاز ہوگی اُسوقت آگے قدم اُٹھانا قریب ایک پہاڑ کے گذر ہوگا وہان اژدر نظر آئیگا یہ اسما زحل جو حاشیہ لوح پر لکھے ہین سامنے اُس پہاڑ کے پڑھنا پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھنا شہزادہ حسب ہدایت لوح دو گھڑی کنارے دریا کے ٹھہرا رہا جب ساعت قمر تمام ہوئی اور ساعت زحل سے دورہ ساعت آغاز ہوا یہ آفتاب سپہر طلسم بصد جلال آگے بڑھا کچھ دور جاکر ایک کوہ شکوہ دیکھا کہ رفعت مین ہمسر چرخ برین ہے ہیبتناک اُسکی زمین ہے وہ ہر ایک مبان قعر دوزخ مُنہ کھولے غار دہان کے دہان اژدر دہان نظر آتے تھے کوہ کے بالکل سیاہ جہنم سے زیادہ تاریک پر چڑھنے کی راہ مثل صراط بال سے باریک کہ بمقتضاے

نظم

کبھی آہ مظلوم سے گر ڈرے
فلک اُسکے دامن مین آکر چھپے

جو دوزخ کی تاریکی مین ہو مقصور
تو اس کوہ سے لینے آئے ضرور

درے مین اُسکے ایک اژدہا مُنہ کھولے بیٹھا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ جہنم کا در کھلا ہے بمقتضاے

نظم

بگرد از دوزخ سیکے غار دید
تن اژدر از تیرگی ناپدید

بتاریکی اندر یکے کوہ دید
سراسر شدہ غار ازو ناپدید

برنگ شبہ روے و چون شیر موے
جہان پر ز بالاے و پہناے اوے

شہزادے نے اژدر کے سامنے ٹھہر کر اسماء زحل پڑھنا آغاز کیا جب وہ اسم تمام ہوا ایک مرد پیر دوسرے درے سے کوہ کے نکلا اور پکارا کہ ازدر طلسم یہ بیشک طلسم کشا ہے اسکی اطاعت کرنا اچھا ہے یہ کہکر قریب شہزادے کے آیا اور عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار کوہ دقار مین آپکا تابعدار ہون ہمیشہ اطاعت گذاری کرونگا بشرطیکہ لوح طلسم آپ مجھکو دین پھر مجھسے جو چاہین وہ کام لین شہزادے نے اسکو تو ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا مگر لوح طلسم کو دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ یہ پیر تاثیر زحل سے ہے اور کار زحل بکاری ہے

اور زحل و قمر باہم دشمن ہین اسوجہ سے لوح کو شرف قمر کی بنی ہوئی ہے یہ مانگتا ہو تو اس سے کہ کہ ای پیر مرد
جب تم اس اژدر کو مار ڈالوگے اُسوقت لوح پاؤگے شہزادے سنے یہ دیکھکر اس پیر سے کہا کہ آپ اگر مجھ سے
محبت رکھتے ہین اور اطاعت کرنے کا وعدہ کرتے ہین تو مجھکو بھی آپ ایسے بزرگ سے محبت ہوگئی ہے
آپکو لازم ہو کہ اس اژدر دمان کو کہ یہ موذی خدا کی مار اسپر دشمن قوم انسان ہے مار ڈالیے تو پھر لوح مجھ سے
لیجیے اُس پیر نے کہا کہ پہلے آپ لوح دیجیے تو مین اُسکو ہلاک کرون شہزادے نے فرمایا کہ چہ خوش آپ میرے
کون ہو جو مین آپ کو پہلے لوح دیدون قاعدہ ہو کہ جب انسان مزدوری کرتا ہے اُسوقت اُجرت
مانگتا ہے یا یونہین پہلے سے خواہان اجرت ہوتا ہو تم میرے کب کے رفیق ہو اور مجھ سے تم سے علاقہ
کون سا ہے سوای آج کبھی اور کی ملاقات و صاحب سلامت بھی نہین پھر میرا صاحب مین لوح پہلے
کیون دون ہان تم میرا کام کرو مجھ سے لوح اُسکے عوض مین لو پیر مرد یہ کلمات سُنکر معقول ہوا اور
ایک بلندی پر جا کر سنگ گران اُٹھا کر سر اژدر پر اپنے مارا کہ وہ اژدر سر پٹکر ہلاک ہوگیا بھیجا اُسکا
پاش پاش ہوگیا تمام پہاڑ مین تاریکی ہوگئی دیر تک زمانہ سیاہ رہا جب وہ اندھیرا مٹا وہ بڈھا شہزادے
پاس آیا شہزادے نے روشنی ہوتے ہی لوح کو دیکھا تھا اُسمین نکلا تھا کہ وہ پیر جب اژدر کو مار کے
آئے اور طالب لوح ہو کہنا کہ لوح حاضر ہے لیجیے لیکن اتنا کیجیے کہ اس اژدہے کو پھاند جائیے اور اُس
دریا مین کہ یہان سے تھوڑی دور ہے میرے ساتھ چلکر غوطہ لگائیے پھر لوح لیجیے غرض کہ اُس پیر نے
آتے ہی کہا کہ لے طلسم کشا مین آپکا کام کر آیا اب لائیے لوح مجھکو دیجیے شاہزادے نے کہا
لیجیے مجھکو دینے سے کب انکار تھا مگر لے پیر اس اژدر کو پھاند کر میرے پاس آئیے اور میرے ساتھ
چلیے آگے دریا ہے وہان حمام کیجیے کیونکہ لوح ایسی متبرک چیزیون پہننا نہ چاہیے اور جسکو انسان قتل
کرتا ہے پھر وضع خون خواری کے لیے اسکی لاش کو بھی پھاندتا ہے پس یہ دونون کام آپ کو کرنا ضرور
ہین جائیے اب دیر نفرمائیے پیر یہ سنکر اژدر پھاندنے گیا اور شہزادے نے پھر لوح کو دیکھا اُسمین نکلا کہ اے
شکنندۂ طلسم زحل و قمر ہر چند کہ دشمن ہین مگر از راہ عناصر دوست ہین یعنی زحل کا مزاج خاکی ہے اور
قمر کا مزاج آبی ہے اسی سبب سے یہ پیر مکار تمہارا کہنا مانتا ہے اب جو یہ آئے تو اسکو اپنے ہمراہ اُسی دریا
پر کہ جہان سے تم آئی ہو لیجانا اور اسکو نہلانا جب یہ غوطہ مار کر دریا سے نکلے گا تو گھوڑا اینجا لے گا باعث
اسکا یہ ہے کہ قمر کو زحل پر بسبب سعدیت کے غلبہ ہے یعنے قمر سعد ہے اور زحل نحس ہے پس سعد

نحس پر غلبہ رکھتا ہو فی الحال جب یہ گھوڑا نہ جائے تو اُن درختون پر جو کنارے دریا کے لگے ہین دیکھنا ساز و لگام وغیرہ ملیگی اس مرکب کو کھینچکر سوار ہونا اگر یہ کچھ شوخی کرے تو خوب مارنا یہ چلو ایک سمت سے جائیگا اور منزل مقصد تک پہونچائیگا شہزادہ لوح سے یہ حکم لیکر ٹھہرا تھا کہ وہ پیر اژدر کو پھاند کر آیا شاہزادہ نے فرمایا کہ اب تشریف لے چلیے اور دریا مین نہائیے پھر لوح گلے مین پہنیے پیر اُنکے ساتھ ہوا اور قریب دریا پہونچکر شہزادہ ٹھہرا اور پیر دریا مین کود کر غوطہ لگانے لگا اور باہر نکلا بدن سوزش ایسی پیدا ہوئی کہ کنارے پر بونٹنے لگا آخر گھوڑا بہت عمدہ کوہ طفل کوہ سرین بنکر تیار ہوا شہزادے نے درختون پر سے ساز و یراق اُتارا اور مرکب کے منہ مین لگام چڑھائی اُسنے شوخی اور اچھل کود کرنا شروع کیا شاہزادے نے دو گھونسے پسلی پر ایسی مارے کہ وہ کانپ کر تھم رہا شہزادے نے اُسکو کھینچکر درست کیا اُسوقت سامنے صحرا کی طرف سے ایک بڑھیا پیدا ہوئی کہ فرط نقاہت سے سر اُسکا ہلتا تھا اور بال جیسے روئی کا گالا سیاہ کپڑے پہنے لاٹھی پکڑے قریب آئی اور کہا کیون بیٹا جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اُسکے ساتھ یہی کرتے ہین کہ مارتے ہین شہزادے نے فرمایا کہ ایسا بھی ہوتا ہے مثل چلی آتی ہے کہ گدھے کو مار مار کر گھوڑا بناتے ہین وہ بڑھیا لگی منتین کرنے شہزادے نے لوح کو دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ اس بڑھیا سے کمند دین تھک گیا تھا بضرورت اِسکو گھوڑا بنا لیا ہے کوئی ہرج نہین ایسا ہوتا ہے آدمی ہی سے کام نکلتا ہے تم گھبراؤ نہین جو سامنے باغ کہ نظر آتا ہے وہان جاکر اُسکو آدمی بنا دیا جائیگا تمہارا جی چاہے میرا ساتھ چلو اسکے ساتھ چلے آنا شہزادے نے لوح سے یہ مضمون معلوم کرکے اُس بڑھیا سے کہا کہ بڑی بی کیا قباحت ہے جو مین نے اِسکو گھوڑا بنایا ہے کچھ چھین تو لیا نہین اسکے حق مین اور بہتر ہوا کہ تنگی گئی اور فراخی آئی خوش تمہاری سکھا دون گا بدچلن تھا چال اسکی بنا دونگا جو چاہتا تھا وہ کہ بیٹھا منہ مین لگام نہ تھی مین نے لگام چڑھائی سراسر اسکے ساتھ مین نے نیکی کی اگر تمکو بُرائی ثابت ہوتی ہے تو مین اُس باغ تک جو آگے ہین اِسکو لیجاؤن گا وہان جاکر آدمی بنا دونگا تم بھی ساتھ چلو اسکو لیتی آنا یہ کہکر جست کرکے اس مرکب پر سوار ہوا اور پٹھے پر دو تین کوڑے ایسے لگائے کہ وہ بلبلا کر طرارے بھرتا چلا وہ بڑھیا بھی پیچھے پیچھے چلی اب یہ آفتاب سپہر طلسم اس دور زحل مین مرتبہ کیوان جاہی پر پہونچا رخشان تابان کی ضیا سے دشت کو نورانی کرتا سبان سریع السیر فلک عجائبات تھا لوح قمر گلے مین ڈالے توسن زحل پر سوار رہ نورد صحراے طلسمات تھا یہان تک کہ بعد کچھ دیر کے ایک باغ سامنے سے دکھائی دیا جب قریب پہونچا دیکھا حصار باغ زمرد نگار ہے دروازہ ایک ڈال زمرد کا تراشا ہوا نہایت عمدہ

اور قطعہ اہے زنجیر اُسکی بنفر زنگان و ہر کو سلسلہ محبت مین اپنے اسیر کرے حلقہ اسکا حلقہ بگوش کرکے پابہ زنجیر کرے خضر اُس حصار مین بڑی چاہ سے آکر صومعہ اپنا بنا مین جنگل کی راہ بھولکر اسجا بستر الگا مین شہزادے نے دیکھا کہ در باغ بند ہے لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ مرکب سے کہو اُڑ کر اندر باغ کے لیجائے اگر اڑ کر لیجائیگا تو تنہا کہ آدمی بناؤنگا اور اگر نہ لیجائیگا تو آدمی نہ بناؤن گا شہزادے نے مرکب سے کہا کہ بڑے میان جو تمکو آدمی بنا ہے تو اُڑ کر اندر چلو اور اگر حرمزدگی کروگے تو مار ڈالونگا اور آدمی نہ بناؤنگا مرکب یہ سنکر پر پیدا کرکے در باغ اُڑ کر اندر آیا جیسے ہی آیا دروازہ اڑا اڑا کر گرا شہزادہ کود کر پشت مرکب سے الگ کھڑا ہوا مگر دروازہ گھوڑے پر گرا کہ وہ مرگیا شہزادے نے بقوت تمام دروازہ اُٹھا کر الگ پھینکا اور گھوڑے کو نکالا دیکھا کہ وہ مرگیا تھا شہزادے کو اسکے مرنے کا رنج ہوا مگر لوح کو دیکھا اسمین نکلا کہ اے فاتح طلسم یہ باغ منسوبات زہرہ سے ہے اور زہرہ اور زحل باہم دوست ہین اس مرکب کو یہان کسیطرح موت نہین ہے فی الجملہ کار زحل مکاری اور حیلہ سازی ہے اسنے دم چرایا ہے تم اس سے کہو کہ ای مرکب تو کیا دم چراتا ہے مین خود تجھکو مارے ڈالتا ہون یہ کہکر اسکو پکارنا یہ جی جائیگا شہزادے نے بموجب تحریر لوح مرکب کو جو دھمکا کر پکارا وہ جی اُٹھا اُسکو کچھ میوہ کھلایا باغ کی نہر کا پانی پلایا پھر اُسکو باندھکر آپ باغ کی سیر مین مصروف ہوا دیکھا کہ یہ گلشن نگارین ایسا سرسبز ہے کہ عطارد سپہر نے بھی یہ سرسبزی نہ دیکھی ہوگی ہوا وہان کی ہواخواہ بہار تھی طرفہ طرفہ گل کھلانے پر تیار تھی نئے نئے شگوفے باغبان بہار یہان لیکر آیا تھا فلک اخضر نے نیا شعبدہ بازیگری کرکے دکھایا تھا کہ سنبل کی بیل سرو پر چڑھی تھی گویا سرو قامتون اور شمشاد قدون کی زلف برسا بڑھ گئی تھی کہین نرگس قریب تاک انگور لگی تھی گویا چشم معشوق ٹٹی کی آڑ سے جھانکتی تاکتی تھی سوسن کی اور داہنے منہدی کی ٹٹی سے اسطرح ظاہر تھی کہ جیسے کوئی معشوق پردہ زنگاری سے مسی ملکر منہہ نکالے نوجوانان گلشن دہر کے دھوئین اڑایا چاہتا ہی نخچہ مرجان بر سر سنبل اسطرح چھپایا تھا کہ زلف شاہد چمن سنوارہ تانغا غنچے مٹھیان باندھے کھڑے تھے گویا زر گل چھپائے تھے جام لالہ احمر یاقوت نگار ایسے تھے کہ جسکے دیکھنے سے بیا۔ رون باغ کے ساغر چشم بادہ تراوت و نزارت سے مملو ہوجائین آنکھون مین مستی آجائے

دل وہان کی سیر سے نہ بھرے ایسی بیخودی چھائے

نظم

ہمہ سالہا روزش بہاران بدے	گلان چون رُخ گلعذاران بدے
جہانے زپیری شدہ نوجوان	ہمہ سبزہ و آبہائے روان

زمین بد پُر از سبزہ و آب نم — شد آراستہ ہمچو باغ ارم

شہزادہ سیر اُس بہار بانفزا کی دیکھتا قریب بارہ دری کے اُس باغ کی پہونچا وہ بارہ دری سراسر طلسم کی تھی کیا صفت اُسکی لکھی جائے حوروں کا قصر جنان چھوڑکر اسجگہ رہنے کو جی چاہے کہ ابیات

ایسا چمک رہا ہے تجلی سے یہ مکان — جس سے بلور کی بھی چمک شرمسار ہے
ایسے ہلال اسمین سنہری ہین دلپسند — ہر بار جنکے خم پہ مہ نو نثار ہے
گرد اُسکی جالی اور مجرہے درفشان — جو نقش اُسمین ہے وہ جواہر نگار ہے

پردے بادلہ نگار پڑے تھے خاطر بستہ کی گرہ کھولتے تھے شاہزادہ ہنوز اندر اُسکے قدم زن نہوا تھا کہ وہ بڑھیا جو ساتھ آئی تھی غل مچانے لگی اور باغ پر پچھاڑین کھانے لگی کہ دوڑو چور اس مکان مین آیا ہے سب مال غارت کیا چاہتا ہے شاہزادے نے دیکھا کہ اُسکے شور کرتے ہی سامنے سے بارہ ہزار ساحر آلات حرب سے آراستہ مرکبون پر سوار ظاہر ہوئے اور اونکے آگے آگے ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر تھا کہ سیاہی اُسکے چہرۂ نحس کی سواد زحل کو شرماتی تھی مار سیاہ کو غیرت سے پیچ و تاب مین لاتی تھی موشہائے صحرائی ہار مین گندھے ہوئے اُسکے گلے مین پڑے چار ہاتھ اور چار پاؤن اِسطرح سے کہ دو پاؤن اصلی شکل انسان کے اور دو کمر کے برابر سے پیدا ہوا کر تا بزانو پہونچے ہوئے ایک ہاتھ مین ترسول ایک مین منقل آتشین لیے اور دو ہاتھون سے چوہے کی دم تھامے چوہے لٹکائے منہ سے چور چور کرتا آتا ہی شہزادے نے اُسکو مع فوج آتے دیکھکر لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ یہ جو ساحر آتا ہی زحل صورت ہی دشمن لوح ہی کہ مقابلہ مین زحل کے لوح بنی ہی پس یہ باغ منسوبات زہرہ سے ہی اور زہرہ و زحل باہم دوست ہین اگر یہ اندر باغ کے آجائیگا تو مارا نجائیگا کیونکہ زحل کو خانہ زہرہ مین بسبب اسکی دوستی کے عروج ہی پس لازم ہی کہ غور کر تو ساعت قمر مین چلا تھا بعد اُسکے ساعت زحل ہوئی بعد زحل کے اگر اسوقت ساعت مشتری ہی تو باہر باغ کے جاکر تیر و کمان سے اِس ساحر کا مقابلہ کر اور اگر ساعت مشتری نہو تو باہر باغ کے نکلنا اور کسیجگہ اپنے تئین مخفی کرنا یہ ساحر باغ مین آکر تجھکو ڈھونڈھے گا پھر نکلکر جانے لگے گا اسوقت اِس سے مقابلہ کرنا یہ لوح کا حکم دیکھکر شاہزادے نے حساب کیا تو بقدرت خدا تعالے وہ ساعت مشتری ہی تھی کسلیے کہ یہ زحل کی ساعت مین آئے تھے اور ڈھائی گھڑی باغ کی سیر مین گذر چکی تھی پس مشتری کی ساعت معلوم کر کے شاہزادے نے باہر باغ کے قدم رکھا اور تیر بہر کمان مین پیوستہ کر کے اس ساحر کو ڈانٹا کہ باش اد

تیرہ سر چیرہ روزگار اپنے نعرہ کرکے ترسول پکڑ کر حملہ کیا شہزادی نے شست دشست کمان کھینچکر برابر کی اور تاک کر اُسکے ہدف سینہ پر کینہ پر تیر لگایا کہ توڑ کر پشت سے پار گذرا کہ بقتضائے ابیات

بمالید چاچی کمان را بدست	بچرم گوزن اندر آورد شست
ستون کرد چپ را وخم کرد راست	خروش از خم چرخ چاچی بخواست
چو سوفارش آمد بہنائے گوش	زچرم گوزبان بر آمد خروش
چو پیکان ببوسید سر انگشت او	گذر کرد از مہرہ پشت او

تیر کے پڑتے ہی وہ کافر گرا اور شور وغوغا اُس لشکر مین بلند ہوا تمام لشکر تیغ و تیرہ نیزہ و گرز لیکر لینا لینا کہتے چلے شہزادی نے بھی تیغ کو نیام سے کھینچا اور اُس لشکر پر آگرا پھر تو شمشیر صاعقہ عصا مثل برق شعلہ بار ہوئی خرمن ہستی کو جلانے لگی زمین وہان کی برنگ سنگ مرجان سرخ ہوئی خون کی ندی بہی کہ نظم

سبک ایرج رزم زن کان بدید	چو شیر ژیان نعرہ بر کشید
میان سپہ اندر آمد دلیر	ہے برخروشیدن نرہ شیر
زمانے دران دشت جولان نمود	زیار و ہنرہائے مردان نمود
زخون خاک میدان کین گشت سیر	زشمشیر شیران نیر ست شیر
کمند از کمین بر زجان میگرفت	زگرمی روان رار وان میگرفت
گہے سوے چپ شد گہے سوی راست	بگردید و از ہر کسے کینہ خواست
بہر سو کہ مرکب برانگیختے	چو برگ خزان سر فرو ریختے
فرو رفت و بر رفت روز نبرد	باہے نم خون و بر ماہ گرد

شام تک اِسیطرح سے شمشیر زنی رہی یہان تک کہ تیغ شعلہ فام آفتاب سپر زنگاری سپہر سے اُٹھا کر نیام مغرب مین ترک روز نے رکھی اور ہندوے شب کی مع فوج انجم آمد ہوئی کہ نظم

شب عنبرین ہندوے نام اوے	شفق دروے آشام از جام اوے
مہ و نور زراہ سر افگندگی	بگوش اندرون حلقہ بندگی

شاہزادی نے شام ہوتے ہی لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ ساعت مشتری مین تو باغ سے نکلا تھا اب مریخ کی ساعت گذرے کہ کار مریخ جنگ وجدل ہے ساعت شمس آگئی ہے اسوقت تو اِس فوج سے نکلجا کہ بارہ ساعت

دن کی پوری ہوگئین یعنے دوشنبہ کا دن اول ساعت قمر سے دن آغاز ہوا تھا تیس گھڑی مین شمس پر دور پورا ہوگیا اب یہ تجھکو فوج نہ دیکھے گی جاکر باغ مین آرام کر اس رات کا خاتمہ ساعت مریخ پر ہوگا یعنے صبح منگل کا دن اول ساعت مریخ ہوگی اور یہ لڑائی ساعت مریخ مین آغاز ہوئی اسیکی ساعت پر ختم بھی ہوگی رات بھر یہ فوج باہم لڑے گی شہزادہ حسب ہدایت لوح اُس فوج سے لڑتا ہوا باہر نکلا اور نگاہ لشکر سے غائب ہوگیا کسی نے اسکو نہ دیکھا یہ داخل باغ ہوا اور رات کو عبادت خالق مین بسر کرتا رہا از بسکہ وہ باغ منسوبات زہرہ سے تھا اس باعث سے اسکو خیال ملکہ بران بہت آتا تھا عشق سینہ مین جوش مارتا تھا باغ منسوب گل اُس گلبدن کی یاد دلاتے تھے غنچہ مسکرا یاد دہن مین رولاتے تھے جب بیقراری زیادہ ستاتی تھی تو یہ غزل لب پر لاتا تھا کہ

غزل

نالہ تا چرخ نہ پہونچا دلِ سودائی کا	نام جھنڈے نہ چڑھا ضعف مین رسوائی کا
قیس نے ڈھنگ اُڑایا دلِ سودائی کا	جو رنہ بھاپا نہ کسی نے مری رسوائی کا
آئینہ ٹوٹ گیا کسکی خود آرائی کا	پڑ گیا لوٹ مین نظارہ تماشائی کا
بیکسی آپ سے باہر نہین جانے دیتی	مجھ سے آباد ہے عالم مری تنہائی کا
نکلی جاتی ہے مری پاؤن کے نیچے سے زمین	پر قدم ہل نہین سکتا شب تنہائی کا
ہم مسیحا کے جلانے سے کہین جیتے ہین	دین کسی اور کو دھوکا تری گویائی کا
دردِ سر کھونے کو آئے تھے ترے در پہ ہم	لیچلے اور نیا روگ جبین سائی کا
لوٹ لے شوق سے ای صدمۂ فرقت مجھکو	پاسبان کوئی نہین ہے شب تنہائی کا
دھوپ بھی بھاگتی پھرتی ہے سیہ روزون سے	ڈر ہے پڑ جائے نہ سایہ کسی سودائی کا

رات بھر اسی جوش و خروش مین بسر کی جسوقت کہ طلسم کشائے روز گنبد مغرب سے طلسم سپہر مین آیا اور لوح سیمین قمر پر قبضہ کر کے طلسم ظلمت شب کو فتح فرمایا کہ

نظم

دوم روز چون چشمۂ آفتاب	بجنبید و بید ارشد سر ز خواب
تو گفتی کہ بر گنبد لاجورد	بگسترد خورشید یاقوت زرد

صبح کو بعد ادائے نماز شہزادہ گردن کش و سر فراز باغ کے باہر بر آمد ہوا گویا آفتاب برج سنبلہ سے نکلا دیکھا کہ وہ فوج اسیطرح لڑکر سب کٹ گئی ہے کوئی دو چار سوار باقی ہین اُسوقت تیغ کھینچکر شہزادے نے

اُنپر حملہ کیا وہ تاب حرب شہزادہ نہ لاسکے رو بفرار لائے جب کوئی حریف باقی نہ رہا شہزادے نے دیکھا کہ وہ بڑھیا اور وہ گھوڑا بنا ہوا اژدہا بھی غائب ہوگیے اُسوقت لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ بعد ساعت مریخ ساعت شمس ہوگی پس اس ساعت بھر باغ مین توقف کر جب یہ ساعت تمام ہوگی تو ساعت زہرہ آغاز ہے پس اُس ساعت مین زیر شجر بیٹھکر یہ اسما جو حاشیہ لوح پر لکھے ہین براے تسخیر موکیل زہرہ مین پڑھنا کہ موکل اُسکے تسخیر ہوکر پوشاک طلسمی لائین اور اسلحہ طلسمی حاضر کرین کیونکہ آگے تجھسے اور بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہوگا اور وہ بغیر اسلحہ طلسم قتل نہوگی یہ مضمون معلوم کرکے شاہزادہ اندر باغ کے آیا اور ساعت شمس تک اُس بوستان روح پرور کی سیر دیکھا کیا جب ساعت زہرہ آغاز ہوئی وضو کرکے چمنستان مین نیچے ایک درخت سایہ دار کے بیٹھکر عمل زہرہ کا آغاز کیا اب کچھ دیر شاہزادے کو مصروف عمل خوانی یہ کمترین مترجم رکھتا ہے اور حال لشکر ظفر پیکر

صاحبقران عالیجاہ اور لقاے گمراہ کا لکھتا ہے لمولفہ

کدھر ہے تو اے ساقیِ تند خو — لگا پھر مرے منھ سے لاکر سبو
کہان تک مصلے پہ بیٹھا رہون — کہان تک مین واعظ کی باتین سنون
ہے تر دامنی بہتر اس بات سے — کہ رو دون گنہ کے مکافات سے
از ان آب رنگین تر دیگ من — بہ از آنکہ نفرین کند پیر زن
کرامت دکھا دے مجھے جام کی — حمیت مجھے آئے اسلام کی
وہ بادہ پلا دے مجھے تیز و تند — کہ ہووے نہ تیغ زبان میری کند
رہے باڑھ پر میری طبع روان — رہے تیز تیغ قلم کی زبان
اُمنڈنے کو ہے فوج کی پھر گھٹا — کھلین گے مرے زخم بے انتہا
مجھے بھی پلا بادۂ لالہ رنگ — دکھاؤن بہار گلستان جنگ
کنون اے سخن گوے بیدار مغز — یکے داستانے بیار اے نغز

پرچم کشایان رایت خامہ تحریر نصرت قرین و علمداران لشکر فیروزی اثر مضامین شقہ لواے داستان کو معرکہ بیان مین باہتزاز صباے تحریر سطح اُڑاتے ہین اور صفوف کارزار افسانہ طرازی میدان قصہ نگاری مین یون آراستہ فرماتے ہین کہ جب آفت شمشیر زن ماری گئی اور نازک چشم نے اسکی فوج سے وعدہ کیا کہ مین اہل اسلام سے عوض اُسکا لونگی چنانچہ ایک دن یہ دربار مین بیٹھی تھی

کہ بختیارک نے ہمکو ترغیب جنگ دلائی کہا کہ ایلکہ تمہارے آنے سے سوفار کا لڑنا بھی موقوف رہا اور طلسم سے بھی کوئی اور ساحر افراسیاب نے نہ بھیجا نازک چشم نے خفا ہو کر کہا کہ ملکجی میں کیا منع کرتی آپ جسکو جی چاہے لڑوائیے اور طلسم سے بلوائیے بلکہ مین جاتی ہون نہ یہان رہون گی نہ خلل اندازی کرون گی لقا یہ کلام سنکر بولا کہ ای بندے قدرت تجھکو آزردہ ہونا نہ چاہیے شیطان قدرت تجھ سے منتا ہے اِسنے یہ عذر خداوند کا سنکر سجدہ کیا اور شام تک مصروف میخواری رہی جب طاق مینا فام آسمان سے شیشہ آفتابی آفتاب میکدہ مغرب مین کھا گیا اور ساغر سیمین ماہتاب انجمن انجم مین دور پذیر ہوا نظم

چو خورشید سر سوئے خاور نہاد	شب از تیرگی تاج بر سر نہاد
خروش تبیرہ ز میدان بخواست	ہمے خاک با آسمان گشت راست
از آواز صبح و دم کرناے	تو گفتی بجنبید میدان ز جاے

یعنے حکم سے نازک چشم کے طبل جنگ بجا سمع ہمایون بادشاہ اسلام مین صدا اُسکی آئی اور ہلکارون نے بھی خبر عرض کی اِسطرف بھی نقارہ اسکندریہ چوٹ پڑی رات بھر تیاری آلات حرب ہا دروں مین رہی اُسطرف ساحر سحر جگاتے رہے پوتین ہلاتے رہے لڑنے والون نے آسن شب کو ہتقدر صاف کیا کہ چمک سے تلوارون کے ہر طرف سفیدہ سحر کا گمان ہوتا تھا آئینہ آفتاب عکس افگن نظر آتا تھا زنگی شب تیرہ فام بھاگا چاہتا تھا شمشیر زن تیغ حوصلہ جنگ پر سر دینے کے ارمان کی باڑہ رگھتے تھے خنجر گذار نیام سے نکالکر پیتا دیتے تھے کہ اسیطرح ارمان بھی نیام دل سے شجاعت کے نکلینگے غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جسدم کوس رحیل عسکر شب کی صدا آئی یعنے صبح کی نوبت بجی اور سواری سلطان خاور کی بعد تجمل میدان فلک مین آئی

کہ ابیات

چو روز درخشان بر آورد چاک	بگسترد یاقوت بر تیرہ خاک
چو آن جامۂ شعر بفگند شب	سپیدہ بخندید و بکشاد لب

امیر سجدگر پاس سے در دولت پر آئے بادشاہ عالیجاہ بھی بر آمد ہوئے ہر ایک کا مجرا ہوا سواری شاہ نصفت نشان کی سوے دشت کارزار با سپاہ جرار چلی گرد سپاہ سے روے روز روشن سیاہ تھا سر گرد تا باہ تھا نظم

ز گوش و ز گرز و ز تیغ و ز گرد	سیہ شد زمین آسمان لاجورد
بیامد نشست از بر پیل شاہ	نہادہ بسر بر ز گوہر کلاہ

یکے تاج بر سر ز زر و گہر — بجنگ اندرون گرزہ گاؤ سر
زخوشاب و زر و زبر جد کمر — بباز و دو بارہ ز یاقوت و زر
یکے مہرہ در جام و در دست شاد — بکیوان رسیدہ خروش سپاہ
تو گفتی بدام اندرست آفتاب — وگرگشت خستہ سپہر اندر آب
ز دریا تو گوئے کہ برخاست موج — سپاہ اندر آمد ہے فوج فوج
ہزاران پس پشت او سرفراز — عنان دار با تیرہ ہاے دراز
تو گفتے کہ گیتے ہمہ زیر اوست — ہر سروران زیر شمشیر اوست

سی کر فر سے میدان نبرد مین پہونچکر ٹھہرے تھے کہ آسمان پر لکہ ہاے ابر پیدا ہوئے اور بجلیان چمکی نظر آئین کالی کالی بیر قین اڑتی ہوئی دکھائی دین سواریان ساحرون کی میدان مین اُترین ہاتھی پر **لقا** سوار ہمراہ اُسکی لاکھ سپاہ نابکار ظاہر ہوا اور رزمگاہ مین پہونچکر حکم صف کشی دیا ساحرون نے صف کھینچی **نازک چشم** بھی آگے تخت بڑھا کر کھڑی ہوئی اسطرف بھی میمنہ و میسرہ وغیرہ درست ہوا قلب لشکر مین تخت شاہی ٹھہرا **امیر** بعد سپہ سالاری چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوئے علم اژدہا پیکر کے چھتیس شقہ **ابو المعدن گرو** نے سر پر کھولدیے آئین سے صدائے یا صاحبقران یا صاحبقران آنے لگی میدان مین خوشبوے مشک و عنبر پھیلی نقیب بولنے لگے کڑکیت کرکا کہکر ہٹے تھے کہ **نازک چشم** تخت سے اُتر سامنے **لقا** کے گئی اور سجدہ کرکے اجازت خواہ حرب ہوئی اُس گبر نے کہا مینے اپنے بندہ قدرت کی سپرد کیا جا اور کام حریف کا تمام کر یہ سُنکر اُسنے رُخ سمت میدان کیا اور جاے معاف پر پہونچکر سحر نیرنگیان دکھانے لگی پھر شور مبارز طلبی بلند کیا اسطرف سے **علمشاہ** نوجوان نے استر مالا کبود فرنگی کو دست چپ کیطرف سی لشکر کے نکالا کُل دست چپ کیطرف کی فوج پیادہ ہوگئی اور علم لشکر جلوہ پذیر ہوئے شہزادہ والا جاہ قریب تخت شاہ آکر دست بستہ اجازت حرب کے خواہان ہوئے بادشاہ نے خلعت دیا اور سپرد خدا کیا شہزادہ مرکب پر دوبارہ بیٹھکر روانہ ہوا اور بسرعت تمام تر مقابل **نازک چشم** پہونچا اُسنے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اور کہا کہ اے شہزادے مجھ سے کیا مقابلہ کرتے ہو اپنے خدا کو پہچانو اور جاؤ اُسکی خدمت مین حمزہ کے بہکانے مین نہ آؤ یہ سننا تھا کہ شہزادے کی عقل زائل بزور سحر ہو چکی تھی مرکب اُڑا کر سمت لقا راہی ہوئے اور اُسکے ہاتھی پاس جاکر ٹھہرے **نازک چشم** نے پھر نہیب دی اسطرف سے جمہور

پسر خوانده امیر نے بادشاہ اجازت لیکر باگ اُٹھائی جب رو برو اُس قحبہ کے پہونچا اُسنے سحر پڑھکر دستک دی اور اُسسے بھی وہی کہا جو علمشاہ سے کہا تھا یہ بھی اُسیطرف چلے گیے ادھر پھر یہ للکاری کہ اور جسکو دعوے ہو وہ آئے اِسطرف سے سرداروں نے شروع کیا اور مسحور ہو کر اطاعت لقا کرنا اختیار کیا غرضکہ ایک سو بیس سردار یونہین جاکر مسحور ہوئے اُسوقت امیر نے چاہا کہ مین مقابلے کو جاؤن مگر بختیارک سمجھ گیا کہ میدان فرق ہوا ہے حمزہ آیا چاہتا ہے اُسنے فوراً حکم دیا کہ طبل امان بجے کیونکہ آج دن تھوڑا ہی خداوند فرماتے ہین اب مقابلہ کل ہوگا بموجب اسکے حکم دینے کے طبل آسایش پر چوب پڑی لشکر میدان سے پھرے بادشاہ رنجیدہ خاطر داخل بارگاہ ہوئے سرداران لشکر مدت سے قید ہوتے چلے آتے ہین اِس سبب سے اب بہت کم باقی رہگئے ہین کیونکہ مہنت واخگر وسوفار وغیرہ ایک کی لڑائیون مین قید ہونا بیان ہو چکا ہے ابتک رہائی نہین ہوئی چنانچہ آج بھی ایک سو بیس سردار پر آفت آئی یعنے لقا جو پھر کر بارگاہ مین گیا نازک چشم نے اُن سردارون کو زندان مین بھیجدیا اسلیے کہ حمزہ مالک باطل السحر ہے وہ ایسا نہو اپنے آکر سحر اُتار دے غرضکہ تمام ساحر بعشرت تمام بیٹھے سامنے خداوند کے ناچ ہوا کیا جب رات زیادہ گئی دربار برخاست کرکے لقا آرام کرنے گیا نازک چشم بھی اپنے خیمے مین آئی اور سحر پڑھا کہ جو کوئی آئے مجھ کو خبر ہو جائے پیر سحر کے نگہبانی کرنے لگے ادھر تو یہ انتظام ہوا اُسطرف لشکر اسلام مین عیارون نے جب بادشاہ کو رنجیدہ دیکھا چاہا کہ جاکر اس ساحرہ کو مارین اور سردارون کو چھڑا لائین غرضکہ چالاک وابوالفتح وسرہنگ وبرق خطائی چار عیار چلے اور راہ سے چارون الگ الگ ہوگیے اتفاقاً ابوالفتح کو راہ مین ایک خدمتگار ملا کہ اُسکی نوکری دو پہر رات گیے کی تھی چنانچہ اسیوقت اپنی جگہ سے سمت بارگاہ ملکہ نازک چشم نوکری بدلوانے جاتا تھا اِسنے اُسکو پکارا کہ کون جاتا ہے خدمتگار نے نام بتایا ابوالفتح اِسکے قریب آیا اور کہا بھائی وہان نجاؤ ملکہ نے سبکے آنے کی ممانعت کی ہے خدمتگار نے دیکھا کہ ایک ساحر معزز مجھے خبر کہتا ہے شاید ایسا ہی ہو مستفسر ہوا کہ بھائی ممانعت کی کیا وجہ ہے اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ آؤ مین تمھین تماشا دکھاؤن وہ حیران ہوکر اِسکے ساتھ چلا ایک ایسے مقام پر اسکو لایا کہ طلایہ لشکر کا اُدھر نہ آئے غرضکہ وہان اُسکو حباب مار کر بیہوش کیا اور اُسکی ایسی صورت بنکر کپڑے اُسکے پہنکر اور اُسکو کسی غار مین ڈالکر آپ دربارگاہ پر آیا اور لمحہ بھر ٹھہر کر اندر گیا جیسے ہی اِس نے اندر

قدم رکھا نازک چشم کو بیر نے خبر دی کہ یہ جو ابھی خدمتگار آیا ہے یہ عیار ہے یہ پلنگڑی پر سے خبر سنکر اُٹھی اور ابو الفتح سے آنکھ ملا کر کہا کہ ارے آفتابہ اُٹھا لے مین چوکی پہ جاؤن گی اُسنے آفتابہ اُٹھا لیا وہ اُٹھکر اُسکے پاس آئی اور ہاتھ پکڑ کر بولی کہ تو پہرے پر سے کہان گیا تھا سامنے کیون نہ حاضر رہا اُسنے کہا حضور میرے پیٹ مین درد تھا براے رفع اشتباہ گیا تھا یہ سنکر وہ ہنسی اور چپکے سے کہا کیون اپنے جان دینے آیا ہے جا چلا جا اب نہ آنا مین ابکی چھوڑے دیتی ہون پھر آئیگا تو مار ڈالون گی ابو الفتح یہ سنکر بھاگا اور باہر بارگاہ کے پہونچکر بفن عیاری صحرا مین آیا وہان چالاک ملا اُس سے سب حال کہا کہ بھائی اسطرح اُس قحبہ نے مجھ کو پہچان لیا چالاک نے کہا برادر تم قسمت آزمائی کر آئے اب ہم جاتے ہین یہ کہکر جسطرح کی صورت ابو الفتح بنا ہوا تھا ویسے ہی صورت اپنی بنائی اور بارگاہ ساحرہ کیجانب چلا یہان بسبب اسکے کہ سحر کا بندوبست ہے اسوجہ سے پہرا چوکی نہین ہے طلایہ پھرتا ہے مگر روک ٹوک نہین ہے یہ سیدھا بارگاہ مین چلا گیا بیر نے پھر خبر دی کہ عیار آیا نازک چشم نے جو دیکھا تو وہی عیار ہے جو پہلے آیا تھا مستفسر ہوئی کہ اب کیون تو آیا یہ دوڑکر پاؤن پر گرا کہ ایملکہ راہ مین مجکو خیال آیا کہ ایسے بامروت بھی کم دیکھے ہین اور نہ ایسے بہادر نظر سے گذرے کہ دشمن کو قید کرکے پھر چھوڑ دین لہذا مین تو یہ جوانمردی تجھ شیر زن کی دیکھکر عاشق ہو گیا اب لشکر اسلام مین نجاؤنگا تیرے ہی اطاعت مین رہونگا خداوند سے خطا میری معاف کرا دیجیے گا اور اپنے پاس مجھ کو رکھیے گا نازک چشم اپنی تعریف سنکر بہت خوش ہوئی اور کہا تم بیٹھو بہت اچھے آدمی ہو تمہارا بڑا مرتبہ کیا جائیگا یہ عنایت دیکھ کر چالاک سلام کرکے بیٹھ گیا جب نازک چشم مطمئن ہو کر لیٹ رہی اُسنے بیٹھے بیٹھے پروانہ ہاے بیہوشی شمعون پر ڈالنا شروع کیے کہ لو سے شمعون کی دھوان بیہوشی کا بلند ہوا اور نازک چشم کی بھی ناک مین گیا اُسنے اسکی طرف پھر کے دیکھا اور سحر پڑھا کہ ہاتھ پاؤن اسکے بحس و حرکت ہو گیے مگر ساتھ چھینک اُسکو بھی آئی اور بیہوش ہو گئی چالاک مجبور بیٹھا رہا کیا کرے کہ دست و پا قابو مین نہ تھے اُسوقت برق پشت خیمہ پر بفن عیاری پہونچ چکا تھا سراچہ چاک کرکے اندر بارگاہ کے آیا چالاک نے کہا اے برادر بر وقت تم آئے مین بیہوش کر چکا ہون تم قتل کر ڈالو برق خنجر کھینچکر چلا کہ اُسکے دو ٹکڑے کرے مگر اسکے بیر تو نگہبانی کر رہے ہین ایک بیر نے پنجہ بڑھا کر خنجر پکڑ لیا اور دوسرے بیر نے اسکو بھی پکڑ کر پہلوے چالاک مین بٹھایا اُسنے کہا بھائی ہم بھی پھنسے اب کیا کرین اس اثنا مین

سرمنگ بھی سیاہ پوش بنا ہوا آفتاب پھاڑ کر اندر آیا پا ہتا تھا کہ **چالاک** سے پونچھے کہ پاؤن اُسکے بھی زمین مین جم گیے اِسنے بھی کہا کہ اے برادر ہم بھی اسیر ہوئے اِس عرصے مین ہر غل مچانے لگر کر دوڑ ملکہ کو چورون نے گھیرا ہے ساحر جو دور دور ملکہ کے حکم سے اُترے ہوئے تھے وہ دوڑ آئے اور بینے ملکہ کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اِسکی جب آنکھ کھلی تین عیار گرفتار دیکھے ہنسی اور کہا کیون ہو اب بتاؤ کہ تمہارا کیا حال کیا جائے خیر جب مین تمھارے سردارون کو مارون گی اُسوقت تمکو بھی قتل کرون گی یہ کہکر حکم دیا کہ زندان مین انکو لیجاؤ ساحران کو بھی قید خانے مین لیگئے اور جہان سردار قید ہین وہین اسیر کیا غرضکہ جب رات گذر گئی اور سپیدۂ سحر نے باختر سے پھیلنا شروع کیا **بیت** چو بگذشت نیمے ز گردان سپہر • درخشندہ خورشید نمود چہر • صبح کو **لقا** تخت نکبت پر بارگاہ مین بیٹھا تمام لقا پرستون اور ساحرون اور کوہیون سے بارگاہ معمور ہوا **نازک چشم** بھی حاضر ہوئی سجدہ کرکے ذنگل پر بیٹھی عیارون کا شب کو گرفتار ہونا کہا **بختیارک** سارا ماجرا سنکر گویا ہوا کہ اے ملکہ تم بڑی صاحب نصیب ہو جو عیار گرفتار ہوئے اب انکو زندہ نرکھو اِسنے کہا ملکہ آج طبل جنگ بجواکر حمزہ اور بادشاہ کو کل پکڑ لاؤن تو پھر سب کو راہ عدم دکھاؤن **بختیارک** نے کہا حمزہ کا جبتک مقابلہ نہین ہوا اُسوقت تک خیر ہے ادھر اُسکا سامنا ہوا اور تم نہین اُسنے کہا آج مین اُسکی بھی تدبیر کرتی ہون یہ کہکر اور تا دیر ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آئی ایک جگہ لیپ کر سحر کرنے بیٹھی آگیارگی جوت کھڑی کرکے منتر پڑھنے لگی ملازمون کو خوف عیاران سے باہر نکالدیا یہ تو اِس کام مین مصروف ہے اور بارگاہ **لقا** مین جشن ہو رہا ہے ناچ اور شراب کا جلسہ ہے ہر شخص فرطِ عشرت سے مست و لایعقل بنا ہے لشکر اسلام مین بادشاہ سریر جہانبانی پر متمکن ہین اور باقیماندہ سردار حاضر دربار ہو کر گرد شاہ حلقہ فگن ہین **امیر** بھی مسجد سے آکر ذنگل آصفی پر جلوہ گستر ہوئے ہین کہ **ابو الفتح** نے آکر تمام حال رات کا عرض کیا بادشاہ نے اسیری عیاران پر افسوس فرمایا امیر نظر بہ فضل کریم کارساز کرکے چپ ہو رہے جب دن زیادہ آیا نواب ناظر نے آکر عرض کی کہ حضور کے دوست شاد دشمن پامال رہین ملکہ **گردیہ بانو** مادر شہزادہ **بدیع الزمان** نے عرض کیا ہے کہ بسبب مفارقت فرزند کے میرا حال نہایت پریشان ہے چنانچہ حضور آج یہین خاصہ نوش فرمائین اور میرے حال زار کو بھی دیکھین کچھ کیفیت طلسم کی مجھ سے بیان کرین تاکہ دلکو تسکین ہو زیادہ اقبال و دولت کی ترقی رہے یہ حال خواجہ سرا سے سنکر امیر اُٹھے اور بارگاہ سے نکلکر شبستان **گردیہ بانو**

کیطرف چلے جب درگاہ پر پہونچے ملکہ نے خبر سنکر استقبال کیا اور دروازہ پر آکر ہاتھ پکڑ کر باتین کرتی لیچلی اور مسند زر پر لاکر بٹھایا گائین طلب ہوئین سامنے گانے لگین جلسۂ ماہر دیان سے شبستان مثل گلستان پر از رنگ و بو نگار خانۂ چین کو اسکی دیکھنے کی آرزو **نظم**

گرفت آن زنان دست شوہر بدست ۔۔۔ برفتند ہر دو بکردار مست
سوے خانۂ زر نگار آمدند ۔۔۔ بران مجلس شاہوار آمدند
بہشتے بد آراستہ پر ز نور ۔۔۔ پرستندہ ہر پاے در پیش حور
ابا یارہ و طوق و با گوشوار ۔۔۔ ز دیبا و گوہر چو باغ و بہار
عقیق و زبرجد نر و ریختند ۔۔۔ مے مشک و عنبر بر آمیختند
بدیباے چینی بیاراستند ۔۔۔ طبقہاے زرین بہ پیراستند

ملکہ نے بعد کھانا کھانے کے حال طلسم پوچھا امیر نے ملکہ کی تسکین فرمائی اور کہا لڑائی طلسم مین ہو رہی ہے عمر تدبیر کرنے سنا ہے کہ اور کسی طلسم مین گیا ہے تم گھبراؤ نہین ہٹیا تھا مع الخیر آیا چاہتا ہے یہ فرما کر ہمراہ ملکہ دروازہ تک شبستان کے آئے پھر ملکہ کو رخصت کرکے آپ جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوئے وہان ملکہ نازک چشم کا سحر پورا ہو چکا تھا امیر بارگاہ سلیمانی تک نہ پہونچے تھے کہ سحر نے تاثیر کی کلیجے مین شدت درد کی ہوئی ایسے جگر تھام کر بیٹھ گیے پیادل چوبدار خدمتگار وغیرہ جو ساتھ تھے انھون نے غلغلہ کیا پہلوان عادی درگہ سالار بارگاہ دروازہ بارگاہ پر بیٹھا اسنے جاکر بادشاہ سے عرض کیا شاہ اور تمام سردار دوڑے آئے ہوا دار پر ڈالکر سمت بارگاہ سلیمانی لیچلے امیر کے چہرے کی رنگ نہایت تغیر ہے یقین ہے کہ روح قالب سے پرواز کر جائے اور بیہوش ہین سردار بارگاہ سلیمانی مین اسلیے نہ لائے کہ وہان دربار عام ہے ہر وقت افسران فوج کی آمد و رفت ہے اژدہام ہے امیر کو زیادہ بے چینی ہوگی پس بارگاہ حشامی متصل بارگاہ سلیمانی تھی اسمین لاکر پلنگڑی پر لٹا دیا اور خواجہ بزرجمہر کے بیٹون کو بلوایا خواجہ زادون نے آکر بادشاہ کو نذر دی پھر تختی پر قرعہ پھینکا اور بہ نیت صحت امیر زائچہ کھینچا جب سولہ شکلین رمل کی سولہ گھر مین رمل کے بھر چکے تو خانہ بیماری اور صحت پر نظر کرکے خوض کرنے لگے بعد سعادت و نحوست اشکال دریافت کرنے کے سر اٹھایا اور کہا کہ امیر سحر کیا ہے اور سحر نے ابنیاک پر اثر کیا ہے یہ تو مالک اسم اعظم ہی ہین اور اگر مالک اسم اعظم نہوتے تو ہلاک ہو جاتے کچھ دن علیل رہکر اچھے

ہوجائینگے ان کو بارگاہ سلیمانی مین لیجائیے وہان سحر اُترجائیگا ورطرح سے اچھے رہینگے مگرایک غفلت مزاج پر ایسی طاری ہوگی کہ جسکے باعث سے اعظم نہ پڑھ سکینگے یہ بیان خواجہ زادون کا سنکر سینے جاناکہ اسم اعظم بھلانے کے لیے نازک چشم نے سحر کیا ہے غرضکہ خواجہ زادون کو خلعت دیکر رخصت کیا اور امیر کو بارگاہ سلیمانی مین لائے دعائین اور آیتین صحیفہ ابراہیمی کی پڑھکر دم کین کہ درد جگر موقوف ہوا اور امیر نے آنکھ کھولی بعد کچھ دیر کے اچھے ہوگیے مگر طبیعت کی وہ کیفیت ہے کہ جیسے کوئی کچھ بھولجاتا ہے چہرہ پر اوداسی ہے چپ بیٹھے ہین اگر کوئی کہتا ہے کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے تو اسکو کچھ جواب نہین دیتے یہان یہ کیفیت ہے اور ادھر جب نازک چشم سحر کرچکی اور اسکو بھی حالت امیر کی کیفیت بیر سحر کے بتلا چکے اسوقت اسنے کچھ نقش سامری کے لکھے اور انکو شیشے مین بند کرکے اپنے جھولے مین وہ شیشہ رکھ لیا اور اُس سحر کی یہی لاگ رکھی کہ جبتک اس شیشے مین سے یہ نقش نکالکر چاک نہ کیے جائین اسوقت تک امیر کی ویسی ہی حالت رہے جیسی اب ہے غرضکہ جب یہ درستی ہوچکی دوپہر کو آرام پذیر ہوئی اور سہ پہر کے دربار مین بارگاہ لقا مین آئی میخواری کیا کی جب شام تیرہ فام کے بال پکڑ کر ترک روزگار نے سراپردۂ ظلمت سے باہر نکالا اور لب ماہ نے وندان انجم سے خون کا نسہ خورد نوش کیا کہ بمقتضائے

نظم

همه روز آن ساز گردش تمام
در آمد دم ناله کرناے

چو پرداخته شد هنگام شام
برفتند پیلان جنگی زجاے

نازک چشم نے بغیر سحر بجائی ساحرون مین تیاری جنگ شروع ہوئی ہلکارون نے بادشاہ اسلام کو بعد دعا وثنا کے ارادہ کفار سے مطلع کیا اسطرف بھی نقارہ حرب بجا بہادرون مین صداے طبل نہ تھی آوازکوس رحیل سنائی دی ہرطرف انتشار وپریشانی پھیلی کہ نہ دیکھیے کل انقلاب فلک کیا صورت دکھاتا ہے کسکو تخت سلطنت دیتا ہے اور کسکو تختہ تابوت پر سلاتا ہے کسلیے کہ مالک اسم اعظم آپ مین نہین ہین اور سرداربہت سے قید مین ساحرون سے سامنا ہی منچلے کہتے تھے کہ کل ہی لڑائی کا تماشا ہے دشت تیرہ خاک کو خون سے رنگین کردینگے پیکر مردگان سے صفحۂ زمین کو نگارخانہ چین کردینگے نام عدو کا نشان مٹا دینگے نقشہ فتح وظفر جما دینگے ہرطرف سے دلاوران سپاہ جمع ہونے لگے دل بادل اُمڈنے لگے اس دریاے لشکر سے وہ ابر سیاہ جوش مار کر اُٹھا جو تیر وشمشیر برسائیگا زمین کو دریاے خون بنائیگا اسطرف ساحر اور لقا پرست خوشی کرتے تھے اور ہتیارتن پر سجتے تھے کوئی ساحر توی کی سیاہی منہ پہ ملتا تھا لاگ اُسکی

رکھتا تھا کہ جب وہ شخص منہ کالا کرے دن کی رات ہوجائے سیاہی لشکر حریف پر چھا جائے کوئی ساحر چھپکلی کی دم کاٹ کر اور آسکے سامنے برہنہ ہوکر ناچتا تھا جبتک وہ تڑپتی تھی آپ بھی اوندھا سیدھا ہوتا حرکات بیہودہ کرتا اسلیے کہ جب اس دم کی بتی بناکر چراغ روشن کرے دن حریف بھی وہی حرکات کرے جو جینے آسکے سامنے کیے ہین غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ رہا جسدم مثل خاطر پر ارمانان جنگ روے روزگار روشن ہوا اور حوصلہ بہادران کیطرح آفتاب دل کوہ خاور سے نکلا کہ **ابیات**

چو نبو خورشید رخشان کلاہ ؎ چو بیمین سپر گشت رخسار ماہ
بترسید ماہ از پے گفتگوے ؎ بنجم اندر آمد بورشید روے

دم سحر باقی سردار در دولت شاہ سجادہ پر حاضر ہوئے امیر بنابر عادت قدیمہ کے مسجد کر پاس مین تھے نوعا لشکر سنکر بر آمد ہوئے اشقر حاضر تھا سوار ہوکر جلوخانہ بادشاہ مین آئے شاہ نصف نشان اس خیال سے کہ امیر بدحواس ہین سویرے بر آمد ہوئے اور تخت شاہی پر تاج رکھکر آپ آلات حرب سے آراستہ ہوکر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہونے سرداروں نے مجرا کیا امیر نے بھی انکو سلام کرتے دیکھکر ہاتھ اٹھایا پھر مرکب شاہ کے برابر اپنا گھوڑا کر لیا سرداروں نے ان دونوں کو قلب لشکر مین لیکر قدم سمت میدان بڑھایا نقارے بجنے لگے علمداروں نے پھریرے علموں کے کھولدیے پھر تو اس کر و فر سے لشکر چلا کہ ترک فلک بھی جسکو دیکھکر حکر مین آگیا کہ **ابیات**

ہمیرفت آن شہ بیان دو صف ؎ یکے تیغ ہندی گرفتہ بکف
یکے چتر ہندی ز سر تا بپاے ؎ گرفتہ ہمہ چتر پر ہماے
بیامد سوے میمنہ سی ہزار ؎ سواران گردن کش و نیزہ دار
سوے میسرہ سی ہزار دگر ؎ کمان بر گرفتند و چینے سپر
پس پشت و دست چپ و دست راست ؎ ہمیرفت باد از ان سو کہ خواست
برین ساز و چندین سوار دلیر ؎ سرافراز ہر یک بکر دار شیر
برفتند و برخاست آواے کوس ؎ ہوا تیرہ گون شد زمین آبنوس

جب جائے مصاف پر پہونچے دیکھا کہ لقا مع فوج ساحران اور مبارزان بڑے شان و شوکت سے داخل دشت ہوا ردے ہوا فوج ساحران سے سیاہ ہوگیا نازک چشم نے آکر صفوف آرائی کرائی

اور فوج ساحران مثل درسل جہائی بعد ترتیب لشکر نقیب پکارے ترغیب جنگ بہادرون کو دیکر للکارے کہ خبردار ہمت نہ ہارنا مرجاے مگر شجاعت مین فرق نہ آئے سر کٹہ ہو کر عدو کو مارنا جب یہ کہکر نقیب ہٹے نازک چشم طاوس سحر پر سوار ہو کر خداوند کو سجدہ کرکے وسط میدان مین آئی اور مبارز خواہ ہوئی ادھر بہادرون مین سے کوئی نہ نکلا تھا کہ امیر کے دل مین اسی عالم بدحواسی مین یہ ترنگ آئی کہ خود بمقابلہ اس ساحرہ کے چلنا چاہیے پس اشقر کو مہمیز کرکے روانہ ہوئے تمام سردار دوڑے اور عرض کیا کہ آپ کہان جاتے ہین ہم جان نثار کس دن کے لیے ہین امیر نے سردارون کو بنگاہ غضب دیکھا اور اودھر بادشاہ نے بھی سردارون سے کہا کہ آئین لشکر اسلام کے خلاف ہے کہ کوئی بہادر قصد جنگاہ کرے اور اُسکو اجازت نہ ملے اب انکو نہ روکو انکے لیے دعا سے فتح و ظفر درگاہ خدا سے طلب کرو سردار تمام رُکے اور بادشاہ عالیجاہ تاج ہاتھون مین لیکر بخشوع و خضوع رخ جانب کعبہ اکرام کرکے خداے قادر و توانا کی درگاہ مین دعا کرنے لگے اور سردار آمین کہتے تھے کہ نظم

تو ہے معبود یکتا دو جہان کا ۔ تو ہے خالق زمین و آسمان کا
تو ہی ہے حاکم ارواح و اجسام ۔ تو ہی ہے باعث آغاز و انجام
جو تیرے فیض سے ہر شے ہی موجود ۔ ترے ہی حکم مین ہے بود و نابود
امیر لشکر اسلام یارب ۔ بچے اس ساحرہ کے سحر سے اب

دعا انکی بدرجہ استجابت پہونچی یکایک فلک پر ایک بجلی چمکی اور تاریکی دونون لشکرون مین ہوگئی سبکی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی پشت اشقر پر امیر کو نہ پایا اور وہ سیاہی بھی دفع ہوگئی اہل اسلام حیران ہوئے کہ یہ کیا ماجرا گذرا یہ خیال مین آیا کہ نازک چشم نے سحر سے گرفتار کرلیا ہے مگر نازک چشم نے پکارکر کہا کہ اے مسلمانان تمنے بھی ساحر وغیرہ کمینگاہ مین رکھے ہین کہ وقت بد پردہ تمکو بچا لیجایا کرتے ہین خیر امیر میرے ہاتھ سے کہان چھپکر جائینگے مسلمانون نے یہ سنکر لعن و طعن کی کہ او رقحبہ کار اسلامیان دغا شعاری نہین ہے یہ کام تمہین جادوگرون او شیطان پرستون کا ہے کہ مکاری کرتے ہو نازک چشم کو یہ کلمہ سنکر غصہ آیا اور ایک نارنج سحر پڑھکر سمت آسمان اُچھالا وہ بروے ہوا جاکر شق ہوا اور اُسمین سے دھوان نکلا باعانت ہوا وہ دھوان مثل ابر لشکر اسلام پر چھا گیا اور تمام لشکر مین تاریکی ہوگئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ معلوم ہوتا تھا اُسی تاریکی مین اُسنے اور ایک ناریل مارا

کہ پھر ایک لکہ ابر پیدا ہوا اور اُسمین سے پتھر اور گولے فولادی برسنے لگے لشکر اسلام مین تہلکہ پڑگیا بہادرون نے سپرون کا سر پر سایہ کیا اور ہزار ہا سپر سر پر بادشاہ کے آڑ کی اب یہ حال ہے کہ انجمن عالم مین شمع آفتاب مہر حوادث نے یہ گل کر دی ہے زمانے مین مثل قلب بے دین سیاہی ہے وہ پریشانی ہے کہ شاہد روز نے مثل زن سوگوار کے اپنے کھولدیے ہین یا آمادہ مظلومان کا دھوان مجمع ہوکر اسی دشت مین یا چاہ بابل سے دھوان آکر پھیلا ہے فلک زنگاری نے آج ہی تو ظلم کرنے کا حوصلہ نکالا ہے یا جہنم کا در کھلگیا ہے العیاذ باللہ اس تاریکی مین یہ اور اندھیر ہوا کہ پتھر اور گولے برستے تھے فلک سنگدل کے جور سے لوگ جان بچا نہ سکتے تھے کچھ لوگ سمت بارگاہ سلیمانی بھاگے تھے کچھ ہاتھیون اور اشترون کے پیٹ کی آڑ مین ٹھہرے تھے بہت صحرا کے غار اور تنہ ہاے درختان کو ماوا و ملجاے بناے تھے جیسے شیر کچھار مین یا اژدر غار مین رہتا ہے یا طائر زیر برگ چھپتا ہے اسطرح اہل اسلام چھپے تھے اور اس آفت مین دمبدم ترقی ہوتی تھی بمقتضاے نظم

یکے خیمہ زد برسر از دود قار	سیہ شد جہان چشمہا گشت تار
ز گردون بسے سنگ بارید و خشت	پراگندہ گردیدہ لشکر بدشت
خور و خواب و آرام گہ تنگ شد	تو گفتی کہ روے زمین سنگ شد
بتہ شد بسے مردم و چارپاے	یکے را نہ بد خنگ جنگی بجاے
ہمہ گنج تاراج و لشکر اسیر	جوان دولتے تیز برگشتہ پیر
بسے راہ صحرا گرفتند پیش	ز درد شہنشاہ دل گشتہ ریش

بادشاہ اسلام دست بقبضۂ شمشیر تھے مگر بوجہ تاریکی مجبور ہوکر پشت دست کاٹتے تھے آخر مصروف دعا ہوئے کہ اے خداے برحق تو بمصداق تولج اللیل فی النہار و تولج النہار فی اللیل چاہے تو رات کو دن اور دن کو رات کردے ہمپر سے یہ بلا دفع کر ہمکو فتح عطا کر اس دعا سے مقلب القلوب نے قلب نازک چشم سپہر یعنے دن بھر تو یہ آفت اسنے برپا رکھی جب مثل بخت شوم بختان اصل مین وقت تاریکی شب آیا اور آفتاب نے یہ آفت دیکھکر خوف کور چشم ہونے سے غار مغرب مین اپنے تئین چھپایا نظم

درین داوری بود کز روی دشت	خروشے بر آمد کہ مہ تیرہ گشت
کہ شد روز تاریک و بیگاہ گشت	ز جنگ یلان دست کوتاہ گشت

شام ہوتے ہی نازک چشم نے روسحر اپنا کیا اور جہان روشن ہوا وہ سنگباری کم ہوئی اُسے پکار کر

نہیب دی کہ اے اسلامیان دیکھا تمنے قدرت خداوند لقا کو کہ دن کی رات ہوگئی تھی اگر آج تمنے مشورہ کرکے اطاعت اگر خداوند کی نہ اختیار کی تو اس سے زیادہ روز سیاہ دیکھوگے اور برے حال سے مارے جاؤگے لندھور جانشین امیر کو یہ لاف وگزاف برالعلوم ہوا اور پکارا کہ ای تیرہ بخت ایسے ایسے قرآن صعب لشکر اسلام پر بہت آچکے ہین تو کیا بکتی ہے انشاءاللہ اس گرز گران سے تیرے سر کو مین کچلون گا یہ کہکر گرز سترہ سو من کا اٹھایا اور اسکو ہاتھ بلند کرکے دکھایا اسنے ایک پڑیا جھولے سے خاک کی نکالکر اسکی جانب اڑا دی اسکے ہاتھ کو جنبش ہونا موقوف ہوگئی جسطرح اونچا تھا اسطرح بلند رہگیا اور اسنے ہنسکر کہا کہ بس گرز زنی تونے دیکھی بہتر یہ ہے کہ خداوند کو آکر سجدہ کر آج مین چھوڑے دیتی ہون پھر بغیر قتل کیے باز نہ آؤن گی یہ کہکر سحر پڑھا کہ ہاتھ اسکا بہت اصل ہوگیا اور اسنے طبل امان بجوادیا بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ لشکر سب تباہ ہوگیا ہے ایک لاکھ آدمی کے قریب جان سے اس پتھر برسنے مین ہلاک ہوا ہے اور کئی لاکھ زخمی پڑا تڑپتا ہے بہت سا لشکر بھاگ گیا ہزارہا شتر واسپ وفیل کام آیا ہے جہان تک نگہ کام کرتی ہے مردہ ہی مردہ نظر آتا ہے یہ حال دیکھکر اشک حسرت گرائے اور اشقر دیوزاد کو تلاش کیا اسکا لاشہ میدان مین نملا سمجھے کہ جب امیر کو کوئی لیگیا اور اندھیرا ہوا تو اشقر صحرا کیطرف غم مین اپنے راکب کے نکلگیا ہوگا غرضکہ بادشاہ نے کئی ہزار کیا لاکھون بیلدار طلب کرکے گڑھے کھدواکر گنج مقتولان کرایا اور جانورون کی لاشون کو بھی کوہستان مین گڑوادیا یہ اسلیے کہ زاغ وزغن انکا گوشت کھائینگے اور انکا ہجوم دیکھکر سب بے دین ہنسینگے کہ اہل اسلام کے یہان لاشین چیل کوے کھاتے ہین غرضکہ پہر رات تک اسی کام مین مشغول بدل رہے جب میدان لاشون سے پاک ہوچکا اسوقت نالان وگریان بارگاہ مین تشریف لائے اسوقت اہل لشکر کی گریہ وزاری دیکھی نجاتی خصوصا وہ عورتین جنکے وارث مارے گئے تھے اسطرح بلک بلک کے روتی تھین کہ دل سنگ آب ہوتا تھا ایک ہنگامہ عظیم برپا تھا کسی نے بال بسان سنبل پریشان کیے تھے کسی نے طمانچون سے رخسار بسان سوسن نیلے بنائے تھے کوئی گریبان برنگ گل چاک کیے تھی کوئی منہ پر خاک ملے تھی کسیکی فغان تابہ آسمان پہونچی تھی کسیکی فریاد سے زمین کی چھاتی درکی تھی کہکشان سینہ شق تھا ستارون پر فلک کے دیدہ پرخون کا گمان تھا یا فلک کے آنسوؤن کا شبہ ہوتا تھا خلاصہ یہ کہ زمین وآسمان روتا تھا کہ ابیات

خروشے برآمد چنان از سپاہ
کہ خورشید بر چرخ گم کرد راہ

پس پردہ ہا کودک و مرد و زن
بکو و بازار و بر انجمن

خروشیدن نالہ و آہ بود
بہر برزنے ماتم شاہ بود

سران ہمہ بنہادند یکسر بخاک
جہان جامہا کردہ درین درد چاک

زمین سر بسر لرزہ اندر گرفت
بزرگان ازین ماندہ اندر شگفت

بادشاہ صف ماتم پر بیٹھے تھے خادمان محل کا پیٹنا سنکر روتے تھے اسوقت خواجہ زادے بھی بدستا تفتیش حال و بدستور شراکت رنج و ملال آتے تھے انہون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ای شاہ گردون بارگاہ بنابر خیرخواہی اور دولت سگالی ہم عرض کرتے ہین کہ دن لشکر اسلام کے بہت سخت ہین ستارے سب بنظر دشمنی آگیے ہین سعد ستارون کو حضیض و نکبت و وبال ہے جو ستارہ ہے وہ نظر تثلیث سے مقابلہ مین جا پڑا ہے سبکا حال برا ہے آپ مع لشکر کے کوچ کر جائیے اور تا ظاہر ہونے امیر کے مخفی رہیے انشاءاللہ امیر بفتح و فیروزی بنہایت شان و شوکت سے آئینگے اور بہت جلد دشمنون کو آکر راہ عدم دکھائینگے بادشاہ نے فرمایا کہ استغفر اللہ یہ کبھی نہوگا کہ مین دشمن کو پشت دکھاؤن اور میدان نبرد سے ہٹ جاؤن لڑنے سے منہ چھپاؤن مین وہ ہون کہ بموجب بیت نرفت ست برآسمان زندہ کس + ہمان بہ کہ در جنگ کوشیم و بس سد خواجہ زادون نے جب دیکھا کہ بادشاہ یہان سے قدم نہ ہٹائینگے براہ خیرخواہی پھر عرض پیرا ہوئے کہ اے شہنشاہ بیت سرت سبز بادا تن و جان درست + مبادا کیانی کمرگاہ سست + اگر آپ تشریف نہ لیجائیے تو ناموس امیر اور جملہ سراپردگیان عصمت کو ہمراہ کسی سردار عالی نژاد کے کسی جائے امن مین بھیجدیجیے اور اساسۂ صاحبقرانی مثل بارگاہ اور علم اور جہانچہ و نفیر وغیرہ کو بھی روانہ کر دیجیے کیونکہ خدا نکردہ اگر کوئی اور زمانہ پیش آیا ناموس کے آبرو جانیکا خیال ہے اور اساسۂ صاحبقرانی کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے بادشاہ کو یہ راے دینا انکا پسند آیا اور اسیوقت کرب غازی کو بلا کر فرمایا کہ بارگاہ سلیمانی وغیرہ لیکر مع ناموس کے یہان سے چلے جاؤ اور سات کوس پر یہان سے ایک پہاڑ ہے سنگ مرمر کا سفید وہان ٹھہرو شہزادہ کرب ازینکہ داروغہ بارگاہ سلیمانی ہے اسکو کچھ عذر بن نہ آیا کیونکہ اگر جانے مین تامل ہوگا تو خوف تاراجی بارگاہ و ناموس ہے اس لحاظ سے آٹالا بارگاہ کا بار کرا کر اور سب عورتون کو سوار کرا کے اسی

اُس رات کو سمت کوہ مرمر روانہ ہوئے اور بادشاہ بارگاہ مین حضرت دانیال کے تشریف فرما ہوئے رسالہ دار کمیدان اور مشیران سلطنت وغیرہ برائے زینت وشوکت حاضر دربار رہے عیار ہبت سے برای حفاظت ناموس ہمراہ کرب گئے اور بہت سے یہان حاضر رہے اسجگہ تو یہ ماجرائے غم واندوہ رہا لیکن اسطرف جو نازک چشم پھر کر گئی لقا کی بارگاہ مین بصد عشرت ونگل پر جلوہ فرما ہوئی اور حکم جشن مسرت دیا ناچ ہونے لگا شراب ارغوانی کا دور چلنے لگا وہ جشن نشاط جو جمشید نے بھی نہ کیا ہوگا یہان آغاز ہوا وہ محفل انبساط جو کیخسرو وکیقباد نے بھی آراستہ نہ کی ہوگی یہان ترتیب دی گئی اس خوشی کا بیان اندازۂ تحریر سے باہر ہے یہ اشعار حسب حال جشن کے ہین کہ

ابیات

سران سپہ را سراسر بخواند	بخوان گران مایہ شان بر نشاند
سزاوار شان گنج تا خواستہ	بیاورد گنجور آراستہ
ہمہ بوم از دیبہ رنگ رنگ	ز گوہر منقش چو پشت پلنگ
نوائے مغنی و آواز رود	روان را امید او گفتی درود
ز خوبان ہمہ بزم گہ چون بہشت	تو گفتی کہ رضوان برو لالہ کشت
ہم اندر برکلہ زر نگار	بہ بگماز در امش گرفتند کار

اسی عشرت مین بختیارک نے نازک چشم کی صورت دیکھ کے رونا شروع کیا اُس نے گھبرا کر پوچھا کہ ملک جی خیر تو ہے کیون روتا ہے اِسنے جواب دیا کہ مین تمکو روتا ہون افسوس کہ یہ صورت خاک مین ملجائیگی ہائے یہ پیارا نقشہ طعمۂ آتش ہوگا اے ملکہ مسلمانون کی ایک دن شکست ہوتی ہے تو دوسرے روز مدد اُنکی آسمان سے مثل باران کے پیدا ہوتی ہے اور زمین سے مہان مورچگان ظاہر ہو کر عدو کو خاک مین ملاتی ہے تمنے بادشاہ لشکر اسلام کو زندہ ناحق رکھا کل لشکر کا آج ہی خاتمہ کرنا تھا اب امیر کو جو کوئی اُٹھا لیگیا ہے وہ اُنکو بعزت تمام یہان لائیگا اور وہ آکر تمکو قتل کرینگے یا کوئی بیٹا پوتا امیر کا کہین سے آئیگا اور لڑائی کو فتح کریگا بہر صورت ہم پھر بھاگتے پھرینگے خداوند کو زحمت ہوگی اسباب لوٹ مین برباد ہوگا ایسا کچھ سامان نظر آتا ہے مین جو کہتا ہون اسمین فرق نہوگا نازک چشم یہ تقریر سُنکر ہنسی اور کہا ملکجی کوئی ایسا پر دہ دنیا مین ہے جو مجھکو قتل کرے میری قضا پیدا نہین ہوئی بادشاہ کو جب میرا جی چاہے گا گرفتار کرلونگی مثل مشہور ہے کہ زندہ را میتوان زد اچھا

تمھاری خاطر سے مین توقف نکرونگی کل ہی سیکا خاتمہ کر دونگی طبل جنگ بجواؤ اگر خوف کھا کر بادشاہ حاضر خدمت خداوند ہوئے تو بہتر ہے اور اگر نہ آئے تو سزا اپنی اپنے کنار مین دیکھین گے یہ کہکر حکم دیا کہ کوس حربی پر چوب پڑے بموجب فرمان عیار دوڑے اور نقار خانہ جمشیدی مین جا کر طبل بجایا صدا اُسکے تمام ساحرون کے کان مین پہونچی پھر تو نفیر اور جلاجل اور قرنا وغیرہ بجنے لگین **نظم** +

تبیرہ برآمد ز ہر دو سپاہ — شد از گرد خورشید رخشان سیاہ
سپرہا بدست اندرون پیشہ شد — دل نامدار پر اندیشہ شد +
بفرمود تا لشکر آراستند + — مران رزم را بزم پند اشتند

یہان **کلباد و گلباد و عراقی نسیم بن عمر و قسیم بن عمر** بصورت مبدل حاضر تھے چنانچہ ان چارون عیارون نے یہ کلمات لاف و گزاف اس ساحرہ کے سُنے باہم مشورہ کیا ہم مین سے دو عیار خدمت بادشاہ مین جا کر حال نواخت طبل جنگ بیان کرین اور دو یہین ٹھہر کر اس قحبہ کو جسطرح ہو سکے گرفتار کرین غرضکہ دو عیار تو روانہ ہو گئے اور دو ٹھہرے ہوئے تھے کہ **نازک چشم** کو پیشاب کرنے کی ضرورت ہوئی کنیز سے اسنے حکم دیا کہ آفتابہ چوکی پر رکھ آئے عیارون نے جو یہ سُنا بارگاہ سے نکلکر اُسکے پہلو مین جو چوکی لگی تھی اور قنات کھڑی تھی آئے اور اُسی قنات کے پس پشت چھپ گئے اس عرصہ مین ایک کنیز آفتابہ لیے اور دوسری روشنی دکھاتی ہوئی اور **نازک چشم** چوکی پر آئی کنیزین باہر دروازے پر ٹھہرین اور یہ رفع احتیاج کرنے لگی عیارون نے سراچہ چاک کرا کے ایکطرف سے ایک نے اور دوسری طرف سے دوسرے نے منہ ڈالا **نازک چشم** نے پہلو کی طرف آہٹ جو پائی پھر کر دیکھا اور کہا تو کون ہے کہ اُدھر کے پہلو پر سے دوسرے نے کمند ماری اسنے اُدھر پھر کر دیکھا تھا کہ ساتھ ہی بیضہ بیہوشی ناک پر مارا کہ اسکو چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی عیارون نے اُسیجگہ اُسکو شل گٹھری کے باندھکر سر پر رکھا اور وہان سے نکلکر روانہ ہوئے از بسکہ ساحر کی صورت بنے ہوئے تھے لشکری سمجھے کہ ملکہ نے کچھ کہین بھیجا ہوگا اسوجہ سے مزاحم نہو جائے اور بے خوب و خطر لشکر سے نکلکر اپنے لشکر مین آئے اور خدمت شاہ مین پہونچکر پشتارہ رکھدیا اور عرض کیا کہ ایسا کچھ لاف و گزاف کرکے اس بیہودہ نے طبل جنگ بجوایا تھا کہ ہم پکڑ لائے بادشاہ نے ان کو خلعت دیا اور فرمایا کہ ستون سے باندھکر اسکو ہوشیار کرو عیارون نے اُسکو باندھا گرفستم جو بدی پر تھی سوزن زبان مین دینا

فلیتہ رفع بیہوشی دیدیا بارگاہ سلیمانی بھی نہ تھی کہ وہ ہمراہ کرب جا چکی ہو بس جیسے ہی اسکو ہوش آیا اور اپنے تئین بندھا پایا آنکھ بند کرلی کہ شاید خواب دیکھتی ہون بادشاہ نے فرمایا کہ ای نازک چشم کیا کہتی ہے شناخت خدا تعالی جلشانہ مین یہ کلمہ سنکر وہ چونکی اور سمجھی کہ قید ہو آئی ہون بس ایک قہقہہ مارا اور ازبسکہ زبان قابو مین تھی ایسا سحر پڑھا کہ رسن علگئی اور اُڑ کے پرواز کی بلندی پر جاکر پکاری کہ ای اسلامیان یہ اُسکی سزا مین نے پائی تھی کہ جو تمکو کل زندہ چھوڑ دیا تھا سچ ہے دشمن پر رحم کرنا کسی وقت مین اچھا نہین خیر اب صبح کو ملک الموت کا اور تمھارا سامنا ہی یہ کہکر اپنے لشکر مین آئی یہان جب اسکو بیت الخلا مین عرصہ ہوا تھا تو کنیزین متلاشی ہوئی تھین اور بختیارک بھی مطلع ہوا تھا بارگاہ تھامین نوحہ دشیون کا ہنگامہ برپا تھا کہ یہ جاکر پہونچی اور حال بیان کیا سب خوش ہوئے اور بختیارک نے کہا ای ملکہ تم بڑی قسمت کی زور آور ہو جو بچ آئین ورنہ کوئی آجتک اُنکی قید سے چھوٹا نہین اُسنے کہا ملکجی تم سچ کہتے تھے یہ مسلمان سرکشی سے باز نہ آئینگے کل مثل حرف غلط انکو صفحۂ ہستی سے مٹادونگی اور بسان نقش برآب بحر زندگی سے کنارے لگادونگی یہ کہکر بزور سحر بخوف عیاران غائب ہوگئی اور بادشاہ نے کہ اول خبر نواخت کوس رزم سن چکے تھے اپنے یہان بھی حکم طبل بجنے کا دیا اور فرمایا کہ دیکھون کل مشیت ایزدی مین کیا گذرا ہی کہ بیت

بیچارہ ندانم بعالم کہ زیست + نخندم بر آنکہ کہ باید گریست +

غرض طبل حسامی پر چوب پڑی لشکر مین ہل چل پڑی جو لوگ بزدل تھے وہ رات ہی سے بھاگ گئے پلٹنین اور رسالے بطور مخفی کوچ کر گئے کہ میان جان ہے تو جہان ہے نوکری اور کہین مل رہے گی تلوار کی آنچ ہمسے نہ سہی جائیگی جو بہادران روزگار شجاعت شعار تھے اُنھون نے غسل کیے اور کفن سر سے باندھے مشت خاک اُٹھا کر گریبان مین ڈالی کہ یہی خاک لحد ہوگی اپنے اپنے اعتقاد کو تازہ کرکے ایک دوسرے کو کلمہ کا گواہ ٹھہرانے لگا مرنے پر دلکو آمادہ کیا شمشیر بازی کو جانبازی سمجھا کہ مثل اطفال خوردسال کل اسی سے بازی کرینگے ہمارے کھیلنے سے وہان زخم ہنسینگے لب سوفار اور کلمہ عمود سے شاباش کی صدائین سنینگے ہر طرف اس جسم خاکی کے گھروندے خون سے رنگین کرینگے بوٹے زخمون کے بنائینگے عدد کے چار دیوار عناصر کو ڈھائینگے قالب بیجان بنا کر کھلونے کردینگے اپنے سامنے حریف کو مٹی کا پتلا سمجھینگے غرضکہ یہی گفتگو ہر سمت تھی یہی آرزوئے جان دہی یک لخت وردِ زبان ہر صاحب بخت تھے ہتیار صاف ہوتے تھے سامان مصاف ہوتے تھے ہنگامہ برپا تھا کہ ابیات

خروشے برآمد ز اسلامیان	ببستند بر کین جہاد میان

چنین گفت گودا شتند آن همه | که ای نامداران و مردان همه
به بندید دامن بدامن درون | که از دشمن خود بریزیم خون
اگر ما بدین بر درنگ آوریم | همانا نیکو به ننگ آوریم
به پیکان بدوزیم زره بر برش | ببندیم ستوران بکوبیم سرش
ز خونش همه خاک گلگون کنیم | ز داماش شمشیر بیرون کنیم
خروش آمد از دشت و آوای مرد | که گفتی بدرید دشت نبرد

غرضکہ تمام رات یہی غلغلہ رہا جب زوال ساحرۂ شب کا زمانہ قریب آیا اور آفتاب بسان نور اسلام پیشانیٔ زاہد سحر سے تابندہ ہوا کہ بمقتضائے ابیات

چو از تیرہ شب آن زمان گذشت | سپہر و ستارہ دگرگونہ گشت +
شہنشاہ جنگی درآمد بہ کین | بدین لشکر گشن و شیران چین
یکے تاج زرین نہادہ بسر | چو خورشید تابان بدر و گہر
بپوشید جوشن چو پیل دمان | ببست از پئے جنگ رفتن میان

صبح ہوتے ہی باقیماندہ سردار ور دولت شاہ حجباہ پر حاضر ہوئے بادشاہ سبستان مین تشریف اُس شب کو نہ لیگئے تھے دیکھا تو تیار مسلح و مکمل بیٹھے دعاے فتح و نصرت خدا سے مانگتے ہین سوارون نے مجرا کیا بادشاہ انکو دیکھکر پشت مرکب پر سوار ہوئے باجے جنگی بجنے لگے بڑے کر و فر سے سمت دادگاہ چلے جب وارد دشت قتال ہوئے دیکھا کہ گرد تیرہ تار اُڑی اور سپاہ عدو نمودار ہوئی لقا تاج کئی سو گز کا پر از در و جواہر سر پر رکھے قباے جواہر دوز پہنے ہاتھی پر زیر چتر جواہر نگار بیٹھا ہی اور فرط عشرت سے ہنستا ہوا آیا ہی لشکر بڑی چمک دمک سے ساتھ لایا ہی جو کوہ ہے وہ اپنی بنا ہوا اُبلا پڑتا ہی اور قہقہہ مار کر خندہ کرتا ہو گرد سپاہ سے آسمان و زمین تاریک ہے ہر نحوست شعار کو وہ روز نیک ہے الحیطرف سے ساحر آگرمے مین تاریخ اُچھلتے ہین غول کے غول اور پرے کے پرے ہین غرضکہ جانبین سے بعد برابر کرنے نشیب و فراز دشت کی اور بعد بٹھانے غبار اس خاکدان پست کے صفوف فوج ترتیب پذیر ہوئین اور نقیب نقابت کرنے لگے اس اثنا مین تمازک چشم ہتی پر بیٹھی ہوا پیدا ہوئی اور میدان مین ٹھہری لقا کو سجدہ کیا اور اجازت حرب لیکر بڑھی بادشاہ کو پکاری کہ بھیجو کسیکو میرے سامنے بادشاہ نے خود

چاہا کہ مین مقابلہ جاؤن لیکن لندھور نے اپنا ہاتھی صف دست راست سے نکالا اور شاہ سے اجازت لیکر چلا ہاتھی اُسکا مثل شب وصل عاشق روان ہوا اور مقابل اُسکے پہونچا پھر گرز کو چرخ دیکر للکارا کہ اے بیحیا جو ضرب رکھتی ہو لگا اُسنے یہ سُنکر کچھ دانے ماش کے سحر پڑھکر مارے کہ تمام میدان مین اندھیرا ہوگیا ایک کو دوسرا نظر نہ آتا تھا مگر بسبب سحر کے لندھور کو ساحرہ دکھائی دیتی تھی اور وہ لندھور کو دیکھتی تھی بس جب وہ سحر کر چکی اُسنے چاہا کہ گرز لگاؤن ساحرہ نے کہا ای لندھور یہ لمبا اور موٹا ڈیل لیکر مجھ عورت سے لڑنے آیا ہے شرم نہین آتی یہ کہکر ماش سحر کے مارے کہ ہاتھی کے پاؤن زمین مین جم گئے لندھور ہاتھی پرسے کود کر زمین پر آیا اور پکارا کہ ای گیسو بریدہ تیرا مار ڈالنا پہلوانان زمانہ سے بڑھکر ہی کیونکہ پہلوان مین یہ قدرت کہان ہے جو تو آفت کر رہی ہے اور تجھکو خود شرم نہین آتی جو تو مردون کا سامنا کرتی ہے یہ کہکر گرز چکر دیکر مارا ساحرہ تخت پر سے بزور سحر اُڑ گئی گرز تخت کو چور چور کرکے زمین پر پڑا کہ خاک اُڑی اور دور تک غبار پڑگیا لندھور نے نعرہ مارا کہ نوم و پست کردم ساحرہ نعرہ سنکر زمین پر اُتری اور پکاری کہ گران دی و کر بست کردی حریفہ توانیک رسیدم یہ کہکر اب کی ایسا سحر پڑھا کہ لندھور بیہوش ہوکر گر پڑا اُسنے گرفتار کرکے حوالے اپنے ساحرون کے کیا اور سحر پڑھکر وہ تاریکی دور کی اور نعرہ مبارز طلبی کیا بادشاہ اسلام کی جانب سے مالک اژدر نے مادین عربی کی باگ لی اور شاہ سے اجازت مانگی شاہ نے حوالہ خدا تعالی کیا یہ سپہ سالار دست چپ ہے گُل علم جلوہ کہانے لگے خلاصہ یہ کہ بڑی عظمت سے سامنے ساحرہ کے آیا اور طالب حرب ہوا اُسنے پہلے ایک ترسول مارا اِسنے اُسکو رد کرکے ایک نیزہ اُسکی سینہ پُر کینہ پر لگایا یہ بہادر فن نیزہ بازی مین اپنے وقت کا صاحبقران ہے اگر پہاڑ پر نیزہ مارتا تو وہ بھی چھید جاتا مگر ساحرہ کے سینہ پر سے نیزہ اُچٹ گیا اور اُسنے سحر پڑھکر دم کیا یہ بھی بے دم ہوکر گرا ساحر آئے اور باندھکر لیگئے اسنے چاہا کہ اور کسکو ہم جنگ طلب کرے تنجیارک گھبرایا کہ ایک ایک سے مقابلہ کرنے مین عرصہ ہوتا ہے ایسا نہو کچھ فتور پڑے یہ کہلا بھیجا کہ اے ملکہ حکم خداوندی ہے کہ ان مسلمانون کا جلد خاتمہ کیا جائے نازک چشم کو جب یہ پیام پہونچا اسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ مثل روز گذشتہ کے پھر تاریکی پھیلنا آغاز ہوئی لشکر اسلام نے جو یہ ماجرا دیکھا سمجھے کہ کل کی طرح سے پھر آج آفت مین مبتلا ہون گے یہ سوچکر تلوارین کھینچکر لشکر ساحران اور لقا پر جا پڑے اسطرف سے اُنھون نے بھی حملہ کیا ایک دریاے آہن تھا کہ جوش مار کر ملگیا تلوارین لہرانے لگین سپرین سنگ پشت نظر آنے لگین غوغاے مردم تلاطم سحر زنان کا

شور تھا بادل سیاہ گری کا گھنگھور رہتا زرہ پوشون کے بازو کی مچھلیان دام مین پھنسی نظر آتی تھین سپر رنگی سورتین مسان کا سحاب دکھائی دیتی تھین اس عرصہ مین وہ سیاہی کل لشکر پر چھا گئی اور ساحر اور ساحرون کے سحر سے آگ پتھر برسنے لگے لشکریان اسلام بیہوش ہو گئے بعضے راہرو ملک عدم ہوئے بعضے بدیم ہوئے ابیات

کھیلنے لگا سحر کا اک ترنج
ہوا کوئی بیہوش باورد و رنج
دھوان چھا گیا مرکز خاک پر
غبار زمین پہونچا افلاک پر
ہوا اسطرح روز روشن سیاہ
کہ بخت سیہ جس سے مانگے پناہ
ہوئی گرمی سحر کی ایسی تاب
کہ بیتاب تھی جان ہر شیخ و شاب
ہوا سنگدل اسطرح چرخ پیر
کہ پتھر برسنے لگے اور تیر
بہادر زمین پر تڑپنے لگے
دُرِ بحر جرات تھے غلطان ہوے
روان خامہ تیغ سے خون ہوا
ورق سرخ تھا صفحہ خاک کا

بادشاہ اسلام نے پانے شجاعت جما دیے اور ہزارون کو قتل کیا مگر سحر سے ناچار ہو گئے یعنی بیہوشی ان پر بھی طاری ہوئی شاہان جلیل القدر جو بادشاہ کو گھیرے ہوئے تھے وہ بھی بیہوش ہونے لگے اُسوقت لشکر مین بھگدر پڑی اس اندھیرے مین ایک کی دوسرے کو خبر نہین جسکا جدھر مُنھ اٹھا بھاگ نکلا بقدرت خدا مرکب خنگ سیہ قیطاس کہ یہ گھوڑا باغ ابراہیمی سے امیر کو ملا تھا اور امیر ہی اسپر سوار ہوا کرتے تھے جب سے اشقر دیوزاد امیر کو ملا اس مرکب کو بادشاہ کی سواری کے لیے مقرر کر دیا فی الجملہ یہ گھوڑا معجزہ کا ہے اسنے جو اپنے راکب کو اپنی پشت پر سُست دیکھا سمجھا کہ راکب میرا پشت پر سے میرے گر جائے گا بس نہایت شایستگی سے کہ تکان نہو بادشاہ اسلام کو اس ہنگامے سے لیکر چلا اور جہان تک تاریکی تھی کمال ہوشیاری سے قدم زن رہا جب اندھیرے سے قدم باہر رکھا سنبھلکر سمت صحرا روانہ ہوا مگر عیاران لشکر اسلام اس سحر کے ہنگامے سے پہلے ہی نکل گئے تھے صحرا مین پراگندہ ہو کر فکر عیاری کر رہے تھے جب لشکر مین بھگدر پڑی جو اس تاریکی سے بھاگ کر صحرا مین آیا عیار اسکو سمت کوہ مرمر لیگئے کہ وہان کرب مع ناموس ہین غرضکہ بادشاہ کو بھی عیارون نے دیکھا کہ مرکب انکو در حالت غشی لیے ہوئے جاتا ہے یہ دیکھکر عیار قریب مرکب آئے اور اسکو چمکار اگھوڑے نے بغضب اُنکی جانب دیکھا عیار دوڑکر روتے ہوئے مرکب سے لپٹ گئے اور خنگ نے بھی پہچانا کہ یہ لشکر اسلام کے ملازم ہین بس

گردن ڈالکر چھڑا ہو رہا عیار اسکو مع بادشاہ لیکر کوہ مرمر پہ آئے اور اندر بارگاہ سلیمانی کے شاہ کو لا کر تخت پر لٹا دیا بعد اسکے عظمت بارگاہ کے باعث سحر اتر گیا اور بادشاہ کی آنکھ کھلی کرب نے مجرا کیا اور بادشاہ زخم رسیدہ بہت تھے تمام جسم فگار تھا انکے لیے جراحان شفا دست کو بلوایا زخم دوزی ہوئی تیمار داری مین لوگ مشغول ہوئے جو جو بھاگ کر آتے ہین انکا بھی علاج ہوتا ہے لشکر مین جمع ہوتا جاتا ہے یہان تو یہ کیفیت واقع ہی مگر اسطرف تا دیر وہی تاریکی آفت سحر کی برپا رہی آخر یہ گمان ہوا کہ اس تاریکی مین ہماری فوج باہم نہ لڑنے لگے اس سبب سے نازک چشم نے سحر کا رد کیا کہ وہ آفت آگ پتھر برسنے اور اندھیرے وغیرہ کی ہٹی دیکھا کہ لشکریان اسلام مین کوئی باقی نہین ہے سب بیہوش پڑے ہین اور بہت سے بیجان ہو گئے ہین حکم دیا کہ جو مردہ ہین انکو تو رہنے دو باقی جو بیہوش ہین انکو پکڑ لو ساحرون نے یہ حکم سنکر سبکو گرفتار کرکے باندھ لیا اور انہی سحر سے اسیجگہ ایک حصار باندھ دیا کہ کوسون تک احاطہ دھوئین کا کھینچ گیا اور اسیجگہ سب قیدی چھوڑ دیے کہ نہ نکل سکین اور نہ کوئی انکو چھڑانے آسکے ساحرون کا پہرا مقرر کر دیا جب یہ انتظام ہو چکا حکم دیا کہ بارگاہ اسلامیان اور خیمہ و خرگاہ سرداران پر قبضہ کرو ملازمان لقانی وہان پہرا کر لیا یہان کے لشکر کی بازارین بند تھین دکاندار اہل حرفہ و پیشہ سب فراری تھے عجب بے رونقی تھی کہ خامہ دو زبان کی زبان بیان سے قاصر ہے غرضکہ جب اردوے اسلام غارت ہو چکا اور لشکری سب قید ہو چکے سردار تو پہلے ہی سے اسیر تھے نازک چشم نے بادشاہ کی تلاش کرائی جب میدان مین بادشاہ کو بیہوش نہ پایا سمجھی کہ نکلگئی بس اسے طبل اسائش بجوایا اور لشکریون مین سے ساٹھ ہزار سوار کو حکم دیا کہ کمر نہ کھولے طلایہ پھرے کہ باقیماندہ حریف کی سپاہ ایسا نہو کہ غفلت مین ہم پر آپڑے بموجب حکم فوج حسب تعداد مذکور تیار رہی اور باقی نے کمر کھولی لقا مع سردارون کے اپنی بارگاہ مین نہ گیا بارگاہ سلیمانی مین آیا اپنے سردارون کو خیمہ سرداران اسلام کے عنایت کیے اور آپ بجاے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ گر ہوا اس بارگاہ مین تخت سلیمانی نہین ہے تخت طاؤسی ہی اس تخت پہ یہ نابکار بیٹھا گویا مسکن ہما بوم کا آشیانہ بنا یہ شعر اسکی نسبت سعدی علیہ الرحمۃ کا مجھ کو یاد آیا کہ بیت کس نیاید بزیر سایۂ بوم ؛ ور ہما از جہان شود معدوم ؛ خلاصہ کلام نازک چشم نے اٹھتے ہی حکم فراہمی مجمع انبساط دیا اس فتح کی خوشی مین نقارے بجنے لگے سردار لباس زرق و برق کا پہنکر حاضر دربار ہوئے نذرین گذرنے لگین ارباب نشاط حاضر ہوئے صداے مبارکباد بلند ہوئی آواز کامرانی اور طنطنۂ شادمانی سے قلب

زمین و آسمان پُر ہو گیا در و دیوار و کوہ و دشت سے صدائے عشرت پیدا ہو گئے ہر دشت و در سے یون آواز ساز ہاے ترنم مسرت کی سُنائی دیتی تھی کہ جیسے ہند مکان گونجتا ہے لولیان قمر پیکر و مغنیان گران سیمبر رامشگران مہر و یدار و رقاصان شعلہ رخسار اسطرح رقص کرتے تھے اور ترنم سرا تھے کہ چینر طاؤس مینا فام فلک بلا گردان اور نثار رہتا ناہیدہ چرخ کا دل بیقرار رہتا ساقیان نور طلعت حور صورت جام بلور تنک فزائے کاسہ خورشید و غیرت وہ قدح ہلال لیکر شراب مفرح و پر سرور اہل انجمن کو پلاتے تھے بنا کرشمہ دکھاتے تھے کہ آفتاب کو مہتاب پر نور کے دائرہ مین اُتارتے تھے بادہ خوارون کو دیوانہ بناتے تھے جب یہ تماشا گلابی و ساغر کے اُلٹ پھیر کا دکھاتے تھے نظم

مہیا تھا وہ بزم عشرت کا ساز — کہ اُس بزم کو بزم جنت پہ ناز
بڑھا موج بادہ کا اِس درجہ جوش — بطِ مے کے تھا قہقہون کا خروش
لگانے اگا نشہ مین انکھیان — بنی فلک مے کشتی آسمان
لگے پھرنے خوبان عالم تمام — لیے ہاتھ مین جام خورشید فام
وہ رقص بتان ایسا کچھ بھا گیا — کہ ہے چرخ اُسی شوق مین ناچتا
وہین کی ہے گلبانگ عشرت سُنی — کہ تھمتی نہین ہے گلون کی ہنسی +
اسی رقص کی ہے ہوا لگ گئی + — چمن مین صبا پھرتی ہے ناچتی

سرداران لشکر کو منصب ملا گیہو زر مال انعام مین بٹ رہا تھا لقا نے طرۂ پیغمبری افراسیاب کو بھیجا چاہا تھا مگر بختیارک نے عرض کیا کہ ابھی بادشاہ اسلام باقی ہین انکو بھی پکڑ لیجیے تو ملکہ نازک چشم کوزہ وجہ قدرت بنائے ہوز قدرت پیٹ مین اُنکے آتا ہے اور افراسیاب کو طرۂ پیغمبری بھیجے آپ چلکر باختر مین تخت خدائی پر بیٹھیے اِس نابکار کو یہ بات پسند آئی اور ساحرہ سے کہا کہ بادشاہ اسلام کا اور بارگاہ سلیمانی کا کچھ پتا نہ معلوم ہوا کہ یہ سب کہان ہین ساحرہ نے ساحرون کو اور طائران سحر کو بزور سحر روانہ کیا کہ جا کر اطراف مین اُس نواح کے تجسس کرین ساحر طائر بنکر اُڑے اور طائر سحر کے بھی چلے کچھ دیر مین پتا لگ گیا یعنی کوہ مرمر سات ہی کوس یہان سے تھا کچھ ساحر اُدھر بھی پہونچے اور جمعیت اہل اسلام وہان دیکھکر خدمت نازک چشم مین آئے بعد ادائے دعائے شہریاری حال مقام لشکر اسلام بیان کیا بختیارک نے یہ ماجرا معلوم کر کے کہا کہ اے ملکہ دشمن کو مہلت دینا اچھا نہین اور علاوہ برین عیار

موقع پاکر اپنا کام کر جائینگے میری راہ ہے کہ آج ہی بقیہ لشکر اسلام کا چلکر خاتمہ کر دو نازک چشم اسکے
ورغلانے سے اسیوقت اٹھ کھڑی ہوئی اور ساٹھ ہزار سوار اور کچھ ساحر بہر حفاظت خیمہ خرگاہ وغیرہ
چھوڑ کر باقی لشکر کو حکم تیار ہونے کا دیا جلد کمر بندی ہوئی آپ مع لقا سوار ہو کر چلی سپاہ سے جنگل بھر گیا
کوہ و دشت مین زلزلہ پڑ گیا سمون سے گھوڑون کے جگر گاؤ زمین کا دہلنے لگا قرنا و بوق کا وہ
شور بلند ہوا کہ پردہ ہاے گوش ترک روزگار پھٹ جاتے تو عجب نتھا الحاصل بعد کچھ عرصہ کے قریب
لشکر فیروزی اثر اہل اسلام پہونچی عیارون نے وہان کی آمد لشکر ساحران دیکھکر خدمت شہزادہ
کرب مین اپنے تئین پہونچایا اور سارا ماجرا بیان کیا شاہزادے نے بادشاہ سے عرض کیا حضور
زخمی ہین ناموس کے پاس بالاے کوہ تشریف لیجائین غلام جان نثاری کو حاضر ہے بادشاہ نے فرمایا
کہ جب تک میری جان تن مین ہے پانوٴن میدان شجاعت سے نہ ہٹاؤن گا اور پشت دشمن کو نہ دکھاؤنگا
کرب یہ کلمہ سنکر ناچار ہوا اور بادشاہ اسی حالت زخمداری مین آمادہ حرب و پیکار ہوئے عیارون
نے جو یہ ماجرا دیکھا خیال کیا کہ بادشاہ ابکی شہید ہو جائینگے اور کرب اگر کام آگیا تو ناموس
امیر کا بھی کوئی سنبھالنے والا نہ رہیگا بس یہ سوچکر فورا عطر بیہوشی اپنے جسم پر ملا اور بادشاہ اور
کرب سے عرض کیا کہ غلامان جان باز بہر عیاری جاتے ہین شاید کام آئین تو فاتحہ خیر سے فراموش
نفرمائیے گا اور اسیوقت آرزو رکھتے ہین کہ حضور سے بغلگیر ہو کر رخصت ہون یہ عرض عیاران سنکر
بکمال بشاشت بادشاہ و کرب نے انکو گلے سے لگایا بیہوشی نے تاثیر کی دونون بیہوش ہو گئے
عیار انکو لیکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور کئی ہزار عیارون نے ملکہ خیمہ و سراپردہ و قنات وغیرہ بارگاہ
سلیمانی پہاڑ پر الگ الگ کر کے چڑھائی پھر سب لشکریون کو حکم دیا کہ پہاڑ پر جسقدر آسکین چڑھ
آئین اور باقی صحرا و ہستان مین جاکر پوشیدہ ہون جسدم یہ قران نحس ہمپر سے دفع ہوگا اور ہماری
فتح ہوگی سبکو بلا لینگے اور اگر ہم لوگ ہلاک ہو گئے تو ہمارے لیے دعاے مغفرت کرین اور لڑنے مرنے
کا پھر اختیار ہے غرضکہ بموجب حکم عیاران جو لشکر کہ جمع ہوا تھا کوچ کر کے جدھر جس کے جی مین آیا چلا گیا
اور عیارون نے پہاڑ پر چند خیمہ بارگاہ سلیمانی استادہ کر کے جو لوگ اوپر چڑھ آئے تھے لشکریون مین
سے انکو اور چند خیمون مین ناموس کو اور ایک مین بادشاہ و کرب کو رکھا اور آپ گھاٹیان پہاڑ
کی روکین سنگ اندازی اور تیر اندازی کا سامان کر دیا ہانسے عیاری سے آراستہ ہوئے یعنی

تو بُرون مین تھر تھرے ہاتھون مین حقہ ہاے نفتی چڑھاے گھاٹیون مین حباب بہوتی و آگ کُنڈون
بازون پہ پٹیے کمانون مین تیر پیوستہ کیے سر کوہ پر ٹھہرے اُدھر خیمون مین حورین موے مشکین و
زلفین عنبرین کھولکر گودیان پھیلا کر دعا مانگنے لگین کہ اے میرے کریم اے غفور الرحیم اس بلا کو ہمپر سے دفع
کردے خداوندا تیرے کرم کے امیدوار ہین کہ

نظم

تو ہی مالک ہے اے سلطان عالم	کہ ہے قبضہ مین تیرے جان عالم
تری ہر چیز مین قدرت عیان ہے	کہین ظاہر کسی شے مین نہان ہے
طفیل پنجتن اے رب کونین	مٹا دے غم کا دل سے شیون و شین
مناجی کی جو ہے اسکو بر لا	تجھے واضح ہے سب کچھ حال دل کا
مرے دشمن الٰہی خاک ہوجائین	جگر ون اُنکے تن مین چاک ہوجائین
مرے مالک مری فریاد سن لے	مرادون سے طبیعت شاد کردے

غرضکہ جتنے عرصہ مین یہ انتظام بیان ہوا اتنی ہی دیر مین فوج عدو مثل مور و ملخ آپہونچی اور ساحرہ نے
آتے ہی کوہ کو گھیر لیا اور ایک طرف سے ساحرون نے دوسری طرف سے سپاہیون وغیرہ نے حملہ کیا
عیارون نے فلاخن و گلولہ اور حقہای نفتی مارنا شروع کیے ایسے حقے مارے جو آگے بڑھا اُس کا
منہ جھلس گیا اور ہزارون سینہ تیرون نے غربال کیا فوج کا رُخ پھر ادھا واپس نہ ہوا نازک چشم
یہ حال دیکھکر غضبناک ہوئی اور سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک لکہ ابر گرد اُڑا کر سر کوہ پر آیا اور اُسمین سے
سیاہی پیدا ہو کر پھیلنے لگی عیارون نے یہ چالاکی کی کہ اسی اندھیرے مین پہاڑ پر سے اُتر اُتر کے
جو لوگ کہ آگے بڑھ آئے تھے اُنکو قتل کرنا شروع کیا اور کئی ہزار کو مار کر گھاٹیون مین پہاڑ کی چھپ رہے
مگر تنے عرصے مین وہ سیاہی تمام پہاڑ پر پھیل گئی اور بالکل تاریکی ہوگئی سواے خیام بارگاہ سلیمانی تمام
پہاڑ پر اندھیر ہوگیا اُسوقت لشکریون نے پھر حملہ کیا ازبسکہ وہ وقت اُس لشکر کے آنے مین آچکا تھا کہ خشت
خشت زرین آفتاب رواق نیلی فام آسمان سے ٹوٹ کر غار مغرب مین گری اور رات مثل ماتم زدگان
سیاہ پوش و ظلم کنان پیدا ہوئی کہ

ابیات

شبے تیرہ بود مانند قیر	ستارہ نہ پیدا نہ بہرام و تیر
نہ شب زنگی بود پر ہول و بیم	کہ گشتے دل شیر از وے دو نیم

ساحرون نے اس خوف سے کہ ہرچند بالائے کوہ بھی تاریکی ہے اور ابر سحر چھایا ہو گر عیار بارگاہ سلیمانی مین محفوظ ہون کے حملہ کیا اور ناژک چشم و بختیارک بھی سمجھے کہ رات کو عیار آفت برپا کر دینگے اور علاوہ اسکے اسلامیون کے قید ہو جانے کے مطلب تھا وہ یہان قید ہوئے پہاڑہی پر مقیدون کیطرح رہے صبح کو سب کے سر کاٹ لیے جاینگے بس ایسا کچھ خیال کر کے حکم دیا کہیین بارگاہ استادہ ہو بموجب ارشاد اسکے بارگاہین اور خیمہ وغیرہ آراستہ ہوگئے فوج پہاڑ کو گھیر کر اتری افسر داخل خیام ہوئے لقا مع ساحرہ بارگاہ تخت اشتباہ مین متمکن ہوا وہی جلسۂ عشرت اور شغل میخواری آغاز کر کے خوشی کرنے لگا ادھر اہل اسلام اس شب پر تعب مین محصور بر سر کوہ تھے عاجز اہل استوہ تھے ایک تو تیرگی رات کی دوسرے سیاہی سحر کی وہ پر ہول شب تھی کہ جس سے سیاہی بھی خوف کھاتی تھی صداہاے ہولناک و پر بیم وحشت انگیز ہر سمت سے پیدا ہورتون کا بلک کر رونا پہاڑ کا دل آب آب کرتا تھا ہر طرف سناٹا اور سائین سائین کی آواز آتی تھی روح تن مین گھبراتی تھی شب مرگ انسان بھی ایسی نہوگی جیسے وہ کالی رات تھی پلنگ درندہ کیطرح پھاڑے کھاتی تھی کہ بمقتضاے

نظم

شب تیرہ دل مثل دیو سیاہ — کہ تھی شامت عاشقاں کی گواہ

کھلے غم سے تھے خوبرویون کے بال — شب تیرہ مین تیرگی تھی کمال

صدا ہر طرف تھی یہی ہاے ہاے — خدا جانے کیا ہمکو قسمت دکھائے

کوئی مثل سنبل کے بکھرائے بال — پڑی رنج مین اک طرف تھی نڈھال

پریشان کوئی زلف منہ پر پڑی — گہر آنسوؤن کے پروتی کھڑی

بیان لشکر اسلام اسیر رنج و محصور آعدا ہے ساحرون کے یہان جلسۂ مسرت برپا ہے دیکھیے صبح کو کیا ماجرا گذرتا ہے انکو اسی حال مین چھوڑ کر آپ ذکر فتاح طلسم آئینہ ایرج نامور بیان کیا جاتا ہے کہ یہ زیر نخل باغ مین بیٹھے اسم پڑھ رہے تھے اور درمیان اسم خوانی ہزارہا اشکال مہیب موکیل کی نظر آئین کبھی اژدہان منہ کھولے ظاہر ہوا اور کبھی دریاے زخار کو قریب تر پایا لیکن شہزادہ مطلق خوف زدہ نہوا اور اسم پڑھے گا یہان تک اسم تمام کیا اسوقت دو شخص حمامی وضع لیگیا ہاتھ مین اور جام بلورین پانی سے لبریز ہتھیلی پر رکھے اور دو سقے مشک پانی سے بھرے کمر پر سنبھالے شہزادے کے پاس آئے اور ان حمامیون نے دست بستہ عرض کیا کہ آپ حمام کرین شہزادے نے لوح کو دیکھا اسمین ظاہر ہوا کہ یہی

موکل اسم ہذا ہین تم اُنسے کہو کہ اگر مجھکو نہلاتے ہو تو پوشاک اور ہتیار طلسم کے بھی میرے لیے لاؤ شہزادے نے
بموجب نوشتہ لوح اُنسے لباس اور اسلحہ طلب کیا اُنھون نے اقرار کیا اور دو شخص نظر سے غائب ہو گئے
اور دو اسیجگہ ٹھہرے رہے بعد لمحہ بھر کے وہ دو آدمی جو غائب ہو گئے تھے کشتیان پوشاک و سلاح کی لیے
حاضر ہوئے شہزادے نے لوح کو دیکھا اُسمین ظاہر ہوا کہ اُنسے کہو مین پہلے لباس پہنکر اور ہتیار لگا کر دیکھ
لون کہ میرے جسم پر ٹھیک و درست مین یا نہین بعد کو پھر حمام کرون گا شہزادے نے اُنسے یہی کہا
اور پوشاک طلسمی پہنی ہتیار لگائے پھر لوح کو دیکھا اُسمین معلوم ہوا کہ اِن سے کہو رنگین جادو مالک
کو اس باغ کے حاضر کرو شہزادے نے اُنسے حکم دیا کہ رنگین کو پکڑ لاؤ یہ سُنکر وہ سب نظر سے پوشیدہ
ہوئے اور کچھ دیر مین ایک ساحر کو گرفتار کیے سامنے لائے شاہزادے نے بموجب حکم لوح اُس ساحر کو
قتل کرنا چاہا اُسنے عرض کیا کہ اے طلسم کشا مین اسدن کی خیر رکھتا تھا کہ آپ مجھکو گرفتار کرکے قتل کرنا چاہینگے
پس اپنی جان بچانے کے لیے آپ کے دادا یعنی امیر کو میدان رزم سے اُٹھا لایا ہون اگر آپ مجھکو رہا
کردین تو مین امیر کے پاس آپ کو پہنچاؤن شہزادے نے لوح کو دیکھا اُسمین نکلا کہ یہ سچ کہتا ہے اِسکے
ساتھ جاؤ اور امیر سے ملاقات کرو یہ معلوم کرکے شہزادہ اِسکے ہمراہ ہوا اور لوح سے کچھ اسم الیا پڑھا
کہ وہ موکل اسم کے غائب ہو گئے شہزادہ اُس ساحر کے ساتھ اُس باغ مین ایک ایسی جگہ آیا کہ وہان
ایک حجرہ بنا تھا اور در مین اُسکے قفل لگا تھا اُسنے قفل کھولا اور شہزادہ کو اندر لایا دیکھا کہ اس حجرے
مین ایک تخت بچھا ہے اس تخت پر فرش ملوکانہ آراستہ ہے اور امیر جلوہ فرما ہین شہزادہ نے سر اپنا
قدم پر جھکایا امیر نے سر لیکر سینے سے لگایا اور پاس اپنے بٹھایا اور استفسار کیا کہ اے فرزند تم نے اپنے
باپ شہزادہ قاسم کا بھی کچھ پتا پایا شہزادے نے عرض کیا وہ نرگس کوہ پر بخیریت تمام ہین یہ کہکر کل
احوال طلسم کا ان بیان کیا پھر وہان سے مع امیر کے باہر آیا اور لوح کو دیکھا تھا کہ اِس ساحر سے کہو مجھ کو
فوج طلسم کے مقام پر پہونچا دے شہزادے نے اُس سے یہی درخواست کی وہ ہمراہ چلا اور پشت
کی طرف باغ کے ایک دروازہ لگا تھا اسکو کھولکر جو آگے بڑھے ایک کوہستان مین پہونچے کہ وہان
چشمے جاری تھے اور حجرہ مقفل تھا اُسکو وا کیا اُسمین وہی صندوق جو ملکہ بلور لے گئی تھی رکھا تھا اُسکو
اُٹھا کر باہر لائے اور پٹ اُکھولا چالیس ہزار پتلا بلور کا مرکبون پر سوار نکلا اور بیٹھکر مثل انسانون کے
ہو گیا شاہزادے اور امیر کے لیے بھی رنگین جادو سواری لایا یہ بھی سوار ہوئے بموجب لوح کے

اُس فوج طلسمی نے اطاعت کی آگے آگے امیر اور ایرج باتوقیر پس پشت چالیس ہزار سوار دلیر با گرز و خنجر و تیر بڑے جاہ و حشم سے روانہ ہوے کہ نظم

سپہ را بیاراست و خود برنشست ‏ ‏ یکے گرز پرخاشکش دیدہ بدست
شمردند بر میمنہ سہ ہزار ‏ ‏ زرہ وار و کار ازمودہ سوار
فرستادہ بر میسرہ ہمچنین ‏ ‏ سواران جنگی و مردان کین
پس پشت ایشان یلان سپہ بود ‏ ‏ سپاہے کہ در جنگ دیرینہ بود
بزد نائے روئین و برشد خروش ‏ ‏ زمین آمد از نعل اسپان بجوش

یہ تو اس تجمل و شوکت سے روانہ ہوئے مگر آئینہ جادو جو دریا پہ سے شکست کھا کر گئی تھی تمام پر لشکر کشی اور قتل شاہزادہ کرتی تھی جب کچھ تدبیر نہ بن پڑی تو مجبور ہو کر عرضی افراسیاب کو لکھی اُسمین سب حال بربادی طلسم مندرج کیا اور ایک ساحر کو دیکر روانہ کیا وہ ساحر طلسم ہوش ربا مین گیا اور خدمت ملکہ حیرت مین پہونچکر بعد بجا آوری مراسم تعظیم و تکریم عریضہ پیش کیا اُسنے عرضی پڑھکر مع عرضی اُس ساحر کو باغ سیب مین بھیجدیا اُسنے افراسیاب کو تسلیم کی اور عرضی دی بادشاہ نے عرضی ملاحظہ کرکے مشیران سلطنت سے اس امر خاص مین مشورہ کیا کہ طلسم آئینہ کے بارے مین کیا کیا جائے مشیرون نے عرض کیا کہ وہ طلسم شراکت مین کوکب کے ہے اور شریک شہر ہوا ہے وہ اس مقدمہ مین دخل نہ دیگا اب رہے اہل اسلام اُنسے آپ سے دونون جگہ مقابلہ ہو رہا ہے آئینے کوہ عقیق پر ساحر جاتے ہین اور یہان مہرخ سے بھی لڑتے ہین پس تیسری جگہ جنگ سے کیا فائدہ آئینہ کو یہان بلالیجیے جب مسلمان مارے جائینگے اُسوقت طلسم اوسکا حوالے اوسکے کیجیے گا یہ رائے شاہ جادوان کو پسند آئی اور عرضی کا جواب لکھا کہ اے ملکہ آئینہ تم یہان چلی آؤ مین سمجھ لونگا پس یہ جواب اُس ساحر کو دیکر دریائے سحر کے پار اوترواد یا وہ وہان سے پاس آئینہ کے آیا جب اوسنے جواب عرضی پایا از بسکہ دل مین مزا سلطنت کرنے کا بھرا تھا اور آرزو ہوا نے پابند بلا کیا ملک و مال چھوڑ کر جانا گوارا نکیا کہ بیت ہمہ خواستہ جوید و نام مرد * نترسد ز روانش ز فرجام بد * پس افسران لشکر بلا کر فرمایا کہ ایک لڑائی ساکھے کی ہین طلسم کشا سے اور لڑونگی تم مین سے جسکو جان دینا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور جسکو آرام منظور ہو وہ چلا جائے سبنے عرض کیا کہ ہم جان بازی کو حاضر ہین غرضکہ تین لاکھ کا لشکر درست کرکے اژدر پہ بیٹھکر روان ہوئی

کچھ ہی دور قلعہ سے نکلکر آگے بڑھی تھی کہ شہزادہ جو اُسطرف سے آتا تھا اثنائے راہ مین مقابلہ ہوا دو
لشکر باہم تلوارین کھینچ کر لاگئے شہزادے نے حسب ہدایت لوح اُن تپلون کو حکم جنگ دیا کہ انھون نے
فوج آئینہ کو قتل کرنا شروع کیا امیر و ایرج بھی لڑنے لگے رنگین جادو حفاظت امیر
کرتا تھا اور ایرج پر بسبب لوح کے سحر تاثیر نہ کرتا تھا طلسمی تپلون نے ہزارون کو بیجان کیا تھا اور
آئینہ جادو نے بھی اُس میدان کو میدان رستخیز قیامت بنا دیا تھا آگ برسا کر صدہا تپلون کو جلا
دیا تھا جب دو ڑکر ترسول مارتی تھی دو دو چار چار کے کلیجے چھید لیتی تھی داد شجاعت میدان مین
دیتی تھی دریا خون کے بہائے تھے ایک طرف شہزادے نے لاشون کے ڈھیر لگائے تھے کہ بموجب نظم

زبس نالۂ بوق و بانگ سپاہ — شدہ گوش گردون کر و دل سیاہ
یکے بزم بد دشت گویا نہ رزم — دلیران دران بادہ خواران چو بزم
غوِ کوس شان زخمہ بر بربط سرائے — دم گاؤ دم نالۂ کرنائے
روان خون چو مے نالہ شان بم و زیر — پیالہ سر خنجر و نقل تیر
بہر گوشہ کشتہ افگندہ خوار — کہ شد بستہ بر تاری اسپان گزار
زبس کشتہ و سر فگندہ نگون — چو دریا ہمیرفت بر دشت خون

آتش جدال و قتال نے خانہ ہائے تن جلا کر روحون سے ویران کر دیے تھے برق تیغ شعلہ فام نے خرمن
ہستی جوانان خاک کر کے بباد فنا پریشان کر دیے تھے اُسی ہنگامہ مین شہزادے نے لوح کو دیکھا اُسمین
واضح ہوا کہ جبتک آئینہ کو نمارو گے فتح نپاؤ گے بہتر ہے کہ چھپ کر اُسکے پاس جاؤ اور لوح اوسکو دکھاؤ نگاہ
اوسکی خیرہ ہوگی اُسوقت فوراً تلوار اوسکے سر پر مارنا کہ ہلاک ہوجائے ورنہ اگر بچ جائیگی تو آفت بپا
کریگی شہزادہ یہ حکم لوح دیکھکر مصروف جنگ رہا اور جب غول مین لشکر کے پہونچا مرکب پر سے کودا آئینہ نے جو
گھوڑا اسکا خالی دیکھا نعرہ کیا کہ اے بہادران طلسم کشا زخمی ہوکر گھوڑے سے گرا ہے جلد آکر سر کاٹ لو اور لوح
طلسم چھین لو یہ کہکر آپ اژدر سے کود کر خوشی خوشی چلی اُدھر سے شاہزادہ آتا تھا راہ مین سامنا ہوا
شہزادے نے لوح سامنے کر دی آنکھین اوسکی بند ہوگئین اور سحر فراموش ہوا شہزادے نے جھپک کر تلوار
ماری کہ سر پر بیٹھکر ٹانگون سے نکل گئی دو ٹکڑے ہوکر وہ گری شور دار و گیر برپا ہوا اڑدے پڑے پہاڑ
اپنی جگہ سے اُکھڑ کر ٹکرانے لگے زمین مین غار پڑ گئے چشمہ طلسم کے خشک ہوگئے آندھیان اوٹھین بعد کچھ

کچھ دیر کے آواز آئی کہ افسوس مارا مجکو اے شخص تو نے کہ نام میرا آئینہ جادو تھا زمانہ بھی روشن ہوا اور اس صدا کے آتے ہی فوج ساحران مین بھگدر پڑی بقیۃ السیف نے چادر امان ہلالی ایرج نے ہاتھ روکا افسران لشکر نے خدمت مین حاضر ہوکر رکاب کو بوسہ دیا اور انا المطیع کا دم بھرا شاہزادے نے ہر ایک کو سرفراز فرمایا اور دیکھا کہ وہ طلسمی پتلے اب نظر نہین آتے معلوم ہو کہ وہ وابستہ طلسم بھی بعد مرگ بادشاہ طلسم وہ بھی غایب ہوگئے غرضکہ شہزادہ آگے روانہ ہوا تھا کہ دو شخص معزز وضع سامنے پیدا ہوئے اور پاس آکر عرض کیا کہ مبارک ہو یہ طلسم فتح ہوا ہم خزانہ دار طلسم ہین چلیے اور مال طلسم لیجیے شہزادہ نے اونکو ہمراہ لیا اس عرصہ مین خنطل و شعلہ دار و سیارہ و شاپور و لوحدار اپنے احاطۂ سحر سے نکلکر حاضر ہوئے اور تسلیم کرکے مبارکباد فتح طلسم دی اور نذر گذرانی شہزادہ سبکے ہمراہ وہان سے چلا اور داخل قلعہ طلسم ہوا یہان تمام رعایا فراری تھی لیکن عمارتین عمدہ بنی تھین دکانین مثل آغوش عاشق مہجور خالی پڑی تھین بازارین ویران تھین گلیان سنسان تھین شاہزادہ تمام مقام ملاحظہ فرماتا دار العمارۂ شاہی مین آیا اورنگ شوکت پر متمکن ہوا حکم آبادی شہر دیا منادی نے ندا کی کہ بشرط اطاعت حاکم وقت اہل شہر کو قتل و غارت سے امان ہے یہ صدا سنکر اکابران طلسم و رعایا وغیرہ حاضر ہونے لگے نذرین گذرنے لگین تمام شہر اسلام آباد ہوا القصہ دیر سامری کے مندر وغیرہ منہدم کیے گئے مسجدین اور خانقاہین تعمیر ہوئین شہزادے نے کسیکو سرفراز کیا اور کسیکو جان سے مارا غرض جب یہ سب انتظام ہو چکا تو خنطل سے پوچھا کہ تمام طلسم فتح ہوا مگر ملکہ بلور کا پتا نہ ملا اوسکو تلاش کرنا لازم ہے یہ کلام سنکر اکابران طلسم نے عرض کیا کہ حضور ایک باغ مین ملکہ قید ہین وہان تشریف لیچلیے ملکہ سے ملاقات ہوگی شاہزادہ اوسیوقت روانہ ہوا اور شہر کے اندر ایک باغ تھا کہ سراسر پھولون سے بھرا سرسبز و ہرا نظر آیا چار بارہ دری چارون کونون پر تعمیر خوبی مین آپ ہی اپنی نظیر پردہ ہاے زنبوری ہر ایک مین پڑے جنکی ڈوریون مین مقیش کے پھندے لگے شاہزادہ نے اندر جانا چاہا تھا کہ پردے سے چند کنیزین میلا کچیلا لباس پہنے ظاہر ہوئین اور شہزادے کو سلام کرکے ایک بارہ دری کیطرف لائین پردہ اوسکا اوٹھایا شہزادے نے دیکھا کہ سامنے تخت بچھا ہے اور اوسپر زنجیر طلائی پہنے ملکہ بلور بیٹھی ہے ایک شیر پایۂ تخت سے بندھا ہے اوس سے کہ رہی ہے کہ اے شیر تو مجھ کو کھالے کہ فراق شہزادہ دلدار مرگ سے بدتر ہے کہین یہ دم نکلجاے تو روح خواب عدم مین آرام پاے شہزادہ نے یہ سنکر رو دیا

اور دیکھا کہ ملکہ کی آنکھون مین حلقے پڑ گئے ہین لباس خاکستری ہو گیا ہے چہرے پر خراش ناخن جا بجا ہے دیکھتے ہی بیتابانہ آگے بڑھا وہ شیر جو بندھا ہوا تھا حملہ آور ہوا شہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ لوح سر پر اُس شیر کے لگا دے پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھ لے شہزادہ نے حسب ہدایت زنجیر توڑ کر اور طمانچہ تیار کر کے آگے بڑھا لوح کو اوسکے سر پر مارا وہ قلابازی کھا کر گرا اور پھٹ کر ہلاک ہو گیا شہزادہ نے بڑھکر زنجیر پاے ملکہ کو دفع کیا اوٹھکر گلے سے لپٹ گئی دونون بلک بلک کر رونے لگے منھ اشکون سے دھونے لگے غم فراق زبان پر لائے اپنے دکھڑے سنائے آنکھون سے دریا بہائی کہ بمقتضا ہے مثنوی

بغل کھول کر پھر تو آپس مین مل
وہ رویا کیے دیر تک متصل

بیان دونون اپنا جو کرنے لگے
ورا شک سے چشم بھرنے لگے

گلے ملکے رونے لگے زار زار
کیا اپنے تن من کو اُسپر نثار

یہ اُس تخت کے گرد پھرنے لگا
بلا اوسکی لے لے کے گرنے لگا

کہی سرگذشت اپنی اسدم تلک
کہ اسطرح پہونچے ہین ہم تم تلک

اُدھر اشک خونین اِدھر چشم نم
اُسے اسکا غم اور اِسے اُسکا غم

نہ وہ رنگ اسکا نہ وہ اُسکا حال
تن زرد زرد اور رخ لال لال

بہم دو خزان دیدہ گلزار سے
ملے جیسے بیمار بیمار سے

آخر سب نے عرض کیا کہ بی بی شب فراق کو جامع المتفرقین نے مبدل بہ سحر وصال کیا اب خدا تمکو نہ رولائے یہ روز جدائی پھر خدا تمکو نہ دکھائے اب ہنسی خوشی کی باتین ہون رونا دھونا موقوف کرو کہ بیت

بس اب کچھ خوشی کی کرو گفتگو ۔ خدا پھر رولائے نہ تمکو کبھو ۔ حاصل مرام ملکہ گلفام ہمراہ شہزادہ روانہ ہوئی اور محل مین پہونچکر حمام مین گئی نہا دھو کر باہر آئی اور لباس و زیور سے بصد تزئین و ادا آراستہ ہو کر بہتر از ماہ و خورشید ہی حسن کی چمک ضیاے مہر کو شرمندہ کرتی کہ مثنوی

دوبارہ کیا اُسنے اپنا سنگار
چمن مین نئے سر سے آئی بہار

نہا دھو کے نکلی عجب آن سے
کہ الماس نکلے ہے جون کان سے

نہانے سے نکلا عجب اوسکا روپ
نکل آئے بدلی سے جسطرح دھوپ

جلانے کو عاشق کے دکھلا پھبن
لیا سرخ اُس گل نے جوڑا پہن

اُسی رنگ کے ساتھ کا سب لباس تصور مین ہو سرخ جسکے قیاس
بھبھوکا سا تن اور مُنھ کی دمک کہ جون شعلہ آتش سے اُٹھے بھڑک
نکیلی وہ اوٹھی ہوئی چھاتیان بھری اپنے جوبن مین اتراتیان
گلے کی صفائی وہ کرتی کا چاک تڑاقے کی انگیا کسی ٹھیک ٹھاک
وہ کنچن سی آستین کچین لال لال بھری رنگ سے قمقمے کے مثال
نلاہٹ وہ بھٹنی کی اُس سے نمود کہ جون سرخ چہرے پہ خال کبود

شاہزادے سے از بسکہ عقد ہو چکا تھا اور خیمہ شاہزادے سے ملکہ کو آئینہ پکڑ لائی تھی اسوقت ملکہ پاس آکر شاہزادہ خلوت آرا ہوا اور دیر تک جلسۂ انبساط رہا جام شربت وصل پیا پھر برآمد ہوکر ہمراہ خزانہ دارون کے کوٹھے جاکر کھلوائے اور جائزہ اسباب لیا چالیس ہزار خفتان زرین بادلہ کار اور بارگاہ آئینہ یعنی آبگینے کی اور زنگل اور اسلحہ اور مرکب اور پانچہزار عراوے زر سرخ و جواہر کے اور کئی سو جوڑی نقارون کی سیمین و طلائی اُسمین سے نکلین اور ایک صندوق مین سے دو تلوارین ملین ایک کے قبضے پر لکھا تھا کہ اس تلوار سے قضا ملکہ نازک چشم کی ہے اور دوسری تلوار قاتل ساحران جہان تھی اس صندوق مین چار تلوارین تھین پہلے بیان ہوا کہ ایک ملکہ بلور بہر قتل سوار طلسم لیگئی تھی اور ایک معہ کل اسم کے پوشاک کے ہمراہ شہزادے پاس لیگئے تھے جس سے آئینہ ماری گئی اب دو باقی تھین وہ بھی ملین شہزادہ اونکے ملنے سے خوش ہوا اور دار العمارۂ مین آکر سامان روانگی کیا سب مال طلسم بار کراکر مع خیمہ و خرگاہ آپ بھی قاصد روانگی ہوا ملکہ بلور کو اس جگہ کی سلطنت سپرد کرکے امیر سے خلعت حکومت دلوایا تاج شاہی پہنایا اور زنگین کو افسر کیا شعلہ دار کو نائب بنایا لوحدار کو مشیر سلطنت مقرر کرکے ملکہ حنظل اور سیارہ کو خلعت دیکر حکم دیا کہ قلعہ نرگس کوہ مین جاکر پدر بزرگوار شہزادۂ قاسم کو مژدۂ فتح دین اور ملکہ صنوبر کو اُنکے ہمراہ سمت لشکر اسلام روانہ کرین حنظل حسب ارشاد مع عیار روانہ ہوئی یہان شہزادہ قاسم اُتروا ہوا تھا کہ یکایک سمت طلسم آئینہ اندھیرا ہو گیا اور غبار سیاہ اُڑا صدا ای مہیب آئی بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ دفع ہوا وہ پہاڑ وغیرہ نظر سے غائب ہو گئے اور میدان نظر آنے لگا قاسم ذیمقبل سے فرمایا کہ شاید طلسم آئینہ ٹوٹ گیا اور فرزند میرا فتحیاب ہوا یہ فرما رہا تھا

کہ سیارہ و حنظل نے آکر مژدۂ فتح طلسم دیا قاسم نے سجدۂ شکر کیا اور جلد جلد کارسازی لشکر فرماکر ملکہ صنوبر و نرگسی چشم کو ہمراہ لیکر مع سیارہ بچشم و خدم کوچ فرمایا کہ نظم

ز گردان جنگی و نام آوران — گر چون مقبل شیر و قیماس خان
گزین کرد از آن نامداران سوار — دلیران جنگی دہ و دو ہزار
سپر در پیادہ دہ و دو ہزار — گزین کرد آن از در کارزار
بفرمود تا جملہ بیرون شدند — ز پہلوی دشت و ہامون شدند
وزان جایگہ کوس برپیل بست — بگردان بفرمود و خود بر نشست

پس اسی جاہ و جلال سے سمت لشکر اسلام روانہ ہوا اور اسطرف ایرج نے چند ساحرون سے حکم دیا کہ جاؤ اور لشکر اسلام جس جگہ اُترا ہے وہانسے اشقر کو لے آؤ رنگین نے عرض کیا کہ اشقر صحرا مین ہوگا کیونکہ جب مین امیر اُٹھا لایا تھا تو لشکر بڑی تباہی تھی یہ کہکر سب حال بربادی عسکر نصرت انجام اسلام بیان کیا شہزادہ کو غصہ آیا اور جلد درستی لشکر کر کے مرکب پر سوار ہوا اور امیر کو ایک تخت پر سوار کر کے ساحرون نے اُس تخت کو اُڑایا یہ اسلیے کہ جب امیر پردۂ قاف گئے تھے اور ارنائیس دیو اور لانیسا پری کہ اشقر کے ماں باپ تھے اور انکو ملکہ آسمان پری نے اس جرم مین قتل کیا کہ وہ دونون امیر کو پردۂ دنیا کیطرف لاتے تھے پس جب وہ مارے گئے تو اشقر کو امیر نے اپنا بیٹا کیا اور اوس سے وعدہ فرمایا کہ سوا تیری پشت کے اور کسی پر مین سوار ہونگا چنانچہ ایکبار امیر فیل لندھور پر سوار ہوئے تھے تو اشقر خفا ہو کر دریا مین گر گیا تھا اور جب کنارے نکلا تو مادیان بحری سے جفت ہوگیا اس سے بچہ پیدا ہوا کہ وہ بن اشقر کہ جو شہزادہ ایرج کو ملا ہے حال اُسکا نوشیروان نامہ اور ایرجنامہ کے دفترون مین درج ہے غرضکہ شہزادہ بکثرت و جاہ اس عظمت سے چلا کہ آگے آگے فیلون پر علم جلوہ کھاتے اور کئی سو نقارے بجتے بیچ مین مرکب پر یہ شہریار گرداروں کے پرے سواران طلسم ہمراہ بارگاہ لدی خزانہ کا مُنھ کھلا علم شیر پیکر کا سر پر سایہ شاپور عیار رکاب تھامے ہنسکر باتین کرتا صدائے طرقو بیدا کہ ابیات

بفرمود تا برکشیدند نائے — سپہ اندر آمد ز ہر سو بجائے
برآمد یکی گرد و برشد خروش — ہمے کر شدی مردم تیز گوش

سنانہائے الماس در تیرہ گرد ستارست گفتے شب لاجورد
ہمہ غرق در آہن و سیم و زر سپرہائے زرین و زرین کمر

اسطرف سے شہزادہ قاسم اور اس جانب سے یہ دونون سمت اسلامیان روانہ ہین مگر اہل اسلام کا حال سنیئے کہ رات بھر پہاڑ پر گھرے رہے جب کوہ خاور سے آفتاب نے سر بلند کیا اور توسن فلک پر سوار ہو کر فوج سیارگان پر حملہ آور ہوا کہ ابیات

ازان رود گرآئینہ از غبار برون آمد دشت جہان زر نگار
فلک را درین بام نیلی سرشت درایوان فگندند زرینہ خشت

صبح ہوتے ہی نازک چشم و لقا با فوج گران سوار ہو کر سامنے پہاڑ کے آئے اور دیکھا کہ چار سمت اندھیرا چھایا ہے عیار بھی گھاٹیان چھوڑ کر بھاگ گئے ہین پہاڑ پر سے رونے کی صدا آتی ہے یہ حال دیکھکر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور سحر سے ایسا دھوان تیز کر دیا کہ پہاڑ پہ فوج چڑھتے بھی نظر نہ آتی تھی اور ساحرہ خود بھی مع گروہ ساحران اُڑ کر چلی کہ سب کو جا کر باندھ لاؤن غرضکہ یا سامری و جمشید کے نعرے بلند کر کے فوج نے دھاوا کیا پہاڑ پر سے عیارون نے بارگاہ سلیمانی کے درجون مین ٹھہر کر پتھر اور تیر مارنا شروع کیے اور سب نے بلبلا کر استغاثہ بدرگاہ بے نیاز کریم کارساز کیا کہ بیت
ترا آسرا ہے ہمین اے رحیم ٭ بچا لے ہمین دشمنون سے کریم ٭ یہ دعا کرتے ہی از حکم عزیز بے بدل و برضائے سبحان لم یزل دامن دشت سے گرد اُڑی ایسی کہ سپہر دوار تیرہ و تار ہو گیا نازک چشم گرد کو دیکھکر رکی اور بختیارک نے ہاتھی پہ کھڑے ہو کر گرد کیطرف دیکھکر کہا کہ آیئے آیئے بسم اللہ بسم اللہ بہت اس ساحرہ قحبہ نے سر اوٹھایا ہے مانتی ہی نہین واصل جہنم اسکو فرمایئے لقا نے یہ سنکر کہا او شیطان کیا بکتا ہے اسنے کہا جلد بھاگیے وہ آگئی تقدیر پلٹ گئی نازک چشم ماری گئی یہ کہ رہا تھا کہ نازک چشم اُسکے قریب آئی اور کہا ملکجی تم کیا بکتے ہو اُسنے کہا آج تک تمہاری زندگی تھی آج تم مردہ ہو اگر بچ جاؤ تو مجکو شیطان نہ کہنا مسلمانون پر کبھی ایسی آفت نہ آئی تھی جو اب آئی آخر اُنکے خدا نے مدد کی اسی گفتگو مین یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور شہزادہ قاسم نظر آیا کہ زرہ یاقوت نگار پہنے جیسے آفتاب تابان میان شفق نمایان مرکب کوہ کفل اُڑاتا برچھا تر چھا کنوتی پر مرکب کے رکھا ترکش مثل دم طاؤس برابر کمر کے لگا کمان کیانی سے دوش پر یہ ثابت کہ آفتاب برج قوس

مین آگیا ہے بلکہ کبادہ چرخ کہود اسپر قربان ہوا ہے کہ ابیات

بپوشید پس ہفت پارہ جریر
یکے خود چار شش زرہ دلپذیر

ہمان جوشن و خود غیبہ ز زر
بپوشیدہ و زیر شان چون زبر

کمند ے و گرزے و نیزہ بدست
بہ اسپ تگاور روان بر نشست

پُر از گرد شد روے ماہ از نبرد
پر از خاک شد کام ماہی ز گرد

ز بانگِ یلان مغزہا مون بخست
از انبوہ جان راہ گردون بہ بست

ز گرد سیہ خنجر جنگیان
ہمے تافت چون خندہ زنگیان

پس پشت سواران جرار مقبل وفادار آتے ہی نعرہ زن ہوا کہ اے فرقہ ساحران اشرار دست خود را نگہدار کہ ما ہم رسیدیم یہ کہکر مرکب اوٹھاکر فوج پر آپڑا تلوار کھینچی بجلی چمکنے لگی سر برسنے لگے پہلے ہی حملہ مین بہت ساحر واصل جہنم ہوئے بختیارک نے ساحرہ سے کہا کہ کیون ملکہ دیکھا اب مسلمانون کی مدد آنے کا لگا لگ گیا خیریت اسیمین ہے کہ بھاگ چلو نازک چشم پر یہ کلمات سنکر غضب طاری ہوا اور خود آگے بڑھی فوج کو للکارا اُدہر سے قیماس خان والماس خان وغیرہ سرداران شہزادہ آپڑے تیر جگردوز و خنجر جانستان و تیغ گلوگیر کے وار شروع ہوئے کہ بمقتضا ہی ابیات

ہمہ پر شد از عاج مہر خروش
جہان آمد از نالے روئین بجوش

جہان گشت پر گرد آورد ے
ز خواست دریا ز ناورد جو ے

زمین ہمچو کشتی شد از موج خون
گہی راست جنبان گہی سرنگون

کمان ابر و بارانش الماس بود
سر و مغز پر جوش و سواس بود

ز بس کشتہ ز ہر رو گروہ
ز خون خواست دریا و از کشتہ کوہ

نہ پیدا ز خون تن رزم کوش
کہ فولاد پوش ست یا لعل پوش

نازک چشم تڑپ کر پردے ہوا گئی اور پکاری کہ اے قاسم تیرے دادا کو مین بھگا چکی ہون اور سب سردار پکڑ لیے ہین تو میرا کرلیگا شہزادے نے یہ کلمات سنکر ایک خدنگ دلدوز اسپر لگایا کہ اُسکے سینے پر پڑا مگر اُچٹ گیا اور وہ جو تڑپ کر وہانسے گری مثل بلاے ناگہانی قاسم پر آئی اور پنجہ مین داب کر اُڑی لشکر مین لائی قید سحر مین مبتلا کرکے بیہوش کردیا اور پھر آگے بڑھکر

ایسا سحر کیا کہ دھوان اوس لشکر پر بھی چھا گیا اور ہر ایک مبارز بیکل ہوکر اپنے مقام پر کھڑا رہگیا
سوجھنا بھی آنکھوں سے موقوف ہوا پس اسنے اپنے لشکر کو جنگ سے منع کر کے حکم دیا کہ ذرا تامل کرو وہ سبب
رُکے اِسنے قاسم کو سامنے طلب کر کے کہا کہ اب بھی کچھ نہین گیا ہے خداوند کو بارادت تمام سجدہ کر
قاسم نے زبان بہ لعن وطعن کھولی اسنے جھلا کر پھر قید کیا اور ایک ساحر کو سامنے پہاڑ کے بھیجکر
کہلا بھیجا کہ اہل کوہ سے کہو حاضر ہوکر اطاعت کرین بادشاہ اسلام اگر سجدہ کرنا منظور کرین تو خداوند
اُنکی بڑی عزت وحرمت فرمائینگے اور ملک ومال عطا کرینگے وہ ساحر روبرو کوہ کے جاکر پیام گذار
ہوا یہان قاسم کی آمد دیکھکر عیار خوش ہوئے تھے اور سمجھے تھے کہ شہزادہ کوئی تحفہ طلسم لایا ہوگا اور
ساحرہ کو قتل کریگا یہ سمجھکر بادشاہ اور کرب کو ہوشیار کیا تھا بادشاہ یہ سانحہ دیکھکر آراستہ
ہوکر چاہتے تھے کہ پہاڑ سے نیچے اُترین کہ اُسوقت خبر گرفتاری قاسم پہونچی نہایت درجہ صدمہ ہوا
اِس اثنا مین پیام ساحرہ شاہ پہونچا فرمایا کہ جواب اِن باتون کا سخت ودرشت لکھکر تیر مین باندھکر
نیچے پھینک دو نامہ تیر مین باندھکر بجواب اِن کلمات کے پھینکدیا مضمون یہ تھا کہ او قحبہ کیا بکتی ہے ما
مین لقا پر لعنت کرتا ہون اور خدا پر شاکر ہون انشا اللہ عنقریب تو ماری جائے گی غرض جب یہ
جواب ساحر نے جاکر نازک چشم کو دیا وہ آمادہ حرب کھڑی ہوئی تھی پھر فوج کو درست کر کے چلی
اور اُدھر عیارون نے عرض کیا کہ اے بادشاہ بارگاہ سے باہر نکلنے کا راستہ نہین ہے دھوان سحر کا
چھایا ہے پہاڑ سے اُتر نہ سکین گے باہر نکلتے ہی گرفتار ہوجائینگے اِس سے لازم ہو کہ یہین اِس قحبہ کو آنے دین اور
اسیجگہ سے لڑین بادشاہ اور کرب یہ سنکر مجبور ہو رہے کہ واقعی جب پہاڑ کے نیچے نہ جاسکے تو پھر باہر نکلنا بیکار
ہے اِس سے تو یہی بہتر ہے کہ یہان ہوش وحواس کے ساتھ رہین اور جب فوج یہان آجاوے تو اپنی جان
دین فی الجملہ یہ تو آمادہ مرگ یہان ٹھہرے اور زیر کوہ لقا و نازک چشم شادان وفرحان آکر حملہ آور
ہوئے پھر وہی آفت برپا ہوئی کہ ساحر پہاڑ پر چڑھنے لگے اور عیار پتھر لگاتے تھے عورتین دعا
کر رہی تھین کہ یکایک صحرا سے گرد اُڑی بختیارک پکارا کہ اے ملکہ دیکھو اجل کا پیام دمبدم آتا ہے
تو کہے دیتے ہین کہ ابکی ستارہ تمھارا گردش کھا گیا ہے تمھارے لیے فنا ہے نازک چشم نے کہا تو
شیطان ہے یون ہی بیہودہ بکتا ہے یہ کہہ رہی ہین کہ آکر اوس گرد کو ہوا نے برطرف کیا اور سامنے سے
سواری زبدۂ خداپرستان شاہزادۂ ایرج نوجوان کی پیدا ہوئی کہ مرکب طلسمی زیر ران بگھد رہی

کرتا طرارے بھرتا آتا ہے پشت پر فوج کثیر کا مجمع ہے ایک ایک جوان چلتہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رواں شاپور عیار رکاب تھامے باتیں کرتا آتا ہے جب قریب پہاڑ کے پہونچا سامان جنگ دیکھکر سمجھ گیا کہ اہل اسلام پر وقت تنگ ہے پس ایک نعرۂ کوہ شگاف بلند کیا کہ ارے تیرہ سران نعرہ

چو دریا بر آورد از کینہ جوش
کفے بر لب آورد و برزد خروش
منم آن شاہ گیتی ستان آیرجم
کہ از من بلرزد تن شاہ جسم
دم اژدہا گیرم اندر مصاف
تنا بد بہ گرز من کوہ قاف
سپہر چرخ را زیر پا آورم
بہر رزم مردی بجا آورم

یہ نعرہ کرکے تیغ کھینچکر لشکر عدو پر آپڑا اسکے ساتھ فوج طلسمی ہے مار تلوار تہلکہ ڈال دیا سنا تہائے نیزہ اُس تاریکی دود سحر مین بسان انجم چرخ لاجورد چمکتی تھین روحین قفس تن مین پھڑ پھڑکتی تھین تلوار کی زبان خون کی پیاسی تھی زبان تیر لب سوفار چاٹتی نظر آتی تھی چہرے مبارزون کے خاک پر خون مین آلودہ کٹے پڑے تھے مصور مرگ نے نگارستان جنگ مین خاکے کھینچے تھے روئے زمین مرقع خانہ تھا زندگی پر حرف آنے کا بہانہ تھا تقدیر کا لکھا بیا وری شمشیر آگے آیا تھا موت کے تگھتون پر زبر دستون کو چلنا پڑا تھا لوح پیشانی خط غبار سے لکھی گئی تھی طغرا نگار اجل نے حیات کی مد کی کشش مختصر کھینچی تھی قضا کے دائرہ مین نقطہ وار ہر ایک گھرا تھا فوج کے لام کو الف تیغ نے لام الف بنا کر لا یعنے نیست کر دیا تھا جو انون کے چہرے جو دفتر شجاعت مین صاد تھے وہ نون نفی نے نظری کر دیے تھے خلاصہ یہ کہ کشتون سے کلک شمشیر نے صفحہ دشت بھر دیے تھے دامن صحرا مین سرون کے نقطے دیے تھے نظم

برآمد خروش از دلیران جنگ
یکے حملہ کردند ہمچون پلنگ
کشیدند شمشیر زہر آبدار
فتادند در دامن کوہسار
بکشتند چندان در آن خارہ سنگ
کہ از خون زمین گشت پشت پلنگ
بہر سو سر بود در خاک و خون
تن بد سگالان ہمہ سرنگون
چو مرغے کہ او دانہ چیند ز خاک
ربودند ازان بد تنان جان پاک
فگندند در دشت یک یک بہ تیغ
کہ بر بستہ گردید بر چرخ میغ

اُسی گرمی حرب مین نازک چشم بغیظ و غضب تمام ایرج پر آپڑی اور یک نارنج سحر پڑھکر

٢١

مارا شہزادے پر بسبب لوح اور تیغہ وغیرہ کے کچھ اثر نہوا ناریج شق ہو کر الگ گرا شہزادے نے وہی تلوار جس سے اسکی قضا تھی کھینچکر نعرہ کیا کہ بیت ہمی تیرہ بینم دل و ہوش تو ++ ہمی گور بینم آغوش تو ہہ نازک چشم تو جانتی تھی کہ میری قضا بغیر تیغ طلسمی نہین ہے یہ میرا کیا کر لیگا پس اُسنے سر اپنا سامنے کر دیا گویا قضا کو سر آنکھون سے قبول کیا سر تسلیم جادۂ فرمان مرگ پر رکھا شہزادے کی تلوار سر پر جو پڑی ٹانگون سے نکلگئی العیاذ باللہ زمانہ مین آفت عظیم آئی وہ سیاہی جو عالمگیر ہو رہی تھی دفعتًا غائب ہوئی اور آسمان سے تیر برسنے لگے شور قیامت خیز برپا ہوا بختیارک پکارا کہ واہ واہ کیا کہنا ہاتھ کی صفائی اسکو کہتے ہین کہ تسمہ بھی لگا نرکھا یا خداوند جلد تقدیر گریز کیجیے نہین تو یہی حال آپ کا بھی ہوا چاہتا ہے نواسا حضور کا بہت ہٹ چھٹ نظر آتا ہے لقا نہایت رنجیدہ ہوا اور سوفار کو للکارا کہ لے اس بندۂ بے ادب کو وہ آگے بڑھا اور بغضب بسیار للکارتا ہوا قریب شہزادہ آیا اور ایک ناریل مارا شہزادہ پر تو سحر اثر نہین کرتا ہے وہ بھی خالی گیا اسنے ترسول مارا شہزادہ نے رد کر کے کمر مین ہاتھ ڈیکر اُسکو اژدر پر سے اُٹھا لیا اسوقت فوج کوہی اور ساحران وغیرہ کو لقا نے نہیب دی کہ ہان روکو اسکو وہ سب جھپٹے اِدہر سے مبارزان مرد میدان سرو تن کے خریدار جان کے خواہان دوڑ کر غٹ پٹ ہو گئے ہلچل پڑ گئی بڑے جھگڑے سے تلوار چلنے لگی لیکن ساحرہ کے مرنے سے تاریکی جو دفع ہوئی عیار پہاڑ پر سمجھ گئے کہ ساحرہ دار البوار مین پہونچی بادشاہ کو مژدہ دیا بادشاہ مع کرب اور جو سپاہ کہ بالاے کوہ موجود تھی اسکو ہمراہ لیکر پہاڑ پر سے اُتر آئے اس عرصے مین تخت پر امیر سوار آکر پہونچے اور ہارے جانے سے ساحرہ کے وہ بھوتی جاتی رہی اسم اعظم یاد آیا بس یہان پہونچکر ایک نعرۂ کوہ شگاف اللہ اکبر کا کیا نعرۂ صاحبقرانی کی صدا چونسٹھ کوس جاتی ہے اشقر نعرہ سنکر صحرا سے دوڑا اور خدمت امیر مین آیا امیر سوار ہوئے اور لڑنے لگے مگر تازہ ماجرا سنیے کہ سرداران اسلام جو زمانہ دراز سے یعنی پہلے ساحر مثل اخگر و عقاب و مہنت وغیرہ کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے تھے اور سبکو اسی قحبہ ساحرہ نے اپنے سحر مین کر لیا تھا اور خود بھی سردارون کو مقید کیا تھا چنانچہ اسکے مرتے ہی وہ سب ہوشیار ہو گئے اور قید سحر انکے جسم پر سے دور ہو گئی پس اصلی قید توڑ توڑ کر وہ باہر نکلے اور جو عیار قید تھے وہ بھی چھوٹ گئے اور بہر حفاظت مقام فرودگاہ پر ساٹھ ہزار سوار

نازک چشم چھوڑ آئی تھی اُنپر جا پڑے ازبسکہ یہ سردار دیو بند و دیو کش رستم سے کہین
بڑھکر ہین وہ سوار تاب جنگ نہ لا سکے بھاگ کھڑے ہوئے یہ بھی اُنکے تعقب مین چلے اور
وہ لقا کے لشکر مین سردار سب شریک اپنے لشکر کے ہوئے اور اول کہا گیا تھا کہ نازک چشم
سے جب بادشاہ نے شکست کھائی تھی تو اُسنے وہ لوگ جو میدان مین بیہوش اور نابینا ہو گئے تھے
اُنکے گرد احاطۂ سحر کر دیا تھا الحال وہ احاطۂ سحر بھی دفع ہو گیا اور لشکری ہوشیار ہو کر چلے اور آکر
زیر کوہ شریک رزم ہوئے اور لشکر قاسم و مقبل جو ابھی تازہ گرفتار ہوا ہے وہ بھی سنبھلکر
لڑنے لگا شہزادہ قاسم بھی قید توڑ کر نکلا اِس ہجوم کے ہوتے ہی لشکر ساحران باقیماندہ فرار ہوا
اور بخت یارک نے فیلبان کی پگڑی اُچھال دی کہ ابے جلد ہاتھی بھگا کیا خداوند کو قتل کرائیگا
فیلبان نے ہاتھی بھگایا اور فوج نے بھی جھرمٹ کھایا بھگدر لشکر مخالف مین پڑی اور اسلامیون
کی فوج پیچھے چلی ایرج نے سوفار کو حوالہ شاپور عیار کیا کہ اوسنے اِسکو حباب مار کے
بیہوش کیا اور زبان مین سوزن دیکر مقید کر کے لشکر مین رکھا شہزادہ زد و کشت کرتا ہوا
عقب لشکر حریف چلا لقا پہلے اُسجگہ آیا کہ جہان اہل اسلام کا لشکر تھا کیونکہ وہ مقام بھی یہ
قبضہ مین کر چکا تھا غرضکہ وہان پہونچکر ٹھہرنا چاہا تھا کہ فوج ظفر موج نے آتے ہی حملہ کیا یہ پھر
بھاگا اور اپنے مقام فرودگاہ پہ آیا یہان پڑاؤ پر بھی غازیان دیندار نے نہ پڑنے دیا اُسجگہ کو بھی
چھوڑ کر فرار ہوا اور اندر قلعۂ عقیق کوہ کے چلا گیا اہل اسلام نے تا بہ قلعہ پیچھا نچھوڑا جب یہ کہ
قلعہ مین جا چکا اور در قلعہ بند کر لیا پل تختہ اُٹھوا لیا اُسوقت اہل اسلام پھرے اور اسکے اردو
پر آگرے تا دیر بارگاہ و بازارین اور خیام وغیرہ لوٹے بعد غارت وغیرہ کے آگ خیمون مین لگا دی
اور بفتح و فیروزی اپنے مقام خیمہ گاہ پر آئے بارگاہ سلیمانی پہاڑ پر سے منگوا کر استادہ کی ناموس
امیر و سرداران بھی داخل سراپردۂ عصمت ہوا امیر و بادشاہ و جملہ سردار بارگاہ سلیمانی مین رونق
افروز ہوئے بادشاہ نے تخت پر جلوس فرمایا اور حکم دیا کہ بازارین لشکر کی آراستہ ہون
اُسیوقت منادی نے ندا کی ڈھنڈورا پٹا کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ کا حکم صاحبقران بہادر کا کہ
دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہوا ہے در امن و امان کھلا ہے اہل اسلام جہان جہان مخفی ہون وہ
آئین اور آرام سے مسکن گزین ہون ساحر فی النار ہوئے یہ صدا سنتے ہی فوج جوشغاب جبال

مین پنہان ہونے لگی اس عرصہ مین رعایاے انجم جو بارگاہ چرخ سے بخوف مہر درخشان فراری تھی پھر آکر آباد ہوئی اور بازار فلک کی رونق افزائی زیادہ تر نظر آئی کہ بمقتضاے ابیات

چو خورشید بر جاے مغرب رسید   رخ روز روشن بشد ناپدید
برون رفت خورشید مشعل زباغ   فروزان شد از ماہ انجم چراغ

اسی رات بھر مین وہی سامان جو پہلے تھا درست ہو گیا بازار مین کھلین رعایا بر آیا آباد ہوئی خلقت دلشاد ہوئی سب سردار حمام کرکے لباس فاخرہ پہنکر بارگاہ مین رونق افروز ہوئے محل مین بر محل رت جگے اور کونڈے صحنک وغیرہ ہونے لگین لاکھون روپے کا تصدق اتر گیا آپس مین گلے ملکر سب مبارکباد دیتے تھے دربار مین بادشاہ نے جشن ہونے کا حکم دیا تھا طائفے رقاصاؤن کے حاضر تھے ساقیان گلعذار جام مے گلفام پلاتے تھے مجرئی نغمۂ عشرت سناتے تھے نظم

خوشی مین کیا یان تلک زر نثار   بجسے ایک دینا تھے بجتے ہزار
جہانتک کہ سازندے تھے سازکے   دھنی وست کے اور آواز کے
لگے گانے اور ناچنے ایک بار   جہانتک کہ تھے گایک اور تنت کار
لگے بجنے قانون وبین ورباب   بہا ہر طرف جوئے عشرت کا آب
لگی تھاپ طبلون کی مردنگ کی   صدا اونچی ہونے لگی چنگ کی
کمانچون کو سارنگیون کو بنا   خوشی سے ہر اک انگلی طرب مین ملا
ستارون کے پردے بنا کر درست   بجانے لگا سب وہ چالاک وچست

کئی روز تک یہی جلسۂ طرب برپا رہا اور اسی زمانۂ عشرت آگین مین امیر نے سوفار کو سامنے طلب فرمایا اور ستون بارگاہ حشامی سے بندھوا کر سوال اسلام کیا اُس مکار و غدار نے اشارہ سے اقرار کیا کہ مین مسلمان ہوتا ہون امیر نے سوزن زبان سے نکلوا لیا اور بر کھلوا دیا وہ دوڑ کر قدم اقدس پر گرا اور عرض پیرا ہوا کہ جو آپ کے دین مین آئے کیا کہے امیر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا یہ دل مین کینہ رکھکر طوطے کیطرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا امیر نے اسکو خلعت دیا یہ بھی رہنے لگا اُسطرف لقا رنجیدہ و پریشان حال قلعہ مین کئی روز تک ساکن رہا لشکر کہ فرار ہو گیا تھا وہ بھیلے دس پانچ روز مین پھر آکر جمع ہوئے اور لاکھون مارے گئے تھے

جو بچے تھے جب وہ آچکے تو سلیمان نے خداوند کو تسکین دی اور پھر عرضی افراسیاب کو لکھی اسمین حملہ کو الف جنگ درج کرکے تاکیداً درخواست کی کہ بہر امداد خداوند بہت جلد کسیکو بھیجیے کیونکہ یہان کوئی باقی نہین رہا سوقار بھی زندہ گرفتار ہوگیا ہے اور یہ بھی ترقیم کیا کہ درصورت عدم مدد رسانی عتاب خداوند کا ڈر ہے کہ خداوند آجکل ہم بندون سے ناراض بہت ہین غرضکہ اس عرضی کو حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوادیا پنجہ عرضی اُٹھالیگیا سب لقاپرست تو بانتظار جواب عریضہ مستطر بیٹھے لیکن سوقار جو بگاری مسلمان ہوا ہے اُسکا حال بیان کیا جاتا ہی کہ امیر نے اُسکا بڑا مرتبہ کیا ہے خیمہ زربفتی رہنے کو ملا ہے تجویز یہ ہے کہ بادشاہ جشن سے فرصت پائین تو کوئی ملک حضور سے لیکر اسکو دلائین اُدھر تو یہ پرورش ہے مگر بموجب ع اصل بد از خطا خطا نکند بد اُسنے یہ تدبیر کی کہ بادشاہ کئی روز کے بوجہ جشن جاگے ہوئے تھے ایک خیمہ مین آکر آرام پذیر ہوئے بس موقع اُسنے پایا قریب خیمہ آکر ایسا سحر پڑھا کہ خادم خدمتگار بیہوش ہوگئے یہ اندر خیمہ کے آیا کیونکہ بادشاہ اسلیے بارگاہ سلیمانی سے الگ آئے تھے کہ وہان مجمع زیادہ ہے نیند نہ آئیگی فی الجملہ اسنے سحر سے شاہ کو بھی بیہوش کیا اور پنجہ مین داب کر اڑ گیا اپنے لشکر کیطرف یہ سوچکر نہ گیا کہ عیار پتا لگا لیجائینگے صحرا مین سیدھا آیا اور ایک پہاڑ کے درے مین غار تیرہ و تار دیکھکر اوسمین شاہ کو رکھا اس نیر مصر سلطنت کے غار مین پہونچنے سے وہ غار یا تو بسان دیدہ یعقوب اندھا تھا پر روشن ہوگیا اور اس گنجینہ کنز صاحبقرانی کو اُس نابکار خونخوار نے اسطرح مخفی کیا کہ براہ سنگدلی ایک پتھر وہین غار پر رکھکر بند کردیا اور ایسا سحر کردیا کہ وہ غار نظر مردم سے نہان ہوگیا پھر آپ لشکر اسلام مین آکر اپنی جگہ پر رہنے لگا وہان رات بھر خدمتگار وغیرہ بیہوش پڑے رہے جب غار مشرق سے شاہ خاور نکلا اور ہر ایک انجم فلک نشیب عدم مین بطور شاہ اسلام مخفی ہوا نظم

چو شب تیرہ آخر شد و روز شد — کہ خور بر شہ زنگ فیروز شد
جہان گشت از مہر روشن چو ماہ — دوان آمدند آن چو در خیمہ گاہ

صبح کو سوقار نے رد سحر پڑھا کہ خادم ہوشیار ہوئے اور اندر خیمہ کے گئے بادشاہ کو پلنگ پر نہ پایا شور و غوغا مچایا لشکر مین غلغلہ ہوا محلات مین جب خبر گئی کہرام پڑگیا امیر حال سنکر بیقرار ہوگئے تخت سلیمانی پر غاشیہ پڑگیا سردار و عیار سب پچھاڑے کھانے لگے امیر فرماتے تھے کہ بر حسب نظم

ہوا گم وہ یوسف پڑی یہ جو دھوم | کیا خادمان محل نے ہجوم
کہا شہ نے وان کو مجھے تو بتا | عزیز و جہان سے وہ یوسف گیا
بتایا پتا وہ یہان سے گیا | کہا ہائے بیٹا یہان سے گیا
عجب بحر غم مین ڈبویا مجھے | غرض جان سے تو نے کھویا مجھے
کرون اس قیامت کا کیا مین بیان | ترقی پہ ہر دم تھا شور فغان
شب آدھی وہ جسطرح سوتے کٹی | رہی تھی جو باقی وہ روتے کٹی

امیر نے بعد جزع و فزع بسیار کے عیارون کو بلا کر تاکید شدید فرمائی کہ جلد بادشاہ اسلام کی خبر لاؤ عیار بفن عیاری روانہ ہوئے اور صورتین بدلکر قلعہ عقیق آیندہ و روندہ کے ہمراہ چلے گئے کیونکہ قلعہ کا دروازہ بختیارک نے کھلوا دیا ہے یہ جانتا ہے کہ امیر قلعہ پر حملہ کرینگے اور انتظار طبل جنگ بجنے کا فرمائینگے غرضکہ بہرامچو کی دروازے پر تھا عیار اہل حرفہ و پیشہ کے ہمراہ سب قلعہ مین گئے خدمتگار وغیرہ کی صورت بنکر بارہ دری مین پہونچے یہان لقا تخت خدائی پر بیٹھا تھا سردار حاضر دربار تھے مگر کچھ ذکر گرفتاری بادشاہ اسلام نہ تھا عیارون نے ہر طرف اُس قلعہ مین چرخ مارا ایک آدھ سے اجنبی بنکر پوچھا بھی مگر کہین سراغ نہ لگا سمجھے کہ قلعہ مین کوئی نہین لایا ناچار جسطرح گئے تھے اوسیطرح پھر آئے اور کوہ و دشت وغیرہ سب چھان ڈالا جب کہین پتا نہ لگا مجبور آئے اور عرض کی کہ کہین سراغ نہین ملتا امیر نے فرمایا کہ پانچہزار اشرفی انعام مین دونگا جو پتا لگائیگا قاسم نے فرمایا کہ ایکہزار اشرفی مین بھی دونگا اور اسیطرح سب سردارون نے دینے کا وعدہ فرمایا چالاک عیار نے کہا یا امیر کچھ اشرفیون پر کیا ہے ہمارے خود دل سے لگی ہے مین تین روز کا وعدہ کرتا ہون کہ پتا لگاؤن گا اور اگر اس عرصہ مین پتا نہ لگا تو مین بھی مُنھ نہ دکھاؤن گا یہ کہکر بانہ ہائے عیاری لگا کر روانہ ہوا اور کئی روز تک ڈھونڈھتا پھرا جب کہین پتا نہ لگا مایوس پھرا اور دل سے کہا تو تین روز کا وعدہ کر آیا تھا اب کیا جا کر مُنھ دکھائیگا یہ سوچکر ایک تختۂ سنگ پر بیٹھکر فکر کرنے لگا آخر دل مین یہ خیال گذرا کہ سوفار لشکر اسلام مین تازہ وارد ہے اور پیشانی اوسکی کچھ تاریک نظر آتی ہے کیا عجب ہے کہ محبت لقا سامری وغیرہ کی اوسکے دل سے گئی نہو ذرا چلکر اوس سے تو پوچھ دیکھو تو کہ کیا ہوتا ہے کہ بمقتضائے بیت منظور ہو کبھی جو ترا امتحان مجھے ٭ وہ رنگ لاؤن جسکا نہو گچھ

گمان نجھے + یہ سوچکر اپنی صورت ایک مہنت کی ایسی بنائی کان مین کنڈل ڈالے جٹائین بالون کو ٹبکر لٹکائین سارا جسم خاک سے بھرا دست پناہ ہاتھہ مین لیا لوہے کا کڑا ہاتھہ مین پہنا لنگوٹا اسطرح باندھا کہ موئے زہار باہر نکلے رہے پھر وہان سے لشکر اسلام مین آیا اور اتنا دن جو باقی رہا تھا ٹھہرا جب دریای اخضر پر ہندوے فلک اشنان کرنے ظاہر ہوا اور قمر کی تھالی پوجا کرنیکے لیے گلہاے انجم سے بھرنا چاہی دن گذرا رات آئی کہ نظم

سہی بود تا شمع گردان سپہر … دگرگونہ ترسد بائین وچہر
چو خورشید گردندہ بیرنگ شد … ستارہ ببرج شب آہنگ شد

چالاک خیمہ سوفار کے در پر آیا یہان بعنایت امیر چوبدار خدمتگار اور علاوہ اسکے سب سامان عمدہ امیرانہ مہیا ہے اسنے ایک چوبدار سے کہا جاؤ اور کہدو کہ سامری و جمشید کے باغ سے ایک مہنت آیا ہے جمعدار نے چوبدارون کے جاکر سوفار سے عرض کیا اُسنے کہا اے چوبدار مین مسلمان ہون مجھکو جمشید و سامری سے کیا غرض جاؤ کہدو کہ ملاقات نہوگی چوبدار یہ سنکر چلا تھا کہ اسکو جوش مذہب ساحری آیا اور بہانہ کر کے کہا اچھا بلا لاؤ دیکھون تو وہ کیا کہتا ہے چوبدار پھر چلا تھا یہ اُسکو خیال آیا کہ یہان اکثر مسلمان میری ملاقات کو آتے ہین ایسا نہو کہ کوئی آجائے اور مہنت جی کو زک پہونچاے اسلیے کچھ برائی ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ الگ اُس سے ملاقات کرے یہ سوچکر چوبدار سے کہا کہ جمعدار یہان نہ لاؤ تم اپنے خیمہ مین اُسکو لیجاکر بٹھاؤ مین آتا ہون چوبدار وہان سے باہر آیا اور مہنت صاحب کو لیکر اپنے خیمہ مین پہونچا مقام عزت پر بٹھایا بعد کچھ عرصے کے سوفار بھی آیا اور مہنت جی سے ملاقات کر کے خوشنود ہوا کہا آپ نے بڑی کرپا اور دیا کی جو مجھپر کرم کیا لیکن مین مسلمان ہون آپ مجھسے کچھ سروکار نرکھیے مہنت نے ہنسکر کہا کہ مین جمشید کے باغ مین رہتا ہون اور مجھکو اکثر خداوند درشن دکھاتے ہین غرضکہ مجھکو سب کے دل کا حال معلوم ہے اور کل تک خداوند کو بھی دھوکا تھا کل مجھسے فرمایا کہ ہمارا بندۂ خاص مسلمان ہوگیا تھا مگر نہین وہ بادشاہ اسلام کو پکڑ لایا ہے مسلمان نہین ہوا اسی تدبیر مین اپنے دین افزائی کے ہے تم جاؤ اور اعتقاد کے درست اور ہماری محبت کے پتلے سے ملاقات کر لیں مین بنا بر حکم خداوند تمھارے درشن کو آیا ہون واقعی تم بڑے مذہب کے رکھنے والے پختہ مزاج خاص بندے جمشید کے ہو اسوقت خداوند اپنے باغ مین ہین اور وہ باغ ایسا ہے

کہ بارہ ہزار دریا قدرت سے جمشید کی بہ رہا ہے اور بارہ ہزار پہاڑ ایک جگہ آگیا ہو اُسکے بیچ مین خداوند ایک
مندر بنائے بیٹھے ہین اُس مندر کی چوبیس ہزار گنبدی ہے ہر ایک گنبدی سے ہزارون شعلے اور بدین بو کی
نکلتی ہین اور لاکھون ستارے ٹوٹ رہے ہین اور سامنے مندر کے جو درخت لگے ہین اُنمین پھل بصورت
انسان ہین اُن درختون کا جو پتا گرتا ہے طائر بنکر اُڑتا ہے اور درخت پہ بیٹھکر نام سامری کی جاپ کرتا ہے بس
مین ایسی جگہ کا رہنے والا ہون تمھارے دل کا حال بخوبی جانتا ہون اور سوا اسکے تمام زمانہ کا حال
مجھپر ہویدا اور روشن ہے سوفار یہ باتین سنکر دنگ ہوگیا اور سناٹے مین چپ بیٹھا رہا چالاک سمجھ گیا کہ یہی
حرامزادہ بادشاہ کو لیگیا ہے بس خفا ہوکر اوٹھا اور کہا مین خداوند سے جاکر تیری شکایت کرونگا تو نے
میری باتون کا کچھ جواب ندیا بلکہ مجھکو دیوانہ سمجھا کر مین بکا کیا اور تو چپکا بیٹھا رہا سوفار نے کہا جو آپ
نے فرمایا اُسکا مین کیا جواب دون جانتا ہون سب سچ ہے اور خداوند سبکے دل کا حال جانتے ہین مین
کیونکر بیان کرون یہان لاکھون دشمن ہین قبول دینا اچھا نہین خیر جو کچھ مجھ سے ہوسکیگا اور دیکھ
لیجیے گا کہ یہان رہکر مین کیا کرتا ہون مہنت نے جواب دیا کہ بہتر ہے نہ بیان کرو مگر یہ چاہتا ہون کہ شاہ کو
باغ جمشیدی مین لیجاکر رکھون کہ پھر کوئی اُسکا پتا نپائے بلکہ تم جس کسیکو لشکر اسلام سے چرا لایا کرو مجھکو
اُسکے رکھنے کی جگہ بتا دو کہ مین وہان سے لیجایا کرون سوفار نے یہ سنکر کہا اچھا تو ہے آپ شاہ کو
لیجائیے یہان سے کچھ دور پر ایک غار ہے کوہستان مین اور پتھر دہن غار پر ہے اوسمین بادشاہ بند ہے
یہ کہکر کماحقہ پتا بتا دیا اور کہا وہ بے آب و دانہ مرگیا ہوگا مین نے اُسپر خاک جمشیدی چھڑک کر بیہوش کردیا ہی
غار نظر مردم سے مخفی کردیا ہے چالاک نے یہ سنکر چاہا کہ اُسکو مار ڈالے مگر کچھ سوچکر تامل کیا اور کہا مین
جاتا ہون تم ایسا سحر پڑھو کہ مجھکو وہ غار نظر آئے اور پتھر سرک جائے کہ مین بادشاہ کو اوسیطرح بیہوش
سامنے خداوند کے لیجاؤن اُسنے کہا اچھا جائیے آپکو وہ مقام نظر آئیگا یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دیدی اور آپ
خیمہ مین چلا آیا مہنت چلا گیا اور اسی غار پر حسب نشان آیا پتھر اُسکا ہٹا پایا بادشاہ کو غار سے نکالا اور
کاندھے پر لادکر بارگاہ مین لایا امیر بارگاہ شاہی مین تھے جب بادشاہ کو اس حال مین پایا فرمایا کہ بارگاہ
سلیمانی مین لیچلو اور زبانی اسم اعظم کا چھڑکو کہ حضور والا ہوشیار ہون چالاک نے کہا آپ انھین
ہوشیار نفرمائین بلکہ جسنے انکو بیہوش کیا ہے اُسے بلوائین اگر بارگاہ مین جائینگے اور ہوشیار
ہونگے تو انکی رہائی کا غلغلہ ہوگا وہ مجرم ساحر بھاگ جائیگا آپ انھین چھپا رکھیے اور سوفار

کو طلب کیجیے امیر نے بادشاہ کو ایک صندوق جالدار مین کہ ہوا لگتی رہے رکھا اور چوبدار پھر طلب بھیجا
کہ اُسنے سوفار سے جاکر کہا کہ خداوند نعمت اِسوقت امیر بہت خوش ہین اور حضور کو یاد کرتے ہین
فرمایا ہے کہ یہان آؤ تو شب ماہ کی کیفیت بھی دیکھتے جائین اور بادشاہ کو بھی ڈھونڈھین سوفار یہ پیام
سنکر وہان سے چلا اور جب خدمت امیر مین آیا امیر نے خلعت دینے کا حکم دیا اور باعزاز تمام
بٹھایا اس اثنا مین چالاک وہی نعمت کی صورت بنا ہوا سامنے آیا سوفار کے ہوش
اُڑ گئے گھبرا کر چاہا کہ بھاگ جاؤن چالاک نے کمند ماری کہ گردن اوس کی پھنسی امیر نے اسم اعظم
باواز بلند پڑھا کہ سحر نکر سکا چالاک نے سوزن زبان مین دیا اور ستون بارگاہ سے باندھ دیا
پھر صندوق سے بادشاہ کو نکالا اور کہا جلد اِنکو ہوشیار کر اُسنے تھوڑی خاک خوف جان سے
نکالکر چھڑک دی کہ شاہ ہوشیار ہوئے اور اُنکی تیمارداری ہونے لگی مگر سوفار سے سوال کیا گیا
کہ آپ کی بھی اگر بصدق اسلام قبول کرے تو بچ جائے اُسنے اشارے سے کہا کہ مین نام جمشید پہ
فدا ہون امیر نے جلاد کو بلا کر حکم گردن زدنی دیا ذوالخمار علوی جلاد نے اسکو زیر تیغ بٹھا کر
اور کوئلے کا خط گردن پر دیکر آنکھ مین پٹی باندھی اور تین حکم پوچھ کر سر اُسکا تن سے جدا کیا تا دیر تاریکی اور
غل و شور رہا بعد اسکے زمانہ روشن ہوا لاش اُسکی کھنچوا کر مزبلے پر ڈالدی اور سر کنارے لشکر کے
درخت مین لٹکوا دیا اور بعشرت تمام بیٹھے تھے کہ یکایک بیرون بارگاہ رونے کی آواز آئی وہ صدا
سنکر چالاک باہر آیا دیکھا کہ ایک شخص ساحر وضع زخمون مین چور کھڑا رو رہا ہے اِسنے پوچھا تو یہان پر
کیون آیا ہے اور کسلیے روتا ہے اُسنے کہا مین ملازم نازک چشم ہون وہ قتل ہوئی اُسکو یاد
کرکے روتا ہون اور اسلیے یہان آیا ہون کہ اہل اسلام مجھکو بھی مار ڈالین چالاک نے کہا تجھکو لازم
ہے کہ دین اسلام اور ملت حنیفا قبول کر اور تیرے زخم بھی ابھی اچھے ہو جائینگے یہ کہکر کچھ کلمے وحدانیت
پروردگار مین کہے کہ زنگ کفر اُسکے آئینۂ دل سے دور ہوا اور کہا مجھکو خدمت امیر مین لیچلو
چالاک اُسکو روبرو امیر کے لایا اُسنے تسلیم کرکے سر قدم پر رکھا آپ نے براہ شفقت و نوازش
سر اُسکا سینے سے لگایا اور کلمہ بتایا کہ وہ از سر صدق مسلمان ہوا پھر مرہم سلیمانی منگا کر
زخمون پر لگایا کہ وہ سب اچھے ہو گئے پس اُسکو سوفار کا خیمہ رہنے کو ملا اور سپرد اِس کے
چالاک کے کیا اُسنے شاگردی اختیار کی اور ایک انگوٹھی دی چالاک نے حال انگشتری پوچھا

اسنے کہا مین لاش پر نازک چشم کی جاکر رو یا تھا اُسکے ہاتھ سے یہ انگوٹھی اُتار لی تھی تاثیر یہ ہو کہ جسکے پاس یہ انگوٹھی ہو سحر اوسپر کسی کا تاثیر نکرے گا چالاک نے وہ انگوٹھی لیکر پہن لی اور وہ ساحر رہنے لگا مگر اُسطرف جو ساحر زندہ بچے تھے وہ بھاگ کر سمت طلسم گئے اور نامۂ لقا پہلے جا چکا ہے افراسیاب باغ سیب مین بیٹھا تھا کہ بچہ نے نامۂ خداوند پہونچایا اوسکو پڑھکر کچھ کہنے نپایا تھا کہ نامۂ حیرت طائر سحر لیکر آیا اُسکو پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ سنا جاتا ہے کہ عمر کی بڑی خاطر کوکب کے یہان ہو رہی ہے آپ اسد کو مار ڈالیے کہ کمر لشکر عمر ٹوٹ جائے ورنہ جنگ عظیم کا سامنا ہے شاہ طلسم نامۂ پڑھکر ہنسا اور کہا مجھکو یقین نہین کہ کوکب مجھ سے بگاڑے خیر مین پہلے اوسکو نامہ لکھتا ہون اگر عمر کو اوسنے باندھکر بھیجدیا تو بہتر ہے ورنہ اُسکو بھی سزاے معقول دون گا یہ کہکر ایک نامہ منشی سے لکھنے کا حکم دیا منشی نے مداد عنبرین سے پارۂ پرنیان پر ایک نامہ بخط طلسم لکھا مضمون اوسکا یہ تھا۔

نامۂ شاہ افراسیاب بہ تہدید و عتاب سمت کوکب روشن ضمیر لمؤلفہ

سر نامہ ہے وصف سامری کا
گوسالہ کیا تھا جسنے گویا

جمشید دلقا کی کیا صفت ہو
دیتے دہی جہان ہین ساحرون کو

بعد اوسکے ہوئے ہین جتنے معبود
ہے وصف سے وصف اونکا افزود

اس وصف کو چھوڑ کر بآداب
کچھ لکھتا ہے حال دل یہ بیتاب

اے افسر فرق سربلندان
سلطان شہان خود پسندان

سرتاج شہان ہفت کشور
گردون شہنشہی کے اختر

سر دفتر داوران دوران
سر طبقۂ سروران ذیشان

سرچشمۂ بخشش و مروت
مجموعۂ الفت و محبت

آب دُر بحر تاجداری
رنگ گل باغ شہریاری

خورشید سپہر بادشاہی
خوشبوئے گل جہان پناہی

آرایش تخت ارجمندی
زیبایش تاج سربلندی

ہو فضل کا سامری کے سایہ
ہم مرتبۂ فلک ہو پایہ

تحریر کرین بیان کا کیا حال
ہر ایک بشر کا ہے برا حال

بدلی ہوئی یان کی کچھ ہوا ہے
چھائی غم و رنج کی گھٹا ہے

اندھیر ستم سے آج کل ہے
ہر ایک کے تاک مین اجل ہے

ہر سمت طلاطم اک پڑا ہے
ہر شہر مین شور جا بجا ہے

طوفان عظیم ترا اوٹھا ہے
خشکی مین جہاز ڈوبتا ہے

ایسی ہوئی وفتنہ ہے ہلچل
اشراف حزین ہین شاد ارزل

عیار کچھ ایسے ہین مسلمان
ہر گو ہر وبیباؤ و نادان

کچھ چھوکران ہمارے یان کی
بہکا کے مشریک کی ہین اپنی

اس بات پہ ہنسی کچھ آتی
وہ ہم سے مقابلہ ہین کرتی

ذرے کو ہے مہر سے لڑائی
دریا پہ کنوئین کی ہے چڑھائی

پشے کو ہے فیل مست سے جنگ
روباہ سے کب ہو شیر دل تنگ

کب مور ضعیف ہو سلیمان
کب ہمسر دیو ہو گا انسان ٭

ظلمت کا ارادہ یہ ہوا ہے
رتبہ مرا نور سے سوا ہے

ہے پشت زمین کو اوج کا دھیان
پڑھجانے کا چرخ سے ہے ارمان

از راہ عنایت و نوازش
مین نے نہین جنگ کی ہے خواہش

جس روز عتاب میرا ہو گا
سن لینا جو حال اونکا ہو گا

دم بھر مین ملے گا خاک مین نام
جز خواب عدم کہان پھر آرام

تھی تم سے قدیم رسم الفت
اسواسطے سب لکھی حقیقت

سنتا ہون کہ ایک دزد عمر نام
پہونچا ہے تمھارے پاس ناکام

بد دین ہے مفتری ہے مکار
کر لینا اوسے وہان گرفتار

جو ہم ہین وہ تم ہو فرق کیا ہے
آپس مین عنا و کب روا ہے

سب نے بہکایا تھا بہت کچھ
غصہ مجھے آیا تھا بہت کچھ

لیکن مین بجاہ و دولت و مال
برنا ہون پہ عقل مین کہن سال

کچھ عقل سے کچھ نہ کام لیتا
غصے کو اگر نہ تھام لیتا

تم رہتے نہ وہ طلسم رہتا
سچ ہے جو فلک تباہی چاہے
آہو کا عدو جو شیر ہوئے
کنجشک پہ حملہ ور ہو گر باز
جاندار و اجل کا سامنا کیا
دریا کی طرح اُمڈ کے لشکر
اک سیل فنا وہان پہ آئی
اگلی الفت جو یاد آئی
روکا لشکر خود بھی ٹھہرا
لازم ہے تمھین بھی مشفقِ من
فی الفور عمر کو بھیج دینا
ہے مجھکو یقین کہ تم بھی اے یار
ہو صاحب حلم و صاحب ہوش
دشمن کو ہمارے قید کرکے
بس ختم ہے اشتیاق نامہ
رفعت پہ رہے ترا ستارا

جز خاک لحد نہ جسم رہتا
پھر خاک سے خاک کچھ بن نہ آئے
کیا آنکھ ملا سکے وہ اوس سے
کیا تاب جو کر سکے وہ پرواز
مٹھی مین ہوا کا تھامنا کیا
طیار تھا چلنے پر سراسر
مین کیا اتفاقا ہی آئی
کی حلم نے غیظ پر چڑھائی
تم کو الطاف نامہ لکھا
بننا تم بھی نہ میرے دشمن
بدنامی نہ اپنے سر پہ لینا
الفت کی ہو رسم سے خبردار
آئے گا محبتون کا کچھ جوش
احسان ہم پر نیا کروگے
چلنے سے کمیت خامہ
آباد رہے طلسم سارا

یہ نامۂ منشی ندرت طراز نے لکھکر شاہ کے روبرو پیش کیا بادشاہ نے عنوان نامہ پر مہر کرکے ملفوف بہ کیسۂ زرین فرمایا اور ایک ساحر ذی رتبہ کے حوالہ کیا کہ پاس کوکب کے لیجائے پھر چند تحفۂ و تحائف دیگر رخصت فرمایا اور وہ ساحر نامہ لیکر جب چلنے لگا اُس سے فرمایا کہ تو اُس راہ سے نجانا جدہر سے عمر گیا ہے بلکہ اُس راہ کو اختیار کرنا جہان مولسری کے درخت سرحد طلسم پر لگے ہین اور دو پتلے درخت پر بیٹھے ہین جب وہان پہونچنا تو کہنا کہ مین نامۂ شاہ دوران لایا ہون وہ پتلے تجکو بہت جلد پاس کوکب کے لیجائین گے اُدہر سے کہ جدہر سے عمر گیا ہے جانے مین عرصہ ہوگا غرض سمجھا بجھا کر روانہ کیا نامہ دار نامہ سر سے باندھکر روانہ ہوا کہ حال اوسکا آگے بیان ہوگا بعد

جانے نامہ دار کے افراسیاب مدد بھیجنے کی لقا پاس فکر کرنے لگا اور حیرت کو لکھ بھیجا کہ ای خاتون من نامہ کوکب پاس مین نے بھیجا ہے جواب آئے تو اسد کو قتل کرون تم جبتک مصور سے کہو کہ یا مرشد آپ کب تک چلہ مین رہین گے لازم ہے کہ ان نمکحرامون کو سزا دین یقین ہے کہ مرشدزادے جنگ کرکے سبکو غارت کردین اور مین بھی ساحران نامی مدد کو عقب مین بھیجون گا اطمینان رکھو یہ لکھکر طائر سحر کے گلے مین باندھ دیا کہ وہ روانہ ہوا اور شاہ فکر کمک رسانی مین کرنے لگا ادھر حیرت پاس جب نامہ پہونچا پڑھکر خرسند ہوئی اور بموجب تحریر شاہ کارہند ہوئی انکو تو اس حال مین چھوڑیے مگر اب حال ملاقات عمر پران سنیے

داستان ملاقات ہونا عمر سے بران کی اور مخمور اصلی کا عمر پاس آنا اور کوکب کا عمر سے ملنا اور وعدہ مدد دہی کرنا پھر حال نامہ دار افراسیاب اور جواب نامہ دینا کوکب کا اور حال مقابلہ مصور مہرخ سے اور عیاریان کرنا عیارون کی اور مدد بھیجنا افراسیاب کا لقا کو اور پھر جنگ مہرخ ساحران نامی کو روانہ کرنا لمؤلفہ

پیمان شکنی نہ کرنا ساقی — میخوارون سے کچھ ہے وعدہ ساقی
مہمان کی چاہیے مدارات — دل توڑنے کی نکیجیے بات
میخانے کا رنگ ہی نیا ہے — جس جا دیکھو نیا سما ہے
شیشے مے سرخ کے چنے ہین — سیخون پہ کباب بھن رہے ہین
بھٹی پہ ہین بادہ خوار و نکے ٹھٹ — کھولے ہوئی ساقنین گھونگھٹ
آنکھون مین ہے نشہ سب کے چھایا — دل مین ہے نیا مزا سمایا
پھرتی ہے نگہ مین صورت یار — ایسے مین غضب ہے ہجر دلدار
منھ دختر رز بہت لگی ہے — میخوارون سے ہوتی دل لگی ہے
پیمانے بھی منکے منھ اپن چڑھے — قہقہ قہقہ ہین شیشے کرتے
ساقی تجھ سے ہے چشم امید — مین ذرہ ہون لطف تیرا خورشید

ایسے مین نہ مجھکو بھول جانا — کیفیت میکدہ دکھانا
اک جام سے بھی نہ رکھنا محروم — ہے لطف کی تیرے چار سو دھوم
تاکین جو دختِ رز کو آکر — ہو لینا خفا ہمارے اوپر
وصل بنت العنب تو ہوگا — پی جائینگے سنکے جو کہے گا
صہبائے خودی سے مست ہون مین — توبہ کب مے پرست ہون مین
ہان پیر مغان وہ مے مجھے دے — تو مجھکو مطیع اپنا کر لے
وہ جام پلادے رند کو آج — جو نشہ کے اوج کی ہو معراج
بیعت کرے مجھ سے آکے زاہد — میخوار کو پھر کہے نہ فاسد
سب بھولے وہ اپنی وعظ و فریاد — بس آیہ واشربوا رہے یاد
دے پھول تو مجھکو جام گل مین — افسانہ لکھون سرور مل مین
از رشحۂ ابر خوش بیانی — سیراب شود گل معانی

زیبا لُش دہندگان کاشانۂ مہمانی - وزینت افزایان خانۂ دعوت ومیزبانی - محفل آرایان افسانہ بیان - وافسانہ طرازان جادو زبان - بیاوری خامۂ میزبان قہر مضامین کو مہمانان سحر تحریر سے اسطرح رونق آگین فرماتے ہین اور الفاظ معنی کو چار بالش افسانہ پر بصد عزت یون بٹھاتے ہین کہ گل گلزار عیاری و رونق بوستان طراری یعنی عمر بن امیہ ضمری اُسی باغ چور کے گھر کے پاس جو واقع ہے فروکش ہین لیکن برّان جب طلسم آئینہ سے پھر کر آئی تمام قلعہ ہفت رنگ کی آرایش کراکر سواری اسکے سوار ہوتے ہی تمام ناظمان دربند طلسم بھی سوار ہوئے مثل انکے کہ طولان بن قاہر ماہی خوار - طوفان آسمان نشین - توسن بن خرسان سنگ انداز - مشیر بن لقمان کوہکن - ترسان بن خونخوار روئین تن - طول بن آزار اژدر خوار - کلال بن قہر خرس دندان - ارز بن کوہ پیکر فیل سوار - مرزبان بن زلزلہ قہر کن - طوس بن مانوس شیر افگن - ملکہ نسیم بن صبای ستارہ چشم - کمیت بن کوہ فیل پیشانی - ملکہ یاقوت گہر دندان - ملکہ شیرین دہان نیشکر لب - ملکہ سنبلستان گیسو دراز - ملکہ غزال چشم پیوستہ ابرو

وغیرہ کہان تک بیان کیا جائے کئی ہزار ناظم و ناظمہ سوار ہوئین اور ملکہ آگر دریا کے کنارے شہر سے باہر استادہ ہوئے اور مرزان وزیر کو بھیجا کر جاکر خواجہ کو سوار کرکے سیر دریا و دشت دکھاتا ہوا لادے وزیر خوش تدبیر مع جلوس شاہانہ اور کئی ہزار ساحران نامی سے تخت روان لیکر روانہ ہوا ادھر عمر مشتاق ملاقات ملکہ ہوکر باغ کے کوٹھے پر آیا تھا کہ یکایک سامان سواری سامنے سے پیدا ہوا اور وزیر کو آتے دیکھا بس جلد بام سے اُتر کر بارہ دری مین آیا اور لباس خسروانی سے اپنے تئین آراستہ کیا تاج لعل و گوہر سر پر رکھا یاقوت کا کنٹھا گلے مین پہنا کہ ہزارہا چاند اوسمین بغضب تھا ستارے الماس کے قبا مین کہ جڑے تھے دیدۂ خورشید کو خیرہ کرتے تھے غرضکہ جب اسطرح آراستہ ہوچکا اُس چور کو بھی خلعت پرزر دیکر مخلع کیا اِس اثنا مین وزیر در باغ پر آیا اور سواری کو ٹھہرا کر آپ باغ مین داخل ہوا اور سامنے خواجہ کے آکر دست بستہ التماس کیا ملکہ دوران مشتاق ملاقات فرخندہ آیات حضور لب دریا آکر ٹھہری ہین امیدوار ہون کہ آپ بھی سوار ہوکر گلزار خاطر ملکہ کو گل ملاقات سے رونق و تازگی دین یہ سنکر عمر مسکرایا اور بہ تکلف تمام اُٹھکر ہمراہ وزیر آیا دیکھا کہ ہزارون کنیزان مہ پارہ اسباب تزک لیکر کھڑی ہین تخت روان جواہر نگار موجود ہے ساحران نامی بہر استقبال حاضر ہین اُن سب نے مجرا و تسلیم کی اور نذر لیکر چلے خواجہ نے فرمایا کہ یہان کی نذر ہمنے معاف کی قلعہ مین پہونچکر نذر لین گے غرضکہ تخت پر سوار ہوئے چور کو ایک مرکب پر سوار کیا سواری آگے بڑھی جلو مین ہر ایک ناظم و ناظمہ چلی زر و گوہر نثار ہونے لگا نقیب صدائے طرقو دینے لگا دشت لخلخون کے لوٹون سے اور شمیم عنبر و اگر و عود سے لبان زلف مہوشان مہکنے لگا گلاب و کیوڑے کاو شرم سے گلرخون کو عرق عرق کرتا ہوا وہان ایسی معطر ہوئی تھی کہ وہ باغ رنگین رخان دہر کو لبھاتی تھی باغ مین جاتے ہوئے اتراتی تھی پھولون نہ سماتی تھی جسقدر سواری آگے بڑھتی تھی زمین کی تقدیر چمکتی تھی زر و جواہر کا ہر جگہ انبار تھا اٹھانا لوگون کو دشوار تھا مثنوی

برابر برابر کھڑے تھے سوار — ہزارون تھی ہاتھیون کی قطار
سنہری روپہلی وہ عماریان — شب و روز کی سی طرحداریان
چمکتے ہوئے بادلون کے نشان — سوارون کے غث اور بانون کی شان
ہزارون ہی اطراف مین پالکی — جھلابور کی جگمگی نالکی

کہاروں کی زربفت کی کرتیاں — اور اُنکے وہ پاؤں کی پھرتیاں
بندھی پگڑیاں تاش کی سر اوپر — چکا چوند مین جس سے آوے نظر
وہ ہاتھوں مین سونے کے موٹے کڑے — جھلک جسکی ہر ہر قدم پہ پڑے
وہ ماہی مراتب وہ تخت رواں — وہ نوبت کہ دولہا کا جیسے سمان
وہ آہستہ گھوڑوں پہ نقارچی — قدم با قدم بالباس زری
بجاتے ہوئے شادیانے تمام — چلے آگے آگے ملے شادکام
سوار و پیادہ صغیر و کبیر — جلو مین تمامی امیر و وزیر
مرصع کے سازوں سے کوتل سمند — کہ خوبی مین روح القدس سے دوچند
چلے پایۂ تخت کے ہو قریب — بدستور شاہانہ نبتی جریب
غرض اسطرح سے سواری چلی — کہے تو کہ بادِ بہاری چلی

اسی جاہ و جلال سے کنارے دریا کے پہونچے یہان مورپنکھیان اور بجرے جواہر کے پڑے تھے چنانچہ تکلفات یہان کے اول بیان کیے گئے مکرر لکھنا باعث طول فسانہ ہے غرضکہ طلائی بجرے پر تخت طاؤسی لگا ہوا تھا عمر اُسپر رونق افروز ہوا گرد تمام کشتیان اور بجرے شہزادیون کے اور بیچ مین خواجہ کا بجرا مثل ہلال فلک چمکتا ہوا چلا پانی دریا کا ایسا صاف تھا کہ مچھلیان چاندی کے پتر کیطرح چمکتی تہ آب نظر آتی تھین غوطے ادہر اُدہر لگا جاتی تھین آگے چوبدار کشتیون پر سوار اہتمام کرتے جاتے کنارے کنارے سوار و پیدل چلے آتے اسیطرح جب اُس پار پہونچے ملکہ تخت پر سے اُترکر چلی عمر ایک حور گلزار جنان کو پردۂ دنیا پر دیکھکر تعجب کیا اور صورت دیکھکر درود پڑھا پھر آپ بھی بجرے سے اُترکر آگے بڑھا ادھر ملکہ نے سر اپنا پئے سلام جھکایا اسطرف خواجہ نے ایفرزند کہکر ہاتھ بڑھایا اور سر کو سینے سے لگایا پھر زبان مدارات بیان کو صفت و ثنا اور دعاے بزرگانہ مین وا کیا گوہر سخن کو اُس لعل درج شہریاری پر سے نثار فرمایا نظم

دعائیں لگا دینے سب بے اختیار — کہا خوش رکھے تجھکو پروردگار
کہ تیری خوشی سے ہے سبکی خوشی — مبارک تجھے روز و شب کی خوشی
نہ آئے کبھی تیرے خاطر پہ میل — چمکتا رہے یہ فلک پر سہیل

ماہرخ نے بھی تعریف کرنا آغاز کی کہ آپ نے اِس ویران کدہ کو اپنے قدم سے آباد فرمایا سر مجھ عاجزہ کا فلک تک تفاخر پر پہونچایا زہے نصیب اس سرزمین کے جسپر قدمِ فلک رفعت آپکا پہونچے اور خوشے اوج بخت اُس صاحب خانہ کا کہ جس گھر مین حضور رونق افروز ہون **نظم**

من بندہ کمین و تو سلطان کشوری ۔ روزے بچشم لطف بر این بندہ بگذری
جان و دل است صورت و جسم لطیف تو ۔ روح مجسمی و حیات مصوری

غرض تا دیر بڑی گرمجوشی سے تپاک ظاہر کرکے پھر دونون سوار ہوئے اور اُسی تجمل و شان سے شہر کیطرف چلے بعد کچھ عرصے کے در شہر نظر آیا اوسکو بہتر از روضۂ پایا دروازہ طلائی لگا اوس پر گوہر کی ایسی سجاوٹ تھی کہ گویا ایک ڈال گوہر کا تھا چار دیواری شہر کی صفا مین بہ از ماہ و اختر تھی بلندی و درازی مین سدِ سکندر تھی شکار گاہین اور تصاویر بوقلمون بدستیاری مصوران چابکدست اُسپر منقش تھین گویا بولا چاہتی تھین پتھر کو ایسا صاف کیا کہ آئینہ بھی زنگ غیرت مین اوسکو دیکھکر مُنھہ چھپاتا تھا تار نگاہ رگ سنگ بنکر وہین رہا جاتا تھا نگاہ ناظرین اُسکی ایسی تماشائی ہوئی تھی کہ پتلیان پتھرائی جاتی تھین بلکہ اوسکی آب و تاب مین ڈوبی نظر آتی تھی کہ بیت موج دریائے نور تھی دیوار ٭ عکس رخسار حور تھی دیوار ٭ دروازے پر بھی ہزارون ساحرون کا مجمع تھا ماہرخ کے آتے ہی سینے جھکا جھکا کر تسلیم کی سواری داخل شہر ہوئی اُس شہر کا کیا کہنا قدرت خدا کی نظر آگئی جب وہان کی عمارت پہ نظر کی ایک ایک مکان قصور بہشت طلائی و نقرئی ہر ایک خشت ہر ایک روزن اوسکا حلقۂ چشم خوب رویان تھا ہر ایک سائبان غیرت بخش سائبان آسمان تھا طاق رواق چرخ نیلی فام ہر ایک طاق پر قربان بازارین ہر طرف آراستہ و پیراستہ دکانین غرفہ ہائے جنان سے ہزار درجہ سوا دکاندار رشک مشتری زہرہ شمائل مشتری ہر ایک فلک قدر و بسان بدر کامل ہر طرف لین دین مین شاغل اجناس گران بہا اور اشیائے نادرۂ روزگار و بے بہا و گرانمایہ کا کیا وصف کیا جائے حقیقت اِنکی ایسی نہین جو کوئی نام لے کہ ابیات

مثل بازار مصر ہر بازار ۔ یوسف وقت ساکنان دیار
شہر دیکھا کہ آدمی تو کیا ۔ گر پری دیکھ لے تو ہو سکتا
شادمانی سے اہل شہر تمام ۔ محو عشرت تھے صبح سے تا شام

حسن مین ایک ایک ماہ جبین — غیرت لعبتان لندن وچین
ہر طرف شعلہ رو سمن اندام — شکل طاؤس و کبک گرم خرام
وان تو بیکار آسمان کا ہے دور — گردش چشم مہوشان کا ہے دور
جو کہ محمل نشین ہے لیلی سے — ایک معمورۂ تجلی ہے
حاجت مہر و مہ نہین وان ہے — رات دن نور حسن تابان ہے
صورت آسمان ہے اوسکی زمین — سنگریزے ہین غیرت پروین
یوسفستان ہے وہ نواح دیار — کوچہ کوچہ ہے مصر کا بازار
رو کش خلد ہے ہر ایک دکان — ہین دکاندار غیرت غلمان
مشتری کا ہجوم ہے ہر سو — خود فروشی کی دھوم ہے ہر سو
جنس ہوش و خرد گران وان ہے — ایک سودا جنون کا ارزان ہے
سرد مہری کے دل جلے ہین نگار — ٹھنڈی سانسون کا گرم ہے بازار
ہر جگہ سوختہ جگر ہر جائے — سکۂ داغ دل بھنا لائے
ہے جو ایک ایک طبلۂ عطار — اون مین ہے دار وے دل بیمار
پھول والی گلی کا ہوتے ہین ہار — کوچۂ کوچہ ہے کوچۂ گل بار
ہے ہر اک گلفروش البیلا — پھول والون کا روز ہے میلا
کیا کھری صورتون کے ہین صراف — دلبری کے چلن مین ہین حراف
کس غضب کی نگاہ رکھتے ہین — خوب کھوٹا کھرا پرکھتے ہین +
ہین طرحدار کتنے میوہ فروش — پستۂ لب پہ آنکھے ہے یہ خروش
جان دین لیکے شاہدان چمن — بیچ ڈالے ہین سیب سیب ذقن
رشک لیلی ہے ایک اک کنجڑن — جنس کے بدلے بکتا ہے جوبن
دلفریب آنکا ہے غضب جوبن — ناشپاتی ہے اونکا سیب ذقن
بانکی بانکی ادا غضب باتین — وہ اکڑ وہ تنی تنی گاتین
جب کہین بیچنے نکلتی ہین — دل کو تلوؤن سے ملتی چلتی ہین

ہر گھڑی کہتی ہین وہ غمزے سے
سبکو بن جو کچھ یہ چیز دیتی ہین
بنگ نوشون کی اک طرف ہے بہار
شام سے صبح صبح سے تا شام
دائرہ اور چکارہ بجتا ہے
کہتے ہین ساقنون سے ساغر نوش
دید وا دید ادہر بھی ہو جائے
گہ بگڑتی ہے گاہ بنتی ہے
ساقنین حقے جب پلاتی ہین
نشہ باز ایک دم لگاتا ہے
بی بی ساقن کے دم کی خیر رہے
ایک جانب کھلا ہے بزاز ا
کسی بزاز سے کہین یہ حال
سیٹھ جی اتنے آڑے ترچھے ہو
چھبی دینا ولائے گر بھگوان
کہین گاہک سے کہہ رہا ہے کوئی
پیر و مرشد کی جیسی مرضی ہو
کتنے شیرین ادا ہین حلوائی
چاشنی گیر عشق خود بھی ہین
شیرۂ جان کی وہ مٹھائی ہے
وہ شکرپارے ایسے ہین شیرین
ہر دوکان رشک نان نعمت ہے
تھال ہین مہر و مہ سے روشن تر

گھات مین ہین انار پستان کے
ہم تو نظرون مین تول لیتے ہین
ساقنون کی دکانین ہین گلزار
نشے بازون کا جمگھٹا ہے مدام
بے سری ایک اک او پجتا ہے
ہمکو بھی کر دے جان من بیہوش
ہم تلک بھی یہ دور ہو جائے
بنگ نوشون مین گاڑھی چھنتی ہے
عاشقون کے دھوئین اڑاتی ہین
ایک مخمور غل مچاتا ہے
ہم ہی محروم دم بغیر رہے
اون دکانون مین ریزے ہین کیا کیا
دو گھڑی تک جھگڑتے ہین دلال
واجبی نین سکھ کا مول کرو
نفع بھر کھانے مین ہے کیا نقصان
مشتری آپ سے سوا ہے کوئی
ہاتھ کی آپ ہی کے کھٹنی ہو
مثل شیرین ہے اوسمین رعنائی
باتین قند مکرر اون کی ہین
جس نے کھائی ہے جان پائی ہے
چاٹ لے ہونٹھ کھائے گر شیرین
جان سرمایۂ حلاوت ہے
رشک تار شعاع مہر چھوہر

کس قدر خوشگوار حلوا ہے | صاف لذت مین من وسلویٰ ہے
دل عاشق ہے ایک ایک جرس | ہے وہ زنجیر رشک تار نفس
غل مچاتے ہین خوانچے والے | دیکھہ پچھتاوے گا نہین کھالے
ڈلی حلاوت بہت کرارا ہے | منچلون کے لیے بنایا ہے
ہونٹھون سے لوٹے خستہ ایسا ہے | شور بوسہ صدا سے پیدا ہے
نوجوان نوجوان پری سقے | آبرو ریز دلبری سقے
وہ مصفا سڑک وہ انکا جماؤ | آب گوہر کا چار سو چھڑکاؤ
رات دن جگمگاتا ہے میلا ہے | مہر ومہ کا کٹورا بجتا ہے

غرضکہ شہر کی آرایش و تکلفات ملکہ دکھاتی سترہ سو نازنین سرخ پوش دست راست کیطرف اور اٹھارہ سو گل پیرہن سبز پوش دست چپ کیطرف چنور بال ہما کے لیے مروحہ جنبانی کرتی ہوئین سامنے کئی ہزار غلامان زرین لباس آگر سوز ہاتھون مین لیے روان یہ سامان دیکھکر فلک پیر حیران در و بام پر زن و مرد کا ہجوم تماشائیون مین سواری دیکھنے کی دھوم بعض جگہ ناچ ہوتا کسی جگہ سوانگ اور تماشا زر و جواہر خواجہ پر سے لٹتا قدم باقدم سواری روانہ اب کیفیت سنیے کہ ہران تو عمر کے ساتھہ چلی آئی ہے اور دوسری ہران جو اصلی ہے وہ اپنے مقام پر بیٹھی مرقع سحر مین حال سواری کا دیکھہ رہی ہے یہانتک کہ سواری جلوخانہ بادشاہی مین داخل ہوئی عمر نے ایک مکان رفعت مین برتر از آسمان دیکھا کہ جسکا ہر منزلہ منزلت مین تارک چرخ چہارم سر اونچا کیے تھا اور ہر کنگرہ اوج مین کرسی کا ہمپایہ تھا ہر ایک دیوار معمار عقل کی خرد سے عمدگی مین کہین بہتر اوج مراتب دانشمندان کے مرتبہ سے برتر زمین صاف و شفاف روح زاہدان سے لطیف آئینہ مہر در و دیوار اسکے کثیف مرات رخسار آئینہ رویان اسکے مقابل کہان ارض جنان کی پوشیدگی سے شرمندگی اسکی عیان کمرے اوسمین تعمیر تھے سراسر بے نظیر تھے چمک دمک مین بہ از ماہ منیر تھے فرش ستھرا اور صاف بچھا تھا اسباب شاہانہ سے ہر کمرہ سجا تھا کہ بمقتضای نظم

وہ سجا تھا برنگ خلد برین | صدقے کیجے نگارخانہ چین
شاخ گل سے تھے نازک اسکے ستون | صورت سرو باغ تھے موزون

کھڑکیان تھین دریچۂ جنت
وان کے پردون کو کس سے نسبت دون
گوش عشاق کے ہین وہ پردے
ہانڈیان تھین حباب نہر چمن

درجہ درجہ حدیقۂ جنت
پردۂ چشم عندلیب لکھون
چشم مشتاق کے ہین وہ پردے
کنول انجم کیطرح تھے روشن

اس مقام پر صنعت سفید پوش نام محلدار حاضر تھی کہ اسکا دورہ توند کا نکلا ہوا اور پایجامہ و کرتا سفید پہنے ہاتھون مین الماس کے کڑے شیر دہان بنے گنگا جمنی کام عصے پر کیا ہوا نگینے جڑے اور بلور کا عصا ایکڈال تر شا ہوا تھام کر کھڑی ہو گئی اور ایک کشتی جسمین کئی سو الماس کے اور یاقوت کے نگینے تھے خواجہ کو تسلیم کر کے نذر دی قرق زنجیر کو پھر ہٹایا پردہ مردہے نے اوٹھایا سواری اندر اس قصر دار العمارہ کے وارد ہوئی یہان مقام صدر پر تخت شاہی گستردہ تھا کہ یہ تخت طاؤسی کئی سو روپے کا تھا گرد اسکے کرسیون اور دنگلہائے جواہر نگار کا دور بندھا تھا فرش قاقم و سنجاب بچھا تھا تاج شاہی تخت پر رکھا تھا اور جملہ شاہزادیان اور کارپردازان سلطنت ان دنگلون پر متمکن یہ وہ سب شہزادیان ہین جو طلسم مین کئی کئی ملکون کی مالک ہین اور جو سواری کے ساتھ ہین وہ ناظم اور قلعہ دار ہین فی الجملہ یہان جو شہزادیان کئی سو حاضر تھین مثل ملکہ گلگونہ نسرین بدن و ملکہ شوخ چشم و ملکہ مہ جمال و ملکہ نرگس چشم و ملکہ خونخوار قہر نگاہ و ملکہ گوہر دندان زمرد پوش و ملکہ خورشید بلا افگن و ملکہ حور چہرہ سحر نگاہ و ملکہ نازک دہان کاکل کشاد و ملکہ خوش اندام یاقوت پوش و ملکہ سلیمان زرین ہیکل و ملکہ آشوب زرد چشم و ملکہ خوب رنگ ماہ طلعت و ملکہ تاجدار مہر لقا و ملکہ محبوب نارنجی پوش و ملکہ سلطان شعلہ افگن و ملکہ مبہوت گیسو کشا و ملکہ رہزن تاجدار و ملکہ ماہ رخسار خوش ادا و ملکہ ہمائے تاجدار و ملکہ کاکل دراز کوتاہ قامت و ملکہ محراب ابرو و ملکہ ببر سوار سیر چشم و ملکہ مجمر تاجدار و ملکہ عنبر تاجدار و ملکہ قلاب دریا باری و ملکہ فیروزہ رخ و ملکہ سرکش فرجام و ملکہ اقرار و ملکہ عمران و ملکہ صدف و ملکہ مروارید و ملکہ گوہر بدن و ملکہ اقدس بن القاس و ملکہ محکم و ملکہ حکام و ملکہ عارض و ملکہ عذار گل پیرہن اور چند مشیر و منتظم سلطنت مانند کاہن جادو و کہیل جادو و ورقام جادو

دارقم جادو و داہر من جادو و امثال جادو و طغیان جادو وغیرہ سب کی تعظیم کی اور نذر دی خواجہ نے یہ سب نذرین قبول کین اور لے لے کر زنبیل مین رکھتے گئے سب حیران تھے کہ یہ روپیہ برابر کمر کے ہاتھ لیجا کر کہان غائب کر دیتے ہین حاصل مرام اب جو سواری آگے بڑھی سلطان بڑان اصلی نے تاج جواہر نگار سر پر رکھا اور نیمچۂ سحر ہاتھ مین لیا سوا سو کشتی بہر نذر ہمراہ لیکر تا بہ دروازہ پئے استقبال روانہ ادہر دارالعمارۃ مین تخت کے پیچھے کیطرف محلسرا کا دروازہ اُسکا پردہ زنبوری چرخی پر کھچا اوسوقت ہرزان وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ملکۂ دوران تشریف لاتی ہین اگر مناسب جانیے تو آتر پڑیے عمر نے دل مین کہا کہ بڑان موجود ہے اب کونسی ملکہ آتی ہے یہ سوچکر جو پھر کر دیکھا بران نقلی کو ساتھ پایا سمجھا کہ یہ اولوالعزمی ملکہ نے مجھے دکھائی تھی کہ ہم شبیہ اُسکی مجھے لینے گئی تھی اب وہ تا بہ دروازہ خود آئےگی یہ تصوّر کر کے ہوادار پر سے اُتر ا تھا کہ یکایک ملکہ مع ستّرہ ہزار نازنین گل اندام کے بسان ماہ چہاردہم ساطع ولامع ہوئی اور خواجہ کے سامنے بہر سلام اُس تیر قامت نے قد اپنا مثل کمان خم کیا عمر نے اے بیٹی کہکر قریب پہونچکر سر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تمنے کیون تکلیف کی مین تو آتا ہی تھا ملکہ نے وہ سوا سو کشتی نذر دی عمر نے ہنسکر نذر زنبیل کی اور اپنے پاس سے روپیہ و جواہر وغیرہ نکالکر ملکہ پر سے نثار کیا ملکہ نے صفت وثنا خواجہ کی کرنا شروع کیا کہ آپ کی بزرگانہ محبتون کا مین کیا شکر ادا کرون اور کون زبان لاؤن مُلک کی یا جن کی جس سے صفت وثنا کرون کہ **نظم**

دو بیجادہ بکشاد و آواز داد
کہ شاد آمدی اے جوان شاد شاد
درود جہان آفرین بر تو باد
بر آن کس کہ او چون تو فرزند زاد
شب تیرہ از روئے تو روز گشت
ز بویت جہانی دل افروز گشت
شوم پیش یزدان ستایش کنم
چو یزدان پرستان نیایش کنم

عمر نے یہ کلمات تحسین سنکر کہا کہ اے ملکہ جو کچھ اوصاف حمیدہ کہ مینے تمھارے سُنے تھے اُس سے کس درجہ اور تعداد کو شمار و حساب مین لاؤن کہ جس سے زیادہ بتلاؤن کہ بموجب **نظم**

چو ما صد ہزاران فدائے تو باد
خرد ز آفرینش روا سے تو باد
سیہ نرگسانت پر از شرم باد
رخانت ہمیشہ پر آزرم باد

اگرچہ دلم دید چندین ستم		نخواہم زدن جز بفرمانت دم	

المختصر باہم کلمات صفت و ثنا کہکر ملکہ نے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا اور لیکر اندر چلی ہزارہا زن مہر طلعت الماس پوش و زمرد پوش مروحہ جھنبائی کرتی ہوئی ساتھ تھی عمر نے جیسے ہی قدم محل مین رکھا گویا زندہ بہشت برین مین داخل ہوا دیکھا کہ عجب بوستان لگا ہے پھلا پھولا ہے چمنستان جواہر کار سراسر پر بہار لگے ہین روح کو تازگی بخشتے ہین ہر پھول وہان کا داغ دہ خاطر رضوان نظر آیا ہر ایک درخت اشجار گلزار جنان کی عمدگی مین شاخسانے نکالتا تھا سنبل پر پیچ سے ظاہر تھا کہ سودازدگان محبت زلف رسا کا حوصلہ سب ایک جا جمع ہو گیا ہے یا تار نظر شوریدگان گیسوے جانان اکٹھا ہین درخت ساونی کے اسطرح پھولے تھے کہ تھالے انکے شاہدان گلابی پوش کے منھدی ملنے کے طاس تھے نرگس نہ تھی چشم تماشائی بصد حیرت ٹکٹکی باندھے ہر گل کی طرفہ بو باس تھی سرو ہر ایک ستون کو زمردین قصور بہشت تھا باغ شداد رو بروے اُس بوستان کے سراسر زشت تھا غنچہ یہان کے ولنگ نہ تھے زر گل مٹھیون مین لیے لٹانے پر تیار گوش گل ناشنوا نہین بلبل کا فسانہ اون کے کان کو درکار گلون کی ہنسی موج تبسم غنچہ دہان و رنگین لبان کو شرماتی سوسن کی اوداہٹ مسی مالیدہ لبون نازک دہنون کے دھوئین اُڑاتی برگ سبز پر اودے پھول کا وہ جوبن تھا جیسے زمرد نیلم جڑا تھا بزم رنگین لبان کو سوسن نے مجلس حیران خطاب دیا تھا نہرین یہان کی تسنیم و ماء معین کی معین تھین لب گردانین اُنکی رنگین تھین اسطرح اترا کر موجین چلتی تھین کہ جیسے معشوق کنالی کاٹ کر چلتا ہے کنارے اُنکے ہزارے کا آب افشان اور اُسکا پانی سنگ سرخ یاقوت احمر پر گرتا گویا پانی بھی نہر کے فراق مین اشک خونین روتا سامنے بارہ دری بنی تھی واقعی طلسم تھی آگے اُسکے کنگرہ کہی ہزار چوب الماس تراش کا استادہ تھا اوسمین فرش ملوکانہ بچھا تھا شیشہ آلات جواہر آگین بصد فر و تمکین سجا تھا کہ بمقتضاے نظم

بہارے ست خرم در اندر بہشت		ہمہ خاک عنبر ز ہر سو سرشت	
سپہر برین کاخ و میدان اوست		بہشت برین روے خندان اوست	
بنفشہ گل و نرگس ارغوان		سمن شاخ سنبل کران تا کران	
سوے خانۂ زرنگار آمدند		بدان مجلس شاہوار آمدند	

یعنی خواجہ کو زیر ہمگیرہ برابر اپنے ملکہ نے تخت پر فرد کش کیا اُسوقت کل ناظمان طلسم اور شہزادیان عجب بہار آئینہ کے لائق تھین اُنکی نظر گذری اور عمر پر زر و جواہر کے طبق نثار ہوئے خادمان محل نے لوٹے پھر سب شہزادیان جو دست بستہ سامنے کھڑی تھین عمر نے اُنکی نسبت ملکہ سے کہا کہ انکو حکم بیٹھنے کا ملے ملکہ نے حکم دیا کہ وہ سب کرسیون پر جلوہ گر ہوئین اور ساقیان مہ جبین پیمانۂ جواہرین لیے حاضر ہوئے کشتیان شراب مصفا کی لائے ملکہ نے ایک جام بھر کر دست نازک سامنے عمر کے بڑھایا اور کہا یہ بادۂ محبت ہے اسے نوش فرمائیے میرا رتبہ بڑھائیے عمر نے زبان پُر عذر کھولی اور کہا اے ملکہ مین نشۂ بادۂ زہد سے مخمور ہون شراب پینے سے معذور ہون ملکہ از بس صحبت مسلمانان سے بسبب ملاقات ہونے ایرج کے آگاہ ہو چکی ہے سمجھ گئی کہ مجھکو ساحرہ سمجھکر شراب نہ پینگے بس یہ تو مطیع اسلام ایرج کے پاس ہو چکی ہے چپکے سے کان مین عمر کے ظاہر کیا کہ آپ شوق سے شراب نوش کرین مین مطیع اسلام ہون اسلیے ظاہر نہین کرتی ہون کہ ایسا نہ ہو کہ بدنام ہون عمر یہ سنکر خوش ہوا اور جام لیکر دست ملکہ سے بیک جرعہ درکشید کیا پھر تو دور جام دمادم و متواتر چلنے لگا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا سر ہر ایک کا کاسۂ سر جم بنا اوس دور مین سے ایک پیمانہ بھی اگر سیر گردون کو ملجاتا تو ہمیشہ سرخوش رہتا طرز جفا بھول اوس عشرت کدہ کے روبرو بزم جم صحبت فقیرانہ تھی عجب کیفیت کی انجمن رندانہ تھی مغنیان خوش جمال و زہرہ پیکر و نازنینان حور تمثال و ترنم پرور قانون و بین و رباب و چنگ و دف و دائرہ و الگوزہ وغیرہ سب ساز درست کرکے اس گت سے بجاتی تھین کہ اہل محفل کو مست و دیوانہ بناتی تھین کوچک سے بزرگ تک عشاق ناہید سر اپنا بھیا جو گیا نے راگ اختیار کرتین جنگلے کی دھن دلکو بھاتی دناغین مستی نے ٹھیکا کھایا تھا رقاص اسطرح ناچتے کہ اہل بزم کی ٹکٹکی بندھی تھی گویا منھ توڑے لیتے تھے پیر چرخ اپنی گردش بھولا تھا ولٹا ناچ ناچا تھا عوض رنج دینے کے عشرت بخشا تھا پیمانے ہنستے ہوئے ہاتھ پر ناچتے پھرتے تھے مطرب ترانہ سنج اسطرح گاتے تھے کہ تانسین کے گانے کو مدھم بتاتے تھے بیجو اسی گانیکے خیال مین باورا ہوا تھا اسی رقص و سماع کے خیال کرنیسے دل وجد مین اگر حال لاتا ہے خوشی سے کلیجہ کا اچھلنا وہ ہی انداز رقص آجتک بتاتا ہی بمقتضاے المؤلفہ

عجب جلوۂ حسن جانانہ تھا — کہ بزم سلیمانؑ وہ کاشانہ تھا

نہ پایا کبھی جسم نے یہ مرتبہ — کہ جو آج اُس بزم عشرت کا تھا

لگے بجنے قانون وبین و رباب
کھلا عیش وعشرت کا ہر سمت باب
ہزاروں قمر چہرہ زرین جمال
فن موسیقی مین بہت باکمال
دف ونے بجاتی تھین یون اوسگھڑی
کہ ناہیدۂ چرخ تھی غش ہوئی
وہ دیپک کا راگ ایسا تھا لاجواب
فلک پر تھا سوزان دل آفتاب
دل زہرۂ چرخ مین آج تک
پڑی شعلۂ راگ کی وہ چمک
کہ جو کوئی گانے کا رکھے خیال
تو ساعت مین زہرہ کے ہو باکمال
وہ محفل کے پیمانے کا گھومنا
لب رند مے نوش کو چومنا
بطے مے لگانے لگی قہقہے
وہ آپس کی چہلین تھین وہ چہچہے
وہ تھی بزم کچھ ایسی آباد وشاد
کہ آتا ہے فردوسی کا قول یاد
بدہ ساقی نوش لب جام جم
کہ بزداید از دل زمے زنگ غم
ازین پنج شین روئے رغبت متاب
شب وشاہد وشہد وشمع وشراب
کہ امروز روزیست با فر وداد
کہ از میہمان ہست بران شاد
بیاراست ایوانہا چون بہشت
گلاب ومے ومشک وعنبر سرشت
فشاندند بر سر ہمین مشک و زر
کہ شد از گلاب آن ہمہ خاک تر

غرضکہ اسی جلسۂ نشاط آگین مین عزیزداران کوکب کی آمد ہوئی اور ہر ایک نے تجمل تمام پہونچکر خواجہ کو سلام کیا اور شریک محفل انبساط ہوئے انھین لوگون مین عمر نے ایک دختر نیک اختر کو دیکھا کہ پانچ سو کنیزان مہ جمال اور انیسان مہر تمثال کے بیچ مین جیسے معدن جواہر یا نور کے ہالے قمر ہوتا ہے قریب آئی کوئی پانچ برس کا سن رکھتی ہوگی مگر حسن مین متاع خوبی وگوہر گنجینۂ حسن ومحبوبی تھی گھیتلا جوتا پہنے گلے مین کرتا آب روان کا پائجامہ کے پائنچے چھوٹے رومال ناک پوچھنے کا کرتے کے بند سے بندھا بالون کی مینڈیان گندھین ناک مین بلاق پڑا آنکھون مین کاجل گھر گھرا لگا گالون تک بہا ہوا ایک موتی کی نتھنی پہنے اُمّی اُمّی جان پکارتی ہوئی جب قریب بران آئی اوسنے گود مین اوٹھالیا اور کہا میری جان تمنے خواجہ سلامت کو تسلیم نہ کی یہ سنکر وہ اوٹھی ننھے ننھے ہاتھون سے جھککر تسلیم کی پھر پلٹ کر بران کی گود مین بیٹھی البعد

بعد لمحے کے ملکہ کی گود سے لوٹ مار کر عمر کے قریب آئی اوسنے اوسکو بچا سمجھکر گود مین اوٹھا لیا اور
پیار کیا پھر ایک مشت بھر کر جواہر زنبیل سے نکالا اور اوسکو دیا کہ بیٹا لو تم اس سے کھیلو وہ ایک بار اوڑھنی
سنبھالتی ہوئی کھڑی ہو گئی اور ناک جو بہ آئی تھی کہنی سے چاہتی تھی کہ پوچھے بران نے
رومال سے پاک کردی اور وہ تتلا تتلا کر باتین کرنے لگی کہ ہم کیا کرین ہماری اَمّی جان پاس یہ
بہت ہے واہ تم اسکی لالچی ہو یہ وہ کہی ہی تھی کہ ایک کھلائی نے اُسکا منہ چڑھا دیا اوسنے بھی کھلائی کا منہ
چڑھا دیا کھلائی اب منہ چڑھائے جاتی ہی موقوف نہین کرتی بران نے جلد سحر پڑھا کہ اوس کھلائی کا
وہ حال موقوف ہوا اوس لڑکی نے چاہا کہ پھر منہ چڑھاؤن بران نے طمانچہ اوٹھایا کہ سامری قسم
مارے مارکے تیرا بھرتا نکالونگی مانتی نہین خواجہ بیٹھے ہین انکا کچھ لحاظ نہین ساری محفل درہم برہم
ہوئی جاتی ہے تو نچلی نہین بیٹھتی یہ غصہ دیکھکر وہ لڑکی بسور کے منہ بنا کر گود مین بیٹھ گئی عمر نے پھر
اوسکو چمکارا اور ملکہ سے کہا کہ آپ گھر کیے نہین کیا ہوا بچا ہے اسنے منہ چڑھا دیا تو خفا نہو جیئے
پہلے بی کھلائی اسنے اسکا منہ چڑھا دیا تھا بران نے کہا خواجہ آپ واقف نہین ہین یہ بھتیجی شاہ
کوکب کی ہی ملکہ مجلس جادو اسکو کہتے ہین یہ ساحرہ بے عدیل و بے نظیر ہے اور ہمیشہ پانچ برس کی لڑکی بنی
رہتی ہی اور سحر بھی لڑکیون کے کھیل کا کرتی یعنی گڑیان کھیلتی ہے منہ چڑھاتی ہی مگر جو یہ کرتی ہی وہ ہی
حریف بھی کرتا ہے مجکو مان کہتی ہے اسوقت اسنے کھلائی کا منہ چڑھایا اگر مین دفع سحر نکرتی
تو وہ ہمیشہ منہ چڑھانا نہ موقوف کرتی اسلیئے مین نے اسکو روکا کہ شاید آپ سے یہ کوئی گستاخی نہ کرے
عمر یہ تقریر سنکر حیران ہوا اور اوس لڑکی نے بران کے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا کہ میری امی جان سچ بتلائیے
کہ یہ کون ہین بران نے کہا کہ بیٹا یہ ریش تراشندۂ کافران و سر بریدۂ جادوگران سارا خطاب لیکر خواجہ کا
نام لیا مجلس یہ بات سنکر اچک کے گود مین عمر کے جا بیٹھی اور کہا خواجہ ہونڈی کاٹے افراسیاب
تمھین سے لڑائی لیے ہے عمر نے کہا ہان مجلس نے کہا ہماری ایک لونڈی جنین جادو نام وہان بھاگ کر
گئی ہے عمر نے جواب دیا کہ ہان اسکی بڑی عظمت افراسیاب نے کی ہے ملکہ طلسم خطاب
عنایت ہوا ہی یہ سنتا تھا کہ مجلس کو غصہ آیا اور بولی کہ مالزادی کو ابھی پکڑوا بلاتی ہون تو سولی کو
دن لگے ہین عمر نے کہا بیٹا جانے دو گئی چیز کا رنج نہین کرتے بران نے کہا خواجہ یہ بہت بڑی
ساحرہ ہے جو کہ سحر ہمنے دس دس برس مین سیکھا وہ اسنے شبانہ روز مین حاصل کیا ہے تم

اسکی کیفیت دیکھو عمر چپ ہو رہا اور مجلس نے اپنے گلے سے مالا اوتارا اور ایک موتی اوس مین سے توڑ کر ہاتھ پر رکھا اور پھر تپلا کر سحر پڑھا کہ وہ دانہ بروے ہوا اڑ گیا بعد لمحہ بھر کے ایک تپلا زنجیر آتشین ہاتھ مین لیے پیدا ہوا اور اوسنے سنسنے آکر سلام کرکے عرض کیا کہ مجھے کیا حکم ہوتا ہے مجلس نے کہا موئے مین تجھسے کہتی ہون کہ جلد جا اور خنین قحبہ کو پکڑ کر لے آ ارے سنا تو نے میرے اچھے اچھے تپلے تجھ ساعری جیتا رکھے جلدی آنا دیر نہ لگانا تپلا اوسکی باتون سے ہنستا ہوا روانہ ہوا اور اڑ کر چلا بعد اسکے جانیکے پھر گانا ناچ وغیرہ آغاز ہوا اس اثنا مین شاہد زرین لباس شب نے زلف مشکین فام کھولے بزم عالم مین آکر جلوہ گر ہوئی اور زینت طراز دہر نے کہکشان کی مانگ عروس چرخ کی سواری **نظم**

شب تیرہ چون زلف را تاب داد ہمہ تاب او زلف را خواب داد
پدید آمد آن پردۂ آبنوس برآسود گیتی ز آواے کوس

شام ہوتی ہی تمام بارہ دری مین روشنی ہوئی اور باغ مین قنادیل بلورین لٹکائی گئین سرو چراغان اپنا فروغ بہار دکھانے لگی نہرون مین کنول روشن کرکے ڈالدیئے بجرے پڑ گئے جلترنگ بجنے لگا خواجہ کو لیکر ملکہ بجرے پر سوار ہوئی اور کیفیت پانی کی دکھانے لگی وہ سبز و سرخ وغیرہ ہر رنگ کے گلاس جو لہرون پر عکس افگن تھے تو عجب طرح کے گل وبوٹے پانی مین نظر آتے تھے چادر آب منقش و رنگین تھی شاہد آب کی ہر ہفت زیور سے تزئین تھی جہان کہین پانی گھومتا تھا وہان کنول بھی گرد گھومتے تھے اسوقت کی بہار قابل دید تھی گویا شعلہ رو لباس زنگار رنگ زیب جسم کئے گردش کھاتے تھے کنارے کنارے کنیزان دُر در گوش مرصع پوش جلترنگ کے ساتھ اشعار بہار انگیز گاتی تھین فوارے سرکشی پر آمادہ سرو قدون کے قامت رعنا کا لطف دکھاتے تھے غرضکہ تا دیر سیر آب مین مصروف رہے پھر بجرے سے اوتر کر بارہ دری مین آئے یہان سب طرح کا سامان عشرت مہیا تھا مسند زر پر جلوہ گر ہوئے یکایک وزیر نے دست بستہ عرض کیا کہ خاصہ تیار ہے حکم ہوا کہ لاؤ اول کنیزان مہر بدار سرود لیکر روانہ ہوئین اور مطبخ خانے سے خوان کسوا کر مُہرے و زیر دار وغیرہ کے جب خاصہ چلا سرود بجنے لگا اور تعریف ملکہ مین گانا شروع ہوا امر وجہ جنبانی ہر خوان پر ہونے لگی کہ پشہ و مگس سے محفوظ رہے غرضکہ بڑے تجمل سے کھانا آیا اور دستر خوان دیبا و اطلس کا بچھا پھر اغذیۂ لطیف و رنگا رنگ کو مُہر توڑ کر نکالا پہلے نمک چشی کے کئی خوان سب کھانیسے نکالے اور دستر خوان چنا گیا

پھر ہاتھ دھلوا کر چہرہ اور ملکہ نے کھانا تناول فرمایا بعد فراغ کھانیکے محفل انبساط مین بیٹھے اوسوقت
دو ساحر معزز برروئے ہوا پیدا ہوئے اور سامنے آنکر ملکہ کے آداب بجالائے اور دو کشتیان طلائی تہ سے
پوش زر دوزی اوپر پڑے تھے سامنے ملکہ کے پیش کین کہ یہ بڑے حضرت نے بھیجی ہین بران نے توری
پوش اُسکے اوٹھائے عمر نے وہ جواہر جو کبھی نہ دیکھا تھا اونمین پایا اور ایک نامہ بھی اوسمین رکھا تھا اور موتی کی
مالے انگوٹھیان لال والماس کے تاج گوہرنگار نورتن اسکے زمرد و یاقوت کے رکھے تھے بران نے وہ نامہ
اوٹھا کر پڑھا لکھا تھا خواجہ نے جواہر بردہ قاف ملاحظہ کیا ہے اس جواہر کی کیا حقیقت ہے لیکن میری جانب سے
کہنا کہ اس تحفہ محقر کو قبول فرمائین کہ بموجب **بیت** صاحب چہ ذرہ است کہ جان را فدا کنند
ای صد ہزار جان مقدس فدای تو + اے فرزند عمر جسکو چاہے بادشاہ بنادے تم اوسکی تعظیم مین
کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرنا کہ میری خوشنودی اسیمین ہے خبردار اپنی شہزادی ہونیکا غرور نکرنا خواجہ شہزادیون سے
کام لینا عار سمجھتے ہین اور ہزارون شہزادیان اُنکی خدمت گذاری کی آرزو رکھتی ہین اور یہ لکھا تھا
کہ نامہ دار افراسیاب کا سرحد طلسم پر جہان مولسری کے درخت لگے ہین پہونچ چکا ہے
اُسکو طلب کراو اور نامہ پڑھکر جواب باصواب دینا بس یہ نامہ پڑھکر بران نے عمر کو دکھایا یہ بہت
خوش ہوا اور بران نے کہا جواہر یہ علحدہ رکھدو کہ مین خواجہ کو اپنے ہدیے کے ساتھ دونگی عمر نے
جو یہ کلام سنا خیال کیا کہ اگر یہ جواہر رکھوا لیگی تو کشتیان سونے کی پھر جائینگی اور دوسرے اس
رکھنے رکھانے سے کچھ تغلب و تصرف ہو جائے اس سے بھی وصول کرنا چاہیئے یہ سوچ کر گویا ہوا کہ ای
ملکہ یہ تحفہ ہمارے مہربان کا عطیہ فرستادہ ہے اسکو ہم رکھنے نہ دینگے کہ یہ نشانی اوسکی ہے یہ کہکر سب
کشتیان جال مار کر نذر زنبیل کین پھر بات بنانیکی راہ سے کہا کہ مینے غلطی کی جو کشتیان رکھلین ہو مین
نکالے دیتا ہون تمھین رہنے دو ملکہ نے کہا کہ آپ کو قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ آپ میری کہنے
کا خیال نکرین اور کشتیان اپنے پاس رکھین عمر نے کشتیان رکھ لین اور کہا ای ملکہ تم اور تمھاری ماں باپ وہ خلق رکھتے
ہین کہ مین تعریف نہین کر سکتا کہ بمقتضائے **بیت** خوش دو دستے ست خرم و خوش خسرو کریم
یا رب ز چشم زخم زمانش نگاہدار + اور اے ملکہ قاصد افراسیاب جو پیام لایا ہے مین تبلای دیتا
ہون وہ پیام یہ ہی عمر مفتری ہے اور مکار ہی ہم تم ایک مذہب رکھتے ہین اوسکو پکڑ کر یہان بھیجدو یہ
بیان سنکر بران نے کہا خواجہ ہم آزماتے ہین کہ نامہ مین یہی لکھا ہے یا کچھ اور اگر یہی مضمون ہے تو وہ قعی

آپ معاملات ملکداری مین بہت رائے سلیم رکھتے ہین اور بادشاہون کو ادراک مطالب پر ایسا ہی عبور چاہیے جیسا کہ آپ کو حاصل ہے یہ گفتگو کرکے اون ساحرونکو رخصت کردیا اور ملکہ نے خوابگاہ بہر خواجہ درست کرائی پلنگڑی جواہرون پر بارہ دری مین خواجہ نے آرام کیا لخلخے رکھدیے گئے کنیزین چپی کرنے لگین ملکہ علحدہ دوسرے درجہ مین آرام پذیر ہوئین وہ تھوڑی سی رات بہت جلد گذر گئی اور وہ زمانہ آیا کہ بربط نواز دہر نے دائرۂ آفتاب بصد آب و تاب غلاف خاور سے نکالا اور کاسہ فلک کی پیشوا از ستارہ وار کو اوتارا کہ بمقتضائے ابیات

دگر روز چون سیمگون گشت راغ
پدید آمد آن زر درخشان چراغ
چو پنہان شد آن چادر آبنوس
بگوش آمد آواز در بانگ خروس

دم سحر عمر نے بیدار ہو کر وضو کیا اور نماز صبح پڑھی ملکہ نے فواکہات کی ڈالیان بھیجین پھر ہمراہ اپنے لیکر دار العمارۃ مین آئی اور بعد مجرا و سلام لینے کار پردازان سلطنت کے حکم دیا کہ کچھ ساحر یہان سے سرحد طلسم پر جائین اور نامہ دار افراسیاب آیا ہے اوسکو لے آئین بمجرد حکم محکم ملکہ ساحر روانہ ہوئے قاصد قریب درختان مولسری پہونچ چکا تھا کہ ساحرون نے پہونچکر عرض کیا کہ چلیے حضور مین آپکی یاد ہے وہ نامہ دار ہمراہ ساحران بعجلت تمام اوڑ کر چلا اور بعد قطع مسافت راہ قلعہ ہفت رنگ مین پہونچا یہانکی آرائش و زیبائش دیکھکر عقل دنگ ہو گئی سمجھا کہ یہ سامان بہروت عمر ہے غرضکہ دار العمارۃ شاہی مین جب پہونچا یہانکا کروفر دیکھکر حیران کار تھا یعنی عمر برابر ملکہ کے تخت شاہی پر جلوہ گر تھا ہزارہا ساحر معزز و ناظم طلسم حاضر تھا ساقی خروش دا دا اور طوائف مہر لقا حاضر تھے جلسہ انبساط مہیا تھا قاصد بموجب قاعدہ رسم تعظیم و آداب کرکے آگے بڑھا ملکہ نے دنگل آہنی بیٹھنے کو دیا یہ فروکش ہوا ساقی کو اشارہ ہوا کہ اوسنے جام بیا نامہ دار نے ساغر پیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا کہ سنو نامہ دار ملکہ نے کہا لاؤ نامہ کسکا لکھا ہے قاصد نے کہا یہ نامہ شاہ جادوان مالک طلسم ہوش رُبا افراسیاب جادو کا ہے اور مجھکو حکم ہے کہ شاہ کوکب کے ہاتھ مین نامہ دون اور جواب لون ملکہ نے چاہا کہ ان باتونکا جواب سخت دون مگر عمر نے کہا کہ ای ملکہ یہ ایلچی ہے جیسا اسکے مالک نے کہدیا تھا ویسا یہ بجا لایا آپ اسکو پاس شہنشاہ رفعت نشان کے بھیجدین یہ کلمہ عمر نے اِسلئے کہ قاصد کوکب پاس جائے اور دیکھون کہ اوسنے کیا جواب دیا اوسکا ما فی الضمیر بھی دریافت ہو جائیگا کہ میری طرفداری کرتا ہے یا افراسیاب کی غرضکہ ملکہ نے

نامہ دار کو ٹھہرایا اور ایک عریضہ بعجز و انکسار تمام لکھا مضمون یہ تھا کہ ای شہنشاہ عالیجاہ گردون بارگاہ یہ
عریضہ خواجہ کے کہنے سے آپکو لکھا ہے اسلیئے قاصد امیدوار باریابی اور روبرو حاضر ہوکر زبان فیض ترجمانسے
جواب نامہ کا سُنا چاہتا ہون زیادہ حدِ ادب یہ عریضہ ایک ساحر کے ہاتھ خدمت کوکب مین بھیجا کوکب
اوسوقت شکار طاؤس کوہ فیروزہ پر کھیلنے گیا تھا وہ ساحر پہلے در دولت پر گیا اور وہانسے حال دریافت
کرکے کوہ فیروزہ پر پہونچا اور بادشاہ کو تسلیم کرکے نامہ دیا شاہ نے پڑھکر تحریر کیا کہ اے فرزند نامہ دار کو بھیجدو
ساحر واپس آیا اور ماہ کو حکم شاہ بحری دیا اُسنے چند ساحرونکے ساتھ نامہ دار کو روانہ کردیا اور آپ
مع خواجہ داخل عشرت کدہ ہوکر مصروف بہ عیش ہوئی لیکن قاصد جب کوہ فیروزہ پر پہونچا دیکھا کہ کوہ
سب فیروزہ کا ہے اور اوسپر کوسون تک سبزہ ہے پھولونکی بہار ہے گھاس زمرد کی لگی ہے اوسپر پھول الماس
و بلور کے ہین سراسر نور کے بیچ مین ہر پھول کے عقیق زرد کی پنکھڑی صناع قدرت نے گڑھی ہے نامہ دار
اس بہار کو دیکھتا اور آفرین مالک پر اس طلسم کے کرتا جاتا تھا کہ چالیس بنگلے اوسکو زمرد کے نظر
پڑے اُنکے آگے سائبان زر بفتی کھنچے تھے اور ہر بنگلے مین کرسیان جواہر کی بچھی تھین اونپر طاؤس
نیلم و زمرد کے تراشے ہوئے رکھے تھے اون بنگلون سے جب اور آگے بڑھا ایک بارہ دری یاقوت کی دیکھی
کہ اوسکی توصیف اگر لکھی جائے داستان ناتمام رہے اوس بارہ دری مین تخت یاقوت پر کوکب
جلوہ گر تھا گرد تمام سرداران ذی وقار کا دورہ بند جا ہزار ہا غلام زرین لباس حاضر تھا کہ نظم

یکے کاخ دیوان درخشندہ دید — گز انسان کسے جا ندید و شنید
بیک دست ایوان یکے طاق دید — ز و برج بلندی او ناپدید
نہادہ ز طاق اندرون تخت و زر — نشاندہ بہر پایہ در گُہر
بران تخت فرشی ز دیبای رُوم — ہمہ پیکرش گوہر و زرش بُوم
نشستہ بران تخت یک تاج دار — ببالای سرو و رخ چون بہار
ز دیدار اُو مشتری تیرہ بود — خرد رویش ہمان خیرہ بود
بر تخت زرین یکے زیر گاہ — نشستہ برو پہلوانِ سپاہ
فراوان پرستندہ بر گرد تخت — بتانِ پری رُوی فرخندہ بخت
پرستار باشدہ دو دو ہزار — ہمہ پاک با طوق و با گوشوار

نامہ وار نے یہ کروفر دیکھا مجبر گاہ پر ٹھہر کر سر جھکایا مردے شاہِ ساحران بادشاہ مہابلی سلطان جہان قاصد افراسیاب نگاہ روبرو کہا بادشاہ نے سر اوٹھایا قاصد نے مجرا کیا آنکھ سے سلام لیا پھر اشارہ نزدیک آنیکا کیا قاصد قریب گیا نامہ پیش کیا شاہ نے دست زبردست سے لیکر منشی کے حوالے کیا منشی جادو طراز نے نامہ وا کر کے پڑھنا شروع کیا جب سب حرف بحرف پڑھ چکا بادشاہ عالی منش مضمون پر مطلع ہو کر چین بر جبین ہوا اور قاصد نے وہ تحفہ و ہدایہ وغیرہ پیش کئے دست ناقبول ورد دراز کیا پھر نامہ دا کو دنگل آہنی عمدہ عنایت ہوا اور حکم بیٹھنے کا دیا قاصد سلام کر کے بیٹھا بادشاہ نے منشی گہر ریز کو حکم دیا کہ ایک نامہ ہماری طرف سے اِس خط کے جواب مین ترقیم کرو مضمون اوسکا پُر مذاق ہو اول سرنامہ خدای نادیدہ مسلمانان اور توصیف جناب پیغمبر آخر الزمان لکھنا ہر چند کہ مین اہل اسلام نہین ہون مگر اس مضمون کے لکھنے سے **افراسیاب** کو شراکت مسلمانان ثابت ہو جائیگی اور پھر حوصلہ کسی طرح کی تحریر کا باقی نرہے گا راہ نامہ و پیام بند کرنے کی اِس سے بہتر تدبیر اور نہ ہوگی منشی عطارد رقم نے حسب الحکم مرکب سواد دیدہ زحل کو دوات مین حل کر کے پارہ حریر پر ایک نامہ بقصد توقیر بجواب اُس نامہ کے تحریر کیا نظم

ہم آنکہ زگنجور قرطاس خواست	زمشک سیہ سودہ انفاس خواست
یکے نامہ نوشت چون بوستان	پر از گل بسان رُخ دوستان

پاسخ نامۂ افراسیاب بقہر و عذاب از جانب کوکب المولفہ

قلم لکھتا ہے پہلے حمد باری	لیے دریا ہوا پر جسنے جاری
رواق گنبد خضر اسین اوسنے	کیے روشن چراغ ہین اخترونکے
کیا پرنور اس خاک سیہ کو	فروغ اوسنے دیا ہے مہر و مہ کو
اوسی سے ہے نشان اوج پستی	اوسی سے ہے بہار باغ ہستی
خدا کے بعد وہ ہادی ہمارے	کہ جو چرخ رسالت کے ہین تارے
محمد آفتاب چرخ اسلام	چراغ آفرینش روح اجسام
شہ لولاک و ممتاز دو عالم	معظم آستان فخر آدم
بہار گلشن ایجاد وہ ہین	ظہور عالم آباد وہ ہین

ہوا ہے نور اون حضرت کا پیدا
خدا کی ہوگی اِس عالم پہ رحمت
پس از توصیف سردار رسالت
کہ اے شاہِ جہان سلطان ذیجاہ
بہارِ بوستان شہریاری
چراغ افروز بزم عقل و تمکین
ہلال آسمان سحر سازی
درخشان اخترِ اوج شرافت
سُتِ افراسیاب آسمان جاہ
لکھا جاتا ہے تمکو بعد تسلیم
نزول نامۂ حضرت ہوا آج
سراسر وہ محبت سے بھرا تھا
رزالت کا بیان تھا اوسمین اکثر
مجھے پڑھکر ہنسی آئی بہت سی
کہ حضرت اِسطرح عاجز ہوئے ہین
لکھا تھا یہ بھی اوسمین مشفق من
بجا ہے آپ کا فرمانا اے شاہ
تحمل ہی یہان پر چاہئے تھا
زمانے کے نرالے ڈھنگ ہین نیرنگ
غرور و کبر کب زیبا یہان ہی
گدا کو بخشتا ہے بادشاہی
کسی سے ہے عُروس نو ہم آغوش
کسی کے برمین شاہانہ ہے پوشاک
ہوئی کل کائنات اُس سے ہویدا
قدم رنجہ کرینگے جب وہ حضرت
لکھا جاتا ہے بہ نامہ بہ الفت
ترے رتبہ کے آگے کوہ ہے کاہ
گُل نزہت فزاے تاجداری
فروغ افزاے عالم سحر آگین
فلک تمکین پئے نیرنگ بازی
زرافشان ابر دریا بار رحمت
کہ خوشہ چین خرمن جسکا ہے ماہ
ادا کرکے حقوق رسم تعظیم
پہنایا سرفرازی کا مجھے تاج
غضب مضمون درد آگین لکھا تھا
زمانے کی شکایت تھی سراسر
اڑا اک قہقہہ دربار مین بھی
کمینے بھوت بنکر سر چڑھے ہین
تحمل مجھکو ہے بر حسال دشمن
کہ قصہ حلم سے ہوتا ہے کوتاہ
مثل سچ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا
سُنی تو ہوگی مور و فیل کی جنگ
کہ جور چرخ مشہور جہان ہے
کبھی سلطان کو دیتا ہے گدائی
جنازہ ہے کسیکا بار بر دوش
پڑا ہے بے کفن کوئی تہ خاک

فلک کی دشمنی کا ہے جو کھٹکا / تنِ باغ جہان بھی ہے لرزتا
عداوت کا فلک کی پاکے کچھ بھید / لرزتا ہے ہمیشہ سے تنِ بید
سحر دم مہر کو گر خندان ہے ہوتی / تو شبنم آٹھ آٹھ آنسو ہے روتی
دلِ لالہ مین داغ اسنے دیا ہے / گلون کا گل چراغ اِسنے کیا ہے
سرو نے گرچہ آزادی ہے پائی / پھنسی قید محبت مین ہے قمری
شگفتہ کرکے روئے گل کو اِسنے / دیا ہے خار و غم بلبل کو اِسنے
فلک کے جور سے ہو کر پریشان / ہے سنبل باغ مین باموئے عریان
دہان غنچہ ہے حیرت سے خاموش / خزان کے غم سے سوسن ہے سیہ پوش
خزان دیکھکر ازبسکہ سامان / ہوا ہے دیدۂ نرگس بھی حیران
ہوا جب جور گردون کا یہ نقشہ / تو بیجا ہے کبراے شاہ والا
فتور عقل ہے حضرت سراسر / عدو کو جانتا اپنے سے بدتر
عمر کو لکھتے ہو مکار و غدار / سراسر ہے حماقت کی یہ گفتار
پڑے گی چاند پر ڈالے سے کب خاک / کہان عرش اور کہان یہ خاک ناپاک
فلک کے سمت جو تھوکے گا شاہا / تو وہ اپنے ہی رخ پر تف کرے گا
کہان تم اور کہان عیار عالم / کہان جنت کہان نار جہنم
کہان گندم نمائی جو فروشی / کہان بالی فلک پر سنبلہ کی
عمر پشت پناہِ مومنان ہے / عمر شاہنشہ شاہنشہان ہے
خیالِ خام ہے یہ اونکی نسبت / کہ ہے اونکو مدد لینے کی حسرت
خدا جسکی مددگاری کرے گا / بھلا اوسکو مدد کیا کوئی دے گا
اودھون نے کالبۂ احزان کو میرے / عطا کی تازگی تشریف لا کے
بلایا ہے اونھین خود مین نے اسجا / کہ اُنسے دست بستہ کچھ کہون گا
مجھے الفت جو تم سے ہے ہمیشہ / محبت کا ہوا تھا یہ تقاضا
سفارش آپ کی کرتا عمر سے / کہ بچتا ملک دشمن کے ضرر سے

دگرنہ عناز یانہ صف شکن کا — جوانان تہمتن تیغ زن کا
ارادہ ہے کہ آئین ادسطرف کو — اُلٹ دین ایک دم مین رن کی صف کو
معاذ اللہ اجل پھر جسکو تاکے — ہدف سے کب بچے تیر قضا کے
کرے سیل فنا جس گھر کو برباد — تو کیا بالو کی دیوارون کی بنیاد
ڈرین لشکر کی کثرت سے نہ جنگی — کہ اخگر ایک ہے خرمن کو کافی
ہجوم بزدلان سے کیا ہے حاصل — بھلا کب شعلہ و خس ہون مقابل
مجھے رہ رہ کے آتا ہے یہی یاد — ہوا افسوس گھر حضرت کا برباد
محبت سے لکھا جاتا ہے حضرت — کہ اب بھی چھوڑیئے یہ کبر و نخوت
وگرنہ پھر کہان افراسیابی — نہ کیجے موت آنے مین شتابی
زیادہ کیا لکھون اے مشفق من — بنایا دوست کو خود تمنے دشمن
خدا توفیق نیکی کی تمھین دے — تمھارا ملک و مال آباد رکھے

منشی بدائع طراز نے خامۂ ندرت نگار اس مقام پر روک کر نامۂ حیرت ختامہ روبروۓ شاہ پیش کیا جو کچھ مضمون گھٹانے بڑھانے کا حکم ہوا وہ درست کرکے صاف کیا پھر عنوان نامہ پر مہر بادشاہی ثبت ہوئی اور کیسۂ گوہر آگین رکھکر قاصد کے حوالے کیا اور رخصت فرمایا نامہ دار آزردہ خاطر شاہ کو سلام کرکے روانہ ہوا ساحر پہلے قلعہ ہفت رنگ مین لائے ملکہ مضمون جواب نامہ سے مطلع ہوئی اور عمر بھی بہت خوش ہوا ساحرون نے حسب الحکم ملکہ قاصد کو سرحد طلسم تک پہونچا دیا وہ بعد قطع منازل باغ سیب مین پہونچا شاہ جادوان نے اس عرصے مین بہر جنگ مرّخ ایک ساحر سحر طلسم زنار آفت خیز جادو نام کو طلب فرمایا ہے اور وہ بارہ ہزار ساحرون سے حاضر ہوا ہے ہنوز اوسکو کچھ حکم نہین دیا ہے کہ قاصد آکر پہونچا شاہ کو آداب بجا لایا اور جواب نامہ کا پیش کیا **افراسیاب** نے منشی کے حوالے کہ اوسنے حرف بحرف پڑھکر سنایا مضمون پر اطلاع پاکر غیظ و غضب سے شاہ طلسم کانپنے لگا اور پشت دست کاٹنے لگا پھر براہ نخوت اور بات بنانے کی لیے ہنسکر گویا ہوا کہ بچہ کوکب ایسا عمر سے ڈرا کہ اپنا دین چھوڑ کر لے دین ہو گیا پس ایسے کی بات کا برا ماننا کیا مین اب اوسپر لشکر کشی کرتا مگر وہ خود ہی لڑنے آتا ہے نہین اوسکو سزائے معقول دونگا اہل دربار نے براہ

خوشامد تائید کلام کرنا شروع کی کہ حضور **کوکب** بلچھا اور ترک بے ایمان ہو گیا نامہ بھی خدائے
نادیدہ کی تعریف مین لکھا ہی اب سحر وہ بھول جائیگا پھر آپکا مقابلہ کیا کر سکیگا اول تو یون ہر تبہ ملازمان
جناب کے تھا چہ جا کہ سحر فراموش کر کے مقابلہ کرے کیا جان رکھتا ہے اسکی شامت آئی ہی شاہ طلسم ان
باتونکو سنکر خوش ہوا اور **زنار** سے کہا تم جاؤ لشکر **مہرخ** سے جنگ آغاز کرو مین قتل اسد کی تدبیر
کرتا ہون **زنار** یہ سنکر آداب بجالایا خلعت رخصت عنایت ہوا یہ باہر آیا اور بارہ ہزار اپنے
ہمراہی کے ساحر درست کر کے اژدہے پر چڑھکر بتجمل تمام روانہ ہوا جب یہ جا چکا تو نامہ **حیرت** کا آیا
کہ اے بادشاہ سنا گیا ہے کہ آپکے قاصد کا کچھ رتبہ پیش **کوکب** نہ ٹھہرا **عمر** کا بڑا مرتبہ ہے **کوکب** ارادہ لشکر
کشی رکھتا ہے آپ غفلت نکرین **اسد** کو قتل کر ڈالین آگے آپکی جو مرضی مین جانتی ہون کہ جب
جنگ عظیم کا سامنا ہوگا اسوقت **اسد** ہلاک نہ ہو سکیگا یہ نامہ پڑھکر بادشاہ نے اہل دربار
سے کہا کہ دیکھو جو **کوکب** نے لکھا ہے کہ وہی میری بی بی نے بھی بیٹھے بیٹھے بتلا دیا اونکو
ملکداری مین بہت سلیقہ ہے غرض تعریف کر کے نامہ کا جواب لکھا کہ ای ملکہ تم گھبراؤ نہین مین نے **زنار** کو
بہر استیصال لشکر باغیان تمہارے پاس بھیجا ہے یہ ساحر معزز ہی اسکی خاطر کرنا حال نامہ کا بھی وہ
تمسے بیان کریگا اور لشکر دشمن کا بھی خاتمہ کردیگا مین نامہ سب ناظمان طلسم کو بھیجتا ہون وہ سب جمع ہون تو
انتظام طلسم کشا کرون یہ نامہ طائر سحر کے گلے مین باندھکر بھیجا طائر قبل پہونچنے **زنار** کے پہونچا
ملکہ نے نامہ گلے سے کھولکر پڑھا اور حال آمد **زنار** معلوم کر کے ساحر استقبال کے واسطے بھیجے
زنار بعد قطع مسافت راہ جب قریب پہونچا استقبال کر کے لیگئے اسنے لشکر اپنا ملحق لشکر مسلکہ
حیرت اتروایا آپ سامنے ملکہ کے آیا تسلیم کی نذر دی ملکہ مذکورہ نے خلعت فرمایا نزدیک زرین پر
بٹھایا ساقی نے حسب ایمای ملکہ موصوفہ جام شراب دیا اسنے بادہ خواری کی جب نشہ ہوا اسوقت
ملکہ مسطورہ نے حال نامہ **کوکب** کا نہ پہنچنے کا استفسار اسنے جو کچھ جواب وہان سے آیا تھا اوسکو
بتصریح وار بیان کیا از بسکہ عیار لشکر **مہرخ** برائے خبرگیری بہ شکل مبدل یہان رہتے ہین اونھون نے
بھی کل کیفیت سنی اور بہت خوش ہوئے کہ الحمد للہ جس لیے محنت ہمارے استاد نے گوارا کی تھی وہ
مراد بر آئی فی الجملہ **زنار** بیٹھا شراب پیا کیا اور ناچ دیکھتا رہا جب سواد شب سے مہر قمر صفحۂ
روزگار پر ثبت و روشن ہوئی اور فرمان عزل عامل روز منشی دہر نے جاری فرمایا **ابیات**

تہی گشت گردون شتاب آمدش | شب تیرہ را دید تاب آمدش
برآمد یکے زود کشتی ز آب | بہ بالید رنج و بیابود خواب

سرِ شام اسنے حکم طبل جنگ بجنے کا نقارۂ جنگی گڑگڑایا عیاران لشکر اسلام خبر لیکر بارگاہ مین آئے ملکہ مہرخ کو تسلیم کرکے زمین ادب کو بوسہ دیا دعائے عمر دولت دیکر اسطرح حال بیان کیا کہ نظم

کہ ہموارہ شاہ جہان شاد باد | سخنگوے و با بخت ہمراہ باد
تو بیدار باش و جہاندار باش | خرد مند راد و بے آزار باش

شاہ عیاران کوکب کے یہان پہونچے اور وہ بمدارات پیش آیا افراسیاب کا نامہ دار گیا تھا اوسکو جواب سخت وہان سے ملا نیل مرام وہ پھر آیا شاہ جادوان نے غضبناک ہوکر ایک ساحر زنار جادو نام کو بھیجا ہے اسنے بمقابلہ مملکت پناہ طبل جنگ بجوایا ہے یہ خبر سنکر تمام سردار شاد ہوئے کہ خواجہ کی شفقت کام آئی پھر یہان بھی کوس حرب پر چوب پڑی دربار سویرے سے برخاست ہوا ہر شخص اپنے مقام پر آکر درستی اسباب حرب و ضرب کرنے لگا سحر کی جاگ منترون کی جاپ شروع ہوئی جدھر دیکھو تلوار کی جھنکار تھی جدھر سنو کاوا بھیرون نار سنگہ کی پکار تھی ادسطرف زنار کیلیے خیمہ زربفتی استادہ ہوا وہ بھی بارگاہ سے اوٹھکر خیمہ مین آیا اور سحر جگانے لگا لشکر مین بھی اوسکے یہی سامان تھا مگر برق فرنگی وغیرہ عیارون نے باہم مشورہ کیا کہ یہان عمر موجود نہین ہین اور زنار کو زبردست سمجھکر شاہ طلسم نے بھیجا ہے مبادا کل ہمارے لشکر کچھ ضرر پہونچا تو اچھا نہ ہوگا بس چاہیے کہ ہم لڑائی سے پہلے سے کچھ تدبیر کرین یہ مشورہ کرکے باہم جانسوز کو برائے حفاظت لشکر چھوڑکر صحرا مین آسکے اور رفیل بجائی قرآن بھی آیا اوس سے اپنی رائے ظاہر کی اسنے کہا اچھا تم دونو جاؤ مین بھی آؤنگا یہ سنکر ضرغام و برق صورتین ساحران لشکر حریف کی ایسی بناکر چلے دیکھا کہ لشکر عدو مین ہوم ہو رہا ہے ڈمرو بجتا ہے تیاری جدال مین ہر ایک مصروف ہے ہتیارونکی درستی سے مالوف ہے یہ ہر سمت پھرے لیکن تدبیر بن نہ آئی اور رات بھی تھوڑی رہگئی اوسوقت دونون الگ الگ ہوکر مایوس اپنے لشکر کی طرف چلے کہ اتفاق سے برق کا گذر جانب خیمہ سپہ سالار زنار و ہواس جادو نام کے ہوا اور وہ خیمے سے نکلکر برائے ترتیب و نگاہداشت لشکر ایک سمت جاتا تھا برق نے اوسکو تجویز کیا اور دوڑکر اُسکے پاس آیا اور کہا حضور ادھر تشریف لائیے ایک تماشا مین آپ کو دکھاؤن اسنے

پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا کہ مین لشکر حیرت کا ایک ملازم ہون اسوقت آپکے لشکر مین آیا تھا دو عیار
ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے مین نے چاہا کہ گرفتار کرلون مگر ہم لوگ ان عیارون سے ایسی زک
پا چکے ہین کہ میرا حوصلہ اونپر ہاتھ ڈالنے کا نہ پڑا کیونکہ مین اکیلا تھا پس اگر آپ چلین تو ملکر انکو پکڑ لین
یہ تقریر سنکر وسواس خوش ہوا کہ اگر عیار ہاتھ آگئے تو لڑائی بالکل فتح ہے میرے مالک کی بڑی ناموری
ہوئی غرض شادان وفرحان اوسکے ساتھ چلا اور جب لشکر سے نکلکر صحرا مین آیا برق نے کہا
دیکھیے وہ جو سامنے درخت ہے وہان پر بیٹھے ہین یہ اسطرف دیکھنے لگا اسنے حباب بیہوشی مارا کہ وہ منھ پڑا
اور وہ اوسکے غبار سے بیہوش ہوا برق نے اوسکو خوب بیہوش کرکے کپڑے اوتار لیے اور اوسکی کمر مین کمند
باندھکر درخت پر چڑھکر اوپر کھینچا پھر کسی شاخ سے مضبوط باندھ دیا اور آپ رنگ روغن لگاکر اسکی ایسی
صورت بنکر اسکے خیمہ مین آیا اور منتظر وقت ٹھہرا کہ حال اسکا بیان کیا جائیگا مگر ضرغام جو مایوس
پھرا اسنے ایک ساحر کے بستر پاس جاکر پکارا کہ ای برادر جلدی چلو کہ سپہ سالار صاحب تمھین بلاتے
ہین وہ ساحر افسر کا نام سنکر اسکے پاس آیا اور کہا سپہ سالار صاحب کہان ہین لشکر حیرت سے
نکلکر کسی کام کو صحرا مین آیا تھا وہان ایک افسر کھڑے تھے مجھسے کہا ہمارے لشکر سے ایک شخص کو بلا لو
کہنا سپہ سالار بلاتے ہین مین اُنکے کہنے سے آیا ہون اور کچھ نہین جانتا ہون یہ بیان سنکر وہ ساحر سمجھا
کہ صحرا مین شاید درستی سحر کے لیے گئے ہونگے یا کسی عیار کو دیکھکر گرفتار کرنا منظور ہوگا پس بوجہ
تنہائی ایک آدمی کو بلایا ہوگا یہ سوچکر اس کے ساتھ ہوا کہ اچھا چلو ضرغام اسکو صحرا مین لایا اور بیضۂ
بیہوشی مارکر اسکو بیہوش کرکے غار مین ڈالدیا اور آپ اُسی کی ایسی صورت بنکر وہی لباس اُسکا پہنکر
اُسکے پر آکر ٹھہرا اور انتظار موقع عیاری کرنے لگا لیکن جب یہ دونون قران سے رخصت ہوکر
چلے تھے تو وہ بھی پھر عیاری چلا حسب اتفاق ایک خدمتگار زنار کا اوسکو کنارے لشکر کے ملا
اوسنے اوس سے پوچھا کہ کہان جاتے ہو خدمتگار نے کہا زنار بارگاہ حیرت سے اوٹھکر اپنے خیمہ مین آگئے ہین اسنے
ادھین کا ملازم ہون پیچھے رہگیا تھا اب مالک پاس جاتا ہون قران نے کہا بھائی ہمین بھی کہین نوکر رکھا دو
بیکار ہین تمھین دعا دینگے اوسنے پوچھا کہ تم کیا کام کرتے ہو کہا رکابداری و ردیکھو ایسے کھجلے بنائے ہین
ملکہ حیرت کے بکاول نمونہ لیے جاتا ہون یہ کہکر ایک کھجلہ کمر سے نکالا اور کہا لو اسکو کھاکر دیکھو خدمتگار بیچارہ
غافل از فریب عیاری وہ کھجلا تھوڑا سا کھا گیا اور کچھ دور چلکر بیہوش ہوا قران اسکی صورت بنکر

اور اوسکے لباس سے مجلی ہو کر اوسکو درخت سے باندھکی آپ در خیمہ زنتار پر آ کر ٹھہرا اور گھات عیاری کی سوچنے لگا از بسکہ رات کم تھی کچھ ہی دیر مین وہ وقت آیا کہ باغبان قدرت نے گلشن فلک سے گلہاے کواکب چمن لیے اور باد سحر نے سموم آساے غنچہ ہاے نجوم پژمردہ کر کے غارت کیے کہ بمقتضاے ابیات

چو روشن شد آن چادر مشک تاک ‌ ‌ ‌ ‌ سپیده بر اندر آویخت چنگ
چو پنهان شد آن چادر لاجورد ‌ ‌ ‌ ‌ پنهان شد ز دیدار خورشید زرد

رات بھر دونون لشکر و مین تیاری ہی تھی صبح ہوتی ہی سرداران نامی ساحران گرامی سوار ہو کر بارگاہ کے در پر مہرخ کو لینے آئے مہرخ دعا در گاہ خدا مین کر کے تاج شاہی اور لباس فرمانروائی پہنکر برآمد ہوئی ایک سمت ملکہ بہار بصد آرائش و وقار محل سے نکلی تخت ان دونون کے فیل سحر پر کسے گئے چتر پھرنے لگا گرد طاؤسان زرین بال پر جادوگر نیان سوار اور ساحر لشکر کے افسر طائران سحر پر بیٹھے ہوئے نفیر سحر بجاتے چلے نقارے جنگی گڑگڑانے لگی بصد حشمت و جاہ سواری بادشاہ کی میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئی کہ بموجب ابیات

بران پیل جادو کہ بنشست شاہ ‌ ‌ ‌ ‌ بیاورد از خیمہ لشکر براہ
ببالاے سرو رخ چون بہار ‌ ‌ ‌ ‌ بہر چیز مانندۂ شہریار
ہمہ لشکرش یکسر آراستہ ‌ ‌ ‌ ‌ کشیدہ ہمہ تیغ و پیراستہ
ابا جوشن و خود بستہ میان ‌ ‌ ‌ ‌ ہمہ تازی اسپان ببر گستوان
ز یاقوت و زر گوہر شاہوار ‌ ‌ ‌ ‌ ہمہ جامہ و آلت کارزار
ہمان تخت زرین و انگشتری ‌ ‌ ‌ ‌ دراز بید اندر جہان مہتری
بدشمن روان لشکر انگیز شد ‌ ‌ ‌ ‌ چو آتش سپاہش بکین تیز شد

المختصر میدان مین پہونچکر حکم کشتی دیا تھا کہ آمد لشکر حریف ہوئی ملکہ حیرت سحر کے بنگلے مین مسند زر پر بیٹھی ہوئی اور بنگلہ بروے ہوا اڑتا ہوا اندر بنگلے کے جادوگرنیون کا گرد ملکہ مجمع سیاہ ساحران سوار یون پرے بڑے تزک و احتشام سے جاے کارزار پر آ کر ٹھہری ادھر زنتار بھی خیمہ سے نکلکر سوار ہوا قران جو بشکل خدمتگار تھا جہان اور خدمتگار تھے وہین جا کر ٹھہر رہا کہا میدان جنگ مین ہم لوگون کا کیا کام ہے جب میان پھر کر آئینگے اوسوقت انکی خدمت ہم بجا لائینگے

اور صرغام جو ایک ساحر کی صورت لشکریون مین سے بنا تھا لشکر کے ساتھ ہولیا لیکن برق جو بصورت
وسواس سپہ سالار ہے اسنے اپنے نقیبون اور ماتحت ساحرون سے حکم دیا کہ ایک اژدر
بزور سحر میری سواری کے لیے بناؤ کہ خوب چست و چالاک اُسوقت ایک ملازم نے عرض کی کہ
حضور مین اژدہا بنتا ہون آپ مجھپر سوار ہون اور مجھ پر سے بھی کام لینا نہ پڑے گا جدھر آپ
فرمائیے گا ادھر مین چلون گا برق نے اُسکو ایک مشت زر نکالکر دیا اور فرمایا کہ ہم تمھارا عہدہ
بڑھاوینگے اور تمکو خوش کرینگے وہ ساحر یہ سنکر براہ خوشامد ایک اژدر مہیب کی صورت بنا اور
برق اُسپر سوار ہوکر چلا لشکر بارہ ہزار ساحرون کا آکر اسنے ترتیب دیا اور پس پشت اپنے سبکو
لیکر اژدر اوڑاتا منہ سے شعلۂ آتشین اژدہے کے پیدا ہمراہ زنار یہ بھی چلا زنار جٹا ئین خاک
آلودہ لٹکائے جھوٹے سحر کے گلے مین ڈالے سانپ جسم مین لپیٹے بصورت مہیب اژدر پر سوار بارہ
ہزار ساحران نابکار ہمراہ لیے نفیر بجاتا داد گاہ مین آیا وہ ساحر بھی سب زشت رو اور خبیث صورت
بدسیرت تھے کہ ہر ایک کے موئے زہار لنگوٹون سے باہر چہرے اپنے خوک و خرس کے بزور سحر بنائے
ترسولون کا ماران سیاہ لپیٹے تھالیان ہاتھ مین انمین چومکین روشن کیے چومکون کی لو پر جب وہ
چانول اور ماش مارتے انمین سے سحر طرح طرح کے ظاہر ہوتے رزمگاہ مین صف بستہ ہوئے ابیات

تنش زشت و بینی کژ و روی زرد	بد اندیش و کوتاہ دل پر ز درد
دو چشمش کژ و سبز و دندان بزرگ	براہ اندرون کژ رود ہمچو گرگ
ہمان بد دل و سفلہ و بی فروغ	سرش پر زکین و زبان پر دروغ

غرض جب یہ بھی داخل میدان جدال ہو چکے اس عرصے مین یہان میدان پاک و صاف ہو چکا تھا
شاہان قلب لشکر مین ٹھہرے تھے صفون کے پرے جمگئے تھے ناچخ ترنج اوچھلتے تھے نقیب پکارتے
تھے کہ دنیا مین ہر ایک کو فنا ہے مگر جادۂ رشتۂ شمشیر راہ ملک بقا ہے جو تلوار کی دھار پر راہ چلا منزل کو
پہونچ گیا زندہ جاوید ہوا اور جو کوئی اس راہ سے بھٹکا وہ زندہ در گور مردہ نام و ننگ ٹھہرا یہ گو ہے یہ
میدان ہے مردی و نامردی کا امتحان ہے کہ بیت بجز شادمانی و جز نام نیک + ازین زندگانی
نیابی تو ریک + نقیب یہ کہکر جب ہٹے زنار تو آپہونچا ہے اُسنے اژدر اڑا کر ملکہ سے اجازت رزم
لیکر بیچ میدان مین اپنے تئین پہونچایا اور کچھ سحر ساری کا دکھا کر مبارز طلب کیا لشکر مہرخ سے ایک ساحر نامے

سماء جادو نام مقابلہ مین گیا زنّار نے ایک گولہ فولادی سحر پڑھکر مارا اس بہادر نے رد سحر پڑھا کہ گولہ اُلٹ پھر گیا زنّار نے ایکی غصہ مین آکر ایک ناریل سحر کا مارا سماء نے ہر چند رد سحر کیا مگر ناریل نہ پھرا اور اُس کے بازو پر پڑا کہ بازو ٹوٹ کر ہاتھ بیکار ہوگیا یہ معاملہ دیکھکر اور ایک ساحرہ کینہ انگیز جادو ملازم ملکہ سرخمو دوڑی اور سماء کو ہٹا کر آپ مقابل ہوئی زنّار نے ایکی ناریل سحر کا مارا کینہ سے بھی رد سحر نہ ہوا اور ناریل سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کیطرف سے نکل گیا بیرون اسکے غل مچا گئی اور زنّار نے بھر سبا زر طلبی کی ادھر سے سرخمو اجازت لیکر چلی جب سامنے پہونچی زنّار پھر ناریل سحر کا مارا اسنے انگلی سے اشارہ کیا کہ ناریل کٹ گیا زنّار کو غصہ آیا اور اسنے ایک نارنج نکالکر سمت فلک اُوچھالا اور پھر اُس نارنج کو آپ ہی روکا اور پھر اوچھالا یہ حرکت دیکھکر ضرغام جو لشکری بنا ہوا اسکے لشکر مین کھڑا تھا سمجھا کہ یہ نارنج تین بار اُچھالکے جو لگائیگا تو یقین ہے کہ سرخمو کہ سرخمو سے رد نہوسکے اور وہ ایسا نہ ہو کہ ہلاک ہو جائے پس نارنج نہ لگانے دو یہ سوچ کر اسنے تیسری مرتبہ نارنج اوچھالا ضرغام نے غول مین فوج کے اپنے تئین پوشیدہ کر کے ایک پتھر ایسا مارا کہ نار پر پڑا وہ وہ ٹوٹ کر زمین مین گر پڑا کیونکہ وہ اسطرح کا تھا کہ جبتک تین بار اُچھلکر نارنج نہ رکے سحر پورا نہ ہو ضرغام نے اُسمین حرق ڈالدیا غرضکہ زنّار نے نارنج پر پتھر پڑنے سے حیران ہو کر کہا کہ اے سرخمو کیا تیرے ساتھ سحر کے پتلے ہین سرخمو کو پہلے تو تعجب ہوا تھا کہ یہ کیا معرکہ ہے پھر اسنے بھی دھمکانے کو کہدیا کہ ہان میرے ساتھ کئی سو پتلے ہین اُسنے کہا تو اچھا لے اس سحر کو رد کر یہ کہکر ایک تیر نکالا اور اسکے پیکان پر سحر پڑھکر کمان مین پیوستہ کر کے چاہتا تھا کہ لگائے ضرغام نے ایکی چکر ایسا تاک کر مارا کہ تیر و کمان دونون کٹ گئے یہ بہت حیران ہوا اور دل مین سمجھا کہ یہ بہت بڑی ساحرہ ہے اُدھر مہرخ وغیرہ نے بہت تعریف کی کہ اسے ملکہ سرخمو کیا کہنا جانسوز جو لشکر مین کھڑا تھا اُسنے کہا اسے ملکہ یہ ضرغام چھپا ہوا لڑ رہا ہے مہرخ کو بڑا تعجب ہوا لیکن زنّار کو تیر کے کٹنے کا بڑا غصہ آیا اور ترسول پکڑ کر چاہا کہ جا پڑون اُسوقت برق جو سپہ سالار بنا ہوا ہے اُسکو خیال آیا کہ اگر یہ جائیگا تو سرخمو گرفتار یا قتل ہو جائیگی اب اس کافر کو روکو اور جو عیاری تجویز کر چکے ہو وہ آغاز کر کے اسکو جہنم رسید کرو یہ سوچکر اس نے اژدر سے کہا زنّار پاس مجھکو لیچل وہ اژدر سامنے زنّار کے آیا اور سپہ سالار نقلی نے دست بستہ عرض کیا کہ اس ساحرہ نے زبردستی بہت دکھائی ہے

ناسوری حضور کی اسمین ہے کہ آپ کا ملازم اُسکو زیر کرے پس امیدوار ہون کہ مجھکو اجازت حرب دیجیے
کہ مین اسکو باندہ لاؤن زنّار نے کہا تجھ کو سپرد خداوند سامری کیا یہ حکم سنکر اژدر اوٹا کر میدان مین
پہونچا اور پکارا کہ اے لکا تو نے میرے مالک کو بہت عاجز کیا تھا لے اس ضرب کو یہ کہکر ایک نارنج کھینچ
بدبدا کر مارا نسر خمو نے رد سحر پڑھا کہ یہ نارنج اثر نکرے از بسکہ نارنج عیاری کا تھا سحر کا ہوتا تو رد سحر
کام آتا ہرچند دستکین دین مگر کچھ نہ ہوا نارنج آکر سنھ پر پڑا اور شق ہوا سب نے دیکھا کہ اسمین سے
ایک شعلہ چمکا اور دھوان نکلا نسر خمو مثل مردے کے چرخ کھا کر طاؤس پر سے گری اسی ساحرون کو
اپنے حکم دیا کہ وہ باندہ کر لیگئے اور اسنے پھر نہیب دی ایک ملکہ نافرمان روبرو آئی اور پکاری کہ لا حربہ
سحر اسنے ایک نار دو چکر دیکر مارا نافرمان بھی سحر پڑہ پڑہ کے پھونکا کی مگر نہ ہوا ناریل جاکر منھ پر پڑا کہ شعلہ
چمکا اور یہ بھی بیہوش ہو گئی جادوگرون نے آکر باندہ لیا اور پھر اسنے پکارا کہ آؤ میرے سامنے ادھر سے
طاؤس نکلی اوسکے منھ پر گلدستہ مارا کہ منھ پر پنکھریان اُسکی بکھرین اور وہ بیہوش ہوئی گرفتار
کر لیا وجہہ گرفتاری یہ اور بھی ہے کہ طرف داران اسلامیان پہلے آپ سحر نہین کرتے ہین اسی سے حربہ
طلب کرتے ہین اور یہ نارنج و ترنج وغیرہ بیہوشی آمیز سے بیہوش کر رہا ہے ادھر جانسوز اور
ضرغام سے تو مشورہ ہو چکا تھا ہی اسوقت اسطرح لڑنے سے وہ بھی پہچان گئے ہین کہ یہ برق
عیار ہے پس وہ بھی کچھ تدارک نہین کرتے ہین الغرض اسنے تیسرے پہر تک تیئس چالیس ساحرہ اور
ساحر گرفتار کیے اُسوقت بہار نے چاہا کہ مین جاکر لڑون برق ارادہ بہار مفہوم کرکے سمجھا کہ یہ
آئیگی تو سحر باغ و بہار کا کریگی میری عیاری کھلجائیگی پس یہ سمجھکر پکارا کہ اے فرقہ نمک حرامان اب دن
کم رہا ہے اسوجہ سے طرح دیتا ہون اگر تمنے اطاعت شاہ جادوان نہ کی تو ہر ایک کو کل راہ ملک فنا
دکھاؤنگا سب کو خواب عدم مین سلاؤنگا اُدھر سے سب نے جوابات سخت و درشت دیتے مگر برق
میدان سے پھر گیا زنّار نے بہت تعریف کی کہ اے سپہ سالار من کیا کہنا اور اسکی خاطر سے
طبل بازگشت بجوا دیا لشکر دونو پھرے مہرخ رنجیدہ و دل کبیدہ مراجعت کرکے داخل بارگاہ ہوئی
ادھر حیرت سپہ سالار پر زر نثار ہوئی اپنی بارگاہ مین آئی لشکر نے کمر کھولی خلعت بہت بھاری
حیرت و زنّار سپہ سالار کو دیا پھر عیش مین مصروف ہوئے اتنا دن بارگاہ ملکہ مین زنّار
بیٹھا رہا اور سپہ سالار لاف و گزاف کیا کیا کہ اے ملکہ مین کل سب نمک حرامون کو پکڑ لاؤنگا

در بہار کو وہ جوتیان لگاؤنگی کہ بھیجا نکل آئیگا سب تعریف کر رہے ہین کہ آپ ایسی ہی ہین لیکن بہار کے نام لینے سے حیرت دل مین برا مانتی ہے جانتی ہے کہ یہ مجھپر طعن ہے یعنی یہ گویا در پردہ کہتا ہے کہ تمھاری بہن پر کیا مین سبقت لیگیا تمپر عذاب آیا ظاہر مین یہ بھی تعریف کر رہی ہے یہان ناچ ہو رہا ہے حاصل یہ کہ جب فرد خورشید سے دفتر کشائی شب نے حساب سمجھ لیا اور رقم انجم کو کتاب سپہر پر چڑھایا کہ بمقتضائے

ابیات

چو پیدا شد آن چادر قیرگون	درخشان شد اختر برنگ اندرون
مغنی ہمہ ساز بر داشتند	بنام جہاندار بنواختند

زنار ملکہ سے رخصت ہوا کہ مین دن بھر کا خستہ ہون اب جاکر آرام کرونگا ملکہ نے کہا اچھا جائیے مگر قیدیون کو اچھی طرح رکھیے گا اور سپہ سالار کو اپنے پاس سے جدا نہ کیجیگا کہ عیار انکی فکر مین ہونگے اگر اکیلا پائینگے تو زندہ نچھوڑینگے اور آپ بھی بہت ہوشیار رہیے گا اسنے کہا بہت خوب اور مع سپہ سالار اپنے خیمہ مین آیا جملہ سردارونکو طلب کرکے اپنے خیمہ کے برابر ایک قنات کھچوادی اسمین قید کیا اور ایسا سحر کردیا کہ جو کوئی قنات پاس آئے تو بیہوش ہوجائے اور زمین کو بھی سنگ لاخ بنایا کہ نقب کوئی عیار نہ لگا سکے اور راہ اس قناعت مین جانیکی اپنے خیمہ کے اندر سے رکھی وہ سراپردہ جو قناعت کی طرف تھا گروادیا کہ سامنے سے قیدیون کو دیکھتا رہون گا جب یہ بند و بست تو ایک خدمتگار کو بلایا قران بھی بشکل خدمتگار تھا یہی حاضر حاضر کرکے سب سے پہلے سامنے آیا اس سے کہا تم دروازے پر حاضر رہو کچھ کام ہوگا تو بلالیا جائیگا اور سب نوکرون سے کہا جاؤ آج تمھاری نوکری معاف ہے خبردار یہان نہ آنا سب چلے گئے اور یہ سپہ سالار کا ہاتھ پکڑ کے اندر بارگاہ کے گیا مسند زر پر بیٹھ کر کشتی شراب و ساغر سپہ سالار کے حوالے کی کہ تم بھی پیو اور مجھکو بھی دو سپہ سالار نے سلام کرکے روبرو مسند بیٹھ کر شراب پلانا شروع کی ایک آدھ جام تو خالی بیہوشی دیا جب اسکو نشہ ہوا اسوقت سمجھا کہ اب نیم نگاہ سحر جام پر نہ ڈالیگا بس بیہوشی ملا جام دیا وہ بھی لے گیا یہان تو یہ کیفیت ہے لیکن صرصر عیارہ آجکی جنگ مین نتھی یہ طلسم باطن مین کسی کام کو گئی تھی شام پھر کر آئی اور سامنے حیرت کے پہونچکر تسلیم کرکے ٹھہری تھی کہ ملکہ نے کہا اے صرصر آجکی جنگ قابل دیکھنے کے تھی زنار جو آیا ہے اسکے سپہ سالار نے ایک ایک تاخ مین سرداران مہرخ کو اسیر کیا اور شہزادیان طلسم کی مثل نافرمان وغیرہ کے اسنے ایکا تاخ

تک رو نہ ہوسکا بڑی لڑنے والی تھین مگر ایسی ذلت کے ساتھ قید ہوئین کہ مجھکو بیان کرتے شرم آتی ہے کچھ
اُنسے ہو ہی نہ سکا وہ سپہ سالار اکیلا ہوگا مجھکو اندیشہ عیارون سے ہے تو جا اور اوسکی حفاظت کر بلکہ میوہ
اور شراب میرے یہان سے لیتی جا کہنا اپنے یہان کی کوئی چیز کھاؤ پیو نہین مبادا پہلے ہی کسی عیار نے
اوسمین بیہوشی ملادی ہو اس سے یہان کی شراب پیو صرصر یہ حال سنکر متعجب ہوئی اور اشتیاق پیدا
ہوا کہ چلکر دیکھہ تو وہ کیسا ساحر ہے جسنے یہ کار نمایان کیا ہے غرض کشتی شراب کی اور میوہ لیکر چلی جب در خیمہ
زنّار پر پہونچی دیکھا کہ ایک خدمتگار بیٹھا ہے اور قران نے بھی اسکو دیکھا چاہا کہ روکے پھر سمجھا کہ یہ مجکو
پہچان لیگی جانے دو اگر کچھ فتور برپا کرے اوسوقت سمجھ لینا یہ سوچکر اسکو گردن جھکا کر کہ آنکھ سے آنکھہ نہ ملے
سلام کیا یہ سلام لیکر اندر خیمہ کے گئی دیکھا سپہ سالار زنّار کو شراب پلا رہا ہے اسنے وہ کشتی سامنے رکھکر
اور میوہ دیکر پیام لکہ کا کہا کہ فرمایا ہے یہ شراب پینا اور عیارون سے ہوشیار رہنا یہ کہکر غور جو کیا تو زنّار
کا کام تمام پایا اسقدر سرشار دیکھا کہ بیہوش سے بدتر تھا اُسوقت اسنے سپہ سالار پر نظر فطرت ڈالی سپہ سالار
بھی گردن اُٹھا کر للکارا کہ کیا دیکھتی ہے ذرات کا نکالا ہے مجھکو بھی کوئی اور بنایا ہے اری وہ ہون مین کہ
سرداران حریف کو پکڑ لایا ہون اور اب سیان کا کام انجام کو پہونچاتا ہون اگر ایسا نہ کرتا تو میان بحر
ہتّے نہ چڑھتے اعتبار نہ ماننے صرصر نے یہ سنکر پہچانا کہ یہ برق ہے چاہا کہ زنّار سے کہون مگر اُسکو بیخود پایا
سمجھی کہ اوسکے کہنے سے تو بھی پھنس جائیگی اور یہ عیار قتل کرکے اسکو صاف نکل جائیگا لازم ہے کہ در
خیمہ پر خدمتگار بیٹھا ہے اُسکو بلا کر عیار کو سحر سے پکڑ والون یہ سوچکر برق کی باتون کا جواب کچھ
نہ دیتی یہ اُلٹے پاؤن پھری اور یہی کہتی ہوئی کہ جو آپ کہتے ہین سچ ہے سچ ہے خیمہ کے باہر نکلی خدمتگار سے
کہا جلدی آ عیار اندر ہے پکڑ لے خدمتگار نے کہا حاضر اور اسکے ساتھ جلدی سے اندر آیا اسنے پہلے للکارا
کہ ای موئے برق اب کہان جائیگا برق نے جلدی سے ایک لات کھڑے ہو کر زنّار کے ماردی
کہ وہ تو سبو چہ شراب کیطرح لنڈھک گیا اور یہ جھپٹ کر چلا کہ اس ساحر کو جسے صرصر لائی ہے حباب مار کر
گرا دون کہ صرصر اس ساحر سے پکاری ارے دیکھتا ہے اور سحر نہین پڑھتا ہے جلد اسکو پکڑ لے اُس
ساحر نے یہ سنکر دوڑ کر صرصر کو گود مین اوٹھا لیا اور کہا اوستانی میرا ابھی سلام ہے آپنی جلدی کیون کرتی ہو
زنّار کو مارے لیتے ہین گھبراؤ نہین صرصر نے یہ سنکر جو غور کیا خدمتگار کو مہتر قران پایا بس
دم نکلگیا اور کہا واہ واہ کیا بندوبست کر رکھا ہے برق بھی یہ حال دیکھکر خوش ہوا اور کہا

ا

اے قران آج تو جی چاہتا ہے کہ اُستانی کی بھی ناک کاٹ لین کہ یہ بہت اُچھلتی پھرتی ہین پھر جو یہ کچھ شرارت کرینگے تو ہم کہینگے نکٹی جی بُرے احوال اور انکی ناک کٹنے سے اور ونکو بھی کان ہو جاینگے پھر کیا منھ اور اسکان کیسکا جو ہمارا سامنا کرے قران نے کہا کیون اُستانی کیا کہتی ہو ناک کاٹ لین صرصر نے کہا اے موذی مین تمکو اپنی ایڑی چوٹی پر سے صدقے کرون ناک اُسکی کاٹو جو تمھاری اُستانی ہو لو موئے عیارتیونکو دیکھو ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری یہ کہکر چاہتی تھی کہ غل مچائے قران نے گیند عیاری کا منھ مین دیدیا اور ستون خیمہ سے باندھکر برق کو اشارہ کیا کہ اُسنے سر زنار کا کاٹ ڈالا اور قران نے دوڑ کر اپنے سردار ونکی زبانسے سوزن کھینچ لیے زنار کے مرنے سے شور و غل بلند ہوا تھا اور قیدی رہا ہو چکے تھے سوزن زبان سے نکلتی ہے سحر پڑھکر سب اُڑے اور لشکر زنار پر نالج تیغ مارنا شروع کیے العیاذ باللہ ایک تو مرگ زنار سے آفت عظیم برپا تھی آگ پتھر برستے تھے دوسرے اُنھون نے ہنگامہ برپا کر دیا قران نے نکل کر ایک حقہ آتشین داغ کر خیمہ پر مارا کہ خیمون مین آگ لگی اور اوپر سے بھی شعلے گرتے تھے تاریکی شب حد سے افزون تھی غیرت ہامون تھی فوج زنار غفلت مین بہت سی ماری گئی جو ساحر ہلاک ہوتا تھا اور زیادہ شور مچاتا تھا باقی ماندہ لشکر گھبرا کر رو بفرار لایا سمجھا کہ لشکر مہرخ شبخون ہمپر مارا ادھر قران نے یہ چالاکی کی کہ صورت ساحر کی تو بنا ہوا تھا لشکر حیرت مین دوڑ گیا اور پکارا کہ ہوشیار ہو جاؤ فوج زنار کی بگڑی ہوئی تیر آتی ہے طلایہ دار نے جب یہ صدا سنی قرنا بجائی پلٹنین جلد تیار ہوئین اور فوج آگے بڑھی ادھر سے یہ خستہ و شکستہ چلے آتے تھے حیرت انکو دشمن سمجھ کے لڑنے لگا اور یہ اسکو فوج مہرخ سمجھ کر بھڑک گئے گمسان کی مار ہونے لگی سحر چلنے لگا تو ناچاری کی پیکار ہونے لگی ماشونکے چھرے گولیونکا کام کرتے تھے آگ دھتورے کے پھل بجلیان بنکر گرتے تھے ہوا سے بجلی سحر کی گرتی تھی سر کشونکے خرمن جان کو جلاتی تھی تلوارین بر و منزل فانی کی راہ کاٹتی تھین بار بار کی صدائین مار بنکر لہو چاٹتی تھین کشتی حیات قلزم آہن پر چڑھی تھی آب تیغ کی ندی بڑھی تھی دریا بہتی کو شمشیر نے مثل ہراک کے کاٹا تھا دل مین تیر کر کلیجہ کا لہو چاٹتا تھا غول ساحرونکے تہ و بالا نظر آتے تھے شاہد تیغ کے کرشمے نئے رنگ دکھاتے تھے طبع معشوق کی طرح تلون مزاج مین تھا کسی صف پچھاڑا تھا تو کسیکو الٹا تھا کہ نظم

چمکنے لگی برق جان سوز تیغ
وہ تیرون کی سن سن کا غل چار سو

چلی خرمن زندگی پہ بے دریغ
دلیرون کے نعرون کی وہ ہاے ہو

ہوا مین سمایا تھا ایسا غریو	جہا منین جہان سے نہ پیدا غریو
شب تیرہ مین تیغ تھی یون روان	پہاڑونمین ہو جیسے بجلی طپان

حیرت غلغلہ سنکر باہر نکل آئی ادھر برق نے صرصر کو کھولدیا اور کہا استانی جاؤ تماشا دیکھو ہمنے دو لشکرون کو لڑوایا اور حیرت چڑوسے کہدینا کہ زنار کو میرے شاگرد جناب برق نے فی النار کیا صرصر اسکو برا بھلا کہتی ہوئی چلی اور جب فوج آپس مین لڑنے اُسوقت نافرمان وغیرہ نے اپنے لشکر کی راہ کی یہان حیرت جنگ آغاز کیا چاہتی تھی کہ صرصر جاکر پہونچی اور کل کیفیت معرض بیان مین لائی ملکہ نے اپنا منہ پیٹ لیا پھر بروز سحر پرواز کر کے بروئے ہوا گئی اور نفیر سحر بجائی کہ کل لشکر کے کان مین اُسکی صدا گئی اور باہم جنگ موقوف کی ملکہ نے ہنگامہ کم دیکھا پکار کر کہا آپسمین مت لڑو اے افسران لشکر میرے پاس آؤ یہ کہکر بارگاہ مین چلی گئی فوج زنار جو کچھ قتل و غارت سے بچی وہ اور افسر لشکر حیرت بارگاہ مین سامنے ملکہ کے گئے ملکہ نے چالاکی عیارون اور حال قتل زنار بیان کیا پھر اسی حال کا نامہ افراسیاب کو لکھا اس ہنگامہ مین رنگ چہرۂ ترک شب خوف سے اڑگیا اور فلک پیر کا اشک چکیدہ یعنی مہر دامن فرین مین ڈھلکا نظم

چو برزد سر از چشمۂ شیر شید	جہان گشت چون روئے رومی سفید
نشستہ جہاندار بر تخت عاج	از زرو زیا قوت بر سرش تاج

دم سحر مہرخ تخت شاہی پر جلوہ گر ہوئی سردار جو رنا ہو کر آئے تھے اُنکی نظر گذری عیارون نے آکر سب حال بیان کیا اُنکو خلعت ہوا ارباب نشاط حاضر ہوئے جلسہ عشرت آغاز ہوا ادھر زنار کی لاش اُسکی فوج نے اوٹھائی اور جلایا چاہتی تھی کہ یہ عجب کیفیت ہوئی کہ وسواس سپہ سالار زنار جسکو برق درخت سے باندھ آیا تھا رات بھر مین اسکی بیہوشی اُتر گئی اور چونکہ اُسکی زبان مین سوزن تھا اس سبب سے سحر پڑھکر اپنے تئین کھول نہ سکا صبح کو جب کاہ کش اور ہیزم فروش صحرا مین آئے اسنے اُنکی آواز سنکر جسم کو جنبش دی کہ پتے کھڑکھڑائے اور گلے سے بھی کچھ صدا نکالی کہ وہ لوگ ڈرے اور کہا معلوم ہوتا ہے اس درخت پر کوئی آسیب ہے یہ جانکر کچھ بھاگ گئے مگر جی کڑا کرکے اس درخت کیطرف دیکھنے لگے اسنے دانت نکالے اور منت کی کہ مجھکو کھولدو ایک اُسمین سے لشکر کا گھسیارا تھا وہ کچھ سحر بھی جانتا تھا درخت پر چڑھ گیا اور اُسکو لا زبان سے سوزن سے نکالا کہ یہ اٹھکر درخت سے

اُترا اور ایک کپڑا اُنسے مانگ کر باندھا پھر اپنا حال بیان کرکے وعدہ کیا کہ تم لشکر مین آنا مین بہت کچھ تمکو دونگا وہ سب خوش ہوے اور یہ وہان سے لشکر مین آیا سرداران زنّار جو اسکو دیکھا سمجھے کہ یہ وہی عیار ہے جسنے زنّار کو مارا ہے اور ہمکو لڑوایا ہے کیونکہ حیرت سے سن چکے تھے کہ سپہ سالار کی صورت بنکر عیار آیا تھا بس یہ سمجھکر باہم کہا کہ اگر اسکو گرفتار کرکے مارین شاید اب یہ کوئی تدبیر مین یہ آیا ہے غرضکہ پہلے تو یہ سب آہستہ روتے ہوئے اسکے جانب چلے اور یہ انکو روتا دیکھکر متفسر ہوا کہ ارے یارو یہ کیا ماجرا ہے وہ بیساختہ اسپر جا ہی پڑے اور جوتی اور دھپ اور لات اور مکّے مارنے لگے اور یہ ایسا گھبرایا کہ سحر بھی بھول گیا پکارا کہ ارے واسطہ جمشید کا مجھکو کیون مارتے ہو اُدھر سے شور تھا کہ خوب ہمارے پاس آگیا اب کہتا ہے کیون مارتے ہو دوسرا کہتا تھا حرامزادے یہ تیرا ہی بن بویا ہے تیسرا بولا کہ اور مارو حرامی کو چوتھا بولا اجی مارے مارکے مار ڈالو غرض ایسی باتین کہتے تھے کہ جسکا مبتدا نہ خبر کچھ نہ تھا اور دُمون پٹ چٹاخ پٹاخ ارے لینا مارو سُور کو لگے لگے اور پانچ جوتی ہست ترکی کیون نے تیری ایسی تیسی کہ آج ہی تو ہاتھ لگا ہے خبردار چھوڑنا نہین کی صدا بلند تھی اور جوتیان پڑ رہی تھین غرضکہ ایسا مارا کہ اس خر بیدم کو بیدم کردیا کھوپڑی اونچی ہوگئی آبرو مار کے ڈر سے بھاگ کے جاتی رہی غلغلہ جو بلند ہوا حیرت نے صرصر سے کہا ارے جا دیکھ تو یہ کیا ماجرا ہے وہ اُدھر سے چلی اور یہ سب ٹانگ پکڑ کے گھسیٹتے لے چلے اور اُسکو جب ہوش آیا پکارا دوہائی ملکہ حیرت کی ارے مجھے مارے ڈالتے ہین دوہائی افراسیاب کی یارو کیا غضب ہے میری جان گئی یہ سنکر پھر سب نے جوتا اوتارا کہ صرصر آگئی اور کہا ٹھہر جاؤ بتاؤ کیا ماجرا ہے سب نے کہا دیکھتی نہین ہے تو وہ ہے جسنے ہمارے مالک کو مارا ہے صرصر نے قریب آکر نگاہ عیاری دیکھا اور کہا یہ عیار نہین ہے اسکو چھوڑ دو اور ملکہ پاس حاضر ہو یہ سب اسکو سامنے ملکہ کے لائے ملکہ نے حال پوچھا کہ وہ اس کل کیفیت اپنے بیہوش ہونے اور اپنے رہا ہونیکی معرض بیان مین لایا اور رونے لگا لشکری یہ حال سنکر پشیمان ہوئے کہ ناحق ہمنے اپنے افسر کو مارا ادھر ملکہ کو کچھ اسکے حال پر ہنسی کچھ اسکے ادبار پر رنج خلاصہ یہ کہ خلعت منگا کر دیا اور بہت سی تشفی دی پھر کہا نامہ میرا تم شاہ کے پاس لیجاؤ اسنے کہا کہ اب مین کسیکو مُنھ نہ دکھاؤن گا سیدھا اپنے گھر جاؤنگا کہ سارے لشکر کے سامنے میری عزت گئی حیرت نے کہا یہ تمھاری ہتک نہین ہوئی ہماری ہوئی یہ سب نتیجہ ہماری غفلت کا ہے اسکو سمجھا کر نامہ دیا تمام لشکریون نے بھی عذر و معذرت کی اور اسکے ہمراہ سمت باغ سیب لاش زنّار کی لیکر چلے اُدھر سے

وہ خدمتگار اور ساحر جسکو قران وضرغام بیہوش کرکے چھوڑ آئے تھے ہوشیار ہوکر چلے گئے راہ مین لشکر
اور حال سنکر شریک ہوکے روانہ ہوئے یہ سب خبرین دربار مین **مہرخ** کے بھی پہونچین سب ہنسنے لگے اور
برق کی فطرت پر آفرین کرنے لگے لیکن سپہ سالار صاحب خجالت زدہ بعد قطع بعد راہ باغ سیب مین
پہونچا شہنشاہ کو خبر ہوئی اُسنے سامنے بلوایا اور نامہ **حیرت** حیرت پڑھا اسکے حال پر ہنسی آئی مگر ضبط کرکے
افسوس کیا اور کہا تم اپنے ملک کو جاؤ کوہستان خداوند **زمرد شاہ** کا غضب آیا ہوا ہے کہ ہمارے لشکر پر یہ آفت
آتی ہے اور تضحیک ہوتی ہے یہ حکم سنکر سپہ سالار رخصت ہوگیا اور شاہ نے بغضب تمام جمہ سحر پڑھا کہ
زمین باغ سیب کی تھرائی اور ایک پرچھائین پیدا ہوئی اور شاہ کو اُسنے تسلیم کی **شاہ** نے حکم دیا کہ اے
وہم جادو تم اپنے بھائی **گمان جادو** کو جاکر پے استیصال باغیان بھیجدو وہ پرچھائین یہ حکم سنکر
غائب ہوگئی بعد کچھ عرصے کے ایک ساحر پیدا ہوا اور عرض کیا مجھکو کیا حکم ہوتا ہے کہا جاؤ لشکر تمام
ملحدونکا برباد کرو عیارون سے بچتے رہنا ساحر سلام کرکے اپنے مقام پر گیا اور ایک لاکھ بیس ہزار
ساحر ساحری وقت چیدہ روزگار کو اپنے ہمراہ لیکر یہ کناس برادر خناس دجال کا نواسا الوناپماری کا پوتا
شہپال و زردہشت کا یادگار بدکردار اژدر آتش بار پر سوار ہوکر روانہ ہوا شاہ جادوان نے مشعر
یہ حالات روانگی فوج **حیرت** کو نامہ لکھ بھیجا اسنے سردار استقبال کو بھیجے یہ **گمان** نے ایمان فریب پہونچا
لوگ استقبال کرکے لیگئے اسنے ملکہ کو جاکر نذر دی اور دنگل پر بیٹھا لشکر اسکا اُترا عیار بصورت مبدل
خبر دریافت کرکے آگھڑے ہوئے اسنے بھی اُسوقت تک تامل کیا کہ جب تک دن باقی رہا جسوقت کہ زنار
تار شعاع مہر ہندو سے دہر نے اوتارا اور پر ربط بر کوہ ظلمت کے کمل سیاہ شب کے جوگے نے بچھایا کہ **نظم**

چو شمع جہان شد نجم اندرون
نبسیرہ برآمد ز ہر دو سرائے
بنفشانذ زلف شب قیر گون
بدان رزم خورشید بد رہنمائے

سر شام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نقارۂ حرب پر چوب پڑی عیارون نے جاکر ملکہ کو خبر دی وہ مقام
اس گبر کا سنکر ششدر ہوئی اور کہا خدا خیر کرے یہ بڑا ساحر ہے سردارون نے عرض کیا کہ ای ملکہ خدائے
برتر قوی و توانا ہے اُسپر تکیہ کیجئے اور حکم طبل جنگ بجنے کا دیجئے غرضکہ اِدھر سے بھی کوس جنگی گڑگڑایا
لشکر مین غلغلہ بلند ہوا دریاے اُٹھکر سردار خیمون مین آئے عروس تیغ زیور جوہر سے اوس شب سنواری گئی
غلاف مین سے کیا نکلی گھونگٹ سے دُلہن نے منھ دکھایا شرما کر سر جھکایا قامت رعنا نے غضب کا کاٹ

پے تحمل قامت اعدا لایا جب رن پر چڑھیگی جوڑا تہمانہ خون سے رنگا پہنے گی غضب کی چہلبل اور رفتار دکھائے گی ہزارون گلے کٹوائے گی جان اسپر لوگ نثار کرینگے مرتے مرتے اُسی کی محبت کا دم بھرین گے الغرض یہی ہنگامہ رات بھر دونون لشکرونمین برپا رہا دم سحر جب داغ خاطر عشاق کی طرح سینۂ سحر داغدار ہوا اور نسیم سحری ٹھنڈی سانس بھرنے لگی کہ **بیت** + ہوا سے دامن باد سحر نے + چراغِ قصر گردون سب بجھائے + **مہرخ** بہزاران جاہ وجلال عسکر نصرت مآل کو ہمراہ لیکر میدان جدال وقتال مین آئی اُسطرف سے **حیرت** بصد فر و مکنت فوج ضلالت ساتھ لیئے وارد میدان نبرد ہوئی آتش آرزم سرد ہوئی آنے سے لشکرون کے گیتی گرد برد ہوئی خاک تیرہ کا ستارہ اوج پر آیا ہر ذرے نے سر اوٹھایا ذرے ہوا مین تتق گرد کے ساتھ اسطرح پیچ کھاتے تھے کہ شاہان ملک شجاعت کے سر پر چتر زری پھرتے نظر آتے تھے گھوڑون کی ٹاپون مین قلعۂ خاک اُڑگیا تھا یا روزگار غدار نے اپنے دل کا غبار نکالا تھا ہتیارون کی چقاچاق اور گھوڑون کے ہمہمون سے گنبد آسمان وزمین مین غراٹے کی صدا پیدا اٹھی گوش ترک فلک مین کر سے ہویدا اٹھی اُسی روز سے ایسا بھرا ہوا ہے کہ مظلومون کی فریاد نہین سنتا ہے دلاورون کی نگاہ خونخوار ایسی نگاہ پر چڑھ گئی ہے کہ چرخ کو عادت خونخواری کی چڑھ گئی ہے الحاصل صفین لگین کرناچیون کی نفیر دم بند کرنے لگی نقیب للکارے گھوڑے سناٹے مین آئے زاغ وزغن منڈلائے معلوم ہوا کہ رن پڑیگا سرون کا ڈھیر لگیگا جادوگرون کے تخت ہوا سے نیچے اُترے ساحری کے جے کے نعرہ بلند ہوئے برج وگوگل کا دھوان فلک تک پہونچا منترون کی چاپ پر پھینا سر لیکا **گمان** سے ایمان ساحرونمین دفعتہ جوگی جیپال کی پون کا تانتا اپنی فوج کو الگ سے لیئے اپنے سے بہتر کسیکو نہ جانتا تھا بھڑا اٹھا بعد ترتیب صفوف لشکر **حیرت** سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور ایک سحر ایسا کیا کہ شعلۂ زمین سے پیدا ہوکر آسمان کی طرف گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سقف گردون کو جلادیگا دل خورشید مین آگ لگادیگا یہانتک کہ وہ شعلہ نظر سے ناپدید ہوا بعد لمحے کے بہت باریک کاجل فلک سے گرنے لگا نہین معلوم کہ چراغ آفتاب کی لو کا پارا تھا یا شعلہ سحر کا دھوان چھت پر چرخ کے جمگیا تھا وہی گرتا تھا جب وہ کاجل دیدۂ دہر مین خوب گھر الگ چکا چکا یعنی بہت سا جمع ہوگیا پرچھائیون کیطرح اُسمین سے پتلے پیدا ہونے لگے کہ وہ پتلے کبھی مشرق کیطرف پرتو انداز تھے اور گاہے مغرب کی جانب سایہ پرداز

بعد ظہور ان تیلیاے ہزار و شال کے گمان نے مبارز طلبی کی اسطرف سے ایک ساحر اندیشہ جادو نام نے مہرخ سے اجازت لیکر اژدر اڑایا اور برسر مقابلہ آیا طالب ضرب ہوا گمان نے سحر پڑھا کہ وہ پرچھائیان دوڑکر لپٹ گئین اندیشہ نے بے اندیشہ سحر پہ ہیکر دستک دی کہ خاطر بد اندیش مین اندیشہ پیدا ہوا یعنی گمان ہوا کہ تیلی جسطرح لپٹ گئی ہین اگر یہ بھینٹ دیگر بھیر دیگا تو میرے لپٹ جاینگے پس بہتر یہ ہے کہ اس سحر کو باطل کردون یہ سوچکر اُسنے کچھ ایسا سحر پڑھا کہ وہ پتلے اوس کا جسل مین پھر سما گئے یہ سحر دیکھکر مہیار نے باواز بلند تعریف کی کہ واہ سبحان اللہ کیا معقول سحر کیا ہے یہ کلمات تعریف سنکر گمان سمجھ گیا کہ یہ اسکا سحر تھا جو مجھکو اندیشہ پیدا ہوا ورنہ کوئی اپنا سحر آپ مٹاتا ہے بس یہ سمجھتے ہی غصہ ناک ہوکر سحر پڑھا کہ اندیشہ کو گرمی معلوم ہوئی بعد لمحہ کے قلب اولٹ گیا خیالات فاسد نے مرتبہ یقین درست دکھا اخلاط فاسد بخارات غلیظ دماغ و قلب مین معدہ سے پہونچے صفرا سودا بلغم خون خلط ہوکر جنون کی صورت پیدا ہوئی اژدر سے اُترکر کبھی روتا کبھی ہنستا سمت صحرا روانہ ہوگیا بعد اُسکے پھر اُسنے مبارز طلب کیا اور ایک ساحر ادھر سے گیا گمان نے دستک دی کہ پھر وہی پتلے پیدا ہوکر لپٹ گیے ہرچند اُسنے تاریخ ترنج مارے کچھ نہوا اور اُن پتلون نے اسکو پچھاڑکر تھوڑا کاجل آنکھ مین لگا دیا پھر جو اسکی آنکھ کھلی دیکھا کوئی پتلا نظر نہین آتا لیکن درخت لگے ہین اُنپر پریان بیٹھی ہین بعض اونمین ناچتی ہین پھر ناچتے ناچتے اُڑکر ایک سمت چلین یہ ساحر بھی اُسیطرف چلا اور کہتا جاتا تھا کہ واہ وا کیا تماشا ہے اسیطرح جنگل کی طرف چلا گیا گمان نے پھر مرد مقابل طلب کیا اور ایک ساحر سامنے گیا اسکی بھی آنکھ مین پرچھائیون نے لپٹ کر کاجل لگا دیا دیدہ و دانستہ دیوانہ بنایا اسکو بھی عجیب و غریب تماشا نظر آیا یہ بھی ناچتا کودتا صحرا کو گیا اسیطرح جو اُسکے سامنے گیا گمان اسکا بھیک تر ہا کاجل آنکھون لگتے ہی دیوانہ بنا اور جنگل شام تک کئی سو ساحر صحرا نورد ہوئے جب دیدہ شاہد روزگار نے سواد شب کا کاجل لگایا اور فلک پرستارون کی گردش کا نیا تماشا نظر آیا کہ **بیت**

اوتاری مہر نے جب چادر نور ✤ ہوئی بزم فلک انجم سے معمور ✤ شام کو لشکر گمان مین طبل بازگشت بجا یہ لاف وگزاف کرکے پھرا کہ کل سب کو دیوانہ بنادونگا نام و نشان سب کا مٹا دونگا غرض کہ لشکر اپنی جگہ پر آکر قیام پذیر ہوئے حیرت کے یہان جشن شاہانہ تھا ادھر رنج و اندوہ کا فسانہ تھا گمان شراب خواری کرتا رہا جب سرشار ہوا حکم دیا کہ طبل جنگ بجے مین ان نمک حرامون کو چین نہ لینے دونگا

کل خاتمہ گردون کا غرض لشکر سحر پیشہ کی مہرخ نے سنی نقارۂ حرب بجوادیا پھر لشکر مین شب دیرینہ کا ایسا سامان ہونے لگا لشکر سلمانان مین تردد وانتشار تھا نامرد بھاگنے کی تدبیر کرتے تھے بہادر دم شجاعت کا بھرتے تھے ہوم ہوتا تھا جوت کا دیا جلتا تھا کسیطرف شہپال وزر دہشت کی پکار تھی کہین لونا چماری کلیجے کھانے پر تیار تھے مردے کی ہڈیون کی مالے جپتے تھے تلسی کے پیڑ کے پرستش کرتے تھے کھوپری مردے کی سیندور سے رنگی سامنے رکھی تھی اک دھتورے پیپل برگد کے جلتے تھے ہیر ہنس ہنس کر باتین کرتے تھے کنڈلے خون کے کھینچے تھے اگیاری پر ہاتھ سینک کر منھ پر ملتے تھے خاک اگیاری ماتھے پر ملتے تھے بخت دشمن کو خاک سیاہ بناتے تھے سحر کی لاگین تھین ڈھولے جھومتے تھے پولے اونیر آگئی تھین ڈمرو کی صدا سے ہندوے چرخ گھبرایا تھا سنیچر اپنے اوپر چڑھایا تھا فلک پر کئی ستارے کڑھی تھے آج کی رات وون اپنے دیکھنا پڑے تھے منگل کے ساتھ راہ وکیت کا قران تھا فلک کو خوف تھا کہ کل حشر برپا ہوگا اپنی بربادی کا گمان تھا ایک طرف بہادر تلوار کے دھنی تیغون کو صاف کرتے تھے شمشیر ہو کے جوہر کھلتے تھے واقعی موت کے دفتر کھلے تھے سواد جوہر سے زندگی پر حرف آنے کا گمان تھا چہرے کلٹنے کا نشان تھا سپرون کی گھٹا کالی تھی ضیابار تیغ ہلالی تھی نئی بھرلی اور طرفہ بکالی تھی مرنے لڑنے کے حوصلے تھے نامردی سے طبیعت خالی تھی ہنگامۂ رستخیز گرم تھا پتھر سے سخت تر دل نرم تھا **مؤلفہ**

چمک تیغ الماس پیکر کی تھی
سراسر وہ موج آب گوہر کی تھی

بہادر جو منت بڑھانے لگے
کمانون پہ چلے چڑھانے لگے

عروس شجاعت پہ قربان تھے
کسی پہ مرین دل مین ارمان تھے

کیا صاف یون جوہر تیغ کو
چمک جیسے گردون پہ تارون کی ہو

علم ہر رسالے مین تھے یون گڑے
کہ تھے پانون گاڑے ولاور کھڑے

پھریرون کے اڑنے سے تھا یہ نشان
کہ ہے کشتی جنگ کا بادبان

سپر دور مین دو دو چرخ برین
یہ چمک مین ہر اک پھول ماہ مبین

فروغ مہ نو ہوا آشکار
چمکنے لگے خنجر آبدار

کچھ اوس شب کو بیپ اپنا ڈھنگ تھا
طلسمات وافسون ونیرنگ تھا

کیا ساحرون نے یہ سامان جنگ
بنائے تھے جادو سے مار و پلنگ

کہین ڈفلے بجتے کہین بانسری … کڑھائی کہین تھی شیخ سدو کی تھی
کوئی جوگی جیپال کو مانتا … یون دور کو تان کر تانتا
کوئی کرکے ڈنڈوت اندھا گرے … کوئی سب منے بت کو پوجا کرے
کوئی بولے جے سامری جی تی ہے … انھین پر لگی آس اس جی کی ہے
کسینے کھڑی کی تھی جادو کی جوت … کوئی دے کے آہٹ کہے بھوت ہے ت

لشکرون مین تو یہ ساماں تھا گمان بارگاہ سے اُٹھکر اپنے مقام پر آیا تھا اور سحر پڑھکر دستک دی تھی کہ کوئی عیار نہ آنے عیار بھی صورت بدلے اسکی گھات مین پھر رہے تھے مگر جب اسکے خیمہ پاس جاتے تھے آنکھون سے سوجھنا موقوف ہوتا تھا پھر آتے تھے آخر مایوس ہوکر اور تو پھر آئے مگر ضرغام خدمتگار کی صورت بنکر خیمہ مین چلا ہی گیا ہر چند کہ نابینا ہوگیا مگر سمجھا کہ کچھ تدبیر کر لون گا غرض اندھا تو ہوا رہا ایک گوشہ مین لیٹ رہا وہان دس بارہ ساحر گمان کے خدمتی حاضر تھے اونھون اسکو دیکھا اور ایک نے اسکے قریب آ کر لات ماری اور کہا تو کون ہے اس نے کہا میان کوئی یون حال پوچھتا ہے لے اب تیری یہ سزا ہے یہ کہکر ٹٹول کے او سپر کمند ماری حلقہ اُس کمند کے ساحر کی گردنین پڑے مگر اُسنے سحر پڑھا کہ جل گئے اور شور مچایا گمان بھی جاگ پڑا اور ضرغام سے پوچھا کہ تو کون ہے اسنے کہا مین حضور کے خدمتگار کا بھائی ہون وہ آج ماندا ہوگیا تھا اپنی عوضی مجھکو بھیجا ہے اسنے ہنسکر کہا یہ کیون نہین کہتا کہ مین عیار ہون یہ کہکر اسکو گرفتار کیا اور زندان بھیجدیا پھر آپ سحر خوانی مین رات بھر مصروف رہا جب سوداوی مادہ مزاج دہر سے دور ہوا یعنی رنگ

ظلمت شب حرارت مہر سے کافور ہوا کہ بمقتضا مؤلفہ

لڑائی کا لشکر مین ساماں تھا … فلک چرخ مین آکے حیران تھا
کٹی ہیبت تیغ سے جب وہ شب … گریزاں ہوئے چرخ سے نجم سب
لیے مہر رخشندہ بھی تیغ تیز … نکل آیا گردون پہ بہر ستیز
مسلح ہوئے سب جوانِ سپاہ … چلے بن سنور کے سوے رزمگاہ
ہوا تخت مہرخ بصد عزوشان … سوے دشت قلب سپہر مہ وان
چلے تخت کے گرد ساحر تمام … مسلح مکمل بصد احتشام

جو طاؤس پر ساحرہ تھین سوار　ہنر گری تھین سحر کے آشکار
کسی نے لگائی تھی جنگل مین آگ　کسی نے بنائے تھے جادو کے ناگ
سواران جنگ آزما کی وہ شان　شجاعت شعار و جلالت نشان
ہوا مین نشان سرخ اوڑنے لگے　دل دھر مین شعلے اوٹھنے لگے
اسیطرح جب یہ پہونچے میدان مین　صفین جم گئین آن کی آن مین
اودھر لشکر حیرت کینہ جو　ستمگار و بد طینت و تند خو
نشان کالے کالے لئے ہاتھ مین　دغاباز مکاری کی گھات مین
صف آرا ہوا آکے میدان مین　پڑا زلزلہ دشت و میدان مین
نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا　جوانو یہ ہے معرکہ جنگ کا
لڑائی مین جانین لڑاتے رہو　نمک خوار و تلوارین کھاتے رہو

جب نقیب کنارے ہوئے گمان برادر شیطان نے اژدر بڑھایا اور مبارز خواہ ہوا جو اوس بے ایمان کا ہم نبرد ہوا وہی اندھیرا اوس نے کیا کہ کاجل دیدۂ دہر سے پیدا کرکے پتلیونسے آنکھ مین دلوا دیا ساحران مہرخ نے تماشائے عجیب و ماجرائے غریب چشم سحر آگین سے دیکھا اور ہر ایک دیوانہ وار ہنستا روتا ناچتا کودتا سمت صحرا روانہ ہوا جب کئی سردار اسی آفت مین مبتلا ہوچکے گمان نے نہیب دی کہ اے نمک حرامان مین ایک ایک کو کہانتک زیر و زبر کرونگا ہوشیار ہوجاؤ کہ تم سب کو ایک ہی مرتبہ آوارۂ دشت ادبار کرتا ہون یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ آندھی آئی اور جھونکے ہوا کے لشکر مہرخ پر پڑے لشکریون پر حالت دیوانگی طاری ہوئی رسالے اور پلٹنین نعرہ ہائے ہو لگاتے صحرا کیطرف چلے اور ساحران نامی نے سحر پڑھکر اپنے گرد حصار کیے کہ گنبد پتھر کے اونکے گرد بنگئے ہوا اون گنبدونمین نجاسکی اور اونھین نہ دیوانہ بنا سکی ملکہ بہار نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پریزاد پنکھیا پھولون کی ہاتھ مین لیے فلک کی طرف سے آئی اور ملکہ کو جھلنے لگی اوسکی ہوا کے سامنے ہوائے سحر نے بہار پر تاثیر نہ کی اور ملکہ مہرخ نے ایسا سحر پڑھا کہ کچھ تیتلیان ایک چتر زرین لیے زمین سے نکلین اور ملکہ کے سر پر گردش دینے لگین اوسکے سبب سے یہ بھی دیوانے پن سے محفوظ رہی باقیماندہ ساحران نامی گنبد ہائے سحر مین مخفی تھے پس ملکہ بہار سامنے مہرخ کے آئی اور عرض کیا کہ مجھکو اجازت ہو کہ اس حرام زادے کو سزا دون۔

یا اپنی جان آپ پر سے نثار کرون مہرخ نے یہ کلمہ سنکر اسکو گلے لگایا اور تسکین و عنایت کے کچھہ کلمات
کہکر خلعت رخصت دیا بہار اپنی انیسون سے رخصت ہو رہی تھی اور میدان مین جایا چاہتی تھی کہ حیرت
کی نظر او سپر پڑی سمجھی کہ بہن میری لڑنے آتی ہے دل سے کہا غضب ہوا اگر وہ اگر لڑی گمان کو
دیوانہ بنائیگی بتقریر آفت عظیم لائیگی اور اگر وہ خود مغلوب ہوئی تو گمان مجھپر لاف زنی کریگا اس سے
بہتر ہے کہ آج جنگ نہ کرون اور دوسرے دن مین خود اوس سے لڑکر گرفتار کر لون باقی کو گمان
قید کرے یہ سوچکر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے فوراً کوس امان پر چوب پڑی مہرخ نے خدا کا شکر کیا
کہ بات رہگئی یہ وقت ٹلجائے گا پھر خدا جانے کل کیا ہو غرض کہ گرفتاری فوج سے غمگین پھری اور
داخل بارگاہ ہوئی جو لشکر کہ بچا تھا اوس نے بستروں پر پہونچ کر آرام کیا ادھر گمان بھی مراجعت
کرکے ملکہ کے ساتھ چلا مگر ابھی دن بہت باقی تھا اوسنے ملکہ سے کہا کہ یہ آپ نے کیا کیا بنی ہوئی لڑائی
خراب کردی طبل امان بجوادیا ملکہ نے میرے سر مین درد شدت سے تھا اس سبب سے میدان مین ٹھہر
نہ سکے خیر کیا ہوا تم تو عنایت سامری سے اپنا ثانی نہین رکھتے ہو سب کو برباد کر دیتا اس نے عرض کیا
تو حضور تشریف سمت بارگاہ لیجائین مجھہ کو شکار کھیلنے کا بہت ذوق ہے اتنا دن مین شکار کرون گا
حیرت نے جواب دیا کہ یہان عیارون کا بہت بڑا خوف رہتا ہے جو آجتک آیا عیارون نے مار ڈالا
آج سردارون حریف گرفتار ہوئے ہین عیارون کے دل سے لگی ہوگی آپ کو میدان پاکر ایسا نہو کہ گزند
پہونچائین اسنے کہا سب کتنے عیار ہین کہا پانچ مگر وہ ایسے ہین کہ جنھون نے حواس خمسہ منتشر
کر دیے ہین سب انسے ناچار ہین شش جہت مین دھوم ڈال رکھی ہے یہان کی عیار نیان انکے مقابل عشر عشیر بھی نہین گمان نے کہا ایک اُنمین کا کوکب پاس گیا ہے اور دوسرے کو کل مین نے
گرفتار کیا ہے تین باقی رہے وہ میرا کیا کرلین گے اور مین اسیواسطے شکار کو جاتا ہون کہ وہ میری
تلاش مین آئین اور انھین بھی مین دیوانہ بنا دون یہ تو مین بھی جانتا ہون کہ خواہ بارگاہ مین ہون
یا کہین جاکر ٹھہرون عیار آئین گے ضرور پھر جیسے یہان اون کے حفاظت کرنا ویسی ہی جنگل مین بلکہ لشکر مین
کثرت مردم سے پہچان انکی مشکل سے ہوگی اور صحرا مین بہ آسانی ہاتھہ لگ جائینگے حیرت نے کہا
تم خود دانشمند ہو جو مناسب سمجھو وہ کرو یہ کہکر آپ داخل بارگاہ ہوئی اور گمان لشکر ساحران کو
حکم آرام کر نیکا دیکر مرتب باد رفتار پر سوار ہوا بازدار قراول بھیلیے وغیرہ چند لوگونکو ساتھہ لیا کہ شام تک تو

پھر آذنگار زیادہ انبوہ ساتھ لینا کیا ضرور ہے غرض یہ تو سمت صحرا روانہ ہوا گویا صیاد سمت صیاد اجل چلا کہ ع صید را چون اجل آید سوئے صیاد رود ٭ یہان خود صیاد کا طائر روح سمت دام مرگ چلا ہے فی الجملہ یہ تو جاتا ہے مگر عیارون کا حال سنیے کہ جب مہرخ بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھی عیار بھی برای تسکین وہین حاضر ہوئے اوسوقت بہار نے کہا یہ بھڑوا گمان آج میرے ہاتھ سے بچگیا کل اسکو مین دیوانہ بناؤن گی اور خدا نے چاہا تو صحرا کی خاک چھنواؤن گی اے ملکہ مہرخ آپ کچھ رنج نہ فرمائین شراب پیئین ناچ دیکھیین مین سحر تیار کرنے جاتی ہون یہ کہکر چاہتی تھی کہ اپنے خیمے مین جائے اوسوقت برق صیاد نے کہا اے ملکہ بہار بیکار آپ تکلیف کرنے جاتی ہین اگر آج ہم جیتا چھوڑ دینگے جب تو آپ میان گمان کو دیوانہ کیجیے گا اور اگر ہمین فی النار کردین گے تو کس سے لڑیے گا بہار ہنسی اور کہا خیر بہتر ہے دیکھیے کسکے حصے مین یہ آتا ہے برق نے کہا تخلیہ ہو تو ایک بات کہون اُسیوقت دربار برخاست ہوا مہرخ و بہار رہگئی برق نے عرض کیا کہ سُنا ہے گمان شکار کو گیا ہے مین جاتا ہون اور سوداگر بنکر ایک درۂ کوہ مین اُترتا ہون آپ کچھ لوگ بھیجدین کہ وہ صورت بدلکر میرے کاروان کو لوٹ لین پھر مین اس نابکار کو مار ڈالونگا بہار نے کہا اچھا مین صورت بدلوا کر سحر قزاقون کو ایسی بنا کر لوٹ لون گی غرض یہ مشورہ کر کے برق باہر نکلا جانسوز سے کہا تم کچھ ساحر ایک درۂ کوہ مین جاؤ اور یہ سامان جلد وہان پہونچاؤ جانسوز لشکر سے دس بیس کنیزان بہار کو لیکر چلا مگر اسطرح سے کہ بہت سے اشتر انپر خالی صندوق لدے اور چند خیمہ اپنے بیلون پر بار اور اسیطرح کا سامان بسان کاروانیان درست کر کے درہ کوہ مین پہونچا خیمہ برلب جوئبار استادہ کر دیے آگے خیمون کے صندوق پھیلا کر رکھ دیے فرش ستھرا اور صاف بچھا دیا مسند پر خواجہ بازرگان کا گماشتہ جانسوز بیٹھا ادھر برق نے صحرا مین پہونچکر زفیل بجائی قرآن صدا سنکر آیا اُس سے کہا آپ خواجہ بازرگان بنکر درۂ کوہ مین جائیے مین نے یہ تدبیر کی ہے سب حال اُس سے عیاری کا کہہ دیا یہ فوراً عمامہ سر پر شیر و شکر کا باندھکر عبای مشجری پہن کر انگشتریان درو لعل والماس کی زیب انگشت کر کے پٹکا بلبل چشم کا کمر سے باندھکر عصاے تلخ بادام ہاتھ مین لیکر ایک چشمہ آنکھ پر لگا کبیر السن بنکر چلا کہ داڑھی سفید تا بہ سینہ رنگت چہرہ کی سرخ و سفید ہاتھون پر جھریان پڑین رگین نکلی ہوئین اُس صورت سے اُنھین خیمون مین جاکر یہ بھی ٹھہرا اور برق ان سے ہٹکر ایک درۂ کوہ مین ٹھہرا ہے کہ حال اُسکا بیان ہوگا لیکن یہ کارروائی ایسا جنگل ہینہ زاغ ہزار زاغ

صید و شکار دیکھکر اُترے ہین کہ ہر شاہ و شہریار اِدھر برائے تفریح ضرور آتا ہے قراول پہلیے عرض کرتے ہین کہ ادھر چلیے تو شکار ملیگا اور فرحت بھی دل کو ہوگی چنانچہ گمان بھی جب داخل دشت ہوا اُس سے بھی صیادون نے یہی عرض کیا کہ اُسطرف چلیے یہ اُسیطرف روانہ ہوا جب درۂ کوہ سے نکلا دیکھا ایک کاروان اترا ہوا ہے اُشتر چر رہے ہین بیل پھر رہے ہین گھوڑے بندھے ہین خیمہ کھڑے ہین مال و اسباب کے صندوق رکھے ہین سامنے خیمہ کے تخت بچھا ہے اُسپر ایک شخص کہ سوداگر کا گماشتہ معلوم ہوتا ہے شراب بیٹھا پی رہا ہے یہ دیکھکے اسنے اپنے ایک ملازم سے کہا کہ جاؤ اور دریافت کرو کہ یہ کون ہین ملازم اسکا گماشتہ پاس آیا وہ اوٹھ کھڑا ہوا سلام کیا پاس اپنے بٹھایا جام شراب دیا اسنے پیا اور کہا ہمارے مالک گمان جادو شکار کو آئے ہین مصاحب بادشاہ طلسم ہین تمھین دیکھکر پوچھتے ہین کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو گماشتہ نے عرض کیا کہ ہم لوگ تاجر ہین خواجہ تاجران ہمارے خیمہ مین ہین شہر داودیہ سے آتے ہین کل ملکہ حیرت سے سند راہداری لیکر دریای سحر سے اُترین گے اور خدمت شاہ طلسم مین جائینگے مگر اسوقت آپ سے مصاحب شہنشاہ تشریف آوری کا حال معلوم ہوا ہے آپ چلیے مین خواجہ سوداگران کو لیکر حاضر خدمت ہوتا ہون وہ ساحر یہ کیفیت سنکر چلا گیا اور گمان سے جاکر سب حال بیان کیا وہ سنکر چاہتا تھا کہ آگے بڑھے اسی اثنا مین دیکھا کہ خواجہ بازرگان مع چند غلامون کے کشتیان زر و جواہر کی لیکر حاضر ہوا اور تسلیم کرکے نذر دی اسنے اسکو مرد مُسن دیکھکر مزاج پرسی کی اور کہا آپ کا اسم مبارک کیا ہے خواجہ نے کہا مجکو خواجہ جمشید سامری پرست کہتے ہین اب حضور میرے خیمہ مین تشریف لیچلین اور مجکو سرفرازی کا خلعت دین اسنے کہا اے خواجہ مجھ سے اور دشمنان شاہ سے مقابلہ ہے صرف آتنا دن مہلت کا ہے اور مجکو شکار کا ذوق ہے پھر فرصت نہوگی اسلیے چاہتا ہون کہ آج صید افگنی کرون اب تم لشکر مین کل آؤگے تو رات کو ہم اچھی طرح ملین گے خواجہ نے عرض کیا کہ بہت اچھا مگر مجھپر نظر عنایت رہے اسنے خواجہ کی دلجوئی کی اور آگے روانہ ہوا جب کوئی دو کوس یہان سے ایک سمت کو شکار کھیلتا نکلگیا کاروانیون پر قزاق آگرے آگ خیمون مین لگادی خواجہ بازرگان مع اپنے رفقا کے ہتھیار باندھکر نکلا اور باہر آکر دیکھا کہ مرکھبے ترکی پر بڑے قد و قامت کے تنومند جوان سوار ہین ڈھاٹے اون کے بندھے ہین چہرون پر اپنے خون ملے ہین صورتین خونخوار ڈراونی بنائے جوڑے چوڑے تیغین باندھے

ہین کچھ سوار وکچھ پیادے ہین یہ دیکھتے ہی خواجہ بازرگان نے بھی تلوار کھینچی اور اپنے ساتھیون کو للکارا وہ کچھ بھاگ گئے اور کچھ رہزنون سے لڑنے لگے جنگ زرگری شروع ہوئی دکھلانے کی راہ سے ہمراہی خواجہ تاجر شمشیر مارتے تھے لیکن قزاق فرستادہ ملکہ بہار تھے سحر پڑھ دیتے تھے کہ ضربت جسم کو جا نہین کے زخمی نکرتی تھی سحر سے تلوارون کی دھار باندھ دیتی تھی کہ کاٹتی نہ تھی شور فریاد کاروانیان اور ہاے ہوے قطاع الطریقان تابہ فلک پہونچی تھی آفتاب گردون پر ٹھہرا ہوا تھا آگے قدم نہ بڑھاتا تھا کہ میرا سونا بھی لٹ جائے گا فلک گنجینۂ گوہر اختران چھپائے گھبراتا تھا کہ غارت ہوگا جب کاروانی دہائی افراسیاب کی اور دہائی ہے ملکہ حیرت کی غل کرتے تھے دشت مین خوف سے دھوپ تھراتی کوسون تک اس شور وغوغا کرنے کی صدا جاتی گمان دو کوس پر یہان سے صید افگنی کر رہا تھا اوسنے جو صداے پر آفات سُنی کیونکہ میدان کی وجہ سے یہ معلوم ہوا کہ قریب تر کہین ہنگامہ برپا ہے پس اُسنے ایک ساحر سے کہا کہ یہ شور کیسا ہے جلد جا اور خبر لیکر آ ساحر حسب الحکم اڑا اور آواز پر چلا جب کاروان کے قریب آیا تو دیکھا کہ صندوق مال واسباب کے کھلے پڑے ہین اور خیمہ جل رہے ہین اشتر اور قاطر وغیرہ قزاقون نے پکڑ کر اسباب سے لادے ہین اہل قافلہ بھاگ گئے ہین کچھ ہلاک ہوئے ہین رہزن شادان وفرحان اب جایا چاہتے ہین یہ حال دیکھکر وہ ساحر دوڑا اور چاہتا تھا کہ روک کر رہزنون سے مقابلہ کرے لیکن ڈرا کہ مبادا تو بھی مارا جائے کیونکہ تو اکیلا ہے اور یہ رہزن ساحر بھی ہین ایسا نہو کہ تجھپر غالب آئین پراے واسطے اپنی جان کھونا اچھا نہین یہ سوچکر روانہ ہوا اور گمان پاس پہونچکر عرض کیا کہ وہ سوداگر جو آپ پاس آیا تھا اُسکو ڈاکوؤن نے لوٹ لیا مین نے دور سے خیمہ جلتے دیکھے اور رہزنون کو لوٹتے دیکھا معلوم نہین کہ خواجہ بازرگان مارا گیا یا زندہ بھاگ نکلا یہ خبر گمان نے جب سُنی تاجر کے حال پر افسوس کیا اور اوسی وقت مع اپنے ساتھیون کے چلا یہان ملازمان ملکہ بہار جو رہزن بنکر آئے تھے وہ سب جانور اور اسباب کہ لشکر اسلام کا تھا لیکر اور چند پتلے ماش کے آٹے کے زمین پر ڈال کر روانہ ہوگئے وہ پتلے بزور سحر بصورت کاروانیان بنائے گئے تھے اونکے کاٹ کر زخم لگا کر ڈال دیئے تھے جب گمان یہان آکر پہونچا اُسنے قزاقون مین کسیکو

پنایا دور گرد اُڑتے ہوئے دیکھی اس گرد کیطرف اُڑا لیکن دور تک گیا مگر وہ گرد آگے بڑھتی گئی یہ نہ پہونچ سکا رہزن نکل گئے اُب تعاقب انکا بیکار ہے ناچار پھر آیا اور کاروان کو جو دیکھا تو بالکل تباہ و برباد پایا اونٹ ایک دو زخمی بھاگتے پھرتے تھے خیمون کی جگہ راکھ کے ڈھیر تھے خواجۂ بازرگان کی اور اوسکے گماشتے کی مع چند رفیقون کے لاش پڑی تھی خاک و خون مین بھری تھی پوشاک بھی کیسکے جسم پر نہ باقی تھی ایک ایک لنگی بندھی تھی اس مصیبت کو اور مرگ عالم غربت پر تاجر کے یہ رو دیا اور بہت افسوس کرتا رہا کبھی اُسکا حاضر ہو کر نذر دینا اور منت کرنا یاد کر کے ہاتھ پر ہاتھ مارنا اور کبھی اُسکی غربت پر دست تاسف ملتا اسی رنج مین لاشۂ تاجر پر کھڑا اشک ریزان تھا کہ یکایک درۂ کوہ سے صدائے فریاد سنائی دی کہ جیسے کوئی زن سوگوار نالہ زن ہے گرفتار صد آلام و محن ہے دل سنگ بھی اُسکے آواز حزین سے آب ہے آبشارون مین پیدا اضطراب ہے ندیون کے دل مین جوش ہے طائرون مین پیدا خروش ہے اس درد سے کوئی مصیبت کی ماری دُکھیا رہی روتی ہے کہ دامن دشت اشک حسرت سے بھگوتی ہے بگولے نہین اُڑتے ہین صحرا اسکے حال پر خاک اُڑاتا ہے جنگل غم سے نیلی پوش نظر آتا ہے گمان نے اُس آواز غمگین پر کان لگائے تو یہ سُنائی دیا کہ کوئی کہتا ہے بیت پشتہ نہین کچھ چرخ کا اے عرش سنبھل جا ٭ اُمنڈے گا مرے اشک کا دریا ابھی کچھ اور ٭ یہ آواز سنکر اُسی سمت چلا اپنے ساتھیون کو وہین چھوڑ کر بہ تعجیل تمام درۂ کوہ مین آیا وہان کسیکو نپایا جب درۂ کوہ سے باہر نکلا ایک درخت کے نیچے زن حور طلعت مہر صورت کو بحال زار یہ کہتے پایا کہ بیت نالے بھی سماتے نہین اِس چرخ کے نیچے ٭ کیا تنگ ہے اللہ مصیبت کدہ اپنا ٭ اُس پریوش کی مصور آفرینش نے بےمثال تصویر کھینچی ہے مگر اُلٹی بات ہے کہ ہنستی پیشانی اور رون کی ہنسانے والی روتی ہے وہ جلوۂ رخسار جسکی ضیا سے بدر منیر شرماتا ہے وہ نور چہرۂ عالمتاب کہ جسکے روبرو آفتاب ایک ذرہ نظر آتا ہے کہ بموجب مطلع صاعقہ حسن ہے رخسار خود آرائی کا ٭ شعلۂ طور ہے جلوہ تری یکتائی کا ٭ باین حسن و جمال وہ چہرہ آتش رنج سے لال ہے لیکن کاہیدہ بسان ہلال ہے زلف مسلسل اُس چہرۂ رنگین پر بکھری ہوئی خاطر سودازدگان محبت کو پریشان کرتی تھی

گویا گلشن رخ پر گھنا گھنگھور چھائی تھی نہین نہین زلف کی نسبت یہ بیت مناسب حال یاد آئی
کہ بیت سرمہ آلود حسینون کی نگاہین ہین تمام ✤ رخ پہ بکھری ہوئی یہ زلف گرہگیر تو
نہین ✤ چشم مستان سے فتنہ نمائی پیدا نگاہ کی گردش پر بجلی شیدا کہ قزو بجلیان لوٹ ہین
اداؤن پر ✤ غمزۂ چشم یار کیا کہنا ✤ سچ ہے بجلی نے یہ ادا کہان پائی اوسکی برق نگاہ کی یہ ہے
معجزنمائی کہ جسپر نظر مہر آسے ڈالی اسکی خرمن جان پر بجلی گرائی اور جس پر سے نگاہ محبت اوٹھائی
اُسکی جان برق جانسوز فرقت نے جلائی سبحان اللہ رخسار برنگ گلشن زلف بسان سحاب
چمن اوس مین نگاہ کی بجلی چمکنا اور چشمۂ چشم سے آنسوؤن کا بہنا باغ مین جھڑی مینھہ کی ہے
لگی نظر آتی تھی سرمستان خمخانۂ چشم مخمور کو کیفیت دکھاتی تھی کہ بیت وہ سرمہ بھری آنکھین
تیری فتنہ ہین کہ جادو ہین ✤ کتنون کو لگا رکھا کتنون کو سلا رکھا ✤ پلکون پر آنسو مثل دُر خوش آب
ٹھہرے تھے قطرہ شبنم کے سبزۂ گلزار پر جمے تھے عکس چشم سرخ سے یہ ظاہر تھا کہ
شعر اس رنگ سے جھکے ہے پلک پر کہ کہے تو ✤ ٹکڑا ہے ترا اشک عقیق جگری کا ✤ غرض کہ
کیا اُس گل رعنائے خوبی کی خوبصورتی کا اظہار ہو جسپر صدقے باغ دہر کی بہار ہو مرض
عشق لاعلاج کا وہ علاج تھی شربت صحت کا زجاج تھی روح قالب حور و ملایک قریب چشم
حسن کے نور مژہ نکیلی آنکھہ رسیلے لب جان بخش کا مسیحا تشنۂ چاہ زنخدان پر خضر حسن
آب صفا کا پیاسا دہن تنگ باغ نزاکت کا غنچہ چہرۂ خوشش رنگ گل گلزار تمنا عنقائے اوج
رعنائی طاؤس ہمایون چمن زیبائی نگہت نافہ وفا بوئے گلشن ولا قامت سے قیامت شرمندہ
کہ بیت دونون عالم ہوئے تہ و بالا ✤ تم تھے پردے مین کیا قیامت کے ✤ کف پا اُسکے
رخسار معشوقان سے نرم تر گدگدی سے یہ ظاہر کہ شعر گدگداہٹ کے سوا نرم ہے کیا خاک قدم ✤
ناتوان زار جوان گرتے ہین سو جاتے ہین ✤ الحق اُس کم سن کی نسبت یہ کہنا روا
ہے کہ فرد شوخیان اور جوانی مین قیامت ہون گی ✤ بچپنے ہی مین وہ آفت ہین غضب
ڈھاتے ہین ✤ اِس حسن و ادا پر ایسا کچھہ رنج پہونچا ہے کہ منھہ ڈھانک کر روتی
ہے اور کہتی ہے کہ بیت صحرائے لق و دق مین سلگتا ہون آپ ہی آپ ✤ وہ آگ ہون
گیا ہے جیسے کاروان چھوڑ ✤ گمان اُس آفت جان پر اُس آفت رنج کو دیکھکر

قریب گیا اور پکارا کہ بیت ہم مصیبت زدہ گریۂ مین تمھارے در پر ہا نہ پسیجے کبھی دل آپ کا
واللہ صنم + آج کیا صدمہ پہونچا ہے جو اسطرح بلک کر روتی ہو منھہ اشکون سے دھوتی ہو وہ
نازنین اپنے رنج مین مبتلا کچھ اسکا خیال نہ رکھتی تھی آواز اسکی سنکر آنسو پوچھکر دیکھنے لگی آنسو
آنکھون بھرے تھے یا کاسۂ نرگس مین قطرۂ شبنم دھرے تھے نہین نہین آنکھون مین
موتی کوٹ کوٹ کے بھرے تھے غرضکہ وہ آہوے صحرا ے مصیبت اسکو دیکھکر رم خوردہ
ہوئی یعنے سہم کر بیساختہ اوٹھی اور ایک سمت بھاگی اوس وقت اسکی رفتار کا یہ حال تھا کہ
فرو ناز سے اترا کے چلنا قہر تھا + ٹکڑے ہو کر دامن محشر گرا + گمان بزور سحر بہت جلد
اسکے پاس گیا اور اُسکو روک کر گویا ہوا کہ اے دواے درد فراق و اے معجون مسکن طبع
عشاق یہ کیا تیرا حال ہے کونسا صدمہ و ملال ہے اُس ماہ سیما نے ڈر کر جو کلام کیا لکنت نے زبان
کو فرط نزاکت سے تھام لیا کہ شعر بات بھی منھہ سے نکلتی ہے تو کچھ دب دب کے + تنگ
اسدرجہ دہن ہے کہ وہ ہکلاتے ہین + آخر دل کو تھام کے بصد اشک فشانی زبان سے
گہربار ہوئی کہ اے شخص زار ژولیدہ مو زلف صورت پریشان عزیز تنگ آبرو سوگوار پدر و
برادر کا کیا حال پوچھتا ہے میرے زخم دل کو کسی سوزن تدبیر کی مجال نہین جو سی سکے اور کوئی
مرہم ایسا نہین جو اچھا کرے کہ بیت جہان نے منھہ مرے زخم جگر سے منھہ موڑ لیا + یہ بیکسی ہے
کہ سوزن بھی رشتہ دار نہین + مین دختر خواجہ بازرگان ہون باپ میرا رہرو ملک عدم ہوا مجھہ
ناشاد کو اس صحرا مین تنہا چھوڑا کہ بموجب شعر نہ پوچھہ حال مین وہ چوب خشک صحرا ہون +
لگا کے آگ جسے کاروان روانہ ہوا + قزاقون نے متاع جان کو لوٹ کر اپنی راہ لی مین نقد
زیست کو غنیمت جان کر بھاگی کہ زندہ بچی مگر مردہ سے بھی بدتر ہون سوگوار پدر ہون گمان تو
اس کے بیان پر بہت رویا اور وہ گلبدن بھی رونے لگی گمان نے زبان پے تسکین و
دلداری کھولی کہ اے ماہ پیکر باپ تمھارا میرے پاس آیا تھا اور مجھکو نذر دی تھی مجھکو اوسکے
مرنے کا بڑا صدمہ ہے مین مصاحب بادشاہ طلسم ہون رہزنون کو ڈھونڈھوا کر قتل کرونگا
تمھارے باپ کے خون کا عوض لونگا آپ تمھین لازم ہے کہ میرے ساتھ چلو صبر کرو
رنج و الم کو جانے دو دنیا مین ایسے سانحہ بہت ہوتے ہین لے بی بی مردون کو ہمیشہ کب روتے

ہین وہ نازک اندام اسکے سمجھانے سے اور زیادہ چیخین مار مار کر رونے لگی اور بولی کہ اے شخص تو اپنی راہ لے مین اپنی جان دون گی اور اپنے رہروون پاس سبک کام ہو کر جاؤن یہ کہکر بیتابانہ اوٹھی اور بیابان گرد باد خاک آڑانے لگی کہ بمقتضاے نظم

اے کشیدی گاہ آہ سوزناک	میفشاندے گاہ بر سر مشت خاک
گاہ چون ریگ روان رفتی زجا	گاہ سوے وشت میکردی ندا
گاہ چون ریگ روان رفتی زجا	گاہ سوے دشت میکردی ندا
گہ شجر را میکشیدی در کنار	گہ بسوے دشت میکردی فرار
گاہ غار کوہ راے داد زیب	گاہ چون سیل آمدی سوی نشیب

گمان دوڑکر اس ماہ پیکر کے قدم پر گرا اور عرض پیرا ہوا کہ ایجان جہان مین تمام عمر غلامی کرونگا دم محبت کا بھرون گا آخر جنگل مین اکیلے رہنا اور اپنے جسم کو طعمۂ دد و دام بنانا کیا حاصل چاہیے کہ چاہنے والی کی قدر کرو اوسکو اپنا کر رکھو اور اُسکی آپ ہو رہو اس بیقرار نے جواب دیا کہ ایک شرط سے مین تیرے ساتھ چلتی ہون کہ جب تک مجھپر رنج والم طاری رہے اور دلکو میرے میرے بیقراری رہے اُسوقت تک مجکو ہاتھ نہ لگانا اور کسی امر کا ارادہ نکرنا اسنے اقرار کیا کہ اگر سامری چاہے گا تو ایسا ہی ہوگا اور اسپر کیا موقوف ہے مین خلاف مرضی تیرے کوئی کام نہ کرون گا اوس مضطراب الحال نے جب اس سے یہ قول و قسم لے لیا کہا اچھا میرے باپ کے لاشے کو اپنے آدمی سے کہکر دربار مین پہونچادے کہ وہ خدمت سامری مین پہونچ جائین جلانے اور دفن کے کرنے مین عرصہ ہوگا اُسنے یہ کلام سُنکر اپنے ملازمون کو بلاکر وہ پتلے سحر کے جو بصورت مقتولان پڑے تھے سمت دربار بھجوائے اور آپ مرکب کو سائیس کے سپرد کرکے تخت بزور سحر بناکر اُس پریزاد کو بٹھاکر سمت خیمہ گاہ روانہ ہوا ہرچند یہ پریوش بہتر برق عیار ہے مگر اسکو عیار کا گمان بھی نہین کیونکہ سارا ماجرا کل دوان کا اپنی آنکھ سے دیکھا ہے دختر تاجر اس عیار کو بصد یقین جانتا ہے بلکہ اس مرتبہ اعتقاد بڑھ گیا ہے کہ اگر کوئی کہدے کہ یہ عیار ہے جب بھی اسکو باور نہ آئے اور برق نے اسواسطے یہ تمام سامان کیا ہے کہ جانتا ہے اس ساحر کو کہ گمان اور خیال ساحرہ کا یہ درست نہین رکھتا ہے پس ایسا ہو کہ اسکے سامنے مین کسی صورت سے جاؤن اور

یہ سحر سے خیال کرے تو مجھکو پہچان لیگا اُب اِسنے ایسا دھوکا کھایا ہے کہ عیار کا کوسون خیال دل سے دور ہے غرضکہ یہ بے ایمان اُس نازنین کو لیکر داخل خیمہ ہوا اور مسند زر پر بٹھایا تخلیہ کرا دیا کیسکو وہان ٹھہرنے ندیا اس عرصے مین قیس روز بیابان دہر سے سمت نجد مغرب روانہ ہوا اور لیلی شب نے ناقہ ظلمت کو صحراے عالم مین روانہ کیا کہ مؤلفہ

ہوئی ظلمت شب کی جب تیرگی ۔ کواکب مین پیدا ہوئی روشنی
ہوا ناقہ لیلی شب روان ۔ بنا جادۂ رہ خط کہکشان

سر شام تمام بارگاہ مین شیشۂ آلات روشن ہوا اور چنگیر جو گھڑے عطر دان وغیرہ سامان راحت بہر معشوقہ حاضر کیا کشتیان شراب وکباب کی سامنے رکھین آپ سامنے بیٹھکر گلچینی اُسکے باغ حسن کی کرنے لگا ملکہ حیرت پاس کہلا بھیجا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے آج مین بارگاہ مین حاضر نہون گا ایک ساحر یہ پیام لیکر ملکہ مذکورہ پاس گیا اور پیام اسکا ادا کیا ملکہ نے پوچھا کہ کیون مزاج کیسا ہے جو یہان نہین آئے پیامبر دہ نے سارا ماجرا تاجر اور اُسکی دختر کا بیان کیا کہ اُسی کے ساتھ صحبت آرا ہین یہ کہکر رخصت ہوا حیرت کو سب حال سنکر ماجراے تاجر پر افسوس ہوا اور عیار کا اِسکو بھی شک نہ گذرا کیونکہ وہ ترکیب ہی ایسی عیارون نے کی تھی غرضکہ صرصر حاضر تھی اُس سے کہا کہ کچھ تو نے یہ کیفیت سُنی اب ہماری ایسی بدعملی ہوگئی ہے کہ دن دھاڑے ڈاکہ پڑتا ہے تو جا اور دختر سوداگر کو دیکھ آ ایکہ گمان سے کہنا کہ ملکہ بھی تاجرزادی کی ملاقات کو آئین گی صرصر نے کہا یہ بات میرے کچھ قیاس مین نہین آئی مین جانتی ہون یہ بھی عیاری ہے وہ دختر تاجر کوئی عیار بنا ہوا ہے خیر مین جاتی ہون جیسا ہوگا معلوم ہو جائیگا یہ کہکر چلی لیکن اودھر میان برق اپنے حسن ساختہ پہ گمان کو بہا رہے ہین کبھی نیچی نگاہ کرکے مسکراتے ہین اور کبھی آپ ہی آپ روٹھ جاتے ہین تیوری چڑھاتے ہین کہ بیت کچھ تبسم سا لب ناز وہ نیچی نظرین ✤ کس اداؤن سے شب وصل وہ شرماتے ہین ✤ گمان کا دل بیقرار ہے خواہان وصل دلدار ہے جب دست اندازی کرنا چاہتا ہے وہ بگڑتی ہے ڈھلے ہاتھ سے طمانچہ منھ پر لگاتی ہے کہ بیٹھے منھ یہی اقرار کیا تھا کہ مین بغیر مرضی کوئی بات نہ کرون گا یہ اس ادا سے اور زیادہ شیدا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ بیت حیا آئینہ کو بھی روبرو آنے نہین دیتی ✤ ترستی ہی رہینگی تیری آنکھین ✤

تیری صورت کو مہ آخر جب زیادہ بیقرار ہوا سوچا کہ اس گلفام کو شراب بہت سی پلاؤ یقین ہے کہ مست ہوکر راضی بوصال ہو جاے یہ سوچکر کہا اے راحت دل مین کبھی اطاعت سے سرتابی نکرونگا اپنے عہد سے منحرف نہونگا تم شراب پیو ایک جام مجھکو بھی دو اپنا دل خوش رکھو وہ مہ جبین یہ کلام سُنکر مسکرائی اور شرماکر آنکھ سے آنکھ لڑاکر گردن جھکا چپ ہو رہی کہ طبیعت گر رہی ہین گی جتنو نین تیری تو صورت آفرین مہ کیا کہے گا تجکو ظالم روز محشر دیکھکر مہ پھر کشتی شراب آگے کھینچکر جام بادۂ احمر لبریز کرکے اپنے لبون تک لائی لیکن ڈوپٹے کا گھونگھٹ نکالکر آڑ کرلی کہ مین تیرے سامنے نہ پیونگی اور اُسی آڑ مین جام مین داروے بیہوشی ڈالکر ہاتھ اوسکی سمت بڑھا دیا کہ یہ ہماری جھوٹی شراب تم بھی پیو گمان مالامال محبت ہے بیساختہ وہ ساغر لیکر پی لیا اس ساقی ماہ صورت نے کئی جام بیہوشی آمیز اور اوسکو دیے اب اوسکے اُٹھنے کی دیر ہے کہ اُٹھے تو مردہ صد سالہ ہے سرشار و بیخود بنا بیٹھا ہے کہ ادہر سے صرصر قریب اسکے خیمہ کے پہونچی مگر دو عیار یعنے قران و جانسوز جو تاجر و گماشتہ بنے ہوے تھے وہان سے صورت بدلکر اسی لشکر مین پھر رہے ہین اور منتظر ہین کہ برق اُسکا کام تمام کرکے نکلے تو ہم اور کچھ ہنگامہ برپا کرین یہ ٹھہرے ہین کہ دھر کو جاتے دیکھا قران سمجھا کہ یہ کچھ فتور کریگی از بسکہ صورت ساحرہ کی بنا ہوا دوڑکر قریب صرصر آیا اور بغیر کچھ کہے سُنے اوسکو گود مین اوٹھا کر لیکر چلا وہ حیران ہوئی کہ یہ کیا ماجرا ہے پھر سمجھی کہ یہ قران عیار ہے یہ سمجھکر ساحر جو لشکر کے تھے اونکو پکارہی کہ ارے تم دیکھتے ہو یہ موا مجھکو کہدہر لیے جاتا ہے اور چھڑاتے نہین ساحر دوڑے تھے کہ قران نے اونسے کہا تم جانتے نہین یہ خود عیار ہے مین نے پہچان کر گرفتار کیا ہے اسکے دم مین نہ آنا نہین چھوٹ جائیگا ساحر یہ کلام سُنکر رُکے اور باہم کہا کہ عیار پہچانے نہین جاتے سامری جانے اُن مین کون عیار ہے لازم ہے کہ اس امر مین دخل ندین غرضکہ کوئی نہ بولا اور قران اسکو لشکر سے نکال کر آگے بڑھا کہ اُستانی آج مار ڈالونگا صرصر نے کہا تجھے شرم نہین آتی کہ مجھکو اُستانی کہتا ہے اور میرے جسم کو ہاتھ لگاتا ہے اور مجھکو قتل کرنے لیچلا ہے قران نے کہا کبھی ایسا اتفاق ہو جاتا کہ مادر کو گود مین انسان اوٹھاتا ہے کچھ قباحت نہین مین تمکو اُستانی جانکر گود مین لیے ہون خدا نکرے کوئی اور خیال مجھکو ہو صرصر نے کہا اس عیاری کی سند نہین تو نے مجھکو پہلے ہی سے بے بس کر دیا

اگر مین وہان پہونچ جاتی تو گمان کو قتل ہونے دیتی قران کو یہ طعنہ اسکا برا معلوم ہوا اور اسکو
چھوڑ دیا کہ استانی جاؤ جو تم سے ہو سکے قصور نکرو یہ چھوٹ کر روانہ ہوئی قران بھی خیمہ
گمان کیطرف چلا لیکن صرصر نے صورت ایک جگہ ٹھہر کر جالسوز کی ایسی بنائی کیونکہ ایک بار
زنار کے خیمہ مین یہ برق کو پکڑ نہ سکی تھی پس صورت بدلکر پشت خیمہ پر آئی اور سر اپچہ کو
چاک کر کے جو اندر پہونچی برق سمجھا کہ یہ جالسوز ہے اٹھکر گمان کو تو لات مار کر گرا دیا اور اسنے
کہا کہ اے برادر تم کیون آئے مین اسکا کام تمام کر چکا ہون صرصر نے کچھ جواب ندیا اور پاس جو
پہونچکر ایک حباب بیہوشی مارا برق چرخ کھا کر گرا اسنے اسکی مشکین باندھین اور چاہا کہ ستون سے
باندھ دون تو گمان کو ہوشیار کرون مگر یہ باندھ رہی تھی کہ قران بھی در خیمہ پر پہونچ گیا
یہان چند ساحر پہرے پر تھے مگر حکم سے گمان کے دور کھڑے تھے کیونکہ عورت کو اندر خلوت نشین
جانتے تھے قران نے اینے کہا کہ مجھکو حیرت نے بھیجا ہے بہت ضروری کچھ کہنا ہے ساحرون
نے کہا کہ وہان نجاؤ میان ہمارے مزے مین ہین اسنے کہا مین در خیمہ پر پکار لون گا اگر وہ مجھکو
بلائینگے تو جاؤنگا یہ کہکر جلد در خیمہ پر آیا اور بے محابا اندر داخل ہو دیکھا کہ صرصر نے
برق کو باندھا ہے اور گمان کو ہوشیار کر رہی ہے یہ دیکھکر للکارا کہ استانی مین آپہونچا صرصر خنجر
پکڑ کر دوڑی قران نے اول خنجر اوسکا رد کیا اور جلد اسکے پاس پہونچکر ایک طمانچہ مارا کہ کیون پھر شوخی
ایسی کرے گی ہاتھ آغشتہ بدار وئے بیہوشی تھا صرصر طمانچہ کھاتے ہی بیہوش ہو کر گری اسنے
برق کو کھولا اور اسکو باندھ دیا برق جو ہوشیار ہوا اس سے سب حال کہا پھر صرصر کو بھی ہوشیار
کر دیا کہ مرنا گمان کا دیکھے غرضکہ تھوڑا سا سیسہ گرم کر کے اس خیال سے کہ شاید گمان تو
روئین تن ہو منھ اوسکا چیر کر وہ سیسہ پلا دیا کہ دل و جگر اسکے جلگئے صدا ہاے گیر و دار برپا ہوئی
آندھیان آئین عیار جست کر کے چلے تھے کہ صرصر پکاری ارے موؤ مجھ کو تو کھول دو اب تو
تمھاری مراد پوری ہوئی قران سمجھا کہ یہان ساحر آئینگے ایسا نہو کہ اسکو عیار سمجھکر قتل کر ڈالین
یہ سمجھکر اسکو کھولدیا کہ یہ بھی جست کر کے عیارون کے ساتھ بھاگی قران نے کہا جاؤ حیرت
مالزادی سے یہ سب حال کہدینا یہ کہکر کے بھاگے اور ادہر لشکر ہی صداہائے مہیب کو
سنکر جانب خیمہ دوڑے عیار تو اس ہنگامہ مین اور تاریکی مین نکل گئے اور ساحرون نے لاش

گمان کی اُٹھائی اور صرصر نے جاکر ملکہ حیرت کو خبر دی کہ اسطرح گمان مارا گیا ملکہ یہ خبر سنتے ہی جلد باہر نکل آئی کہ عیار آج پھر جنگ مغلوبہ نکرا دین لیکن سرداران لشکر مہرخ اگر اس فوج مین قید ہوتے تو رہا ہوکر لڑتے عیارون کی بن آتی پس سردار دیوانہ وار صحرا نورد تھے عیار کچھہ نکر سکے اور سمت دشت روانہ ہوئے وہان تمام سردار گمان کے مرنے سے ہوش مین آگئے تھے کہ عیارون نے جاکر سبکو اپنے ہمراہ لیا اور لشکر مین لائے اُدہر ملازمان بہار جو لوٹنے گئے تھے حاضر ہوئے برق نے بہار سے آکر کہا کہ کیون ملکہ ہمنے کتنا بے لگاؤ اس ساحر کو مارا بہار نے اسکو خلعت دیا سردار آکر شب کے دربار مین ونگاون پر متمکن ہوئے مہرخ نے جشن فرمایا ساقی و مطرب و رقاص حاضر ہوئے جلسۂ انبساط آغاز ہوا اُسطرف حیرت بسان شبنم اشک حسرت سے رویا کی رات بھر ایک سمت عیش و راحت دوسری جانب رنج و مصیبت کا سامان رہا جب ظلمت رنج کیطرح خاطر دہر سے تیرگی شب دور ہوئی اور سحر نے بسان سرور خندان خندان منھہ دکھایا کہ بموجب ابیات

تاج زر کی سر مہرخ پہ ہو جسطرح پھبن
ظلم سے تیرگی شب کی تھی دنیا اندھیر

یون نمودار ہوئی مہر درخشان کی کرن
عدل سے خسرو خاور کے ہوئی پھر روشن

حیرت نے نامہ اس تمام ماجرائے حیرت انتما کا لکھکر افراسیاب پاس بھیجا وہ سحر گہ سریر جہانبانی پر خواب شیرین سے اُٹھکر بیٹھا تھا کہ پنجۂ سحر نے نامہ پہونچایا نامہ پڑھکر اُسکو بہت غصہ آیا برنگ زلف پریشان ہوکر پیچ و تاب کھایا پھر اہل دربار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ان نمکحرامون پر کسکو بھیجون جو جاتا ہے عیارون کے ہاتھہ سے مارا جاتا ہے کہان سے ایسا ساحر لاؤن جو اس جہان کا رہنے والا نہو آسمان پہ رہے اور عیارون سے بچے اہل دربار نے عرض کی کہ کوئی ایسا ساحر جائے جو جامۂ انسانی مین نہو بلکہ کسی اور بھیس مین رہے تو شاید عیارون سے بچے شاہ جادوان نے کہا ایک تدبیر خیال مین آتی ہے یعنے جب مین کوہ نیلم پر گیا تھا تو ایک ساحر ظالم جادو کو لایا تھا وہ تو مارا گیا مگر اوسکا بھائی اظلم اژدر نشین جادو نام ہے کہ ہمیشہ بشکل اژدر مین رہتا ہے وقت ضرورت یا وقت جنگ باہر نکلتا ہے نہین تو شکم اژدر مین ہمیشہ تو اوسکا مسکن ہے فی الجملہ مین اوسکو بلاکر بھیجتا ہون سب نے اس کلام کی تائید کی کہ بہت بہتر ہے

شاہ طلسم نے ایک نامہ لکھکر اپنے کسی ملازم کے ہاتھہ بنا بر طلب ساحر مذکور روانہ کیا غرض حسب الطلب ساحر آیا سب نے دیکھا کہ چالیس اژدہے پیچھے اور آگے ایک اژدر مہیب صورت پیدا ہوئے اور ہر اژدر کے پیٹ سے ایک ساحر نکلا سب سے آگے جو اژدر تھا اوسمین افسر اژدر نشین خود سر تھا سب نے بادشاہ کو سلام کیا اُسنے سبکو خلعت دیے اور افسر سے کہا کہ تم جاکر نمک حرامون سے مقابلہ کرو اور حیلہ حال عیارون کی فطرت کا لکھکر حکم دیا کہ خبردار ہمیشہ شکم اژدر مین رہنا اور عیارونسے اپنےتئین بچانا یہ ساحر حکم شاہ گوش جان سے سنکر اژدر مین سماکر روانہ ہوا اوسکی مہابت سے فلک معوذہی پڑھتا تھا خدا کی مار زبان پر لاتا اژدر بروئے ہوا اوڑتے مُنھہ سے شعلہ آتش کے نکلتے یہ ظاہر تھا کہ قہر خدا قوم جناب یونسؑ پر آیا ہے آفتاب گردون پر کتر آیا ہے بروئے ہوا کوئی جانور خوف سے نہ اُڑتا تھا بلکہ سیمرغ کوہ قاف مین چھپا تھا نسر طائر کو طعمۂ اژدر ہونے کا ڈر تھا کہ بموجب نظم

کوہ چو غریدن اژدر شنید شکل دراز شش وے از دور دید
گفت برون آمدہ از زیر ابر صور سرافیل پئے صید ببر
چونکہ بدید اینہمہ عظم و شکوہ لرزہ برافتاد بر اندام کوہ
وقت ہمانست کہ سیمرغ قاف بگذرد از قلۂ لاف و گزاف

باین عظمت و شکوہ واقعی مجسم لشکر حیرت ضلالت شیم کے قریب پہونچا ملکہ کو شاہ جادوان بذریعہ نامہ مطلع کرچکا تھا اسنے استقبال کرایا اور ایک میدان مین سب اژدہون کو ٹھہرایا کہ وہ گنڈلیان مار کر بیٹھے اور انکے کھانے پینے کے لیے چند خیمہ اسی میدان مین استادہ کردیے خدمت کے لیے چند ملازم چیدہ و منتخب کرکے معین کردیے مگر اونکو بھی ستنے اور معرکہ دیے کہ عیارون کی پہچان رہے اور اسنے کہدیا کہ حبب اظلم اژدر سے نکلے اور تم کام کے لیے جاؤ تو معرکا دکھا دینا باقی معرکہ چھپائے رکھنا کسی سے اس راز کو نہ کہنا غرضکہ انتہاے درجہ کا انتظام کرکے بعد فراغ اظلم اژدر سے نکلا اور بارگاہ حیرت مین جاکر بیٹھا سب نے اسکی صورت نحس کو دیکھکر خوف کھایا کہ ہیبت اژدر چالیس اُسکے تھے گرد ÷ شیطان کا تھا وہ ایک شاگرد ÷ دن بھر میخواری کرتا رہا جسوقت مار آسمان نے من اپنا دہان مغرب مین رکھا اور دشت عالم مین اندھیرا پھیلا اژدر شب تیرہ نے مہرۂ ماہ رکھکر اوس چاٹنا شروع کیا کہ نظم

در گذشت آن روز شب آمد پدید — لکھتے از مشک و عنبر در رسید
شمع کافوری برایش سوختند — ہم قوالیش را بنور افروختند

قریب شام اس نافرجام نے طبل جنگ بجوایا طائران سحر خبر لیکر سامنے مہرخ کے آئے اور بعد دعائے ثنائے بادشاہی کے جملہ ساحرون کے آنے کا اور طبل رزم بجنے کا عرض کرکے کنارے ہوئے مہرخ نے خبر سنکر فرمایا کہ یہ ساحر بھی زبردست آیا ہے خدا اسکے شر سے ہمکو بچائے اچھا ہمارے لشکر مین بھی نقارۂ حرب بجے بنا بر حکم محکم ملکہ عالم یہ عالم ہوا کہ بمقتضائے ابیات

گشت ز نقارہ صدائے بلند — زندہ بمان زندہ بمان بے گزند
واشدہ ز نیسان دہن کرنا — باد بدہ باد بدہ باد عا+
دشمن این خانہ جگر خون بود — دون بود دون بود دون بود
غلغلۂ کوس بکیوان رسید — آب شدہ زہرۂ دیو سفید

دربار سویرے برخاست ہوا سردار خیمون مین آکر تیاری حرب و ضرب کرنے لگے لشکرون مین سحر کی درستی ہونے لگی اظلم۔حیرت سے رخصت ہوکر خیمہ مین آیا اور داروغہ مطبخ سے معرکہ دیکھکر کھانا کھاکر شکم اژدر مین جا بیٹھا لشکرون مین رات بھر اژدرہائے نیام سے مثل افعی زہردار تلوارین نکلین اور زہر مین بجھائی گئین یہ وہ ناگنیان ہین جنکے کاٹے کا منتر نہین ایک ہی پھنکار لینے سپاہ کے مین جسم پہ سر نہین اسکے چمک کی لہر دیکھکر مار فلک کے دل پہ سانپ لوٹتا ہے اسی لوہے کا پانی نیزون اوچھلتا ہے اسی مین قہر کا کاٹ ہے یہ وہ موذی بپے اعدا ہے جسکو لہو چاٹنے کی چاٹ ہے غرض اس رات کو ہر طرف مار مار کی پکار تھی ساحرون مین بھی ہر راجہ باسد کی دوہائی کی گھار تھی جنگل کے جنگل سانپون سے سحر کے بھر دیے تھے یہانتک کہ تسمے گھوڑون کی رکاب اور لجام کے سانپ نظر آتے تھے نگاہین جادوگرون نے زہریلی بنائی نہین آنکھ بھر کر دیکھین اور زہر چڑھے وہ پونین نگاہون پر چڑھائی تھین مردم دیدہ پہ ایسا زہر چڑھا تھا کہ جدھر دیکھو بس بویا ہوا نظر آتا تھا خلاصہ یہ کہ جب جسم دہر سے زہر شب دفع ہوا اور مہرۂ آفتاب بصد آب و تاب جسم سپہر پہ لگایا گیا کہ نظم

انداختہ سحر بحنیایان دگر گمند — آمد زمان مستی و رفتے کش نژند

مختل دماغ وے شدہ از جنبش نسیم … سوزاند شعلہ گل حمراش چون سپند

صبحدم مہرخ وبہار بصد جاہ وحشم تخت سحر پر سوار ہو کر مع فوج ساحران و دوران سمت دشت روان ہوئین جلو مین جادوگرنیان چلین اوسوقت اُس ملکۂ ذیشان کی شوکت وحشمت کا زبان جلال سے بھی بیان غیر امکان ہے کہ نظم

سر پہ اک خود دہرے جسپہ بڑی سی کلغی … ڈھال کاندھے پہ پڑی ہاتھ مین شمشیر دودم

زرہ حضرت داؤد گلے مین اوسکے … جبروت اُسکا فریدون فر وجمشید حشم

لمعۂ نور جبین اوسکے سے طالع جون مہر … سب کا سب اسکے مین موجود صنادید عجم

اُسکے افواج کے گھوڑون پہ کیا خوب دھیان … تو وہ فنکارے پڑے پھرتے ہین مثل ضیغم

اُسکی شمشیر کی برش کی ہو کس سے تعریف … گھاٹ پر جسکے رہا خون ہے اعدا کا جم

حلق دشمن کے لیے زہر بھری اسکے ساتھ … صاف اک پرچۂ الماس ہے اور کاسہ سم

ہے وہ ثعبان نہین شعلہ فشان خون آشام … شکل برق وشفق صاعقہ وموج یم

حاصل مرام جاے مصاف پر پہونچکر ٹھہری تھی کہ اسطرف سے حیرت بصد کبر ونخوت فوج ساحران لیے میدان مین آئی پرے جمنے لگے بجلیان گرین جنگل کے درخت جلے بادل سحر کے برسے گرد وغبار صاف ہوا تیار روشت مصاف ہوا اوسوقت اژدہے ایک طرف سے پیدا ہوئے کہ باہم کینچے لڑاتے اور قلہ ہائے چھوڑتے آتے اثر زہر سے اُنکے دھوپ تک سبز نظر آتی تھی باہم لپٹتے پھنکار مارتے تھے جب دشت مین پہونچے یہان صفین درست ہو چکی تھین وہ اژدر جسکے پیٹ مین اظلم ہے سامنے حیرت کے آیا اور اُسنے باہر نکلکر اجازت حرب لیکر پھر اژدہے کے اندر سمایا اور اسیطرح وسط میدان مین پہونچا قلاب آتشین چھوڑے کہ ہر سمت آتشکدہ بنگئے دھوان اُن شعلون کا ایسا پھیلا کہ لشکر مہرخ اندھا ہونے لگا دھوئین سے عاجز ہو کر ہر ایک یا ودود پڑھتا تھا مگر ہاروت وار چاہ مصیبت مین گرا تھا جادوگرنیان زہرہ صورت سحر پڑھکر برج ہنائے چھپے ہوئی تھین فوج مین کھلبلی پڑگئی تھی اوسوقت مہرخ کو کچھ بن نہ آیا جنگ مغلوبہ کا حکم دیکر تخت اپنا آگے بڑھایا ساحران نامی مثل ملکہ بہار ونافرمان وغیرہ کے دود سحر سے عاجز نہ ہوئے تھے ترسول اور ناریل پکڑکر

اژدہوان (ن)

اژدہون پر جا پڑی اوسطرف سے چالیس اژدہے جنکے پیٹ مین ساحر تھے مُنھ پھیلا کر چلے اوسوقت وہ میدان عصائے جناب موسیٰ ہوتا تو فتح ہوتا شعلہاے وہان اژدران سے زمین کرہ نار تھی ہوا شعلہ بار تھی اون شعلون سے دھوان ایسا نکلتا تھا کہ تمام عالم دھوان دھار بنگیا تھا لشکریان مہرخ نے نارنج و ترنج مارنا شروع کیے ہرسمت سے گولے سحر کے لگاتے تھے بجلیان گراتے تھے مگر اژدرون پر اثر نکرتی تھین اور اژدر دم کھینچکر سپاہیون کو نگل لیتے تھے اس ہنگامہ مین ملکہ بہار نے ایک گلدستہ مارا کہ ہواے سرد کے جھونکے پیدا ہوئے اور اُس ہوانے دھوئین کو برطرف کرنا شروع کیا آمد بہار ہوئی آغاز کیفیت لالہ زار ہوئی مگر اظلم کا نام جو اژدر نشین ہے اور یہ اژدر مین جو رہتا ہے اس سبب سے سحر بہار نے تاثیر نکی کیونکہ یون تو ہر ایک ساحر بزور سحر اژدرہا مین جایا کرتا ہے اسپر کیا کیا خصوصیت تھی جو شاہ جادوان نے بھیجا ہے بس یہی اسکے لیے شرف ہو کہ اژدر سحر مین رہتا ہے اور اس اژدر پر سحر نہین اثر کرتا ہے فی الجملہ اسنے سحر بہار یہ کے آثار معلوم کرکے ایسی پھنکار ماری کہ شعلہ آگ نکلے اور چمنستان سحر بہار جلنے لگے سحر جو رد ہوا ملکہ بہار پر غش طاری ہوا خواصین مع اداے پرڈالکرلے بھاگین اسکے ہٹنے سے اژدر مُنھ پھیلا کر چلے معاذ اللہ وہ شعلۂ زہرناک کی لپک ایسی نہ تھی کہ کسیکو تاب ہتی جسم جھلسنے لگے جادوگرنیان نازنین گلفام سیہ تاب ہوگئین حرارت سحر سے بیتاب ہوگئین زہر افعی کا اثر ایسا پھیلا کہ اس چرخ موذی کا بھی جسم نیلا ہوگیا سبزہ نہ تھا اثر سم جسم ارض مین سرایت کرگیا تھا خضرؑ تک زہر مہرہ ڈھونڈھتے تھے دل کوہ سے بھی نیلا نیلا پانی بہتا تھا اژدہے مُنھ کھولے اسطرح نظر آتے تھے کہ میدان مین غار دور سے دکھائی دیتے تھے ایسے ہنگامۂ آفت خیز مین فوج حیرت نے بھی حملہ کیا بجلیان گرا کر ترسول و پنسول پکڑ کر مار مار کہتے آگے بڑھے فوج مہرخ مین بھگدر پڑگئی لشکر بہت سا اندھا ہوچکا تھا اور باقی اس امید پر کہ بارہا آفت آئی ہے پھر خدا نے فضل کیا ہے ٹھہرا ہوا تھا اس حملہ کرنے سے وہ بھی بھاگا اسوقت وہ سردار جو بڑے بہادر تھے لڑنے والے سربکف تھے ملکہ ساتھ رہگئے اور ملکہ مہرخ نے پاے شجاعت مستحکم کیا ہزارہا کو اسنے بھی مارا اسوقت عجب غلغلۂ آفت محشر برپا تھا کہ اثر سم سے صدہا ساحر پھولا سوجا میدان پڑا تھا اور ہزارہا لاشہ نظر آتا برق سحر چمک رہی تھی رعد جادو چیخین مارتا پھرتا تھا مان اوسکی برق تڑپ تڑپ کر گر رہی تھی دھوان سحر کا چھایا تھا۔

آفتاب تاریکی سے گہنایا نظر آتا تھا بہیرون کی صداہائے مہیب کا شور مچا تھا کہ بموجب لمؤلفہ

ہوا اسطرح کھاتی تھی پیچ و تاب ۔۔۔ اڑی جاتی تھی جان ہر شیخ و شاب
دھوان سحر کا تھا یہ چھایا ہوا ۔۔۔ کہ تھا رز زمین چاہ بابل بنا
چمکنا وہ رہ رہ کے وان برق کا ۔۔۔ جلاتا تھا دل خسرو شرق کا
چمکنا اندھیرے مین بجلی کا تھا ۔۔۔ کنہیا کے مُنھ پہ گلال ہے ملا
کہین دوڑتے پھرتے تھے اژدہے ۔۔۔ دہن مثل قعر جہنم کھُلے
ہوا سے جو انگارے تھے گر رہے ۔۔۔ ملک آتشین تیر تھے مار رہے
ہوا تھا فلک اسقدر سنگدل ۔۔۔ برستی تھی ہر سمت پتھر کی سل
کوئی مر کے گرتا تھا جب جادوگر ۔۔۔ تو گوش فلک غل سے ہوتے تھے کر

اس قیامت کبریٰ مین مہرخ اژدر نکر اون اژدہون پہ جا پڑی اور ایسے شعلہ ہائے آتش بار دہن سے نکالے کہ وہ اژدہے پس پا ہوئے اُسوقت اظلم بشکل اژدر سامنے آیا اور پکارا کہ اے نمکحرام اَب کہان جائیگی کیا قدرت سامری کی ہے کہ تو ہمارا سامنا کرتی ہے مہرخ نے جوابدیا کہ او نامرد ازلی تو مجھ عورت سے اتنی بڑی فوج لیکر لڑنے آیا اور پھر اژدر سحر مین بیٹھکر مقابلہ کرتا ہے اسی مُنھ پر دعوے سحر کرنے کا رکھتا ہے دم شجاعت کا بھرتا ہے یہ کلمہ مثل ناوک دلدوز اُسکے دل پر لگا اور کہا مین اکیلے کیا تجھ سے لڑتے ڈرتا ہون اچھا آج مین پھرا جاتا ہون کل اکیلا میدان مین آکر تجھکو باندھکے لیجاؤن گا ملکہ نے کہا اکیلا آئیگا تو وہ جوتیان کھائیگا کہ ہمیشہ یاد کرے گا اِسکو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنے اژدرون کو لیکر پھرا ملکہ حیرت پاس آکر کہا کہ طبل بازگشت بجوائیے مین آج نہ لڑونگا اوسنے کہا کیون بنی ہوئی لڑائی بگاڑتے ہو جی ہارتے ہو اَب باقی کون ہے صرف مہرخ کو مع چند سردارون کے پکڑ لینا ہے اسنے سب حال مہرخ کے طعنہ دینے کا بیان کیا حیرت نے کہا اوسنے تجھکو فریب دیکر اپنی جان بچائی ہے اسوقت دھوکا کھا کر پچھتائیگا غرضکہ ہر چند سمجھایا مگر اوسنے اپنے غرور مین نمانا آخر حیرت نے بخاطر اسکے طبل بازگشت بجوایا اور لشکر لیکر پھری مہرخ نے سجدہ شکر خدا کیا کہ آبرو رہگئی جو سردار کہ باقی تھے اونکو لیکر پھری جو زہر سے سوج گئے تھے انکو اٹھوا لیا اور داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو بالکل برباد دیکھا کہ سب بھاگ گیا ہے بازارین ویران ہین جو

سردار کہ قید ہوگئے ہین انکی بارگاہ مین جگہ سنسان پڑی ہین یہ حال دیکھکر اشک حسرت گرائے اور
ارادہ جان دینے کا مصمم کرکے سحر تیار کرنے کی فکر مین بیٹھی اسوقت عیار کہ لشکر کا حال ابتر دیکھکر
چلے گئے تھے طبل امان کی آواز سنکر آئے بادشاہ لشکر کو بہت پریشان دیکھا سب نے تسکین وتشفی
کی کہ اے ملکہ ہم جاتے ہین اور کام اس ناہنجار کا تمام کرتے ہین یہ کہکر روانہ ہوئے اُسطرف جب
انظلم پھر کر گیا جو اژدر کہ سردارون کو نگل گئے تھے اونھون نے اونکو اُگلا اور حیرت نے حکم دیا
کہ ان سبکو اوسی زندان مین لیجاکر قید کرو جہان ضرغام عیار جسکو گمان نے گرفتار کیا تھا
قید ہے تاکہ وہ بھی اپنے سردارون کا حال سقیم دیکھے اور اپنی رہائی سے مایوس ہو غرض سبکو
لیجاکر قید کیا یہ سب سحر مین مبتلا اور بیہوش ہین جب یہ قید ہوچکے اور لشکر کمر کھول چکا انظلم دیر
تک بیٹھا رہا ملکہ ہی کے ساتھ کھانا کھایا پھر عرض کرکے کہ طبل جنگ آپ بجوائیے گا مین کل اکیلا
لڑون گا یہ کہکر اپنی جگہ پر آکر شکم اژدر مین بیٹھ رہا مگر عیار جو روانہ ہوئے تھے یہ صحرا مین آئے
اور برق نے کہا کہ پہلے مین جاتا ہون تم دونون میری خبر رکھنا یہ کہکر چلا اسکے بعد قران جانسوز
بھی ایک طرف بصورت مبدل روانہ ہوئے لیکن برق مثل ایک ساحر مہیب صورت
کی ایسی بناکر گشت کرتا ہوا اُس جگہ آیا جہان اژدہے میدان مین رہتے ہین یہان دیکھا کہ
اژدہے خاک مین لوٹ رہے ہین خوش فعلیان کرتے ہین اور اونکے مُنھ سے جو شعلہ نکلتا ہے
اوس شعلے سے تصویر پیدا ہوتی ہے وہ نارنج و ترنج متواتر اچھال کر غائب ہوجاتی ہے
پھر اور تصویر پیدا ہوتی ہے ترسول چار طرف گڑے گوگل مرچ سیندور چندن دھوپ دیپ
وغیرہ جلتا ہے ترسولون پر ہار لپٹے ہین کھپر آگ کے جلتے ہین برق یہ تماشا کھڑا دیکھتا
تھا کہ یکایک اژدہے کے اندر سے ایک ساحر سیہ فام خناس سیرت دیو صورت نکلا یہ
اوسکی صورت نحس دیکھکر اول تو خائف ہوا اور چاہا کہ بھاگ جاؤن مگر دل کڑا کرکے کھڑا
رہا وہ اسکے قریب آکر للکارا کہ ارے تو کون ہے برق نے بھی ویسا ہی جواب دیا کہ ابے کیا
پہچانتا نہین جو تو ہے وہ ہم ہین اُسنے کہا ہم چالیس اژدر نشین ہین اکتالیسوان ہمارا افسر ہے
تو کہان سے آیا ہے اچھا اگر تو ہم مین سے ہے تو اژدر تیرے رہنے کا کہان ہے برق اس تقریر سے
ناچار ہوا مگر دلیری سے جواب دیتا ہوا پیچھے تڑپ کر پچاس قدم پہ جاگرا یہ کہتا ہو کہ اژدر بھی ہے

تجھے کیون بتلاؤن اُس ساحر نے جو اسکو پیچھے بھاگتے دیکھا سمجھا کہ یہ کوئی عیار ہے پکارا کہ باش او مکار پہچانا مین نے تجکو برق اتنے عرصے مین کہین کا کہین ہو رہا مگر بسبب میدان ہونے کے سامنا تھا وہ ساحر سمجھا کہ اگر یہان سے سحر کرون مبادا یہ بھی ساحر ہو کو دپھاند کر نکلجائے پس قریب چلون یہ سمجھکر پیچھے دوڑا برق یا تو بھاگا جاتا تھا یا اوسکو آتے دیکھکر سوچا کہ اگر یون ہی سیدھے بھاگے جاؤگے تو وہ سحر پڑھکر پکڑ لیگا لازم ہے کہ کہین چھپ رہو یہ سوچکر ادھر اودھر دیکھا چونکہ میدان تو تھا ہی اور لشکر سے بھی فاصلہ تھا ایک غار وہان نظر آیا یہ اوسمین اُتر گیا وہ ساحر جو پیچھے آتا تھا اوسنے دیکھا کہ یا تو عیار سامنے جاتا تھا غائب ہو گیا پہلے تو یہ سمجھا کہ وہ بھی ساحر تھا بزور سحر چھپ گیا مگر جب غار کے پاس آیا سوچا کہ اِسمین آتر گیا ہوگا یہ سوچ کر جھانکنے لگا تو برق نے وہان حلقہ کمند کا لگا رکھا تھا وہ اسکے گردن مین آگیا اِسنے چاہا کہ سحر پڑھکر اِسکو جلا دون مگر برق اتنی مہلت کب دینے والا تھا اوسنے گردن پھنستے ہی اِس زور سے جھٹکا مارا کہ حلق تالو سے چپک گیا اور آنکھین نکل آئین سحر پڑھنے کے بدلے لڑ بڑ کرتا ہوا ڈھلک کر غار مین گرا برق نے فورًا خنجر سے سر کاٹ ڈالا العیاذ باللہ ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا آگ پتھر برسنے لگے بعد لمحہ کے آواز آئی کہ مارا شراب خوار جادو کو یہان تو ہنگامہ مچا تو لیکن اژدر اسکے رہنے کا میدان مین جلگیا اور ہیرون نے وہان بھی غل مچائی اُٹھا ظلم اور سب ساحر گھبرا کر اژدرہون سے باہر نکل آئے اور ایک دوسرے سے پوچھتا تھا کہ ارے میان خیر تو ہے ایسے باختہ حواس ہوئے کہ اپنے ساتھیون کو نہین شمار کرتے یہ تو حیران کھڑے ہین کہ کوئی آئے تو اوس سے پوچھین یہ غل کیسا تھا اور ان سبکو اپنے سحر پر ایسا ناز ہے کہ یہ مطلق گمان نہین کہ ہم مین سے کوئی مارا گیا ہے غرضکہ یہ تو ٹھہرے ہین مگر وہان برق نے صورت اپنی مثل شکل صرصر کے بنائی لیکن حسن اپنا ایسا دوبالا کیا کہ صرصر نے خواب مین بھی یہ صورت بنائی ہوگی کہ بیت روز ازل سے آج تک صورت آفرین + ممکن نہین کہ چھپ کے تجھے دیکھتا نہو + چنانچہ آگے حال اسکے حسن کا بیان ہوگا اس وقت بعجلت لاش اُس ساحر کی اُٹھا کر اُسی میدان کیطرف چلا یہان سب ساحر حیران کھڑے تھے کہ آواز خلخال پا اون کے کان مین آئی دیکھا کہ ایک عورت بناز و ادا اسطرف آتی ہے کہ جس کی چال

کو دیکھکر یہ کہنا زیبا ہے کہ ہیبت بلا سے ہو پامال سارا زمانہ ٭ نہ آئے اوٹھین پانون رکھنا سنبھلکر ٭ دلہائے عشاق روندتی جب قریب آئی عجیب صورت اُس ماہ آسمان زیبائی کی دکھائی دی **نظم**

گئی آنکھون کے نیچے برق اک کوند ٭ سمند ناز نے ڈالا وہین روند
کہا دل نے یہی دیکھی جو وہ مانگ ٭ کہ ہے یہ رات آدھی کچھ دہا مانگ
حواش و ہوش سب کے ہوگئے تار ٭ ہوئے سب مانگ چوٹی مین گرفتار
بہم آنکھون سے آنکھین لڑگئین خیر ٭ عجائب نرگستان کی ہوئی سیر
نظر آیا وہ مکھڑا آسیب کا سا ٭ بندھا کچھ ڈول وان آسیب کا سا
یہ رخسارون مین اوسکے قمر بہی تھی ٭ ہوئی جس سے خجل اختر بہی تھی
کہو اوسکی جبین کو کسطرح چاند ٭ کہ اوس سے لاکھ حصہ چاند تھا ماند
سہانا تھا کچھ ایسا روپ اوسکا ٭ کہ سایہ چاہتی تھی دھوپ اوسکا
یہ نک سک سے نزاکت مین بھری تھی ٭ کہ بس جو بات تھی اوسکی پری تھی

یہ سب ساحر اوس سراپا فتنہ انگیز کو دیکھکر دنگ کھڑے تھے کہ اُسنے اظلم کو تسلیم کی اور لاش سامنے ڈالدی اسنے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے اُس گلفام نے کہا پہچانیئے یہ آپ ہی کا رفیق ہے جو مارا گیا ہے اِس کلمہ سے اسکو ہوش آیا اور کہا ہان سچ ہے یہ شراب خوار جادو کی لاش ہے اَب سب افسوس کرنے لگے اور اظلم نے پوچھا کہ کچھ معلوم ہے یہ کیونکر مارا گیا اسنے عرض کیا کہ عیار لشکر حریف صحرا مین اسکو قتل کر رہا تھا کہ مین آکر پہونچی مگر کام اسکا تمام ہو چکا تھا مین لاشہ اوٹھا لائی ہون اظلم نے کہا اُس عیار کو کیون نہ گرفتار کیا اُسنے کہا حضور مین صرصر عیارہ شاہ جادوان کی ہون اور سحر نہین جانتی ہون وہ عیار تھا مجھکو دیکھکر نکلگیا ہرچند مین دوڑی مگر ہاتھ نہ آیا اچھا اَب ہوشیار رہیے گا مین جاتی ہون یہ کہکر کولے کا عالم دکھا کر اِس طرح چلی کہ **فرد** خرام ناز تمھارا ابھی ایک آفت ہے ٭ زمین پاؤن تلے سر پہ آسمان ہے ٭ ظالم نے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا کسلیے کہ یہ ساحر رہنے والا کوہ نیلم کا ہے اِسنے نام البتہ سنا ہے صرصر عیارہ کا کیونکہ ہمیشہ اژدر مین رہتا ہے اور یہان جب سے آیا ہے کچھ دیر کے لیے بارگاہ حیرت مین گیا تو کچھ خیال تو کیا نہین کہ عیارہ کون ہین اِس وجہ سے اچھی طرح آگاہ نہین کہ

صرصر کس مرتبہ کی عیارہ ہے اور کیسی صورت رکھتی ہے اسوقت اسکا حسن دلاویز کو دیکھکر
غش ہوگیا اور سمجھا کہ یہ عیارہ تو ہے ہی اسکو بادشاہ طلسم سے مانگ لونگا آج اپنی خدمت مین اسکو
لایا چاہیے پس اسی وجہ سے اُسنے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا **بیت** گرے میری نظرون سے خوبان
عالم ٭ پسند آگئی تیری صورت کچھ ایسی ٭ صرصر نے یہ سُنکر تیوری چڑھائی اور کہا میان ہوش
مین فاحشاؤن سے جاکر ایسی باتین کرو لرصاحب مین سارے طلسم مین ہمیشہ پھرتی ہون جو
ایسی ہی اُدماتی ہوتی تو کاہیکو میری آبرو بچتی نہ صاحب ایسا بدنظر کوئی مردوا مین نے نہین
دیکھا یہ کہکر انگڑائی لیکر گات کو اسطرح دکھایا کہ وہ اُبھرا ہوا جوبن دل گدگدانے والا نظر
آیا یہ ساحر بیچین ہوگیا اور پکار اُفرد مسلتا ہے کوئی دل الٰہی خیر محرم کی ٭ غضب ہے پردے
پردے مین اُبھرنا اونکے جوبن کا ٭ پھر اوس آفت جان کا منت پذیر ہوا کہ اے جان عالم
اتنا خفا نہو ہمکو بھی اپنا جان نثار سمجھو اُس عربدہ جو نے کہا آپ جان اپنی کسی گھر والی پر دیجیے
مجھسے یہ چوچلا تہ کر رکھیے یہ کہکر انگوٹھا دکھایا کہ موئے تیرے دیدون مین خاک مین اور تیرے
قابل اظلم اس ادا کو دیکھکر مرگیا اور اس ماہ پیکر سے لپٹا اوسنے کہا ہان ہان دیکھو مین چیختی ہون
سامری قسم اگر مجھکو ہاتھ لگایا تو تیری جان اور اپنی ایک کردونگی لوگو یہ اندھیر تو دیکھو دن دھاڑے
یہ مردوا سب کے سامنے مجھکو لیے پڑتا ہے کیا بیعزتی ہے پھٹے منھ آگ لگے ایسی مستی کو اظلم
اسکے خفا ہونے سے تو ٹھہرتا ہے مگر دو ایک باتین اسطرح کی کہ یہ مردوا اسکے سامنے لیے پڑتا ہے
سُنکر سمجھتا ہے کہ یہ ناز کرتی ہے اور رہ ناز نین بھی خفگی لگاوٹ آمیز کرتی ہے غرضکہ یہ باتین اسکی
سُنتے ہی اظلم لپٹا تو تھا ہی گود مین اوٹھا کر خیمہ کیطرف لیچلا وہ عشوہ گر تڑپتی ہوئی اور کہتی ہوئی
کہ دیکھو بہت پچھتاؤ گے جو مجھے اکیلے مین لیجاؤ گے میری آبرو تو جا چکی غیر مرد کا ہاتھ لگ چکا مگر تمہاری
بھی جان جائیگی مجھکو کم نہ سمجھنا مین کوئی ایسی ویسی نہین ہون دھجے اڑا دونگی ارے
ایسا نہو کہ کوئی عیار آجائے موئے تو اژدہے مین گھس رہ مجھکو چھوڑ دے اظلم نے ایک نہ سُنا
اور اندر خیمہ کے اوسکو لایا کہا عیار یہان آئیگا تو کیا کرے گا کہ بموجب **بیت** یہ فتنہ آدمی کی خانہ
ویرانی کو کیا کم ہے ٭ ہوئے تم دوست جسکے دشمن اوسکا آسمان کیون ہو ٭ غرض کہ اسکو
مسند پہ بٹھایا اور خیمہ صرف اسکے کھانے پینے کے لیے تو مقرر ہی کیا گیا ہی جو دو ایک آدمی بہر خدمت تھے

انھون

اُنھون نے اِسکے آتے ہی تمغے اپنے لپٹے دکھائے اِسنے کہا تم باہر جاؤ اور دور جا کر ٹھہرو جب بلاؤن اُسوقت آنا وہ سب باہر گئے اور اوسکے رفیق جو اژدہون مین رہتے ہین وہ بعد اسکے پھر شکم اژدر مین سما گئے جب تخلیہ ہوا یہ نازنین کہ برق عیار ہے دل مین سوچا کہ دو بار یعنی زنار اور گمان کو جو قتل کرنے تم آئے تھے تو صرصر آکر خلل انداز ہوئی تھی اور اب بھی ضرور آئے گی اور لشکر یہان سے قریب ہے تمھارے آنے کی خبر حیرت کو ممکن نہین کہ نہ پہونچے پس وہ یا خود آئیگی یا کسیکو بھیجے گی لہذا لازم ہے کہ ایسی تدبیر کرو تاکہ وہ جو آئے تو ذلت پائے اور یہ ساحر بچنے نہ پائے یہ سوچکر چار طرف بھونچک ہو کر دیکھنے لگا اوسوقت یہ حال تھا کہ بیت کبھی وہ آنکھ ادھر سے کبھی شوخی سے اودھر + اک جگہ پاؤن ٹھہرتا نہین ہرجائی کا + اظلم نے یہ حال دیکھکر کہا کہ اے نازک بدن تم حیران حیران چار طرف دیکھتی ہو اوسنے کہا تم کو اپنے مزے سے مطلب ہے تمھین کیا چاہے کسی کی جان جائے یا عزت پر بنے مین عیارہ ہون عیارون سے لشکر حریف کے ہمیشہ لڑا کرتی ہون اور وہ بھی میری تاک مین رہتے ہین جہان مین جاتی ہون وہان پتا لگا کر وہ بھی پہونچتے ہین اظلم نے کہا یہان آئین گے تو مین موجود ہون مجال نہین ہے جو آئین اسنے جواب دیا کہ اُنکو تم پہچان نہ سکو گے وہ میری صورت بنکر آئین گے اور مجھکو عیار بتائین گے اپنے تئین صرصر کہین گے بس تم میرے دشمن جان ہو جاؤ گے اور اودھر عیار مجھکو تم سے سرگرم محبت و اختلاط دیکھکر سب مین بدکارہ و آوارہ مشہور کرینگے یہ کہکر رونے لگی کہ ہائے سامری کیسی میری جان مصیبت مین پڑی کہ جان بھی گئی اور عزت بھی یہ کہکر اس انداز سے ماتھا کوٹا اور حیرت زدہ صورت بنائی کہ اظلم کی جان پر بنگئی اور ہاتھ پکڑ کر ماتھے سے الگ کرنے لگا ہزارون منت کرکے قسمین کھانے لگا کہ اے یار دلنواز اگر عیار افراسیاب بھی بنکر آئے گا جب بھی مین اُسکو گرفتار کرون گا چاہے وہ شاہ طلسم اصلی کیون نہو اور اگر وہ تیری صورت بنکر آئیگا تو بڑی سزا پائیگا غرضکہ برق نے حفظ ماتقدم کرکے خوب اسکو پکا کیا اور ناز و کرشمہ کرنے لگا اسنے اوسکو سرگرم اختلاط دیکھکر بوسہ لینے کے لیے مُنھ بڑھایا اوسنے ایک طمانچہ جمایا اور کہا مُنھ بنوا اُوا سنے طمانچہ کھا کر ہنسدیا اور کہا اے جانی وا اے مایۂ زندگانی بیت جو دل لیا ہے تو پھر عذر کیا ہے بوسہ مین + کرلین دین ہے یہ نقد کچھ اودھار نہین + اِس غارت گرِ جان نے جواب دیا کہ فرد

دل تیرا اور آرزو میری ✤ جان صدقے ہو ایسی حسرت کے ✤ اظلم نے یہ سنکر کہا کہ اے
ستمگر مین اپنا حال کیا بیان کرون کہ شعر مرے دل کے زخمون کو کیا دیکھتے ہو ✤ تمھارے ہین
یہ گل کھلائے ہوئے ✤ یہ کہکر چاہا کہ لپٹ جاؤن اوس زیب انجمن نے اپنے تئین سرکایا اور
جب یہ گرنے لگا تو ہاتھ سے روک کر کہا کہ ذرا سنبھلو ایسے بیخود نہ ہو وہ پھر سنبھلکر بیٹھا اور گویا ہوا کہ
سے جور پر اپنے بہت تھا ناز اُسکو بھی مگر ✤ ہو گیا مضطر تجھے چرخ ستمگر دیکھکر ✤ اب یہان تو یہ ہنگامہ
ناز و انداز گرم ہے مگر وہ ساحر جنکو اپنے خیمہ سے باہر کر دیا تھا اون مین سے ایک بارگاہ ملکہ حیرت
مین گیا اسلیے کہ اُسکو صرصر کی آوارگی دیکھکر حیرت ہوئی کہ ایسی فاحشہ ہو گئی جو ہر ایک سے
آشنائی کرتی ہے پس سوچا کہ ملکہ سے جاکر سب ماجرا بیان کرون غرض کہ جب یہ ملکہ پاس
آیا اوسنے پوچھا کہ کیون آئے اِسنے سب حال صرصر کا بیان کیا صرصر اصلی وہان حاضر تھی
وہ لگی گالیان دینے اُس ساحر نے کہا کہ میری کیا خطا ہے آپ جاکر دیکھیے مین جھوٹ کہتا
ہون یا سچ حیرت نے بھی کہا کہ ہان سچ ہے کوئی عیار تیری صورت بنکر وہان گیا ہے جو اسنے
دیکھا ہے کہتا ہے اِس بیچارے کی کیا خطا ہے اب تو جا اور حال دریافت کر کہ کیا ماجرا ہو رہا ہے
صرصر نے کہا بی بی دو مرتبہ مجھکو ذلت ہو چکی ہے مین نجاؤن گی کسلیے کہ وہان عیار میری صورت
بنکر گیا ہے اور اظلم اُسپر عاشق ہوا ہے اگر مین گئی اور فرض کرو کہ عیار کو مین نے پکڑ لیا مگر وہ
اظلم تو میری صورت اپر عاشق ہے وہ ہوا مستی مین بھرا بیٹھا ہو گا اگر مجھکو دبا بیٹھا تو میری
تو موتی کی سی آبرو پر پانی پھر گیا حیرت نے کہا بی ننھی پھر تمنے عیاری کیون سیکھی تھی جو
اتنا ڈرتی ہو آبرو لیے بیٹھی رہتین چل اب باتین نہ بنا جلد خبر لا صرصر ناچار تابعدار دوڑی
ہوئی چلی گر ادھر اودھر دیکھتی ہوئی کہ راہ مین کوئی عیار نہ ملے ہرچند کہ دو عیار یعنے قران
و چالاک ستوز فکر عیاری مین لشکر کے ہر طرف پھر رہے ہین مگر اسپر اونکا پنجہ قابض نہوا اسلیے
کہ یہ دوڑتی ہوئی بہت ہوشیاری سے درِ خیمہ اظلم پر آئی یہان کے ساحرون نے
جو خدمتی لوگ ہین دیکھا کہ ایک تو صرصر اندر ہے اور دوسری یہ اور آئی بس یہ دیکھکر
پکارے کہ بی بی ذرا ٹھہرو ایک تمھاری صورت کی اور اندر ہے ہمکو کچھ فریب معلوم ہوتا ہے
ہم خبر کر لین تو جانا یہ سنکر صرصر رُکی اور ایک ساحر نے پردہ پاس خیمہ کے جاکر کہا کہ حضور ایک

صرصر اور آئی ہے یہ آواز سُنتے ہی برق نے اظلم کے گلے مین ہاتھ ڈالدیئے اور کہا کیون تیرا جی اسوقت مجھ سے وصل کرنے کو چاہتا ہے اُسنے دل مین کہا کہ اَب یہ مست ہوئی بے اختیار گلے سے لگالیا اور کہا اے جان من مین تجھپر ہزار جان سے فدا ہون اِسنے کہا اَب اُس عیار کی تو خبر لے جو میری صورت بنکر آیا ہے مین نے پہلے ہی کہا تھا کہ مین بدنام ہو جاؤن گی آخر وہی سامنا ہوا اَب مین پوشیدہ ہوئے جاتی ہون اُسکو بلا کر گرفتار کرلے اظلم کو اوسوقت صرصر اصلی کا آنا بہت برا معلوم ہوا لیکن کیا کرتا کسلیے کہ ایک شخص تو آیا چاہتا ہے کیونکر عورت سے ہم بستر ہوتا غرض ناچار معشوقہ کو تو پلنگڑی کے نیچے چھپا دیا اور پکارا جو آتا ہے اُسکو بھیجدو ملازم نے صرصر کو اجازت دی وہ اندر خیمہ کے گئی اوسکو سلام کیا دیکھا تو یہان اور کوئی نہین چارسمت حیران ہوکر دیکھنے لگی کہ وہ عیار جو میری صورت بنکر آیا ہے کہان ہے یہ تو حیرت مین ہے اور اظلم تو پہچانتا نہ تھا اسنے وہی صورت اِسکی دیکھی جیسی عورت اسکے پاس چھپی ہوئی ہے سمجھا کہ بیشک یہ عیار میری معشوقہ کی صورت بنکر آیا ہے یہ سمجھکر پکارا کہ اے صرصر آؤ بیٹھو یہان صرصر نے اسکو غلیان مستی مین دیکھا کہ بیٹا ہے آنکھین سُرخ ہین سمجھی کہ تو پاس گئی اور یہ داب بیٹھا یہ ایسا کچھ سمجھکر پیچھے ہٹی اور کہا ملکہ نے کہا ہے کہ وہ جو میری صورت بنکر آیا ہے وہ عیار ہے اظلم نے دیکھا کہ یہ پیچھے ہٹتی جو جاتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ مجھ سے ڈر کر یہ عیار ہے بھاگا چاہتا ہے بس اَبتو بالکل یقین ہوا کہ یہ ضرور عیار ہے اور اُسیوقت سحر پڑھکر پھونکا کہ صرصر بحس وحرکت ہوگئی اسنے اُٹھکر باندھا اور کہا او ناعیار تو مجھے بھی ایسا ویسا ساحر سمجھا تھا جو دھوکا دینے آیا تھا دیکھ تو مین کس عذاب الیم سے تجھکو ہلاک کرتا ہون صرصر چیخنے لگی کہ ارے کیون دھوکا کھاتا ہے مین اصلی صرصر ہون اسنے ایک نہ سنا اور مارنا شروع کیا اُسوقت صرصر نقلی یعنے برق بھی پلنگ کے نیچے سے نکلا اور پکارا کہ اور ماریئے اس ناعیار کو یہ لوگ بڑے حرامزادے ہین یہ کہکر آپ بھی آکر مارنے لگا طمانچے اور لاتین اور جوتیان خوب مارین جب اظلم فرش پر جاکر بیٹھا برق زدوکوب کرتا ہے جب یہ جاکر بیٹھتا ہے اظلم اُٹھکر مارتا ہے ہرچند وہ چیختی ہے کوئی سماعت نہین کرتا بلکہ یہ چپکے سے برق نے کہا کہ استانی تمنے میری کئی عیاریون مین رخنہ پردازی کی اَب یہی سزا تمھاری ہے بلکہ مین آج تمھاری ناک کٹوالون گا صرصر یہ سُنکر چاہتی ہے کہ چیخے اور کہے کہ دیکھو

یہ مجھسے اسطرح کہتا ہے برق طمانچے مارنے لگتا ہے اور غل مچاتا ہے کہ اوسکا کہنا سمجھ مین نہین آتا
غرضکہ صرصر کی آواز چیختے چیختے پڑگئی اور مار پڑنے سے بدن نیلا ہوگیا کیونکہ یہ شہزادی معشوقہ
نازک اندام جب طمانچہ اسپر پڑا رخسار کہ برنگ گل تھا گل سوسن بنگیا پیرہن ٹکڑے ٹکڑے بال سر کے
نچے برق نے جسم پائین پر ضرب کم لگائی تھین کہ یہ برہنہ نہو جائے غرض کہ جب صرصر
نے دیکھا کہ آج برق مار ڈالے گا بے طرح توپھنس گئی ہے پس اسنے اشارے سے منت
کرنا شروع کیا کہ مجھکو رہا کرا دے مین تیرے مقدمہ مین نہ بولون گی برق کو ازبسکہ اسکا مار ڈالنا
بھی نہین منظور تھا اور اسنے عجز بھی کیا بس اِسنے اظلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آؤ جانے دو یہ عیار
اپنی سزا کو پہونچ گیا ہم تم اِسکے سامنے مزے کرین پھر اسکو مار ڈالین گے اظلم اس گفتگو سے تو
بہت خوش ہوا اور آکر مسند پر بیٹھا برق نے چاہا کہ اسکو شراب پلا کر سامنے صرصر کے مار
ڈالون یہ تو لیکر اسکو بیٹھا لیکن وہان صرصر کو عرصہ جو ہوا حیرت نے بزور سحر حال کو
دریافت کیا ساری کیفیت صرصر کے بندھنے اور پٹنے کی معلوم ہوئی بیتاب ہوکر اوٹھی کہ
مین خود جاؤن جیسی ہی چلی تھی کہ چھینک ہوئی وسواس آیا کہ تو گئی اور اظلم تیرے
ساتھ بھی اسیطرح پیش آیا تو آبرو جاتی رہے گی اور اگر تو نے اوسکو مار ڈالا تو شاہ طلسم سے
رنج ہوگا شہنشاہ اپنے رفیق کے مرنے سے ناراض ہون گے یہ سمجھکر سمک جادو نام اہل
دربار مین سے ایک ساحر کو حکم دیا کہ تم جاؤ اظلم سے کہنا کہ جسکو تنے باندھا ہے یہ صرصر اصلی
ہے اور جسکو لیے بیٹھے ہو وہ عیار ہے یہ حکم سمک سنکر بزور سحر اوڑا اور خیمۂ اظلم مین آکر اوترا
اظلم سمجھا کہ پھر کوئی عیار آیا مگر سمک پکارا کہ او نالائق کیون دیوانہ ہوا ہے یہ جو تیرے پاس کہ
بیٹھا ہے یہ عیار ہے اور جسکو تو نے باندھا ہے یہ صرصر ہے اظلم یہ سنکر اب ہوشیار ہوا اور
برق لگا پیٹنے کہ آگ لگے اِن عیارون کو موئے کیا کیا بہروپ بنا کر آتے ہین ارے اظلم یہ
بھی عیار ہے اظلم اوٹھا کہ مین سمک کو بھی پکڑ لون مگر سمک ساحر زبردست ہے اوسنے سحر
پڑھا کہ عیار تو پہلے ہی بیحس ہوگیا اور اظلم پر بھی بیہوشی طاری ہو اسنے بھی سحر پڑھا کہ اسپر
سے بیہوشی رفع ہوئی اور سوچا کہ عیار کی یہ مجال نہین جو ایسا سحر کرسکے یہ سوچکر اسنے خود سحر
پڑھکر برق کے منھ پہ پھونکا کہ رنگ روغن عیاری چھوٹ گیا اور شکل اصلی ظاہر ہوئی

یہ حال دیکھکر سمک کے پاؤن پر اوٹھکر گرا اور کہا واقعی مین غلطی پر تھا آپ میرا قصور معاف
فرمائین یہ کہکر برق کو اوسنے باندھا اور صرصر کو کھولا اور منت پذیر ہوا کہ بی بی میری خطا
معاف کرو صرصر نے کہا تو ساحر ہوکر ایسا اندھا تھا کہ تو نے مجھکو بے عزت کیا اب مین تیرے خیمہ
مین نہ آؤن گی یہ کہکر روانہ ہوئی اسنے سمک سے کہا کہ تم اس عیار کو خدمت ملکہ مین لیجاؤ مین
اژدر مین جاکر بیٹھتا ہون قسم لو جو باہر نکلون سمک نے کہا یہ مقدمہ عیارون کا ہے تم کسی اور
کے ہاتھ بھیجو مین اس پیچ مین نہ پڑون گا اسنے کہا تو اچھا تم جاکر ملکہ سے کہنا کہ اسکے قتل کرنے
کی نسبت وہ حکم بھیجدین تاکہ مین اسکا سر کاٹ ڈالون سمک نے کہا ہان یہ ہو سکتا ہے
یہ کہکر چلا جب دروازے پر پہونچا یہان قران عیار موجود تھا کسلیے کہ ان دونون عیارون
نے صرصر کو اس خیمہ مین جاتے دیکھا تھا پس اوسکو تو بنایا لیکن آپ ساحر بنکر آئے اور
کہا ہمکو حیرت نے بھیجا ہے ملازمون نے کہا ٹھہریئے اندر مار پڑ رہی ہے ہم اب موقع عرض
کرنے کا نہین پا سکتے غرض کہ یہ ٹھہرے رہے اور سب حال صرصر کا دیکھا اب جو برق
گرفتار ہوا یہ بیقرار ہوئے کہ اس اثنا مین سمک اندر خیمہ سے نکلکر چلا قران نے کہا کہدینا
کہ اظلم مارے گئے سمک یہ کلام سنکر حیران ہوا کہ یہ کیا کہتا ہے قران جست کرکے بھاگ
کر نظر سے غائب ہوگیا سمک سمجھا کہ یہ بھی عیار تھا یہ جان کر بخوف عیاران اڑ کر روانہ ہوا
لیکن قران سب گفتگو اظلم کی سن چکا تھا اسنے صورت بہت جلد اپنی مثل سمک بنائی اور
پشت خیمہ پر آکر جست کرکے اندر گیا اظلم نے اس عرصہ مین خنجر کھینچکر برق کو ذبح کرنا چاہا
ہے صرف انتظار حکم حیرت کر رہا ہے سمک نقلی کو آتے دیکھا ازبسکہ صرصر کو پکڑ کے
ذلیل ہو چکا ہے اسکو سمک اصلی سمجھکر گویا ہوا کہ کیون بھائی پوچھا تھا ملکہ نے اسکے قتل کرنے
کا حکم دیا قران نے کہا یہان آؤ دیوار ہم گوش دارد جو کہا ہے سن لو وہ برق کو چھوڑ کر اسکے
پاس آیا قران نے کہا دیکھو در خیمہ سے کون جھانکتا ہے وہ اودھر دیکھنے لگا قران نے چمک
کر سر پر اس زور سے بغدہ مارا کہ سر اوسکا شق ہوا تیورا کر گرا اسنے سر کاٹ لیا غل وشور
اور تاریکی ہوگئی وہ اژدہے جو میدان مین پھر رہے تھے وہ اسکے سحر سے بنائے تھے سب
جل گئے اور اوسکے پیٹ سے ساحر نکلکر گھبرا کے بھاگے ملازم وغیرہ خیمہ چھوڑ کر ایک طرف کو

بھاگے کہ یہ کیا آفت آئی عیار یعنی قران و برق خیمہ مین آگ لگا کر لوٹے کر کے بھاگے ہنگامہ برپا ہوا کہ مارا اظلم اژدر نشین کو یہان تو یہ ہنگامہ ہوا وہان صرصر اور سمک ملکہ حیرت سے سب کہہ رہے تھے کہ یکایک غلغلہ برپا ہوا ملکہ نے گھبرا کر کہا ارے خبر تو لو یہ کیا ماجرا ہے لوگ چلے تھے کہ ملازم اور ساحر بھاگے ہوئے آئے پکارے کہ اے ملکہ اظلم مارے گئے ملکہ نے زانو پر ہاتھ مارا افسوس کر ہی رہی تھی کہ یکایک پھر غوغا بلند ہوا یعنے جب یہ ساحر مارا گیا تو سردار جو قید تھے اور اونھین کے ساتھ ضرغام عیار بھی قید تھا وہ سب رہا ہو کر آئے اور لشکر حیرت پر گولے سحر کے مارنے لگے لشکری بھی ہوشیار ہو کر کمر بندی کر کے آمادۂ جنگ ہوئے لیکن سردارون نے نارنج ترنج سے غفلت مین دو تین سو کو مار کر اپنے لشکر کیطرف چلے گئے اور یہ غل جو حیرت نے سُنا ساحرون کے مرنے سے بیرون کا شور تھا یہ گھبرا کر باہر کو نکل آئے دیکھا لشکر مسلح و مکمل ہے مگر حریف کوئی نہین اسنے افسرون کو بُلا کر حال رہا ہونے لشکریان مخالف کا سُنا اور فوج کو اُترنے کا حکم دیا پھر آپ بارگاہ مین گئی اور لاش اظلم اُٹھا منگائی اون ساحرون کو سمت شاہ طلسم روانہ کیا اور لاش کے ساتھ عریضہ مشتمل حالات قتل اوسکے لکھکر بھیجا اسطرف سب سردار مع عیارون کے خدمت مہرخ مین آئے ملکہ نے ہر ایک کو خلعت دیا اور جشن کیا جلسۂ عشرت آغاز ہوا مگر ساحر لاش اور عریضۂ حیرت لیے پار دریاے خون روان کے آئے شاہ جادوان طلسم باطن مین کنارے ایک دریاے زخار کے شکار ماہی کھیلتا تھا اور وزیر امیر افسران لشکر خدمت مین حاضر تھے سترہ سو نازنینان حور حور چہرہ و قمر رخسار دُر در گوش جواہر پوش میخانہ لیے کاروبار کے لیے سامنے سامنے کھڑی تھین بجرے دریا مین پڑے تھے ناچ ہوتا تھا ماہی گیر دام ڈالے تھے ہشت پڑی تھی خلاصہ یہ کہ عجب عشرت کی گھڑی تھی یہ ساحر حال بادشاہ کا دریافت کر کے اسی دریا پر آئے اور عرضی دی لاش دکھائی بادشاہ کماہی حقیقت حال پر آگاہی پاکر غریق بحر غم ہوا اور وہ ہنگامۂ عشرت مبدل بہ ماتم ہوا کف افسوس ملکر پکارا کہ ہائے غضب کیسا اندھیر ان عیارون نے برپا کر رکھا ہے اب کسکو بھیجون اور کیا کرون یہ کلمات تاسف سُنکر باغبان قدرت نے عرض کیا کہ حضور کچھ رنج نہ فرمائین غلام جانبازی کو حاضر ہے

شاہ جادوان نے کہا اگر اسیطرح دشمنون سے لڑائی کا سامان رہا تو مجھکو خود لڑنے جانا ہوگا پس تم لوگ رکن سلطنت ہو میرے ساتھ چلکر لڑنا تمکو اُسی دن کے لیے رکھا ہے مگر ای باغبان مین یہ حیران ہون کہ مصور مرشد زادے نے ہمیشہ چلہ کشی مین گذرانی تصویرین کھینچا کیے کچھ اُنسے آجتک مطلب برآری نہوئی مینے تو اسلیے اونکو بلایا تھا کہ کام دشمنون کا تمام کر دینگے مگر جب وہ لڑتے ہین ذلت اُٹھین ہوتی ہے مین اب اس جنگ کو اُنھین کے محول کرتا ہون اور خود فکر قتل طلسم کشا کرتا ہون اگر اب بھی کچھ اونسے نہوسکا تو اونکو رخصت کر دونگا کیونکہ بیت اندازہ

خوب و زشت اپنے زمانے مین نہین ✤ ایک سا ہے آہوے مست و سگ دیوانہ آج ✤

باغبان یہ تقریر بادشاہ کی سنکر خاموش ہو رہا اور شاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ اے خاتون من تم مرشد زادے سے میری جانب سے کہنا کہ آپ کا چلہ کب پورا ہوگا اور مقابلہ کس زمانے مین کیجیے گا فی الحال جب تک مین تیاری قتل اسد کرون حضور حریف سے جنگ کر کے استیصال دشمنان کر دین اب یہ جنگ آپ ہی کے سپرد ہے مین اور بھی ساحر ہمراہ رکاب جناب ہونے کو بھیجونگا یہ نامہ تیلا سحر کا لیکر حیرت پاس آیا اُسنے جب بارگاہ مین مصور آیا اُسکو دکھایا وہ نامہ پڑھکر کے لاف و گزاف کرنے لگا کہ شاہ مجھکو طعنہ آمیز نامہ لکھتے ہین واقعی مجھسے چلہ کشی مین دیر ہوئی کہ مین لڑا نہین لکھنا اونکا جاسے ہے لیکن ایک سحر مینے تیار کیا ہے کہ سب عیارون کو پھلون کیطرح درختون مین لٹکا دونگا یہ تو بیٹھا فخر کرتا تھا اور عیارون کا حال یہ تھا کہ اظلم کو مار کے جو بارگاہ مین ابھی گئے بعد خبر وغیرہ کہنے کے باہم مشورہ کیا کہ بارگاہ حیرت مین چلکر دیکھین اب کیا سامان ہے اور کون ہمسے لڑنے آتا ہے غرضکہ روانہ ہوئے اونمین سے برق خدمتگار کیصورت بنکر بارگاہ مین آیا اور سر پر مصور کے رومال جھلنے لگا اس اثنا مین نامہ آیا جب اوسنے نامہ پڑھ لیا اسنے بھی پشت پر تو کھڑا ہی تھا سب مضمون دریافت کر لیا اور جب مصور نے لاف زنی کی اسنے کہا ابے کیا جھک مارتا ہے جو خدا تعالے چاہیگا وہ ہوگا تو عیارون کو درخت مین کب لٹکا سکے گا یہ کلام مصور نے جو سُنا چاہا کہ پھر کر دیکھے لیکن حیرت حاضر دربار تھی اور مار کھا چکی ہے اسوجہ سے خوف زدہ تھی اُسنے حیرت سے کہا کہ یہ برق عیار ہے جلد گرفتار کیجیے برق اُسکا اشارہ دیکھکر جست کر کے یہ کہتا ہوا سراپچہ پھاند گیا کہ دیوانی ہوئی ہے

ہم سب ساتھ آتے ہین یہ کہکر بھاگتا ہوا اپنے لشکر مین آیا اور مہرخ سے نامہ آنے کا حال اور تقریر مصور سب بیان کی بہار نے کہا اے برق اتنے ساحرون کو تمنے مارا اس بھڑوے کو مین سزا دون گی ہرچند کہ یہ قتل تو ہوگا لیکن دیوانہ نہ بنایا تو نام اپنا بہار نرکھا مہرخ نے کہا ہین ہین تم ملکر اسکو سزا دون ایک دن تم دیوانہ بناؤ ایک دن مین سڑی کرون بہار نے کہا اچھا مین سحر تیار کرنے جاتی ہون کیونکہ وہ موا نبیرۂ سامری ہے مقابلہ اُسکا سخت ہے ابھی سے فکر کر رکھون یہ کہکر دربار سے اُٹھ گئی اور مہرخ بھی فکر تیاری سحر کرنے لگی لیکن وہان جب برق جواب سخت دیکر بھاگا مصور نے پوچھا کہ یہ کون بے ادب تھا جو اسطرح کے کلام کر گیا حیرت نے کہا کہ سوائے عیارون کے اور کون ہوگا برق عیار تھا جو آپ کو جواب دے گیا کیا کہون یہ پیچھا ہی نہین چھوڑتے ہمزاد کی طرح ہر وقت ساتھ رہتے ہین مصور نے کہا اب مین سب کو غارت کیے دیتا ہون آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے مین بھی سحر تیار کرنے جاتا ہون یہ کہکر اوٹھ گیا اب یہ جبتک سحر تیار کرے اسوقت تک حال مہمانان طلسم کوکب یعنی عمرو محمور کا ذکر ہوتا ہے کہ عرض لکھون اک نئے رنگ کی داستان ✤ عمر کے ہوگانے کا جسمین بیان ✤ زمزمہ پردازان مقال و ترنم سرایان حال اسطرح نغمہ سنج عشرت بصد مسرت ہین کہ وہ سرشار مے الفت یعنی ملکہ محمور ہمراہ نقلی عمر کے بصد عشرت و سرور ایک باغ مین ساکن ہے اور عمر اصلی ہمراہ ملکہ بران زینت فزاے انجمن ہے تمام شہزادیان اور ناظمان ملک حاضر ہین دورۂ جام بادۂ احمر متواتر ہین ناچ ہر روز سامنے ہوتا ہے تماشا طلسم کا خواجہ کو دکھایا جاتا ہے محجلس آکر روز خواجہ کی گود مین بیٹھی رہتی ہے اور تتلا تتلا کر باتین کرتی ہے اک دن جب چمنستان دہر سے گل خورشید رنگ مہر پژمردہ ہوا اور چاندنی کا پھول گلشن فلک پر کھلا عالم خاک کو خلعت نور عنایت ہوا کہ ابیات

چڑھا اس جوش پر دریاے مہتاب
ڈھلکنے یون لگے سب برج سے ٹپکے

کہ کوسون تک بھرا سیلاب سیماب
کہ ہوئین جسطرح چاندی کے تھکے

بران نے خواجہ کو چبوترہ پر جو بیچ باغ مین تعمیر ہے جواہر کار و بے نظیر ہے لاکر فرش مکلف پر بٹھایا گرد اس چبوترہ کے کرسیون پر شہزادیان محفل آرا ہوئین سامنے پریون کا مجمع تھا عجب طرح کا باغ رشک بہشت گلبدنون کے جماؤ سے لگا تھا کہ جسپر خاطر رضوان بھی فریفتہ او رشیدا تھا لمؤلفہ

وہ جلسہ گلرخون کا اور وہ باغ / دل رضوان مین جسکے عشق کا داغ
جواہر کار نورانی تھا وہ فرش / چمک جسکی زمین سے لیکے تا عرش
ضیا افروز محفل روشنی تھی / جو چشم مہ کو دیتی خیرہ گی تھی
عجب وہ انجمن اک نور کی تھی / ہر اک گلرو کی صورت حور کی تھی
کوئی نازو ادا مین تھا یگانہ / کوئی تھی آفت جان زمانہ
کسی نے لب پہ تھی لالی جمائی / دل گلشن مین آتش تھی لگائی
کسی نے اوڑھکر دھانی دوپٹا / ملایا خاک مین سبزے کا دل تھا

غرضکہ اسی جلسۂ عیش و طرب مین چند ساحر فرستادہ شاہ کوکب آئے خواجہ کو تسلیم کی اور چالیس کشتیان پیشکش کین عرض کیا کہ شہنشاہ کوکب نے بھیجی ہین وہ کشتیان جواہر اور میوے سے بھری تھین خواجہ نے وہ جواہر زنبیل مین رکھا اور میوہ کچھ آپ کھایا اور کچھ مجلس کو کھلایا پھر کہا یہ تحفہ ہمارے دوست کا یادگار رہیگا یہ کہکر میوہ بھی زنبیل مین رکھا اوسوقت عجب سمان بندھا تھا جام شراب اور رقص بتان نے ہر ایک کو محو حیرت کیا تھا اسوقت مجلس کہ خواجہ سے کمال گستاخ ہے گود مین بیٹھے بیٹھے گردن مین ہاتھ ڈالکر گویا ہوئی کہ میرے پیارے پیارے چچا میرے اچھے اچھے خواجہ مین تمھارے صدقے مین ہو کر مرجاؤن مین نے تمھارے گانے کی بہت تعریف سنی ہے اور بانسری بجانے مین تم اپنے وقت کے کنھیا ہو ہمین بھی اپنا گانا سناؤ یہ کہکر تتلا تتلا کر ہٹ کرنے لگی کہ یا اللہ کیا ہوگا جو آپ گائیے گا کچھ منھ کے موتی ٹوٹ جائین گے یہ کہتی جاتی ہے اور ٹھنکتی ہے ننھے ننھے ہاتھون سے بلائین لیتی ہے بران نے یہ حال دیکھکر گھرکا کہ کیون تو خواجہ سلامت کو دق کرتی ہے تیری کچھ شامت تو نہین آئی ہے اپنے برابر والا سمجھی موئی ٹانگ برابر کی چھوکری اور اونکو کھپائے گانے کی فرمایش کرے مجلس گھرکنے سے بسور کر رونے لگی خواجہ نے کہا اے ملکہ آپ بچون کو گھرکا کیجیے مجھکو لڑکون کا رونا بہت شاق گذرتا ہے بران نے یہ ترحم بر حال مجلس دیکھکر موقع جسارت فرمائش سرود پایا عرض کیا کہ یہ چھوکری تو یون باز نہ آئیگی جبتک آپ کچھ نہ فرمائین گے یہ روئے جائیگی اسکی خاطر سے اور نیز مجھ کنیز کے عرض کرنے سے کہ یہ حقیرہ بھی کمال ہی مشتاق ہے آپ کچھ شغل فرمائین وسر عزت میرا آسمان پر پہونچائین کہ قرو

نسیم فضل و کرم مین تیرے وہ ہے بو باس ✤ نہ پہونچے گرد کو جسکے کبھی شمیم مسیح ✤ عمر نے یہ منت کرنا دیکھکر کہا کہ اے ملکہ مین رنجیدہ خاطر از دست افراسیاب ہون فکر سے بیتاب ہون اس حال مین مجھ سے گانا بجایا نہ جائیگا انشاء اللہ بعد فتح طلسم ہوش ربا مین آپ کی دعوت کرونگا اور اپنا گانا بھی سناؤنگا ملکہ نے کہا آپ کو اختیار ہے لیکن یہ لڑکی رونا موقوف نہ کریگی روکر جل تھل بھرے گی امید کہ اسکی خاطر سے آج بھی کچھ گائیے اور مجھکو ممنون منت فرمائیے کہ بیت زتو اے کریم خلقی جبلیہ شاد باشد ✤ دل ہمچو من گدائے زچہ نامراد باشد ✤ یہ کہکر مجلس کو اشارہ کیا کہ وہ عمر کے گلے سے لپٹی اور بلائین لینے لگی اسکو کچھ بن نہ آیا آخر سازندون کو ساز ملانے کا حکم دیا اور زنبیل سے وہ بانسری جواہر جڑی جو پردہ قاف مین ملکہ حور چہرۂ اختر جبین نے دی تھی نکالی اُسوقت بران نے کہا خواجہ آپکے گانے کا یہان لطف نہ ملیگا چلیے ہم آپ کو نیرنگ طلسمات دکھائین اور گانا سُنتے جائین یہ کہکر اوٹھی اور بارہ دری مین باغ کی آئی بارہ دری مین ہشت درجے بنے تھے اون سب شہزادیان اور ناظمان طلسم کو اُٹھایا اور آپ خواجہ کو لیکر شہ نشین پر بیٹھی سامنے اُسکے دو درجے اور بنے تھے اُنکے دروازے بند تھے ملکہ نے اون مین سے ایک دروازہ کھولا دروازہ کھلتے ہی شمیم روح پرور کا جھونکا آیا کہ دماغ جان معطر ہوگیا عمر نے دیکھا کہ اس درجے مین ایسا گلشن عشرت دہ وبخش گلزار ارشاد بنا ہے کہ جسکے عشق مین رنگ رخسار شاہد بہار پریدہ ہے گل گلزار بہشت وہان کے گلبونہ گریبان چاک کرین مہندی کی سبزی دیکھکر سبزہ رنگان دہر حسرت سے برنگ بسمل خون مین تڑپین نہرین وہان کی اپنی لطافت اور صفائی کو بصورت اشک چشم غم رسیدہ بنائین سرو اُس جگہ کے شمشاد قامتان روزگار کو غلام بھی نہ بنائین بسان قمری طوق محبت مین اسیر کرکے دنیا سے آزاد فرمائین نگاہ چشم نرگس شہلا سے وہ رنگ مستی ٹپکتا تھا گویا جام بادہ چھلکتا تھا دامن نگاہ سے گلستان دہر کے جو گل اُس گلشن کے روبرو گر گئے تھے تو گلون کے لچھن جھڑ گئے تھے سبحان اللہ عکس فروغ لالۂ حمرائے کاسہ ماہ کو پر از نور کیا تھا کواکب کو نور سے معمور کیا تھا کہ نظم

در بر گیا شقائق نعمان کشید سر ✤ باد بہار بر تو خود در چمن فگند
افروخت شعلہ لالہ احمر چو در چمن ✤ از باغ در گذشت خزان مثل دردمند
گسترد فرش سبزہ زمرد بہر طرف ✤ وضع شگوفہ زار چمن گشت دلپسند

زروشت وش عنادل بستان بزمزمہ مشغول در مسائل پاژند و درس ژند

عمر اس باغ کو دیکھکر متحیر تھا کہ ملکہ نے اسی درجہ کا دوسرا دروازہ کھولا خواجہ نے دیکھا کہ اس دروازے سے کوہستان طلسم نظر آتے ہین زمرد کوہ و یاقوت کوہ و فیروزہ کوہ وغیرہ سب دکھائی دیتے ہین اُن پر جواہر کے مکان اور بنگلہ بنے ہین سبزہ لگا ہے طائران خوش الحان زمزمہ پیرائی کرتی ہین مور جھنگارتے ہین پپیہے اور کویل کوکین مارتے ہین کہ بمقتضاے مؤلف

کوہ بلور کا تھا ایسا نور	جل بجھا جسکے غم مین کوہ طور
کوہ یاقوت دشت سبز مین تھا	چرخ اخضر پہ مہر تھا نکلا
طائرون کی صدا تھی خوش آیند	نخل طوبی سے رکھتے تھے پیوند
سبزۂ دشت تھا وہ خوش آئین	سنبلہ بھی ہو جسکا خوشہ چین

بعد دیکھنے کوہستان کے اُسی درجہ کا تیسرا دروازہ ملکہ نے کھولا یہان سے سارا قلعہ ہفت رنگ نظر آیا کہ بازارین کھلین ہین رعایا دلشاد ہر سمت پھرتی ہے غرضکہ اسیطرح ہر دروازہ ملکہ نے دونون درجون کا وا کیا اور ہر ایک مین نیا تماشا نظر آیا کسی مین صحراے پر بہار دیکھا کسی مین دریاے زخار بہتے پایا عمر نے دل مین تعجب کیا کہ واقعی اس محلسرا مین تمام طلسم موجود ہے کیا قدرت رب ودود ہے حاصل یہ کہ ملکہ مسند پر کہنی رکھکر بیٹھی اور خواجہ نے مُنھ سے نے لگائی سب خواجہ کا شغل دیکھ رہے ہین کہ دیکھین کیا کرتے ہین لیکن اسنے نے نوازی کرنا آغاز کی اور یہ غزل آتش کی اسطرح گائی کہ ساری بزم محو ہو گئی غزل

بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج	داغ سودا ہمکو دیتا ہے جنون نذرانہ آج
تیرے کوچہ کا ہے اے خانہ خراب اشیانہ آج	شیخ کعبہ چھوڑتا ہے برہمن بتخانہ آج
جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل	عقل کل کہیے اوسے جو کوئی ہے دیوانہ آج
آمد آمد اُس سراپا نور کی ہے بزم مین	شمع اُڑ جائین جو ہاتھ آئے پر پروانہ آج
ہمنشین کہتے ہین ذکر عیش نصف عیش ہے	مین کہون تو سُن جمال یار کا افسانہ آج
تلوے سہلاتی ہین پریان خانہ زنجیر مین	وقت کا اپنے سلیمان ہے ترا دیوانہ آج
مجھسے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہے شراب	دیکھتا ہون مین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج

میرے مرنیکی دعا مانگے وہ بت پڑھکر نماز
کسطرح جاکر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج

وصل کی شب ہے کہان ساقی تکلف برطرف
مین اٹھین پیمانہ دون تم مجھکو دو پیمانہ آج

دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشہ مین بند
بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج

نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہے آتش نڈر
شاہ مردانؑ سے طلب کر ہمت مردانہ آج

اس گانے سے اہل انجمن کیا شجر و در و طائر وغیرہ سب سناٹے مین آگئے نہرون سے مچھلیان کنارے آکر بسان ماہی بے آب لوٹنے لگے لہرین جھوم کر چلتی تھین جانوران گلشن خوش الحانی بھولکر ادہر کان لگائے تھے اور بعض آشیانہ سے گر کر تڑپتے تھے بلبل کی زبان بند تھی دام تسلسل راگ مین پابند تھی گل صد برگ کا رنگ زرد ہوا تھا چشم نرگس حیران تھی زلف سنبل پریشان تھی داؤدی الحان داؤدی سنکر سفید ہوئی تھی گویا ہونے سے پشیمان تھی لالہ کا دل داغدار تھا موتیا گوہر نثار کرنے پر کیا خواجہ کا منھ موتیون سے بھرنے پر تیار تھا بیلا اپنا البیلا پن بھولا تھا راگ سنکر ایسا مسرور ہوا کہ پھولا تھا سرو سکتہ تھا ہر چند برنگ مصرعۂ موزون بنا تھا نظم

اُٹھی دل سے پہاڑ کے ہوک
صحرا صحرا مین پڑ گئی کوک

جنگل مین مچگیا جو منگل
وان گونج اُٹھا تمام جنگل

اُچھلا سیمرغ بھی ہوا پر
بالیدگی آگئی ہما پر

رگڑی بہتون نے ایڑیان وان
ٹوٹین لاکھون ہی بیڑیان وان

دریا کے مُنھ پہ آگیا کف
باندھی مرغابیون نے اِک صف

لی باد بہار نے پھریری
سانس ایک بھری صبا نے گہری

جب تھم نہ سکی ہنسی وہ مطلق
سینہ ہوئے ہر انار کے شق

نیلا سوسن کا ہوگیا رنگ
تبدیل چمن کا ہوگیا رنگ

انواع طیور مین ہوا غُل
لپٹی ہر شاخ گل سے سنبل

گل شبو نے بھرا دم سرد
صد برگ کا چہرہ ہوگیا زرد

جو سرو پر بیٹھی فاختہ تھی
سو وہ بھی حواس باختہ تھی

رقصان طاؤس خوشنما تھا
ایسا ہی قصۂ ہما تھا

جاری ہوئی اک نشاط کی نہر | لہرا اُٹھی سرور کی لہر

بعد کچھ عرصے کے خواجہ نے بانسری زنبیل مین رکھ لی اور چپ ہو رہا بران و مجلس وغیرہ تا دیر اشک ریزان عالم محویت مین رہین جب ہوش مین آئین مجلس اُٹھکر لپٹ گئی اور کہا کہ خواجہ از برائے خدا نیم بسمل نہ چھوڑیے اکی پھر گایئے یہ کہکر منت کرنے لگی عمر سمجھا کہ یہی وقت اپنے حال بیان کرنے کا ہے یہ سمجھکر تھوڑی دیر پھر گایا اور نے کو ہاتھ سے رکھکر گویا ہوا کہ خاک گاؤن میرا فرزند شہزادہ اسد تو قید ہے خدا جانے میرے ہمراہیون پر افراسیاب نے کیا آفت کی ہو گی یہ کہکر اشک آنکھون مین بھر لایا بران نے تسکین دی کہ انشاء اللہ آپ کو مع فوج قاہرہ والد میرے اُس موذی کی سرکوبی کو بھیجینگے اور مین بھی آپ کے ساتھ چلونگی عمر نے کہا اے ملکہ آپ کے تفقدات سے مجھے ایسی ہی امید ہے لیکن میرا دل اور اسوجہ سے زیادہ گھبراتا ہے محمور جو ہر وقت مجھکو تسکین و تسلی دیتی تھی وہ بھی یہان آکر چھوٹ گئی ملکہ نے کہا مین ابھی آپ کو اُس سے ملائے دیتی ہون اور اوسکو بلائے لیتی ہون یہ کہکر حکم دیا کہ محمور کو حاضر کرو ساحر دوڑے اور اُسی باغ مین جہان عمر کے ہمشیرہ پاس محمور رہے پہونچکر عرض کیا کہ چلیے آپ کو ملکہ بران نے بلایا ہے محمور یہ پیام سُنکر سمجھی کہ تجھ کو ساحرہ یعنے اپنا ہم پیشہ اور معزز جانکر پہلے طلب کیا ہے جب تو جاکر سفارش خواجہ کی کریگی تو انکی بھی طلب ہو گی یہ سوچکر نقلی عمر سے کہا کہ خواجہ دیکھیے ہمسے اور ہمتے اُب کب ملاقات ہوتی ہے خواجہ نقلی نے جواب دیا کہ تم چلو مین بھی آرہونگا یہ تخت سحر پر سوار ہوئی کہ یکایک ایک آواز آئی کہ پشت باغ کیطرف کا دروازہ واکر کے اے محمور دیکھو تخت پر نہ سوار ہو اسنے یہ آواز سنکر استعجاب کیا اور تخت سے اوترکر در پشت باغ وا کیا اندر گئی دیکھا یہان بھی دربار لگا ہے پریزادون کا مجمع ہے شہ نشین پر بارہ دری کے ہمراہ بران عمر بیٹھا ہے حیران ہوئی کہ ایک عمر کے پاس سے مین آئی ہون اور دوسرا یہان موجود ہے پھر سمجھی کہ بادشاہ طلسم یہان کا ہمکو عجائبات دکھاتا ہے وہ عمر نہ تھا یہ عمر اصلی ہے اور مجھ سے پہلے بلا لیا گیا ہے خیر شکر ہے کہ محنت تو ٹھکانے لگی غرضکہ آگے بڑھی اور سامنے ملکہ کے آکر سلام کیا عمر اُٹھ کھڑا ہوا اسکی خاطر سے ملکہ اور سب اُٹھکر

بغلگیر ہوئے پھر مہمان عزیز جانکر برابر اپنے بٹھایا مخمور نے کہا خواجہ ابھی ہم تم ایک جگہ تھے
اور یہان تم اسطرح بغلگیر ہوئے جیسے بہت دنون سے جدا تھے عمر نے یہ بات سُنکر تعجب کیا
اور کہا جب سے تم چبوترے پر سے الگ ہوئین مجھ سے آج ملاقات ہوئی ہے یہ کہکر اپنے آنے کا
سب حال بیان کیا مخمور نے کیفیت اپنی ظاہر کی جب دونون غرق بحر تعجب ہوئے بران نے
کہا خواجہ میرے باپ کو آپ کا استقبال مجھکو مع ناظمان طلسم بھیجکر کرانا منظور تھا اسلیے انکو الگ
کرلیا تھا کیونکہ یہ ایک ناظمہ طلسم ہوش ربا تھین اس جلال و عزت سے پیشوائی انکی نامناسب
سمجھی گئی یہ تقریر سنکر عمر خاموش ہو رہا مگر مجلس نے کہا کہ ملکہ مخمور کی صورت دیکھکر مجھکو یاد
آیا کہ مین نے پتلا چنین اپنی لونڈی کے پکڑنے کو بھیجا تھا وہ مُوا اتبک نہ آیا نہین معلوم کیا
ماجرا گزرا یہ کہکر اپنی مان عمران جادو سے کہا کہ باجی امان ایک پتلا آپ بنا کر خبر کو بھیجیے
دیکھیے وہ کیا خبر لاتا ہے اسکی مادر نے بموجب اسکے کہنے کے پتلا آرد ماش بنایا اور پیر سحر کا
اُسمین بٹھا کر روانہ کیا بعد اسکے جانے کے عمر نے مخمور سے کہا کہ ہمکو یہان کا ایک ساحر پکڑ لیگیا
تھا یہ کہکر حال چور وغیرہ کا بیان کیا چور کا نام سنکر بران نے کہا خواجہ آپ نے خوب یاد
دلایا وہ چور جو آپ کے ساتھ آیا تھا دار العمارۂ شاہی مین میرے ملازمون نے فرد کش کیا
ہے اُسکے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہے عمر نے کہا اُسکو ملک چرخ رو مین تن عنایت کرکے
رخصت فرمائیے ملکہ نے کہا چرخ کو نکالیے تاکہ دیوان اوسکا سمجھا جائے عمر نے اُسکو زنبیل سے
نکالا اسکو بڑا تعجب ہوا کہ عمر گھر سے زندہ آدمی نکالتے ہین غرض سب نے دیکھا کہ چرخ کی زبان
مین سوزن دیا ہے لنگوٹی بندھی ہے سارا جسم ننگا ہے اور بیہوش پڑا ہے بران نے فرمایا
کہ سوزن نکال لیجیے اور اسکو ہوشیار کیجیے عمر نے کہا سوزن نکالنے سے یہ ساحر ہے ضرر
پہونچائے یا بھاگ جائے تو مین نہین جانتا ملکہ نے کہا کیا مجال جو میرے سامنے سے کہین جاسکے
خواجہ نے اُسکو ہوشیار کیا اور سوزن نکال لیا اُسکی جب آنکھ کھلی عمر کو دیکھکر چاہا کہ بھاگ جاوے ان
بران نے ایک پھول گلاب کا گلدستون مین سے جو بہر زینت بزم رکھے تھے اُٹھا کر مارا اور
حکم کیا جانے نپائے اُس پھول کی پنکھڑیان بکھر کر چار طرف سے بسان تیر آتشین اوسپر
چلین وہ بھی ساحر زبردست ہے اُسنے سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ پنکھڑیان مرجھا کر گر پڑین پھر تو وہ غصہ

ملکہ کو آیا کہ ایک پانوٗن سے کھڑی ہوگئی مُنھہ مثل گل گلاب سُرخ ہوگیا لب نازک برنگ برگ بید تھرانے لگے آنکھین لال ہوگیئن شاہد مردم یاقوت پوش ہوئے اور دونون ہاتھ سر سے بلند کیے جیسے کوئی انگڑائی لے اوسوقت اوس سفاک عالم کے حسن کی یہ کیفیت تھی کہ

بیت ہاتھہ ہے ہالہ مہ روئے منور کے گرد + ڈہنگ دنیا سے جدا ہے تری انگڑائی کا +

ہاتھ بلند ہوتے ہی چار سَو تیلہ تیر و کمان لیے ہوا سے اُترا چرخ بزور سحر اُڑکر بلند ہوا تھا کہ تیر چارسو ایک ہی مرتبہ تیلون نے مارے جسم سارا اُسکا غربال ہوگیا وہ خطا گرفتہ گوشہ گیر دامن اجل ہوا بیر اُسکے چلانے لگے ملکہ نے لاش اوسکی کھنچوا کر پھکوا دی اور چند کشتیان خلعت کی درست کرا کے مع تاج مرصع اور فرمان حکومت کے چور کے پاس بھیجین ملازمان ملکہ جب چور کے پاس لائے وہ منتظر تھا کہ دیکھیے خواجہ سے کب ملاقات ہو اسوقت خلعت دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا ہے ملازمون نے عرض کیا کہ خواجہ صاحب نے یہ خلعت و فرمان حکومت قلعہ چرخ آپ کو بھیجا ہے ہوشیار بہت خوش ہوا اور کچھ ساحر نامور ملکہ کے حکم سے اسکو تاج حکومت پہنا کر تخت پر بٹھا کر روانہ ہوئے یہانتک کہ قلعہ مذکور مین لیجا کر تخت فرمانروائی پر بٹھایا سرداران فوج کو فرمان ملکہ سنایا افسران لشکر نے جب ساحران معزز کو ہمراہ دیکھا سمجھے کہ اگر ہم سرکشی کرینگے السنے لڑ نہ سکینگے اور دوسرے بادشاہ طلسم سے لڑائی پڑ جائے گی پس یہ سمجھکر حاکم بادشاہ طلسم کی اطاعت مین سرگرم ہوئے منادی نے ندا کی جو بادشاہ حال کا مطیع نہوگا قتل کیا جائیگا سب اکابرین قلعہ مسطور حاضر ہوئے نذرین گذرنے لگین چنانچہ یہ چور تو یہان کی حکومت پاکر عیش کرتا ہے مگر برّان خواجہ اور مخمور کو اندر بارہ دری کے لیکر بیٹھی اور خاطرداری کرنے لگی مخمور سے یہ پوچھا کہ کیون تمنے افراسیاب کو کیون چھوڑا اور خواجہ کی رفاقت کسلیے اختیار کی مخمور نے عرض کیا کہ میرا یہ رتبہ کہان جو خواجہ کی رفاقت کرون برّان نے کہا خواجہ ایسی خوبیون کے آدمی ہین کہ ہر ایک السنے محبت کرتا ہے اچھا اے مخمور اَب یہ بتاؤ کہ ہمارا باپ زبردست ہے یا افراسیاب مخمور نے کہا واری مین کیونکر افراسیاب کو کم زور کہون کیونکہ دشمن کیسا ہی ذلیل و خوار کیون نہو لیکن اپنے سے زبردست اور اپنے طرفدارون سے زور آور اوسکو جاننا چاہیے کہ

بیت جو نہ سمجھا اپنے دشمن کو قوی + کام مین اُسکے پڑے گی اتری + برّان کو یہ جواب

اوسکا بہت پسند آیا اور ہنسکر کہا واہ واہ خوب بتنے باتون مین افراسیاب کو زبردست
بتلایا مخمور نے جواب دیا کہ حضور مین نے اُسکی زبردستی دیکھی ہے پھر جو دیکھا ہو وہ کیون نہ کہون آپکے
یہان آج آئی ہون اگر پہلے سے جانتی ہوتی تو بزرگی اور حقارت مین بہ نسبت آپ کے اور اُس
افراسیاب کے تمیز کرسکتی اُسکے پاس حجرۂ ہفت بلا ہے لوح دار طلسم ہے آپکے یہان بتلائیے کیا
کیا چیز عمدہ ہے بران نے کہا ہمارے طلسم مین گنبد سامری ہے جو ساحران عالم کی پرستش گاہ
ہے میرے پاس اختر مروارید سامری ہے کہ جو ہزارون سحر دم بھر مین پیدا کرتا ہے مخمور نے کہا
تو آپ کا اور افراسیاب کا برابر کا مقابلہ ہے خدا ایسا کرے کہ وہ موا غارت ہو اور آپ اوس پر
فتح پائین اور اے ملکہ دوران آپ نے جو خواجہ کو یہان بٹھا رکھا ہے یہ عیش انکے لیے بدتر از رنج ہے
کیونکہ مہر رخ وہان اکیلی ہے اگر وہ کام آئی تو آپ کے لیے اور خواجہ کے لیے بڑی بدنامی ہے کیونکہ
سب کہین گے عمر رہ نہ سکا بھاگ گیا اور کوکب نے در پردہ دوستی شاہ جادوان کرکے عمر کو بٹھا
رکھا بران نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ تم سچ کہتی ہو مگر مین مزاج مین اپنے باپ کے دخل نہین رکھتی
خواجہ کا جانا بغیر اوسکی ملاقات نہوگا اور ملاقات ہونے کا مین تقاضا نہین کرسکتی مخمور نے کہا پھر
جب تک ملک کچھ بھیجد تیجیے ملکہ نے کہا ہان یہ ہوسکتا ہے اور چاہا کہ ایک ناظم ملک کو بہر روانگی حکم
دے اسوقت عمر نے کہا اے ملکہ آپ پہلے دو ساحر خبر لینے کو بھیجد تیجیے کہ میرے لشکر کا حال دیکھ
آئین اگر کچھ امر نوعد یگر خدانخواستہ ہو تو مجھکو روانہ کردیجیے گا ابھی بغیر اجازت اپنے باپ کے
مدد نہ بھیجیے ملکہ نے کہا بہتر ہے اور دو ساحرون کو حکم دیا کہ جاؤ لشکر مہر رخ کی خبر لاؤ ساحر روانہ
ہوئے اب یہ ساحر تو لشکر کی خبر کو جاتے ہین لیکن حال لشکر کا سنیے کہ بہار و مہر رخ دونون
آمادۂ جنگ مصور اور سحر کی تیاری مین مصروف ہین اُدھر مصور بھی بارگاہ سے اوٹھکر
سحر درست کرنے آیا تھا اوسی رات کو کہ جس شب بران کے یہان عمر نے نئے نوازی کی ہے
حیرت نے چاہا کہ طبل جنگ بجواؤن بس مصور سے کہلا بھیجا کہ آپ طبل جنگ بجوانے کو فرما کر
گئے تھے مین حکم نواخت کوس حرب دیتی ہون مکرر آپ سے اجازت چاہتی ہون یہ پیام سنکر
مصور خود حیرت پاس آیا اور کہا اے ملکہ ابھی آپ تامل کرین مجھکو شاہ جادوان نے نامہ
مین طنز کی عبارت لکھی تھی اس وجہ سے چاہتا ہون کہ یکہ و تنہا بارگاہ حریف مین جاکر

سبکو پہلے تو سمجھاؤن اگر نہ مانین تو گرفتار کراؤن حیرت نے کہا آپ درحقیقت ایسے ہی ہین نبیرۂ سامری کے آگے چند ساحرون کا پکڑ لینا کیا بات ہے لیکن تنہا آپ کی بلا جائے ملازم موجود ہون تو کیون آپ اکیلے جائین اسنے جواب دیا کہ اے ملکہ نام میرا اسی بات مین ہے آپ مجھے نہ روکین یہ کہکر پکار کر کہا جو عیار کہ یہان بشکل مبدل لشکر حریف کے ہون وہ جاکر خبر کر دین کہ خداوند زادے اکیلے تمھارے قتل کو آتے ہین یہ کہکر چلا حیرت بھی چُپ ہو رہی کہ آج اسکا کمال دیکھون اور عیار جو یہان حاضر تھے وہ بھی چلے اور اس سے پہلے جاکر مہرخ سے حال اسکے آنے کا بیان کیا اسنے بہار سے کہلا بھیجا کہ جسکے لیے تم سحر تیار کر رہی ہو وہ اکیلا آتا ہے بہار اپنے خیمہ مین اگیار کر کے سحر پڑھتی تھی اور ایک پتلی ماش کے آٹے کی بناکر زعفرانی لباس پہناکر چنگیر پھولونکے گہنے کا اُسکے ہاتھ مین دیا تھا اور گہنا پھولون کا اوسے بھی پہنایا تھا پھر اوسکو بھینٹ دیکر وعدہ وقت پر بُلانے کا لیکر آگ مین جلایا تھا کہ خبر آمد مصور رسنی فورًا اندر بارگاہ کے آئی اور دنگل پر بیٹھی تھی کہ ہلکارون نے بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ مصور لباس رزم پہنے چھری ہاتھ مین لیے قریب بارگاہ پہونچ گیا ہے یہ خبر سنتے ہی بہار نے سحر پڑھکر دستک دی وہان مصور چلا آتا تھا کہ یکایک آواز جھانجے کی سنائی دی اسنے سر اپنا اُٹھاکر دیکھا تو ایک نازنین سمن اندام کو تخت سحر پر سوار پایا کہ روشنی گلاسون کی گرد تخت کے ہے اور وہ شعلۂ حسن بیچ مین صدر ناز پر بیٹھی ہے حقیقت مین مسند نشین انجمن دلبری و رونق ماہ و مشتری ہے یہ دیکھکر مصور ٹھٹکا اور وہ تخت پر آیا اسنے دیکھا کہ یہ غارت گر تاب و توان لباس زعفرانی پہنے ہے جسکے عشق مین چہرۂ عاشقان زرد ہے دل مین ہمیشہ درد ہے موتیے کا عطر سارے جسم مین لگا ہے فتنہ برپا کرنے والا ہے نسیم بہار کا دماغ بسانے والا ہے چنگیر پھولون توڑے پوشش پڑا دست نازک مین لیے ہے غنچہ خاطر عاشقان شگفتہ کیے ہے شکل و شمائل مین وہ ماہ چاردہ آسمان زیبائی و ہمسری حور ہے سراپا چشم بد دور نور ہے آفتاب اوسکی جبین نورانی دیکھکر چکراتا ہے نہین اوسکے جبین پر صدقے ہوا چاہتا ہے مانگ اُسکی موتیون سے بھری ہے یا تارون سے رات بھری ہے کانون مین گہرہاے آبدار آویزان اُسپر زلف سیہ کا آجانا گویا ناگنی انڈون پر بیٹھی تھی نہین نہین یہ بیہودہ تشبیہ کیا گہرفشان

کان صباحت کی حلقہ بگوشی اختیار کی ہے چشم خمارین کے دو ڈورے رگ گل سے سوا نازک تھے دام محبت مین اسیر کر لیتے تھے خال سیہ قرین چشم یا کوئی مست میخانہ مین پاے خم سے لپٹ رہا تھا ناک خود بیٹی کی ناک تھی خاطر عشاق اوسی کو پیار کرکے غمناک تھی گال ایسے گدرائے تھے کہ نہال حسن مین پھل آئے تھے ہونٹھ ایسے چوسنے کے قابل تھے کہ عاشق اونھین دیکھکر بہہ جائین کام و زبان لذت اُنھین پر مائل تھے دھوان دھار دھڑی مسی کی جمی مسکراہٹ سے شرم عوض سرخی کے رچی دہن تنگ آرزوے جان و رگ خاطر تمنا کیطرح گم تھا زبان مُنھ مین تھی یا نزاکت سمٹ کر سمائی تھی اسیکا مسکن بنا تھا کہ نظم

وہ ظالم کی مسی آلودہ دندان — جھلک مین موتیون سے تھے دو چندان
پڑے ہونٹون مین تھے ایسے دمکتے — کہ ہون جون رات کو جگنو چمکتے
یقین ہو اُسکو جو دیکھے وہ پستان — کہ بیشک یہ ارم کے ہے گلستان
بنے دو برج سونے کے یہان ہین — کسوٹی کے کلس اُنپر عیان ہین
زبس تھا صاف سینہ پیٹ بھی صاف — بدن آئینہ سان براق و شفاف
شکم پر رونگٹون کا ذکر کیا تھا — فقط وہ عکس خوبی کا پڑا تھا
ستارہ سی دمکتی تھی پڑی ناف — بھلا کوئی کرے کیا اوسکا اوصاف
وہی تو حسن کے چشمہ کی تھی سوت — نہ تھی وہ ناف تھی اک جاگتی جوت
یہی کہتی تھی اوسکو دختر رز — کہ ہے یہ تو بعینہ ہاے ہو ز
کرون کچھ اور اعضا کا مین کیا ذکر — کہ ناحق کی بھلا اتنی کہان فکر
زہے مضمون کی عالی دماغی — چڑھاوین بلبلین اسکو چراغی
مپرس از بند شلوار از دگر ہیچ — حکایتہا ست اینجا پیچ در پیچ
لگا وہ ناخن پا سے وہ تا فرق — سراسر حسن کے دریا مین تھی غرق
غرض وہ شوخ اسکی پا کی آہٹ — لگی دکھلانے اپنی چلبلاہٹ

یعنے تخت سے اوترکر خرامان خرامان مصور پاس آئی یہ اوسکو دیکھکر محو جمال ہو چکا تھا حیرت زدہ ہوکر رہگیا اُس آئینہ رو نے آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کیون لے بیوفایون بھی

تھا

کوئی اسطرح بھی بھولجاتا ہے کہ **بیت** آہ ازان شوخ کہ تا سر نشود خاک درش * بر سر عاشق بیچارہ نفتد گذرش * مصور اپنے دل مین حیران ہوا کہ یہ کون نازک بدن غنچہ دہن ہے جو محبت ظاہر کرتی ہی لیکن پونچھ نسکا کہ یہ زیادہ بے مروت کہیگی اور گلہ کریگی کہ پہچانتے بھی نہین یہ سوچکر اُسکی باتون ویسا ہی اسنے جواب دیا کہ اے مایۂ راحت و آرام **فرد** تا نہو دلبر کی جانب سے کشش * عاشق بیچارہ کہ کیا کر سکے * اچھا اب یہ شکایت جانے دو لمحہ بھر تم یہان ٹھہرو مین ان نکمراہون یعنی مہرخ وغیرہ کو پکڑ لاؤن تو آپکو اپنے لشکر مین لیچلون وہ پریزاد یہ کلمہ سُنکر ہنسی اور کہا خیر مین ایسی مستانی ہون جو انکے انتظار مین یہان کھڑی رہون جب یہ لڑائی فتح کر کے آئینگے تو مجھے پہچانینگے اے صاحب ہوش کہو ذرا حواس درست کرو کیا مین اپنے بس مین ہون جو کھڑی ہون لو یہ تحفہ حاضر ہے دیکھ لو اور مجھکو رخصت کرو یہ کہکر وہ چنگیر آگے بڑھایا مصور نے اسکو ناراض ہوتے دیکھکر رُخسار نازک پر اُسکے ہاتھ پھیرا اور کہا اے جان جہان خفا نہو یہ بتلا دو کہ تم کون ہو اور یہ تحفہ کسنے بھیجا ہے اُسنے اِس کلمہ پر ٹھنڈی سانس بھری اور کہا او بیوفا جب تو پہچانتا نہین تو ہم کیا اپنا نام بتائین اور اس تحفہ کا حال چنگیر کھولنے سے ظاہر ہو جائیگا مصور اُس کی لگا منتین کرنے اُسنے کہا صاحب تم میرے پیچھے کیون پڑ گئے راستے کا مقدمہ ہے دیکھو مین بدنام ہو جاؤن گی یہ تحفہ لے لو اور اپنے کام پر جاؤ پھر کبھی سامری چاہینگے تو ملاقات ہو جائیگی مصور یہ کلام سُنکر سوچا کہ دیکھو تو چنگیر مین کیا ہے اور وہ کون ایسی رشک چمن ہے جسنے باینہمہ تکلف ایسے پریزاد کے ہاتھ تحفہ بھیجا ہے یہ سمجھکر اسنے چنگیر کا تورہ پوش اُٹھایا دیکھا اُسمین ہار اور گجرے پھولون کے عطر سے بسے رکھے ہین یہ دیکھکر مستفسر ہوا کہ یہ کسنے بھیجے ہین اُس گلعذار نے کہا اِن پھولون کو سونگھو اور آنکھون سے لگاؤ پھر آپ ہی اُسکا حال معلوم ہو جائیگا جسنے بھیجے ہون گے مصور سمجھا کوئی ساحرہ تجھپر عاشق ہے اُسنے بھیجا ہے اور اِس نازنین سے حال چھپایا ہے اِن پھولون مین کچھ سحر کی لاگ رکھی ہوگی جب تو اُس کو سونگھے گا خود بخود تیرے قلب پر نام و نشان اُس پردہ نشین چشم تصور کا منکشف ہو جائیگا یہ سمجھکر گجرا ہاتھ مین باندھ لیا اور ہار گلے مین ڈالے پھولون کو سونگھکر آنکھون سے لگانا یہی سحر تھا

بہار کا کہ کسیطرح یہ پھول سونگھ لے بس پھر آپ مین نر ہیگا اور اسی واسطے یہ زن سحر نام نہ بتاتی تھی کہ ایسا نہو نام بہار سُنکر اُسکو عدو سمجھے اور پھول نہ سونگھے اب جو اُسنے پھول سونگھی اور ہار و گجرے پہنے اُس نازنین نے ایک قہقہہ مارا اور کہا تمنے نام اس تحفے بھیجنے والے کو معلوم کیا اگر نہ معلوم کیا ہو تو پھولون کی پتیان دیکھو اُس گل باغ رعنائی نے ورق گل پر شاخ نرگس کا قلم بنا کر تحسین نامہ لکھا ہے مصوّر بیخود و بیتاب ہو چکا تھا اِسکے کہنے سے مجموعہ اوراق گل کو پریشان کر کے درس طغرائے سبزہ زار چمن محبت پڑھنے لگا پتیون پر یہ لکھا پایا کہ ملکہ بہار جادو نے یہ تحفۂ خوش اندام کنیز کے ہاتھ مصور جادو کو بھیجا ہے اور کنیز کو بھی انکی خدمت کے لیے مقرر کیا ہے بس یہ سنتے ہی تالیان بجانے لگا اور پکارا کہ بیت باغ مین آ گئے ہین وان سے گل رعنا اتنک ❊ جسجگہ سایہ پڑا تھا تری رعنائی کا ❊ یہ کہکر اُس غنچہ دہن پر جو تحفہ لائی تھی دست ہوس بڑھایا کیا اور ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا وہ درحقیقت ایسی نازک تھی کہ اسکے ہاتھ لگاتے ہی ٹوٹ گئی یعنے زمین پر گر کر سر الگ ہاتھ الگ پاؤن الگ سب جوڑ کلی کیطرح بکس کر پھول کی پنکھڑی کے مثال الگ الگ بکھر گئے مصور نے ایک نعرہ مارا کہ ہائے یہ کیا غضب ہوا اے جان مجھکو یہ نہ معلوم تھا کہ تو ایسی نازک ہے یہ کہکر اُسکا سر چھاتی سے اُٹھا کر چاہا لگاؤن مگر وہ سر کیا تھا کہ کاسہ حباب تھا اِسکے چھوتے ہی پانی ہو کر بہ گیا اور اسیطرح جس اعضا کو اپنے ہاتھ لگایا وہ پانی ہوا جب وہ صورت رنگین اور نقشہ نگارین سامنے سے بُلبلے کیطرح مِٹگیا بلبل بنا یہ بھی فغان و شیون کرنے لگا کہتا تھا مین تو وہی لونگا ہائے مین تو وہی لون گا اسیطرح بکتا ہوا وہی لون گا وہی لون گا کہتا ہوا پھرتا تھا اور جب زیادہ تر اس دل آرام کی صحبت یاد کر کے بیقرار ہوتا تو بیتابانہ یہ اشعار زبان پر لاتا کہ بموجب ابیات ❊

کوچے سے یار کے نہ صیاد ور پھینک اے	مدت کے بعد آئی ہے خاک اپنی راہ پر
قسمت کی خوبی دیکھیے اُس شاہِ حُسن کو	دھوکا ہوا فقیر کا مجھ داد خواہ پر
مین کشتی شکستہ دریائے عشق ہون	ہنستا ہے ناخدا مرے حالِ تباہ پر
یاد آگیا ہے سبزہ جو مژگانِ یار کا	بوسے دیے ہین دیدۂ مردم گیاہ پر
گوشِ بتان کے پردے پھٹے اِسکے شور سے	رحمت خدا کی اپنی اثر دار آہ پر ❊

غرضکہ اسیطرح تا دیر بیتاب و آشفتہ حال پھرا اور اُسطرف ملکہ بہار سرایچے بارگاہ کی اُٹھوا دیئے سب سردار اِسکا حال پریشان و نزار دیکھکر ہنسنے لگے اِسطرف چند لشکری جمع ہو گئے جب یہ کہتا ہے مین دہی لونگا سب پوچھتے ہین ارے میان کیا لوگے یہ کچھ جواب نہین دیتا سوا اسے اس کہنے کے کہ دہی لون گا آخر لشکر کے لڑکے تالیان بجانے لگے کوئی کہتا لیگا بھی لیگا کوئی مہکاتا کہ بھئی دلگی نہ کرو اب بلا دو یہ لیگا ضرور کوئی کہتا اچھا ہمارے ساتھ آؤ ہم دلا دین کوئی بولتا کہ ادھر دیکھو یہ لوگے کوئی کہتا دیکھو وہ آئی یہی لوگے نہ کوئی ہنستا ہوا پاس آتا اور کہتا ارے بھئی تمھارے بی بی کو بلا دین یہ ایک ایک کو کھسانا ہو کر مارنے دوڑتا وہ سب متفرق ہو جاتے جب یہ ٹھہر جاتا اور بیقراری کرتا وہ سب جمع ہو جاتے از بسکہ یہ نبیرۂ سامری ہے ہر چند کہ مسحور بسحر ہے مگر غضبناک ہوا اور سوچا کہ ملکہ بہار کو چلکر پکڑ لا اُسی سے تیرے معشوق کا پتا ملے گا یہ سوچکر چاہا کہ بارگاہ مین جاؤن لیکن اُن گجرون وغیرہ کا اثر تو یہ ہے کہ انسان عاشق بہار ہوتا ہے بس اِسکے دل کا خیال دشمنی فوراً بہ محبت مبدل ہوا سوچا کہ اگر تم گئے اور بہار سے لڑے اس لڑائی مین یہ گجرے اور پھول ٹوٹ گئے تو نشانی بھی اُس گلبدن کی برباد ہوئی اِس سے بہتر یہ ہے کہ گجرے وغیرہ چلکر اپنے لشکر مین رکھ آؤ اور پھر آکر مقابلہ کرو یہ سمجھکر پھرا اور کہتا چلا کہ مین تو دہی لون گا لڑکے تالیان دیتے ساتھ چلے کوئی کہتا اُلو سے دھتا ہے جاتا ہے کوئی کہتا واہ بے چڑیا کے کیا دُمن لگالی ہے ہم تو دہی لینگے غرض کہ ایک شور برپا ہے جیسے اُلو یا دیوانے کے پیچھے تالیان دیتے ہین اس طرح فوجِ طفلان ساتھ ہے اور یہ کہتا ہے جاتا ہے کہ

ابیات

ہون وہ دیوانہ مرے ہاتھ مین روزِ محشر — عوضِ نامۂ اعمال گریبان ہوگا
اِک پریرو نے بنائی یہ ہماری صورت — سیکڑون پریون مین کیا حال سلیمان ہوگا
دستِ وحشت تو سلامت ہے رفو ہونے دو — ایک جھٹکے مین نہ دامن نہ گریبان ہوگا
ہین دمِ ذبح جو انداز یہ جلّادی کے — ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا
صبح نے پائی کہان روز کی یہ جامہ دری — پردۂ صبح مین میرا ہی گریبان ہوگا
آج ہے دستِ رفوگر مین گریبان میرا — کل مرے ہاتھ رفوگر کا گریبان ہوگا
اِک ذرا جوش پر آئے تو یہان غیرتِ عشق — ہمنشین وصل کا اُلٹا انھین ارمان ہوگا

الحاصل جب یہ لشکر اسلام سے نکلگیا لڑکے اور لشکری پھر آئے اور یہ اپنے لشکر مین پہونچا وہان بھی یہی حال ہوا اور غلغلہ سُنکر حیرت نے پوچھا کہ یہ کیا غل ہے ملازم دوڑے اور خبر لیکر گئے کہ مرشدزادے یہ کہتے آتے ہین کہ مین تو وہی لونگا اور لشکر کے لونڈے تالیان بجاتے ہین حیرت یہ خبر سُنکر متعجب ہوئی کہ اتنا مین وہ بارگاہ مین آیا اور پکارا کہ اے ملکہ حیرت مین تو وہی لونگا دربار مین اک قہقہہ اوڑا ملکہ نے سب کو گھُرکا اور کہا آئیے اے مرشدزادے وہی لیجیے مصور یہ سُنکر کرسی پر بیٹھا ملکہ نے دیکھا کہ ہار پہنے ہے گجرا ہاتھ مین بندہا ہے سمجھ گئی کہ یہ سحر مین میری بہن ملکہ بہار کے مبتلا ہے دل مین بہت خوش ہوئی کہ میری بہن نے مرشدزادے کو دیوانہ کر دیا مگر بظاہر کہا کہ صاحبو مین انھین منع کرتی تھی کہ اکیلے نجاؤ انھون نے نمانا دیکھو آخر اوس شخص کے سحر مین مسحور ہوئے کہ جو ایک ہی شوخ و چنچل ہے اب اس سحر کا رد شاہ جادوان کے سوا اور کوئی نہین جانتا جب یہ گجرے اور ہار مُرجھا کر انکے پاس سے دفع ہون تو یہ ہوش مین صورت نگار زوجہ انکی یہ تقریر سُنکر رونے لگی اور ہزارون سحر پڑھ پڑھ کے پھونکے مگر وہ پھول نہ مرجھائے اور نہ مصور کا دیوانہ پن گیا ناچار صورت نگار نے ایک پُتلا خدمت شاہ طلسم مین بھیجا اُسنے سب حال جاکر بادشاہ سے کہا بادشاہ طلسم رات کے دربار مین باغ سیب کے اندر بیٹھا تھا یہ حال سُنکر غضبناک ہوا اور ہاتھ بڑھایا سیب کے درخت سے ایک سیب ٹوٹکر ہاتھ مین آگیا اُسکو کاٹکر آدھا آپ کھایا اور آدھا سحر پڑھکر پتلے کو دیا اور ایک نامہ بھی لکھکر پتلے کو حوالے کیا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ اے حیرت تم بیس برس سے ہماری معشوق ہو مگر افسوس کہ اک ذرا سا سحر اُس چھوکری بہار کا تم سے نہین اُتر سکتا معلوم ہوا کہ تم کو اِس بات کا رشک ہے کہ مین جو بہار کو پیار کرتا ہون تو مجھ سے قسم لے لو جو مین نے آج کل اُسکا نام بھی لیا ہو غرض اب نصف سیب کو جو ہمنے بھیجا ہے کھا لینا اور سحر مصور کا اُتار دینا اور پتلا نامہ و سیب لیکر حیرت پاس آیا اُس نے جب مضمون دریافت کیا سیب کھا لیا اور ہنسکر کہا اس صورت مین سحر اُتارتی ہون اگر تمہارے میان کی عوض اور کوئی ہوتا تو شاہ جادوان اس سحر کا توڑ کبھی نہ بتلاتے لیکن یہ مرشدزادے ہین اپنے جان تک نثار ہے یہ کہکر ایک پاؤن سے کھڑی ہو گئی اور سحر پڑھکر بروے ہوا پھونکا منھ سے شعلے

نکلنے لگے جسم خاکی مین دہن نے کرۂ نار کی صورت پیدا کی بخارات گرم منہ سے ایسے نکلے کہ دماغ روزگار
مین حرارت ہویدا ہوئی ہوا سے گرم کے جھونکے نہ تھے مادۂ سرسام سرد مہر تھا کہ سانسین گرم
زمانہ بھرتا تھا مختصر یہ کہ ایسی ہوا گرم چلی کہ وہ گجرے اور ہار وغیرہ بہار کے اس باغی کے پاس
خزان رسیدہ گل کیطرح مرجھا کر خشک ہوگئے مصور بیہوش ہوگیا پھر جو ہوشیار ہوا کہا
مین کس حال مین ہون صورت نگار نے سب کیفیت اسکے دیوانہ ہونے کی بیان کی اور اسنے
خود بھی دیکھا کہ ملکہ حیرت ایک پاؤن سے کھڑی ہی اور لاٹ شعلے کی بنگئی ہے اسکو کمال
شرم آئی جب حیرت سحر اٹھا چکی تو آپ بھی بصورت اصل ہوکر بیٹھی اور کہا اے مرشد زادے
مین آپ سے منع کرتی تھی کہ تنہا نجائیے آپ نے نمانا آخر اُس شوخ دیدہ بہار نے یہ بے ادبی
آپ کی جناب مین اگر آپ کی جگہ کوئی دوسرا ساحر ہوتا تو ہرگز یہ سحر اُسپر سے نہ اُترتا ایکبار شدید
اور قہر وغیرہ پر یہ سحر بہار وہ قہر نا پرسا نین آکر قبل کرنے لگا تھا شہنشاہ ساحران نے اسکو مار ڈالا
مگر سحر اُسپر سے دفع نہوسکا مصور نے اپنی دیوانگی کا حال سُنکر کہ یہ کیفیت میری تھی کہ مین
تو وہی لونگا کہتا ہوا یہان آیا تھا بہت غصہ آیا بیساختہ فہمائش کرنے پر حیرت کے غضبناک ہوکر
کہا کہ اے ملکہ اگر بارگاہ حریف کی جاکر جھونٹے پکڑ کے جوتیان مارتا ہوا اور چوٹی پکڑ کے کھینچتا
ہوا اُس گیسو بریدہ بہار کو آپ کے سامنے نہ لایا تو مجھ کو مصور نہ کہیے گا یہ کہکر اور
بہت کچھ برا بھلا بہار کو کہا کیا حیرت ازبسکہ بہن بہار کی ہے اسکو یہ لاف زنی
نہایت بُری لگی اور سمجھی کہ یہ ابھی اپنی سزا کو نہین پہونچا مین نے ناحق سحر اُتارا خیر اب جو یہ
جاتا ہے مانع ہونا نچاہیے بہن میری کچھ حلوا نہین جو یہ کھالے گا اور اب کی جو یہ دیوانہ ہوا تو سحر
بھی اُتارنا مناسب نہین یہ سمجھکر بظاہر تائید اسکے کلام کی کرنے لگی کہ واقعی آپ
ایسے ہی ہین اچھا جائیے اور چوٹی پکڑ کے لائیے مصور اُٹھکر چلا تھا کہ اسکی زوجہ نے کہا
اب رات زیادہ گئی ہے اگر آپ بستر خواب پر سے بہار کو پکڑ لائے سب یہی کہین گے کہ رات کو
چورون کیطرح سے مصور پکڑ لائے اور اسوقت بارگاہ مین مہرخ اور سردار وغیرہ کوئی نہوگا وہ جو
سر دربار آپ نے ارادہ گرفتاری فرمایا ہے وہ اسوقت ممکن نہین یہ تقریر زوجہ کی سُنکر یہ رُکا اور اپنی
بارگاہ مین بہر آرام مع اپنی زوجہ کے گیا حیرت بھی خوابگاہ مین گئی جب مصور قدرت نے

رنگ سفیدۂ صبح و سرخیٔ شفق سحر تصویر دہر مین بھرا اور ورق سپہر پر شبیہ مہر کو کھینچا کہ ابیات

نقاش ازل نے قلم صنع رقم سے ۔ کھینچی ورق چرخ پہ خورشید کی تصویر
بے شمع خور بزم جہان مین تھا اندھیرا ۔ پیدا ہوئی پھر مہر جہانتاب کی تنویر

حیرت و مہرخ اپنی اپنی بارگاہ مین تخت حکومت پر جلوہ فرما ہوئین مرقع بارگاہ تصاویر سرداران سے دو جانب معمور ہوا کرسی نشینان درگاہ شاہی بصد کر و فر جلوہ گستر ہوئے دور شراب ناب و جلسہ چنگ و رباب آغاز ہوا مصور نے بیدار ہو کر اول پرستش سامری کی پھر حیرت پاس آیا اور کہا مین بہار کو گرفتار کرنے جاتا ہون حیرت نے کہا سامری کے حوالہ کیا یہ سنکر وہ روانہ ہوا لیکن جو اسپس لشکر عمر بطور مخفی حاضر تھے وہ اس سے پہلے بارگاہ مین آئے اور زمین عظمت کو لب عجز سے چومکر عرض پیرا ہوئے کہ اے ملکہ نظم

ہے عدل تیرے عصر مین اتنا کہ ہر فلک ۔ یارہ بروج نظم و نسق سے ہین منتظم
یزدان پرست فضل نے تیرے کیا اُسے ۔ تھا وہ جو کوئی معتکف خلوت صنم

مصور خود سر نے ایسا کچھ لاف و گزاف کیا ہی اور بعد گرفتاری بہار آتا ہے یہ کہکر کنارے ہوئے اور ملکہ نے بہار کیطرف دیکھا اُس بہار باغ حسن نے مسکرا کر گلفشانی فرمائی کہ اُسکی بھجر دے کو وہ باغ سبز کو دکھاؤن کہ یاد کرے اور وہ آسیب پہونچاؤن کہ بھی نظر نہ آئے یہ کہکر وہ رنگ افزائے گلشن نشاط اُٹھی کنیزان یاسمن بدن اُسکے ہمراہ چلین اور باہر بارگاہ کے پہونچکر ایک میدان صاف و پاکیزہ مین ٹھہری چار گلدستے جھولی سے نکال کر مشرق مغرب جنوب شمال ہر سمت ایک ایک پھینکدیا یکایک ہر سمت سے سیاہی پیدا ہوئی ایسا کہ تمام لشکر اسلامیان کی نگاہ مین اندھیرا چھا گیا کچھ معلوم نہوتا تھا بعد ایک لحہ کے جہان تیرہ منور و روشن ہوا سب نے دیکھا کہ معمار سحر و نیرنگ نے چار دیواری نقرئی و طلائی دم بھر مین تعمیر فرمائی ہے ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی لگائی ہے بہشت برین کی نقل بنائی ہے دروازہ اُس احاطہ مین زبرجد کا لگا ہے سبز رنگان دہر کا نصیب کھلا ہے اسطرح کھلا ہوا ہے یہ گل بوستان رعنائی اُس حصار نقرئی و طلائی مین بکمال ناز و ادا اور زیبائی داخل ہوئی اندر اُس حصار کے باغ سحر لگا تھا کوئی شک کرتا ہی کہ یہ چیز ایسی عمدہ ہی کہ سحر معلوم ہوتا ہے یہان اصل مین سحر کا کارخانہ تھا پھر اُس گلستان روح ۹

کا وصف کیا ہو سکے مختصر یہ کہ نزہت آگین و نیرنگ سے بھرا تھا شاخہاے گل پر سبز رنگ طائر بہار نے آشیانہ بنایا تھا گلون نے نمک خندہ سے شوریدگان الفت کے زخم دل پر نمک چھڑکا تھا بلکہ خندۂ رنگین لبان حدیقہ دہر کو پھیکا بتایا تھا شوخی کو خاک مین ملایا تھا رگ گل تار نگاہ گلدستہ طرازان محبت سے بھی نازک تر پنکھڑیان پھولون کی لبہائے معشوق گلپیرہن سے کہین بہتر سنبل تر پر قطرہائے شبنم پڑے تھے یہ ظاہر تھا معشوق گلعذار نے بال بال موتی پروئے تھے نہین نہین لعبتان فرنگ نے بالون پر بود رچھڑکا تھا شاخ نسترن قریب پنجۂ مرجان تھی یا فرنگن نے دست نازک مین کیست لیا تھا ساغر گل بادہ تراوت سے معمور گلابیان غنچون کی برنگ دہان جانان مخمور کلیون کے گردن سے شاہد نکہت نکلکر باغ مین گلگشت کر رہی تھی بھینی بھینی خوشبو پھیلی تھی گلون کا ہوا سے جنبش کرنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دورۂ ساغر بادہ گلگون ہے یا گردش چشم میگون ہے گل لالہ بہر کیف جہان مستان زمانہ یعنی نشانی پیمانۂ میخانہ یاسمن پر رخ صبیح معشوقان نثار تھا نرگس مست چشم فتان یار کا گلہائے سرخ و سفید سے مذہب و مطلا رخ شاہد بہار تھا سبزۂ زنگاری کا عکس سیاہ گل نرگس پر پڑا تھا چشم نرگسی معشوق مین سرمہ دیا تھا کوئی پھول نرگس کا جو سرنگون تھا تو معشوق شرمگین کا آنکھین جھکا کر شرمانا یاد دلاتا تھا سنبل پرپیچ کا رخ گل پہ اکر لہرانا رخ شاہد بہار پہ گویا زلف کا ہلنا تھا سرو ہر ایک قد موزون حور نرگس شہلا بشکل چشم مخمور تاک انگور لبان مست کھڑے ہوکر جھومتی وار بست تکیہ گاہ و پشت پناہ سرمستان خمخانہ دہر تھی روش پٹری بہر روش عمدہ جواہر کٹا ہوا پڑا نہرین موج زن ہزارے کے فوارے ساون بھادون تمام کنارے کنارے نہرون کے چڑھے جواہر بہاری کو شرماتے بوے گل کی ہمدم باد صبا عناب کو دیکھکر بوسۂ لب معشوق یاد آتا المولفہ

تھی خیابان مین بہار اِس جوش پر	کر رہی تھی جیسے گُل بلبل نثار
بوئے گُل سے ایسا کچھ اِتراتا تھا	عرش پر پہونچا دماغ روزگار
سروِ گلشن قامت موزون کی شکل	تھا قدِ معشوق بھی جنبرِ نثار
طائران خوش نوا تھے نغمہ سنج +	شاخہاے گل پہ گلبانگ ہزار
خندۂ گُل کی صدا تھی اِس طرح	قہقہے جیسے لگائین گلعذار +
تھی صبا کی ہر طرف اٹکھیلیان	پڑ رہی تھی ابر سے ہلکی پھوہار

تھے شجر یا حلہ پوشان جنان | دیکھنے آئے تھے گلشن کی بہار
رنگ سوسن کی اوداہٹ دیکھکر | تھا لب معشوق کو مستی سے عار
کسنے چوما روے گلشن اسطرح | جو ہوا سوسن چمن مین آشکار

بیچ مین اُس گلشن نگارین کے چبوترہ جواہر کا مربع بنا تھا کنگیرہ باسلک گوہر استادہ تھا سامنے بارہ دری عدیل ولاجواب جواہر جڑی تعمیر تھی سڈول سانچے مین نور کے ڈھلی بے نظیر تھی پردے زنبوری پڑے تھے اندر بارہ دری کے چھپر کھٹ مرصع پایون کا لگا شیشہ آلات سجا فرش قاقم سنجاب بچھا مسندہاے مکلف پر تکیہ زردوزی کام کے دھرے بقعہ نور کا عالم دکھاتے چنگیر چوگھڑے نئی گردہٹ کی گڑھے عطر دان رکھے راحت کا سامان جملہ مہیا ہر چیز بے انتہا کہ بموجب لمولفہ

اسطرح کی بنی تھی بارہ دری + | ششش جہت مین تھی بینظیر وہی
شیشہ آلات سب سجا اُسمین | نور کا کارخانہ تھا اُس مین
شیشہ آلات کی وہ رونق تھی | رنگت روے زہرہ فق تھی
مہر و مہ جنپہ تھے نثار وہ جھاڑ | قد و قامت مین آتشین تھے پہاڑ
فرش نایاب و پاک و عمدہ نفیس | جان پاکان دہر کا تھا انیس
مسندین ایسی کچھ مصفا تھین | روح پاکیزہ حال دنیا تھین
اسطرح کا سجا تھا میخانہ | مست ہو جاے جان رندانہ
ساغر مے مثال دیدۂ حور | ہر ملک جسکی تاک مین تھا ضرور
دختر رز کی شوخیون پر واہ + | جان زاہد تھی غش معاذ اللہ
چوگھڑے عطردان مہیا تھے | عیش و راحت کے جملہ سامان تھے

وہ راحت جان بہار یعنی ملکہ بہار طرحدار اُس چبوترے پر باغ کے کرسی جواہر نگار پہ بیٹھی اُسوقت حسن داد اُس غارت گر جان عشاق کی بہار گلشن نیرنگ بھی ہزار جان سے فدا تھی خواصان زرین کمر و زرین لباس عہدے ہاتھ مین لیے گرد اُس گل کے بلبل نمط استادہ تھین اور ملکہ پیشانی پر افشان چنے بزم انجمن فلک کو برہم کرکے تاب آفتاب کو اپنی جبین کے سامنے رشک سے جلاتی تھی سواد زلف پھیلا کر جہان کو تیرہ و تار بنانا چاہتی تھی وہ رنگینی

رنگین اُسکا اُس گلستان سحر تھا کہ بہار جان فزائے گلشن عالم و نقشۂ بہشت برین اُسپر ہزار دل سے شیدا بلکہ اُسکی خوبی پر یہ حال تھا کہ بیت بھیڑ مین پڑ جائے تا آنکھ اُس رُخ پُر نور پر + چشمہ جھکے بیٹھے ہین کلیم اللہ کوہ طور پر + اِس خوبی و ادا سے وہ مایۂ ناز ٹھہری پوشاک ارغوانی زیب قامت کیے لالہ و گل کو آگ مین جلاتی زیور جواہرین سے جسم نازنین مزین تھا عجیب جوبن تھا نظم

دونون رخسارے ہین وہ ایک فرنگی فانوس — شمع کافوری حُسن اسمین ہوئی ہے روشن
یہ کسی چشم خماری کا ہے گویا ڈورا + — ہے غلط فہمی اگر کہیے اُسے غنچہ دہن
نظر آئے مسی آلودہ وہ دندان اُسکے — حُسن کے سین کے دندانے بوجہ احسن
کبھی دانتون مین دبائی تھی جو اُسنے اُنگلی — عکس نے اُسکو کیا اُسمین زبان ہو مسکن
صبح محشر کے یہی سر پہ بلا لائے گی — کچھ قیامت ہے غرض اُسکی بیاض گردن
کیا کرون اُس بت کافر کی کچون کی تعریف — ہائے ہائے اُنکا اُبھار اور اُمڈتا جوبن +
نیم شگفتہ کنول چشمۂ خوبی کے دو + — گول گول اُبھرے ہوئے بھونرون سی جنکی ہیں بھبین
وار پار آن کے یا بیٹھے ہین چکوا چکوئی — ہے وہ موتی کی لڑی بیچ مین دریائے چمن
پھیر جاتے تھے وہ دریائے نزاکت گویا — تو بنیان چھاتی تلے رکھے ہوئے تھے پُرفن

غرضکہ وہ ماہ سپہر سحر و نیرنگ گلاب کی چھڑی جواہر کے ستارے جڑی ہاتھ مین لیکر کرسی پر جلوہ گر ہوئی اور مصور جو روانہ ہوا تھا سیدھا بارگاہ مہرخ مین آیا وسط مین کھڑے ہو کر للکارا کہ کہان ہے وہ مردار یعنی بہار کسینے کچھ جواب نہ دیا مگر مہرخ نے کہا اے مرشد زادے آپ تشریف لائیے ملکہ بہار تو اپنے باغ مین گئی ہین اِسنے کہا مین اُس گیسو بریدہ کو پکڑنے آیا ہون باغ اُسکا کہان ہے مجھے بتا دو اور تم سب بھی اگر اُسکی حمایت کرو دیکھو مین کسطرح اُسکو کھینچتا ہوا لیجاتا ہون مہرخ یہ سُنکر بولی کہ آپ ایسے ہی ہین اچھا چلیے ہم بھی آتے ہین اُنکا باغ بیچ لشکر مین سرِ راہ ہے کچھ چھپا نہین چلے جائے مصور بعضب تمام وہان سے پھرا اور اڑ کر چلا بیچ لشکر مین پہونچکر جو ہر سمت جویا ہوا وہ باغ بہشت آئین جسکا ذکر ابھی لکھا گیا ہے نظر آیا بیساختہ اُس گلشن مین چلا اندر جب پہونچا ہوائے سحر جسم مین لگی بہار باغ نیرنگ دیکھنے لگا بموجب ع اِس باغ کی اور ہی ہوا ہے + ہوا لگتے ہی مزاج بدل گیا سر مین اِس بہانے سودے کا خلل کیا بہار سیوا کی پہلے سے باغ سحر لگا کر

بیٹھی تھی کہ یہ ساحر زبردست ہے اگر مقابلہ مین آجائیگا پھر سحر پورا نکرنے دیگا اور سحر کامل ہوجائیگا تو پھر یہ رد نکرسکیگا پس اب جو یہ آیا مسحور سحر ہوا اور سیر کرتا ہوا جب اور آگے بڑھا سامنے اُس نوبہار افسون کو دیکھا اُسکے حسن کی بہار دیکھکر جھومنے لگا اور اسی حالت وجد مین یہ غزل پڑھنے لگا **غزل**

سبزہ کیا خاکِ شہیدان سے تری خاک اُگے ۔۔۔ جائے گل چاہیے وانسے دل صد چاک اُگے
کیا تعجب کہ جہان منتظر اُسکے رُو ہُین ۔۔۔ جائے نرگس جو وہان دیدۂ ادراک اُگے
سایۂ قامت لیلی نہ پڑے اوُ افسوس ۔۔۔ تربت قیس کی تہ سے خس و خاشاک اُگے
آہ نکلے دل پُر داغ سے آتش تو وہین ۔۔۔ تختۂ لالہ تہِ گنبدِ افلاک اُگے

ملکہ بہار نے اِسکو محوِ حیرت دیکھکر کچھ سحر پڑھا کہ بارہ دری سے ایک پریزاد رشک شمشاد صندوقچہ ہاتھ مین لیے پیدا ہوئی اور سامنے ملکہ کے وہ صندوقچہ پیش کیا اس گنجینۂ حسن نے اُسکو کھولا اُسمین سے ایک پتلی نارنجی رنگ کی نکلی اور نکلتے ہی بڑھکر ایک معشوق شوخ و شنگ غارتگر جان نام و ننگ بنگئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ مانگ اُسکے بالون کی موتیون سے بھری ہی یا تارون بھری رات آدھی ہے جبین پر اُسکے چین پڑی تھی یا کاتب قدرت نے جمال و جلوہ کی جیم لکھی تھی آنکھین تھین یا منشی حقیقی نے دفتر حسن پر دو ہرے صاد کیے تھے بینی کے الف نے غلام کرکے حسینان جہان آزاد کیے میم دہن میم سرمستی و محبت تھا سُرخی لب سے یہ ظاہر کہ ساغر بادۂ احمر سے لبالب بصد عشرت تھا دندان دندانہ سین سلک گوہر بیاض گردن صباحت مین بیاض سحر کی ہمسر کہ بمقتضاے **نظم**

لب کران مست و شلائین مہوشے ۔۔۔ شوخ و شنگے دلکسے عاشق کشے
آفتِ جان غمزۂ جادوگرش ۔۔۔ ہمچو ساحرِ سامری صد چاکرش
بود صد بتخانہ در ہر نازِ اُو ۔۔۔ عالمے دیوانہ از اندازِ او +
در جبین آفتاب آئین اُو ۔۔۔ موج دریاے محبت چین اُو +
جعد مشکین گشت مستش سجدہ کرد ۔۔۔ ہندوئے آتش پرستش سجدہ کرد
خالِ زیرِ چشم او از خولیش گم ۔۔۔ ہندوئے افتادہ در پائے نجم
شوخیش یک یوسف گل پیرہن ۔۔۔ مدتے افتادہ در چاہِ ذقن

پس اُس پتلی کو جو ایسی آفت دل عشاق بنی تھی ملکہ نے چنگیر پھولون کا اُٹھاکر دیا کہ مرشد زادی

تشریف لائے ہین اونکے پاس لیجاؤ اور یہان بلالاؤ وہ غیرت گلزار چنگیر لیکر چلی ادھر یہ شعر عاشقانہ پڑھ رہا تھا مگر صندوقچہ کھولکر پتلی کو نکلتے اسنے جو دیکھا سمجھا کہ بہار تجھکو دشمن جانکر سحر تجھپر کرتی ہے بس یہ سمجھکر گولا فولادی اسنے بھی نکالا اور اُچھالکر روکا اور چاہا کہ لگاؤن یکایک پہلو پر سے آواز آئی کہ میری طرف دیکھو کیا کرتے ہو اسنے ہاتھ اور پیچھے پھیر کر جو دیکھا اُس پتلی جو سراسر نور تھے بلکہ حور مین قصور مین ہوگا یہ بے قصور تھی آتے دیکھا پایا تو آمادۂ حرب ہوا تھا اُسکی نگاہ سحر آگین نے تسخیر کر لیا پکارا بیت

اک خلق منتظر ہے تری جلوہ گاہ مین + تار نگاہ صرف ہوئے تیری راہ مین + اُس شوخ بیباک نے آتے ہی ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چلیے میرے ساتھ یہ چپکا ساتھ ہوا سامنے بہار کے وہ لائی بہار نے پوچھا آپ مجھسے لڑنے آئے ہین یا آشتی کرنے اسنے کہا لڑنے کو بہار نے جواب دیا کہ پھر ہم بھی موجود ہین مگر آپ میرے باغ مین آئے ہین مجھکو لازم ہے کہ مین کچھ تحفہ پیش کرون یہ کہکر اُس پتلی سے اشارہ کیا کہ اُسنے چنگیر کھولکر سامنے کیا اسنے دیکھا کہ اُسمین گلاب کے پھول ہین اُسکی خوشبو سے دماغ بس گیا اور وہ نازنین بھی عطر مین ڈوبی ہوئی تھی اسکی خوشبو نے اور زیادہ فتنہ برپا کیا اسنے ایک پھول لیکر سونگھا اور بہار نے اُس پتلی سے کہا کہ تو چلی جاوہ اس انداز سے بصد خرام ناز چلی کہ فرد اِس

ادا سے چلے وہ حشر کے دن + فتنے پس پس گئے قیامت کے + مصور کو تاب باقی نرہی نگاہ حسرت دیکھنے لگا خوف ملکہ سے کچھ کہہ نسکا بہار نے کہا آپ نبیرۂ جمشید و سامری ہین اگر اسکو پسند کیا ہے تو یہ حاضر ہے لیکن آپ تو مجھ سے لڑنے کو کہتے ہین اسنے کہا اے ملکہ میری کیا مجال جو آپ سے لڑون بلکہ میرا تو یہ حال ہے کہ شعر تار نفس ترے ہاتھ اے یار مجھکو تونے + کھینچا تو چل مین اُٹھا چھوڑا تو چل مین بیٹھا + بہار نے کہا مین آپ کی بی بی ملکہ صورت نگار سے بہت ڈرتی ہون اسنے کہا مین اُس مالزادی کو خوب جوتیان مارونگا بہار نے اُس پتلی کو پکارا کہ اے نازک بدن آؤ وہ پھر آئی ملکہ نے کہا کہ مرشدزادے سے دارو مدارا کرو اور انکی اطاعت رہو اسنے یہ حکم سُنکر اُسکا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ چلیے بہار نے کہا جائیے بارہ دری مین آرام کیجیے اور یہان سے کبھی نجائیے گا مصور خوشی خوشی اس رشک قمر کو لیکر بارہ دری مین آیا اور مسند پر بیٹھ کر شراب پینے لگا اور ملکہ بہار باغ سحر اُٹھکر بارگاہ مین حیرت رخ پاس آئی اور کہا مین مصور کو قید کر آئی اور یہ سحر میرا کسی سے رد نہوگا ہان افراسیاب اگر چاہیگا تو یہ سحر اتاریگا اور جب یہ سحر دفع ہوگا تو مجھکو غش آجائیگا اور

سر مین درد میرے ایسا ہوگا کہ بیہوش رہونگی تم میری کنیزون سے کہنا کہ وہ آرام مین مجھکو لیجائین مہرخ نے یہ سُنکر کہا کہ اگر ایسا ہے تو ابھی تم چلو جاؤ اُسوقت شاہ طلسم جانے نہ دیگا اور راہ مین شاید کچھ فتور پڑے اِس سے ابھی جانا صلاح ہے بہار نے کہا اچھا اور مع اپنی کنیزون کے سمت کوہ آرام روانہ وہ مقام ہمیشہ سے اِسکے رہنے کی جگہ ہے حال اُسکا بیان کیا جائیگا یہ تو ادھر گئی اور ہلکارون نے جاکر ملکہ حیرت سے سب خبر کہی کہ مرشدزادے کی نسبت زبانی بہار ہمنے سُنا کہ وہ باغ سحر مین قید ہوگئے اور ملکہ بہار جانب کوہ آرام گئی حیرت نے کہا اِسی دن کا ڈر تھا یہ سحر ساحران عالم مین سے کوئی ایسا نہین جو اُتارے شاید شاہ طلسم جانتے ہون صورت نگار یہ تقریر سُنکر رونے لگی اور کہا مین بھی اُسی قید مین جاتی ہون حیرت نے کہا شوہر تیرا آپ مین نہوگا وہ مار ڈالے گا اُسنے کہا بلا سے مین اپنی جان دونگی حیرت نے کہا بی بی تمھارے میان کو بہت سمجھا تھا لیکن اُنکے غرور نے اُنھین خراب کیا اور سُنو صاحب میری بہن کچھ مجھسے کم نہین صرف اتنا فرق ہے کہ مجھکو مصاحبت شاہ جادوان مین سحر زیادہ یاد ہین خیر تمھاری خاطر سے مین چشمہ سامری پر جاکر پانی لاتی ہون شاید اُس سے سحر اُترے یہ کہکر پرواز کرکے چلی کچھ دور جاکر ایک سحر پڑھا کہ طاؤس اُڑتا ہوا آیا اور اِسکو سوار کرکے لیچلا کچھ دور گئی ہوگی کہ ایک پنجہ کمر مین پڑا اور اِسکو اُٹھا لے گیا آنکھ اِسکی بند ہوگئی اب جو آنکھ کھلی شاہ طلسم کو ایک بنگلہ مین سونے کے بیٹھا پایا اِسنے سلام کیا شاہ نے کہا کہ اِسوقت مین سیر کو آیا تھا اِس پہاڑ پر کہ سحر نے خبر دی تم کہین جاتی ہو مین نے بلا لیا کہو کہان جاتی تھین اِسنے سب حال مصور کا بیان کیا شاہ نے کہا اے ملکہ دیکھو تمھاری بہن نے فتور کیا ہے حیرت نے کہا مین بھی اُس سے عاجز ہون آپ اُسکو مار ڈالیے یہ کلمہ سُنکر شاہ جادوان نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور آہ کرکے کہا کہ کوئی بھی ایسی ماہ سپہر حسن کو قتل کرتا ہے حیرت یہ سُنکر چپ ہو رہی اور شاہ نے ایک پنجہ آردواش کا بناکر سحر پڑھا کہ وہ پنجہ اُڑا اُس سے کہا جا مصور کو باغ سحر سے بہار کے اُٹھا لا پنجہ روانہ ہوا اور یہان مصور اُس پُتلی سے مشغول بوس و کنار ہے گود مین لیے بیٹھا ہے اور کہ رہا ہے کہ بیت جسکا سر ہوگا دم نزع تری بالین پر + کُنج مرقد مین وہ کس چین سے سوتا ہوگا + اسی نشاط مین تھا کہ یکایک پنجہ آکر گرا اور اِسکو اُٹھا کر لیچلا یہ پکارتا ہوا اور لٹکتا ہوا کہ ارے ظالم یہ کیا غضب کرتا ہے میرے معشوق سے مجھکو چھوڑاتا ہے ہائے میری جان ہائے میری یار وفادار پنجہ نے ایک نہ سُنا اور اِسکو لیکر وہ بلند ہوا

وہ پتلی جسپر وہ فریفتہ تھا اسکے پیچھے اُڑی اور پکاری کہ کیون صاحب یہی شرط وفا ہے کہ مجھ ایسی آرام جان اور رفیق کو تنہا چھوڑے جاتے ہو بیمروتی کرکے منھ موڑے جاتے ہو اسنے معشوقہ کا بیتاب ہونا اور شکوہ کرنا سنکر کہا ای مونس و ہمدم بیت اختیارہی تو نہین آپ سے جو دوری ہے ✣ سخت ناچار ہون مین عالم مجبوری ہے ✣ آخر یہ پتلی تو اور زیادہ اُڑ کے اسی باغ مین گر پڑی اور پنجہ بلند ہوا مصور متوجہ ہوا سے بیہوش ہوگیا پنجہ اُسکو سامنے شاہ طلسم کے لایا بعد کچھ دیر کے اسکی آنکھ کھلی اٹھ بیٹھا افراسیاب کو بھی نہ پہچانا یہ کہتا ہوا چار طرف دوڑنے لگا کہ ہائے کیا تھا اور کیا ہوگیا ہاے وہ جان میری کہان گئی کس ظالم نے اُسکو مجھ سے جدا کیا ارے کوئی واسطہ سامری کا آے ملادے یار وا اُس راحت دل سے مجھ کو ملا دو اور کبھی دیوانہ وار بیقرار یہ کہتا کہ

غزل

دردا کہ یار ما را دردے عجب رسیدہ
ہم دل ز دست رفتہ ہم جان بلب رسیدہ

آن ماہرو کہ با من شبہا بروز کردے
رفتست و در فراقش روزم بشب رسیدہ

کے باشد آنکہ بینم از دولت وصالش
اندوہ و درد رفتہ عیش و طرب رسیدہ

مشکل کہ در قیامت بینند اہل دوزخ
اینہا کہ بے تو بر من از تاب و تب رسیدہ

غیر از طلب ہلالی کارے مکن درین رہ
ہر کس رسید جاے بعد از طلب رسیدہ

شاہ جادوان نے اِسکا حال دیکھکر کہا کہ افسوس وہ شوخ چنچل کیا ستمگار پیارا دلدار ہے جس نے یہ سحر کیا ہے اس کلمہ کو سنکر حیرت نے تیوری چڑھائی اور کہا اُسکے عشق مین پھر تم بھی اُٹھکر اسطرح ناچو بیٹھے کیون ہو شاہ طلسم اسکے ناراض ہونے سے چپ ہو رہا اور سحر پڑھکر پکارا کہ اے سامری مع شیشۂ آب چشمۂ جمشید حاضر ہو اِسکے پکارتے ہی ایک پتلا شیشۂ آب لیے اُڑتا ہوا آیا بادشاہ نے اُس شیشہ سے پانی لیکر چھینٹا مصور کے منھ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہوکر گرا پھر جو ہوش اسکو آیا بادشاہ طلسم کو اُسنے سلام کیا اور بیٹھا بادشاہ نے فرمایا کہ اے مرشد زادے آپ کو میری بی بی نے تنہا جانے کو منع کیا تھا مگر آپ نے نمانا اور اپنا یہ حال کرایا آپ تو واقف ہین کہ وہ آفت روزگار بہار ساحرہ بے بدل ہے اور مدت سے میرے پاس رہکر اُسنے سحر یاد کیا ہے اسین سحر کا رد کرنا مجھے بھی یاد نتھا اگر چشمۂ جمشید ہی کا پانی ممکن نہ ہوتا تو آپ کا دیوانہ پن نجاتا مصور نے کیفیت اپنی سنکر جواب دیا کہ اے شہنشاہ آپ ملاحظہ کیجیے گا کہ ہماری اُسکی سحر و ساحری اگرچہ تیاں

مار کر نہ اُتاری تو آپ کو نبیرہ سامری نہ کہوایا افراسیاب نے کہا اب اکیلے نجائیے گا نہین بہت پچھتائیگا اُسنے جواب دیا کہ یہ ممکن ہی جب تک اُس خانمان خراب کو نہ پکڑلاؤن گا چین نہ لون گا یہ کہکر اُٹھا کہ مین لشکر مین جاتا ہون سحر تیار کرکے لڑنے جاؤنگا شاہ طلسم سمجھا کہ یہ مرد بزرگ ساحران ہی زیادہ منع کرنے سے ناراض ہوگا پس یہ سمجھکر چپ ہو رہا لیکن اُسکا ذلیل ہونا عین اپنی دولت جان کے تامل نکرسکا ایک پتلا کاغذ کا بناکر کچھ سحر پڑھا کہ وہ جاندار ہوا اُس پتلے سے حکم دیا کہ مرشدزادے کی جاکر نگہبانی کرو جو کوئی آفت اُنپر آئے تو اُنھین اُٹھا لانا پتلا بطور مخفی اُڑتا ہوا اِسکے ساتھ چلا ملکہ حیرت بھی رخصت ہوکر لشکر مین آئی اور مصور بھی بارگاہ مین پہونچا پتلا سر دے ہوا ٹھہر رہا یہان بی بی مصور کی رو رہی تھی اُسنے جو شوہر کو دیکھا اُٹھکر لپٹ گئی اور بہت روئی یہ بیٹھا دو تین جام شراب سرخ کے پیے جب نشہ ہوا اُٹھا کہ مین بہار کو پکڑنے جاتا ہون بی بی اِسکی منت کرنی لگی کہ صاحب واسطہ سامری کا اب نجاؤ اپنے بی بی کو گھر کا کہ مجھکو روک اب تو مجھسے اور بہار سے پگڑی اٹکی ہے معرکہ پڑا ہے دیکھون کہانتک اُسکی سحر سازی ہے یہ کہکر اُڑا صورت نگار چیخین مار کر رونے لگی یہ پھر آیا اور کہا صاحب مجھکو بھی اپنی طرح چوڑیان پہنا کر بٹھا رکھو زوجہ نے اِسکی کہا کہ صاحب مین لڑنے کو منع نہین کرتی لیکن طبل جنگ بجوائیے بر سر میدان مقابلہ فرمائیے اکیلے نجائیے یہ سنکر بخاطر اپنی زوجہ کے توقف پذیر ہوا اِس عرصے مین نیرنگ طراز دہر نے نیا سحر دکھایا کہ گلہائے انجم کا باغ صحن فلک مین لگایا اور آفتاب برنگ روے عاشقان یا مثل برگ خزان دیدہ زرد ہوا کہ نظم

نہ تھی ظلمت شب دھوان ہوم کا — گھٹا جب جہان مین اندھیرا ہوا
گھڑی جوت کی منہد دئے چرخ نے — جلائے ستارون کے اُسنے دیے

شام ہوتے ہی حکم طبل جنگ بجنے کا دیا نفیر سحر کو دم ملا ہلکارے دوان دوان بارگاہ ملکہ مہرُخ ذی شان مین آئے اور ملکہ کی ثنا اور دعا دیکر حال نواخت نقارہ رزم معرض بیان مین لائے ملکہ نے لوگون سے فرمایا کہ ذرا کوئی خبر لائے کہ باغ سحر بہار بنا ہی یا نہین لوگ گئے اور آکر عرض کیا کہ باغ لگا ہی لیکن مصور کو نیچہ لیگیا تھا شاہ طلسم نے ہوشیار کر دیا ہی اور بر سر فساد ہے ملکہ نے کہا خیر اب میری باری ہے مینے وعدہ کیا تھا ملکہ بہار سے کہ ہم تم ملکر اسکو دیوانہ بنائینگے چنانچہ وہ دوبارہ دیوانہ کر چکین اب وہ نہین ہے تو یہ میرا حصہ کا ہے عیار جو حاضر تھے اُنھون نے کہا اے ملکہ اُستاد ہمارے نہین ہین

ایسا نہو کہ آپ کے لڑنے سے وہ ہمپر اگر خفا ہون پس ہم آج رات کو جاکر اسکو گرفتار کیے لاتے ہین یہ کہکر یہ
بھی چلے اور مہرخ نے حکم نواخت کوس حرب دیا نقارہ جنگی گڑگڑایا دربار برخاست ہوا ساحر سحر جگانے خیمون
مین آئے بہادر ہتھیار درست کرنے لگے مہرخ بھی الگ جاکر مصروف سحر خوانی ہوئی اور اگیار کرکے جوت
کا دیا جلایا عمدہ و نایاب سحر درست کرنے لگی بعد کچھ عرصے کے ایک نیل گاو آرد ماش کا بنایا اور سحر ایسا
پڑھا کہ وہ زندہ ہو کر گرد اگیار کے پھرنے لگا اسنے سیندور کا ایک گھروندا بنایا اور ایک پتلی آٹے کی بنا کر
اُس گھروندے مین رکھی وہ بھی زندہ ہوگئی اسنے وعدہ کیا کہ وقت پر کام دیگا پھر گھروندا اٹھا دیا اور نیل گاو
بھی غائب ہوگیا ملکہ نے آرام فرمایا لشکرون مین رات بھر تیاری درستی اسباب جنگ رہی چمک شمشیر جوہر دار
کی اُس شب تار مین مثل انجم چرخ پھیلی تھی گویا افشان آلود پیشانی لیلی تھی خم و چم تیغ دودم کی ناز
معشوقان تیز طبع یاد دلاتی تھا ہزارون گلے کٹواتا تھا قامت رعنائے نوجوان اُسکو دیکھکر اپنی
ہستی کھوتے تھے بہادر دم اسکا بھرتے چشم زخم سے لہو روتے تھے ایک طرف ساحرون کے سحر نے چشم
دہر کو تیرہ کیا تھا چراغ زندگی بجھا رکھا تھا اگیار کا دیا جلا رکھا سامری کی روح چکر لگا رہی تھی جمشید کو بلا
رہی تھی لونا چماری ڈمرو کی صدا پر سر جھکر جھومتی تھی پون بھجن گانے والے کا منھ چومتی تھی ڈفلے
اور بانسری کا بجنا ساحر فلک کو بادف مہر نچاتا تھا تھالی برنجی لیکر ہندوئے چرخ کنارے دریاے اعظم
کے بہر اشنان آیا تھا ماہتاب فلک زنگاری پر نکلا ہوا تھا خلاصہ یہ کہ رات بھر یہی سامان رہا غو غاے سحر
ساحران غدار سے دماغ روزگار پریشان تھا کان پڑی آواز نہ سُنائی دیتی تھی بیرون کی آمد بھینٹ لیتی تھی کہ نظم

لگانے لگا کوئی منھ پر بھبھوت ٭ لگے کھیلنے سر پہ ہر اک کے بھوت
کسی نے جلائے اکاسے دیے ٭ کوئی چومکین چار روشن کیے
بلاتا تھا بیٹھا ہوا اپنے بیر ٭ کوئی کہہ رہا تھا بگبیر و بگبیر
کوئی بیٹھا جمشید کا دم بھرے ٭ کوئی کھوپڑی لیکے جادو پڑھے

اسیطرح رات بھر سامان رہا جبکہ دم تیری شب مشکفام کا مثل طرۂ تابدار معشوق سمٹ کر جوڑا اسر روزگار
پر بندھا اور رخ صبح شاہد نہار مشتاقان عالم کو دکھائی دیا کہ نظم

نکل آیا مشرق سے جب آفتاب ٭ ہوا پھر یہ روشن جہان خراب
چلے دونون لشکر بعزم نبرد ٭ پڑی روے خورشید پر اُڑکے گرد

لشکر کینہ خواہان بعزم نبرد وار دشت مصاف ہوئے مہرخ بڑے کر و فر سے تخت زریں پر سوار گرد تمام سردار جائے کارزار پر پہونچکر ٹھہری اُدھر مصور بھی بیدار ہوکر براے رفع احتیاج بیت الخلا چلا عیار رات بھر اسکی گرفتاری مین پھرے تھے اور قابو نپایا تھا اُسوقت ضرغام اسکے خیمہ کی قنات سے لپٹا کھڑا تھا اور صبح ہو جانے سے مایوس ہوکر پھرا چاہتا تھا اب اسکو عازم سمت جاے ضرور دیکھکر اسنے لوٹ ماری اور بیت الخلا کے لیے جو قنات استادہ ہے اُسکی پشت پر اپنے تئین پہونچایا مصور بھی چوکی پر آیا خدمتگار لوٹا رکھکر باہر ٹھہرا اور وہ چوکی پر بیٹھا ضرغام نے پشت سے قنات کو چاک کرکے اُسپر کمند ماری اُسنے گھبرا کر پھر کر دیکھا اِسنے بیضۂ بیہوشی ناک پر مارا کہ وہ چھینک مارکر بیہوش ہوگیا اِسنے اندر جاکر چادر عیاری مین اُسکا پشتارہ باندھکر اور راز سبکہ لشکر سمت میدان روانہ تھا صبح کا وقت سب غافل تھے اور ہنگامہ بھی تھا یہ اُسکو لیکر بھاگا راہ مین پشتارہ اُسکا بھاری ہوتا چلا یہ سمجھا کہ اس حرامزادے کو مین لیجا نہ سکونگا کیونکہ یہ مرشد ساحران کہلاتا ہے ضرور کچھ آفت آئیگی پس سر اوسکا کاٹ لے یہ سمجھکر اِسنے پشتارہ زمین پر رکھا چاہا کہ سر کاٹ لے وہ پنجہ بنکر جو پتلا کہ افراسیاب نے معین کیا ہے گرا اور اِسکو مع ضرغام کے اُٹھا لیگیا اور سامنے شاہ طلسم کے لایا اُسنے پشتارہ کھولکر مصور کو نکالا اور پانی چھڑک کر ہوشیار کیا لیکن اُسکی گردن و کمر وغیرہ مین کمند کے پھندے لپٹے تھے اٹھ نہ سکا شاہ طلسم نے ضرغام سے کہا کہ او نابکار اب کہہ کہ تجھکو کس عذاب الیم سے مارون اِسنے جواب دیا کہ آپ کو اختیار ہے بندہ بہرصورت مطیع اور آپ کا فرمان بردار ہے شاہ نے کہا مین ایسے فقرے تم عیارون کے بہت سُن چکا ہون اچھا تو مرشد زادے سے کمند تو نکال لے ضرغام سمجھا کہ اگر مین کمند نہ نکالون یہ سحر سے کمند جلا دیگا کمند بھی جائیگی اور کچھ حصول نہوگا یہ سمجھکر اِسنے سرا کمند کا پکڑ کر جھٹکا مارا کہ کمند کے سب حلقے کھل گئے اور مصور رہا ہوا شاہ جادوان نے کہا کہ کیا اچھے یہ عیار ہین اور کیا عمدہ اِنکے پاس اسباب عیاری ہے یہ تعریف سُنکر ضرغام نے سلام کیا کہ آپ قدردان ہین مین کس لائق ہون شاہ سے تو یہ باتین ہو رہی تھین لیکن مصور جو کمند سے چھوٹا اور اس حال سے آگاہ ہوا کہ یہ عیار مجھکو پکڑ لایا ہے بس گولا فولادی لے کر بغضب تمام مارنے چلا شاہ جادوان نے اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے نابکار حرامزادے بچیا مین تیرے ہاتھ سے چل پکا ہون عیار اور ساحر تجھکو کیسا کیسا ذلیل

کرتے ہین تجھے شرم نہین آتی کہ پہلے عیار تجھسے تصویر چھین لیگئے ہمارے دو مرتبہ دیوانہ بنایا دھان تو نے
کچھ غصہ سمجھا یا یہ بیچارہ عیار جو مقید و بدست و پا بند کھڑا ہے تو اسپر تو گولا مارتا ہے چل دور ہو اے قرمساق
حرامزادے بیہودہ مصوّر بادشاہ ظالم کے بُرا بھلا کہنے اور گھُرکنے سے رونے لگا لیکن اس عرصہ مین
حیرت رخصت ہو کر سمت لشکر جا چکی تھی ورنہ بادشاہ کو مانع آتی اسلیے مین شاہ جادوان بہت کچھ
بکا جھکا جب مصوّر بہت رویا اُسوقت بادشاہ بھی خائف ہوا کہ یہ اولاد سامری ہے ایسا نہو کہ
میرے لیے بد دعا کرے اور تیرے ایمان مین فرق آیا کہ تو نے مرشدزادے کو گالیان دین یہ
سُوچکر اُٹھا اور پانون پر مصوّر کے سر رکھدیا منت پذیر ہوا کہ مین نشۂ شراب سے بیخود تھا آپ
میرے کہنے کو خاطر عاطر مین جگہ نہ دیجیے گا اور براہ کرم و عنایت بزرگانہ خطاہاے گذشتہ پر پھیری
قلم عفو پھیریے گا غصہ مین انسان باولا ہوتا ہے مین نے بہت بُرا کیا جو آپ ایسے بزرگ کی ہمت
عالی مین گستاخانہ کلام کیے یہ کہکر خلعت گرانمایہ و نادر منگا کر دیا اور رخصت کرنا چاہا یہ حال دیکھکر
ضرغام نے کہا کہ ہت تیری نامنصف بادشاہ کی ایسی تیسی حرامزادے نے پھر خلعت دیا تو اِسی
گرو گھنٹال کو دیا اور ہمنے جو یہ محنت کی کہ عین وقت پر گرفتار لائے اور اگر تیلیانہ اسکو اُٹھا لاتا تو
اتبک کب کے جہنم مین پہونچا چکے ہوتے تو اتنے بڑے کام پر ہمین کچھ بھی نہ دیا واہ واہ کیا انصاف
کیا ہے افراسیاب پہلے تعریف اِن عیارون کی کرچکا تھا اور اِسوقت اِسکے نذر ہو کر کلام کرنے
پر ہنس پڑا اور ایک خلعت پر زر طلب کرکے اِسکو بھی دیا کہ موجب مطلع خیال کیجیے گا آج کام
ہمنے کیا * جب اُسنے دی مجھے گالی سلام مین نے کیا * بعد خلعت دینے کے پنجہ سحر کو بلا کر
حکم کیا کہ دریاے خون رواں پاس اِسکو اُس پار اُتار دے اور سحر اپنا دفع کر دیا پنجہ لیکر اُڑا اور پار
دریا کے پہونچا گیا اُدھر مصوّر بھی رخصت ہو کر چلا اور لشکر مین آیا یہان صورت نگار اِسکی زوجہ
نے جب اِسکو ڈھونڈھا اور نہ پایا تھا تو خود فوج لیکر میدان جنگ مین گئی تھی اِس ارادے
سے کہ مُہرخ نے میرے شوہر کو پکڑوا لیا ہے اُسکو چلکر قتل کرون ایک طرف سے حیرت سوار
ہونے کو تھی لیکن اِسنے حال گم ہونے مصوّر کا سنکر تامل کیا بلکہ صورت کو بھی منع کر بھیجا
کہ لڑائی آج موقوف رکھو مگر اُسنے نہ مانا اور اپنی ذاتی فوج لیکر میدان مین آئی بعد
ترتیب صفوف لشکر نقیب للکارے کڑکیت پکارے کہ دلاورو ہمت نہ ہارنا دشمن کو سرنگون

ہو کر مارنا جب گرگیت ہٹے بہادر مرنے پر تلگئے صورت نگار نے بیچ میدان آکر چند سحر دکھا کر
مبارز طلب کیا ہنوز کوئی اُسکے مقابلہ کو نہ آیا تھا کہ مصورہ آکر پہونچا اور دو لشکر میدان مین صف آرا
دیکھکر سمجھا کہ بی بی میری لڑنے کو آئی ازبسکہ یہ گالیان کھائے ہوئے آیا ہی غصہ مین بھرا ہوا تھا آتے ہی فرط
غضب سے ایک گولا سحر پڑھکر مہرخ پر مارا مہرخ گولا آتے دیکھکر تخت پر سے بزور سحر اُڑگئی گولا آکر تخت پر
پڑا کہ وہ چور چور ہوگیا مہرخ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک عقاب سفید زرین پر زرو غیرہ سے
درست اُڑتا ہوا آیا یہ اُسپر سوار ہوئی اسوقت مصور نے دوسرا نارنج مارا ملکہ سحر خمو سمجھی کہ ایسا
نہو مہرخ زخمی ہو جائے اُس سبب سے سینہ سپر کرکے سامنے آگئی نارنج آکر اِسکی ران پر لگا
کہ حیران ہوئی اور زخمی ہوکر بھی اِسکا ہٹنا تھا کہ صورت نگار ایک تیر آتشین مہرخ پر
مارا اِسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلا قرولی لیے پیدا ہوا اور وہ تیر اُسنے کاٹ دیا پھر
اُسنے بھی ایک تیر مثل شہاب ثاقب اُس زوجہ شیطان پر مارا اُسنے ہر چند سحر پڑھا مگر تیر پھرا
آخر وہ اپنے طاوس پر سے اُڑگئی اور تیر آکر طاوس پر پڑا کہ طاوس بسان طاوس آتشبازی جلکر خاک ہوا
دوبارہ مہرخ نے اُسکو اُڑتے ہوئے بروے ہوا جو پایا ایک ناریل ایسا مارا کہ وہ گولے کیطرح جلا صورت نگار
نے ناریل آتے دیکھکر دستک سحر کی دی کہ ایک سحر کی سپر سامنے آگئی مگر وہ ناریل سپر کو توڑ گیا اور
اُسکے سر پر جاکر لگا اُسنے بہت جلد رد سحر پڑھا نہین کاسہ سر تراش جاتا اُسپر بھی ایسی ضرب لگی کہ سر
پھٹ گیا اور یہ بیہوش ہو کر گرنے لگی ملازمون نے جلد روک کر ہوادار پر سحر کے ڈالا اور خیمہ کیطرف
لیگئے مصور نے جو بی بی کا یہ حال دیکھا تلوار سحر کی کھینچکر لشکر مہرخ پر جا پڑا اور دریاے لشکر موج
مار کر چلے فلک چکرایا طبقات ارض تھرائے سحر کی بجلی چمکی بادل گھر آئے شور نشور قیامت خیز
بلند ہوا طنبور و نفیر سحر و جلاجل و نقارہاے جنگی گڑگڑائے ہنوز نوبت بزدوکشت نہ پہونچی کہ
خیمہ مین جاکر صورت نگار ہوشیار ہوئی پوچھا کہ نبیرہ سامری کہان ہین لوگون نے عرض کیا
کہ لڑ رہے ہین یہ سنتے ہی وہ چیخنے لگی کہ جلد اُنکو بلاؤ ورنہ مین تو مین جان دونگی کیونکہ مجھکو اُنکا اکیلے لڑنا
گوارا نہین دو بار رگ پا چلے ہین ملازم اُسکے غل مچانے سے دوڑے اور مصور پاس آکر کہا
کہ حضور جلد چلیے ملکہ کے زخم کاری لگا ہے حال اُنکا بہت بُرا ہے یہ سنکر اِسنے ایک چیخ ماری اور
روتا ہوا طبل بازگشت بجوا کر پھر گیا ادھر مہرخ بھی شادان و فرحان فوج لیکر پھری لشکر خیمہ گاہ مین آکر

اترا مہرخ بارگاہ مین آکر سریر جہانبانی پر بیٹھی شیر خمو کی ران کا علاج ہونے لگا مرہم سحر لگایا گیا اُسوقت
ضرغام بھی آیا اور خلعت دکھا کر حال شاہ جادوان و مصور تمام و کمال بیان کیا سب اسکی دلیری
پر ہنسنے لگے اور ملکہ نے بھی خلعت دیا یہ وہان سے حال بارگاہ مصور دریافت کرنے پھر روانہ ہوا
یہ جب لشکر مین پہونچا دیکھا کہ شہاب جادو فرستادہ حیرت براے دریافت حال جنگ آیا تھا
پھرا ہوا جاتا ہے یہ بھی صورت خدمتگار کی بنکر اُسکے ملازمون مین ملکر داخل بارگاہ حیرت ہوا
شہاب نے حیرت سے عرض کیا کہ مرشدزادے آئے اور بوجہ زخمی ہونے اپنی بی بی کے لڑنا موقوف کرکے
داخل بارگاہ ہین ملکہ سُنکر خاموش ہو رہی لیکن مصور نے آکر بی بی سے پوچھا کہ مزاج کیسا ہے وہ اٹھ بیٹھی اور
کہا مجھ کو تمھاری سلامتی درکار ہے مین سب طرح اچھی ہون یہ کہکر مرہم سحر زخم پر لگایا اسنے کہا صاحب تمنے
بُرا کیا مین تو لڑ رہا تھا حیلہ کرکے بُلا لیا آج مین سب کا خاتمہ کردیتا خیر اب چلو ملکہ حیرت کی بارگاہ
مین بیٹھکر ناچ دیکھین یہ کہکر مع زوجہ سوار ہو کر بارگاہ حیرت مین آیا اور دنگل پر بیٹھا ساقیان مہ لقا حاضر ہوئے
ناچ سامنے ہونے لگا دور جام ارغوانی شروع ہوا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اسنے حیرت سے کہا کہ اے ملکہ
مجھکو شاہ جادوان نے بُلا بھیجکر مع عیار کے اُٹھا منگایا تھا چنانچہ مجھکو خلعت دیا اور سرفراز فرمایا
اور عیار کو جو مجھے پکڑ لیگیا تھا خوب گالیان دین اور زد و کوب کرایا اگر مین نہ بچاتا تو قتل کرڈالتے
مین نے عرض کیا کہ مین اسکو زور سحر قتل کرونگا آپ چھوڑ دیجیے بادشاہ نے میری خاطر چھوڑ دیا اسلیے
ضرغام وہان موجود تھا اسنے اُلٹا بیان اسکا سُنکر کہا جھوٹے پر لعنت ابے گالیان تجھ ایسے کھاتے
ہین دیکھ ہم تو یہ خلعت لیکر وہان سے آئے اور تو منجھار دیا گیا یہ کہکر چاہتا تھا کہ بھاگے حیرت
نے کہا تجھے قسم ہے کہ نہ بھاگنا مجھ سے سب حال کہتا جا یہ ٹھہر گیا اور جملہ کیفیت سامنے آکر بیان
کرکے خلعت شاہ جادوان کا دیا ہوا دکھایا اُسوقت مصور ایسا ذلیل ہوا کہ رونے لگا اور چاہا
کہ ضرغام کو پکڑے مگر حیرت مانع ہوئی کہ جب شہنشاہ نے اسکو خلعت دیا اور تعرض نہ کیا تو
مجھکو بولنا لازم نہین اور ضرغام کو اشارہ کیا کہ وہ جست کرکے نکلگیا مصور نے کہا کہان جائیگا آج
عیار اور سردار حریف کو زندہ نہ رکھونگا اگر ایک بھی بچ جائے تو اپنا نام نہ رکھون یہ کہکر فرط غضب سے
اُٹھا کہ پکڑے لاتا ہون حیرت نے کہا آپکو اختیار ہے ہم تو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئے آپ نمانے تو
کیا کیا جائے صورت نگار نے کہا مین جانے نہ دونگی اگر گئے تو جان دیدونگی اُسنے کہا اے بی بی اگر

اسوقت تمنے مجھکو روکا تو مین اپنے تئین اور تمھین ہلاک کرونگا یہ کہکر روانہ ہوا از وجہ اسکی محبوبہ ہوکر رونے لگی آخر اور تو کچھ نہ بن آیا باہر نکلکر نفیر سحر بجائی کہ لشکر مین کمربندی ہوئی یہ فوج لیکر چلی اُدھر مصور پہلے ہی باہر آکر مرکب پر سوار ہوکر چلا تھا قریب لشکر مہرخ پہونچا ہلکارون نے خبر مہرخ کو پہونچائی کہ صرغام کے ہاتھ سے ذلیل ہوکر نہایت غیظ و غضب سے مصور اِدھر آتا ہے مہرخ نے یہ خبر سنکر جلد نفیر کو دم دیا فوج کا ہر سردار مسلح و مکمل ہوا پلٹنین اور رسالے درست ہونے لگے کہ بموجب نظم

چو برخاست آوائے کوس از درش ‌ ‌ بپوشید جوشن ہمہ لشکرش
بندنائے رویین ابر پشت پیل ‌ ‌ جہان شد ز لشکر چو دریائے نیل
بگردانِ لشکرش آواز کرد + ‌ ‌ کہ اے نامداران و مردانِ مرد +
ہمہ رزم را دل پُر از کین کنید ‌ ‌ تن دشمنان جائے شاہین کنید
ہمہ ساختہ کینہ و جنگ را + ‌ ‌ ہمہ تیز کردہ بخون چنگ را +
شد از سمّ اسپان زمین سنگ رنگ ‌ ‌ ز نیزہ ہوا ہمچو پشت پلنگ
تو گفتی ہوا کوہ آہن شدست ‌ ‌ سر کوہ پُر ترگ و جوشن شدست

غرضکہ ادھر سے یہ پہونچی اور اُدھر سے برسم یلغار مارے محبت کے صورت نگار فوج لیے ہوئے آئی کہ بیت تو گفتی نہ شب بود پیدا نہ روز + نہان گشت خورشید گیتی فروز + مصور تو پہلے سے آچکا تھا اسنے لشکر کو جمنے بھی نہ دیا ایک نارنج سحر پڑھکر لشکر مہرخ پر لگایا کہ وہ نارنج بالائے ہوا جاکر شق ہوا اور ہزارہا تیر و پیکان اسمین سے نکلکر لشکریون پر گرنے لگے ساحرہ وغیرہ ہزارہا زخمی ہوئے ادھر کے لشکر نے بھی جنبش کی اور لینا لینا کہکر چلے اسنے دوسرا نارنج مارا کہ گھٹا گھنگھور گھر آئی اور منہ کیطرح سے مار و کژدم برسنے لگے جسکو انھون نے کاٹا وہ پانی ہوکر بہگیا اس عرصہ مین صورت نگار نے بھی فوج کو للکارا کہ ہان لینا تو دو لشکر باہم ملگئے شور آفت زا برپا ہوا یہ حال تھا کہ نظم

سپاہ اندر آمد بگرد سپاہ + ‌ ‌ یکے بانگ برخاست از رزمگاہ
سراسیمہ شد مست از دار و گیر ‌ ‌ برآمد یکے ابر و باران تیر
ز تیغ و ز گرز و ز کوس و ز گرد + ‌ ‌ سیہ شد زمین آسمان لاجورد +
تو گفتی مدام اندرست آفتاب ‌ ‌ دگر گشت خم سپہر اندر آب

مہرُخ نے یہ زور شور دیکھکر تصور کیا مصوّر آج شکست دیدیگا یہ غور کرکے بسان شیر غضبناک آگے بڑھی
اور کچھ خاک جھولی سے نکالکر سحر دم کرکے اُس ابر پر جسمین مار و عقرب برس رہے تھے پھینکدی ہی
خاک پڑتے ہی وہ ابر کے ٹکڑے ہوکر اُڑ گیا اور سب ٹکڑے لشکر مصور پر گرے کہ وہ فوج پس پا ہوکر
عقب مصور ہو گئی اُسوقت مہرُخ زمین پر اُتری اور اُسیطرح کہ حسطور کا حصار آگیار کرکے بنایا
تھا درست کرکے سحر پڑھا کہ فی الفور ایک نیل گاؤ صحرا کیطرف سے جست کرتا ہوا آیا اور گرد مہرُخ پھرنے لگا
اسنے کہا کہ جا مصور کو مار نیل گاؤ کان علم کرکے سینگ اُٹھا کر دوڑا مصور مہرُخ کیطرف گھوڑا
اُٹھا کر چلا تھا کہ گاؤ نے آکر سینگ ماری اور مرکب کو سینگون پر اُٹھا لیا مصور کود کر الگ کھڑا ہوا
اور دوسرا مرکب منگا کر جلد سوار ہوکے نیل گاؤ پر حملہ کیا نیل گاؤ گھوڑے کو پھینک کر جنگل کیطرف بھاگا
ہر چند روکنا چاہا نرکا مصور نے اُسکے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا لشکری پیچھے دوڑے اور پکارے
کہ حضور کہان جاتے ہین لیکن اسنے سناٹے مین گھوڑا دوڑانے کی کچھ نہ سُنا اُدھر ملکہ مہرُخ نے
سحر پڑھکر دستک دی اور پکار کے کہا کہ شکار نیل گاؤ کا مبارک ہو جائے اب پھر کر نہ آئیگا یہ کہکر
چاہا کہ لشکر پر اُسکے حملہ کرے صورت نگار نے جلد طبل بازگشت بجوا دیا لشکر دونون پھرے
اور داخل خیام ہوئے صورت نگار متردد ہو متفکر اس امر سے کہ یہ نیل گاؤ کیسا تھا اور شوہر میرا کیون
اسکے پیچھے گیا بارگاہ حیرت مین آئی اور سب حال لڑائی کا بیان کرکے کہا مجھے یقین ہے کہ شوہر
میرا نبیرۂ سامری ہے کیسکے سحر سے ہلاک نہ ہوگا لیکن عیارون سے البتہ خوف ہے اے ملکہ کسیکو بہر خبر
بھیجنا چاہیے کہ عیار ضرر نہ پہونچا سکین حیرت نے سارا ماجرا سُنکر گردن جھکا لی اور کہا بی بی ہر چند
کہ تم نبیرۂ سامری کی زوجہ ہو بہو سامری کی کہلاتی ہو لیکن سحر کا طریقہ نہین جانتی ہو اب عیار تمھارے
میان کو زک پہونچا کر کیا کرینگے یہ نیل گاؤ اسطرح کا سحر ہے کہ اُسی سے بچنا مشکل ہے مہرُخ بادشاہ لشکر
کچھ تو سمجھکر ہوئی ہے ایسی ویسی تھوڑی ہے یہ سحر کسی سے نہ اُتریگا تھوڑے عرصہ مین میان تمھارے
تمھین مارنے آتے ہون گے شاہ جادوان کو جلد لکھ بھیجنا چاہیے وہ شاید رد سحر کرین ورنہ اور کوئی نہین کر سکتا
مین اسی دن کے لیے سوچتی تھی اور منع کرتی تھی صورت نگار یہ باتین سُنکر رونے لگی
اور حیرت نے سب حال مصور کے لڑنے کا اور نیل گاؤ کے پیچھے جانے کا شاہ ساحران کو
لکھکر بھیجا چیلا سحر کا نامہ لیکر باغ سیب مین آیا بادشاہ طلسم تخت حکومت پر جلوہ گر تھا کہ نامہ پہونچا نامہ

پڑھتے ہی زانو پر ہاتھ مارا کہ ہائے یہ کائنات کے سحر ہمارے تبلائے ہوئے ہماری ہی فوج پر ہوتے ہین
یہ افسوس کرکے **باغبان** وزیر کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے دستور دانا یہ سحر مہرخ کا وہ ہی کہ سارا عالم
اگر دور کرے جب بھی دفع نہو ہان مین خود جاؤن تو البتہ رد اسکا ممکن ہی **باغبان** یہ تقریر سنکر عرض
پیرا ہوا کہ حضور مجھکو حکم دین کہ آپ کے عوض جاکر کام کرون **افراسیاب** نے کہا اسمین جان کا
خوف ہے اگر ذرا بھی کچھ فرق کروگے ہلاک ہو جاؤگے وزیر نے عرض کیا میری مجال ہے جو خلاف
حکم بادشاہی عمل مین لاؤن یہ عرض سنکر بادشاہ طلسم نے سحر پڑھکر دستک دی کہ زمین سے ایک پتلا
کئی گز کا جسیم و لحیم پیدا ہو کر سامنے آیا اور بادشاہ کو سلام کرکے ٹھہرا بادشاہ نے کہا کہ اسے ملازم
سامری مجھکو تھوڑی سی روئی اسطرح کی جو لباس جمشید یا سامری مین بھری گئی ہو اور خداوند نے
وہ لباس پہنا ہو اسمین کی چاہیے وہ پتلا ہنسا اور گویا ہوا کہ اے شاہ یہ تیرا ہی مرتبہ ایسا ہے کہ جو کچھ
تو مانگے حاضر ہو سکتا ہی یہ کہکر غائب ہو گیا اور بعد لمحہ کے تھوڑی سی روئی لیے حاضر ہوا شاہ طلسم نے
وہ روئی لیکر پہلے سر پر رکھی انکھون سے لگائی پھر سحر ایسا پڑھا کہ وہ روئی ہاتھ پر سے اڑکر بہت ہو گئی
اور ابر بنکر تیار ہوئی لکہ ابر سر پر بادشاہ کے آکر مثل چتر پھرنے لگا بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ اب تم جاؤ لکہ
ابر ساتھ لاؤ اور جہان مصور کو پانا اس ابر سے حکم کرنا کہ آب چشمہ سامری برساوے یہ ابر برسے گا سحر دفع
ہو جائیگا **باغبان** یہ حکم سنکر اٹھا اور آداب بجا لاکر رخصت ہوا اپنے تخت پر سوار ہو کر چلا شاہ نے
اس ابر سے بھی حکم دیا کہ اسکے ساتھ جاؤ اور جو یہ کہے بجا لاؤ لکہ ابر سر پر **باغبان** کے آکر چھایا اور
یہ روانہ ہوا زوجہ اسکی ملکہ **گلچین جادو** اپنے باغ مین تھی اسنے شوہر کے جانے کی خبر سنکر ایک پتلی
کو بھیجا کہ جائے اور وزیر کو یہان بلا لائے کہنا ایک بات سنتے جاؤ پتلا راہ مین اسکو ملا اور پیام کہا
یہ اپنی زوجہ پاس آیا حال اسکے باغ وغیرہ کا جلد اول مین بیان ہوا ہی غرضکہ بی بی نے اسکی سمجھایا
کہ صاحب تمکو مین نے بارہا منع کیا ہے کہ اس لڑائی مین عیار ہر ایک مار ڈالتے ہین تم دخل ندو مگر
تم مانتے نہین ہو مناسب ہی کہ اب بھی باز آؤ کئی بار عمر کے ہاتھ سے زک پا چکے ہو دیکھو منع کرنا میرا مانو ورنہ
پچھتاؤگے **باغبان** نے جواب دیا کہ تمھارا کہنا سب صحیح ہے مگر نوکری کرکے انسان تابعداری سے بچ
نہین سکتا مالک کے کام کو کہانتک نبھائیگا فی الجملہ **باغبان** تو سبب سمجھانے اپنی زوجہ کی عرصے تک
یہان ٹھہرا آخر اسکو فہمائش کرکے روانہ ہوا مگر اتنے عرصے مین مصور ببل گاؤ کے تعاقب مین لشکر سے بہت دور

نکل آیا اور ایک صحراے فرح افزا مین پہونچا کہ دامن دشت دامن گلچین گل وریاحین سے نظر آتا تھا چشمۂ حقر ہر ایک ڈرا بسان نہر لہراتا تھا پچھلا پہر دن باقی تھا سہانہ وقت سایہ ڈھلا جانور رنگا رنگ شجر پر بسیرا لینا نہایت لطف دکھاتا تھا کہ للمؤلفہ

دشت رنگین ہرا بھرا دیکھا ۔ دامنِ کوہ پُر فِزا دیکھا
چشمہ لہرا رہے تھے ایسے صاف ۔ چشمۂ مہر و ماہ سے شفاف
دامن دشت دامنِ گلچین ۔ روے جانان کیطرح سے رنگین
قیس کی روح نے بسایا تھا ۔ رُخِ لیلیٰ کا صاف نقشہ تھا
سرو الفت ہر ایک بگولا تھا ۔ آہِ عاشق ہوا کا جھونکا تھا

مصور اُسجگہ مسرور شاد ہوا اور گاؤ بھی آہستہ آہستہ چلنے لگا غرضکہ گاؤ اُسکو سیر دکھاتا ہوا آکر حصار کے قریب لایا اِس صحرا مین وہ چار دیواری زمرد کی بنی تھی کہ واقعی عروس بہار کی حجلہ عروسی تھی وہ گاؤ اس احاطہ مین چلا گیا یہ بھی اُسکے فراق مین اندر قدم زن ہوا یہان چمنستان پر بہار لگا تھا سبحان اللہ دل رضوان سیر کو اسجگہ کی لہراتا تھا سبزہ نوخیز وہان کا سبز رنگان دہر کی نرگان کو شرماتا تھا آنکھین ندامت سے جھکاتا تھا گلہاے سمن و نسرین نازکبدان گلرنگ کو ملکہ سیوتی سی رنگ کے معشوقون کو شرمندہ کرتے گل بصد تجمل زیب دہ و سادہ گلشن تھے روش ٹری آراستہ سرو شمشاد مثل نوجوان نوخواستہ نرگس وہان بیمار نہ تھی تندرست تھی بیل ہر شجر کی درست تھی للمؤلفہ

تھے زر گل سے سب درخت نہال ۔ شاخ ہر ایک دان کی مالا مال
تھا کسی جا جو پھول نرگس کا ۔ اُس سے تھا چشم منتظر کا پتا
عکس افگن تھے اسطرح اشجار ۔ جیسے گلشن مین چھائے ابر بہار
لالۂ سرخ تھا کہین پھولا ۔ داغِ عاشق کے دل کا تھا نقشا
سنبلِ تر لبان شیفتہ سر ۔ بال بکھرائے تھا وہان اکثر

سامنے چمنستان کے بارہ دری عالیشان تھی اوج مراتب مین برتر از آسمان تھی سقف و ایوان پر کنگرے مثل انجم سپہر برین جواہر کار روشن عجیب طرح کا جوبن اُس مکان کو چار چاند کیا ہزار چاند لگے تھے محراب در دن کی ہلال آسا تھی دالان مین پردے پڑے تھے گوش گل کے پردون کی سما

رکھتے تھے گلبدن اُنکا وصف سننے کو کان رکھتے تھے مصور حیران کار سیر دیکھتا آگے بڑھا وہ گاہ بھی بارہ دری کیطرف چلا اندر سے پردے کے دو ہاتھ تیر و کمان لیے نکلے اور سہ سرکڑکنے کی آواز آئی تیر اُس گاؤ پر آکر پڑا کہ وہ گرا اور پانی ہوکر بہ گیا مصور اُن دونون پنجۂ نگارین کو دیکھکر بیتاب ہوگیا اور سوچا اِس پردے مین کوئی صیاد صید فگن دلہاے عشاق ناشاد ہے دل چھین لینے مین بہت طاق اور مشاق ہے یہ سوچکر دل بر دست کھو بیٹھا ہوش حواس سے ہاتھ دھو بیٹھا پردے کے پاس آکر پکارا کہ بیت جنگل شاہبار نار مجھ سے دوچار کیجیے ✦ وادی دل مین آئیے سیر شکار کیجیے ✦ ہائے او ظالم اظلم تو کون ہے کہ مین شکار کو آیا تھا میرے صید کو بھی شکار کیا اور میرے دل کو در پردہ تیر جفا کا نشانہ بنایا تیرے تیر کے ساتھ اپنا یہ حال ہوا ہے کہ فرد چاہتے ہین نفس کو توڑ سارے مونسہت کو چھوڑ ✦ پھرہون اُسی طرف روان آتش و باد و آب و خاک ✦ جب اِسنے یہ کلام کیے اندر سے آواز آئی کہ مرد دنیا مین بیوفا ہوتے ہین مطلب کے آشنا ہوتے ہین اسی لیے ہمنے آبادی سے منھ موڑا مجنون کردار جنگل اپنا مسکن بنایا رشتۂ الفت اہل عالم توڑا مصور نے یہ سُنکر کہا نظم

اِس بندے کی چاہ دیکھیے گا　　اور اُسکا نباہ دیکھیے گا
مین کیسی نباہتا ہون تم سے　　انشاءاللہ دیکھیے گا
فوجین اشکون کی تل رہی ہین　　یہ حشمت و جاہ دیکھیے گا

اے عربدہ ساز واے نیرنگ پرداز انجمن محبوبی مین کبھی آپ کی اطاعت سے منھ نہ موڑونگا تمام عمر غلامی سے گردن نہ پھیرونگا یہ کلمات کہتا تھا کہ صدا آئی کہ بہتون کو غلام ہوتے دیکھا ہے ایک تم باقی ہوا اچھا اندر آؤ تمھارا بھی عشق دیکھین کیسا ہے مصور یہ سُنکر شاد شاد پردہ اُٹھا کر اندر آیا پردہ کیا اُٹھایا کہ پردۂ ناموس و ننگ اُٹھ گیا ایک آفتاب محشر کو کہ پردۂ ابر مین چھپی ہوئی تھی واہ رے عربدہ ساز کہ ہزار ہا نیرنگیان جسکی ناخون پر لکھی تھین کہ ہاتھ دکھاتے ہی کیا جادوگری کا کرتب یاد تھا کہ ایسے مکار کو دیوانہ کار کر دیا مصور کی آنکھ برق تجلی جمال سے خیرہ ہوئی واہ واہ زلف سیاہ کافرین چشم آئینے سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ ہندو بر لب چشمہ شوخی اشنان کرنے آیا تھا ہنین نہین آہوان ختن نے شمیم کاکل معنبر کو سونگھنا چاہا تھا آنکھون کے لال ڈورے برق سپہر شرارت تھے نگاہ بجلی کیطرح کوندتی تھی صاعقہ کو سبزہ کی طرح روندتی تھی رخسار اُسکے

گلزار حسن کے گل تھے لب معجز نمانزاکت مین گلبرگ جان بلبل تھے لب نازک کے قرین خیال تھا
نہین نہین اشتیاق بوسہ مجسم ہوا تھا عشاق کا خیال مختصر یہ کہ وہ جان جہان عشاق کی جان تھی نظم

اُسکی کوچۂ مہتاب نظر آتی تھی
سینہ جون آئینہ شفاف شکم ایسا صاف
سبز سبز اُسکی وہ سب رونگٹے یا داد مخمل
قمقمے نور کے تھین اُسکی کچین وہ دونون
گز گز بادکشان رنگتر سے وہ دونون
گدگداہٹ پہ اگر ناف کی پڑجائے نظر
ہو یقین دلکو کہ ہے حسن کی دریا کا بھنور

اُسکی ساعد کے چمکنے کی تھی یہ پھیلاوٹ
جسمین مخمل کے شکن کی سی تری تھری بٹ
سیلی ایسی ہی دھوان جیسے کہ سنبل کی لٹ
ہو اُنھین دیکھتے ہی اور ہی کچھ للچاہٹ
دل یہ چاہے کہ اُنھین دوڑ کے لے بھاگتے جھٹ
بس کفدست خیال اُس سے دہن جا کیٹ
گھر کے ساری ہی نزاکت یہان آئی تھی سمٹ

مصور اُسکے حسن کو دیکھکر حیران رہگیا اور اس آئینہ رو نے ہاتھ پکڑکے کہا کہ صاحب اُٹھے ہو
تو بیٹھ جاؤ یہ حکم پاکر بیٹھا اُسنے جام بادۂ گلرنگ لبریز کرکے اسکو کہ لیجیے یہ ساغر الفت ہے نوش کیجیے
اور مجھ سے عہد و پیمان کیجیے قول و قسم دیجیے کہ کبھی کسی اور سے دل نہ لگاؤ نگا اور جورو یا عورت آشنا
اب میرے پاس ہوگی اُسکا سر کاٹ لاؤن گا مصور نے وہ جام اُسکے ہاتھ سے لیا اور کہا
تجھپر سب اپنی جان نثار ہے تو پھر اور کیسکی جان کیا حقیقت رکھتی ہے جورو کیا مردار ہے مین ابھی
اُسکا سر لاکر تیرے قدمون پر نثار کرونگا اور تمام عمر غلامی مین رہونگا کہ بیت گردست دہد ہزار جانم
در پائے مبارکت فشانم ٭ یہ کہکر وہ جام پی گیا اور منھ بڑھایا کہ اب اپنے لب شکر بار کا بوسہ دے کہ
بیت ازان لب جان مدہ کس را دگر خواہی کہ جان بخشی ٭ مرا بارے کہ من جان دادہ ام عمر است اے
اُس ستمگار دلدار نے منھ ہٹا دیا اور کہا جب تم اپنی بی بی کا سر کاٹ لاؤگے اسوقت اپنے مطلب دلی کو
کو پہونچوگے شراب وصل سے سرشار ہوگے مصور یہ مژدۂ جان بخش سنکر اُٹھا اور یہ کہتا چلا کہ بیا

من با تو یکدلم سخن و قول من یکیست
صد بار اگر تو شوکت خوبان شکست یافت

انیست قول من کہ شنیدی سخن یکیست
خسرو ہزار خسرو لشکر شکن یکیست

غرضکہ باہر آکے مرکب پر سوار ہوکے بر سیم یلغر لشکر مین بی بی اسکی بارگاہ حیرت سے اگر خیمہ مین پہنچے
کہ یہ اگر قریب خیمہ ٹھہرا اور دو چار کنیزین ترکنین حبشنین جو پہرے پر تھین اُنھون نے سلام کیا

سلام کی عوض اُسنے پوچھا کہ مالزادیو جلد بتلاؤ وہ قحبہ صورت نگار کہان ہے کنیزین یہ کلمہ سنکر گھبرائین
اور کہا حضور آپ ملکہ عالم کی نسبت یہ کیا فرماتے ہین اُسنے کہا مین اُس حرامزادی کا سر کاٹ لیجاؤنگا
کہ معشوق مجھسے راضی ہو یہ کلام جو کنیزون نے سُنا گھبراکر ایک اندر گئی اور بی بی سے کہا آپ بیٹھی کیا
کرتی ہین میان پھر سڑی ہوکر آئے ہین آپکو مارنے کہتے ہین صورت نگار تو حیرت سے سُن
چکی تھی کہ مصور سڑی ہوکر آئیگا یہ خبر سُنتے ہی سمجھی کہ یہ وہی معاملہ ہے پس بیتابانہ بارگاہ سے نکلکر
بھاگی سحر بھی نکیا کیونکہ جانتی ہے شوہر میرا مجھسے زبردست ہے ایسا نہو کہ مجھکو ہلاک کرے غرضکہ اسکو بھاگتے
شوہر نے اُسکے دیکھا اور پکارا کہ او فاحشہ بیسوا کھڑی تو رہ کہان مجھسے بچکر جائیگی یہ کہکر پیچھے دوڑا
صورت نگار سر پر پاؤن رکھکر بھاگی افسران لشکر نے جو یہ حال دیکھا چاہا کہ روکین مگر باہم کہا کہ میان
بی بی کے مقدمہ مین دخل ندینا چاہیے یہ سوچکر سب رُکے اور یہ پیچھے ہوا کیطرح اُسکے چلا آخر یہ مرد عورت کے
قریب پہونچ گیا اُسوقت صورت نگار دہشت جان سے گر پڑی اور پیشواز اُلٹ گئی ازار ٹوٹ گیا
کنیزین پروانہ وار اُس شمع انجمن ساحری آگرین اور جلد پیشواز درست کی دیکھا تو اُسکا پیشاب خطا ہو گیا
ہے اسیطرح بوندین پیشاب کی ٹپکتی ہوئین کنیزین اُسکو اُٹھا کر لے بھاگین مصور نے بڑھکر دو ایک کو
زخمی کیا لونڈیان بُرا بھلا کہتی ہوئی بھاگین کہ یہ موا آپسے گذر گیا ہے نگوڑمارے کو بڑھاپے مین
حوصلہ سوجھا ہے کہ گھڑی گھڑی سحر کی پتلیو پر عاشق ہوا آتا ہے ایک بولی کہ اس نوج کب ہاے دائے
کرنا دم عاشقی کا بھرنا پھوٹے منہ نہین اچھا لگتا دوسری بولی کہ نگوڑمارے سے ڈرنے کو کسنے کہا تھا
کہ وہان دمبدم جاتا ہے اور سڑی ہوکر آتا ہے تیسری بولی قربان ایسے ڈرنے کے جب پھرے
تو گھر ہی والون پر جو تاثیر کیا مہرخ اور بہار کے سامنے نانی مرتی ہے وہان سواے ہاتھ باندھنے
کے اور کچھ نہین ہوتا ہے غرضکہ ایک ہنگامہ عظیم برپا ہے یہ ہر ایک کو سگ دیوانہ کیطرح مارتا پھرتا ہے
لوگ بھاگتے ہین لشکر مین کمربندی ہوئی ہے کہ ہمین ضرر نہ پہونچائے جو کوئی ادھر سے نکلتا ہے لوگ منع
کرتے ہین کہ اُدھر بچاؤ ایک سڑی آیا ہے دور دور سے لوگ ڈھیلے اور پتھر مارتے ہین لونڈے ایکطرف تالیان دے
رہے ہین لولو ہے دھقا ہے کا شور بلند ہے جب یہ آگے بڑھتا ہے لوگ ساتھ ہوتے ہین لڑکے کہتے ہین جاتا ہے
لینا جاتا ہے جب پیچھے پھرتا ہے سب بھاگتے ہین جب اسکے کوئی ڈھیلا لگتا ہے یہ کہتا ہے بیت زخم پر چھڑکین
نہ کیون طفلان بے پروا نمک * کیا مزا ہوتا اگر پتھر مین بھی ہوتا نمک * حیرت نے جو یہ غلغلہ سُنا پوچھا

که یه کیا عمل ہے ہنوز کوئی خبر نه لایا تھا که کنیزین صورت نگار کو پیشاب مین لت پت لیے ہوئے پہونچین
حیرت نے دیکھا که سب بدحواس اور صورت نگار کا پائجامه ناف سے نیچے اترا ہوا دوپٹه کہین محرم
کہین کچھ عجب عالم ہے اسنے پوچھا که کیا ہوا سب یہی کہتی ہین که وه آگیا کوئی یه نہین کہتا که مصور آگیا
اور ہوش مین آکر صورت نگار تخت کی نیچے چھپ رہی اور حیرت باہر نکل آئی لڑکون کو اور لونڈیون
کو روکا اور آپ قریب آئی کہا اے مرشدزادے آپ کسکو مارتے پھرتے ہین اسنے بغور صورت دیکھکر
حیرت کو پہچانا اور کہا ملکه مین اس قحبه صورت نگار کو ڈھونڈھتا ہون حیرت نے کہا آپ ہیرے
مین آپکا اسکا سامنا کردون مصور اسکی ساتھ بارگاه مین آیا اور کرسی پر بیٹھا مگر نہایت مضطرب ہے
که بی بی کو کسطرح پاؤن تو سر کاٹکر معشوقه پاس لیجاؤن پس لمحه بلمحه کرسی سے اٹھتا ہے حیرت روکتی ہے
که صاحب ٹھہرو مین نے لوگ گرفتار کرنے کو بھیجے ہین وه آیا چاہتی ہے یه کہکر روکتی ہے اور سحر پڑھکر
پھونکتی جاتی ہے کچھ اثر نہین ہوتا ہے اور عیارون نے یه سب خبر بی مہرخ سے کہی ہین وہان سب
ٹھٹھے قہقہے لگا رہی ہین تعریف ہو رہی ہے که ملکه سبحان الله کیا سحر کیا ہے مہرخ کہه رہی ہے که اس سحر کا
لطف جب ہے که روئی لباس سامری کی بادشاه طلسم کو نه ملے اور وه ٹھہرو ابھی عاجز ہے فی الجمله مصور پھر
گھبرا کر اٹھا اور کہا ملکه جلد بلوائیے اس مادرزادی کو که مین سر کاٹکر اپنی معشوقه پاس لیجاؤن حیرت نے کہا اچھا
بلاتی ہون لیکن اسکے مارنے سے کیا حاصل ہے اسنے کہا اس بسواکے جینے مین کھٹکا رہیگا اور
دوسرے فرمائش محبوب مین ناچار ہون که اسنے سر مانگا ہے حیرت نے کہا مین بغیر قتل صورت نگار تمہاری
معشوقه کو بلوائے دیتی ہون اور چاہا که کسی زن حسینه کو بلوا کر اسکا دل اسکی طرف مخاطب کردون
لیکن اسنے کہا که مین بغیر قتل کیے اپنی زوجه کے باز نه آؤنگا افسوس که معشوقه کبھی نه کبھی ایک
ادنی کنیز کا سر مانگے اور عاشق سے فرمایش پوری نه ہو سکے یه کلمات سنکر صورت نگار
کا زیر تخت یه حال ہوا که تھر تھر کانپنے لگی لیکن اور دنگی سنیے که عیار بعد خبر دینے اپنی مالکه کے پھر
اسکا تماشه دیکھنے آئے تھے انمین سے برق بصورت چوبدار یہان کھڑا تھا اور صرصر بھی حاضر تھی اسنے
صرصر کی بازو مین چٹکی لی جب اسنے پھر کر دیکھا اسنے چپکے سے کہا که کیون استانی کبھی تمنے طلسم مین ایسی
لڑائی بھی دیکھی تھی یه سحر بھی کرتے کسیکو سنا تھا صرصر نے یه سنکر اسکو پہچانا اور خنجر کھینچکر مارا برق نے ایک مردنگا
مارا تھا اسکا بازو پکڑ کر سامنے کر دیا اور بچالا کی آپ اسکے پیچھے ہو گیا خنجر مردے پر پڑا که وه زخمی ہو کر گرا اور سب

مردہون وغیرہ نے غل مچایا کہ ارے لینا یہ عیار ہے اِسنے مارا ہے باہر کے ساحر یہ سمجھکر دوڑے
شاید اندر مصور مار رہا ہی اور صرصر سمجھی کہ اِسوقت عیار کے دھوکے مین تو پٹ جائیگی نکلجا بھ
یہ سمجھکر جست کرکے بھاگی حیرت کو یقین کامل ہوا کہ یہ عیار بشکل صرصر تھا پس اسنے سحر کیا
صرصر باہر جاکر ٹھہر گئی اُدھر سے جو ساحر دوڑے تھے وہ پکڑکر اندر لائے حیرت نے حکم دیا کہ ما
پڑے مردہے اور چوبدار وغیرہ مارنے لگے ہر چند یہ کہتی ہے کہ مین صرصر ہون عیار و چوبدار نیا
کھڑا ہی مردہے کہتے ہین کہ دیکھے ہمارے بھائی کو عیار بتاتا ہے اور آپ بچنا چاہتا ہے یہ کہتے ہین ا
مار رہے ہین اِسوقت اور عیار بچیان صبا رفتار وغیرہ چار دن آگئین اور بسبب ساتھ رہنے کے
اُنھون نے صرصر کو پہچانا اور ایک حقہ ہائے نفتی مردہون پر مارے کہ بارگاہ مین دھوان بہو
بلند ہوا حیرت گھبرا کر بزور سحر اُڑ گئی کہ معلوم ہوتا ہے اور بہت سے عیار آگئے ہین برق نے اسی اند
ہین دو ایک ساحرون کو مارا غل اُنکے مرنے کا بلند ہوا اب تو لشکری بھی دوڑے اور مصور نے ٹھکا
مارنا شروع کیا ترسول پنسول تیغہ سحر چلنے لگا اب عیار بچیان صرصر کو لیکر نکل گئین اور برق بھی
کنارے ہوا لیکن یہان ہر ایک کی زبان پر نعرہ بلند ہے کہ لینا مارنا جانے نپائے جو آتا ہے وہ یہی
کہتا ہے کچھ سر پاؤن نہین کہ کسکو مارین بعض لوگ بھاگے جاتے ہین دکانین لشکر کی بند ہوئی ہین جو کوئی
پوچھتا ہے کہ کیا ماجرا ہے کہتے ہین کہ وہ آگئے اِسی ہنگامہ مین حیرت نے بلندی پر سے دیکھا کہ عدا کوئی
نظر نہین آتا سمجھی کہ سب نکلگئے اِسنے سحر پڑھا کہ وہ ہنگامہ مٹا یعنی لشکری روشنی ہونے سے تھم گئے
مصور بموجب اس مثل کے کہ دیوانہ را ہوئے بس است نہین رُکتا ہی حیرت جلد اسکے پاس گئی
اور کہا تمھاری بی بی کے سر کٹنے مین یہ ہنگامہ ہوا ہے چلو سر اسکا آیا ہے یہ سنکر وہ ساتھ ہوا ہے اور
ملکہ نے جلد منادی کرادی کہ لشکر مین امان ہوئی عیار بچیان بھی بارگاہ مین آئین ملکہ نے اُنسے پوچھا
کہ یہ کیا ماجرا تھا اُنھون نے کہا کہ اسطرح عیار نے وقت خنجر زنی مردہے کو سامنے کر دیا تھا یہ
کہکر ادھر اُدھر دیکھا برق پھر صورت بدلکر کھڑا ہوا تھا اُسپر صرصر کی نگاہ پڑی کہا دیکھیے یہی موا تھا
برق یہ کہتا ہوا بھاگا کہ ہم پھر دو چار کو مارنے آتے تھے حیرت دنگ ہوگئی اور کہا دیکھیے سامری
ان موذیون کے ہاتھ سے کب نجات دیتے ہین یہ کہکر مصور کی دلجوئی مین مصروف ہوئی اور
برق نے جاکر حال سارے ہنگامہ کا مہرخ سے بیان کیا یہان تو یہ حال ہے لیکن بھی

باغبان جب اپنی زوجہ کو سمجھا کر روانہ ہوا اور سحر کے پار اُترا اور جو پتا کہ بادشاہ طلسم نے دیا تھا
اُسی سمت چلا اور احاطۂ سحر کے قریب پہونچکر تخت سے اُتر کے اندر گیا جب چمنستان پہونچا پردے کے اندر سے
آواز آئی کہ کون آتا ہی اگر مصور ہے تو ہمارا عاشق ہے آئے اور جو کوئی اور ہی تو مین تیر سے نشانہ
اجل کرتی ہون یہ کہکر تیر و کمان پردے کے باہر نکالا باغبان سمجھا کہ یہان ٹھہرنا مناسب نہین اور
مجھکو شاہ جادوان نے جو کچھ سمجھا دیا ہی وہ کرنا چاہیے خلاف اُسکے کرنا خطا پانا ہی یہ سمجھکر جلد وہانسے
پھرا اور لگہ ابر اسبکہ اُسکے سر پر سایہ فگن تھا اس سبب سے اُس باغ سحر سے نکل آیا نہین تو باہر آنا
آنا ممکن نہ تھا اور تلاش مصور لشکر حیرت مین آیا کیونکہ پردے سے صدا سُن چکا تھا کہ مصور عاشق ہمارا
ہے سمجھا کہ وہ دیوانہ ہوکر لشکر مین گیا ہوگا فی الجملہ اُسوقت یہ آکر پہونچا کہ یہان وہ ہنگامہ مٹ چکا ہی سب بیٹھے ہین
کہ اسکے آنے کی خبر سُنکر ملکہ حیرت نے پیشوائی کو لوگ بھیجے اسنے آکر ملکہ کو تسلیم کی اور نذر دی پایہ چہارم
تخت پر جگہ بیٹھنے کو ملی اور حیرت نے اُسوقت ایک ساغر آب پر سحر دم کرکے مصور کو دیا کہ پیے اسنے
وہ پانی لیکر پھینکدیا اور کہا اے ملکہ خاک اس شخص کے سر پر جو معشوقہ سے وعدہ کرے کہ مین کسی کے ہاتھ
سے شراب کا جام نہ پیونگا اور پھر ساغر لیکر غیر سے پیے بڑے افسوس کی بات ہی کہ فردے خواہم و کنجے کہ بجز
یار نباشد ٭ من باشم و دے باشد و اغیار نباشد ٭ یہ کلمات سُنکر باغبان نے کہا اے مرشد زادے
مجھکو بادشاہ طلسم نے بھیجا ہی اور کہا ہی کہ تمکو ساتھ لیجاکر تمھاری معشوقہ کو تم سے راضی کرادون تم جانتے ہو
شاہ جادوان کے قبضہ مین جو کچھ طلسم مین ہے سب ہی مین جب اُسکو فرمان بادشاہی سُناؤنگا وہ تمسے
راضی ہوگی یہ کہکر اُٹھا کہ آؤ چلو مصور سمجھا کہ صورت نگار تو ملتی ہی نہین پھر اسیکے ساتھ چلو شاید
مطلب نکل آئے یہ سوچکر بموجب مثل (دیوانہ بکار خویش ہوشیار) اُسکے ساتھ ہولیا باغبان تخت سحر پر
بٹھاکر بہلاتا ہوا کہ ابھی تم اُسکے وصل سے کامیاب ہوگے تسکین دیتا ہوا قریب حصار لایا اور تخت سے
اُترکر کہا کہ اے مرشد زادے مین بغیر حکم تمھاری معشوقہ کے اندر نہین جاسکتا ایسا نہو کہ وہ تم سے
بھی ناراض ہو اس سے بہتر ہے کہ تم اندر جاؤ اور جب وہ کہے کہ سر لائے تو کہنا کہ ہان وہ روانے ہمراہ آدمی
لیے کھڑا ہی چلو دیکھو اور سیر چمن بھی کرو بس اس حیلے سے اُسکو یہان بلا لاؤ تو مین حکم بادشاہ اُسکو سناکر
راضی کردون کہ پھر تمام عمر اُسکے پاس رہو اور تمکو وہ کبھی جدا نکرے مصور کو یہ بات پسند آئی اور اندر
گیا اُس پری نے پکارا کہ کون آتا ہی اسنے نام بتایا اُسنے پردہ اُٹھاکر اسکی جانب دیکھکے مسکراکر پوچھا کہ کہو ہماری فرمائش

لائے یا خالی ہاتھ پھر آئے اسنے کہا بھلا میری کیا مجال ہے جو خلاف حکم آپ کے عمل مین لاؤن گیا اور لایا
وہ قحبہ بھاگ گئی تھی اس سبب سے اُسکے ڈھونڈھنے مین عرصہ ہوا جب ملی تو سر کاٹکر لایا اُسنے کہا تو پھر لاؤ
کہان ہے اسنے کہا کہ میر ملازم دروازے پر لیے کھڑا ہے وہین جاکر دیکھ لیجیے اور آنکھین تلوون سے
اپنے ملکر گلگشت چمن کیجیے یہ سُنکر وہ سراپا ناز بصد انداز پردہ اُٹھا کر نکل آئی اور اسکا ہاتھ آکر پکڑ لیا گلے
مین باہین ڈالکر سمت دروازہ چلی **باغبان** نے دروازے سے جھانک کر اسکو آتے دیکھکر لکہ ابر کو
حکم دیا کہ آب چشمۂ سامری برسادے ابر گڑگڑا کر چمن پر چھایا اور ایسا چھینٹا زور سے پڑا کہ وہ نازنین بھاگ کر
بارہ دری کیطرف چلی تھی راستے ہی مین شرابور ہو گئی اور مصور سے پھر کہا او ظالم تونے دغا کی یہ کہکر
جو گری کاغذ کیطرح گل گئی اور پانی موصلا دھار پڑنے لگا دیوار ہاے حصار و خیابان و بارہ دری وغیرہ
بالو کی دیوارون کیطرح بہ کر ناپدید ہو گئین مصور پہلے تو بچشم عبرت کھڑا ہوا یہ حال دیکھا کیا اور رو یا
کہ یہ مکان سرائگاہ ناپائدار مین حباب کیطرح تھا افسوس یہ کیسا مینہ برسا کون عاشق اسطرح پھوٹکر رویا
جسکی آہ سرد ہوا بنکر ایسے ابر کو گھیر لائی جسنے یہ آفت ڈھائی غرضکہ جب وہ جگہ مع اس معشوق عنا
کے برباد ہو چکی اور نگاہ دور اندیش کے سامنے سے وہ دھوکے کی ٹٹی مٹی یہ بھی بیہوش
ہو گیا **باغبان** نے اسکو آکر اُٹھایا جب اسکی آنکھ کھلی دیکھا کہ پانی تھم گیا ہے اور مین ایک
صحراے لق و دق مین ہمراہ **باغبان** کھڑا ہون یہ حال دیکھکر مستفسر حال ہوا باغبان نے
ابتدا تا انتہا کیفیت اسکے مسحور ہونے کی بیان کی اور کہا اس جگہ کی زمین دیکھو اسنے جو سمت
زمین دیکھا معلوم ہوا کہ ایک گھروندا لکیرونکا بنا ہے اسمین سبز و رسے درختون کے نقش بنے ہین
اور ایک تصویر کاغذ اور تیلی کی بنی ہے اسنے کہا یہی گھروندا باغ مجھکو معلوم ہوتا تھا اور اسی تصویر
پر مین عاشق تھا وزیر نے کہا اے مرشدزادے یہ سحر ایسا تھا کہ شاہ تک اُس سے عاجز تھے ساحری
نے تمھین بچایا اب چلو شاہ تمھین یاد کرتے ہین کہا مین تو بوجہ ندامت کے شہنشاہ کے سامنے نجاؤنگا
مجھکو لشکر مین لیچلو تاکہ اپنی بی بی سے صفائی کرلون **باغبان** اسکو لیکر چلا اور لشکر مین آیا لشکر یونمین بما
حیرت سے بیان کیا کہ مصور آتے ہین **صورت نگار** بعد اسکے جانے کے تخت کے نیچے سے نکلی تھی آ
اسکو آتے جو سُنا پھر تخت کے نیچے چھپ رہی اور کنیزین بھاگین مگر **باغبان** اسکو لیکر بارگاہ مین آیا اس نے
ملکہ حیرت کو سلام کیا اور اُتر کر بیٹھا ہوش کی باتین کین سب خوش ہوئے صورت نگار بھی تخت کے ۱۹.

تجھسے نکلی مصور نے اوسکے روبرو ہاتھ باندھے کہ اے بی بی تو میری خطا کو معاف کر بیٹے بیوجہ مجھے
گالیان دین اور قتل کا درپے ہوا صورت نگار نے کہا مین اسی دن کے لیے منع کرتی تھی آپنے نما
اب یہ ذلت پر ذلت اُٹھانا اچھا معلوم ہوتا ہی اب ہاتھ باندھنا اپنا رہنے دو مین در گذری ایسے بلاے
سے اگر یہ عہد کرو کہ مین اکیلا لڑنے نجاؤنگا تو البتہ مین ملتی ہون اسنے کہا ایملکہ ابھی تو مین بیشک لڑنے
نجاؤنگا لیکن ایک سحر میرے باپ نے اپنے باپ سے یعنی سامری سے یاد کیا تھا اور وہ مجھکو بتلایا
ہی اُس سحر کو مین تیار کرلون تو ان ذلتون کا بدلا لونگا غرضکہ یہ عہد و پیمان کر کے سب داد عشرت
دینے مین مصروف ہوئے شرابخواری کرنے لگے اور ہلکارون نے یہ سب خبرین جا کر ملکہ مہرخ سے
عرض کین کہ اسطرح باغبان نے آکر سحر اُتار دیا مصور اچھا ہو کر آیا ہے ناچ ہو رہا ہی آج باغبان
وزیر کی دعوت کی تیاری ہو رہی ہے یہ خبر سُنکر مہرخ نے کہا خیر خدا مالک ہی معلوم ہوتا ہی کہ پنبہ لباس
سامری شاہ طلسم کو دستیاب ہو گیا جب ہی پنبہ غفلت مصور کے گوش ہوش سے نکلا یہ کلمات
سُنکر برق عیار کو جو اسوقت موجود تھا اپنی جگہ سے اُٹھکر سامنے آیا اور عرض پیرا ہوا کہ جب آپسے اور
ہمارے مشورہ مصور کے دیوانہ کرنے کی نسبت ہوا تھا تو مین نے عرض کیا تھا کہ دوبارہ آپ کو اُسکو
سر ہی کیجیے گا تو ہم بھی کچھ نہ کچھ سزا دینگے اب بموجب اس قول کے نوبت تو گذشت نوبت ما رسید ہمارا
حصہ اس وزیر باغبان کو زک دینے کا ہی اور انشاء اللہ مع حیرت و مصور وغیرہ جتنے یہ ساحر ہین
سب کو اگر آج ذلیل نہ کیا تو اپنا نام نہ رکھا کیونکہ یہ وزیر مسخر اُستاد کے ہاتھ سے کئی بار ذلت اُٹھا چکا ہی
مگر باز نہ آیا آج ایسا اسکو ذلیل کرون کہ پھر کبھی حرامزادہ ادھر رخ نکرے مہرخ نے جواب دیا کہ اخی
آپ ایسے ہی ہین اور ہم سب نے آپ ہی لوگون کی بدولت بعنایت خدا آج تک فتح پائی ہی اب کیا ضرور ہے
کہ آپ تکلیف کرین اگر یہ وزیر لڑیگا تو دیکھ لیا جائیگا ابھی چھیڑنا مناسب نہین کیونکہ خواجہ سلامت نہین
ہین ایسا نہو کہ کچھ پیچ پڑ جائے باغبان زبردست بہت ہے برق نے کہا ایملکہ خدا تعالی ہمارا قادر
و توانا ہی اگر اُس وزیر کو سزا نہ ملیگی جسارت بہ جنگ و جدل کریگا اور چھیڑ اُسنے آپ ہی کی قول و اقرار
جو اُستاد سے ہوئے تھے وہ سب بھولگیا انشاء اللہ العزیز مین اسکو واقعی سزا دیدونگا اور علاوہ برین
قول مردان جان دارد آپ لوگون کی باری ہو چکی اب ہماری باری ہی یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر روانہ
ہوا اور از بسکہ سر دربار یہ گفتگو ہوئی تھی ہلکارون نے لشکر حیرت کے جا کر سارا ماجرا حیرت سے

بیان کیا کہ اسطرح عیار نے دعوی کیا ہے باغبان نے کہا کہ عیارون کی موت آئی ہے حیرت نے کہا راستہ بند کر دینا چاہیے باغبان نے کہا راہ بند کرنے مین معلوم ہوگا کہ ڈر گئے آپ آنے تو دیجیے آینگے اپنے پاؤن سے لیکن جاینگے کسکے پاؤن سے یہ کہکر چپ ہو رہا اور حیرت نے کہا جشن دیا ہی کہ آجکی رات اسی وزیر تمھاری دعوت ہی کل جانا اسی بھی منظور کیا ہی اسیوقت سے روشنی کی تیاری لشکر مین ہوئی ہے چہار سو کنول کا سر بلند فرشی دو رویہ سڑک کنارے سر استادہ ہین پردے اور سراپردون بارگاہ شاہی کو اٹھوا دیا اس اثنا مین دن تمام ہوا اور دشت عالم مین خیمۂ ظلام ہوا عیار عالم نے گوئے آفتاب عالمتاب کو بسان عیاران کیسۂ مغرب مین رکھا اور حقۂ انجم کو میدان چرخ پر پھینکا کہ بمقتضائے نظم

زمین اسوقت لگتی یون بھلی تھی	کہ گویا ایک چاندی کی ڈلی تھی
درختون کو وہان مہ کی ضیا نے	دئے تھے بادلے کے شامیانے

شام سے تمام امرا وزرا افسران لشکر بارگاہ حیرت مین آکر سہاے پُر زر پر متمکن ہوئے ساقیان مہ دیدار جام بادہ احمر دینے لگے پری چہرگان یاسمن پیکر سامنے رقص کرنے لگین گلبانگ عشرت بلند تھی رقص مستانہ اداؤن کا دور ساغر و پیمانہ ہوش رباؤن کا اہل انجمن کو لایعقل بنائے تھا چاندنی رات کا عالم لشکریون کی دھوم شمعون پر جیسے پروانون کا ہجوم یہ کیفیت تھی کہ بیت چھلکتے نہ تھے ہاتھ مین جام مے + دہن بادہ خوارون کے تھے ہنس رہے + یہان تو یہ حال ہے مگر برق جو روانہ ہوا تھا پہلے صحرا مین آیا اور فیل عیاری کی بجائے قران آواز پر اپنی جگہ سے اسکے پاس آیا اسنے اپنے ارادے سے اسکو مطلع کیا اور کچھ باتین قران نے اسکو تعلیم کین کہ تم جاؤ مین اس صورت سے یہان پہاڑ پر بیٹھا ہون جو کچھ کہ قران نے بتلایا ہی حال اسکا آگے بیان ہوگا غرضکہ برق بموجب ہدایت قران روانہ ہوا اور صورت ایک خدمتگار کی ایسی بنکر اسی جلسۂ دعوت کی طرف چلا وہان حیرت نے خبر دعوی عیاران سنکر صرصر وغیرہ عیار بچیون کو بنابر احتیاط نگہبانی کا حکم بلیغ دیا ہی عیار بچیان ہر طرف بہوشیاری پھر رہی ہین جب برق وہان پہونچا گھات مین ہوا کہ اپنا کام کرون لیکن صرصر کی نگاہ اسپر پڑی اسنے پہچان کر ڈانٹا کہ موئے تو کیون یہان آیا برق نے کہا اور بھی کچھ کام ہے سوائے مار پیٹ کی باغبان کو مارنے آئے ہین صرصر نے کہا رہ تو جا مونڈی کاٹے ابھی پکڑوائے دیتی ہون اور حیرت سے کہنے چلی برق بارگاہ سے

جلد نکلگیا اور اُسنے جاکر حیرت سے کہا کہ برق آیا ہے حیرت نے اپنے ہاتھ سے ایک انگوٹھی
اُتار کر پھینکی کہ اے انگوٹھی اِس بارگاہ مین جہان کہین عیار ہو گرفتار کر لا انگشتری ایک طوق آہنی
بنکر چارطرف پھری مگر برق تو پہلے ہی جا چُکا تھا کہین نملا انگشتری پھر آئی اور پھر انگوٹھی ہو گئی ملکہ
نے اُٹھا کر پہن لی اور باغبان سے کہا کہ مین راہ یہان آنے کی بند کیے دیتی ہون عیار ابھی یہان
آیا تھا کیا فائدہ جو اُسنے صحبت کو پریشان کیا باغبان نے عرض کیا کہ آپ مالک ہین جو چاہیے
کیجیے لیکن وہ آیا تھا تو آپنے مجھ سے نکہا مین گرفتار کر لیتا اور ابکی آنے دیجیے پھر جو مجھسے گرفتار
نہو سکے تو راہ بند کیجیے گا حیرت چپ ہو رہی لیکن برق اسی واسطے پہلے اِس طرح آیا تھا کہ
کوئی مجھ کو دیکھ لے اور ساحرون کو میرے آنے کی خبر ہو جائے کیونکہ ظاہر کرنے مین اِسکا ایک مطلب ہے
جسکا حال اب بیان ہوتا ہے چنانچہ برق جو بارگاہ کی سیاہ دکھا کر آیا جس صورت پر کہ بنا ہوا
تھا اُسکو دوسری ہیئت پر تبدیل کرکے جب دو چار آدمیون کو اندر جاتے دیکھا انھین مین ملکر
چلا اور اندر آکر آدمیون ملازمون کے پیچھے پیچھے اپنے تئین پوشیدہ کیے اُن خدمتگارون کے
پشت پر پہونچا جو باغبان اور ملکہ کی پشت پر کھڑے رومال جھلتے ہین اب سامنے کے بیٹھنے والے
بسبب کثرت ملازمان اِسکو نہین دیکھ سکتے اور پشت بوجہ تخت بچھنے ملکہ کے کوئی اُدھر سے
اندر آتا نہین برق باطمینان کھڑا رہا اور جب رقاصہ گاتی ہوئی قریب باغبان ملکہ آکر دامن
تھام کر طالب اِنعام ہوئی اسوقت سب کی نگاہ جانب رقاصہ باغبان تھی کوئی کسی طرف
متوجہ نہ تھا انھین کو دیکھکر سب ہنس رہے تھے برق نے قابو پاکر ایک خدمتگار کی
بغل کے نیچے سے ہاتھ نکالکر ایک رقعہ بخط طلسم لکھا ہوا اور اُسپر مہر افراسیاب
کی کی ہوئی گود مین باغبان کے ڈالدیا کیسکو خبر نہوئی کہ اُسنے کیا کیا اور یہ
رقعہ مذکور ڈالکر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹکر دہنے بائین سراچہ وغیرہ لگے ہوئے تھے
اسی طرف سے باہر نکلگیا اور دور جاکر منتظر وقت ٹھہرا یہان باغبان نے رقاصہ
کو حکم انعام دینے کا دیا خدمتگار جو پشت پر کھڑا تھا اُسنے اُسکو دوشالہ اُڑھا دیا وہ پھر
اپنی جگہہ پر ناچنے لگی اور باغبان نے بھی زانو بدلا آغوش سے رقعہ پایا مہر بادشاہی دیکھکر
اسیطرح زانو کی آڑ مین پڑھا لکھا تھا کہ اے وزیر اعظم مرحبا کہ تنے مصور پر سے سحر تمنے

دفع کیا تمھین چاہیے تھا کہ ہمارے پاس آتے مگر اب جو ملکہ کی دعوت مین ہو تو خیر صبح کو ضرور آنا زیادہ وہان نہ ٹھہرنا اور اسوقت ہمنے کتاب سامری دیکھی تھی تمھارا حال معلوم ہوا کہ محفل عیش مین بیٹھے ہو اور عیارون نے دعوی عیاری کیا ہی بلکہ برق عیار فکر مین عیاری کی آچکا ہے لہذا تمکو چاہیے کہ اس رقعہ کا حال کسی سے نہ کہنا سیدھے اٹھکر صحرا مین جانا لشکر کے دہنی طرف ایک پہاڑ ہے اسپر ہمارا بھیجا ہوا ایک جوگی بیٹھا ہے اسکے پاس میوہ باغ زرد ہشتی ہے تاثیر اسکی یہ ہے کہ جو کوئی وہ میوہ کھائے عیار اسکو بیہوش نکر سکین اور اسکی محفل مین کچھ عیاری نکر سکین پس وہ میوہ لاکر سبکو کھلانا اور فراغ خاطر سے بیٹھکر داد عیش دینا تمھارا نام بھی ہوگا کہ وزیر اعظم ایسے زبردست ہین کہ انکے سبب سے عیار کسیکا کچھ نکر سکے اور اگر رقعہ ہمارا دکھلادوگے تو سب یہ جانینگے کہ وزیر سے کچھ نہو سکا بادشاہ نے بچایا ہمکو تمھاری ہی ناموری منظور ہے کیونکہ لوگ تمھاری عظمت سے ہماری بزرگی بھی جانینگے کہ جسکا وزیر ایسا اسکا بادشاہ کیسا صاحب رتبہ ہوگا یہ مضمون رقعہ مسطور کا پڑھکر بہت خوش ہوا اور رقعہ کو جیب مین ڈال لیا سمجھا کہ پنجہ سحر بادشاہ تیری گود مین رکھہ گیا ہی بادشاہ کے سحر کو بخوبی یہ جانتا ہے کہ جسوقت جو چیز مخفی بھیجنا چاہتا ہے پنجہ سحر غائب ہوکر پہونچاتے ہین جسکو وہ اشیا بھیجے جاتے ہین وہی جانتا ہے اور کوئی نہین واقف ہوتا غرض کہ رقعہ جیب مین رکھکر کھڑا ہوگیا حیرت نے پوچھا کہ اے وزیر اعظم کہان کا ارادہ کیا اسنے کہا ملکہ مین نے آپکو راستہ بند کرنے کو منع کیا لیکن مجھکو اندیشہ ہوا کہ مبادا عیار آکر پریشان کرین اس سبب سے مین ایک چیز لینے جاتا ہون آپ ہوشیار رہیے مین ابھی آتا ہون یہ کہکر بارگاہ کے آیا اور تار اڑکر اسی پتے چلا جو رقعہ مین لکھا ہوا تھا جب لشکر سے باہر نکلگیا کئی کوس پر دہنی طرف جاکر ایک پہاڑی ملی اسپر آگ روشن تھی یہ اس پہاڑی پر اترا دیکھا کہ مرگ چھالا درخت کے نیچے بچھا ہے سامنے اسکے دھونی جلتا ہے اور مرگ چھالے پر ایک جوگی جٹا دھاری بیٹھا ہے آنکھین لال لال چہرے سے غضب جلال لوہے کی زنجیر کمر سے باندھے کڑے لوہے کے ہاتھون مین پڑے حلقے اور کنڈل کانون مین ڈالے جٹائین خاکستری بنائے شیر کی کھال کا کرتا پہنے دھونی رمائے بیٹھا ہے اسنے جھک کر اسکو سلام کیا اور ڈنڈوت کرکے ہاتھ باندھے کھڑا رہا وہ جوگی کہ اصل مین قران ہے اور برق بھی اسنے بتا یا تھا کہ تم جاکر بحیلہ رقعہ وزیر کو یہان بھیجدو مین اسکو بیہوشی کا میوہ دیدونگا وہ جاکر کھلائیگا

سب بیہوش ہو جاتے تھے چنانچہ برق نے وہی کیا اب جو یہ ہاتھ باندھکر کھڑا قران بسبب عالی
دماغی کے منہ سے بولا اسنے کہا کہ حضور مجھکو میوہ باغ زرد ہشتی عنایت ہو قران نے کئی سیر
جنگلی بیر کو پچ کے بیہوشی نمکین اور شیرین اُسمین تھی اور ایک رومال مین باندھکر مرگ چھالے کے
نیچے رکھے تھے اُسکے مانگنے سے اشارہ کیا کہ یہ رکھا ہے سلے لے اسنے وہ رومال مرگ چھالے سے نکال لیا
اور شاد و فرحان تخت سحر پر بیٹھکر چلا دم بھر مین بارگاہ حیرت مین آیا اور کہا مین وہ چیز لایا ہون کہ عیار
شیرین اور کچھ نہو سکے حیرت باصرار مستفسر حال ہوئی کہ سچ بتاؤ کہان گئے تھے اسنے کہا کہ مجھے
شہنشاہ نے پتلے کی زبانی کہلا بھیجا کہ باغ زرد ہشت مین جاؤ اور وہان کا میوہ لاؤ پس مین باغ زرد ہشت
مین گیا تھا وہان کا میوہ لایا ہون تاثیر اسکی یہ ہی کہ عیار عیاری نکر سکینگے سبکو کھانا چاہیے یہ گفتگو سنکر
ہر چند عیار بچیان حاضر تھین لیکن ذہن بھی نہ لڑا اور خیال بھی نہ پہونچا کہ اسمین کوئی فریب ہے کیونکہ ذکر
خود گیا اور وہ اور وہ کہتا ہے کہ باغ زرد ہشت سے لایا ہون پھر دھوکا اور شبہہ کونسا باقی ہی صرف
اتنا بنا بر احتیاط کیا کہ ملکہ حیرت نے سحر کی نگاہ اسپر ڈالی کہ شاید خود عیار وزیر کی شکل بنکر نہ آیا ہو جب
اسنے بنگاہ سحر دیکھا وزیر کو فوراً معلوم ہو گیا کہ ملکہ مجھکو آزماتی ہے اسنے ہنسکر کہا کہ ایملکہ آپ مجھکو کیا سمجھتی ہین
مین عیار نہین ہون ادھر صرصر وغیرہ عیار بچیون نے بھی بنگاہ عیاری اسکو دیکھا خوب پہچان لیا
کہ یہ باغبان ہے عیار نہین ہے اُسوقت وہ میوہ طلب کیا اسنے رومال سے نکالکر حیرت کو دیا وہ بنا بر
تعظیم وادب سر پر رکھکر کھڑی ہوئی سب حاضرین محفل کھڑے ہو گئے اور میوہ سر پر رکھا پھر رومال کھولکر
فی اسم پانچ پانچ بیر تقسیم کر لیے اور تبرک سمجھکر خادم خدمتگار سب اہل بارگاہ کو دیے کہ کھائین اور محفوظ
از مکر عیاران رہین صرصر وغیرہ عیارنیون نے بھی لیکر کھائے اور سب نے کھائے کہتے جاتے
تھے کہ ظاہر مین تو بیر معلوم دیتے ہین مگر واقع مین عجب لذیذ میوہ ہے کہ سلونا بھی ہے اور میٹھا
بھی ہے اور نہین معلوم کہ اسکا نام کیا ہی باغبان نے کہا اسکو میوۂ حیات کہتے ہین اور دافع
فریب بھی اسکا نام ہے سب بہت خوش ہوئے اور کہا لیکر ناچ دیکھنے لگے سب سے پہلے صرصر کو
نشہ ہوا مگر خیال بیہوشی کا تو تھا ہی نہین سمجھی کہ رات کے جاگنے اور گرمی سے سر مین درد ہوتا ہی اتنے مین
رقاصہ نے جو دم رقص گردش کی ٹھوکر کھا کر گری کیونکہ اُسکو بھی بیر دیے تھے لہذا جب وہ گری
تب باغبان نے کہا کوئی نہ اُٹھائے یہ اُلٹی ہو کر ناچے گی غرض ملکہ حیرت کو بھی نشہ ہوا اور آگے

صورت نگار کے سر پر ایک دھول ماری کہ مازادی اُٹھکے ناچتی نہین صورت نگار نے بھی
نشہ مین کچھ پاس نہ کیا حیرت کی چوٹی پکڑی مصور لگا چھڑانے باغبان سمجھا کہ یہ اپنی زوجہ کی
طرفداری کرتا ہے یہ سمجھکر مصور سے لپٹ پڑا اور اُسکی داڑھی پکڑی اسنے اسکے پٹے پکڑے
دونون لڑتے ہوئے گرے اِدھر حیرت اور صورت نگار بیہوش ہو جائین ساحر نشہ مین
شرابیون کیطرح تمام عمر کا حال اپنا اپنا کہنے لگے اور جوتی پیزار لڑکر بیہوش ہو گئے عیار بچیان بھی اسی
عالم مین مبتلا ہین عجب کیفیت ہے غرضکہ جب سب بیہوش ہو گئے برق نے باغبان کو جاتے
دیکھا تھا اِدھر سے قران میوہ دیکر چلا تھا کنارے لشکر کے برق کو ملا اور کہا آؤ سب بیہوش
ہو گئے ہونگے چلکر لوٹین یہ مشورہ کرکے بشکل مبدل چلے پہرے والون سے بچتے ہوئے جب
قریب بارگاہ پہونچے یہان کے پہرے والے اور خدمتگار سب بیہوش تھے عیارون نے جلد
سراچہ ہائے بارگاہ گرا دیے اور دروازے پر تکیہ لگا کر باطمینان اندر ٹھہر کر عیار بچیون کو پہلے رنگ روغن
عیاری کا لگا کر برق و ضرغام و جانسوز وغیرہ کی صورت پر بنا دیا اور انکو صف بیہوشان سے
الگ لیجا کر لٹا دیا پھر بزم کے تمام ساحرون کی مع مصور و باغبان کی داڑھی پلکین مونچھین
بھوین چار ابرو کا صفا بتلا دیا سب مونڈکر جادوگرنیون کے سر مونڈے لیکن حیرت کی جب
نوبت آئی دیکھا کہ زمین تھرائی عیار سمجھے کہ کچھ آفت آئیگی اس سبب سے اُسکا سر نہ مونڈا باقی عیار
بچیون کو چھوڑکے سب کے سر مونڈکر منہ سب کے کالے کیے ہاتھ مین جوتیان پہنا دین اور باغبان
کو عورت حسینہ بنا کر مصور کے پہلو مین برہنہ لٹا دیا اور مصور کو بندر دلالا بنا کر ڈگڈگی ہاتھ
مین دی اور تمام محفل کے کپڑے اُتار لیے ایک ایک تہمد باندھ دی کہ ننگے نہ رہین وہ بھی
عورتون کے باندھ دی اور مردون کو یونہین رکھا صرف عیار بچیان برہنہ نہین ہین انکو مردانہ
لباس مثل عیاران پہنا دیا ہے غرضکہ جب یہ سامان کر چکے باہم صلاح کی کہ اب جو جو کہ قتل
ہو سکین انکو مارنا بھی چاہیے یہ مشورہ کرکے حیرت و مصور وغیرہ ایسے ساحرون کو جو قتل
نہو سکینگے رہنے دیکر باقی کو چاہا کہ خنجر کھینچکر گردن کاٹنا شروع کرین ہنوز کسیکو قتل کیا تھا
کہ وہان شاہ جادوان نے بوجہ عرصہ ہونے باغبان کے کتاب سامری دیکھی اور سب
دریافت کیا عیارون کی چالاکی معلوم کرکے خود وہان سے چلا کیونکہ رات زیادہ گئی تھی کسیکو

انجام

بھیجنا مناسب نہ سمجھا یہان عیارون نے دو چار کو ذبح کیا تھا اور شور انکے مرنے کا بلند ہوا تھا اور لشکر کے افسر غوغا سنکر دوڑے تھے کہ دفعتًا تاریکی ہوگئی اور آواز بڑے زور سے آئی کہ منم افراسیاب عیار یہ صدا سنکر جلد جلد دو چار اور قتل کرکے جست وخیز کنان رو بفرار لائے مگر ایک رقعہ اپنے حال کا لکھا ہوا پھینکتے گئے یہان بادشاہ طلسم نے ایسا سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی ایسی چلی کہ جتنے شمع چراغان گل ہوگئے تھے آپ سے آپ روشن ہوگئے اور برودت ہواے سحر سے سب بیہوش ہوشیار ہوئے اول سب سے عیار بچیان ہوشیار ہوئین اور یہ ہنگامہ وشور دیکھکر چاہا کہ بھاگ جائین شاہ جادو ان سمجھا کہ یہ عیارہ ہین اپنے سحر کرکے انکو بیحس وحرکت کردیا اسیس اثنا مین اور بھی سب ہوشیار ہوئے مصور نے جو وزیر کو مثل زن حسینہ پہلو مین پایا جان جہان کہکر لپٹا اور بوسہ لیا وزیر نے بوسہ لینے وقت اسکی ناک دانت سے داب لی اُسنے چیخنا شروع کیا کہ ارے واسطے سامری کا یہ کونسا غمزہ بیجا ہے کہ ناک کاٹتی ہے مین دل دونگا مگر ناک ندونگا اس ہنگامہ مین رو جبہ اسکی جو ملکی اور میان کو غیر عورت سے لپٹے دیکھکر یہ بھی فرط رشک سے مصور کو دو ہتڑ دن سے مارنے لگی کہ بھڑوے اب یہ چھاتی پر مونگ دلنا سب کے سامنے رنڈی کو لے پڑنا سیکھا ہے پھٹے منھ بیحیائی پر لعنت مصور کے گلے مین جھولا بندروالون کیطرح پڑا تھا اور ڈگڈگی ہاتھ مین بندھی تھی وہ جنبش اعضا سے بجتی تھی صورت نگار کے ہاتھ مین جوتیان تھین جب وہ دو ہتڑ مارتی تھی مصور کے سر پر پڑتی تھین ایکطرف وزیر ناک کاٹے لیتا تھا اس ماجرے کو جتنے ہوشیار ہو گئے تھے سب اپنا اپنا حال خراب دیکھنا بھولکر ہنس رہے تھے اور جو منھ پر ہاتھ لیجاتا تھا رخسارے پر جوتی پڑتی تھی بعض جو اُٹھکر مصور کو چھڑانے چلے تھے ننگے اوچھلتے تھے ملکہ حیرت جو اُٹھی تھی بچشم حیرت یہ تماشا دیکھ رہی تھی بادشاہ طلسم تا دیر ہوشیار کرکے یہ حالت دیکھا کیا اور دست تاسف ملتا رہا آخر اُسنے نعرہ کیا کہ باشید اے بیخبران چشم خود وا کنید و حال خویش را تماشا کنید اس نعرے سے سب مست مے غفلت ہوشیار ہوئے اور اپنے تئین برہنہ دیکھکر شرمائے وزیر نے ناک مصور کی چھوڑ دی یہ بھی الگ ہوا غرضکہ سب نے اپنی ہئیت کو آئینہ مین معائنہ کیا اور لباس طلب کرکے پہنے جب بادشاہ پہلوے حیرت مین بیٹھا اور سب اپنی جگہ پر بیٹھے منھ کو ڈھاٹے باندھکر چھپائے تھے بادشاہ نے باغبان سے بعتاب کہا کہ کیون

تجھ سے کب کہا تھا کہ تو یہان آکر ٹھہر نا آخر میرا کہنا نماننے کی سزا پائی اور یہ مصور تو بے غیرت ہو گیا ہے
ہوا ہے کچھ اس سے سوائے ذلت دلانے کے اور نہین ہو سکتا شاہ طلسم کے غضبناک کلمات کا کسی
جواب نہ پایا یہ آپ ہی خفا ہو کر چپ ہو رہا اور حکم دیا کہ عیار جو مین نے گرفتار کیے ہین اُنکا سر جلد کاٹ
ڈالو ساحران نسبکہ جلے ہوئے تھے حکم پاتے ہی تلوار کھینچکر بہر قتل اُٹھے عیار بچیان لرز گئین اور
عرض پیرا ہوئین کہ کچھ عورتون کو حکم ہو کہ وہ ہمکو تنہائی مین دیکھ لین ہم آپ کی عیار بچیان ہین
آئندہ سرکار کو قتل کرنے اور بخشنے کا اختیار ہے بادشاہ کئی بار اپنے ملازمون کو اپنے ہاتھ سے
دہوکے مین قتل کر چکا ہے اس سبب سے قتل کرنے والون کو مانع ہوا اور عیار بچیون سے تا
نشان پوچھکر چھوڑ دیا ابھی لباس تبدیل کر کے رنگ و روغن چھڑا کر اصلی صورت بنا کر حاضر دربار
ہوئین شاہ طلسم نے اُنسے کہا لعنت ہے تمپر کہ تم سے کچھ نہین ہو دیکھو عیار ایسے ہوتے ہین صرصر
نے کچھ جواب نہ دیا اور دل مین قائل ہوئی کہ واقعی مجھکو گمان تھا عمر کی نسبت وہ گلیم وغیرہ تبرکات
سے کام لیتا ہی اسوجہ سے ہم اُسکی برابری نہین کر سکتے مگر یہ گمان محض غلط نکلا شاگردان عمر بھی
بلائے روزگار ہین وہ عیاری کرتے ہین کہ ہمارا ذہن بھی اُس تدبیر تک نہین پہونچ سکتا فی الجملہ جب
بادشاہ نے انکو بہت لعنت ملامت کی انھون نے عرض کیا کہ جو کچھ ہم اب کرینگے حضور ملاحظہ فرمائینگے
اور اب ہم بھی تدبیر کرتے ہین یہ کہکر بہر فکر عیاری اپنی جگہ پر چلی گئین اور افراسیاب ملکہ حیرت کو
نصیحت و پند بہت سی کرتے کہ تم گھبرانا نہین مین ان نمکحرامون کے قتل کو ساحر زبردست بھیجونگا
مجھکو منظور تھا کہ پہلے ان سب کو قتل کر لون تو اسد کو قتل کرون مگر نہین اب پہلے طلسم کشا کو
مارنا لازم ہی اور یہ بھی خیال ہے کہ کوکب کہے گا کہ میری شراکت کی خبر سُنکر عمر کی عینیت مین
اسد کو مار ڈالا شاہ جادوان مجھ سے ڈر گیا پس انتظار کرتا ہون کہ وہان سے بھی مدد آئے تو طلسم
کشا کو قتل کرون دیکھون کہ میرا کوکب کیا کر لیتا ہی ایلکہ ہین کوکب کی کوئی حقیقت نہین جانتا
وہ ایک مرد صحرائی ہے اور کوہستان وصحرا کی ہمارے جد و ابا نے سرداری اُسکے بزرگون کو
دی تھی اب وہ بادشاہ بن بیٹھا ہے جسوقت میرے مقابل آئیگا سزائے معقول پائیگا یہ کہکر
باغبان کو اپنے ہمراہ لیکر سمت باغ سیب گیا باغبان بھی چلتے وقت مصور سے کہا گیا کہ ہم
تمسے زیادہ ذلیل ہوئے خیر دیدہ باید کہ کیا قسمت دکھائے مختصر یہ کہ شاہ و وزیر تو اُدھر گئے اور مصور

سحر تیار کر کے اپنے مقام پر جا کر چلہ کش ہوا حیرت خجالت زدہ اپنی جگہ پر ساکن ہوئی خنگ جدال چند روز موقوف رہی اور جب ریش آسمان یعنے نیر تابان رخسار سحر پہ نمایان ہوئی اور سواد ظلمت روے روزگار سے چھٹ گیا سُرخی شفق سحر عیار دہر نے لگائی **نظم**

پُر اندیشہ بود آن شب دیر باز ۔ چو خورشید بنمود تاج از فراز
شب تیرہ باشد بلند آفتاب ۔ ہمی گفتگو داشت افراسیاب

مہرخ نے دربار کیا سرداران ذی مرتبہ حاضر ہوئے دربار معمور ہوا عیارون نے آکر دکھلایا اور لباس ساحران حریف کا دکھایا اور ماجراے شبینہ بیان کیا ہر ایک مارے ہنسی کے لوٹ گیا قہقہہ اڑے آخر سب باطمینان تمام داد عشرت دینے لگے

داستان آنا پتلے کا مجلس جادو کی بہر گرفتاری جنین جادو وکنیز کی اور مارے جانا اُس پتلے کا ہاتھ سے افراسیاب کے اور پھر نامہ بھیجنا افراسیاب کا کوکب کو اور مارے جانا نامہ دار کا ہاتھ سے بہار اور عیارون کے عمل مین کوکب کے اور ملاقات کرنا بہار کا نقلی عمر سے اور دعوت کھا کر رخصت ہونا اور راہ بھول کر لشکر اسلام مین جانا اور عاشق ہونا بادشاہ لشکر اسلام پر اور مدد کے لیئے بھیجنا کوکب کا بلور جادو کو ہمراہ ہمشیرہ عمر کے اور جنگ ہونا افراسیاب و بلور سے **لمؤلفہ**

دریاے کرم ہے تیرا جاری ۔ ساقی پھر خم لنڈھا دے ساری
پھر رند ہیں تیرے تشنۂ مے ۔ غفلت پھر دل پہ چھا رہی ہے
عینک پھر نشہ کی چڑھا دے ۔ آنکھون کو طلسم پھر دکھا دے
اُس مے کے ہیں رند تیرے طالب ۔ جس سے کہ بر آئین کچھ مطالب

دو مے کہ جو مثل تیغ ہو تیز — وہ مے کہ ہو بہر طبع شبدیز
وہ مے کہ ہون رند جس سے خوش کام — جسکا حرمت سے پیچ بے نام
جو آگ بھبھوکا سی بنی ہو — انگور سیاہ کی جنی ہو
جسکا ہو نام دختر رز — جسکا مستی ہی پر ہے مرکز
قاضی کرتا ہو جس کی حرمت — جان رندان ہو جسکی صحبت
جسمین کہ بھرا غضب کا ہو قہر — شوخی و ادا کی جسمین ہو لہر
رگ رگ مین بھری ہو جسکی شوخی — دل مین آنکھون مین جا ہو جسکی
ساقی تجھکو ہے کچھ بھی معلوم — عالم مین بہار کی ہے پھر دھوم
دنیا مین ہین جتنے دشت ویران — پھولون سے بھرے ہین اُنکے داماں
ہین پھول کے رند جو چٹورے — گلشن مین ہین پھولون کے کٹورے
اِسوقت ہمین بھی مے پلا دے — تجھکو اب غیب سے خدا دے
آئین مضمون سئے نئے پھر — جادو افسون نئے نئے سر
مضمونِ کہن کی فوج ساری — ہو برطرفی مین ابکی باری
بھرتی مین نیا ہو سارا لشکر — جو شاہ طلسم کا ہو ہمسر
لکھون پھر جلسۂ طرب مین — فوج مضمون بلاؤن اب مین
جلسہ ہو نیا نئی مدارات — مہمان نئے ہون اور نئی بات
پھر عشق کی آگ اک لگاؤن — دو دل کو بلاؤن مین پھنساؤن
اُستاد کی معتبر روایت — اسے جاہ چنین کند حکایت

منشیان افسون تحریر و مقرران جادو تقریر حاکیان حکایت عاشقی - و افسانہ طرازان فسانہ معشوقی سحر سازی خانۂ جادو فن بصد تفنن اسطرح دکھاتے ہین اور عربدہ پردازی معشوقہ و تقریب تقریر کو جلوہ گاہ تحریر مین یون لاتے ہین کہ زمانۂ قدیم مین ایک کنیزک چنین جادو نام خدمت ملکہ مجلس سے بھاگ طلسم ہوشش ربا مین آئی اور آسنے سرکار افراسیاب مین سرفرازی پائی اب طلسم باطن مین ایک باغ و بستان اسنے بنایا ہے اُسمین ہمیشہ رہتی ہے

داد عیش و نشاط دیتی ہے فی الجملہ جب عمر طلسم کوکب مین پہونچا اور بادشاہ طلسم مذکور کو شرکت عمر
کی منظور ہوئی تو اسوقت فساد کرنے کا کوئی پہلو نکالنا منظور ہوا آخر یاد آیا کہ جنین کو پکڑ بلانا چاہیے
اگر کوئی روکے گا تو موقع جنگ و جدال خوب ہاتھ آئیگا پس مجلس کو ایسا کیا گیا کہ وہ آغوش
عمر مین آکر بیٹھی اور پھر گرفتاری کنیزک مذکورہ تپلا سحر کا اسنے روانہ کیا چنانچہ وہ تپلا اڑتا ہوا قریب
دار العمارۃ شاہ کوکب پہونچا وہان ایک زنجیر آتش بر روے ہوا کھنچی ہے اور جہانتک نگاہ
کام کرتی ہے وہی زنجیر نظر آتی ہے جو اس سے گذرے تو سرحد طلسم نور افشان طے کرے اور جست
جلد طلسم ہوش ربا مین پہونچ جائے دوسری طرف سے جانے مین برسون گذرین اور راہ
نپائے یہ تپلا اور دو ساحر جو خبر لینے لشکر عمر کی چلے تھے اس زنجیر کے پاس پہونچکر آگئے مگر ٹہر سکے
اور محافظان زنجیر نے جاکر بصد ادب کوکب سے عرض کیا کہ اسطرح تپلا اور ساحر قریب زنجیر
آئے ہین بادشاہ نے حکم دیا کہ مجلس کی خاطر سے جانے دو یہ کہکر ایک نامہ بہران کو لکھا کہ
اے فرزند تمنے ایسی کی تپلا ایسا بھیجا کہ وہ مارا جائیگا اور خاطر سے عمر کی کہ یہ جنگ ہمنے اپنے ذمہ لی
اب ہمسے لڑائی کی بنیاد شروع ہے جو کوئی صاحب انصاف سنیگا وہ یہی کہیگا کہ افراسیاب
نے برا کیا یعنے ایک تو کنیزک کو بٹھا رکھا دوسرے جو اسکو لینے آیا اسکو بھی مارا خیر اچھا کیا جو تپلا
بھیجا یہ نامہ مع میوہ کی ڈالی کے ایک ساحر لیکر بہران پاس آیا نامہ دیا اور کہا یہ میوہ خواجہ صاحب
کے لیے بھیجا ہے پڑھکر ملکہ ہنسی اور چپ ہو رہی خواجہ نے پوچھا ملکہ کیا ہنسین بہران نے
کہا خواجہ مبارک ہو آپ کو کہ میرے باپ نے بدل آپ کی شراکت فرمائی اب تھوڑی دیر مین لڑائی
شروع ہے مخمور نے کہا شاید تپلا جو بھیجا گیا ہے اسی سے چھیڑ شروع کی ہے مگر مجھکو یہ خوف ہے
کہ افراسیاب نے بڑے جبل پھیلا رکھے ہین دیکھیے جو اسپر کوئی فتحیاب ہو ایک اسنے قلعہ ایسا
بنایا ہے کہ چار درجے اسکے ہین ایک درجے مین سامری کے ہفت دوسرے مین اژدر سوار
تیسرے مین ہیر سوار چوتھے مین پیر قلین سحر کی ہین پھر اس قلعہ پر حملہ کرے کیا مجال رکھتا ہے
بی بی وہ ہوا بڑا زبردست ہے بہران نے کہا مین ایسے قلعون کو گھروندا سمجھتی ہون اور لٹ
کی سرکا کے اختر مروارید نکالا مخمور ہر چند کہ ساحرہ زبردست ہے مگر اسکے دیکھنے کی تاب نہ لائی آنکھین بند
کر لین اور بہران نے کہا اے مخمور یہ سینہ ساحران عالم توڑتا ہے اور اب تپلے کا حال معلوم ہو

تو پھر دیکھتا کہ کیا ہوتا ہے غرضکہ بیان تو یہ ذکر ہے اُدھر تیلا اجازت پاکر زنجیر پھاندا اور ساحر بھی چلے
لیکن تیلا سمت طلسم باطن گیا اور ساحر بھی خبر گیری لشکر طلسم ظاہر کیطرف روانہ ہوئے مگر پہلے
تیلے کا حال سنیئے کہ سیدھا باغ جنین کے وہ بیچ باغ مین چوکی پر بیٹھی منھ دھو رہی ہے کنیزین
آفتابہ اور طشت لیے حاضر ہین کسیکے ہاتھ مین بیسن دانی ہے کوئی چلمچی لیے کھڑی ہے جنین نے
رخسار پہ صابون ملا ہے اور پپڑیان ہونٹھون پر سے لالی کی اور دانتون سے ریخین مسی کی
چھڑا رہی ہے کہ تیلا آکر پہونچا ایک کنیز نے اُسکو دیکھکر کہا اوئی تو کون اِس کہنے سے جنین نے بھی
دیکھا رنگ سفید ہو گیا محبوب جادو اُسکا معشوق بیٹھا تھا تیلے نے اُس سے کہا میان ہمارا اسلام
ہے وہ سمجھا کہ یہ تیلا شاید افراسیاب کا بھیجا ہوا ہے یہ سمجھکر بولا کہ آئے بیٹھے تیلا سیدھا جنین
پاس آیا اور کہا چل بالزادی تجھ کو ملکہ مجلس جادو نے بلایا ہی اور فرمایا ہے کہ نہ آئے تو جھونٹے
پکڑکے لانا یہ سنکر اُسنے کہا خیر لو صاحب مین اب تک لونڈی بنی رہی ہان پہلے لونڈی تھی مدت
ہوئی کہ نکل آئی اب مجھ سے کیا کام اچھا مین نامہ لکھے دیتی ہون لیجاؤ میری طرف سے عذر کرنا کہ وہ
باندی ہو گئی ہے تیلے نے کہا بالزادی تجھ اتنو نامہ لکھنے کے قابل ہوئی اسنے منھ مین طمانچے
لگائے کہ اے تو یہ مین بھول گئی عرضی لکھے دیتی ہون تیلے نے جواب دیا کہ مین لیجانے اور لے آنے کا ٹھہرا
تمھارا پیامی ہون یا تمھارے باپ کا نوکر ہون خیر معلوم ہوا تو یون بچائیگی یہ کہکر لپکا جنین نے
کنیزون سے کہا روکو اسکو چار طرف سے کئی ہزار عورت نے آکر گھیرا اور نارنج اور ترنج وغیرہ
تیلے پر پڑنے لگے مگر جو نارنج تیلے پر پڑا اُسکے جسم سے شعلہ نکلا اور جاکر اسی عورت کے پڑا
کہ جسنے نارنج لگایا تھا وہ جلنے لگی اور تیلے نے جسکے دوڑکر گھونسا مارا پھر وہ سانس بھی نہ لے سکی
تڑپکر مر گئی جنین نے بھی بہت سحر کیے مگر کچھ اثر نہوا آخر بزور سحر وہ اُڑی اور سمت افراسیاب بھاگی تیلا
بھی پیچھے اُسکے اُڑا دریاے خون رواں کا بارہ کوس کا یہان سے میدان ہی اُسکے بعد باغ سیب ہے اور اُس میدان
مین ہزارون آفتین اور بلائین رہتی ہین انھون نے فریاد کرنا جنین کا سنکر تیلے کو روکنا چاہا
مگر نہ رکا اور اُن بلاؤن نے کہا بھی کہ یہ مقدمہ دوسرے طلسم کا ہے ہمین اس مین دخل دینا
نچاہیے ایسا نہو کہ شاہ جادوان کے خلاف گذرے پس یہ سمجھ کر طرح دے گئین لیکن اس
روکنے مین جنین باغ سیب مین پہونچ گئی شاہ جادوان صبح کو سریر آرائے حکومت تھا

اہل دربار جمع تھے کہ یہ جا کر پہونچی سب نے دیکھا کہ دو ڈپٹا کہین محرم کہین چڑھی پائجامہ اُترا پڑتا ہے سنبھالتی
ہوئی بدحواس رنگ رخ زرد شانہ کھلا منھ پر صابون ملا چوٹی آگے آ رہی ہے یہ کہتی ہوئی کہ بچائیے
بچائیے آئی ہے افراسیاب نے کہا ارے غضب ہوا کوئی اسکو پکڑنے آیا ہے اسمین یہ قریب
آئی اور کہا اے شہنشاہ بچائیے مین چلی شاہ نے کہا ارے کون آیا ہے اسنے کہا وہی آپ تو
جانتے ہین شاہ نے کہا نام تو لے کہا حضور مجلس تجلس شاہ نے یہ سنکر کہا کچھ لوگ بہر استقبال جائین
کہ ملکہ مجلس آتی ہین ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ پتلا پہلے غرق آسمان ہو گیا تھا مسند باغ مین اترا اور جنین نے
دیکھکر کہا یہی ہے شاہ سمجھا کہ مجلس نہین آئی یہ سحر اسکا آیا ہے یہ سمجھکر غضبناک ہوا اور پتلا آتے ہی
جنین کے کمر مین ہاتھ دیکر لے اڑا وہ پکاری کہ ہائے مین مفت چلی بیوی بنکر پھر باندی بنی افراسیاب
کو غصہ آیا اور پکارا کہ باش کہان لیے جاتا ہے یہ کہکر ایک گولا سحر کا کھینچ مارا پتلا اونچا ہو چلا تھا
کہ گولا اُسکے سر پر پڑا سر پھٹ گیا اور جنین اُسکے پنجہ سے چھوٹی شاہ طلسم نے سحر کیا کہ ایک پنجہ
سحر نے اُسکو سنبھالکر نیچے اُتار دیا اُسنے اپنے کپڑے ہوش مین آکر سنبھالے اور شاہ کے گرد پھری
بلا گردان ہوئی کہ آپ نے میری جان بچائی بادشاہ نے کہا تمھاری تو جان بچی لیکن ہم سے
اور کوکب سے قرار واقعی فساد عظیم ہو گیا جو شخص کہ عقلاے روزگار مین سے حاضر دربار تھے وہ
عرض رسا ہوئے کہ واقع مین حضور غور فرمائین کہ ایک کنیزک کو دامن پناہ دینے سے آپ نے
اِسقدر پاسداری کنیزک فرمائی پس جو کوئی کہ کوکب پاس سفر دور و دراز و سخت و صعب طے
کرکے گیا ہوگا اور طالب امداد ہوا ہوگا اور اُسنے اُسکو پناہ دی ہوگی وہ کس مرتبہ اُسکی پاسداری
کرے گا شاہ یہ باتین سُنکر سمجھ گیا کہ یہ کنایہ عمر کیطرف ہے یہ سمجھکر گویا ہوا کہ تم سچ کہتے ہو یہ پہلی چھیڑ
عمر کی طرفداری کے لیے اُدھر سے ہوئی ہے مین نے بُرا کیا جو پتلا مار ڈالا کیونکہ قائل ہونے کی جگہ
ہے اُسنے اپنی کنیز کو پکڑ بلایا تھا کچھ میری ملازم کو نہ ستایا تھا اگر یہ کہے کہ پرائے گھر زبردستی کیون
جتائی تو وہ کہے گا کہ مین تمھارے گھر کو بھی اپنا ہی گھر جانتا تھا جسطرح میرا جی چاہا مین مالک
مثل تمھارے تھا اب تمنے مجھکو غیر سمجھا تو مین بھی تمھین بیگانہ جانتا ہون یہ کہکر مشیرون سے
صلاح کی اب اس بارے مین کیا کرنا چاہیے اُنھون نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے
کہ حضور ایک نامہ مشتمل عذر اس مضمون کا لکھین کہ اے برادر یہ سب فساد عمر کا ہی ہمارا ارادہ

تم سے بگاڑ کا نہین ہے تمھاری بھتیجی کا پتلا یہان آیا تھا اُسنے بہت سے ساحر میرے یہان کے مار ڈالے اُسپر بناچاری اُسکو مین نے مارا امید کہ اِس رنج کو خاطر عاطر مین جگہ نہ دینا اور جنین تمھاری کنیز مدت سے نکل آئی ہے اِس سبب سے مین نے اُسکو رکھ لیا کہ یہ وہ گھر ایک ہی ہے اب تم چاہو تو مین اُسکو بھیجدون اور تمھین بھی چاہیے کہ عمر کو پکڑ کر بھیجدو فساد موقوف کر دیہ رائے مشیر والا تدبیر نے جب تبائی شاہ کو پسند آئی دبیر عطارد رقم طلب ہوا حکم تحریر نامہ دیا گیا یہان تو نامہ لکھا جاتا ہے مگر پتلے کا جب سر پھٹا وہ پتلا تو جل گیا لیکن ایک طائر خوش رنگ اُسکے سر سے نکلا اور جانب طلسم نور افشان فریاد کرتا چلا یہان بران و عمر وغیرہ بیٹھے ہین کہ طائر چلایا ناچ ہو رہا تھا ملکہ نے اُسکی فریاد سُنکر ناچ کو منع کیا اس طائر نے پکار کر کہا کہ مین آپ کے حق نمک سے ادا ہوا یعنے ہاتھ سے افراسیاب کے مارا گیا یہ کہکر زمین پر گرا مُنھ سے ایک شعلہ نکلا کہ طائر بھی جلگیا مجلس نے جو یہ دیکھا رونے لگی اور کہا اُمی جان ہمارے پتلے کو جنین قحبہ نے مارا اے بابا جان خود مین ابھی جا کر آفت برپا کر دونگی بران نے اِسکو گود مین لیا اور آنسو پوچھے اور کہا اے بیٹا جنین بیسوا کی یہ مجال ہے کہ تمھارے پتلے کو مارے یہ افراسیاب کے ہاتھ سے مارا گیا ہے تم خود کیا جاتی ہو ہم بھی چلینگے اور والد بھی چلینگے ابتو اُسنے بگڑی ہے دیکھو تو کیا ہوتا ہے مختصر یہ کہ اِسکو سمجھا کر نامہ شاہ کو تب پتلے کے حال کا لکھا ایک ساحر نامہ لیکر گیا بادشاہ سریر حکومت پر جلوہ گر تھا جب نامہ پہونچا پڑھکر ہنسا اور جواب لکھا کہ اے فرزند خوب بات بن پڑی اب لشکر کشی کی تیاری کرو اور مین بھی خواجہ سے ملاقات کرونگا اور کثیر فوج بھیجونگا اور مجھکو سب حال پہلے سے معلوم ہی بلکہ عذر نامہ بھی افراسیاب نے لکھا ہے اُسکا بھی حال تمھین آگے ظاہر ہوگا جب یہ نامہ بران کو پہونچا اپنے خواجہ کو دکھایا مخمور بہت خوش ہوئی کہ اب لڑائی خوب ہوگی غرضکہ اِس خوشی مین حکم جشن دیا اور سب مصروف عیش و عشرت ہوئے لیکن اُسطرف کا حال سنئے کہ منشی بے بدل و بے نظیر تحریر نے حسب الحکم شاہ طلسم نامہ عنبرین شمامہ سواد مشک رنگ سے لکھنا شروع کیا سر نامہ تعریف جمشید لقا سامری وغیرہ اسطرح آغاز کی

نامہ افراسیاب محتوی بر عذر و حجاب جانب کوکب روشن ضمیر لمولفہ

جمشید کا وصف کیا بیان ہو
ہین سامری ساحرون کی داتا
زردھشت ولقا دوم جلبنیشا
معبود ہین سب یہ اُنکے بس مین
اِن سب کی صفت کے بعد اکشاہ
زینت دہِ تاج وافسری ہے
ای قدوۂ دودمانِ شاہی
گلزارِ شہی ہے تجھسے خرم
اے صدرنشین بزمِ الطاف
پہلے پہونچے سلام میرا
اِک نامہ تمھین بعجز و منت
یعنے الطاف تم کر دگے
رتبہ میرا نہ تمنے جانا
مین قبلۂ دین ساحران ہون
سمجھے کہ عمر ہے مجھ سے بہتر
سمجھے جو کچھ وہ حقیر مجھے
تپلا مرنے کا غم نہ کرنا
مارے آسنے ہزارون ساحر
کبتک مین ضبط کرتا بتلاؤ
مجلس جو بھتیجی ہے تمھاری
کی میری برابری جو ہیہات
لازم ہے بڑے دلن کا پاس کرنا
رنگِ گل کی چمن مین شوخی
محتاجِ لباسِ گل کہان ہو
رونق ہے انھین سے سحر پاتا
لات و عزی و نسر و یعقبا
جاری سب کفر کی ہین رسمین
ملجاے جہان ہے تیری درگاہ
رونق دہِ چتر بر تری ہے
اے گوہرِ بحرِ آشنائی
سرسبز ہے تجھسے باغِ عالم
اے نیرِ آسمانِ انصاف
بعد اسکے ہے یہ پیام میرا
اِسواسطے تھا لکھا یہ اُلفت
دِل مین انصاف تم کروگے
افسوس کہا نہ میرا مانا
مین رہبرِ راہِ رہبران ہون
ذرہ خورشید سے ہے بڑھکر
لیکن لازم ہے اِسکے بدلے
آگے انصاف سے نہ بڑھنا
لڑنا اُسکا ہے سب پہ ظاہر
انصاف سے اپنے دل کو سمجھاؤ
وہ ہمکو بھی دل سے ہے پیاری
مشہور ہے چھوٹا منھ بڑی بات
حد سے لائق نہین گذرنا
گلشن سے جدا ہے گل کو کرتی

بلبل جو زیادہ چہچہائے صیاد اُسے دام مین پھنسائے
مچھلی کا کنار بحر اُچھلنا حد دریا سے ہے نکلنا
ہرچند کہ آئینہ ہو شفاف منھ چڑھتا ہے عیب جو ہی وہ صاف
بھڑ کانا نہین ہے آگ کا خوب انسان کو شرارتین ہین معیوب
لونڈی کا پکڑتا تھا جو منظور کہلا بھجوائے حسب دستور
فی الفور اُسے مین بھیجدیتا جھگڑا ذمے نہ اپنے لیتا
اب بھی نہین کچھ گیا ہے حضرت حاضر ہے کنیز بہر خدمت
اِس شرط سے عمر کو یا شاہ بھجوادو پکڑ کے تم باکراہ
ہرچند کہ تم ہوئے مسلمان برباد کیا ہے دین و ایمان
پھر بھی تھے یہ پاسداری کرتا ہون یہ عجز و انکساری
بدلے عیار ناسزا کے لازم نہین چھیڑ چھاڑ مجھ سے
آگے اب کیا لکھون مین حضرت جمشید کرین تمھین ہدایت

یہ نامہ منشی نے تمام کرکے بعد ملاحظہ شاہ مزین بہ مہر خاص کیا اور لفافہ کرکے سامنے شاہ والا کے رکھا بادشاہ طلسم نے سحر پڑھکر دستک دی کہ بعد کچھ عرصے کے ایک ساحر ذی رتبہ اژدر پر سوار ہوا اور فلک کی طرف سے اُترکر سامنے آیا اور سلام کرکے ٹھہرا بادشاہ نے فرمایا کہ اے قرطاس جادو مین نے اسلیے تمھین بلایا ہے کہ یہ نامہ میرا شاہ کوکب پاس لیجاو اور جواب باصواب لاؤ اُس ساحر نے عرض کیا کہ غلام آپ کا ہرچند کہ لیاقت نامہ داری دربار شاہان نہین رکھتا ہے لیکن آپنے جو اِس منصب جلیل کو مجھے عطا کیا ہے تو آپ کے اقبال سے بجالاؤنگا مگر جسطرح کہ خسروان ذیجاہ ایلچی بھیجتے ہین یہ کمترین بھی فوج ہمراہ لیکر بحشمت تمام تر جائیگا اور کسی سے دبکر عجز کے کلام نہ کریگا جواب ترکی بہ ترکی ہر سوال کا دیگا اگر یہ منظور ملازمان عالی ہو تو مجھے بھیجیے ورنہ معاف فرمائیے بادشاہ نے فرمایا کہ مین بھی ایسا ہی آدمی چاہتا ہون کہ وہان جائے اور شوکت میری ظاہر کرے تم جسقدر چاہو لشکر ساتھ لو اور ہرگز کسی سے نہ دبنا ملکہ اگر جنگ آغاز ہو جائے تو مجھے خبر کرنا کہ خزانہ و لشکر اور بھیجا جائیگا اُس ساحر نے یہ سنکر پایہ تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے خلعت رخصت عنایت کیا خلعت

مخلع ہوکر نامہ سر سے باندھا وہان سے رخصت ہوکر اپنی جگہ پر آکر حکم ترتیب لشکر دیا اور بارہ ہزار ساحر چیدہ منتخب اپنے ہمراہ لیا تختہاے ساحران منقش و رنگین تھے جواہر پایون پر نصب تھا نہایت پُر تزئین تھے ساحرون کے بازون پر بت بندھے تھے مالہ ہاے مروارید سب پہنے تھے جھولی ہر ایک کی زربفتی تھی مرکبون کی ہیکلون مین جواہر کی تختی تھی آگے آگے طاؤسان زرین بال پر نقارے سیمین و طلائی لدے تھے ساحر بلباس عمدہ اُنپر بیٹھے تھے پیچھے اُنکے جادوگرنیون کے پرے سراسر دریاے جواہر مین غوطہ مارے ناقوس پھونکتی بیرقون کو جلوہ دیتی تھین اپنی حسن پر سپہر گردون کو دم دیتی ساکنان عالم ہوا کے ہوش کھوتی تھین بیچ سپاہ کے چالیس اژدر پر تخت جواہر آگین کسا ہوا اور قرطاس بصد آرائش و تزئین اُسپر بیٹھا ہوا گرد افسران لشکر ساحران نامور گھیرے پس پشت خیمہ و خرگاہ سے اژدر و طائر سحر لدے بروے ہوا یہ لشکر اڑتا نہایت تزک سے روانہ ہوا للمولفہ

اٹھے لگہ ابر سحر آفرین ✦ چھپا چرخ پر روے مہر مبین
ہوا مین اُڑین سرخ جو جھنڈیان ✦ گھٹا مین لگین کوندنے بجلیان
دہن اژدرون کے کھلے پھاڑ کر ✦ پیاپے وہ شعلے اُگلنے لگے
ہواے تھا شعلون مین یون پیچ و تاب ✦ کسی دل جلے کو ہو جون اضطراب
اڑے تھے جو طاؤس ان بیشمار ✦ دل دہر مین داغ تھے آشکار
ہوا ایسا ڈمرو سے پیدا خروش ✦ اڑے ہندوے چرخ کی حس ہوش
بہم غول باندھے ہوئے ساحران ✦ چلے ساتھ اُسکے بصد عز و شان

از بسکہ قرطاس اس ارادے پر چلا ہے کہ مین جوابات سخت دونگا یقین ہے کہ فساد ہو پھر اس صورت مین کیا معلوم کہ زندہ رہون یا ہلاک ہوجاؤن لہذا لازم ہے کہ سب اپنے دوست اور رفقا اور اعزا وغیرہ سے مل لون چنانچہ اسکے چند دوست اور عزیز لشکر حیرت کی افسر مین اُسسے ملنے و نیز اپنی شوکت وہان کے لشکرون کو دکھانے کے لیے سمت طلسم ظاہر چلا جب دریاے سحر کے پار اُترا حیرت کو خبر ہوئی کہ ایلچی شاہ طلسم کا بہر رخصت ادھر آتا ہی اِسنے لوگ استقبال کو بھیجے کہ وہ باعزاز اُسکو لے آئے ملکہ نے عزت سے بٹھایا اُسنے عرض کیا کہ مین برسم قاصدی جاتا ہون لیکن عزم رکھتا ہون کہ عمر کو مار کر آؤن گا سر دربار شاہ کوکب برّان بزور سحر بھالا نکر بیٹ مین عمر کے

جاؤنگا اور دل و جگر چھیدونگا حیرت نے کہا تم ایسے ہی خیر خواہ ہمارے ہو لیکن ایسا نہ کرنا اپنی
جان نہ دینا ملک پر آیا ہے شہنشاہ سمجھ لینگے تم اپنی حفاظت ضرور کرنا اُسنے کہا اگر ایک مین نہوا تو کبھی
وہ فساد کرانے والا تو نرہیگا یہ باتین سُنکر سب اہل دربار اسکی ہمت پر آفرین کرنے لگے مگر جاسوسان لشکر
عمرو نے جملہ کیفیت معلوم کرکے بارگاہ اسلامیان مین آئے اور بصد ادب زبان پر لائے کہ ای شہریار
گردون وقار ایک ساحر بعہدۂ نامہ رسانی مامور ہوکر سمت کوکب جاتا ہے اور ایسا ارادہ فاسد
رکھتا ہے یہ خبر سُنکر سب افسر پھر عمرو دست بدعا ہوئے کہ حافظ حقیقی جان کا خواجہ کی نگہبان ہے مگر
عیار جو موجود تھے اپنی اُستاد کی ضرر رسانی کی خبر سُنکر گویا ہوئے کہ اِس نامہ دار کی شامت آئی ہے ہم
راہ ہی مین اسکو رہرو ملک عدم کردینگے خواجہ تک جانا کیسا راستہ مین پیام اجل پہونچادینگے دشت
جہنم کی سیر دکھادینگے یہ کہکر برق نے ضرغام و جانسوز کو طلب کیا اور کہا ای برادر ہم اور قرا
اس ساحر کے فراق قتل مین جاینگے شاید ہمکو عرصہ ہو جائے تو لشکر سے تم خبردار رہنا یہ کہکر گلے ملا
اور سپرد بخدا کرکے روانہ ہوا راہ مین قران سے ملاقات ہوئی اُسنے سب ماجرا بیان کیا قران نے
کہا تم چلو مین بھی جلد آتا ہون یہ وہان سے بڑھکر خدمتگار کی ایسی صورت بنا اس عرصے مین قرطاس
کے لیے بارگاہ عالی استادہ ہوئی اِسلیے کہ یہ آج مقام کرکے دوستون سے ملکر کل رہگرای منزل
مقصد ہوگا پس حیرت سے اجازت لیکر بہر آرام قرطاس اپنی بارگاہ مین آیا تھا کہ برق بھی پہونچگا
اور اپنے صرصر و صبا رفتار کو دیکھا کہ یہ میوون کی ڈالیان اپنے ہمراہ لیے ایک بارگاہ کی جانب
جاتی ہین سمجھا کہ اِسی بارگاہ مین وہ نامہ دار ساحر ہے یہ میوہ اُسکے لیے لائی ہین یہ سمجھکر اِس چابک
دستی اور پھرتی سے اندر بارگاہ کے گیا کہ کسی نے نہ دیکھا کہ کون اندر گیا صرصر نے پرچھائین بھی
دیکھی کہ جیسے کوئی اندر گیا ہے اِسنے صبا رفتار سے کہا کہ دیکھو عیار اندر گیا اُسنے کہا جانے دو تم
ڈھل ندو کئی بار ذلت ہوچکی ہے میوہ دیکر اپنے کام کو چلو جو عیاری کہ بن پڑیگی وہ کرنا یہان
بولنا بُرا ہے یہ کہکر دونون بارگاہ مین آئین قرطاس کو ڈالیان دین کہ ملکہ نے بھیجی ہین آپنے
اِنکو خلعت دیکر رخصت کردیا پھر اپنی دوستون اور افسرون کو لشکر کے بلوایا ناچ ہونیکا حکم دیا سب دوست
آشنا آکر جمع ہوئے ہر ایک سے یہ ملا پھر ناچ ہونے لگا اور جام شراب شروع ہوا اتنے عرصے مین
فرمان قضا جریان احکم الحاکمین بنام خسرو سیارگان برائے روپوشی و نظر بندۂ دیوانکدۂ قدرتی

صلہ

صادر ہوا اور منشی ندرت طراز قدرت نے نامۂ صفحۂ سپہر پر خط نور انجم قلم کہکشان سے رقم فرمایا المولفہ

چھپا خورشید پھر پیدا ہوئی شام + کھلا نیرنگی دنیا کا انجام
کبھی یہ تیرہ رو ہے اور کبھی زرد + دل انسان مین پیدا اسی سے ہی درد

پہر رات تک جلسۂ عشرت و انبساط رہا پھر افسران لشکر رخصت ہو کر اپنی جگہ پر گئے اور قرطاس نے نوکرون سے حکم دیا کہ قریب بارگاہ جو خیام کہ استادہ ہین وہان جاکر سو رہو اور چند ملازم بہر خدمت اپنے پاس رکھ لیے برق جو خدمتگار بنا ہوا تھا یہ بھی ہمراہ ملازمان ایک خیمہ مین آکر ٹھہرا سب نوکرون نے اسکو نیا آدمی دیکھکر خیال کیا کہ شاید یہ حیرت کے پاس سے آیا ہی غرضکہ ایک آرام گزین ہوا اسنے بھی چادر بچھا کر ایک گوشے مین قرار لیا مگر قرطاس جب پلنگ پر لیٹا سحر پڑھکر دستک دی تاثیر اس سحر کی یہ تھی کہ جو کوئی عیار میرے نوکرون مین آکر ملا ہو تو اسکا آدھا جسم نیچے کا بیحس ہو جاے پس جسم پائین برق خیمہ مین بے طاقت ہو گیا اسنے جو کچھ رات گئے عیاری کے لیے اُٹھنے کا قصد کیا اٹھا نہ گیا سمجھا کہ مجھپر جادو کیا ہے یہ سمجھکر وہان جو لوگ تھے اُنکو اسنے پکار کر جگایا اور کہا بھائیو دو پہر رات سے گئے ایک مرض ایسا مجھکو ہوتا ہی کہ آدھا دھڑ رہجاتا ہی چنانچہ اسوقت وہی عارضہ عارض ہوا ہی تم لوگ اٹھا کر مجھکو ذرا پیشاب باہر کرا لاؤ یہ سنکر دو ایک آدمی اٹھے اور بدقت تمام اسکو اٹھا کر باہر لائے برق سمجھا تھا کہ باہر کے جانے سے سحر مجھپر سے اتر جائیگا اس خیمہ کو شاید سحر بند کیا ہی مگر نہین باہر آنے پر بھی وہی حال رہا ناچار اسنے پیشاب کیا اور لوگ اسکو پھر اٹھا کر لیگئے یہ چپ ہو کر پڑ رہا اور رات بھر مین تدبیرین ہزارون کین کہ مین اچھا ہو جاؤن مگر ممکن نہوا یعنی کبھی ساحرون سے کہا کہ بھائی مجھپر کوئی سحر پڑھکر دم کرو شاید مین صحیح المرض ہو جاؤن کبھی کہا کہ مجھکو خیمہ سے بہت دور صحرا مین لیچلو کیا بعید ہی جو وہان کی ہوا مجھکو راس آئے مختصر یہ کہ سب کچھ کیا مگر اچھا نہوا آخر وہ وقت آیا کہ مرض سوداوی سے جسم دہر نے پائی اور داغہاے آبلہ انجم جسم فلک سے دور ہوئے چشم خورشید مین روشنی آئی کہ المولفہ

دیدۂ دنیا سے تاریکی جو زائل ہو گئی + چشم خورشید جہان افروز پھر روشن ہوئی
اہل دل پر صبحدم یہ حال روشن ہو گیا + دھوئے دل کی جو سیاہی ہو اُسے حاصل صفا

صبح کو قرطاس خدانا شناس بیدار ہوا اور ملازمون کو بلا کر پوچھا کہ تم مین سے کسی کا دھڑ تو نہین رہگیا ہے سب نے کہا ایک شخص کہ ہم اسکو پہچانتے نہین اس مرض مین مبتلا ہے اسنے کہا کہ اسکو اٹھا لاؤ

ملازمون نے جاکر برق کو اُٹھا دیکھا تو یہ اسوقت بھاری زیادہ ہوگیا ہے ہنسی ہنسی آدمی ملکر لپٹ گئے اور بدقت اُٹھا کر سامنے لائے اُسنے دیکھتے ہی کہا کہ میان برق بندگی کہیے مزاج اچھا ہی اسنے جواب دیا کہ اللہ کا شکر ہی بہت اچھا ہون آپ اپنی خیر منایئے اُسنے کہا سنو اے برق مین نے اپنی زبردستی کا نمونہ تمھین آج دکھا دیا اب مین کوچ کرتا ہون خبردار کوئی عیار میرے تعاقب مین نہ آئے نہین بیخبر ہلاک کیے چھوڑونگا یہ کہکر سحر پڑا کہ برق بالکل اچھا ہوگیا اس سے کہا جاؤ یہ احسان یاد رکھنا برق رہائی پاکر باہر آیا اور نادم و پشیمان چلا راہ مین اسکو چنے مرمرے بیچتا ہوا قران ملا کیونکہ یہ بھی بھر فکر مین عیاری کے پھر رہا ہی برق نے اسسے تمام ماجرائے شبینہ بیان کیا قران نے حال سنکر کہا کہ اے بھائی اس ساحر نے اپنی زبردستی ہمکو دکھائی ہے اب ہمین بھی اپنی شوکت دکھانا ضرور ہی جہانتک ممکن ہوگا ہم اسکو مارینگے لازم ہی کہ اسکے ساتھ چلو جہان کہین موقع ملے اسکو ہلاک کردیں یہ صلاح کرکے عازم روانگی ہوئے اُدھر بعزت و شوکت قرطاس نے بھی کوچ کیا تخت سحر پر سوار ہمراہ ساحران ذی تبار کو لیکر روانہ ہوا دونون عیار پیچھے زمین پر اُسکی سواری کو دیکھتے ہوئے چلے اور تدبیر اُسکے قتل کرنے کی سوچتے جاتے تھے یہانتک کہ اسنے لشکر حیرت سے دو منزل پر جاکر ایک صحرائے فرحت انتما مین نزول کیا اور بارگاہ استادہ کرائے اُترا لشکر اُسکے ساتھ کا اُترکر اپنی ضرورتون سے فراغت حاصل کرنے لگا اور قرطاس در بارگاہ پر بیٹھکر سیکشی کرتا اور سیر دشت دیکھتا جاتا تھا عیار بھی اسکے لشکر سے الگ جنگل مین آکر ٹھہرے اور پھر برق نے قران سے کہا کہ ہم اپنے لشکر سے دو منزل نکل آئے ہین لازم ہی کہ آج اسکا کام تمام کرکے پھر چلین ورنہ کل اسکے ساتھ اور آگے جانا ہوگا قران نے اچھا جاؤ اور مین بھی فکر کرتا ہون یہ اجازت لیکر اور کوہستان مین جاکر کچھار وغیرہ اور سبزہ زار ہر جگہ ڈھونڈھتا آخر ایک جگہ بہت سے ہرن گھیرا کرتے وچرتے نظر آئے اسنے کانٹا ایک پھل مین چھید کر وہان ڈالدیا ایک ہرن نے اُس پھل کو کھایا کانٹا اسکی چبھا اُس کانٹے مین کمند باندھی تھی اسنے کھینچ لی اور ہرن بھاگ گئے اسنے اُس ہرن کو پکڑکر بہت سا مجروح جابجا سے کردیا پھر اپنی صورت بھی بشکل ایک ساحر کی بنالی جھولی ڈالکے کھو جنیدن کی لگائی مورتین جمشید و سامری کی گلے مین ڈالکر اپنے جسم کو بھی رنگین وغیرہ بچاکر مجروح کیا اور لختے خون کے جابجا جسم پر جما کر اُس ہرن کو لیے اُس درہ کوہ مین آیا کہ جہان سے لشکر قرطاس سامنے ہی اور بارگاہ مین سامنے قرطاس بیٹھا ہی بس اُسجگہ آکر اُس ہرن کو چھوڑا ہرن ہرچند کہ بہت

زخمی تھا مگر خوف جان سے بھاگا اور از بسکہ پشت کیطرف برق تھا اس سبب سے سیدھا سمت لشکر قرطاس بھاگا برق پیچھے دوڑتا چلا اور سامنے بارگاہ کے پہونچکر ہرن کے تیر مارا مگر آہو کے نہ پڑا اور آپ گر پڑا اور بیہوش ہوگیا قرطاس جو سامنے بیٹھا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر زخمی ہرن کے پیچھے آتا تھا یہان گر پڑا بس یہ دیکھکر اِسنے خود ایک تیر ہرن پر مارا کہ وہ گرا اِسنے ساحرون سے کہا کہ لینا اِس ہرن کو لوگ دوڑے اور ہرن کو شکار کیا پھر قرطاس نے کہا کہ وہ جو ساحر سامنے زخمی پڑا ہے اُسکو بھی اُٹھالاؤ لوگ گئے اُسی طرح بیہوش برق کو اُٹھا لیگئے اُسنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا اور حال پوچھا اُسنے کہا کہ مین لشکر حیرت مین ملازم ہون شکار کے لیے آیا تھا شیر نے گھوڑا میرا مار ڈالا اور مجھے بھی زخمی کیا آج اِس ہرن کو مار کر کباب کھانا چاہا تھا اسنے بھی مجھے زخمی کیا اور از بسکہ مین زخمی تھا یہ مجھ سے شکار نہو سکا ادھر بھاگ آیا یہان آکر مین غش کر گیا قرطاس یہ سنکر بخاطر پیش آیا زخم دوزی اِسکی کرائی مرہم سحر لگایا پلنگ اپنے پاس بچھوا دیا اِس ہنگام مین آہوے زر تیغ کہکشان فلک سے مجروح ہوکر رم خوردہ ہوا اور پلنگ شب نے دشت عالم مین داخلہ کیا نظم

رخ دہر جسوقت کالا ہوا — نہان آنکھ سے پھر اُجالا ہوا
ہوا جور صیاد شب آشکار — کیا آہوے روز کو پھر شکار

رات کو کھانے پانی سے فراغت حاصل کرکے سونے کا قصد کیا مگر پہلے قرطاس نے باہر نکلکر دستک دی اور چار طرف چار ناریل سحر پڑھکر پھینکدیے اِسلیے کہ کوئی غیر نہ آئے پھر بارگاہ مین آکر آرام پذیر ہوا جب زیادہ رات گئی برق کہ پہلے ہی سے آچکا تھا اِسپر سحر نے اثر نہین کیا ہی اِسلیے کہ قرطاس نے سحر کیا ہی کہ اب جو کوئی آوے تو نہ آسکے غرضکہ اِسنے اُٹھکر کفچہ مین بیہوشی رکھکر قریب جاکر بیہوش کرنا چاہا تھا کہ یکایک ایک پایہ پلنگ کا چیخا اور اُسمین سے ایک پنجہ پیدا ہوا اسکا ہاتھ پکڑ لیا اسنے چالاکی کرکے دوسرے ہاتھ سے دوشالا اُٹھانا چاہا کہ منہ کھولکر حباب ماردون اور بیہوش کردون اُسوقت دوسرا پایہ پلنگ کا چیخا اور دوسرا پنجہ نکلا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا اِسنے جھک کر دانت سے دوشالا اُٹھانا چاہا کہ منہ سے بیہوشی پھونکون اُسوقت تیسرے پایہ سے پنجہ نکلکر ڈھکیل دیا برق سینہ قرطاس پر گرا وہ اُٹھ بیٹھا اُسوقت برق کو کچھ بن نہ آیا پکارا کہ میان قرطاس بندگی عرض ہے دیکھا تمنے کہ ہم کیونکر آئے اِسوقت تمھاری قضا نہ تھی ورنہ مر تو گئے ہی تھے قرطاس نے پوچھا کہ تم کون ہو

جوابدیا کہ ہم ہین برق اُسنے کہا تم نے بُرا کیا جو آئے میرا کہنا نہ مانا اب کہو تمھارا کیا حال کرون برق
نے کہا تمھین اختیار ہے لیکن اب تم بچوگے نہین اگر ہم مرگئے تو ہمارے اور بھائی تمھین بغیر مارے
نچھوڑینگے اُسنے سحر پڑھکر پنجون سے اسکو چھڑایا اور کہا مین نے پہلے بھی تمھین اسی لیے چھوڑا تھا
کہ مجھے آزار نہ پہونچے اور اب بھی رہا کر دیتا ہون خبردار اب یہان نہ آنا ورنہ ایکی زندہ نرکھون گا
برق نے کہا خیر سمجھ لیا جائیگا ابکی ہم بھی بغیر مارے نہ جائینگے یا اپنی جان دینگے یہ کہکر باہر آیا اور سمت صحرا
چلا اُدھر سے قران بشکل مبدل عیاری کرنے آتا تھا اسکو ملا اسنے سب حال کہا قران نے کہا یہ ساحر
زبردست ہوتا تو برسم قاصد ہی بھیجا نہ جاتا پس معلوم ہوا کہ جب اسکے پاس جائینگے گرفتار ہو جائینگے
یہ بھی خدا کا رحم اور فضل و کرم ہے جو اُسنے آپ سے تمھین چھوڑ دیا اب تم بچا نا آج چلو ایک جگہ ٹھہر کر آرام
کرین کل کی منزل مین کچھ فکر کرینگے یہ کہکر ایک درہ کوہ مین جا کر آرام کیا جب رات گذری اور بارگاہ
مشرق سے مسافر خاور گمرچادر شعاع سے باندھکر رہگرائے دشت سپہر ہوا اور سراپردۂ ظلمت شب لد الشکر انجم سفری ہوا المولف

سراپردۂ شب ہوا بار جب
کیا لشکر نجم نے کوچ تب
ستارون سے افلاک کی بارگاہ
ہوئی آمد مہر سے بھیر تباہ

صبح کو لشکر قرطاس مین طبل سفر بجا اور کوچ ہوا اسیطرح بحشم و خدم ساری فوج روانہ ہوئی عیار بھی
نیچے نیچے طائر سحر کے چلے وہ لشکر برُ سے ہوا روانہ تھا اور ہوا سے زیادہ روان تھا عیار بھی بلا کی
دوڑنے والے ہین شاگرد دوندہ بدرنگ عمر کے ہین اور فن عیاری سے علم مساحت اور زمین کا
دور اور طول و عرض راہ بخوبی پہچانتے ہین اسوجہ سے اُن راہون سے جاتے ہین کہ برابر اُس لشکر
کے پہونچتے آتے ہوے اِسطرح کہ کہین قدم زمین سے لگا اور کہین نہ لگا چلے جاتے ہین یہ معلوم
ہوتا ہے کہ ایک بگولا گرد کا پیچ و تاب کھاتا ہوا جاتا ہے کہ بیت زمین سے نہ لگتے تھے چلنے مین گام ہوا ہے
وہ اُڑنے مین کرتے کلام ✤ اُسیطرح کئی منزل برابر آئے اُسوقت ایک دشت پر خار مین گذر ہوا
اور آفتاب بھی نصف النہار پر پہونچا اُس صحرا مین اس شدت کی دھوپ پڑتی تھی کہ تمام صحرا کرۂ نار
تھا بڑا اژدہا ایک خار تھا در پے آزار تھا پتھر پہاڑون کے تپ رہے تھے شرارے نکلے تھے ندیان
پڑی تھین کنارے خاردار درخت لگے تھے نہین نہین وہان ساحل کی زبان مین پیاس سے
کانٹے پڑے تھے لب جو بار تشنہ ایسے تھے کہ پپڑیان بندھ گئی تھین زمین دشت تابناک ایسی تھی کہ میدان

حشر کو ماتی تھی ہوائے گرم دل دہر مین آگ لگاتی تھی روزگار غدار اُسی گرمی کا بھڑکایا ہوا ہی جو
آتش جور و ستم سے خاطر اہل عالم جلاتا ہی بیوفائی سے پیش آتا ہی پانی اُس دشت مین نایاب تھا
گوہر جان ہر ذیحیات بے آب تھا آنکہ مین کسی کے سیل نہ تھی مردم دیدہ کو آشنا سے مروت کی آس تھی نہ تھا
کی پیاس تھی چشمہ چشم ڈھونڈھا نا کیسا آنسو پیتے تھے دیدے پانی کے ندیدے رہتے تھے غبار گرم ایسا چھایا
تھا کہ چشمہ آفتاب تک بے آب ہوا تھا چشمہ مہر و محبت بالکل سوکھا تھا ندیون کے گھاٹ تلوار آبدار
کے گھاٹ کیطرح سوکھے گھاٹ اُتارتے تھے انسان جو بات کرو سوکھی سناتی تھی لوؤن کی جھونکی نفس گرم عاشقان
تھے جنسے فرشتون کی زبان پر نعرہ الامان تھی آفتاب سوا نیزہ پر اُتر آیا دشت مین لوؤن کا دھوان سحاب
بنکر چھایا تھا آگ برستی تھی یہ حالت تھی لمولفہ

قعرِ دوزخ سے بھی سوا تھے غار — جنمیں لاکھوں بھرے تھے عقرب و مار
وادیِ ہولناک و وحشت خیز — کرے شیطان بھی وہان سے گریز
ہر بگولا تھا دیو آتشناک — جلکے کالا ہوا تھا مرکزِ خاک
نفسِ آہِ عاشقان تھی ہوا — جس سے ملتا تھا دل جلون کا پتا
ڈر کے طائر نہ کرتے تھے پرواز — ہر طرف سائین سائین کی آواز
کب درختون کا ہو وہان سایہ — سر سے جن کا بھی سایہ تھاکا تھا

اُس دشت آتشناک مین بروے ہوا اُڑکر چلنا دشوار ہوا آفتاب کی تمازت سے یقین تھا کہ ہر ایک
فی النار ہو اقرطاس خناس نے بزورِ سحر ابر بناکر اپنے لشکر پر محیط کیا مگر جب بھی تاب حرارت خورشید نہ
لاسکا آخر زمین پر اُتر آیا اور آگے چلا عیارون نے جو زمین پر لشکر چلتے دیکھا بصورت مبدل
عقب فوج یہ بھی چلے اور باہم صلاح کی کہ اس صحراے ہولخیز کے آگے ضرور کوئی مرحلہ طلسم اور جا
دشوار گذار ہوگی پس وہان سواے اِس لشکر کے اور کوئی نہ جاسکیگا لازم ہی کہ کچھ تدبیر کرین یہ مشورہ
ٹھہرا کر مسافرون کی ایسی صورت بنی اور ملازمان لشکر مثل فراش و خدمتگار جو پیچھے جاتے تھے انہیں سے پانچ
سات آدمی ایک طرف جاتے تھے یہ بھی اُنکے پاس آئے اور ساتھ ساتھ چلے اُنھون نے دیکھا کہ دو ساتھی
کمر باندھے دری کاندھے پر ڈالے لوٹا ڈوری لکڑی مین لٹکائے لکڑی کاندھے پر رکھے پاؤن گرد آلودہ
رخسار پر خاک پڑی پسینا آیا ہوا ہمارے ساتھ آتے ہین یہ دیکھکر وہ اپنے مستفسر ہوئے کہ بھائیو تم کون ہو اور کہان

جاتے ہو عیاروں نے کہا کہ ہم رہنے والے طلسم نور افشان کے ہین طلسم ہوش ربا مین ہمارے عزیز رہتے ہین انکے پاس آئے تھے اور ان دنونمین طلسمات مین غدر ہو رہا ہے عیار جہان پاتے ہین مار ڈالتے ہین اور علاوہ عیارون سے زمانہ ایسا پر آشوب ہی کہ جابجا قطاع الطریق و رہزن پیدا ہو گئے ہین آپس کے ساحر اکیلا پاکر ضرر پہونچاتے ہین اسلیے ہم بہت دنون ہوش ربا مین رہے کہ کوئی قافلہ تاجرونکا اگر ہمارے طلسم مین جائے تو اسکی ہمراہ ہم بھی جائین آخر سنا گیا کہ نامدار شاہ جادوان حشم و خدم جاتے ہین یہ خبر سنکر ہم بھی روانہ ہوئے چنانچہ اسیواسطے ہم تمھارے ساتھ ہین کہ بحفاظت اپنے گھر پہونچ جائین ان سب نے یہ حال سنکر کہا کہ کیا مضایقہ ہے تم ہمارے بھائی ہو ہم تمھاری خدمت کرتے چلینگے تم اور ہمارے شریک حال رہو عیار یہ سنکر باتین کرتے ساتھ چلے اور کچھ دور چلکر کہا کہ بھائی اگر پانی ملتا تو کھانا کھاتے کہ بھوکے ہین اور انھون نے کہا پانی ہمارے ساتھ ہی تم کھانا کھاؤ انھون نے جواب دیا کہ ایک شرط کر کے ہم پانی لیتے ہین کہ آپ لوگ بھی کھانے مین ہماری شرکت کرین وہ یہ کلام سنکر خفا ہوئے اور بولے کہ کیا تم پانی بیچتے ہین تم اسیطرح بیگانہ وار باتین کرو تو ہمارے ساتھ آؤ عیارون نے کہا آپ خفا ہون ہم نے بھی آپکو کھانے مین اسلیے شریک کرنا چاہا ہے کہ ہمارے آپ کے جدائی اور غیریت کسیطرح کی نرہے یہ کہکر ایک جگہ رک گئے اور کہا لشکر کو آگے چلنے دیجیے یہان ٹھہر کر کھانے سے فارغ ہو کے لحہ بھر مین لشکر کے ہمراہ ہو لینگے وہ لوگ اس خیال سے کہ یہ اکیلے نرہین کیونکہ ساتھ لیچلنے کا وعدہ کر چکے ہین ٹھہر گئے اور عیارون نے مٹھائی اور پکوان کمر سے کھولکر تھوڑا تھوڑا آغشتہ بدارو بیہوشی انھین دیا اور سادہ آپ کھایا وہ سب کھاکر بیہوش ہو گئے انھون نے انہین سے دو آدمیون کا لباس اتار لیا اور دونون کو الگ لیجاکر خنجر سے زمین کھود کر دفن کر دیا اسلیے کہ یکایک مار ڈالنے سے شور و غل مچیگا غرضکہ بعد دفن کرنے کے انھین کی ایسی صورت بنکر وہان آئے کہ جہان اور پانچ آدمی بیہوش پڑے تھے انکو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب وہ ہوش مین آئے کہا نہین معلوم کہ اس کھانے مین کیا ملا تھا کہ ہمین جسنے بیہوش کر دیا اور وہ دونون مسافر کہان گئے عیارون نے کہا کہ سامری کا شکر کرو کہ جان بچگئی معلوم ہوتا ہی کہ وہ دونون ٹھگ تھے ہمکو مالدار سمجھکر بیہوش کر کے مال ڈھونڈھا ہوگا جب کچھ نہ ملا تو جیتا چھوڑ گئے یا یہ کہ عیار تو ہمارے سردار پاس کئی بار آچکا ہی شاید یہ بھی عیار تھے کسیوجہ سے ہمین قتل نہ کر سکے کوئی آگیا ہوگا یا کوئی اور سبب ہوا ہوگا کہ وہ بھاگ گئے اور ہم بچے اب جلد لشکر مین چلو

اور یہ پکوان زہرآلود ہے یہین رہنے دو یہ صلاح جب بتائی وہ سب دوڑتے ہوئے سمت لشکر روانہ ہوئے یہانتک کہ فوج مین آکر ملے عیار بھی ساتھ تھے غرضکہ بعد قطع مسافت بعیدہ ایک مقام پر اُسی صحرا مین گذر ہوا کہ بہت سے مردے جل رہے تھے اور چراہند آنکے جلنے کی پھیلی تھی اور جابجا راکھ کے ڈھیر جلے ہوئے مردون کے تھے اور ہزارون ہڈیان کھوپریان ہر جگہ پڑی تھین اور ایک احاطہ اسی مرگھٹ مین بنا تھا کہ جسکی دیوارون مین صدہا طاق تعمیر کیا تھا اُن طاقون مین مردے کمر توڑ کر بٹھائے تھے وخیمہ کیطرح طاق بنائے تھے اُن مردون کے کھانے کو ہزارہا گدھ اور چیلین اور کوے جمع تھے دیوارون پر اور درختون پر اور میدان مین ہزارہا اکٹھا تھے جابجا سر اور ٹانگین منقار مین دابے پھرتے تھے گوشت کے لوتھڑے درختون پر لیے بیٹھے تھے ایک دوسرے سے جب چھین لینے کے لیے دوڑتا وہ اڑتا گو چھوٹ گرتا بوٹیان برستی نظر آتی تھین ایسی جگہ کو دیکھکر روحین قالب مین گھبراتی تھین اندر سے احاطے کے آوازین مہیب آتی تھین باہر مردے جلتے تھے ہوا سے شعلے اڑکر پیچ وتاب کھاتے تھے چنگاریان تمام مرگھٹ مین تیر شہاب کیطرح اڑکر گرتی تھین ارواح خبیثات ہر سمت آتش اڑاتی پھرتی تھین جو جو بگولا اُڑتا تھا بھوت آگ لیے معلوم ہوتا تھا دھوان ہر طرف پھیلا تھا اُس دھوئین مین شعلون کا بلند ہونا اور صداؤن کا ہیبتناک آنا شیاطینون کا دل دہلاتا تھا بمقتضائے ابیات لمؤلفہ

جائے ابلیس تھی جگہ وہ ضرور
سایۂ رحمت خدا تھا دور

باتین آپس مین کرتے تھے مردے
حال مرنے کا اپنے کہتے تھے

کوئی کہتا تھا دینا مجھکو شراب
مانگتا تھا کوئی سور کے کباب

منہ سے شعلہ کوئی اڑاتا تھا
غول بنکر کوئی ڈراتا تھا

قرطاس وہان تخت سے اُترا اور سحر پڑھنے لگا بعد لمحہ کے آندھی سیاہ آئی کہ دنیا تاریک ہوگئی پھر اُس تاریکی سے ایک ساحرہ تیرہ فام ہیبتناک شکل پیدا ہوئی اِسنے اُس سے کہا کہ اے مہیب جادو محافظ مرگھٹ مین شاہ طلسم کا نامہ لیے سمت کوکب جاتا ہون اِس احاطہ کی کنجی مجھے دو اور راہ بتلادو کہ یہ راہ بہت نزدیک کی ہے مین اُس راہ سے نہین گیا کہ جبکہ مصر سے عمر گیا تھا اُس ساحرہ نے کہا اِس راستے جانے کا حکم نہین ہے کیونکہ یہ راہ قبضہ مین ملکہ بہار کے ہے ہمین کوئی حکم شاہ طلسم نے انحراف احکام ملکہ موصوف نہین دیا ہر چند کہ وہ ملکہ شریک لشکر عمر ہین مگر اُنکے ملک ومال کی نہین ہوئی آکر کہا

افراسیاب اُسکے عشق کا دم بھرتا ہے اس وجہ سے اُسکے ملک کو نہین چھینتا ہے اور حیرت ملکہ بھی عزیزداری کا پاس کرتی ہے لیکن تم مجھکو راہ دو گی تو شاہ طلسم خوش ہونگے ناراض نہونگے اس ساحرہ نے کہا مجھکو خلاف حکم شہنشاہ کرنا منظور ہے لیکن ملکہ بہار کی مخالفت گوارا نہین آپنے جب یہ سُنا اُس سے کہا کہ مجھکو بہار سے کیا مطلب مین اپنی راہ چلا جاؤنگا اسمین تمہارا کیا نقصان ہے وہ ساحرہ سوچی کہ یہ نامہ دار بادشاہ ہے ایسا نہو کہ کچھ تیرے لیے قباحت ہو اگر یہ نکلجائیگا تو بادشاہ بھی راضی رہیگا اور بہار کے لیے بھی کچھ ضرر نہوگا یہ سوچکر اُسنے کہا اچھا آؤ اور رو براہ چلے جاؤ یہ اُسکے ساتھ چلا اُسنے جوڑے سے اپنے کنجی نکالی اور قفل اُس احاطہ کا کھولا یہ مع لشکر اُسکے اندر قدم زن ہوا عیار بھی اندر آئے یہان ایک تالاب بیچ احاطہ مین بنا تھا اسمین ہر اسا غول تیرتا تھا پانی تالاب کا بالکل نیلا تھا اُس ساحرہ نے کہا کہ اسمین کود پڑو سیدھے حوالی کوہ ارم مین پہنچوگے اسکے داہنے ہاتھ کیطرف جو راہ گئی ہے طلسم نورخشان کے جانیکی ہے قرطاس اُسکے کہنے سے تالاب مین کودا اُسکے پیچھے تمام لشکر اُسکا ایک کے بعد دوسرا کودا یہانتک دونون عیار بھی غوطہ زن ہوئے اور تا دیر غلطان و پیچان چلے گئے پھر جو آنکھ کھلی تو صحرائے ہمیشہ بہار اور دشت پُر بہار مین گذر ہوا کوسون تک زعفران کے کھیت لگے تھے رنگ رخسارہ عاشقان کا پتا دیتے تھے نہین نہین عروس بہار سونے مین زرد تھی وہ جگہ دیکھکر آنکھون مین سرسون پھولی تھی دور دراز رنج کی گرد تھی کفدست میدان مین زعفران کیا لگائی تھی گویا کسی جلد باز نے ہتھیلی پر سرسون جمائی تھی وہ سیر دیکھکر ہنسی نہ تھمتی تھی مثل ہے کہ کیا زعفران کا کھیت دیکھا ہے وہان اصل مین زعفران کی کھیتی تھی وہان کی کیفیت دیکھکر بسنت کی خبر رکھتا کیسا اپنی آپ خبر نہ رہتی خود فراموشی ہوتی وہان سے جب اور آگے بڑھے ایک پہاڑ سنگ مرمر سفید کا ایسا نورانی نظر آیا کہ جسکے رشک مین کوہ طور جلکر سرمہ بنا عکس کوہ سے وہ رشک وادی ایمن تھا ہر قطعہ دشت نور کا گلشن تھا آفتاب کی سنہری دھوپ اور پہاڑ کا عکس نورانی ملکر تمام دشت پر پرتو فگن تھا درخشان صحرا تمام نقرئی و طلائی نظر آتے تھے شاہد بہار کا عجیب جوبن تھا ندیون کی اُس نور نے آبرو بڑھا دی تھی گوہر کی آب و تاب قطرہ صفا سے اُس نور نے مٹا دی تھی ہر سمت گلہائے سرخ رنگ اُس نور مین عجب بہار دکھاتے تھے بلور کے دریا مین عقیق و یاقوت بہتے نظر آتے تھے اُس جگہ کی سیر وہ دیکھے جو مثل موسیٰ چشم حسرت رکھتا ہو موسیٰ کا دل اُس جگہ کے دیکھنے کی آرزو مین غش تھا واقعی کیفیت سامان بہار لائق تحریر اُسی

اُس دشت کا نور زمین پھیلا تھا یا دیدۂ روزگار کی روشنی کا نمونہ تھا چمک اُس سفیدی کی برف سے ہوا ہر سمت پھیلی تھی چشم مشتاقان کے لیے برق تجلی تھی دریاے نور موجزن تھا آبرو ریز چشمۂ مہر روشن تھا درختوں کی سیاہی سے نور کا چھنتا تاروں کا زمین پر کیفیت کرتا نظر آتا تھا گلہاے احمر کی سُرخی اور کوہ کی سفیدی سے طرفہ ماجرا تھا کہ نور و نار ایک جگہ روشن تھے نہیں نہیں مشتاقان صبح رخسار کے خنداں رنگین دہن تھے دیدۂ نرگس میں بھی نور آیا تھا ایسا ہر جگہ وہ نور سمایا تھا کہ بموجب المولفہ

درختوں کے سائے سے ظاہر تھا نور	تو یہ صاف پیدا تھا اُسجا ظہور
کہ وہ سایہ تاریکی شب ہوا	عیاں اسمیں یہ نور ہے چاند کا
صباحت کہاں یہ رخ خوب کی	سفیدی تھی یہ چشم یعقوب کی
گل و غنچہ و برگ سب نور کے	تراشے تھے یہ نخل بلور کے
چمکتے تھے برگوں کے سارے ورق	زمین کی وان کی تھی نقرئی اک طبق

قرطاس نے قریب اُس کوہ نور آگین کے حکم قیام لشکر دیا حسب الحکم خیام نصب ہوئے اہل فوج اُتر گئے پچھلا پہر دن کا باقی تھا آفتاب کے نیچے ہونے تھے دونی روشنی اُس پہاڑ میں تھی دامن کوہ کی زمین نظر آتی تھی استادل مشتاق سیر ہوا ایک مرکب پری پیکر پر سوار ہو کر بہر تفریح خاطر چلا اور کئی کوس تک سیر کرتا کوہ مرمر سے بڑھ آیا اسوقت ایک پہاڑی نظر آئی کہ گلہاے بوقلموں نے دلہن کی طرح پھولوں کا گہنا پہنے تھی دامن میں اُسکے ہزار ہا چشمہ جاری تجری من تحتہا الانہار کی کیفیت سارے ہر درخت بار اثمار سے بسان سرفرازان جھکا بار احسان نزہت بخش آفرینش ہے لہذا ہوا وہان کی فرحت فرماے قلب مصفا ہے دشت نگارین وخطے گلزار نضارت آگین کہ زاہد صد سالہ بھی وہان آکر طالب شراب ہو دل میں امنگ جوانی کی آئی نہایت بیتاب ہو مرغان بوستان کی نغمہ سرائی اور ارغوان وار صورت ہزار خاطر موسیقار میں اثر پیدا کرے سوز دل سے وہ بھی آہ کر کے چلے گل بار وہان کے باریج خاطر رنجیدہ کھوتے مُردہ دلوں کو ہنساتے لب برگ جنبش ہوا سے ہلکر مژدہ فرحت سناتے خاطر گل سے گلچین کا خوف نکل گیا تھا فرحت نامیہ کا ایسا بھروسا تھا بلبل کی خاطر شاد تھی صیاد ستم و باغبان کے جور سے آزاد تھی گل ہر ایک بجز ان تھا کچھ عجب سامان تھا کہ المولفہ

اس دشت پہ سو بہار صدقے	عالم کے گل عذار صدقے

جو انگشتین گل لگا ہوا تھا عاشق کا وہ دل جلا ہوا تھا
مثل قد یار فتنہ پرداز ہر نخل کے جلوے کا یہ انداز
تھی نکہت گل جو پھیلی ہر سو جسم معشوق کی تھی خوشبو
سنبل ہمشکل گیسوئے یار دل پھانسنے پر ہوئی تھی تیار

اُس دامن کوہ مین چند گلرخسار رشک بہار شوخ و طرار جنکے سر سبز وہ گلزار گلگشت کنان ہر سمت مصروف سیر و تماشا تھین صورتین اُنکی جان گلہائے تمنا تھین وہ قرطاس کو دیکھکر پکارین کہ اسطرف کون آتا ہے یہ جگہ ہر کس و ناکس کی نہین آنے والا بہت پچھتاتا ہی اسنے یہ صدا سُنکر جواب دیا کہ مین نامہ دار شاہ جادوان ہون عازم طلسم نور افشان ہون آج اس دشت مین خیمہ کیا ہی کل ارادہ سفر کا ہی وہ غنچہ دہن دلتنگ ہوکر سوائے کلام سے اسکے آخر شگفتہ ہوئین کہ ای بیداد گر بانی شر ادہر سے راہ ملنا محال ہے یہان آجتک کوئی آئے کیا مجال ہے یہ جائے آرام ملکہ بہار نیک انجام ہے نام اسکا کوہ آرام ہے اس پہاڑ کی پشت پر باغ دلکشا ہی ملکہ عالم کی سیرگاہ ہی بعد باغ کے ملک قلعہ ہی ملکہ لالہ گلفام فی الحال بہر علاج یہان آئی ہین باغ مین تشریف رکھتی ہین اگر انکو تیرے آنیکی خبر ہوجائیگی بڑی آفت آئیگی اے شخص تجھکو لازم ہی کہ اپنی جان بچا جدہر سے آیا ہی اسیطرف پھر جا اسنے جب یہ حال سُنا اُسنے کہا راہ مین کسیکا اجارا نہین پھر جانا مجھے گوارا نہین دوسرے بہارے سے مین ڈرتا نہین کچھ ایسا حلوا نہین جو وہ کھا جائیگی تم جاو مین خود آتا ہون دیکھون کیا میرا کرتی ہے کنیزان بہار یہ زبدہین تھین اُنکی گفتار ناشایستہ سُنکر اپنی زلف کیطرح برہم ہوئین اور خبر کرنے ملکہ کی چلین وہان باغ مین بہار ہر چند کہ بیہوشی سے ہشیار ہوئی تھی لیکن ابتک بیمار ہی کس لیے کہ جب سحر اسکا ٹوٹا تھا تو یہ بیہوش ہوگئی تھی حال اسکے لڑنے کا مصور سے اول بیان ہوچکا ہی اُسیوقت سے یہ یہان آکر مقیم ہے غرضکہ کنیزین تو اسطرف چلین اور قرطاس سوچا کہ اگر یہ عورتین جاکر میرے حال کی بہار کو خبر دینگی وہ ساحر زبردست ہی اگر چڑھ آئیگی تو ضرور دیوانہ بنائیگی پس لازم ہی کہ غفلت ہی مین کام تمام کرون اگر اُسکو قید کرلیا اور مخمور کو مع عمرد کو کب یہان جاکر مارا تو گویا اس جھگڑے ہی کو ہٹایا کیونکہ یہ لوگ رکن لشکر مہرخ مین انکی نہونے سی مہرخ خود مرجائیگی یہ سوچکر چاہا کہ لشکر مین پھر جاؤن اور فوج تیار کراکے لیچلون پھر سوچا کہ لشکر کا کیا کام ہی وہ بھی مع کنیزون کی یہان آئی ہوگی لشکر اُسکے قلعہ کا اور خزانہ وغیرہ سب سامان لشکر مہرخ مین ہوگا وہ

اکیلی تیرا کیا کریگی اسیطرح چلنا چاہیے یہان سے پھر جانے اور فوج ساتھ لینے مین عرصہ ہوگا جبتک وہ ہوشیار ہوجائیگی یہ تصور کرکے مرکب وہین چھوڑا اور بزور سحر پرواز کرکے اُسطرف کہ جدہر کا پتا زبان کنیز اسنے سُنا تھا چلا اور پس کوہ پہونچکر باغ رشک دہ گلزار جنان دیکھا در باغ پر کچھ ترکین حبشین قلماقنیان وغیرہ پہرے پر تھین یہ دروازہ پر نگیا یون ہی اُڑتا ہوا بیچ باغ مین اترا وہان بارہ دری کے چبوترے پر فرش زیبا نہایت مصفا بچھا تھا مسند تکیہ لگا تھا ملکہ بہار جلوہ فرما تھی سامنے ہزار گلدستہ چنا تھا سامان راحت مہیا جواہر کے اشجار کی کیاریان پیاری پیاریان بدو بر و لگی تھین جواہر خانہ شاہان دہر کو شرماتی تھی جواہر کے طائر اشجار پر بہار پر بیٹھے تھے لعلون کے لال جواہر سے مالا مال تھے بیچ لالون کے لال تھے وہ گلزار مثل باغ سیب شاہ جادوان تھا کہ ہر سمت ایک طلسمات کا سمان تھا در ختونکو بادل سے مینڈھا تھا یہ ظاہر تھا کہ سبز رنگان زیبا قامت پردہ زنگار مین پنہان ہین یا گرد برج سنبلہ انوار ماہ تابان مین گم ہو گئے

واہ رے گلشنِ بہشت نژاد ✦ مرگیا جسکے عشق مین شداد
اُس گلستان روح افزا کے ✦ فتنہ دہر سارے گل بوٹے
کہین بیلا تھا موتیا تھا کہین ✦ کہین جوہی تھی موگرا تھا کہین
قامتِ یار تھا کہین شمشاد ✦ بار کلفت سے سرو تھا آزاد
گلستانِ جہان کی جان تھا باغ ✦ باغ رضوان مین جسکے عشق کا داغ

ملکہ بہار تاج زرنگار سر پر رکھے کلاہ کجکلاہی سی مغرور سراپا بصورت حور سیر باغ کر رہی تھی چشم خود نما کا احسان سر بہار پر دھر رہی تھی کہ قرطاس نے آتے ہی ایک نارنج اسپر سحر کا مارا وہ نارنج آتے ہی دیکھکر ملکہ نے کچھ سحر پڑھا کہ سامنے جو گلدستہ رکھا تھا وہ شق ہوا اور ایک پتلی نے اسمین سے نکلکر نارنج پکڑ لیا اور پکارا کہ اے خیرہ سر تو کون ستمگر ہے جو ایسی معشوقہ جان بادشاہ ساحران پر تو حملہ کرتا ہے قرطاس نے پتلی کے کلام کا تو کچھ جواب نہ دیا لیکن اُڑکر بلندی پر گیا اور ارادہ کیا کہ یہ اگر سحر کریگی تو کچھ بن نہ پڑیگا اسکو خاک جمشیدی سے زیر کرون پس بے ہوا قایم ہوکر خاک قبر جمشید سر بہار پر ڈالی خاک پڑتی ہی اُس گلفام پر بیہوشی طاری ہوئی پتلا جو گلدستہ مین سے نکلا تھا وہ جلگیا اور یہ ہوا سے نیچے اُترکر جو گرا کمر مین ہاتھ دیکر لے اُڑا پھر تو تمام باغ مین غلغلہ بلند ہوا کہ ارے دوڑنا اس سنگدل نے غضب کیا ہے کہ ہائے بہار لوٹی لیے جاتا ہے نوکر جتنے حاضر تھے دوڑے کنیزین جو خبر کہنے چلیں تھین آکر پہونچیں یہ سانحہ دیکھکر بزور سحر اُڑین ادہر چاہا کہ ملکہ

کو چھین لین مگر یہ ساحر بھی زبردست ہی اپنے اپنی سر سے بال توڑ کر سحر پڑھکر جو مارے وہ بال ماران سیاہ بنکر اڑے اور جوا اژ کر اُسکے قریب آیا اُسکو لپٹ گئے اور ایسا کاٹا کہ بیہوش کر دیا اُسنے پھر سحر پڑا کہ کچھ پتلے پیدا ہوئے اُنھون نے ہر ایک کو باندھا پھر تو تمام باغ مین کہرام پڑ گیا سوسن غم فراق سے کبود ہوئی چشم نرگس سے سوجھنا گیا دیدہ نابینا حیران رہا نہرین دل بیتاب کیطرح اضطراب مین یقین ہو جین نقین بیقراریان جان آب مین تھین فوارے روتے تھے طائر ہر ایک جان سوختہ ہر ایک نخل ماتم تھا گلزار سارا اشل اوراق گل گل صرصر جور سے برہم تھا سرو کو سکتا آئینہ انہار جوانان چمن کا حیرت زدہ ہوکر منھ تکتا تھا سنبل کی پریشانی سوسن کی بیزبانی تھی بید طبری کو بھی لرزا تھا ناتوانی تھی نظم

گیا جبکہ وہ سرو اس باغ سے
نظر پھول آنے لگے داغ سے
ترانے سے بلبل کا جی ہٹ گیا
گلون کا جگر درد سے پھٹ گیا
تبسم گیا حزن سے غنچہ بھول
ہوا غم سے ازبسکہ لہو پیکے پھول
اڑا نور نرگس کی آنکھون کا سب
ہوئے بال سنبل کے ماتم کی شب
لب جو کی اڑنے لگی گرد گرد
گل اشرفی کا ہوا رنگ زرد
لگی آگ لالہ کے دل مین تمام
دیا خاک مین پھینک عشرت کا جام
اکڑنا گئے سرو سب اپنا بھول
اڑانے لگین قمریان سر پہ دھول

اِس باغ کی قریب قلعہ تھا وہان کی حکومت بہار کرتی ہے اور مہیب جسکا ذکر مرگھٹ کی جگہ ہوا تھا اُسی قلعہ مین رہتی ہے باقی رعایا برایا اسی قلعہ مین آباد ہے رعیت دلشاد ہی لیکن فوج جو کچھ ہے وہ لشکر مہرخ مین ہی یہان نہین ہے جسدم خبر گرفتاری ملکہ قلعہ مین پہنچی رعایا وغیرہ نے قصد کیا کہ چلکر مقابلہ کرین پھر خیال کیا کہ بادشاہ طلسم کا یہ نامہ اہی اگر مارڈالا گیا تو اس قلعہ مین رہنا ہوا دشوار ہوگا آجتک شاہ جادوان معترض نہین مگر اب ملک ضبط کر لیگا اور دوسرے ہم لوگ رعایا ہین شاہو کے معاملہ مین دخل دینا ہمین زیبا نہین ملکہ جانے اور شاہ جانے یہ سوچکر کسینے عزم جنگ نکیا اور قرطاس بہار کو لیے ہوئے مع کنیزان و ملازمان اپنی خیمہ مین آیا اِسکے غلغلہ ہوا کہ بہار کو افسر بہار اپکڑ لایا ہر شخص نظر دینے چلا عیار جو لشکر مین موجود ہین انھون نے بھی سُنا نہایت غم انکو ہوا اور قران سے برق نے کہا کہ اب مجھے تاب نہین ہی مین جاتا ہون اور اُس عزم

کو راہ جہنم دیکھتا ہون قران نے کہا بہتر ہے اپنے ارادہ چلنے کا کیا کہ صدائے طبل سفر سنائی دی کسلیئے کہ قرطاس جب بہار کو خیمہ مین لایا تو قید آہن مین اس نازک بدن کو مبتلا کر کے ساحرون کے پہرے مین دیا اور ہوشیار کر کے کہ اے بکلام شہنشاہ سے مخالفت کر کے تو نے یہ روز بد دیکھا بہار نے جوابدیا کہ او بیہودہ تو کیا بکتا ہے وہ تیرا شہنشاہ کیا مسخرہ ہے اگر بیشتر سے مجھکو تیرا آنا معلوم ہوتا تو مزا چکھاتی جسطرح تو نے فریب سے مجھکو گرفتار کیا ہی ویسا ہی تیرا بادشاہ بھی جھوٹا دغاباز ہی اگر تجھکو حوصلۂ جنگ ہی کچھ غیرت نام و ننگ ہے تو مجھ کو رہا کردے پھر تماشا دیکھ کہ کسطرح ہلاک ہوتا ہے اُسنے یہ کلام سُنکر چاہا کہ ملکہ کو قتل کرے پھر سوچا کہ معشوقۂ شاہ طلسم اور بنت حیرت کی ہی مار ڈالنا اسکا صلاح نہین پس یہ سمجھکر خیال کیا کہ ایسا نہو اہل قلعہ یہان سے کچھ فتور کرین لہذا اپنے ہر چند چاہا کہ دن باقی نہ تھا مگر لشکر کو حکم کوچ کا دیا لشکر مین کمر بندی ہوئی عیارون نے جب یہ سامان دیکھا قران نے برق سے کہا کہ تم نجاد اور سواری پر سحر کی چلو ورنہ یہ سب چلے جائینگے تو کچھ بن نہ پڑیگا رات کو تعاقب بھی نہ ہو سکیگا برق حسب فرمائش اُسیوقت چیخ مار کر بیہوش ہو گیا رنگ رخسار زرد دست و پا سرد ہو گئے قران نے وہ جو پانچ ساحر نجاد کے ساتھ آئے تھے اُنکو رو کر بلایا اور کہا دیکھو اُنکو درد گردہ ہوا ہی انکے لیچلنے کی تدبیر کرو اُنھون نے بزور سحر تخت بنایا اور برق کو اُسپر لٹایا قران نے کہا مین اپنی سواری پر نہ چلونگا اسی تخت پر سوار ہوکے چلتا ہون انکا خبرگیران رہونگا سب نے منظور کیا اور تیار ہو کر اپنی سواریون پر سوار ہو کر تخت کو اُڑاتے ہمراہ لشکر چلے اُسطرف قرطاس نے بہار مع کنیزان مہر دیدار کے تخت پر خوب گرفتار کر کے ڈال لیا اور بحشم و خدم روانہ ہو عیار بھی ساتھ تھے سیر دشت نزہت انتما کرتے جاتے تھے جب اُس حد سے گذر گئے سورج بالکل غروب ہو گیا آمد شاہ ظلام اِس خاکدان سیہ فام مین ہوئی کہ لمؤلفہ

خلعت زرتار پہنے شاہد روشن جمال	بام پر افلاک کے پھرتا نظر آیا مجھے
ناز معشوقانہ دیکھو اپنا عاشق جانکر	پردۂ شب مین چھپا شرما کے جب دیکھا مجھے

رات کو چاندنی نے کھیت کیا صحرا وہ کوہ براق سے چمکنے لگے قلعہ بہار سے آگے بڑھکر عجیب عجیب طرح کے پہاڑ اور جنگل مسکن ساحران غدار نظر آئے کہین ڈمرو بجتا تھا کہین ہوم ہوتا تھا آتشیان بچھائے قلعہ کوہ پر دھونے رمائے ساحر بیٹھے تھے کسیجا دریائے ذخار بہتے تھے کہین طرح طرح کے گل کھلے تھے غرضکہ ایسی ہی کیفیت دیکھتے منزلہا منزل اس رات کو چلے گئے آخر ہندوے فلک نے بتخانۂ شرق

بت زرین مہر نکالکر طاق مینا فام سپہر پر رکھا اور زنار خط کہکشان کو گردن سے اتار ا کہ بموجب لمولفہ

دیکھیے کرتی ہی کب یہ گردش دوران قیام
ہین مسافر یہ ہمیشہ دیکھیے لیل و نہار

اُس ہی سے سرگردان ہین مہر و ماہ بھی ہر صبح شام
رات گذری دن ہوا پھر دن بھی ہوئے انجام

قرطاس شبانہ روز مین سیکڑون کوس نکل آیا ہی اور قریب طلسم نورافشان پہونچ چکا ہی ازبسکہ زیادہ چلنے سے خستہ و شکستہ بہت ہوا تھا صبح ہوتی ہی ایک صحراے سبزہ زار مین اُترا بارگاہ نصب ہوئی یہ داخل بارگاہ ہوا لشکری بھی اُتر کر داخل خیام ہوئے اور اپنی اپنی ضرورتین رفع کرنے لگے عیارون نے اپنے ساتھیون کو بلایا اُنھون نے برق کا مزاج پوچھا اِسنے کہا اب اچھا ہون اور ہم دونون صحرا مین احتیاج رفع کرنے جاتے ہین یہ کہکر دونون روانہ ہوئے اور ازبسکہ منتظر اسکے تھے کہ قرطاس کہین ٹھہرے تو عیاری کرین اسوقت ایک درہ کوہ مین پہونچکر قران نے برق سے کہا کہ مین اول بہار کو چھڑانے جاتا ہون کیونکہ یہ زیادہ قیام یہان کرنے معلوم نہین دیتا پس بہانہ کو رہا کر لینا چاہیے تم ٹھہرو مین جاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اُسطرف قرطاس جب اُترا میخانہ آراستہ کراکے شرابخواری مین مصروف ہوا کیلیے کہ نسیم سحر ٹھنڈی ٹھنڈی چلتی تھی لوز کا تڑکا تھا اوس سبزے پر پڑی تھی درختون کا لہلہانا عجب لطف دکھاتا تھا پھولون کی خوشبو سے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا چشمے جو بہتے تھے مرغابیان سرخاب غوطہ زن تھے قطرات شبنم سے کوسون تک دام مروارید سبزہ پر پڑا تھا پھولون کا کھلنا کلفت رنج مٹاتا تھا کہ ابیات

نظر مصروف تھی ہر دیدۂ گل پر
کوئی گل تھا بشکل جام لبریز
کسیکا رنگ مثل روئے جانان
زمرد گون بہار برگ شاداب

عجب جوبن پہ تھے سب غنچۂ تر
کہین پتے تھے باہم شبنم آمیز
کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہمان
لبالب زیر دامن چشمۂ آب

ایسی بہار جانفزا مین لطف سیکشی تھا اُسنے سراپچہ اُٹھوا دیئے اور راحت مین مصروف ہوا مگر قران جو روانہ ہوا تھا یہ نظر کردہ اسد اللہ الغالب ہی اِسنے اپنے مولا کو یاد کیا اور پکارا کہ اسے پروردگار واسطہ اپنے شیر کی حرمت کا کہ مجھکو زور بازو عطا کر بعد دعا کے کچھار مین جا کر شیر صحرائی کی تلاش کرتا تھا چنانچہ ایک جگہ بہت سر درنظر آئی وہان شیر کی بو پائی اِسنے نعرہ کیا اسد آنعرہ سے دشت گونج گیا اور ایک جھاڑی سے

شیر غرّان بگلا اُسنے للکارا کہ باش ای سگ صحرائی کہان جاتا ہی شیر طمانچہ اٹھا کر اسپر حملہ اور ہوا اُسنے اُسکا
طمانچہ خالی دیکر اُسکی سر پر گھونسا مارا شیر تیورا کر گرا اور اِسنے طمانچے اور گھونسے مارنا شروع کئی یہانتک کہ
شیر کو مضمحل کر دیا اُسوقت کسوت عیاری سی ایک دوا ایسی کہ جسطرح کبوتر کو شہد اور سُہاگہ دانہ مین ملا کر
کھِلا دو تو کبوتر اُس گھر کا کہ جہان وہ دانہ کھایا ہی عاشق ہوتا ہے اِسنے بھی نکالی اور پارہ گوشت مین
ملا کر سامنے شیر کے ڈالی اُسنے کھاتی ہی اِطاعت اِسکی اختیار کی آرام ہوگیا اور وہی گوشت مانگتا تھا
اسنے فوراً اُسپر ایک زین پوستِ پلنگ کا باندھا اور مُنھ مین لگام دی پھر آپ صورت اپنی مثل ساحر
مہیب صورت کے بنائی چہرہ نہایت سیاہ مُنھ پھاڑ سا کھُلا زبان سُرخ منھ سے باہر سر بہت بڑا اور
دراز سانپ تمام جسم مین لپٹے زہریلے بچھو سیاہ رنگ کے سینے پر رینگتے ہاتھ مین بھی ایک مار سیاہ کا
تازیانہ لیئے اُس شیر پر سوار ہوا اور دو نامہ مُہری شاہ طلسم کے بنا کر اپنی جھولی مین رکھی پھر وہان سے
لشکر قرطاس چلا جب راہ مین شیر کچھ شوخی کرتا اور قصد گریز یا جنگ کرتا تو یہ تھوڑا گوشت اُسی دوا
کا اُسکو کہ وہ اُسکے مزے سے خوش ہو کر آگے چلتا غرضکہ کچھ دیر مین یہ لشکر مین پہونچا جسنے اِس کو
دیکھا خائف ہوا اور سلام کیا یہ اسیطرح بارگاہ قرطاس مین آیا وہ شراب پیکر پلنگ پر بہر آرام
لیٹا تھا کہ ملازمون نے شیر آیا شیر آیا کا غل مچایا یہ اُٹھ بیٹھا اور قران کو اُس ہیبت سے دیکھکر کھڑا
ہو گیا پکارا کہ آیئے تشریف لائیے قران نے شیر پر سے اُتر کر ایک نامہ نکالا اُسکو دیا اُسنے مُہر اُسپر
بادشاہ طلسم کی دیکھی نامہ کو آنکھون سے لگایا سر پر رکھا پھر وا کر کے پڑھا لکھا تھا کہ فلان روز ہمنے
کتاب سامری مین تمھارا حال دیکھا پس معلوم ہوا کہ تمنے ملکہ بہار کو گرفتار کیا اور طلسم سے بہت
دور نکلگئے ہو پس ما بدولت کو خیال ہوا کہ پرائے ملک مین مجرمہ کا لیجانا اچھا نہین کیونکہ وہان عمرو سا
عیار موجود ہے ایسا نہو کہ وہ اُسکو چھڑا لیجائے اور دوسرے یہ کہ اگر جنگ وہان ہونے لگی تو لڑائی کا
خیال رکھو گے یا قیدی کا جب بھی اُسکے چھوٹ جانے کا احتمال ہے لہذا ایسا سوچکر ایک نامہ بنام
ناہر جادو مالک بیابان طلسم کے لکھا ہی کہ ہمارا نامہ قرطاس کے نام لکھا ہوا اُسکے پاس لیجانا اور بہار کو لیکر اپنے
پاس رکھنا پس ای قرطاس جسوقت ناہر تمھارے پاس نامہ لیکر آئین تم قیدا اُس مجرمہ کی اُنکے حوالے کرنا
کرنا وہ اپنی جگہ پر بحفاظت رکھینگے جب تم نامہ داری کر کے پھرو گے قید لیتے آنا یا ہم طلب کر لینگے خبردار
اِس امر مین تامل نہ کرنا زیادہ مراحم خسروانی کے امیدوار ہو یہ نامہ کا مطلب دریافت کر کے اسنے

پوچھا کہ آپ کے پاس دوسرا نامہ جو آپ کے نام آیا ہی موجود ہی قران نے وہ نامہ بھی نکالکر دیا آفت
پڑھا وہی مضمون تھا کہ ای ناہیر تم قیدیہ کو لیکر اپنے پاس رکھو جب یہ نامہ بھی پڑھ چکا اسکو مطلق گمان
نہین کہ یہان عیار آئے ہون گے کیونکہ منزلہا منزل نکل آیا ہی اور جانتا ہی کہ مین اڑکر آیا ہون عیار میرے
برابر کہان چل سکتے ہین غرضکہ گویا ہوا کہ اے مہربان حکم شہنشاہ سے ناچاری ہی آپ اُس مجرمہ کو
لیجائیے مگر کچھ دیر کرم فرمائیے شراب پیجیے پھر چلے جائیے گا قران نے کہا مجھکو تعمیل حکم بادشاہ کرنا تھا اور
ایسی ہی سخت ضرورت تھی جو اپنی سرحد سے یہان آیا ورنہ مجھکو حکم نہین ہی کہ کہین جاؤن کیونکہ سرحد طلسم پر
بڑے بڑے بانی شر رہتے ہین اور دوسرے آپ بھی مسافر ہین ہمکو آپ کی دعوت کرنا چاہیے مگر جب آپ
مراجعت بفضل سامری کیجیے گا تو میرے مکان پر چلیے گا وہان باطمینان ہم آپ صحبت آرا رہینگے اسوقت
معاف فرمائیے قرطاس نے کہا بہتر ہے اور ساحرون سے حکم دیا کہ قید بہار مع کنیزان حاضر کردو
ملکہ موصوف کو قید آہن مین گرفتار حاضر لائے قران نے کہا آپ اپنا سحر اُسپر سے دفع کردین مین سحر
اپنے کیے لیتا ہون یہ کہکر جھولی سے ایک ہار لونگون کا نکالا قرطاس نے اپنا سحر دفع کر دیا اور اسنے
وہ ہار لونگون کا گردن بہار مین ڈالدیا اور قید آہن بھی اُتروا دی بہار نے چھوٹکر چاہا تھا کہ کچھ سحر کرکے
نکلجاؤن مگر لونگون کی خوشبو سے بیہوشی طاری ہوئی قران نے اٹھاکر شیر پر رکھ لیا اور کہا کنیزون کو چھوڑ دو
یہ آپ میرے پیچھے دوڑتی چلی آئینگی مین سحر پڑھے دیتا ہون اُنھون نے کنیزون پر سے سحر اُتار لیا
وہ جب چھوٹین اپنی مالکہ کو ایک ساحر کو لیجاتے دیکھکر عازم جنگ ہوئین پھر خیال کیا کہ یہان لشکر
ساحران ہے ایسا نہو کہ کچھ نہ ہو سکے اور ہم پھر قید ہو جائین لازم ہے کہ آگے بڑھکر سمجھ لین پس یہ ہوکر
جدہر ملکہ کو قران لیچلا اُدہر ہی چلین اور قرطاس کو ظاہر ہوا کہ بیشک بہت بڑا یہ ساحر ہے کہ
ایک ہار مین تو اسنے اتنی بڑی ساحرہ کو بیہوش کر دیا اور اُسکی کنیزون کو اسطرح بے بس کر کے لیچلا غرضکہ
یہ تو تعریف کرکے بہر استراحت اپنے خیمہ مین گیا اور قران ملکہ بہار صحرا مین لایا وہان لاکر اسکو ہوشیار
کیا ہار اُتار لیا شیر سے اُتارا اشیر کو چھوڑ دیا بہار کی آنکھ کھلی دیکھا کہ وہی ساحر جسنے ہار پہنایا تھا سامنے
کھڑا ہے اسنے چاہا کہ مین کچھ سحر پڑھون قران نے مُنھ پر ہاتھ رکھدیا اور کہا اے ملکہ مین قران
ہون تُنے اتنے دن ہمارے ساتھ رہکر بھی فریب عیاری نہ دریافت کیا بہار یہ سُنکر گلے سے لپٹ گئی
اور کہا اے قران آج تم ایسا بھیس بدلے تھے کہ میری تو کیا لیاقت ہی میری جگہ پر خواجہ سلامت ہوتے

نہ پہچان سکتے یہ باتین ہوتین کہ کنیزین آئین اور حال سنکر خوشنود ہوئین اور ملکہ نے کہا کہ اے قران اب تم یہان ٹھہرو مین اس قرطاس خناس کو مزا چکھاؤن مع اسکے لشکر کے دیوانہ بناؤن گی قران نے کہا اے ملکہ جو مین کہون وہ پذیرا کرو سنو جنگ دوسردار دیہان تم اکیلی ہو اور وہ لشکر ساتھ رکھتا ہے ساحر بھی زبردست ہے مبادا اُسنے پھر گرفتار کر لیا تو اچھا نہوگا دوسرے یہ کہ ہم عیارون نے یہانتک اُسکا تعاقب کیا کہ اسجگہ پہونچے لشکر بھی چھوڑا اگر یہ ہمسے قتل نہو سکا تو عیاران امیر کے سامنے ہماری آبرو نرہیگی یہ ساحر ہمارے ہی حصہ کا ہے تم اسمین دخل ندو بہار نے کہا کچھ تو میرے بھی دل کی آرزو نکلجانے دو قران نے کہا جب ہم اسکو قتل کرین اُسوقت اِسکے لشکر کو تم شکست دینا قتل و قمع کرنا ملکہ نے کہا اچھا مگر اے عیار دانا یہان سے بعد فراغ عیاری پھر کیونکر چلینگے کہ ہم کبھی اتنی دور نہین آئے راہ مین ہزارہا ساحر بلاے روزگار رہتا ہے اُنسے بچنا دشوار ہے دوسرے راہ نہین معلوم اگر یہان کے کسی مرحلہ مین طلسم کے پھنس گئے تو بغیر فتح طلسم وہان سے رہائی غیر ممکن ہے قران نے کہا خدا مالک ہم تم ساتھ چلینگے ابھی تم بھی ہمارے ساتھ رہو یہ کہکر زفیل عیاری بجائی برق جو کوہستان مین مخفی تھا دوڑا آیا اور ملکہ بہار سے ملکر خوشنود ہوا پھر گویا ہوا کہ خلیفہ آپ تو جو دعوی کر گئے تھے وہ پورا کر لائے یعنی ملکہ کو چھڑا لائے اب مین اُس ساحر کو مارنے جاتا ہون خدا تعالی میرا ارادہ بھی پورا کرے کہ مہم سے فرصت ملے بہار نے کہا اے برق ہمین بھی عیاری مین شریک کر لو برق نے کہا خدائے کریم ہمارا شریک حال ہے عیاری بے لاگ اچھی ہوتی ہے بہار نے منت بہت سی کی اسنے ناچار ہوکر کہا کہ اچھا اپنی کنیزون کو مجھے دیدو بس اتنی شراکت تمھاری کافی ہے بہار نے کہا خیر بہتر ہے قران نے کہا اے برق ابھی عیاری کو بچاؤ کسلیے کہ مین یہان سے ملکہ کو چھڑا لایا ہون وہ دھوکا کھا چکا ہے مبادا دوبارہ دھوکا نکھائے اِس سے مناسب ہے کہ ایک منزل اور آگے بڑھکر اسکو مارنا اسنے یہ سنکر کہا جیسی آپ کی مرضی ہو اچھا چلیے کسی مقام سبزہ زار مین بیٹھکر بطور مخفی کھانے پانی سے فراغت کرلین کہ راہ کے تھکے ماندے ہین یہ سننا تھا کہ سب اُٹھکر روانہ ہوئے اور ایک مقام پر بہ لب جو سبزہ زار دیکھکر بہار نے سحر سے فرش مکلف گسترده کیا بیٹھے عیارون نے میوہ شیرمال کباب وغیرہ نکالکر دسترخوان چنا مع ملکہ کھانا کھایا پھر شغل بادہ خواری شروع ہوا ادھر تو یہ حال ہے لیکن ادھر

جب قرطاس آرام کرکے اُٹھا دوپہر دن آچکا تھا اِسنے خیال کیا کہ اس دوپہر مین اور آگے بڑھکر اُترنا چاہیے کیونکہ رات کو قیام کرنا بہتر ہے صبحکو چلین گے اگر رات کو آج چلے تو پہر دن کو ٹھہرنا ہوگا دوسرے یہ کہ رات کے سفر مین سو طرحکے ضرر ہین ملک دشمن قریب ہے دن ہی کو چلنا چاہیے یہ سوچکر اِسنے حکم دیا کہ نقارہ کوچ کا بجا وہ ساحر جنکے ساتھ عیار آئے تھے خبر سفر سنکر گھبرائے کہ ہمارے ساتھی صبح سے گئے ہین ابتک نہ آئے آخر انھون نے بناچاری اہلکار لشکر جنکے یہ سب نوکر تھے اس سے اطلاع دی اُسنے کہا یہ امر دو علت سے خالی نہین یا تو وہ صحرا مین کسینے اُنکو مار ڈالا وہ عیار تھے مگر اِس امر کو پوشیدہ کرنا لازم ہے کیونکہ اگر قرطاس سنے گا تو اُسکو ثابت ہوگا کہ یہ لوگ بھی عیارون سے ملے ہوئے ہین جب تو اُنکو اپنے ہمراہ یہانتک لائے وہ پانچ ساحر اُسکے سمجھانے سے چپ ہو رہے اور لشکر مین کوچ ہوا غلغلہ اور صدائے طبل سفر سنکر عیار بھی صحرا مین خبردار ہوئے اور ایک جگہ پوشیدہ ہوگئے جب لشکر اُس راہ سے گذر گیا ملکہ بہار نے تخت سحر بنا کے مع عیاران وکنیزان سوار ہوکر عقب لشکر راہ لی آگے آگے قرطاس پیچھے پیچھے یہ روانہ تھے مقامات عجائب وغرائب صحرائے ہولناک سیر دامن کوہ وصحرا دیکھتے چلے جاتے تھے اسیطرح منزل بمنزل جب نکلگئے تو ایک نہر پانی کی بہتی نظر آئی اُس نہر کے پار جب جانے لگے اُسمین سے دھوان پیدا ہوا اور تمام لشکر مین پھیل گیا قرطاس نے ہرچند سحر پڑھا وہ تاریکی دور نہوئی یہ اُسجگہ سے اُترکر کنارے نہر کے آیا اور پکارا کہ مین ملازم شاہ جادوان ہون نامہ لیکر جاتا ہون مجھے کسنے روکا ہے نہر سے آواز آئی کہ کون شاہ جادوان ہے اِسنے افراسیاب کو بتلایا نہر مین کسینے قہقہہ لگایا اور کہا وہ تجھ ایسے ساحرون کا بادشاہ ہے ہم اُسکا کہنا نمانے گے ہمارا بادشاہ کوکب ہے یہانسے سرحد طلسم نور افشان آغاز ہے آگے جانے کا حکم نہین قدم بڑھانے سے لازم احتراز ہے اِسنے جب یہ سنا معلوم کیا کہ طلسم ہوش ربا اِس نہر کے پاس سے ختم ہوگیا اب یہان راہ نملے گی چاہیے کہ جنگ کرو مگر سوچا کہ یہان لڑنا اچھا نہین دربار کوکب تک پہونچکر لڑنا چاہیے کہ عمر تک دسترس ہو پہونچے یہ سوچکر اِسنے بالحاح وزاری کہا کہ نامہ دار کو کسینے روکا نہین سلف سے آجتک یہ امر ہوا نہین مجھکو بھی راہ ملنا چاہیے نہر سے صدا آئی کہ مرا کیون جاتا ہے دم لے ع یعنہ ہمارا خدمت ملکہ دوران سرتاج شاہان جہان ملکہ بران مین گیا ہوا ہے وہان سے تیرے آنے کا جواب آیا چاہتا ہے اگر طلب ہوگا ہم راہ دینگے ورنہ جانا مشکل ہے قرطاس یہ سُنکر خاموش ہو رہا اُودھر ملکہ بران اور عمر زیب مسند

عزت ہین کہ ایک ساحر حاضر در دولت ہوا اور خبر ہوئی کہ ملکہ مروارید گوہر بدن جو خواجہ کو نذر دینے آئی تھی اور اتبک حاضر دربار ہے اُسکے نائب کیطرف سے اُسکے پاس عرضی آئی ہے یہ خبر سنکر مروارید نے عرضی طلب کی پڑھا لکھا تھا کہ ایلکہ نامہ دار افراسیاب آپ کے ملک مین داخل ہوا چاہتا ہے آپ ملکہ بران سے اُسکے بارے مین دریافت فرماکے مجھکو حکم بھیجیے بموجب فرمان حضور مین عمل مین لاؤن یہ عرضی پڑھکر اسنے بران کو دکھائی ملکہ نے فرمایا کہ بادشاہ سے اجازت چاہیے اور چاہتی تھی کہ عرضی کوکب کو لکھے اُسوقت ایک پتلا نامہ اُسکا خود لیکر آیا ملکہ کو دیا اُسمین لکھا تھا کہ نامہ دار کے آنے کی خبر ہمنے سُنی ہے ایفرزند نامہ دار کو روکنا نچاہیے کیونکہ مثل چلی آتی ہے کہ ایلچی راز ولے نیست پس اُسکو جسطرح وہ آتا ہو آنے دو یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے اجازت دی مروارید نے عرضی دستخط کرا کے خود بھی حکم لکھدیا کہ اے گرداب جادو حکم ملکہ بہر راہ وہی نامہ دار ہے تم راستہ دیدو غرضکہ یہ عرضی جو ساحر لایا تھا دستخط ہو کر اُسنے پائی اور لاکر گرداب کو پہونچائی قرطاس ٹھہرا ہوا تھا کہ یکایک لشکر پر سے تاریکی دور ہوئی اور صدا آئی کہ جاؤ اجازت ہے لشکر لیکر یہ نہر کے پار بزور سحر اُڑکر پہونچا اور کچھ دور جاکر وہ دن تمام ہوا اسنے خیال کیا کہ اب سرحد طلسم مین دوسرے بادشاہ کے ہین یہان قیام کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک صحرائے سبزہ زار مین اُترا مگر ملکہ بہار جو تخت اُڑائے پیچھے اُسکے آتی تھی وہ بھی قریب نہر آکر پہونچی پھر وہان سے دھوان نکلا اور آواز آئی کہ اب کون جاتا ہے بہار تو نہ بولی مگر قران نے کہا کہ تم کون ہو آواز آئی کہ ملازم کوکب اسنے یہ سنکر معلوم کیا کہ یہان سے سرحد طلسم کوکب آغاز ہے یہ معلوم کر کے پکارا کہ اے سرحد دار جلد ہمکو راستہ دو کہ ہم شاگرد رشید خواجہ عمر ہین اگر تمھارے روکنے سے ہمارا مطلب فوت ہوا تو ہم شکایت کرینگے تمھارے لیے برا ہوگا یہ کہنا تھا کہ پانی کو جنبش ہوئی اور دھوان موقوف ہوا صدا آئی کہ جائیے جائیے آپکا گھر ہے یہ بھی مع بہار تخت اُڑا کر پار اُترے اور وہان کے صحرا مین جاکر ایک کنیز کو بھیجا کہ وہ طائر بنکر خبر لائی کہ لشکر قرطاس یہان پر اُترا ہوا ہے یہ خبر سنکر سب اُسجگہ اُترے جب بالکل اندھیرا ہوگیا یعنے شعاع مہر تابان دریائے کہکشان مین ڈوبی اور ماہ تابان کو نہر استوا سے گذر جانے کی اجازت ملی کہ نظم

	عزوب شمس کا پہونچا جو ہنگام		نظر آنکھون مین آیا سرمۂ شام	
	کرن خورشید کی دریا مین ڈوبی		دیا ہر رنگ نے عکس کبودی	

رات ہوتے ہی عیارون نے کہا اے بہار اب تم کہین جاکر مخفی ہو ہم اسکا کام تمام کردین بہار نے کہا بہتر کنیزین میری لینے کا آپنے وعدہ فرمایا ہے اُنھین چھوڑ جاؤن یا وہ بھی جائین برق نے کہا چھوڑ جاؤ بہار کنیزون سے کہکر جو بہتر صاحب کہین بجالانا آپ بزور سحر طائر خوشرنگ بنکر شاخ درخت پر جاکر بیٹھی کہ تماشا عیاری کا دیکھکر خوشنود ہون عیارون نے بعد اسکے جانے کے کچھ صلاح کی قران توسمت صحرا چلا گیا اور برق نے کنیزون سے کہا کہ تم اپنی صورتین بزور سحر بدل ڈالو کیونکہ قرطاس تمکو پکڑ لیگیا تھا وہ پہچانتا ہے کنیزین حسب الارشاد سحر پڑھکر بصورت مبدل تیار ہوئین پوشاک کا بھی وضع اور رنگ بدلا ہوا تھا جب یہ تیار ہوچکین برق نے کہا بزور سحر یہان اسطرح کا مکان مع فرش و مسند و اسباب عشرت مہیا ہوجائے کنیزان بہار تو ہمیشہ سے اُسکی تعلیم مین رہی ہین و جو سحر سے باغ پر بہار بناتی ہین برق کے کہتے ہی کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک باغ دلستان اور قصر رفیع لائق شاہان و سامان عیش زینت و بزم معشوقان اُسیوقت بنکر تیار ہوگیا کہ اُسکی نسبت یہ کہنا زیبا ہے سراسر طلسمی کارخانہ ہی کہ ابیات

زمین اُسجا کی جیسے روز روشن — گمان تھا دھوپ کا پھیلا ہے دامن
وہان سے سایۂ شب منزلون دور — بشکل آرزوے بخت مجہور
فلک کے عکس سے تارے نمودار — منور جسطرح حسن رخ یار
صفائین مین بسان آب گوہر — نظر کو لغزشین ہر ہر قدم پر
جبین بام و در سے تابش نور — فروزان جیسے دونون عارض حور
کشید دل نظر کے ساتھ حاصل — وہان جاکر پھر آنا سخت مشکل
درختون مین عجب صورت کا انداز — کہ جیسے شوخ کوئی یار طناز
نہایت نرم شاخین برگ شاداب — ہراک تھالے مین موج گردش آب
ہوا و لالہ بہر وصل باہم — کہ ملجاتے تھے شاخ و نخل ہر دم
مناسب فرش نورانی کنول تھے — مگر مشتاق تکلیف اجل تھے
پلنگ آراستہ جس طرح محبوب — منقش تکیہ و چادر بہت خوب

غرض جب یہ سامان درست ہوچکا کنیزون سے کہا کہ تم مین سے دو آدمی لشکر قرطاس

بن جائین اور کہین کہ یہ جگہ قبضہ مین ملکہ گلزار جادو مالک بیابان گلزار کے ہے تمھارے اُڑنے سے زراعت و باغات وغیرہ کی پائمالی و نیز دیگر اقسام کا ضرر پہونچنا متصور ہے پس تم یہان سے آج کے دن ہٹ کر قیام کرو کل ملکہ بران سے تمھارے مقام کرنے کی نسبت پوچھا جائیگا جیسا حکم ہوگا عمل مین آئیگا کنیزین یہ حکم سنکر بصورت مبدل اُڑ کر روانہ ہوئین اور از بسکہ شب ماہ ہے قرطاس بارگاہ کے دروازے پر بیٹھا سیر دشت کرتا جاتا ہے اور شراب پی رہا ہے مگر اترتے ہی سحر کر دیا ہے کہ کوئی غیر نہ آنے کیلیے کہ ملک پرایا ہے یہ تو اسطرح بیٹھا ہے مگر برق دو کنیزون کو بھیجکر اور باقیماندہ سے گویا ہوا کہ تم ٹھہرو مین آتا ہون یہ کہکر آپ لشکر قرطاس مین آیا جیسے ہی اُسکی بارگاہ کی طرف چلا ایک پرچھائین پکڑنے دوڑی اسنے پھر کر کہا کہ اے پیر سحر جاکر اپنے مالک سے کہدے کہ برق عیار آیا ہے وہ پرچھائین پھر گئی اور سامنے قرطاس کے جاکر گویا ہوئی کہ آپ نے مجھکو مامور کیا تھا کہ کسیکو آنے نہ دینا ایک شخص غیر آتا تھا مین نے اُسکو گرفتار کرنا چاہا اُسنے کہا کہدو کہ برق عیار آیا ہے یہ خبر سنکر یہ حیران ہوا کہ وہ یہان کہان مگر پرچھائین سے کہا آنے دے غرضکہ برق اُسکے پاس گیا اُسنے کرسی بیٹھنے کو دی اور پوچھا کہ آپ کیونکر آئے اِسنے کہا ہمارا تو یہ گھر ہے روز آتے جاتے ہین اُستاد سے حکم احکام پوچھنے کے لیے روزمرہ آنا ہوتا ہے یہ تقریر سنکر وہ سمجھا کہ کوکب بلا لیتا ہوگا پس گویا ہوا کہ پھر مجھے سرفراز کرنے کا کیا سبب ہے اِسنے کہا اسیلیے حاضر ہوا ہون کہ آپ نے دو بار مجھکو گرفتار کر کے رہا کر دیا آپ کہتے کہ عیار نے میرا احسان فراموش کر دیا لہذا یاداش مین اُس نیکی کے مین آج آپ کو اطلاع دیتا ہون کہ عیاری کر کے آپ کو مارون گا یہ سنکر قرطاس ہنسا اور کہا آپ نے مہربانی فرمائی مگر مجھکو کوئی مار نہین سکتا یہ باتین باہم ہو رہی تھین کہ وہ دونون ساحرہ جنکو پہلے سے یہ بھیج چکا تھا اُڑتی ہوئی آئین جب زمین پر آکر سامنے اِسکے اُترین پرچھائین اُنکو بھی پکڑنے دوڑین وہ کنیزین ہوشیار کی ہین اُنھون نے سحر پڑھا کہ شعلہ زمین سے پیدا ہو کر پرچھائین پر پڑا اُسکی روشنی سے وہ سایہ دور رہا قرطاس نے دیکھا کہ دو نازنین حُسن مین مہر از مبین صبیح ترین صورتین سلونی چہرے نمکین چال مین مورنیان کار وصل مین گھوڑنیان سفاک جان تمنا ملجاے حسرتان شیدا زبان خوگر انکار کانون کو نالہ و فریاد سننا درکار بینی کو انتہا کی خود بینی دہن کو عادت نکتہ چینی نظر سوزوہ جگر لب مین آب حیوان کا آنکھون کو لگاوٹ یاد گریہ بخش عاشق ناشاد نظم

نہ کیونکر قتل کا اوسکے سبب ہو	کہ جب تیری نظر سوے غضب ہو
وہ عارض مہر تابان جسپہ قربان	کرین گھر دل مین ایسے تیر مژگان
ہزارون شوخیان اور ناز باہم	کہ جسکو دیکھکر ہو طبع برہم

وہ دونون ادہر آتی ہین یہ دیکھتے ہی پکارا کہ واہ صاحب تم بڑی گرما گرم شعلہ خو ہو کہ میری پرچھائین
کو بھی مٹایا اُن غارت فرماے ہوش و شکیبائی نے جواب دیا کہ لو چوچنچلے بگھارنا تو دیکھو ہمارے ہی گھر
مین تو دھنا دیا ہے اور ہمین کو آنے کی ممانعت ہے لے صاحب یہ سرزمین بیابان گلزار ہے جسکی کہ
مالک ملکہ گلزار ہے اُنکے حکم سے تمھین مطلع کرنے آئے ہین پیام یہ لائے ہین کہ زراعت کو لشکر سے خوف
پامالی ہے آپ یہان سے ہٹکر مقام کیجیے ہماری ملکہ نے بجویز یہ نکالی ہے کہ ملکہ پران سے کل آپکی نسبت
پوچھکر حکم مناسب دیا جائیگا آج آپکو یہان سے ہٹنا پڑیگا **قرطاس** کو یہ پیام سنکر غصہ آیا مگر سوچا کہ یہان
فساد ہونے مین عمر تک پہونچنا رہجاوے گا یہ سوچکر بمنت پیش آیا گویا ہوا کہ آپ اتنا خفا ہون ہم
مسافر ہین مہمان نوازی شرط ہے آج رات بھر ٹھہر کر صبح کو سمت قلعۂ ہفت رنگ کے چلے جائینگے
اور ہم اسیوقت چلے جاتے مگر راہ کی تکان سے خستگی کمال ہے خیال زیادتی ملال ہے آپ ہماری
طرف سے عذر کر دیجیے گا کہ زراعت کو کچھ ضرر نہ پہونچے گا اور صبح کو وہ چلا جائے گا کنیزین
یہ سنکر پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئین بعد انکے جانے کے **برق** نے کہا مین بھی رخصت ہوتا ہون
خبر شرط تھی وہ کر دی ہوشیار رہیے گا اسنے کہا مین بخوبی ہوشیار ہون آپ جائیے یہ بھی اُٹھکر
چلا اور اُسی باغ سحر مین آیا کنیزون سے کہا کہ اب تم پھر جاؤ کہنا کہ ملکہ گلزار نے کہا ہے کہ اگر آپ
ہمارا مہمان اپنے تئین جانتے ہین تو بلا سے ہمارا نقصان ہوگا اور پران ہمپر خفا ہون گی ہم آپکے
مشتاق ہین یہان تشریف لائیے دو گھڑی کے لیے ہم اپنے باغ مین تنہا آئے ہین آپ بھی اگر
دل بہلائیے پھر چلے جائیے گا کنیزین حسب الحکم دوبارہ روانہ ہوئین اور **قرطاس** ہنوز اندر
خیمے کے نہ گیا تھا کہ یہ پہونچین وہ مستفسر ہوا کہ کہو اب کیا پیام لائین اُنھون نے حرف بحرف
وہ پیام ادا کیا اسنے سنکر خیال کیا کہ یہ ملکہ شاید میرے مرتبہ سے پہلے آگاہ نہ تھی اب رتبہ میرا اُسنے
جانا اور مجھ کو طلب کیا ہے یہ اندیشہ اسکو بالکل نہین کہ وہ ملکہ نہین عیار ہے کسلیے کہ جانتا ہو کہ وہ
عیار یہان بیٹھا ہوا تھا جب کنیزین پیام لائی تھین اور اگر عیار ہوتین تو اُڑکر نہ آتین اور میری پرچھائین

سنا نہین سکتا یہ سوچکر اُسنے کہا کہ مین کسلمند ہون اسوقت معاف فرمائیے صبح کو مین حاضر ہونگا کنیزون نے ہنسکر کہا کہ بہن چلو اس مردوے کو بھی دماغ ہے کہ ہم ایسے ہین جبکو شہزادیان بلاتی ہین نظم

کہ ہم وہ ہین کہ جس پر اک نظر ہو　　قیامت تک نہ کم سوز جگر ہو
ملائے آنکھ کسکی تاب ایسی　　لحد تک بھی نہ بجھنے پائے دل کی

لو اور غضب سنو ملکہ ہماری ایسی ہی تو انکی مشتاق ہین جو رات بھر باغ مین پڑی رہینگی شکر نہین کرتے کہ ابھی تو نکالا ملا تھا اب اُسنے رحم کھاکر جو بلایا ہے تو انکو اغماز ہوا ہے یہ کہکر پھرین اسکو خیال ہوا کہ جیسے یہان رہے ویسے وہان بلکہ عورت حسینہ جوان تنہائی مین بُلاتی ہے کیا عجب ہے جو اُسکا اور کچھ مطلب ہو پھر ازین چہ بہتر ایک تو شہزادی دوسرے غیر ملک کی یہان ہمارا کوئی نہین یہ رفاقت کریگی مدد وقت جنگ اُس سے ملیگی جانا چاہیے یہ خیال کرکے پکارا کہ آپ آزردہ نہون مین چلتا ہون کنیزین پھر آئین یہ اُنھکر اندر بارگاہ کے گیا لباس عمدہ پہنا عطر لگایا جواہر جا بجا زیب جسم کرکے خوب بن سنور کے ہمراہ کنیزان روانہ ہوا یہ تو ادھر سے چلا اُسطرف برق رنگ روغن عیاری لگاکر ایک زن خوبرو کی ایسی صورت بنکر مسند ناز پر بصد انداز جلوہ گستر ہوا ہے لباس پر زر پہنے ہی سر سے تا قدم جواہر کار زیور تن منور پر آراستہ کیے ہے مانگ موتیون سے بھری ہے ناہید فلک ہزار ہزار جان سے اُس بھولی صورت پر صدقے ہوا چاہتی ہے قمر کا سینہ رشک سے داغدار ہوا ہی یہ کہنا واہی کہ ایسا

لپکتی تھی دہک عارض کی ہرسو　　نہایت تیز تھے شمشیر ابرو
مژہ کی برچھیان تکتی تھین دلکو　　نگاہِ مست کی ایما کہ سنبھلو
لب گلرنگ خون خاطر چند　　نہ چاک دل کہ کوئی دین جو پیوند
وہ ابرو جو کہ شمشیر قضا تھے　　دم ایما جہان کے دلربا تھے
وہ آنکھین جنپہ صدقے روح عالم　　نہ دے یاد اُنکی فرصت دلکو اک دم
دہن وہ تنگ جو پنہان نظر سے　　تصور مین دھوئین اُٹھین جگر سے
وہ دورِ حلقۂ چاہ زنخدان　　فدا جسپر ہزارون جن و انسان
وہ گردن اور وہ سینہ شور جسکا　　زمین سے تا فلک ہر جا پہ پہونچا
وہ بازو اور وہ ساعد نور افشان　　کہ جنکی یاد ہر رگ ہر مسلمان

وہ ساقِ خوش نما آئینۂ نور — لقب جنکا جواب شمع کافور
قدم سے تا بسر جسجا نظر جائے — نہین معلوم کیا کیا کچھ گذر جائے

یہ تو اِس صورت سے رونق فزائے گلشن تھا اور قران جو صحرا مین گیا تھا ایک پگڑی سر پہ باندھکر رومال شالی اُوڑھا اور لباس نفیس پہنکر صورت بشکل ساحران تبدیل کرکے حاضر باغ ہوکر دروازہ پر ٹھہرا تھا کہ ہمراہ کنیزان قرطاس پہونچا قران نے بڑھکر تسلیم کی اور نذر دی کہا ٹھہریئے مین ملکہ عالم سے عرض کرتا ہون یہ کہکر اندر آیا برق کو اطلاع دی کہ وہ بناز و انداز کنیزان دیگر کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر بصد اعجاز در باغ پر جو آیا تو یہ معلوم ہوا کہ جیسے برج سنبلہ سے آفتاب نکل آیا قرطاس نے دیکھا کہ ایک نور باغ سے ساطع ہوا خوابگاہ کی آرزو پوری کرنے والا تمنا کو قوت بصارت دینے والا ہے یعنی وہ غیرت مشتری رونق بخش مہر چرخ دلبری جسکا جوبن آفتاب بن کے فلک پہ چمکا ہوا تھا جسپر وقت سحر جسکی چشم پُرحیا ایک نمونہ ہے نگاہ جسکی ترقی بخش انوار تصور مین جسکے قیامت تک محو دیدار غم زدون کی ہنسانے والی عاشقون کو راہ بتانے والی شبنم اُسکے عرق جسم سے چھنکر ہمیشہ گریہ ناک سحر اُسکے عاشقون مین ملنے کے لیے گریبان چاک صدا اُسکی جان بخش دل فگاران آمد اُسکی نوید جان بیقراران تمنا اُسکی ہمیشہ گنہگار ادا و غمزہ کو بہر قتل تیار شراب حسن سے بیہوش طبیعت خود فراموش نظم

نظر آئی اُسے وہ مجمع نور — دیارِ ہوش جس سے منزلون دور
بشکلِ آرزو پنہان حیا مین — نہایت شوخ طرزِ مدعا مین
چمک کر برق شمشیر نظر کی — عیادت کے لیے آئی جگر کی
لحاظِ تو یہ مثلِ زلف برہم — لبِ زاہد پہ شکرِ خندۂ غم

یہ بیہوش ہوکر یقین تھا کہ گرے مگر وہ ہوش ربائے جان حسرت و تمنا مسکرا کر قریب آئی اور دست رنگین سے ہاتھ اِس سرمست بیخودی کا تھام کر لب جان بخش سے گہربار ہوئی کہ آئیے تشریف لائیے اللہ بڑا انتظار دکھایا ہان سچ ہے ہمین مشتاق جو پایا اِسی سے آپ نے مُنھ چھپایا یہ کہکر خندان خندان اُس گلزار مین کہ واقعی وہ سبز باغ تھا لیکر چلی جب یہ اندر آیا اُس باغ کو نرا طلسم پایا وہ درخت تھے یا امیدین سینۂ ارض کی بر آئین تھین سبزہ تھا یا سر سبزی کام دل شاہد بہار تھا ہجوم شوق دیدنے اُس سرد مقام پہ گرمیان جتائین تھین جوش آرزوے بادہ پرستان

اُسیجا بر آئی تھی روح آرام پاتی تھی اُسجاکے اسباب عشرت و صفائے عمارت پر جان گلہائے بہار پُرخون پاکیزہ طینتان دہر کو اُسکے تعشق مین جنون کہ ابیات

نظر آئے نہال سبز و شاداب ... کہ جسکی دید سے خاطر ہو بیتاب
ثمر خوش رنگ پتے لہلہاتے ... ہوا چلتی تو اِک جوبن دکھاتے
نہالِ باغ سب مقیش افشان ... نگاہین دیکھنے والون کی قربان
مکان مثلِ دلِ عارف مصفا ... پھسلجائے نظر وقت تماشا
مناسب ساز سامان جابجا پر ... کہین گھٹ بڑھ نہین سب کچھ برابر
چراغ و شمع کے جلوے وہ ہرسو ... دلون مین گھر کرین مانند جادو
کہین ساقی کہین مطرب کہین ساز ... کہین معشوق نواز بس خوش آواز

قرطاس یہ کیفیت دیکھکر دنگ تھا سکتے کا رنگ تھا کہ ملکہ نقلی نے لاکر مسند پر بٹھایا پہلو مین آپ جلوہ فرما اسکا دل گم شدہ پھر سینہ مین آیا سمجھا کہ یہ سفر تجھکو بہت مبارک ہوا یہ نازنین تجھ پر فریفتہ ہی غرض اِسکے بیٹھتے ہی ملکہ نے کشتی شراب کی کھینچکر جام بادۂ احمر جسمین بیہوشی ملی تھی بھرا اور مسکراکر آنکھونکو جسطرح کہ ساغر چھلک جاتے ہین یا مست بہک جاتے ہین گردش دیکر آگے اِسکے بڑھایا اِسنے بھی کہ مست مئے الفت تھا انکار نکیا بے تکلف پی گیا ساقی اجل نے صدا دی کہ جی گیا پھر تو یہ کیفیت تھی نظم

طبیعت صورتِ مے جوش مین تھی ... تمنا عزم نوشانوش مین تھی
ہجوم آرزو کہتا تھا لا جام ... جھکا شیشہ کہ آیا اور ہنگام
صدا آئی ندا از آسمان سے ... سفر ہے نامبارک اُٹھ یہان سے

جب خوب اِسکو نشہ ہوا گھبراکر ہر سمت آنکھین پھاڑکے دیکھنے لگا اُسوقت قران بھی باہر سے آکر سرِ ملکہ نقلی پر رومال جھلنے لگا اور برق نے اُسکو بیہوش ہونے کے قریب دیکھکر کہا کہ کیون میان قرطاس مزاج کیسا ہے اِسنے کہا ایملکہ درد سر از حد ہے اگر اجازت ملتی تو ذرا لیٹ رہتا پھر برق نے ہنسکر کہا کہ او مسخرے بیہودہ تونے مجھکو پہچانا کہ مین کون ہون ارے مین برق عیار ہون یہ سنتا تھا کہ اِسنے گھبراکر سحر کرنا چاہا مگر قران نے پشت کیطرف سے ایک لات ماری کہ بسان سبو چڑھے پہ ڈھلک کر دور گرا اور بیہوش ہو گیا برق نے خنجر کھینچکر سر نحس جدا کیا شور و غوغا عالم مین پھیلا اندھیرا

ہو گیا صدا آئی کہ مارا قرطاس جادو لشکر مین اُسکے بھی اندھیرا چھایا اور لشکری غوغا سنکر جلد جلد مسلح ہو کر دوڑے لیکن بہار جو طائر بنی ہوئی بیٹھی تھی اِسکے مرتے ہی اُڑی اور کنیزون کو پکاری کہ جلد آؤ وہ بھی باغ وغیرہ برطرف کر کے پیچھے چلین عیار صحرا مین چلے گئے اور بگولے لاش قرطاس کو چکر دیتے جانب افراسیاب لیچلے اِس اثنا مین لشکر لینا لینا کہتا ہوا تھا کہ بہار نے اپنے جوڑے سے ڈبیا یاقوت رنگ نکالکر کھولی اور سحر پڑھکر دستک دی ڈبیا سے دھوان نکلکر مثل ابر تیرہ و تار آ تمام لشکر پر چھایا اور بجلی ایسی چمکی کہ آنکھین سب کی بند ہو گئین پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ طرفہ ماجرا ہے یعنی چاندنی گھٹا مین نکلی ہے سامنے ایک چمنستان سبزہ زار لگا ہو سر سبزی خوش نصیبان زمانہ کو شرماتا ہے کہ بمقتضاے ابیات

زمرد رنگ ہر برگ خوش اسلوب   شجر کی شاخ مثل دست محبوب
چمن کے پھول مثل عارض یار   برابر جلوہ گر ہر سو نمودار
کوئی گل مثل روئے ماہ براق   او واہسٹ مین کوئی مشہور آفاق
کوئی خون جگر کی طرح رنگین   کسی مین اور ہی صورت کی تزئین

بیچ مین جو اس گلشن نگارین کے جو چبوترہ ہے وہان ایک خون کن جان صد تمنا جلوہ فرما ہے قطعہ

کہ رشک حور ہے وہ صاحب جاہ   پری پیکر سمنبر غیرت ماہ
نظر مین تیز یان تیغ اجل کی   لب شیرین مین شیرینی عسل کی
غضب آنکھون مین مثل کیف لبریز   سنان ہر مژہ دل کے لیے تیز
نگہ پہونچی جو سوے سینہ صاف   نظر آیا کچھ اُبھرا طور شفاف
قریب پہنچی پستان کو پائے   ہوس کچھ اور ہی مطلب سمجھائے
جو اُٹھتی لو تھی شمع ساق پا سے   تو گھرتا ابر مستی جا بجا سے

گرد اُس شعبدہ باز دلدار کے کنیزین گلرخسار ہاتھون مین عہدے لیے کھڑی تھی امنگ مین جوانی کے بھری تھی تمام لشکر اُس گل رعناے باغ حسن کی بہار دیکھکر اور ہواے گلشن سحر سے مسحور ہو کر اپنی ہستی فراموش کر گیا خودی سے گذر گیا یہ خیال بالکل نرہا کہ ابیات

نہین ہے یہ چمن شایان دیدار   یہان احسان سے ہوتا ہے گنہگار
فریب آمیز اس گلشن کی بو ہے   دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے

مقدر نے ہے وہ سامان دکھایا ۔ کہ فرقِ جسم و جان کا وقت آیا
چلے یہ شعر پڑھتے سب زبان سے ۔ بڑھے روتے ہوئے اپنے مکان سے
سہے جاتے نہین رنجِ جدائی ۔ دُہائی ہے دُہائی ہے دُہائی
قریب باغ پہونچے بولے جانی ۔ خدا رکھے یہ تیری نوجوانی
زیادہ حُسن کا نور پیارے ۔ رہے قربان جانِ حور پیارے
ابھی ہمپر بھی ہوگی مہربانی ۔ کہ ہو کچھ لحظہ لطفِ زندگانی

یہ صدائے آہ و واہ اُس رہزن شاہ راہ خرد نے سنکر کچھ کنیزون سے کہا کہ وہ سب در باغ سحر پہ آئین اور پکارین کہ اے عاشقان ملکہ زمان ادہر آؤ پیام یارسن جاؤ لشکری شعر عاشقانہ پڑھتے نزدیک آئے اُنھون نے ایک ایک ہار پھولون کا اُنکے گلے مین پہنایا اور تمھاری معشوقہ نے فرمایا ہو کہ تمھین شرم نہین آتی جو ایک کے سامنے دوسرا میری محبت کا دم بھرتا ہے مین اکیلی اور سارا لشکر مجھپر مرتا ہے چاہیے تھا کہ تم مین سے ایک دوسرے کو رقیب جانتا اور ہرگز بغیر قتل کیے نہ مانتا وہ میرے عشق سے ہاتھ اوٹھاتا یا جان سے جاتا جب ایک شخص رہجاتا تو اوسکو مین اپنے پہلو مین بٹھاتی یہ بدنامیان نہ اٹھاتی یہ پیام سنتے ہی آتش نفاق ہر ایک کے سینہ مین شعلہ زن ہوئی آتش گل نے جان بلبل مین آگ لگا دی آپسمین ایک نے دوسرے سے کہا کہ سُنا بھی اگر میری معشوقہ کا نام اَب تیری زبان پر آیا تو ستم ہے اُسکے غمزۂ جانستان کی کہ مین مار ڈالون گا دوسرے نے بھی یہی جواب دیا کہ مین خود تجھ کو منع کرتا ہون کہ اَب اُس آفت جان پر جان نکھونا ورنہ زندگی سے ہاتھ دھونا غرض باہم تکرار ہو کر ایک دوسرے سے لڑنے لگا سحر کی لاگین منترون کے حربے چلنے لگے ترسول ہنسول ناریل ترنج وغیرہ اُچھلنے لگے صف مژگان یار نے صف کشی کرا دی آنکھون کے لڑنے نے لڑائی دکھائی دی جادوگری بُھلا دی دم بھر مین صدہا سر اُس سفاک پر نثار ہوگئے نوجوان بہار باغ ہستی کھوگئے ہزارون جان اُس گلبدن پر قربان ہوگئی حسرت و ارمان اُنپر روگئی نظم

صدا دی طبلِ جنگی نے یہ ناگاہ ۔ کہ ہون مردان شیر افگن اب آگاہ
قریب آیا ہے وقت جان فروشی ۔ دکھاؤ اپنی اپنی گرم جوشی
کبھی کڑکیت کہتے تھے یہ کڑکا ۔ کہ منھ کی کھائی گر دل کچھ بھی بھڑکا

کھلے بیڑے پڑے شمشیر مین ہاتھ — کہین تیغین بندھا ہر غول کا ساتھ
یکایک ہر طرف سے برق چمکی — میارکبادی دی خواب عدم کی
جو تھے افزایش جرأت سے بیتاب — ہوئے رخسار اُنکے آتشین تاب
لبون پر آئے کف غیظ اجل کے — ارادے بڑھ گئے دست و بغل کے
میری معشوقہ ہو کر وائے تقدیر — وہ ہوئے غیر سے جا کر بغلگیر
اگر باقی رہے گی جان تن مین — تو ہوگا لطف کچھ اس انجمن مین
کفن پہنو کہ ہنگام اجل ہے — ہوس اب گور سے دست و بغل ہے
جدا ہونے لگے پاؤن سر و دست — کوئی خستہ کہین نعرے کہین جست
کہین سیلاب خون سے سرخ راہین — کہین زخمی تنون کی سرد آہین
کڑکتی تھی برابر برق شمشیر — اجل تھک گئی ایسے چلے تیر
گرے گردان شیر افگن زمین پر — کہین تن سر کہین توسن کہین پر
پھر آخر مہر نے چاہی بلندی — ہوئی حاصل فلک کو خود پسندی
ہوئی رخصت وہ شب بس پیر ہو کر — جمال صبح چمکا شیر ہو کر

یعنی جسوقت تیغ تیز مہر سے سر دیو شب کا جدا ہوا اور سیارہ سیا لیل کو معشوقہ صبح رخسار صبح کے قتل کرایا وہ لشکر سارا رات بھر مین لڑکر کٹ گیا عجب ہنگامہ ساحرون کے مرنے سے برپا تھا آندھیان آتی تھین تاریکی مین بیرون کا غل شور محشر سے کم نتھا جب اُجالا ہوا دس پانچ افسر زخمی ہوکر بچے تھے وہ سامنے بہار کے آئے ملکہ نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ وہ باغ اور تمام آرایش سحر جاتی رہی اُنکے بھی گلون سے ہار مرجھا کر غائب ہوئے افسر ہوش مین آگئے تمام لشکر کو مردہ پایا چراغ ہستی کو افسردہ پایا سمجھے کہ بہار کے سحر مین ہم گرفتار تھے یہ سمجھکر ارادہ قصاص کیا کنیزان بہار تیغ پکڑ کر للکارتی ہوئین آگے بڑھین یہ زخمی بہت تھے خوف مین آکر بھاگے اور جانب افراسیاب گئے بعد ان کے عیار دونون تعریف کرتے ہوئے آئے کہ اے ملکہ سبحان اللہ کیا کہنا ملکہ نے کہا یہ کیا ادنی سحر تھا کیسا کہون قرطاس کو آپنے قتل کیا ورنہ حال اُنکو میرے لڑنے کا کھلتا اب پھر کر اپنے گھر چلنا مناسب ہے یہ کہکر تخت سحر پر سبکو سوار کیا اور روانہ ہوئی برق نے کہا آخر تو چلتے ہین اسطرف کی سیر کرتے چلین ملکہ نے

یہ سنکر جدھر سے آئی تھی اُدھر رُخ نہ کیا اور سمت کا راستہ پکڑا اور انواع واقسام کے جنگل وکوہ وغیرہ دیکھتے عجائبات کی سیر کرتے سب روانہ تھے کہین پہاڑ نظر آتے تھے کہین پر دریا تھے کہ ابیات

کہین سبزہ کہین کچھ شہر آباد — کہین ویرانہ مثل طبع آزاد
کسی جانب کو کوہ آسمان جاہ — کہین باہم درخت ایسے نہین راہ

اسیطرح یہ چلے جاتے تھے کہ دور سے ایک بیابان نظر آیا سراسر اسمین طلسمی کارخانہ پایا کہ جو جب نظم

طلسمی اُسکا تھا سب کارخانہ — وہ تھا پریون کے رہنے کا ٹھکانا
درختون مین اثر تھے سحر کے تیز — گلون کے جام تراشون سے لبریز
برابر اُنکے جو غنچہ تھا لب بند — وہ عقد سحر سے تھا اے خردمند
بڑھے یہ رفتہ رفتہ چند فرسنگ — نظر آیا انھین اک قلعہ سنگ
کہ تابندہ ہے مثل مہر انور — جڑے ہین زر کے دیوارون مین پتھر
زمین شفاف رستہ صاف دروا — نہال سبز مثل باغ پیدا
درخت اکثر مگر سب کا جدا رنگ — نہ ملتا ایک سے تھا ایک کا رنگ
کوئی بہتر زمرد سے بھی خوش آب — کوئی مانند لال سرخ نایاب
ثمر کی جا گہر سب مین نمودار — چمک پتون مین جیسے عارض یار
وہ سب گویا بشکل آدمی زاد — چمن خندان گلون کے لب پہ فریاد
صدائے غنچہ سے نغمہ ہویدا — سر ہر شاخ سے بارش ہے پیدا
زمین جنبش مین مثل قلب بیتاب — تلے اوپر کہین پیمانۂ آب
قریب اک حوض اُسمین خون لبریز — کنارون پر کشیدہ خنجر تیز
کہین پتھر کے انسان وہ بھی گویا — کوئی پتلا ہنسا اور کوئی رویا

ایک بارگاہ زربفتی دروازہ قلعہ پر استادہ تھی کہ جو درازی و وسعت مین صحن آسمان کو شرماتی اس بارگاہ آسمان جاہ سے ہٹکر بہت بڑا لشکر اُترا ہوا تھا کئی لاکھ ساحرون کا مجمع تھا یہ دیکھا قران نے کہا اے بہار تم راہ بھولکر قلعہ طلسم نور افشان کی جانب آگئین ایسا نہو کہ ہم قید ہو جائین جلد یہان سے چلو کیونکہ میرے لیے قید ہونا بُرا ہے جبتک اُستاد کو یہان خبر ہوگی اور وہ

کوکب سے کہکر چھڑائین اُسوقت مین ہلاک ہوجاؤن گا بہار یہ سُنکر وہان سے سناٹا مارکے
تخت اُڑاتی بہت دور نکل گئی اور ایک صندل کے جنگل مین پہونچی دیکھا کہ شاہد ارض رنگ
کا دردسر کھونیکو ہزار بار شاخ صندل زمین پر سر اپنا رگڑتی ہے حرارت سوداز دگان دشت
محبت کھونے کی تدبیر نئی ہے وہان پہونچکر قلب محرور مسکن ہوا اور تخت اُتار اسیر کرنے لگے بوے
صندل سے دشت مہکتا تھا ہزارہا مار سیاہ درختون سے لپٹا تھا گنڈلیان سانپون کی درختون کے
تنے سے لپٹی یون نظر آتی تھی کہ بموجب اِس بیت کے **بیت** سیہ چوری بدست آن نگارے
بشاخ صندلین پیچیدہ مارے ٭ وہان کی سیر کرکے جب اور آگے بڑھے دیکھا کہ ایک دیوار
سونے کی ہر طرف گھرتی آتی ہے فروغ جلوہ مہر دکھاتی ہے ہزارہا آفتاب چمکنے لگا ہر ذرہ کا ستارہ
بخت سوز ہوا کہ **بیت** مقابل آگیا اِک قلعۂ خوب ٭ طلائی جسکی دیوارین خوش اسلوب ٭ یہ
محاصرہ ہوتے دیکھکر بہار تخت پر سبکو بٹھا کر اُڑی اور قندیل فلک تک گئی مگر جسقدر بلند ہوئی وہی دیوار
طلائی سامنے نظر آئی رہائی نپائی ہزارون طرح کے سحر کیے کچھ اثر نہوا گھبراکر عیارون سے کہا ہمکو کسی نے
قید کیا یہ کہکر زمین پر اُتر آئی اور اپنے گیسو کی صورت پریشان اور آئینۂ رخسار کیطرح حیران تھی
اِس عرصے مین ایک سیاہی فلک کیطرف آکر محیط عالم ہوئی رعد گرجا برق شعلہ فشان چمکی اور ایک
تخت پر ایک ساحرہ بصد عظمت و شان سوار قریب آکر اُسنے کہا کہ بی بی کسلیے پریشان ہو سرگریبان
ہو ذرا سوچو تو کہ انسان اپنے بس آتا ہے اور پرائے بس جاتا ہے نکلکر جاتا ہے اب جسکے گھر آئی
ہو وہ جب رخصت کرے گا تو جاتا ہو گا مثل مشہور ہے کہ آمدن بہ ارادت و رفتن بہ اجازت
بہار نے پوچھا کہ یہ گھر کِسکا ہے اُس ساحرہ نے جواب دیا کہ شاہ عیاران جناب خواجہ
عمر کا ہے بہار نے کہا پھر وہ کہان ہین اُسنے کہا آپ میرے ساتھ چلیے وہ بھی تشریف لاتے ہین
یہ آخر اُس ساحرہ کے ساتھ روانہ ہوئے وہ کچھ دور چلکر اِن سب کو ایک باغ مین لائی کہ وہ گلشن
ہزارون بہارین دکھاتا ہے اپنی بہار دیکھکر ایسا اتراتا تھا کہ پھولون نہ سماتا تھا جملہ سامان راحت آگین
مہیا تھا مکان بہت عمدہ اسباب نادرہ کارے سجا تھا اُسمین بالاخانہ رشک بام آسمان تعمیر
تھا اُسپر نگیرہ کھنچا ہوا ابر مے کی تصویر تھا زیر نگیرہ فرش مکلف پر اُس ساحرہ نے اُنکو
بٹھایا اور کہا آپ ٹھہریے مین خواجہ سے عرض کرنے جاتی ہون یہ کہکر چلی اور باہر کو

اگر باغ کے دروازے کو بند کر کے تخت پر بیٹھکر چلی گئی یہ تینون بالاخانہ پر بیٹھے سیر دشت طلسم مین مصروف
ہین مگر جس سرحد مین کہ لڑائی ہوئی اور قرطاس مارا گیا اُس دشت کے ساحرون نے جاکر تمام و
ماجرا خدمت کوکب مین عرض کیا وہ بہت ہنسا اور ایک نامہ لکھکر بران کو بھیجا نامہ جب
بران کو پہونچا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند نامہ دار جو آتا تھا اُسکو قران و برق نے اسطرح
راہ مین مار ڈالا اور بہار جادو نے یون لشکر کو شکست دی اب بیابان صندل کے آگے ایک
باغ مین وہ سب فروکش ہین خواجہ صاحب سے کہنا کہ جی مین آئے تو جاکر مل آئین وگرنہ ہم
اُنکی دعوت کر کے رخصت کیے دیتے ہین خواجہ صاحب کے ہمشیرہ کو اُنکی تسکین کے لیے بھیجے دیتے
ہین یہ نامہ پڑھکر ملکہ عیارون کی فطرت پر ہنسی اور اُنکے حوصلے پر آفرین خوان ہوئی کہ اس طلسم
تک تعقب کر کے بغیر قتل کیے چھوڑا پھر عمر کو وہ نامہ دکھایا خواجہ بھی بہت ہنسی پھر خیال کیا کہ
شاید تمکو کوکب آزماتا ہو پس تم بغیر حصول مطلب بران کے پاس سے جدا نہو یہ سمجھ کر ملکہ
سے کہا کہ اے ملکہ آپ نے مجھ سے ایسی الفت کی ہے کہ کسیکے ملنے کو جی نہین چاہتا اچھا آپ لکھ
بھیجیے کہ بادشاہ دعوت کر کے رخصت کردین ملکہ نے بجواب نامہ عریضہ اسی مضمون کا لکھ بھیجا شاہ
نے بموجب مرضی عمر اُسی ہمشیرہ کو خواجہ کے کہ جو مخمور کے پاس بھیجا تھا طلب کر کے مع سامان دعوت
بحشم و خدم ہمراہ ایک امرائے دولت کے روانہ کیا یہان بہار اور عیار بیٹھے دیکھتے تھے کہ یکایک ڈنکا
بجا سنائی دیا بالاخانہ پر کھڑے ہو کر جو دیکھا تو سامان سواری نظر آیا آگے آگے شتری و فیلی
نقارے بجتے انکے بعد تخت پر ساحر سوار اہتمام کرتے پھر بہت سی پالکی نالکی جنپر جادوگرنیان لباس
عمدہ پہنے سوار جسم پہ اُنکے زیور مرصع کار کی بہار کلین انکے بعد سقے آبپاشی گلاب و کیوڑے کی کرتے
لڑکے خوبصورت لوٹے لٹکلون کے لیے آگے بڑھ گئے پھر پیادل و چوبدار و خاصبردار لباس معقول
سے آراستہ پیدا ہوئے انکے بعد ایک تخت پر عمر سوار جلو مین بادبہاری خلعت زرتار پہنے جس سے
زرین لباس مہر شرمسار تاج کئی سو کنگرے کا رکھے جواہر سے جسم کو تزئین دیئے روانہ ہے صدائے
طرقوا سے ارض و غبرہ بھرا ہے چاؤش دورباش لیکر للکارتے ہین نقیب اور نقارات سے پیش
خداوند کے نعرے مارتے ہین بڑے جاہ و حشم سے سواری جاتی ہے یہ کیفیت عیارون نے دیکھکر
کہا کہ اُستاد جاتے ہین برق نے کہا مین تو پکارتا ہون قران نے کہا کہین ایسا دیوانہ پن

مگر نا خلاف ادب ہے ادب سے آگے نہ بڑھنا یہ کہہ رہے تھے کہ سواری نکلگئی کچھ عرصہ مین وہی ساحرہ جو یہان بٹھاگئی تھی مع چند ساحران ذی رتبہ کے آئی دربانِ باغ وا ہوا انکے سامنے پہونچکر ہر ایک ساحر گویا ہوا کہ چلیے آپ سبکو خواجہ سلامت نے بلایا ہے بہار نے کہا ہم سمجھتے تھے کہ یہین تشریف لائینگے یہ انھین کے رہنے کی جا ہے اُس ساحرہ نے کہا کہ جی نہین یہ اِس غریب کے رہنے کا ٹھکانا ہے اُنکے لائق یہ کب جگہ ہے غرضکہ تخت پر سوار کرکے عیار وغیرہ کو ساحر لیچلے اب جو دیکھا تو وہ دیوار طلائی نظر نہ آئی اور کچھ دور آگے جاکر ایک باغ کی بہار دکھائی دی دروازہ پر اُسکے عملہ کے لوگ خدام و دربان و یساول وغیرہ کا مجمع ہے یہ وہان اُترے سب نے اُنکی سلامی لی اور بڑھ بڑھ کر تسلیم کی یہ پھر داخل باغ ہوئے دور سب رنج دل کے داغ ہوئے عجب بہار آگین وہ گلشن نظر آیا جس سے دیدہ دل نے سرور پایا سوسن سیہ رنگ وہان سرمۂ بصارت آگین چشم مشتاق گل روشنی مین نور دیدہ عشاق نرگس مخمور برنگ دیدۂ حور سنبل کے پیچ عقدۂ سربستہ آرزوے عاشقان سرو موزون سربلند مثل مرادیابان لیلیٰ

گلون مین سب طرح کے رنگ پیدا
لبالب آب سے نہرین ہر اک سو
نوازان جابجا مرغان خوش رنگ
ہر اک بارہ دری کا شانۂ نور
نہایت باتکلف فرش سارے
ہجوم ماہ رویان ہر قدم پر
مزاجِ شایقانِ حسن برہم
اداوے شوخیون پر قصد چالاک
ترنم زاصداہمہ نازنین کی

ہر اک مین تھا نیا جلوہ ہویدا
جو لیجائین دل شائق سے قابو
ہر اک کے زمزمے کا کچھ نیا ڈھنگ
میسر ہر کسیکو صحبتِ حور
کہ جسکے حسن پر پھسلین نظارے
ہوائے شوق کے جھونکے برابر
نظر کو دید سے فرصت بہت کم
ہوس مغرور جوشِ شوق بیباک
خللِ اندازِ رسمِ کیش و دین کی

صحن گلشن مین تخت جواہر کار پر عمر جلوہ فرما تھا چتر زرین سر پہ گردش کرتا تھا گرد کرسیون پر امرا و وزرا کا دور بندھا تھا ہزارہا نازنین شوخ و شنگ عہدے ہاتھ مین لیے حاضر تھی صدہا کنیز عزت دار و پرتمیز بسان مہتابان لباس زرین پہنے فن عاشقی سے ماہر تھی رقص سامنے ہو رہا تھا ساز عشرت آواز بج رہا تھا اِن سب نے جاکر خواجہ کو سلام کیا عمر تخت پر سے اُٹھا اور ہاتھ پھیلایا پہلے آکر

قران نے سر سینے سے لگایا ہر اک کو گلے سے لگا کر قریب تخت بصد عزت کرسیہاے جواہر پہ بٹھایا خواتین زرین کمر نازک اندام حسب ایماے عمر کشتیان خلعت گران بہا کی جنمین مالہ مروارید کے اور بہار کے زیور مرصع تھا لائین وہ خلعت عیارون اور بہار کو عنایت ہوئے اور بہت سا جواہر بیش قیمت دیکر ہر ایک کو خوشنود کیا پھر حکم آغاز ہونے جلسۂ عشرت دیا فوراً ارباب نشاط کے قہقہے بلند ہوئے بحر جوش ہوس سے پرستان روان تھا کشتی شراب چلنے لگی ساغر حباب شیشۂ دل بنے ایک لمحہ مین یہ کیفیت ہوئی کہ بشکل زلف ساقی سمنبر مزاج تو یہ برہم ہوا چشم زہرہ جبین مین مستی کا عالم ہوا کہ بموجب نظم

ہجوم ساغر گلرنگ ہر سو
صداے ریزش مے سخت دلجو

ترشح کیف کا آنکھون سے پیدا
ہر اک اپنے سخن پر آپ شیدا

کہین بہکے ہوئے آغاز و انجام
کوئی مصروف دیدار دلارام

اسی لطف میکشی مین نازنینان قمر دیدار نے سرود و ساز کو سنبھالا بادہ خوارون کو بہکایا جلسۂ عشرت جمایا رقص سے دل بسمل کیے ابرون نے کار دقاتل کیے حوصلے بڑھ گئے ارمان تڑپکر رہگئے نظم

کوئی زہرہ صفت آمادہ ناز
کیا اُسجا کسی نے رقص آغاز

دم رقص اسطرح گھنگرو بجائے
کر داؤد ی ترانے یاد آئے

ملائی تھین جو ساز رقص دوچار
تھے اُنکے اس ہنر مین ہاتھ تیار

کسیکے دست مین رنگین گلابی
بنی تھی مے سے برج آفتابی

نہ تھی کم محتسب سے آمد شام
چھپا جو آفتاب ارغوان فام

سیہ بال اپنے جب شہ نے سنوارے
ہوئے پھر زینت مہتاب تارے

یعنے جسوقت براے تعظیم سیہ مست شب گردن شیشۂ آفتابی آفتاب خم ہوئی اور ببان ہوس میگساران شبنم لیل آرزو سے دامن رات کا تر ہوا سرشام ساقی و مینا و جام اس باغ کی ایک نہر پر جمع ہوا بادہ خوارون کا جمگھٹا ہوا اور خدا کی رحمت سوا ہوئی کہ لب جوئبار کشتی روان ہوئی کنارے نہر کے روشنی فروغ بخش دیدۂ مردمان آبی تھی ماہیون کو اس جلسہ دیکھنے کی بیتابی تھی شب ماہ مین باغ پر بہار کی بہار روشنی سے خاطر تیرہ مین نور انظار نہرین بھرے پڑے فوارے ہزارے آب افشانی کرتے سبحان اللہ عجب سیر عشرت انتا تھی جسپر جان ہر بلبل دل فدا تھی کہ بموجب نظم

بنا تھا فرش سنگین ہر روش پر
کہین تھا گلشن قالین سے بہتر
روان اِک سمت جو چشمہ تھے پُر نور
خزانے اُنمین فوارے کے معمور
ہزارون اُسمین میوہ دار اشجار
ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار
ارم تھا وہ مکانِ عشرت افزا
میسر خلد کا اُن کو تماشا
ہوئے سب یہ وہان جب رونق افروز
طبیعت سیر سے تھی رونق افروز
کہ پہونچا اِک گروہ ماہرویان
مہیا رقص کا پاس اونکے سامان
ملا کر ساز ناچین پھر وہ اُٹھکر
قیامت تھی بپا نازہ زمین پر
لباس پر تکلف زیب تن تھے
نہایت اُنکے پُر زر پیرہن تھے
تصدق دل تھے گانے کی صدا پر
فدا تھی زہرہ ہر اُنکی ادا پر
ستارے ساغر و مینا کے چمکے
نصیبے خوب تھے وہان صہبا کے

جب سن لیلی شب جوانی پر پہونچا نہر کے کنارے سے اُٹھکر بارہ دری مین آئے وہان تفنجانہ تیار تھا غذائین لطیف و عمدہ دستر خوان پر چنی گئین سب نے کھانے سے فراغت پائی نوبت آرام کی آئی ملکہ بہار کے لیے ایک کمرہ علیحدہ سجا ہوا تیار تھا وہان جاکر یہ مسہری پر پھولون کی لیٹی لخلخنے رکھے تھے اور جملہ سامان راحت مہیا تھے شمع مومی و کافوری روشن تھین عیار ایک اور کمرے مین کہ رشک وہ قصر جنان تھا جاکر آرام پذیر ہوئے عمر علیحدہ ان سب سے جاکر سویا مگر کیفیت سنیے کہ بہار جب مسہری مین لیٹی کوئی پنکھا جھلنے اور پاؤن دبانے کو نہ تھی اسنے دیکھا کہ ٹھنڈھی ٹھنڈھی ہوا نرم اُس کمرے مین آنے لگی باد بہار کو شرمانے لگی پھر ایک شمع کا پھول گرا اور اوسکی لو مین سے آواز آئی کہ اے ملکہ آپ کہیے تو یہ لونڈی آکر پاؤن دبائے بہار نے یہ گرمی محبت اُس شمع سے سُنکر پوچھا کہ اے بی بی تم کون ہو لو سے آواز آئی کہ کنیز آپکی شعلہ بدن ملکہ بران کی سہیلی بہار متحیر ہوئی کہ یہ کنیز شعلہ بدن شمع مین کیونکر آئی مگر گویا ہوئی کہ اچھا آؤ یہ کہتے ہی دیکھا کہ شمع تھرائی اور لو اوسکی شق ہوئی شعلہ زمین پر گرا اور لوٹ کر ایک پریزاد حور پیکر سمنبر گل اندام بنا شرم سے گردن جھکائے شوخی آنکھوںمین چرائے سر سے پا تک نور رنگ مین مقابل شمع طور چہرہ مین انتہا کی گرمی باتون مین حد کی نرمی رخسار پر ہجوم آرزوے بوسہ کا نمازہ دہن مین ذائقہ دشنام دہی پوشیدہ زینت بزم الفت چاہتے کیصورت نظم

جبین سے تا بپا نور مجسم ۔ ہر اک انداز مین سو ناز باہم

سخن کی گرمیون سے جان بیتاب ۔ سرور آنکھون مین بے نوشِ مئی ناب

تردد سے طبیعت منزلون دور ۔ فدائے روئے روشن مجمع حور

جب وہ نازنین قریب آئی نہایت ملکہ بہار حیران جمال تھی مگر اسنے بادب بیٹھکر پاؤن دبانا شروع کیے کہ یکایک سامنے جو گلدستے رکھے تھے اُسکے سب پھول کھلکھلا کر بسان معشوق غنچہ دہن ہنسے اور پھر آواز آئی کہ اے ملکہ اگر اجازت پائے تو یہ کنیز بھی آئے کہانی کہکر جی بہلائے بہار نے پوچھا کہ تم کون ہو آواز آئی کہ مین بھی لونڈی ہون بر ان کی سہیلی ہون بہار نے کہا کہ آؤ یہ کہنا تھا کہ ایک پھول چٹخا اور چند پنکھڑیان زمین پر گرکر لوٹین پھر جو دیکھا تو ایک بہار افزاے رنگ نشاط ذائقہ بخش جوش انبساط سراپا مزاج حسرت عشاق شگفتہ دل کی طاق اُنگو نیز جسکی بہار نثار جسپر گلزار لطف فرماے ایام شباب جان بتیاب ؎ نظم

بڑھی کچھ دور اس ناز و ادا سے ۔ کہ جنبش قلب نے کی اپنے جا سے

ہزارون شوخیان اور ناز پیہم ۔ کہ جس کو دیکھکر ہو طبع برہم

عروس وہ گلپیرہن مسہری کے نیچے بادب آکر بیٹھی اور لب گوہر بار سے گلفشان ہوئی کہ ای ملکہ ایک بادشاہ تھا ہمارا تمہارا خدا بادشاہ اُسکو نوشیروان کہتے تھے مردمان دنیا اُسکے وقت مین شاد رہتے تھے ناظرین کو واضح ہو کہ اس گلبدن نے کہ نام اسکا گلزار سمنبر ہے یہ کہانی شروع حال نوشیروان اور امیر حمزہ کے پیدا ہونے سے کہنا شروع کی حال اسکا دفتر اول نوشیروان نامہ مین ہے یہان سارا دفتر لکھنے کی گنجایش نہ تھی صرف طلسم ہوش ربا بیان کرنا منظور ہے اس باعث سے ترک بہتر سمجھا گیا فی الجملہ جب اُس گل نے یہ کہانی یہانتک پہونچائی کہ ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان عاشق ہو کر امیر کے ساتھ نکل آئی اور اوسکے بطن سے قباد شہریار پیدا ہوئے اور پھر قباد کا نکلجانا حملشاہ سے لڑکر اور عاشق ہونا ملکہ ماہ سیما پر اور پھر اس ملکہ سے منعقد ہو کر پیدا ہونا شہزادہ سعد بن قباد کا اور بعد شہادت قباد حکمران ہونا سعد کا کل لشکر اسلام پر اس فصاحت سے بیان کیا کہ حال شان و عظمت حسن و جمال شہزادہ سعد سنکر بہار نے ایک تیر غائبانہ عشق کا کھایا اور ارمان وصال نے ہاتھ پاؤن نکالے وحشت گریبان گیر ہوئی گیسوے پیچان یاد نے دل مین گھر کیا مسکن یار دل زار بنا نہی اُلجھن مین پھنسا رات کٹنا مشکل ہوئی نیم بسمل ہوئی ارادے ہوس کے بڑھگئے خار غم سینے مین گڑگئے ؎ نظم

ہوئی الفت جو اوسکی آتش افروز — جگر پر آکے بیٹھا تیر دل دوز
الگ ہے سب سے انداز محبت — بنی وہ صید شہباز محبت
دکھائی حسن نے اپنی کرامات — دیا دل اپنا اُس دلبر کو ہیہات
طبیعت مین عجب تھی بیقراری — بنی مژگان تر ابر بہاری

یہ بیقرار بہانہ نیند کا کرکے چپکے چپکے رویا کی اُدہر عیار جو کمرے مین گئے تھے اُنکی خدمت کے لیے بھی کوئی پردے کی تصویر پری بنی کوئی آئینہ کی تصویر حور چہرہ بنکر حاضر ہوئی رات بھر یہی صورت سیری ظاہر تھی یہانتک رنگ رخسار شاہد شب کافور ہوا اور آفتاب بسان عاشق بیقرار با رنگ زرد نکلا نظم

شب فرقت کا بدلا صبح نے رنگ — ہوئے پیدا سحر کے شرق مین ڈھنگ
ہوئی سرخی شفق کی کچھ نمودار — نظر آئی نہ پھر کوسون شب تار

خواجہ عمر کا ہمشبیہ آکر تخت پر جلوہ گر ہوا عیار اور ملکہ بہار بصد ادب سلام کرنے حاضر ہوئے اور تسلیم کرکے بیٹھے خواجہ نے حکم دیا کہ اسوقت بھی آپ لوگ حمام کرکے پوشاک نئی بدلین سب نے حسب الحکم حمام کیا کشتیان پوشاک کی مع زیور اسوقت بھی عنایت ہوئین سب مزین و محلّیٰ ہوکر جلسے مین آکر بیٹھے ناچ ہونے لگا جام شراب گردش مین آیا اسوقت عیارون نے عرض کیا کہ حضور یہان سے کب چلینگے عمر نے کہا جب خدا لیچلے اِنھون نے کہا پھر ہم رخصت ہوتے ہین کسلیے کہ لشکر اکیلا ہوگا ایسا نہ ہو کہ افراسیاب کچھ فتور زیادہ کرے عمر نے کہا تمھارا جدا ہونا ہر چند کہ نہایت شاق ہے لیکن مجبوری سے منظور فراق ہے اچھا جاؤ خدا کے سپرد کیا یہ کہکر خلعت رخصت تیسری بار عنایت ہوا کھانا اور شراب وغیرہ کھلا پلا کر چند ساحرون کو بلایا انسے فرمایا کہ باغ کے شمالی دروازے سے اِنکو روانہ کرو ساحر انھین لیکر روانہ ہوئے عیار اور بہار سیر اُس گلزار کی کرتے اُسی دروازۂ مذکور تک پہونچے اس دروازے کو تمام جہان کی عمارات عمدہ سے کہین بہتر پایا غرضکہ ساحرون سے ملکر باہر نکلے دیکھا تو اب اُس صحرائے صندل اور دیوار طلائی کو نہ پایا نہ وہ باغ کہ جسمین ساحرہ لے گئی تھی اُسکا پتہ نہ ملا غرضکہ تخت سحر ملکہ بہار نے تیار کیا اور سبکو سوار کرکے چلی دشت طلسمات کی سیر کرتی جاتی تھی راہ مین عیار بولے کہ اے ملکہ تمنے پہچانا کہ یہ خواجہ عمر نہ تھے بہار نے کہا کہ تمنے کیونکر پہچانا قران نے کہا اُستاد ہوتے تو فیاضی نہ کرتے تین بار خلعت نہ دیتے برق نے کہا سچ کہتے ہو بیشک اُستاد نہین تھے یہ کوئی سحر کا پتلا

کوکب کا تھا غرضکہ یہ تو سیر کرتے رہ نورد منزل مقصد ہین لیکن لاش قرطاس جادو کے پیچھے ہوئے
اور چند ساحر ہزیمت خوردہ از دست بہار خدمت افراسیاب مین پہونچے حال قتل اور کوائف
جنگ زبان پر لائے بادشاہ کو غضب طاری ہوا فرط غیظ سے کانپنے لگا ندما و امراے دربار کے چالاک
عیارون کی ہوش پران تھے اور بادشاہ کے پرغضب ہونے سے گردن جھکائے بیٹھے تھے الغرض اور
کچھ تو بادشاہ سے بن نہ آیا سوائے اسکے ایک نامہ ملکہ حیرت کو جملہ حال گذشتہ کا لکھکر ترقیم کیا کہ دیکھتے
ہی نامہ کے طبل جنگ بجوانا اور مع مصور آمادۂ کارزار ہونا مین بھی آتا ہون وہان میرے ملازم
بہار نے قتل کیے ہین یہان مین سب نمکحرامون کو ہلاک کرون گا اور صرصر عیارہ مجھ سے وعدہ
عیاری کرنے کا کر گئی تھی اگر اُسنے نکیا ہو تو لشکر سے ناک کاٹ کے نکال دینا یہ نامہ سحر کا پتلا لیکر روانہ
ہوا اور شاہ نے لاش قرطاس اُٹھانے کا حکم دیا اور عازم ہوا کہ لڑائی شروع ہو تو خبر پاکر
مین بھی جاؤن اُسطرف جب یہ نامہ حیرت کو پہونچا قتل ہونا نامہ دار کا پڑھکر حیران ہوئی کہ
کیا زبردست عیار ہین جنھون نے بغیر قتل کیے نامہ دار کو نچھوڑا بعد متحیر ہونیکے حکم دیا کہ صرصر کو لاؤ صرصر جب
سے وعدہ کر گئی تھی اپنے خیمہ مین فکر عیاری کر رہی تھی کوئی صورت معقول بن نہ آتی تھی اسی فکر مین
تھی کہ حکم حیرت برائے حاضری پہونچا یہ لرزان و ترسان سامنے آئی ملکہ نے بغصہ ارشاد کیا کہ دیکھ
عیار ایسے ہوتے ہین کہ تعاقب کرکے تا عمل بغیر قتل دشمن باز نہ آئے حکم شہنشاہ تیری نسبت ناک کٹنے
کا آیا ہے صرصر نے سارا ماجرا سُنکر عرض کیا کہ واقعی یہ کنیز خطاوار ہے لیکن امیدوار مراحم خسروانہ سے ہے
کہ مجھکو مہلت ملے اگر سر دشمنان شاہی کے نہ لاؤن تو مستوجب سزا ہون ملکہ نے مہلت دی یہ روانہ
ہوئی اور اپنی جگہ پر آکر صبا رفتار سے کہا کہ تم صورت قران کی بنو وہ حسب ارشاد آئینہ رکھکر تیار
بشکل مذکور ہوئی اور ایک سر مقوی کا بناکر جسمین چہرہ روغن دار ایسا کہ لحم انسان کا چہرہ اسمین
ظاہر تھا سر موفرق نتھا اپنے سر پر لگایا اور اسیطرح ہر اعضا پر مقوے کے اعضا چڑھائے کیسلیے کہ قران
دست و پا نہایت زبردست رکھتا ہے اسوجہ سے اِسنے یہ تدبیر کی اور بعینہ تصویر قران بنگئی جب نہ
کسوت عیاری اور بغدہ وغیرہ درست کرکے تیار ہو چکی صرصر نے اپنی صورت برق کی ایسی
بنائی اور ایک سر مقوے کا مثل صورت قرطاس بنایا کہ جسکا گلا کٹا ہوا معلوم ہوتا تھا اسی ترکیب
سے وہ سر لیکر اپنے خیمہ سے اِسطرح چلین کہ کوئی ہمکو نہ دیکھے خیمہ و بارگاہ کی قنات تو

وغیرہ مین چھپتی ہوئی چلین اسلیے کہ عیار وجاسوس لشکر حریف کی نگاہ نہ پڑے غرضکہ اپنے لشکر سے
دونون نکلکر لشکر مہرخ مین پہونچین لشکری انکو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور سمجھے کہ یہ دونون
عیار سرنامہ دار کا لینے گئے تھے وہی لائے ہین غرض یہ بارگاہ مین آئین مہرخ انھین دیکھکر
شاد ہوگئی اور تخت سے اُٹھکر گلے ملی بہت تعریف عیاری کی خلعت گران قیمت منگا کر دیے
ابھی تو کسیکو معلوم نہین ہے کہ بہار بھی عیارون کے ساتھ تھی ورنہ اُسکا حال مہرخ پوچھتی یہی جانا
کہ حسب وعدہ یہ سرنامہ دار لائے ہین خلاصہ بعد اعزاز واکرام یہ عیار نیان کرسی پر بجاے عیاران
بیٹھین مہرخ نے حکم ناچ ہونے کا دیا ساقی ومغنی ساز طرب لیے حاضر ہوئے اِن دونون نے تمام ماجرا
قتل نامہ دار کا کچھ کہ سنکر آئی تھین بیان کیا کہ ہمنے اس محنت وفطرت سے اُسکو مارا یہ کہکر گویا ہوئین کہ
جب ہم ملک کوکب مین پہونچے اور قتل نامہ دار سے فارغ ہوئے تو کوکب نے ہماری دعوت
کی اُس دعوت مین جو شراب کہ ہمنے پی کبھی دربار بادشاہ اسلام مین بھی نہ پی تھی چنانچہ اُسکا ماجرا
ہم زبانی نہین کہہ سکتے کہ کیا لطف پایا تھوڑی سی آپکے چکھانے کو لیتے آئے ہین اگر اجازت ہو تو
ساقی گری کرکے سبکو ایک ایک جام پلائین مہرخ نے کہا آپ کو پوچھنے کی احتیاج کیا ہے بسم اللہ کیجیے
یہ دونون اُٹھین اور جام لیکر کسوتون سے گلابیان شراب ارغوانی کی نکالکر سبکو پلانے لگین مہرخ
اور جملہ سردار جسنے وہ شراب پی بہت تعریف کی اُنھون نے رقاص و ملازم تمام حضار بارگاہ کو جام بھر
دیے اور کہا تم لوگ بھی کیا یاد کروگے کہ کبھی ایسی عمدہ شراب پی تھی غرضکہ بعد کچھ عرصہ کے یہ عالم ہوا
کہ سازندون کا مزاج ناساز ہوا سارنگی اُلٹی کرکے گلے کیطرح ریتنے لگے اگلا سارنگی ہی تنہا رنڈیون
کی بڑی گت ہوئی سر نیچے ٹانگین اوپر ہو کر نئے کھڑاگ مین بیٹھین سردارون کا سر پیان چرخ
دوار پھرنے لگا رقص کی گردش سرنے دکھائی کسیکو اس حالت نشہ نہ آئی خود غلط ہو کر اوندھے مُنھ
گرے عیار بچیان آستین چڑھا کر خنجر کھینچکر چلین کہ سبکے سر کاٹ کر لیجائین اور کہین کہ یہ اُسکا بدلا لیا
کہ جسطرح وزیر اعظم شاہ ساحران کو مع تمام دربار عیارون نے بیہوش کیا تھا غرضکہ ہنوز کسی کا سر
جدا کرنے نہین پائی تھین کہ بموجب مثل ہندی کے دوہا جاکو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوے
بال نہ بیکا کرسکے دو جگ بیری ہوے ٭ دو عیار جو یہان باقی ہین انکا حال سُنیے کہ یہ لشکر حیرت مین
گئے تھے اور لشکر کو عیار بچیون سے خالی دیکھکر صرصر نام صورت صرصر کی بنا اور رجا نسوز بشکل کہ

صبا رفتار تیار ہوکر دونون بارگاہ حیرت مین آئے اُسنے صورت دیکھتے ہی کہا کہ مالزادیو تم دشمنون کا سر لانے کے لیے گئی تھین خالی پھر آئین ہے شرط کہ ناک کٹوالون عیار یہ سُنکر سمجھے کہ بیشک ہمارے لشکر مین عیار بچیان بہر قتل سرداران گئی ہین یہ سمجھ کر گویا ہوئے کہ اے ملکہ ہم جاکر ابھی سر لاتے ہین ایک کام سے یہان آئے تھے یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر بعجلت تمامتر چلے دل سے دعا کرتے تھے کہ خداوند ہمارے سردارون کو ہلاکت سے بچانا ہمنے بڑی غلطی کی جو اکیلا چھوڑ کر آئے فی الجملہ یہ جب قریب بارگاہ پہونچے وہان ہر ایک کی زبانی سنا کہ قران و برق آئے ہین سرنامہ وار لائے عیار سمجھے کہ عیارہ بچیان اسی ہیئت سے کہ جو مشہور اسوقت ہے آئی ہین پس سراچہ ضرغام پھاند کے اندر آیا دیکھا کہ صرصر خنجر لیے مہرخ کا سر کاٹنے جاتی ہے اِسنے گوپھن مین پتھر رکھکر مارا کہ صرصر کی ران پر اس زور سے پڑا کہ وہ اس صدمہ سے گر پڑی یہ دوڑا کہ گرفتار کرلون وہ دہشت جان سے ہر چند کہ اُٹھنا دشوار تھا مگر بہر صورت اُٹھکر بھاگی اور صبا رفتار پہلے ہی سراچہ فراگئی ضرغام نے پکارا کہ لینا جالسنو ہنوز باہر ہی تھا دوڑا اور لشکری اسکے دوڑنے سے ڈرے مگر وہ صورت برق وغیرہ کی بنی تھین اسوجہ سے ساحر سحر نکر سکے اُنکی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ کیا معاملہ اور کیا بھید ہے وہ دونون نکلگئین عیارون نے تمام سردار مردما بارگاہ کو فتیلہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا اور ساری کیفیت بیان کی ہر ایک نے سجدۂ شکر حق تعالیٰ ادا کیا کہ اُسنے خلعت حیات دوبارہ عطا فرمایا اور اس شکریہ مین حکم جلسۂ عشرت دیا یہ سب بآرام مصروف عیش و عشرت ہوئے اور عیارہ بچیون نے جاکر حیرت سے سب حال کہکر عرض کیا کہ کنیزین مجبور ہین آپ کو اختیار ہے جو چاہیے سزا دیجیے ہم اپنی خیرخواہی کر چکے ملکہ نے کہا کہ تمھاری صورت بنکر عیار شاید آئے تھے وہ مجھ سے تمھارا جانا عیاری کے لیے سنکر جلدی گئے جب تم بیان کرتی ہو کہ عیار ہماری صورت بنے ہوئے ہمارے کام مین خلل انداز ہوئے عیارہ بچیون کو جب یہ حال ثابت ہوا کہا کہ اے ملکہ دوران یہ فرمائیے کہ آپ ہی نے ہماری ساری محنت رایگان کی ملکہ نے کہا بیشک مجھ سی غلطی ہوئی کہ تمھاری صورت پر اُنکو دیکھتے ہی راز کہہ بیٹھی اچھا اب تم جاکر اور فکر کرو مین شہنشاہ سے کہکر خطا معاف کرادونگی عیارہ بچیان سلام کرکے چلین اور دن سارا گزر چکا تھا عیار فلک یعنے مہر روز بصد درد و سوز بالا دوی عرصۂ سپہر سے مراجعت کرکے خیمۂ غرب مین گیا اور عیارۂ شب نے سیاہ پوش ہوکر کمند کہکشان لیکر عالم مین داخلہ کیا کہ نظم

اسی عرصے مین مہر عالم افروز ۔ کہ جو تھا اِس جہان مین بہرہ اندوز
ہوا اطراف مغرب کو روانہ ۔ بڑھا سامان شب کا شامیانہ

شام کو حیرت نے مصور کو بلوایا اور حکم شہنشاہ ساحران سنایا نامہ دکھایا اُسنے کہا ہر چند میرا ارادہ ابھی لڑنے کا نتھا لیکن حکم شہنشاہ سے مجبوری ہے یا مارون گا یا مرجاؤن گا آپ طبل جنگ بجنے کا حکم دیجیے حیرت نے فوراً نقارۂ رزم بجوایا اہلکارے خبر لیکر بارگاہ شریک اسلامیان مین آئے اور بعد دعا و ثنا کے خبر عرض کی مہرخ نے بھی نفیر سحر بجائی طبل و نقارۂ حرب گڑگڑائے تمام لشکر مین خبر جنگ معلوم ہوئی سردار دربار سے خیمون مین آئے درستی مین لڑائی کے مصروف ہوئے سحر کی آتشبازی گرگئی آتش غضب سینہ مین جوش زن ہوئی نامردون کے منھ پر ہوائی اُڑتی تھی عقل کی تیزی بسان شمشیر حرج مین تھی بہادر مرنے پہ تیار تھے نشۂ جرأت مین سرشار تھے نظم

بجا دونون طرف سے طبل جنگی ۔ ہوئی ہر جان کو قالب مین تنگی
نگاہین پھرگئین سینے اُبھارے ۔ سرون سے خود یہ کہکر اُتارے
کہ اے خالق زمان آبرو ہے ۔ نہین پروا مدد کرنے کو تو ہے
زبان پر تھے یہ الفاظِ شناخیز ۔ کہ ہم ہین مدعی کے آبرو ریز
پڑے جسپر یہ تیغ برقِ آہنگ ۔ لباس روح بھی ہو گور مین تنگ

یہی ہنگامہ دونون طرف رات بھر رہا نئے سحر درست ہوئے دلاور چالاک و چست ہوئے جسم مزاج سرہنگ شب برہم ہوا اور مبارز سحر بصد دلیری قدم بڑھا کر عرصہ گاہ عالم مین آیا نظم

نوید صبح مین جب مرغ چہکے ۔ نسیم عطر زا سے دشت مہکے
موذن بول اُٹھا اللہ اکبر ۔ کمر کسنے لگا ہر جنگ آور
کسی نے کچھ دعا مانگی خدا سے ۔ کسی نے یون کہا سو التجا سے
کہ اے خالق مدد تیری ہے درکار ۔ اجل کا ہوئے جسدم گرم بازار
زبان آبرو ہے فتح دینا ۔ نہ حاصل ہو کہین الزام لینا

مہرخ فرخ بصد عظمت و جلال لشکر لیکر وارد میدان قتال ہوئی ساحرون کی آمد نے سپہر نیلی فام کو سیہ تاب بنایا گرد سپاہ نے چشمۂ آفتاب کو گندلا کیا بحر پُر جوش لشکر کا طلاطم تھا جہاز حیات

تباہ ہونے کا غم تھا تلواروں کی چمک سے دھار اسیل فنا کا جاری سحر کی بجلیوں سے خرمن جان جلنے کی تیاری لشکر **حیرت** و مصور بڑے کروفر سے جب آکر میدان میں جم جما نقیب للکارے کڑکیت بڑھکر پکارے شور و غشر برپا ہوا یہ ہنگامہ ہوا کہ **نظم**

صدائے طبل جنگی کا ہوا شور
بڑھے دونوں طرف سے صاحب زور

جھنک شمشیر کی پہونچی فلک پر
لبوں پر آگئے دلہائے مضطر

صدا دی پھر نقیبوں نے یہ ناگاہ
کہ ہاں اے نامدار و تم ہو آگاہ

اجل کچھ دم میں ہوگی گرم بازار
مقام آبرو ہے ہاں خبردار

نہ پہچانے گا بیٹا باپ کو ہاں
رہیگا دل ہی میں ہر دل کا ارمان

نہ دیگی اتنی مہلت برق شمشیر
کہ دم لینے کی بھی حاصل ہو تاخیر

جو ہیں ماں باپ کے فرزند اصلی
شرافت پیشہ و دلبند اصلی

وہ نام اپنا کرینگے سر کٹا کر
نہیں پھیرینگے منھ میدان میں جاکر

جب کڑکیت یہ کڑکا کہکر ہٹے ایک ساحر زبوں ہیئت بد انجام **ساحری کیش جادو** نام پرے سے نکلا اور اجازت حرب **حیرت** لیکر میدان میں آیا شیطان کا سگا بھائی معلوم دیتا تھا یہ رومی چڑھی دل میں سے رحمی بھری جلاد منش ستمگری میں بلا کو عقل میں اونٹ مزاج نہایت بدخصورت بھونڈی کرنجی اوندھی چہرے پر بیعزتی چھائی اجل کی پیشوائی کو نکلا تھا یہ اُس موذی کا نقشہ تھا کہ بموجب **ابیات**

بشکل میل منزل ایستادہ
غضبناکی میں مالک سے زیادہ

سیہ رو مثل شیطان سخت بدکار
ازل سے طوق لعنت میں گرفتار

طبیعت میں بھری شہوت پرستی
چکاں لب سے لعاب جوش مستی

جبیں سے مکر و کبر و فن ہویدا
مگر تھا نطفۂ شیطان سے پیدا

قوی ہیکل بشکل گاؤ بے شاخ
بہت تھا بے ادب اور سخت گستاخ

سلیح شوری دکھا کر یوں پکارا
کہ لڑنے کا ارادہ ہے ہمارا

کوئی ہے ہاں مقابل آئے دیکھیں
گرہ میں کیا ہے اوسکی لائے دیکھیں

جو تم میں مرد ہو آئے مقابل
کھلے کیفیت مقتول و قاتل

اس نہیب کو اُس خودسر کی سُنکر لشکر مہرخ مین علم جلوہ دکھانے لگے اور ساحرون نے سحر سے نقارے بردے ہوا از خود بجے اور پھول سونے کے برسنے لگے ملکہ ہلال سحر افگن نازک بدن گلفام سمن اندام فوج ستمگری جلو مین لیے غمزہ و ناز کا لشکر ہمراہ ظفر صورت فتح نشان بصد شوکت فنشان لڑنے چلی **نظم**

چلی اسطرح جیسے سنے وفا یار ۔۔۔ گئے جسطرح آرام گنہگار
وہ تھی قتیل آشنا شمشیر از ۔۔۔ وہ تھے نوک مژہ تیر دو پہلو
وفا اُسمین نگچھ جوبن مین اُسکے ۔۔۔ ستم لبریز تھا اسمین اُسکے
دل اوسکا رحم سے نا آشنا تھا ۔۔۔ کسی کا آشنا بھی تھا تو کیا تھا
ارادون مین تھا اُسکے قہر آمیز ۔۔۔ زبان وقت سخن گویا شرر ریز
نگاہون مین تھا اُسکے لطف کچھ قدم ۔۔۔ سوا تنے واسطے تا دل ہو برہم
وفا اُسکی فریب جانستان تھی ۔۔۔ پئے مشق ستم یہ امتحان تھی
برابر آکے بولی او اجل دوست ۔۔۔ مگر مشتاق مدفن ہین تن و پوست
سنبھل ہشیار لا رکھتا ہے کیا وار ۔۔۔ کہان تن تیری یہ بیہودہ گفتار
یہ سنتے ہی ہوا ظالم غضبناک ۔۔۔ گیا رہوار اپنا اُسنے چالاک
ادھر سے یہ چمک کر حور وپیکر ۔۔۔ بڑھی مانند شیر حملہ آور
زمین پر وہ گرا اژدر سے اک بار ۔۔۔ نکالی سحر کی جھولی سے پرکار
زمین پر دائرہ سا اُس سے کھنچا ۔۔۔ پڑھے الفاظ سحر آمیز اُسجا
اندھیرا ہر طرف عالم مین چھایا ۔۔۔ بشکل شیر اُسکو سب نے پایا
بڑھی یہ حور پیکر بنکے ناگن ۔۔۔ چلین چوٹین کھلے جادو کے سب فن
کبھی بنتا تھا وہ کچھوا اور کبھی یہ ۔۔۔ غرض طالب ہر اک صورت مین تھی یہ
پھر آخر بنکے اک شمشیر خون ریز ۔۔۔ بسان برق روشن اور بہت تیز
چمک کر اسطرح سے آئی سر پر ۔۔۔ کہ وہ ٹکڑے ہوا وہ مرد خودسر

اسکے مرنے سے شور وغل برپا ہوا اور مصور کی آنکھون مین خون اُتر آیا کیونکہ وہ ساحر اسکا ملازم تھا بس اِسنے افسران لشکر کو للکارا کہ خبردار یہ قاتلہ جانے نپائے فوج اُسکی چار طرف سے لینا

لینا ہکر آگری اور مصور نے سحر کی آتشبازی جو گرہ والی تھی اُسمین آگ لگادی ایک جانب سے ادھر حیرت لاکھون ساحرونکو لیکر آگری مہرخ ہر چند کہ جمعیت سپاہ کم رکھتی ہے لیکن جمعیت دل سوا رکھتی ہے اپنے یہ انبوہ مخالف دیکھکر بہت جلد گنج مین ہوائی کے آگ لگادی اور تمام لشکر سے بڑھکر فوج عدو سے غٹ پٹ ہوگئی ترسول منسپول چلنے لگا آتشبازی مین سے ادھر کے جو شعلہ گرا پتلا آتشین بنا وہ آتش کے پرکالے کہ گرز آتشین لیے لشکریون پر جھپٹے جسکے گرز پڑا وہ جلکر ٹھنڈا ہوا ادھر کی آتش بازی سے جو شعلہ نکلے وہ دیو آتشین تھے وہ ہی دیو اُن پتلونکو روکنے لگے مگر حیرجی نے چرخ مین جان ڈالی انار کے شعلہ فساد کی چنگاری بنے مہتاب نے نئی روشنی دکھائی کہ اندھیرا دھوئین سے ہوکر چاندنی نکل آئی زخمیون کو زخم کھانے کی لذت ملنے لگی جسکے زخم اُسکو چاند چاندنی نے مارا نہین نہین کسی ماہ رو نے مارا عروس شجاعت کے چہرہ کا فروغ جلوہ گر تھا کہ آتش سحر کا دل مین اثر تھا منہ سے ہر ساحر کے شعلۂ آتشین نکلتے تھے خاکی ناری بنگئے تھے طبقۂ خاک کرۂ نار تھا اجل کا گرم بازار تھا ملک الموت کی شعلہ خوئی سے ہزارون ٹھنڈے ٹھنڈے رہرو ملک عدم ہوئے ہزارون واصل جہنم ہوئے ساحرونمین تو یہ آفت برپا تھی بہادرون مین شعلۂ تیغ کی لپک خرمن ہستی کے لیے ایک برق بلا تھی غرضکہ ہر سمت تلوار چلا کی شور بحر مرگ بلند تھا بیزار حیات ہر ایک خود پسند تھا عرصۂ ہستی تنگ ناچار ہر ارجمند تھا دشت لاشون سے بھر گیا پاؤن ثابت قدمونکا گڑ گیا

نظم

صدائے گرز سے پانی ہوئے دل — ہوئے فرش زمین تیران کامل
زمین کانپی بشکل قلب بیتاب — کمر تک آگیا خون مثل گرداب
ہزارون سر گرے روئے زمین پر — اجل تھک گئی سرعت سے اکثر

آج مصور و حیرت نے پاؤن جما دیے خود بڑھ بڑھ کر سحر کیے ازبسکہ بادشاہ طلسم کی بی بی کا سحر کرنا کسی سے رد نہوتا تھا ادھر سے سردار جانبازی کرکے جہانتک ہوسکتا تھا دو سحر کرتے تھے مگر مجروح ہوگئے تھے لشکر ادھر کثیر اسطرف قلیل عیار سب موجود نہین جو کوئی تدبیر کرین فوج پسپا ہونے لگی مصور پہلے کی ذلتین اُٹھائے تھا اُسنے چند تصویرین نکالکر زمین پر پھینکی کہ وہ انسان ہوکر تیر مارنے لگیں تیر اُنکا بھی چالیس چالیس کا سینہ توڑتا تھا لشکر تمام نشانۂ سہام بلا تھا حیرت نے ہزار بار بھیجے تھے کہ وہ کسیکی پھیر لیسے نہ پھرتے تھے جب یہ سامان فتح بہم پہونچا تھا تو اُسنے ایک نامہ افراسیاب کو لکھا تھا کہ ای شہنشاہ کنیز محبوب

حلم آپ کے کار لشکر حریف تمام کیا ہے آپ بھی تشریف لائیے اور حال زار انکا ملاحظہ فرمائیے یہ نامہ بتلا سحر کا لیکر اُدھر گیا اور اسطرف لشکر پر وقت تنگ تھا مہرخ پائے ہمت گاڑے ٹھہری تھی لب باستغاثہ بخدا سے یہ کہا نظم

یہ رو کر عرض کی اے میرے اللہ — ترے آگے ہین یکسان عاجز و شاہ
امید زندگی ہے مجکو مسدود — سوا تیرے سہارا کیا ہے معبود
مری مشکل ہو آسان ایکدم مین — کہ ہے مختار تو ہر بیش و کم مین

تیر دعا تا لب سوفار غرق ہوا یعنی وہ ساحر جو ملکہ برّان نے بھیجے تھے اور ذکر انکا اول کیا گیا کہ پتلا زرخیز جادو کو پکڑنے گیا تھا اور ساحر بھی لینے لشکروں کی طرف آئے تھے چنانچہ قرطاس ادھر کے ٹھہرے تھے کہ کوئی حال تازہ دریافت کرکے جائین اور ملکہ بد گوہر کو خبر کرین فی الجملہ جب طبل جنگ یہان بجا ساحر گئے اور حال آغاز جنگ بیان کیا ملکہ برّان خبر سنکر متفکر تھی کہ نامہ کوکب کا آیا لکھا تھا کہ اے فرزند لاشہ قرطاس افراسیاب پاس پہونچا اور اُسکے حکم سے مصور نے ارادہ کیا ہے تم خبر منگاؤ یہ نامہ پڑھکر ملکہ برّان نے دو پتلے بھر خبر روانہ کیے وہ پتلے اسوقت آکر پہونچے کہ لشکر پر وقت تنگ تھا پتلون نے بہر صورت اپنے تئین ملکہ مہرخ تک پہونچایا اور کہا کہ ہم فرستادہ خواجہ عمر ہین جو کچھ حال ہو بیان کیجیے ملکہ نے کہا کہ جو تم دیکھتے ہو یہی بیان جاکر کردو عیان را چہ بیان ہمپر برا وقت پڑا ہے خواجہ پر تصدق ہوا چاہتے ہین پتلے کیفیت دیکھکر سنکر روانہ ہوئے اور بہت جلد خدمت برّان مین پہونچے سارا ماجرا بیان کیا عمر یہ حال سنکر بیقرار ہو گیا اور کہا اے ملکہ اگر مہرخ کام آئی تو سارا لشکر پراگندہ ہو جائیگا پھر جمعیت ہونا غنیم کے ملک مین دشوار ہے آپ مجھکو جلد روانہ کیجیے ملکہ نے حالت اضطرار خواجہ و ماجرائے جنگ سب کوکب کو لکھا کہ وہ عرضی جب کوکب کو پہونچی اُسنے سحر پڑھکر دستک دی ایک آنی بعد آندھی کے ایک ساحر تخت پر سوار تھا ہاتھ اُسکے چار جسم سارا بلور کا سراپا پتلا نور کا فلک پر سے اترا تخت سے اُترکر بادشاہ کو سلام کرکے ٹھہرا کہ زبان بادشاہ در نثار ہوئی فرمایا کہ اے بلور چہار دست تم خواجہ عمر کے ساتھ با فوج گران اسوقت طلسم ہوش ربا مین جاؤ اور افراسیاب اگر لڑے تو اسکے باپ سے لڑنا مصور کو روز بد دکھاؤ بلور آداب بجا لا کر روانہ ہوا اور بادشاہ نے برّان کو نامہ لکھا کہ خواجہ کو اسطرف روانہ کرو حال اسکا لکھا جائیگا کہ جسطرح ملکہ نے خواجہ کو روانہ کیا ہو مگر جبتک بلور اور عمر وہان سے آئین بموجب تحریر حیرت و افراسیاب شادان و فرحان سوار ہو کر داخل لشکر ہوا اور

حال دیکھکر ایک نارنج سمت دشت نبرد پھینکا یکایک تمام عالم مین تاریک ہوگیا اور جسجگہ وہ نارنج گرا وہان سے ایک محل فولادی نکلنا شروع ہوا اور بڑھکر مثل ایک مکان بلند کے نظر آتا تھا چار طرف اُس محل مین دریچہ ہائے طلائی بنے تھے شان ایزدی اُنسے نمایان بہتری مین ہمپایۂ آسمان اُنکی گلابی پر شار کنگرہ سائبان بہر دریچہ منتظر بہرام کو شرما تا دروازہ ہر ایک غرفہ نگاہ معشوقان نظر آتا روزن ہر ایک نگاہ ناز کو لبھاتا کہ نظم

رفیع ایسا کہ قصر آسمان گرد	وسیع ایسا کہ گلزار جنان گرد
بنے تھے بے نظیر اُسمین مکانات	فزون نقش و دار عالی عمارات

ہر دریچہ مین ایک ایک گلفام سیمبر بصد انداز کرسی ناز پر جلوہ گر تھین اور میدان قتال کو دیکھہ دیکھکر قہقہے لگاتی تھین صورتین اُن پری پیکرون کی جادو کی تصویرین تھین نگاہین شراب اُلفت کا ساغر نظر آتی تھین زلفین اُنکی دل عشاق کی اُلجھن بڑھاتی تھین گیسو کمند الفت مژگان تیر محبت ابرو خنجر جانستان پا بہر عاشقان کمان دل جنبش قربان تیغ نگاہ کا ہر دل زخمی آنکھو مین انتہا کی شرارت وسرہنگی رخسار خون شہیدائے تیغ تبسم سے رنگین دہان شیرین کو تلخی دشنام دہی سے نمکین ذائقہ بخش جان عاشق حزین ابیات

شبِ ظلمات کے کالے کہین بال	بلائے آسمانی جس سے پامال
درازی مین کمندِ آہ کوتاہ	نپائی خضر نے ظلمات کی راہ
گل نرگس فدائے چشم فتان	سر لشکر شکن صف ہائے مژگان
چراتے دم ہین شمشیر نظر سے	بلا اُڑتے کو ہین ابرو کے پر سے
وہ ابرو تیغ تھے دو قصد کے	عجب جوہر قیامت کے بلا کے
وہ پیشانی مصفا تھی کہ واللہ	حیا سے آب تھا آئینۂ ماہ
عذارون سے گل خورشید بدرنگ	دہن سے مثل تھا غنچے سے بھی تنگ
ڈھلا سانچے مین تھا خوش ڈول چہرا	بنایا دست قدرت نے سراپا

اُن جادو کی تصویرون نے خنجر موج تبسم گلوے لشکر فرخ پر روان کیا یعنی اسطرح ہنسین اور قہقہے لگانے لگین کہ تمام لشکری فوج دشمن سے مقابلہ چھوڑ کر اُنکے محو دیدار ہوئے اور لشکر حیرت وغیرہ الگ ہٹگیا اور یہ لشکری اُن گل اندامون کے ہنسنے پر قہقہے لگاتے بیتابانہ اُسیطرف چلے شور صدائے خندہ شادی مرگ بلند ہوا ہر دردمند خردمند ہوا اسبار کبار مرگ شادی دیتے تھی ہنستے کیا تھے گویا اپنے حال زار پر روتے تھے ابیات

دہن خنداں لگا ہیں جانب سیل	اُسی جانب کو تھی چلنے میں تعجیل
بظاہر عیش تھے خندہ دہن سے	مگر سب طالب مرگ و کفن تھے
ہنسی بہکی ہوئی اور اضطرابی	رواں تھے جس طرح جیسے شرابی

دیوانہ وار ہنستے قہقہہ لگاتے تمام زن و مرد زیر سیل آکر ٹھہرے شعر عاشقانہ زبان پر ایک کے جاری تھی کہ نظم

ہوئی جادو کے پریونکی محبت	پکارے سب سنو اے مہر طلعت
دل شیدا تصدق تجھ پہ اے جان	حقیقت کیا ہے دلکی جان قربان

دو پریان اُسی طرح انکے بکنے پر ہنسا کین یہ سب گرداگرد سیل کے نیچے بیٹھ گئے اور ہنسنے لگے اب عجب تماشا اُس میدان میں ہوا کہ ہر سمت قہقہہ کی آواز بلند تھی سیل نے کشت زعفران کی کیفیت پیدا کی تھی زیر سیل پرتے قہقہے بلند تھے زیر سیل ہزارہا آدمی کھڑا ہنس رہا تھا جس طرف سنیے سوائے صدائے خندہ کے اور کچھ بھی سنائی نہ دیتا تھا وفور حسرت کا ہجوم کھسیانے پن کی دھوم انکی ہنسی پر گلوں نے ہنسنا فراموش کیا غنچۂ دل تنگ ہو کر بسورنے لگا کبک دری اپنے قہقہے بھولا گلہائے خندہ گلرخان اُس دشت میں کھلے تھے ہاتھ پاؤں پھولے تھے ہر شخص از خود فراموش دل پر عشرت سحر کا جوش زبان پر حسرت روش کہ ابیات

کوئی جوش ہوس سے ہوکے بیباک	ہوا راغب برائے بوسۂ خاک
زمین کو ستیون میں چومتے تھے	کبھی سر کو اُٹھا کر جھومتے تھے
کسی کو کوئی لیتا تھا آغوش	کوئی کہتا تھا ہم ہیں جو فراموش

افراسیاب نے طبل بازگشت بجوا دیا مصور حیرت تعریف کنان عرض کرتے تھے کہ اے بادشاہ ہر تبہ ساحری و جمشید کیا کہنا یہ سحر دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے آپ ہی کیواسطے لقانے یہ مرتبہ دیا ہے واہ واہ شاہ جادوان نے ہنسکر کہا کہ یہ ادنیٰ ایک منتر کی میرے تاثیر ہے مجھکو ان لوگونکا ستانا منظور تھا اور اپنا مقابل میں انکو سمجھے تنگ اپنا جانتا تھا ورنہ ابتک مدت کا انھیں ہلاک کر ڈالتا آج ایسا ہی غصہ مجھکو آیا جب ادنیٰ ساسحر انپر پھینکے کیا اب سب ہنستے ہنستے بیہوش ہوجاینگے کچھ احتیاج قتل کرنے کی نہیں جو کوئی سخت جان کہ انھین بچ جائیگا اُسکو دار پر چڑھاؤنگا یہ کلمات سنکر سب بجا اور درست کہتے بارگاہ میں آئے لشکر نے کر کھولی آسودہ ہوئے نقارے فتح کے بجے مال و متاع لشکر شکست پر قبضہ کرلیا ہوا افسر لشکر روانہ ہوئے یہاں جو محافظ تھے وہ خوف بادشاہ سے بھاگ گئے تھے

بہا

خیام و بارگاہ مین خالی پڑی تھین بازارین مندرعیت فراری تھی سب کو ضبط کرکے پھرے ہوگئے فوج کے افسر برائے تلاش لشکریان مخالف بیقرار ہوئے کہ جس کسی کو پائین گرفتار کرین ہزارہا آدمی کوہ و دشت سے سفید ہو کر آنے لگے ڈھنڈھورا پٹا کہ مہرخ کی دوستی کا جو کوئی دم بھرے یا اوسکے حال پر افسوس کرے فی الفور اوسکو گرفتار کرو غرضکہ یہان ہوا ایک طلاطم پڑا ہے تمام لشکر زیر میل گھرا ہے اور بیٹھا ہنس رہا ہوگا حال عمر صاحب اقبال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کسطرح سے آتا ہے

مصاف اول فوج کوکب و شمشیر و افراسیاب سے اور آنا بلورجہاردست کا بہ لشکر کثیر ہمراہ ہمشبیہ خواجہ عمر کے اور رہا ہونا لشکر مہرخ کا المولفہ

ابھی ساقیا مجھ مین باقی ہے ہوش
ذرا ٹھہرے پھر جاہ ساغر بجوش

مگر زعفرانی ہو ساقی شراب
کہ ہنستا پھرون سبکے مین بیحساب

صراحی لگانے لگے قہقہے
بھرین کان پھر خندہ جام سے

ملے پھول کا جام لب سے مرے
یقین ہے ہنسی پھر نہ میری تھمے

اگر دیکھ لون دخت رز کی پھبن
تو صدقے کرون اوسپہ مین جان و تن

بہت باکرہ کی ہے مجھکو طلب
اچھوتی رہیگی نہ بنت العنب

وہ دل پہ چھا جائے پھر بیخودی
بلا آکے لے ہوش مستی مری

قدم آکے پیر مغان کی مین لون
حواس و شکیبائی مین نذر دون

کہان تک ہو ساقی کرم کا بیان
بہت تیرا ممنون ہون مہربان

پلا رند کو اور اک جام کے
کہ رخصت طلب تجھسے وہ آج ہے

ترا نام و اقبال ساقی بڑھے
زمانہ تجھے پھر شرابی کہے

اگر جوش مستی کی کچھ ہو سند
دکھادون مین توبہ کو پھر روز بد

شکست اسکو دم بھر مین ایسی ملے
وہ ہے نام سے توبہ توبہ کرے

جلے میری صورت سے زاہد مدام
کرون اوسکی دم بھر مین قلیا تمام

بس اے جاہ افسانہ گوئی کرو
نہ یون پیکے مے تم بہکتے پھرو

شگفتہ چو شد طبع در انجمن		دہان قلم مثل گل خندہ زن	

طالبان دیدار شاہد افسون و متحیران آئینہ جمال معشوق مضمون بیخودان میخانہ سحر سازی و سرمستان شراب عربدہ پردازی - گروہ گروہ میدان حیرت مین نیرنگی سحر طبع سے جمع ہو کر اسطرح خندہ زنی فرماتے ہین کہ استعجاب سے بیان داستان پر ہر ایک کے ہوش کھو جاتے ہین یعنی جب یہان لشکر مہرخ مسحور سحر ہو کر برباد و تباہ ہوا اور کوکب کے یہان سے عزم روانگی خواجہ بعظمت و جاہ ہوا ملکہ بران نے نامہ اپنے باپ کا پڑھکر عمر سے کہا کہ خواجہ خدا حافظ بڑے زبردست افسر ہمراہ کرکے پدر بزرگوار نے میرے آپ کو رخصت فرمایا ہے تشریف لیجائیے اور جنگ فتح فرمائیے عمر یہ کلمات فراقیہ سنکر آنسو آنکھون مین بھر لایا اور کہا اے ملکہ مجھکو اپنے دل سے نہ بھلانا اور فرق بالکل نفرمانا جدا ہونا تمسے بہت شاق ہے خاطر نشان اگر رنج فراق ہی کا تھا ایسی مہربانی تم مجھپر فرماتین دلکو تڑپاتین

نظم

دھوین نکلے لب گلگون ہوئے شب | زبان کرنے لگی فریاد مطلب
کہ افسوس اے فلک کج ادائی | مگر ہے عیب رسم آشنائی
نہین ہون بندہ احسان فراموش | محبت کا ہے دل مین دمبدم جوش

بران نے کہا خواجہ تمہاری جدائی مجھے بھی ناگوار ہے آپکے عقب مین انشاء اللہ مع لشکر کثیر مین بھی آتی ہون گھبرانا نچاہیے خوشی خوشی تشریف لیجائیے یہ کہکر اوٹھی اور ہاتھ پکڑ کر لیچلی مخمور بھی ساتھ ہی اوٹھی اور تسلیم رخصتی بجالائی ملکہ نے فرمایا کہ اے مخمور تمکو ابھی رخصت نہین ملی تم ٹھہرو جلدی نکرو اسنے کہا کہ حضور مین ہمراہ خواجہ آئی تھی تنہائی مین کیونکر بسر ہوگی زندگی دوبھر ہوگی بران نے جواب دیا کہ خلاف مرضی بادشاہ کرنا اچھا نہین بغیر رخصت جانا کیا ضرور پاس خاطر میزبان مہمان کو دستور ہے مخمور مجبور ہوکر چپ ہو رہی اور خواجہ کو ملکہ لیکر اُس بارہ دری کے ایک کمرے مین علیحدہ لائی وہان کشتیان خلعت پر زر اور زر و گوہر سے مملو دھری تھین عمر پر ملکہ نے کچھ ایسا افسون پڑھا کہ بیہوشی طاری ہوئی پھر جو آنکھ کھلی ایک باغ پر بہار مین اپنے تئین پایا سو کنیزین ماہ رخسار وہان حاضر تھین وہ مصروف خدمت بجالائین خواجہ کو اس باغ کی بارہ دری مین تخت جواہر پر بٹھایا شراب و کباب جلسہ انتساب آغاز ہوا یہان تو سامان عشرت اقتران جمع ہے مگر بران نے پھر کچھ سحر پڑھا کہ عمر جو بیہوش ہوگیا تھا ہوشیار ہوا اس عمر کے جسم پر قبائے شاہی اور لباس

فرمان روائی سے مزین و مجلی کیا تاج گوہر سر پر رکھا نیمچہ طلسمی کمر سے لگایا نہایت عمدہ جواہر کا اسباب ہر جگہ موقع و مناسب پر آراستہ کیا پھر باہر لیکر آئی یہان ایک تخت طاؤسی جواہر کار حاضر تھا طاؤس جواہر کے چارون کونون پر استادہ دم اپنی چتر کیے تھے جواہر کے نگینے پایہ ہائے تخت مین جڑے تھے اُس تخت پر خواجہ سوار ہوئے اوسوقت مخمور بادل رنجور پھر عرض پیرا ہوئی کہ مجھے رخصت ملتی تو اچھا تھا ہیرات نے کہا کہ اے بہن جانے مین اتنا اصرار نہ کرو کچھ دن رہکے چلے جانا اچھا باغ کی سیر سے دل بہلاؤ اور خواصون کو حکم دیا کہ انھین سیر کرالاؤ پانسو کنیزان مہر جمال بمجرد حکم اسکو لیکر چلین اور اوسی باغ مین جہان عمر مشغول عشرت ہے اسی بھی لائین اسنے دیکھا کہ ایک باغ عجائب روزگار بنا ہی سراسر طلسم نظر آتا ہے اُس باغ مین ایک مقام بہتر پر تخت زرنگار بچھا ہے عمر وہان جلوہ فرما ہے اسنے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے اُٹھکر باعزاز اسکو پاس بٹھالیا اسکے دل مین خیال آیا کہ ایک عمر وہان روانہ ہو رہا ہے ایک یہان بیٹھا ہے کچھ عجیب کارخانہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ ابھی جاتے نہین وہ جو روانہ ہوتا ہے وہ بھی کوئی شعبدہ ہے اور جو یہان بیٹھا ہے یہ بھی کوئی اور ہے اصلی عمر کو ملکہ ہیرات نے پوشیدہ کیا ہے اسیوجہ سے مجھکو رخصت نہین ملتی یہ سوچکر چپ ہو رہی لیکن ادھر خواجہ کے سوار ہوتے ہی ڈنکے پر چوب پڑی تخت ہاتھیون پر کسا گیا چتر زرین سر پر پھرنے لگا تین سو علم جلوہ کھانے لگے نشان مین لاکھ ساحران و سواران جرار کا ظاہر تھا پرچم دھرے تھے کھلگئے جنپر تعریف خدا و نعت پیغمبر خدا لکھی تھی ہر علم کی تو قیر بڑی تھی سترہ ہزار مرکب باد رفتار با زین و لجام مرصع کار کوتل ہمراہ تیرہ ہزار فیل رعد آواز و فلک شکوہ پر جھمہ ڈیرا لدا کئی ہزار ہا ہاتھیون کی قور جلو مین اُنپر امرائے طلسم نور افشان سوار جھولین ہاتھیون کی طرحدار بھسونڈے اور مستکین رنگین آئینون کی مستک پر تزئین دیکھنے والے حیران بڑی آن سے آگے بڑھے تھے کہ کئی ہزار سانڈنیان زنگولے بندھے گردن مین گھنگرو بڑے بڑے پڑے چھم چھم کرتی چلین بعض پر نقارے لدے زنبورچی بیٹھے بعض پر پیک طلسم سوار نہایت اقتدار سے منگی پھر عود و عنبر کے لوٹے اور لخلخے لیے طفلان مہر دیدار پیدا ہوئے سقے گلاب کیوڑا چھڑکتے چلے اور لسیادل و چوبدار خاص بردار لباس وردی سے درست گذرے کہ یکایک صدائے طرقوطرقو سے گوش فلک کر ہوا نقیب نے صدا دی کہ بڑھے عمر و دولت ادب سے تفاوت سے بڑھے آئیو بیش خدا انعمت کرکے کا کرکیت کہتے ثنا خوانی خواجہ عمر کی کرتے گذرے اسوقت وہ چالیس فیل زنجیر بندکئی ہوئے نکلے جنپر موتیون

کا بنگلہ پڑا تھا تخت کھینچا تھا خواجہ بصد کروفر جلوہ فرماتے گرد تخت کے ہزار طائر زرین بال و پر کھولے حاضر
تھے سو پریاں طلسم کی مروحہ جنبانی کرتی شہزادیاں باادب سامنے تخت کے بیٹھیں ہاتھی چالیس آہستہ آہستہ
رواں تین لاکھ ساحران غدار ہنس و فیل و اشتر و اژدر پر سوار منقلیں سنگلیں تھالیاں برچھی چمکتی
ترسول کی بھالیں جو دل کو عدو کے چھید ڈالیں آب و تاب دکھاتیں ساحر نیرنگی سحر کی دکھاتے جادو
گریاں و لباس پرزر جو جواہر کا زیور پہنے سب کے آگے **بلور چہار دست** اژدر پر سوار
چار ہاتھ کا انسان دو ہاتھ کی مٹھیاں بند دو کھلے جو کھلے ہاتھ بند کرتا اور بند ہاتھ کھولتا بلور کے ہزار ہا پتلے
ہاتھ سے نکلتے اور ساحر بنکر دشمن سے لڑتے نیرنگ و سحر سے جادو کے انسان بنانا اسکا ادنیٰ ہاتھ
کا کرتب تھا خلاصہ یہ کہ بڑے کروفر سے وہ لشکر سب تھا سارا لشکر فیل خواجہ کے گرد قلب میں تخت
فلک رفعت مہر سپہر عیاری کو لیے جسکا یہ کروفر تھا کہ **قطعہ**

ہزاروں اردلی میں خاص بردار
ہزاروں تھے رواں ہمراہ سوار

لباس انکے بدن پر زعفرانی
بھرا بیلوں میں تھا سونے کا پانی

قباؤں میں وہ انکے صرف کمخواب
تجمل تھا اشرفی بوٹے سے مہتاب

گروہ انکے عقب پھر عورتوں کا
ہر ایک خورشید سو مہتاب سیما

جواں ہر ایک حسن دلکش حور
سراپا پیرہن جسموں پہ پر نور

ہر ایک پہنے مرصع کار زیور
مقابل میں تھا ذرہ بھرا نور

عیاں ناز و کرشمے تھے غضب کے
مزین برچھیاں ہاتھوں میں سب کے

بہت سے رشک گاگوں پر جو سوار
ہوا پر تھے رواں گویا ہوا دار

سراپا تھا طلائی ساز انکا
پری سے تھا الگ انداز انکا

لٹکتے تھے دامن زین پر وہ گوہر
کہ پیدا قدرتی تھی آب جس پر

ہزاروں جن پہ تھے الماس پارے
خجل تھے روبرو جسکے ستارے

تجمل اور شوکت شان سے وہ
چلا آخر کو اس سامان سے وہ

قادۂ ہفت رنگ سے بہ تجمل تمام نکلکر بہت جلد سرحد طلسم نور افشاں طے کرکے سارا لشکر بزور سحر بہم
باقر چلا ادھر کسی سرحد دار طلسم ہوش ربا نے اس لشکر جلیل کو دیکھا خیال کیا کہ یہ فوج شاہ

کوکب سے ہمین امور بادشاہ مین دخل دینا زیبا نہین ایسا نہو کہ خلاف بادشاہ ہو پس یہ سمجھ کر دستکشی
سے باز رہے اور یہ لشکر کہیں جا ٹھہرا نہین کئی روز تک برابر چلا گیا اور قریب پشتۂ زنگین حصار کے جہان
لشکر مہرخ اترا ہوا تھا پہونچا یہان سب سرا میدان کارزار مین گرد میل بر جمع ہین بہت سے بیہوشش
ہین از خود فراموش ہین جو ہوشیار ہین وہ قہقہے لگا رہے ہین بیہوش ہوا چاہتے ہین عیار جو دیہان
باقی ہین وہ بھاگے ہوئے تھے اُنھون نے دشت مین اس لشکر کو آتے دیکھا اور ہاتھی پر خواجہ کو سوار
دیکھکر شاد ہوئے اُستاد آئے اُستاد آئے کہتے دوڑے عمر نے انکو پاس اپنے بلایا اور سارا
حال بربادی لشکر کا سُنکر بلور کو حکم دیا کہ ہان لینا لشکر افراسیاب کو بمجرد حکم ساحر نارنج و ترنج
لیکر آگے بڑھے اور اُسطرف بھی ناظمان ملک کی عرضیان آچکین تھین خبر دارون نے آمد لشکر کی خبرین
پہونچائی تھین حیرت و مصور نے حکم دیا تھا کہ ہر وقت لشکر تیار رہے اور شاہ طلسم کچھ
دیر بارگاہ مین ٹھہر کر سمت ظلمات طلسم چلا گیا تھا خلاصہ یہ کہ اُسوقت جو بلور تین لاکھ سے آگرا
یہان پر بھی فوج ساحران مسلح و مکمل کھڑی تھی دونون فوج باہم ملگئین نارنج ترنج چلنے لگا ابر سحر برسنے
لگے سانپ بچھو گر کر کاٹتے تھے پیر غل مچاتے تھے شور برپا تھا چار سمت اندہیرا تھا بلور نے آگے
بڑھکر مٹھیان بند کرکے جب کھولین ہزار ہا پتلے بلور کے ہاتھ سے گر کر تلوارین پکڑ کر مثل ہزاران جا گرے اور
پھر تو کشتون کے پشتے بندھ گئے کیونکہ وہ پتلے کسیکے مارے نمرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے اور مٹھیان
بار بار بلور جو کھولتا تو لکھوکھا پتلا پیدا ہو گیا تھا اُسنے مارے تلوارون کے تہلکہ ڈالدیا تھا لشکر مین
در آئے تھے یہ آگے بڑھے تھے دشمن کے زور گھٹے تھے کماندار سہمے ہوئے تھے مصور و حیرت
گوشہ گیر تھے ہر چند چلاتے تھے فوج کو نعرے مارتے تھے مگر کچھ تدبیر بن آتی تھی پتلہ ہائے سحر کی چڑھائی تھی
میدان تمام خون سے لبریز تھا ہر ایک کو لڑنے سے گریز تھا موت حلقہ مین گھیرے تھی عافیت مثل گمان ہیچ
پھرے تھی قدر انداز تھراتے تھے تیر پیام قضا لاتے تھے شمشیرین شرربار ہزار ہا ساحر فی النار تیرونکا شور تھا
اندھیون کا زور زور چلنا العیاذ باللہ تڑپ تڑپ کر بجلیون کا گرنا طوفان گیر بحر ہستی بھاگے ہوئے تھے
امان و تندرستی طبل و دف و قرنا کا بجنا گرگا ہونا دل ترک فلک کا دہلاتا تھا یہ حال ہوا کہ **ابیات**

سپاہی جو دریائے جوشان بجنگ ۔ ہمہ تیز کردہ بکینہ دو چنگ
سواران جنگی جوان و دلیر ۔ خروشان و جوشان چو درندہ شیر

زبانگ بتیرہ شدہ گرد وگوشش ۔۔۔ زگردان برفتہ ہمی مغز وہوشش
خروشیدنِ کوس وزخشم درائے ۔۔۔ جہان راہمی بردیکسر زجائے
ہمہ دشت تن بود بیدست پائے ۔۔۔ دلیران بدشمن نمودہ قفائے

اُسی ہنگامۂ گیرودار مین عمر اپنے فیل پر سے اُترکر مرکب بادپیما پر سوار ہوکر قتل کرتا ہوا جانب سیل چلا اور اُسی نیمچہ سے جو برّان نے طلسمی دیا تھا ہزارہا ساحر مارا گیا اور یہ لڑتا بھڑتا قریب سیل جب پہونچا تیغ سیل پر نیمچہ لگایا نیمچہ پڑتے ہی ایک شعلہ چمکا اور اُس سیل مین آگ لگی وہ مکانات اور دریچے اور نازنینان سحر جلکر راکھ ہوگئین جسقدر کہ فوج بیہوش اور مسحور ہوکر ہنس رہی تھی وہ ہوشیار ہوکر لڑنے لگی سیل جلکر غائب ہوا ادہر ایک فوج دشمن گرا پھر تو اسقدر خونریزی ہوئی کہ دامن دشت دامن معشوق گلنار پوش تھا جدہر دیکھئے انبار سر ودوش تھا گیاہ دشت مژگان خون چکان تھی ندی خون کی روان تھی لوہا برستا تھا ابر فنا بار چھایا تھا سرون پر نصرت وشکست کا سایا تھا دن بھر یہی ہنگامہ رہا جسوقت وہ زمانہ آیا یعنی گروہ سیاہ وشور لشکر ظفر پناہ سے آفتاب تابان تیرہ رو ہوکرہ بفرار لایا اور پروین وماہ کے گوشش خردش بزد سے بھرے **نظم**

نیا نیرنگ لائی شام جادو ۔۔۔ بُرا آیا نظر انجام جادو
ہوئی پیدا عجب جادو فگن شام ۔۔۔ طلسم روز توڑا یہ کیا نام

قریب شام حیرت ومصوّر کے پاؤن میدان رزم مین نہ ٹھہرے اور فوج نے گھونگھٹ کھایا بھاگ کر سمت دریا کے خون روان گئی اسطرف جو خیمہ وخرگاہ مہرخ پر پھرا تھا وہ لوگ پہلے ہی بھاگ گئے اور بلور نے فوج کا تعاقب کیا مگر دریائے سحر بناکردہ نانیان طلسم ہے وہان جانا مناسب نہ سمجھ کر طبل اماں بجواکر پھرے اور بارگاہ وخیام دشمن پر قبضہ کیا عمر نے حکم دیدیا کہ باقی زرکھو سب مال دشمن تاخت وتاراج کرو اسیوقت سب لٹ گیا بارگاہون مین آگ لگادی خزانہ کل ضبط کیا طبل شادمانی بجاتے سر خواجہ پر سے زر نثار کرتے پھرے مہرخ خواجہ سے بغلگیر ہوئی عیار سب شاد ہوئے بند غم سے آزاد ہوئے بارگاہ مین دوبارہ رونق ہوئی ڈھنڈھورا پٹا کہ خواجہ عمر طلسم نور افشان سے تشریف لائے ہین دشمن مغلوب ہوا اہل اسلام کے شریک ز خوف دہشت آئین اور آباد ہون رعیت فراری آنے لگی بازارین آباد ہوئین لشکر بلور کا ایک عمدہ

مقام عمدہ پر اُترا خواجہ کے حکم سے بلور چہار دست کے لیے بارگاہ زربفتی نصب ہوئی یہ اُسمین فروکش ہوا پھر مع عمر بارگاہ مہرخ مین جملہ سردار زیب کرسی و دنگل ہوے مہرخ نے آمد خواجہ کی خوشی مین جشن کیا اور ایک میدان وسیع و سبزہ زار مین خیمہ و بارگاہ ہین نصب کرائین سامان دعوت بلور مہیا کرایا بمجرد حکم کوسون تک آتشبازی گڑ گئی خیام ذی احترام استادہ ہوئے سراچے انکے برائے مشاہدہ سیر و تماشا اُٹھا دیئے گئے خیمون مین شیشہ آلات سے فروغ ہوا میدان مین جھاڑ روشن تھے درختون مین گیند لٹکے تھے طوائفان قمر پیکر ہر جگہ رقص کنان نشاط و سرور ہین پیر و جوان چاندنی رات کا سمان فلک پر مشعل ماہ روشن مزین انجم کی انجمن دشت و در کا چمکنا چشمون کا مواجی کرنا شاخ بلور کے جھومنے کا لطف دکھاتا تھا جب یہ سامان جمع ہو چکا مہرخ و بلور وغیرہ بصد سرور مسند ہائے زر پر آکر بیٹھے بادہ خواری شروع ہوئی مستون کی لاؤ لاؤ ساقیون کا با امر مشکل ٹال کا رکھ رکھاؤ جلسۂ طرب کا جماؤ رقاص کی ابرو اشارہ کہ ادھر آؤ شراب فرحت پی جاؤ نظم

کوئی مسرور فیض انجمن سے　　صدا قلقل کی شیشون کے دہن سے
کسیکے لب سے چسپیدہ لب جام　　کوئی بیہوش محو خواب آرام
کسیکے ہاتھ مین داماں ساقی　　کہین غل ہم بھی ہین مہمان باقی
کوئی نادم کہ مین نے توبہ کیون کی　　کسیکے لب پہ لب سنتا ہون ایسی
وہ ساماں جنسے ہو مسرور خاطر　　کیے موقع پر اپنے اپنے حاضر
طعام عمدہ کی تیاریان کہین　　کھلائے تازہ کھانے رکھتین ہین
صدا طبلون کی پہونچی آسمان تک　　غزل ٹھمری کی لفظ آئی زبان تک
گلون سے نکلے سُر آواز کے ساتھ　　لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ

یہان تو سب مصروف عشرت ہین لیکن حیرت جب قریب دریائے سحر پہونچی نئی بارگاہ اور تمام اسباب لشکر کا از سر نو اُسنے منگوا کر دریا سے کچھ اِدھر ہٹ کے مقام کیا فوج ہزیمت خوردہ وغیرہ کے جمع کرنے مصروف ہوئی اور عرضی اس ابتری حال لشکر کی شاہ جادوان لکھی اِسکے قرار پذیر ہونے سے تمام فراری مجتمع ہونے لگے اور عیار بچیان جو ایکبار مہرخ وغیرہ کو بیہوش کر کے ناکام پھر گئی تھین دوبارہ پھر عیاری کو چلین اور صرصر صورت ایک ساحر شریک مسلمانان کی ایسی بنا کر روانہ ہوئی جب لشکر عدو

ہین پہونچی سبکو مسرور و شادمان پایا جشن کا سامان دیکھا اُسی ہنگامہ مین بھی شریک ہوکر رفتہ رفتہ اس جگہ پہونچی جہان مہرخ و عمرو وغیرہ بیٹھے ہین چنانچہ جب یہ وہان پہونچی قاصد ہوئی کہ خدمتگار وغیرہ کو بیہوش کرکے شریک جلسۂ عشرت ہون اسی فکر مین تھی کہ عمرو پیشاب کے لیے اوٹھا اور کسیکو ساتھ نہ لایا اکیلا چوکی پر آیا مہرخ جانتی ہے کہ عیار ہمیشہ ہر جگہ تنہا جاتے ہین بنابر عادت کے آفتابہ رکھنے کو خواجہ نے خدمتگار نہین لیا یہ تو اُسیطرح ناچ دیکھا کی اور صرصر جو گھات مین لگی تھی عقب خواجہ چلی جب خواجہ چوکی پر جاکر بیٹھے اُسنے پُشت پر جو قنات آڑ کی لگی تھی اُسکو خنجر سے چاک کرکے اندر پہونچتے ہی کمند ماری کہ گردن عمرو کی پھنسی اُسے پھر کر دیکھا اِسنے حباب بیہوشی مارا کہ ناک پر پڑا خواجہ کو چھینک آئی اور بیہوشی چھائی صرصر بہت خوش ہوئی کہ بڑے عیار و فیلسوف روزگار کو پھانسا آج پیش شاہ طلسم میرا بڑا نام ہوگا کہ بہت بعد مدت کے موافق ہوئی اپنی تقدیر + آج وہ شخص پھنسا ہی کہ تھا جسکا نظیر + الغرض اُسجگہ تنہائی پاکر اِسنے چادر عیاری بچھائی اور پشتارا باندھکر دوش پر رکھا ازبسکہ سب مصروف عیش و سرور ہین کوئی خبر نہوا کہ یہ کیا لیے جاتی ہے اِسنے اُس مقام علیبہ سے نکلکر راستہ پکڑا اور لشکر حیرت مین پہونچی وہ انتظام جمعیت سپاہ کے سبب سے آرام پذیر نہوئی تھی کہ اِسنے جاکر پشتارہ سامنے رکھدیا ملکہ نے پوچھا کہ کسے لائین عرض کیا کہ عمرو کو یہ سُنکر وہ بھی بہت خوش ہوئی اور اسیوقت عرضی شاہ جادوان کو اس حال کی لکھی بادشاہ طلسم کو پہلے عرضی محتوی برحال شکست لشکر ہو پہونچی تھی یہ ظلمات سے متفکر پھر کر باغ سیب مین آیا تھا اور تدبیر مین تھا کہ کسی ایسے ساحر کو بہر جنگ روانہ کرون جو مقابل بلور ہو سکے کہ کسلیے اب لڑائی کو کب سے پڑ گئی ہے ذرا سنبھلکر لڑنا چاہیے ہنوز کوئی تدبیر نہوئی تھی کہ عرضی دوسری حال قید ہونے عمرو کی پہونچی بہت خوش ہوکر جواب لکھا کہ ای خاتون من صرصر کو بہت بھاری خلعت دینا اور قیدی کو سامنے اپنے قید رکھنا بقیہ شب گذر جائے تو ما بدولت آکر اوسکو قتل کرین خبردار غفلت نکرنا کہ وہ چھوٹ یہ نامہ پنجہ ملکہ پاس لایا اوس نے پڑھکر آہنگر بلائے اور قید گران مین عمرو کو مقید کرکے فرط خوف سے اُسیطرح بیہوش رکھا کہ مبادا ہوشیار ہو اور مکر کرکے چھوٹ جائے لہذا غافل رکھنا اچھا ہی پس تخت کے پاس بیہوش رکھکر عیار بچیون سے پہرا دینے کا حکم دیا اور آپ بھی شب بھر بیدار رہی ادھر تو یہ کیفیت رہی اسطرف مہرخ نے دیر جو ہوئی چوکی پر خواجہ کو تلاش کیا وہان حباب بیہوشی پڑا دیکھا اور پتیرہ صرصر کا بنا دیکھا اسکا ماتھا ٹھنکا اُسیوقت لشکر تیار کرکے چاہا کہ دریاے سحر کیطرف جاؤن ضرغام و جانسوز دو عیار موجود ہین اُنھون نے کہا کہ اے

ملکہ آپ تامل کرین ہم جاتے ہین اور اُستاد کو چھڑا لاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوئے یہان وہ غلبۂ طرب مبدل
بغم ہوا ہر ایک کو نیا الم ہوا کہ بیت بشکلِ بخت دشمن سب تھے مایوس + زبان پر دمبدم الفاظ افسوس
ادھر عیار جو چلے قریب دریائے سحر لشکر حیرت مین آئے دیکھا کہ بارگاہ ملکہ کے دروازہ پر عیار بچون کا پہرا ہے
کوئی خدمتگار بھی اندر نہین جا سکتا یہ تدبیر عیاری کرنے لگے مگر کوئی تدبیر پیش نہوئی اور رات جو باقی تھی وہ
گذری قیدِ فروغ سے شب افروز چھوٹی پروانون کے دلکو زیادہ لگی مگر سوز و ساز سے فرصت ملی ابیات

کہ وہ شب مثل دورِ دہر تیز ہوئی رخصت طلب بزمِ جہان سے		جو تھی مانند معشوقِ دل آویز زمین پر نور برسا آسمان سے	

صبح ہوتے ہی افراسیاب بادلِ بیتاب بقصد قتل عمر لشکر مین آیا حیرت نے تعظیم دی بارگاہ مین
لیجا کر بٹھایا اسنے حکم دیا عمر کو ستون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کرو صرصر نے کمند سے مضبوط باندھ دیا اور فتیلہ
رفع بیہوشی سنگھایا کہ وہ ہوشیار ہوا اِس آمد بادشاہ مین ہزارہا ساحر بہر ملازمت حاضر ہوا تھا سراپچہ اُٹھے
تھے عیار بھی صورت بدلے ایکطرف کھڑے تھے اور چاہتے تھے کہ خواجہ کو چھڑالین ملکہ جلا دنکر قریب جا جائین
اور قید کسی طرح کھلوا کر لے بھاگین اسی فکر مین تھے کہ یکایک عمر نے ہوشیار ہوکر شاہ طلسم کو گھورا اور منہ
چبائے افراسیاب نے للکارا کہ او دزد مکار اب کہ کیا حال تیرا کیا جائے عمر نے ہنسکر جواب دیا
کہ دزد تو آپ ہوگا یا تیرا باپ ہوگا ہم تو شہنشاہ ہین ملازم شہنشاہ کوکب عالیجاہ ہین اے افراسیاب
تیری عقل پر پتھر پڑے ہین تو مجکو عمر سمجھا ہے کہان بادشاہ عظیم الشان شہنشاہ عیاران جہان کہان ہین
حقیر و ناتوان اگر وہ تشریف لاتے تو اُنکو ساتھ ملکۂ دوران بران یا بادشاہ خود آتے طبقہ طلسم تیرا
اُلٹ دیتے تجھکو سزائے سخت دیتے مین ایک ادنے ملازم درگاہ ملکۂ مذکور ہون افراسیاب نے کہا اے
مکار مین تیرے فقرونسے خوب آگاہ ہون اب تو ملازم کوکب بنکر چھوٹنا چاہتا ہے اُسے کہا تجھے تو کوئی
قتل کر ہی نہین سکتا ہے سنبھل مین جاتا ہون افراسیاب یہ سُنکر بغضب اُٹھا کہ خود قتل کرے
اُسنے پکار کر کہا کہ میری کنپٹیون کیطرف دیکھ لے تو مین جاؤن شاہ طلسم نے اُسکے کہنے سے جو دیکھا تو دونون
کنپٹیون پر لکھا تھا کہ یہ پُتلا چینی کا ہے اسباب خود بینی کا ہے شیشۂ خاطر دشمن چور کریگا عمر بنکر افراسیاب
کو مجبور کریگا یہ پڑھکر شاہ متحیر ہوا تھا کہ اُس پُتلے نے زور کیا ایک شعلہ پیدا ہوا کمند جلگئی اور وہ لسان برق تڑپا
پھر رعد آسا ایک چیخ ماری کہ دل تمام ساحرون کے دہلگئے عیار بھی یہ حال دیکھکر حیرت ناک تھے مگر شاہ

جادوان اور حیرت نے ہزارون سحر پڑھے کہ پتلے کو روک لین وہ چشم زدن مین قندیل فلک ہوگیا اور
کہتا چلا کہ مین تیرے روکے کب رکتا ہون اپنے مالک پاس جاتا ہون خیر میرا حال کھلگیا اب مین جاکر تیری
سرکوبی کو اصلی عمر کو بھیجون گا یہ کہکر یہ جا وہ جا نظر سے غائب ہوگیا افراسیاب نے کھسیانے ہوکر کہا
کہ اے ملکہ حیرت یہ پتلا تمنے پہچانا کہ کون تھا یہ خود کوکب صورت بدلکر آیا تھا میرے ہاتھ سے بچگیا ورنہ مارا
جاتا حیرت نے کہا اے بادشاہ آپ سچ فرماتی ہین ورنہ یہ پتلا آپ سے نرکتا آپ کی غلام ایسے ایسے پتلے بناتے ہین
مجھے بھی یقین ہے کہ یہ بیشک کوکب تھا سب ساحرون نے ملکہ کے کلام بیہودہ کی تائید کی کہ واقعی صحیح ہے کہ یہ
خود کوکب تھا اب اُسکی شامت آئی ہے بہت ملازمان حضور کے سر چڑھتا ہے آخر تا بہ کجا ابھی اپنی سزا کو پہونچا تھا
خیر ابکی بچگیا تو ابکی سہی قضا ہی اُسکی آئی ہے شاہ طلسم ان باتون سے خوشنود ہوکر خلعت ہر ایک کو دیکر سمت
باغ سیب گیا اور کہا کہ ابکی مین بہت بڑے ساحر زبردست کو بھیجون گا اے ملکہ تم بمقابلہ مہرخ مین جاکر خیمہ کرو
ملکہ مسطور بمجرد حکم ترتیب لشکر کرکے روانہ ہوئی اور بمقابلہ اسلامیان آکر اوتری یہ خبر ملکہ مہرخ کو
ہوئی اُسنے قصد کیا کہ جاکر روکے اور مقابلہ مین نہ اوترنے دے لیکن سارے طلسم کا مالک شاہ
جادوان ہے ہر ایک مشیر نے سمجھایا کہ وہان کے ہٹا دینے سے فتح نہ ہوجائیگی پھر تکرار کرنا بیکار ہے غرضکہ
یہ تامل پذیر ہوئی اور عیارون نے آکر سب ماجرا بیان کیا کہ وہ خواجہ نہ تھی پتلا چینی کا تھا یہ معاملہ دربار مین گذرا
یہان بھی سبکو سنکر حیرت ہوئی اور مہرخ نے بلور سے بلاکر حال کہا پھر پوچھا کہ تم بتاؤ آدمی ہو یا تم بھی پتلا ہو
دھوکے کی ٹٹی اوسنے قسم کھاکر کہا کہ اے ملکہ مجھے خود یہ راز نہ معلوم تھا مین خواجہ کو عمر اصل مین جانتا تھا
اور مین ملازم بادشاہ انسان ہون کوئی پتلا نہین مہرخ نے کہا پھر جنکے ساتھ تم آئے تھے وہ تو گئے تمھارا
کیا ارادہ ہے اسنے کہا مجھکو میرے بادشاہ نے یہ حکم دیا ہے کہ افراسیاب سے جاکر لڑو اب جبتک دوسرا
حکم مجھکو نہ ملیگا مین یہان سے نجاؤن گا اور تمھارا شریک حال رہون گا مہرخ یہ سنکر مطمئن ہوئی اور بعشرت
مصروف انتظام تھی مگر پتلا جو اڑتا چلا پیک صبا سے بھی زیادہ تیز رو تھا ایک دم بھر مین ملکہ تیران
پاس آیا ملکہ نے بعد روانہ کرنے اُس پتلے کے عمرو مخمور کو اُس باغ سے اپنے پاس بلایا تھا اور اسی طرح سے
خاطرداری مین مصروف تھی عمرو کہ رہا تھا کہ اے ملکہ تمنے مجھے رخصت کیا تھا یہ کیا کہ مین یہان سے ایک باغ
مین پہونچکر ٹھہر رہا ملکہ نے کہا یہ حال بھی واضح ہوجائیگا انھین باتون مین پتلا آکر پہونچا ملکہ نے کہا اے پتلے تو نے
بڑا غضب کیا کہ راز شہنشاہ ظاہر کردیا پتلے نے کہا مین کیا کرون یون بچی مجھے پکڑ لے گئی اور یون

افراسیاب پیش آیا ملکہ بحران نے حال بیٹے کو رخصت کیا اسیوقت نامہ بادشاہ کوکب آیا اوسمین لکھا تھا کہ خواجہ کو ہمارا سلام شوق التیام کہنا اور کہنا کہ ہمنے اسیواسطے آپ کو رخصت نہین کیا کہ آپ پر یہ زمانہ سخت و نحس ہے اگر آپ جاتے تو دشمن آپکے گرفتار رنج و مصیبت ہوتے مثلا آپ کی صورت کا جس طرح قید ہوا تھا وہی صورت آپکے لیے ہوتی آپ اطمینان کیجیے آپ کے لشکر کا مین محافظ ہون یہ تمام کیفیت نامہ پڑھکر جو معلوم ہوئی عمر کو بڑی حیرت تھی کہ مین یہین بیٹھا رہا اور میرا ہم شبیہ ساری لڑائی فتح کر کے چلا آیا یقین ہے کہ اب شاہ طلسم مغلوب ہوا اور مجھکو فتح نصیب ہو غرضکہ حال خیریت لشکر سنکر لشکر تمامتر مصروف عیش و عشرت ہوئے لیکن اب حال لشکر امیر و لقاے بدخصال بیان ہوتا ہے لمؤلفہ

کیون چرخ کبھی وہ دن بھی ہوگا	میخانہ کا شہ ہو رند تیرا
خاتون محل ہو دخت انگور	وصلت سے ہون اسکے شاد رنجور
ہاتھون پہ رہے ہمیشہ ساغر	جمشید کی طرح ہو مقدر
لب ہون مے سرخ رنگ سے تر	لبریز ہون مے سے سارے ساغر
ساقی سب ہون غلام اپنے	رند و میخوار نام اپنے
اسدن یہ دل ہو اپنا راضی	جب ہاتھ مین آئے ریش قاضی
توبہ اے جاہ یہ کہا کیا	لکھو جلدی سے اب فنا نا

افسران لشکر سخن و لشکر کشان مضمون شکن شمشیر خامہ سے اسطرح سیف بیانی دکھاتے ہین کہ ہر فقرے پر دل لوٹ جاتے ہین جبسے زمرد شاہ راندۂ درگاہ الہ جب سے کہ نازک چشم قتل ہوئی مقابلہ موقوف کر کے انتظار آمد مدد تھا یہان افراسیاب بھی بوجہ رو کنے عمرو نامہ بھیجنے جانب کوکب کے کم فرصت رہا کوئی ساحر بہر امداد خداوند روانہ نہین کیا غرضکہ جب عرصہ ہوا سلیمان عنبر مو نے جانب کوہستان اپنے بھائی بند رشتہ دارون کو نامہ لکھے کہ یہان آؤ خداوند کی بنا بر اسکے لکھنے کے بہزاد کوہی اور فولاد کوہ تن بھائی اسکا کئی لاکھ کوہی ہمراہ لیکر بہر مقابلہ لشکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل قریب قلعہ کوہ عقیق پہونچا اس دشت مین اسکا لشکر اترا کہ یہان بسبب موقوف ہونے جدال اہل اسلام فرصت یاب ہین اور صید و شکار مین مصروف رہتے ہین قضارا پسر امیر شہزادہ ہاشم تیغ زن مع اپنے رفقا اور ملازم کے صحرا مین شکار افگنی کر رہا تھا ناگاہ ایک صید کے پیچھے جو روانہ ہوا اسیجگہ پہونچا کہ جہان

بہزاد و فولاد خیمہ زن تھے اُسکے شہزادے کو دیکھکر للکارے کہ ارے یہ جاے ادب ہے پہلوانان
زمانہ یہان فروکش ہین ادھر آنے سے باز آ اُلٹا پھر جا شہزادے نے اُنکا روکنا نہ سُنا وہ جب زیادہ غلغلہ
کرنے لگے بہزاد شور سُنکر بارگاہ سے نکل آیا اور قریب شاہزادہ آکر گویا ہوا کہ ای اجل رسیدہ تو نے کہنا میرے
ملازمون کا نہ مانا آخر دام مرگ مین پھنسا سچ بتا کہ تو کون ہے شہزادے نے فرمایا کہ مین بیٹا امیر کا ہاشم نام
رکھتا ہون اور مین نے کیا خطا کی ہی جو مجھپر اسقدر عتاب اب کرتے ہین اوسنے ہاشم کو جواب اس نرمی مدارا
کے کہا کہ یون تو مین بے ادبی تیری اسطرف آنے کی معاف کر دیتا مگر اب زندہ نچھوڑون گا کہ تو مسلمان
ہے اور پسر حمزہ ہے یہ کہکر مرکب طلب کرکے سوار ہوا اور مستعد کارزار ہوا شہزادہ بھی ناچار لڑنے لگا
اوسنے نیزہ سینۂ بےکینہ شاہزادہ پر لگایا شہزادہ نے نیزے کو سنان پر گانٹھا اور چند طعن ردوبدل کرکے
نیزہ اوسکے ہاتھ سے نکال دیا اوسنے پکارا کہ او مسلمان تو نے بڑا غضب کیا کہ نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا
اب میری تلوار سے نہ بچیگا یہ کہکر تلوار کھینچکر چلا لیکن اسوقت قدرت خدا سے کوہستان کیطرف سے
ایسی اندھی سیاہ آئی کہ تمام صحرا مین سوائے غبار اور اندھیرے کے کچھ نظر نہ آتا تھا شاہزادہ سمجھا کہ اسی
اندھیرے مین یہ تلوار لگائیگا تو زخمی کر دیگا یہ سمجھکر گھوڑا اوڑا کے پیچھے ہٹ گیا اور وہان سے بہت دور
ایک سمت نکل گیا جب وہ آندھی دور ہوئی اوس کو ہی اور اوسکے لشکر کا پتا نہ ملا ہرچند تلاش کیا کہ پھر
ملے اور مین مقابلہ کرون تاکہ وہ یہ نہ کہے کہ میرے سامنے سے بھاگ گیا مگر کہین نشان نہ ملا ناچار اپنے
اپنے لشکر مین مراجعت فرما ہوا اسطرف بہزاد وغیرہ بھی کوچ کرکے قریب لشکر لقا پہونچا اُس نے خبر سنکر
استقبال کو آیا لشکر کو ہیون کا باعزاز تمام اوتروایا بہزاد اور فولاد بارگاہ مین آئے خداوند کو سجدہ
کیا نذر دی خلعت عنایت ہوئے مخلع ہوکر دونون بیٹھے دور جام شراب شروع ہوا جب دماغ بادۂ ناب
سے گرم ہوئے بہزاد نے نشہ کی ترنگ مین بختیارک سے کہا کہ مین مسلمانون کا زور و قوت آزما چکا
پسر حمزہ۔ ہاشم نام صحرا مین مجکو ملا تھا مین نے پکڑکر خوب طمانچے مارے وہ منت کرکے جان بچا لیگیا
اور روتا ہوا بھاگا ورنہ مارا جاتا بختیارک یہ باتین سُنکر سمجھا کہ راہ مین ہاشم نے اسکو خوب پیٹا ہے
یہ بالعکس معاملہ بیان کرتا ہے یہ سمجھکر بظاہر ثناخوان ہوا کہ واقعی آپ ایسی ہی ہین اب آپ حمزہ کو یون ہی
زدوکوب فرمائیے گا یہ باتین کرکے ناچ دیکھنے لگے لیکن ہلکارے لشکر اسلام کے بصورت مبدل
برای خبرگیری حاضر تھے اُنھون نے بھی یہ سخنان دروغ سُنے اور خدمت امیر مین آئے اور سب سر دربار کلمات ذلت

ہاشم بیان کرنا مناسب تھا جب امیر مسجد کے پاس بہر عبادت تشریف لائے ہلکارے کل حال عرض
پیرا ہوئے امیر دفور غیرت اور جوش شجاعت سے غضبناک ہوئے لیکن تحمل کو کام فرمایا اور جب دربار مین
آئے شہزادۂ ہاشم بھی دنگل بردست چپ مین جلوہ فرما تھا اُسکی جانب دیکھکر فرمایا کہ اِس بارگاہ مین وہ
لوگ ناآئین جو طمانچے کھاتے ہین افسوس اُسے غیرت نہ آئی کہ اُسنے بہزاد کی مار کھائی نام بہزاد سُنکر
شہزادہ کو یقین آیا کہ یہ مجھکو فرماتے ہین بس یہ سمجھکر دست بستہ عرض کیا کہ ای پدر عالی مقدار کسکو بہزاد نی مارا اور
طمانچے کسنے کھائے امیر نے جو حال سُنا تھا وہ بیان کیا شہزادہ جوش تہور مین آکر کانپنے لگا اور باپ کے خفا ہونے پر
آنسو بھر لایا اور بعد لمحہ کے کسی حیلہ سے اُٹھکر باہر بارگاہ کے آیا اور اکیلا مرکب بادپیما پر سوار ہو کر سمت لشکر
لقا روانہ ہوا جب داخل لشکر ہوا جس کسی نے دیکھا خیال کیا کہ روز جنگ روز آشتی شاید کسی کام کو آئے
ہین یہ تصور کرکے کوئی مزاحم نہوا اور شاہزادہ داخل بارگاہ درگہ سالار نے چاہا کہ روکے اِسنے غصہ مین
آکر ایک لات ایسی ماری کہ درگہ سالار کا پیٹ پھٹ گیا اور ضرب لات سے اُڑکر اندر بارگاہ کے جاکر گرا
بختیارک نے یہ حال دیکھکر کہا کہ صلوٰۃ بر پیغمبر خداے بہزاد جسکے تمنے طمانچے لگائے تھے وہ آپہونچے یہ کلمہ
سُنکر سب اہل دربار سمت وہ نگران تھے کہ یکایک شہزادہ مع مرکب جلو خانہ سے بڑھا چوبدار یساول
دورہی سے ہان ہان لینا لینا کہتے رہے کوئی قریب نہ آیا اِسنے تلوار سے قرق زنجیر کاٹ دی اور پردہ
گرادیا صحن بارگاہ مین در آیا اور پکارا کہ سلام میرا اُس بزم مین اُسپر ہو جو ایک خداے لاشریک کو مانتا ہو اور
اُسکے پیغمبر کا دین برحق جانتا ہو تمام لقا پرست یہ کلمات سُنکر اکڑے اور پہل کرنے لگے بعض کان مین
انگلیان دیکر بیٹھے کہ تعریف خداے نادیدہ ہم نہ سنین اور شہزادہ نے للکارا کہ کون ہے تم سے وہ کاذب
ابن الکذاب نامرد ازلی جو بہادرون پر طوفان رکھتا ہے اور طمانچے کہتا ہے کہ لگائے بختیارک نے یہ سُنکر عرض
کی کہ یہ مجھسے مین بڑی دیر سے منع کر رہا تھا کہ شہزاد کی شان مین ایسا نہ کہو مگر اس حرامزادی بہزاد
نے نمانا آخر اپنی سزا کو پہونچا اب کیسا چپکا بیٹھا ہے حضور دروغ گو وہ یہ حاضر ہے شہزادہ یہ سُنکر پکارا کہ
او بیحیا اُٹھتا نہین اب طمانچے نہین لگاتا بختیارک نے کہا ابتو نانی مرگئی اب کیا اُٹھینگے زبان سے طمانچے
لگاتے لگاتے تھک گئے ہین بہزاد یہ سُنکر بغضب تمام اُٹھا اور تیغہ کھینچکر پکارا کہ ہاش او طفل
بے ادب کیا بکتا ہے وہان میرے ہاتھ سے بچگیا یہان قضا تیری لائی ہے شہزادہ نے اُسکو آمادہ
حرب دیکھکر گھوڑے سے کود کر قدم بڑھایا اُسنے تیغہ دوڑکر لگایا اِس بہادر نے نگاہ تلوار کی باڑھ سے

نادی اور ٹھیلی دمی کہ تیغہ پٹ ہوا فوراً اُسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ تلوار چھوٹ گئی تلوار پھینک کر
ایک طمانچہ اس زور سے مارا کہ سارا کبر و غرور دماغ سے نکلگیا خوب منھ کی کھائی گردن کی رگین ٹوٹکر
سر نجس دو دہ جا گرا لاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا تمام بارگاہ کے افسر اُسکی شوکت و شہامت دیکھکر دنگ تھے
سکتے کے ڈھنگ تھے کہ شہزادہ نے سر اُسکا اوٹھا کر فتراک سے باندھا اور جست کر کے پشت مرکب پر آیا پکارا
کہ ہے کوئی تم مین ایسا جو سر لے مجھسے ورنہ یہ سر نجس مزبلے پر پھینکا جائیگا اور اہل اسلام کی ٹھوکرین کھائیگا
لقا اور تمام سردار پہلے تو خاموش تھے اور جانتے تھے کہ شہزادہ اسکو مار لے گا لیکن اسوقت کا نعرہ سُنکر خواب
غفلت سے چونکے اور بختیارک نے فولاد سے کہا کہ افسوس جسکا ایسا بھائی مارا جائے اور وہ بیٹھا تماشا
دیکھے اُس نے جواب دیا کہ ملک جی جیسا اُسنے کیا ویسا پایا مین اس امر مین دخل ندون اسنے یہ
شہزادے سے کہا کہ حضور تشریف لیجائین یہان مع خداوند جتنے ہین سب نامرد ہین کون آپ سے
آنکھ ملا سکتا ہے لقا نے یہ کلمہ سُنکر افسرون کو للکارا کہ خبردار یہ بندۂ سرکش جانے نپائے پھر تو بڑے بڑے
زبردست سردار سرکردۂ روزگار دنگلون سے کودے شہزادہ شمشیر بکف تا بہ در بارگاہ پہونچ چکا تھا کہ
غل لینا لینا کا ہوا باہر بارگاہ کے نکلکر شہزادہ بھی ٹھہرا افسرون نے چار طرف سے آکر گھیر لیا لشکر جو اُترا
ہوا تھا اسمین قرنا پھکی فوج جلد تیار ہوئی افسر کئی ہزار آگرا تھا چار طرف سے تلوار پڑنے لگی شہزادے نے
بھی نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا اور ہمہ تن چشم سنکر لڑنے لگا تیغ غیرت کے جوہر دکھا دیئے سرون کے ڈھیر
لگا دیئے العیاذ باللہ فوج کا ریلا کر کے مثل موج دریا اُس اکیلے پہ آنا اور اِس بہادر کا ہر سمت قتل
کرتے ہوئے جانا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بحر آہن مین شناوری کر رہا ہے ہر ذبیحیات تیغ دودم سے اِسکی حباب
آسا زندگی کا دم بھرتا ہے لاشون کے انبار ہین بید ست و پا تمام سردار ہین نقشۂ زیست خامۂ شمشیر نے
بگاڑا تھا بار سر تن سے اوتارا تھا قضا سرون پر کھیلتی تھی فلک ظلم کی نئی بازیگری تھی کہ **ابیات**

زگرد سواران جہان تیرہ شد | بگرد اندرون دیدہ شان خیرہ شد
بروز اندرون روشنائی نماند | تو گفتی سپہر از روش باز ماند
ز پیکار ایشان نہان گشت مہر | ستارہ بگردون بپوشید چہر
دل جنگجویان شدہ پر زخون | بنہ شان گیتی کسے رہنمون
زخون سواران ہمہ خاک و سنگ | برآورد کہ شد چو پشت پلنگ

اِس جنگ کی خبر ہلکارون نے جاکر بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کی بادشاہ نے امیر سے فرمایا کہ آپ جائیے شہزادۂ ہاشم کی مدد فرمائیے اگر وہ شہزادہ مارا گیا تو شجاعت ندکھاتا راست دروغ آخر ظاہر ہوگیا دشمنون کا خدا نے مکر چلنے ندیا امیر شجاعت فرزند دلیر سُنکر و نیز ارشاد بادشاہ با توقیر بجالانے کو دنگل سے اُٹھے ازبسکہ سپہ سالار تمام لشکر جرار اسلامیان کے امیر والاتبار ہی ہین اِنکے اُٹھتے ہی پانچہزار پانچ سو چھپن دلیر سردار اپنی جگہ پر سے اُٹھا اور باہر آکر پشت مرکب پر بیٹھکر برسم یلغر لشکر مخالف پر جاگرا نعرہ ہاے سرداران بلند ہوئے تہا کہ زمین و زمان مین ٹپا ہاشم کی پشت قوی ہوئی لبسان برق تڑپ تڑپ کر لڑنے لگا سرداران اسلام نے تیغ تیز سے اور گرمی ستیز سے دشت جنگ بازار آہنگران بنادیا صداے گرز گران نے آہن کوبی کا پتا دیا دشت لرزتا تھا لوہا برستا تھا خود پر تلوار کی جھنکار تھی تلوار سے قتل کرنیمین اجل سرمسار تھی یہ تن گرا وہ سرگرا یہ زخمی ہوا وہ مارا گیا یہی ہر طرف پکار تھی کہ بموجب ابیات

دو لشکر بکینہ در آویختند / ز یکدیگران خون ہمے ریختند
ہوا گشت از گرد چون تیرہ میغ / ہمے گرز بارید از ابر و تیغ
زبس کشتہ شد روی ہامون چو کوہ / ز گیر ودہ و دار گردان ستوہ
سر نامداران بدریاے خون / شدہ غرق و نامد یکے زان برون
زمین گشتہ مانند دریاے چین / زبس جوش لشکر بدان دشت کین
زمانہ شدہ خیرہ از کارشان / ز گوشیدن جنگ و پیکارشان

بختیارک نے جب دیکھا کہ سپاہ اسلام آگری لقا سے کہا کہ اب یہان سے بھی بھاگنے کا آپ نے ارادہ کیا یا آج جان دینے کا عزم ہے لمحہ بھر مین امیر گرفتار کر لیجائینگے لڑائی کو ہیون کے سبب سے رُکی ہی ورنہ فوج آپ کی مدت ہوئی کہ بھاگ جاتی لقا نے کہا اچھا مین نے تقدیر طبل امان بجے بموجب حکم کوس بازگشت لشکر پر چوب پڑی فوج طالب امان ہوئی امیر نے ہاتھ روکا سردار پھرے ہاشم نے آکر پاے پدر پر سر رکھنا چاہا امیر نے سرسینہ سے لگایا پھر بیچ مین سرداران کے شہزادہ کو لیکر زر نثار کرتے ہوئے پھرے اور لشکر مین آئے پوشاک بدلکر بارگاہ مین بیٹھے سر مہرادو کا شہزادے کے حکم سے حزبلے پر پھینکدیا اور اِس خوشی مین ایک دن اور ایک رات جشن کیا جب دوسرے روز تیغ شعلہ بار مہر کی تیزی کم ہوئی اور ابن اللیل مع لشکر انجم عرصۂ فلک پر ظاہر ہوا کہ بمقتضاے ابیات

رخِ خورشید کی رنگت ہوئی زرد — حرارت بھی ہوئی کچھ دھوپ کی گرد
مہک اوٹھی جو بوے مشک دل چور — ہوئی بالکل بشکل روز کافور

سرِشام بادلِ ناکام غم براد رنافرجام مین فولاد نے حکم نواخت طبل جنگ دیا طبل بجنے کی خبر ہلکارون سے لشکر امیر کے یہان بھی طبل سکندری بجا دلاور خبردار ہوئے دربار سے اوٹھکر براے درستی اسباب جنگ اپنی جگہ پر وہ صاحب نام وننگ آئے دونون لشکرون مین تیاری شروع ہوئی سلح خانے کھلگئے بہادر لڑنے پر تلگئے تلوار کمر سے لگی ہر ایک کے دل سے لگی تیر ترکش مین جاگزین ہوئے کمند کے لچھے بہت اچھے شانون پر پڑے عمود وصورت بیہودہ دکھاتے نیزے سرکشی جتاتے کمانین گوشون سے باہر نکلنے پر تیار کشیدہ خاطر اور کبیدگی اظہار گھوڑون کی ہمہمے بہادرون نے نعرے بلند نامردونکی دل دردمند آفت کا سامنا ہیبت سب سے زیادہ جان دینا نقیبون کی صدا سے دنیا کی مذمت پیدا اور الٹا م ہی بہادر عروس تیغ عنبر شید اکہین تلوا اسکی چمک کہین شعلۂ جانستان تیغ لپک خرمن ہوش جلاتی ہر سمت یہ صدا آتی نظم +

گر تم اِک عمر سے ہو سب نمک خوار — کہے رکھتے ہین ہم سب سے خبردار
رہے باقی اگر تم مین کوئی مرد — نہ لائے اپنے دل مین وہ ذرا درد
وہین مرجائے یا اُسکو مٹائے — طلاق اُسپر ہے گردھیان اور لائے
ہوے حاضر سلاح جنگ سارے — ملے سکو ہوئے پھر یون اشارے
کہ ہے اب اِمتحان یارو خبردار — کمی ہونے نپائے آج زنہار
دیئے سردارون نے خلعت زروسیم — جھکا ہر فرد بہر رسم تسلیم

رات بھر یہی ہنگامہ جانبین مین برپا رہا صبحدم سحر تیغ رنگ نے خرمن ماہ وجسم شب چور نگ اور زمانہ عذار نے رنگ فساد کا ڈھنگ نکالا کہ بموجب ابیات

ہوا انجام شب اس گفتگو مین — اُٹھے سب جنگ کی پھر آرزو مین
کہ جب نقل مکان کی شب نے حاصل — ہوا صحن زمین خرشید منزل

صبحدم امیر عبادت خالق قدیر مین مصروف تھے اور لشکر خیل خیل جانب جنگگاہ روانہ تھے بہادر رزم سے مالوف تھے کہ یکایک مہتر ابن مہتر یعنے چالاک بن عمر نے خبر روانگی لشکر جانب نبردگاہ خدمت امیر عالیجاہ مین عرض کی امیر نے بھی سجادۂ طاعت پر سے اُٹھے اور لباس جنگ جسم پر آراستہ فرماکر برآمد ہوئے تمام

سردار بہر سلام حاضر تھے اُنکو ہمراہ لیکر اسقر دیوزاد اُڑاتے آستان عالیجاہ بادشاہ لشکر اسلام پر آئے کچھ ہی دیر ٹھہرے تھے کہ شاہ گردون بارگاہ مملکت پناہ کی آمد ہوئی اول پردۂ زرنگار درِ شبستان چرخی پر کھچا جلوس سواری پیدا ہو کنولہائے جواہر آگین روشن کہاریون کا اُٹھتا جوبن زیور کی نئی آن وبان تھی اقسد حنبر جان تھی کہارون نے تخت شاہی بدلوایا ہر سردار نے مع امیر بہر تسلیم سر جھکایا پھر تو ڈنکا بجا عَلَم آگے بڑھے بادبہاری روان ہوئی سواری بادشاہ کی قلب لشکر اسطرح چلی کہ بموجب **ابیات**

صدا دی کوس شاہانہ نے ہر سو — بشکل موج بدلے سب نے پہلو
بصد حشمت بصد شوکت بڑھا شاہ — چلا لشکر بھی پیچھے پیچھے ہمراہ
ہر اک کہتا تھا کریئے جانفشانی — بشرط فضل حق اور زندگانی
سنا جب یہ ہوئے محظوظ سردار — کہا صد آفرین یاران خونخوار
ہوئی گرزون کو حاصل سربلندی — ہٹی مغرور دل کی خود پسندی
جو تھے افزایش جرأت سے بیتاب — ہوئے رخسارے اُنکے آتشین تاب
بڑھے سردار لشکر اکطرف کو — پکارے واقفان جنگ ٹھہرو

اسیطرح جب وارد دشت مصاف ہوئے دیکھا کہ گرد اُڑی اور سپاہ مخالف کی آمد ہوئی لقا تخت پر سوار گرد فیل کوہیون کی قطار فولاد آگے آگے کرگدن مست پر سوار میدان مین پہونچکر صف کشیدہ ہوئے اور بعد صفوف آرائی جدال وقتال فولاد گینڈا اُڑا کر اجازت لقا سے لیکر عرصۂ نبرد مین آیا اور پہلو شوری دکھا کر طالب نبرد مرد مقابل ہوا کلمات زجر بہت کچھ زبان پر لایا کہ اے بہادران مین بمقتضائے **ابیات**

نکلکر اک تہمتن یون پکارا — کہ مین ہون صف شکن مرد صف آرا
مری تلوار کاٹے گی سر و تن — مسلمانون کے جی کا مین ہون دشمن

اسطرف سے سبب اُسکی سنکر علم لشکر دست راست جلوہ فگن ہوئے اور شہزادۂ **تورج** نوجوان بن **بدیع الزمان بن حمزہ صاحبقران** بادشاہ عالیشان سے اجازت لیکر جانب میدان روانہ ہوا اور قریب فولاد جب پہونچا اُسنے گینڈا پیچھے ہٹا کر تگاور ماری کہ چار قدم مرکب رخش پیکر شاہزادہ والاگہر ہٹا اور چھ قدم گینڈا اوس خودسر کا عقب چلا گیا دونون نے زانو مسل کر مرکب بڑھائے اور مقابل آئے شہزادے نے بزبان نرمی و مدارا اُسکو خطاب فرمایا کہ ای مرد خودسر **نظم**

نہین ہم کرتے اپنا وار پہلے — لگا تو ہمیہ اِک تلوار پہلے
نہین کچھ جانتا تو جنگ کے ڈھنگ — بدلتا ہے فلک دیکھ اور ہی رنگ
لگا شمشیر پھر دیکھ او سیہ مست — کہ کیونکر تجکو کرتے ہین ابھی پست
نگہبہ اموت تیرے سر پہ آئی — کہا جب یہ تو تیغ اُسنے لگائی

شہزادہ نے تیغہ اُسکا سپر فرّخ دامن پر روکا مگر بازو پر قوت تھا تیغہ سپر کو کاٹ کر خود دو بلغہ زرہ توپ کو تراش کر سر مین در آیا شہزادہ نے داستانے شجاعت کے بانے دم شمشیر مین لگائے کہ تلوار جھنّا کر سر سے نکلگئی اور چادر خون بلبلا کر رخسار پر آئی شہزادے زخم سر شدہ تحت الحنک سے باندھکر خبردار خبردار کہکے تلوار بزبردستی تمام اُس خود کام پر لگائی اُسنے بھی سپر چہرہ پر پناہ کی مگر سپر قرص پنیر کیطرح تلوار کاٹ کر اُسکے بھی کاسہ مین در آئی اُسنے بھی داستانہ مارا کہ تیغہ سر سے نکلا لیکن تا دو ابرو زخم کاری لگا کہ سر اُسکا ہرنہ زین پر جالگا شہزادہ نے سر کاٹنا اور صید مجروح پر ہاتھ ڈالنا مناسب نجانکر للکارا کہ لیجا اسکو یہ اپنی سزا کو پہونچ گیا حوصلہ اِسکے دلکا نکلگیا لوگ دوڑے اور فولاد کو میدان سے لیگئے شہزادے نے باوجود حالت زخمداری پھر مبارز طلب فوج کوہیان مین سے سیہ سالار فولاد۔ حداد کوہی گینڈا اُڑا کر سامنے آیا اور کچھ کلمات بیہودہ کہکر بموجب **ابیات**

برابر آکے اِک گرز گران سنگ — کہ جسکے دیکھنے سے عقل ہو دنگ
لگایا سر پہ مردِ نوجوان کے — کہ ہون ٹکڑے ہزارون استخوان کے
غش آیا تھا کہ سنبھلا وہ دلاور — کمر سے اپنے لی تیغ دو پیکر
بشکل برق تڑپا اور کیا وار — ہوا دو ایک سے مردِ ستمگار
گرا وہ اور بھائی اُسکا آیا — نہایت جلد اک تیغہ لگایا
دیا شہزادے نے وار اسکا خالی — چلائی اُسپہ شمشیر ہلالے
گرا فرشِ زمین پر ہوکے مقتول — کیا خاک لحد نے جلد مقبول

اسیطرح تا شام شاہزادہ خوش انجام نے اُس حالت زخمداری مین عدو کشی فرمائی قریب شام لقا نے رنجیدہ ہوکر طبل بازگشت بجوایا لشکر نے مراجعت کی کفار رنجیدہ و دل کبیدہ پلٹے اور امیر شہزادہ پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا امیر نے جراح

کوکہ لقمان نام ہی اور اوسکے سپرد مرہم سلیمانی دواخانہ شاہی رہتاہی اور سب جراحون کا افسر ہی طلب فرمایا
اُسنے حاضر ہوکر شہزادۂ والاگہر کی زخم دوزی کی شہزادہ نے چالاک عیار کو بُلایا اور فرمایا کہ ایک پھایا مرہم سلیمانی
کا فولاد کے لیے لیجاؤ کیونکہ جبتک وہ نہ مرہم لگائیگا مین بھی نہ لگاؤنگا کہ بیت اگر کچھہ زندگی کا لطف تجکو چاہیے
نادان + اسی مین ہے مزا دشمن بھی ہوئے بندۂ احسان + امیران باتون سے شہزادے کی بہت
خوش ہوئے اور چالاک بنا بر ارشاد پھایا لیکر روانہ ہوا اور لشکر لقا مین پہونچا طلایہ دار لشکر نے اسکو
بصورت اصلی دیکھکر روکا اسنے کہا کہ ہمارے آنے کی خبر فولاد کو پہونچادو کہنا کہ شہزادۂ نورج نے عیار کو
آپ کی خیریت دریافت کرنے کے لیے بھیجا ہے لوگون نے جاکر اسیطرح فولاد سے بیان اُسنے باعزاز تمام
طلب کرایا بختیارک نے کہا کہ اُنکا بلانا اچھا نہین مگر اُسنے نمانا چالاک جب داخل بارگاہ ہوا بختیارک
اُٹھکر تسلیم بجالایا اور پکارا کہ حضور نے کرم فرمایا جو تشریف لائے نیازمند مشتاق ملازمت بھی تھا وتیز
کچھہ روپیہ کہ تحفۂ محقر ہے آپ کی نذر کے لیے جمع کر رکھا ہے لیتے جائیے گا چالاک اسکی باتون پر ہنسا
اور کہا ملک جی چلتے وقت تمسے بھی سمجھ لینگے یہ کہکر فولاد سے کہا کہ شہزادے نے مزاج کی خبر پوچھی ہی اور یہ
مرہم دیا ہی فرمایا ہی کہ تم لگاؤ تو ہم بھی لگائین فولاد اس عنایت فراوان کا نہایت مشکور ہوا اور دل مین سوچا
کہ بیشک مسلمان اپنا مثل نہین رکھتے یہ سوچکر وہ پھایا لیکر چالاک کو خلعت دیا جب یہ چلنے لگا ملک جی نے
بہت سی کشتیان زر و جواہر کی منگا رکھین تھین چلتے وقت منت کرنے لگا کہ مرشدزادے یہ لیتے جائیے اسنے
وہ کشتیان بھی لین اور وہان سے خدمت شاہزادہ مین آکر حال کہا شہزادے نے مرہم لگایا ادھر جب یہ
جاچکا تو فولاد نے بھی مرہم لگانے کا قصد کیا بختیارک مانع ہوا کہ ہرگز یہ مرہم نہ لگانا اسمین زہر قاتل ملا ہوگا
خلاف عقل کہ دشمن کے لطف و مدارا پر بھولے فولاد نے کہا ملکجی مسلمان ایسے نامرد نہین ہین جو دغابازی
کرکے ہلاک عدو کو کرین اور خیر اگر زہر بھی ملا ہوگا تو میرا نام ہوجائیگا کہ مسلمان ایسے عاجز ہوئے کہ فولاد
کو زہر سے مارا یہ کہکر پھایا لگا لیا اور کہا تو ملکجی بتلاؤ کہ عیار کو تمنے اسقدر روپیہ کیون دیا اور عجز اور
انکسار بہت کچھ کیا بختیارک نے ایک آہ سرد بھری اور کہا ندیتا تو کیا کرتا یہ کہکر رخیدہ سر پر سے اُتار اکہا
دیکھیے اس دینے لینے پر تو مارے جوتیون کے چندیا گنجی کر دی ہی اگر ندون تو سر کاٹ ڈالین ہم کیا جانو
اگر دو خالی پھر جاتے تو خیمہ مین میرے آکر کہتے کہ ملک جی تمنے ہمارے آنے کا مطلق پاس نکیا نذر بھی ندی پھر مین
ہر چند عذر کرتا اور جو کچھ دیا ہے اس سے دونا دیتا مگر کچھ نہوتا سارا گھر لوٹ کے مجھے صحرا مین لیجاتے اور

سینہ تک زمین مین دفن کرکے جاتے یہ مضمون فولاد نے جب سُنا بہت ہنسا اور دل مین کہا کہ لقا بالکل جھوٹا ہے کہ عیار اُسکے شیطان کا یہ حال کرتے ہین اور اُس سے کچھ نہین ہوسکتا بس اگر شہزادہ قورج تجھے زیر کرین تو اُنکے ساتھ مسلمان ہوجانا اچھا ہے اسی سوچ مین تھا کہ یکایک زخم سر مین کھجلی ہوئی اُسنے کھجایا پھاہا مرہم سلیمانی کا چھوٹ آیا اِسنے ٹٹول کر ہاتھ سے زخم کو دیکھا کہین نشان بھی نپایا تو اور زیادہ حیران ہوا کہ یکایک زخم کیونکر اچھا ہوگیا بختیارک نے اِسکو متفکر دیکھکر کہا حیران نہو یہ مرہم سلیمانی تھا اِسکی تاثیر یہ ہے کہ پہر بھر مین کیساہی زخم ہو اچھا کرتا ہے حمزہ کی بی بی ملکہ آسمان پری ہے وہ بھیجی ہے فولاد یہ حال سُنکر اور زیادہ نفرت گزین لقا پرستی سے ہوا اور شوکت اسلامیان خانہ دلمین جاگزین ہوئی بختیارک سے کہا کہ ملکجی تمتو کہتے تھے اِس مرہم مین زہر ملا ہے نہ لگاؤ ابھی یہ صفت بیان کرتے ہو بڑے جھوٹے ہو اُسنے جواب دیا کہ مین اسلیے منع کرتا تھا کہ اِسکے لگانے سے تم جلدی ہمسے جدا ہوجاؤگے یعنے اچھے ہوکر یا مارے جاؤگے یا مسلمان ہوجاؤگے و نیز محبت اسلامیان دلمین تمھارے آجائیگی اب تم مجھے آدھے مسلمان نظر آتے ہو اِسنے کہا ملکجی اِسمین تو شک نہین کہ حریف میرا بڑا جوانمرد و صاحب وضع و شجاع ہے مجھے بھی یقین تھا کہ عیار مرہم لایا ہے کہ شاید اسمین دغا ہو مگر نہین کوئی اُنمین دغا پیشہ نہین ہے بختیارک بولا کہ عیار اگر مسلمانون کے نام سے کوئی عیاری کرین اور حمزہ کو خبر ہوجائے تو اُس عیار کو بغیر مارے نچھوڑے یہ تو کیا عمر جو اُن سبکا سردار اور باپ اور شاہ عیاران ہے اُسنے جب کبھی کسی پہلوان کو بمکر ذلت دی ہے تو امیر نے وہ روز بد اُسکو دکھایا ہے کہ کوئی دشمن کے ساتھ بھی ایسی بُرائی نکریگا فولاد صفات شجاعت اہل اسلام سُنکر بہت خوش ہوا اور کہا مین ایسے بہادرون پر تلوار اب نہ کھینچون گا خیر کل طبل بجوا کر کشتی لڑون گا جو زیر ہوگا وہ غالب کی اطاعت کریگا بختیارک نے کہا تلوار کا لڑنا اچھا ہے کہ تمھارا ہاتھ اگر پڑا تو حریف کے دو ٹکڑے ہون گے اور کشتی مین تو دیو سمندان اور سرکشان قاف اُنسے ہار گئے تمھاری کیا اصل ہے دم بھر مین قورج دے مارے گا فولاد نے کہا ہر چہ بادا باد مین تو انکا بندۂ احسان ہون یہ سُنکر اُسنے کہا صلوٰۃ بر محمد کیا مرہم تھا کہ جسنے ہمارے دلمین زخم کیسا ناسور ڈالدیا اب تم مسلمان ہوئے ابھی سے ہم تمکو صبر کر چکے فولاد اِسکے کلام سے ہنستا ہوا اپنی بارگاہ مین اُٹھ آیا اور ایک روز تامل کرکے دوسرے دن جب جسم فلک زنگاری سے پھاہا آفتاب کا چھوٹا اور نشان داغ انجم ظاہر ہوئے نظم

کہ عمر روز گھٹتے گھٹتے اک بار
ہوئی ساکت بشکل نبض بیمار

مزاجِ شام نے تفریح پائی   اُبھر کر مثل ابر زلف آئی

سرِ شام فولاد نے طبل جنگ بجوایا ہلکارون نے سمع ہمایون بادشاہ تک یہ ماجرا پہونچایا اسطرف بھی نقارۂ حرب بجا تیاری جنگ مین وسب بسر ہونے لگی بہادرون کی آرزو پوری ہونے کو سحر ہونی لگی تلوار کی باڑھ خنجر کی دھار تیر زہر آبدار گرز گرانبار وغیرہ کی درستی ہونے لگی لوہے کی جھنکار ہوش فلک کے کھونے لگی فوجون کے جماؤ سے لشکرون کے پڑاؤ سے زمین پر بھونچال تھا یہ حال تھا کہ بمقتضائے **ابیات**

فراز آمدند این دو لشکر بہم   جہان شد ز پر خاش جویان دژم
زمین آن سپہ راہی بر نتافت   بران بوم کس جائے رفتن نیافت
خروشے برآمد ز ہر پہلوئے   تلے گشتہ دیدند بر ہر سوئے
لبسے اسپ تازی بزین و خدنگ   لبسے نیزہ و خود و خفتان جنگ
گرفتند ہر یک ازان از سپاہ   ز اسپ و زرہ و ز تیغ و کلاہ

جب شمع شب افروز انجم تیغ تیز سحر سے کشتہ ہوئی اور باد صبح نے چراغ عالم کے مردہ کیے **اشعار**

سحر نے جلوۂ پنہان دکھایا   زمین نے نور کا سامان دکھایا
بڑھی اوس شب کی جیب پیرانہ سالی   فروغ صبح نے کی پائمالی

صبح ہوتے ہی لشکر بہر جدال وارد دشت قتال ہوئے امیر سحر سے اٹھکر آستان فیض نشان سلطان ذیشان پر آئی بادشاہ اسلامیان بھی مشتاق جنگ تھے جلد تشریف لائے سب نے مجرا و سلام کیا صدائے طرقو بلند ہوئی سواری شاہ باکرم کی میدان قتال کو چلی اُسوقت بہادرون کی آن وبان لشکر کی شوکت ورفعت وشان قابل دید تھی منچلون کا تیکھا پن جوانون کا بناؤ ہر طرف جماؤ سے گویا قربانی کی صید تھی **نظم**

بفرمود تا کوس میدون برند   سرافراز پیلان بہامون برند
سپہ شد ہمہ کشور از گرد شم   برآمد خروشیدن گاؤ دُم
پسِ پشت او شارسان ہری   بہ پیشِ اندرون تیغ زن لشکری
بیاراست با میسرہ میمنہ   سپاہی ہمہ یک دل و یک تنہ
تو گفتی جہانگیر از جوشن است   ستارہ ز نوک سنان روشن است

جب میدان مین پہونچے حسب معمول صفین درست ہوئین فوجین لڑنے کو چست ہوئین نقابھی

مع لشکر آیا کوہیون نے مقابلہ مین پرا جمایا بعد ترتیب صفوف لشکر فولاد نے گھوڑا اُٹھایا لقا سے اجازت لیکر
وسط میدان مین آیا سلحشوری دکھا کر پکارا کہ ای گروہ مسلمانان مین تم اور کوئی ہمنبرد نہین چاہتا سوا ے
شہزادہ قوریج کے اس نہیب کو سنکر علم لشکر کے جلوہ دکھانے لگے نقارے تشتری و فیلی بجے شہزادہ
قوریج نے بادشاہ سے اجازت لیکر مرکب اُڑایا اور اُسکے مقابل آیا اُسنے احسان شہزادہ کے یاد کرکے سلام
کیا اور عرض پیرا ہوا کہ اے شہزادہ والا گہر اُس روز سب ہتیار سے وار ہو چکے ایک کشتی لڑنا باقی ہی آج
آئیے ہم آپ نصیب آزمائی کرین جسکو فتح نصیب ہو وہی حاکم ہے مغلوب اُسکی اطاعت کرے شہزادہ
گویا ہوا کہ اگر یہ ارادہ ہے تو بسم اللہ یہ کہکر دونون کو دے عیار دونون کے دوڑے اور لشکر مین خبر دی
بیلداروں نے آگرا کھاڑا بنا دیا مشک و عنبر مٹی مین ملا دیا دونون دامن گردان کر اکھاڑے مین اُترے
خم بجا ٹھاٹھ کشتی کا ہوا طاق پر مٹی چڑھی شانون پر ایک نے دوسرے کے مٹی لگائی پھر ادھر ادھر سے
داؤن گھات مین پھر کر ہاتھ سے ہاتھ ملا کسینے دستی بزبردستی کھینچی کوئی بغلی ڈوبا لنگوٹ مین ہاتھ ڈالا
کولے پر بھر کر مارا اُسنے توڑ کرکے پھر سامنے پانون گاڑا پیچ توڑ جوڑ بند ہونے لگے سر سے سر ملکر ٹکر اور
گھسے چلنے لگے اسیطرح بسان اہرمن یا مثل فیل مست دونون گتھے تھے زور ریلا پیلی کے ہو رہے تھے
یہ حال کہانتک بیان ہو تین شبانہ روز برابر کشتی رہی شہزادہ نے کچھ کھایا پیا نہین فولاد نے انکو بھوکا پیاسا
لڑتے دیکھکر آپ بھی آب و غذا کیطرف توجہ نہ کی تیسرے روز پچھلا پہر دن باقی تھا کہ شاہزادے اُسکا
لنگر اُکھیڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر چاہتا تھا کہ پٹکے اُسنے فریاد کی کہ امان دیجیے فرمایا کہ امان بشرط
لانے ایمان کے ملیگی اُسنے عرض کیا کہ قبول ہے شہزادہ نے زمین پر اُتار دیا اسنے دوڑ کر سر اپنا قدم پر
جھکایا شہزادہ نے سر سینہ سے لگایا کلمۂ طیبہ بتایا وہ کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنے لشکر کو پکارا
کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ آئے کہ مین نے اطاعت شہریار کی اختیار کی لشکر کے افسر سب آکر حاضر ہوئے اور
دین اسلام اختیار کیا بہت لشکری شریک لقا رہے بختیارک نے یہ حال دیکھکر لقا سے کہا کہ
یا خداوندا بندے آپ کے اب جاتے ہین مبارک ہو لقا نے کہا حمزہ میرا سپہ سالار قدرت پیارا
بندہ ہے پس یہان رہے تو کیا اور اُسکے پاس رہے تو کیا یہان وہان سب برابر ہے یہ کہکر طبل
بازگشت بجوا دیا امیر بھی شہزادہ پر سے زر نثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے لشکر بھی آسودہ ہوا
فولاد کو بارگاہ عمدہ عنایت ہوئی خلعت سرکاری شاہی سے معافی ملک کا عنایت ہوا فولاد مرخص

ہوکر اپنے ملک کو گیا اور تمام ملک سلام آباد کیا نام اسکے قلعہ کا کوہ اقدس تھا اب اصل مین اسم با مسمیٰ ہوا تمام بتخانہ لقا کی تصویر کے منہدم کرا دیئے اپنے اہل و عیال کو مسلمان کیا لشکر نیز فراہم کرکے حاضر خدمت امیر کشورگیر ہوا یہان اسکی دعوت بڑے دھوم سے ہوئی خلعت سرافرازی ملا سرداروں مین تورج کے داخل ہوکر رہنے لگا یہ تو اسطرح مقیم ہے لیکن اسکے قلعہ کے قریب جو سرحد طلسم ہوش ربا ہے اُس سرحد کا جو مالک ہے نام اُس ساحر کا گلفام جادو ہے اور اسکی بی بی ملکہ لازار جادو نام اس فولاد کوہی پر عاشق ہے اور شوہر سے چھپکر اُسکے قلعہ مین آتی ہے ابتک وصل اُسکا فولاد نے منظور نہین کیا ہر چند اسنے طمع دی منت بہت کی مگر اسنے نمانا ناچار اُسنے بہزاد کو دام تزویر مین لانا چاہا اُسنے بھی قبول نکیا چنانچہ ساحرہ مذکورہ کو اندنون جوشش عشق کی ترنگ آئی خبر قلعہ اقدس کی منگائی معلوم ہوا کہ دونون بھائی خدمت خداوند لقا مین بہر جنگ مسلمانان گئے ہین یہ خبر سنکر اسنے خیال کیا کہ مجھے بھی وہین چلنا چاہیے خداوند سے ایسی تقدیر کرانا کہ مطلوب راضی ہوجاے دوسرے شیطان خداوند اغوا کرکے معشوق کو بلادیگا بس ایسا کچھ سوچکر اُسنے اپنے خاوند سے کہا کہ ہمارے ملک کے قریب خداوند اُترے ہین اور افسوس ہم اُنکی مدد کرنا کیا زیارت سے بھی محروم ہین میرا قصد ہے کہ مین خدمت خداوند مین جاؤن اور اُنکے دشمنون سے مقابلہ کرون بادشاہ طلسم اکثر ساحر بھیجتا ہے اگر میرا جانا اُسنے گا بہت خوش ہوگا اور مجھے کچھ اجازت بادشاہ کی بھی ضرورت نہین کہ مین اُسکی نوکر نہین ہان تم اُسکی طرف سے سرحدار ہو ملک رکھتے ہو تم نجاؤ مین بحسن عقیدت اور بپاس مذہب اپنے خداوند پاس جاتی ہون اگر غلبہ مسلمانان فتح ہوگئی تو بادشاہی کا نام ہوگا وہ تمھارا بڑا رتبہ کریگا شوہر نے اُسکے کہا کہ بی بی یہ سب تمنے سچ کہا لیکن وہان عیار ساحر کو مار ڈالتے ہین مین تمھین پیار بہت کرتا ہون اس وجہ سے ڈرتا ہون کہ ایسا نہو جو غم جدائی مین میری جان پر آبنے اُسنے جوابدیا کہ قضا کو کوئی روک نہین سکتا یہ خیال بیجا ہے بلکہ وہان خداوند موجود ہین قضا اُنکے حکم سے آئیگی بھی تو ٹلجائیگی غرضکہ اسنے بہر صورت اپنے خاوند کو راضی کیا اور سامان سفر تیار کرکے چالیس ہزار ساحر و جادوگرنیان اپنے ہمراہ لین خود تخت سحر پر سوار ہوکر بقصد کروفر جانب لشکر لقا روانہ ہوئی دلمین شوق دیدار یار بھرا تھا ہاتھون کلیجا اچھلتا تھا امید و یاس سے باہم جنگ تھی کھوئے ہوئے نام و ننگ تھی کبھی بے اعتنائی محبوب کا خیال کبھی شکوہ بخت بد اقبال دلپر لاکھ طرحکا ملال جور فلک کی شکایت ہجر جانان کی حکایت ورد زبان بسان ماہی بے آب طپان روان تھی کہ

ابیات

	کہ نالہ زبان پر تھا اور لب پہ آہ		عجب اُسکی حالت تھی اُسدم تباہ	

دم سرد بھرتی تھی وہ ہر گھڑی	لگی تھی عجب آنسوؤں کی جھڑی
کہوں اسکا کیا اُسگھڑی حال تھا	یہ کہتی تھی سر پیٹ کر بر ملا
سنبھلتا نہین اب سنبھالے سے دل	چھدا اُسکے مژگان کے بھالے سے دل
خدا جانے یہ کون آزار ہے	کہ سر اب تن زار پر بار ہے

اسیطرح بصد درد و سوز ایک روز قریب دیار جانان پہونچی نکہت زلف یار باد صبا نے دماغ مین پہونچائی بیخودی سے ہوش مین آئی لشکر ٹھہرا کر آپ سحر پڑھا کہ بارگاہ لقا پر ابر چھایا رعد گرجا بجلی چمکی لقا نے کہا کہ بندۂ قدرت ہمارا آتا ہے کوہی اور شیطان خداوند سب استقبال چلے اور راستہ مین آکر ساحرہ سے ملاقات کی وہ بھی تخت سے اُتر کر تسلیم بجا لائی اور اُنکے ساتھ چلی ملازمان نے لشکر ساحران اتروایا ساحرہ نے جا کر خداوند کو سجدہ کیا لقا نے دیکھا کہ ایک عورت نک شک سے درست عالم شباب مین چاق و چست زیور جواہر کا پہنے لباس پر زر زیب جسم کیے ہے مگر آنکھو نمین صورت یار کا گھر اور نگاہ دید کی منتظر گال آتش رنج سے لال چہرہ تمتمایا منھ اُترا ہوا سر پر عشق کا سایا ہے صاف ظاہر ہی کہ کہین دل لگایا ہے یہ دیکھکر خداوند گرگ باران دیدہ ہی لب پر لایا کہ اے بندی قدرت حال تیرا ظاہر ہوا کہ تو کسی پر شیدا ہی خیر تدبیر اسکی کردیجائیگی تقدیر مقبول مشیت قدرت سے ظہور مین آئیگی لالہ زار یہ کلمات سُنکر بہت خوش ہوئی کہ خداوند کو میرے حال کی خبر ہے اب وصل یار میسر ہے آخر دنگل زرین پر قریب تخت خداوند بیٹھی اور چار طرف بنگاہ جستجو دیکھنے لگی فولاد و بہزاد نظر نہ آئے سمجھی کہ اپنی بارگاہ مین ہونگے اسی فکر مین تھی کہ بختیارک آیا اور اوسنے اِسکو ہر طرف دیکھتے دیکھ کے پوچھا کہ کسکی تلاش ہی اِسنے ایک آہ سرد بھری اور کہا جنکے لیے یہانتک آنا ہوا اُنھون نے ہمسے یہان بھی منھ چھپایا فولاد کا اشتیاق مجھے دربدر پھراتا ہے وہ دونون بھائی ایسے بیمروت ہین کہ کبھی پوچھتے بھی نہین یہ آنکھین اُنکے دیکھنے کو ترستی ہین اُنسے جب کوئی ہمارا نام لیتا ہے تو کہتے ہین اُسکا ذکر نکرو کیا مین ایسی ہوگئی اب جو یہان مین آئی تو اُنھون نے صورت نہ دکھائی بختیارک یہ باتین سُنکر رونے لگا اور کہا ہائے کیا جوانان خوبصورت تھے ایک تو مسلمان ہوگیا اور ایک پسر حمزہ کے ہاتھ سے باین ذلت سر دربار مارا گیا ساحرہ یہ سُنکر بہت روئی اور چاہا کہ لشکر اسلام مین جائے بختیارک مانع ہوا اور حال عشق ناصر نازک چشم بیان کیا کہ وہ گئی تھی ذلت اُٹھا کر آئی تم اب مقابلہ کرکے معشوق کو اسیر کرو نہ بیہودگی وصل کی تدبیر کرو یہ رائے اسکو بھی پسند آئی اور فراق یار مین ایکدن اور

ایک رات ثریا کی جب دوسرے روز قیس روز سے لیلی شب آکر ملی اور ستارہ عشق کا چمکا کہ بموجب نظم

اندھیرا نازمین پیچیدہ ہوکر
کیا مشاطگی کا شوق نے کام

بشکل دود دل اُٹھا برابر
ہوا شانہ کش ہر گیسوئے شام

سر شام بادل ناکام لالہ زار نفیر سحر سے دمساز ہوئی فریاد دل زبان پر لائی لشکر ساحران مین تیاری آغاز ہوئی لشکر لقا مین بھی طبل جنگ بجا امیر نے بھی خبر سُنکر طبل سکندر بجوایا شور و شر کا زمانہ قریب آیا دربار برخاست ہوا ساحرہ بھی اوٹھکر اپنی بارگاہ مین آئی سحر سازی مین مصروف ہوئی ہوس بڑھی تھی کہ جلد سحر ہو جو مطلوب سے آنکھ لڑے ارادہ تھا کہ وہ مجھے تیغ ادا سے قتل کرے میرے غمزہ کا لوہا مان جائے اُسکی تیغ ناز پر جان قربان جائے تمنا کہتی تھی کہ بموجب بیت مین دیر تلک دیکھون قاتل کو الٰہی رہجائین رگین خنجر بران سے لپٹ کر ✣ اسی اشتیاق مین اِسنے ایک ماش کے آٹے کا سوار بنایا اور اگیار مین اُسکو ڈالدیا وہ غائب ہوگیا یہ بڑی دیر تک سحر پڑھا کی یکایک اگیار سے دھوان پیدا ہوکر وہی سوار مثل مردان جنگ آزما بنا ہوا اوس دھوئین سے لپٹا ہوا سمت صحرا گیا اِسنے پکار کر کہا کہ وقت طلب ضرور آنا یہ کہکر سحر خوانی موقوف اُسنے کی اور پلنگ پر جا کر لیٹی تصور یار مین جاگا کی بخت بیدار کی لشکر مین ڈمرو بجا کیا ہوم ہوا کیا ابر سحر چھائے رہے بیر آیا کیے مسلمانون کے لشکر مین نقیب پکارتے تھے بہادر ہتیار صاف کرتے تھے نعرۂ شیر آسا مارتے تھے وقت آرایش عروس شجاعت تھا سواد سودائے جلادت کا سرمہ چشم تہور مین لگا تھا خونخواری کا گلگونہ رخسار پر تھا تلوار گلے کا ہار تھی جوہر آہن سے زیور صنع کار کی پھبن آشکار تھی تیغ کا ارادہ تھا کہ جلد حریف کے گلے رلون خنجر کا حوصلہ تھا کہ جان و تن مین فراق کرون تیر سے سینے سے ملنے پر زبان دیتے تھے بھالے چھاتی دیکھے بھالے تھے تیر بصورت آہ عشاق تھے گرز ہموزن بار فراق تھے آتش غضب کا دھوان لب شاہد فنا پر مسی کا جوبن دکھاتا جوش خون غصہ سے سیاہ ہوکر لاکھا بننا چاہتا آئینہ شمشیر روبرو طبیعت برہم برنگ گیسو تر مین زلف شاہد جرأت مو بمو ابیات

کوئی ناز طبیعت تھا اوٹھاتا
کرنگی تیغ جوہر دار بیباک
اُدھر وہ ساحرہ تھی سخت حیران
لبون پر شکوۂ بیداد قاتل

کوئی جوش غضب سے یہ سناتا
تو ہوگا دامن عمر عدو چاک
بشکل زلف جانان تھی پریشان
طبیعت زلف جانان پر تھی مائل

اسی ہنگامہ مین آخر کام شب کا تمام ہوا اور جوہر تیغ انجم کی چمک خنجر آفتاب نے مٹائی کہ ابیات

کھٹی جب رات مثل عمر مشتاق ... شعاعِ مہر چمکا سوے آفاق
کھلی سرخی کنارون سے فلک کے ... اٹھے ہر آنکھ سے پردے پلک کے
ہوئی خوابیدہ چشم بخت بیدار ... بڑھے یادانش قسمت کو گنہگار

یعنی ہنگام سحر فوج لشکر شکن جانب جنگاہ قدم زن ہوئی امیر نے سجادہ سے اٹھکر لباس رزم زیب جسم فرمایا سردارون نے مجرا کیا سبکے ساتھ بادشاہ کے جلو خانے مین آئے کچھ عرصہ ہوا تھا کہ بادشاہ جمجاہ کا تخت برآمد ہوا زنانہ سامان پھر گیا ہر سردار تسلیم بجالایا پھر تو نقارے بجے علم پھر پرے کھلگئے اس شوکت وشان سے بادشاہ کو لیکر جانب رن صف شکن چلے شاہ بھی لباس جنگی سے آراستہ تھے نظم

کمر مین زیب وہ جوہر کی شمشیر ... بنا ہیرے کا قبضہ شکل تصویر
وہ کاتھی کہکشان سے تھی منور ... زمرد لعل سب تھے لعنب اسیر
جڑاؤ پرتلہ تھا زینتِ دوش ... تسلسل تھا کمر سے تا بناگوش
مصاحب اور سب سردار ہمراہ ... کہ تھے وہ جنگ کی راہون سے آگاہ
وہ گھوڑے جنپہ تھے سردار اسوار ... طلائی ساز تھا سب اونکا تیار
جواہر سے بھرا تھا دامنِ زین ... گہر جھالر مین اسکے مثل پروین

باین کروفر میدان جنگ مین پہونچکر صف کشیدہ ہوئے تھے کہ یکایک ابر کے ٹکڑے آسمان پر آئے نظم

لگا بادل گرجنے کس غضب کا ... ہوا سامان نمایان اور ڈھب کا
کہ جنگل مین عجب بھونچال آیا ... مثال بید لرزان تھر تھرایا

ہر لکۂ ابر سے ساحر اژدہون پر سوار آگے سب کے لالہ زار میدان مین اترکر ٹھہرے لقا کی سواری بھی دھوم سے آئی گرد سپاہ نے خاطر روزگار کو پرغبار بنایا تلوارون کی چمک نے دیدۂ فلک خیرہ کیا سپاہ کینہ خواہ سے جب جنگل بھر گیا باجون کے شور نے زمین کو سر پر اوٹھایا میمنہ اور میسرہ کی درستی کے بعد لالہ زار اجازت رزم لیکر آگے بڑھی اور نیرنگی سحر کی دکھا کر طالب مرد ہمنبرد ہوئی بادشاہ اسلام نے اول دست چپ کی جانب نگاہ کی ہنوز نظر اسطرف سے نہ پھری تھی کہ سب اُس صف کے علم جلوہ پذیر ہوئے اور گورون نے پرہیٹ قائم کی بگل بجا طلنبور گڑگڑایا شہزادہ علمشاہ نے گھوڑا اڑایا ترہ شاہ

شاہ عالم پناہ آکر اجازت خواہ ہوے بادشاہ نے سپرد بخدا کیا شاہزادہ عالم مرکب اُڑا کر سامنے گیا اور رطب حرب وضرب ہوا ساحرہ نے سحر پڑہا کہ وہی سوار جو اگیار سے دھوئین مین لپٹا ہوا نکلا تھا اسوقت مسلح ومکمل صحرا کیطرف سے آکر مقابلہ شہزادہ ٹھہرا اور بعد نیزہ وری تلوار کی نوبت آئی شہزادہ نے جب تلوار بچا کر اُسکی کلائی پر ہاتھ ڈالا اُسنے گریبان مین ہاتھ ڈالا دونون کو دے دوپہر کشتی بصد درشتی رہی آخر پہلوانان سحر نے جو ریلا شہزادہ لنگر قائم کرکے پیچھے ہٹا پاؤن موشخانہ مین جا رہا اوپر سے پہلوانان سحر نے حکہ مارا کہ کولا شہزادہ کا اُتر گیا اُسنے باندھکر سپرد لشکر ساحران کیا اور پھر مرکب پر چڑھکر مبارز طلب کیا اِس مین شیطان خداوند نے کہلا بھیجا کہ اے لالہ زار اُس شخص کو گرفتار کراؤ کہ جس نے تمھارے معشوق کو مسلمان کیا ہے اور اُسکے بھائی کو جسنے مارا ہے ساحرہ نے یہ سُنکر پہلوان سے کہا کہ تورج کا نام لیکر پکارے اُس نے شہزادہ مذکور کو پکارا تورج اجازت بادشاہ سے لیکر اسکے مقابل آئے حربہ ہاے گرز وتیغ وخنجر کے بعد انسے بھی نوبت کشتی کی آئی دونون نے باہم دوال کمربند مین ہاتھ ڈالکر زور کیا جب گھوڑونکی کمر ٹوٹنے لگی دونون اسیطرح گتھے پشت مرکب سے جدا ہونے لگے تورج کا پاؤن رکاب مین اولجھا اور اوسنے جھٹکا مارا پاؤن اِنکا بھی بیکار ہوگیا اُس نے اِنکو بھی باندھکر حوالہ ساحران کیا اور پھر مرکب پر چڑھکر ہاشم کو پکارا شہزادہ موصوف بصد عظمت وصولت اجازت لیکر اسکے مقابل آیا تادیر وہی اسلحہ کی چقاچاق بلند رہی آخر پہلوان سحر نے کمر مین ڈالا اِنپر بھی وہی سانحہ گذرا جو کہ اورون پر گذرا تھا جب یہ بھی گرفتار ہو چکے پہلوانان سحر نے ایکی فولاد کوہی کو نہیب دی وہ بھی آکر اسیر سرپنجۂ تقدیر ہوا اِس اثنا مین کشتی گیر فلک نے زردار لنگوٹ کھول کر طاق مین چڑھادیا اور اکھاڑا چرخ کا پہلوانان کواکب سے معمور ہوا کہ ابیات

رہا یہ معرکہ تا شام ہمدوش
صدا رخصت کی نقارون سے آئی

ہوا گھبرا گے آخر مہر روپوش
بس اب کل یہ ندا یارون سے آئی

شام اِسی لڑائی مین ہوئی چار سردار گرفتار ہو چکے اور امیر اِس وجہ سے نہ نکلے تھے کہ نام لے لے کر پہلوانان سحر پکارتا تھا پس بنا بر قاعدۂ اہل اسلام جسکا نام لیتا وہی لڑنے جاتا تھا غرضکہ شام کو طبل بازگشت بجا لشکر پھر کر جانب خیمہ گاہ آئے کمر کھولی ساحرہ شادان وفرحان ہمراہ خداوند پھر کر بارگاہ مین آئی امیر وبادشاہ بھی داخل بارگاہ ہوئے ابو الفتح مع چند عیارون کے عیاری کے لیے چلا یہان جب

لالہ زار بارگاہ مین آئی سوار سحر صحرا کو چلا گیا اور اسنے قیدیونکو سامنے بُلایا فولاد کیصورت دیکھکر اسنے ایک آہ کی اور کہا اے بے مروت و نا انصاف شرط محبت یہی تھی جو تو نے ادا کی میرے دلبر جفا کی لمؤلفہ

تمنائین ہوئین سب اپنی برباد	ارے ظالم نئی کی تو نے بیداد
نہ لپٹایا کبھی تو نے گلے سے	ہمارے لب کبھی تو نے نہ چوسے
دل غمگین نہ ہاتھون سے سنبھالا	لگایا اس جگر پر غم کا بھالا
کبھی زانو کو زانو سے نہ مسکا	کبھی کچھ اور تو ڈھب پر نہ آیا
ارادے تھے یہی دست و جگر کے	تجھے مارین طمانچے سسکی بھر کے
سزا پائیگا تو خود کامیون کی	اطاعت چھوڑ دے اسلامیون کی
ہمارا وصل کر دل سے گوارا	وگرنہ جائیگا بیشک تو مارا
کرے گر وصل میرا دل سے منظور	وہی ہمسر ہین وہی راتین بدستور

یہ کلام سنکر فولاد نے جواب دیا کہ او شہوت پرست بیحیا زانیہ مین تجکو ایک تو پہلے ہی نہ تھوکتا تھا اب تو خدمت اہل اسلام مین رہتا ہون کسطرح سے مرتکب اس گناہ عظیم کا ہون گا تو شوہر رکھتی ہے اُس سے ہوس تیری نہین پوری ہوتی اس کلام سے ساحرہ کو غصہ آیا اور اپنے جھولے پر ہاتھ رکھکر ایک نارنج نکالا اور زمین پر مارا وہ نارنج زمین مین سما گیا اور اوسی جگہ سے دھوان نکلنے لگا اور ایک جگہ سمٹکر بصورت تخت وہ دھوان بنا اور تہ ران قیدیان آگیا اور انکو لیکر سمت فلک چلا یہ سب اس تخت دودی پر سوار یا دوست پکارتے چلے اور نگاہ سے ہر ایک کی غائب ہوگئے بعد انکے جانیکے لقائے حبیت مہاجرت مطلوب اسکو رنجیدہ دیکھکر سراپچہ جنگل کیطرف سے بارگاہ کے اٹھوا دیئے نازنینان قمر پیکر کو یاد کیا اُنھون نے آکر ناچ گانے کا چرچا جام شراب ناب کا دور آغاز ہوا کہ ابیات

پھر آئے اسجگہ ارباب عشرت	مہیا سب ہوئے اسباب عشرت
خوش اندازون کا تھا گانا بجانا	قیامت ساز کا باہم ملانا
خوش آواز ایسے سب جادو سے بہتر	سُنے انسان رہے قابو نہ دل پر
جمال اور حُسن مین وہ سب سے افزون	قد اونکے مصرعۂ طوبیٰ سے موزون
ہوا حاضر وہان پھر شیشہ و جام	بہار افزا ہوا پھر آب گلفام

اسی ہنگامۂ عشرت مین ایک کنیز لالہ زار کی براے رفع احتیاج باہر بارگاہ کے نکلی لوٹا لیے تھی یہان پر ابو الفتح صورت ساحرہ کی بدلے فکر مین عیاری کی پھر رہا تھا اُس نے کنیز کو جاتے دیکھکر قریب آکر کہا کہ لاؤ یہ لوٹا مین لے لون اُسنے خیال کیا کہ یہ ملازم خداوند یا ملکہ کا ہے عورت دیکھکر میل کرتا ہے یہ سمجھکر ہنسی اور کہا ہم تم سے لوٹا بھی نہین رکھواتے ابو الفتح نے کہا اے جان جہان ہمارا دل تو تمپر لوٹا ہوا ہے کنیز یہ سُنکر خوب ہنسی یہ باتین کرتا شعر عاشقانہ پڑھتا ساتھ ہوا اور قریب بیت الخلا پہونچکر محبت سے اُسکے مُنھ پر ہاتھ پھیرا ہاتھ مین بیہوشی بھر لی تھی وہ بیہوش ہوگئی یہ قنات کی آڑ مین بیٹھکر اوسی کی ایسی صورت بنا سار اگہنا اُسکا پہنا پوشاک اُسکی اوتار لی اور اُسکو چوکی بیت الخلا پر لٹا کر آپ بارگاہ مین آیا اور سر پر ساحرہ کے کھڑا ہوا وہان جلسۂ عشرت تھا یہ بھی مصروف تماشا رہا کہ خداوند سے ساحرہ نے رخصت اپنے خیمہ مین جانے کی چاہی خداوند نے فرمایا کہ اے بندی قدرت آج ہمارے ساتھ کھانا کھاکر جانا ہمارا اُلش کھانے سے عمر بڑھ جائیگی لالہ زار سلام کرکے ٹھہر گئی خداوند نے حکم خاصہ لانے کا دیا وہ جلسہ برخاست ہوا اوکاول بصد احتشام و تعظیم خاصہ لائے یہ حال تھا کہ

نظم

بچھایا ایک دستر خوان اوسجا ۔۔۔ سنہرے کام سے بالکل سجا تھا
طلائی قابین جو اوسپر دھری تھین ۔۔۔ ولایت کے وہ میوون سے بھری تھین
دھری تھین سات فانوسین برابر ۔۔۔ کہ تھی کافور کی شمعین منور
خواصین جو کہ تھین اُسوقت حاضر ۔۔۔ زبان اوصاف مین ہے اونکے قاصر
طلائی تشتری ہاتھون پہ رکھے ۔۔۔ چُنے اُسمین کلیجے تھے سلونے
مٹھائی نوبنو خوش رنگ و خوش آب ۔۔۔ گزک تھی اُنہین میوون کی بھی نایاب
غرض ساتھ اُسکے میوے اُسنے کھائے ۔۔۔ مزے سب نعمت دنیا کے پائے

کھانا کھاکر جب ہاتھ دھویا ابو الفتح نے خاصدان اُٹھالیا اور بچالا کی ایک گلوری مین بیہوشی ڈالکر لالہ زار کو وہی گلوری دی اُسنے لیکر کھائی پھر جلسۂ نشاط آغاز ہوا ابو الفتح نے حقہ بردار سے پُکار کر کہا کہ حضور کے لیے ہمدم لاؤ یہ کہکر آپ اوس کے پاس جاکر کہا جلدی مانگتی ہین لاؤ مین بھر لیجاؤن یہ کہکر گڑگڑی جلد تیار کی کے لایا بجاے تمباکو بیہوشی خوشبودار بھری تھی غرضکہ گڑگڑی سامنے لالہ زار کے لاکر کہا کہ لب معشوق حاضر ہے وہ لیکر پینے لگی جی متلانے لگا سمجھی کہ قے ہوجائیگی بتیابانہ اُٹھی

اور باہر بارگاہ کے آئی اسلیے کہ استفراغ سامنے خداوند کے نہو جائے ابوالفتح سایہ دار اسکے ساتھ آیا
اور کہا اے ملکہ پشت بارگاہ پر آئیے کہ یہان میدان ہے تنہائی بھی ہے وہان حاجب و دربان کے
غوغا کرنے سے دل زیادہ گھبرائیگا وہ پشت بارگاہ کیطرف آتے آتے بیہوش ہوگئی مگر بارگاہ مین اسکے
گھبرا کے اُٹھنے سے شیطان بختیارک نے پوچھا کہ ملکہ کدھر اُسنے تو جواب نہ دیا مگر ایک خواص نے کہا کہ جی متلاتا
شاید قے کرنے جاتی ہین بختیارک نے کہا ہائے مار ڈالا افسوس خداوند تقدیر پھوٹ گئی لقا نے کہا اگر تقدیر
مین فرق آیا تو تجھ سے سمجھونگا بختیارک چند خاص بر اور ہمراہ لیکر دوڑا اور کہتا جاتا تھا کہ ارے
مار ڈالا ارے مار ڈالا وہان ابوالفتح خنجر کھینچکر قتل کیا ہی چاہتا تھا کہ یہ آپہونچا اُسنے دیکھا کہ اب
کچھ نہو سکیگا ناچار دوڑ کر ایک لات بختیارک کے لگائی کہ یہ ہائے کرکے گرا ابوالفتح مندیل لیکر بھاگا
خاص بردار مارے ڈر کے کچھ دور دوڑ کر رہگئے یہ نکلگیا بختیارک نے اوٹھکر لالہ زار کو اُٹھایا اور ہوشیار
کر کے بارگاہ مین لایا کہان جان بچگئی لقا نے کہا مجھے پہلے سے معلوم تھا کہ تو مار ڈالی جائیگی اسوجہ سے
تجھے بارگاہ مین تیری جانے نہین دیا وہان ہوتی تو ماری جاتی یہ باتین تھین کہ ایک پیشاب کو
چوکی پر جو گیا وہان کنیز کو لیٹے دیکھا ملکہ سے آکر کہا اِسنے اُٹھوا منگایا ہوشیار کیا اِسنے حال ساحر کے
ملنے کا کہا اِسکے ہوش اڑ گئے کہ میرے شوہر نے سچ کہا تھا یہان عیار بلای روزگار ہین جیتا نچھوڑینگے
بختیارک نے کہا ایملکہ تمھین لازم ہے کہ جلد لشکر اسلام کا فیصلہ کرو اور جس کسیکو کہ گرفتار کرو فوراً
قتل کرڈالو اگر قید کرو گی عیار چھڑا لیجائینگے اگر چھڑا نہ سکینگے تمھارے قتل کر نمین کمی نکرینگے اسنے کہا
ملک جی تم سچ کہتے ہو مین چار پانچ سرداروں کو بلا کر قتل کرتی ہون یہ کہکر دلمین سوچی کہ اسیران حمزہ کو بلا کر
قتل کرا دو معشوق کو مرنے سے ڈرا شاید فرط خوف سے راضی ہو جائے یہ سوچکر سحر پڑھنے لگی کہ پھر قیدیون
کو بلائے لیکن عیار ہمراہ ابوالفتح کئی آئے تھے وہ تو چلا گیا مگر اور عیار بشکل فراش و حاجب و خدمتگار
فکر مین پھر رہے ہین انمین سے چالاک خدمتگار بنا ہوا سر پر بختیارک کے کھڑا ہوا یہ سب سن رہا ہی
جب لالہ زار سحر پڑھنے لگی کہ سرداروں کو بلائے بختیارک کھڑے ہوکر ناچنے لگا اور کہتا تھا کہ
آج مراد دل کی بر آئی جو فلک کو گوارا نہ تھی اے ملکہ جلد بلوا لیجئے ایسا نہو تاخیر کرنے سے
کچھ اور سانحہ درپیش ہو یہ حال جو چالاک نے دیکھا بڑھکر کان مین کہا کہ ملک جی تمنے ہمین بھی
بیچا ناکیون قضا آئی ہی بہت خوشی اچھی نہین بختیارک نے یہ جو سنا غور دیکھکر پہچانا پیشاب خطا ہوگیا جلدی سے

سلام کیا کہ اے مرشد زادہ برحق کیا حکم ہے چالاک نے کان مین کہا کہ قسم ہے نمک صاحبقران کی کہ ادھر سردار
قتل ہوئے ادھر تم بھی کتے کی موت مرے بختیارک کانپ گیا اور گڑگڑایا کہ میری کیا خطا ہے اسنے کہا
حرامزادے تو نے ہی تو ساحرہ کو ورغلانا اور ترغیب قتل سرداران دی اب کہتا ہے کہ میری کیا خطا ہے
یہ کلام باہم خدمتگار و شیطان چپکے چپکے جو ہونے لگے لقا نے کہا کہ ارے شیطان یہ کس سے تو باتین کرتا ہے
اسنے عرض کیا کہ شیطان تو آپ ہوگا مین پکا مسلمان ہون تو اندھا ہے کہ مرشد سامنے کھڑے ہین اور دیکھتا نہین
لقا سمجھا کہ شاید عمر آگیا یہ سمجھکر کہا کہ مرشد تو تیرے طلسم مین ہین بختیارک چاہتا تھا کہ کچھ جواب دے چالاک
نے خنجر پر ہاتھ رکھا کہ میرا نام ظاہر کیا تو مار ڈالونگا بختیارک نے مارے ڈر کے کہا کہ
مرشد کہین ہین لیکن اب کوئی مارا نہ جائیگا یہ کہکر پکارا کہ او لالہ زار مردار قحبہ بدکار جو تو نے
سرداران امیر کا بری طرح نام لیا تو اپنی سزا کو پہونچے گی مین مسلمان ہوچکا ہون زبان تیری گدی سے
کھینچ لونگا لالہ زار اسکی باتون سے حیران ہوئی کہ ابھی یہ قتل مسلمانان کی خوشی ناچتا تھا ابھی ایسی کچھ
باتین کرتا ہے شاید اسکو مالیخولیا ہوگیا ہے اسی حیرت مین اسنے سحر فراموش کیا اور مستفسر ہوئی کہ یہ کیسی
باتین ملک جی تم کرتے ہو بختیارک نے کہا ہم سچ کہتے ہین تو آپ ماری جائیگی سردارون کی بلا لیکر قتل
ہوگی سردار نہ ہلاک ہونگے چالاک یہ باتین سنکر سمجھا کہ یہ حرامزادہ بکنایہ و اشارہ مجھے ظاہر کرتا ہے ایسا
نہو کہ یہ ساحرہ مجھکو سمجھ لے گرفتار کرلے یہ سمجھکر جلد باہر بارگاہ کے نکلگیا اور بختیارک نے جب خدمتگار کو باہر جاتے
دیکھا سمجھا کہ وہ چلے گئے پس لالہ زار سے مخاطب ہوا کہ ایملکہ یہ جو خدمتگار میرے پاس کھڑا تھا یہ بیٹا عمر کا بےنظیر
عیار تھا اسکی وجہ سے مین ایسی باتین کرتا تھا ساحرہ نے کہا تو نے مجھ سے پہلے ظاہر کیون نہ کیا مین
بزور سحر پکڑ دیتی اسنے کہا جبتک تم سحر پڑھتین اسوقت تک ہم نہوتے ہمارا کام تمام تھا لالہ زار سکتہ مین
جاتے رہے کہ عیار ایسے زبردست ہین جنسے شیطان ایسا ڈرتا ہے دیکھیے کہ جان یہان کیونکر بچتی ہے
اسی اندیشہ مین دیر تک چپ رہی اور سحر ٹوٹ چکا تھا پھر پڑھنا نہوسکا ایک ساحرہ نسرین عنبرادا
نام اپنی رفیق سے کہا کہ تم کئی منزل پر ایک صحرا مین درہ ہے پہاڑ کا وہان جاؤ چار ساحر میرے ملازم پہرا اس
درے کا دیتے ہین اور سردار اندر درے کے قید ہین انکو لے آؤ نسرین حسب الحکم اوٹھکر بیرون
بارگاہ آئی اور ازبسکہ کئی منزل جانا ہے اسلیے اپنے خیمہ مین گئی کہ کچھ اسباب راحت کھانے پینے کا سامان
ساتھ لے لون یہ جب خیمہ مین چلی چالاک تو باہر بارگاہ کے کھڑا ہی تھا اسنے اسکو جاتے دیکھکر لشکر ہی سے

کہا کہ بھائی ذرا انسے پوچھنا کہ کہان جاتی ہین اُسنے اِسکے کہنے سے پوچھا کہ حضور دربار سے کیون اُٹھ آئین اُسنے
کہا مین قیدیون کو لینے جاؤن گی یہ سُنکر چالاک بھی ایک سمت چلا گیا اور جب تک خیمہ مین نسرین سامان
روانگی درست کرتی رہی اِسنے بھی صورت بصورت لالہ زار تیار کی اوسی خال وخط اور لباس وزیور
سے درست ہوکر اُسکے روانہ ہونے سے پہلے آپ رو براہ صحرا مین آکر ٹھہرا اس اثنا مین نسرین
خیمہ مین تیاری کر کے تخت سحر پر سوار ہوکر اڑی اور اُسیطرف آئی کہ جہان لالہ زار نقلی ٹھہری تھی اُسنے
اسکو دیکھتے ہی پکارا کہ اے نسرین ذرا ٹھہرنا اُسنے تخت روکا اور اِسکو پہچانکر زمین پر اوتری عرض کیا
کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی چالاک نے کہا بعد تمھارے آنے کے مجھکو خفقان ہوا کہ مبادا کچھ راہ مین
فساد واقع ہو پیچ پڑ جائے بدینوجہ چلی آئی اب باہم ملکر قیدیون کو لے آئین نسرین نے کہا بہتر آپ بھی سوار
ہو جیے چالاک اُسکے ساتھ تخت پر سوار ہوا اور اُسنے تخت اوڑایا موجب پتے کے بُرج سحر کچھ دیر مین اُسی
صحرا مین پہونچی کہ جہان درہ پہاڑ کا تھا اِسنے وہان تخت اوتارا چالاک نے دیکھا کہ صحراے لق ودق ہے
اور اس صحرا مین ایک پہاڑ سیاہ رنگ کا ہے کہ بالکل تاریک تر از جاہل ہے ہر درے سے اُسکے بخار دل
کیطرح دھوان نکلتا ہے چار ساحر سیاہ فام درے کے سامنے بیٹھے ہین بستر لگا ہے شراب خواری کا چرچا
ہے لالہ زار نقلی جب اُنکے قریب پہونچی اُنھون نے اُٹھکر سلام کیا اُسنے حکم دیا کہ قیدیون کو لیکر میرے
ہمراہ چلو موجب ارشاد ملکہ سحر خوان ہوئے درے سے دھوان برطرف ہوا قیدی ظاہر ہوئے سبکو زنجیر
سحر مین باندھکر تخت پر ڈال لیا وہ چارون بھی چلنے پر آمادہ ہوئے تھے کہ لالہ زار نقلی نے نسرین
کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا درہ کوہ مین چل مین پیشاب کرون گی صحرا کا واسطہ ہے مجھکو اکیلے ڈر لگتا ہے اُسنے
کہا اوری چلیے یہ کہکر ساحرون کو ٹھہرا کر آپ ساتھ چلی جب درہ کوہ مین پہونچی لالہ زار نقلی نے کہا کہ ارے
یہ سامنے مکان کیسا بنا ہے روشنی کیسی ہوتی ہے اُسنے کہا حضور یہان مکان کہان آپ کیا فرماتے ہین
اِسنے کہا تو مجھے اندھا بناتی ہے وہ کیا سامنے ہے نسرین اِسکے کہنے سے اودھر ہی دیکھنے لگی
اِسنے اُسکے مُنھ پر بیضۂ بیہوشی مارا کہ وہ چھینک کر بیہوش ہوگئی اِسنے اُسکے کپڑے لیے اور
فتیلۂ عیاری جلاکر آئینہ سامنے رکھکر اوسی کی ایسی شکل بنا اور وہی لباس پہنکر باہر آیا ساحرون نے
کہا ملکہ تو اودھر ہی سے تشریف لیگئین ہمکو فرما گئی ہین کہ قیدیون کو جلدی لاؤ ساحرون نے کہا کہ چلیے
ہم حاضر ہین یہ سنکر جس تخت پر قیدی تھے اُسپر یہ بھی جا بیٹھا ساحرون نے تخت اوڑایا اور بعد قطع مسافت

راہ کی لشکر لقا مین پہونچے نسرین نے کہا تم میرے خیمہ مین قیدیون کو لیکر ٹھہرو مین ملکہ سے اطلاع کرون ساحر حسب الحکم وہین ٹھہرے اور چالاک اندر بارگاہ کے گیا لالہ زار اسی کی منتظر دربار مین بیٹھی تھی اپنے خیمہ مین نہین گئی تھی اسکو دیکھکر پوچھا کہ لائی اِسنے انگلی دہن پر رکھکر کہا چپ رہیے اور قریب آکر کان مین کہا کہ وہ چارون قیدی مع ساحرون کے میرے خیمہ مین ہین یہان اسلیے نہین لائی کہ مبادا کچھ فتور عیار کرین بس حضور وہین جاکر انھین قتل کرین تو بہتر ہے لالہ زار یہ سُنکر اوٹھی شیطان خداوند کو تاب نہ آئی یہ بھی ساتھ ہو لیا اور راہ مین حال پوچھا کہ کہان جاتی ہو اُسنے سب ماجرا بیان کیا شیطان نے کہا بخوف عیاران سردارون کو بارگاہ مین نہین بلایا تو کیا ہوا وہ آئین یہ آئین یہان سردار ہون خیر اچھا چلو مین بھی اُنکے قتل مین تمھارا شریک ہون یہ کہکر باتین کرتا ساتھ ہوا اور خیمہ نسرین مین جب پہونچے نسرین نقلی نے کہا کہ یہ چارون ساحر پشت خیمہ پر جاکر حفاظت کرین کہ کوئی اُنے نپائے بختیارک کو بھی یہ راے پسند آئی کہا کہ ملکہ سچ کہتی ہی ہوشیاری مناسب ہے لالہ زار نے ساحرون سے کہا تم پشت خیمہ پر جاؤ وہ جب روانہ ہوئے نسرین نے آگے بڑھکر اُنسے کہا کہ ملکہ فرماتی ہین کہ خیمہ مین کیسا ہی غل و شور کرے تم خبردار بغیر ہمارے بُلائے یہان نہ آنا اور نہ کسی لشکری کو آنے دینا اُنھون نے کہا ایسا ہی ہوگا یہ تو سب جاکر پہرا دینے لگے اور خنجر بختیارک و لالہ زار کھینچکر سر علمشاہ و توریج و ہاشم و فولاد کے آئے یہ بیچارے طوق و زنجیر سحر مین گرفتار بیکس و ناچار کیا کر سکتے تھے اِس وقت جو قریب زمانہ مرگ دیکھا ہر ایک نے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اپنے اپنے عقائد کا اقرار ایک نے دوسرے سے کرکے گواہ بنا لیا پھر رجوع قلب سے خالق کن فیکون کو پکارا کہ اے غالب کل غالب احکم الحاکمین بموجب ابیات

بہا اشکون کا دریا چشم تر سے — دعا نکلی یہی سوزِ جگر سے
کہ یارب اس بلا سے مخلصی دے — تصدق سے پیغمبر کے بچا لے

یہ سب مصروف دعا بصد التجا تھے کہ نسرین نے کہا اے ملکہ معشوق کی ہر عاشق خوشامد کرتا آیا ہی ازل سے یہ دستور نکلا ہے اسوقت تم فولاد پاس بیٹھ جاؤ اور ملک جی سے کہو کہ وہ بھی سمجھائین تم بھی منت پذیر ہو شاید راضی ہو جائے تو مطلب دل بر آئے ورنہ پاس بیٹھکر حسرت نظارہ تو نکال لو پھر تم کہان اور یہ کہان جو دم کی صحبت ہے غنیمت ہے کہ ع اجل ہر نفس در مصروف

حسرت ÷ ہجوم شوق بس فرصت بہت کم ÷ کہنا نسرین کا بہت پسند آیا نخبتیارک کا ہاتھ پکڑ کر
قریب فولاد و لالہ زار بیٹھ گئی اور زبان پُر از نصیحت و شکایت کھولی کہ ابیات

کہا اُسنے کہ او نا آشنا دوست — وفا کرتے ہین یوہین دوست با دوست
کوئی حق محبت یاد بھی ہے — قبولِ خاطرِ آزاد بھی ہے
ہین اب دشمن یا آگے بھی تھی مین — نہین شایان ہون لطف و رحم کی مین
کبھی ہمپر بھی تھے الطاف تیرے — جگر دل سطرح تھے صاف تیرے
کبھی ہمسے بھی ملتی تھین نگاہین — صدائین لب پہ دیجاتی تھین آہین
حذر کر آہ مظلومان سے ظالم — خفا ہوتے نہین مہمان سے ظالم
یہ چند انفاس ہین باقی جو کچھ دم — غنیمت ہین کہان تو اور کہان ہم
بسر کر زندگی آسایش دلدار — بجالا ہر طرح پر خواہش یار

اسی طرح کی باتین کرنے مین یہ خوب محو ہوئی اور نخبتیارک کا بھی خیال اوسکی باتون پر لگا تھا ہنوز
فولاد کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ چالاک جو بشکل نسرین سر پر کھڑا تھا اِسنے ایک حلقہ گردن لالہ زار
مین کمند کا اور دوسرا گردن نخبتیارک مین پہنا دیا لالہ زار نے باتون کے خیال مین کچھ نجانا
کہ کیا ہوا مگر نخبتیارک نے جو سر اُٹھا کر دیکھا نسرین کو کمند لیے پایا سمجھا یا کہ یہ عیار ہے
پکارا کہ اے مالکہ خبر دار سر پر تمھارے اجل سوار ہے اس کہنے سے اُسنے گردن اُٹھا کر دیکھا
چالاک نے حباب مارا کہ دماغ پر پڑ کر شق ہوا ساحرہ بیہوش ہوئی نخبتیارک پکارا ارے
دوڑنا مارے ڈالتا ہے چالاک نے اُسکے ایک لات ماری کہ وہ ڈھلک کر جو آگے گرا حلقۂ کمند
جھٹکے سے گردن مین پیچ ہوا سرداروں نے جو یہ ماجرا دیکھا سب خوشنود ہوئے کہ اب وقت
رہائی قریب آیا اور نخبتیارک نے ہر چند غُل مچایا باہر جو ساحرون سے منع کر دیا ہے کہ بغیر ہمارے
بلائے کیسا ہی غل کیون نہو تم نہ آنا وہ کوئی بھی نہ آیا اوسوقت تو منت کرنے لگا کہ مرشد زادے
آپ خوب وقت پر پہونچے اِس قحبہ کو مارئیے لائیے مجھے خنجر دیجیے کہ مین جہنم مین بھیجون آپ
اِس خیمہ کا اسباب جبتک لوٹیے اور آپ نہ آتے جب بھی سردارون کو تو کوئی میرے ہوتے قتل نکر سکتا
چالاک نے کہا او منافق آج بغیر قتل کیے تجکو ہم باز نہ آئینگے نخبتیارک لگا کلمہ پڑھنے

چالاک اِنکی باتین فریب آمیز سُنکر گویا ہوا کہ بلکہ یہ خنجر لو اور ساحرہ کو قتل کرو اوسنے کہا بہت بہتر مین تو اِس مخبہ کا سخت دشمن ہون یہ کہکر اسطرح کمند تو گردن مین پھنسی رہی اور یہ اوٹھکر کھڑا ہوا اور خنجر ہاتھہ مین لیکے بڑھا مگر کہتا چلا کہ افسوس اِسکی جان مفت گئی چالاک نے پھر دو تین لاتین مارین کہ کیون اے بیحیا یہ افسوس کیسا بختیارک تو لاتین کھا کر پکارا کہ زہے عزت یہ لاتین صحت بخش جان ناتوان ہین چنانچہ یہ تو مسخراپن کرنے لگا مگر چالاک تامل مناسب نہ سمجھا فوراً الالہ زار کو ذبح کر ڈالا بختیارک آنکھین بند کرکے بیٹھ گیا کہتا تھا کہ ارے توبہ ارے توبہ کیا خنجر بران کی صفائی ہے میرا دل اسی سے دہلتا ہے یہ تو اس گفتگو مین تھا کہ ساحرہ کے مرنے سے غل و شور برپا ہوا سردار اُسکے مرتے ہی چھوٹ گئے اور چالاک نے دوڑکر گلو بختیارک پر بھی خنجر رکھا اُسنے کہا کہ اے مرشد میری کیا خطا ہے اِسنے کہا کہ ساحر تیرے غل کرنے سے آگئے ہین بس ہم آخر تو گرفتار ہو جائینگے بہتر یہ ہے کہ تجھے قتل کرتے جائین یہ سُنکر اُسنے کہا مجھے آپ باہر جانے دیجیے کیا مجال ساحرون کی جو روکین اسنے عہد لیکر اُسکا چھوڑ دیا وہ جو باہر نکلا ساحر جو غل سُنکر دوڑے آئے تھے اُنسے کہا کہ اے جلد اپنے اپنے بستر پر جاؤ یہان وہ آفت آئی ہے کہ تم سب مارے جاؤگے ساحر فرط خوف سے علیحدہ ہوئے سردارون کو چالاک لیکر چلا اور بختیارک اپنے خیمے مین آیا اِس عرصہ مین ساحرہ شب کا تیغ صبح نے سر جدا کیا اور مہر تابان بشکل شمشیر بُران ترک فلک کی کمر سے اویزان ہوا نظم

کھلا کچھہ نور پیشانی سحر کا		دھوان ہلکا ہوا شب کے جگر کا	
کہ مثلِ نقطہ باقی ہے سمٹ کر		موذن کہتے ہین اللہ اکبر	

امیر برائے ادائے فریضہ رب قدیر مسجد کے پاس داخل تھے کہ سردار مع عیار آکر قدمبوس ہوئے امیر نے سر اُنکے سینے سے لگائے پھر بعد فراغ طاعت اِلٰہ بارگاہ مین تشریف فرما ہوئے بادشاہ بھی اورنگ شہنشاہی پر جلوس فرما تھے سردار تمام جمع ہوتے جاتے تھے کہ یہ سردار رہائی یافتہ اگر نذر گزرانہ پیش بادشاہ ہوئے بادشاہ نے ہر ایک کو خلعت حسب لیاقت دیا اور چالاک کو صلہ مین اس عیاری کے مالا مال کر دیا پھر ارباب نشاط حاضر ہوئے رقص کا سماں بندھا دور شراب گلرنگ شروع ہوا یہان تو یہ کیفیت ہی اُس جانب لقا لعین اُٹھہ آنے ساحرہ کے آرام پذیر ہوا تھا دم سحر بکروفر تخت نکہت پر آکر بیٹھا تھا کہ بختیارک ناچتا ہوا اور بکتا ہوا کہ ارے خداوند وہ تیری بندی گندی جہنم کی مُہری مین ڈھٹی ہوگئی ہلاکت کو

ہم بھی چل بسے تھے مگر رحم آگیا جو چھوڑ گئے یہ کہکر سب حقیقت بیان کی لقا نے کہا ہمنے پہلے ہی تقدیر مرگ
مرسکی کردی تھی کیونکہ وہ بدکار و شہوت پرست تھی اپنے یار کے محبت رکھتی تھی ہماری لعنت اسکو ذرا بھی نہ تھی
یہ کہکر حکم دیا کہ لاش اوسکی ساحر خیمہ سے اوٹھا کر سمت قلعہ گلفامیہ جائین حسب الحکم ساحر لاش لیکر روانہ ہوئے
اور سلیمان نے پھر نامہ مشتملبر شکایت عدم رسی مدد لقا کیطرف سے افراسیاب کو لکھا بنا بر دستور
پہاڑ پر سے پنجہ لیگیا اُسطرف ساحر نالان و گریان قلعۂ گلفامیہ مین مع لاش لالہ زار پہونچے شوہر
اُسکا سریر حکومت پر متمکن تھا کہ لاش ساحرون نے سامنے لاکر رکھدی گلفام نے تاج زمین پر دے مارا
اور پکارا کہ ہائے میرا گھر تباہ ہوگیا افسوس میرا پہلو اُجڑ گیا میرا آرام خاک مین ملا اے میری رفیق بی بی
انیس شب غم تو نے آخر محبت فولاد مین جان دی سطرح کا حال مین نے سُنکر درگذر کیا تھا لیکن فلک
نے تجکو آخر مجھسے جدا کردیا ارکان دولت نے اُسکے سمجھانا شروع کیا کہ حضور اب صبر فرمائیے وہ بی بی بڑی
نیک تھین کہ جو خداوند پر جا کر نثار ہوگئین اب اُنکی بہشت مین سیر کرتی ہون گی کسکے ایسے نصیب ہین
جو اسطرح کی موت ملے غرضکہ بعد جزع و فزع بسیار اسنے حکم دیا کہ لشکر جو پھر کر آیا ہے اُسمین سے کچھ ساحر
تھوڑی فوج برای حفاظت قلعہ رہین اور جو فوج یہان موجود تھی اور جو پھر کر آئی ہے وہ سب تیار ہوکر
میرے ساتھ چلے بنا بر حکم تیاری ہونے لگی اور اسنے ایک عرضی اس سب کیفیت کی شاہ جادوان کو
لکھی یہ مضمون بھی اُسمین تھا کہ اب غلام آپکا لڑنے جاتا ہے یہ عرضی ایک پتلا سحر کا لیکر افراسیاب
پاس پہونچا شاہ طلسم نامہ لقا کا پڑھ رہا تھا اور چاہتا تھا کہ کسی ساحر کو بہر امداد خداوند بھیجے یہ عرضی جو
آئی پڑھکر خوشنود ہوا کہ بہتر ہے اسکو جانے دو پس جواب لکھدیا کہ عرضی تمھارے استدعا کے موافق
مزین دستخط کرکے واپس ہے زوجہ کا مرنا تمھاری معلوم کرکے ما بدولت کو بھی افسوس ہوا تم پر مراعات
سلطانی مبذول رہیگی جاؤ اور خداوند کی مدد کرو یہ جواب تو پتلے کو دیا کہ وہ لیگیا اور ایک عرضے
بجواب صحیفۂ خداوند اسنے لکھی مضمون یہ تھا کہ زہی غفلت اس بندۂ احقر کی نسبت اپنے خداوند
کے ہے کہ بار بار جسکی شکایت خداوند فرماتے ہین واقعی عین رحمت خداوند میرے حال زبون افعال
پر ہے کہ کوئی غضب اس بے اعتنائی کے عوض مین خداوند مجھپر نازل نہین کرتے پس بمصداق بیت
شکر فیض تو چمن چون کند اے ابر بہار ✢ کہ اگر خار و دگر گل ہمہ پروردۂ تست ✢ خداوند الہا رفیقا اگاہا
میری غفلت پر نظر نکرنا مین خطاوار ہون اب شوہر لالہ زار کہ ساحر زبردست ہے خدمت مین حاضر ہوکر

مقابلہ بندگان خاطی کریگا اور یہ بندہ تیرا اور بھی عقب مین اُسکے بھیجیگا یہ عرضی ایک ساحرہ کے ہاتھ خداوند
کے پاس بھیجی وہ عرضی پاکر انتظار آمد گلفام مین بیٹھا ادہر اسطرف جب عرضی دستخطی قلعہ گلفامیہ مین
پہونچی وہ تو منتظر تھا ہی جواب پاتے ہی تخت سحر پر سوار ہوا چوبیس ہزار ساحر ہمراہ لیے اور سولہ ہزار
برائے حفاظت قلعہ مین چھوڑے کسلیے کہ طلسم ہوش ربا مین چالیس کوئین سحر کے ہین اُنمین سے ایک
کنوان چاہ زمرد تھا کہ جسکا میلا جلد اول مین بیان ہوا چنانچہ ان کنوون سے چند چاہ اس قلعہ گلفامیہ
کی بھی سرحد مین ہین اور اس طلسم کی چالیس سرحدین ہین اور چالیس دروازے بھی داخلہ
طلسم کے لیے ہین ایک دروازہ وہ ہے جدہر اسد گیے اور اس قلعہ گلفامیہ مین تین دروازے
ہین ایک تو ادہر دروازہ ہے کہ طلسم آئینہ کے رہنے والے اگر طلسم ہوش ربا مین جانا چاہین تو پہلے
قلعہ گلفامیہ مین آئین اور دوسرا دروازہ وہ ہے کہ نرگس کوہ کے رہنے والے اُدہر سے طلسم مین
جا سکتے ہین اور تیسرا دروازہ وہ ہے کہ عقیق کوہ کے ساکن اور جملہ کوہستان کے لوگ مثل کوہ مرمرد
قلعۂ اقدس وغیرہ کے اشخاص طلسم مین جا سکتے ہین چنانچہ سپاہ بیکران اسلیے گلفام نے یہان چھوڑی
کہ ان سرحدون کی بخوبی نگہبانی رہے جب یہ انتظام ہوچکا آپ بحشم و خدم کوچ کیا اور قلعہ سے نکلکر ایک
منزل پر آکر اوترا ہنوز آگے نہ بڑھا تھا کہ اور ماجرا ے تازہ تازہ سنیے تیغ عاشق روے
شاہ اسلامیان ملکہ بہار مع دونون عیارون کے جو طلسم کوکب سے چلی تھی اور اوس دروازے
سے جو شمالی حد کا تھا بموجب حکم عمر ساحرون نے اِسکو رخصت کیا تھا چنانچہ ملکہ مذکور سیر طلسم کرتی سرحد
طلسم آئینہ مین آگئی وراہ اوسکو نہ ملی کہ جس راہ سے پہلے آئی تھی طلسم آئینہ ٹوٹ چکا ہے اس وجہ سے
اچھی طرح آباد نہ تھا اور بہار اسطرف بعد مدت جو آئی تھی تو نہ پہچانا کہ یہ کون مقام ہی عیارون سے کہا
مین رستہ بھولکر نہین معلوم کدہر نکل آئی عیارون نے کہا آپ تخت اوتارئیے تو ہم راہ کسی سے دریافت
کرین اسنے تخت اوتارا عیار صورت بدلکر روانہ ہوئے اور آیندرروند سے حال پوچھکر پھر آئے کہا اے
ملکہ یہ طلسم آئینہ ہے یہان سے ایک راہ نرگس کوہ کو گئی ہے اور ایک راہ طلسم راہ ہوش ربا کو لیکن
اول قلعہ گلفامیہ ملیگا جو سرحد طلسم مذکور کا قلعہ ہے وہان سے چاہے طلسم مین جائیے چاہے کوہ عقیق
لشکر اسلام مین جائیے آپ طلسم کوکب سے جو چلین تو آخر طلسم ہوش ربا کیطرف آنکلین بہار نے
جو نام لشکر اسلام سنا دل سے کہا کشش کسیکی صادق ہے یا اپنے جذبہ عشق کا اثر لاحق ہی جو دیار جانان

ملک خود بخود آتا ہوا ارادہ بھبوت لینے کا بجانہ ہوا اب نظر کے ارمان نکالتی چلو ایک نظر دیکھتی بھالتی چلو یہ سوچ سمجھکر عیارون سے کہا کہ مجھکو زیارت امیر کا کمال اشتیاق ہے دیر تیسے بھی ایک لشکر کو مدت ہوئی کہ فراق ہے اگر مناسب سمجھو تو لشکر اسلام مین ہوتے چلو عیار حقیقۃً مین فراق کشیدہ اپنے احباب وطن سے تھے گویا ہوئے کہ اے ملکہ بہتر ہے چلو اسنے چاہا کہ سوار ہوکر روانہ ہو عیارون نے کہا باتفاق چلنے مین ہر فرد طلسم طلسم کے باہر نہ نکلنے دینگے لڑائی پڑجائیگی بہتر یہ ہے کہ ہم دونون عیاری سے برون طلسم جائین اور تم بزور سحر نکلو پھرتے وقت سمجھ لیا جائیگا بہار نے کہا اچھا اور عیارون کو رخصت کردیا آگے بڑھکر قران نے برق سے کہا تم اپنی راہ جاؤ مین اپنی راہ جاتا ہون چنانچہ یہ دونون بھی الگ الگ ہوگئے حال انکا بیان ہوگا وہ طالب دیدار یعنی بہار جو پہلے روانہ ہوئی کہین سحر سے اڑکر چلتی کہین حسب موقع پیادہ روی اختیار کرتی روانہ تھی دل مین جوش تمنا اب پر حکایت عشق وصل کا مزا یاد آتا کبھی کہتی کہ او نادان کدھر چلی ہے کیون اپنا دل پر آئے بس مین دبتی ہے ابھی خیر ہے پھر آگے بری سیر ہے جب محو حسن خسار ہوگی آرزوئے چشم بیمار ہوگی بغیر شربت دیدار فائدہ نہوگا دل صید ناوک ناز ہوگا وحشیون کا سا انداز ہوگا ابر گیسو باران بلا برسائیگا سر اوٹھانا مشکل ہوجائیگا کبھی تو اسطرح دل کو سمجھاتی اور گاہی اسطرح کی آرزو جتاتی کہ جوانی کا دیکھو دل آیا ہے تو اب مجھکو نگاہ دیکھو نگاہون مین جو غضب پیدا ہوئے ہین رفتار مین جو ستم ہو پیدا ہوئے ہین کسی پر تو یہ جفا کیجائے جو جو مین صاف ہون ناز و غمزے کسیکے دل سے کام معاف ہون شمشیر ابروکے وار کبتک خالی جائین آنکھین کسیکو تو گردش قسمت دکھائین عارض آرزوئے بوسہ بڑھائین سینے کا ابھار کہانتک سر در گریبان رہے ساق پا کبتک پردہ مین پنہان رہے چھاتیان قبہ فانوس بزم محبت بنین ساق پا کسی شب کو شمع عریان بنکر فروغ دہ انجم الفت ہون کبھی الہجوم آرزو ہوتا تھا عنا تمناے شباب کا سنکر دل بے قابو ہوتا تو بیتابانہ یہ زبان پر لاتی کہ بموجب ابیات

ہوئی مدت کہ جوش نوجوانی نہین آرام بخشش زندگانی

خدا جانے وہ وقت آئیگا کس روز کہ تو دے گی تری شمع دل افروز

کہینگے ہنستے سب گذرا ہوا حال کہ یہ ایذا اُٹھائی ہے کئی سال

تجھے دیکھین گے خندان صورت گل گلے لپٹین گے تیرے مثل بلبل

وہ بوسون کے چٹاخے جنکی آواز دل مشتاق پر کرتی ہے اک ناز

غرضکہ اسطرح باتین دل سے کرتی جوش عشق سے آہ سرد بھرتی رفتہ رفتہ صحرائے ملک گلفا میں پہونچی اُس دشت سبزہ زار کو دیکھکر خیال سبزۂ رخسار جانان آیا خضر آباد اوس جنگل کا نام رکھا ہوس نے کہا آج یہین بستر لگاؤ تفریح طبع نے جواب دیا کہ ہان ہان اچھا تو ہے ٹھہر جاؤنگا شوق کا تقاضا تھا کہ غبار معشوق کے بدلے دیدگل کر او دامن گلہائے تمنا سے بھر لو عشق کہتا تھا کہ جو اصل مین مزا ہے وہ نقل مین کہان جلد چلکر نظارۂ روے دلبر کر لیکن خستہ راہ بہت تھی عشق کو ضبط کرکے اُسیجگہ ٹھہر گئی اور راز لسکیہ یہ سحر باغ و بہار کا کرتی ہے جدھر اسکی نگاہ اُٹھ گئی گلون مین جان تازہ پڑگئی نہرین لبسان طبع روان عاشق جاری آہ سرد سے مشابہ باد بہاری مرہم زخم دل سودا زدہ سبزۂ زنگاری اِسنے اُس جنگل کو تا دیر نگاہ آرزو سے دیکھا او صحبت محبوب کو یاد کیا کہ کبھی ہمبھی گلستان انجمن مین تیرے گلہاے عشرت چنینگے لبسان خار دامن سے الجھینگے یا بہ رنگ گل گلے کا ہار بنینگے افسانہ ہمارا بلبل کا ترانہ ہوگا گوش گل کو نہ سماعت کا بہانہ ہوگا

نظم

گریبان چاک ہونگے صورت گل … حذر مانگینگے مقصد بے تامل
ہوس کہتی ہے پھر اُڑین وہی جوش … مزے دین روح کو کھوئے ہوئے ہوش
دم رخصت ہے اپنی زندگی کا … نکلجائے کوئی ارمان تو جی کا
فراق یار مین بیتاب ہولین … تمنا ہے تصدق ہوکے رولین
لبون پہ ناز کرلے جوشش فریاد … محبت یہ تو کہ لے خانہ آباد

اسی سودائے جوش الفت مین دربار تک پہونچنے کا سامان ہوا تھی ہواے محبت نے کار نسیم سحر کیا آہ سرد نے دماغ مین خنکی پہونچائی یہ تختۂ سنگ پر سر رکھکر سو گئی اس صحرا مین جو ساحر کہ بطور محافظون کے مقرر ہین اُنھون نے اِسکو پہچانا از لسکہ معشوقہ شاہ طلسم اور بہن حیرت کی ہے وغیرہ ساحرہ زبردست ہے کسیکو اسیر ہاتھہ ڈالنے کا یارا نہوا سواے اِسکے کہ طائر بنکر اُڑے اور گلفام منزل بھر پر قلعہ سے نکلکر اُترا ہوا تھا اُسکے سامنے آئے بشکل بصورت انسان ہوکر اسطرح تسلیم کرکے بددعا دی کہ

بیت

رہے ملک برباد تیرا مدام + بنائے تجھے تیرا دشمن غلام + ملکہ بہار ذیوقار فلان صحرا مین یکہ و تنہا بے یار و مددگار اگر سو رہی ہے نہین معلوم کس دکھ مین گرفتار ہو رہی ہے گلفام یہ خبر سنکر ہنسا اور کہا مجکو خبر پہونچی ہے کہ یہ ملکہ شریک باغبان بادشاہ طلسم ہے یہ اُسی خبر کشی کا نتیجہ ہے جو مارے مارے پھرتی ہے اِسکو گرفتار کرنا چاہیے اور خداوند کو چلکر نذر دینا لازم ہے کیا عجب ہے کہ میری بی بی مرگئی ہے اُسکے عوض مین خداوند سے

مجھکو عطا کرین یہ کہکر گئی ہزار چیدۂ روزگار ساحر ہمراہ لیکر چڑھ دوڑا اور صحرا کا محاصرہ کرکے مع چند ساحرون کے
جو آگے بڑھا اُس فتنہ پرواز عالم کو سوتے پایا کہ جوانی کی نیند مین غافل رہی ہے شمع رخسار کو دے
رہی ہے چاؤش حسن دورباش کہتا ہے سایہ اُس پری کا پہرہ دیتا ہے کلیان گلون کی چپ ہین کہ چٹخنے سے
آنکھ نہ کھلجائے گل ہنستے نہین کہ نیند مین اُس گل کی فرق آئے بادصبا بے پاؤن سے چلتی ہے کنیز کیطرح پنکھا
جھلتی ہے شب زلف کی خسار سحر پر چڑھائی ہے نہین نہین شام غربت صبح وطن کو بیش آئی ہے شبنمی دوپٹے کی آڑ مین
سینہ کا اُبھار شکم کی صفائی پائجامہ کے پائچون کا کھلجانا اور پیڑو کا اونچا پن اُنہین پائجامے کی چُرسون
کا جوبن نامرد صد سالہ کو شہوت پرستی سکھاتا تھا اور مردون کا تو یقین ہے کہ میرے بیان پر اور ہی رنگ
ہوجائیگا گلفام اس گل پر برنگ بلبل ہزار جان سے شیدا ہوا اور ساحرون نے اُسکے حکم سے سوتے ہی مین
سحر پڑھا کہ دست و پا اُسکے بیکار کردیئے پھر پاس جاکر زبان مین سواد بنا چاہا آنکھ اُسکی کھلی اِن موذیون کو
دیکھکر چاہا کہ سحر پڑھے سحر یاد نہ آیا گھبراکر پکاری کہ ای بیحیاؤ یہ دغا کرنا کیا اگر مرد ہو تو ہوشیار کرکے لڑو گلفام نے
کہا تو بیکرام ہے تیری یہی سزا ہے مین پاس خداوند کے تجھے لیجاؤن گا بی بی میری مرگئی ہے اُنسے تجھکو مانگ کر اپنی
بی بی بناؤنگا اِسنے جو یہ کلام سُنا دل مین سمجھی کہ دیار معشوق مین بغیر گرفتار ہوئے جانا ملے گا یہ سمجھکر بولی
کہ ای گلفام تو مجھکو خداوند پاس نہ لیجا ورنہ بہت پچھتائیگا مدعائے دل نہ برآئیگا اُسنے نمانا اور اِس گنجینۂ
حُسن کو سحر سے بیہوش کرکے ایک صندوق مین بند کیا اور لشکر مین لاکر حکم کوچ کا دیا جو بیس ہزار ساحر
طائران سحر پر سوار ہوکر چلے ڈمرو اور ناقوس بجنے لگا گلفام نے ایک اژدر پر صندوق بار کرلیا اور تخت پر
سوار ہوکر اڑا طائران سحر سے روئے ہوا کالا تھا آتش بازی سے دل ردوگار مین چھالا تھا مختصر یہ کہ بعد قطع
مسافت راہ طلسم سے نکلکر قریب لشکر لقا پہونچا راہ مین جہان کہین ٹھہرتا بہار کو صندوق سے نکالکر سحر خوب سا
کرکے سواد ور کرتا اور کچھ کھلا پلادیتا اسیطرح جب کوہ عقیق مین پہونچا یہان اِسکے آنے کی خبر نامۂ
بادشاہ طلسم سے پہلے ہی ہوچکی تھی آمد لشکر ساحران کی علامت دیکھکر سرداران لقا بہر استقبال آئے
لشکر مقام بہتر پر اتروایا یہ خود بارگاہ مین آیا لقا کو سجدہ کیا خلعت خداوند نے دیا خلعت پہنکر اپنی بی بی کے
مقام پر بیٹھا بختیارک نے کہا اِس جگہ نہ بیٹھو کہ سزوار نہین ہے بی بی تمہاری یہین بیٹھی تھین یہ بی بی کا
نام سُنکر رونے لگا ساتھ ہی بختیارک اس سے زیادہ رونے لگا اور کہتا تھا کہ تمتو اپنی زوجہ سے
قریب ہے کہ جاکر ملو مگر ہم سے بی بی بھی تمہاری جدا ہوئین اور تم بھی چھوٹے یہ کلمات سُنکر وہ رونا بھی بھولا

اور کہا ملک جی تمتو ایسی باتین کرتے ہو گویا مین بھی مارا جاؤن گا اُسنے کہا اِسمین کچھ شک بھی ہے بس اب کچھ دیر کے تم مہمان ہو مرشد زادے آئے اور تم جہنم مین گئے اِسنے ہنسکر کہا کہ تمھین ہول سما گئی ہے مین آیا تھا کہ ایک آدھ روز ٹھہر کر مقابلہ کرتا مگر نہین اب کل ہی سب مسلمانون کا خاتمہ کرون گا شیطان بولا کہ آپ ایسے ہی ہین یہ کہیے کہ مرنے کو جی جلدی چاہا ہے وہ تم کیا کرو اجل جلدی کرتی ہے مثل چلی آتی ہے کہ موت پھڑ پھڑاتی ہے اِن باتون سے زیادہ تر اِسکو غصہ آیا اور اُسیوقت حکم دیا کہ طبل جنگ بجے لقا نے کہا کہ ای بندۂ قدرت شیطان کا کام ورغلانا ہے اُسکے کہنے کا بُرا ماننا ہم تمکو اپنا لشکر کردہ کرتے ہین اور سب مسلمانون کا خون تیری تلوار مین بھرتے ہین تو سبکو مارے گا اور کوئی مسلمان تجھے قتل نہ کرسکیگا ارشاد خداوند سُنکر یہ بہت شاد ہوا اور زیادہ لڑنے کا حوصلہ کیا خلاصہ یہ کہ جب مثل احسان کم ظرف مہر تابان سر پیر فلک سے اُترا اور مزاج ساحرۂ سب نے خاطرداری عالم سی سودا پایا کہ نظم

کہ عمر روز نے انجام پایا
جھکے ہر سمت شام سوسنی رنگ
تبسم زا مزاج شام پایا
ہوئے ٹھنڈے طپش سے کوہ مین سنگ

شام ہوتے ہی صدائے نقارہ حربی بلند ہوئی جوانیس لشکر اسلام خبر لیکر حاضر دربار شاہ ذوالکرام ہوئے زمین ادب کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ بیت کہا شاہا فدا ہم لاکھ جان سے بجا التعریف کیا لائین زبان سے شوہر لالہ زار - گلفام تاجدار نام ایک ساحر الجام نے آکر ارادہ نبرد کیا ہی لشکر حریف مین طبل جنگ بجا ہے بادشاہ نے یہ خبر سُنکر امیر کی جانب اشارہ کیا امیر نے حکم نواخت نقارہ رزمی دیا طبل جشاہی کوس سکندری پر چوب پڑی دنیا دہلگئی دربار سے اُٹھکر دلاور خیمون مین آئے تلوار کی سرکشی کا زمانہ قریب آیا گرزون کی سربلندی کا وقت نزدیک پہونچا اِسطرف ساحر نئے نئے سحر تیار کرتے تھے کلیجیان بھینٹ مین چڑھتے تھے گلفام نے بھی جَو کا سور کے خون سے دیا تھا کلیجی کا بھوگ لگایا تھا اگیار کا دھوان جسم کو دیکر اپنے بالون کی ایک رسی بٹی تھی اُسکو کمر سے لپیٹ کر کھولنے کا منتر پڑھا تھا نیا سحر رشتہ لڑنے کا ملا کیا تھا لشکر دین مین نقیب للکارتے تھے بہادر نعرے مارتے تھے رعایا عوام الناس بانباری کنارے ہوتے تھے کہ آفت مین نہ گھر جائین بہادر کہتے تھے کہ سر جائین مگر قدم نہ پھر جائین یہ ہنگامہ برپا تھا کہ ابیات

کسیکے لب پہ تھا یا سامری جی
تو کچھ جادو کے منتر تازہ پڑھ کے
دیا بھیرو کو کل ہوگی تمھاری
کلیجا چھید و نگا دشمن کا بڑھ کے

کوئی کہتا تھا اے پیارے وھنتر ۔۔۔ مرے دشمن کے کل بگڑین پنتر
کوئی پڑھتا تھا منتر اسطرح سے ۔۔۔ رکت آکر پون جوگی کی چاٹے
پڑھو منتر دوالی مین جگایا ۔۔۔ یہ ایشر باچا ہے ہمنے سُنایا

اسی ہنگامہ مین خاطر دہر مائل بہ سفا کی ہوئی سینۂ فلک داغون سے صاف ہوا ہر جسم مین پیدا چالاکی ہوئی نظم

ہوئی جب صبح تھا اک شور برپا ۔۔۔ کہ یارو وقت لڑنے کا پھر آیا
چلو میدان مین اور ہمت نہ ہارو ۔۔۔ عدو کا بار سر تن سے اوتارو

صبح کو بادشاہ گردون بارگاہ بصد عزت وجاہ شبستان سے برآمد ہوئے امیر مع تمام سردارون کے مسجد سے آکر کھڑے تھے حضور عالم کو مجرا کیا پھر تخت شوکت کو بوسہ دیکر قلب لشکر مین لیکر سمت جنگاہ روانہ ہوئے جب جائے مصاف پر پہونچے ترتیب لشکر شروع ہوئی رسالہ دار و کمیدان اپنے اپنے سردار و سالار کی صف مین جمکر کھڑے ہوئے نیبان سد سکندر دیوار آہن کھچی تھی تلوارون کی چمک نے دیدہائے حلقہ زرہ مین روشنی دی تھی اُدھر فوج مخالف نے مقابل پہونچکر پرا جمایا تھا گلفام آج اژدر پر سوار ہوکر آیا تھا فوج کے ساحر فیل و شیر و کرگدن و اژدر شعلہ فشان پر سوار تھے صورت مین بد اور سیرت مین نابکار تھے کوئی سنکھ جب پھونکتا سنکھ سے شعلہ نکلکر دھوان ہوجاتا اور عالم کو تاریک بناتا کوئی نفیر سحر کو دم دیتا نفیر مین سے دھوان نکلکر ابر بنتا اور آگ برساتا عجب آفت برپا تھی کہ نظم

زہر سو برآمد خروشِ سپاہ ۔۔۔ برفتند یکسر سوئے رزمگاہ
زبس نالۂ بوق کوس دورائے ۔۔۔ ہمی آسمان اندر آمد نجائے
ہم از یال اسپان و دست و عنان ۔۔۔ زگوپال و تیغ و کمان و سنان
تو گفتی جہان در دم اژدہاست ۔۔۔ دگر آسمان باز مین گشت راست
نہ بدبخت را روز گار گذر ۔۔۔ زبس تیغ و گرز و کمند و سپر

الحاصل بعد ترتیب صفوف لشکر گلفام بد انجام لقا سے اجازت لیکر وسط میدان مین آیا اور سحر سازی دکھاکر پکارا کہ کہان ہین وہ لوگ جنھون نے میری بی بی سے مقابلہ کیا تھا اُسکے ہاتھ سے اگر بچگئے تو اب بچنا دشوار ہے ہان آئین سامنے یہ میدان کارزار ہے یہ نہیب سنتے ہی سب سے پہلے فولاد نے گھوڑا صف سے نکالا اور بادشاہ سے رخصت خواہ ہوکر لسان شیر غضبناک سامنے آیا

گلفام نے اسکو آتے دیکھکر ایک ناریل جھولی سے نکالکر زمین پر مارا کہ زمین سے دھوان نکلا اور ایک جا
جمع ہوکر گھوڑا شکل رنگ بنگیا یہ اُسی گھوڑے پر سوار ہوکر مقابل فولاد ہوا اُس بہادر نے حربہ طلب کیا
یہ اپنی کمر مین وہی رسی بالون کی لپیٹے تھا کمر سے کھولکر سحر پڑھکر مثل کمند فولاد پر ماری اُسے ہرچند تلوار و
خنجر وغیرہ سے حلقۂ رسن سحر وغیرہ کاٹے لیکن وہ کٹ نہ سکے اور یہ اولجھ کر گھوڑے سے گرا گلفام نے باندھکر
ساحرون کے سپرد کیا اور پھر شور مبارز طلبی بلند کیا ایکی مرتبہ تورج لشکر اسلام سے بشوکت وصولت
نکلکر حسب ارشاد بادشاہ اُسکے سامنے آکر طالب ہوا اسنے وہی رسی اسپر بھی پھینکی کہ شہزادے کے
ہاتھ پانون مین وہ رسن لپٹ گئی اور یہ بھی بندھکر گھوڑے سے گرے ساحر گرفتار کرکے لیگئے اسنے پھر
نہیب دی ایکی مرتبہ دست راست کی تمام صف کے علم جلوہ گری پر آئے اور جانشین حمزہ یعنی والی
ہند لندھور بن سعدان نے فیل اپنا آگے بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ کے آکر فیل سے کودا عرض کیا کہ
جان نثاری کا حکم ظل اللہ سے نسبت اس کمترین کے شرف نفاذ پائے بادشاہ نے فرمایا کہ ای جہان پہلوان
تمنے کیون تکلیف فرمائی اور لازم کیا نہ تھے اسنے عرض کیا کہ اب تو یہ غلام اپنے مقام سے آگے بڑھا اگر اجازت
میدان کی نہ ملیگی تو آبرو ہمچشمون مین کیا خاک رہیگی دو دریاے لشکر موجزن ہین آبرو میری نہ گھٹائیے
لڑنے سے نہ بچائیے بادشاہ نے اسکو خلعت دیگر سپرد بخدا کیا یہ بہادر فیل پر بیٹھکر روانہ ہوا اور سامنے
ساحر خامر کے پہونچا اور تبرکات جناب شیث پیغمبر اپنے جسم پر آراستہ کیے تھا جب اُسنے بروقت
طلب ضربت رسن گلے مین پھینککر ماری اِسنے دعاے صحیفۂ ابراہیمی دم کی رسن کے حلقے برکت دعا و تبرکات انبیا علیہم
السلام پیچیدہ نہوئے اور لندھور گرز اوٹھا کر چلا فیل اُسکا گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا گلفام نے گھبرا کر
سحر ایسا پڑھا کہ پھر دھوان زمین سے نکلا اور لندھور اُس دھوئین مین چھپکر بیہوش ہو گیا اُس نے
پھر سحر پڑھا کہ ایک پنجہ چمک کر گرا اور اسی تاریکی مین لندھور کو اٹھا کر لشکر ساحران مین لیگیا جب وہ
اندھیرا دور ہوا سبنے دیکھا کہ لندھور پشت فیل پر نہین ہے الیاس ہندی عیار فیل کو لشکر اسلام مین
پھیر لایا اس اثنا مین بختیارک نے عیار کو بھیجکر کہلا بھیجا کہ ای گلفام سرداران اسلام کا نام لیکر پکارو
مجملاً اگر پکارو گے حمزہ مقابلہ مین آئیگا پھر وہ مالک باطل السحر ہے کچھ بن نہ پڑیگا یہ نصیحت اسنے منظور کرکے
بنام سرداران اسلام نہیب دی اور اسطرف سے دست راستیون نے یکے بعد دیگرے نکلنا شروع کیا لیکن
جو آیا وابستۂ رسن سحر ہوا شام تک سوا سو سردار عالی وقار گرفتار ہوئے جب وہ زمانہ آیا کہ رسن شعاع

مین آفتاب بندھا ہوا زندان خانۂ مغرب مین اسیر ہوا اور سحر ساحرہ شب سے اندا عالمگیر ہوا کہ نظم

اُٹھا مغرب سے کچھ کچھ دود تاریک	ہوا آنکھون سے حسن شام نزدیک
تھکے اعضا دلون نے چاہی آرام	اُٹھین آنکھین نظر آنے لگی شام

شام کو لشکرون مین طبل بازگشت پر چوب پڑی شاہ کینہ خواہ پھر کر داخل بارگاہ ہوئی فوج بھی آسودہ ہوئی گلفام جب دربار مین آیا نجبتیارک نے کہا آج تمنے چشم بد دور بڑا معرکہ مارا کہو سرداروں کو کہان قید کیا اوسنے کہا ملک جی مین سردارون کو ابھی تو ایک خیمہ مین قید کر آیا ہون لیکن زیادہ اسیر نرکھونگا قتل کرڈالونگا نجبتیارک نے کہا عقلمند کی دور بلا تھین سمجھا نا کیا یہی میری بھی راے ہے اسنے کہا ایک مقابلہ کرکے اور تھوڑے سے سردار اسیر کرلون تو قتل کرون نجبتیارک نے کہا اگر منظور ہو تو میری صلاح پر چلو وہ یہ ہے کہ تم آج جاکر کہین چھپ رہو کہ کسی عیار کے ہاتھ نہ آؤ اور مین طبل جنگ بجوا تا ہون صبح کو نکلکر مقابلہ کرکے سردارونکو گرفتار کرو دشمن کو مہلت دینا نچاہیے ایسا نہو کہ کچھ اور سامان ہوجائے ساحر کو اسکا کہنا پسند آیا اور اُٹھکر مخفی ہونے چلا مگر حکم نواخت طبل دیتا گیا چنانچہ چالاک و ابوالفتح یہ اشکال مختلفہ یہان حاضر تھے جب یہ پوشیدہ ہونے چلا وہ عیار بھی ساتھ ہوئے اور گلفام بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ مین آیا عیار پشت بارگاہ پر آئے اور قنات مین چھپکر ایک سوراخ برابر سر سوزن کرکے دیکھنے لگے کہ یہ ساحر دیکھین کیا کرتا ہے غرضکہ دیکھا کہ اسنے آکر پہلے شراب پی پھر کچھ کھانا کھایا بعد انفراغ اکل و شرب مسہری جو اسکے سونے کے لیے لگی تھی اُسکے نیچے چلا گیا اور پھر نہ معلوم ہوا کہ کہان ہے یہ دیکھکر دونون عیار مشورہ پذیر ہوئے کہ ہم مین سے ایک قنات چاک کرکے اندر بارگاہ کے جائے جب اوسکو گرفتار کرنے کے لیے گلفام مسہری کے نیچے سے تو دوسرا صورت بدلکر آجائے اور کچھ باتین مکرآمیز کرکے اُسکے مُنہ پر حباب بیہوشی لگائے اور بیہوش کرکے راہ جہنم دکھائے یہ صلاح پسند کرکے ابوالفتح نے قنات کو چاک کیا اور راز سکہ گلفام نے خوف عیاران سے پہرا چوکی نرکھا تھا خیمہ بالکل اکیلا تھا یہ بخوف و خطر اندر آیا دیکھا کہ شمعہاے مومی و کافوری روشن ہین سامان راحت مہیا ہے لیکن گلفام کا پتا نہین اسنے مسہری کے قریب جاکر اُسکے نیچے جھانکا کسیکو نپایا ناچار ہوکر پھر باہر آیا اور صورت نجبتیارک کی بنکر اندر گیا اور پکارا کہ اے گلفام کہان ہو جلد آؤ ہر چند اسنے پکارا مگر کسینے جواب ندیا اور نہ کوئی متعرض حال اسکا ہوا یہ پھر باہر آیا اور چالاک سے کہا اب کیا کرین اُسنے امر مجبوری ہے رات بھر اسی بارگاہ کے

گردہم بھی اگر موقع ملا تو مار لینگے ورنہ جو منظور خدا یہ کہکر دونون اسی فکر مین پھرنے لگے اور طبل جنگ کا بجا ہلکارون سے بادشاہ اسلامیان نے جو سنا نقارۂ رزم اپنے یہان بھی بجوایا اور شب کا دربار معاف کرکے داخل شبستان ہوئے لشکری کارسازی آلات جنگ مین مصروف تھے آج بسبب گرفتاری سرداران لشکریان اسلام بیدل تھے اُنکے دل بڑھانے کو چارسو نقبائے بلند آواز نقابت کر رہے تھے یعنی کہہ رہے تھے کہ ہان اے بہادرو یہ معرکہ جو کل درپیش ہے بیکار سب پس پیش ہے تلوار کے آگے ساحر و غیر ساحر سب یکسان ہے مثل مشہور ہے کہ مار کے آگے بھوت بھاگتا ہے جو دلاور ہین وہ اپنا وار کرینگے دشمن کو تہ تیغ خونخوار کرینگے جو نامرد و کم اصل ہین وہ پیٹھ دکھائینگے جوہر رزالت اُنکے کھلجائینگے کہ بمقتضائے ابیات

بیاہے جسنے شیر مادر
کنیزک زادہ منھ پھیرے گا ہر بار
وہ عزلت پائیگا مرکر مقرر
بہت تڑپے گا مثل نبض بیمار

اس صدائے ترغیب جنگ سے بہادر جوش شجاعت مین آکر جھومتے تھے شب رزم کو شمعہائے تیغ سے بہر نثار پروانہ ہائے جان روشن کردیا تھا دل سے ارادہ تھا کہ دن کہین یہ اندھیر نہو کہ آفتاب شجاعت گہن مین آئے نام کی روشنی تاریکی شب نامردی سے مبدل نہوجائے اسی فکر مین کہین جوشن صاف ہوتی تھین کہین گھاتین بہم مصاف ہوتی تھین تیرون کو کبیدہ خاطری دشمن کی نسبت سکھائی تھین زبان پیکان زہر اُگلنے پر تیار وہ تیزی اُسکو بتائی تھی گرز کلہ شکنی پر آمادہ نیزے سینون پر طعن کرنے کو استادہ تیغ باران ہلاکی میغ خنجرون کو جان لینے مین کیا دریغ تمام لشکر شب بھر جانبین مین اسیطرح سرگرم کار تھا دم سحر موت کا گرم بازار تھا آخر شب لبان نظر کج بازان بھر گئی و مثل نام نیک بہادران روز روشن روشن ہوا طالب جنگ دشمن سے دشمن ہوا کہ نظم

چو خورشید از چرخ گرندہ سر
بر آورد بر سان زرین سپر
دو لشکر بر آمد ز یک رہ بجائے
نہ سر بود پیدا سپہ را نہ پائے
برآمد یکے ابر برسان قیر
سیہ گشت بر چرخ بہرام پیر
برآمد ز ہر دو سپہ بوق کوس
زمین کرد با آسمان دست بوس
ز نعل ستوران پولاد سائے
زمین جون فلک خواست رفتن ز جائے
سر نوک نیزہ ستارہ ببرد
سر تیغ تاب از شرارہ ببرد

امیر کشورگیر بعد فراغ اطاعت رب قدیر شاہ گردون سریر کو قائم شکر مین بعد توقیر لیکے میدان مصاف مین آکر جاے گیر ہوئے اُسطرف عیار عیاری کی تدبیر کرتے رہے لیکن پتا ساحر شریر کا نپایا صبح کو پشت بارگاہ سے پھر جھانک کر دیکھا تو گلفام بدانجام اُسی سنہری کے نیچے سے نکلا اور فوج ساحران لیکر وارد دشت قتال ہوا دونون لشکر جب آچکے زمین بیلدارون نے ہموار و برابر کی آبشار سقون نے ایسا کیا کہ ظاہری گرد و غبار بٹھا دیا لیکن دلون کے غبار و گرد کدورت خاطر آب شمشیر برس کر مٹائیگا غرضکہ جب صفین جم چکین گلفام نے مرکب دودی مثل روز اول زمین سے پیدا کر کے سواری لی اور آگے بڑھکر بموجب فہمایش بختیارک نہیب دی کہ یا حمزہ صاحبقران آج مین آپ سے طالب نبرد نہین ہون بلکہ آپ کے سردارون سے لڑنا چاہتا ہون جسکا جی چاہے وہ آئے آخر اور بھی تو سب دعوی بہادری کا رکھتے ہین کچھ آپ ہی اکیلے لڑنے والے نہین یا یہ فرمایئے کہ یہ سب سردار صرف جلوسی ہین میلا دکھلانے کے لیے جمع کر لیا ہے لڑنے والا انمین کوئی نہین صرف آپ ہی کی ذات والا ہی اگر یہ امر واقعی ہی تو آج مین پھرا جاتا ہون کل آپ سے اگر مدد لقا کی ہوگی تو لڑونگا یہ صدا جب بہادرون نے سنی فرط غیرت سے کانپنے لگے اور امیر نے اشارہ کیا کہ کچھ سوارون نے گھوڑے بڑھا کر اسکے کلام جواب دیا کہ جیسا تو نے کہا ادھر سے بھی ویسا ہی نگین آئیگا سوائے سردارون کے امیر تجھسے مقابلہ نکرینگے اور اگر تو ساحر نہوتا تو یہ سردار کچھ کم تیرے لیے نہ تھے فی الجملہ آئین اسلامیان یہی ہے کہ حریف جسطرح لڑے یہ لوگ وہی طریقہ اُسکے ساتھ ختم کرتے ہین خلاف شجاعت قدم نہین دھرتے اِسے یہ کلمات سُنکر کہا کہ اچھا پھر جسکا جی چاہے وہ آئے یہ کہتے ہی دست جیب سے شہزادہ قاسم نے مرکب زہرہ جبین سلیمانی کو اُڑایا لشکری پیادہ ہوئے بادشاہ نے ہنگام اجازت دہی خلعت دیا شہزادہ اِسکے مقابل اور پکارا کہ او خیرہ سر لا ضرب مردان عالم اِسنے وہی رسی بطور کمند شاہزادے پر ماری کہ دست و پا مین آکر لپٹی ہر چند اونھون نے حلقے اُسکے کاٹنا چاہے وہ نہ ٹوٹ سکے نہ کٹے اُسنے رسی کھینچی یہ بھی گھوڑے سے گر کر گرفتار ہوئے پھر اُسنے مبارز طلب کیا آج دست جیبوین مین تانتا بندھ گیا ایک کے بعد دوسرا سردار آتا تھا اور اس حیلہ ساز کے رسن سحر مین قید ہوتا تھا مثل مشہور ہے کہ حرامزادے کی رسی دراز آج اسنے دو دو سردار رسن سحر سے باندھے اہل اسلام جب مقابلہ کو نکلتے دامن ہمت حبل المتین کہکر مضبوط باندھتے غرضکہ جب کمند کہکشان نے پہلوان روز کو اسیر کیا اور خیط ابیض سے خیط اسود ہویدا ہو گیا

بیت جبین شام پھولی ہر طرف سے + چلے مشتاق اپنی اپنی صف سے ۔ سر شام لشکرون مین طبل
بازگشت بجا اہل اسلام کیطرف سے دلاور پکارے کہ اے گلفام تمہاری شہرہ ہو چکی اب کل
صاحبقران روزگار مقابلہ کرینگے اُسنے یہ نہیب سنکر جواب دیا کہ مین خود سوائے امیر کے
اور کسی سے کل نہ لڑون گا یہ کہکر مراجعت کی لشکرون نے کمر کھولی لقا نے بڑی دھوم سے جشن کیا
گلفام کو خلعت فاخرہ دیا اور کہا اے نظر کردۂ من بعد فتح مین تجکو طرۂ منمیری دونگا اور تجھے حور بہ
جنت عوض مین تیری زوجہ کی عنایت کرونگا اسنے یہ کلمات محبت خداوند سے سنکر سجدہ کیا اور
مشغول عشرت ہوا شراب کا دور چلنے لگا اس عرصہ مین بختیارک نے یاد دلایا کہ تمنے کہ قتل کرنیکا
سردارون کا وعدہ کیا تھا پھر کیون تامل کرتے ہو اسنے کہا ملکہ اب کل حمزہ سے مقابلہ ٹھہرا ہے
اُسکو بھی گرفتار کرلون تو سبکا فیصلہ کرون بختیارک نے کہا اب تم بھی اورون کیطرح سب کے
گرفتار کرنے کا حوصلہ کرنے لگے اور بالفرض یہ بھی سہی تو حمزہ کا گرفتار کرنا کچھ آسان ہی وہ مالک اسم
اعظم ہین کل کا دن تمھارے لیے قیامت کا ہے ضرور مارے جاؤ گے ورنہ کوئی فکر کرو گلفام نے
کہا آپ کا فرمانا بجا ہے مین فکر کرتا ہون اور بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا اب لشکر اسلام کی کیفیت سنیے
کہ جب بادشاہ عالیجاہ بارگاہ مین تشریف لائے فرمایا کہ لشکرون بھر کا خستہ و شکستہ ہی دربار برخاست
اگر لشکر مخالف مین طبل جنگ بجے تو یا امیر آپ بھی نقارے کے بجنے کا حکم دیجیے گا میرے حکم راستہ نہ دیکھیے گا
یہ فرماکر داخل شبستان ہوئے لشکر مین چالاک نے طلایہ کا گشت دبے کی چوکیان قائم کین سردار
اپنے اپنے عیار کو بہر حفاظت تاکید پذیر ہوئے جب سب بندوبست ہوچکا نرسنگا پھکنے لگا بیدار باش
ناظر باش کی صدا بلند ہوئی اُسوقت جب کچھ اندیشہ نہ رہا چالاک مع چند عیارون کے فکر مین ساحر کو
گرفتار کرنے کی روانہ ہوا جب لشکر ساحران مین پہونچا گلفام جو بیٹھے بیٹھے غائب ہوگیا تھا اپنے
لشکر کے کنارے آکر ٹھہرا اور چاہتا تھا کہ لشکر اسلام مین جائے چنانچہ اُسنے چالاک کو دیکھا چاہا
کہ گرفتار کرے پھر سوچا کہ عیارون سے ابھی نہ بولو اصل مطلب کیطرف توجہ رکھو جب سردار
قید ہو جائینگے اُسوقت عیار آپہی زیر ہو نگے یہ سوچکر پھر وہان سے غائب ہوگیا اور لشکر مین
حریف کے جانے کا یہی حیلہ ہاتھ آیا کہ عیار تیری فکر مین آئے ہین تو اُنکی صورت بنکر اُنکے لشکر مین چل
اور جو کرنا ہو وہ کام کر بس یہی کیا کہ سحر زور سے صورت اپنی مثل صورت چالاک بنائی اور

لشکر اسلام کی راہ لی یہان جب دربار برخاست ہوا امیر بہر ادائے نماز شب داخل مسجد گرپاس ہوئے
اور نماز پڑھکر بہر آرام جانب محل مہر گہر تاجدار جاتے تھے کہ اسنے آکر سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ غلام
لشکر مخالف مین گیا تھا گلفام نے ارادہ اسم اعظم بھلانے کا کیا ہے اور آپ پر سحر کر رہا ہے بس مین
چاہتا ہون کہ آپ اسم اعظم پڑھین تاکہ سحر تاثیر نکرے امیر اسکو چالاک سمجھکر اسم اعظم ورد زبان
فرمایا یہ پیچھے امیر کے کھڑا رہا جب آپ پڑھ چکے اسنے سحر پڑھکر دستک دی کہ جو انھون نے پڑھا ہے
یہ انکو اب یاد نہ آئے چنانچہ امیر بھی تو اسمائے الٰہی پڑھ چکے تھے اسوجہ سے آگے بڑھے چلے گئے لیکن
دور جاکر طبیعت کو گرانی ہوئی اور دل گھبرایا اب جو اسم اعظم پڑھا یاد نہ آیا نسیان طاری ہوا محل مین جانا
موقوف رکھا پھر کر بارگاہ مین آئے اور مصروف تلاوت صحیفۂ ابراہیمی ہوئے گلفام جب سحر کر چکا
وہین سے غائب ہوگیا اور اپنے لشکر مین آیا یہان عیار صورت بدلکر پہلے بارگاہ لقا مین گئے
گلفام کو نپایا وہانسے خیمہ کیطرف اُسکے چلے وہان بھی سناٹا دیکھا پشت خیمہ پر جاکر مثل روز اول
جھانکا کسیکو ندیکھا سمجھے کہ کل کیطرح آج بھی غائب ہے یہ سمجھکر باہم صلاح کی کہ یہ اسطرح نہ پھنسے گا کل
جب وہ دربار مین بیٹھے یا میدان نبرد مین بہر جنگ آئے اُسوقت کوئی دھوکا دینا چاہیے پس یہ
تجویز کرکے صحرا مین اُسی کے لیے عیاری سوچنے چلے گئے اور گلفام جب لشکر مین آیا پہلے بختیارک
پاس پہونچکر حال کہا کہ مین اپنا کام کر آیا اُسنے کہا اب رات زیادہ گئی ہے تم جاکر چھپ رہو اور کل جسطرح
پوشیدہ رہے تھے آج بھی وہی صورت کرنا تمنے خوب کیا جو عیار کے گرفتار کرنے کو نہ ظاہر ہوئے
نہین آفت مین پھنستے فی الجملہ صبح کو ظاہر ہوکر طبل یورش بجوانا اور لشکر اسلام پر چڑھ دوڑنا
اسلامیان کسی وقت لڑنے سے بند نہین جب کوئی اُنسے لڑے وہ موجود ہو جاتے ہین اسنے کہا ملکہ جی
جیسا تم کہتے ہو وہی کرونگا یہ کہکر اپنی بارگاہ مین پہونچکر مسہری کے نیچے چلا گیا یہ تو اسطرح مخفی ہوا
لیکن حال نیرنگ طرازی منشی بدائع نگار قدرت ملاحظہ فرمائیے لینے لشکر مین امیر اگر رہتے تو ضرور
اسکے سحر مین مبتلا ہوتے اور سرداران اسلام یقین تھا کہ قتل ہو جاتے مگر جناب احدیت کی مشیت
وحکمت بالغہ مین اسطرح گذرا کہ امیر ذلت سے بچین اُسکا یہ سبب پیدا ہوا کہ مسبب الاسباب کے اسباب کچھ
ذرا کہ قدرت مین ہے اُسکی کیا کیا دھرا ہے اس کوہستان مین جا بجا قلعہ جات مثل کوہ عقیق کے ہین
اور وہان کے حاکم کوہی ہین جیسا کہ اکثر ذکر بہزاد و ناصر وغیرہ کیا گیا ہے اسیطرح ایک پہاڑ ہے کہ

نام اُس پہاڑ کا گلگلون ہے اور دامن کوہ مین ایک ملک آباد ہی اُسکا قلعہ گلگونیہ ہے مالک اُس قلعہ کا
ایک کوہی ہے کہ اُسکو شوق عیاری سے بہت ہے اپنے قلعہ مین عیارون کو آباد کیا ہی اور مدتون عیاری
سیکھنے مین عمر ضائع کی ہے اب وہ اس فن مین مہارت حاصل ہوئی ہے کہ بارہ سو عیار شاگرد اُسکا ہے اور
یہ ارادہ اُسکا ہوا ہے کہ عمر عیار سے مین مقابلہ کرون گا اور ہمیشہ انتظار رکھتا ہے کہ عمر طلسم سے آئے تو
خدمت خداوند مین جاکر عمر سے مقابلہ کرون چنانچہ بہت عرصہ عمر کو جب ہوا اسنے صلاح کی کہ عمر تو نہین آیا
اور مین اگر خدمت خداوند مین نگیا تو سعادت زیارت سے محروم رہا اور اگر جاتا ہون تو کیا خالی ہاتھ
جاؤن کچھ نذر ضرور دینا چاہیے اِسکے رفیقون نے عرض کی کہ خداوندگی نذر کے لائق یا تو عمر تھا اور
بعد اُسکے سردار لشکر مومنان حمزہ صاحبقران ہین اُنکو گرفتار کرلائیے اور یہان سے باطمینان
کوچ فرمائیے پہلے سے کوچ نکیجیے مبادا حمزہ ہاتھ نہ آیا تو جانا بیکار ہو جائیگا یہ راے اُسکو پسند آئی اور لگاکر
قنطورۂ زر بفتی اور پتیاوۂ سقرلاتی حیلہ ہاے ناحق سے چست وچالاک ہوکر جانب لشکر اسلام
قطرہ زن ہوا نام اِس عیار کا گلگلون تیز رفتار ہے غرضکہ بعد قطع منازل اوس شب کو آکر
لشکر ظفر پیکر اسلامیان مین پہونچا کہ جس رات کو اسم اعظم امیر نے فراموش فرمایا ہے یہ ہر سمت لشکر
عیاری مین پھر رہا ہے کہ وہان مہر گہر تاجدار نے یہ حال سنا کہ امیر یا تو تیرمیرے یہان تشریف
لاتے تھے قریب شبستان پہونچگئے تھے کہ یکایک پھر گئے نہین معلوم کچھ ناراض ہوئے یا مزاج مبارک
خدانکردہ کچھ ناساز ہوا پس ملکہ موصوفہ کو فکر لاحق ہوئی یہ ملکہ بیٹی نوشیروان کی اور مہر نگار
جو پہلی بی بی امیر کی تھین اونکی بہن ہے اور بسبب مرجانے مہر نگار کے امیر بہت پیار کرتے ہین اور خالہ
ہے قباد وشہر یار کی جو مرچکے ہین اور اونکے بیٹے اب بادشاہ ہین لشکر اسلام کے تو بادشاہ بھی اس ملکہ کو
حقیقی دادی اپنی سمجھ کر بہت پاس ولحاظ فرماتے ہین خلاصہ یہ کہ سب بی بیون کی امیر کے یہ سردار ہے
اسوقت امیر کے پھر جانے سے متفکر ہوئی اور کہا وہ صاحب اُنکا غصہ تو ناک پر دھرا رہتا ہی بات بات پر
تل بھوٹتے خفا ہوتے ہین اب جو وہ آکر منت بھی کرینگے جب بھی مین نہ بولون گی اور مین
کیا کرون وہ تو نگوڑی مہرپارہ وزیرزادی میرے پیچھے پڑ جاتی ہی اری بے ایمان جو واللہ قسم اب جو یہ
موئی میرے مقدمہ مین بولی تو بیٹھے سے منھ کچلون گی وزیرزادی نے کہا یہ ناحق آپکا غصہ مجھپر
ہے بھلا مجھکو کیا مطلب جو آپکے مقدمہ مین بولون تم بی بی وہ میان مجھکو کیا دخل ہے ہان اتنا

جانتی ہون کہ امیر بیوجہ اسوقت نہین پھرے نام خدا تم خود عقلمند ہو پہلے مزاج کی خبر تو منگواؤ کہ کیسے
ہین تو پھر خفا ہونا بی بی خفگی بھی جا جا کی اچھی ہوتی ہے بموقع جوبات ہی وہ بری ہی ملکہ نے کہا وہ اسی
طور سے ہمیشہ رہے رہے بڑھے ہو جاتے ہین اچھا تیرے کہنے سے مین خبر بھی منگاتی ہون چھوٹے گھر
تک پہونچاتی ہون بس یہ کہکر ایک کنیز سے کہا کہ اے طراز میرے سر کی قسم بارگاہ مین جاکر دیکھہ تو کہ وہ
کیا کرتے ہین اگر اور کسی محل مین گئے ہون تو پھر آنا اور جو اکیلے ہون تو میری طرف سے پوچھنا کہ ایکا جی
کیسا ہی بس جو وہ کہین سنکر چلی آنا آنے جانے کا کچھہ شکوہ نکرنا طراز یہ سنکر نقاب ڈالکر چادر اوڑھکر
چلی جب بارگاہ سے نکلکر لشکر مین آئی گلگون نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش زنانی ڈیوڑھی کیطرف
سے نکلا اسنے رفتار سے پہچانا کہ یہ عورت ہی چنانچہ مثل اہل اسلام تو صورت اپنی بنائی ہی تھا یعنے
داڑھی شرعی مثل مجاہدین خضاب کی ہوئی موچھین منڈین پائجامہ ٹخنون سے اونچا گلے مین کرتا اوپر
اوسکے عبا ماتھے پر سجدے کا گھٹا تسبیح ہاتھہ مین اپنی دانون مین تھا اوس کنیز کے پاس آیا اور
بہت مودب ہوکر سلام کیا کنیز نے جانا کہ کوئی سائل ہے یہ سمجھکر اوسنے ایک روپیہ اسکو دیا اور کہا
میرے پاس اور کچھہ حاضر نہین ہے اُسنے دعا دی کہ پروردگار تیری آبرو رکھے مانگ کوکھہ سے ٹھنڈی رہے
اے میری حاتم مائی یہ روپیہ مین کتنے دن کھاؤن گا ابھی میرے ہاتھہ پاؤن چلتے ہین اِسلیے آیا ہون
کہ کہین آدھہ سیر آٹے کا سہارا ہو جائے تو کرلون کنیز نے کہا مین مہر گوہر تاجدار زوجہ امیر کی خواص
ہون آج امیر آتے آتے پھر گئے ہین اونکی خبر کو جاتی ہون کل امیر محل مین جب آئینگے مین اُنسے
قابو پاکے عرض کرون گی کچھہ تیرا مقرر ہو جائیگا آج موقع عرض کا نہین ہے کل ڈیوڑھی پر تو آجانا اُسنے
ہاتھہ باندھکر عرض کیا کہ اے ملکہ میری جہان آپ نے اتنی پرورش کی ہے وہان اتنی اور عنایت کیجیے کہ یہ
جو سامنے خیمہ ہے وہان میرا ایک دوست رہتا ہے اوسکو دیکھہ لیجیے اسی سے کہلا بھیجیے گا وہ مجھہ کو
بلوا دے گا مجھہ کو ڈیوڑھی پر خدا معلوم کوئی آنے دے یا نہ آنے دے تو بہتر ہے کہ آپ ذراسی تکلیف
گوارا کیجیے اسطرح اسنے گڑگڑاکر کہا کہ کنیز کو کچھہ بن نہ آیا اسکے ساتھہ چلی یہ اس خیمہ کی طرف تجویز کرکے
اوسکو لایا کہ جہان تنہائی تھی کیونکہ یہ تو پہلے سے لشکر مین پھر رہا تھا مقامات سب دیکھہ چکا تھا
چنانچہ وہان لاکر اسنے کہا آپ دیکھیے تو اس خیمہ پر آج باز کسطرح کا جانور بیٹھا ہے یا مجھی کو کچھہ
دکھائی کم دیتا ہے کنیز بیچاری اُسطرف دیکھنے لگی اُسنے منہہ پر اُسکے ہاتھہ مارا نقاب چھٹ گئی وہ گھبراکر

نقاب سنبھالنے لگی اُسنے حباب بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہو گئی اسنے اُسکے کپڑے اوتار کے آپ پہنے اور رنگ روغن عیاری لگا کر مثل اُسکی صورت کے شکل اپنی بنائی اور اُسکو وہین چھوڑکر سب حال تو زبانی کنیز سُن چکا تھا سیدھا جانب بارگاہ سلیمانی روانہ ہوا یہان دربارگاہ پر مقبل وفادار تیر و کمان لیے بیٹھا تھا اسکو آتے دیکھکر پکارا کہ کون آتا ہے اسنے جواب دیا کہ مین ہون طرار خواص مقبل نام اُسکا سُنکر خاموش ہوا اور اوسنے قریب آکر کہا کیون مقبل مزاج اچھا ہے مقبل کو اسکے آتے ہی ملکہ مہرنگار یاد آئی کہ یہ وہی محل ہے کہ جہان سے میری بی بی زہرہ مصری آیا کرتی تھی زہرہ مصری بیٹی بادشاہ مصر کی جب سے نکاح مین مقبل کے آئی تھی خدمت مہرنگار مین مثل کنیز رہتی تھی جب مہرنگار نے زہر کھالیا اوسکے ساتھ سب خواصون نے اُسکی زہر کھالیا وہی بی بی مقبل کو جو یاد آئی آہ سرد بھری اور رونے لگا یہ عیار حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے اوسکے رونے سے امیر صحیفہ گردان کر باہر نکل آئے دیکھا کہ طرار خواص کھڑی ہی اور مقبل رو رہا ہے امیر مستفسر ہوئے کہ اے مقبل کیون روتا ہے اُسنے کچھ جواب نہ دیا لیکن گلگون نے اپنے دوپٹے سے آنسو مقبل کے پوچھے دوپٹے مین بیہوشی بھری تھی مقبل چھینک مارکر بیہوش ہو گیا امیر نے اُسکو بیہوش ہوتے دیکھکر طرار سے کہا کہ ارے تو کون ہی اُسنے جواب تو نہ دیا گر حباب بیہوشی منھ پر مارا امیر بھی بیہوش ہو گئے اسنے چادر عیاری بچھاکر دو حلقون سے کمند کے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پاؤن دو حلقون سے گردن و کمر باندھکر ساتوین حلقہ سے پشتارا باندھا اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی برابر سینہ کے لگاکر پشتارہ لادا اور سیدھا قناتون مین چھپتا ہوا اُن راہون سے کہ جدھر صحرا اور سناٹا ہی نکلکر جانب اپنے قلعہ کے روانہ ہوا اور بعد طی مسافت راہ ملک مین اپنے پہونچکر امیر کو پشتارے سے نکالا اور فرط خوف سے ہوشیار کیا ایک صندوق مین بند کرکے رکھا یہان بعد لمحہ کے مقبل کو ہوش آیا گھبرا کر اوٹھا اور بارگاہ مین امیر کو جاکر دیکھا نہ پایا گھبرا کر لشکر مین جویا ہوا ایک جگہ طرار کو بیہوش پایا اُسکو اُٹھا کر محلمین پہونچایا اب غلغلہ ہوا کہ کوئی عیار بشکل طرار - امیر کو آکر چورا لیگیا عیاران لشکر اسلام چار سمت دوڑے کہین پتہ نہ لگا دربارگاہ پہ آکر پتہ نہ پایا تو کسی عیار کا لقا کے یہان کے پتہ نہ پایا حیران ہوئے کہ کون لیگیا آخر اسی ہنگامہ مین عیار سحر نے امیر انجم کو کمند شعاع مہر مین باندھکر صندوق عدم مین بند کیا اور مثل کنیز طرار شاہد صبح رخسار صبح نے مقبل روزگار کو اپنے اوپر شیدا بنایا

نظم

	جو گیا جسم شب مثل گنہگار		کہا سب نے کہ ہان لینا خبردار	

بہتے کہتے مطلع صاف پایا		سحر کا آئینہ شفاف پایا	

وقت سحر گلفام مسہری کے نیچے سے ظاہر ہوکر دربار لقا مین آیا چاہتا تھا کہ بموجب فہمایش شیطان طبل پرسش بجوا کر لشکر اسلام پر چڑھائی کرے کہ یکایک وسواس خناس عیار لقا کے آئے بعد بجالانے سجدۂ خداوند کے دعا دینے لگے یعنی بیت خدا تجکو کمبخت غارت کرے + جہنم مین تو مر کے ظالم جلے + امیر آج کی شب بستر خواب سے چوری گئے لشکر اسلام مین غلغلہ برپا ہے ہر شخص متفکر ہو رہا ہے یہ خبر سنکر گلفام نے ایک قہقہہ مارا اور کہا کیون ملکجی تمنے مابدولت کا رعب دیکھا میرے خوف سے حمزہ چھپ رہا جانا اسنے کہ آج مین گرفتار ہوجاونگا بختیارک نے کہا یہ تم کیا کہتے ہو چھپنا تو حمزہ کے غلام بھی نہین جانتے ایسا مرد مردانہ شیر بیشۂ جلادت وہ ہی کہ اگر یقین واثق اوسکو اپنے مرنے کا ہوتا جب بھی نہ چھپتا چہ جا کہ ابھی تو سارا لشکر اسکا موجود تھا اور مین اسکی طرف سے قسم کھاتا ہون کہ وہ مکار نہین ہے باتین سنکر لقا نے کہا کہ اے بندۂ قدرت تو ہماری مشیت سے آگاہ نہین ہی ہمارا بچۂ قدرت اسکو اٹھا لیگیا ہے ہمنے تیری خاطر سے اسکو پکڑوا لیا ہی گلفام نے یہ سنکر سجدہ کیا اور کہا سچ ہے تیری بڑی قدرت ہے بختیارک نے کہا یا خداوند واسطہ اپنا خدائی کا یہ کہیے کہ مین نے پکڑوا لیا ہے ورنہ مرشدزادے آگر بہت بری گت کرینگے کہینگے بتاؤ امیر کو کیا کیا اور مجھے تو مار ہی ڈالینگے لقا اسکے سمجھانے سے خائف ہوکر بولا کہ یہ مین نہین کہتا کہ مین نے امیر کو چُرا لیا ہے بلکہ مین یہ کہتا ہون کہ بغیر میرے حکم پتا نہین ہلتا یہ فعل بھی جب ہی ہوا ہے کہ جب میری مشیت مین گذرا ہی سب ساحرون وحاضرین بارگاہ نے کہا واقعی صحیح ہے کہ بغیر حکم تیرے کچھ نہین ہوتا ہے یہان تو یہ ذکر ہے لیکن چالاک نے جو رات کو صلاح کی تھی کہ دربار مین چلکر صبح کو عیاری کرینگے چنانچہ اوسی ارادے پر بہ صورت مبدل یہ دربار مین آئے تھے سب گفتگو شیطان و خداوند کی انھون نے اور گلفام کا لاف وگزاف سُنا انکو یقین واثق ہوا کہ لقا کا کوئی عیار امیر کو نہین لایا ہے ورنہ بختیارک ایسی باتین نکرتا بلکہ دربار مین امیر کا ذکر ہی نہوگا پس اور کوئی معلوم ہوتا ہے کہ امیر کو لیگیا ہے چلکر پتا لگانا چاہیے کیونکہ ابھی یہان لڑائی موقوف ہی لیکن پتا لگا کے امیر کے آگر عیاری کرینگے یہ سوچکر دو عیارون کو وہان خبرگیری کے لیے چھوڑکر آپ روانہ ہوا اور جب اپنے لشکر مین آیا غلغلہ برپا دیکھا بارگاہ مین بادشاہ متردد بیٹھے تھے سردار غمگین ہو رہے تھے کہ اسنے شاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ افسوس عمر کے نہونے سے یہ بد انتظامی ہے کہ امیر کا کل اسم اعظم بھلا یا گیا

اور رات کو انھین کوئی پکڑ لیگیا ہے اگر خواجہ ہوتے تو یہ مفسدے نہ برپا ہوتے چالاک نے عرض کیا کہ وحی
خادم خطا وار ہے کہ رات کو لشکر مین نہ تھا لیکن انشاء اللہ امیر کو پتا لگا کر نہ لایا تو لشکر مین نہ آؤن گا
آپکو صورت نہ دکھاؤنگا یہ کہکر ابو الفتح کو ساتھ لیکر باہر آیا اور اسباب عیاری سے درست ہو کر بہر تلاش
امیر روانہ ہوا یہ دونون تو تجسس کنان جاتے ہین لیکن گلگفام جو خداوند پاس بیٹھا ہے اُسنے
بعد لمحہ کے شیطان سے کہا کہ ملکی اب لڑنا بے سردار کی فوج سے بیکار ہے اور حمزہ دیکھیے کب تک
غائب رہے اس جنگ مین مجھے طول نظر آتا ہے بختیارک نے کہا تم آپ سے کیون لڑو جب وہ لوگ
خود لڑین اُسوقت سبکو غارت کردو جب حمزہ آئیگا اُسکو بھی پکڑ لیتا اُسنے کہا وہ آپ سے کیون لڑنے
لگے بختیارک اُسکی تدبیر یہ ہے کہ جو سردار قید ہین اُنکو زیر بٹھاؤ اُنکی حمایت کو بادشاہ مع لشکر
آئینگے سب لشکر مسحور بہ سحر کر کے غارت کرنا اُسنے اس رائے کو پسند کیا اور حکم دیا کہ میدان قتل
تیار ہو اور از بسکہ مشہور کرنا اس خبر کو جو منظور تھا تو حکم ڈہل زنی دیا کہ منادی ندا کرے کہ گنہگار خداوند
لعذاب الیم قتل ہون گے سب اہل لشکر اونکا حال پریشان دیکھین اور عبرت کرین کہ مخالفت
خداوندکا یہ نتیجہ ہے چنانچہ حسب الحکم منادی نے ندا دی خلقت بہر تماشا چلی سامنے بارگاہ کے جو میدان
واقع تھا وہان دارین استادہ ہوئین ارہ کش جلاد حاضر ہوئے سرداران اسلام کو خیمہ سے لاکر
زیر دار بٹھایا ساحر ہر سمت پہرے پر مقرر ہوئے لشکر لقا و کوہیان مسلح و مکمل ہو کر صف کشیدہ ہوئے
ہر نادان عشرت پذیر تھا کہ آج دشمنون کا خاتمہ ہے جو لوگ عاقل و فرزانہ تھے وہ بچشم عبرت اس حال کو
دیکھکر کہتے تھے کہ کسیکی ذلت پر دوست ہو یا دشمن ہنسنا اچھا نہین جور فلک سے اللہ بچائے اس
موذی نے بہت سے سردارون کے گھر خاک مین ملائے کون ایسا گذرا جو اسکے ہاتھون ذلیل ہوا
داغدار سینہ جابیل ہوا سکندر کو نوشابہ سے شرمندگی ہوئی دارا کو سکندر سے سرافگندگی ہوئی جمشید نے
ضحاک کے ارہ ظلم سے ہلاکت پائی تو فریدون نے اُسکو دشت عدم کی سیر کرائی اسطرح اس دنیا کا
پیشہ جور و جفا ہے کون سا گل ہے کہ جو پھولا پھلا ہے اور دست برد خزان سے بچا ہے کہ بمقتضائے ابیات

نہ سمجھے تھے کہ دنیا مہمان ہے	یہان آرام کی فرصت کہان ہے
فریب آمیز اس گلشن کی بو ہے	دغا ہے مکر ہے جو آرزو ہے
نہ نکلی شوق اپنے لوگ غم سے	ہوئے ممنون گردون کے ستم سے

وہ آنکھیں جنسے دیکھے تھے وہ سامان ‏ ‏ اب اُنسے دیکھیں یہ حال پریشان
نہ دیکھا اس جہان کا کچھ تماشا ‏ ‏ نہ تھا لوثِ نظر بھی جنکو حاشا
حیا آنکھون سے گھٹنے بھی نپائی ‏ ‏ کہ جورِ آسمان سے موت آئی
نہوئے پائے لب لذت چشیدہ ‏ ‏ تمنا رہگئی دامن کشیدہ

یہان تو یہ ہنگامہ برپا تھا ادھر عیارون نے جاکر بادشاہ اسلام سے اس ماجرے کو بیان کیا تھا بادشاہ نے حکم تیار ہونے لشکر کا دیا تھا طبل ونقارے گڑگڑائے بہادر کفن پوش ہوکر مرتے چلے بادشاہ خود مسلح و مکمل ہوکر مرکب جنگ سمیہ قبطاس پر سوار ہوئے کڑکا ہوا علمون کے پھریرے کھلے لکھ دو لکھ سوار و پیدل آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہوکر آگے بڑھے ایک لاکھ جو راہی ہزار عیار ڈھمڈھمیان بجاتے تو بڑے پتھرون کے لٹکائے حقہ ہائے نفتی گھائیون مین دبائے کہتے چلے کہ آج یا ہم نہین اور یا لشکر ساحران نہین یہ خبر ہلکارون نے لقا کو بھی پہونچائی کہ لشکر اسلام کی فوج آتی ہے بختیارک نے صلاح دی کہ پہلے ساحر اوس فوج کا راستہ بند کرین پھر جب سردار اپنے مقید قتل ہولین تو انھین برباد کرین گلفام نے یہ سنکر ایسا سحر کیا کہ گرد میدان خونی ایک دیوار آتشین کھنچ گئی پس دیوار ساحر ٹھہر گئے کہ شاید یہ دیوار باطل ہو جائے تو یکایک فوج کو نہ آنے دین یہ انتظام کرکے جلادون کو حکم دیا کہ ہان جلد کام کرین جلاد کہتے ہین کہ ای گنہگاران جو کھانا ہو کھالو جو پینا ہو تو پیاس بجھالو کہ زمانہ اجل نزدیک ہے بہادر زیر دار بیٹھے جواب تو کچھ نہین دیتے لیکن بخشوع وخضوع بدرگاہ رب العزت مین استغاثہ کر رہے ہین کہ اے خالق عزوجل اے مالک جزو کل ہمین تیرے کرم کا آسرا ہے جو تو چاہے تو دم بھر مین حصول مدعا ہے کہ بہیبت خداوندی بچائے اس بلا سے گنہگارون کو یارب شاد کردے + زمان استجابت دعا نزدیک آیا یعنے بختیارک سے گلفام نے کہا کہ مین ایک مجرم اور اپنے پاس رکھتا ہون بمصلحت اسکا حال اب تک پیش خداوند عرض نہین کیا لقا نے کہا ماہدولت سب جانتے ہین لیکن تو نے برا کیا جو بیان نہین کیا اسنے عرض کیا کہ مین اثنائے راہ سے ملکہ بہار جو سردار لشکر طلسم ہین عمر کی جانب ہے پکڑ لایا ہون وہ ملکہ بے بدل ساحرہ ہے سوتے مین اسکو مین نے قید کیا ہے صندوق بند رکھتا ہون اسوقت چاہتا ہون کہ انھین مجرمون کے ساتھ یا تو وہ مطیع ہو نہین اسکو بھی قتل کرون بختیارک نے یہ حال سنکر کہا کہ ایسے آفت کو اس

حال مین نکالنا اچھا نہین دس طرف سے دشمن کو روکنا مشکل ہوگا کہ بیت ایک دشمن قید تھا اب سو ہوئے + قید مین بھی اُنسے ڈرنا چاہیے + گلفام نے کہا ملک جی جیسا آج قتل اسلامیان کے لیے بندوبست کیا گیا ہے ویساہی قتل بہار مین انتظام کرنا ہوگا اگر اُسے سرکشی کی بس آج ہی ہمراہ سرداران اُس سے سوال اطاعت کرنا چاہیے اگر منظور کرے بہتر ہے ورنہ قتل ہوجائے لقا نے اسکی رائے کو پسند کیا اور حکم حضار بہار دیا ہرچند بختیارک منع کرتا رہا مگر گلفام نے نمانا اور صندوق منگا کر بہار کو نکالا ملکہ تین دن کی بھوکی پیاسی قید مین مبتلا تھی دلمین غم عشق بھرا تھا چہرہ ارغوانی زعفرانی ہوگیا تھا آنکھو مین حلقے پڑ گئے لب سوکھ کر غنچۂ سربستہ سے زیادہ تر سمٹے نظر آتے تھے دست و نقاہت سے تھراتے تھے نظم +

نگاہین رُک گئین چالاکیون سے	ارادے تھک گئے بیباکیون سے
ڈھلا سر بھر آئے دیدۂ تر	اوداسی چھا گئی جوبن کے اوپر
لبون پر آہ نے چاہا نشیمن	ہوا صرف خزان چہرے کا گلشن
ہوئے دلمین سنانِ غم سے روزن	کیا اشکون نے استقبال دامن

جب وہ متاع خوبی اس صندوق سے باہر نکلی جسم کو ہوا نے تازگی دی قلب کو فرحت حاصل ہوئی ازبسکہ یہ عاقلہ و فرزانہ ہے اور صحبت یافتہ عمر ہے لقا کو دیکھکر کہا کہ اگر اسکی اطاعت سے انکار کرتے ہو رہائی مشکل ہے چاہیے کہ جیسا گلفام تجھے سوتے مین پکڑ لایا ہے ویساہی مکر کرکے تو بھی اسکو سزا دے فرد کہا دل سے کہ تو مکر آشنا ہو + کوئی دم بعد دیکھین اور کیا ہو + پس اُس الف قامت بے لبان دال خم ہوکر اس بیدین کو سجدہ کیا اور ہاتھ باندھکر ٹھہری لقا نے دیکھا کہ بغیر کہے اِسنے سجدہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ یہ دین تیرا اختیار کیے ہی یہ سمجھکر پکارا کہ اے بندۂ قدرت گلفام یہ بندی ہماری بندگان خاص مین سے ہے اور ہماری جناب مین اسکو خصوصیت حاصل ہے یہ وہ بندی ہی کہ اسکو ہمنے خلعت خوبی و حسن جمال عطا کیا ہی اور لیاقت مین بے مثال پیدا کیا ہے جلد اسکو رہا کردے بختیارک نے یہ کلمات سنکر کہا کہ یا خداوند واسطہ اپنی خدائی کا آپ اس مقدمے مین نہ بولیے لقا نے کہا او شیطان تو جھک مارتا ہے اگر میرے خلاف گلفام عملمین لائیگا تو اپنا غضب اوسپر نازل کرونگا گلفام یہ سُنکر ڈرا اور جلد اُسنے زبان بہار سے سوزن لیا زبان اُس غنچہ دہن کی جب قابو مین آئی لقا سے عرض رسا ہوئی کہ یا خداوند یہ عاجزہ مدت سے حصول شرف زیارت کی تمنا رکھتی تھی ہاری تقدیر یاور ہوئی جو قدمبوسی بندگان جناب میسر ہوئی لقا یہ بات

سُنکر لسان خر بھول گیا اور گویا ہوا کہ ہمنے سجدہ تیرا قبول کیا اور زوجۂ گلفام مرچکی ہی اُسکی بی بی تجھے بنایا ہماری خاطر سے اُسکو قبول کر ہم تجھی طلسم ہوش رُبا کا حاکم کرینگے اور شاہ طلسم کو معزول بنائینگے بہار یہ کلام سُنکر گردن جھکا کر چپ ہو رہی گلفام کا یہ حال ہوا کہ شادی مرگ ہوجانا تو عجب نہ تھا یقین ہوا کہ یہ بیشک راضی ہے ورنہ خاموش نہوتی پس فرط مسرت سے اسنے سحر اپنا اور سب ساحرون کا جسم بہار پر سے اُتارا اور کہا اے ملکہ تا زندہ ایم بندہ ایم بہار نے جسم اپنا ہلکا پایا سحر یاد کیا یاد آیا اوٹھکر چلنے کا قصد کیا گلفام نے کہا تشریف رکھیے بہار نے ہنسکر کہا کہ کرد کہ نیافت تو مجھے سوتے مین پکڑ لایا تھا بخت خوابیدہ نے مجھے یہ روز بد دکھایا فتنۂ خفتہ جگایا تھا اب فوراً سنبھل کر دادی غفلت سے نکل ہمارا وار بھی روک ہم سوتے تھے تو جاگتا ہے اُسپر بھی تجھکو آگاہ کر دیا بختیارکے نے جو یہ باتین سُنی پکارا اُسکہ صلوٰۃ بر پیغمبر خدا و لعنت برین حرامزادہ خداوند لقا مین کہتا تھا اِسنے نمانا ہان ای ملکہ بہار لینا اِس قرمساق کو اور اس مرتد گلفام کو کہ بہت مستی مین آگئے تھے از بسکہ بوجہ قتل مسلمانان سب ان مین سب جمع تھے تمام عالم اکٹھا تھا گلفام نے ساحرونسے کہا لینا اور آپ بھی سحر پڑھکر دستک دی اُدھر جو ساحران نے نارنج ترنج مار فلفل گچھے سوئیون کے بہار پر مارے ابر گھر آیا آگ پانی برسنے لگا برف کی سلین گرنے لگین بہار بزور سحر اُڑکر بیچ میدان مین جاکر کھڑی ہوئی اور سحر پڑھکر پکاری کہ ای بہار حاضر ہو اور نہال ہستی گلفام پر خزان لا اتنا کہنا تھا کہ یکایک آندھی آئی اور کوہ عقیق کیطرف سے گھٹا تیرہ و تار اوٹھکر سب لشکر پر محیط ہوئی وہ جو آگ پتھر سحر گلفام سے برستے تھے وہ اُس ابر پر گرکر دفع ہونے لگے اور اس ابر مین برق شعلہ بار چمکی رعد گرجا آنکھین سبکی بند ہوگئین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی عجب بیابان دیکھا کہ زمین وہان کی لسان روز روشن مصفا ہے ضیا باری سے یہ ظاہر ہے کہ دھوپ کا دامن پھیلا ہی اُس مین رنگین چھوٹی چھوٹی کیاریان پیاری پیاریان لگی ہین خیابان جنان کو شرماتی ہین درخت گلون کے سرسبز و شاداب ہین تراوت و نظارت مین نایاب ہین شاخین برنگ یار طناز عربدہ ساز جھوم کر اٹھکیلیان کرتین نرم نرم کلائیون کو معشوقان گلعذار دہر کے نام دھرتین ہوا کا مشاطگی کر رہی ہے کہ شاخ سے شاخ ہم بغل ہوتی ہے گل نکہت بیز ہین طائر خوش نوا زمزمہ ریز ہین پھول سنہری پر جو ڈوٹ کر گرے ہین اسطرح چمکتے ہین جیسے فلک اخضر پہ تارے نکلے ہین نرگس کی نگاہبازی کار سحر سازی کر رہی ہے سوسن باین ہمہ خموشی دمبازی کر رہی ہے سنبلہ چرخ سنبلہ پر نثار ہی طرفہ بہار ہی کہ ابیات

نہایت باغ وہ آراستہ تھا   ریاض خلد سے پیراستہ تھا
ہزارون تھے گل خوشبو کے اشجار   مہکتا تھا پڑا سارا وہ گلزار
بنا تھا طبلۂ عطار ہر گل   گل تر یاسمن شبو و سنبل
روان تھے ہر طرف چشمے جو پُر نور   خزانے اُنکے فوارون سے معمور
ہزارون دیکھے میوہ دار اشجار   ہر اک تھا بلبل و طوطی سے گلزار
شگفتہ خوب پھولون کے شجر تھے   اُنھین کیوڑے بسے تھے گلدونے سینچے

بیچ چمن مین چبوترہ بلور کا سراسر نور کا بنا تھا فرش مکلف بچھا تھا مسند پر اک نازنین مہر جبین پھولون کا گہنا پہنے بیٹھی تھی اور بہار غائب تھی اُسوقت کا واقعی یہ طور تھا کہ بیت گل کھلاتے ہوئے باد سحری کو دیکھا + روش باغ پہ اک تازہ پری کو دیکھا + فی الحقیقت اوسکی چشم سرمہ سا پر نرگستان دیدۂ مشوقان صدقے آنکھین چڑھانے پر محراب ابرو مین خواہش رکھتے رخسار پر اوسکے گلہاے گلستان عارض یار نثار ہو جانے پر تیار دہن آسکا چشمۂ آب حیات دشنام اُسکی بہ از قند و نبات کہ ابیات

صداے الحذر نکلی جگر سے   لڑی چتون جو ظالم کی نظر سے
نگاہون کو اجازت دل مین گھر ہو   اشارون سے کہا ٹکڑے جگر ہو
نظر ہر سو مگر گردش ادھر کو   پلٹ کر دیکھنا دل کو جگر کو
شباب حُسن ہین اک ہیتالی   نزاکت مثل مضمون خیالی
طبیعت سب طرف سے پاک دامن   امنگون پر رخ و عارض کے جوبن
مبارکباد دی تیغ و نظر نے   تمنا کو کھولے لب سبکے جگر نے

گلفام اُس لالہ روئے سمن اندام کو دیکھتے ہی بیتاب و بیقرار ہو کر دوڑا اور شعر عاشقانہ پڑھتا تھا اور منت کرتا تھا کہ اے غیرت بخش ضیاے مہر انور ایک نظر مہر میرے بھی حال پر کہ نظم

نہین خاطر کو آسایش کسی دم   طبیعت ہر گھڑی ہے اپنی برہم
خدارا ایک مُشتِ خاک ہون مین   نہین قابو مین دل غمناک ہون مین
کہ خالی ہو چکا پہلو نہین دل   صدا دیتی تھی حسرت واے مشکل
بڑھا وا دینے لبشکل قلب مُضطر   تقاطر چشم سے ہر ہر قدم پر

جب اسطرح بیتابانہ قریب اس گلستان سحر کے پہونچا اس گلبدن نے پکار کر کہا کہ یہ باغ ملکہ بہار کا ہے یہان دخل کب اغیار کا ہے اسطرف نہ آنا اپنی جان بچانا اسنے اُس بیتابی مین اس لالہ فام کا کہنا نہ سُنا اور چمنستان مین قدم رکھا وہ پری بلاکیطرح اسکے پیچھے پڑی یعنی اپنی جگہ پر سے اوٹھکر قریب اسکے آئی اور کہا اے بیحیا تونے کہنا میرا نمانا اُسکی سزا یہ ہے یہ کہکر ہاتھ پھیلایا اوس گلستان سے ایک شاخ ٹوٹ کر اُسکے ہاتھ مین آئی اُس شاخ کا ہاتھ مین آنا تھا کہ صورت اُسنے تلوار کی پیدا کی وہی تلوار اُسنے اُٹھاکر جو لگائی گلفام نے ہرچند چاہا کہ سحر کرون اور جان بچاؤن ممکن نہوا تلوار سر پر پڑکر ٹانگون سے نکل گئی دو ہوکر گرا غل و شور مرنے کا برپا ہوا اُسکے مرنے سے وہ سردار جو زیر تیغ بیٹھے تھے سحر سے چھوٹ گئے اور ہتھکڑی بیڑی توڑکر اُٹھے جلاد تیغ پھینک پھینک کر بھاگے اور ساحر جو روکنے دوڑے اُنسے لڑائی شروع ہوئی تھی کہ وہ دیوار جو لشکر اسلام کے روکنے کے لیے گلفام نے بنائی تھی وہ بھی جاتی رہی تھی اہل اسلام نعرۂ اللہ اکبر کہکر آگے بڑھے ساحرون نے سحر کرنا شروع کیا ملکہ بہار جو باغ لگاکر چھپ گئی تھی برو ہی ہوا جاکر ٹھہری تھی اُسنے سحر کرنا شروع کیا کسی اہل اسلام پر ساحرون کا سحر اثر پذیر نہوا اور بہادرون نے شمشیر زنی کرکے تہلکہ ڈالدیا لاش پر لاش گرادی ساحرون کی خاک ہستی دم تیغ سے برباد فنا اُڑادی شمع حیات اعدا بجھادی خرمن جان مین آگ لگادی کہ بمقتضائے نظم

دو لشکر بروے اندر آورد روے	ہمہ کینہ خواہ و ہمہ جنگجوے
یکے تیر باران بکردند سخت	چو باد خزان برجہد بر درخت
نہ بُد ہیچ پرندہ را جایگاہ	ز تیر و ز گرد خروشان سپاہ
درخشیدن تیغ الماس گون	بکردار آتش بگرد اندرون
تو گفتی زمین روے زنگی شدست	ستارہ دل مرد جنگی شدست
زبس تیرہ و گرز و شمشیر تیز	برآمد ہمی از جہان رستخیز

مختیارک نے لقا سے کہا کہ ساحر بھاگا چاہتے ہین مسلمان اب تمپر آ پڑینگے چاہیے کہ تم اندر قلعہ کے چلے جاؤ لقا نے کہا یہ تقدیر مین پہلے ہی کرچکا ہون یہ کہکر سمت قلعہ روانہ ہوا اوسکے پھرنے سے افسران لشکر بھی پھرے اور لشکر ساحران مین بھگدڑ پڑی اہل اسلام نے دور تک تعاقب کیا لقا قلعہ بند ہوکر بیٹھا اور ساحرون کو بھگاکر مسلمانان بفتح و فیروزی داخل لشکر اسلام ہوئی بادشاہ سے

وہ سردار چور ہا ہو کر گئے شرف ملازمت سے بہرہ اندوز ہوئے اور خلعت پہن کر اپنی جگہ پر بیٹھے پھر حال رہائی عرض خدمت شاہ گردون کلاہ کیا کہ اسطرح بہار جادو نام ساحرہ نے رہائی پاکر باغ سحر لگایا اور ہمکو چھڑایا بادشاہ نے جب نام اوس گلستان محبوبی کا سُنا دلمین شجر اُلفت اُگا تخم محبت مزرعۂ خاطر مین بویا مثل مشہور ہے کہ دلکو دل سے راہ ہے نیرنگ پردازی عشق کا عالم گواہ ہے سرکار عشق ہی سے قیس کو مجنون خطاب ملا ہے اگر یوسف بھی ہو تو کنوئین جھانکتا ہے بادشاہ اسلام کا یہ حال ہوا کہ بموجب نظم

یکایک شوق نے کی مہربانی ہوا برہم مزاج نوجوانی
ہوئی مائل طبیعت جانب یار پکار اُٹھی تمنا ہائے دلدار
ہجوم آرزو بل پر جو آیا بہ شکل زلف جانان پیچ کھایا
ترشح پر سحاب اشک آیا مزا دریا کا دامن نے دکھایا
تنِ سوزان جو بھیگا چشم تر سے دھوان پیدا ہوا دل سے جگر سے

دلکو سنبھالکر حکم دیا کہ اوس ملکۂ ذی مرتبت کو بلاکر شکر احسان ادا کرنا واجب ہی چند سردار جائین اور ساحرہ موصوف اپنے باغ مین سحر مین ہو گی باعزاز تمام یہان لے آئین حال طلسم بھی اُسے دریافت کرینگے خیریت عمرو و اسد پوچھینگے سردار مع دو ایک عیار کے حسب الحکم ملکہ بہار کو لینے چلے اور شاہ حکم فرما ہوئے کہ بیت مہیا ہوئین سب دعوت کے سامان + رہین عیش و طرب دست و گریبان خدامان عالیشان ترتیب سامان دعوت مین بدل مصروف ہوئے یہان جب تک دعوت کا جلسہ جمے اسوقت تک حال امیر سُنیے کہ اُنکی تلاش مین چالاک روانہ ہوا ہے چنانچہ یہ دونون عیار صحرا مین تجسس کنان پھرا کیے جب کہین پتا نہ لگا ڈھونڈھتے ہوئے دامن کوہستان مین کئی منزل لشکر سے اپنے نکل آئے سخت حیران تھے کہ الٰہی کون امیر لیگیا ہے غرضکہ جب قلعہ جانب کوہستان کی انکا گذر ہوا وہان گلگون بارہ ہزار عیار لیکر خدمت لقا مین چلا تھا میدان مین اُترا ہوا تھا اونھون نے دیکھا کہ خیمہ و خرگاہ نصب ہین بستر لگے ہین لشکر مین جو لوگ ہین وہ عیار وضع نظر آتے ہین اکتارہ چھڑ رہا ہے بھجن ہو رہے ہین جابجا عیار باہم جُست و خیز کرتے ہین شلنگین بھرتے ہین ڈھیلکی کرتے ہین درختون پر فرا کر جاتے ہین وہان سے پھر خیمون مین کود کر آتے ہین ہر سمت بھروپ بدلے صورتین تبدیل کیے پھرتے ہین بیچ لشکر مین بارگاہ فلک فرسا نصب ہے اُسکے دروازے پر

کسی سو عیارون کا پہرا ہے یہ سامان اوس لشکر کا دیکھکر چالاک نے ابوالفتح سے کہا سمجھے عقل سے ظاہر
ہوتا ہے کہ امیر اسی فوج مین قید ہین یہان چلنا چاہیے یہ کہکر دونون نے صرف صورت اپنی بدل لی عیار
تو یہ خود ہین وضع بدلنے کی ضرورت نہ تھی لباس عمدہ زیب جسم کرکے داخل لشکر ہوئے ازبسکہ عیار تو دونون
پھرتے ہی تھے اسنے بھی کوئی مزاحم نہوا یہ سب گھومکر قریب بارگاہ افسر آئے سراپچہ بارگاہ اُٹھے تھے
سامنے لباس عیاری پہنے تاج خسروانی سر پر رکھے گلگون تخت پر بیٹھا تھا اور شاگردون کا اسکے گرد مجمع تھا
دنگل اور کرسی پر سب متمکن تھے طرار و کم سن تھے شراب کا دور چلتا تھا گلگون حالت نشہ مین لاف و گزاف
کر رہا ہے کہ مین نے وہ کام کیا ہے جو تمام عمر سبکو یاد رہیگا امیر کا گرفتار کرنا بہت مشکل تھا انکو مینے قید کیا ہے
شاگرد اسکے آفرین سنج ہین کہ واقعی حضور کا مثل عیاری کرنے مین نہین ہے ازبسکہ یہ دونون قریب
بارگاہ پہونچ چکے تھے یہ کلمات انھون نے بھی سنے یقین ہوا کہ امیر اسجگہ قید ہین بس اندر جانا چاہا تھا
کہ عیارون نے روکا اور کہا تم کون ہو غل ہوا گلگون نے بھی سنا عیارون سے کہا پکڑ لاؤ عیار انکے پکڑ کر دوڑے یہ
دونون ٹھہر رہے کہا ہم خود حاضر ہین گرفتار کیون کرتے ہو عیار انکو گھیرے ہوئے سامنے گلگون کے لائے
اسنے حال استفسار کیا انھون نے ہم رہنے والے کوہستان کے ہین اور تمسے ہمیشہ قصد مقابلہ رکھتے تھے
کیونکہ تمنے بڑا نام اس فن عیاری مین پیدا کیا ہے چنانچہ اب تک اسلیے نہ آئے تھے کہ اکیلے مین تمسے لڑے
تو کیا کچھ نہ ہمارا نام ہوا نہ تمھارا اب ہمنے خبر پائی ہے کہ تم خدمت خداوندی مین جاتے ہو ہم بھی آئے کہ بہ
معیت تمھارے خدمت خداوندی مین پہونچکر تمسے لڑین کسواسطے کہ آج وہان ایک عالم جمع ہوگا دھوم
ہوگی اور ناموری دونون کی ہوگی دوسرے عیاران لشکر اسلام سے بھی لڑینگے کہ انھون نے تمام عالم
مین غدر کر رکھا ہے اور ہم سچ کہین عیاران اسلام سے ہم تمکو اچھا جانتے ہین اگر ہمنے تمھین زیر کر لیا
تو پھر عیاران عالم کو زیر کر لیا کیونکہ مثل تمھارے اب کوئی زمانے مین عیار نہین ہے الغرض ان دونون
عیارون نے اوسکو بے مثل بتایا اور تعریف کا مرتبہ حد سے زیادہ بڑھایا کہ مزاج کے لیے اسکے زینہ افلاک پر
لگایا دماغ عرش اعلی پر پہونچایا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ان دونون سے بغلگیر ہوا کہا آپنے کرم فرمایا جو تشریف
لائے اور جیسا آپ مجھکو جانتے ہین یہ سب آپ کی خوبیان ہین جو جیسا ہوتا ہے وہ ویسا ہی اورونکو بھی
جانتا ہے آپ خود اچھے ہین اسی سے مجھکو اچھا جانتے ہین یہ کہکر سہارے برابر انکو بٹھایا اور کہا
اسم مبارک آپکا کیا ہے انھون نے کہا ہمکو مکار چرب زبان و غدار دروغ بیان کہتے ہین

اور ایک نام ہمارا اگار زار و طرار ہے وہ یہ نام سُنکر ہنسا اور جام شراب بھر کر انکو دیا انھون نے کہا ہم آپ سے
اگر ارادہ لڑنے کا رکھتے ہوتے تو شریک جلسہ عشرت رہتے اب ہمین مناسب نہین کہ یار ہم پیالہ بنکر اپنے
ہم مشربون سے آئندہ مقابلہ کرین اچھا یہ تو بتلائیے کہ خداوند باختر کے پاس جو آپ چلے ہین تو کیا تحفہ اُنکی
نذر کو لیے جاتے ہین یہ کلمہ سُنکر گلگلون کو خیال آیا کہ یہ دونون عیار لشکر اسلام کے ہین تجھسے در پردہ
حال پوچھتے ہین ایسا کچھ سمجھکر اُنکی جانب گھورنے لگا ابوالفتح اُسکے بُرے تیور دیکھکر اُٹھا اور چالاک
سے گویا ہوا کہ بھائی چلو ہم کسیکی بُری نگاہ کیون سہنے لگے واسطہ کیا کچھ اِنکے تابعدار نہین
ہین نہ ہم اِنکے چیلے اب اکیلے جائینگے یہ کہکر چلے تھے کہ اُسنے اُٹھکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آپ بُرا نمانیے
مہربان یہ پیشہ عیاری کا ہے انسان فہیم ذرا سی بات مین کھٹکتا ہے مجھکو آپ کے اس پوچھنے سے خوف
ہوا کہ یہ کوئی دشمن ہین اور یہ ہی فرمائیے کہ عیار ہوکر اتنا بھی خیال نہ کرے تو عیار کاہیکو ہے بیوقوف ہے
مین نے کیا بیجا کیا جو بُری نگاہ سے دیکھا انھون نے کہا برادر تمنے سچ فرمایا لیکن بُرا نمانو تو ہم ایک بات کہین
اُسنے کہا فرمائیے کہا تمھارے اس گھورنے سے تو حال کھلگیا کہ بیشک کسی کو تم گرفتار کر لائے ہو تمھین چاہیے تھا
کہ بلطائف الحیل ہمارے کلام کا جواب دیتے تاکہ ہمین راز تمھارا مطلق ثابت نہوتا گلگلون یہ نکتہ
دقیق سُنکر پھڑک گیا اور کہا واقعی آپ بڑے تیز فہم اور بے بدل عیار ہین یہ باتین تھین کہ داروغہ توشکخانہ
وہ نیمچہ اُسکے سامنے لایا اور کہا یہ حضور نے میرے سپرد کیے تھے امید کہ سلحہ مین داخل کر دیجیے اُسنے
وہ نیمچہ لیکر ان دونون کو دیے کہ یہ بیمثل نیمچہ ہین آپ ہی اپنے پاس رکھیے کہ آپ کی بات مجھکو اس وقت
بہت پسند آئی انھون نے کہا کہ آپ نیمچے دیکر ہمسے بھی کام لینا چاہتے ہین اچھا اگر یہ منظور ہے تو ہم
جاتے ہین اور لشکر اسلام سے کوئی تحقیقات آپ کے لیے بھی لاتے ہین اور ہوسکتا ہے تو حمزہ کو لاتے ہین
یہ کلام سُنکر گلگلون بھی مسکرایا اور اُسکے شاگرد دگلدار تیز پا نے ہنسکر کہا کہ اے مکار معلوم ہوا کہ تم بڑے
زبردست عیار ہو اچھا لو شراب تو پیو چالاک نے جواب دیا کہ تم ہمین آزماتے ہو انھین باتون سے ثابت
ہوتا ہے کہ تمنے کوئی کام کیا ہے ورنہ یہ چھیل نہ کرتے اور مزاج کو استغنا نہ حاصل ہوتا گلگلون نے کہا آپ
لوگ جب یہ کلمہ کہتے ہین مجھکو کھٹکا ہوتا ہے کہ در پردہ حال پوچھتے ہو ہر چند کہ تم سمجھ گئے ہو لیکن
بالکل صاف ہوجانا چاہتے ہو خیر اب تو تم سمجھ ہی چکے کہ ہم کسکو لائے ہین پھر اب چھپانا کیا تم
دوست ہوگئے تو بہتر اور جو دشمن ہو تو کیا کرلوگے ہین کچھ ڈرتا نہین او تم سُن لو حمزہ کو لایا

ہون یہ کلمہ سنتے ہی دونون قہقہہ مارکر ہنسے اور کہا بیشک تم حمزہ کو لائے ہو اُسنے کہا کیون کچھ تمکو شک
بھی ہے انھون نے کہا بھلا اُسکے کتنے بڑے ہاتھ پاؤن ہین جسکو تم لائے ہو اُسنے جواب دیا کہ ہم کو بہیوپن سے
بھی تنومندی مین کم ہے یہ سُنکر یہ اور زیادہ ہنسے اور کہا واقعی تم حمزہ کو پکڑ لائے اِسنے کہا بتاؤ تو آخر تمکو
کیا شبہہ ہے جو تمسخر آمیز کلام کرتے ہو انھون نے کہا بھائی صاحب کچھ عقل بھی رکھتے ہو وہ حمزہ جسنے تمام
عالم کے سرکشون کی گردن توڑدی خداوند کے قیطولات کے نیچے بڑے بڑے خون آشام و درست چنگال
ہر قوم و قبیلے کے سردار رہتے تھے کوئی پانچ سو من کا تبر باندھتا تھا اور کوئی نو سو من کا ساطور لیکر
لڑتا تھا سبکو حمزہ نے پست کردیا علاوہ اوسکے دیوان قاف کو مارا وقائع نگار لکھتے ہین کہ سمندون
ہزار دست دیو کو اِسنے قتل کیا پس باین حلاوت و زور وہ تم لوگون سے بھی نحیف و ضعیف ہوگا یہ کلمات
انھون نے بدلائل ساطع و لامع بیان کیے کہ گلگلون کی شمع عقل باد حماقت سے گل ہوئی دل سے
کہا بیشک یہ سچ کہتے ہین کہا بھائی تم سچ کہتے ہو مگر مین لشکر سے جاکر پکڑ لایا ہون اور سب حال
کنیز کو بیہوش کرنے اور اپنی عیاری کا بیان کیا انھون نے کہا حضرت سلامت آپ نے سب کچھ
کیا لیکن ہم آپ سے یہ پوچھتے ہین کہ جو شخص ایسا زبردست ہوگا اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار اوسکا نوکر
ہوگا وہ کس حفاظت مین رہیگا کسلیے کہ تمام عالم کو وہ اپنا عدو جانتا ہوگا ہمنے سنا ہے کہ حمزہ تہخانہ
مین اوتر کر رہتا ہے اور عیار اُسکی صورت کا اور کسی کو بنا کر بارگاہ مین ہر شب سُلا دیتے ہین دو شخص
لشکر کا کبھی گھسیارا ہوتا ہے کبھی کوئی اور اگر کوئی اُسکو پکڑ لیگیا تو حمزہ چند روز غائب بظاہر ہوتا ہے
تاکہ یہ راز کسی پر افشا نہو غرضکہ ہمنے خبر اُس تہخانے کی بھی لگائی ہے ہم جانتے ہین اور حمزہ اصلی کو
لاتے ہین تمھین اختیار ہے جسکو چاہنا برائے نذر خداوند لیجانا خواہ اپنے لائے ہوئے کو یا ہمارے لائے ہوئے
کو یا دونون کو یہ کہکر اُٹھے اور جست کرکے روانہ ہوئے گلگلون کو ایسا اندیشہ کامل اور دلمین خلل پیدا ہوا
کہ اُسنے کوچ نہین کیا کہ واقعی دلیلین ان عیارون کی بہت قوی تھین یہ بیشک حمزہ نہین ہے جسکو ہم
لایا ہے یہ تو اسی شش و پنج مین ادھر اوترا ہے اسطرف دونون عیار جو چلے مزاج مین دونون کے چہل
سمائی چاہا کہ اس عیار کو خداوند کے ہاتھ سے ذلت دلوانا چاہیے یہ سوچکر برسم المغرب سمت قلعہ کوہ عقیق
چلے اور دن بھر مین راستہ طے کرکے جب عیار عالم گرد گرد آوری کرکے قلعہ مغرب کیطرف روانہ
ہوا کہ بہت گھڑ بن تارکیان او بھری سیاہی اچھے رستے تھکے چلنے سے راہی اہ یہ بھی قریب قلعہ

مذکور کے پہونچے از آنکہ یہ مدت سے اسجگہ آئے ہوئے ہین سب مقامات بخوبی جانتے ہین اس قلعہ عقیق کے متصل باغ فرحت افزا ہے سلیمان عنبر مو کا بھانجا منصور زاغ چشم نام ہر رات کو رنڈی لیکر اس باغ مین رہتا ہے عیارون کو یہ راز ہمیشہ سے معلوم ہے اسوقت جلدی مین اور کچھ بن نہ آیا تو یہ تجویز کیا کہ منصور ہی کو گرفتار کرنا چاہیے پس ابو الفتح سے چالاک نے کہا اے بھائی تم ٹھہرو مین منصور کو لاتا ہون اُسنے کہا نہین آپ آرام فرمائیے مین لاتا ہون اور اسکو صحرا مین ٹھہرا کر آپ ایک فرشتہ لقا کی صورت بنا لیعنے ایک سر مقوے کا سر پر چڑھایا جو مثل کنگرۂ قلعہ کے تھا اور اسمین دو تین آنکھین بنائین جو رنگ و روغن کی تاثیر سے مشعل کیطرح روشن تھین پھر چار ہاتھ بہت بڑے بڑے شانے پاس لٹکائے لباس سات رنگ کا پہنا جبل اور دوم کے پر گرد رخسار کے لگائے ایک ہاتھ مین گرز لیا جو روغن ملنے سے آتشناک معلوم ہوتا تھا دوسرے ہاتھ مین ایک ڈالی میوے کی لیکر قریب باغ آیا اور کمند مار کر دیوار باغ پر چڑھا عجب صحبت دیکھی کہ چاندنی کھلی ہے چبوترے پر فرش ستھرا بچھا ہے پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آتی ہے ٹھنڈی ہوا چلتی ہے بیچ چبوترے پر رنڈی حسین و طرحدار بیٹھی مشغول کرشمہ سنجی ہے منصور پاس بیٹھا ہے جب لپٹنے کا قصد کرتا ہے وہ ڈھیلے ہاتھ سے طمانچہ مارتی ہے پھبتیان کہتی ہے کہ موئے آتشبازی کے دیو تیرے منھ کو جھلسا نچلا نہین بیٹھتا منصور اُسکے باتون سے مزے مین آکر کبھی چٹکی لیتا ہے رخسار و پستان پر ہاتھ پھیرتا ہے شراب کا جام قسمین دیکر پلاتا ہے نشہ رنگ جماتا ہے رنڈی سسکیان بھرتی ہے دوئی آہ کی صدا بلند ہے مستی خانۂ دل مین قدم دھرتی ہے نظم

وہ بستر سے اُٹھا ہاتھون پہ لینا	وہ لذت مین زبان کا منھ مین دینا
وہ سینے کی رگڑ سے سلسلاہٹ	وہ پہلو کے برابر گدگداہٹ
لپٹ جانا وہ ہم آغوش ہو کر	وہ آنا ہوش مین بیہوش ہو کر
وہ بڑھکر سونگھنا ہر عضو تن کا	وہ گھٹنو مین چرانا کچھ بدن کا
وہ ہونٹھون کو زبان سے سنسلانا	وہ ہاتھون کو سر پستان پہ لانا

ابو الفتح سر دیوار اسلیے ٹھہر رہا کہ جب یہ دونون مصروف مباشرت ہون اُسوقت مین خلل انداز ہون باصطلاح عوام مزے مین کھنڈک ڈالون اور گلیل مین غلہ لگاؤن چنانچہ جیسا اُسنے سوچا تھا وہی زمانہ آیا کہ منصور جوش مستی سے بیتاب ہو کر اس قحبۂ بازاری سے لپٹا اور اسنے ہنہین اوہان کرنا شروع کی نظم

مزے بوسون کے مستی پر چڑھائے ارادے اور ہی مطلب پہ لائے
ہوئے عریان لباس تن اُتارے کیے مستی مین باہم کچھ اشارے

جیسے ہی آمادہ بفعل بد ہوئے ابوالفتح دیوار سے اِسطرح کودا کہ بڑا دھما کا ہوا رنڈی چونکڑا اچھال کر الگ ہوئی کہ اُدہی کوئی آتا ہے اور منصور بھی پیچھے ہٹا جلدی سے رنڈی نے دولائی اوڑھی اُسنے بھی لنگی باندھی اور ازبسکہ جوش شہوت تھا غصہ مین اُٹھکر چلا کہ جو آتا ہو اسکو سزاے معقول دون کچھ دور بڑھا تھا کہ سامنے سے ایک انسان عجیب الصورت مہیب نظر آیا فرط خوف سے ساری مستی اُتر گئی جلدی سے سلام کیا اُس انسان عجیب صورت نے کہا کہ مین فرشتہ قدرت خداوندلقا ہون اسوقت خداوند نے مجھپر وحی نازل کی کہ جنت سے ہماری کچھ میوہ لیکر ہمارے سپہ سالار منصور کو دے آ کہ اُسکو عیاشی سے بہت شوق ہے اِس میوہ کے کھانے سے ہمیشہ جوان رہیگا اور قوت باہ ازحد ہوگی یہ کہکر وہ میوہ جو ڈالی لگا کر لایا تھا اُسکے حوالے کیا اُسنے پہلے سجدہ کیا پھر ڈالی سر پر رکھکر رنڈی پاس آیا اور حال کہا یہ بھی خوش ہوئی اس اثنا مین فرشتے نے کہا کہ جلد اسکو کھالو ورنہ میوہ جنت کا ہی یہ دنیا مین نرہے گا غایب ہوجائیگا یہ سُنکر دونون نے وہ کھایا فرشتے نے ڈالی اٹھالی چلنے کا قصد کیا تھا کہ یہ دونون بیہوش ہوئے اِسنے رنڈی کو تو وہین چھوڑا اور منصور کو باندھکر اسجگہ تنہائی تو تھی ہی بے اندیشہ باغ سے چلا اور چالاک پاس لایا اُسنے رنگ روغن عیاری لگاکر صورت اُسکی مثل صورت امیر بنائی لباس شب خوابی پہناکر پشتارہ باندھکر دونون روانہ ہوئے اور پچھلی رات باقی تھی کہ لشکر عیاران مین پہونچے اور ٹھہرے رہے تبسم زخم جگر شب کا پیدا ہوا اور پشتارہ گلیم شب سے امیر روز کو عیار نے دہر نکالا کہ نظم

پکارے بزم والے لو سحر ہے فراقِ شب سے چشم شمع تر ہے
بجی ہر سمت سے نوبت گجر کی نظر آنے لگی صورت سحر کی

صبح کو پشتارہ لیکر بارگاہ گلگون مین یہ دونون آئے وہ بھی منتظر انکا بیٹھا شراب صبوحی پی رہا تھا کہ انھون نے پشتارہ سامنے رکھدیا اُسنے پوچھا کہ کسکو لائے کیا کوئی بیٹا حمزہ کا ہاتھ آگیا انھون نے ہم سبکے باپ اور افسر خود حمزہ کو لائے ہین بڑی مشکل سے تہ خانے مین گئے اور اصلی حمزہ کو لائے اُسنے کہا دیکھین یہ حمزہ کیسا ہی انھون نے پشتارہ کھولا اُسنے دیکھا کہ ایک پہلوان جسکا ساٹھ انچ کا قد ہے غفص گردن بلند بالا قوی تن درشت چنگال بیہوش پڑا ہے وہی صورت ہی جس صورت کا حمزہ لایا ہون یہ دیکھکر

اسکا متوہم تو پہلے ہی کردیا تھا اسوقت اور زیادہ وہم ہوا کہ بیشک یہ مرد قوی الجثہ حمزہ ہے غرض ایک
عیار بلاکر حکم دیا کہ وہ صندوق جو اس بارگاہ کی دہنی جانب خیمہ مین رکھا ہے لے آ عیار چلا تھا کہ چالاک
نے کہا تمسے اکیلے نہ اوٹھے گا مین بھی آتا ہون یہ کہکر ساتھ اُسکے اُسی خیمہ مین آیا دیکھا ایک صندوق آہنی
رکھا ہے قفل برابر ران شتر کے فولاد کا بنا اُسمین لگا ہے چالاک سمجھ گیا کہ بیشک اسمین امیر بند ہین یہ سمجھکر
یہ سمجھکر وہ عیار جو ساتھ آیا تھا غافل تو پاس وہ کھڑا ہی تھا حباب اُسکے مُنھ پر لگایا کہ وہ بیہوش ہوگیا چالاک
بیٹا عمر کا ہے اِسکے نزدیک قفل کھول لینا کیا بات تھی اسی نمونے کی کلید اپنے پاس سے نکالکر قفل
کھولا پٹرا اُٹھایا امیر کو اُسمین بیہوش لیٹے پایا ازبسکہ مرد توانا و پرقوت ہین اس وجہ سے بے آب و
دانہ اس دو تین روز مین زندہ بچے ہین ورنہ مرجاتے یہ دیکھکر اسنے فتیلہ رفع بیہوشی سُنگھایا
امیر کی آنکھ کھلی دیکھا ایک صندوق مین لیٹا ہون ازبسکہ نحیف و زار تھے اشارے سے
مستفسر ہوئے کہ یہ کیا ماجرا ہے اسنے نام اپنا بتا کر کہا کہ ایک عیار آپکو پکڑ لایا ہے مین نے اُسکو دھوکا
دیا ہے وہ آپ سے اگر پوچھے تو کہیے گا مین حمزہ نہین ہون بلکہ کچھ بات بنا دیجیے گا ہرچند کہ
دروغگوئی آپکا شعار نہین لیکن مصلحت اسمین ہی کافر سے وقت جنگ خدع کرنا شرع شریف مین
جائز کہا ہے امیر یہ کلمہ سُنکر خاموش ہو رہے اور اُسنے پھر بیہوش کر کے صندوق بند کیا اور اس عیار
کو بھی ہوشیار کیا اور کہا سچ بتا تو نے مجھے بیہوش کیون کیا تھا مین یہ حال اپنے مالک سے کہون گا
چالاک نے اُسکے سامنے ہاتھ باندھے اور کہا بھائی میرے آبرو تیرے ہاتھ ہے مین صاف صاف
جو حال ہے کہے دیتا ہون وہ یہ ہے کہ صندوق دیکھکر میرا ایمان ٹھکانے نہ تھا جانتا تھا کہ مال اِسمین
بھرا ہے پس تمکو بیہوش کر کے چاہتا تھا کہ کچھ نکال لون صندوق جو کھولا تو ایک آدمی لیٹے دیکھا اُسطرح
بند کر دیا عیار اسکا کلام ایسا مصنوعی محتمل برراستی تھا کہ اسکو سچ سمجھا اور اسنے کچھ جواہر نکالکر اِسکو
دیا کہ بھائی یہ تم لے لو اور میری آبرو بچاؤ اپنے مالک کے روبرو یہ راز نکھو عیار برسر ترحیم ہوا اور وعدہ کیا
کہ نکہون گا مگر جو تو نے اور کچھ چالاکی کی ہو گی اور صندوق مالک کے سامنے کھلنے سے تفتیش ہو گی تو
مین کہدون گا یہ کہکر صندوق اٹھا کر سامنے گلگون کے لائے اُسنے واکر کے امیر کو نکالا اور ہوشیار
کیا پوچھا ای شخص تو کون ہے امیر نے بنابر تعلیم چالاک فرمایا کہ مجھے یہان کون لایا اور عیار بھی
بڑے جھوٹے ہوتے ہین اُسنے کہا ارے سچ کہو پہیلی کیا کہتا ہے امیر نے کہا سچ یہ کہ مین پہلے نوشیروان بادشاہ

کا نوکر تھا وہ مرگیا اُسکا بیٹا فرامرز لقا کے ساتھ ہے اُسیکے ساتھ مین آیا تھا ایک عیار نے مجھ سے کہا ہم تمکو
روپیہ بہت سا دینگے آج حمزہ بنکر اُسکی جگہ پر سو رہو مین لالچ مین آگیا اُسکا خمیازہ اُٹھایا کہ قید ہوا
گلگون یہ حال سُنکر بولا کہ اے مکار اب تم اپنے حمزہ کو ہوشیار دیکھو وہ کیا کہتا ہے چالاک نے لرز کر کہا
کہ کیون شامت آئی ہے بہت بہت ہوشیاری اچھی نہین ہوتی حمزہ شیر بیشۂ شجاعت ہے اُسکو خداوند
اپنا سپہ سالار فرماتے ہین وہ ہزار ہزار من کی قید توڑ کر نکل آتا ہے اُسکو ہوشیار کرکے تم زندہ بچو گے بس
تمھاری بہتری کے لیے ہم جاکر پکڑ لائے ہین کہ تمھین ذلت پیش خداوند ہو اگر تمکو کچھ شک ہے تو تم
اپنے ہی گرفتار کئے ہوئے حمزہ کو سامنے خداوند کے لیجاؤ ہم اپنے حمزہ کو آپ لیجائینگے میر اصاحب
آپ امتحان لینے والے کون کچھ ہم آپکا دیا نہین کھاتے شاگرد نہین نوکر نہین پھر کیا مطلب جو پوچھا
کبھی مین پڑین بقول شخصے خردہ بہ بردہ سفت کا درد گردہ یہ کہکر اوٹھے اور چاہا کہ پشتارہ اٹھا کر
چلین گلگون کھڑا ہو گیا کہ ہان ہان آپ خفا ہون واقعی آپ نے ذلت سے بچایا مین نے براہ
امتحان یہ بات نہ کہی تھی بلکہ یون ہی کہا کہ دیکھین وہ حمزہ کیا کہتا ہے مگر سچ آپ نے کہا کہ وہ جو
ہوشیار ہوگا سخت لڑائی پڑے گی یہ کہکر امیر کو کچھ زاد راہ منگا کر دیا اور کہا آپ جائیے جب لشکر خداوند
مین پہونچیے گا تو یہ حال نکیے گا امیر نے اُسکے کلام کا جواب نہ دیا اور بارگاہ سے نکلکر راستہ پکڑا اور
اُسنے بعوض امیر منصور کو صندوق مین بند کیا اور خیمہ مین بھجوا دیا چالاک کی خاطر مین مصروف
رہا ایک دن انکو رکھا دوسرے دن عزم سفر کیا چالاک نے کہا اب ہم بھی رخصت ہوتے ہین
اُسنے کہا تمتو ساتھ چلنے کہتے تھے اُنھون نے کہا ہمارے چار سو عیار شاگرد ہین ہم آپ پاس اکیلے چلے
آئے تھے اب جمعیت کرکے یہ عزت نام خدمت خداوند مین اپنی جگہ پر سے آتے ہین یقین ہے کہ آپ
پہونچنے تک ہم بھی آجائینگے یہ کہکر دونون روانہ ہوئے اور اُسنے بھی کوچ کیا لیکن امیر جو وہان سے
روانہ ہوئے تھے راہ سے نابلد تھے کوہستان مین راہ بھول کر ایک میدان وسیع مین پہونچے
جب اُس میدان کو طے کیا ایک باغ کا دروازہ نظر آیا از بسکہ خستہ و تشنہ کئی دن کے بھوکے
پیاسے تھے برائے آرام باغ مین آئے دیکھا سبزہ فرش صندلین ارض پر خفتہ ہے گل بصد
تجمل و زیب و سادہ چمن ہے سا ہر بہار پر جوبن ہے بہار افزائے باغ خاطر نسرین و نسترن ہے سنبل
کی بیل گلون پر پھیلی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہزار ہا نافۂ مشک زلف عروس چمن کھتی ہے کہ ابیات

بہار چمن اور وہ لالہ زار ‏— سنئے رنگ کی تھی وہان کچھ بہار
نسیم سحر ناز سے پھرتی تھی ‏— کھلی جاتی تھی شاخ مین ہر کلی
پپیہا یہ کہتا تھا پی ہے کہان ‏— مچاتی تھین کوکو کا غُل قمریان
گھرا ابر تھا رعد کا شور تھا ‏— روش پر ہر اک ناچتا مور تھا
زمین پر تھی سورج مکھی کی بہار ‏— چمکتی تھی برق فلک بار بار

اس باغ مین زیر نخل سایہ دار فرش ستھرا بچھا تھا مسند پر ایک پریزاد قامت رشک شمشاد طبیعت مین جلاد ناز و غمزہ مین اُسکے ہزارون بیداد ناشنو فریاد کم سن جوانی کے دن بیٹھی تھی نظم

جبین مین بل شکن گیسو کی برہم ‏— نظر مصروف جلادی ہر اک دم
غضب آمیز چتون کے اشارے ‏— بلا آئی ہوئی جسکے نظارے
لگاوٹ کے لب و دل محو فریاد ‏— لحاظِ آرزو ہر وقت برباد

سامنے اُس رشک چمن کے چند نازنینان نازک بدن ساز لیے بجاتی تھین اور ایک بت پُرفن اسطرح ناچتی کہ ادائین اُسکی رقاصہ فلک کو شرماتی اور چکر مین لاتی تھین دم رقص یہ حال تھا کہ نظم

دم رقص اُسنے ستم ڈھا دیا ‏— اوا سے زمانہ کو بسمل کیا
چمک کر جو اُس بُت نے توڑا لیا ‏— دل عاشقان پسکے سُرمہ ہوا
ادا اوسکی ہر ایک تھی پر ستم ‏— قیامت سے کچھ کم نہین نال سُم

امیر یہ سامان دیکھکر اور طرف چمنستان مین چلے کہ سامنے کسیکا زنانہ ہی غور تو نہین جانا خلاف ہمت مردانہ ہی چنانچہ یہ تو اور سمت چلے لیکن اُس نازنین مسند نشین کی نگاہ انپر پڑی پکار کر کہا کہ اے شخص کہان جاتا ہی ادھر آ ایک بات تیرے نفع کی ہے سنتا جا امیر یہ صدا سنکر پھرے اور قریب اُس سرمایۂ ناز کے آئے اُسنے مرد بزرگ و وجیہ مجھکر تسلیم کی پھر باادب تمام گویا ہوئی کہ مین نے اسلیئے حضور کو تکلیف دی کہ یہ مسکن ایک دیو لعین کا ہی جو کوئی بھولکر ادھر آتا ہے وہ دیو اُسکو کھا جاتا ہی مین ملکہ قمر شیم سلطان دختر صاحبقران و ملکۂ آسمان پری والیہ قاف کی ہون اور اُس ملکۂ موصوف نے میرے باپ کو ایک ملک پردۂ قاف مین عنایت فرمایا ہی کہ وہان کی حکومت کرتا ہے یہ دیو مجھکو دھوکا دیکر اُٹھا لایا ہے اور طلسم مین پھنسایا ہی روز خواہان وصلت ہوتا ہے جب مین قصد

اپنی ہلاکت کا کرتی ہون اُسوقت باز رہتا ہی مختصر یہ کہ تم یہان سے جلد چلے جاؤ ایسا نہو کہ وہ آجائے تو مفت
جان جاے امیر نے فرمایا کہ وہ بیدین اپنی سزا کو پہونچے گا اللہ تعالیٰ تجھے اس بلا سے رہائی دیگا تم نہ گھبراؤ
اور مشغول عشرت رہو یہ فرما کر وہین بیٹھے اور ازبسکہ وہ شہزادی مسلمان تھی آپ نے کھانا تناول کیا پانی
پیا باغ کا میوہ تناول کیا آسودہ ہوئے پھر اوس ملکہ سے فرمایا کہ چلو اس باغ مین سیر کرین وہ مع اُن نازنینوں
کے کہ اُن سبکو دیو اسی ملکہ کی خدمت کے لیے اُٹھالایا ہے ہمراہ چلی امیر ہر سمت پھرنے لگے ناگاہ ایک
سمت کو گنبد بنا دیکھا کہ سنگ یشب سے تعمیر تھا اُس گنبد کے پاس تشریف لائے دروازہ
اُسکا وا کیا دیکھا کہ ایک تخت سونے کا بچھا ہی اُسپر تصویر لقا کی مکلل بجواہر رکھی ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ لقا
بیٹھا ہی اُس تصویر کا حال شہزادی سے پوچھا ہی اس نے عرض کیا کہ یہ سرزمین متعلق بکوہستان ہی اور یہانکا
حاکم حسام کوہی ہی یہ باغ بھی اُسیکا ہے اور اُسنے یہ بتخانہ بنایا ہے دیو سے دوستی کر لی ہی کہ جب وہ
پھر پرستش آتا ہی دیو کچھ خبر نہین ہوتا اور دیو بھی پرستش کرتا ہے اور وہ دیو ساحر بھی ہی اس بتخانہ
کی حفاظت کے لیے کچھ بیر جادو کے بٹھا کر جایا کرتا ہی امیر نے یہ حال سُنکر لاحول پڑھی فرمایا کہ افسوس
اس لقاء مردود نے ہزارون آدمی کیا ایک عالم کو برگشت کر رکھا ہے یہ فرما کر مجاہد راہ خدا تو تھے ہی بسیان
جناب خلیل اللہ اپنے جد بزرگوار کے اُس گنبد مین در آئے ہر طرف سے غل ہوا کہ لیجیو گھیریو خداوند سے
بے ادبی کیا چاہتا ہی امیر کو بسبب مرنے گلفام کے اسم اعظم یاد تھا ورد زبان فرمایا اور اُس بُت کی
ایک اُنگلی پہلے توڑی اور زیادہ غل ہوا کہ ارے یہ ستم دیکھو اس ظالم نے خداوند مارا کہ وہ بیچارے
نہ کچھ کہتے ہین نہ سنتے یہ ہنگامہ برپا تھا کہ یکایک آندھی سیاہ آئی تمام باغ مین اندھیرا ہو گیا امیر نے
اسم اعظم پڑھا وہ سیاہی موقوف ہوئی دیکھا کہ ایک دیو قوی الجثہ للکارتا ہوا آتا ہے امیر نے
اُسکو آتے دیکھکر اُس تصویر کا سر بھی اکھیڑ ڈالا پھر وہ دیو بڑے جوش و خروش سے کہتا ہوا کہ او
آدم زاد سیاہ سر سفید دندان بڑا غضب تو نے کیا خداوند پر توڑ پھوڑ اکھاڑ پچھاڑ شروع کر دی یہ کہکر
قریب آیا اور ایسا افسون کیا کہ ہزارہا دیو پیدا ہو کر امیر پر دوڑے آپ نے اسم اعظم پڑھا وہ
دیوان سحر غائب ہوئے اور وہ دیو چقماق چادر پکڑ کر حملہ آور ہوا امیر جست کرکے زیر بغل
اُس دیو کے آئے چقماق چادر خالی گئی اُسنے نعرہ کیا کہ افسوس یہ انسان بہت لذیذ تھا اب پیوند
خاک ہو کر کرکرا ہو گیا یہ کہہ رہا تھا کہ امیر نے نعرہ اللہ اکبر اس زور سے کیا کہ دیو ناچنے لگا اور پکارا

کہ او انسان تو بہت چھچھا ہے شاید زلزلہ قاف ہی یہ کہکر دوڑا اور لپٹ گیا پھر تو آپ نے بھی یہ حال کیا نظم

در آمد بادہ آن گو نامدار — گرفتہ بر و یال او استوار
گرفت آن بر و یال گرد دلیر — کہ آرد مگر پہلوان را بزیر
ہمین گوشت کندا این ازان آن ازین — ہمی گل شد از خون سرا سر زمین
سرانجام از ان کینہ و کارزار — بہ پیچید بر خود گو نامدار
بزد چنگ و برداشتش نرہ شیر — بگردن بر آورد و افگندہ زیر
زدش بر زمین ہمچو شیر ژیان — چنان کز تن وے برون کرد جان

جب وہ دیو زمین پر چت ہوا آپ اُسکے سینے پر سوار ہوئے اور فرمایا کہ کیا کہتا ہو شناخت خدائے پاک مین اُس دیو نے کہا کہ آپ اپنا نام بتائیے تو مین اسلام اختیار کرون آپ نے فرمایا کہ منم زلزلۂ قاف حمزہ صاحبقران دیو نے کہا پردۂ قاف سے مین تیرے ڈر کے مارے پردۂ دنیا پر بھاگ کر آیا تو پردۂ دنیا پر بھی میرے تعاقب مین پہونچا اب تیسری جگہ اور کون سی لادون جہان بھاگ کر جاؤن جانا مین نے کہ دین تیرا سچا ہے مین مسلمان ہوتا ہون امیر اُسکے سینے پر سے اُترے اور کلمہ طیبہ بتایا وہ دیو بسبر ارادت مسلمان ہوا یہ کیفیت دیکھکر اُس شہزادی نے جانا کہ یہ باپ حضرت قرلشیہ کے ہین دوڑکر قدم پر گری امیر نے تسکین و دلداری فرمائی پھر اس دیو سے فرمایا کہ اس شہزادی کے ملک سے کسیکو بلا تاکہ وہ اِسکو لیجائے دیو نے بقسم عرض کیا مین اسکو بآرام تمام خدمت قرلشیہ مین پہونچا دون گا اور رسید اسکی لادون گا آپ نے فرمایا کہ اچھا لیجاؤ ملکہ کو سوار کر کے روانہ سمت قاف ہوا اور امیر منتظر رسید وہان فروکش ہوئے اور نازنین جو باقی تھین شرط خدمت بجا لائین تین روز امیر وہان رہے تیسرے روز دیو نے لاکر نامہ سر بمہر ملکہ آسمان پری اور عرضی قرلشیہ کی دی لکھا تھا کہ زبانی دیو کے حال خیریت مزاج معلوم ہوا اور ملکہ سمنبر پری بآرام یہان پہونچی امیر نے وہ عرضی و نامہ پڑھکر اُن عورتون سے فرمایا کہ تم اپنے شہر و دیار کا پتا بتاؤ کہ بھیج دیا جائے الغرض کہ وہ سب پردۂ دنیا کی رہنے والیان تھین جہان جہان کا پتا بتایا دیو ایک ہی دن مین سبکو پہونچا آیا بعد الفراغ امیر بھی روانہ ہوئے دیو کو نامہ بنام ملکہ آسمان پری لکھ دیا بعد خیریت کے لکھا تھا کہ اس دیو کو جاگیر عنایت کرنا غرضکہ دیو تو اُدھر گیا اور

امیر نے اُس باغ مین جو جو اشیا جواہر کے تھے مال کافر سمجھ کر لے لیے اور تصویر لقا بھی لیکر روانہ ہوئے جیسے سرحد باغ سے نکلکر دشت مین پہونچے دیکھا کہ ایک لشکر چلا آتا ہے آگے لشکر کے بعہدۂ افسری ایک کوہی دراز قد زبردست شکار کھیلتا آتا ہی باز دار قراول بہلیے ساتھ ہین امیر سامنے ڈٹکر کھڑے ہوئے اور اس کوہی نے جو تصویر لقا کی ٹکڑے ٹکڑے کی ہوئی ہاتھ مین دیکھی پکارا کہ اے اجل دوست تو نے یہ کیا کیا کہ میرے پیارے خداوند کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا یہ کہکر فوج کو اُسنے حکم محاصرہ کرنے کا دیا پھر تو **نظم**

ہوئے تیار مردان دلاور — بہ شکل ابر تر اُمڈا وہ لشکر
صدا دینے لگے کرناکیت ہر سو — بہادر جمگئے پہلو بہ پہلو
صفین تیار سر تیغون کے عریان — اجل حاضر بگر سر در گریبان
صدا دی کوس جنگی نے جو یکبار — ہوئے سردار لشکر سب خبردار

امیر نے بھی تیغ تیز بنام انتقام سے کھینچی اور نعرہ ملبند کیا یہ سردار لشکر حسام کوہی مالک اس سر زمین کا ہے اور اسکو اپنی سپہ گری پر بڑا غرا ہے جب اسنے نام امیر سنا معلوم کیا کہ حمزہ یہی ہے پس جسم اپنا تنومند امیر سے دیکھکر اور خیال کر کے کہ یہان اکیلے ہین کیا کر لینگے معلوم ہوتا ہے یہ سردار اور عیارون کے بھروسے پر لڑتے ہین تو انکو زندہ گرفتار کر لے یہ سوچکر فوج کے افسرون سے کہا تم گھیرے رہو حملہ نکرو مین گرفتار کیے لیتا ہون یہ کہکر گھوڑے سے کود کر سامنے آیا اور امیر سے کہا آپ پیدل ہین اور اکیلے ہین پس مین بھی اکیلا اور پیدل ہی آپ سے لڑون گا آپ نے فرمایا جسطرح تیرا جی چاہے اسنے اور حربے تو موقوف رکھے مگر آمادہ بہ کشتی ہوا اور خم ٹھونک کر مقابل آیا ہاتھ سے ہاتھ ملایا کشتی بصد درشتی شروع ہوئی امیر نے بعد دو چار روز اُسکے روکنے کے کمر بند مین ہاتھ دیکر لنگر اکھیڑا اور سر سے بلند کیا اُسکو بڑی حیرت ہوئی کہ بہت جلد مجھ ایسے پہلوان کو اِسنے اُٹھا لیا غرضکہ بہت نادم ہوکر پکارا کہ اے شہریار امان دیجیے آپ نے فرمایا بشرط ایمان لانے کے امان ملیگی اُسنے اقرار کیا آپ نے زمین پر رکھدیا اور کلمہ بتایا وہ کلمہ پڑھکر دل مین کینہ رکھکر طوطے کیطرح اقرار اسلام بظاہر کر کے مسلمان ہوا اور سب افسران لشکر کو بُلا کر قدم اقدس صاحبقرانی پر گروایا پھر ہوادار پر سوار کر کے بجاہ و حشم تمام اپنے قلعہ مین لیچلا یہان تک کہ بعد قطع مسافت راہ دامن کوہ مین وہ ایک قلعہ فلک فرسا بنا دیکھا سامان حرب سے آراستہ دیکھا بر سبیل اختصار یہ کہ در قلعہ وا ہوا

امیر داخل قلعہ ہوئے شہر آباد رعیت دلشاد پائی راستے پختہ سڑکین ہموار دکانین سجین عمدہ بازار **نظم**

زمین شفاف رستہ جا بجا صاف
نگاہون کو میسر لطفِ اطراف
دُکانین وا ہوئین اسباب نکلے
کُھلے ڈبّے دُرِ نایاب نکلے
زمرد لعل نیلم عمدہ الماس
گرہ سے کُھلکے آتے جوہری پاس
خریدار آتے ہر جانب سے مشتاق
تماشاگاہ تھا دامانِ آفاق

امیر سیر دیکھتے ہمراہ اُسکے دار العمارہ شاہی تشریف لائے اُسنے عرض کیا کہ تخت میرا حاضر ہے بیٹھے **امیر** نے فرمایا تخت نشینی کی ہوس سے بری ہون خدا میرے تاجدار بادشاہ اسلام کو سلامت رکھے تم تخت پر بیٹھو خراج مین چند بیضہ ہاے زرین خدمت شاہ مین بھجدینا یہ کہکر آپ ڈنگل پر بیٹھے اور سب سرداران کو بھی کرسی بہ کرسی پایہ بہ پایہ جاگزین ہوئے **حسام** بسان چاکر کمتر خدمتگزاری مین حاضر تھا ارباب نشاط کو طلب کیا طعام عمدہ کی طیاری کی یہ خاطر داری کی کہ **نظم**

وہ خوشبو مین کہ جی لوٹے بشر کا
رہے مطلق نہ باقی ہوش سر کا
طعام عمدہ کی تیاریان کین
دکھایا ناچ دل کو راحتین دین
صدا طبلونکی پہونچی آسمان تک
غزل ٹھُمری کی لفظ آئی زبان تک
پھر اتنے مین لے آیا بادۂ و جام
پکارے ساقیان سیم اندام
کہ آپیارے ملا یہ جام لب سے
ذرا مہمان کو ٹھنڈھا کر غضب سے

جب سامنے **امیر** کے جام آیا آپ نے فرمایا کہ مین شراب نہین پیتا ہون ہان اگر ماءاللحم ہوتا تو تمسبکا اُسے پیکر ہم مشرب ہوتا **حسام** نے یہ کلمہ سنکر اسیوقت ماءاللحم تیار کرایا اور اوسمین بیہوشی ملا کر سامنے لایا **امیر** صاف دل ہین وہ کلمہ پڑھ چکا تھا حکم شرع ظاہر پر ہے پس بے وسواس ماءاللحم نوش فرمانے لگے جب دو چار پیالے پیے کیتیان پلکنے لگین سمجھے کہ اسنے دغا کی چاہا کہ اُٹھکر ہوا کھاؤن اور تدبیر دفع بیہوشی کرون لیکن جیسے ہی اُٹھے بیہوش ہو کر گرے اُسنے تمام افسرونسے کہا کہ اسوقت مینے بمصلحت اسلام اختیار کیا تھا سپاہ گری کے چھتیس فن مین دشمن پر قابو پانے سے مطلب ہے تم بھی دین لقا پرستی نہ ترک کرو سردار اُسکے بعض خوش ہوئے اور بعض ناخوش ہوئے کہ دغا کرنا اچھا نہین جو کیا وہ کیا لیکن ناخوشی اُنکی کچھ کام نہ آئی خاموش ہو رہے اور **حسام** نے آہنگر بلا کر

قید سخت مین مبتلا کر کے **امیر** کو زندان مین بھیجا پھر لشکر کو اپنے تیار کرایا چالیس ہزار کوہی دیو صورت مسلح و مکمل ہوا اُسنے قلعہ ایک اپنے عزیز کے سپرد کر کے آپ کرگدن مست پر سوار ہو کر اور **امیر** کے عزاد پر بٹھا کر بجیتیم و خدم جانب قلعہ عقیق کوہ برائے استعانت خداوند قلعہ سے کوچ کیا کہ بموجب **نظم**

نشست از تبازی اسپِ سمند   همین تاخت ترسان زبیمِ گزند
پس پشت اوسی ہزار از یلان ؎   سواران جنگی و سنگین دلان ؎
ہمہ برگرفتند یکسر خروش   زمین پرُ خروش و ہوا پرُ ز جوش
غریوان و جوشان جو شیرِ ژیان   کمانے بباز و کمر بر میان
ہمی رفت در دشت چون پیل مست   یکے گرزہ گاو پیکر بدست

جب قلعہ سے دو منزل پر جا کر مقام کیا ہنوز لشکر آسودہ نہوا تھا کہ صحرا کی طرف سے گرد اوڑی اور ایک لشکر کوہی نکا ساٹھ ہزار سوار سے پیدا ہوا اِسنے ہلکارے بہر خبر روانہ کیے معلوم ہوا کہ **سرمہ کوہی** پہلوان دوران رستم سرزمین کوہستان بہر مدد خداوند جاتے ہین یہ خبر سنکر اُسنے سردار اپنے ساتھ لیے اور استقبال جا کر کیا **سرمہ کوہی** بھی گینڈے پر سے اُترا دونون بغلگیر ہوئے پھر دونون لشکر ایک مقام پر اُترے اور دونون بادشاہ ایک ہی بارگاہ مین آکر بارگاہ مین آرام پذیر ہوئے جام گلگون کا دور ہوا امزاج کا عالم ہی اور ہوا حالت نشہ مین **حسام** نے کہا کہ اب مجھسے بڑھکر کون ہو مین نے **حمزہ** کو گرفتار کیا ہے **سرمہ کوہی** کو اُسکی لاف زنی بُری معلوم ہوئی لیکن مرد شجاع ہی اور صاحب ظرف ہے تحمل کر گیا کہا بھائی تم ایسے ہی بہادر ہو **حسام** نے کہا تمھین کچھ شک بھی ہے اگر شک ہو تو مین **حمزہ** کو بلا کر دکھاؤن اُسنے کہا شک کیا ہی لیکن مجھے بیشک **حمزہ** کے دیکھنے کا اشتیاق اچھا کل وقت کوچ سامنے بلانا یہ کہکر مصروف راحت ہوا جسوقت شاہ کوہ خاور کوہستان سے نکلکر عازم سفر منازل افلاک ہوا کہ **بیت** نمودِ صبح نے جلوے دکھائے ؎ نگاہون نے نئے سامان پائے ؎ صبح کو دونو بادشاہ اُٹھے جام صبوحی پیے ارادہ سفر کیا ہنوز طبل سفر کے بجنے کا حکم ندیا تھا کہ **سرمہ** نے کہا بھائی صاحب **حمزہ** کو سامنے بلوائیے **حسام** نے زندان بان کو حکم دیا کہ قیدی کو سامنے لاؤ بمجرد حکم بہت سے سوار با شمشیر برہنہ ہمراہ گرد حفاظت کنان سرداران عالیشان بیچ مین مسلسل با قید گران سامنے آئے اور بنا بر دستور اہل اسلام پکارے کہ سلام میرا اُسپر اس انجمن مین ہی جو اللہ پاک کو اکیلا اور اُسکے

پیغمبر کے دل سے مین کو سچا جانتا ہو سرمہ نے یہ نہیب سنکر کہا کہ کیون حمزہ رسّی جلگئی مگر رسّی کا بل نہین جلا
مجھ ایسے پہلوان کا تونے ذرا ادب نکیا نہ تسلیم نہ آداب یہ نعرہ مارا نام خدا سے نادیدم ہیرے رو برو لیا
امیر نے ارشاد فرمایا کہ مین نامرد و نکار عب نہین مانتا بلکہ انکو زنے سے بھی کمتر جانتا ہون اسنے یہ کلام سنکر
کہا کہ کیون تجھکو کیا نامردانگی ہیرے بھائی نے نہین زیر کیا امیر نے فرمایا کہ مردان گی کا حال اُسکی
اُسکے سردار اور وہ خود جانتا ہے اُسی سے پوچھ لے اُسنے حسام کیطرف دیکھا اور سردارونسے
حال پوچھا اُنھون نے سب کیفیت گذشتہ بیان کی اُسنے حسام سے کہا کہ اسی منھ پر کل یہ لاف
زنی بھی تونے او بیحیا نام سامے کو ہیونکا بحرِ نامردی مین ڈبو دیا آبرو کھو دی یہ کہکر گویا ہوا کہ امیر
اگر کوئی آپ کو مردی زیر کرے گا تو اطاعت کیجئے گا امیر نے فرمایا کہ زندگی بھر اوسکی اطاعت کرونگا
یہ سُنکر وہ اٹھا کہ قید جسم امیر پر سے دور کرا دے امیر نے کہا کہ اگر وقت رہائی قریب آیا ہی تو تجھ تیری ضرور
نہین ہے یہ کہکر خانۂ زور مین آکر چرخ مارا اور پکڑ کر ہتکڑی بیڑی بسان تار عنکبوت توڑ کر پھینکی ہر سمت
احسنت احسنت کی صدا بلند ہوئی حسام نے کہا ای سرمہ تمنے اچھا نہ کیا جو اس آفت کو رہا کیا
اب بھی از روے بلوہ کے اسکو گرفتار کرو اُسنے کہا تو جھک مارتا ہے مجھے بھی تونے اپنی طرح
بودا تصور کیا ہے او بیعزت خبردار مجھسے ایسا کلام نکرنا یہ کہکر حکم دیا کہ دو مرکب حاضر ہون اسلحہ
امیر کو اسلحہ حاضر ہوا ادھر آپ ہی کہا کہ اچھا اکھاڑا درست ہو مین زور آزمائی کرونگا بنا بر
حکم ملازم عمل مین لائے اکھاڑا درست ہوا وہ لنگوٹ کھینچکر اکھاڑے مین کودا خم بجایا امیر بھی
کودے اور باہم سرگرم تلاش ہوئے ٹکر چلنے لگی داؤن پیچ توڑ جوڑ ہونے لگے اس کشتی مین
حسام نے یہ چالاکی کی کہ کچھ فوج تیار کر اور افسران چند سے مشورہ کیا کہ یہ فوج لیکر تم آگے
بڑھ جاؤ مین بھی آتا ہون نصف لشکر سے زیادہ افسر لیکر کوچ کر گئے یہ سیر کشتی دیکھا کیا زور ریلا پیلی
کشمکش کے ہوا کیے از بسکہ امیر کو عجلت منظور تھی دو پہر تک لڑکر صاحبقرانی زور اُس پر کیا وہ
زور بغیر تائید ربانی نہین حریف تاب اُسکی نہ لا سکا آپ نے اُٹھا کر مارا کہ چارون شانے چت گرا
ڈور کر آپ سینہ پر سوار ہوئے اور فرمایا کہ حالا ور شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی اُسنے عرض کیا کہ
تا زندہ ایم بندہ ایم امیر سینہ پر سے اُٹھے اُسنے اُٹھکر سر قدم پر رکھا آپنے گلے سے لگا اور کلمہ بتایا سرمہ کو ہی
کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اس ہنگامہ مین کہ امیر اُسکے سینہ پر سوار تھے حسام گھوڑا اڑا لکر نکل گیا

فوج جو آگے بھیج چکا تھا اُسمین شامل ہو کر جانب عقیق کوہ چلا سرسہ کوہی نے تمام فوج کو مسلمان کیا
اور باقی ماندہ حسام کا لشکر بھی شریک ہوا ایک دن آسودہ ہو کر انھون نے بھی کوچ کیا امیر با فوج کثیر
بصد جاہ و جلال روانہ ہوئے لیکن اسنے پہلے حسام قریب قلعہ عقیق پہونچا لقا نے کوہی بہر استقبال
بھیجے کہ وہ آکر لیگئے لشکر اسکا بیرون قلعہ اُترا وہ خود قلعہ مین گیا خداوند کو سجدہ کیا خلعت ملا دنگل پر بیٹھا
اور حال کہا کہ مین اسطرح حمزہ کو لاتا تھا لیکن یہ افتاد ہوئی اور رہا ہو گیا یہ تو بیان حال کرتا تھا اور
اسکے قبل خبر پہونچ چکی تھی کہ منصور زاغ چشم باغ مین رنڈی پاس تھے رنڈی رہگئی وہ غائب
ہو گئے لقا سے سب نے پوچھا تھا کہ خداوند بتلائین اُسکو کون لے گیا ہے لقا نے کہا تھا کہ خداوند جانتے
ہین مگر بتلائینگے نہین ہمارا بچہ قدرت اُسکو ہماری بہشت مین چھوڑ آیا ہے اس کلام سے ہر ایک خوش تھا
کہ اول حسام آکر پہونچا دوبارہ خبر آئی کہ گلگون عیار بادشاہ قلعہ گلگونیہ کوہ آیا ہے خداوند نے اُسکا
بھی استقبال کرایا ہے لشکر اُسکا بھی بیرون قلعہ اُترا وہ خود سامنے خداوند کے آیا نذر دی سجدہ کیا خلعت
عنایت ہوا بیٹھا اسمین خداوند نے حکم دیا کہ آخر بہر مقابلہ لشکر اسلام یہ سب بندے میرے آئے ہین
پس بیرون قلعہ چلنا پڑے گا اس سے باہر ابھی چلنا چاہیے یہ حکم سنکر خیمہ و خرگاہ و بارگاہ جمشید خداوندی
سب سامان میدان مین فراہم ہوا جب بارگاہ نصب ہو چکی خداوند مع لشکر کوہستان قلعہ سے نکلکر
داخل بارگاہ ہوا یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی وہان چالاک ابوالفتح آچکے تھے انھون نے
بھی صلاح کی کہ حسب وعدہ ہمکو بھی چلنا لازم ہے دیکھین وہان کیا دل لگی ہوتی ہے یہ صلاح کر کے
ڈیڑھ ڈیڑھ سو عیار دونون نے اپنے ساتھ لیے اور آپ اُسی صورت پر مکار و غدار کی بنکر عیارون کی
شکلین بدلوا دین ایک خیمہ بھی اپنے ہمراہ لیا پہلے لشکر سے نکل کر صحرا مین آئے پھر وہان سے
لشکر لقا مین پہونچے اُسنے خبر سنکر لوگ بہر استقبال پہونچے انکا لشکر بھی قریب افواج
کوہستان اُترا یہ دونون سامنے خداوند کے گئے بنا بر دستور نذر دی تسلیم کی سجدہ نہ کیا
لقا سمجھا کہ یہ کوئی اور دین رکھتے ہین یونے دوسرے خدا اُن کو مانتے ہین یہ سمجھکر بحیرت تمام انکی
طرف دیکھنے لگا یہ اُسکی نگاہ پہچان گئے کہ سجدہ کیلئے ناراض ہے بس اپنی جگہ سے اُٹھکر سامنے آئے اور
دست بستہ عرض کیا کہ یا خداوند ہم نرے سپاہی اور عیار ہی نہین ہین بلکہ آپکے دین کے عالم ہین وہ کتابین جو آپنے
معرفت اپنے پیغمبرون کے ہم بندون پاس بھیجین وہ سب ہمین یاد ہین چنانچہ ہر جگہ اُس کتاب مین آپ نے

فرمایا ہے کہ جو کام مسلمان کرتے ہین وہ میرے بندے ہرگز نکرین مسلمان غسل کرکے اور وضو کرکے اپنے خداکو یاد کرتے ہین میرے بندے بحالت نجاست مجھکو یاد کرین جب نجس العین ہونگے اور سجدہ کرینگے تو مین قبول کرونگا پس ہم سفر مین تھے نوبت یہ فعل بد نہین پہونچی اسوقت تک پاک ہین اسیلیے سجدہ نہین کیا لقا نے کہا لے بندگان قدرت یہ راز دقیق اب اور زیادہ بیان نہ کرو واقعی تم میرے دین کے بہت بڑے عالم ہو غرضکہ یہ باتین زبان خداوند سے سنکر سب اہل دربار اُٹھے اور مکار و غدار کے دست و پا کو بوسہ دیا کہ آپ ہمارے رہنما ہین خداوند نے بھی حکم دیا کہ جسکو سائل دین لقا پرستی تحقیق کرتا ہون وہ انکے پاس جاکر پوچھا کرے سب تو معتقد ہوئے لیکن بختیارک گھبرایا کہ یہ معلوم ہوتا ہے کوئی عیاران اہل اسلام سے ہین ہجو ملیح ہمارے دین کی کرتے ہین چاہتا تھا کہ کچھ کہے مگر گلگون نے یہ ذکر چھیڑ دیا کہ خداوندا مین حمزہ کو قید کرلایا ہون اُسے قتل کیجیے حکم ہوا کہ منگواؤ وہ اُٹھے اور صندوق اُٹھوا کر لائے پڑا دا کیا منصور کو نکالا بختیارک نے دیکھا کہا یہ حمزہ نہین ہے اتنے بڑے اعضا کہان گلگون نے کہا واہ مین اصلی حمزہ کو بڑی مشکل سے محل کے اندر سے پکڑ لایا ہون بختیارک نے کہا اصلی اور نقلی کیسا اُسنے جواب دیا کہ عیار حمزہ روز بنا کر بیلایا کرتے ہین اور اصلی کو چھپا دیتے ہین یہ کہکر سب ماجرا جو کچھ چالاک نے بتلا دیا تھا بیان کیا بختیارک خوب ہنسا اور کہا کسی مرشد نے خوب پٹی پڑھائی واقعی تم اصلی حمزہ کو لائے ہو یہ کہکر ناچنے لگا عیار بہت نادم ہوکر بغضب بولا کہ او شیطان تجھے سوائے مسخراپن کے اور کچھ نہین آتا ہے شیطان نے کہا مجھے تو کیا آتا ہے لیکن تمھین کسی نے ضرور مسخرا بنایا ہے سچ کہو راہ مین کون ملا تھا اُسنے سب حکایت گذشتہ اپنا طرار بنکر حمزہ کو لانا راہ مین دو عیار و نکا ملنا بیان کرکے مکار کی طرف اشارہ کیا کہ یہ ملے تھے اور بختیارک نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی سمجھ چکے تھے کہ یہ مرشد کامل ہین یہ سنتا تھا کہ چالاک و ابو الفتح سنبھل کر کھڑے ہوئے اور بختیارک نے بخوبی انکو پہچان کر سلام کیا اسی اثنا مین منصور کو ہوا لگنے سے ہوش آگیا پکارا کہ یا خداوندا میری کیا خطا ہے جو گرفتار کیا ہے ہنم منصور کوہی اُسکا نعرہ سُنکر حسام نے کہا حمزہ تو مجھے ملا تھا اور بتخانہ تباہ کرکے قید ہوا پھر سرمہ کوہی نے چھڑا دیا جب اُسنے سب کیفیت بیان کی لقا نے گلگون کی طرف دیکھا اُسکو یقین ہوا کہ مین نے دھوکا کھایا بغضب تمام تیغ پکڑ کر چارک پر دوڑا ابو الفتح نے پشت پر سے نعرہ کرکے ایک دھول ماری

اُدھر چالاک نے نعرہ کیا اور اُسکا نیمچہ خالی دیے کو پچھلے پاؤن اُڑ گیا اتفاق سے اُس پتھر پر پاؤن اُسکے پڑے جو دربارگاہ پر آستانہ بتاتے ہین یہ دستور ہے کہ بادشاہون کی بارگاہ کے در پر سنگ نہایت چکنا اور صاف لگایا جاتا ہے اور بعض ملازم بارگاہ اُسی پتھر کو بوسہ دیتے ہین چنانچہ اُس سنگ پر جو پاؤن پڑے پھسل کر گرا عیاران گلگون ہزار ہا ٹوٹ پڑے صد ہا کمندین پڑگئین چالاک نے ہرچند چاہا کہ لوٹ مار کر اور حلقہ ہائے کمند کو کاٹ کر نکل جاؤن ممکن نہوا آخر پکڑ لیا گیا مگر ابوالفتح اِس ہنگامہ مین جست کر کے نکل گیا اور غلغلہ جو ہوا اِنکے ساتھ جو چار سو عیار آئے تھے وہ بھی کوئی کدھر سے کوئی کسی طرف سے سب نکل گئے بارگاہ مین منصور کے ہاتھ پاؤن مُنھ دُھلایا صورت نکل آئی گلگون بہت محجوب ہوا اور چالاک کو قتل کرنا چاہا اُسوقت بختیارک سوچا کہ اگر تیرے سامنے بیٹا عمر کا مارا گیا تو عیار تجھکو زندہ نچھوڑینگے تجھے لازم ہے کہ یہان سے ٹل جا یہ سمجھکر اِس عیار سے کہا کہ ٹھہر جاؤ یہان سے مین چالون تو قتل کرنا وہ تامل پذیر ہوا اور یہ بارگاہ سے نکلکر اپنے نچرے پر سوار ہو کے جانب خیمہ سکونت خود چلا اور ادھر جو سب عیار بھاگ کر علیحدہ ہوئے اُنمین سے قاسم تنگ رواحلی کہ قوم علیسے ہین اور عمر معدی کرب جو دیو سے بھی زیادہ قد و قامت رکھتے ہین اِنکا عیار ہے اور یہ ہی ایسا عیار ہے جو ایسے جسم پہلوان قوم عاد کا پشتارہ اُٹھاتا ہے اُس عیار کو ابوالفتح نے حکم دیا کہ جلد دیو کی صورت بنے اور آپ بہت مشابہ ہے عمر کی صورت سے کیسلئے کہ بھانجا اُنکا ہے پس آپ صورت بعینہ خواجہ عمر کی ایسی بنا اُدھر قاسم عیار دیو بنکر تیار ہوا سر پر سینگ لگائے دم لگائے دم لگائی چہرہ مہیب مُنھ پر چڑھایا ایک ہونٹھ تا بہ چشم پہونچا ہوا دوسرا سینہ تک لٹکایا زنجیر آہنی کمر سے لپیٹی جب یہ شکل بن چکا دو ٹیر اپنے شانون پر لگا کر ابوالفتح کو کاندھے پر سوار کیا اور اس سمت سے کہ جدہر سے خیمہ بختیارک قریب تر ہو صحرا مین جاکر جست دشن دشن گزکی کرتا ہوا جیسے کوئی اڑتا ہے خیمۂ شیطان مین آگر گرا وہ خیمہ مین آچکا تھا خواجہ کو گردن دیو پر سوار دیکھکر کھڑا ہو گیا اور بہت جلد صندوقچہ ہائے چند جواہر زر د جواہر کے دھرے سے اُٹھا کے نذر پکڑے عرض رسا ہوا کہ زہے سعادت میرے کہ قدوم سعادت لزوم کی زیارت نصیب ہوئی آنکھین دیدار کو ترستی تھین آج کدھر سجدۂ شکر کرون جو میری آرزو تھی وہ میری پوری ہوئی عمر نقلی خنجر پکڑ کر کودا اور اُسپر چلا وہ جلدی سے لیٹ گیا آنکھین بند کر لین کلمہ پڑھنے لگا گڑ گڑ یہی کہتا تھا کہ کوئی صورت بھی میری بچنے کی ہے خواجہ نقلی نے کہا کہ حرامزادے بیٹا ہمارا مارا جائے اور تو زندہ بچے اُسنے عرض کیا کہ آپ کیا فرماتے ہین

بھلا میری زندگی مین کوئی اُنھین مار سکتا ہے خواجہ نقلی نے کہا کیا کہون اگر حکم حمزہ دیو سے کام رزم کا لینے کے لیے ہوتا تو اِس عیار کو دیو سے کھلوا لیتا خیریت اسی مین ہے کہ جلد میرے فرزند کو رہا کرا دے اور بختیارک جلدی اُٹھا اور پکارتا چلا کہ خبردار نہ مارنا ہرگز نہ مارنا زنہار نہ مارنا لشکریون نے یہ بینابانہ پکارنا سنکر لقا سے اطلاع کی گلگون تلوار لگایا ہی چاہتا تھا کہ خبر سنکر زکا اُدھر شیطان جو جانب بارگاہ چلا خواجہ نقلی بھی ساتھ ہوئے راہ مین اُسنے پوچھا کہ کیون مرشد برحق کیا طلسم فتح ہو گیا جو آپ تشریف لائے خواجہ نقلی نے جواب دیا کہ مین مہینا دو مہینا وہان رہتا ہون اور دونون کے لیے خبر لینے لشکر اسلام کی آتا ہون دیوان طلسم قبضہ مین آ گئے ہین وہ لیجایا اور لے آیا کرتے ہین اگر تمکو شک ہو تو دیو کے حوالہ کرون شیطان کی رُوح نکل گئی کہا مین نے جھک مارا جو حال پوچھا یہ کہتا ہوا بارگاہ مین بدحواس آیا کہا خبردار مارنا نہین وہ آ گئے لقا نے کہا اے بیہودہ کیا بکتا آتا ہے ابھی تو کہ گیا تھا کہ قتل کرنا ابھی یہ بکتا ہے کون آ گئے اسنے کہا اِن باتون کو جانے دو جان ہے تو جہان ہے قید کاٹ دو گلگون نے کہا مین تو نہ مانونگا یہ کہکر قتل کرنے بڑھا بختیارک دوڑ کر چالاک پر گرا کہ ہائے میرا بھائی مین اپنی جان دونگا تجھے کون قتل کرتا ہے گلگون اِس ماجرے سے ناچار ہوا اور چالاک کو چھوڑ دیا جب وہ چھوٹا ابو الفتح جو ساتھ آیا تھا اُسنے نعرہ کیا گلگون پھر پیچھا پکڑ کے دوڑا مگر آب اُنکو کب پاتا ہے دونون جست کرکے نکل گئے گلگون نے کہا ملک جی تمنے اِنکو ہاتھ سے کھویا اُسنے کہا خیر گذری ورنہ بڑی آفت مین تو سمجھا تھا کہ وہ آ گئے مگر نہین وہ سنتھے اُسنے پوچھا کہ یہ وہ آ گئے تم کِس کو کہتے ہو اِسنے جواب دیا کہ بس بات کو یہین تک رکھو زیادہ نہ پوچھو نہین اور آفت آئیگی گلگون نے کہا خیر معلوم ہوا کہ عیار یہان بلائے روزگار ہین مگر مین سب کو باندھ لاؤنگا اب تم میرے مقدمہ مین دخل نہ دینا یہ کہکر مصروف عشرت ہوا اُدھر ملازمان بادشاہ اسلام جو ملکہ بہار کو لینے چلے تھے وہان آئے کہ جہان باغ سحر لگایا تھا اب جو دیکھا کہ اُس باغ اور ملکہ مذکور کا بھی پتا نہین مایوس ہو کر پھر گئے بادشاہ سے جا کر عرض کیا کہ اب وہان باغ نہین اور نہ وہ ساحرہ ہے بادشاہ خاموش ہو رہے لیکن بہار باغ سحر لگا کر بعد فراغت رہائی سرداران سحر اپنا مٹا کر جانب کوہ عقیق گئی اسلیے کہ کوئی عیار یا سردار لشکر اِسلام ادھر سے نکلے تو اپنا آنا کہلا بھیجون بادشاہ اسلامیان نکلین تو دیکھلون دل سینہ مین طپان لب پر جوش عشق سے فغان آنکھین چشم نگران دیدار محبوب کی جویان سر کوہ پر فرہاد وار کھڑی ہوئی اور تلاش شیرین دہن کرنے لگی قضائے کار ایک

ساحر گوہر جادو نام کہ اُس حوالی مین طلسم سے آکر رہا تھا اِسطرف آنکلا اور اُسنے اِس ملکہ با آبرو غریق بحر
محبت کو حیران اِستادہ پایا ازبسکہ وہ رہنے والا طلسم کا تھا ملکہ کو بخوبی پہچانتا تھا شناخت کر کے قریب آکر سلام
کیا اور عرض کیا کہ حضور کہان اکیلی کھڑی ہین ملکہ کو اِس سے کیا خوف تھا ایسے ویسے ساحر کی حقیقت یہ
نجانتی تھی اِسکے پوچھنے سے گویا ہوئی کہ مین شریک اہل اسلام ہو گئی ہون یہان بہر ملازمت شاہ اِسلام
آئی ہون تو بتا کہ کون ہے اُسنے اپنا نام بتایا اور کہا مین رہنے والا طلسم کا ہون اِسطرف آیا تھا آب و ہوا یہان کی
اچھی معلوم دی یہین سکونت اختیار کی درۂ طلسم کی حفاظت بھی کرتا ہون اور شاہ طلسم سے تنخواہ
پاتا ہون مکان میرا قریب ہے ملکہ نے فرمایا کہ اب تجھکو لازم ہے کہ اِطاعت اہل اسلام کر جو تنخواہ وہانسے
ملتی ہے اُس سے دونی تجھکو ہماری سرکار سے ملیگی یہ کلام ہدایت نظام سُنکر وہ اپنے دل مین سوچا کہ
یہ ساحرہ زبردست ہے اگر انکار کرتا ہون مار ڈالیگی لازم ہے کہ اُسکو مکر سے گرفتار کرون یہ تجویز کر کے عرض
رسا ہوا کہ فرمانا آپ کا قبول کرنا میری سعادت کونین ہے مگر اس شرط سے کہ آپ غریب خانہ پر تشریف
لیچلین اور نان خشک نوش فرمائین عزت افزائی غلام کی ہو تو ارشاد والا کی تعمیل بسر و چشم کرون یہ سُنکر
بہار سوچی کہ یہ ساحر مطیع اِسلام ہوتا ہے کیا نقصان ہے جو ساتھ لمحہ بھر کے لیے چلی جاؤن یہ سوچکر ہنسی اور
کہا اے بھائی جو تیری یہ خوشی ہے تو چل مین چلتی ہون وہ ساحر بہت خوش ہوا اور ملکہ کو لیکر درۂ کوہ سے
گذرا ایک صحرا مین لایا لب جوئبار اِسکا قصر عالیشان اور باغ دلستان بنا تھا اندر باغ کے داخل ہوئے
وہ گلزار سراپا بہار تھا رشک ولالہ زار تھا دنیا کے رنگ و بوٹے برنگ نگارخانۂ مانی لاثانی لکھے تھے
نہرین جاری فوارے چھوٹتے تھے بارہ دری مین فرش مکلف پر مسند بچھی تھی صفا مین چادر ماہ کو شرماتی
تھی ملکہ کو وہان لا کر بٹھایا چند ملازم جو حاضر تھے اُنسے اشارہ کیا وہ کشتیان شراب ناب کی لائے اُسنے
جام بھر کر سامنے ملکہ کے رکھا ملکہ نے فرمایا کہ اب تم ایفائے وعدہ کرو یعنی اطاعت اسلام کا دم بھرو تو مین یہ
شراب پیون اُسنے براہ مکاری قسمین بہت سی کھائین اور مطیع اسلام ہوا ملکہ نے بیاد بادشاہ اسلام
جام مے بیک جرعہ در کشید کیا اُسنے دو ایک جام تو سادے دیئے پھر بیہوشی ملا کر جام دیا اِس مستی مین الفت
کچھ تکرار نہ کی پی گئی نشہ بیہوشی کا وفور ہوا تکیہ سر پر رکھکر بیہوش ہو گئی اُسکے حسن و جمال پر مفتون تھا قصد
ہوا کہ حالت بیہوشی مین شیشۂ عصمت سنگ ظلم سے توڑے بیحیائی سے مُنھ نہ موڑے لیکن حقتعالی
جسکو بچائے اُسکو کون بے آبرو کر سکے ہے اُس مفسد کو خیال آیا کہ یہ معشوقہ شاہ طلسم ہے مبادا اُسکے پاس جاکر وصل اُسکا

منظور کرے اور میرا حال کہے تو جان بچنا مشکل ہے اور علاوہ اسکے یہ خود زبردست صاحب ملک و لشکر ہے
نہین معلوم بعد کو کیا حال کرے پس لازم ہے کہ اسکو بادشاہ طلسم کے پاس لیچلون اور اُس سے مانگ لون پھر
خیال کیا کہ شاہ طلسم اسکا عاشق ہے وہ مجھے نہ دیگا اور وہ دور بھی بہت ہے منازل سخت و صعب بہت پڑینگے
لشکریان اسلام چھین لینگے اس سے مناسب ہے کہ خداوند پاس لیجاؤن وہ قریب بھی ہین اور دے بھی دینگے اُنکے
دینے سے بادشاہ طلسم بھی کچھ نکر سکیگا یہ سمجھکر ملکہ کو سحر مین خوب سا مسحور کرکے کاندھے پر لاد کر بزور سحر اُڑا اور
ایک ہی سناٹے مین قریب قلعۂ عقیق پہونچا یہان بارگاہ سے عیار بھاگ کر گئے ہین اُنھین کا ذکر ہو رہا تھا
کہ علامت سحر برپا ہوئی اور یہ آکر بارگاہ مین پہونچا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر بہار کو لادے لایا ہے
غرضکہ اُسنے ملکہ کو سامنے ڈالدیا اور خداوند کو سجدہ کیا پھر دست ادب باندھکر تمام کیفیت معرض بیان
مین لایا لقانے کہا اے بندۂ قدرت تونے بڑا کام کیا جو اسکو گرفتار کر لایا اُسنے عرض کیا کہ امیدوار ہون
یہ مجھی کو مرحمت ہو لقا چاہتا تھا کہ کہے ہمنے تجھے دیا لیکن بختیارک بولا کہ یا خداوند یہ وہی باغیہ ہے جسنے
باغ سحر لگایا تھا جلد اسکو بحالت بیہوشی قتل فرمایئے اور اس ساحر کو کوئی حور جنت دیدیجے گا لقانے اُس
ساحر سے کہا یہ بندی واجب القتل ہے ہم تجھکو حور جنت دیتے ہین اُسکو قتل ہو جانے دے ساحر چپ ہو رہا
اور اُسنے حکم قتل دیا جلاد طلب ہوا لشکر مین غلغلہ ہوا کہ بہار پھر قید ہوئی ہے قتل ہوتی ہے عیار جو بھاگ
کر گئے تھے بشکل مبدل لشکر مین پھر رہے تھے اُنھون نے بھی سُنا اور چالاک بہت جلد صورت جلاد
بنا چہرہ سیاہ کیا مہیب صورت ہو کر دُھمنا باندھکر جوڑہ تیغہ بارہ دار ہاتھ مین لیا ہار رنگ کان کٹے
ہوئے کا گلے مین پہنا رومال تیغے کے خون پونچھنے کا کاندھے سے لٹکایا کہ اسمین سے خون تازہ کی بھبک
پیدا تھی غرض اس صورت سے بارگاہ مین آیا وہان جلاد تو طلب ہو رہا تھا ہی اُسنے آتے ہی
اُشتلم کیا کہ اُس شخص کا باپ جلاد دادا جلاد سات پشت سے گردن کاٹی روٹی کھاتا ہے ہین کون
گنہگار ہے جلد تبلایئے کہ ایک ہی ہاتھ مین رشتۂ جان جدا کردون بختیارک نے کہا یہ زن ساحر
ہو غافل پڑی ہے مارا سیرا ایک ہاتھ کہ سر جدا ہو جائے جلاد نے کہا ہوشیار کر دیجیے کہ اسکی خواہش
دلی کو پوچھ لون اُسنے کہا ضرورت ہوشیار کرنے کی نہین ہے جلد قتل کر جلاد نے کہا بہتر ہے اور گوہر
سے کہا آپ ساحر ہین ذرا میرے پاس آکر انتظام کیجے کہ کوئی عیار دستدار آکر مجھکو ضرر پہونچائے وہ بہی
کلمے اُسکے پاس آیا اور سحر پڑھکر حصار کرنے لگا جلاد با تیغہ برہنہ تو پاس کھڑا ہی تھا بولا کہ دیکھئے

خداوند کچھ اشارے سے فرماتے ہین گوہر لقا کیطرف دیکھنے لگا جلاد نے اِس زور سے تیغ بے پناہ گردن
پر مارا کہ قلم ہوکر تخت خداوند کے پاس جا کر گرا اور غلغلہ اسکے مرنے کا برپا ہوا آندھی آگئی تاریکی
ہوئی جلاد یعنی **چالاک** نے اُسی ہنگامے مین ناک بہار کی ملدی جسمین دوا دفع بیہوشی کی بھری
تھی اُسکو چھینک آئی اور ہوشیار ہوگئی پوچھا کہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا یہان سے نکل چلو تو بیان کر دیہ
کہ رہا تھا کہ عیار اور سردار لقا تیغ کھینچ کھینچ کے آپڑے بہار سمجھ گئی کہ مقام توقف نہین ہے یہ سمجھ کر **چالاک**
کو بزور سحر پنجہ مین داب کر اُڑ گئی اور اُڑتے وقت وہ سحر کیا کہ پھر اندھیرا ہوگیا سردار و عیار بھاگ کر باہر بارگاہ کے
نکل گئے کہ ضرور کچھ آفت آئیگی اُدھر **مختیار ک** ناچنے لگا صلِّ علیٰ پڑھتا جاتا تھا لقا تخت کے نیچے چھپا تھا
باہر جو سردار بھاگ کر گئے لشکر مین غلغلہ ہوا کمر بندی ہونے لگی دکانین بند ہوئین رعایا بھاگی مختصر یہ کہ بعد لمحہ
بھر کے وہ تاریکی دور ہوئی یعنے بہار نے یہی سحر کیا تھا کہ مین نکل جاؤن اُسوقت یہ اندھیرا موقوف ہو
جب وہ اندھیرا مٹا شیطان نے خداوند کو تخت کے نیچے سے نکالا سردار وغیرہ بارگاہ مین آئے لشکر مین
امان ہوئی لقا نے کہا اے بندگان قدرت اِسوقت شیطان نے اِس بندی قدرت کو قتل کرانا چاہا اور
مین اُسکو حوالۂ ساحر کرنا چاہتا تھا میری مشیت مین شیطان نے دخل دیا اور پائے غضب میرا جوش زن ہوا
دیکھا تُنے کہ ذرا سے میرے خلاف امر کرنے سے کیا حال ہوا یہ سنکر سب عرض پیرا ہوئے کہ واقعی سچ ہے
تو برحق خداوند ہے تیرے خلاف کسکی مجال ہے جو کرے سب تو معترف بعجز و قصور تھے اُدھر **مختیار ک**
دِل سے اپنے کہتا تھا کہ جھوٹے پر لعنت ہے لیکن بظاہر لوگون کا اعتقاد جمانے کو کہتا تھا کہ حقیقت مین یا خداوند مجھے
خطا ہوئی جو آپ کے کلام کو مین نے رد کیا اور اپنی رائے کو کارخانۂ خداوندی مین دخیل کیا سب اپنے دلمین
لرزان تھے کہ جب شیطان ایسا مقرب درگاہ ذرا سے دخل دینے مین معتوب ہوگیا تو ہماری لیاقت سے
یہ باتین ہو رہی تھین کہ طبل بشارت کی صدا کان مین آئی ہلکارے دوڑے خبر لائے کہ امیر اتوقیم
سرستہ کوہی کو لیے ہوئے داخل لشکر اسلام ہوئے **گلگون** یہ خبر سنکر دوڑا کہ مین **حمزہ** کو دیکھون
کیسا ہے چنانچہ سرراہ آکر دیکھا کہ سرداران اسلام بہر استقبال آئے ہین اشقر دیوزاد بادشاہ نے روانہ
کیا **امیر** سوار ہین پشت پر لشکر کوہیان جلتہ پوش گرز بردوش آتا ہے اور ویسی ہی صورت **حمزہ** کی ہے
جسطرح کا او گرفتار کرلایا تھا اسکو بڑا صدمہ ہوا کہ پیچ سخت دھوکا کھایا چنانچہ **امیر** بگروہ سرداران
داخل بارگاہ ہوئے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے نیم قد اُٹھکر تعظیم دی آپ دنگل پر بیٹھے سرسہ شاہ کو

نذر دی خلعت مع فرمان معافی ملک عنایت ہوا دنگل بیرون چہل ستون ملا اسنے دست چپ مین بیٹھنا قبول کیا **مالک اژدر** جانشین دست چپ اُس سے بغلگیر ہوئے اور باعزاز تمام تخت بٹھایا پھر ساقی کو اشارہ کیا اسنے جام مے ارغوانی دیا ناچ سامنے ہونے لگا یہان تو سب عشرت پذیر ہین لیکن بہار نے صحرا مین لاکر **چالاک** کو اُتارا اور حال پوچھا اُسنے کہا ایک ساحر مجھے پکڑ لایا تھا لقا حالت بیہوشی مین قتل کیا چاہتا تھا کہ مین نے جاکر اُس ساحر کو مارا اُسکے مرنے سے صدا آئی تھی کہ مارا گوہر جادو کو آگے مجھے حال معلوم نہین یہ کہکر کہا کہ بادشاہ لشکر اسلام نے تمھارے لینے کو سردار بھیجے تھے تم کہان گئی تھین ملکہ مذکور نے سارا مکر گوہر کا بیان کیا اور کہا آپ چلیے یہ کنیز بھی حاضر خدمت شاہ اسلام ہوگی اب ذرا مین **لقا** کا رنج پوچھنے جاتی ہون یہ کہکر اُڑ گئی **چالاک** سمجھا کہ کسی کام کو شاید بارگاہ لقا مین یہ پھر جائیگی یہ سمجھ کر یہ بھی جانب لشکر مین چلا اسطرف بعد ہنگامۂ قتل **گوہر لقا** بیٹھا تھا کہ خبر ہلکارے بعد سجدہ وسجود عرض پیرا ہوئے کہ **عارض کوہی** نام بادشاہ قلعۂ مرتاضیہ پہلے اپنے بھائی **حسام کوہی** کے پاس گئے تھے جب اُنھون نے سُنا کہ برادر مذکور خدمت خداوند مین گئے ہین تو وہ بھی ساٹھ ہزار فوج درست کرکے یہان آئے ہین داخل ہوا چاہتے ہین اِس خبر کو سُنکر **لقا** نے سردار بہر استقبال بھیجے کوہی مذکور بشوکت ومنزلت داخل بارگاہ ہوا لشکر اُسکا متصل فوج برادر خود اُترا اُسنے خداوند کو سجدہ کیا اور جب خلعت پہنکر یہ بیٹھا اپنے بھائی سے مستفسر ہوا کہ تمنے **حمزہ** کو گرفتار کیا تھا وہ کیا ہوا اُسنے سب کیفیت بیان کی کہ سرمہ کی وجہ سے چھوٹ گیا یہ سُنکر وہ ہنسا اور کہا کہ مین ابھی پکڑے لاتا ہون میرے نام پر طبل بجوایئے حسام عرصہ سے آیا ہوا تھا اُسکو بھی منظور تھا کہ لڑائی ہو اُسکے کہنے سے حکم دیا کہ طبل جنگ کارپردازون نے اتنے دن باقی تک تامل کیا جسدم سرمہ سواد شب دیدۂ شاہ کوہستان افلاک مین لگا اور عارض پُرنور وہر تاریک ہوا کہ مقتضائے **ابیات**

	قصارا طاقت مہر جہانتاب چراغ وشمع کے رخسار پہ جھکے ٭		ہوئی غائب نظر سے جسطرح خواب طلسمی نقش ہر دیوار پہ ملے ٭	

سر شام نقارۂ جمشیدی پر چوب پڑی دنیا دہلنے لگی جاسوس لشکر اسلام شاہ گردون پایگاہ کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوکر بعد ثناخوانی عرض پیرا اخبار نواخت طبل حرب ہوئے یہان بھی بنا بر وستور کے طبل بجا صدائے طبل اسکندری نے ارض وغیرہ مین تہلکہ ڈالا بہادر تیاری جدال وقتال

کرنے لگے جلادت شعاران کوہ تمکین فرہاد وار عاشق نام و ننگ ہو کر جان شیرین فدا کرنے پر مستعد ہوئے اُس لیلیٰ شب کے یہ دیوانے تھے جسمین روز جنگ کے افسانے تھے تیغ تیز دشت جسد مین مجنون کیطرح ردان دوان ہونے پر طیار سواد سپر سے نشان خون سودا زدۂ اُلفت شجاعت اظہار نیزے بصورت آہ عاشق و سرکشی و بلندی پر آمادہ علم لبسان وحشیان سرکشادہ صدائے بوق و نفیر سے نالہ فغان عاشقان جرس جراءت کا نشان نگاہ تیر مد معشوق کے مثل آبدار و تند خنجر جانستان بصورت مژگان جانان تیرزن کے پیکان جانبین مین یہی غلغلہ بگیر و ببند برپا تھا گویا تمام عالم مین ہنگامہ تھا اسی ہنگامۂ و قیامت خیز مین **بہار** جو چلی تھی لشکر **لقا** مین آکر پہونچی یہان جو دیکھا تو طبل جنگ بجا ہے اور سامان حرب ہو رہا ہے اسکا قصد تھا کہ **لقا** اور اُسکے ساتھیون سے بدلا لون سحر کر کے سبکو دیوانہ بناؤن مگر ماجرائے جنگ معلوم کر کے تامل پذیر ہوئی خیال آیا کہ کل میدان مین تمام لشکر **لقا** کا جمع ہوگا اور اسلام کی فوج بھی سامنے ہوگی اس خرد بادیۂ ضلالت کو اُسوقت دیوانہ بنانے کا لطف ہے یہ سمجھکر [illegible] لشکر سے واپس ہوکر ایک پہاڑ پر گئی اور از بسکہ ایکبار دھوکا کوہر سے کھا چکی تھی بنا بر حفاظت ایسا سحر پڑھا کہ اُس پہاڑ پر مختصر سا ایک گلشن مع حصار بلورین بنکر تیار ہوا یہ غنچہ نو دمیدۂ گلزار رعنائی رنا دل داغدار لیے اُسمین داخل ہوئی اور لب نہر جواہر کے بنگلے مین بیٹھی سیر گل و لالۂ بوستان سحر کرتی جاتی تھی اور یاد معشوق مین آنسو بہاتی تھی بیتابی سے یہ غزل جناب نسیم زبان پر لاتی تھی **نظم**

سہی جاتی نہین رنج جدائی — وہائی ہے دہائی ہے وہائی
نہ سمجھے تھے مبارک باد دیگی — ہمین اے صبح تیری کج ادائی
مقدر وہ بھی تھا کوئی جفا دوست — سکھائی جسنے رسم آشنائی
نہ پوچھو بے نصیبون کی شب وصل — رہا ہر دم لحاظ پارسائی
وہ بدظن مجھکو شرم عرض مطلب — بہت مشکل سے اب ہوگی صفائی
نسیم اس درجہ تم کیون گڑگڑائے — نہ تھی قبضہ مین کچھ اُنکے خدائی

یہ فراق دیدۂ یار جام الفت سے سرشار رات بھر اُسی باغ پر بہار مین رہی یہان تک کہ بہار شب انجم خزان ہوئی اور گلستان دہر مین نسیم سحر نے گلہائے نرگستان دیدۂ عالم شگفتہ فرمائی کہ بموجب **نظم**

کہ شب کا سایۂ دامن نپایا — سحر نے اور ہی جلوہ دکھایا ١٩٤

اُٹھے جنگ آزما سب بہر پیکار ۔ سجے ہر اک نے جنگی تن پہ ہتھیار

چالاک نے خبر ورود لشکر میدان رزم میں معلوم کرکے مسجد کرپاس میں آکر **امیر** نامور سے حال کہا **امیر** نے اشارہ کیا خادم نے مصلا لپیٹا اور صندوق اسلحہ سامنے آیا خود جناب ہود زرہ حضرت داؤد سے جسم انور آراستہ فرما کر پنجہ سہراب یل تیغہ صمصام و قمقام نیزہ سام بن نوح سپر گرشاسب کمان صالح گرز سام بن نریمان تمام ہتھیار لگا کر مکمن مسجد سے بسان آفتاب تابان طالع ہو کر خانۂ زین زرین کو پشت اشقر کے مثل خورشید منوّر و روشن فرمایا اور اشقر طرارہ بھر کر آستانِ فلک نشان بادشاہ ذیشان پر آکر ٹھہرا وہان تمام سردار جمع تھے **امیر** بھی ٹھہرے بعد لمحہ کے صداے بسم اللہ بلند ہوئی آمد شاہ ارجمند ہوئی سامان جلوس زنانہ بھر گیا باہر برآمد ہوتے ہی سرداران تہمتن نے مجرا کیا اور ظل اللہ کے تخت کو گھیر کر میدان قتال کا راستہ لیا اُس وقت کے کر و فر اور جاہ و جلال کا یہ حال تھا کہ بموجب **قطعہ**

بیارا ستن رایت پائے زر ۔ بدرّو بیا قوت پرمایہ سر
بسان سپہرے یکے تخت زر ۔ بر و یافتہ چند گونہ گہر
یکے تاج پر گوہر شاہوار ۔ ابا طوق با یارہ و گوشوار
نثار و پرستندہ اسپ و پیل ۔ زدہ برکشیدہ زدر تا دو میل
سواران بسیار و پیلان بپائے ۔ برآمد ہمی نالہ و کرّنائے
پیادہ سپردار و نیزہ دران ۔ شدہ انجمن لشکر بیکران

جب میدان قتال میں پہونچے آمد لقا و کوہیان سے میدان پُرغبار دشت تیرہ و تار ہو گیا آخر الامر زمین ہموار کرا کے گرد غبار پانی سے بٹھا کے صفوف کو آراستہ کیا نقیب نقابت کر کے ہٹے **عارض** نے گیند ا اپنا بڑھا کر خداوند سے اجازت لی اور آگے بڑھ کر رجز خوانی شروع کی کہ بمقتضائے **ابیات**

بعالم بپیکار جنگی منم ۔ ہمان شہ نژاد و درنگی منم
ہر آنجا کہ پرخاش جویم بجنگ ۔ بدرّم دل شیر و چرم پلنگ

بعد رجز خوانی نہیب دی کہ ای گردن کشان و زبردستان کون ایسا ہے تم میں جو آگر میرا ہم نبرد ہو اگر آئے تو ایک ہی حملہ میں گرد برد ہو یہ نہیب سنتے ہی دست چپ سے مرکب اپنا **سرمہ کوہی** نے نکالا اور شاہ آسمان جاہ سے اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے خلعت دیکر سپرد بخدا فرمایا وہ گھوڑا اڑا کر سامنے آیا

اور نگاہ وزن ہوا مرکب دو دو چار قدم پیچھے ہٹکر آگے بڑھے اسوقت اس بہادر نے یہ کلمے کہے کہ **نظم**

سخنہاے بیہودہ کم می شمار — ترا با سخنہاے شاہان چہ کار
اگر تیغ تو ہست سندان شگاف — سنانم بدرد دل کوہ قاف
دگر گرز تو ہست با سنگ و تاب — خدنگم بدوزد دل آفتاب

عارض نے جب یہ کلمات سنے مرکب پیچھے ہٹا کر سینہ اُسکا تاکا اور نیزہ حوالہ کیا اس بہادر نے نیزہ کی سنان اپنے سنان نیزہ پر روکی گھوڑا اور گینڈا اپنی پھرتی دکھلانے لگا تق گرد بندہ گیا جو بند اُسنے باندھا تھا اُسنے کھولدیا گھوڑا اسکا عرق عرق گینڈا اُسکا پسینے مین غرق تھا سنان و سنان نیزہ سے چھیتا نا بلند دل ہر بر گزند کہ **نظم**

یکے تنگ میدان فرو ساختند — بکوتاہ نیزہ ہمی باختند
نمانید ایچ بر نیزہ و بند و سنان — بپیچ باز بردند عمود و عنان
بزہ بر نہادند عمود و کمان — یکے سا لخوردو دگر نوجوان
زرہ بود خفتان و بیر بیان — ز کلک و ز پیکان نیامد زیان
بہم تیر باران نمودند سخت — توگوئی فرو ریخت برگ درخت
گرفتند از ان پس عمود گران — ہمی کوفتند آن برین این بران
ز اسپان فرو ریخت بر گستوان — زرہ پارہ شد بر میان گوان
بہ شمشیر ہندی در آویختند — ہمی ز آہن آتش فرو ریختند

جب تمام ہتھیار چل چکے اور یہ نوبت شمشیر آبدار آئی **عارض** نے تیغ گرانبار دونون ہاتھ سے تھام کے رکابون مین پاؤن جمائے اور قد راست کرکے خبردار خبردار کہکر سر پر تیغہ لگایا زبان پر المدد یا خداوند **لقالا** یا **سرمہ** نے تیغ سر پر آتے دیکھکر گھوڑا اُڑایا کہ زیر بغل اُسکے جاؤن اور بند دست پر ڈال دون گھوڑون نے طرارہ بھرتے وقت سکندری کھائی اس نے باگ کھینچکر اُس کو روکا اِس اثنا مین تلوار اُسکی پڑی اِس بہادر نے عجلت مین سپر سامنے کردی لیکن تلوار اُسکی سپر کو کاٹ کر تا دوابرو اُتری خون بہکر منہ پر آیا دلستانہ مارا کہ تلوار تو چلی مگر دانستانے قلم ہوئے اور کلائیان مجروح ہوئین سر اس بہادر کا بہرنے پر زین کے جالگا اُسنے سر کاٹنے کا ارادہ کیا تھا کہ **فولاد کوہی** لشکر اسلام سے دوڑ پڑا اور بیچ مین آگیا اور اُس بہادر سے کہا تلوار کا کام کاٹنا ہے جسکا ہاتھ پورا پڑا اُسینے کام لیا اے **سرمہ** تم سرخرو ہو چکے اب

پھر جاتو واقعی داد شجاعت دے چکے یہ کہکر اُس کو پھیرا اور جانب حریف مخاطب ہوا تھا کہ اُسنے وہی فوج خون چکان ہان بان کرکے اسکے سر پر بھی لگائی کہ ہے تیغ اسکو تم بیدینون کے خون کی لذت پا چکی ہے **فولاد** نے بھی اُلجھائے سے ہاتھ نکالکر ڈھال چہرہ پر پناہ کی لیکن وہ تیغ کب رُکتی ہے کردہ سپر کاٹکر کاسہ سر مین در آئی اُسنے تلوار کو سر سے بدر کرکے شدہ تحت الجنگ سے زخم سر باندھا مگر زخم ایسا کاری لگا تھا کہ غش طاری ہوا لشکر اسلام سے **ناصر کوہی** نے گھوڑا اُڑا کر اِس کو بھی پیچھے ہٹایا اور اُسکے مقابل آیا اُسنے بھی سنبھلنے ندیا اور وہی تیغہ بقوت تمام کمر کو تبلا کر سر پر اُتارا کہ یہ بھی زخمی ہوا اور **آفت کوہی** لشکر اسلام سے آپڑا فرداً فرداً کہان تک بیان کیا جائے خوف طوالت داستان مانع ہے دس کو ہی اسکے ہاتھ سے زخم نصیب ہوئے اور پھر اُسنے نعرہ ہل من مبارز بلند کیا اسوقت دست راست کے علم جلوہ گری پر آئے اور شہزادہ **تورج بن بدیع** صف سے نکلے بادشاہی خلعت رخصت پاکر جانب میدان بڑھے اسوقت شاہزادہ موصوف کے جاہ وجلال پر ترک فلک قربان تھا دیدۂ مہر سے بحسرت نگران تھا کہ **نظم**

بپوشید خفتان و بر سر نہاد — یکے ترک رومی بجر دار باد
گرفتش سنانان وکمال و کمند — گران گرز را پہلوے دیو بند
ز تندی بجوش آمدش خون رگ — نشست از بر بارۂ تیز تگ
بنا ورد گہ رفت چون پیل مست — چو کوہ روان اسپش از جا بجست
برون آمد و رائے ناورد کرد — بر آورد بر چہرۂ ماہ گرد

جب قریب **عارض** پہونچے اُسکی تو وہ چوٹ سنبھلی تھی فوراً شمشیر حوالۂ فرق مبارک شہزادۂ ذی توقیر کی یہ فرزندان **امیر** میں سے ہین ہمہ تن چشم بنکر لڑتے ہین تلوار اُسکی ذراسی باگ پھیرنے مین خالی دی اور جب وہ جھونک کھاکر سنبھلا تو دیکھا کہ شہزادہ قدم بھر تلوار کی زد سے ہٹگیا تھا بغصہ تمام تر چاہتا تھا کہ دوسرا ہاتھ مارے لیکن زبردست کب مہلت دیتا ہے شہزادے نے تیغہ کھینچکر نعرہ اللہ اکبر کہا اور مرکب دہنے پر چڑھاکر ہاتھ مارا **عارض** سمجھا کہ تیغ تیز خانہ جسم سے رُوح کو گریز کرا دیگی تفشستی بتادے گی یہ سمجھکر کفل گردن پر کھسک گیا اور سپر کو سامنے کردیا تلوار نے شہزادے کے سپر کو کاٹکر حریف کو جو نپایا تو گینڈے کا سر قلم کیا اور زمین پر آکر بوسہ دیا **عارض** و گینڈہ دونون تہ و بالا ہوئے تھے گرد گھوڑے کی چل پھر سے ایسا بلند تھا کہ ہمراہیان **عارض** اپنے افسر کو گرد دیکھکر سمجھے کہ شاید

دو ٹکڑے ہو کر گرا ہے یہ سمجھکر لیتا لینا کہکر چلے اِسطرف سے اہل اسلام بڑھے دو وُیاے لشکر جوشش زن ہوئے تھے غول بڑھ کر گروہ گروہ چلے تھے تلواروں کے بیڑے کھُلے تھے قبضون مین ہاتھ پڑے تھے کہ **بختیارک** سمجھا ایک کوہی کے بھروسے پر **حمزہ** سے لڑنا مفت بھاگنا پڑےگا اسباب و لشکر سب تباہ ہوجائیگا یہ سمجھکر حکم نواخت طبل بازگشت دیدیا ہرچند **عارض** پکارے کہ ارے کیا کرتے ہو مین زندہ ہون لڑکر بھاگ اور لاؤ کہ لڑائی فتح کرون اور مردانگی دون مگر کسی نے کہنا نہ سُنا طبل امان لشکر مین بجگیا **امیر** و بادشاہ **نوریح** پر سے زر نثار کرتے پھرے ادھر **عارض** پر سے **لقا** کو ہر نچھاور کراتا واپس ہوا ہنوز دونون لشکر مقام فرودگاہ نہ پہونچے تھے کہ ایک ابر تاریک پہاڑون سے پیدا ہوکر لشکر **لقا** پر محیط ہوا اور ہوا ایسی ٹھنڈھی ٹھنڈھی چلی کہ تمام لشکر مست ہو کر جھومنے لگے یہ ابر سحر ملکہ **بہار** کا ہے کہ رات سے آمادہ جنگ تھی اسوقت جب بہادر لڑ چکے تو اُسنے جنگ آغاز کی ہرچند کہ بڑی دیر سے پہاڑ پر کھڑی تھی مگر بادشاہ اسلام کے جمال کا نظارہ کرکے محو حیرت بنی تھی انشاء اللہ حال ملاقات عاشق معشوق آگے بیان ہوگا اسوقت بیان عاشقی مطلب خبط کریگا فی الجملہ جب بادشاہ مراجعت فرما ہوئے اِسکو بھی ہوش آیا اور سحر کیا کہ ابر نے ظاہر ہوکر لشکر کو مست بنایا اس ابر مین سے ایک ایسی چمک ہوئی کہ آنکھ ہر ایک کی دم بھر کے لئے بند ہوگئی پھر جو دیکھا تو دشت کا اور ہی عالم پایا کہ جابجا ساونی پھولی ہے عروس دشت کے سُرخ اُڑھنی ہے ابر بہار بر سر لالہ زار چھایا ہے دل بادل کا خیمہ آیا ہے بجلی کم کم چمکتی ہے اودے اودے دوپٹے ہین جیسے بگلے کی تیلی ہے ہوا سرد غنچۂ دل شگفتہ کرتی ہے اور جہان دیکھے طائران خوش نواز زمزمہ پیرا ہین بہار کے مدح سرا ہین اُستاد ازل نے سبق بوستان کا ہر ایک کو پڑھایا ہے کہ طوطیان زمردین بال کو باب پنجم گلستان یاد آیا ہے دمبدم وہ بہار ترقی پذیر ہوا سبزے کی شیر ہے کہین گلگون نے خاطر گلزار بہشت مین رشک کی آگ بھڑکائی ہے کہین لالہ نے جام شراب کی کیفیت دکھائی ہے کہین سوسن کی اوداہٹ سحاب بہار کو شرماتی ہے کہین سنبل زلف دلدار کو پریشان بتاتی ہے پیچ و تاب مین لاتی ہے چمن چمن خیابانی نرگس و یاسمن تیار ہین سراسر رنگین و پُر بہار ہین باغ و عالم مین ایسا گلستان رنگین خواب مین بھی کسینے نہ دیکھا تھا یہ نقشہ تھا **نظم**

نظر مصروف تھی ہر دید گل پر — عجب جوبن پہ تھے سب غنچۂ تر
کوئی گل تھا بشکل جام لبریز — کہین پتے تھے با شبنم آمیز

کسیکا رنگ مثل روے جانان ہی ۔۔۔ کوئی نازک بدن کچھ دم کا مہمان
کوئی اُسکو وفِ خندہ صورت یار ۔۔۔ کوئی مانند عاشق سینہ افگار
نواسنجی مین طاؤسان خوشرنگ ۔۔۔ تلذذ مین کشود خاطر تنگ
ترنم ریز مرغانِ خوش الحان ۔۔۔ کہین فریاد بلبل قریہ خوان ہی

اس بہار جان فزا کو دیکھتے ہی ہر ایک لشکری نے ہتھیار پھینک دیئے اور افسران لشکر فرش بچھا کر بیٹھے بجاے آلات حرب ستار اور بانسری اور دف طبلے چنگ دف دائرہ ہاتھہ مین لیا اور تعریف شراب مین اشعار زبان پر جاری کیئے انپر یہہ کیفیت طاری تھی ہی کہ **بختیارک و سلیمان و حسام و عفر و عارض و منصور و گلگون** کھڑے ہو کر ناچنے لگے **لقا** بھی پکارا کہ اے بندگان قدرت میرا بھی جی چاہتا ہے کہ آج از سر تا پا ننگا ہون اور تم سب کو برہنہ کر کے ناچون یہ کہکر پیرہن اپنا اُتار کر پھینکا سب نے اپنا جسم برہنہ کیا اور اُس میدان مین اُچھلنے لگے اب تو ہولی کی ایسی کیفیت تھی کہ جوتیان اُچھلنے لگین کیچڑ ہر ایک نے منھہ پر ملی میخانہ اُٹھہ آئے شراب کے دور چلنے لگے اُس حالت بے خودی مین کبھی اپنے سر پر جوتیان لگاتے تھے اور کبھی ساقی سے مخاطب ہو کر زبان پر لاتے کہ **نظم**

مے گلرنگ سے اب زندگی ہے ۔۔۔ ارم ہے وہ جہان دل کی خوشی ہے
رہے شیشہ سے ہر ساعت بغل گرم ۔۔۔ بنا وہ کام کب آئے جہان شرم
بہارِ فصل گل ساقی پھر آئے ۔۔۔ دلِ توبہ گزین نے منھہ کی کھائی
لگا دے نے تا مَل لب سے ساغر ۔۔۔ کرون احسان نیا پیر مغان پر
نہ تسبیح آبِ بوح سے تاب ۔۔۔ کرون شیشون کی جاے سجدہ آداب
اُٹھا کر رکھدیا ایمان سرِ طاق ۔۔۔ کہ خوش ہو شیخ یا گذرے اُسے شاق

جب تمام لشکر اِس عالم مین مبتلا ہوا وہان نیا لُطف پیدا ہوا یعنی اُس گھٹا مین سے پھر ایک چمک ہوئی کہ سب کی آنکھہ جھپک گئی پھر جو آنکھہ کھُلی دیکھا کہ بیچ چمنستان مین ایک میخانہ بجلسہ نشاط آگین و سرور افزا ہے نیا جوبن اور طرفہ تماشہ ہے کہ **ابیات**

جو حاضر تھین پرستاران گلفام ۔۔۔ دھرے بھر کر اُنھون نے شیشہ و جام
بھری اُسمین شراب ارغوانی ۔۔۔ جسے زعفران کا رنگ پانی ہی

عجب شیشے سے نکلا پھوٹ کر رنگ
بھرا پیر مغان نے کوٹ کر رنگ

پئے کشتی مین گلدستون کی صورت
مُصفا وہ تھی جسمین کدورت

ہراک ساغر پہ کندہ نامِ جمشید
فداہر جام پر تھا نامِ جمشید

چوکا تختون کا پچھا تھا کشتیان رکھی تھین گلابیان چنی تھین مسند پر ایک ساقن متوالی ادا نشۂ شراب مین چور کیف حسن آنکھو نمین بھرا چھاتیون سے رس ٹپکتا لبِ نازک سے بادۂ احمر کے رنگ کا نقشہ صراحی گردن مین پان کی پیک نمایان پاشیشے مین لبریز شراب ارغوان آنکھین خمخانۂ حسن ابرو محراب میخانۂ حسن رخسار سرخ بادۂ جمال سے گلنار دست و پا نہایت قطعہ دار بموجب

ابیات

قمر صورت سراپا حور چہرہ
ضیا مین تھا وہ رشکِ نور چہرہ

رقم ہوا ابروؤن کی کس سے تقریر
ورق پر نور کے مصرع ہے تحریر

صفت کیا شاعران آنکھونکی لکھے
کہ دو آہو تھے وہ رشکِ ختن کے

وہ بینی تھی چراغِ حسن کی لو
خدا اُسپر الف اعجاز کے سو

لبِ گلرنگ کے نازک برگ گل سے
نہ دانتون کو دُرِ شہوار پہونچے

سراپا جسم سے پیدا نزاکت
بلا کا قد بالا تھا قیامت

بھرا ہر اک سخن مین اُسکے اعجاز
اُڑائے اُسنے معشوقانہ انداز

کنیزونکا تھا حلقہ مثلِ قلاب
بہ شکل نجم تھین وہ رشکِ مہتاب

اُس میخانہ کی آرایش دیکھکر جتنے دیوانے تھے ناچتے ہوئے چلے اور منت کش اُس ساقن کے ہوئے

نظم

مین صدقے لے میرے ساقی کدھر ہے
کسی بیتاب کی بھی کچھ خبر ہے

کہان تک آبرو کا پاس ساقی
کہ منہ خط ہے بہار عمر باقی

ہٹا ساغر ملا منہ سے سبو کو
ذرا خوش کر ہماری آرزو کو

مزا رکھتا نہین سنے کیف جینا
تمنا ہے کہ برسے ابر مینا

ہر اک قطرہ لہو بن بن کے ٹپکے
وہ دامن سے مے چھن چھن کے ٹپکے

جدائی تجھکو بھی بھاتی ہے ساقی
جو مے ہم تک نہین آتی ہے ساقی

سنبھل تو بھی کہ بھرا دل ہمارا
اشارہ کر رہا ہے یون اشارا

کہ ڈوبین آج آغوش سبو مین ۔ بلا سے فرق آئے آبرو مین

اسیطرح بکتے ہوئے قریب اُس میخانے کے پہونچے اُس ساقن نے افسرون کو اپنے دست نازک و رنگین سے ایک ایک جام بھر کر دیا اور باقی ماندہ لشکریون کو کنیزون نے شراب پلانا شروع کیا مگر میخوارون کی لاؤلاؤ سے گھبراکر خمہائے شراب سامنے رکھدین کہ اُنھون نے آپ پینا آغاز کی پھر تو یہ حال ہوا کہ لشکر مین جو قوم رزیل سے بھرتی تھے وہ تو بڑھا اُڑانے لگے اور جھنڈا اُڑانے لگے ارے ہان بسیان کا شور مچانے لگے کوئی جو نسل جلیل سے تھے وہ غزل وہ اشعار عمدہ گاتے تھے باہم دھول جھکڑ جوتی پیزار لڑتے ہو حق کرتے خنجریان اور دف بجاتے گالیان گاتے لنترانیان اُڑاتے تھے یہ زبان پر لاتے لمؤلفہ

ساقن کھول دے اپنا گھونگھٹ ۔ بھٹی پر ہین یارون کی جمگھٹ
تیری ادا کے ہم ہین دوانے ۔ شمع رخ کے ہین پروانے
پیاری ساقن جانی ساقن ۔ اللہ رکھے تیرا جوبن
جام پلادے جام پلادے ۔ آج ہمین متوالا بنادے
گانٹھ گرہ مین نہین ہے کوڑی ۔ صدقے تجھپر اپنا ہے جی
دل مین یہی ہے تجھسے لپٹین ۔ تیرے ہونٹھ کو خوب سا چوسین
خم مین مے کے دل ہے ڈوبا ۔ بن کے بطے مارین غوطا
ساقن ہم ہین گلے کا ہار ۔ غوطا مارا پہنچے پار
لت پت ہوئین اُچھلے کیچڑ ۔ سر ہو نیچے ٹانگین اُوپر
دختر رز کے گائین سہاگ ۔ اپنی ڈفلی اپنا راگ
آئی بہار کھلے ہین پھول ۔ ساقن کیون گئی ہمکو بھول
پہلے لقا کے ہم تھے بندے ۔ اب تو کرم کر ہمپر چندے
اپنا کیا ہے سب بھر پایا ۔ جب دل ہے تجھپر آیا

اسیطرح مزخرفات جیسا مین نے بہر تفریح طبع ناظرین بیان کیا بکتے بکتے بختیارک نے کہا کہ آج سوانگ بننا چاہیئے افسران لشکر نے جواب دیا کہ سوانگ بنکر کسے دکھائین اُس ساقن نے حکم کیا کہ اول تو ہم دیکھنے والے ہین اور دوسرے حمزہ اور بادشاہ اسلام و تمام افسر سب تمھارے قدردان

ہین وہان جاؤ یہ سُنتا تھا کہ سب لقا کے لپٹ گئے وہ پہلے ہی ننگا اُچھل رہا تھا پکارا کہ اے میرے بندو کیا چاہیتے ہو کسی نے کچھ جواب نہ دیا لیکن سیاہی لاکھ مُنھ اُسکا کالا آدھا کیا اور نصف سُرخ رنگا وہ مسخرہ بنا کیا اب عجب صورت اُس خنّاس نے پیدا کی ایک تو قد اُسکا بہت بڑا کیسی سوا ہنج کا تھا تیس گز کی داڑھی تھی اسپر یہ صورت ہوئی کہ ایک جھلنگا لاکر سر پر اُڑھا دیا ڈھولک گلے مین ڈالی بالکل دجال بنایا نظم

بنائے صاف داڑھی مونچھ کے بال — ہوا ناپاک صورت کا عجب حال
لگایا ابرون پر اُسکے سیندور — سیہ دیدے کیے کاجل سے پُرنور
کیا صرف اُسمین کچھ کوئلے کا بھی رنگ — مگر وہ زرد رو دل مین ہوا تنگ
پنہائی سب زنانی اُسکو پوشاک — بنا شکل مخنث مرد ناپاک
کیے تازے تماشے اور نئے کھیل — دکھائے رنگ اچھے اور نئے کھیل
یہان تک اُن سبھون نے اُسکو ملکر — بنایا مسخرہ بالکل وہان پر
کسی نے ناک کو کھینچا پکڑ کر — کسی کا ہاتھ تھا کانون کے اوپر

جب اُس اُلّو کو اُنھون نے باین شکل درست کیا بختیارک کو پکڑ کر مثل چارپایہ ہاتھون کے بل استادہ کیا اور کھال گدھے کی اُڑھائی گلے مین گھنگرو ڈالے پٹا پہنایا اِسوقت اِس ساقی نے کہا اسکی دُم بھی بنانا چاہیے سب نے کہا یہ خر بے دُم ہے مگر ایک شخص نے جوتی لاکر ڈنڈی اُس کی مقام براز مین کرکے دُم بنائی لقا کو اسکی پشت پر سوار کیا اور آپ اُس گدھے کو لیے کچھ آگے کچھ پیچھے تالیان بجاتے سر خداوند پر جوتیان لگاتے جھاڑو بجائے چنو کے سر پر جھلتے جانب لشکر اِسلام چلے جب قریب لشکر مذکور کے پہونچے یہان ایک غلغلہ ہوا اِسلیئے کہ یہان کے آدمی سب ہوش مین تھے جسنے اِس سوانگ کو دیکھا ہنستا ہوا ساتھ چلا لشکریون کے لڑکے جو باخبر ہوئے تالیان بجاتے پیچھے دوڑے کسی نے اُچک کر دھول ماری کوئی لڑکا ظریف تھا اُسنے کتے کا پلا پکڑ کر لقا کے آگے بٹھا دیا کہ حرامزادے اپنے سگے کو بھول گیا تھا اب تو تمام لشکر مین قہقہے مچے اور لینا لینا کا ہنگامہ بلند ہوا لڑکون کا غل کرنا ڈفلو کا بجنا دھتا ہے کا شور کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی بادشاہ اِسلام رزمگاہ سے پھر کر بارگاہ مین تشریف فرما تھے امیر بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ یہ غل ہوا جلد سراپچے بارگاہ کے اُٹھوا دیئے یہہ سامان جو مذکور ہوا نظر آیا سردار رومال منھ پر رکھکر ہنسنے لگے بادشاہ نے لاحول پڑھی امیر نے

دیکھکر اشک حسرت بہائے اور اُٹھکر باہر آئے بارگاہ سلیمانی مین دربار عام تھا ہر کہ ومہ اُسکو دیکھکر ہنستا اور معتوب درگاہ سلطانی ہوتا بدین وجہ باہر آکر امیر نے لقا کو پشت بختیارک پر سے اُتارا اور اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ اُسکو ہوش آگیا پھر اور اُسکے سرداروں اور بختیارک کو ہوشیار کرکے ایک خیمہ مین الگ لائے ہاتھ منہ دھلوایا کپڑے عمدہ پہنوائے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور بھی تشریف لیچلین اور لقا سے ملین اے بادشاہ عالی تبار شاہان روزگار اپنے مقام پر جب یہ ذکر سینگے تو قہقہہ مچاینگے کہ بادشاہ سلیمان اتنے زمانے تک ایسے واہی اور مسخرے لڑکر اوقات اپنی ضایع کرتے رہے جو سامنے ناچتا ہوا آتا کھف انسان کو چاہیئے کہ جو لائق خطاب ہو اُس سے سوال وجواب کرے اور جو اپنا ہمسر ہے اُس سے لڑے یا دوستی کرے اور جو اس قابل نہو اُس مخاطب کبھی نہو شل ہے کہ شریف کی سُو اور پاجی کی ایک برابر ہے پاجی کی گالی سُنکر شریف طرح دیتے ہین اے بادشاہ یہ وہ شخص ہے کہ ہجدہ ہزار عالم مُلک باختر اسکو سجدہ کرتا تھا اور ایک زمانہ ابتک خدائی مانتا تھا اُس سے مقابلہ کرنے مین دُنیا مین ناموری اور عقبیٰ مین نجات کفار کشی سرخروئی از بران عالی کو حاصل ہے پس ذلت اسکو بزور شمشیر میدان وارد گیر مین دنیا لازم ہے اور اسطرح کی ذلت پر اسکے ہنسا اور خوش ہونا مناسب نہین کیلئے کہ باعث تحقیر ذات ستودہ صفات جناب والا ہے سچ کہا ہے کسی نے **بیت** + سترا اہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست کر ہر آ ہوجائے تو دکھا ایسے بجھے رہنون چراغ + بادشاہ نصیحت بزرگانہ امیر سُنکر مع چند سرداروں کے اُسی خیمہ مین جہان **لقا** تھا تشریف فرما ہوئے اور اُسکی مزاج پرسی فرمائی اور اُس گبر نے کہا کہ ہو بندگان قدرت مین بہت اچھا ہون بادشاہ کو اُسکا بندۂ قدرت کہنا بُرا معلوم ہوا اگر ہنسکر کلام دیوانہ لائق اعتماد نیست جانکر چپکے ہورہے وہان تو یہ حال تھا اور باہر خیمہ کے لشکریان **لقا** سحر مین مبتلا وہی ہائے ہو کئے مستانکرے تھے امیر نے **لقا** سے پوچھا کہ یہ حال تیرا اور تیرے لشکر کا کیونکر ہوا اسنے کہا قدرت جانتے ہین مگر بتلاتے نہین میرے شیطان سے پوچھو امیر مخاطب بجانب **بختیارک** ہوئے وہ اُٹھا اور گرد بادشاہ اسلام پھرا تصدق ہوکر کلمہ پڑھا کہ مین مدت سے مسلمان ہون یہ کہتا تھا اور عیار جو یہان حاضر تھے اُنکی جانب دیکھتا جاتا تھا غرضکہ بعد مضحکات بسیار عرض پیرا ہوا کہ **بہار** جادو نام ایک ساحر گرفتار ہوکر آئی تھی اُسے **چالاک** اسطرح چھوڑ یا وہ پنجرہ مین داب کر شہزادے کو لیگئی تھی ظاہر اسیکا یہ فتور معلوم دیتا ہے کیونکہ وہ پہلے بھی کچھ ایسا کرچکی ہے امیر نے اس ماجرے کو سُنکر **چالاک** سے فرمایا کہ تم باغ سحر کے

یا جن جادو اور پکار کر کہو کہ اے بہار تمنے یہ حرکت بہت بُری کی ہماری بدنامی ہوئی کہ لشکرِ اسلام ساحرونسے
اِمداد کا جویا ہے ہم لوگ ساحر کو ساحر سے لڑواتے ہین اور غیر ساحر حریف کو ساحر سے ذلت نہین دلواتے اگر
یہ کہو کہ طلسم مین ہم شریکِ عمر ہو کر لڑتے ہین پس ظاہر ہے کہ حریف تمھارے وہان ساحر ہین ہم لوگ یہ تو
پرمی جن ساحر کسی کی مدد نہین چاہتے ہان سحر سے بچنے کے لیے صرف عیار تو مکاری کرتے ہین ورنہ ہم
نسبت پہلوانان عیاری بھی جائز نہین رکھتے لیکن تم کیا کرو رسم زمانہ یہی ہے کہ جو شخص جسکا دوست ہوتا ہے
وہ عدوے احباب کا نجاتا ہے تمنے ہماری دوستی کی باعث ایسا کچھ کیا اِسلیئے کہ ہمارے آئین سے
واقفیت تمکو نتھی لہٰذا ہم ناراض تمسے نہین ہین اب سحر اپنا موقوف کرو اور یہان تشریف فرما ہو **فرد**
زِ خوفِ ہجران مین کن اگر امید آن داری + کہ از چشمِ بداندیشان خدایت در امان دارد + **چالاک** بنا بر
اِرشاد فیض بنیاد **امیر** کشور گیر جانب ملکہ ابا توقیر روانہ ہوا اور قریب باغ سحر پہونچکر باوازِ بلند پیام **امیرِ** ارجمند
بیان کیا پھر کہا کہ **بیت** بیار اکہ رایت منصور بادشاہ رسید + نوید فتح و بشارت بمہر و ماہ رسید + **بہار**
ہر چند کہ تھی زبانی **چالاک** کے پیام **امیر** سنکر ظاہر ہوئی اور آئین اہلِ اسلام پر آفرین خوان تھی کہ
سبحان اللہ سب جلالت مزاج صاحبقرانی مین ہے واقعی انصاف یہی چاہتا ہے کہ **بیت** مباش درپئے
آزار و ہر چہ خواہی کن + کہ در شریعت ما غیر ازین گناہے نیست + کوئی اگر ہوتا تو ذلت دشمن پر خوش ہوتی
کرتا مگر **امیر** نے اِسکو بھی جائز نرکھا غرضکہ بعد توصیف آنے کی نسبت مین کہا کہ اے **چالاک** میری جانب
سے بعد تسلیم عذر تقصیرات کرنا اور عرض رسا ہونا کہ **بیت** با آستانِ تو مشکل توان رسید آرے + عروج بر
فلکِ سروری بدشواری ست + زہے سعادت و فخرِ افتخار کنیز جو عتبہ بوس بارگاہ عالی ہو یہ کہکر کہا
کہ تم جاؤ مین سحر اپنا دفع کرکے حاضر ہوتی ہون **چالاک** وہان سے پھر آیا اور اُس نیرنگ باز نے منتر پڑھا
دفعتًا ایک ابر سُرخ رنگ علاوہ اُس سحاب سیاہ کے پیدا ہو کر محیط عالم ہوا اور سُرخ رنگ پانی برسنے لگا وہ
باغ اور وہ ساقین وہ میخانہ کنیزین وغیرہ بالکل نابود ہو گئین اور وہ پانی لشکریان **لقا** پر جو پڑا وہ بیہوش
ہو گئے پھر جو ہوش آیا اپنے تئین آپ مین پایا ایک نے دوسرے سے کہا کیون بھائی یہ
کیا ہمنے کیا کہ آپ بھی برہنہ ہوئے اور اپنے خداوند کو نچایا یہ بے ادبی نسبت شانِ خداوندی چاہیے
نتھی معلوم ہوتا ہے کہ مشیت خداوندیون ہی تھی یہ کہتے ہوئے اپنے لشکر کیطرف بھاگے نہایت شرمندہ تھے
پھر تبدیل صورت کی لباس پہنا بعض تو نادم و پشیمان اپنی جگہ پر ٹھہرے کہ کیا کسی کو منھہ دکھائین اور بعض

لشکر اسلام مین بہر ہمراہی خداوند آئے خیمہ کے سراپردہ اُٹھے تھے سب نے دیکھا کہ لقا قریب تخت شاہی
پہ عزت بیٹھا ہے لباس سے درست ہوشیار و چست ہے یہ دیکھکر خوشنود ہوئے اُدھر امیر نے ساقی مہ لقا کو
اشارہ کیا اُسنے جام شراب لقا کو دیا سردار بھی اُسکے سرشار ہوئے امیر نے بعد خاطر داری زبان گہر ریز
کو وا کیا اور نصیحتانہ ارشاد فرمایا کہ اے زمرد شاہ تجھکو سلطنت کیا کم ہے جو تو دعوی الوہیت کرتا ہے دشت
ضلالت مین قدم دھرتا ہے اگر تو اسلام اختیار کرے تو جسقدر ممالک کہ مین نے فتح کیے ہین سب تجھے
دون اور تیرے پایہ کو تخت پر اپنے دوش پر اپنے اُٹھا کر چلون یہ کلمات پند سنکر اُسکو تو بختیارک نے
سکھا رکھا ہی کہ جب امیر سوال اسلام کرین کہنا کہ بزور زبردا گر مین گرفتار ہون گا تو آپکی اطاعت کرون گا اُسنے
حسب فہمائش یہی کہا امیر نے استغفراللہ کہکر فرمایا کہ بمصداق یہدی من یشاء و یضل من یشاء تو ہرگز
راہ راست پر نہ آئیگا یہ کہکر خاموش ہو رہے اور وہ بدمست تخانہ بیمانی شراب وغیرہ پی کر شاہ اسلام
رخصت ہو کر اپنی بارگاہ مین آیا مگر عارض کوہی کا اِس حال کے گذرنے سے قلب پھر گیا امیر
کے خلق و مروت پہ ہزار دل و جان سی شیفتہ و فریفتہ ہوا یقین واثق اُسکو ہوا کہ لقا مرد حرام زادہ بالکل
جھوٹا ہے بندگان خالق کو برباد و گمراہ کرتا ہے غرضکہ یہ لشکر مین جب آیا اپنی بارگاہ مین گیا اور اپنی فوج
کی افسر کو بلایا اور کہا کہ مین نے تو دین اسلام قبول کیا کسلیے کہ یہ کیسا خداوند تھا جو ایک ساحرہ کا کچھ
نکر سکا اور یاین ہیئت لشکر اسلام مین پھر اُنکی نوازش دیکھو کہ کیا ہمت مردانہ صرف کی پس اطاعت
اُنھین کی کرنا روا ہے اور افسری اُنھین کے لیے زیبا ہے افسران لشکر یہ ماجرا سنکر اُسکے ساتھ ہوئے
اُسنے مال و اسباب اپنا مع لشکر و خیمہ و بارگاہ ہمراہ لیا اور طبل سفر بجوایا کہ بھاگنا ثابت نہ ہو چنانچہ کھلا
اسلام سب سے کرتا لشکر اسلام کیطرف روانہ ہوا اہلکارے یہ خبر لیکر روبرو لقا آئے وہ گبر تخت نکہت پر
بیٹھا تقدیرین بگھارتا تھا کہ اے بندگان سن تمنے دیکھا کہ حمزہ کا قلب مین نے اپنی جانب کیسا پھیر لیا
ورنہ دشمن کہین پیش آتا ہے جب چاہون اُس سے سجدہ کرالون اسلیے نہین سجدہ کراتا ہون کہ وہ
میرا سپہ سالار قدرت ہے جو بندے کہ دل سے مجھے نہین یاد کرتے اُن کو قتل کرتا ہے اور تہخانے
مین اُترکر نصف شب کو توبہ کرتا ہے مجھے پکارتا ہے مین اُسکو عزت دو زافزون عطا کرتا ہون
تم لوگ عمر بھر مین میرے حکم سے نا بستے ہوتے گئے پھر راہ راست پر آگئے یہ سب میری قدرت کا نمونہ ادنی ہی
بلکہ بیت مری قدرت کے کسب مین کمیل نایاب + اگر چاہون تو مین آتش کردون آب + بد اعتقادان

کمالات کو شکر و حمد کرتے تھے اور ثنا و صفت مین مصروف تھے کہ ہلکارون نے خبر روانگی عارض دیو سیر
جادو اختلاف فوج کے رُوکنے کا حکم دے لیکن مختار کب مانع ہوا کہ ابھی ایک ہنگامہ سے نجات ملے دیر نہین
ہوئے اہل اسلام چڑھ آئینگے آفت مچا دینگے لقا اُسکے کہنے سے چپ ہو رہا اور عارض جب قریب لشکر
اسلام پہونچا جاسوس نے خبر خدمت بادشاہ مین اُسکے آنے کی بادشاہ نے سردار بہر استقبال بھیجے کہ
وہ بعزت تمام اُسکو لیگئے جب وہ بادشاہ کے آیا تسلیم کی اور عرض رسا ہوا کہ بیت +
گر تو خاک قدمت سجدہ میسر گردد + سر فرازان جہان جملہ سر افگندہ شوند + بادشاہ نے دست شفقت پشت
پر رکھا اُسنے نذر دی خلعت عنایت ہوا اُسنے دست راست کی صف مین بیٹھنا قبول کیا الندھور نے
بڑے تپاک سے بغلگیر ہو کر بیرون چہل ستون بٹھایا امیر نے بارگاہ و خزانہ عنایت کیا خلاصہ کل
لشکر اسلام ہو کر پھر بھی فرد گشش ہوا دعوت کا سامان ہوا لیکن سابق مین بیان کیا تھا کہ بادشاہ نے دعوت
کا سامان مہیا ہونے کے لیے حکم دیا تھا اور ملکہ بہار کو بلا بھیجا تھا چنانچہ کار پردازان مصروف انتظام تھے
ابھی تک بہار داخل لشکر نہین ہوئی بادشاہ چشم براہ انتظار بیٹھے تھے کہ ملازمون نے عرض کیا جملہ
اسباب دعوت حسب ارشاد عالی مہیا ہے بادشاہ نے فرمایا بھیجو کہ دیکھو ملکہ کو کیا عذر ہو

زمزمہ پردازی عندلیب خامہ گلشن بیان عشق ملکہ بہار و شاہ اسلام مین ترانہ سنجی بلبل زبان چمنستان حال جلسہ دعوت و ملاقات شیدائی یکدیگر و جگر سوزی خاطر مضامین ذکر فراق و رخصت محبوب کو اتفت دیگر لمولفہ

کدھر ہے تو لے شیخ بیت الحرام
کہاں تک طواف در آرزو
مزا بادہ خواری کا ہے ساقیا
انھین رُوزون مین رندین قصہ کام
اُدھر دُختر رز کی حرکت بڑھی
مجھے گو کہ زاہد نے بہکایا تھا
کرم آگیا کام ساقی تیرا
سحر کو جو ہوتا ہون تسبیح خوان

مُصلے پہ کیتک کرون مین قیام
کہاں تک سنون شیخ کی گفتگو
کہ ماہ صیام اندنون آگیا
زبان سُوکھی جاتی ہے وقت کلام
اِدھر پارسائی کی شہرت بڑھی
شریعت کے ڈھرے پہ کچھ لایا تھا
کہ اُس زہد مین حال یہ ہے مرا
صبوحی صبوحی ہے ورد زبان

بس اے ساقی رندون پہ اب رحم کر
جھلکتا ہوا جام جلدی سے لا
تمنا اشارے یہ ہے کر رہی
وہ دے مے کہ اِس دل کا ہو زہد دور
وہ مے نام جسکا ہے بنت العنب
لقب اُسکا اِک دخت قاضی بھی ہے
وہ مے لال پردے مین جو رہتی ہے
صفا مین جو ہے مہر سے آبدار
وہ مے جسپہ قربان رندونکا دل
اگر ایک جام اُسکا مجھکو ملے
دل رند بدمست جبتک رہے
ہے جبتک کہ کیف سخن مین سرور
کھلے شوق مے مین ہون جبتک دہن
رہے جبتک یہ مہر گردش پذیر
قمر مین ہے جبتک کہ جلوہ گری
مرے ساقیا دور تیرا رہے
رہین مے سے لبریز ساغر مدام
یہی جلسہ بادہ خواران رہے
ہمیشہ یہ میخانہ آباد ہو
بس اب دیر لازم نہین ساقیا
وہ دہانی جو بوتل ہے اُسمین سے لا
دکھاؤن بہار ریاض سخن
لکھون اک نئی داستان پر بہار

گلابی کا مُنھ کھول ساغر کو بھر
دکھا دختر رز کا جلوہ دکھا
وہ مینا دھری ہے وہ مینا دھری
وہ مے جس سے آنکھون مین آئے سرور
جسے لال رخسار کہتے ہین سب
دل رند اُسی مے سے راضی بھی ہے
جسے دخت رز خلق سب کہتی ہے
وہ مے جسپہ مینائے گردون نثار
نہ پینے سے جسکے ہے زاہد خجل
تمنا مری دے دعائین تجھے
ہوس جبتلک لاؤ لاؤ کہے
نشیلی نگہ مین نشہ کا وفور
فلک پر ستارونکی ہے انجمن
رہے جبتلک دور گردون پیر
ضیا بخش ہے آفتابی بھری
دل رند پر غور تیرا رہے
ہنسین منھ ملا کر سبو اور جام
پئے مے تقاضائے یاران رہے
دل رند کیشان سدا شاد ہو
مین صدقے ترے جلد ساغر اُٹھا
زمرد کا ہے کاگ جسمین لگا
وہ سرسبز ہو آج میرا سخن
بہار آج آتی ہے جو پائے یار

ہوا خارِ غمِ ہجر کا دل سے دور — بہم بلبل و گل کو ہوگا سرور
کٹورے مین دے پھول کے مجھکو پھول — کہ باغِ سخن مین لگین میری پھول
دکھا دے لبس اے جاہ رنگین بیان — بہارِ گلستانِ طبعِ روان
کنون بلبلِ خامہ شد نعرہ زن — بحالِ بہار و شہِ صف شکن

گلدستہ طرازان گلہائے بوستان و بہار افزایان انجمن کاشانہ بیان نزہت دہندگان باغ کلام۔ ونغمہ بیان ریاض سخن فرخندہ فرجام۔ مضمون آبدار سے آبیاری گلشن فسانہ یون فرماتے ہین او بہار تحریر رنگین کو نگاہ چمنستان ناظرین مین اس طرح مہمان بلاتے ہین کہ جب وہ غیرت بخش سبزہ پیام رنگان و ہر نگاہ مین جسکی شوخی داد او قہر معشوقہ طرحدار و گلعذار یعنی ملکہ بہار زبانی چالاک عیار پیام طلب انجمن یار سنکر عازم روانگی ہوئے دل سے کہتی تھی کہ الٰہی یہ خواب ہے یا بیداری اپنے حال پر ہنس رہی تھین آرزوئین مبارکباد دیتی تھین حسرتین کہتی کہ چپ رہو ایسا نہو فلک کو برا معلوم ہو تمنا کہتی تھی کہ آج خوب ارمان نکالو کسی کے گلے کا ہار بنو نہین نہین کرتی جاؤ اور گستاخیان دکھاؤ چولیان خوب مسکین دست دیا تمکین ہاتھا پائیان ہون جی کھولکر رسوائیان ہون عصمت کہتی تھی کہ یہ کیا ارادہ ہے شرم پوچھتی تھی کہ ہمکو کیا رخصت کیا ہی یہ ہوسناک کسی کو کچھ جواب نہ دیتی اس عالم مین تھی نظم

نگاہین شرم زا چہرے رنگ رونق — سخن مین پاک دامنی کی رونق
جبین سے نقش عصمت آشکارا — سوئے زانو نگاہون سے نظارا
ادائین چست نازک آرزوئین — فقط کچھ اپنے دل مین گفتگوئین
سوئے افلاک حسرت سے نظارے — جہان کی بے ثباتی پر اشارے
کہ ہان افسوس یہ دنیائے فانی — نہین شایان لطفِ زندگانی
محبت کیا کرے کوئی کسی سے — بھلا کب زور چل سکتا ہے جی سے
کوئی دم کے لیئے کیا لوث دامن — چھڑائے گا مقرر چرخِ بدظن

آخر تقاضائے محبت سے ناچار ہو کر غازۂ خرمی سے چہرہ گلگون کو تابناک کیا گلستان عارض مین بہار حسن نے زینت کو مہمان بلایا مسی آلودہ لبون کے عکس نے آئینہ رخسار مین تختہ سوسن کھلا لب لعلین پر لالی نے غنچہ گل احمر کا دل خون کیا لباس دلبری سے آراستہ ہو کر زیور جواہرین سے پیراستہ

جسم انور فرما کر روانہ جانب دولتسرائے جانانہ ہوئی اِس اثنا مین میزبان دہر نے مہمان خورشید چہر کو کاشانۂ افلاک کو رخصت فرمایا اور بہر مہمانی شاہد شب سر خوان پر زرِ جواہر و زرِ ستارہ دا بچھایا **نظم**

پھٹا صحنِ زمین پر شام کا رنگ	ہوئی دودی بیاضِ عارضِ سنگ
نگاہون مین ہوئی ٹھنڈک سی پیدا	بڑھے سایے بشکلِ شوقِ شیدا

یہ مہمان کاشانۂ جانان قدم شوق اُٹھائے جب لشکرِ اسلام کی طرف آئی راستہ ہی مین جنگل کی عجیب صورت پائی دیکھا کہ کوسون تک آگ لگی نظر آتی ہی جب ورا آگے بڑھی تو ظاہر ہوا کہ ہزار ہا قندیل ٹنگی ہی گنبد بلور کا اور قمقمے نور کے آویزان مین غیرتِ بخشش ضیاءِ مہر تابان مین فرش مخمل سبز کا بچھا ہے ہر نیا باغ بنا ہے درختون کو سر تراشی کر کے بادلے سے منڈھا ہے موتیون کے جال سے ہر نخل چھپا ہے اور نیا تکلف یہ کیا ہے کہ ہر شاخ پر فوارہ لگایا ہے تن درخت پر چاندی سونیکا خول ایسا چڑھایا ہی کہ وہ فوارے کا خزانہ بنایا ہے ہر شجر پر ہزار ہا ہزارے کا فوارے چھوٹتا ہے پانی برستا نظر آتا ہی درخت سب شرابور ہین ہوا کے جھکولیسے دولھن کے جھکے جاتے ہین شرم کھا کر غرق عرق ہین نیا جوبن دکھاتے ہین تیون پر قطرے پانیکی کے اسطرح چمکتے ہین کہ شگوفہ نہین موتیونکے گچھے لگے ہین شاہد بہار سونہین زردارو موتیون مین سفید ہے دشت آرائش مین دشتِ لیلی ہی قابلِ دید ہے کاغذ کا ابرک کا ٹکر غبارے کیطرحسے آتش بازون نے اُڑایا ہے کہ وہ تمام دشت پر چھایا ہے نیچے اُس ابر کے فوارے جو درخت پر چھوٹتے ہین واقعی ساون بھادون کو شرماتے ہین پانی کی بھوہار دور تک جاتی ہے طبیعت مست ہوتی ہی بھور بھوری آتی ہے ملکہ بہار یہ سامان بہار دیکھکر وجد کنان جب ورا آگے بڑھی دیکھا کہ ایک باغ پر بہار لگا ہی چمن چمن گل نسترین و نسترن و خیابان خیابان سمن و یاسمن موتیا موگرا جوہی وغیرہ کے پھول لگے ہین شمیم اُنکی دماغ بادِ بہار کو بساتے ہی لطافت و نزاکت اُسیجا بستر لگاتے ہی ملکہ نے چاہا کہ چند پھول توڑے ہاتھ سے چھوا معلوم ہوا کہ سب درخت جواہر کے ہین جیسا جو پھول ہے ویسی ہی خوشبو رکھتا ہے ہر نخل کی شاخ پر طایران خوش نوا مثل طوطیان شیرین بیان و عندلیبان شیوا زبان زمزمہ سرا ہین سبب ہی کہ تہ درختان مین پریان چین ہوا بنکر سمائے ہین طائر گل وار ہین جب اُنکی کل چین باقی ہین وہ نغمہ سنجی کرتے ہین ظاہر مین جواہر کے بنے ہین ملکہ موصوفہ جب بیچ چمنستان مین پہونچی سب گل اُس گلستان کا اسطرح ہنسے کہ جیسے گلعذار قہقہہ لگاتی ہین ملکہ حیران کار تھی کہ تنے درختون کی شق ہوئے اور پریون نے سر نکالے

ملکہ نے دل سے کہا افراسیاب مسخرا اپنے طلسم پر ناز کرتا ہے یہ بادشاہ اسلام ہر روز طلسم بنا لیتا ہے خدایا
یہ کیا اسرار ہے کہ یہاں اسطرح کی آج بہار ہے کل جو مین آئی تھی اسجگہ دشت پُرخار تھا نام کو بھی نہ لالہ
زار تھا یہ آئینہ رو تو حیران تھی اور ان پریون کے چہرے پیدا ہونیکا یہ سبب تھا کہ درخت سیب قفلی دا
ہیں جو سب اُنکی بیچ مین لگی ہین اُنکے کھلنے سے درخت سب شق ہوتے ہین زیچ مین چہرے پریونکی کل دار کے آگے ہین
کہ درخت شق ہونیسے وہ ہنستے ہین اور آگے بڑھتے ہین نام اُس گلستان جواہر کا گلدستۂ ہمیشہ بہار ہے
ملکہ آسمان پری نے امیر کو بارگاہ سلیمانی بھیجا ہے ذکر اُسکا دفتر اول نوشیروان نامہ مین لکھا ہے ملکہ بہار
اِس ساز و سامان سے دیکھکر دنگ تھی جب اور آگے بڑھی اپنی باغ و بہار کی ساحری بھولی دیکھا کہ
ایک بارگاہ فلک فرسا نصیب ہے رقبہ اُسکا تا بارج فلک پہونچا ہے پایۂ بارگاہ ہمپایۂ چرخ نظر آتا ہے کئی کوس
تک اُس بارگاہ رفیع کا عرض پھیلا ہے دربارگاہ سے دور تک ایک بازار آراستہ ہے ہر طرح کے اسباب
عمدہ و نفیس سے پیراستہ ہے دُکان دار نوجوان کم سن شباب کے دن لباس و زیور سے آراستہ بیع و شرع
مین مصروف نگاہ اُنکی اُلفت سے مالوف دورویہ بازار بیچ مین سڑک قطعدار جواہر جابجا انبار سے گلاب
و کیوڑا اشتکون مین بھرے اُس سڑک کو چھڑکا وسے رشک دشت ختن و تاتار بناتے کیوڑے
کھنکتے دُکانون کا انداز نرالا یعنی بارگاہ سے ہر دن کا جدا اور پھر اُسمین ملا ہوا آراستہ ہر خیمہ کے رقبہ پر
طاؤس زمرد کا بیٹھا منقار مین اُسکی موتیون کا مالا اور بارگاہ پر یساول و چوبدار مردے حاضر تھے کچھ
جلو خانے کے کچھ باہر تھے ملکہ جب اُس بازار مین پہونچی یکایک تمام دُکان دار غائب ہوگئے یہ حیران
ہوئی کہ سب کیا ہوئے اسی حیرت مین تھی کہ اندر سے بارگاہ کے سرداران عالیشان بصد تجمل برآمد
ہوئے اور ملکہ سے بصد شوق ملے کہا ہم بہر استقبال آئے ہین بادشاہ بڑی دیر سے انتظار آپکا کر رہے
ہین تشریف لے چلیے یہ کہکر ہوادار پر سوار کیا ملکہ نے کہا اب تو دربارگاہ پر کھڑے ہین سوار ہونے کی کیا
ضرورت سب نے کہا کہ بادشاہ اِس جگہ نہین تشریف فرما ہین یہ بارگاہ صرف اِسلیے ہے کہ قریب بازار جو چیز
درکار ہو خرید کی جائے اور مصرف مین آئے اِسجگہ آبدار خانہ و سیخانہ و دیگر سامان وغیرہ کی تیاری ہے اور
اِس بازار کو بازار طاق بلقیس کہتے ہین دُکاندار اِسکے سب پریان اور جن ہین کہ نظر سے غائب ہوتی ہین
یہ کہکر ملکہ کا ہوادار کہاریان باد رفتار لیکر آگے بڑھے اور داخل بارگاہ ہوئین یہان بھی صحن بارگاہ مین
فرش گسترده تھا تخت و کرسی و میز سے آراستہ تھا پری رخون کا مجمع تھا سامان شاہانہ مہیا تھا مگر سواری

سواری ملکہ بہاری بہان سے آگے بڑھی اور دوسرے دروازے سے بارگاہ کے نکلکر جو دیکھا تو گویا زندہ بہشت میں اپنے تئیں پایا ابر بہاری برسے ہوا چھایا تھا ترشح سے فواروں کے زاہدان خشک کو تردامنی کا لطف یاد آیا تھا ہر شجر جواہر کار اثمار سے پربار زمین پر سر جھکائے سجدۂ شکر خلیفہ قدرت ادا کرتا ہوا سے ہلتا شاخوں کا سبز پوشان پاکیزہ دامن کا وجد میں جھومنا معلوم ہوتا سبزہ فرش ارض پر بستر لگائے طاؤسان مست پر کھولے بیٹھے فرش قالین گلدار کی کیفیت دکھاتے صنوبر اپنی رعنائی پر ناز کرتے پھل درختوں کے نزاکت بھرے انگلی کے اشارے سے ٹپک پڑتے بہار کی دانگ سے سراچہ بارگاہ کا ملا ہوا اور چہار طرف باغ پر بہار بیچ میں وہ بارگاہ علاوہ باغ جواہرین مصنوعی کے جنگل ودامن کوہستان میں ندیوں کا لہرانا آبشار کا ہونا نیا لطف دکھاتا باغ کی روشن پچی پر دو دو ہزار ہا جھاڑ اور کنول فروزاں زیر دامنگ کوہ سر و چراغدان چراغوں کی لو سے فواروں کا جھومنا واقعی لالوں کا موتی اوگلنا تھا روشنی بھی یا فرہاد کے دل کو لگی تھی شعلہ طور کا گمان تھا دشت تھا یا وادی ایمن گلزار پر خیال گلشن جنان تھا سبحان اللہ کیا اسجگہ کا بیان ہو نظم

نہال سبز مرغان نوا سنج — بہار چشمہ لبریز نلے رنج
زمین پر سبزۂ نوخیز کا فرش — زمرد گون سطرا جا بجا فرش
نگاہوں میں طراوت جس سے آئے — دل بیتاب کیفیت اٹھائے
کہیں گلہائے خودرو رنگ در رنگ — کہیں کچھ اور ہی صورت نئے رنگ
ہزاروں طائران نو نوا سنج — سنے انکو تو جائے دل سے ہر رنج
برابر نخل قد میں جس قدر تھے — نشیمن جا بجا شاخوں پر انکے
زمین پر سنگ مرمر فرش نادر — فدا ہو دیکھنے سے طبع مسرور
قفس صندل کے آویزاں سبھی میں — عجب نقاشیاں دیوار و در میں
مصفا باغ سارا صورت دل — بجا ہے اسکو کہئے نور منزل

ملکہ بہار اس لالہ زار کو دیکھکر تقاضائے عشق سے آہ سرد بھرتی اپنے گلعذار کی سرد مہری یاد کرتی کہ دیکھئے وہ مغرور حسن و جمال جبتک مجھے کہیں ہے نگاہ شوق کیونکر مجبور کرتا ہے معاملہ دلکا دیکھیں کیسا گذرتا ہے اسیطرح ہوس گرمی دکھاتی یہ نرگس سے آنکھ ملاتی روانہ تھی کہ یکایک ہر طرف سے ہزار ہا کنیزان پری صورت زیور جواہرین پہنے لباس عمدہ زیب بر کیے عمدہ ہاتھوں میں لیے پیدا ہوئیں نظم

فزون جسم پر پوشاک و زیور	قریب تخت زرین ٹھہرین آکر
گران بار بدن تھی پوشاک و زیور	نزاکت تھی برستی ہر صنم پر
خرامان کبک کی صورت بصد ناز	پری زادون مین وہ حورین تھین ممتاز
نہین رکھتی تھین مثل اپنا جہان مین	وہ گل تھین لاجواب اُس گلستان مین

اُن سب نے ملکہ کو تسلیم کی اور ہمراہ سواری چلین ہزار ہا کنول آگے آگے روشن سرگرم اہتمام ہر غنچہ دہن طرہ قندیل ہو گویا ان کنولون سے معطر دماغ جان غرضکہ اسی آن وہان سے قریب ایک چشمہ شیرین کی پہونچی اُس نہر مین ہزارون رنگ کا گلاب ترا تیرتا تھا چشمہ نور چشمہ بلبلگیا تھا چشمہ مہر کیطرح نور سے لہراتا تھا قریب چشمہ دو درخت سرو کے لگے اُنھین درختون سے ملا کر سراچہ بارگاہ استادہ تھے سواے اُس چشمہ کی پشت درختان سرو اور کچھ نظر آتا تھا قریب درختان ہزار ہا زنان قمر پیکر بعہدہ دربانی استادہ ملکہ کو سب نے تسلیم کی اُن درختون مین دروازہ لگا تھا لیکن اسطرح کہ ثابت نہوتا تھا وہی راستہ اندر بارگاہ کے جانیکا تھا بسر ذہی دور ہوا ملکہ اُتر کر داخل ہوئی آگے بڑھ کر جلوخانہ شاہی یلاقرق زنجیر کھنچی تھی پردہ زنبوری پڑا تھا وہ پردہ چرخی پر کھچا ملکہ اندر آئی دیکھا کہ عجب بارگاہ رفیع المنزلت ہے مسکن بادشاہان جمشید مرتبت ہے صحن بارگاہ مین جا بجا گلدستہ دھرا ہے عطر اُنمین بھرا ہے گویا طبلہ عطار کھلا ہے بارگاہ مین بارہ ہزار ستون جواہر کار لگا ہے الماس تراش ہر ایک استادہ گرد جواہر در بیچے ہین جھاڑ اُنمین ٹنگے ہین مرزنگیون کی بارھین قطار در قطار لگی ہین اور کرسیان یاقوت و زمرد کی بچھی ہین فرش مصفا بچھا ہے دنگل ہزار ہا لگے ہین سامنے چہل ستون مین تخت شاہی بچھا ہے طاؤس ان مرصع دم نے دم اپنی جیغہ کی پیچ تخت پر مسند بچھی ہے اُسپر ایک جوان جسکی جوانی پر پیر فلک اور زال دنیا ہزار جان سے قربان بیٹھا ہے تاج شاہی اور لباس فرمان روائی سے آراستہ ہے گرد ہزار ہا خوب پیکرون کا مجمع ہے عجب دلربا اُس دلربا کی دیکھی کہ مرادین اُسکی بامراد آرزوئین دلشاد تمنائین اُسکی بر آئین کہ اگر کہ کوئی تو تمنا کرے اُس کو کس چیز کی نامیسری جو تمنا کرے نگاہ جوش کرم زر و در و سامنے اُسکو درم جبین مین اُسکی وہ نور کہ قمر کو داغی غلام اُسکا بنا منظور زلف ہر چند کہ کافر کیش لیکن بصورت لام اسلام ساکن قرب کعبہ ابرو عطر گین جان اُسکی خوشبو آنکھون مین کیفیت حسن لبریز مژگان بسان خنجر تیز دہان زخم جگران ابرو ان کا نقشہ دیدار حیا بصورت نظر بند دیکھنے کی خریدار یعنی نشان حسن قدرت یا شعلہ رخسار کی لو شمع طور کی ضو یا انگشت معجز نما مین رخسار ہوئے نظر کہ معجزہ شق القمر ہوا عارض کا حسن حیرت

آئینہ یا جلوۂ صبح طرب خیز لب گلرنگ پر روح گلشن صدقے قند و نبات بڑی فریب سے اُسکی بلائین لے غیرت سے پانی ہو کر بہے وہان تنگ نہین نہین کر بیٹھے ملک عدم بنا چاہ ذقن مین دل عاشقونکا ڈوبا ہوا بیاض گردن دفتر حسن کا خاتمہ شانے شان الٰہی کے نمونے ہاتھون مین دل چھین لینے کو قرینے سینہ جوش شباب و مستی سے بھرا شہوت پرستی سے متنفر کیے دل جلانیکی عادت سیکھی شکم معدن نور تخت بلور کمر نازک تار نگاہ دوربین بسان چشم جانان بیمار و ناتوان و نازنین شمع ساق پا سے لو اُٹھتی ایڑی رُوئی تبان پر لات مارتی بہرام خشم بادام چشم فرشتہ زیب زاہد فریب شاہد کی سج دھج کی وضع کہ بموجب مؤلفہ

کیا لکھون وصف اُسکے قامت کا ۔ تھا سراپا الف قیامت کا

روشنی قلوب تھین آنکھین ۔ چشم بد دور خوب تھین آنکھین

غنچہ ہستی اور گل رخسار ۔ چمنستان عیش کی تھی بہار

گوش سے کان ہائے راز نہان ۔ لکھون اُنکا وصف کیا امکان

زلف پیچان کی مدح مشکل ہے ۔ جسمین الجھا ہر ایک کا دل ہے

لعل و در صدقہ لب و دندان ۔ جانتے ہین جہان مین سب انسان

جو کہا منھ سے ہو گیا وہ عیان ۔ کلک قدرت ہے لاکلام زبان

واہ کیا خوشنما وہ گردن ہے ۔ حسن کی شمع سب پہ روشن ہے

ہاتھ تھے در بلور کی شاخین ۔ انگلیان نخل طور کی شاخین

سے کدورت تھا صاف وہ سینہ ۔ حق نما تھا بشکل آئینہ

چشمۂ نور تھا شکم لاریب ۔ ناف گرداب وار تھی بے عیب

کوئی تشبیہ یان پہ ہے کمر ۔ نہین آتی ہے اب میان نظر

ماشاء اللہ خوشنما ہین قدم ۔ رہبر راہ کبریا ہین قدم

اُس قدم پر رکھا تھا جسنے سر ۔ وہ کسیکا نہین تھا دست نگر

ملکہ اُس دلدار پر راز لبسکہ شیفتہ نادیدہ تھی اسوقت سامنا ہوتے ہی بیخودی چھائی غشی آ گئی بہر استقبال ہوش آئی اُدھر بادشاہ اسلامیان نے بھی دیکھا کہ ایک درج ولا کی گوہر برج وفا کی اختر ملک عشق کی قیصر آئینہ حسن کی جوہر باغ دوستی کی شجر نہال آرزو کی ثمر مبتدائے الفت کی خبر بازو دیئے بال و پر آسمان

دلبری کی قمر نور نظر آرام جگر بلکہ جگر سے بہتر تیغ الم کی سپر پہلوے عاشق کی دلبر کشور دل لوٹنے والی پہلو پر لوٹنے والی پہلوے عاشق کے بھاگنے مین کتری کمان کا تیر دل سے کھینچ تیر مژگان سے ہر دام بلا کا کل میں ہر ایک کا دل اسیر ظالم نے تقصیر ساق پایا جسکی عریان ہو تو روشن بزم عاشق پر اضافت ہو کہ بموجب نظم

قیامت تھین وہ آنکھین سحر آمیز	نگھرنے کی وہ ہین دل پر چھری تیز
لگائی جنبش ابرو نے تلوار	مژہ نے رکھ لیا دل کو سپردار
پڑی تیغ تبسم ایسی کاری	ہوئی منظور دل کو جان سپاری
طبیعت جالین زلفون کے الجھی	پڑی ایسی گرہ ہرگز نہ سلجھی
گل عارض نے تازہ گل کھلایا	کنون ان چاہ زنخدان مین جھکایا

یہ دیکھتے ہی نگاہ محبت زلیخا کا کیا شاہ کو بھی غش طاری ہوا خواصون نے جلد جلد گلاب کیوڑا وغیرہ چھڑکا دونون کو جب ہوش آیا ملکہ آگے بڑھی تخت سے شاہ ہی نے بھر پیشوائی اُس شاہ حسن کی پیش قدمی فرمائی قریب آکر ہاتھ تھام کیا ملکہ نے نزاکت پر بوجھ رکھا کہ کیا مرض مجھکو ہے اتنی دور آنے سے جی سنسنا ہو گیا غش آگیا بادشاہ نے مسکرا کر کہا کہ تمھارا شرمندہ ہونا میری آنکھون پر صاحب ہین تو آپ ایسے شرمندہ ہوکر غش کر گیا ملکہ نے کہا تمھے مجھے آپ کیون دیکھکر غش ہونے لگے یہ ڈورے اور کسی پر ڈالیے شاہ نے کہا ہمین تو کوئی مرض نہین اب تمھاری زلف کا سودا ہوا ہے ملکہ نے کہا اِس مرض کی کیا دوا ہے شاہ نے فرمایا کہ شربت وصل سے یہ عارضہ جائیگا ملکہ نے یہ سُنکر سر جھکا لیا شاہ ہاتھ پکڑے تخت پر لاکے برابر بٹھایا کنیزان گلرخسار نے چار طرف سے اِس بارگاہ کے پردے اُٹھوا دیئے برسات کی چاندنی کھلی تھی چشمے موجزون سے چاند پانی مین ہلّور لیتا تھا پہاڑون سے آبشار ہوتا تھا اِس لطف مین ساقی ماہ دیدار نے دونون کو نشہ سے سرشار کیا پھر زہرہ جبینان مہر رخسار نے ساز ملا کر یہ غزل مؤلف کی گانا شروع کی غزل

دل اشتیاق دوست مین بے اختیار ہے	آنکھون کے سامنے تصویر یار ہے
ہر دم زیادہ ہوتی ہین داغون کی کثرتین	سینہ ہمارا کاہے کو ہو لالہ زار ہے
جی چاہتا ہے سرمۂ چشم اس کو کیجیے	بتلا تو اے صبا یہ کہان کا غبار ہے
تھمتا نہین ہے آنکھون مین ہر چند روکیے	ہر اشک میرے دل کی طرح بیقرار ہے
سو زخم جابجا جگر و دل مین پڑ گئے	کیا ہی سنان تیر نگہ دل کے پار ہے

آنکھین اٹھا کے دیکھ ذرا ترک جنگجو	دل مفت مین خدنگ نظر کا شکار ہے
لاکھون فریب یاد ہین تمکو نئے نئے	پیارے تمھاری بات کا کیا اعتبار ہے
ای جان مین آئے بھلا کسطرح ہمین	قابو مین اپنے دل ہے نہ پہلو مین یار ہے

بادشاہ نے جام گلگون سے تاب بھر کر منھ سے ملکہ کے لگا دیا ملکہ نے پیکر ساغر بھرا اور شاہ کے منھ سے لگایا پھر تو دماغ دور شراب سے گرم ہوا مستی شراب نے آنکھون مین گھر کیا امیدین کھل کھیلنے پر آمادہ ہوئین مگر آنکھین شرم سے جھکنے لگین تمنائین ہر چند کہ ہنستی تھین مگر حیا مانع تھی کچھ عرصے مین جب بادشاہ نے آغوش محبت مین کھینچا حیا نے کنارا کیا نظر سے کیف مستی ہویدا آنکھین سرخ ہو کر طبیعت کا ڈھنگ بدلا نقاب شوق نے لب تر کر دیے مسکرا مسکرا کر خفا ہونے لگی کہ صاحب چپکے بیٹھو اللہ قسم مجھکو یہ دھمال بھوتے دیدون بھی نہین بھاتی مردون کی انھین باتون سے نفرت ہے کہ جب پاس بیٹھے ہین سوائے نوچا کھوچی کے انکا ہاتھ رہتا ہی نہین شرح بیان کرون جان ہلکان ہو جاتی ہے ایسی دھما چوکڑی بھلا کسکو پسند آتی ہے یہ کہکر اس انداز سے تیوری چڑھائی کہ لشکر غمزہ نے ہوس عاشق کو شکست دی بادشاہ منت کرنے لگے ملکہ نے ہنس دیا بادشاہ نے پھر دست ہوس دراز کیا اُس بانی ستم نے نہین نہین کر کے ہاتھ چھڑایا کہ صاحب کیا غرض جو ہم اپنا دل کرین اپنے اور بیگانے کے طعنے سنے جان کیون آرزو مین آخر کرین شوق دید مین جستجو کرین فراق مین جل جل مرین بادشاہ نے کہا کہ اے مایۂ ناز ہر چند کہ مین شاہ ہون لیکن تیرا غلام بے اشتباہ ہون یہ کہکر آنسو آنکھون مین بھر لائے ملکہ نے اپنے دامن سے آنسو پونچھے ہنسکر کہا صاحب کیا میری شکل مین رونا لگا ہے مین رونے آدمی سے گھبراتی ہون یہ کہکر اسطرح آنسو پاک کیے کہ وہ گدرایا جسم سینہ سے ملگیا بادشاہ کو تاب نہ رہی فوراً گلے سے لگایا ملکہ تڑپ کر آغوش سے جدا ہوئی کہ اوئی دم گھٹ گیا اب تو شرم سے آنکھ سی عار کی آرزو ہمکناری دلدار اور زیادہ ہوئی ان کے کھلونے کا زمانہ آیا بیتابیون کی افزائش ہوئی مگر پاس شریعت مانع امر کا تھا بغیر نکاح دونون جانب خیال عصمت و پارسائی کا اظہار تھا ہر چند کہ فعل باطنی یعنی مباشرت سے تو باز رہے مگر یہ کیفیت تھی کہ حوصلونکا گرم بازار آب سیر آغوش دہن مین مزے بوسون کے پوشیدہ آنکھون مین جو تو گھر کیا نہین اور ہان کی لذتین وہ سسکیان بھرنا ملکہ نے گردن مین ہاتھ ڈالدینا جھکنا پیچھے ہٹ جانا شرمانا لجانا مسکرانا پسینے پسینے ہو جانا چھوٹے کپڑے درست کرتے جانا کبھی انگوٹھا دکھانا کبھی زبان کی نوک سے رخسار سہلانا پہلے آپ بوسہ کے لیے منھ بڑھانا پھر شرما کر فراوانی دکھانا کبھی منت سے سر قدم پر رکھنا اور

کبھی خفا ہوکر پاؤن پر دوسرے کو گروانا کبھی فدائے روے یار ہوجانا کبھی نشہ وصلت سے بیہوش ہونا کبھی شمیم زلف جانان سے مدہوش ہونا کبھی بغلون مین منھ ڈالنا کبھی شرم کا حیلہ کرنا گھبرا کر کہنا کہ کوئی آتا ہے اور آپ ہی پٹ جانا کہ دم گھبراتا ہے کبھی دامن جھٹکنا منکر ٹھہرے ہونا گات کا جوبن دکھانا کبھی حیران ہوکر چارطرف دیکھنا آنکھونکی گردش سے عالم دگرگون کرنا کبھی الگ ہٹکر ہاتھا کوٹ لینا آئینہ رخسار کی حیرتنا کی سے بہار دکھانا اس ہنگامہ مین چولیان مسک گئین تار پیمان ٹوٹ گئے تو رخ سرخ نظر آنے لگے سیب ذقن گدرا کر زیادہ لطف دکھانے لگے زلف کا مزاج برہم ہوا منھ پر بکھر آئی گیسو نے لہرا کر باغ رخسار پر گھٹا چھانے کی کیفیت دکھائی کاکل باوجودیکہ بال بال گنہگار تھی لیکن اترانے پر تیار تھی بادشاہ اُس غیرت ماہ سے جب پہ لپٹے تو آہ سرد بھرتی کہ آپکی وفا کا کیا اعتبار ہے یہ منھ دیکھے کا سب پیار ہے انھین فقرون سے سدہا قسمین کھلوا لیتی اپنے اوپر دیوانہ بنالیتی یہی ہنگامہ ناز و نیاز تا دیر گرم رہا ہر ایک با آرزوئی شرم رہا نظم

کبھی آپس مین لپٹے ہوکے بیتاب — کبھی حسرت سے کرتی چشم پرآب
کبھی بولی کہ جانی دم ذرا لے — ٹھہر لی اور بھی دو چار پیالے
کبھی زانو کو باہم پیستی تھی — کبھی کہتی کہ صورت دیکھ میری
زبان سے بوسہ لیکر گدگدانا — اُٹھاکر جام منھ سے لگانا
یہ کہنا جلد پی مین تیرے صدقے — کہ ہو کچھ دیر مین تو میرے صدقے
کبھی ٹہنی سے دینا اک ٹھوکا — لپٹنے مین کبھی دیدینا دھوکا
کبھی کہنا کہ ٹھنڈے آدمی ہو — اُٹھے ایسون سے راحت کیا کسی کو
مزے بوسون کے مستی پر جو آلے — ارادے اور ہی مطلب پہ پائے
گلے ملکر دیے بوسے جو چار — ہوئے نیلے نزاکت سے وہ رخسار
پسینا آکے چہرہ تمتمایا — نگاہ ناز نے جلوہ دکھایا

جب خاطر مشتاق متقاضی ہمبستری ہوئی بادشاہ ٹال کر اُٹھے اور ملکہ بھی ضبط کرکے الگ ہو گئی کہا آؤ چلکر چاندنی رات کو لطف اُٹھائین بہار باغ سے جی بہلائین بادشاہ اُس رشک ماہ کو ہاتھ پکڑ کے لیچلے اور پشت و پہلوئے بارگاہ کے جو سرانچہ اُٹھے تھے اسیطرح آئے یہان جو کیفیت بہار تھی زبان قلم کی کیا یارا ہے جو بیان کرسکے جابجا جھولے درختون مین پڑے تھے گلعذارون کی جمع تھی ملار گاتی تھین چاندنی مین

دُور تک تھی چھل چھلیا کھیلکر بہار جوبن دکھاتی تھین درختون پر باؤلی کی چمک مقیش کا اُڑتا نور تھیں سبز و فلک نہرونمین بجرے اور مور پنکھیان پڑین جاتے تنگ بجتا مانجھتین جھلین کرتین لب ہر نہر جواہر کا بنگلہ بنے فرش و شیشہ آلات سے سجے مینا کا برج بنے آگے اُنکے تملگیر باسلک گوہر تھے کہانتک بیان ہو کہ نظم

ہر اک سامان تازہ حیرت افزا ۔ نظر پڑتے تماشے تھے شیدا
طلسم آمیز سارے کارخانے ۔ بجا ہے سیکھے جادو کے ٹھکانے
بچھی تھین مسند زرین بہت خوب ۔ بشکل عارض تابندہ مرغوب
کہا بیٹھو کہ دم لے لین ذرا ہم ۔ یہان کی سیر دیکھین بھی کوئی دم
غرض بیٹھے لب جو وہ گل اندام ۔ ہوئین حاضر پرستاران گلفام
کہ اتنے مین کئی معشوق طناز ۔ لیے آئین ہزارون طرح کے ساز
جھکین تسلیم کو گائین بجائین ۔ نہایت لذتین خاطر نے پائین
پھر اسکے بعد آئین اور نوخیز ۔ نگاہین جنکی خنجر کیطرح تیز
لیے شیشے بغل مین ہاتھ مین جام ۔ سوا اسکے بہت سامان آرام
کیے موجود کھانے لاکے باہم ۔ غذائین سب طرح کی کین فراہم
طعام عمدہ دسترخوان شفاف ۔ بشکل حسن جانان پاک اور صاف
تناول وان کیا دونون نے کھانا ۔ ہوا آغاز پھر گانا بجانا
رہے کچھ دیر پھر بجرے پہ اسوار ۔ رہے پانی کی کیفیت سے سرشار
پھرے پھر واسطے آنے خوابگہ مین ۔ لیٹ کر دونون لیٹے اک جگہ مین

لیکن سونا کیسا وہی ناز و غمزے کا دور عالم ہی کچھ اور ہوا ملکہ نے سارا حال طلسم بیان کیا اور شاہ طلسم سے اپنا پاکدامن رہنا اوسکا بدل وہان فریفتہ رہنا تعلی کے ساتھ کہا پھر اپنا شریک ہونا او خواجہ کی عیاری کرنا کھکر کوکب کا حال کہا مگر شمع و گلدستون سے پریون کا نکلکر کہانی کہنا بیان کرتے وقت اپنا فریفتہ ہونا نہ کہا انھین باتون مین مزے مزے کی حکایتون مین شمع انجمن فلک بے نور ہوئی بیان گردنین بامین پڑی تھین ٹانگون سے ٹانگین گتھی تھین کہ زلف شب سے مستی مزاج سحر سے گستاخی ظاہر ہوئی

یہ باتین تھین کہ بدلا حال شب کا ۔ دکھایا صبح نے اپنا جھمکڑا

پہنچے دست ہوس ٹھنڈے ہوئے جوش	اُٹھے انگڑائیاں لے لیکے بیہوش
نہ ساقی تھا نہ مینا تھا نہ تھا جام	زبان پر تھا فقط اللہ کا نام ٭٭

بادشاہ نے اُٹھکر وضو کیا نماز سحر ادا کی تا در برگاہ احکم الحاکمین میں التجا کی لشکر میں امیر حسب دستور پچھلی رات سے برائے طاعت رب غفور اُٹھے تھے صبح کو سب سردار بہر نماز مسجد میں آئے بعد فراغ نماز سب نے مصافحہ کیا سلام ہر اِک کا ادا ہوا اُسوقت جاسوس سامنے آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ کل سے ملکہ بہار امیدوار ملازمت حضور دولتسرائے معلی میں حاضر ہیں امید رکھتی ہیں کہ دیدار فیض آثار سے بہرہ یاب ہوں امیر نے اِس خبر کو سنکر استفسار فرمایا کہ بادشاہ سے ملاقات ہوئی یا نہیں ہلکارے عرض رسا ہوئے کہ شب کو حضور عالم کیطرف سے دعوت تھی اور ظل اللہ بھی پچھلے سے برائے خاطر مہمان عزیز تشریف فرمائے خانۂ دعوت تھے ابھی تک وہین ہیں یہ حال سنکر امیر اُٹھے کہ بادشاہ کو تسلیم بھی کرینگے اور بہار سے بھی ملینگے بس آج کا دربار موقوف رکھا سردار اپنے اپنے خیام میں آکر آرام گزین ہوئے اور امیر بسبب مسافت بعید سوار ہو کر صحرا میں گئے اور پہلوے بارگاہ دعوت کیطرف آئے ملازمین دیکھکر خدمت شاہ میں گئے آمد جناب صاحبقران عرض کی بادشاہ تخت طاؤسی پر سنبھلکر بیٹھے بہار مع خواصان گلفام کے بہر استقبال بیرون بارگاہ آئی امیر کو تسلیم بجا لائی امیر نے سر سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ تم مہمان عزیز تھیں کیوں یہاں تک آنے کی تکلیف کی غرض کہ یہ فرماتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے نیم قد اٹھکر تعظیم دی آپ دنگل پر آکر تشریف فرما ہوئے ملکہ بہار دوپٹے سے سب جسم چھپا کر سامنے کرسی پر بیٹھی گردن جھکائے تھی کہ نیل بوسونکا رخسار کے ظاہر نہ ہو جسپر امیر کی نگاہ پڑے بڑی غیرت کی بات ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب بیٹھے فرمانے لگے کہ الحمد للہ میں تجھ ایسی شہزادی ساحرہ زبردست کو مطیع اسلام پاتا ہوں نور ایمان تیرے دل میں آیا خدائے بے شریک بے ہمتا کو تونے پہچانا میں بہت تجھسے راضی ہوا ملکہ عرض رسا ہوئی کہ زہے سعادت کونین میری کہ آپ ایسے برگزیدہ کی زیارت سے خدا نے مشرف کرایا مجھکو ضرورت خواجہ کے ساتھ رہکر شاہ طلسم سے اگر نہ در پیش ہوتی ابھی کلمۂ طیبہ پڑھتی امیر نے فرمایا جزاک اللہ پھر حال عمرو پوچھا اُسنے از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور کہا اب تکو لٹکے یہاں آئے بعزت تمام ہیں امیر نے سب حال سنکر ایک نامہ طلسم والونکو لکھدیا اور ملکہ کو کئی سو

کشتی زیور زمرد و الماس کی مع خلعت گران قیمت عنایت فرما کر اور نامہ شوقیہ بنام خواجہ دیگر ارشاد فرمایا کہ بابا فقیر کو ہر چند کہ سیری نہین گوارا تمھاری دوری نہین لیکن شغل و اشغال مین فرق آتا ہی تمھین خدائے کریم کے سپرد کیا حقیر برائے اطاعت رب غفور جاتا ہے یہ کہکر رخصت ہوئے اور ہنگام وداع بادشاہ سے کہا کہ جناب دربار مین کب رونق افروز ہونگے شاہ نے فرمایا کہ شب بھر مین جاگا ہون آج آرام کرونگا کل انشاء اللہ برآمد ہونگا امیر نے ملکہ سے فرمایا کہ یہ سمجھنا میری رخصت کے لیے ایسی باتین ہین تمھارا گھر ہے جبتک جی چاہے تشریف رکھنا ملکہ نے عرض کیا کہ جب سے شریک ملازمان عالی ہوئی ہر اسی آستانہ کو اپنا امن جانتی ہے یہان نرہنگی تو اور کہان جائیگی مگر بندگان جناب شاہ طلسم تنہا ہونگی فی الحال زیادہ نہین ٹھہر سکتی آج شام تک چلی جائیگی امیر یہ سنکر وہان سے روانہ ہوئے اور داخل صومعہ عبادت ہو کر یاد الٰہی کرنے لگے وہان جب تنہائی ہوئی وہی ہنگامہ عشرت ہوا آپسکی چھیڑ چھاڑ اختلاط و پیار ہونے لگا لطف ہم آغوشی باہم بوسہ بازی حسرت کی نگاہین محبت کی راہین کھلین گانا بجانا شروع ہوا شراب کا دور چلنے لگا باہم عہد و پیمان ہونے لگے وعدۂ دیدار و وصال پر اقرار ہوئے چھلے بدلے نشانیان ایک نے دوسرے کے بھی قسمین عاشق و معشوق نے کھائین کہ جانی ہم کسی حال مین ہونگے مگر تمھین کسی طرح دل سے اپنے بھولینگے دن ہجر کی مصیبت کے بھرینگے خدا چاہیگا تو مل رہینگے کہ نظم

مجھے تنہائی ہوگی تم سے حاصل ۔ نہ لے گا کسی صورت مرا دل
زبان پر آئیگی فریاد ہر دم ٭ نکل جائینگے گھبرا کر کہین ہم
کسی دیوار سے پھوڑینگے سر کو ۔ محبت آگ کر دیگی جگر کو ٭
زیادہ دیر مین ہوگا نہ انجام ۔ کہ مر جائینگے ہم محروم ناکام
یہ کہکر دل محبت سے بھر آیا ۔ طبیعت مین جدائی جوش پایا
تو مل مل کر گلے وہ خوب روئے ۔ کوئی دم داغ دل اشکون سے دھوئے
پھر اسکے بعد مانگی اک گلابی ٭ رہا کچھ دیر دور آفتابی ٭
لبالب جام مے اترے گلو سے ۔ مزے لیٹے ہجوم آرزو سے ٭
ملا سینہ سے سینہ بسکہ تھا جوش ۔ ہوئی کیفیت عالم فراموش
لیے بوسے زبانون نے دہن کے ۔ لٹے گل دونون عارض سے چمن کے

انھیں شکوہ و شکایت و ذکر ہجر و وصل میں آغوش فلک سے معشوق خورشید نکلکر جانب طلسم مغرب روانہ
ہوا اور شب فراق نے عاشقوں کے تڑپانے کو عالم میں داخلہ کیا کہ ابیات!

نگاہ شہ تھی مصروف تماشا ❊ کہ اُٹھا نور روے خور سے نقطا ❊
چھپا چشم جہان سے مہر روشن ❊ ملاگرد سی ہوا عالم کا دامن ❊

اُس آفتاب آسمان دلبری نے رو کر کہا کہ لو جاتی ہوں اللہ نگہبان دل سے نہ بھلانا زیادہ نہ تڑپانا کہ ابیات

کہا جاتے ہیں لو خالق کو سونپا ❊ مگر اے جان رکھنا دھیان میرا ❊
کہاں ہم اور کہاں تم اور یہ سامان ❊ مصیبت پھر ہوئی دست و گریبان ❊
دعا کرنا کہ پھر بھی ہو ملاقات ❊ میسر آئے پھر گذری ہوئی رات ❊
کہ ہم تم ایک جا ہوں محو آرام ❊ رہے شرمندہ فکر بخت ناکام ❊

بادشاہ بھی اِن باتوں پر اشک فشان تھے عجب وقت تھا کہ آہوں کا دھوان بلند ہو کر گویا ابر
بنا تھا اشکوں کی جھڑی لگی تھی چہرے تمتما کر سرخ ہوئے تھے یا گلزار حسن میں شفق پھولی تھی ادھر
صحرا میں طائر بسیرا لیتے تھے ندیوں سے آبشار تھا پہاڑوں سے جھرنا جھرتا سارا دشت اِس بہار
کے جانے سے روتا تھا کوئل اور پپیہے اور مور نعرے اور کوک مارتے تھے دونوں وقت ملتے تھے یہ بیدل
ملکر جدا ہوتے ہر سمت سناٹا چھایا تھا فلک نے جدائی کا نقشہ دکھایا تھا خلاصہ کلام وہ ماہ تمام زار
گریان سحر کر کے تخت پر بیٹھکر اُڑی عاشق کو دیکھتی جاتی تھی بادشاہ بھی محو نظارہ تھے اور مثل دیدار
ہلال شب عید تا دیر نگران جب وہ ماہ عید نظر آئی اور نگاہ سے چھپ گئی اشکوں کے بہانے کا بہانا ہوا
دم ہمراہ جانانہ روانہ ہوا ناچار وہاں سے پھر کر داخل شبستان ہوئے کارپردازوں سے فرماتے گئے یہ سب
سامان برطرف کر دو وہ تعمیل حکم میں مصروف ہوئے اور شاہ چھپر کھٹ پر لیٹ کر منہ لپیٹے شب ہجر کے صدمے
سہنے لگے اسطرف تو یہ حال گذرا مگر طرف ثانی کا ماجرا سنئے کہ تخت سحر اُڑ کر قریب ایک پہاڑ کے پہونچی داب خیال
صحبت شبینہ رکھتا تھا وہی جلسہ آنکھوں میں پھرتا تھا دل سے کہتی تھی کل کیا تھا اور آج کیا ہو گیا نظم

برائے چند ساعت تھیں یہ باتیں ❊ نہ تھے آگاہ ہم ہوتی ہیں گھاتیں ❊
نہ سمجھے تھے فلک کو بیوفا ہے ❊ یہ جتنی مہربانی ہے دغا ہے ❊
ذرا اشکوں سے دھولیں گرد دامن ❊ بنایا اپنے جی کو اپنا دشمن ❊

اسی رنج و الم مین اُس پہاڑ پر وہ تخت اُتارا اور تادیر جانب لشکر اسلام دیکھا کی یہ فکر یار مین فلک
انکی کار مین یعنی گلگون عیار جو سابق مین بہمرہ لقا آیا تھا اسنے ابتک جنگ و جدال و آمد ساحران و سحر
بہار کی وجہ سے عیاری کرنے کی فرصت نہین پائی چنانچہ جب لقا کو بہار نے دیوانہ بنایا اور سب ناچتے
ہوئے لشکر اسلام مین گئے وہان سے اور سب تو چلے آئے مگر یہ عیار صورت بدلکر رہ گیا کہ مین عیاری
کرونگا غرضکہ لشکر اسلام مین تیاری دعوت شروع ہوئی کیسئے اسکی جانب توجہ نکی اور اسنے بھی قصد کیا
کہ بہار آئیگی اسنے خداوند کو ذلت دی ہے تو اُسی کو پکڑ لیچلنا اسی فکر مین چار سمت صورت بدلے پھرا
کیا اور جب جلسۂ دعوت آغاز ہوا اسکو یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ خیمہ و بارگاہین کب نصب ہوئین کیونکہ یہ
انتظام جب سے ہوا تھا کہ یہ اپنے ملک سے بھی نہ آیا تھا آخر جب یہ کسی کار پرداز کی صورت نہ بن سکا
اور ہمراہ خیمہ و بارگاہ مقام دعوت مین نجا سکا چاہا کہ یون جاکر دست بردی کرون جب صحرائے گلدستہ
ہمیشہ بہار مین قدم رکھا وہان انتظام جنون کا تھا غل و شور پیدا ہوا کہ لیجیو گرفتار کیجیو دزد آیا یہ گھبرا کر
آگے نہ بڑھ سکا سمجھا بہار نے سحر کی چوکیان بٹھا دین مین جا نہ سکونگا یہ سمجھکر گھاٹ مین لگا رہا کبھی
کبھی دامن کوہ مین پھرتا گاہ سر کوہ پر جاکر سیر روشنی و کیفیت جلسۂ دعوت دیکھتا تا اینکہ ملکہ مذکورہ
رخصت ہوکر پہاڑ پر آئی اور اسنے بطور مخفی اُسکو دیکھا بس اُسیوقت درۂ کوہ مین بیٹھکر ایک ضعیفہ کی
صورت بناکر خمیدہ پشت لکڑی ہاتھ مین سر ہلاتا بال سفید چادر محمودی کی اوڑھے پائچون مین گرہ
لگائے آہستہ آہستہ کچھ بکتا ہوا چلا بہار نے پہاڑ سے اسکو جاتے دیکھکر پکارا کہ بڑی بی ذرا ٹھہرنا اور بزور سحر اُسکو
اپنے پاس بلایا جب وہ آئی اسنے ملکہ کو دیکھکر بلائین لین دعائین دین کہ سامری بھلا کرے بیٹی اس جنگل مین رات کو کہان
پھرتی ہو ملکہ نے کہا مین لشکر اسلام مین کام کو آئی تھی اب طلسم مین جاتی ہون مگر تم بتاؤ کہ کہان رہتی ہو
اور کہان جاتی ہو بڑھیا نے کہا بیٹا مین کہان جاؤن جب سے وارث میرے مر گئے دنیا سے نفرت
کرکے جنگل مین جھونپڑا ڈالکر پڑی رہتی ہون تمھارا جی چاہے تو چلکر وہان آرام کرو ملکہ نے اس بڑھیا کو
اسلیے پکارا تھا کہ یہ اگر اس اطراف کی رہنے والی ہے تو حال راہ طلسم جانتی ہوگی دریافت اس سے
کرکے مین رہگرائے منزل مقصود ہون جب اسنے یہ کہا کہ مین صحرا مین رہتی ہون ملکہ نے کہا راستہ بھی تمھین
کچھ معلوم ہے بڑھیا نے کہا سب راہین جانتی ہون طلسم تک کا حال بخوبی معلوم ہے اسنے کہا پشتہ رنگین
حصار کا کونسا رستہ نزدیک ہے ایک راہ تو شہر ناپرسان ہوکر گئی ہے ایک صحرائے حیرت سے راہ نکلی ہے

لیکن مین چاہتی ہون کہ اِن راہون سے بچاؤن بڑھیا نے کہا اور راہ طلسم آئینہ سے ہے وہ اہل اسلام نے فتح کیا او بیٹی تم میرے مکان پر چلو تو بیٹھکر اچھی طرح راہ کا پتا سمجھاؤن مین مدت سے طلسم مین رہتی ہون اب تمسے نشان پوچھکر پہلے سمجھ لون تو جواب دون ملکہ نے کہا بڑی بی میری خاطر سے بیٹھ جاؤ اور یہین پتا بتاؤ اب مین وہان کہان جاؤن بڑھیا نے اسکے کہنے سے بیٹھکر وہین باتین کرنے لگی ہنگام سخن پردازی سینہ سے ایک بٹوا نکالا اور اسمین سے ڈلی چکنی اور الائچی نکالکر کہا بیٹی یہ تو بھی کھالے مین تمباکو کھاؤن کہ مجھکو عادت ہے ڈلی اسلیئے رکھتی ہون کہ جو کوئی آجاتا ہے تو دیتی ہون اور مجھسے تو چھٹتی نہین ملکہ نے اسکی خاطر سے ڈلی تو نہ لی مگر الائچی کھائی وہ بیہوشی آلودہ تھی یہ کھاتے ہی بیہوش ہوگئی اس عیارہ نے پشتارہ باندھا اور لیکر جانب لقا چلا راہ مین سوچا کہ اگر یہ ساحرہ ہوشیار ہوجائیگی تو تیری جان جائیگی اور دربار مین عیار آتے جاتے ہین وہ قتل ہونے نہین دیتے اس سے مناسب ہی کہ یہین سر کاٹ لے یہ سوچکر پشتارہ رکھکر ملکہ کو درخت سے باندھا اور خنجر کھینچکر امادہ قتل ہوا مگر بقدرت کردگار رات کا وقت تھا عیاران لشکر اسلام دور دور تک بالادوی کرتے ہین منجملہ اُنکے سرہنگ مصری عیار ادھر آنکلا اور اُسنے دیکھا کہ ایک عیار درخت سے کسیکو باندھے قتل کیا چاہتا ہی خنجر کھینچکر سر پر پہونچ گیا ہی یہ دیکھکر اسنے گلہ فلاخن مین پتھر رکھکر مارا کہ گلگون کی کلائی پر پڑا خنجر چھوٹکر الگ گرا اِسنے پھر کر دیکھا اِسنے للکارا کہ باش او نابکار عیار یہ کہکر نیمچہ کھینچکر آپڑا گلگون بھی نیمچہ پکڑکر لڑنے لگا برابر سے نیمچہ زنی آغاز ہوئی چوٹین چلنے لگین لڑتے لڑتے ایک مقام پر سرہنگ نے کسکر نیمچہ مارا وہ پچھلے پاؤن جست کرکر جو اڑا ایک غار کے اندر پاؤن اسکا جا رہا سرہنگ بھی مثل برق تڑپکر برابر اُسکے اُسکے آچکا تھا جیسے ہی وہ غار مین گرنے لگا چاہتا تھا کہ سنبھلے اِسنے ایک لات ماردی کہ وہ ڈھلک کر غار مین جا رہا یہ جست کرکے اسی گڑھے مین پہونچا اور اسکی چھاتی پر چڑھا چاہا مشکین باندھلون وہ عیار بہت زبردست تھا اِسنے دونون پاؤن اپنے اسکی گردن مین ڈالکر زور کیا یہ چھاتی پر سے اُسکی پائون کیجانب چت ہوگیا اور وہ اُٹھ بیٹھا سرہنگ بھی بے بدل عیار ہے چت ہوتے ہی جیسے ہی وہ سینہ پر سوار ہونے لگا خنجر اُسکے منھ پر مارا یہ بعجلت تمام جست کرگیا ورنہ چہرہ کٹ جاتا جب وہ جست کرگیا سرہنگ بھی جست کرکے غار سے نکلا پھر نیمچہ چلنے لگا اب کی گلگون نے گھسکر ایسا نیمچہ مارا کہ روکنا مشکل ہوا سرہنگ پیچھے تو نہ ہٹا مگر اُچک کر نیمچہ خالی دیا اتنی دور اُچک کر بلند ہوا کہ نیمچہ تو

خالی گیا مگر جس درخت کے نیچے لڑ رہے تھے اُسکا ٹہنا اس زور سے سر مین لگا کہ یہ تیورا کر گرا لیکن دل
مین خیال تھا کہ حریف سر پر موجود ہے گرتے ہی ایسی لوٹ ماری کہ وہان سے ایک جھاڑی کچھ دور
پر تھی اُسمین چلا گیا اُدھر گلگون دوڑا کہ جا کر مشکین باندھ لون مگر ہرچند تلاش کیا پتا نہ معلوم ہوا
سمجھا کہ چوٹ کھا کر نکلگیا اب تو چلکر ساحرہ کا سر کاٹ لے یہ سوچکر پھرا مگر بقدرت کردگار لڑنے مین اسقدر
عرصہ جو ہوا ہوش آگیا اپنے تئین بندھے پایا حیران ہو کر دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے گلگون نے اُسکا سر اُٹھتے
دور سے دیکھا کہ ہر سمت مُنھ پھیر کر دیکھتی تھی سمجھا کہ ساحرہ بھی ہوشیار ہو گئی تو نے غفلت کی کہ زبان مین
سوزن ندے دیا اب بھاگنا چاہیے پس پچھلے ہی پاؤن پھرا اور ایک جگہ ٹھہر کر فتیلہ عیاری جلایا آئینہ
سامنے رکھکر صورت اپنی مثل صورت چالاک بنائی اور روانہ ہوا یہان بعد کچھ عرصہ کے بہار نے سحر
پڑھا وہ کمند جس سے یہ بندھی تھی جل گئی اور آپ چھوٹ کر آگے بڑھی اس اثنا مین وہ عیار چالاک بنا
ہوا سامنے آیا اور کہا ایملکہ خدا نے تمھین بچایا ایک عیار قتل کیا چاہتا تھا اگر مین نہ آجاتا تو کام تمام
تھا ملکہ چالاک کو دیکھکر بہت خوش ہوئی پوچھا کہ مزاج ہمایون بادشاہ اسلامیان کیسا ہے اُسنے دل لگی
کی راہ سے کہا کہ داخل شبستان ہین سُنا ہے کہ درد سر ہے ملکہ سمجھی کہ تیرے ہجر مین روئے ہون گے
الغرض باتون مین یہ پاس تو کھڑا ہی تھا حباب بیہوشی اُسنے مارا کہ ملکہ پھر بیہوش ہو گئی اُسنے اُسکی
زبان مین سوزن دیا اور سوچا کہ لشکر خداوند قریب ہے اب وہین لیچل نامورہی ہوگی اور خداوند خوش
ہو کر پیغمبری دینگے غرضکہ پشتارہ باندھکر لیچلا اس اثنا مین سر ہنگ جو جھاڑی مین گیا تھا تا دیر ہوش
اُسکے بجا نہ تھے جب سر کا چکر مٹا اُسنے باہر آکر دیکھا کہ ساحرہ اور عیار نہین ہین آگے جو بڑھا اُس عیار
کو پشتارہ بدوش دیکھا خیال کیا کہ اُسنے پھر ملکہ کو پکڑ لیا یہ دیکھکر چاہا کہ سدراہ ہون لیکن غور کیا کہ لشکر
قریب ہے اور اُسکے مددگار زفیل بجانے سے آجائینگے اور تو زخمی بھی ہے سر بر نہو سکے گا بس اب تو یہ سامنے
لقا کے لیجائیگا یکایک تو قتل کریگا نہین تو چلکر اپنے لشکر کے عیارون کو اس حال سے باخبر کر دے
یہ سوچکر کنارے اپنے لشکر کے آیا زفیل عیاری بجائی لشکر مین چالاک انتظام کرتا پھرتا تھا زفیل
سُنکر دوڑا آیا اُسنے سارا ماجرا اُس سے بیان کیا اُسنے کہا تم لشکر مین جاؤ کہ سر تمھارا درد
کرتا ہے مین ملکہ کو لاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اور لشکر حریف مین جب پہونچا ایک جگہ ٹھہرا دیکھا کہ ایک
فراش ہاتھ مین لئے کنول بجھانے کے لیے بارگاہ لقا کیطرف جاتا ہے اُسنے اُسکو پکارا جب وہ قریب آیا

اسنے کہا مین نے تمھین اسلیے بلایا کہ یہان مین کھڑا تھا یہ پڑیا اسجگہ پڑی تھی ایسی اسمین دوا خوشبو کی ہی کہ دماغ معطر ہوا جاتا ہے ذرا دیکھو تو کہ کیا ہی وہ بیچارہ سمجھا کہ یہ بھی کوئی لشکر کا آدمی ہے واقعی کوئی چیز پائی ہوگی پس پڑیا لیکر دیکھی اسمین خاک بیہوشی تھی وہ اسکی خوشبو سے ہاتھ مین پڑیا لیتے ہی بیہوش ہو گیا اسنے اسکا پیرہن لیا اور اسکی ایسی صورت بنکر لیکر بارگاہ لقا مین آیا جو کنول قریب تخت کے دیکھا اسکو نے لگا کر بجھا دیا روشنی کا انتظام کرنے لگا اس عرصہ مین گلگون اپنے خیمہ مین پہلے گیا ایک صندوق مین بہارہ کو بند کر کے اپنے ایک شاگرد نیرنگ تیز رفتار نام کو بلا کر وہ صندوق سپرد کیا اور کہا جب مین طلب کرون اسوقت بارگاہ مین تو اسکو لانا یکایک اسکو لیجانا اچھا نہین موقع ومحل دیکھکر مین طلب کرونگا یا سر اسکا مانگونگا اب جاکر استمزاج خداوند لیتا ہون یہ کہکر بارگاہ مین آیا اپنی جگہ پر بیٹھا ہنوز کچھ کہنے نپایا تھا کہ ہلکارے مجرا گاہ پر آکر کھڑے ہوئے اور بعد بددعا دہی آستان مرتد خدا کے عرض رسا تھے کہ ناہید فولادبدن نام کوہستان کے ممالک مین سی ایک ملک کا بادشاہ با فوج گران حضور کی مدد کو آیا ہی داخل لشکر ہوا چاہتا ہی ناہید کا نام سنکر منصور نے کہا یا خداوند اب حمزہ بیشک مارا جائیگا یہ بادشاہ بسا زبردست ہی سولہ سوا سو من کی زنجیر آہنی سے کمر باندھتا ہی ہم کوہیون مین اب اسکا جواب دینے والا کوئی نہین لقا یہ کلمات سنکر بہت خوش ہوا کہا قدرت نے اسی لئے اسکو بلوایا ہی کہ وہ اہل اسلام کو گوشمالی دے اسنے تو یہ کہا لیکن بختیارک ہنسا اور گویا ہوا کہ بادشاہ جسکے تم ثنا خوان ہو گیا سمندون دیو سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہی یہ سمجھو کہ اسکی قضا کشان کشان یہان لائی ہے لقا نے یہ سنکر اسکو گھرکا او شیطان کیا بکتا ہے اور حکم دیا کہ لوگ بہر استقبال جائین سب کوہی پیشوائی کو گئے راہ مین اس سے ملے لشکر اسکے ساتھ چالیس ہزار کوہی کا تھا اسکو اتروایا پھر اسکو بتعظیم تمام بارگاہ مین لائے چالاک نے بھی اسکو دیکھا کہ ایک کوہ قامت انسان دیو صورت ہی واقعی بڑا زبردست ہے کہ نظم

سیہ رو بدگہر ظالم ستمگار ۔ خدا نا ترس بدطینت دل آزار
بدن پر سر بشکل کوہ پیدا ۔ زبان تیرہ مگر بیہودہ گو یا +
لبان خوک دندان بد اسلوب ۔ کبھی منھ سے نہ کہتا وہ سخن خوب
برہنہ سر سے پا تک مثل شمشیر ۔ بدن کے رونگٹے جیسے سر تیر
گلو کا پوست خم کیطرح لٹکا + ۔ دم رفتار دے زانو کو جھٹکا

سرین دو کوہ خارا ساق شہتیر | کمر مین تھی کئی سو من کی زنجیر

اُس دیوصورت نے خداوند کو سجدہ کیا نذر دی لقا نے بخندہ پیشانی خلعت اُسکو دیا اور کہا ہماری رحمت دمبدم تجھپر نازل رہیگی اور پیغمبری ہماری ملیگی غرضکہ بعد اِسکے بیٹھنے کے گلگون نے کہا یا خداوند پیغمبری مجھے بھی دیجیے کہ مین آپکی مدعیہ یعنی بہار ساحرہ کو پکڑ لایا ہون اُسکو قتل فرمایئے منصور نے کہا اب پھر آفت آیا چاہتی ہے بختیارک نے وہین تمنے سر کاٹ لیا ہوتا اُسنے سب روداد بیان کی کہ اِسطرح عیار سے لڑائی ہوئی مجھکو سر کاٹنے کا موقع نہین ملا اپنے خیمہ مین اِس طریق سے قید کرایا ہون شیطان گویا ہوا کہ بس اب خبر نہوا اپنے خیمہ مین رہنے دو جب موقع دیکھنا سناٹے مین سر کاٹ لینا جلدی نکرو گلگون اِس کلام سے خاموش ہو رہا لیکن چالاک نے سارا حال سُنا یہان تو گویہی کی خاطر و مدارات ہونے لگی دور شراب چلنے لگا مگر چالاک ایک فراش کو نے دیکر کہ بھائی مین رفع ضرورت کر آؤن تم جبتک کام کرو یہ کہکر باہر آیا اور ایک گوشے مین ٹھہر کر صورت تو بدلے تھا ہی فراش سے اب قطع اپنی خدمتگار کی بنالی اور جلد خیمہ گلگون مین گیا یہان نیرنگ صندوق کا پہرا دے رہا تھا اور بنا بر احتیاط کسی اور عیار کو بھی آنے نہ دیا تھا کہ یہ پہونچا کہا لاؤ قید ساحرہ گلگون نے طلب فرمائی ہے اُسنے کہا اچھا ٹھہرو ہیے چلتا ہون چالاک اُسکے پاس جا کر ٹھہرا کہا پیاسے ہین پہلے ذرا سا پانی پلادو اُسنے کہا ابھی یہ کہکر سبودان پر گھڑا رکھا اُسمین سے پانی لینے وہ گیا اتنے عرصے مین سفوف بیہوشی مُنہ مین رکھ لیا جب اُسنے گلاس لا کر دیا اُسنے ہاتھ سے لیکر قریب دہن کیا اور اسطرح مُنہ سے لگایا کہ جیسے ایک گھونٹ پیتے ہین بس فوراً مُنہ سے گلاس ہٹا کر پھریری لی اور کہا بھائی تمنے اِسمین کچھ ملا دیا پانی کڑوا ہی اُسنے قسم کھائی کہ نہین تمھارے لیے ہم ایسا کرین گے ہرچند کہ ہم عیار ہین مگر گھر والون کے لیے تھوڑے ہین اُسنے کہا اگر کچھ نہین ملایا تو ایک گھونٹ اِس پانی کا پیو تو سہی اُسنے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر وہ سارا گلاس آپ پی گیا چالاک نے منہ سے گلاس لگاتے وقت بیہوشی تو ملا ہی دی تھی جب اُسنے وہ پانی پیا کہا مین آپ کو اور پانی لائے دیتا ہون یہ کہکر چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا چالاک نے قفل صندوق وا کیا ملکہ بہار کو نکالا سوزن سے سوزن نکالکر ہوشیار کیا اور سب حال کہا ملکہ نے کہا کیا کہون امیر نے منع کر دیا ہی ورنہ ابکی اِس بوڑھے بیچھ لقا کو وہ ذلت دیتی کہ یاد ہی کرتا چالاک نے کہا اب تم کوئی طائر بنکر روے ہوا سے تماشا دیکھو مین عیاری

کرتا ہون بہار چاہتی تھی کہ جائے اِسنے کسوت عیاری سے ملکہ کو زنانے کپڑے نکال کر دیئے کہ
تم یہ پہنو اور اپنا لباس مجھے اُتار دو ملکہ نے الگ خیمہ مین جا کر لباس بدلا اور لا کر اسکے حوالے کیا
آپ اُدھر چلی گئی اور رونے ہوا پر ٹھہر کر حال بارگاہ لقا دیکھنے لگی یہان چالاک نے نیرنگ کو بصورت
بہار بنایا وہی لباس پہنایا آپ صورت نیرنگ کی بنا اُسکو صندوق مین بند کر دیا زبان بھی چھید دی
سب درستی کر کے منتظر طلب بیٹھا بارگاہ مین جب زیادہ رات گئی بختیارک نے خادم و فراش
وغیرہ سبکو ہٹا دیا اور تخلیہ بخوبی کر کے نیرنگ سے کہلا بھیجا کہ بہار کو لائے نیرنگ نقلی بموجب حکم
چند آدمیون سے صندوق اٹھوا کر لایا اور حسب الحکم ستون بارگاہ سے باندھا جلاد کو طلب کیا اور بہار
نقلی کو ہوشیار کیا اُسکی آنکھ کھلی منتین اشارے سے کرنے لگا اور اشارے سے تبلاتا تھا کہ مین نیرنگ
ہون کسی نے بھی اُسکی فریاد نہ سنی اور کہا یہ لائق رحم نہین ہے اپنے بچنے کے لیے منت کرتی ہے غرضکہ
جب جلاد تین حکم پوچھ چکا اور آمادہ قتل ہوا اُسوقت چالاک کو نیرنگ کے حال پر رحم آگیا جلاد سے
کہا ٹھہر جاؤ توقف پذیر ہوا اِسنے پکار کر کہا کہ اے گلگون عیاری بڑی مشکل ہے یہ فن ہر ایک
کو نہین آتا دیکھ یہ تیرا شاگرد نیرنگ ہے جسکو تو قتل کرواتا ہے ملکہ بہار کو کون قتل کر سکتا ہے منم
چالاک بن عمرو یہ کہکر زبان نیرنگ سے سوزن نکال لیا اور کمند جس سے وہ بندھا تھا خنجر سے
کاٹ دی اہل بارگاہ آفرین خوان ہوئے کہ کیا جوان مرد ہین لاکھون مین اکیلے کھڑے ہین اور
دشمن پر احسان کرتے ہین سب تو تعریف کر رہے تھے لیکن گلگون دل مین جل رہا تھا کہ اسنے
مجھکو بہت ذلیل کیا ہے آخر اُسکو تاب نہ رہی تعریف کرتا اُٹھا کہ واقعی آپ کا مثل نہین مین تو آپکا
غلام ہوا یہ کہکر پاؤن پر گرا چالاک نے چاہا سر اُسکا اُٹھا کر سینے سے لگائے اُسنے دونون پاؤن
پکڑ کر جھٹکا مارا کہ چالاک گرا مگر گرتے گرتے خنجر اُسنے بھی کھینچا اور اُسپر وار کیا گلگون نے پاؤن
چھوڑ دیئے اور شاگردون کو پکارا کہ لینا جانے نپائے نیرنگ جسکو اِسنے کھول دیا وہ برابر کھڑا
تھا جب تک چالاک سنبھلے سنبھلے اُسنے کمند ماری چالاک نے خنجر سے حلقے کاٹے اور لوٹ مار کر
دربارگاہ کیطرف چلا اُسوقت ہزار ہا کمند پڑنے لگی اور طناب ہائے بارگاہ مین اُلجھا مگر جو قریب آگیا
اُسنے بھی پاؤن اُسکی اڑا دیے اُسوقت نیرنگ اُسکے پہلو پر آگیا کمند مارا چاہتا تھا کہ اسنے اسکا پاؤن
پکڑ کر کھینچ لیا جب وہ گرا اسنے ایک طمانچہ اُسکے مارا مگر وہ لوٹ مار کر الگ ہوا اور اُٹھا دل سے کہا کہ

عیاران لشکر اسلام ہیشک اپنا مثل نہین رکھتے اور سوا اسکے یہ تیرا جان بخش ہے اُستاد تیرا قتل ہی کرچکا
تھا اِسنے جان بچائی اِسکی اطاعت کرنا لازم ہے کہ بیت مجھے لازم ہے اِسکے ساتھ مرنا کہ یہ جان بخش اور
محسن ہے میرا دل سے یہ تجویز کرکے خنجر کھینچکر گلگون پر جا پڑا اور پکارا کہ اے چالاک مین تیرا غلام ہون
میری خطا کو معاف کرنا یہ کہکر لڑنے لگا چالاک نے سہارا جو پایا اُٹھ کھڑا ہوا لیکن ہزارہا عیار باہر سے
دوڑ آیا تھا سردار بھی لڑنے لگے تھے یہ دونون گھرے ہوئے تھے ہزارون کمندین پڑ گئین تھین آخر گلگون اور
کرسیون مین اُلجھکر گرے اور از روے بلوہ لوگ ٹوٹ پڑے دونون کو پکڑ لیا اِنھون نے بھی بہت کو قتل و
زخمی کیا بختیارک نے کہا اب دیر نکرو مار ہی ڈالو جلاد تو حاضر بہر قتل بہار تھے اُسنے حکم دیا کہ جلد سر اُنکے
اُڑا دین وہ تیغہ کھینچکر چلے نیرنگ نے کہا آپ میرے کلمہ پڑھنے کر گواہ رہیے گا چالاک بیتاب ہو کر دعا
لگا کہ اے دافع ہر رنج و بلا معین بیکسان اِسوقت بدین ہین تیرا ہی آسرا ہے کہ ابیات

دعا کو ہاتھ اُٹھے درگاہ حق مین	پکارا دیر تک جوشش قلق مین
کہ اے خالق نہین کوئی ہمارا	فقط ہے ذات کا تیری سہارا

جلاد تلوار لگایا چاہتے تھے کہ دعا اِنکی مستجاب ہوئی یعنی ملکہ بہار جو بر دے ہوا ٹھہری ہوئی تماشا دیکھ
رہی تھی اُسنے سحر کیا کہ ہاتھ جلادون کے جتنے بلند ہوئے تھے اتنے ہی رہے تیغے چھوٹ کر گرے پھر
ایک بجلی کڑک کر گری کہ جلادون کے ہوئے بختیارک نے یہ حال دیکھکر کہا یا خداوند جلد بھاگیے
کہ آفت آئی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساحرہ جسنے ناچ نچایا تھا پھر آگئی یہ کہہ رہا تھا کہ ایک پرچھائین پیدا
ہوئی اور اُسنے ایک دھول سر پر لگائی رفیدہ اُسکا گرا اِسنے رفیدہ بھی نہ اُٹھایا اور دوڑ کر قدم
چالاک کے گرا کہ مرشد نادے بچائیے دھول دھپا شروع ہو گیا ہے اب جوتی کاری ہوا چاہتی ہے یہ تیر نصیحت
پذیر تھا کہ بجلی بنکر ملکہ گری اور دونون عیارون کو اُٹھا لیگئی بجلی گرتے ہی سب عیار باہر بارگاہ
بھاگ گئے اور لقا بھی تخت کے نیچے جا کر چھپا جو جو بہادر تھے وہ حیرت سے پاگل تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے
ناہید بھی حیران تھا کہ یہ کیسا خداوند ہے جو جان چھپاتا ہے اِسی ہنگامہ مین ایک آواز آئی کہ اے خرس صحرائی
مرتدی اگر امیر کی ممانعت نہوتی تو اسوقت اپنی کیفیت تو دیکھتا کہ کیا حال تیرا مین بناتی یہ آواز سنکر بختیارک
کو اطمینان ہوا کہ اب آفت آ چکی یہ صلوٰۃ پڑھتا ہوا اُٹھا لقا بھی تخت کے نیچے سے نکلا لیکن حکم دیا کہ رات
زیادہ آئی ہے دربار برخاست ہو سب اپنے اپنے خیمون مین آئے اُدھر ملکہ مذکورہ نے ایک پہاڑ

پر لیجا کر عیارون کو اُتارا اتنی رات ذکر و اذکار طلسم مین بسر ہوئی نیرنگ نے حال کوہستان کا بیان کیا اور کہا ہمارے ملک گلگونیہ کوہ سے جو آگے بڑھے تو ایک بیابان ملتا ہی سامنے بیابان درہ کوہ ہے اُس درے کے سامنے ایک خیمہ کھڑا ہے اُسمین نقابدار رہتا ہے اُس درے سے جو گذرے تو سیدھا طلسم ہوش ربا مین پہونچے مگر وہ نقابدار نہین جانے دیتا ہی بہار نے کہا میرا بھی قصد ہو کہ ادھر ہی جاؤن یا تو نقابدار کو مارون یا وہ مجھکو گرفتار کرکے بادشاہ طلسم پاس بھیجدے وہان میرے ہمراہی چھڑا لینگے غرضکہ یہ باتین کرتے کرتے جب وہ وقت آیا کہ طلسم شب لوح آفتاب سے ٹوٹا اور عالم پرنیرنگ مین بہار سحر نے داخلہ کیا کہ بمقتضاے ابیات

	بیٹھین کچھ کواکب کی نگاہین سفیدی منھ پہ مشتاقون کے آئی		نظر آنے لگین آنکھو کو راہین نظر مین پھر گئی شکل جدائی	

ملکہ بہار نے تخت سحر تیار کیا اور چالاک سے کہا خدا حافظ و ناصر ہماری جانب سے شاہ اسلام کو سلام شوق کہدینا یہ کہکر روانہ ہوئی عیار دونون اپنے لشکر مین آئے بادشاہ نے برآمد ہوکر جلوس فرمایا امیر و سردار زیب دہ کرسی و دنگل ہوئے نیرنگ نے آکر نذر دی خلعت اُسکو ملا اُکفاف مقرر ہوا عیارون مین شامل کیا گیا اسطرف لقا بھی تخت نکبت پر بیٹھا سلیمان نے سب کو سہیون کو بی اعتقاد دیکھکر سمجھایا کہ خداوند رحیم بہت ہین ذرا سی بات مین چھپنے لگتے ہین اپنی تقدیر قہرناک سے آپ ہی ڈر جاتے ہین کہ مجھ سے غضبناک تقدیر ہوگئی ہی ایسا نہو زیادہ تیزی دکھائے غرضکہ سب کو سہیون دیو نے آکر سجدہ کیا اور دربار گرم ہوا اُسوقت بصلاح سلیمان نے ایک نامہ تہدید و عتاب شاہ افراسیاب کو لقا کیطرف سے لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ ای شاہ نخوت پناہ تو نے کس بھروسے پر ہمکو ٹھہرایا ہے جو ساحر کہ تو نے آجتک بھیجے یہان مارے گئے ایسا کوئی ساحر نہ آیا جس سے کچھ مطلب نکلتا اُسپر طرہ یہ ہوا کہ تیرے طلسم کے ساحر یہان آتے ہین اور ہمپر سحر کرتے ہین چنانچہ بہار ساحرہ نے آکر ایسی کچھ آفت برپا کی کہ وہ حال قابل تحریر نہین اب وہ ساحرہ جانب طلسم آتی ہی جلد اسکا سر کاٹکر روانہ کر یہ نامہ حسب دستور پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ پیدا ہوکر نامہ لیگیا شاہ طلسم باغ سیب مین سریر حکومت پر جلوہ گر تھا اور ہلور چہاردست کو مقابلے کے لیے ساحر بھیجنے کی فکر کرتا تھا کہ پنجہ نے نامہ پہونچایا پڑھکر منشی کو حکم دیا کہ جلد چند حکمنامے لکھے ایک بادشاہ کوہ نیلم کے نام اور ایک شاہ طلسم

ہزار برج کے نام اور ایک بادشاہ طلسم گوہر کے نام اور چند نامے ان بادشاہون کے نام جو طلسم آئینہ
اور نرگس کوہ سے ادھر سرحد طلسم دیے ہوئے ہین لکھے جائین مضمون یہ ہو کہ بہار جادو بادولت
کی عزیز ہے مگر منحرف ہوگئی ہے وہ قلعہ کوہ عقیق سے پھری ہوئی آتی ہے سوائے ان راہون کے اور کسی
طرف سے داخل طلسم ہوسکیگی پس اپنے اپنے ملک مین گرد آور مقرر کرو اور دیکھتے ہی ہمارے حکمنامے
کے شہر مین منادی کرادو اضلاع مین ملک مین نامے بھیجدو کہ جہان کہین ساحرہ مذکور ملے
گرفتار کیجائے اور خداوند پاس یا ہمارے پاس بھیجکر نیکنامی حاصل کرو تاکید بلیغ جانو چنانچہ حسب
فرمان منشی طلسم نے حکمنامے اور شقے وغیرہ لکھکر مہر بادشاہی ثبت کی اور روبرو بادشاہ حاضر کیے
شاہ طلسم نے وہ نامے پنجہ ہائے سحر کے ہاتھ روانہ فرمائے جب شاہان سرحد دار طلسم کو وہ نامے پہونچے موجب
تحریر سرکار بند ہوئے حلیہ بہار کا جاری کیا اشتہار ہر جگہ چسپان ہوئے گرد آور مخبر ہر جگہ مقرر کیے گئے اسی
طرح جب نامہ کوہ نیلم پر پہونچا نیلم جادو بھی متلاشی ملکہ مذکورہ ہوا بارہ ہزار ساحر اپنے پاس رکھتا ہے انکو
حکم تلاش دیا یہان تو یہ بندوبست ہے لیکن افراسیاب نے بعد بھیجنے نامون کی سحر پڑھکر دستک دی بعد
کچھ دیر کے آندھی آئی زمانہ بالکل سیاہ ہوگیا اور بجلی بڑے زور و شور سے چمکی پھر جو روشنی ہوئی ایک
ساحر قوی و زبردست توان کو سامنے کھڑے دیکھا اسنے بادشاہ کو تسلیم کی نذر دی شاہ نے
کہا اے مدہوش کوہ پیکر قوی جسم جادو تمھین اسلیے مین نے بلایا ہے کہ خداوند کی مدد کو قلعہ عقیق
مین جاؤ مگر نیلم کوہ کیطرف سے جانا کہ اودھر کی سرحدین بالکل کمزور ہین اندر طلسم کے بھی ساحر کم
رہتے ہین اور بیرون طلسم جو کوہستان ہے مثل قلعہ گلگفامیہ و قرطاس کوہ و نرگس کوہ و طلسم آئینہ انکے
حاکم بعض خداوندین جاکر مارے گئے اور بعض ممالک قبضہ مین مسلمانون کے آگئے حاکم
انکے مسلمان ہوگئے چنانچہ اسی راہ سے ملکہ بہار داخل طلسم ہوگی پس کوئی اسکو روک سکیگا
تم اسیطرف سے جانا اگر کہین ملکہ مذکور ملے تو گرفتار کرکے خدمت خداوندین لیتے جانا کہ
اسنے وہان جاکر کچھ بے ادبی کی ہے اور راہ مین ہوشیاری رکھنا کہ دو عیار یعنی قران و برق
بھی اس شاہ کے ساتھ ہین یہ سب ملک کوکب سے راہ بھول کر قلعہ عقیق کوہ مین پہونچے ہین اور
بھٹکتے پھرتے ہین یہ کہکر ایک قہقہہ مارا اور اپنے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ اس مرد صحرائی
کوکب کی لیاقت دیکھی اتنا اس سے نہو سکا کہ بیچارے عیارونکو انکے مقام تک پہونچا دیتا اسیطرح مدد

گھر کی بھی کریگا کہ عین وقت صعب پر وہین بلا مین چھوڑ دیگا سب اہل دربار تائید کلام مین مصروف ہوئے اور اُسنے خلعت رخصت مدہوش کو عنایت کیا وہ رخصت ہوکر اپنے مقام پر آیا چوبیس ۲۴ ہزار ساحر درست کرکے اژدر آتش بار پر بیٹھکر روانہ ہوا اور بعد قطع منازل و طے مراحل قریب نیلم کوہ پہونچا قلعۂ نیلم مین نہ گیا قریب ایک پہاڑ کے مقام کیا اسلیے کہ اب آگے سرحد طلسم تمام ہی شاید بہار آتجھ سے پہلے آگئی ہو تو بُرا ہوگا تو آگے بڑھ جائیگا وہ طلسم مین داخل ہو جائیگی حکم شاہ مین فتور آئیگا غرضکہ بانتظار بہار وہ یہان اُترا اور بہار بھی تخت سحر اُڑاتے بفراست مرحلہ جات طلسم کی راہ چھوڑتی ہوئی پہلے شہر گلفام مین آئی وہان سے بہت جلد گذر کر صحرائے طلسم آئینہ سے ہوتی ہوئی قریب نیلم کوہ پہونچی اور ازبسکہ سحر پارے گران بار خاطر تھی اشک ریز ہر قدم پر آئی تھی جہان کہین صحراے سبزہ زار دیکھتی سودائے عشق شور کرتا مجنون کردار یہ لیلی عذار وہان ٹھہرتی اور یاد جانان مین شعر عاشقانہ پڑھتی پھر وہان سے آگے بڑھتی جب اس سرحد مین پہونچی ایک صحرائے پر فضا و سبز و خورم مین ٹھہر کر بہار لالہ و گل دیکھنی لگی اور دل بھر آنے سے زار زار ابر کیطرح گریان ہوئی مگر طرفہ ماجرا سُنیے کہ جب سے دونون عیار اور کنیزین ساتھ سے اس غزال صحرائے رعنائی کی چھوٹ گئین تھین چنانچہ عیار صورت بدلے الگ الگ ہر دیار و ملک مین آزاد پھرے کہین راہ قلعۂ کوہ عقیق نپائی غرضکہ صحرائے گلفام مین جب آئی معلوم ہوا کہ یہان کا مالک ایک ساحرہ بہار نام کو پکڑ لیگیا ہے نذر خداوند کو دیگا یہ حال سُنکر عیارون کو یاس ہوئی اور اس فکر مین ہوئے کہ کوئی ادھر جاتا ہو خداوند پاس تو اُسکے ساتھ ہولین اسی فکر مین قران ایک جانب اور برق ایک جانب روانہ ہوا اور برق رفتہ رفتہ کوہ نیلم مین پہونچا اور اسنے دُور سے دیکھا کہ کوہ مین ایک لشکر اُترا ہی ازبسکہ یہ ساحرہ تو بنا ہوا تھا ہی ایک آدھ سے جو حال پوچھا معلوم ہوا کہ مدہوش بہر امداد خداوند جاتا ہی اُسنے یہ سُنکر تصور کیا کہ اسکے ساتھ چلو پس آگے بڑھکر اس تجویز مین ہوا کہ اس لشکر مین کسیکی ایسی صورت بننا چاہیے اسی سوچ مین بارگاہ مدہوش کے قریب آیا دہ سیر وغیرہ کرکے بارگاہ مین ابھی گیا تھا چاکر گھوڑا اُسکا ٹہلا رہا تھا برق نے سائیس کو اشارے سے بُلایا سائیس گھوڑا لیے اسکے پاس آیا اسنے کہا بھائی گھوڑے کو بڑھائیے یوہن میرے ساتھ چلے آو بڑی ضرور کا کام ہے ہی غرضکہ کچھ دور لاکے اُس سے کہا کہ مین ملازم نیلم شاہ مالک اس قلعہ کا ہون اُنکو ایک چاکر اچھا

چاہیے سو روپیہ کی تنخواہ دینگے لیکن سائیس لائق ہو چاکر نے کہا لائق کسکو کہتے ہین اُسنے کہا سب
کام جو گھوڑے کے لیے مناسب ہین جانتا ہو چاکر نے کہا یون تو سائیسی علم دریا وہی اسکی تھاہ کون
پاسکتا ہے لیکن مین بھی بہت کچھ جانتا ہون برق نے کہا بھلا کیا جانتے ہو یہ دوا تو بیچا تو بتلاؤ تو کیس
کام مین آتی ہے پہلے مین دیکھائی ہے یا یون ہی سائیس نے دوا ہاتھ مین لی سونگھی رنگت دیکھا چاہتا
تھا کہ چھینکے لیکن بیہوش ہوگیا برق اُسکو گھوڑے کی باگ تھانبے اکیلے مین آیا اور اُسکی ایسی صورت
بنکر کپڑے اُسکے پہنکر گھوڑا لیکر لشکر مین آیا اور ٹہلانے لگا اس عرصے مین گھسیارے نے ایک اسپ کے
نیچے گھاس کا گٹھا کھولا اور چلتے وقت کہتا گیا کہ صاحب گھاس ڈالے جاتا ہون برق سمجھا کہ اس
گھوڑے کا تھان یہی ہے غرضکہ گھوڑا لیجاکر تھان پر باندھا اور آپ بستر پر جاکر کے بیٹھا تھا کہ چوبدار نے
آکر پکارا کہ ای ملازمان لشکر جائزہ دینے چلو یہ سنکر اسنے اپنے دل مین کہا کہ تونے غلطی کی جو اُس چاکر کا نام
نہ پوچھ لیا اب جائزہ مین کیا نام بتائیگا اسی فکر مین خیال کیا کہ سب جائین تو نہ جا آپ ہی نام پکارا جائیگا
یہ تجویز کرکے بیٹھا رہا اتفاق سے جب اور چاکر جانے لگے اس سے گویا ہوئے کہ میان مدھ ماتے تم جائزے
کو نجاؤگے اسنے کہا تم چلو مین آتا ہون پس بعد لحہ اُٹھکر چلا یہان بموجب فہمائش افراسیاب بخوف
عیاران مدہوش نے سحر کا جائزہ مقرر کیا ہے یعنی ہر ایک کا نام دن بھر مین تین بار پکارا جاتا ہی اسلیے
کہ غیر شخص لشکر مین نرہے چنانچہ برق ایک بلندی کیطرف بارگاہ بادشاہی کے آیا دیکھا کہ ایک محرر بیٹھا
ہے فرد زمین آگے رکھی ہین اسم نویسی پر جائزہ دیا جاتا ہی مدہوش بھی کرسی پر بیٹھا ہی جسکا نام پکارا
جاتا ہی حاضر کہکر سامنے جاتا ہے آخر مدھ ماتے کا نام بھی پکارا گیا برق سامنے گیا اور کہا اصلی نام میرا
برق فرنگی عیار ہے تمہارے سائیس کو بیہوش کرکے مدھ ماتے بنا ہون مدہوش یہ سنکر
ہنسا اور سامنے بلا کر پوچھا کہ کیونکر آنا ہوا اسنے کوکب کے یہان سے پھر کر آنا سب حال بیان کیا
اُسنے کہا نے بہت اچھا کیا جو چلے آئے تمہارا گھر ہے آؤ خیمہ مین چلو یہ کہکر جائزہ موقوف کرکے اندر بارگاہ
کے برق کو لیگیا کہا اپنی اصلی صورت بناؤ اسنے اصل شکل بنائی اُسنے ایک قفس آہنی منگا کر کہا جا
اِس پنجرے مین بیٹھو برق پنجرے مین جا بیٹھا اُسنے قفل لگادیا اور چار ساحر زبردست بلا کر وہ
قفس انکی حوالے کیا اور سحر اُتار لیا اب برق کو ہوش آیا دل سے کہا یہ کیا تو نے حماقت کی کہ اپنا نام بتا
بتاکر مبتلائے بلا ہوا پھر خیال کیا کہ تو آپ مین نہ تھا خیر جو ہوا وہ ہوا اب کچھ فکر کر یہ سوچ کر چپ

ہو رہا ادھر تو یہ قید ہوا اسطرف صحرائے فرخناک مین ملکہ بہار جو آکر ٹھہری تھی اور فراق بادشاہ اسلام
مین بیتابی کر رہی تھی ازبسکہ جابجا ساحر طائر اُسکے تجسس مین تھے اُنھون نے جاکر بادشاہ
کوہ نیلم سے حال عرض کیا کہ بہار قریب قلعہ جو دشت ہے وہان بیٹھی ہے یہ خبر سُنتے ہی اُسنے حکم تیاری
لشکر دیا نفیر سحر بجی بارہ ہزار ساحر مسلح و مکمل ہوکر طائران سحر پر سوار ہوکر چلے آگے آگے نیلم جادو اژدر
پر سوار اسباب سحر سازی لیے بصد ہیبت اسی دشت کے قریب پہونچا کہ جہان ملکہ کو فوج کنیز بہار گھیرے
تھی چنانچہ اُسنے آتے ہی چارطرف سے گھیر لیا بہار نے جب محاصرہ کرتے فوج کو دیکھا سنبھلکر کھڑی ہوئی
اور کچھ سحر پڑھ دستک دی کہ ابر سیاہ ظاہر ہوکر سارے لشکر پر اُسکے محیط ہوا کارپردازان سلطنت
جو نیلم کے ساتھ تھے اُنھون نے عرض کیا کہ اے شاہ یہ ساحرہ بہن ملکہ حیرت کی ہے اور بے نظیر جادوگرنی ہے
یہ سحر جو اِسنے کیا ہے اِس سے بہار پیدا ہوگی سارا لشکر دیوانہ ہو جائیگا پس لازم ہے کہ باآشتی اِس سے پیش آئیے اور
مکر سے قید کیجیے یہ رائے اُسکو پسند آئی اور اپنے اژدرے سے اُتر کر قریب ملکہ جاکر سلام کیا اور کہا مین تو آپسے
ملنے آیا تھا آپ ناحق آمادہ بہ فساد ہین ملکہ نے کہا مین بھی یہی چاہتی ہون کہ کوئی شخص شہنشاہ سے خطا
میری معاف کرادے اِسنے کہا آپ میرے غریب خانہ مین قدم رنجہ فرمائیے مین آپکو خدمت بادشاہ
مین لیچلونگا بہار اپنے دل مین سوچی کہ سحر سے تو یہ سب مغلوب ہو جائینگے مگر ازروئے بلوہ کی اگر یکبارگی ملکر
لپٹ جائین تو گرفتار کر لینگے پس یہ مجھسے مکر کرتا ہے تو اس سے مکر کر اِسکے ساتھ جا رات کو یہان
سے نکل چلنا یہ سوچکر کہا اچھا لشکر اپنا ہٹا دو تو مین تمھارے چلون اِسنے لشکر رخصت کر دیا اور ملکہ کو
تخت پر بٹھاکر قلعہ مین لایا قلعہ نہایت آباد و آراستہ صاف مکانات عمدہ مسکن سامری پرستان جابجا
مندر بنے تصویرین لگا اور بنے دوسو خداؤن کی رکھین خلقت اُنکی پرستش کرتی دکانین کھلین
گرم بازاری ہر طرح کی ہوتی مختصر یہ کہ ملکہ سیر دیکھتی داخل ایوان شاہی ہوئی یہان تخت شاہی گستردہ بچھا
فرش لگے وہ جگہ پیراستہ ارکین دولت حاضر تھے ملکہ کو لاکر اُسنے تخت شاہی پر بٹھایا ساقیان سیمین ساق
حاضر ہوئے نازنینان ماہ تمثال طوائفان صاحب حسن و جمال آکر گانے ناچنے لگین نیلم نے جام زر
اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا ملکہ نے فرمایا کہ کسل راہ رکھتی ہون شراب نہ پیون گی اسنے عرض کیا کہ حضور میرے
باغ مین چلکر آرام کرین یہ کہکر اُسی ایوان کی پُشت پر دروازہ لگا تھا اُسکو وا کرکے ملکہ کو لایا یہان
باغ پُرفضا گل و بار سے لدا بہار افزا بنا تھا کہ ہر گل پر جسکے بلبلون نے بہار جان کو صدقے کیا تھا ہیچ پایہ رنگ

بارہ دری باتعمیر تھی واقعی بے نظیر تھی دنیا کے تکلفات اُسمین مہیا پردے زربفتی پڑے چھپرکھٹ مرصع کار بچھے نظم

بچھے تھے ہر طرف قالین خوش رنگ ۔ پلنگ ایسے کہ جی ہو دیکھکر دنگ
مسہری پر ادھنچے خوب براق ۔ لبالب ساغر و مینا سے ہر طاق

ملکہ آکر پلنگ پر لیٹی اور خیال صحبت بادشاہ جو آیا دل بے اختیار بھر آیا ساغر چشم تہ آب اشک حسرت ملو ہوگئے دل سے شاکی ہوئی کہ اے خاطر ناشاد یہ کس بلا مین تو نے پھنسایا بھلا [illegible] نظم

کہانتک قہر بیتابی اُٹھاؤن ۔ شکایت تا زبان کیونکر نہ لاؤن
کہ آخر آدمی ہون ضبط دشوار ۔ عذاب بخت ہے ہر دم مددگار
نہ مونس ہے نہ کوئی مہربان ہے ۔ فقط ہمراہ لطف آسمان ہے

یہ تو اس غم مین لیٹی مگر نیلم اسکی صلاحیت پر سوچا کہ بیشک یہ اپنی قصور پر نادم ہوئی ہی اور اطاعت شاہ جادوان کریگی پس اسکے ملنے سے شاہ طلسم مجھسے بہت خوش ہوگا کہ تو باعث ملاپ کا ہوا ہے سوچکر اسی باغ مین ایک گنبد ہی اور اُسمین ایک پتلا رکھا ہے وہ پتلا مافی الضمیر ہر ایک کا بتلاتا ہی اسنے جاکر اُس پتلے سے پوچھا کہ یہ ساحرہ جو آئی ہے کیا ارادہ رکھتی ہے پتلے نے کہا دل مین اسکے فتور ہے اور وہ کبھی اطاعت بادشاہ طلسم نکرے گی اسنے کہا اگر مین اسکو ملا نہ لاتا تو بڑا کشت و خون ہوتا یہ بڑی بلائے بد ہے اب بیہوشی دیکر اسکو گرفتار کرونگا غرضکہ پتلے سے کھڑا یہ باتین کر رہا تھا کہ وہان بہار نے دیکھا کہ باغ مین سناٹا ہی ابھی تک کوئی کنیز پاؤن دبانے بھی نہین آئی ہی آگے پھر مجمع ہوجائیگا لشکر بھی کمر کھول چکا ہوگا یہان سی تو نکلنا یہ سوچکر اٹھی اور عشق کی ترنگ مین بزور سحر پلنگ سی ایسا سناٹا بھرا کہ پہلے ہی سناٹے مین باغ سے آدھ کوس اڑکر نکلگئی اُدھر پتلے نے نیلم سے کہا کہ تو یہان کھڑا کیا کرتا ہی جلد ہی جا وہ ساحرہ گئی کوس بھر نکلگئی ہوگی یہ سنتے ہی بیتابانہ یہ دوڑا پلنگ پر ملکہ کو نہ پایا اپنے دارالعمارت مین آیا یہان ابھی افسر حاضر تھے کیونکہ ساتھ آئے ہوئے تھے کچھ ایسی دیر نہوئی تھی اُسنے انکو اپنے ساتھ لیا اور ایک افسر سے کہا جلد لشکر تیار کرکے پشت باغ کیطرف جو کوہ و دشت ہیں ادھر آؤ یہ کہکر بزور سحر سب کو لیکر اڑا اور اتنا جلد چلا کہ بہار کو جو دو کوس گئی تھی اسنے جاکر گھیرا اور پکارا کہ اے ملکہ تمنے مجھکو بالکل بیوقوف سمجھ لیا اب کہان جاؤگی یہ کہکر ایک ناریل اسنے مارا وہ ناریل قریب بہار جاکر پھٹا اور اُسمین سے ہزارہا طاؤس نکلکر منقار دراز کرکے جانب ملکہ چلے ملکہ نے سحر پڑھکر آواز دی کہ

ہی صیادان دشت سامری آئ سب نے دیکھا کہ ہزار ہا پتلا ہاتھ مین چھری لیے پیدا ہوا اور طاؤسون کو پکڑ پکڑ کے ذبح کرنا شروع کیا اِس عرصے مین سارا لشکر نیلم کا تیار ہوکر آگیا اور ہزار ہا نارنج و ترنج و ناریل وغیرہ ہر جانب سے پڑنے لگے ابر گھر آئے مار و کژدم و آتش و سنگ و برف وغیرہ ملکہ پر برسنے لگے ملکہ نے دو سے ہوا سے زمین پر اُتر کر ایک دو ہتڑ مارا زمین شق ہوئی اور ایک پریزاد قد مین غیرت شمشاد رفتار سے اُسکی قیامت پیدا چہرہ سے اُسکے آفتاب محشر شرمندہ ادا مین اُسکی جادو غرض بہت خوبرو نظم

عجب صورت اداؤ شوخیون کی
کہ صدقے جسکے ہر ہر ناز بیرحی
کرین ترچھی نگاہین دل کو افگار
بلا کی قہر کی تھی شوخ و طرار
صدا اے الحذر نکلی جگر سے
ملی چتون جو ظالم کی نظر سے

ایک چتر زرین اُسکے ہاتھ مین تھا اُس چتر کا سایہ سر پر اِس بادشاہ حسن کے کیا جتنے آگ پتھر کہ برستے تھے وہ اِس چتر کے قریب آکر اُلٹے پھر جاتے اور لشکر حریف پر جا کر گرتے اور اُس چتر زرین سے شعلے نکلکر سر فلک تک جاتے اور وہان سے تیر شہاب بنکر گرتے فوج نیلم کے جگر و دل کے پار گذرتے ہر چند کہ نیلم مغلوب تھا لیکن جان پر کھیل کر نارنج و ناریل مارتا آگے بڑھا جاتا تھا ہیر ساحرون کے شور مچاتے تھے آندھیون نے عالم تاریک کر دیا تھا ملکہ کھڑی ہنس رہی تھی کوئی حربہ اُسپر کارگر نہوتا تھا اِسی ہنگامے مین دن تمام ہوا چاہتا تھا کہ یہان سے قریب لشکر مدہوش اُترا ہوا ہی کیونکہ مقام پشت قلعۂ نیلم ہی چنانچہ صدائے مبارزان سُنکر اُسنے خبر منگائی ساحر آکر حال دریافت کرکے گئے جب وہ باخبر ہوا اُسکے پاس ایک بیضہ ہے کہ وہ طائران دشت سامری جمشید کے بطن کا ہی چنانچہ اُسی بیضہ کو لیکر یہ سوار ہوا اور لشکر کو افسرون کے حوالے کرکے کہا کہ تم میرے بعد فوج لیکر آنا مین غفلت مین کام اُس ساحرہ کا تمام کرون گا یہ کہکر اُڑا اور جہان ملکہ بہار کھڑی تھی اُسکی پشت کیطرف آیا اور غفلت مین بیضہ اُسکی پیٹھ پہ مارا اور اگر سر پہ ملکہ کے سایۂ چتر نہوتا تو وہ بیضہ سینہ توڑ کر نکلجاتا مگر پیٹھ پر پڑ کر زمین مین سما گیا اور وہ زن سحر جو چتر لیے تھی بیضہ کے پڑتے ہی غائب ہوگئی بہار پر بیہوشی طاری ہوئی غش کھا کر گری مدہوش مع چند ساحرون کے آپڑا اور ملکہ کو گرفتار کر لیا فورًا زبان مین سوزن دیا اور مسحور بہ سحر کرکے نیلم سے ملاقات کی اُسنے بہت تعریف کی کہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو ایسی ساحرہ کو پکڑ لیا اب میرے قلعہ میں چلیے اور دعوت نوش کیجیے اُسنے منظور کیا اور ملکہ کو ہمراہ لیے قلعۂ نیلم مین

آیا ملکہ کو قید شدید مین گرفتار کے زندان مین بھیجا پھر نیلم نے سامان دعوت مہیا کیا نیلم کو بہت پُرفضا مقام ہی سرکوہ پر ہزارہا چشمہ جاری ہین درخت گلہائے خودرو کے لگے ہین طائران خوش نوا چہچہا رہتے ہین پہاڑ پر سیرگاہین نیلم نے بنوائی ہین چہل ستون تعمیر ہین چبوترے لب جو بار بلور کے بنے ہین سبحان اللہ نور کے بنے ہین چارون طرف گلدستے دھرے ہین بعض چبوترے پر بنگلہ صندل کا پڑا ہی بعض پر شمگیرہ جواہر دوز کھچا ہی پہاڑ کا وہ بلند مقام ہوا اُن کے فرحت بخش سناٹے سبزے کا لہلہانا درختون کی گھنی چھاؤن ایک دل کیا ہزارہا مردہ دلون کو یہ کیفیت زندہ کرتی تھی محرور مزاجون کو وہ جگہ خانہ مسیحائی تھی نظم

طلسمی جانور طائر تھے گویا ۔۔۔ دُر یاقوت سے لبریز ہر جا
شجر گل برگ مین تھے سیکڑون رنگ ۔۔۔ نظر آتے تھے ہر شے مین نئے ڈھنگ
فریب فرش رنگین ہر مکان مین ۔۔۔ کبھی ایسی نہ دیکھے تھے جہان نین
کہین الماس کے مینا و ساغر ۔۔۔ طلسمی سیکڑون سامان برابر
گلون کے سب شجر سرسبز و شاداب ۔۔۔ روان گرد اُنکے موج چشمۂ آب

اس مقام فرح بخش پر جلسۂ دعوت مقرر ہوا اور دن تو تمام ہی ہو چکا تھا وہ وقت تھا کہ دامن نور مہر روشن بسان دامن کوہ جو پھیلا ہوا تھا سمٹا اور مثل معشوق بیوفا دامن کش ہوا کہ ابیات

کہ اس اثنا مین سلطان کواکب ۔۔۔ ضیا سے جسکی ہے شان کواکب
قدم فرسا ہوا وہ بہرِ آرام ۔۔۔ نظر آنے لگی کیفیت شام

سرکوہ پر نیلم و مدہوش مع مصاحبین آکر بیٹھے شغل مئخواری کرنے لگے ناچ ہونے لگا کہ ابیات

ہجوم گلعذاران حلقہ زن تھا ۔۔۔ گل اندامون سے گلشن وہ چمن تھا
لیے ہاتھون مین شیشے اور ساغر ۔۔۔ مے گلگون برنگ گل معطر
کوئی غیرت دہ زہرہ بصد ناز ۔۔۔ لیے با حسن و خوبی رقص کا ساز
مہیا تھے رباب و چنگ و دف نے ۔۔۔ روا بے شرع تھا خون رز مے

یہ تو مصروف عیش و عشرت ہین لیکن لشکر مدہوش اسجگہ جہان اترا ہوا تھا پھر گیا ہوشیار ہی آج کی رات زیادہ تر کرنے لگے کہ مالک لشکر مین نہین ہی وہ چار ساحر جنکے پاس برق کا پنجرا ہی در خیمہ پر آ بیٹھے چاندنی رات کی بہار دیکھنے لگے پنجرہ سامنے رکھ لیا برق نے دل سے تجویز کیا کہ اب رہائی

کرنا چاہیے کیونکہ اسنے سب حال اُنھین ساحرون کی زبانی جنگ بہار کا سُنا کہ وہ آپسمین باتین کرتے تھے یہ سنتا تھا غرضکہ اپنے قفس مین کسوت عیاری کھولی کسلیے کہ دست و پا قابو مین تھے پس کسوت عیاری سے دُرج لعل و گوہر و گوہر نکالکر سامنے رکھے اور رونا شروع کیا کہ ہای اے بخت ناکام یہ مال مین نے کس مشقت سے جمع کیا افسوس کہ مین قتل ہونگا اور یہ سب نصیب اعدا ہو جائیگا کبھی اسی گریہ و زاری کی حالت مین آپ ہی آپ کہتا کہ مین مدہوش سے وصیت کر جاؤنگا کہ میرا مال لشکر امیر مین بھیجدینا وہان میرے عیال و اطفال ہین اُنکے کام آئیگا یہ کہتا جاتا اور کسوت سے علاوہ جواہر کے اور ہر قسم کی چیزین یعنی لباس مردانے زنانے زیور وغیرہ نکالتا اور روتا ان چارون ساحرون نے یہ سب کیفیت دیکھی باہم مشورہ کیا کہ اس عیار کے پاس بڑا مال ہے مجرم تو ہو ہی چکا ہے بغیر قتل رہا ہونا اسکا ممکن نہین پس سب مال اس سے لے لو تمام عمر نوکری کی احتیاج نہ رہیگی یہ سوچکر خیال کیا کہ پنجرہ اُٹھا کر لشکر سے درہ کوہ مین لیچلو کہ کوئی اس راز سے ماہر نہو پس یہی کیا کہ قفس اُٹھا کر دشت سنسان مین آئے اور سحر پڑھکر پھونکا کہ قفس کا قفل کھلگیا برق کو باہر نکالکر چاہا کہ سحر سے بحس و حرکت کرکے کسوت عیاری چھین لین برق نے کہا مین تمھارا ارادہ پہچان گیا ہون میرا مال تمنے تجویز کیا ہی مگر تم زبردستی نہ لے سکوگے ہم لوگ عیار ہین اسطرح نہین رکھتے جو ہر ایک گرفتار کرکے چھین لے صد ہا مرتبہ قید ہوتے ہین اور چھوٹتے ہین مگر مال ہمارا نہین جا سکتا انھون نے کہا پھر کہان چھپا دیتا ہی اسنے جواب دیا کہ تمھین کیون بتائین اچھا تمھین مال لینا ہے تو لیلو مگر مجھکو بحس و حرکت نکرو ورنہ مین جب سامنے مالک کے جاؤنگا فریاد کرونگا ساحرے یہ کلام سنکر ڈرے کہ اگر یہ وہان دعوے کریگا ہمسے باز پرس ہوگی خائن اور دزد مشہور ہوکر نہین معلوم کیا حال ہو پس اسکو راضی کرکے لینا چاہیے یہ تجویز کرکے منت پذیر ہوئے کہ بھائی آخر تمسے مال جاتا ہی رہیگا جب مارے جاؤگے جلاد لے لیگا اس سے ہمین کو دیدو برق نے کہا ایک شرط ہی کہ جو کچھ لو اُسکی پانچ حصہ کرو چار حصے تم چارون لو اور ایک حصہ میری اولاد کو بھیجدو انھون نے کہا ہمین منظور ہی اسنے کسوت اُنکے سامنے رکھدی کہا کھولو چارون نے واکی اسمین سے کمندین اور مٹھائی اور لباس وغیرہ نکلنے لگا اور عنبر ہر قسم کی رنگ طرح طرح کی نکلنے غرضکہ بعد ان چیزون کی تھیلیان سب اشرفی کی اور دُرج جواہر کے نکلے موتیون کی ہار تاج مرصع نگار کلاہ زرتار سب نکالکر علیحدہ رکھی برق نے کہا تمنے اتنا مال پایا لیکن ایک چیز ایسی عمدہ ہی کہ وہ ہفت اقلیم کو اپنی بہا کے آگے سستا جانتی ہم اسکو نہ پایا

سب نے پھر التجا کی کہ اپنی مہربانی سے وہ بھی عنایت فرمائیے برق دل مین کہتا ہی کہ کیا اپنے باپ کا مال اُنھون نے مقرر کیا ہی کہ سب مانگتے ہین غرضکہ اُسنے کہا خیر وہ بھی تمھین دونگا لیکن کل سے بھوکا ہون یہ میوہ مٹھائی جو نکلی ہے مجھے دو کہ کھاؤن اور جام شراب پیون تا حواس میرے بجا ہون اُنھون نے کہا کیا مضائقہ ہی لیلو اُسنے کہا پھر تم بھی کھاؤ اور شراب پیو تو مین بھی کھاؤن اُنھون نے کہا ایسا نہو کہ اسمین کچھ دغا ہو اسنے جواب دیا کہ جب پہلے مین کھاتا ہون تو کیا اندیشہ ہی ہان بیہوشی اِن سب چیزون مین ملی ہو اُسکی یہ تدبیر دفع کی ہی یہ کہکر اُسی کسوت سے ایک شیشی نکالی اسمین ایک دوا مثل روغن سُرخ بسان خون تھی کہا کوئی کیسی ہی بیہوشی کھائے ہو اگر اس شیشے کو سونگھے بیہوشی اتر جائے اور تاثیر نکرے پس مٹھائی کھاؤ اور یہ سونگھ لو یہ کہکر آپ تو حال اپنی کسوت کا جانتا تھا جس بوتل مین کہ شراب سادی تھی اُسمین سے ایک جام بھر کر آپ پیا اور ایک ایک جام اُنکو دیا کہ لو پیو انھون نے جب اُسکو پہلے پلوا لیا پھر کیا تامل تھا آپ بھی پیا اُسنے کہا یہ شیشی سونگھ لو نہین بیہوش ہو جاؤگے اُنھون نے جلد شیشی سونگھی سونگھتے ہی نشہ بیہوشی ہوا آپسمین لڑنے لگے کہ یہ موتی ہم لینگے ایک نے کہا اس لعل کے لیے اُس شخص کا باپ کہ مرا ہی کہ اِسطرح کا لعل جہان ملے یہ چھوڑنا دوسرے نے کہا یہ سب مال اِس شخص کے دادا کا ہی یہ عیار لایا ہی وہ تو اِس رنگ مین تھے اور برق نے کسوت کا اسباب سمیٹکر باندھا اس عرصہ مین وہ بیہوش ہو گئے اِسنے چارون کی سر کاٹ ڈالے بیرون نے غل مچایا ہنگامہ ہوا مگر وہ مقام لشکر سے دور تھا کوئی خبر نہوا کہ یہ کیا ماجرا گذرا غرضکہ بعد غل و شور کے صدا آئی کہ مارا قائم و مقیم و منتظم و انتظام جادو کو برق نے چارون کے لباس لیے اور مقیم اِن تینون کا افسر تھا اُسکی ایسی شکل بنائی اور حال تو سُن چکا تھا کہ مدہوش قلعہ نیلم کوہ مین شاہ نیلم کے یہان گیا ہی پس اسطرف چلا جب قریب قلعہ پہونچا دیکھا قلعہ کے اطراف مین جو پہاڑ ہی اُسپر روشنی ہو رہی ہی آواز گانے کی آتی ہی کچھ لوگ پہاڑ پر آمد و رفت رکھتے ہین اُسنے اِسنے پوچھا کہ ہمارے مالک مدہوش کہان ہین معلوم ہوا کہ اِسی پہاڑ پر جلوہ کنان ہی یہ بھی پہاڑ پر آیا وہ ہی جو اوپر مذکور ہوا اسنے بھی دیکھا دل سے کہا ہمین قید کرکے یہ مسخرا اِس جلسہ مین بیٹھا ہی خیر کیا مضائقہ ہی اب وقت اِسکا برابر آگیا ہی یہ سوچتا ہوا قریب چشمہ شیرین چبوترہ پر زیب دستار نیلم و مدہوش تھے کہ یہ سامنے آیا وہان شراب ناچ وغیرہ کے جلسہ مین سب مدہوش تھے مدہوش نے پہلے تو سحر بھی ایسا کیا تھا کہ برق نے سامنے جا کر حال اپنا آپ کہدیا تھا لیکن اِس عشرت مین وہ سحر کہان

دوسرے اطمینان بھی ہے کہ بہار اور عیارون کو مین گرفتار کر چکا ہون اب کیا کھٹکا ہے چنانچہ اسکو دیکھکر پوچھا
کہ اے مقیم تم کیونکر آئے اسنے کہا عرض کرون بڑے تعجب کی بات ہے حضور سنینگے تو دروغ سمجھینگے مگر بغیر
عرض کیئے چارا نہین اسنے بعد تعجب پوچھا کہ کیون کیون بیان تو کرو کیا ہوا اسنے جھک کر کان مین
کہا کہ ہم سب بیٹھے بیٹھے یکایک ایسی ٹھنڈی ہوا چلی کہ ہماری آنکھ نیند ہو گئی بعد لمحہ کے کسی نے شانہ پکڑ
کر چونکایا جب ہم جاگے تو دیکھا ایک شخص جسکا سونے کا بدن ہے ہمارے پاس کھڑا ہے اور کہتا ہے مین بیٹا
افراسیاب کا ہون بحکم شہنشاہ برق کو دریاے نور پر لیے جاتا ہون یہ کاغذ تو لیجا کر مدہوش کو دے اور
ہم چلے یہ کہکر بجز ابرق کو لیکر اڑ گیا یہ کاغذ حاضر ہے جو دیکھا ہے مدہوش نے سب حال سنکر کہا اسمین تعجب کی
بات کیا ہے دریاے نور پر پتلہ ہاے طلائی و نقرئی شہنشاہ کے ہزارون ہین کیا عجب ہے جو کتاب سامری سے حال
دریافت کر کے قید عیار کی شہنشاہ نے منگوالی ہو چلو اچھا ہوا جو منگوا لیا یہ کہکر کاغذ کو دیکھا وہ نامہ شاہ طلسم کا
تھا مہر اسکی پیشانی پر بادشاہ کی تھی اور خاص قلم سے بادشاہ کے لکھا تھا مضمون یہ تھا کہ اے مدہوش و نیلم ہم
تمسے بہت راضی ہوئے پتلے کے عیار کو ہمنے منگا لیا ہے تم کچھ وسواس نکرنا اور کوہ نیلم کے آگے جو جنگل ہے
وہان ملکہ بہار کو لیکر تم مع نیلم کے آنا وہان ایک تخت پیدا ہوگا اسپر ملکہ کو بٹھا دینا ہم اپنے پاس اسکو
پاس اسکو بلا لینگے کیونکہ وہ ہماری معشوقہ ہے جب سے وہ قید ہوئی ہے دل ہمارا بیقرار رہتا ہے اور جلد
پاس اسکو نہ بھیجوگے ایسا نہو وہان وہ قتل ہو جائے خبردار نامہ دیکھکر تامل نہ کرنا دشت مذکور مین جلد آنا
در صورت تامل معتوب درگاہ سلطانی ہو گے اسیواسطے نامہ ہمنے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ تمکو کچھ شک
نہ واقع ہو جب بہار ہمارے پاس آئیگی اور تم تعمیل حکم اچھی طرح کر دگے تو چار ملک آباد اندرون
طلسم تمھین عنایت ہونگے یہ مضمون پڑھکر بہت خوشی ہوئی اور نیلم سے کہا بھائی لیچلو اسی جنگل مین بہار
کو تامل زیبا نہین نیلم جلد اٹھکر زندان مین گیا اور ملکہ کو خود لیکر آیا اس سے کہا بھائی آؤ مین ملکہ کو لایا
یہ بھی اٹھا ملازمون سے کہا ہم آتے ہین یہ جلسہ برطرف نہو سردار و مصاحب بیٹھکر ناچ دیکھنے لگے صرف مقیم
ساتھ ہو لیا یہ تینون ملکہ بہار کو لیے پہاڑ سے اتر کر صحرا مین آئے اور ایک مقام پر ٹھہر کر پکارے کہ اے
شاہ جادوان ہم بموجب حکم قید بہار لیکر حاضر ہین یہ پکار کر ٹھہرے تھے کہ مقیم نے کہا سامنے سے روشنی
پیدا ہو کر ادھر آتی ہے آپ آنکھین بند کر کے بیٹھ جائیے اور شہنشاہ کو پکاریے معلوم ہوتا ہے کہ خود آتے
ہین یہ دونون زمین پر بیٹھ گئے اور یا شہنشاہ آئیے یا شہنشاہ آئیے کہنے لگے آنکھین بند کر لین برق نے دونون کے

منھ پر ہاتھ پھیرا کہ ابے مسخرے ہمکو بھی پہچانتے ہو کہ ہم کون ہین انھون گھبرا کر آنکھ کھولی اسنے حلقے
کمند کے ان کی گردن مین ڈالدیے وہ گھبرا کر جبتک سنبھلین سنبھلین ہاتھ بیہوشی کا پھر انکے منھ پر پھیر چکا
تھا چھینکین بار بار کی بیہوش ہو گئے برق نے دونون کے سر کاٹ لیے شور وغل برپا ہوا آندھی پانی کا بڑی دیر
تک ہنگامہ رہا ملکہ بہار قید سے چھوٹ گئی برق کو دیکھکر گلے سے ملی کہا بھائی بہت دن ہم تم جدا رہے
اب کبھی ساتھ سے جدا نا کہو مہتر قران کہان ہین اسنے کہا ہم وہ الگ الگ چلے تھے کہ عیارون کا دستور
یہی ہے پس وہ بھی آجائینگے آؤ ہم تم اپنے لشکر مین چلین ملکہ نے کہا ایک لمحہ بھر توقف کرو کہ مین لشکر مدہوش
قلعہ نیلم برباد کر دون برق خاموش ہو رہا اور اُس سفاکہ نے پر پرواز پیدا کر کے بردے ہوا با مین
لشکر جا کر قرار لیا کل لشکر مصروف آرام تھا کہ یکایک ایک صدائے مہیب پیدا ہوئی کہ دل تمام اہل
لشکر دہلگئے اور گھبرا کر اپنے اپنے خیمون سے باہر نکلے دیکھا کہ ایک چاند علاوہ اُس ماہ کے جو فلک پر تابندہ ہے
نکلا ہوا ہے اور نور اُس ماہ سحر کا تمام صحرا کا ساطع الانوار کیے ہے اور سب چار طرف گرتی ہے اور ہر ایک طرح کے
پھول اُس چاندنی مین کھلے ہین کہ اپنی روبرو عارض تابندہ گلعذاران دہر کو شرماتے ہین خوشبو سے دماغ جان
بساتے ہین یہ دیکھکر سب اہل لشکر دیوانہ وار ایکطرف کو بڑھے جدھر تھے اسطرف سے ایک گروہ پریزادان
پیدا ہوا کہ جنکی خوبی حسن کے روبرو ماہ شب چاردہ شرمندہ تھا اور کوچہ سنبلستان گیسو انکا رشک شب
یلدا تھا واقعی مہر و ماہ فلک یہ ناک نقشہ کہان سے لائے جو انکی ہمسری کرتے کیا منھ لیکر سامنے آتے فرد
بہ چشم و گوش و ابرو و بینی و مین کہان ہے + نہ آسمان کو نقشہ ترا اتار آیا + ہر ایک کم سن آفت کی
دن غارتگر متاع صبر و شکیب حسن مین زاہد کیا فرشتہ فریب ہمتیان یگانہ دہر انکا جمال کہ ابیات

وہ آنکھین انکی تھین خونریز عالم + وہ ابرو دونون تھے شمشیر باہم
وہ عارض مہر و مہ تھے جنسے بے نور + وہ بینی حسن مین تھی جلوہ طور
وہ لب جنبش تھی جنکی مرگ عالم + قیامت کا بھی ہو سامان برہم

پس اُن سیمین بردن نے قریب لشکر پہونچکر آئینہ محرم سے نکالے اور انکے ہاتھ مین دیدیے ہر ایک
اپنی اپنی صورت اُسمین معائنہ کی دیکھتے ایک چیخ ماری اور ہائے ملکہ بہار واے ملکہ بہار زبان
پر جاری کیا جس کسی نے کہ وہ آئینہ نہ دیکھے تھے انھون نے اُن لوگون سے کہ جو دیکھ چکے تھے چھین
چھین کے دیکھنا شروع کیے اور نعرہ ہائے عشق ملکہ بلند کرنا آغاز کیے اُن قمر پیکران غیرت بخش شمس و قمر نے کہا کہ

اِس آئینہ مین کیا دیکھا ہے کہا کہ ہمنے دیکھا ملکہ بہار کوہ نیلم مین مقید ہین اور لشکریان شاہ نیلم آمادۂ قتل ہین ملکۂ مذکورہ ہم کو پکارتے ہین کہ اے عاشقو ہمارے آؤ اور ہمکو چھڑاؤ اُن نازنینون نے کہا پھر تم کیون نہین جاتے یہ بولے کہ ہم ابھی جاکر قلعۂ نیلم خاک مین ملائے دیتے ہین یہ کہکر سب پھرے اور مسلح و مکمل ہوکر سواریون پر سحر کی سوار ہوکر جانب قلعۂ مذکور چلے وہان پہاڑ پر جلسہ جمع تھا ہر ایک انتظار نیلم مدہوش کر رہا تھا کہ یکایک ناقوس پھنکے نفیر سحر بجتی سنائی دی اور ساحر پہاڑ پر لینا لینا کہکر چڑھ آئے جو لوگ یہان موجود تھے وہ سب افسر اور زبردست تھے گھبراکر جو اُٹھے آفت مین گھر گئے نارِیل نارنج اُنپر پڑنے لگے جو پہلے حملہ مین غافل تھے وہ تو مارے گئے باقیماندہ لڑنے لگے ہر فلفل کچھے پیکانون کے پڑنے لگے ہنگامۂ دار و گیر برپا ہوا وہ جلسۂ عشرت سب برہم ہوا سازندون کا مزاج ناساز طبلون کی بند آواز صدائے طبل جنگی کا شور دفِ جلاجل کا بجنا زر زرابر کا اُٹھنا رعد کا گرجنا بیرون کا غل کرنا ساحرون کا بنگلون مین آگ لگا دینا چمنستان کا اور سیرگاہون کا جلنا العیاذ باللہ ایک قیامت برپا تھی وہ ساحر جو شریک جلسہ تھے تھوڑے سے مارے گئے باقی بھاگ کر قلعہ مین گئے انھون نے تعاقب اُنکا نہ چھوڑا یہ بھی قلعہ مین آئے فوج قلعہ مین بھی تیار ہوکر لڑنے لگی پھر تو یہ حال ہوا کہ تلوار سحر کی بجلی بنکر گرنے لگی خرمن ہستی جلنے لگے کسینے مکانات شہر مین آگ لگائی کسینے آتش برپائی کسینے کسیکو شجر بنایا کسینے اژدر بنکر کسیکو کھایا رعایا شہر کی بھاگی گھر نہین صدائے الامان پیدا ہوئی لاشون سے گلی کوچے پٹ گئے خون کی ندیان بہہ گئین ایسی تلوار چلی سحر سازی خوب ہی ہوئی نظم

زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو	بہ شکلِ مردہ پھیلی ہر طرف بو
گھرے شعلون مین تن سب عضو بھن گئے	زمین مین رہگئے کچھ لوگ گڑ کے
سشکر ابر برسی ہر طرف آگ	صدا پیدا ہوئی لے بھاگ لے بھاگ
اِس ہنگامہ مین اک دیو بدزاد	ہوا پیدا نہ جان ہو جس سے آزاد
جبین سے تا بسینہ ایک قشقاء	دہن سے تا بہ پا شعلے ہویدا
لپک اُنکی فراز آسمان پر	جلاؤن گا جلاؤن گا زبان پر
کئی سو من کا پتھر ہاتھ مین تھا	گھما کر اُسکو بس آنے جو پھینکا
ہزارون ہو گئے دم بھر مین فی النار	اِسی ہنگامہ مین سب تھے گرفتار

لشکر مدہوش زیادہ تھا ہر چند کہ ہزارون اِس لشکر کے بھی مرے مگر اہل قلعہ اُنکے ہاتھ بھاگ نکلے

اور اِس ہنگامہ مین وہ رات بھی شمشیر مہر کی امد ورفت سنکر کٹ گئی ساحر سحر عقیدہ مُنھ پر ملے ظاہر ہوا کہ نظم

کہ اتنے مین ہوائے سرد آئی
نظر آئی جبین صبح روشن
فراغت قید سے اُس شب نے پائی
ہوئی شب چند دم مین گرم توسن

صبح ہوتے ہی ملکہ بہار نے سحر اپنا سب پر سے اُتار لیا وہ چاند جو نکلا تھا غائب ہوگیا گل و شجر نابود ہوگئے پریان آئینہ وار پنہان ہوگئین لشکریان مدہوش آپ مین آگئے اور ایک نے دوسرے سے کہا کہ ہم کیون لڑتے ہین اور اہل قلعہ ہماری طرف دار ہین آپنے کیون بگڑے ہین اُنمین جو عاقل تھے اُنھون نے کہا معلوم ہوتا ہی کہ افسر ہمارا اور مالک اِس قلعہ کا مارا گیا اور ہم سحر مین بہار کے مسحور تھے یہ آپسنے ہمکو لڑوایا مگر تعجب یہ ہی کہ سحر اُسکا ہم پر سے کیونکر اترا کیونکہ ایکبار شہر ناپرسان پر ساحر اُسکے سحر مین مبتلا ہوکر گئے تھے شہنشاہ نے اُنکو مار ڈالا مگر سحر اُنپر سے دفع نہوسکا غرضکہ سب نادم و خجل بھاگ کر جانب افراسیاب چلے اہل قلعہ بھی بھاگ گئے تھے خلاصہ یہ کہ وہ تمام لشکر و ملک برباد ہوگیا جب یہ لشکری جانب طلسم چلے ملکہ بہار نے تخت سحر پر بہتر برق کو سوار کرکے آپ بھی اُنھین بھگیلے کے پیچھے چلنا اختیار کیا یہ اسطرح رہگرائے منزل مقصد ہین اُسطرف قران بھی اسطرح روانہ ہے کہ چند ساحر جانے والے شہر ناپرسان کے اُسکو ملے ہین انھین مین صورت ساحر کی بنکر ملگیا ہی اور باتین کرتا باہم مثل یاران ہم نوالہ و ہم پیالہ کے انکا شریک ہوکر چلا جاتا ہی اب کیفیت بادشاہ طلسم سنئیے کہ جب مدہوش کو بھیج چکا بجواب نامہ خداوند عرضی بھیجدی اسمین لکھا تھا کہ واقعی مدد بھیجنے مین عرصہ مجھکو ہوا خداوند براہ خداوندی معاف فرمائین اب مین نے ایک ساحر مدہوش نام کو با جمعیت کثیر خدمت عالی مین بھیجا ہی حاضر ہوکر بجا اوری احکام معلی مین قصور نکریگا بعد بھیجنے اِس عرضی کے آپ تخت سوار ہوکر جانب باغ جمشیدی چلا یہ باغ سراسر عجائبات سے بھرا ہے جو گل بوٹا ہی جادو کا نقشہ ہی زمین وہان صفا مین رخسار یار سے بہتر شجر قامت سبز رنگان دہر سے زیادہ خوشتر ہر غنچہ گل بسان دہن تنگ جانان نزاکت مین رشک نازک بدنان ساغر گل بصد تجمل خمخانہ بہار مین آراستہ شراب تراوت سے لبریز فرحت بخش خاطر سرور انگیز کوئی گل مثل معشوق خندہ زن کوئی کلی اِسطرح مسکراتی کہ جیسے معشوق کو ہنسی آتی عمارتین اسمین طلسمی نئی تصویرین جادو کی کار کہ تین رات کو مہتاب مین گرمی مثل سورج ہوتی دن کو آفتاب سے سردی پیدا تھی چشمہ اور نہرین خون سے لبریز لیکن لطافت بیز مچھلیان نہرون سے نکلکر پریان بنجاتین قہقہے اور

نعرے مستانہ لگاتین اُنکے ہنسنے سے باغ کے طائر زمزمہ پیرائی کرتے اور پھول ٹوٹکر زمین پر گرتے ہوا کے جھوکے چلتے شاخون سے آواز باجون کی آتی ہوا کھا کر زمین پر پھول جو گرتے وہ نوجوان مرد حسین جمیل ہو جاتے اُن پریون کو جا کر گلے لگاتے وہ انسے ملکر خوش ہوتین لب نہر جلسہ جمتا یکایک ایک نہنگ نکلکر سبکو نگلتا پانی سے صدائے افسوس آتی بعد لمحہ کے پھر وہی مچھلیان اور گل ظاہر ہوتے خلاصہ یہ کہ عجب سامان تھے طلسم اور نیرنگ سے وہان طائر اور انسان تھے کہ نظم

ہزارون چشمۂ لبریز و شیرین — کہ جسکی دید سے ہو دل کو تسکین
ہجوم طائران زمزمہ سنج — فراغ عندلیب زار بے رنج
ہوائے سرد و خوش مصروف اشجار — دکھاتے تھے گلون کے رنگ رخسار
زمین پر سبزۂ نوخیز ہر سو — سر کاہ خمیدہ مثل ابرو
زمین ساری وہان کی صورت سنگ — بشکل لعل کو سون خوب خوش رنگ
ثمر نخلون مین مثل شکل انسان — نظر ہو دیکھکر جسکو پریشان
مکان اکثر طلسم افزا بہت خوب — کہ ہو ہر خاطر شائق کو مرغوب
عجائب طائران خوش نوا خوب — سر منقار سے تا پا خوش اسلوب
زبان پر کچھ سخن مانند انسان — کبھی خندان کبھی حیران و گریان

غرضکہ اُس باغ مین سواری بادشاہ طلسم کی آئی اُسکے ہمراہ باغبان قدرت وزیر اُسکا تھا دونون جب داخل باغ ہوئے تمام پھول کھلکھلا کر ہنسنے اور آوازین آئین کہ اے شہنشاہ ہماری تسلیم پہونچے بادشاہ سلامت کا بہت دنون کے بعد آنا ہوا اُسیطرح کی باتین بلبل و گل کی سنتا شاہ اندر بارہ دری کے آیا بارہ دری سے چار سو پُتلیان سونے کی حسن آفتاب سے بہتر لباس شہرے زیب بر کیے یہ کہتی ہوئین کہ شہنشاہ آئے سامنے آئین گردنین بہر تسلیم جھکائین پھر شاہ کو لیے اندر بارہ دری کے آئین شہ نشین مین تخت جواہر آگین بچھا تھا اُس تخت پر بادشاہ جلوہ فرما ہوا اور اُن پتلیون نے گانا ناچنا آغاز کیا شراب آفتابی کا پیالہ زرین بھر کر شاہ کو دیا بادشاہ نے کہا ملکہ شبنم جادو کہان ہین پتلیون نے کہا ملکہ بہار کے قبضہ مین جب سے حضور نے انھین کر دیا ہے انھین کی کام کو جایا کرتی ہین چنانچہ کل سے آئینہ ہائے طلسم لیکر برائے غارت لشکر مدہوش کوہ نیلم پر گئی ہین شاہ کا

یہ حال تباہی لشکر مدہوش سنکر ہوش اڑ گئے کف افسوس ملے وزیر سے کہا اے باغبان عدوگردہ را علاجی نیست بہار کو ایک روز ہنگام مسرت مین یہ سحر مین نے بتایا تھا اور ملکہ شبنم مالک آئینہ طلسمی کو طلب کر کے اسکا مطیع بنایا تھا ملکہ شبنم سے قسم لے لی تھی کہ انحراف حکم بہار سے کبھی نکرنا اگر مجھ سے بھی بہار بگڑ کر مقابلہ کرے جب بھی اُسکی اطاعت سے باہر نہونا اے باغبان نسبت بہار کے یہ گمان نہ تھا کہ وہ شریک طلسم کشا ہوگی اور ہمارے گلشن ہستی پر خزان لائیگی لالہ وار دل ہمارا داغدار بنائیگی اپنا سمجھکر اُس گلستان خوبی کو تحفہ جات طلسم کا مالک کیا اُسنے یہ آسیب پہونچایا کہ لشکر مدہوش پر اوس پڑ گئی شبنم جاکر چاندنی ہوگی شبنم پڑی ہوگی آئینہ ہائے سحر دیکھکر لشکری دیوانہ دار السمین پڑے ہونگے ملکہ شبنم سے بھی شکایت نہین کرسکتا کیونکہ اُسنے حسب عہد حکم بہار مانا خیر جو کچھ گذرا وہ گذرا آج تک بہار کو طبیعت پیار کرتی دل آزار دینا اُسکو نچاہتا تھا اگر اب بغیر قتل کیے کچھ بن نہین پڑتا کہ ﴿بیت﴾ نہین ہے ایکدم راحت میسر + بتاؤ کیا کرے یہ قلب مضطر + یہ کہکر پتلیون کو حکم دیا کہ اس باغ مین بھی کتاب جمشیدی ہے لے آؤ تا کہ حال اُس شوخ دیدہ کا معلوم کرون کہ اب کہان ہے پتلیان حسب ارشاد گئین حجرۂ باغ مین صندوق رکھا تھا اُٹھا لائین صندوق تھا یا اسرار طلسم کا گنجینہ تھا نہین نہین کسی دانشمند کا سینہ تھا غلاف اطلس نایاب کا جواہر دوز اُسپر چڑھا تھا اُسپر ایک مطلا و مذہب ﴿بیت﴾ نہ تھا صندوق اک اعجاز تھا وہ + کسیکا سینۂ پر راز تھا وہ + بادشاہ نے سحر پڑھا کہ فلک سے ایک شعلہ چمکا او زمین پر گرا سوا بالشت کا پتلا آگ کا بنگیا پکارا کہ اے بادشاہ لا نذر ہماری سوا سو اشرفی بادشاہ نے نذر دی نذر لیکر پتلے نے ڈبکی لی ایک کنجی سونے کی منہ سے نکل پڑی شاہ نے کلید لیکر صندوق کھولا ایک کتاب بہت نایاب بخط طلسمی تحریر نکلی اسمین مطالعہ کیا کہ بہار و برق اب کہان ہین معلوم ہوا کہ عقب لشکر شکست خوردہ مدہوش آتے ہین جب لشکر خنہ کو دریاے خون روان آکر اتریگا وہ پشتہ رنگین حصار پر اپنے لشکر مین چلے جائینگے یہ حال کتاب سے معلوم کر کے صندوق بند کیا کلید پتلے کو دی کہ وہ نگلکر چلا گیا اور صندوق پتلیان لیگئین شاہ نے وزیر سے کہا کسیکو بہر گرفتاری بہار بھیجنا چاہیے وزیر نے عرض کیا کہ مجھے حکم ہو تو مین جاؤن فرمایا نہین مین ایسے ساحر کو بھیجتا ہون جو کسی طرح زیر نہوگا تم یہان سے قلعہ تزلزل مین جاؤ لرزان جادو مالک قلعہ کو میری جانب سے دعا کہنا اور کہنا کہ تم کبھی ہماری تسلیم کو بھی نہین آتے اسوقت مابدولت باغ جمشیدی مین تشریف فرما ہین کچھ تمسے کام ہے جلد حاضر دربار ہو باغبان آداب بجا لا کر سمت قلعہ مسطور بموجب ارشاد روانہ ہوا اور وہان پہونچکر بزور سحر اندر آئے سے لرزان کو مطلع کیا وہ تخت حکومت

پر بعد عزت جلوہ فرما تھا ایک تیلے نے عرض کیا کہ وزیر شہنشاہ آئے ہین اُسنے خبر سُنکر کشتیان بہ نذر ہمراہ
لین اور ڈیڑھ دو سو ساحر لیکر استقبال کے لئیے چلا جب در شہر پناہ پر پہونچا وزیر اعظم تخت سحر پر سوار اسکو ملا
اسنے بہزاران گرمجوشی ملاقات کی اور مستدعی ہوا کہ غریب خانہ مین قدم رنجہ فرمائیے وزیر نے تمام پیام بادشاہ
کہکر عذر کیا کہ مین ٹھہر نہین سکتا اور ہمکو بھی توقف مناسب نہین اس کیفیت کو سُنکر اسکو بھی خیال ہوا کہ
نہین معلوم کیا کار ضروری ہی جو وزیر کو بادشاہ نے لینے کے لیے بھیجا یہ سمجھکر شہر مین پھر کے نگیا اُنھین سرداران کو
جو ہمراہ تھے ساتھ لیکر بجمعیت وزیر خدمت بادشاہ مین حاضر ہو کر سر انقیاد پایہ تخت پر رکھا رسم تعظیم ادا
کر کے ٹھہرا تھا کہ شاہ نے خلعت دیا بعد سرفرازی فرمایا کہ تم یہین سے روانہ ہو کر جانب کوہ نیلم جاؤ اسنا ئے راہ
مین عقب لشکر مدہوش دبہار و برق آتے ہین دونون کو مقید کر کے حاضر حضور کرو خبردار دقیقہ نہو
بہار کا سحر تم جانتے ہو ایسا حربہ ساتھ لینا کہ وہ غالب نہ آسکی اور عیار اُسکے ساتھ ہی اُسکی مکاری کا بھی
دھیان رہے لو جاؤ سپرد سامری کیا لرزان مجبر اکر کے انھین ساحرون کو جو ساتھ تھے ہمراہ لیکر چلا
گھر اپنے نہ گیا یہ ساحر ایسا سحر کرتا ہی کہ زمین مین سما جاتا ہی اور قلابہ زمین کو جنبش دیتا ہی میدان رزم مین پہونچ جا
آتا ہی پاؤن کیسکی زمین پر قائم نہین رہتے گر پڑتے ہین یہ دھوان نیکر زمین سے نکلتا ہی اور کار حریف تمام
کرتا ہی رنگ اُسکی جسم کا دھوئین کیطرح ہی نہایت ہیبت ناک صورت رکھتا ہی ذکر اسکی لڑنے کا کسی مقام پر کیا جائیگا
غرضکہ یہ تو جانب بہار روانہ ہوا بادشاہ نے بارگاہ سامان راحت وغیرہ اپنی یہان سے اسکی ساتھ کر دیا
اب حال اسکی بی بی کا سنیئے کہ جب اُسنے سُنا وزیر میرے شوہر کو بلا لیگیا ہی اور ایسا ضروری کام تھا کہ گھر آنا
نہو سکا پس منتظر رہی کہ دیکھیے وہ کب آتے ہین جب عرصہ ہوا یہ عورت بہت عاقلہ اور فہیمہ ہے براہ
دور اندیشی اپنی انیسون جلیسون سے گویا ہوئی کہ وزیر اعظم اسطرح سے اُنھین لیگئے کہ گھر بھی پھر کر آنے
نہ پایا سامری جانے کیا کام تھا میرے دل مین وسواس آتے ہین دربار کا مقدمہ ہی کیسی نہ بنی جمشید
آبرو رکھیں ابھی تک کچھ خبر نہ معلوم ہوئی کہ بادشاہ نے کیون بلایا تھا کوئی امور سلطنت اُنکی سپرد نہ تھا جو اس
تاکید سے طلب کیا انیسون نے کہا حضور اُنکا بول بالا ہی جمشید جانے حضور کے نمک کی قسم رات کو مینے
خواب مین دیکھا کہ آپ کے گھر مین لاکھون چراغ روشن ہین بس مین سمجھ گئی کہ میان کو عہدہ جلیل ملیگا
ایک ہمدم نے براہ خوشامد کہا کہ بہن ہمنے یہ تو خواب مین دیکھا تمھارے کہنے سے مجھے بھی یاد آیا ہین
تو کہنا بھول ہی گئی تھی صبح ہوتے مین کیا دیکھتی ہون کہ جیسے ایک بوڑھے سے آدمی ہین وہ ایک تاج ہاتھ مین

ایسے ہین ایسی اُس تاج مین روشنی ہی کہ آنکھ نہین ٹھہرتی ہی پس وہ بڈھے مجھسے کہتے ہین کہ بلا لا اپنی ملکہ
کو یہ تاج ہم اُسکو دینگے یہ سُنکر مین بلانے جو دوڑی آنکھ کھلگئی بی بی یہ وُہی تعبیر خواب ہی کہ میان بلائے
گئے ہین آپ دیکھیے گا کہ سارا طلسم اُنکے سپرد ہوگا ایک کنیز بولی کہ ہماری بی بی کو وہم کا مرض ہمیشہ سے
ہے بھلا کیا دشمن اُنکے کسی کے گنہگار ہین جو تم اتنا خفقان کرتی ہو بی بی مرد ذات ہین کسی کام
مین اُلجھ گئے ہونگے ایک مصاحب نے کہا کیا معلوم دربار گئے ہین یا کہین اور وزیر سے کسی جلسہ کا وعدہ ہوگا
پہلے سے یہی کہ رکھا ہوگا کہ تم مجھے بلا لیجانا مردون کے فقرون سے سامری بچائین میری دانست مین وہ
سرکار مین تو نہین گئے بڑی سرکار گئے ہین ملکہ زلزلہ جادو اس زن عقیلہ کا نام ہی اپنے مصاحبون کا
بیان سُنکر ہنسی اور آخر مین جو مصاحب نے در پردہ رنڈی کے یہان جانا ظاہر کیا یہی حیلہ اُسکو دربار مین
جانے کا ہاتھ آیا کہا تم سچ کہتی ہو اُنکے ایسے ہی طور ہین لیکن آج مین بھی بغیر بھید کھولے باز نہ آؤنگی پس
سو کنیزان گلرو بلبل خو یاسمن بدن انیس زیب انجمن غیرت چمن ہمراہ لیکر کسی اپنے عزیز کو قلعہ سپرد کر کے لباس
نفیس زیب قامت فرما کر زیور سے آراستہ ہو کے سوار ہوئی اور بکتی جاتی تھی کہ بادشاہ پاس اگر وہ نہ ملے
تو آج مین ہون اور وہ ہین لو صاحب مجھسے یہ فقرے بازی بڑی رنڈی بازی پر کمر باندھی ہے جو
ایسا ہی تھا تو مجھ نگوڑی کو کیون ستیاناس کیا اور وہ کیا کرین جو تقدیر مین تھا وہ ہوا سنجوگ ہی ایسا بدا
ہوا تھا غرضکہ اسی طرح کی باتین بناتی باغ جمشیدی مین آئی بادشاہ کو تخت پر بیٹھے دیکھا وزیر مرصع
جنبانی کر رہا تھا تپلہ و تپلیان طلسمی دست ادب بستہ کھڑی تھین ناچ ہو رہا تھا اُسنے سامنے جا کر تسلیم
کر کے نذر دی شاہ نے مزاج پرسی کی اور کہا تمھارے میان کو اگر ہم نہ بلاتے تو تمھارے جمال نظر نہ آتے
اچھا بیٹھو یہ ایک ڈنگل پر بیٹھی اور پوچھا پھر وہ غلام آپ کا کہان ہین شاہ نے تمام ماجرا بہار پر بھیجنے کا
بیان کیا جب اُسنے یہ سُنا کہ شوہر میرا لڑنے گیا ہی بیچین ہوگئی اور عرض کیا کہ مجھے اجازت ہو تو مہرخ سے جا کر مقابلہ
کرون غلام وہان لڑے کنیز یہان جانبازی کرے شاہ نے ہنسکر فرمایا کہ تمھین بے شوہر تاب کہان
یہ اجازت مانگنا گویا حسن طلب اجازت شوہر کے پاس جانے کی ہی اچھا تم بھی شوہر پاس اپنے جاؤ اور لشکر
اپنے قلعہ کا ساتھ لے لو اُس مجرمہ بہار کو گرفتار کر نہین مدد کرنا سمجھ بوجھ کر زلزلہ یہ حکم سنکر اداب بجا لا کر خوشی
اور بہت جلد قلعہ مین آکر بارہ ہزار ساحران جلیل القدر اور ساحرہ نامور ہمراہ لیکر بصد کر و فر روانہ ہوئی ادھر
شوہر اُسکا جب مسافت راہ طی کر کے قریب لشکر مہ ہوش پہونچا افسران لشکر کو خستہ و شکستہ حال

وابستہ ملال چہرے پر گرد کدورت پڑی ہتھیار چھوٹ گئے تھے کمرین کھلی ہوگے پیادے خنجگل پہاڑ طے کرتے
آتے تھے کہ اپنے پہونچکر اُن سبکو روکا اور کہا خیمہ استادہ کرو آسودہ ہو مین تمھارا ابر لالونگا سارے لشکر مین
جان آگئی سمجھے کہ شاہ طلسم نے ہمپر اسکو افسر کرکے بھیجا ہی پس ہر ایک دائرۂ اطاعت مین آیا خیمہ استادہ
ہوا بارگاہ نصب ہوئی بازار لگ گئے لشکری مرفہ الحال ہوئے لرزان داخل بارگاہ ہوا اور آرد منگا
کے بہت سے پتلے بناکر سیر انپر بٹھاکر روانہ کیے کہ بہار و برق کو ڈھونڈھین پتلے ہر طرف چلے گئے
مگر بہار و برق عقب اسی لشکر کے ہنستے قہقہے لگاتے چلے آتے تھے بہار کہتی کہ اے برق مجھے کوہ
آرام سے قرطاس دھوکے مین گرفتار کر لیگیا تھا سب اہلکار قلعہ و باغ کے پریشان ہونگے دوسرے
یہ تجھسے جسنے مرگھٹ کا راستہ قرطاس کو تبلایا مجھے سمجھنا ہے کہ میرے بغیر حکم کیون راستہ دیا
پس کوہ آرام کیطرف چلنا چاہیے برائے چندے تم بھی زحمت اٹھاؤ اب تو راہ طلسم کچھ کچھ سمجھ مین آنے لگی
ہے کیونکہ عقیق کوہ سے بہت دور نکل آئے صرف اتنا ہی کہ شاہ جادوان کی سرحد دار ہر جگہ روکینگے
ورنہ راہ تو معلوم ہے برق نے کہا ملکہ مہرخ بہت عرصہ سے اکیلی ہین لشکر مین چلو اُسنے کہا مہتر قران آ
تو گئے ہین وہ حال کہدینگے ملکہ مذکور اطمینان ہو جائیگا دوسرے یہ کہ مہتر موصوف بحکم خدا حفاظت لشکر
بھی کر لینگے برق نے کہا اچھا جدھر جی چاہے چلو ملکہ تخت بڑھا کے آگے بڑھی تھی کہ راہ مین لشکر آتے
دیکھا راستہ بند پایا کہا یہ بھگیلے کیون ٹھہرے اور انکو یہ حشمت و جاہ کہان سے ممکن ہوا معلوم ہوتا ہی کہ کوئی
ہماری تلاش مین آیا یہ کہکر ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری اور سحر پڑھکر زمین پر پھونکا زمین تھرائی ایک پتلی
چلبلی سی نکل آئی اُس سے پوچھا کہ اس فوج مین کون آیا ہی اُسنے سب حال لرزان کا بیان کیا ملکہ
نے سارا ماجرا معلوم کرکے پتلی کو رخصت کیا کہ وہ زمین مین سماگئی اور برق سے کہا جلدی نکل چلو
پھر ہی لڑائی پڑ جائیگی برق نے کہا اسکو جو آیا ہی دیکھ بھال لینا چاہیے وہان چلکر بھی لڑنا ہی ادھر
یہان بھی جو کم ہوا وہی سہی ہمین ساحران شاہ جادوان کو قتل کرنا ہی ملکہ نے کہا قران ابھی
یقین ہے کہ پیچھے آتے ہین وہ اسکو مار لینگے تم چلے چلو اُسنے کہا اچھا تم اس پہاڑ پر ٹھہرو مین ذرا اُسکو
دیکھ تو آؤن رضینا بالقضا شاید دم چڑھ جائے ملکہ ناچار ہوکر سر کوہ پر ٹھہری اور برق پہاڑ سے اتر کر
ایک ساحر کی ایسی صورت بنکر تیار ہوا لیکن جیسے کوہیون کی صورت ہوتی ہی کہ بال سر کے بہت بڑے ادھی
تا بہ سینہ قشقہ بہت لمبا کھینچے لنگوٹا مونجھ کا باندھے کھاروے کا گلے مین پڑا موسی بار ظاہر چہرہ بہت

پر ہیبت اِس صورت سے درست ہوکر جانب لشکر چلا اور داخل لشکر ہوکر ہر سمت سیر کنان پھرتا تھا کہ
تیلے جو بہر خبر لرزان نے مقرر کئے تھے اُنھون نے اِسکو شناخت کرکے بخدمت لرزان آکر عرض
کیا کہ اے افسر ہمارے وہ عیار جسکے آپ متلاشی ہین لشکر مین آیا ہی اور ساحر بنا پھر رہا ہی لرزان یہ خبر سنکر
گھبرا ہو گیا اور اپنے تیلون سے کہا الگ الگ رہکر اُسکو گھیرو اِسطرح کہ اُسکو ثابت نہو ورنہ بھاگ جائیگا تیلے حسب الحکم
چار طرف جا کر پراگندہ ہو گئے اور راہ روک کر ٹھہرے اُدھر لرزان دربارگاہ پر آکر ٹہلنے لگا اِس اثنا مین
برق بھی پھرتا ہوا جانب بارگاہ آیا اُسنے ملازمون سے کہا کہ اِس ساحر کو بلاؤ اُنھون نے پکارا کہ
بھائی وزرا اِدھر آنا ہمارے مالک تمھارے مشتاق ہین برق حسب الطلب حاضر ہوکر آداب بجالایا لرزان
سے بطور ساحران دست بسر ہوا لرزان نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہی اور دولتخانہ کس جگہ ہی یہان آنیکا
کیا سبب ہی اُسنے عرض کیا کہ آپکا شہرہ جود و نوال سُنکر مین بھی کمال مشتاق ملازمت کیمیا خاصیت تھا
خبر تشریف آوری ملازمان جناب سُنکر اتفاق حاضر ہونے کا ہوا مجھکو صحر الور جادو کہتے ہین
چاہتا ہون کہ زمرہ سرداران سرکار والا مین منسلک ہوکر بسان گوہر مین بھی آبرو پاؤن اُسنے یہ تقریر
سُنکر زبان بہ تملق وا کی کہ آپنے مجھے سرفراز فرمایا یہ گھر تو آپ کا ہی کفش خانہ ہی زہی فخر میرا جو آپ نان خشک
یہان کی قبول فرمائین اور جو مجھے میسر آئے پہلے آپ کھائین پھر مجھے دین مین سپاہی دوست ہون آپ تو
میرے دینی برادر ہین غیر سے مجھے عذر نہین اچھا جائیے بارگاہ مین تشریف رکھیے برق حسب اجازت اُسکی
طرف سے پھر کر اندر بارگاہ کی چلا مگر اُسنے پیچھے سے گردن مین ہاتھ دیا اور سحر سے ہاتھ پاؤن بیکار کر دئیے پکارا کہ او
نالائق مجھسے بھی مکر کرنے آیا ہی نہین جانتا کہ شہنشاہ نے تیری ہی گرفتاری کو مجھے بھیجا ہی نہین معلوم وہ گیسو
بریدہ بہار کہان گئی سچ بتا کہ وہ کہان ہی یہ کہتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا اور حبس حرکت کرکے بٹھا دیا عتاب و خطاب
کرنے لگا پھر برق نے کہا ابے مسخرے تو اتنا بکی کیون جاتا ہی معلوم ہوا کہ ابھی تیری قضا نہین ہی ورنہ ہمکو بھی
تو جانتا ہی کہ ہم کون ہین ہم برق عیار ہین قاتل افراسیاب اب کیا تو بچ جائیگا اسوقت ہم پھنس گئے
اتفاق سے مرنا تو ہم جانتے نہین خیر پھر سمجھ لینگے اسنے یہ کلمات سُنکر کہا کہ تو مجھکو دھمکاتا ہی اور شہنشاہ سے نہین
ڈرتا ارے بادشاہ طلسم کے اتنے ملازم مارے گئے لیکن وہان کچھ پرواہ بھی نہین طلسم کا تم لوگ کیا بگاڑ سکتے ہو
جاہو عمر پھر لڑو بادشاہ کا کچھ نکر سکوگے اور شاہ کو جب غصہ آجائیگا مثل نقش غلط تم سبکو مٹا دیگا
برق نے کہا شہنشاہ کیا بیہودہ بیہودہ لگ خدائی کرتے تھے مثل خس و خاشاک سیل فنا مین بہ گئے اور بسان برگ خشک

باد جبل کے جھونکے سے ایسے اُڑے کہ نشان بھی نہ ملا کثرت لشکر پہ کیا ناز کرتا ہی چیونٹیون کی قطار دیتے
بہادرون کا کیا بگڑتا ہی اژدر اُنکا ایک ہی نوالہ کرتا ہی ای لرزان بادشاہ کا اتنا کچھ نقصان زرد وجو
ہوا اُسے غصہ ہی نہ آیا یہ کہو کہ کچھ ہو نسکا عاقل کو چاہیے کہ ہر امر مین غور کرے تمھین مناسب ہے کہ اطاعت اسلام
قبول کرو سعادت دارین حصول کرو یہ باتین ہو رہی تھین کہ بہار راستہ دیکھکر جب برق کو بہت
عرصہ گذرا تو بیتابانہ چلی سمجھی کہ اُسپر کچھ نہ کچھ آفت آئی بس سر بارگاہ پر آکر ٹھہرائی لرزان باتون مین لگا تھا
اُسنے تو کچھ خیال نہ کیا لیکن ملکہ نے سحر بر حالہ دست و پا برق کے قابو مین آئے چاہتا تھا کہ اُٹھے ملکہ نے بچہ
سنگریزی اور اُسکو اُٹھا کر اُڑی لرزان کے نوکرا و نہین غل ہوا کہ لیگئی لیگئی وہ بھی گھبرا کر آٹا ملکہ
قندیل فلک ہوگئی یہ بھی جی توڑ کے سحر پڑھتا قریب پہونچا اور پکارا کہ بی بہار ہم جمشید کے رہنے والے ہین
ہمکو لشکریان مدہوش نہ سمجھنا یہ کہکر ایک ناریل سحر کا ملکہ پر مارا ملکہ نے سحر پڑھکر جانب ناریل پھونکا
کہ وہ زمین پر جا گرا اور غائب ہوگیا وار اُسکا خالی گیا ملکہ نے پھر نارنج سحر مارا اُسنے مثل زنان نکلو اپنے تئین
پوشیدہ کیا نارنج بھی زمین پر جا گرا اور شق ہو کر شعلے نکلے چار سمت حریف کو ڈھونڈھکر ڈھونڈھتے ہوگئے
لرزان پھر ظاہر ہوا اور سمجھا کہ یہ ساحرہ زبردست ہی یون نہ گرفتار ہوگی اور اگر مہلت پائیگی تو داغ
سحر لگا کر دیوانہ بنائیگی یہ سوچکر جھولے سے ایک تختی سحری کی نکالی بہار نے جیسے اُس لوح کی
جھلک دیکھی سمجھ گئی کہ اپنے لوح نگاوے جمشید نکالی یہ لوح تحفہ طلسم مین ہے ہی تجھ سے رد نہ ہو سکیگی
یہ سمجھکر بہت جلد جانب زمین اتری اسلیے کہ برق جو ہاتھ سے چھوٹ جائیگا گر کر مر جائیگا پس زمین پہ
پہونچی ہی تھی کہ لرزان بھی ساتھ ہی اترا اور لوح نکو سامنے کرکے پکارا کہ ای بہار دیکھ تو یہ کیا ہی اسنے
ایسا سحر پڑھا کہ ایک نقاب بچہ نے لاکر مابین نگاہ و لوح حائل کی لیکن لوح سے چمک کر ایسا شعلہ نکلا کہ نقاب
بچہ جلگیا نگاہ بہار کی تختی پر پڑی غش کھا کر زمین پر گری برق جو زمین پر پہونچا تھا تو صحیح ہوا سہی اول تو بہر
رہا لیکن اسوقت جو ملکہ گری لرزان اس خوشی مین جانب ملکہ دوڑا کہ اتنی بڑی ساحرہ گرفتار ہوئی
اُسپر قبضہ کرون برق اُٹھکر ایسا بھاگا کہ پتا بھی نہ معلوم ہوا کدھر گیا اور جا کر درہ کوہ مین ٹھہرا لرزان نے
ملکہ کو اکر قیدآہن منگا کر پہنائی اور سحر خوب سا کر کے اُٹھا کر بارگاہ مین لایا سرداروں نے اسکی زبان بہ صفت و
ثنا کھولی کہ واقعی آپ اپنا مثل نہین رکھتے اسپر مظفر و منصور ہونا آپ ہی کا کام تھا اسنے نذر فتح دی اُسنے
بہار کو ہوشیار کرکے کہا کہ کیون دیکھا تو نے سحر اسکو کہتے ہین بہار نے جواب دیا کہ ابھی منہ پر تھپڑ

اور دعوی ساحری تحفہ طلسم سے کام لیا تجھے غیرت نہین آتی یہ تجھی ہوتی تو کم بختی آجاتی اسنے کہا حیرت
کو زیر کرنے سے مطلب اب اُس عیار کو بھی پکڑ لاؤن تو شہنشاہ پاس تجھے بھیجون یہ کہتا تھا اور سن کے
اپنے لشکر کے آیا ایسا سحر پڑھا کہ درہ کوہ مین برق فکر عیاری کر رہا تھا گھبرا کر باہر نکل آیا دیکھا کنارے
لشکر کے لرزان کھڑا ہی چاہا بھاگ جاؤن لیکن دل نے اسکے کہا کہ اسی پاس چل پس اُسکو پاس
آیا اور کہا آپ نے ملکہ بہار کو گرفتار کیا ہی مجھے بھی قید کیجیے مین اکیلا رہکر کیا کرونگا اُسنے اسکا ہاتھ
پکڑ لیا اور کہا اونا عیار تو آپ سے نہین آیا بلکہ میرے سحر سے حاضر ہوا ہی یہ کہکر دسحر جو پڑھا ہوش
برق کو آگیا دل سے کہا واقعی تو بڑا احمق ہے کہ خود آکر مبتلاے آفت ہوا اب بھاگ جا گر سودا کہ
بھاگنے سے یہ دست و پا بجبس کو دیگا اب اسکے ساتھ چلو جو خدا چاہیگا غرضکہ چپ ہو رہا اور وہ اسکو گرفتار کیے
بارگاہ مین آیا بہار سے کہا کہ تمنے ہماری زبردستی دیکھی کیون ہم کیسے ساحر ہین ملکہ مذکور نے کہا تیری
اصل کیا ہی مین تجھ ایسے چھوکرے تعلیم کر چکی ہون تو مجھ سے تعریف کرانا چاہتا ہے اُسنے عرض کیا
کہ اے ملکہ تم خاندان بادشاہ طلسم سے تعلق رکھتی ہو واقعی ہماری مجال نہین جو تمھاری برابری
کرین لیکن تم شاہ سے چلکر ملجاؤ ملکہ نے جواب دیا کہ ہماری جو تقدیر مین لکھا ہے وہ ہوگا شاہ سے اب ملنا
کجا دنیا اور عقبی دونون جہان مین نہوگا کیسلیے کہ وہ مردود خدا ہم مسلمان اُسکا ہمارا ساتھ کیا برق نے
تفرقہ سنکر سوچا کہ بار بار یہ ملکہ کو سمجھاتا ہی تم کچھ اُسکے ساتھ مکاری کرو اسمین دو فائدہ ہین یعنی اگر یہ باتون
مین معروف رہا تو سحر سے بے قابو نکر یگا دوسرے اگر فقرے پر چڑھ گیا تو مار ڈالنا یہ سوچکر ایک ٹھنڈی
سانس بھری اور کہا اے لرزان افسوس دل کی حسرت دل ہی مین رہی کہ بہت پریشان ہو کر شکل
گیسوے یار دبیان آئے ہین مانند گنہگار ❊ لرزان نے پوچھا کہ کیا تیری آرزو تھی برق رونے لگا اور
کہا تمام عالم جانتا ہی کہ ہر ایک عیار ایک عیارچی پر عاشق ہے شمیمہ پر میری جان جاتی ہی اب قید
ہو کر آیا ہون قتل ہو جاؤنگا وصل یار کیسا آخر وقت مین دیکھنا بھی نصیب نہوا کہ ہائے بہت لگی ایسی نہین
بجھتی کسیدم ❊ دھوئین اُٹھتے ہین ہر استخوان سے لرزان نے کہا اگر تو اطاعت شاہ جادوان کرے تو مین
سفارش کر کے عیارہ کو دلوادون وصال محبوب کرادون برق نے کہا مین غلام ہون یہ کہکر قدم پر گرا اُسنے
کہا اے برق تو گھبرا نہین اپنے کہا بہار کو الگ بٹھا دیجے تو مین آپسے کچھ کہون اپنے ملکہ کو ایک خیمہ مین
بھیجدیا مگر خاک جمشید ہر اعضا مین لگا دی کہ ملکہ جس و حرکت ہو گئی غرضکہ بعد بھیجنے ملکہ کے برق سے

باتین کرنے لگا اس اثنا مین بکاول نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے اسنے حکم دیا کہ لے آؤ اُسنے دستر خوان
لاکر بچھایا چند ملازم جو ساتھ کھاتے تھے بیٹھے رہے باقی اُٹھ گئے کھانا چنا گیا برق سے کہا تم بھی آؤ مگر کچھ فتور
نکرنا نہین سزا پاؤ گے مجھکو ایسا ویسا ساحر نسمجھنا برق نے کہا میری مجال ہے جو کچھ فساد کرون یہ کہکر
دستر خوان پر بیٹھا سب کھانا کھانے مین مشغول ہوئے برق نے دل مین کہا کچھ کھانا تو بولے گا نہین تو اپنا
کام کرو یہ غور کرکے آنکھ بچا کر کباب پلیٹ مین رکھے تھے نمک بیہوشی اُسپر چھڑکا چھڑکتے ہی پلیٹ تڑاق سے بولی برق
سمجھا کہ رکابی بولا چاہتی ہے جلدی سے ہاتھ مارا کہ رکابی ٹوٹ گئی لرزان نے پوچھا کہ کیا ہوا اسنے کہا رکابی
کو اُٹھاتا تھا ٹوٹ گئی اسنے کہا اے عیار تو مکاری سے باز نہ آئیگا خیر اچھا ٹوٹ گئی تو رکابی اور آجائیگی مگر
تونے دیکھ لیا کہ مین کیسا زبردست ہون برق نے کہا واقعی آپ بڑے ساحر ہین میری خطا معاف فرمایئے
اسنے کہا مجھ سے کچھ عیاری نہ چلے گی اچھا تم بیٹھو سمجھ لیا جائیگا یہ سنکر برق کھانے پر سے اُٹھ آیا وہ سب جب
فارغ ہوئے اپنی اپنی جگہ پر گئے لرزان پلنگ پر آکر لیٹا خدمتگار پاؤن دابنے لگا برق کو زیر پلنگ
بٹھا کر سحر سے حصار کر دیا کہ بھاگ نجائے برق نے کہا مجھے اجازت ملے کہ مین بھی لیٹون اسنے کہا کیا مضائقہ
ہے برق نے کسوت عیاری کمر سے نکالکر سرہانے رکھی اور لیٹا اُسنے کہا اے برق ابھی تو تیرے پاس کچھ نہ تھا
کہانسے گٹھری نکالی اسنے کہا یہ کسوت عیاری ہے ساحرون کو قتل کرنے کی تدبیر ہے اُسنے کہا اسمین بیہوشی
بھی ہوگی بھلا میرے خدمتگار کو بیہوش کرو مین دیکھون تو کیونکر بیہوش کرتے ہو اسنے ایک ڈلی مٹھائی کی
نکال کے خدمتگار کو دی اُسنے کھائی بیہوش ہوگیا اُسنے کہا اب ہوشیار کر دو اسنے ایک فتیلہ بیہوشی مین تر
کر کے روشن کیا اور کہا لیجئے اس فتیلہ کو اسکی ناک مین لگاکر دھونی دیجیے اُسنے فتیلہ ہاتھ مین لیا اور اُٹھکر دھونی
دینے لگا مگر اُس فتیلہ کی دھونی اُسکی ناک مین خود پہونچی چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا برق نے اُٹھکر
چاہا کہ سر کاٹ لے مگر ادہر کیفیت سنیے کہ بی بی لرزان کی ملکہ زلزلہ جو لشکر لیکر چلی تھی فرط محبت شوہر
سے سب کو چھوڑکر بسم بلغز اکیلی اُڑتی ہوئی چلی لشکر اور خواصین عقب مین آتی رہین یہ آکر سر بارگاہ لرزان
پر اُتری برق کو خنجر کھینچکر جانب شوہر جاتے دیکھا بیقرار ہوکر گری کہ شوہر کو اُٹھا لیجاؤن برق نے
جیسے ہی گری وہی فتیلہ بیہوشی بھرا کہ سلگ رہا تھا اُٹھا کر اُسکے منہ مین لگا دیا فوراً چھینک آ کر وہ بھی گم
زمین پر آرہی برق نے اُسکو اُٹھا کر ستون بارگاہ سے باندھا اور چاہا کہ قتل کرون پھر خیال آیا
کہ اُسکو ہوشیار کرکے سمجھاؤن شاید کہ عورت ہے محبت شوہر سے مطیع ہوجائے یہ سوچکر زبان مین سوزن

دیکر ہوشیار کیا یہ حسینہ عورت اور طرحدار معشوقہ شیرین ادا نشۂ حسن سے سرشار ہی قشقہ ساحری کی نشانی پیشانی پر دیے زیور سے جسم کو تزئین کیا بلکہ جسم سے زیور کو رونق بخشے واقعی بیمثل روزگار ہی کہ ابیات

نہایت نازنین تھی وہ ماہ پارا
مگر برج شرف کی تھی ستارا
مخلع خلعت ناز و ادا سے
سراپا نور تھی حکم خدا سے

سوزن دینے اور باندھنے سے پتلی ہو گئی شدت تکلیف بتیابانہ اشارہ سے استفسار کیا کہ یہ کیا ماجرا ہی برق نے کہا مین عیار ہون تیری شوہر نے دو بار مجھے گرفتار کیا آخر خدا تعالی نے مجکو اسیر غالب فرمایا اب تم دونون سے اور موت سے اتنا فاصلا ہی کہ دو دم مجھ مین اور تم مین عرصہ ہی عنقریب دار البوار مین جایا چاہتے ہو ہان ایک صورت سے بچنا ممکن ہی کہ دین باطل پرستی چھوڑکر وحدہٗ لاشریک کو مانو سامری و جمشید و لقا سب بندگان خدا ہین اونپر لعنت بھیجو ایسی زن عاقلہ خدائے یکتا مکان و مقام سے منزا ہے کہ نظم

مالک و خالق و کریم و رحیم
باسط و رزاق و سمیع و علیم
کبریائی اوسیکو ہے زیبا
وحدہٗ لاشریک نام اوسکا
اوسکے قبضے مین ہے ہماری جان
جسنے پیدا کیا ہے سارا جہان

شاہ طلسم باوجود اس عظمت کے ہمارا کیا کر سکتا ہی اور جو لوگ ہماری شریک ہین اُنکا اُسنے کچھ نہ کر لیا اور گرد اگر بادشاہ سے ضرر ایسا پہونچے کہ ہم ہلاک ہو جائین تو بھی دولت ایمان سے دامن ہمارا بھرا ہوگا اس باطل پرستی مین یہ فایدہ ہوگا کہ جہنم مین جلنا ہوگا یہ نصایح و پند اُس زن خردمند نے جب سُنی دل اُسکا نور ایمان سے مملو ہوا اور اشارہ سے کہا کہ زبان سے سوزن نکال لو اُسنے سوزن نکالکر کھول دیا جب وہ رہا ہوئی کہا تم خنجر لیکر میری شوہر کے سینے پر سوار ہو اور اُسکو ہوشیار کرو کہ مین سمجھاؤن اور اُسکو بھی براہ راست پر لاؤن برق بموجب فرمایش کے با خنجر برہنہ اوسکے شوہر کی چھاتی پر سوار ہوا اور فتیلہ بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوا عیار کو سینے پر اپنے دیکھکر چاہتا تھا کہ سحر پڑھے زوجہ اُسکی آگے بڑھی اور کہا اے صاحب یہ شخص میرا جان بخش ہی سارا ماجرائے گذشتہ بیان کرکے کہا اگر مین نہ آجاتی تو کام تمھارا تمام تھا اور مین آئی بھی تو کیا گرفتار ہو گئی واقعی دین اسکا سچا ہے یہ طلسم باطل ہوگا مینے اسکی اطاعت کی ہی تم بھی مطیع الاسلام ہو اور اسکو اپنا ہادی و محسن جانو براہ زیرکی سمجھو کہ لات و منات جمشید و سامری وغیرہ مین اگر کچھ قدرت ہوتی تو یہ ہمپر غلبہ نپاتا شاہ طلسم اس سے عاجز نہ آیا پس دین اسلام سب دینون سے درست ہے کہ ابیات

فروغ نور ایمان سے ذرا گر چشم دل روشن نہیں لازم ہے انسان کو بنے اللہ کا دشمن
صفات حق کو پہچانے اُسے معبود حق جانے عطا جسنے کیا ہے ہمکو ایمان جان و روح و تن
خدا کو چھوڑ کر کیون اور کو معبود ہم سمجھین متاع دین و ایمان کے لیے بنجائین کیون رہزن

ہر چند کہ یہ عیارہ دو بار رقید ہوا مگر عظمت و برکت اسکے دین مبین کی دیکھو کہ انجام کو یہی غالب آیا کیون نہو فرد
خدا پر جو کوئی رکھتا ہے سب کام ؛ تو بیشک اوسکا نیک ہوتا ہے انجام ؛ **لرزان** مرد دانشمند ہے زوجہ کے
سمجھانے سے گویا ہوا کہ اے میری پیاری بی بی تو نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ راہ راست بتائی اور جان میری بچائی
مینے اطاعت اسلامیان اختیار کی **برق** یہ کلمہ سنکر اُسکے سینے پر سے اوترا اوسنے اوٹھکر سر قدم پر رکھا اسنے
سر اُسکا سینے سے لگایا اور تنگا تنگ بغلگیر کیا اس عرصہ مین لشکر اور خواصین جو زلزلہ لیکر آئی ہے یہان
پہونچین لشکر اوترا خواصین حاضر خدمت ملکہ ہوئین اُسنے اونکو حکم دیا کہ سب افسران لشکر کو بلاؤ چنانچہ جملہ افسر
زن و شوہر کے لشکر ہی حاضر ہوئے اونسے اظہار اطاعت اسلام کر کے حکم دیا کہ جسکو مطیع اسلام ہو کر ہمارے ساتھ
رہنا ہو وہ رہے ورنہ جہان جی چاہے چلا جائے تمام سردار بارہ ہزار ساحر کے لشکر کے مطیع اسلام ہوئے لشکر مین
منادی ندا زن تھا کہ یہ لشکر بھی ملازم ملکہ حیرت آج سے طلسم مین ہوا ہے اور بعد فتح طلسم بادشاہ اسلام کا تابعدار
ہوگا جو لوگ کہ سیاہ درون تھے وہ یہ ندا سنکر بھاگے اور سمت شاہ طلسم گئے باقی سب مع لشکریان مدہوش
شریک اسلامیان ہوئے زلزلہ اور شوہر اُسکا ہاتھ رومال سے باندھکر سامنے ملکہ بہار کے آئے مقید دفع
کر کے عذر تقصیرات کرنے لگے کہ ہماری خطا معاف فرمائیے ہماری جانب سے دل صاف فرمائیے ملکہ مذکور نے
زلزلہ کو بغلگیر کیا اور کہا تم بادشاہ طلسم کی طرف سے اگر لڑے تو کیا خطا کی کسلیے کہ ملازم اوسکے تھے
الحمد للہ کہ سرچشمۂ ہدایت پر پہونچے اگر اب کوئی بے اعتدالی کروگے تو جاے شکایت ہے پہلے یہی مناسب تھا جیسا تمنے
کیا غرضکہ بعد تسلط کے باہم صلاح ہوئی کہ اب یہان سے چلنا چاہیے لشکر کو کوچ کا حکم دیا طبل سفر بجگیا خیمہ و
بارگاہ عطیۂ **افراسیاب** بھی قبضہ مین آیا اسباب تمام بار کر اکر بہار تخت سحر پر سوار ہوئی پاس برق
کو بٹھالیا ایک تخت پر زلزلہ مع شوہر بیٹھکر روانہ ہوئے ملکہ بہار کو جانب کوہ آرام منظور تھا
جلی راہ کا دغدغہ بالکل مٹگیا راستہ کی ناواقفی سے کچھ سروکار نہ تھا کسلیے کہ یہ سب جاننے والے راہ کے ساتھ ہو لیے
بڑی شان و شوکت سے اُس لشکر کی مالکہ بنکر سواری ملکہ بہار کی بزبان باد بہاری روانہ ہوئی کہ
نقارہ اور ناقوس بجتے گھنٹے نواخت مین تھے ابر سحر پر سایہ کیے سواری کے آگے آگے گھٹا سے بوقلمون بزور سحر

گلستان نیرنگ بازی مین شگفتہ ہوتے خیابان خیابان سبز و خرم لہلہا کر بہار دکھاتے جا نور زمزمہ سرائی کرتے بحشم و خدم روانہ تھی یہانتک کہ اوسی تجمل سے داخل کوہ آرام سب ہوئے جہان جو ملازم اور کنیزین اور انیسین جلیسین حاضر تھین وہ خیر و رود مسعود ملکہ بہار سنکر بتیابانہ فرط عشرت سے ملکہ آتی ہین کہتی ہوئین خندہ کنان دوڑین ارکان سلطنت قلعۂ کوہ آرام بہر استقبال حاضر خدمت ہوئے نذرین گذرین آتشبازی سحر کی وہ سامان تفصیح اگر لکھون طول ہوگا مطلب نہ حصول ہوگا فی الجملہ مشکوی خسروی کی نئی سیر سے درستی ہوئی ایوان شاہی دار العمارۃ فرمانروائی ملکہ آراستہ ہوا ارکان عظام سلطنت سامنے آئے ملکہ نے آکر تخت پر جلوس کیا اور زلزلہ کو برابر بٹھایا **برق و لرزان** قریب تخت بیٹھے بہار نے حکم مہیا سامان دعوت کار پردازان ریاست کو دیا اور فرمایا کہ باغ میرا آراستہ ہو اوس باغ مین کہ جہان سے ملکہ گرفتار ہو گئی تھی جلسہ دعوت قرار پایا اُس گلشن پر ویرانی چھائی تھی اوداسی رخ ہر گل پر آئی تھی سوسن کا لباس کبود تھا سرو آزاد غم سے جھک گیا تھا گویا درد آلودہ تھا چنبیلی زرد ہو گئی تھی سنبل کے بالون پر گرد جمی تھی نرگس حیران تھی زلف بنفشہ پریشان تھی مختصر یہ کہ اب اُسمین بہاران سر نو آئی شمع رخسار گل پر ضو آئی مالنین کمر بپیان جواہر کار لیکر برگ و بار خزان دیدہ و بدتر کیبیان سے دور کرنے لگین درخت سینچے گئے تھالون مین آب رحمت بھرنے لگین سر تراشی سے جوانان چمن کا خط اصلاح پذیر ہوا دن بھر چاندنی دیکھیے کا انتظام یہ کیفیت ہوئی کہ دستہ گل بصد تجمل قبائے ارغوانی زیب قامت فرما کر اور رنگ چمن پر جلوہ گستر ہوا بہار کو نظم و نسق سپرد ہوا ہوئے فصل بہار پیشکار ہوئی نئے نئے کھلانے پر تیار رعب شہریار گل سے دبے پانون آنا صرصر خزان کا بھگایا کہ زیادہ شاخونکو نہ ہلائے جسم نازک انکا نہ کھائے دیوانکدہ گلشن مین صیاد بر بید خشکی کا پروانہ طاری گلچین کے لیے تجویز سزا کی بہت کھاری بلبل و خزان کی در پیش روبکاری خزان کو حکم شہر چمن سے نکل جانے کا ملتا بلبل کا مقدمہ سر سبز رہتا غنچہ تکا چٹخنا نقارۂ دور دولت بادشاہ گل تھا گل عباس شہباز وا ز بے تامل تھا تدرو طاؤس لبان نقیب و چاؤش صدای دور باش موسم مہرگان کو دیتے نہال پوشاک سندس و استبرق زیب قامت رعنا کرکے انجمن گلشن مین جمگئے شاخین گھنگرو غنچونکے باندھکر یہ یاوری جنبش ہوا رقاصہ بنی تھین رامشگری کا عالم دکھاتین پتے تالیان بجاتے مرغان خوش الحان ترانۂ مبارکبادی گاتے عندلیبان خوش الحان آواز غزلین گاتین مبارکبادی کی دھوم مچاتین اور یہ غزل بحالت عشرت زبان پر لاتین کہ للمولفہ

رشک جنت باغ ہے یہ یادگار | گلشن عالم مین ہے جسکی بہار
تا ابد قایم رہے ملکہ بہار | فیض رحمت سے ہو جسکے یہ بہار
دور شاہ گل مین ہم خرم رہین | تختگاہ باغ یارب برقرار
کیا خزان کا اپنے دلکو درد و غم | ہے ہمارے باغ کی مالک بہار
خاطر دشمن مین کھٹکے خار غم | دوست دیکھین آکے سیر سبزہ زار
ہو گمان شبنم پہ آب تاک کا | نشۂ عشرت سے نرگس پر خمار
آب گلگون نہر مین جاری رہے | ہو بشکل شیشہ سرو جویبار

ملکہ بہار ملکہ زلزلہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر داخل گلستان عشرت کار ہوئی پچھلا پہر دن باقی تھا کہ لب نہر یہ گلعذار زیب وسادہ سبزہ زار ہوئی خواصان گل پیرہن و یاسمن بدن نے آکر جام مے گلرنگ و مینا آغاز کیا کنار جو سبزہ لگا تھا لطف مےکشی تھا کہ مینائے فلک سے آفتابی خورشید ساغر مغرب مین ساقی دہر نے بھری اور سرور نشہ کا سواد چشم شاہد شب مین آیا ہر سمت عالم نور نظر مین سمایا کہ بمقتضائے ابیات

ہوا مغرب مین پنہان مہر خاور | نمایان پھر ہوئی شام منور
ستارونکا بچھا فرش زرافشان | ہوا روشن چراغ ماہ تابان

باغ مین مقیش اور ٹھپے لگا کر رقص ہونے لگا بام بارہ دری پر ملکہ بہار مع مہمانونکے زیر نگیرۂ زرنار آکر جلوہ بخش ہوئی اسوقت کی کیفیت قابل دید تھی وہ جلسہ اگر نظر سے گذر جاے تمام عمر اوسکی حسرت مین بستر افسوس کرکے مرجائے نازنینونکے جسم منور کی چمک اور پھولونکی مہک شبنمی دوپٹون کی آڑ مین جوبن کی بہار سینون پر لچکون کا ابھار قہقہے اونکے خندۂ گل کو شرماتے لب لعلین غنچۂ نیم شگفتہ نظر آتے بھینیان چھاتیون کی اودی اودی کنول پر بھونرے کی کیفیت دکھاتین زاہد صد سالہ کو جوش مستی مین لاتین چاندنی کا کھیت کرنا نہرون کا موج مارنا پھولون سے دماغ دہر بس جانا عجیب ایک ہنگامۂ عشرت تھا سامان مسرت تھا اس عالم مین ملکہ صحبت بادشاہ اسلامیان یاد آئی شب ہجر وہ شب مسرت پائی آہ کا دھوان ایسا بلند ہوا کہ سروستان باغ محبت بنگیا درد جگر نے لب خوش رنگ پر جگر مسی کا عالم دکھایا وہان ہمرنگ غنچہ سوسن نظر آیا سینہ داغون سے گلشن بنا ملکہ زلزلہ سے کسل سفر کا حیلہ کرکے درد سر کا اظہار کیا اور کہا اگر تمھاری اجازت پاؤن تو بارہ دری مین جاکر ذرا آرام کرون ہر ایک اہل انجمن نے کہا بسم اللہ عاشق بہار عارض یار وہان سے

آنکھوں مین آنسو بھری کاسۂ نرگس کو صدف گوہر بنائے ہوتون سی ساغر حباب لبریز کیے بارہ دریکین آئی پردی اسکے چھوڑکر کنیزون سی فرمایا کہ خدمت مہمانان جاکر بجالاؤ وہ سب چلی گئین جب تنہائی ہوئی بیقراری سی کروٹین بدلنے لگی مگر کسی پہلو قرار نہ آیا قلزم عشق نی جوش مارا طائر عقل اوڑگئے شخم ہجر نے بیہوش کیا چشمۂ چشم اسلیے فرط گریہ سی گہر ریز تھے کہ آنکھوں مین صورت پھرتی تھی اوسپر یہ موتی نثار کرتی تھی جسم دم بھر مین زعفران زار رنج نے بنا دیا اشک گلرنگ نے رخ رنگین پہ گلگونہ لگا دیا قفس تن مین بلبل جان گھبرائی برنگ گل چاک گریبانی کی نوبت آئی وہ گلشن بن سے بدتر نظر آیا ابر غم گھر آیا غنچہ نمط بیکلی ہوئی گلون نے یاد اپنے گل کی دلا کر بسان خار کھٹک دل مین پیدا کی پلنگ پر فرط بیتابی سے پاؤن لٹکا کر بیٹھی اور باد صبا سے مخاطب ہو کر یہ زبان پر لائی کہ **بیت** ای باد اگر بہ بینی خوبان سرو قد را ❊ عرض نیاز من کن با ناز پرور من ❊ اوسی بیتابی مین یہ پیام یار کو دینے لگی کہ **ابیات**

کہتی تھی کبھی صبا سے رو کر　　کہنا دلبر سے حال مضطر
اے سرو روان باغ الفت　　اے مرہم زخم داغ الفت
اے ماہ سپہر بادشاہی　　اے زہرۂ چرخ دلربائی
آئی ہے لبون پہ ہجر سے جان　　وحشت سے ہے خانہ باغ زندان
آنکھوں سے ہے خواب کو عداوت　　طاقت بھی ہوئی بدن سے رخصت
ناساز مزاج ہے ہمارا　　دیدار علاج ہے ہمارا
بیداری شب ہے اب ستاتی　　بستر پہ نہین ہے نیند آتی

یہ تو اس طرح دیوانہ وار بک رہی ہے اور بالائے بام جلسۂ عشرت ہی ہر ایک مصروف راحت ہی مگر شاہ جادوان کی کیفیت سنیے کہ بانتظار لرزان وغیرہ باغ جمشیدی مین آرام پذیر رہا ہر روز طلبان نیا تماشا دکھاتین گاتی بجاتین میوے کھلاتین جب کچھ خبر لرزان کی اوسکو کئی روز تک نملی آج کی رات اوس باغ سے سوار ہوا اور باغبان وزیر کو حکم دیا کہ تم باغ سیب مین جاؤ بدولت سیر شب ماہ کرکے عنقریب آتے ہین سب اہل دربار کو خبر آمد شاہ دو وزیر آداب بجا لاکر روانہ ہوا اور یہ تخت اوڑا کر جانب صحرائے طلسمات چلا چاندنی کی بہار دیکھتا سیر لالہ زار کرتا دور تک نکل آیا دل سے کہتا تھا کہ اب لرزان اگر بہار کو گرفتار کرکے لائے تو اوس شوخ کے قدم پر سر رکھکر کہنا کہ اے گل باغ بیوفائی کچھ بھی تجھ مین بوئے وفا ہے یا نہین وائے خار صحرائے کج ادائی کچھ بھی تجھ مین دامن اوٹھانے کا شیوہ ہے یا نہین

اب بیت بس تغافل نکر ترحم نکر پہ گوش دل جانب تکلم کر پہ اگر وہ بیمروت اس منت پر بھی نمانے آخر
کسیکے ساتھہ وصل اوسکو میسر ہوگا اور اوسکو میسر ہوگا اور مجکو آتش رشک وفراق مین جلنا پڑیگا پس بہتر ہی کہ
صدمۂ ہجر ابھی سے گوارا کرون اور اوسکو شوہر مرگ کے کنار مین سلاؤن انجام مین کیون رنج رقابت کسیکا سہون
اسیطرح کی باتین دل سے کرتا کوہ چینی پر آیا چاندنی مین اُس کوہ طلسمی کی عجب کیفیت تھی لبسان ماہ تابان چمکتا تھا
ہر سنگ ہمسنگ گوہر فرط صفا سے نظر آتا تھا بادشاہ نے ٹھہر کر کچھہ افسون پڑھا پہاڑ کی زمین شق ہوئی چار
پتلیان چینی کی وہان سے نکلین دو پتلیان تپائی پتھر کی لیے تھین اور دو ستیل باٹی سر پر اوٹھائے تھین چنانچہ
تپائی بچھا کر اوسپر ستیل باٹی بچھادی اور آپ چلی گئین شاہ جادوان اوس تپائی پر بیٹھا از بسکہ ستیل باٹی
یہ طلسمی ہے بیٹھتے ہی تمام طلسم پیش نظر تھا مع لشکر امیر ولقا کہ سرحد طلسم پر ہے دکھائی دیا بادشاہ نے لشکر
مسلمانان کو شاد وخرم پایا اور فوج اپنے خداوند کی پریشان دیکھی سخت رنج ہوا پھر وہان سے نظر پھیر کر کوہ
نیلم کو دیکھا اوسکو بالکل برباد پایا اسی سلسلہ مین ہر مقام پر جانب لشکر مہ ہوش ولرزان دیکھا
کہین راہ مین اوسکا نشان نہ ملا حیران ہوا کہ یہ کدھر گیا از بسکہ سارے طلسم کو کہان تک دیکھتا عجلت منظور
تھی اسوجہ سے پھر سحر پڑھا وہی پتلیان جو تپائی لائی تھین زمین سے نکلین اونسے پوچھا کہ مینے لرزان کو
بھیجا تھا وہ کہان ہے پتلیون نے عرض کیا کہ حضور جانب کوہ آرام ملاحظہ فرمائین جو کچھہ حال ہوگا نظر آئیگا اسنے
فوراً جانب مذکور نگاہ کی بیرون قلعہ لشکر لرزان اوترا پایا اور باغ مین بارہ دری کے بام پر جلسۂ عیش
ومسرت جمع دیکھا اپنے فرستادہ سردارونکو مع برق عیار کے مشغول راحت پایا اور ملکہ بہار کو ایک
بارہ دری مین تنہا روتے دیکھا سمجھا کہ یہ بھی کسی پر عاشق ہوئی ہے خوب غور سے اوسکا حال دیکھتا رہا
ملکہ موصوف نام یار جب لیتی بادشاہ کی لفظ کہتی کبھی شہنشاہ کہکر خطاب فرماتی کبھی بیوفا زبان پر لاتی
اسنے ان کلمات سے تصور کیا کہ تیرے ہی عشق مین یہ دیوانی ہے اور سوا تیرے طلسم مین کون شاہ و
شہنشاہ ہے یہ تیرا ہی نام اُسنے بیوفا رکھا ہی سچ کہ وہ بیچاری کیا کرے بہن اوسکی تیرے پاس ہے اسیوجہ سے
وہ چلی گئی اب بلحاظ اپنی ہمشیر کے پیام دے نہین سکتی وصل سے یاس ہے تنہائی مین جلسۂ عشرت جو
پایا ہے اوسکو تیرا خیال آیا ہے یہ دل سے سمجھکر لبہان دل بھول گیا رنج سارا بھول گیا تا دیر ادای مستانہ
اور ترٹپنا اور بلبلانا ملکہ مسطور کا دیکھا کیا اور اوسمین بھی ہزارون طرح کا بناؤ اوسکا دیکھا کہ زلفین چہرہ پر
بکھری ہوئی دوپٹا طوق گلو مین گھرسا ہوا پائون پلنگڑی سے لٹکے ہوئے چہرہ تمتمایا ہوا پسینا رخسار

وجبین پہ آیا ہوا قطرات اشک لبان شبنم رخ گل رنگ پر ڈھلکے ہوئے سر پہ بنے سو نشان خال خال ہوئے
سنور پر بنے ہوئے وہ بیتابی اُف اُف کرنا اور کبھی آہ کرتے وقت منہ بنا کر ہاتھ سینہ پر دھرنا کبھی گھبرا کر ہر سمت
دیکھنا کوئی میرا حال نہ دیکھتا ہو کبھی کسیکی آہٹ پاکر شرما جانا کہ کوئی آتا نہو کبھی ہونٹھون پر زبان پھیرنا کبھی تصویر یار
مین حیران ہو جانا کبھی کچھ سوچکر آپ ہی پشیمان ہو جانا غرضکہ یہ قصہ طولانی ہی عاشقون کے ورد زبان یہ
کہانی ہی کہ بموجب بیت یہ جوش شباب جاہ کب تک ؛ مستی کو ہی دل مین راہ کب تک ؛ مختصر یہ کہ
بادشاہ جادوان اپنا شیدا اوسکو سمجھکر وہان سے اُٹھا سحر ورد زبان کیا پتلیان آکر حاضر ہوئین پتائی
اور سیتل پاٹی اونکو تفویض کی اور ایک کشتی خلعت فاخرہ کی اوسنے طلب فرما کر تاج و قباے عمدہ و بہتر سے جسم اپنا
از سر تو ملبس کیا جواہر کے نورتن اوسکے بازو پر باندھے انگشتر نگین لعل و الماس پہنکر مالہ ہاے گوہر سے
گلو کو زینت دیکر اوس کوہ سے اوترا اور کچھ دور بڑھکر دو پہاڑیان تھین اونپر آیا اُنسون تازہ زبان پر
لایا دونون پہاڑیان اپنی جا سے اُٹھکر مین ایک پر یہ خود سوار ہوا اور دو بتیری ساتھ چلی یہ سحر دلارام
کنیز نے بھی کیا تھا کہ پہاڑ کی شکل بنکر اسد کو لیکر بھاگی تھی بادشاہ نے اتنا کام زیادہ کیا کہ پہاڑ کو روان کیا
دلمین اسکے یہ آیا ہی کہ ایک کوہ لشکر حمزہ پر چلکر ڈھادون اور دوسرا لشکر مہرخ پر تاکہ سب باغی ہلاک
ہو جائین مگر پہلے کوہ آرام کی طرف چلنا چاہیے اور گوہر وصال یار سے دامن بھرنا چاہیے پس اوسی سمت
پہاڑ اوڑاتا روانہ ہوا جب قریب کوہ آرام پہونچا پہاڑون کو ایک میدان مین قایم کر کے قلعہ کیطرف
چلا اور مہابت و عظمت اپنی دکھانیکے لیے تیغہ سحر جو کمر سے لگا تھا زیر ران لایا وہ ایک اژدہاے دہان
و شعلہ فشان بنگیا اوسی پر سوار داخل قلعہ ہوا دیکھا تو قلعہ مین گھما گھمی روشنی ہر مکان مین جلوہ دیتی ہے
کہین ناچ کا سماں ہے کہین ڈھولک بجتی ہی شہر خوانی کا چرچا ہے ملکہ بہار کے آنیکی خوشی سبکو ہی رعیت
مین بھی شادی رچی ہی یہ کیفیت دیکھتا ہی اور کہتا ہوا کہ اس سامان کی کیا حقیقت ہی جو مین اب ملکہ کو
ملک و مال دونگا اسی طرح دار العمارۃ پر آیا جہان ساحران نامی حاضر تھے پہرا چوکی حاجب دربان وغیرہ
اپنے اپنے کام پر تھے بادشاہ کو دیکھکر لرز گئے نہایت ادب سے تسلیم کی شاہ نے آنکھ ہلا کر سلام لیا اور اندر
چلا کسکی مجال جو روک سکے مگر یہ ایوان شاہی تک پہونچا تھا کہ زنانہ ڈیوڑھی پر سے محلدار دوڑھی اور
قریب بارہ دری پہونچکر پوچھا ملکہ عالم کہان تشریف فرما ہین شاہ طلسم آ پہونچے ملکہ اپنے عالم مین ہر چند
کہ مبتلا تھی مگر یہ آواز سنتے ہی گھبرا اُٹھی دل سے کہا خدا خیر کرے یہ آفت تازہ آئی پس بام پر جا کر

برق کو آمد شاہ سے باخبر کیا کہ نہین معلوم رات کو میری یہان تنہا کیون آیا ہی اگر براہ فساد آتا تو ایسی نرمی کی روش نہوتی معلوم ہوتا ہے کہ یہ عشق مین بیقرار ہو کر بارادہ فاسد قدم زن ہوا ہی اب اس مقابلہ کرنیکا یارا نہین جو کچھہ کہو وہ کیا جاے برق نے کہا ای ملکہ جاکر استقبال کرو اور بتعظیم تمام یہان لاؤ بروز جنگ جنگ و بروز آشتی آشتی اگر کچھہ وہ فساد لائیگا اوسوقت دیکھہ لیا جائیگا ملکہ یہ کلمہ سنکر جلد کوٹھے سے اوتری اور کشتیان جواہر موجود تھین برائے نذر اوٹھوالین کنیزونکے حلقہ مین روانہ ہوئی کنول آگے وہ جلتے چلے جو فروغ حسن شعلہ رخان کا جلوہ دکھاتے تھے یہ ماہ فلک جمال خرامان خرامان دار العمارۃ کے اندر والے دریہ پہونچی بادشاہ قریب پہونچ چکا تھا کہ اسکو آتے دیکھکر اژدرپر سے کودا اور اسکو ہاتھہ مین پکڑ کر اوٹھا لیا وہ تیغہ بنگیا ملکہ نے سرو قد جھکا کر تسلیم کی شاہ کی نگاہ اوسکے حسن بے نظیر پر پڑی پہلے وہ حرکتین کہان تھین جو اب مزاج مین پیدا ہین پہلوے یار مین بیٹھہ آنے سے شدنیان چتون مین ہویدا ہین جسم مین سسکیون سے جنبش نزاکت کا بہانا اتنی دور آنے سے تھک جانا لب پر خشکی غنچہ سربستہ کی صورت کیفیت دہن کی چہرہ پر کچھہ عالم یاس بناوٹ کی راہ سے بشاش غمزہ و ناز کہتے کہ ٹھہر جا جسکو غرض ہوگی وہ خود آئیگا ابیات

بشکل آرزو پنہان حیا مین — نہایت شوخ طرز مدعا مین
اشارون سے تمنائین ہویدا — نگاہون سے غرض کچھہ اور پیدا
عجب انداز سے آئی وہ گلرو — کہ اوسکو کچھہ رہا دل پر نہ قابو
زبان شاہ سے اک آہ نکلی — تو ہنسکر اوسکے منھہ سے واہ نکلی

شاہ ساحران بیتاب ہوگیا اور قریب آکر گویا ہوا کہ ای ملکہ مزاج اچھا ہی اُس ماہ پارہ نے جواب دیا آپکی بلا سے چاہے اچھا ہو یا بُرا معشوقونکے مزاج کا پوچھنا کیا یہ کلمہ اسلیے کہا کہ در جواب مزاج پرسی بادشاہ کو دعا دینا پڑتی یہ ملکہ معشوقۂ شاہ اسلام ایسے مرتد کو دعا دینے سے عار رکھتی ہے بادشاہ نے قریب پہونچکر ہاتھہ پکڑ لیا اور کلمات شکایت آمیز زبان ملکہ سے سنکر فرط عشرت سے مالامال ہوگیا سمجھا کہ بیشک یہ مجکو چاہتی ہے جب تو زبان پر لاتی ہے کہ ہمکو تمنے معتوب بنایا اور آجتک خبر نہ لی سچ ہی کہ تجھی سے غفلت ہوئی ہے غرضکہ ہاتھہ مین ہاتھہ شانے سے شانہ ملا خوشبوی جسم سے اُس گل کی دماغ بسا ہوا ملکہ نے گردن جھکائے ہاتھہ چھڑا لینے کا پہلو سوچتی آگے بڑھی راہ مین جب وہ کنایہ آمیز ظرافت انگیز کلام کرتی بات کاٹ دیتی کہتی ای بادشاہ آپ میری ہمشیرہ عزیزہ کو یہان کیون ساتھہ نہ لائے تنہا تشریف لائے اگر ملکہ

آنکھین اونکے دیکھنے کو ترس گئی ہین آپ آنکر بہت چلاتے ہین وہ لشکر مین پڑی رہتی ہین آپ باغ سیب مین مزے اوڑاتے ہین وہ لشکر مین پڑی ہونگی آپ ادھر اودھر پھرتے ہین شاہ نے ہنسکر کہا کہ ہم تو پھر مرتے ہین ملکہ منھہ بناکر بولی کہ واقعی اپنے اپنے فرزند کی محبت مین ہر ایک دیوانہ ہی ہی ہمیشہ سے رسم زمانہ ہی آپ بڑی بہنوئی ہین بجاے باپ کے اگر میری الفت مین جان دیجیے گا تو کچھ خلاف نکیجیے گا بڑی بھائی مین اور باپ مین کیا فرق ہی یہ کلمہ سنکر رنگ چہرۂ بادشاہ متغیر ہوا لیکن سمجھا کہ یہ بیکے سمجھائی سنائی کو ایسا کچھ کہتی ہی اور واقع مین ابتک اس سے کچھ واسطہ نہین جو جی چاہی کہے جب تعلق ہو جائیگا اسوقت آپ ہی نہ کہے گی یہ سمجھا ملکہ کو براہ تمسخر گود مین اوٹھانیکا قصد کیا ملکہ جھک کر علیحدہ ہوئی کہ حضور آجتک کنیز کو آپکی گود مین بیٹھنے کا انکار تھا جانتی تھی کہ آپ براہ بزرگی محبت فرماتے ہین آج آپکی نیت اور پاتی ہون سار ہی قسم گھبراتی ہون رہ رہکے تعجب آتا ہی کہ لوگو دنیا مین ایسا بھی ہوتا ہی وہی مثل ہی کہ اولٹا زمانہ نواسی کو تکے نانا شاہ نے اسکے کہنے کو کچھ سماعت نہ کیا اور براہ بیعزتی ہنسکر گویا ہوا کہ سالی اور بی بی مین کچھ فرق نہین ایک بہن نہین ایک سہی اور اے ناز کیدن تجھہ ایسا گل گلشن دہر مین کب کسینے کھلتے دیکھا ہی اسی سے میرا بلبل دل تجھ پر فدا ہی غرضکہ یہی باتین کرتا ہوا بالاے بام بارہ دری آیا اور ملکہ نے براہ خوف خود بھی تخلیہ مین اوسکو بٹھایا کہ مبادا دست درازی کرے پس جلسۂ عشرت مین بٹھانا لازم ہی چنانچہ جب کوٹھے پہ آیا زلزلہ و لرزان نے اٹھکر تسلیم کی یہ مسند پر بیٹھا اور وہ دونون پس پشت جاکر کھڑے ہوئے اسنے اونکی جانب بنظر حسرت دیکھا اور کہا کیون شکیوہ نمک حلالی یہی ہی جو تمنے اختیار کیا ہی خیر سمجھ لیا جائیگا اتنے نمکحرام جمع ہین تو میرا کیا کر لیتے ہین اور اگر تم بر خلاف ہوئے تو کیا بنا لوگے یہ کہکر دلسے مشورہ کیا کہ بہار سے وصل کرنا چاہیے اگر وہ راضی ہو گئی تو یہ کہان جائینگے پھر مطیع ہونگے ابھی النسے خبر ہونا چاہیے یہ سوچکر چپ ہو رہا اور جانب بہار متوجہ ہوا کبھی بنظر حسرت اوسکو دیکھا اور کبھی کچھ پھول اوٹھاکر اوسپر پھینکے کبھی چشمک چشم و ابرو جسے آنکھ مارنا کہتے ہین اسطرح سے اشارہ کیا کبھی اسکو سناکر یہ شعر پڑھا کہ بیت اگر یہ ناز یہ عشوہ رہینگے: تو جانی ہم تو مطلب کی کہینگے: ملکہ آنکھین نیچے کیے جھکے بیٹھی تھی اور دعا دل سے حفظ عصمت و آبرو کی مانگتی تھی ساقیان مہ لقا جام شراب دیتے تھے شاہ نگاہ سحر ڈالکر بیٹھا تھا کہ عیار بہار کے ساتھ آیا ہی ایسا نہو وہ بیہوشی دے چنانچہ یہ تو اس کیفیت مین ہی لیکن برق کی حقیقت سنیے کہ ملکہ بہر استقبال شاہ بھیجکر آپ بارہ دری مین آیا اور ایک کنیز ملکہ کو بلاکر کہا کہ تجکو مین اپنی صورت پر بناتا ہون خبردار سواے برق کے اور کچھ نہ کہنا یہ کہکر

مثل اپنی صورت کی بنایا اور حکم دیا کہ بالای بام جاکر ٹھہرے وہ حسب ارشاد کوٹھے پر آئی بادشاہ کو سلام
کیا اوسنے سنکر کہا کہ اے برق مزاج کیسا ہے کنیز نے جواب دیا کہ دعا کرتا ہون بادشاہ ازبسکہ مخاطب
بجانب ملکہ تھا کچھ اس سے حجز ہوا اور اودھر برق آئینہ سامنے رکھکر ایک ایسی نازنین عورت کی شکل
بنا کہ بہار سے ہزار درجہ حسن مین بہتر تھا رخ روشن اوسکا رشک آفتاب محشر تھا چہرے مین نمک حسن و
ادا بھرا گرمی مین خاطر مشتاقان کے لیے سوز و ساز دینے والا زلف شکن در شکن کے حلقے نافہاے آہوے
چین کا دل خون کرتے آب و تاب سے ہر ایک عاشق کو دیوانہ بنا کر نیا جنون کرتے زیر گیسوے معنبر پیشانی
انور ابر تیرہ مین جیسے آفتاب سحر کا نور ظاہر طبیعت خود بینون سے بھری سو توان ناک مابین جنار یا دیوار
چمن حسن رنگین بنی چشم سرمہ آگین جادو تمکین شاہ جادوان کو فریب چلین اسی سے جگر بکر پھیرتین رخ
پہ غازہ صباحت حقیقت مین کان ملاحت لب گلرنگ پر مرجان صدقے شرم سے لعل بدخشانی ہر ایک بھائی
دانتونکے رو برو بے آبرو موتی ہوجاے آواز اسکی شیرین انداز نظر نمکین باتین سب بھولی بھولی
دہن تنگ دیکھکر خضر کو راہ بھولی سینہ صاف پر چھاتیونکی کچین نمودار کم سنی اظہار شکم رشک موج
قلزم نور کمر چشم تصور سے بہت دور لطیفہ گوئی مین طاق بذلہ سنجی مین شہرۂ آفاق زیور جواہر ہی سے
جسم پر نور مزین اوٹھتا ہوا اوسکا جوبن کہ بمقتضاے **ابیات**

چڑھی تھی جتیون پر نو جوانی
خجل صورت سے ماہِ آسمان

جواہر کا جڑاو تمام زیور
سجا پائے نگارین سے تھا ناسر

سراپا حسن سے تھا اوسکا پرنور
حیاسے مثل سایہ پرتو حور

قیامت وہ بوٹا سا قد اوسکا
خجل سرو گلستان روبرو تھا

ترقی اوسکو تھی حور و پری سے
خجل شمس و قمر جلوہ گری سے

گلابی رنگ کا پٹکا کمر مین
وہ ڈوبا خوب آب سیم و زر مین

کیا گر داوسکے پیدا الیس نے نور
گرہ بھر کی وہ چولی چشم بد دور

بنی تھی موتیون کی بیل اوسپر
ٹکے ہیرے بھی تھے اپنی جگہ پر

اس صورت سے درست ہو کر ایک اور کنیز ملکہ نے تخت سحر تیار کرا کر سوار ہوا اور کوٹھے پر وہ تخت آکر اترا
صداے خلخال پاے نظر بادشاہ و ملکہ کی اوسپر پڑی ملکہ سمجھی کہ یہ کوئی شہزادی طلسم کی ہے بادشاہ کو یہان

آیا ہوا اسنکر ملاقات کو آئی ہے یہ سمجھکر بغلگیر ہونے اوٹھی برق نے پہلے بادشاہ کو تسلیم کی پھر بہار سے گلے ملا
اور گویا ہوا کہ بہت مدت سے تم کہان گئی تھین اللہ یہ بیمروتی کہ مدتون صورت بھی نہین دکھائی بہار
یہ کلمات سنکر حیران تھی کہ مین اسکو پہچانتی نہین اور یہ ایسی باتین کرتی ہے جیسے بڑی اس سے دوستی ہے
لیکن بخیال مروت صاف جواب دینے کی مقتضی نہوئی یہ تو نہ کہہ سکی کہ مین تمھین جانتی ہون اسکی شکایت کے
جواب مین کچھ عذر وحیلہ کرکے اپنے برابر بٹھایا شاہ جادوان اسکی ادا کو دیکھکر فریفتہ ہوا عشق بہار بھولا
اسلیے کہ بہار حسن اصلی رکھتی ہے اور یہ بناوٹ ہے پھر ملکہ مذکور کو وہ چھیل بن اور شوخی کہان آتی ہے جو یہ
عیار جانتے ہین شاہ بیتاب ہوکر مستفسر حال ہوا کہ اے ملکہ حسینان جہان تمھارا نام کیا ہے اُس کافر ادا
مست نے اسطرح مسکراکر آنکھونکے لال لال ڈورے دکھاکر نظر کو پھراکر یہ شیرین زبانی جواب دیا کہ مجھکو ارزن
جادو کہتے ہین قریب انکے سکان کرتی ہون لنے یعنی بی بہار سے محبت ہوگئی ہے کبھی کبھی دیکھنے آتی ہون شاہ
نے فرمایا کہ پھر آؤ ہمارے پاس بیٹھو اوسنے کہا چہ خوش مجھے آپکے پاس بیٹھنے سے واسطہ میرے کنوارپنے مین جو
بٹا لگ گیا تو کیا ہوگا آپ ہزارون محل کرتے ہین ایک رات کا اخلاص تمام عمر کا جلاپا بندی کو نہین گوارا
شاہ نے یہ کلمہ سنکر ہاتھ پکڑکر اپنی جانب کھینچا اس مہ پارہ نے ہان ہان کرکے قریب کھسکر کہا دیکھو سامری کی قسم
میری چوڑیان بھی ٹوٹ گئین اور کلائی مین بھی موچ آگئی یہ کہکر ایسا منھ بنایا کہ بادشاہ بیقرار ہوگیا چاہا
کہ بوسہ لے لون لیکن اوسنے ہاتھ سے منھ ہٹا دیا کہ لو صاحب یہ بیعزتی دیکھو جمشید جانے مجھے یہ ذل لگی اچھی نہین
لگتی بھری محفل مین میری آبرو اوتار لی بادشاہ نے گلے سے لگالیا اُسنے ڈھیلے ہاتھ سے ایک طمانچہ ہنسکر
مارا کہ خوب تم تو منہ ہی مین آئے کیسکی آبرو پر پانی پھر جاے تمھاری بلا سے اے صاحب پرے ہٹکے بیٹھو بادشاہ نے
بموجب بیت گلے ملکر کہا اوس سے کہ جانی : ہمین بھی ہے امید مہربانی : اوسنے بھی گردن شاہ مین ہاتھ
ڈالدیے اور جھجک کر الگ ہوگئی کہا اوئی اس زور سے مجھے کھینچا کہ شانون پر ہاتھ نہ ٹیکتی تو منھ کے بل
گر پڑتی بادشاہ ساحران نے ہر چند وہ نہین نہین کیا کی مگر کھینچکر گود مین بٹھالیا پھر تو یہ حال ہوا کہ لنظم

ہزارون اوسکی اوسنے منتین کین	نئے انداز کی قسمین بھی کچھ دین
ہجر اشتوق سے تھا وہ جو مضطر	نہ مانا لیے بوسے مکرر
ہوئی ہر چند وہ برہم مگر ہان	نکالے اوسنے اپنے دل کے ارمان
لگا شلوار پر جب ہاتھ پڑنے	تو وہ گھبرو لگی اور دم بھرنے

کہا اب شامتون نے تجکو گھیرا	کوئی کسبی اگر مجکو ہے سمجھا
ذرا دم لے کہ دل ٹھہرے ہمارا	نہین گستاخیان تیری گوارا
بشر کرتے نہین حیوان کا کام	ندامت سے نہین خالی یہ انجام

بادشاہ ان باتون سے سمجھا کہ یہ بالکل راضی ہے یہ سمجھکر ملکہ بہار سے کہا کہ یہان تخلیہ کردو ملکہ نے ہر ایک کو اشارہ کیا اور آپ بھی اوٹھی اوس حوروش نے گود سے بادشاہ کی اوٹھکر آنچل ملکہ کا پکڑ لیا کہ بہن کہان جاتی ہو مین بھی رخصت ہوتی ہون ملکہ نے ہر چند حیلہ کرکے پیچھا چھڑایا مگر اوسنے آنچل نچھوڑا ملکہ بہار نے ٹھہر کر بادشاہ کو اشارہ کیا کہ آپ اسکو گود مین اوٹھا کر بارہ دری مین لیجایئے یون یہ نمانے گی بادشاہ ایما اوسکا سمجھکر چپ ہو رہا اور پھر اختلاط کرنے لگا اوس مہ پارہ نے موتیون کا ہار پکڑ کر گردن شاہ سے کھینچا کہ یہ تو مین لونگی بادشاہ نے ہار اوتار اوسکو پہنایا اور ہاتھ پستان پر لایا اوسنے ہاتھ جھٹک کر کہا نہ صاحب مین تو ایسے ہار سے درگزری جسمین یہ نوچا کھوچی ہوتی ہے یہان تو یہ اختلاط و گرمجوشی ہی اور ملکہ نے خوابگاہ جلد درست کرائی چھپر کھٹ آراستہ ہوا کل تکیے عطر سے بسے لگا دیے گئے قرابے گلاب کیوڑے کے منھ کھولکر ہوا کے رخ پر رکھے غرضکہ تفریح ایکی تا کجا جب سامان درست ہوا بادشاہ کو اشارا کیا وہ اختلاط کرتے گود مین اوس مہ جبین کو لیکر استادہ ہوا برق بھی یہ اشارے دیکھ رہا تھا سمجھا کہ اب تجھے یہ جانب تخلیہ لیچلا یہ سمجھکر گود مین بادشاہ کی تڑپا کہا دیکھو میرے کان مین عطر کی روئی رکھی تھی کہین گر نجاے چنانچہ اسی حیلے سے کان مین سے روئی عطر بیہوشی کی نکالکر بادشاہ کی ناک مین لگادی شاہ کو چھینک آئی اور چکر کھاکر زمین پر گرا یہ گود سے کود کر الگ ہوا اور خنجر کسوت عیاری مین مخفی تھا نکالکر سر قتل پڑھا ملکہ نے بہار نے اب پہچانا کہ برق ہے ہوش اوڑگیے کہ یہ صورت بدلنا اور یہ باتین معشوقانہ کرنا اسی کا کام تھا ادھر برق نے جیسے ہی خنجر مارنے کا قصد کیا تھا کہ ایک پتلا روے ہوا سے آکر زمین پر ہو نچا دیا ہاتھ مین شیشہ گلاب سے بھرا تھا اوس گلاب کا ایک چھینٹا رخ شاہ پر مارا کہ بادشاہ ہوشیار ہو کر اوٹھ بیٹھا برق نے چاہا کہ بھاگ جاؤن لیکن اوس پتلے کے دیکھنے سے ایسی تاثیر قلب پر ہوئی تھی کہ قدم اوٹھ نسکا ٹھہر رہا جب بادشاہ کی آنکھ کھلی دیکھا وہی نازنین خنجر لیے آمادہ قتل ہے یہ معلوم کرکے نگاہ سحر سے خوب نظر بھر کر دیکھا پہچانا کہ برق عیار ہے اور برق بھی سمجھ گیا کہ قید ہوئے دوڑ کر قدم پر گرا کہ مین برق عیار ہون میری خطا معاف فرمایئے اب مین آپ کی طرف ہوتا ہون شاہ جادوان کو غضب طاری ہوا

اور اس ہنگامہ حال عیار شب بھی پیش بادشاہ طلسم افلاک ظاہر ہوگیا بہار گلستان انجم کی خزان ہونے کا موسم قریب تر آیا کہ بمقتضاے

ابیات

یکایک اخترِ خورشید چمکا — گئی شب جلوۂ خورشید چمکا
ہوئی پھر صبح روزِ قتل پیدا — ہوئے آثار اجل کے پھر ہویدا

یعنی افراسیاب نے ہوشیار ہوکر برق کو بنظر قہر گھورا برق دوڑکر قدم پر گرا کہا شاہ جادوان میری خطا معاف کیجیے اور سچ فرمایے کہ کیسی عیاری بنے کی بادشاہ نے کچھ اسکا عذر سماعت نکیا اور اوسی پتلے سے کہا لے اس بے ادب کو پتلے نے ایک چھینٹا گلاب سحر کا اوسکے منھ پر مارا کہ برق بیہوش ہوگیا یہ ماجرا دیکھکر بہار آگے بارادۂ رزم بڑھی بادشاہ نے سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک ابر یزاد فلک کیطرف سے اوڑتی ہوئی آئی اور بہار کے لپٹ گئی اوسکے جسم مین وہ گرمی سحر کی تھی کہ یہ بھی بیہوش ہوگئی زلزلہ اور شوہر اوسکا ہان ہان کرکے چلے تھے کہ بادشاہ نے ایسی چیخ ماری کہ انکو بھی غش آگیا شاہ نے اسوقت چاہا کہ سارا قلعہ کوہ آرام غارت کردون پھر خیال آیا کہ اگر بہار تجھ سے راضی ہوگئی تو اپنے ملک کی بربادی سے سبت ناراض ہوگی اول اوسی سے فیصلہ کرنا لازم ہے پس مقام پر لیجاکے منت وسماجت کرکے اسکو راضی کرنا چاہیے اگر نمانے تو اوسے قتل کرکے اوس ملک پر کوئی اور کوئی حاکم بھیجدینا یہ سوچکر سحر پڑھا کہ پتلا اور پری تو غایب ہوگئی لیکن ایک تخت پُر رنعت ہوا سے اوتر آیا اسنے ملکہ بہار اور سب بیہوشونکو اُس تخت پر ڈالکر آپ بھی سوار ہوکے راستہ پکڑا جیسے ہی وہ تخت بلند ہوا کنیزان ملکہ ہوضعہ اور ملازمان قلعہ امین جلیل ارکان سلطنت سبنے جو شور نوحہ بلند کیا کون اُسکی شرح کرسکتا ہی یہ حال تھا نظم

روان آنکھون سے سبکے اشک گلنار — ہوا ہر اک کو رونے سے سروکار
ہوا سب کاروبار سلطنت بند — بجز غم کے نہ کوئی دل تھا خورسند
سیہ پوشی کا چرچا تھا محل مین — بپا اک حشر برپا تھا محل مین
بنا ماتم کدہ وہ شہر آباد — گلی کوچون مین تھی ماتم کی بنیاد
مٹا تھا دیکھنے کو نام عشرت — پریشان حال اور سب غم کی صورت

پھر آخر یہ صلاح ٹھہری کہ اپنے مالک کے ساتھ چلنا چاہیے اور ملکہ مذکور شریک اسلامیان ہین انشاءاللہ جلد رہا ہونگی کچھ تردد لازم نہین غرضکہ نفیر سحر بجاکر لشکر زلزلہ ومد ہوش وغیرہ ہمراہ لیکر کنیزان

سہار بھی جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئین کہ وہان چلکر حال ملکہ بیان کرین اور سارا لشکر مہرخ کا لیکر ملکو
اپنی شاہ طلسم سے لڑکر جھبڑ الیبن فی الجملہ یہ سب کوچ کرکے الگ الگ بادشاہ طلسم سے جاتی ہین مگر بادشاہ جو
ہر ایک مجرم کو لیکر اوڑا راہ مین سحر شروع کردیا کوئی یہ نجانے کہ بادشاہ سے ڈرکر انکو بیہوش رکھا بس ہر ایک
کو ہوشیار کردیا آنکھ جو آنکھ کھلی شاہ جادوان کو برابر اپنے تخت پر بیٹھے پایا شرم ناچاری سے گردن جھکالی
بادشاہ بنظر حسرت و محبت جانب روے بہار نگران تھا اور گلچینی اوسکے گلشن حسن و جمال کی کرتا جاتا تھا دل
بے اختیار گود مین بٹھانے اور پیار کرنے چاہتا تھا مگر ابھی غصہ جتاتا اور ابھی مہربان ہونا خلاف داب عظمت شاہانہ
جانکر خاموش تھا کہ گھر پر چلکر کوئی اسکی سفارش کریگا تو خطا معاف کرکے منت پذیر ہونگا مختصر یہ کہ تخت اڑ لیے
قریب دریاے خون روان پہونچا وہان سے لشکر مہرخ قریب تھا عیار تو صحرا مین پھرا ہی کرتے ہین اتفاقاً
ضرغام اور صبا رفتار عیارہ و عیار سے ایک جگہ سامنا ہوا تھا یہ دونون لڑ رہے تھے بادشاہ نے
وہان پہونچکر تخت نیچا کرکے ٹھہرالیا اور تماشا انکی لڑائی کا دیکھنے لگا عجب ماجرا نظر آیا کہ ان دونون نے
کوس بھر کا میدان باندھا ہے مثل برق جہندہ دم بھر مین کوس بھر پر جا کر چمکتے ہین اور کبھی آپس مین آکر
گتھ جاتے ہین گردش انکی نظر مین نہین سماتی چل اسطرح کہ بجلی کوند جاتی خنجر کی چھیکیان چلنا حلقہ
کمند سے طرارے بھر کر نکلنا جستونکے سناٹے کلانجین اور فرانٹے بھرنا لائق تماشا تھا دھوکے دینا
انکا سمجھ مین نہ آتا تھا کبھی وہ کہتا تھا کہ اے ملکہ قدم تمھارا بیتر کے خلاف پڑا ہے جب وہ قدم کی طرف
دیکھتی یہ کمند مارتا وہ جست کرکے اسطرح نکلتی کہ جیسے عینک مین سے نگاہ نکلتی ہے پھر وہ کہتی کہ اے عیار
غور کر کہ ٹھاٹھ تیرا بگڑ گیا یہ اپنے جسم کو خیال کرتا وہ کمند مارتی یہ اسطرح حلقون سے نکلتا کہ جیسے تیر کمان
سے نکل جاتا ہے شاہ جادوان اس لڑائی کو دیکھکر بہت خوش ہوا برق نے اسکو خوشنود دیکھکر کہا کہ
ہمارا عیار اور آپکی عیارہ کیون اے بادشاہ جوڑ تو اچھی ہے اگر آپ زمین کے قریب تر تخت لیجاکر ٹھہرئیے
تو قدردان کو دیکھکر دونون جی توڑکر لڑین اس سے زیادہ تماشا نظر آئے اور ابھی تو کچھ بناوٹ نہین
یہ لڑائی سادی ہے ایک دوسرے کو پکڑ لینے کا قصد رکھتا ہے مگر مصمم ارادہ نہین کرتا اور جانتا ہے
کہ نکل جائے تو بہتر اور گرفتار ہو تو اچھا جب آپ کو دیکھین گے لاعلاجہ جان لڑا دینگے پھر غالب و مغلوب کا
حال کھلیگا بادشاہ کو یہ تقریر پسند آئی اور تخت زمین پر اوتارا ضرغام نے چاہا کہ بھاگ جاؤن ایسا
نہو یہ سحر کرے اور قید کرلے مگر بادشاہ نے کہا خوف نکھاؤ ارے جاؤ ہم تماشا دیکھین گے یہ سنکر دونون

سلام کرکے لڑنے لگے واقعی اب بڑی تڑپ جھڑپ سے ہنگامہ کارزار بلند ہوا اسطرح چلنے لگے جیسے بجلیان کوندتی ہیں جھنکارے کی آواز تا بہ تیغ مہر پہونچتی تھی مسیحا کو زندگی سے ناامیدی تھی چمک سے شمشیر صاعقہ بیز کے چشم جوہر خنجر فلک خیرہ ہوئی تھی زہرے مین سفیدی تھی غیرون کے سناٹے پر بہرام فلک سناٹے مین تھا کمان دہ چرخ کیود کی پشت خم تھی قدر انداز قضا گوشہ مین سہم کر تھرتا تھا اور چھپا ہوا الامان کہکر چلاتا تھا گردش مبارزان پر اور تلوار کی چال ڈھال پر فلک اپنی چالین بھولا تھا دوڑا تلوار کی باڑھ کا جادۂ راہ عدم تھا تار نفس کے قطع ہونے مین عرصہ کوئی دم تھا کہ بموجب

ابیات

تڑپتے تھے وہ برق انداز ہر سو
طرارے تھے بلا پرداز ہر سو

روانی چال مین ایسی تھی اونکے
جیسے متوا جی دریا نہ پہونچے

تلنگین اور جستین تھین بلاخیز
روانی تیغ کی تھی حشر انگیز

کبھی اسطرح گتھ جاتے تھے باہم
بھنور کا جیسے ہو دریا مین عالم

کبھی دیتے تھے دھوکے وہ غنیم کو
کبھی لڑتے تھے سرنگہ گاہ دے کے

اسی لڑائی مین ایک بیضہ بیہوشی بہرام ضرغام نے کمر سے نکالا شاہ جادوان نے اوسکو دیکھا پوچھا کہ یہ انڈا تیرے پاس کیسا اسنے جواب دیا کہ حضور یہ بیضۂ بیہوشی ہے برق نے حضور کی سمجھ مین اس انڈے کی لڑائی نہ آئیگی دیکھیے جناب یہ لڑائی اسطرح ہے یہ کہکر تخت پر سے کود اور بیضے اپنے پاس سے نکالے اور ضرغام پر پہلے خنجر کھینچکر جا پڑا وہ بھی لڑنے لگا صبا رفتار ٹھہر کر محو تماشا ہوئی کہ یہ لڑتے لڑتے جب قریب اوسکے پہونچا کہا حضور دیکھیے یہ انڈا اس کام آتا ہے یہ کہکر اشارہ بیضہ مارنے کا تو جانب ضرغام کیا مگر تاک کر منھ پر صبا رفتار کے مارا کہ فوراً اوسکو چھینک آئی اور بیہوش ہوکر گری بادشاہ اوسکی جانب متوجہ تھا کہ اسنے دوسرا بیضہ بادشاہ کے منھ پر مارا کہ حضور اچھی کرین بادشاہ بھی بیضہ منھ پر پڑتے ہی بیہوش ہوگیا اوسکے بیہوش ہوتے ہی درخت اوس صحرا کے جھومنے لگے زمین سے غبار سیاہ اوڑا اطایر غل یا شہنشاہ یا شہنشاہ کا مچانے لگے زمین تھرائی بہار سمجھی کہ بکر آفت عظیم آئی اور تو کچھ بن نہ پڑا برق وضرغام کو پنجہ مین دابکر اوڑ گئی اور راز لبک سحر سے سب رہا ہو چکے تھے زلزلہ و لرزان گھبرا کر زمین مین سما گئے کیلیے کہ یہ زمین مین زلزلہ کرنے کا سحر خوب جانتے ہین غرضکہ بہار سناٹے بھرے بہت جلد دور تر نکل گئی ادہر شاہ طلسم

کو چیلیون نے زمین سے نکلکر پچکاری گلاب کیوڑے کی منھ پر مار کر ہوشیار ہو کر اُسنے قیدیون مین سے کسیکو نپایا صبا رفتار بیہوش پڑی تھی اوسکو ہوشیار کیا اور بہت پشیمان تھا برق کا فقرہ یاد کر کے بڑی ندامت ہوتی تھی دلمے کہتا تھا کہ کیا چالاکی کر کے یہ عیار نکلگیا ہے کہ جب یاد کرونگا خجالت آئیگی علاوہ اس خجالت کے بہار کا قبضہ مین آکر نکلجانا جب یاد آتا کف افسوس ملتا کہ ناحق مین رزم عیاران دیکھنے یہان ٹھہرا اور اگر ٹھہر ا تھا تو اندڑے کا حال پوچھنا کیا ضرور تھا غرضکہ اسی رنج و غم مین عیان آیا کہ عیارہ نے مجکو نادم ہوتے دیکھا ہی بنظر حقارت ہمیشہ مجھے دیکھے گی سوا اسکے مہرخ وغیرہ یہ حال سنکر بہت بیخوف ہو جائینگی اس عیاری کا بدلہ جاکر لشکر حریف سے لینا چاہیے اور اپنا علم دستان زور دکھانا چاہیے یعنے اپنے بیہوش ہونیکے عوض مین کل لشکر باغیان کو بیہوش کرنا لازم ہے یہ سوچکر عیارہ کو تخت پر بٹھا کر اوڑا اراہ مین بہار کا حسن یاد کر کے آنکھون مین آنسو بھر لایا مگر عیارہ جو ساتھ تھی اسوجہ سے ضبط کو کام فرمایا اور بعد عجلت صحرا و دشت طے کر کے ایک پہاڑ پر آیا وہ کوہ عظمت مین ہمسر آسمان تھا تمام پہاڑ گلہاے طلسمی سے رشک گلستان تھا بادشاہ اوس سیر کی طرف اصلا متوجہ ہوا اور بیچ کوہ پر ایک درخت نہایت بلند لگا تھا ہزارہا طائر اوس پر بیٹھا تھا آسنے اس درخت کو کولی مین داب کر ایسا سحر پڑھا کہ وہ نخل عظیم الشان جڑ سے اوکھڑا اور ایک جانب ہٹکر الگ ٹھہر رہا زمین پر نگراجہان سے وہ اوکھڑا تھا اس جگہ ایک دروازہ بہت بڑا اور عمدہ پیدا ہوا بادشاہ نے سحر پڑھکر پکارا کہ ای پریزادان طلسم آؤ یہ صدا دیتے ہی وہ در کھل گیا اور اندر سے پریان نکلنے لگین کہ ایک ایک اون مین غیرت بخش حوران جنان تھی ایک ہزار نازنین سنہری پوشاک زیب جسم کیے اور سونے کا زیور پہنے سامنے آکر حاضر ہوئین تسلیم شاہ کو کر کے صف باندھکر استادہ ہوئین اوسوقت وہ پہاڑ کوہ بیستون سے کہین بڑھکر تھا کیونکہ وہان ایک شیرین آئی تھی یہان ہزار شیرین دہانون کا مجمع ہوا آفتاب اونکے رخ سے کیا آنکھ ملاتا ہے کہ اونکے تلوون کا عکس کہلاتا ہے ماہتاب داغی غلام شہرت پاتا ہے گیسو اونکے بلاے جان عاشقان مصحف رخسار پر فدا ایمان عاشقان کہ بموجب ابیات

سراپا روکشِ روزِ قیامت	نگون شمشاد وہ آزاد قامت
جبین موجِ نسیمِ گلشنِ نور	عذار صاف رشکِ شعلۂ طور
صفائی مین خجل آئینۂ ماہ	حیا سے داغ دل تھا سینۂ ماہ

بادشاہ نے اُن قمر پیکران طلسمی سے ارشاد فرمایا کہ تخت طلسم جا کر لاؤ اور تم ازبسکہ فوج طلسمی مین بھرتی ہو مسلح و مکمل ہو کر ہمراہ ملکہ نفیر نواز جادو کے میرے پاس آؤ پریان حسب الحکم بادشاہ پھر اوسی دروازہ باغ جنت مین چلی گئین بعد کچھ دیر کے اوس در سے کئی ہزار اژدر شعلہ فشان پیدا ہوا اور اون اژدہون پر ایک قصر بنگلے کی طرح مثل قلعہ بلند کے بنا تھا کہ اوسکے تین درجہ تھے جو نیچے کا درجہ تھا اوسمین کئی ہزار زنگی تیرہ رو سیاہ درون تلوارین کھینچے لڑ رہا تھا اور بیچ کے درجہ مین پریان موتی جھولیون مین بھرے اوچھالتی تھین اور اوپر کے درجہ مین بارہ ہزار برج بنا تھا ہر برج کا دروازہ بند تھا اُن برجون پر جو مہتابی تھی اوسمین ایک تخت جواہر آگین بچھا تھا گرد تخت کرسیان یاقوت نگار بچھی تھین اوس پر وہ پریان جو افسر فوج پریزادان ہین بیٹھی تھین اور قریب تخت ایک مہ جبین رشک لعبت چین تاج مرصع سر پر دیے ہاتھ مین نفیر لیے جلوہ فرما تھی سب پریونکی افسر وہ تھی تخت کے چارون پایون پر اژدہے پنکھا منہ مین دابے بیٹھے تھے اور پس تخت کچھ اژدہے چتر شاہی منہ سے سنبھالے تھے اور وہ ہزار پری جو پہلے آئی پنکھیان اور سلفچیان اور چنگیرین اور گلدستے وغیرہ سے عہدے ہاتھون مین لیے کھڑی تھین مہتابی پر آفتاب سحر کا بنا کر لگایا تھا کہ تاثیر طلسم سے وہ روشنی مثل مہر جہانتاب دیتا تھا ایک طرف سورج مکھی تھی دوسری طرف اُس مہتابی کے چاند کی تصویر بنی تھی دن کو سورج ضیاباری کرتا رات کو چاند فروغ بخشی کرتا جب وہ ایوان طلسم قریب آیا سب پریون نے بادشاہ کو تسلیم کی اور وہ نازنین بنگلے سے نفیر لیے اوتری بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر اندرون قصر ہنستی ہوئی لیگئی زینہ قصر کو طے کر کے مہتابی پر پہونچایا صبا رفتار کو بھی بادشاہ ساتھ لایا غرضکہ مہتابی پر پہونچکر تخت پر بادشاہ نے جلوس کیا تخت پر بیٹھتے ہی ہزارہا نقارہ اور گھنٹہ اور ناقوس اوس قصر مین بجنے لگا اور فلک کی طرف سے رعد گرجنے کی ایسی صدا آئی اور ایک ابر سفید رنگ پیدا ہو کر سر قصر پر سایہ فگن ہوا اُس ابر مین روشنی تھی کہ ہزارون مہر درخشندہ نظر آتے تھے ایک طرف سے سورج مکھی مین ضو پیدا ہوئی کثرت ضیا سے وہ مکان نظر آنے سے جاتا رہا بالکل ایک بکہ نور کا بنگیا اژدہے پنکھا جھلنے لگے اور چتر کو گردش دیتے تھے کچھ پریان سامنے سامان بجا کر ناچنے لگین باین کروفر و احتشام سواری شاہ طلسم کی جانب لشکر مہرخ نیکنام چلی کہ نظم

بنا وہ قصر رشک برج مہتاب — ضیا پر آنکھ ٹھہرے اوسکی کیا تاب
ہزارون نازنین ماہ پیکر — پلاتی تھین مے گلگون کا ساغر

ہوا پر بجتے تھے لاکھوں ہی ناقوس	صدا جاتی تھی جنکی سیکڑوں کوس
ہزاروں اژدہے اوڑتے ہوے ساتھ	چلے آتے تھے شعلے چھوڑتے ساتھ

یہان مہرخ سحرچشم سریر جہانبانی پر بیٹھی تھی سراپچے بارگاہ کے اوٹھے تھے ہر طرح کا ذکر سردار کر رہے تھے بلور چہار دست بھی حاضر تھا ساقیان خوش لقا جام شراب دیتے تھے عشرت کا جلسہ جما تھا کچھ سردار کہ رہے تھے کہ ملکہ بہار نہین معلوم کدھر گئین اسی اثنا مین خبر پہونچی کہ مہتر قران تشریف لائے ہین قران کا ذکر کیا گیا تھا کہ ہمراہ ساحران چلے تھے وہ سب ساحر قریب اسکے لشکر کے پہونچے قران نکو ساتھ چھوڑ کر داخل لشکر ہوا مہرخ نے سردار بہر استقبال بھیجے کہ تا در بارگاہ وہ آکر لیگئے مہتر مذکور ہر ایک سے ملا اور شاہ لشکر کو تسلیم کر کے کرسی پر بیٹھا حال داخلۂ طلسم کوکب اور خواجہ کا ملنا قتل نامدار شاہ طلسم بہار کا حال بیان کرنے لگا ہنوز سخن ناتمام تھا کہ دفعتًا ابر سفید چمکتا نظر آیا ہزارہا سورج ایکبار طالع ہو گیا ناقوس کی صدا سے زمین مین تزلزل آشکار ہوا ہر ایک سردار گھبرا کر بولا کہ کیا ماجرا ہے مہرخ نے کہا خدا خیر کرے افراسیاب آتا ہے قران یہ لفظ سنتے ہی کرسی سے اوٹھکر ایسا غایب ہو گیا جیسے یہان بیٹھا ہی نتھا اور سردار کہان جاتے ناچار خاموش بیٹھے رہے اور سحر چپکے چپکے پڑھتے تھے سینے دوربین سحر کی لگالین کہ کثرت ضیا سے کچھ معلوم ہوتا تھا آخر تخت شہ جادوان بصد آب و تاب نظر آیا بنگلہ مرصع کار پشت ہاے اژدران پر بنا یا وہی سامان جو اول بیان کیا گیا ہر ایک دیکھکر دنگ ہو گیا سکتے کا رنگ ہو گیا خدا سے ہر ایک پناہ مانگنے لگا اور جو تھر آتا تھا اژدہون کا شعلہ تا چرخ بریں جاتا تھا وہ قصر فلک رفعت بروے ہوا قایم ہوا اور دفعتًا تڑاقا ہو کر وہ جو بارہ ہزار برج بنے تھے اونمین سے ایک برج کا در کھلا اور بجلی اسمین چمکی بعد لمحہ کے ایک پنجہ بسان برق چمکتا جانب لشکر حیرت گیا اور اوسکو اوٹھا لایا اوسنے آکر بادشاہ کو مجرا کیا اور برابر پہلو مین بیٹھی جب حیرت بھی آچکی شاہ جادوان نے اوس شاہزادی سے جو نفیر لیے تھی کچھ کہا کہ وہ اپنی جگہ سے اوٹھی اوسکے اوٹھتے ہی ایک ایسی صداے مہیب آئی کہ ساحران عالم کے دل دہل گئے پاے سمند ہمت سے نکل گئے گھبرا کر سب اوٹھے سارے لشکر نے کمر مرنے پر باندھی لڑنے پر تل گئے شاہ طلسم نے اتنی دیر تک تامل کیا کہ جتنے عرصہ مین لشکر مہرخ مسلح ہوا جب سب لشکر درست ہو گیا چاق و چست ہو چکا بارے شاہ وہ پری نفیر لیے سر جو نکلے پاس آئی سب دران برجون کے کھلگئے اور ایک ایک عورت ماہ طلعت مہر صورت آنچل پلو کے دوپٹے اوڑھے لباس

مکلف سے درست زیور جواہر پہنے نفیر ہاتھ مین لیے عزم رزم پر حسبت ہر برج مین استادہ نظر آئی یہ شہزادی جسنے
نفیر نواز جادو سب کے آگے آکھڑی ہوئی اُس برج مین کہ جو برج اور برجون سے آگے تھا اوسوقت عجب تماشا نظر آتا تھا
کہ بارہ ہزار گلعذار لباس سنہری پہنے سونیکی نفیرین منہ سے لگا کر کھڑی تھین ایک تختۂ زعفران کا بروے ہوا لگا تھا
رخسار سہی اونکے یہ ثابت کرتے کہ آفتاب زعفران کے کھیت سے نکلا ہے زلفین چہرونپر لہرائین تیوریان چڑھین بانچھے کلائی
پر پڑے نرگس کی طرح ٹکٹکی باندھے لشکر کو دیکھ رہی تھین حکم کی منتظر تھین کہ یکایک بادشاہ نے پکار کہا اے
ملکہ نفیر نے نفیر کو باہستگی پھونکا صداے خوش آہنگ اوسمین سے پیدا ہوئی اوس آواز کو سنکر گھنٹے اور
ناقوس بجنا موقوف ہوگئے سب طرف سناٹا ہوگیا وہ بارہ ہزار عورت مست ہوکر جھومی اور ہر ایک نے
نفیر منھ سے لگا کر دم دی پھر تو دردرادر کی آواز بلند ہوئی العیاذ باللہ الی حضرت اللہ صور اسرافیل
پھونکا نفخ فی الصور کا زمانہ آگیا قیامت کبری برپا ہوگئی روئیان سحر پڑھ پڑھکر سرداران لشکر مہرخ
نے کان مین رکھین اور ہزاران سحر پڑھے لاکھون تدبیرین کین لیکن تاثیر کچھ نہوئی صداے نفیران سحر سے
مع مہرخ اور تمام لشکر بیہوش ہوکر زمین پر گرا ہر ایک مثل مردہ صد سالہ بیحس و حرکت تھا افراسیاب
اوسوقت نعرہ زن ہوا کہ منم شہنشاہ جادوان یہ تو لاف و گزاف کر رہا تھا اور پریان نفیر پھونک
رہی تھین منتظر حکم تھین کہ بادشاہ منع کرے تو بجانا موقوف کرین کثرت صدا سے بڑے بڑے درخت اُکھڑنے
لگے اور خیام و بارگاہ اوکھڑ کر دور گرے پہاڑونکو جنبش ہوئی اُسوقت بادشاہ نے ہاتھ ہلایا کہ
بس کرو ملکہ نفیر نے نفیر منہ سے ہٹالی سب پریان ٹھہر گئین لشکر مہرخ کا عجب حال تھا پلٹنین
اور رسالے فرش خاک پر قاقم و سنجاب کے بستر پر سونے والے غش پڑے تھے صفین بسان بنات النعش
آسمان بکھی تھین محلۂ خاموشان وہ لشکر تھا کہ ایک کا پانون تھا تو ایک کا سر تھا ہر ایک بیخبر تھا شہزادیان
اسطرح رخسارے خاک پر رکھے پڑی تھین تاج کہین تھا آپ کہین تھین انجام کار کا پتا دیتی تھین کہ
حسن و جمال مال و منال حکومت کچھ کام نہین آتی جب آدمی کی جان پر بنجاتی ہے انجام کو صاحب ملک
و مال ہم ایسے حسین و صاحب جمال رخسار خاک پر رکھکر مرجاتے ہین اعضا اونکے کیڑے چاٹتے ہین جسم
گل جاتے ہین دنیا مقام عبرت ہے کہان اس گھر مین راحت ہے انجام ہر ایک کا ایسا ہی ہونا ہے فرش لحد
مین یہی خاک ہے یہی اوڑھنا بچھونا ہے اسوقت ہزارون گلبدن رشک چمن عزت دہ یاسمن پانون پھیلا
گل سے رخسار مرجھائے فرش خاک پر بستر لگائے خواب عدم مین پڑی تھین زلفین اونکی چہرون پر اوڑ کر

آئی تھین یا گلستان حسن پر بلا نازل ہوئی تھی کسیکی چشم نرگسی بند تھی کسیکی آنکھ کھلی تھی تو گویا نرگس چمن کو خزان ہوتے دیکھ رہی تھی کوئی جو ہٹی مانند تکہ خاک پر گری تھی تو یہ ظاہر ہوتا کہ مشت خاک بکھیر ڈال دیئے ہیں تباتی ہے کوئی دست نگارین مین خاک بھری پڑی تھی کسیکی مہندی مٹی بھر ہلکی ہو گئی تھی تو زبان حال سے کہتی تھی کہ ناسخ ہمصفیر اس باغ کی کیسی ہوا ناساز ہے ؂ طایر رنگ حنا تک مائل پرواز ہے جدہر دیکھیے لاشون کا بچھونا تھا خیام و بارگاہ مین اودھر تڑپی تھین بازار سونا تھا حسرت ہر جگہ برستی روح ہر ایک قالب عنصر خاکی مین تڑپتی یہ حال تھا کہ بمقتضاے

ابیات

ہوئی نازل بلاے آسمانی — اسیکو کہتے ہین سب ناگہانی
ہوئی برباد وہ دلچسپ بستی — پڑی لشکر پہ تھی حسرت برستی
نہ جنبش تھی کسی اعضاے تن مین — خزان آئی گلون کی انجمن مین
عروس خواب سے ہر اک ہم آغوش — نفیر سحر سے کھوئے ہوئے ہوش
پڑے خاموش تھے مردے کی صورت — کسی شے کی نہ تھی اونکو ضرورت

تا دیر یہی ہنگامہ رہا بادشاہ نے کوس لمن الملکی بجایا و ہردم یہی نعرہ زبان پر آیا کہ کون میرا مقابلہ کرسکتا اور ہمسر ہوسکتا ہے پھر حیرت سے کہا دیکھا تمنے اے ملکہ مین جسوقت چاہتا ان نمکحرامون کو سزا دیتا انکا مار ڈالنا ایسا ہی ہے جیسے پشہ و مگس کو مل کر پھینکدیتے ہین مین انکی حقیقت کچھ نہین جانتا ہمیشہ آپ سے طرح دیتا ہون رحم کرتا ہون میرا غصہ سامری کی پناہ دیکھو دم بھر مین کیا سے کیا ہوگیا حیرت تعریف مین سخن سنج ہوئی کہ واقعی آپکا مقابلہ کون کرسکتا ہے اے شہنشاہ آپ اپنا مثل نہین رکھتے

نظم

یادگار سامری جمشید آپ — آسمان سحر کے خورشید آپ
کون ہے دنیا مین ثانی آپ کا — کسکا ایسا ہے جہان مین مرتبا
آپ ہین سلطان شاہان زمان — آپ کا ہمسر ہے دنیا مین کہان

حضور ان نمکحرامون کو زندہ نچھوڑیے قتل کر ڈالیے بادشاہ نے فرمایا کہ مین بھی یہی فکر رکھتا ہون لیکن ایک امر سے اندیشہ ہے کہ یہ سحر جو مینے کیا یہ سحر نہ تھا بلکہ تحفہ طلسم سے کام لیا یہ اوسوقت چاہیے تھا کہ جب طلسم کشا لوح گلے مین پہنے سامنے کھڑا ہوتا یہ بیچارے اس سحر کی کتاب کیا لاسکتے ہان فتاح طلسم جواب دیتا دوسرے شاہان طلسمات اپنی جگہ پر قہقہے لگائینگے کہ شاہ جادوان اپنے ملازمون پر بغیر

نفیر نواز کو چند پا شکستہ پر لیگیا بذات خود کچھ نکر سکا اے ملکہ مین ان لوگون سے کسیطرح کم نہین جب
چاہون جب ہلاک کر ڈالون پھر کیون یہ بدنامی اپنے ذمہ لون کہ یہ سب مشغول عیش و طرب غافل بیٹھے تھے اُس
غفلت مین انکو مسحور کر لیا مار ڈالنا انکا باعث ننگ و قہقہہ زنی شاہان طلسمات دہر ہے اور اُس چیز سے
اونکو مغلوب کیا ہے کہ کوئی ساحر کیسا ہی زبردست ہو لیکن اس تحفہ طلسم کا جواب نہین دے سکتا یہ میری
عاجزی صاف ظاہر ہے اسوجہ سے اسوقت طرح دیتا ہون یہ کہکر ملکہ نفیر کو اُسے اشارہ کیا کہ انکو ہوشیار
کردے وہ نازنین حسب ارشاد اوٹھی اور نفیر خوش آہنگی سے یہ لحن دلکش بجائی کہ عالم کے دماغ مین مستی آئی
وہ ابر سفید جو قصر پر سایہ فگن تھا مستون کی طرح جھوم کر اون بیہوشان خاک افتادہ پر جا کر محیط ہوا
اور برسنے لگا اوس پانی نے آب زندگی کی تاثیر بخشی ہر قالب بیجان مین گویا جان تازہ آئی تمام
سردار و لشکری مہرخ کے ہوشیار ہو گئے بادشاہ نے پکار کر کہا کہ دیکھا تمنے ای نگار امان کیا حال تمہارا
دم بھر مین ہوگیا مہرخ نے در جواب اس نعرہ کے کہا غفلت مین جو چاہتا وہ ہمارا حال ایسا بناتا ذرا بھی بیخبر ہمکو
یہ کیفیت معلوم ہوئی کہ بادشاہ نامردی کی راہ سے تحفہ طلسم کا حربہ ہمپر کریگا تو ہم اس تحفہ کا جواب نہ دے سکتے لیکن
مالک ہمارے یعنی عیار اس تحفہ کو بھی برباد کر دیتے دوسرے افسر ہمارے شہنشاہ عیاران خواجہ عمر زلستان یہان
نہین ہین اگر وہ ہوتے تو اسوقت حال کھلجاتا کہ یہ فوج طلسمی پھر کر اپنی جگہ پر گئی یا یہین کام آئی بادشاہ
یہ کلمات سنکر حیرت سے گویا ہوا کہ دیکھو وہی عذر اسنے درپیش کیا یہ کہکر مہرخ سے کہا یہ عذر جو تونے
کیا اسکو مین اول ہی سمجھ چکا تھا اسی لیے آج تمکو زندہ چھوڑتا ہون اگر چاہا سامری نے تو بعد آنے تمہارے
حامی یعنی عمر کے راہ فنا سبکو دکھاؤنگا اسطرح کی باتین کہکر ملکہ نفیر کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر غایب ہوگیا
نفیر نے حیرت و صبار رفتار کو پنجہ ہائے سحر کہکر لشکر مین اوسکے پہونچا دیا اور آپ تخت طلسم لیکر اپنے
مقام پر گئی مہرخ نے سجدہ شکر بدرگاہ خدا یتعالی کیا کہ اوس کریم کارساز نے آفت عظیم سے نجات دی پھر خیمہ
و بارگاہ درست کرا کر بازار سجوا کر داخل دار العمارہ شاہی ہوئی تمام لشکر مین چہل پہل آغاز ہوئی بدستور
سابق آباد ہوئے دلشاد ہوئے مہرخ نے بلور سے کہا کہ کیون دیکھا تمنے شاہ کا اس طلسم کے کیسا جاہ و جلال
ہے بلور نے کہا اے ملکہ بموجب اس مثل کے تنہا پیش قاضی روی راضی آئی اگر شاہ کوکب ملکہ بران کے
سامنے ایسی زبردستی جتاتا تو معلوم ہوتا ملکہ نے کہا اب وہ زمانہ بھی نزدیک ہے کوکب سے
مقابلہ ہوا چاہتا ہے خواجہ کے آنیکی صرف دیر ہے یہ کہکر مصروف حکمرانی ہوئی اسطرف افراسیاب

جب داخل باغ سیب ہوا تمام سرداران ساحران ذی تبار نے استقبال کیا یہ آکر سریر طلسم پر بیٹھا اور
ناچ دیکھنے لگا دو ایک جام شراب پیے دماغ نشہ سے چاق ہوا خیال آیا کہ یہ جو کچھ تو نے محنت کی سب بیکار
و بے سود تکلیف اوٹھائی نہ ملکہ بہار قبضہ مین آئی نہ کسی عیار کو سزا ملی نہ کوئی حریف ہلاک ہوا
نہ مدد خداوند ہاس پہونچی لازم ہی کہ بہار کو گرفتار کر کے راضی بوصال خود کر یا قتل کر ڈال اس خیال کے
ساتھہ ہی ایک جوش عشق پیدا ہوا ادائین ملکہ بہار کی اور باتین اوسکی دلربائی کی یاد کر کے آہ سرد بھرکے
شعر عاشقانہ پڑھنے لگا اسی رنگ مین پنجہ سحر نے نامہ خداوند لاکر دیا اوسکو جو پڑھا لکھا تھا کہ مدہوش کیا
آمد سے آمد سے تو نے مطلع کیا تھا ابد ولت کو انتظار اوسکا رہا ہر چند کہ قدرت حال اوسکا جانتے مگر بتلا بیٹھے
نہین جلد اوسکو یا اور کسیکو ہماری اعانت کے لیے روانہ کرو ورنہ ہم ناراض ہونگے اس نامہ کو پڑھکر اسنے سحر
پڑھا بعد لمحہ کے زمین سے ایک ساحر پیدا ہوا کہ چٹ لنگوٹ باندھے مٹی بدن مین بھری میلا گنڈا گلے مین پہنے
سر پر کنٹوپ اوڑھا ہاتھہ ران پر مار کر خم بجاتا سامنے بادشاہ کے آیا آداب بجالایا بادشاہ نے فرمایا کہ اے
پہلوان جادو تم اپنا چالیس ہزار پٹھا لیکر مع سامان حرب کے خدمت خداوند باختر مین جانب
کوہ عقیق جاؤ اور حمزہ کے لشکر مین بڑے بڑے پہلوان ہین اونسے مقابلہ کر کے تمام لشکر مذکور کو
غارت کرو ہم تمکو ملک اس کام کے عوض عطا کرینگے اور خداوند بھی طرہ پیغمبری دینگے اس ساحر نے
یہ حکم سنکر سلام رخصتی کیا بادشاہ نے خلعت سرفرازی دیا وہ وہان سے اپنے مقام پر آیا سب
شاگردون کو اپنے طلب کر کے حکم شاہ سنایا ہر ایک نے سامان سفر درست کیا خیمہ و بارگاہ
لدوا کر اسباب سحر سے درست ہو کر اژدہون پر چڑھے اور روانہ ہوئے یہ کیفیت کہ روشن
چوکی آگے لشکر کے بجتی کشتی کا ڈھول پٹتا ہر ایک پہلوان موتیون کو جلا کر راکھہ اسکی بدن پر ملے
بازو دون پر انڈوے چڑھے گلے مین تعویذ سونے کے بندھے باہم اژدر سواری کے ملائے پنجہ
اور کلائی کرتے زور دکھاتے روانہ پیچھے لشکر کے مگدر کی جوڑیان لیزم آسکے وغیرہ تمام سامان
کثرت کرنے کا چھکڑون پر لدا جہان لشکر اوترتا اکھاڑا اکھد جاتا استاد ہر ایک کو لڑواتا جوڑ مین
بدمی جائین خلقت وہان کے اطراف کی تماشے کو آتی خلیفہ سبکو زور دلاتا یا ین زور سو جانب لقایہ
ساحر منہ زور رجاتا ہے لیکن افراسیاب بعد اسکے روانہ کرنے کے بھر اسی فکر مین گرفتار ہوا کہ ہائے وہ بہار
افزائے حدیقہ بہت جسکی بھولی صورت محبوب طرحدار یعنی ملکہ بہار قابو مین آکر یون نکلی ہے اور تجہ سے کچھ نہو سکے

لازم ہے کہ اوسکی ملاقات کی تدبیر کرا سی اندیشہ مین تھا کہ خبر آئی مرشدزادے تشریف لاتی ہین اسنے استقبال
کرایا مصور آکر اسکے برابر بیٹھا کیلیے کہ حیرت سے حال تخت طلسم وغیرہ یہ بھی تولیف بادشاہ کرنے آیا ہے
چنانچہ بیٹھتے ہی زبان بہ ثنای شاہ جادوان واکی کہای بادشاہ آج کا معرکہ سنکر مجھکو بڑی حیرت ہوئی واقعی
آپنے وہ سحر کیے ہین کہ سامری وجمشید نے کبھی کیے ہون گے شاہ طلسم نے جوابدیا کہ اے مرشدزادی یہ سب آپکے
داداجان کا تصدق ہے مجھکو کیا آتا ہے اوہنین کا نام لیکر کچھ کام نکال لیتا ہون مصور نے کہا یہ سب
تمھاری سعادت مندی ہے جو بزرگون کا ادب کرتے ہو اچھا اگر عمر کو گرفتار کرنا تو مجھے دینا کہ مین اسکی
زنبیل چھین لون اور سنیے ایک باغ بنایا ہے کہ نام اوسکا باغ ویران ہے وہان اس مکار کو بیت
کرون شاہ نے فرمایا کہ جب کہیے جب عمر کو ملک کوکب سے پکڑ منگاؤن جیرا اوسکا تدارک تو پھر کیا جاویگا
مگر مین آپکو ایک اور نیا سحر دکھاتا ہون یہ کہکر اپنے جوڑے سے ایک دانہ ماش کا نکالکر زمین پر پھینکا
وہ ماش زمین مین سما گیا اسنے کچھ سحر پڑھا کہ گوشۂ باغ سیب سے ایک پتلا شیشہ پانی سے بھرا لیے
پیدا ہوا جب قریب شاہ آیا شاہ نے وہ شیشہ لیکر ایک چھینٹا پانی کا جہان وہ دانہ گرا تھا اُس جگہ مارا فوراً
زمین سے شجر اوگا اور بڑھکر لحظہ بھر مین بار آور ہوا اسنے وہ شیشہ تو پتلے کو دیدیا اور اس درخت سے
پھل توڑکر تھوڑے ماش ہاتھ مین لیے اور جانب فلک اوچھال دیے پکار کر کہا کہ بہار و زلزلہ و لرزان
و برق و صرغام کو جہان کہین ہون گرفتار کر لاؤ یہ کہکر وہ درخت اوکھیڑ لیا پھر وہ دانہ ماش کا جو
بویا تھا بنگیا اسنے جوڑے مین رکھ لیا اودھر بہار جو عیارونکو لیکر اوڑی تھی بہت دور صحرا مین آکر
اوتری عیارونکو زمین پر چھوڑا اُنکے ہوش و حواس بجا ہوئے تھے چلنے کا کیا تھا کہ زلزلہ و لرزان بھی
زمین سے نکلے تھے انکے پاس آکر پہونچے اور سب ملکر چلے باہم مشورہ کیا کہ لشکر قریب ہی پیدل کچھ دور سیر کرتے
چلین آخر اسیطرح روانہ ہوئے کچھ دور چلے تھے کہ برق گویا ہوا اے ملکہ بہار تمنے اچھا کیا جو شاہ طلسم سے بگاڑی
تمکو لازم ہے کہ اب جاکر اوسکے قدم پر گرو اور خطا معاف کراؤ مین بھی تمھارے ساتھ چلکر عذر کرون شاید کہ اسکی رحم
آجاوے بہار نے کہا اچھا چلو میرا بھی جی یہی چاہتا ہے اسطرح زلزلہ و لرزان و صرغام بھی گویا ہوئے کہ ہمین
بھی لیتے چلو ہم بھی بڑے قصوروار ہین شاید وہ ہمپر رحم کرے غرضکہ سب تعریف عنایت شاہ طلسم کرتے اور
معترف بخطا و قصور ہوتے جانب باغ سیب روانہ ہوئے اور از بسکہ دریای خون رواں بیچ مین ہے اس
وجہ سے صحرا مین پھر رہے تھے کہ مہتر قرآن جو بارگاہ سے غایب ہوا تھا جنگل مین آکر ٹھہرا تھا ان سبکو

اوسنے آتے دیکھا خوش ہوکر قریب آیا ملکہ بہار وغیرہ سے ملا باہم مزاج پرسی اور اظہار گرمجوشی کے بعد
اسنے کہا لشکر مین چلو ادھر کہان تم سب جاتے ہو وہ سب لشکر کو اپنے بُرا کہنے لگے اور تعریف شاہ طلسم زبان پر
جاری کی قران سمجھا کہ بڑا غضب ہوا یہ سب سحر پر سحر شاہ طلسم ہین اور اوسکے پاس جاتے ہین انکو روکنا
چاہیے یہ تصور کرکے بہار و برق سے کہا کہ مجھ سے بڑی خطائین خدمت شاہ طلسم مین سرزد ہوئی ہین اگر
مناسب سمجھو تو مجھے بھی ساتھ لیتے چلو اونھون نے کہا کیا مضایقہ ہے چلو بادشاہ رحیم مزاج ہے وہ سبکو سرفراز کریگا
مہرخ ظالم نے تو ہمین بھڑکا کر کہین کا نرکھا عیارون نے اسطرح عمر کو برا کہا قران نے منت کی کہ اتنا مجھ پر
احسان کرو کہ درہ کوہ مین چلو وہان مینے کھچڑی پکائی ہے مین بھوکا بہت ہون دو نوالے کھالون تو تمھارے
ساتھ چلون تم بھی کھانا اور آسودہ ہوکر چلنا سب نے اسکا کہنا منظور کیا اور درہ کوہ مین آئے وہان لاکر
کچھ میوہ نکالکر آغشتہ بیہوشی قران نے سبکو دیا کہ پہلے یہ کھاؤ مین کھچڑی لاتا ہون اونھون نے وہ میوہ
کھایا اور بیہوش ہوگئے قران نے ان سبکو اوٹھاکر ایک غار مین ڈال دیا اور وہین غار ایک سنگ
کلان سے بند کردیا اور آپ وہان سے دوڑتا ہوا بصورت مبدل لشکر حیرت مین آیا جہان ہیزم کش
اور کاہ فروش اوترے ہین اونمین پہونچکر پکارا کہ کوئی مزدوری کریگا پانچ چار گھسیارے دوڑے کہ صاحب کیا
مزدوری ہے اسنے کہا مینے گھانس کے گٹھے اکٹھا کیے ہین اور لکڑیون کے بوجھ وہ صحرا مین پڑے ہین فی مزدور
روپیہ روز ملیگا دن بھر مین ڈھو کر یہان لشکر مین پہونچادو مزدور لالچ مین آکر اسکے ساتھ ہوئے اور
جنگل مین جب پہونچے قران نے حباب بیہوشی مارکر انکو بیہوش کردیا اور بہار و برق و زلزلہ و
لرزان و ضرغام وغیرہ بنادیا پھر آپ بھی صورت ہیبتناک بناکر انکو ہوشیار کیا اور کہا تم سب پر مہر
سامری کی ہوئی ہین عیار تمکو مارڈالتا اب یہ اشرفیان لو اور جو کوئی پوچھے اپنا نام بہار وغیرہ
جسکی صورت تھی وہ نام بتایا کہ یا اپنے تئین بتانا اور گھانس نہ کھودنا تمکو کایا پلٹ ہمنے کردیا ہے وہ اب تمہین
ہو لشکر مہرخ مین جاکر اپنے اپنے لشکر کی حکومت کرو گھسیارے بہت خوش ہوئے اور دعا دیکر خوشی خوشی
اشرفیان لیکر چلے قران نے چلتے وقت ہر ایک کو آئینہ دکھاکر صورتین پہچان کرادین ہر ایک نے سمجھ لیا
کہ ہم بہار ہین ہم برق ہین غرضکہ قران تو وہان سے اسی جگہ آیا کہ جہان غار مین اصلی عیار و ساحرون
کو بند کردیا تھا اور ادھر شاہ جادوان منتظر آمد مہرمان تھا جب عرصہ ہوا اسنے سحر پڑھا اور چند سحر
سحر کے بلاکر حکم دیا کہ تم جاکر بہار وغیرہ سبکے نام بتائے کہ یہ لوگ جہان ملین جلد گرفتار کرکے حاضر کرو

بہر سحر کے حسب الحکم جلاد واضح ہو کہ پہلے سحر جو شاہ طلسم نے کیا تھا تو قلب پر تاثیر ہوئی تھی اور بہار وغیرہ جانب شاہ طلسم چلے تھے چنانچہ بسبب بیہوشی کے وہ ناچار ہیں اگر ہوشیار ہوتے تو بموجب تاثیر سحر حسب ہدایت دل خدمت بادشاہ میں جاتے غرضکہ اب کی جو بیر سحر کے چلے صحرا میں آکر بتلاشی جوہر بان مذکور ہوئے ایک مقام پہ اون گھسیاروں کو جو بصورت بہار وغیرہ تھے جاتے دیکھا ایک ایک بیر ایک ایک کے سر پر سوار ہوا سب اپنی راہ راست چھوڑ کر سمت باغ سیب چلے اور ویسے ہی کلام جیسے برق و بہار وغیرہ کرتے تھے یہ بھی کرنے لگے انکو اگر کوئی روکنے والا نہ تھا یہ دریائے خون رواں پر آئے وہاں ایک کشتی طلائی پیدا ہوئی سوار ہو کر پار اوترے اور بدہوش اپنی خودی سے بیخبر باغ سیب میں آئے اور از بسکہ بیر جادو کی سر پہ سوار تھے وہ بجو دیکھے ہوئے تھی اور بیرون نے جس صورت پر انکو پایا تھا وہی نام انکو تعلیم کرتے تھے کہ یہ یہ پکارتے تھے کہ ہم برق ہیں ہم جعفر عام ہیں سب اپنا اپنا نام لیتے تھے اگر ہوشیار ہوتے شاید اپنا اصلی نام بتاتے اتو کچھ اور کہہ نہیں سکتے فی الجملہ جب یہ سامنے شاہ جادوان کے پہونچے اور اپنا اپنا نام لیکر پکارے مصور نے بڑی تعریف کی کہ واقعی یہ سحر نہ دیکھے نہ سنے آپ ہی کے واسطے یہ رتبہ ہے واہ کیا کہنا ہے شاد نے برادر لقا فرزند سحر پیچ بلکہ حیرت کو بھی لشکر سے اوٹھوا منگایا اُسنے بھی قیدیوں کو دیکھکر مدحت سرائی کی بادشاہ کی اور بعد اُسنے حیرت کی جلاد طلب کیے اور از بسکہ یقین کامل ہے کہ یہ عیار ہیں کس طرح چھوٹیں گے اُسنے سوال اطاعت بھی نہ کیا بلکہ بہار کو تو الگ کرایا اور سب کے سر کٹوا اڑائے جلاد نہیں ساحر تھے اونکے بیرون نے غل مچایا اور بہ حکم بادشاہ ہزار ہا نقارہ سحر کا بروی ہوا بجگیا کسی نے اُس غل میں نہ سنا کہ بیرون نے کسکا نام لیا وہ گھسیارہ جو بصورت بہار تھا سہم گیا اور بیر سحر کا اوسکے بھی اوتر گیا اوسنے چاہا کہ بادشاہ کے قدم پہ جا کر گروں اور اپنا حال کہوں لیکن بلا فدا ماجرا ظرافت آمیز ہے کہ بادشاہ عشق بہار میں بیقرار تھا اُسنے ذرا بھی تامل نکیا ہاتھ بہار مصنوعی کا پکڑ کر جانب ظلمات روانہ ہوا آنکھ اس گھسیارے کی بند ہوئی اُدھر بعد جانے شاہ کی حیرت و مصور جانب لشکر گئے اور حیرت ذاتی ہی طبل بشارت بجوایا خبر مشتہر ہوئی کہ برق و بہار وغیرہ قتل ہوگئے ملکہ مہرخ نے بھی جو یہ خبر سنی ہر ایک سردار نے فرط غم سے گریبان چاک کیا کہرام مچگیا محبت عیاران نے بہرہ یاد کرکے قلزم چشم سے دریا موج زن ہوا جادوگرنیاں اور ساحران ہر ایک بال کھولکر سر پیٹنے لگے اور کہتے تھے نظم

کیا اسطرح وا ویلا بصد غم	ہوئی گوہر فشاں وہ چشم پُر نم
رسالہ اشک گلگون نے جمایا	علم ہر آہ نے آگے بڑھایا

وہ نالے لشکر عمرو کے نشان ہیں	نقیب خوش بیان آہ و فغاں ہیں

آخر یہ مشورہ ہوا کہ زندگی بیکار ہے چلکر لشکر حیرت پر گرو اور لڑکر بعوض اپنے مقتولونکے اُس فوج کو ہلاک کر دو یا اپنی جان دو چنانچہ یہ مشورہ کرکے مہرخ زنفیر سحر بجائی تمام لشکر مسلح و مکمل ہو کر عزم روانگی رکھتا تھا کہ وہاں قران ذاس خیال سے کہ غار میں بہار وغیرہ گھٹ کر مرجائینگے پتھر سر کا کر اونکو نکالا اور ہوشیار کیا ازبسکہ سحر اپنا شاہ جادوان دفع کرچکا تھا یہ ہوشیار ہو کر باتیں حواس کی کرنے لگے قران نے سب حال اونسے کہا وہ سب نہایت احسان مند ہوئے اور منت گزار ہی کی کہ اے قران بحکم خدا تمنے ہماری آبرو اور جان بچائی پھر تخت سحر پر سوار ہو کر سب اُسوقت داخل لشکر ہوئے کہ مہرخ سوار ہو کر لڑنے جایا چاہتی تھی انکے آنے سے باغ باغ ہوئی اور ہر ایک سے گلے ملی سب سردار بہار وغیرہ بغلگیر ہوئے نقارہ شادمانی پر چوب پڑی غلغلہ کامرانی و صیت شادمانی تا بہ فلک پہونچا لشکر نے کمر کھولی سب سردار بارگاہ میں آئے عیاران کو خلعت ملا اور خزانہ کھل گیا زر و گوہر بہار پر نثار ہونے لگا جشن آغاز ہوا یہ سب خبرین ہلکارہ دریافت کرکے خدمت حیرت میں آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض رسا ہوئے کہ اے ملکہ طلسمات اسطرح قران نے مصنوعی برق وغیرہ بادشاہ پاس بھیجے تھے چنانچہ مہرخ خبر قتل سنکر لڑنے آپ سے آیا چاہتی تھی کہ وہ سب مجرم جنکو شاہ نے قتل فرمایا ہے اگر موجود ہوئے اب وہاں جشن ہو رہا ہے حیرت یہ خبر سنکر رنجیدہ ہوئی اور سارا ماجرا قلمبند کرکے ایک پتلے کو سحر کے دیا کہ بادشاہ پاس لیجائے پتلا نامہ لیکر روانہ ہوا لیکن افراسیاب جو بہار مصنوعی کو لیکر طلسمات میں آیا وہاں ایک قصر شاہانہ آراستہ تھا صحن ایوان میں گلشن جواہرین لگا تھا بزور سحر پھلا پھولا تھا کوئی بہار ایسی نہ تھی جو وہاں نہو کوئی کیفیت اسطرح کی نہ تھی جو اوس جگہ پر سامان نہو ہوائے بہارین نے شگوفے کھلائے تھے گل ہنستے مسکرا رہے تھے بارہ دری میں فرش و مسند آراستہ شیشہ آلات سجا چھپر کھٹ مرصع پایوں کا بچھا اوس پر لباس برق پڑا اترٹا بیتا سامنے مسند کے چنگیر عطر دان لخلخے جملہ سامان راحت مہیا تھا عجب طرح کا سما تھا کہ بموجب ابیات

بہار موسم گل کی تھی آمد	چمن میں بلبلیں تھیں شاد از حد
زمرد رنگ پتے ہر شجر میں	بہار تازہ تھی گل میں ثمر میں
فصاحت سے بھرا تھا صحن خانہ	کھچا تھا شہ نشین پر شامیانہ
بچھا اک سمت دستر خوان دیکھا	وہاں کھانے کا سب سامان دیکھا

وہان ہر قسم کے میوے مہیا ۔ مئے گلگون سے شیشہ بھرا تھا
دھرے تھے قرب شیشہ جام بلور ۔ وہ گھر تھا نعمت دنیا سے معمور

گھسیارہ پہلے تو ممنوج ہوا سے بیہوش ہو گیا شاہ نے اب لاکر مسند پر جو بٹھایا اسکو ہوش آیا اپنے تئین سر مسند بصد عزت جلوہ گر دیکھا شاہ کو اپنے برابر دیکھا چاہتا تھا کہ حال اپنا کہے مگر خیال کیا کہ بادشاہ تجھکو جب گھسیارا سُنے گا یہ خاطر اور عزت سے جادو نے لاکر بٹھایا ہی پھر یہ خاطر نکریگا بلکہ عجب نہین جو شرمائے کہ ہنسے گھسیارے سے ایسا دار و مدار کیا جا کر سب سے بیان کریگا اسکو مار ڈالونسی اس اندیشہ و ندامت مین یہ تجھکو مار ڈالے لہذا چپ ہو رہو یہ سمجھکر چپ بیٹھا بادشاہ کی طرف سے گردن جھکائی سر بار گریبان معشوق آنکھ چُرالی کہ دیکھون کیا کرتا ہی بادشاہ نے منت کرنا شروع کی کہ اے مایۂ خوبی و اے آرام جان عاشق باعث بیہودی ذرا تو مجھ سے کلام کر دل بیقرار کو تسلی دے میری گود مین آرام کر نظر محبت سے میری طرف دیکھ لے بوسہ لب نازک دے مدت سے مین تجھپر فریفتہ ہون کہ **نظم**

کہ کتنی تم بھی ٹھنڈی آدمی ہو ۔ بھلا راحت ہو کیا کہتے کسیکو
کہان کی رہنے والی ہو مری جان ۔ کہ مجھ سا پاس بیٹھا ہے پُر ارمان
مگر رغبت کسی جانب نہین ہے ۔ طرف زانو کے ہر لحظہ جبین ہے
خدارا کچھ تو بولو آنکھ اوٹھاؤ ۔ اوٹھو مسند سے میرے پاس آؤ
ہوئین کب سے مرے جان پاکدامن ۔ کرو شرم و حیا کا چاک دامن
غنیمت جان لطف زندگی کو ۔ نہ روک اسوقت پیارے اپنے جی کو
لب گلگون کا اک بوسہ ہمین دے ۔ کہ دیکھین حوصلے کیسے ہین تیرے

گھسیارے نے جو یہ عنایت و مہربانی دیکھی خوف قتل ہو جاتا رہا ڈھیٹ ہو کر مسکرایا بادشاہ نے ایک بوسہ لب لعلین کا اسکے لے لیا اوسنے بھی مچھی بادشاہ کی لی بادشاہ سمجھا کہ یہ تجھپر تو پہلے ہی سے فریفتہ تھی کنواری عورت ہے زفاف سے ڈرتی تھی لیکن اب بست ہوئی فوراً پستان پر ہاتھ ڈالا پستان عیارون کے پاس گوشت اور نرم چمڑی کی مثل صابر و غیرہ کی بنی تیار رہتی ہین وہی لگا دیا کرتے ہین شاہ جادوان نے ایسی نرم اور کراری گول سڈول چھاتیان پائین کہ دل بیچین ہو گیا فوراً شلوار بند پر ہاتھ ڈالا گھسیاری کو بھی استادگی ہوئی یہ بھی لپٹ گیا شاہ نے کچھ مستی مین خیال نہ کیا اور اسکو ہر سمت
سے

کیا پھر تو بموجب بیت گر عروسی کنم بصد شادی ؎ شب اول عروس نر گردد ؎ عجب تماشا بادشاہ
نے دیکھا کہ آنکھین کھلگئین ساری مستی جاتی رہی گھبرا گیا اور ایک لات ماری کہ گھسیارا ڈھلک کر
الگ گرا وہ بمشکل تمام بموجب مثل کوہ کندن و کاہ برآوردن اس علیش کو پہونچا تھا اور بادشاہ دلیر بھی
کر دیا تھا بادشاہ کو اور مرض کا آدمی جانتا تھا ایک لات سے کب باز آتا گر سنبھلا اور دوڑ کر شاہ سے لپٹا
کہ جانی مین تجھے کب چھوڑتا ہون یہ کہکر شاہ کو گرایا اور داب کر بیٹھا بادشاہ حیران از کار کبھی کا ہیکو اس سانحہ مین
پھنسا تھا پہلے تو سناٹے مین چپ پڑا رہا جب بموجب بیت وہ اشیا ناف پیچیدہ جھکا کر ؎ کہ جسکی چوٹ
پڑتی تھی جگر پر ؎ مصروف خدمت ہونا چاہا کہ بموجب مثل کے مصرع ع رہے سیر سے چاق تو امراؤ بادشاہ
نے گھبرا کر ایک طمانچہ سحر کا مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا شاہ بغضب اوٹھا اور ستون مکان سے اوسکو
باندھکر دفع سحر پڑھا کہ وہ بیہوش ہوا اوس سے کہا سچ بتا کہ تو کون ہے گھسیارے نے کہا ہون کون
جب تمھارا کام ہوتا جب ہی خفا ہوتے اور مجھے تو ایسا کچھ عرصہ بھی برہنہ ہوئے پر نگذرا تھا جو آپ خفا ہوئے
آپ جس لیے مجکو یہان لائے پھر وہ تو مین کرتا ہون پھر آپ کیون ناراض ہین شاہ غصہ اور ملال از حد
رکھتا تھا تلوار کھینچکر چلا اور کہا جلد بتا کہ تو کون ہی گھسیارے نے کہا تلوار کھانا اچھا اور یہ بھینی گوارا نہین
جان پر میرے بنی ہی مدت سے عورت کی صورت ہوس دیکھنے مین نہین آئی رگین پھٹی جاتی ہین واسطہ
سامری کا مطلب کر لے غرضکہ کلمات مخش کہانتک لکھون وہ اپنی کہتا یہ عتاب کرتا اس بحث مین بادشاہ
نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر اوسکا جدا ہو گیا بادشاہ لاش اوسکی پھینک کر بغضب جانب باغ سیب چلا
دل سے کہتا تھا کہ خوب ہوا جو ظلمات مین اس بیہودہ کو مین لے آیا تھا اگر باغ سیب مین رہتا تو سب
سردار اس تفضیح سے آگاہ ہوتے اور سارے طلسم مین بدنامی ہوتی غرضکہ باغ سیب مین آکر اورنگ سلطنت پر
بیٹھا تھا کہ سیمرغ نے لا کر نامہ حیرت پہونچایا اوسکو پڑھکر حال عیاری قران معلوم کیا کہ اوسنے اپنی سردار عیار
روک لیے اور گھسیارہ بنا کر بھیجدیے یہ نامہ پڑھتے ہی آگ غصہ کی مشتعل ہوئی کہ بیرون نے سحر کی یہ غلطی کی
ان سبکو سزا دینا لازم ہی یہ سمجھکر سحر پڑھا کہ بیرون ہی جو مجرمونکو لائے تھے حاضر ہوئے بادشاہ نے حکم دیا کہ
تم سب جلجاؤ یہ کہنا تھا کہ دہن بادشاہ سے ایک شعلہ نکلا اور گرا کہ وہ سب جلگئے پھر براہ امتحان کہ دیکھون
بہار زندہ ہی یا نہین اوٹھکر ایک باغ متصل باغ سیب کے وہان گیا اوس باغ مین جتنے ساحر ساکن طلسم ہین انکی
نشان موت کی درخت لگی ہین جب کوئی مرتا ہی اوسکے نام کا درخت سوکھ جاتا ہی اوسنے نام بہار کا درخت دیکھا

وہ درخت سرسبز پایا جاتا ہے کہ بہار کو کچھ ضرر نہین پہونچا یہ معلوم کرکے پھر باغ سیب مین آیا اور کتاب سامری جسطرح سے کہ نذر دیکر منگایا کرتا تھا طلب کرکے دیکھی منت یہ کی کہ مین جانب لشکر مہرخ بہر گرفتاری ملکہ بہار جاؤن یا کسی ساحر کو بھیجون میرے لیے اچھا ہی کتاب مین نکلا کہ آج کل تجہیز قران صعب ہے تامل کرنا روا ہی ورنہ پھر ذلت ہوگی ندامت پر ندامت ہوگی یہ معلوم کرکے کتاب بند کی اور بھیجدی لیکن دل مین کچھ تو خیال محبوبہ بہار کچھ اپنی ندامت گھسیاری کی شوخی کا غصہ اس وجہ سے تاب باقی نہ تھی خود تو جانے سے باز رہا مگر سحر پڑھکر دستک دی بعد لمحہ ایک ساحر پیدا ہوا کہ اژدہے پر سوار بھی تھا اور منھ بھی اسکا اژدہے کا تھا نہایت درجہ بدہیبت اور مہیب صورت رکھتا بدلے کردھنے کے ماران سیاہ کمر سے باندھے کانون مین بجاے کنڈل کے سانپ بالشت برابر کے لٹکائے سر سے کالے کوڑیالے جٹا دھاری سانپ لپیٹے خدا کی پناہ اس موذی سے سامنے شاہ کے اس ہیبت سے آکر سلام کیا بادشاہ نے ہنسکر فرمایا اے **اژدر دہان اژدر خوار جادو** مزاج اچھا ہی اوسنے بجواب مزاج پرسی شاہ کو دعا ترقی عمر و دولت دی بادشاہ نے حکم دیا کہ تمھین بادولت نے اسلیے یاد کیا ہی کہ اپنے لشکر سمیت جانب لشکر حیرت جاؤ اور نمکحرامونسے لڑو سب حریفونکو تو مار ڈالنا لیکن ملکہ بہار کو زندہ گرفتار کرکے میرے پاس لانا اور تم یہ خیال رکھنا کہ عیار وہان بڑے مکار و غدار ہین اور اس اس طرح مکر سے ہلاک کرتے ہین تم انکے فریب مین نہ آنا سارا حال اونکی عیاریون کا بیان کرکے تاکید براے حفاظت فرمائی پھر خلعت رخصت دیا وہ ساحر خلعت پاکر زمین مین سما گیا اور قلعہ اژدریہ پر کہ جو اوسکا دارالحکومت ہی آیا وہان سب ساحر اژدر چہرہ رہتے ہین فوج بھی اوسی صورت کی بھرتی ہی اسنے بارہ ہزار ساحر غدار چیدہ و منتخب تیار کراکر اپنے ساتھ لیے اور عزم روانگی جانب لشکر ملکہ حیرت کیا حال اسکے چلنے کا پھر بیان کیا جائیگا اب اول حال پہلوان جادو کا جو جانب لشکر لقا جاچکا ہی بیان کیا جاتا ہی بیت کنون باز گویم یکے داستان * کہ شادان شوند زان دل دوستان * پہلوانان معرکہ تقریر و زور آوران عرصہ تحریر زور قلم اسطرح دکھلاتے ہین کہ پہلوان ساحر مع لشکر بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے نکلکر قریب قلعہ کوہ عقیق پہونچا لقا بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ ابر گھر آیا برق چمکی علامت آمد ساحران معلوم کرکے بختیارک وغیرہ حسب دستور پیشوائی کو گئے لشکر اوسکا اوترا اور ساحر مذکور مع شاگردان رشید سامنے خداوند کے آیا سجدہ کیا نذر دی خلعت سرفرازی پایا ذیگل بہ جانب دست راست بیٹھا حال تمام

لشکر اسلام کا پوچھا بختیارک نے کل کیفیت رو رو کر بیان کی اسنے کہا ملک جی تم گھبراؤ نہین ہین
علاوہ سحر کے کشتی مین سبکو مع حمزہ باندھ لونگا یہ سنتے ہی شیطان زیادہ رونے لگا اور کہا ہمنے تمکو بھی
سے مردہ سمجھ لیا اری بیوقوف حمزہ کو جب دیو عفریت و دیگر دیوان قاف نہ باندھ سکے تو تیری کیا لیاقت
ہی خبردار بغیر سحر کیے کشتی زور کی نکرنا ورنہ ادنی ملازم حمزہ تیرے لیے کافی ہی اسنے یہ جب سنا ہنسکر کہا ملک جی
آپ ہی حال کھلجائیگا یہ دونون تو باہم گفتگو کرتے تھے اور ناہید فولاد بدن کو ہی جسکی طاقت بیان کر
کی گئی ہی کہ کبھی سو من کی زنجیر سے کمر باندھتا ہی حال قوت و شوکت امیر سنکر دل مین تعریف کر رہا تھا
کہ شجاعت و زور وقت کے یہ معنی ہین کہ دشمن لوہا مانے ہو اور مدحت سرائی کرے غرضکہ یہان آنے سے
ساحرون کی رونق زیادہ ہوئی ناچ ہوا کیا شغل مے خواری رہا ایکدن تو پہلوان کسل راہ سے
آسودہ ہوا جب دوسرے دن وہ زمانہ آیا کہ رستم شب نے دیو سفید روز کو پچھاڑا اور زنگی لندھور
شب نے اکھاڑے مین دہر کے مع شاگردان انجم فلک قدم اوتارا کہ بموجب نظم

قضا را طاقت مہر جہانتاب — ہوئی غائب نظر سے جسطرح خواب
اوٹھے امید مطلب مین ستمگار — کیے افسون برائے جنگ تیار

پہلوان نے طبل جنگ لقا سے کہکر بجوایا ہلکارون نے خبر سنکر بادشاہ لشکر مسلمانان نے بھی حکم
نقارہ نوازی دیا طبل سکندری پر چوب پڑی دنیا دہلنے لگی سردار دربار سے اوٹھکر خیام مین اپنے آئے
تیاری جدال کرنے لگے آجکی رات حیات و مرگ دو پہلوانونکے لیے تلوار کا میدان اکھاڑہ تھا فتح و شکست
سے کشتی اونکی بھی نصرت ہی نے پچھاڑا تھا دیو ظلمت شب اور نور صبح سے بھی زور ہونا بدا گیا تھا چاند و
سورج کو بھی نظر مقابلہ تھی لڑنے نیر تابان ستارہ تھا اجل اکھاڑے کے کنارے ٹہلنے لگی تھی کہ گل بڑے بڑے
پہلوان پچھاڑے جائینگے میرے ہاتھ سے کشتی کھلینگے تیرون نے زبان بہ صفت و ثنای آستاد تیغ فولاد بدن
کھولی تھی گرزون نے کلہ زنی کی داد دی تھی سپرین سیدی لندھور و سالمین کی صورت تھین پہلوان
مٹی اکھاڑے کی لگا کے بیٹھے یا طبیعتین پر کدورت تھین نیزے لنگر مارے پاے ثبات گاڑے کھڑے
تھے کمین تیغ میدان مین سپر کے چت پڑے تھے بہادرون مین کوئی چیٹ لنگوٹ کستا تھا کوئی
ورزش کرتا خم مار کر ہنستا تھا مسلمانون مین لڑائی کا ٹھاٹھ تھا تیغ کی گھاٹ مین بلا کا کاٹ تھا
یا علی مدد کی پکار تھی دورنگی سے نفرت و عار تھی یکرنگی دل سے اظہار تھی ان شجاعونکو اگر دیکھتا رستم

ثنا خوانی کرتا سہراب اطاعت کا دم بھرتا بھولی چوٹین صاف ہوتی تھین ہنچی ہوئی چوٹین یاد بہر مصاف ہوتی تھین کہین پنجہ تھا کہین کلائی تھی بے اڑے اور رن چڑھے بہادرون کو کب کل آئی کہ بمقتضاے نظم

کوئی تھا اپنی چوٹین صاف کرتا ۔ کوئی دم اپنی اوستادی کا بھرتا
خلیفہ تھا کوئی اوستاد کوئی ۔ نئے کرتا تھا پیچ ایجاد کوئی
کسیکو ڈوبنا بغلی بہت یاد ۔ کوئی کیلی کے تھا کرنے مین استاد
کوئی آنٹی لگانے مین تھا مشاق ۔ کوئی تھا دوم بھرنے مین بہت طاق
کوئی تلوار کی کثرت پہ مغرور ۔ اکیلے لاکھ سے لڑنے مین مشہور
کسیکا تیر شہب از اجل تھا ۔ نہ بچتا تھا نشانہ اوسکا تا کا
کوئی یل تھا کبان کوہ البرز ۔ کسی کے پاس تھا خارا شکن گرز

اوسطرف سوای تیاری آلات حرب کے سحر سازی و عربدہ پردازی کا چرچا تھا پیرونکو سحر کے جسمونپر چڑھایا تھا ایک انگ سے اپنے تئین دوانگ کا بنایا تھا ساحر بیغیرتی سے دیوالی کی ٹیین اپنے تئین کہتے چت اور پٹ کی کچھ غیرت نرکھتی ڈہل کشتی بیچ رہا کہین ترسول گرا جوگی بیٹھا پتلے سحر کے لڑا تا داؤ کون پیچ توڑ جوڑ اوٹھین تپاتا اوسی ہنگامہ مین آخر پہلوان شب اوستاد سحر سے کشتی کھا گیا خلیفہ آفتاب کے سر پہ سنہری اور زرین پگڑی بندھی اپنا لنگوٹ طاق دہر مین چڑھا گیا نظم

مزاج صبح تھا بسنے پہ تیار ۔ چراغ داستان ہی یون شرربار
کہ بہر جنگ اوٹھے سب حسب عادت ۔ بجالائے خدا کی پہلے طاعت

بہادران کینہ خواہ دونون طرف سے بعزم مصاف گروہ وار درمیدان قتال ہوئے امیر بھی بعد ادای فریضہ نماز سحر حضور رود عسکر ت ست اثر سنگر اسلحہ زیب تن اطہر فرماکر مع سالاران خود سر کے در دولت بادشاہ جمشید فر پر حاضر ہوئے بادشاہ بھی بصد شوکت و جاہ برآمد ہوئی کماریان حسن مین پتولیان رنگا رنگ کو باندہے گاتیان کسی سر پہ ہتفنے اور مچھلیان طلائی اور نقرئی لگائے ہوا دار کاندہے پہ اوٹھائی در تک آئین بحر حسن کی ماہیان تھین از ماہ تا ماہی انکے جمال کی گواہیان تھین باہر تک ہوادار نہ آیا تھا کہ کہار ہاتھ بہا کے کہین ٹرھکر روان چال انکی آہستہ نکان رہبے پاؤن کی بچہ تیان آگے بڑھے اور تخت پر بادشاہ کو سوار بھرے مرد ہی سوارونکا نام لے لیکر پکاری ہر ایک کا مجرا و سلام ہوا نقارہ بجی صدائے الفرمن اللہ بلند ہوئی

شہنا نوازون نے لات بھیروین بھاس کو دم دیا لشکر مین قرنا پھونکی کرنائے کو بجایا سواری حضور
عالم کی جانب دشت مصاف چلی میدان کی سرسبزی جوانون کی امنگین منچلون کے دل کی ترنگین مرکبون کے
طرارے سیر دیکھتے بہادر رن کی کنارے پہونچی اسطرف لقا ہاتھیونپر تخت کسوائے فوج بیکران ساتھ لیے
وارد میدان نبرد ہوا پہلوان چوترا گھوڑے ڈھول آگے آگے بجاتا نرسنگا پھونکتا چالیس ہزار پٹھان
اژدر سوار ہمراہ ایک جانب آکر ٹھہرا ترتیب صفوف حرب آغاز ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے
کڑکا کہا صفون پر سناٹا آیا رن بولنے لگا پہلوان اپنا اژدر اڑا کر سامنے خداوند کی جا کر اجازت خواہ ہوا اور بعد
اجازت میدان مین آیا ہنر اپنا خوب دکھلایا پھر طالب مرد ہم نبرد ہوا لشکر اسلام سے بہزاد کوہی نے اپنا مرکب نکالا
اور بادشاہ اسلام سے رخصت ہو کر مقابل حریف آیا پہلوان نے پہلے ہی سے تلوار ماری اس بہادر نے تیغ
اوسکا روک کے آپ بھی ہاتھ تلوار کا مارا اوسنے بار اوسکا بچا کر بند و بست پر ہاتھ ڈال دیا اسنے گریبان مین ہاتھ
ڈالا زور کشمکش کے ہوئے آخر دونون زمین پر کود پڑے وہ تو لنگوٹ کسے آیا ہی تھا اسنے دامن زرہ گردان کر
ہاتھ سے ہاتھ ملایا اور سرگرم تلاش ہوئے زمین مین ہل چل پڑ گئی کشتی بصد درشتی ہونے لگی چار گھڑی تک
کشتی مین اسنے خیال کیا کہ یہ حریف زبردست مجھ سے نہ زیر ہوگا اور کئی دن لڑیگا چالیس ہزار پٹھان
کہیگا کہ اوستاد سے کچھ نہو سکا یہ سمجھکر اسنے سحر پڑھا بہزاد کی وہ تڑپ جھڑپ جاتی رہی اب جو پیچ باندھتا
آپ سے آپ کھلجاتا اسکے داؤون پر ہر بار آتا آخر اوسنے کولے پر بھر کر مارا کہ کنارے اکھاڑے کی یہ چاروں شانے
چت گرا اور بیہوش ہوگیا اسنے مشکین باندھکر حوالہ لشکریان خود کیا اور پھر ہیبت دی کہ اور کوئی آئے لشکر
اسلام سے ناصر کوہی سامنے گیا اسنے کہا اب مین اکھاڑے مین کھڑا ہون تو بھی یہین بضیب آزمائی آکر کرے ناصر
دامن زرہ گردان کر مرکب کو دا چڑا کا کشتی کا بلند ہوا دو گھڑی لڑکر پھر اسنے سحر پڑھا کہ یہ بھی چت ہوا اسکو
باندھنے کے بعد پھر اسنے پکارا اب کی عارض کوہی مقابلہ مین آیا اسکا بھی کشتی لڑکر وہی حال ہوا ابکی جو اسنے
پکارا دست راست کی طرف لشکر مسلمانان مین علم جلوہ پذیر ہوئے نخچیتا رک سمجھا کہ کوئی بیٹا حمزہ کا لڑنے
آتا ہے یہ سمجھکر پہلوان نے کہلا بھیجا کہ اب بہت ہوشیار ہیکے لڑنا کوئی شوم دست فرزند حمزہ تمہارے سامنے
آتا ہے یہ لوگ دیوبند اور عفریت کش ہین خوب سنبھلکر مقابلہ کرنا یہ تو اس گفتگو مین تھا کہ ادھر شہزادہ تورج
بن ملیح مرکب اوڑا کر سامنے بادشاہ کے آئے گھوڑے سے اوتر کر پایۂ تخت کو بوسہ دیا پھر دست بستہ اجازت
خواہ ہوئے بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا شہزادہ بصد کر و فر میدان آکر بغیر اوسکے کہے اکھاڑے ۹

مین کودا کیونکہ دستور اسلامیان یہی ہی کہ حریف جسطرح عزم رزم کرے یہ بھی اسیطور سے لڑتے ہین پس شہزادہ بھی بموجب بعیت رسید و بیاید زبارہ بزنیزہ چو غزندہ ببر و بود رندہ شیر ؛ اُسکو بھی بخیتیار ک نے مار کر کما تھا شہزادہ سے لپٹ ہی پڑا اور قادر و توانای مطلق کی قدرت دیکھیے کہ اوسکے دلمین یہ خیال آیا یعنے بغیر سحر کیسی فرزندان حمزہ سے لڑا کر دیکھوں کہ امین کتنا زور ہی بس اسی خیال سی بغیر جادو کیے سرگرم تلاش ہوا نظم

گرفتند مر یکدگر را اسیان
سنادہ سر اندر سر یکدگر
زمین گشت و جنبان و لرزان ہوا
چو شیرے کہ بر باید از بیم گاو

بمانندہ پیل جنگی دمان
چو شیران جنگی گرفتہ کمر
شدہ مرگ بر جان اوشان گوا
دیا تھا ہیا زے بزرم جیکاو

ازبسکہ شہزادہ نبیرہ حمزہ اسنے بند صاحبقرانی باندھکر کچھ ہی دیر مین اوسکو زمین پر چرخ دیکر مارا اور کود کر سینہ پر سوار ہوا اُسنے دل سی اپنے کہا کہ مین ایسا صاحب زور اسکو جانتا تو مہلت سحر سے نہ دیتا خیر اب بھی کچھ نہین گیا ہی ؛ اسکو یہ سمجھکر ایسا سحر پڑھا کہ شہزادہ بیحس و حرکت ہوگیا ؛ اُٹھ بیٹھا اور شہزادہ کو چت کرکے باندھ لیا بہادر نے ہر دو لشکر نے اسیر نفرین کی کہ بڑا نامرد دغا شعار ہی مگر اُسنے کچھ خیال نکیا اور چونکہ اس کشتی مین وہ وقت آگیا تھا کہ پیر چرخ نے بیکر گردن خورشید جانب مغرب خم کی عروج شمس دہر غدار نہ دیکھ سکا نظم

پھر آئی شام فوج انجم کی لیکر
بقا شبکو نہ دن کو پایدار ہی

صفین اونے جما مین آسمان پر
اسی غم مین کٹی ہے عمر ساری

شام کے قریب طبل بازگشت بجوا کر ساحر نے کو پھر لشکر اسلام بھی مراجعت کرکے اپنی جگہ پر آیا بادشاہ داخل بارگاہ ہوئے اودھر پہلوان ہمراہ لقا داخل درگاہ ہوا ناہید پہلوان بھی حاضر تھا اُسنے زبان بہ تشنیع پہلوان دراز کی کہ تونے تمام شجاعت خاک مین ملادیا ساحر نے جواب دیا کہ اگر فرزند حمزہ پر سحر نے کیا تو بیجا کیا کیلیے ساحری تو میرا پیشہ ہی ہی اور سحر کرنیکو تو آیا ہی ہون ہان اتنا کیا کہ پہلے سحر نکیا بعد کو کیا ؛ ناہید نے کہا خیر جو کچھ تونے کیا اچھا کیا لیکن کل مین لڑونگا اور داد شجاعت دونگا یہ سنکر بخیتیار بولا کہ ابھی تم اس جنگ مین دخل ندو اونے کہا تو پھر مین گھر جاتا ہون میرا یہان رہنا بیکار رہے لقائے جو اسکو رنجیدہ پایا اُسی کے نام پر طبل جنگی بجوایا یہ خبر ہلکاروں نے بتفصیل خدمت شاہ جلیل مین آکر عرض کی یہان بھی ناہید کا انصاف درباب شجاعت سنکر شہزادہ ایرج نوجوان

عرض پیراے خدمت شاہ عالیشان ہوئے کہ آج میرے نام پر طبل جنگی بجے کہ کل ناہید سے سوا میرے اور کوئی نہ لڑے بادشاہ نے عرض انکی پذیرا فرمائی اور الفین کی نام پر طبل سکندری صدادی بہادر بھی اپنی جگہ پر آکر درستی آلات حرب مین مصروف ہوئے آجکی رات ناہید و مریخ سے مقابلہ تھا نقارہ حرب صدا سے اتفلو دیتا تھا بہادر شادی مرگ تھے اسلحہ کی جقا جاق ساز عشرت سمجھے ہنس ہنسکر ہتھیارون پر سجتے زحل ہندو بھی فلک ناہید کے یار قدیم کا آج مزاج ساتوین آسمان پر تھا بہرام جرخ کو للکارنا چاہتا سنین معلوم کس گمان پر تھا دسطرف کو بھی مطیع ناہید تلوارین جرخ پر چڑھاتی عقل ترک فلک کی چرخ مین لاتے تھے مختصر یہ کہ جانبین مین رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جب ناہید چرخ نے شاہ خاور کے جلال کو دیکھکر مقابلہ سے شرماکر منھ چھپایا اور آفتاب لبسان ایرج مہر لقا میدان چرخ مین آیا کہ نظم

عجب یہ پیر گردون رنگ لایا — اوجالا آسمان پر خوب چھایا
ہوا مشرق سے پیدا مہر پر نور — ہوئی تاریکی ظلمت کدہ دور

دم سحر مسجد کریاس سے مع سرداران باحواس و بے ہراس امیر حق شناس دربارگاہ بادشاہ گردون اساس پر آئے اور جب حضور بسان مہر تابان افق شبستان سے لامع النور ہوئے بعد اداے مجرا و سلام ہمراہ تخت سعادت بخت سمجھکر جانب میدان روانہ ہوئے لشکر گروہا گروہ پہلے ہی جاچکا تھا ادھر سے فوج کو ہیان لیکر ناہید آچکا تھا بادشاہ کے پہونچتے ہی عرصہ گاہ مین لقا بھی آیا دونون لشکرون نے پرا جمایا زمین دہلنے لگی بجلی تیغون کی چمکنے لگی ہوا اشتربار ہوئی گھٹا سپر ونکی فتنہ و فساد برسانے پر تیار ہوئی ہوا نے علمونکے پرچم اوڑائے دریائے فوج لہرائے شہنشاہ شجاعت کے ڈنکے بجگئے ضرب تیغ کے سکے پڑگئے جب صفین ترتیب ہوچکین لشکرونمین قرنا ہوئی جلاجل بجی کڑکا ہوا سوار جوانمرد ہزبر چنگال پیل دمان توان تہمتن ناہید فولاد بدن اجازت اپنے خداوند سے لیکر میدان مین آیا اور کلمات رجز لصد غرور زبان پر لایا کہ اے فرقہ اسلامیان آگاہ ہو کہ مین رستم سرزمین کہستان ہون دیو بند و شیرگیر جوان ہون کہ بمقتضاے ابیات

زمستی خروشید چون شیر نر — دیا موج دریاے پر شور و شر
نداز دکسے پاے بامن بجنگ — بدرم بچنگال چیرم نہنگ
لبسے رزم کردم بہر کارزار — لبسے مایہ در شد زمن خوار و زار ۱۰

زگشتہ بسے دشت کردم چو کوہ / بسے کوہ از رزم من شد ستوہ
بسے زین تہی شد ز رزمم بجنگ / بسے سر بکندم بہ نیروے جنگ
گرامرگ آید چہ باک ای دگر / بہ بندد میانے رزم جستن کمر

یہ نعرہ ہائے لاف و گزاف لشکر ایرج نامور بہر مصاف صف سے نکلے سردار تمام پا بپیادہ ہوئے نقارے فیلی شتری بجے شاہزادہ بادشاہ سے خلعت رخصت پاکر مرکب اوڑا کر طرفۃ العین میں سامنے حریف کے پہونچا اور وہ تگاور ماری کہ گھوڑا اوسکا آٹھ سات قدم تھپیڑ کھاکر ہٹ گیا اور انکا مرکب زور میں اوتنے ہی قدم بڑھکر ٹھہرا اسنے مرکب کو رانوں میں مسل کے مقابلہ آکر کیا کہا اس جانور کی ہٹجانے پہ مجکو کمزور نسمجھنا تمھارا گھوڑا طلسمی ہے میں السام کب باد پا کہاں سے لاؤں شہزادہ نے فرمایا آری بیوقوف یہ لاف زنی تا کجا ہماری طاقت سے نہ تجھے ہٹایا مرکب کی اسمیں کیا خطا ہے تو نہیں جانتا میں کون ہوں نظم

جہان را گرفتہ مہی فر من / بخورشید رفتہ سر پر من
سپہر روان بر سرم گرد ماہ / گل مہر بر ترک من چون کلاہ
چہ داری برین گونہ لاف و گزاف / ہنر باید از مرد جنگی نہ لاف
بگیر از کفم زخم شمشیر تیز / بہ بینی کہ چون ست روز ستیز

یہ کہکر دونوں مشغول نیزہ دری ہوئے تین سو ساٹھ طعن باہم رد و بدل ہوئی تھیں ایرج نے اپنا بند صاحبقرانی باندھکر نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالا اُسکو غضب طاری ہوا اور خبردار خبردار کہکر گرز لگایا نظم

بزد بر سپر گرز و برخاست گرد / رخ چہرہ چون چرخ شد لاجورد
چو زد گرز بر تارک پہلوان / بخندید از و آن ہنرور جوان
پس از حرب او گرز زد بر سرش / کہ لرزید آن کوہ تن پیکرش
دوم گرز بکشاد چون زور دست / کمرگاہ اسپ تگاور شکست
بیفتاد آن از ستور سمند / زجا جست و بند کمر کرد بند

شہزادے کے گرز لگانے سے جب کمر اوسکے مرکب کی ٹوٹی اُسنے کمر باندھکر تہیۂ کشتی کیا شہزادہ بھی گھوڑے پر سے کودا اور دونوں باہم لپٹے دو ژندہ پیل تھے کہ سر ٹکرانے لگے اس اثنا میں ایک بجلی چمکی کہ آنکھ سبکی خیرہ ہوئی اور ایک پنجہ اوپر سے گرا کہ دونوں کو اوٹھاکر جانب فلک لیگیا لشکر اسلام میں ادھر کو ہیا ئین

غلغلہ ہوا کہ یہ کون انکو لیچلا اُسطرف سے عیار دشتر سوار جبر کو دور ٹہی ادہر سے شاپور عیار ایرج بنجہ کو ڈھونڈہتا اُسیطرف کہ جدہر اُسکو جاتی دیکھا تھا یہان اُنکے جانے سے لشکرون مین طبل امان بجا فوجین پھر کر مقام آسایش گاہ پر آئین شاہان لشکر داخل بارگاہ ہوئے لقا جب تخت پر بیٹھا گویا ہوا کہ یہ بنجہ جو ادنکو لیگیا ہی میرا دست قدرت تھا مینے اُن دونونکو بہشت مین اپنی چندے براے سیر سیلے بھیجدیا ہی کہ ناہید لڑائی مین پہلوان کی دخل نہ دی یہ جبتک سیر کری یہان ساحر ذکو مقابلہ کرے پہلوان نی یہ سنکر سجدہ کیا اور کہا تو مجھپر کرم نکری تو اور کون کری تو بیشک جاگتی جوت کا خداوند ہی اچھا آج میرے نام پر طبل جنگ بجی کل سبکا یہ بندہ تیرا خاتمہ کر دیگا آج راتکو مین سحر بھی ایسا تیار کرونگا کہ کوئی حربہ مجھپر اثر نکریگا یہانتک کہ حمزہ بھی اسم اعظم پڑھکر تیغ لگائیگا تو بھی کچھ نہو گا اور اب یہ بندہ حقیر خداوند لقا کا سے مقابلہ کریگا کشتی نہ لڑیگا لقا نے اسکے کہنے سے حکم نواخت طبل جنگ دیا اور اُسوقت کہ جب بنجہ زرین مہر دست سپہر سے گم ہوا اور سیاہ پوش شب ڈھونڈھنے اوسکو نکلا مشعل ماہ نے عالم کو منور کیا ابیات

پھر آئی اُشام سر پر فتنہ انگیز	سپے جنگ و جدل پھر تیغ تھی تیغ
ہوئی جب شام سلگی مشعل شب	ہوئے پھر جنگ کے سامان وہان سب

سر شام طبل جنگ بجا ہلکارے خدمت شاہ اسلام مین آئے اور بعد دعا و ثنا کی عرض رسا ہی حال ہوئے یہان بھی بحکم شاہ عالی بارگاہ نقارۂ حربی گڑگڑایا آدھی رات عیارون نے جو ساحر کا یہ دعوی سنا کہ اسنے اسم اعظم کو بی اثر کرنیکا ارادہ کیا ہی بس ہر عیار نے قدم اوٹھایا چالاک مع چند عیارونکے روانہ ہوا کہ نام اونکے وقت پر بیان ہونگے چنانچہ سرہنگ اُنمین سے صورت بدلکر بارگاہ لقا مین گیا وہان جب طبل بج چکا تھا پہلوان اوٹھا تھا کہ مین سحر کرنے جاتا ہون بختیارک کہ رہا تھا کہ تم آج ہوشیار رہنا عیار تمھاری فکر مین آئینگے اُسنے جواب دیا کہ ملک جی دیکھو تو مین کیا کرتا ہون یہ کہکر سرہنگ اُسکے ساتھ ہوا وہ جب اپنے خیمہ مین آیا سبکو مع خادم و ملازم وغیرہ کے رخصت کر دیا سرہنگ بصورت خدمتگار تھا اُسنے چاہا کہ بجیلمین ٹھہر جاؤن لیکن اُسنے بروقت رخصت ملازمان کہا کہ وہ صفت خدمتگاران مین سرہنگ عیار کھڑا ہی اور میرے ساتھ بارگاہ خداوندسے آیا ہی تم جاؤ تو مین اوسکو پکڑون یہ کلمات سرہنگ نے جب سنے پیچھے تو ہر ایک کھڑا ہی تھا سرک کر باہر خیمہ کے نکل آیا اور بھاگا کنارے لشکر کے چالاک ملا اُس سے سب حال کہا اُسنے کہا خیر سمجھ لیا جاویگا یہ کہکر ابوالفتح کو

ہمراہ لیکر روانہ ہوا یہ دونون خدمتگار کی صورت بنکر جب خیمۂ پہلوان کی قریب پہونچے دیکھا تو وہان سناٹا تھا کسلیے کہ ساحر مذکور پہلے ہی وہان سے سب کو رخصت کر چکا تھا انھون نے موقع اندر جانیکا خوب پایا فوراً قنات سے لیٹکر داخل بارگاہ ہوئے دیکھا کہ فتیلہ سوز و شمعدان روشن ہین پلنگڑی پر پہلوان سو رہا ہے انھون نے چاہا کہ قریب جاکر بیہوش کرین لیکن انکو خود نیند آنے لگی سمجھے کہ یہ ساحر زبردست ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسنے سحر اپنی حفاظت کیلیے ایسا کیا ہے کہ جو کوئی یہان آئے بیہوش ہو جائے یہ سمجھکر چاہا کہ بھاگ جائین لیکن اتنا زور بھی اپنے مین نپایا جاتا کہ ہم بیہوش ہوا ہی چاہتے ہین بس یہ بھی بے نظیر عیار ہین اور تو کچھ نکر سکے مگر اتنا کیا کہ کمند کو اسطرح زیر فرش بچھایا کہ جیسے ہی کوئی فرش پر قدم رکھے پانو کی دھمک سے حلقہ ہای کمند اچھلکر گردن و کمر مین پڑین اور اولجھا کر گرا دین غرضکہ اسطرح کا جال بچھا کر طایر روح ساحر لگا کر یہ دونون صیاد دانا بیہوش ہو گئے ادھر لشکرون مین سامان حرب ہو رہا ہے مگر قدرت خدا کا نیا تماشا دیکھیے کہ وہ پنجہ جو ناہید و ایرج کو اوٹھا لیگیا ہے وہ اس پہلوان ساحر کا شاگرد رشید ہے اور ازبسکہ طلسم مین اُستاد کی درجہ سے کوئی اسکا شاگرد ہوتا تھا اور نہ کچھ اوسکو فروغ تھا اسلیے وہ کوہستان مین باہر طلسم کے آیا اور یہان اپنی بود و باش اختیار کرکے شاگرد بہم پہونچائے اور اُستاد مشہور ہوا چنانچہ صحرا مین ایک باغ بناکر اکیلا رہتا ہے اور اس اطراف مین ایک جوگی ہے کہ بڑا اوستاد کامل ہے فن سحر مین سامری کو مقابل اپنے طفل مکتب جانتا ہے بس یہ خدمت جوگی مین اپنے اُستاد کی خبر سنکر گیا اور کہا مین اُستاد سے برخلاف ہوکر یہان آیا تھا اب بھی آئے ہین شاید مجھسے کچھ فساد کرین لہذا آپ میری حمایت فرمائین جوگی پاس چونکہ یہ مدت سے آیا کرتا تھا اسنے رحم کھا کر ایک تلوار بزور سحر اسکو بنا دی کہ جب تیرا اوستاد سے اور تجھ سے سامنا ہو تو اس تلوار سے مقابلہ کرنا یہ شمشیر دو ٹکڑے کر دیگی اور کسیطرح کا حربہ اوسپر تاثیر نکریگا بس سیلیے کہ جب اوسنے پہلوانی اختیار کی تھی تو بادشاہ طلسم سے کہکر جسم اپنا سحر بند کرا لیا تھا کہ کوئی حربہ مجھپر اثر نکرے فی الجملہ یہ ساحر کہ نام اسکا جنگل جادو ہے وہ تیغہ لیکر اپنے باغ مین آیا اور چاہا کہ پہلے اُستاد کی دشمنونکو مارون اور اُستاد سے ملون اگر وہ کچھ نہ بولے اور آشتی پیش آئے تو کچھ ضرورت فساد نہین اور جو برسر عناد ہو تو ناچاری ہے یہ سوچکر پنجہ بنکر ایرج وغیرہ کو لایا اور قاصد ہوا کہ پہلے انکو ہلاک کر لون تو اور ونکو اسطرح لاکر قتل کرون جب دس بیس کو مار لون تو سر اونکے خدمت اُستاد مین لیجاؤن چنانچہ ان دونون کو لا کر پہلے صحرا مین اُتارا شاپور عیار بھی پنجہ کی تجسس مین ذکر کیا گیا ہے کہ چلا تھا اسنے بھی دور سے دیکھا کہ وہ پنجہ غلطک مار کر ساحر بنا دیا ادھر ناہید ایرج جب متوجہ ہوا کی صدمہ ٹلنے سے ہوشیار ہوئے اور ساحر کو دیکھا ناہید نے للکارا

کہ ابے میا تو کون ہی جو ہم دونونکو لڑتے ہین اوٹھا لایا اسنے کہا تم میری استاد سی لڑتے ہو اور خداوند کا مقابلہ
کرتے ہو مین تمھین قتل کرنے لایا ہون ناہید نے کہا مین خداوند کیطرف سی لڑنے آیا ہون اور انکے دشمن سے
لڑ رہا تھا کہ تو اوٹھا لایا اب تو کہ خداوند تیرا کیا حال کرتے ہین کیونکہ وہ اپنی قدرت سی بعد میری آنیکے تیرا
حال دریافت فرماینگے اور اونسے کونسا حال ایسا ہی جو پوشیدہ ہی ساحر نے کہا خداوند مین یہ قدرت نہین وہ
کیا حال میرا معلوم کرینگے کیونکہ وہ خود فرماتے ہین کہ مین مسلمانون کو پیدا کرکے بھول گیا ہون اور علاوہ اسکے
عیار اونکو آکر دق کرتے ہین اُنکا حال ذرا بھی وہ جانتے ہوتے تو پہلے ہی انتظام کرکے اُنکے رنج پہونچانی سی محفوظ
رہتے پس ظاہر ہوا کہ علم غیب مطلق خداوند کو نہین ناہید یہ کلمات سنکر سوچا کہ جو پرستاران خداوند ہین
اون تک کو بخوبی معلوم ہی کہ خداوند بالکل بیخبر ہی پس یہ خداوند سراسر جھوٹا اور دغاباز ہی ضرور ہی کہ قول اور
دین اہل اسلام سچ ہی اور وہ لوگ بہادر اور شجاع بلکہ بہمہ صفت موصوف ہین مجکو لازم ہی کہ اسلام اختیار کرکے
ثواب آخرت حاصل کرے یہ سوچکر براہ مکر اُس ساحر کو ڈانٹا کہ حرامزادی تو خداوند کو غافل اور نکما بتاتا ہی دیکھ تو تیرا
کیا حال ہوتا ہی وہ ساحر ڈرا کہ ضرور یہ حال کوئی نہ کوئی خداوند سی کہیگا پس یہان رہنا مشکل پڑیگا چنانچہ خائف
ہوکر ناہید پر سی سحر اپنا دفع کرکے کہا مین آپکو پہلے دشمن خداوند سمجھا تھا اسوجہ سے اوٹھا لایا تھا اب
آپ جانب لشکر تشریف لیجائین اور میری خطا معاف فرمائین خداوند سے میری شکایت نکیجیے گا مجھپر رحم فرمائیگا
ناہید جب سحر سے چھوٹا سمجھا کہ موقع پاکر مار ڈال اسکو پس تیغ پر ہاتھ ڈالکر قریب گیا کہا اور مادر بخطا
تیری سزا تیری کنار ہین رکھتا ہون کہ پھر کبھی بہادران عالم سے تو ایسا نکرے یہ کہکر اوسکو سنبھلنے
بھی نہ دیا اور وار شمشیر کا کیا تلوار جب اسپر پڑی اسے جلدی سے سحر پڑھا کہ اوچھٹ گئی اور ناچار ہوکر
ناہید کو پھر اُسنے گرفتار کرلیا اور اب یہ ایک قتل نکر سکا اسلیے کہ طرفدار خداوند اوسکو سن چکا تھا
سوچا کہ ان دونونکو آج لیجاکر باغ مین قید رکھون اور خداوند سی جاکر سب حال کہون جیسا وہ فرمائین
ویسا کرون غرضکہ ان دونونکو بزور سحر لیکر باغ مین آیا وہ باغ سرسبز و شاداب ہے عمدہ و نایاب
چنانچہ بزور سحر ان دونونکو حبس کرکے چبوترہ باغ کے نیچے ڈال دیا اور آپ بیٹھکر شراب پینے لگا
لیکن اتنے عرصہ مین شاپور اسکو دیکھ چکا تھا صورت بدل رہا تھا جب یہ باغ مین آیا وہ بھی ایک
عورت مجہول صورت کی ایسی شکل بنکر قریب باغ آیا اور درخت جو بیرون باغ دو ایک سے لگے تھے
اُنکے نیچے بیٹھکر اس صدا سے درد آلود سے رویا کہ دل سنگ آب ہوتا تھا ساحر مذکور وہ آواز

غمگین سنکر درباغ پر پردے انکشاف کو الٹ آیا زیر درخت سرو حدیقہ محبوبی کو چشمہ چشم سے اشک بہاتے پایا ایسا حسن نور آگین بصد آرایش و تزئین نظر آیا کہ جسکے نظارے نے دیوانہ بنایا ہزارون ملک چین و ختن اُسکی زلف و معنبر و مشک بیز پر نثار عارض پر بہار گلشن عالم الصدق ہر بار ناز و کرشمہ اُسکے دامن نگاہ سے توسل جو دلداری و بیوفائی کی خاطر بے مروت مین خوبیستان جمال مین ہزارون گل حسن و خوبی شگفتہ باغ جوانی و کامرانی پھلا پھولا واقعی ہر انداز مین وہ آفت جان یکتا کہ بموجب **نظم**

طرحدار اور خوش اخلاق تھی وہ ۔۔۔ بلا شک شہرۂ آفاق تھی وہ
نہایت خوبرو وہ ماہ طلعت ۔۔۔ پری وش سیمبر شمشاد قامت
ترقی ماہتاب حسن کو تھی ۔۔۔ مثال بدر روشن صورت اوسکی
بہ شکل صبح پیشانی تھی خندان ۔۔۔ چھری خنجر کٹاری تیر مژگان
سراپا حسن کا عیبوں سے تھا پاک ۔۔۔ وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک

ساحر بد کوراو سپر فریفتہ ہوکر قریب گیا اور نہایت منت سے مستفسر حال ہوا کہ اے مایۂ خوبی و اے مہر آسمان محبوبی راتکو ایسے وادی سنسان مین آکر رونا اسطرح بیتاب ہوکر منہ اشکوں سے دھونا کیا سبب رکھتا ہی دل نازک کو لنا رنج و تعب رکھتا ہی اس پوچھنے سے وہ ماہ تابان لسان سحاب بارندہ اشک حسرت زیادہ تر برسانے لگی اور زبان پر لائی کہ **بیت** حد سے افزون ہے شوق دیدار ؛ اظہار زبان سے ہے دشوار ؛ تم کیا میرا حال پوچھتے ہو فلک کی ستائی ہوں برباد ہوکر یہان آئی ہون عیاران لشکر اسلام نے شوہر کو میرے مارا گھر لوٹا مین ہوئی خانمان آوارہ جب دل گھبراتا ہی جنگل مین آکر کوکتی ہون غم دل خالی کرکے پھر اُسی جگہ جہان شوہر قتل ہوا ہے جاکر پڑ رہتی ہون ساحر نے یہ حال سنکر سمجھانا شروع کیا کہ اے نازک بدن مرضی خداوند سامری کی اسیطرح تھی اب صبر کرو لبشر ہر صورت سے مجبور ہے دنیا کا یہی دستور ہی اسکا غم کہانتک کروگی رنج الم کہانتک سہوگی میرے ساتھ چلو اور اپنی جوانی کا مزا دیکھو اس صدمۂ جانکاہ کو دل سے بھلا دو مین عمر بھر غلامی کرونگا اطاعت مین رہونگا خلاف مرضی کوئی بات ظہور مین نہ آئیگی طبیعت بڑا لطف اوٹھائیگی اوس ماہ پیکر نے روکر کہا کہ مین کوئی خواہش نہین رکھتی ہون اکیلی رہتی ہون اسوجہ سے ڈرتی ہون اگر تم مجکو ہاتھ نہ لگاؤ تو تمھارے گھر چلون مین تمھارا سب کام کرونگی لیکن جورو نہ بنونگی ساحر سمجھا کہ اسکو لیکر چلو تو پھر آپ ہی راضی ہوجاویگی یہ سوچکر گویا ہوا کہ اچھا چلو جو تمھارا جی چاہے وہ گلفام

نباز و انداز اسکے ہمراہ باغ مین آئی دیکھا کہ اس باغ کی پھول ایسے خوشرنگ ہین جو بہار گلستان دہر کو شرماتی ہین درختان سرکشیدہ بالاے رعناے جانان کو ہمسر اپنا بتانے سے عار کرتے ہین ٹیڑھے ہوئے جلتے ہین کہ نظم

چمن مین ہین کھلے ہر رنگ کی پھول   گئی مانی کو صنعت اپنی سب بھول
شجر بھی میوہ دار ایسے ہین نایاب   کف حسرت ملے ہر دیدۂ خواب
روان ہین آبشارین ہر روش پر   کہ جس مین موج زن ہی آب گوہر
کہین شاخون پہ ہی طوطی غزل خوان   چہکتے ہین کہین مرغ خوش الحان

چبوترہ جو نشستگاہ کا ہی اوسکے نیچے امیچ و ناہید بیچس پڑی ہین بالاے چبوترہ مسند بچھی ہی شیشہ و ساغر دھری ہین ساحر نے اس لالہ فام کو لا مسند پر بٹھایا اور کہا تم رنجیدہ بہت ہو ایک جام مے پیو تاکہ طبیعت تمھاری درست ہو اس معشوقہ غدار نے ہنسکر کہا کہ مردوی مین تیری گھاتین خوب سمجھتی ہون جانتا ہے کہ نشہ سے الستان بیہوش ہوگا جو مین چاہون گا کرون گا سو خیریت ہی بندی ایسے فقرے بہت جانتی ہے ساحر نے یہ سنکر خود جام شراب سے بھر کر قسمین جمشید کی دیکر اوسکے منہ سے لگایا اوسنے وہ جام لیکر لطائف سے پیا لیکن چالاکی سے گریبان مین اونڈیلا پھر آپ ساغر بھر کر اوسکو دیا ساحر بے اندیشہ انجام پی گیا اختلاط حالت نشہ مین کرنے لگا کبھی زلف عنبر فام کو چھوتا وہ کہتی او موذی تجھے اپنی ایڑی چوٹی پر سے نثار کرون تو یہی اقرار کر کے مجھے لایا ہی کبھی وہ اسکے سینہ پر ہاتھ ڈالتا تو وہ کہتی کہ یہ سینہ حسن کا گنجینہ ہی خدا کی مار تجھپر تو کالا ناگ بنکر اس گنج مین بیٹھا چاہتا ہی کبھی وہ کھلاڑن ایسی سسکی بھرتی کہ اسکی عقل بازی ہار جاتی بیچین ہو کر کہتا کہ بیت لیے ہین کتنے دل ایک ایک ناز پر تو نے ٭ بغل مین بیٹھ کے انکا حساب دیتا جا ٭ غرضکہ اسی بیتابی مین وہ ساحر اوس ماہ وش سے لپٹا اور چاہا کہ کام دل حاصل کرون اوسنے بھی گلے مین ہاتھ حمایل کر دیے اور کہا جانی ایک ساغر اور پی لے اوسنے جام بھر کر اس ساقی خوش ادا کو دیا اسنے ہنسکر جام تو لیا مگر کہا کہ دو گھڑی اس باغ سے جلد توڑ لا کہ گرمی اسکی ایکی مرتبہ بنا مین پوئی می ہنگام بوسہ بازی وصل مین نہ آئے اور شراب بادہ بیخود نہ بنائے مزہ مزے کا سرور گٹھے شوق کسی طرح نہ گھٹے ساحر متوالا نشہ شہوت سے ہو رہا تھا ہر چند کہ جانا اسوقت ناگوار ہوا لیکن اوٹھکر رنگترہ توڑنے گیا ادھر اس جانان جان دشمن نے بیہوشی کا ساغر درست کیا وہ رنگترہ توڑ کر لایا بیٹھا ہی تھا کہ اسنے جام منہ سے لگایا وہ جام پی گیا اور اس نازنین سے پھر لپٹنے لگا ابتو وہ غدار پہلو سے اوٹھی اور کہا موئے تیری منہ کو جھلسا مین تیری جل مین نہ آؤنگی آبرو اپنی نہ گنواؤنگی

تو صاحب نہ پیام نہ سلام نہ ہینے اسکی کوئی آدھی کبھی کھائی نہ موئے نے پہلے سے آشنائی جتائی یکایک موڑی کاٹا مچھیر چڑھے بیٹھتا ہی درگور تیری صورت کو جھلسا یہ کہکر اوٹھی اور دو قدم چلی تھی کہ ساحر اُٹھکر پیچھے دوڑا ہوا سر جو منھ پر لگی بیہوش ہوگیا شاپور نے چاہا کہ خنجر اوسکا جدا کرے ایرج جو زیر چبوترہ چھپا پڑا تھا گویا ہوا کہ اے بھائی کیا کہنا ماشاء اللہ تمھارا عیاری میں ثانی نہیں اس ساحر کو خنجر سے نہ قتل کرو کسلیے کہ ناہید نے اسپر تلوار ماری تھی تو اُچٹ گئی تھی شاید بزور سحر یہ روئین تن بنا ہے شاپور نے یہ سنکر دو پتھر باغ سے تلاش کر کے لیے ایک پتھر زیر سر رکھا اور دوسرے سے سر اوسکا کچل دیا بھیجا پاش پاش ہوگیا اُس ساحر کو جہنم میں بھیجا پیر دکنے اسکے غل مچائے آندھی سیاہ آئی جب وہ آفت برطرف ہوئی ناہید و ایرج کے جسم میں طاقت آئی ناہید نے اُٹھکر قدم پر ایرج کے سر اپنا رکھدیا اور کہا تھا کہ دین آپکا سچا ہے ہینے اسلام اختیار کیا شہزادی نے سر اسکا سینے سے لگایا اور کلمہ طیبہ ارشاد فرمایا کہ کلمہ پڑھکر وہ بہادر از سر صدق ایمان لایا پھر شہزادہ اپنے عیار کے گلے ملا اور اندر بارہ دری میں اُس باغ کی آیا جو کچھ سامان آرایش ازراہ سحر اُسجگہ تھا وہ مرگ ساحر سے مٹگیا تھا اصلی باقی تھا شہزادی نے دیکھا کہ ایک صندوق گوشۂ بارہ دری میں رکھا تھا اُسکو کھولا اُسمین ایک شمشیر آبدار رکھی تھی نیام مخملی اُسپر چڑھا تھا اُسکو اٹھا کر جو کھینچا قبضہ کے قریب قار تلوار پر لکھا تھا کہ یہ تلوار موت کا پہلوان جادو کی اور اُسکے شاگردونکی ہے جسکے پاس یہ تلوار ہوگی اسپر سحر بھی پہلوان کا اثر نکریگا اور اسی تیغہ سے وہ دو ٹکڑے ہوگا اور کسی حربہ سے نہ مریگا یہ مضمون پڑھکر شہزادہ بہت خوش ہوا اور تیغہ کمر سے باندھا پھر تینون وہان سے روانہ ہوئے یہ تو اوسطرف سے آتے ہین اور لشکر و نین رات بھر تیاری حرب رہی یہانتک کہ وہ وقت آیا یعنی عیار دہر نے ساحر شب کو معدوم کر کے تیغہ آفتاب حوالۂ ترک فلک فرمایا کہ بموجب نظم

برائے جنگ اوٹھا پھر شاہ خاور
ہوا شبدیز گردون پر جب اسوار

کمر سے تیغہ خطی لگا کر
تو بھاگے سامنے سے نجم و سیار

امیر کشور گیر سجدہ کر پاس سے پہلوانان با توقیر در دولت شہنشاہ عالمگیر پر حاضر ہوئے اول سامان جلوس محل سے پیدا ہوا پھر شاہ کشورستان کا تخت ہویدا ہوا سبنے مجرا و تسلیم کی سواری جناب عالی کی جانب میدان مصاف چلی سپاہ کثیر پہلے ہی جا چکی تھی سنبھلو نکا تیکھا پن گلستان شجاعت مین معشوقون کا نیا عشوہ کرنیکا جوبن گھوڑونکے سمونکی آواز طراروں کا نیا انداز دیکھکر چرخ کجرفتار چال بھولا تھا باغ جرأت و جلادت پھلا پھولا تھا نقارونکا بجنا نقیبون کا خوش الحانی سے نقابت کرنا عنادل کا چمن ہمنوا مین

فتنہ سنجی کرنا ظاہر تھا غرضکہ وہ سامان حد قیاس سے باہر تھا کہ بیت وہ لشکر تھا یا سیل بحر فنا ۔ کہ دم بھر
مین دریاے خون دے بہا ۔ حاصل مرام دست قتال مین پہونچکر تخت شاہی قلب مین لشکر کے قایم ہوا
صف میمنہ و میسرہ وغیرہ کھنچین بہادرونکا پرا جما میدان کو بیلدارون نے ہموار کیا سقون نے چھڑکاؤ
سے گرد و غبار بٹھا کر آئینہ سان جنگل بنا دیا دوسری جانب لشکر لقا نے آکر صفوف حرب کو درست کیا
مگر پہلوان لڑنے نہ آیا اسوجہ سے کہ اوسنے رات کو اپنی حفاظت کیلیے یہ سحر کردیا تھا کہ جو کوئی بارگاہ مین آئے
بیہوش ہوجاے اور رات بھر بیہوش رہے صبح کو جو مین اُٹھون اوسکو گرفتار کرلون چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چالاک
و ابوالفتح وہان جاکر بیہوش ہوئے جب یہ صبح کو سوکر اوٹھا دیکھا وہ عیار سامنے پڑے ہین خوش ہوکر گرفتار
کرنے اوٹھا مگر جب قریب آنکے اونھون نے کمند لگا رکھی ہے وہ کمند اوچھلا گردن و کمر و دست و پا مین اولجھی
اوسنے چھڑانیکا قصد جو کیا حلقے جھٹکا کھا کر تنگ ہو گئے یہ گرا اور ایسا گھبرایا کہ سحر بھی بھولا ادھر اُن
دونون عیارونکو ہوش آگیا اسلیے کہ سحر اسنے یہی کیا تھا کہ جو آئے وہ رات بھر بیہوش رہے صبح کو
ہوشیار ہوجاے کیونکہ صبح کو تو کچھ ضرورت حفاظت کی نہین ہین خود ہوشیار و بیدار ہون گا فی الجملہ
عیار جو ہوشیار ہوئے ساحر کو کمند مین پھنسے دیکھکر ایسے خوش ہوئے کہ حباب بیہوشی مارکر اوسکو بیہوش
بھی نکیا یونہین کاندھے پر لادکر سراچے بارگاہ پھاڑکر بھاگے وہ ساحر گھبراہٹ مین سحر کرنا بھولا اور نہ بیہوش
کرنا چنانچہ جب یہ لیکر بھاگے تو اوسنے چیخنا شروع کیا کہ اے افسران لشکر میرے دوڑو ارے واسطے سامری کا مجکو
چھڑاؤ ہای مین پھنسا یارو میری جان گئی لوگو مجھے پکڑے لیے جاتے ہین کمبخت ملازم میرے کہان گئے خدمتگار
حرامی مر گئے شاگرد میرے اُڑ گئے اسوقت کیون نہین آتے یہ غلغلہ سنکر ملازم اسکے دوڑے ہر چند کہ لشکر کمر باندھے
عازم دشت نبرد تھا مگر جدھر سب دوڑے اسیطرف شاگرد بھی اُسکے چلے عیار سمجھے کہ لے نہ جا سکوگے
اور گھر جاؤگے یہ سمجھکر اسیطرح کمند مین لپٹا ہوا اوسکو کاندھے سے زمین پر پٹک کر بھاگے ملازم جو
پیچھے دوڑے آتے تھے وہ بھی عیارونکے تعقب مین نہ گئے اپنے مالک کو اوٹھایا عیار بھاگ کر دور
نکل گئے اُسنے اونکے پٹکنے سے چوٹ بہت کھائی لیکن فرط غضب سے اوس چوٹ کو خیال مین نہ لایا اور
بارگاہ مین ملازمون سے کہا مجھے اوٹھا لیچلو وہ اوسکو بارگاہ مین لائے اوسنے کمند کے حلقے چھڑانا
چاہے مگر جتنا انکو چھڑایا اتنا ہی وہ زیادہ اُلجھے اُسوقت اسنے چاہا کہ سحر سے کمند جلادون لیکن میدان
رزم مین جب کچھ عرصہ گذرا اور یہ نگیا تو بختیارک اسکے خیمہ کی طرف بہر خبر چلا راہ مین چالاک اپنے لشکر

کی طرف جاتا اوسکو دیکھکر پکارا کہ ملک جی عشق اللہ ہی بختیارک نے ایک فقیر کو تہمد باندھے سیلی تاگی سے درست دیکھا پہچانا کہ چالاک ہی گویا ہوا کہ مرشدزادی تسلیم عرض کرتا ہون اسنے کہا کہ بچا کمند فقیر کی پہلوان پاس ہی خبردار رہنا بختیارک نے کہا آپکی امانت غلام حاضر کریگا یہ کہکر خیمۂ پہلوان مین آیا وہ کمند جلایا چاہتا تھا کہ اوسنے اوسکے حلقے کھولے اور کہا بڑا غضب ہوتا جو کمند جلجاتی مرشدزادی راہ مین بیٹھی تاکید کرگئے ہین مجھسے آکر لینگے یہ کہکر کمند لیکر چلا پہلوان کو اور زیادہ غصہ آیا اسلحہ آج ساری جسم پر لگا کر مرکب پر سوار ہوکر مع اپنی شاگردون کے بصد کر و فر میدان رزم مین آیا یہان تمام بہادر گھبرا رہے تھے کہ دن چڑھ آیا ہی اور کوئی لڑنے کو نہین نکلتا ہی کہ یہ آکر پہونچا اور اپنے خداوند سے اجازت لیکر وسط میدان مین پہونچکر نیسبان ہوا کہ اے فرقہ اسلامیان تم مین سے جسکا جی چاہی وہ آئے میرے سامنے لشکر اسلام سے دست راستی اور دست چپی سردار یکے بعد دیگری نکلنے لگے مگر جو اسکے سامنے آیا اسنے تلوار کا وار کیا بہادر روان نے تلوار اسکی روک کے شمشیر لگائی اسنے سپر سامنے کردیا تلوار سپر پر پڑکر اوچٹ گئی پھر اسنے تیغ لگا کر زخمی کردیا اور سحر پڑھکر گرفتار کرلیا کئی سردار زخمی ہوکر مقید ہوچکے تھے اور امیر لڑنے آیا چاہتے تھے کہ صحرا کی طرف سے بگولہ گرد کا اڑا اور شاپور عیار دوڑتا ہوا آیا سب حیران ہوئے کہ دیکھین یہ کیا پیام لایا ہی سب نے دیکھا کہ اوسنے دو گھوڑے لشکر سے لیے اور سرداران ایرج سے ایسا کچھ کہا کہ وہ سب صحرا کی طرف چلے ایک لحہ نگذرا تھا کہ جنگل کی جانب سے پھر گرد اڑی اور شہزادہ ایرج و ناہید کی سواری پیدا ہوئی کہ آگے آگے شہزادہ عالی وقار پس پشت تمام سردار آتے ہین بمقتضاے نظم

سپہر اندران رزمگہ خیرہ شد ز گرد سپہ چشمہا تیرہ شد
بلشکرگہ آمد دو شاہ جوان ہمہ بر کف خود نہادہ روان
درفش درخشان بسر بر بپائے یکے پیکر ش ببر و دیگر ہمائے
ہوا شد ز گرد سپہ آبنوس ز نالیدن بوق و آواے کوس
تو گفتی کہ دریا بجوش شد ہمی نہنگ اندرون خون خروشد ہمی

انکی آمد دیکھکر امیر تامل پذیر رہے لڑنے نہ گئے اور ایرج نے قریب پہونچکر بادشاہ کو تسلیم کی اور مرکب اڑا کر سامنے پہلوان کے پہونچکر تگاوری گھوڑا اوسکا لیس یا ہوا اوسے رالون مین مسلکر مرکب اسکے بڑھایا مگر بختیارک نے لقا سے کہا کہ یا خداوند آپکے نواسے نئے تیور آج بڑے نظر آتے ہین میرے

نزدیک طبل امان بجوا دینا بہتر ہو ورنہ بھاگتے راستہ نملیگا لقا نے کہا ای شیطان تو جھک مارتا ہی میرا پہلوان ببر قدرت ہی سبکو مار لیگا یہ کہہ رہا تھا کہ وہان پہلوان نے شہزادہ پر تلوار لگائی شہزادی نے وار اوسکا خالی دیا اور وہی تیغہ جو بلغ جنگل جادو سے پایا تھا کھینچکر علم کیا ساحر نے جو اوسکی چمک دیکھی دل اوسکا ایسا خائف ہوا کہ سپر چہرے کی پناہ کرکے سحر پڑھنے لگا مگر نہ سحر نے تاثیر کی نہ سپر آڑے آئی تلوار شہزادے کی سپر کو کاٹکر خود و دوبلغہ زرہ و ٹوپ وغیرہ سے گذر کر کاسہ سر مین در آئی اور سر سے سراسر کلہ جبڑہ تراش کر صراحی گردن سے آب زندگی گراتی ہوئی صندوق سینہ سے متاع جان غارت کرکے شکم کے اوجھ جھوجھ کو کاٹکر خانۂ زین پر آئی مختصر یہ کہ تنگ مرکب سے نکلگئی راکب و مرکب چار پر کالے ہو کر گرے تختیارک یہ ضرب دیکھکر ہاتھی پر کھڑا ہو گیا اور لشکر اسلام سے پہلے اوسی نے تکبیر کہی شاگردان ساحر غلغلا اپنے اوستاد کے مرنے کا سنکر سحر پڑھتے لینا کہکر شہزادی پر آ گری آگ پتھر برسانے لگے ایک طرف سے لقا نے فوج کو للکارا دریای لشکر امڈ کر چلا اسطرف سے بادشاہ اسلام نے حملہ کا حکم دیا دو لشکر باہم ملگئے شمشیر زنی آغاز ہوئی ہوا کا مزاج مکدر ہوا روز سیاہ دشمنوں نے دیکھا لوہا برسنے لگا تلوار کی چمک سے دریاے آہن لہرین مارتا نظر آتا تھا اس لڑائی مین طرفہ ماجرا یہ ہوا کہ سردار جنکو پہلوان گرفتار کرلیگیا تھا مثل توریج و داراب وغیرہ کی وہ ایک خیمہ مین قید تھے پہلوان کے مرنے سے سحر اینر سے جاتا رہا وہ سب چھوٹ کر جو نکلے ہنگامہ کارزار گرم دیکھکر جو لشکر کہ پڑاؤ پر تھا اوس سے لڑنے لگے اور ایک آدھ دربان زندان کو مارکر اسلحہ لیکر آفت برپا کردی پڑاؤ پر سے لوگ بھاگے سردار عقب مین انکے چلے اور لشکر کفار کی پشت پر آکر شمشیر زنی آغاز کی اور زیادہ لشکر لقا مین ہلچل پڑگئی ادہر طرہ یہ اور ہوا کہ لشکر ناہید جو ہمراہ لقا لڑنے آیا تھا اوسنے جو اپنے افسر دالک کو شریک مسلمانان دیکھا سمجھا کہ مالک ہمارا لقا سے لڑنا چاہتا ہے پس وہ سب لشکر بھی فوج مداوند سے لڑنے لگا اب تو چار طرف سے لشکر لقا گھر گیا اور یہ حال ہوا کہ

ابیات

گروہے بکندہ درون پر ز خون — وگر سر بریدہ فگندہ نگون
ہمہ دشت مغز و جگر بود و دل — ہمہ نعل اسپان ز خون پر ز گل
ز افگندہ گیتی بر آن گونہ گشت — کہ کرگس نیارست بر سر گذشت
ز باد و ز خورشید و شمشیر تیز — نہ آرام دید نہ راہ گریز

ز زخم تبرزین و گوپال و تیغ	ز دریا بر آمد یکے سرخ میغ

ایرج پر بسبب تلوار مذکور کے سحر نکرتا تھا شہزادہ صف لشکر ساحران مین در آیا تھا ایکطرف سے
امیر کشور گیر نے اسم اعظم پڑھکر اثر ساحری ہٹایا تھا دم بھر مین لاشون کا انبار کر دیا کاخ ہستی ساحران
مسمار کر دیا جنگل کشتون سے بھر گیا ملک الموت کا اپنا کر گیا خلاصہ یہ کہ ایرج صف لشکر درہم و برہم کر کے قریب
فیل جسپر تخت لقا تھا پہونچا اور مرکب بنار اونون مین سلاچار طرف سے تیغ و نیزہ شہزادہ پر پڑنے لگا
مگر مرکب ران کی گرمی پا کر اوڑا اور ہاتھی کی مستک پر پہونچا دونون ٹاپین اگلی ہودج لقا پر رکھدین علمدار
جو علم کو جلوہ دیرہا تھا اوسنے تلوار ماری اور فیلبان نے آنکس مارا شہزادہ نے بائین ہاتھ سے اوچھڑ
سپر کی فیلبان کو ماری کہ وہ تو ہاتھی کے نیچے گرا اور علمدار کی تلوار اپنی تلوار پر گانٹھ کر اپنا وار کیا تیغہ
خون چکان اس زور سے مارا کہ مع علم و علمدار کٹ کر تیغہ ہودج پر آیا اور اوسکو کاٹکر ہاتھی کے
بھونڈی پر بیٹھا لقا تلوار پکڑی کھڑا اڈانٹتا تھا کہ ای بندہ قدرت کیا کرتا ہی او بندہ بے ادب خبردار
قدرت سے گستاخی نکرنا نہین تو قدرت سنگ سیاہ کا کر دینگے شہزادی نے بعد قتل علمدار نعرہ اللہ اکبر بلند
کر کے تیغ علم کی اور فرمایا کہ ای مشرک عدا کی گذارم کہ از دست من جان بسلامت بری چاہتا تھا کہ ہاتھ
مارے بختیارک نے کمر پکڑ کر لقا کو کھینچا اور ہاتھی کے نیچے گرا کر آپ بھی کود القا پکارا کہ ای شیطان سرین
قدرت مین چوٹ بہت آئی شیطان نے کہا کہ تا پای داری بگریز آخر اوسی چوٹ مین جسطرح بنا
اوٹھکر بھاگا شہزادہ بھی فیل پر سے مرکب اوڑا کر زمین پر آیا اور تعقب مین چلا لیکن کوہی اور تمام
افسران لشکر لقا نے مر نا گوارا کیا اپنے خداوند پر ٹوٹ پڑے سرراہ لشکر اسلام ہوئے شہزادہ نے
اکثر کمیدان کو مار کر پلٹن کو بھگا دیا رسالہ بیچ مین آگیا تلوار گھمسان کی چلنے لگی وہ ران پڑا
کہ کبھی ترک فلک نے دیدہ مریخ سے بھی یہ ہنگامہ نہ دیکھا ہوگا آخر لشکر لقا تاب جنگ نہ لایا علم فوج سرنگون
تو ہو چکا تھا افسر قتل ہوئے تھے سپاہ بے سردار کے پاؤن اوٹھ گئے اہل اسلام تلوارین مارتے غازیان
دیندار خون چہرہ پر ملے ہیبتناک صورتین بنائے پیچھے چلے جو گرفتار ہوا بغیر کلمہ پڑھوائے امان نہ دی خون
کا دریا بہا دیا زیر تیغ رکھ لیا ڈیرا لوٹ کر آگ خیام کفار مین لگا دی لقا بھاگ داخل قلعہ عقیق کوہ
ہوا ہزار ہا کافر واصل جہنم ہوا اور قلعہ بند کر کے توپ ماری مجاہدین رکے کہ اب دشمن محصور ہوا اگر چند
روز مین جمعیت بہم پہونچا کر پھر باہر نکلا اور لڑا تو خیر ورنہ قلعہ پر حملہ کرینگے اور اس گھروندے کو ٹاپون مین

مین گھوڑونکی اُڑا دینگے لشکر مین طبل آسایش پر چوب پڑی سب پھر کر داخل خیام ہوئے مال غنیمت تقسیم ہوا اپنے بہائیکے کشتونکو گنج شہیدان کرایا اسطرف ساحرنالان وگریان لاشہ پہلوان کا اوٹھا کر جانب طلسم گئے لشکر اسلام مین جشن آغاز ہوا سب قید شدہ سردار بھی آکر ملے لشکر ناہید بھی شریک ہوا بادشاہ نے ناہید کو ملک و مال اُسکا معاف فرمایا خلعت دیا سرداران ایرج مین داخل ہوکر دست چپ مین بیٹھا یہان تو یہ سامان ہی لیکن لقا جو بھاگ کر قلعہ مین گیا ایک شبانہ روز تو چوٹ کی وجہ سے دربار مین نہ بیٹھا دوسرے دن یہ کہتا ہوا ابلق مینا سے برآمد ہوا کہ مجھسے بڑی غلطی ہوئی جو ایسے بندے سرکش اور زبردست بینے پیدا کر دیے کیا بُری تقدیر ہے میرے قلم قدرت نے لکھدی آخر جب تخت پر بیٹھا سب اہل دربار افسران لقبیہ لشکر حاضر ہوئے ہر ایک نے سجدہ کیا اور اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے دور شراب آغاز ہوا اس اثنا مین گلگون عیار آیا جسکا ذکر اول بیان ہوا ہی کہ بہار کو پکڑ لایا تھا چنانچہ اُس زمانہ سے پہر اپنے ملک مین گیا تھا اب پھر آیا بختیارک نے اوسکو دیکھکر پوچھا کہیے کہان تھے اُسنے کہا گھر گیا تھا بختیارک نے کہا جیسے گھر مین رہے ویسی یہان بھی کچھ ہو سکے تو یہان ہی کا مزا ہی کل کی لڑائی مین قدرت کی بہت چوٹ لگی اگر مین کفیل حال نہوتا تو فیل پاے اوتر نہ سکتے نواسا قدرت کا قتل کر چکا تھا کیون نہو جیسے خداوند زور آور مین ویسی ہی بیٹی زور رکھتی ہوگی پھر اسکے پیٹ سے نواسا ہوا ہی وہ تو خداوند کے باپ کو پاتا تو مارتا یہ کہکر سارا واقعہ جنگ اُسکو سُنایا عیار رندکو نے کہا کہ مین جاتا ہون اور ایرج کو پکڑ کر لاتا ہون یہ کہکر اپنے خیمہ مین آیا اور ایک گھسیارے کو لشکر کے بلاکر بیہوش کرکے ایرج کی ایسی صورت بنایا پھر ایک اپنے شاگرد کو طلب کرکے حکم دیا کہ تو میری ایسی صورت بنے شاگرد بموجب حکم اُسکی ایسی صورت بنا اس تدبیر نے اتنا عرصہ کیا کہ عیار روزگار نے بھی صورت اپنی تبدیل کی یعنی رومی سے زنگی کا لجبین بدلا سیاہی شب کو منھ پر ملا کہ بمقتضائے

نظم

کہ رفتہ رفتہ دن بڑھکر ہوا کم	ہوا سامان تاریکی فراہم
سیاہی دیکھکر گیسوئے شب کی	دلون نے خلق کی راحت طلب کی

شام ہوتے ہی قنطور سے اور بیتاوے سے آراستہ ہوکر پشتارہ گھسیارے کا باندھکر شاگرد کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور قریب لشکر اسلام جو صحرا ہی وہان ایک غار مین پشتارہ گھسیارے کا رکھکر آگے بڑھا اور شاگرد کو کنارہ لشکر اسلام کے ٹھہرا کر کچھ فریب تعلیم کرکے آپ آگے چلا اور ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی مثل خدمتگاران اہل اسلام بنائی پیکین پہنی بینی پاک کمر سے لگایا پیشانی پر گٹھا سجدہ کا بنایا شرعی داڑھی درست کرکے

داخل لشکر اسلام ہوا اور سیر بازارون کی کرتا ہر ایک سردار کی بارگاہ کو دیکھتا قریب بارگاہ ایرج
پہونچا اور خدمتگارون مین ملکر ٹھہر رہا جب شہزادہ مذکور دربار سے آکر استراحت فرمائے بارگاہ ہوا
خدمتگار پرچی کرنیکے لیے بلائے گئے عیار مسطور بھی انمین شریک ہوکر اندر آیا مگر شاپور عیار شہزادہ نے ہر ایک
خدمتگار کو بنظر فراست دیکھا اس عیار کو نیا آدمی دیکھکر چاہا کہ گرفتار کرے مگر وہ بھی نظر اسکی پہچان گیا اور
سراچہ فراکر بھاگا لیکن کہتا گیا کہ خبردار رہنا مین گلگون عیار ہون آج ایرج کو پکڑ کر لیجاؤن گا یہ کہکر
چلا گیا یہان انتظام ہونے لگا شاپور دربار بارگاہ پر پہرا دینے لگا خدمتگار منتخب کرکے بہر خدمت اندر بھیجے روندے سے
جاکر اطلاع کی لشکر شہزادہ گرد بارگاہ پھرنے لگا شہزادہ بھی باوجود این ہمہ ہوشیاری پلنگ پر آرام فرما تو ہوا
مگر جاگتا رہا کتاب تواریخ لیٹے لیٹے دیکھنے لگا ادھر گلگون جو دعوی کرکے گیا تو لشکر اسلام سے باہر نہ نکلا
صورت بدلے فکر مین پھرنے لگا اتفاقاً ایک فراش ملازم ایرج کسی کام کو بیرون لشکر گیا تھا پھرا ہوا
اپنی نوکری پر آتا تھا اسنے اوسکو روکا پہلے تو بہت جھک کر سلام کیا پھر کہا کہ میری ساتھ ذرا ادھر آئیے دیکھیے
تو یہان کیا نقشہ ہی فراش یکایک اسکے کہنے پر حیران ہوکر اسیطرف آیا جہان اسنے بتایا وہ مقام گوشے کا تھا اسنے
وہان آکر حباب اسکے منھ پر مارکر بیہوش کردیا اور اوسکا پیرہن لیکر فتیلہ عیاری جلا کر آئینہ سامنے رکھکر اوسکی ایسی
صورت بنکر لباس اوسکا پہنکر چلا فراش کو وہین چھوڑا اور دربار بارگاہ پر آیا شاپور نے پوچھا کہ میان فرگاہی کہان
گئے تھے اسنے کہا کہ غلام لشکر مین کچھ سودا لینے گیا تھا یہان غلغلہ سنائی دیا دوڑا آیا کچھ لیا بھی نہین شاپور سمجھا کہ
سچ کہتا ہی یہ سمجھ کر چپ ہو رہا اور یہ اندر بارگاہ کی شمعون کے گل لینے اور روشنی تیز کرنے کو آیا یہان دیکھا
تو شہزادہ بھی بیدار ہی سمجھا کہ یہ لوگ بڑے ہوشیار ہین یون نہ پھنسین گے یہ سوچکر شمعون پر بیہوشی
ڈالنے لگا فرش کا جھول مٹانے کا حیلہ کرکے خاک بیہوشی سب طرف پھیلا دی سرہانے شاہزادے کے
آکر سیج بند باندھنے لگا اور تکیون مین بیہوشی کا عطر جو ہاتھ مین بھر رکھا تھا بویا کر لگانے لگا شہزادہ
کچھ اوسکی حرکتین دیکھکر متحیر ہوا اور بنظر غور جو دیکھا کچھ شبہہ کرکے سمجھا کہ اوسکو گرفتار کرالو اگر فراش ہوگا رہا
کردینا ورنہ مار ڈالنا یہ سمجھکر پکارا کہ لینا اسکو عیار سمجھا کہ یہ مجھے پہچان گیا یہ سمجھکر وہین سی غلطک ماری
اور صحن بارگاہ مین آکر سراچہ فراکر بھاگا یہان شہزادے کے پکارنے ہی سی شاپور اوٹھکر دوڑا اور
شہزادہ خود اوٹھکر دوڑا اور پکارا کہ اے شاپور سراچہ عیار پھاند گیا ہی ادھر نہ آؤ اوسیطرف گھیرو شاپور
اوسی جانب دوڑا اور بارگاہ مین دھوان اور غبار بیہوشی پھیلا ہوا تھا شہزادہ مع خدمتگارون کے بیہوش

ہو گیا اور بسبب غلغلہ کے جو دوڑا وہ خیمہ کے باہر ہی دوڑا اور بہ عقب عیار چلا شہزادہ بیہوش پڑا رہا
ادھر شاپور جو پیچھے دوڑا گلگون جست وخیز کرتا ہوا کنارے لشکر کے اوسکو لایا وہان شاگرد کو اپنے
صورت اپنی بنا کر ٹھہرا آیا تھا اور یہی کہہ آیا تھا کہ جب میرے تعقب مین کوئی آئے تو میرا نعرہ کرکے تو لڑنے لگنا شاگرد
نے یہی کیا کہ اوستاد کو آتے دیکھکر آگے بڑھ آیا اُستاد تو نکل گیا اور اوسنے نعرہ کیا کہ باش او ناعیار کہان آیا ہی
گیا مین تجھ سے کچھ بایہ کمی کا رکھتا ہون یہ کہکر تیغچہ کھینچکر لڑنے لگا شاپور اور وہ دونون مصروف جنگ
ہوئی اور گلگون نے مہلت پائی فوراً صورت اپنی مثل صورت شاپور بنائی اور پھر داخل لشکر ہوا جسنے دیکھا
جانا کہ عیار نکلگیا یہ پھر آیا ہی غرضکہ کوئی مزاحم نہوا اور یہ بارگاہ شہزادۂ موصوف مین آیا دیکھا تو یہان
شہزادہ مع خدمتگاران بیہوش ہی اسے خوش ہوکر چادر عیاری بچھائی اور ساتون حلقو بسنے کمند کے گولا
مار کرکے پشتارہ کاندھی پر رکھا اور سراپچہ چاک کرکے نکلا الغرض راہ لشکر کی طی کی ہوگی کہ اودھر شاپور کو
شاگرد سے اسکے لڑتے مین خیال آیا کہ ایسا نہو وہ عیار کسیکو اپنی صورت بنا کر مجھے بھڑا گیا ہو اور آپ
جا کر کام کرتا ہو یہ سمجھکر سامنے سے اوسکے بھاگا اور بارگاہ شہزادہ کی طرف چلا راہ مین گلگون
کو پشتارہ بردوش جاتے دیکھا کہ میری صورت بنا ہوا کوئی پشتارہ لیے جاتا ہی اسنے پہچانکر للکارا وہ
بھاگا اور یہ پیچھے چلا یہانتک کہ لشکر سے نکل کر وہ جنگل مین آیا کہ اسنے جالیا اور تیغچہ کھینچا آپس مین دونون
گتھ گئے لڑتے لڑتے وہ پیچھے ہٹا اور یہ اوسکو دباتا لیچلا یہانتک کہ وہ اوسی غار پر آیا جہان گھسیارہ کو
بشکل ایرج بنا کر پشتارہ مین باندھکر رکھ آیا تھا غرضکہ جب غار پر آیا اوس غار مین کود گیا اور پشتارہ
شہزادہ کا وہین رکھا پشتارہ گھسیارہ کا کندھی پر لادکر ٹھہرا تھا کہ شاپور نے چاہا مین غار مین پھاند
جاؤن اسنے کمند کے حلقے لگائے شاپور سمجھا کہ تم پھاندو اور پھنسے لازم ہی کہ اسکو راستہ دو تاکہ نکل آئے
یہ سمجھکر پیچھے ہٹ گیا اوسنے اسکے ہٹنے سے جست کی اور سر غار پر آیا شاپور نے پھر جا کر گھیر لیا اُسنے دو
ایک حملہ رد کیے آخر پشتارہ دوش سے اوتار کر رکھدیا اور لڑنے لگا شاپور نے اوسکو ایسی جھکائی
دی کہ وہ تو اودھر آگیا جدھر شاپور تھا اور شاپور جانب پشتارہ ہو گیا اور جلدی سے اپنا
شہزادہ سمجھکر پشتارہ اوٹھا کر لایا اوسنے تلوارین مارنا شروع کین مگر شاپور نے پشتارہ نچھوڑا اور
سمجھا کہ پشتارہ پر ایسا نہو کچھ اور آفت آجائے کوئی اسکا شاگرد آ کر دست انداز ہو اس سے بہتر ہی کہ لڑنا
موقوف کرکے اپنا راستہ لو یہ سوچکر جانب لشکر اسلام بھاگا اوسنے بھی طرح دی یہ تو نکل گیا اور اُسنے غار مین

سے لشتارہ ایرج کولیکر روانہ ہوا اور بعجلت تمام اپنے لشکر مین پہونچا رات زیادہ ہوگئی تھی حاجبان قلعہ اسکے منتظر تھے اونھون نے بعد دریافت حالات شناخت کرکے دروازہ کھولا یہ داخل قلعہ ہوا لقا باغ مینا مین آرام پذیر تھا ناچار یہ اپنے خیمہ مین شہزادے کو لایا اور اوسوقت تک بحفاظت تمام رکھا کہ کاہ کش و ہر نے گیاہ کھکشان کو صحرائے فلک سے آفتاب کا کھرپا لیکر چھیلا اور گلیم شب مین لپیٹ کر گٹھری باندھی کہ بموجب نظم

کہ جب اوٹھا زمین سے سایۂ شب
نظر آیا جمال صبح مطلب
چھپے رستے ہوئے طاہر ہر اک سو
اوڑے طایر گھرے صحرا مین آہو

ہنگام سحر لقا دار العمارۂ قلعہ مین آکر تخت نشین ہوا سب سردار اور مطیع اوسکے حاضر ہوکر اپنی اپنی جگہ پر قیام پذیر ہوئے اسوقت گلگون نے قید آہن ہزار من کی حسیم الوزا ایرج نامور کو پہنا کر دربار آراستہ لیا شہزادہ کو بھی غرادہ پر ڈالکر ہمراہ لایا جب شہزادہ سامنے اوس مرتد لعین لقا کے پہونچا بطور خدا پرستان پکارا کہ سلام ہے اس مجلس مین خدائے لاشریک کے ماننے والے پر ہو لقا اس نہیب کو سنکر گڑگڑا ایا کہ او بندۂ بے ادب نواسۂ قدرت سجدہ کر بابدولت کو شہزادے نے فرمایا کہ مین تجھپر اور تیری سجدہ کرنے والون پر لعنت کرتا ہون او مشرک خدا ناچار ہون کہ اسوقت دسترس ہے اپنین ورنہ زبان تیری گدی سے کھینچ لیتا اوسنے ان کلمات کو سنکر حکم قتل شہزادہ دیا بلکہ بخوف اسکے کہ کوئی عیار اسکو چھڑا نہ لیجائے ایک سردار سے کہا کہ تو اوٹھکر سر کاٹ لے جلاد کے بلانے مین عرصہ ہوگا وہ سردار تلوار لیکر اوٹھا اور شہزادے کو یقین اپنی مرگ کا ہوا لیس درگاہ احکم الحاکمین مین رجوع قلب سے پکارا کہ نظم

مجھے امید کب ہے بخت بد سے
کہ فرصت پاؤن اس بغض و حسد سے
ہزارون شکر احسان خداوند
کہ وہ کرتا ہے غمگینون کو خرسند
عجب کیا ہی کہ چھوٹون اس بلا سے
مجھے امید رحمت ہے خدا سے
الٰہی دلکو میرے شاد کر دے
مجھے اس قید سے آزاد کر دے

تیر دعا نشانۂ اجابت پر بیٹھا یعنی ہلکارے دوڑے ہوئے آکر مجرا گاہ پر ٹھہرے اور کافر نے کافر کو بد دعا دیکر عرض کی کہ شراب خوار کوہی حاکم قلعہ سیاہ کوہ چالیس ہزار کوہیون سے بہر امداد خداوند آیا ہے یہ خبر سنکر لقا نے حکم دیا کہ ابھی قتل مجرم موقوف رکھو اور بختیارک کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائے شہزادہ اسیطرح مقید بطوق و سلاسل سامنے حاضر رہا اور بختیارک مع چند سردار کے پیشوائی کو چلا

یہان تو یہ ماجرا گذرا مگر شاپور جو پشتارہ گھسیاری کا ایرج کا پشتارہ سمجھکر لیگیا تھا اُسنے بارگاہ مین لاکر
اوسکو کھولا اور گھسیاری کو ہوشیار کیا گھسیاری کو گلگون نے بلاکر بیہوش کرکے ایرج بنایا تھا کچھ حال
تو بیان اس سے کیا نہ تھا جو وہ اپنے تئین شہزادہ بتاتا اسوقت آنکھ کھلتے ہی اپنی چار طرف کچھ ڈھونڈھنے لگا
شاپور نے پوچھا کہ کیا ڈھونڈھتے ہو اُسنے کہا گستیان میری کمر مین کھر پا رکھا تھا اوسکو ڈھونڈھتا ہون آپنے
پایا ہو تو بتا دیجیے شاپور نے ان باتون سے جانا کہ یہ گھسیارہ ہی بہت نادم ہوا کہ تونے سخت دھوکا کھایا
اب شہزادی کو چلکر چھڑایا یہ سوچکر گھسیارہ کو نکالدیا اور آپ پھر روانہ ہوا ازبسکہ رات کو در قلعہ بند تھا اُسنے
ہزارون تدبیرین کین مگر اندر نجا سکا ٹھہرا رہا جب صبح کو دروازہ کھلا اور بختیارک پیشوائی کو نکلا یہ بھی
اسکے ساتھ چلا اُسنے جاکر شراب خوار سے ملاقات کی لشکر اوسکا ہمراہ لیکر داخل قلعہ ہوا شاپور بھی
صورت بدلے اسی کے ہمراہ لشکر مین ملکر قلعہ مین آیا لشکر اوسکا ایک مقام پہ اوترا فوج کی چھاؤنی کے
قریب خیمہ استادہ ہوگئے اور شراب خوار سامنے خداوند کے آیا شاپور بھی خدمتگارون مین ملکر ساتھ آیا
یہان اپنے شہزادے کو سلوق و ملسل بیٹھے دیکھا فکر رہائی کرنے لگا اور شراب خوار نے خداوند کو سجدہ کیا نذر
دی ذنگل پر بیٹھا اور شہزادی کو اُسنے بھی دیکھا خداوند سے پوچھا کہ یہ کون خاطی ہی لقا کچھ کینے بنایا تھا کہ مالک
بختیارک بولا کہ انکا حال مجھسے سنیے یہ نواسے خداوند کے اور پروتے حمزہ کے ہین اتکی بیٹی کو پوتا حمزہ کا
نکال لیگیا تھا اُسنے یہ بچہ پیدا ہوا ہی جو خداوند کیا اگر خداوند کے باپ کو اگر پانے تو مارے یہ کہکر سب حال
لڑائی کا تا گرفتار ہونے شہزادے کے بیان کیا شراب خوار جب ماجرا سن چکا دل سے سوچا کہ یہ کیسا خدا
خداوند ہے جو اپنا حفظ ناموس نہ کرسکا بیٹی کو قبضۂ دشمنان مین جانے دیا اور اب اپنے چھوٹے سے سجدہ
نہین کرا سکتا یہ سمجھکر دلمین اوسکے خداوند کی طرف سے فتور آیا مگر ایرج کی طرف مخاطب ہوکر گویا ہوا
کہ ای نواسۂ قدرت ایک تو خداوند سارے عالم کے خدا دوسرے تیرے نانا ہین تو اونکو سجدہ کیون نہین کرتا
یہ سنکر ایرج نے جواب دیا کہ اگر یہ ساری عالم کے خدا ہین تو کوئی ایسا پہلوان پیدا کرین کہ مجھکو زیر کرے
جب زیر ہونگا تو اونکو سجدہ کرون گا شراب خوار نے کہا شرط معقول ہی اور قول تیرا درست ہی مجھکو یہ امر
بدل قبول ہے اچھا اگر مین تجھکو زیر کرون تو اپنی شرط سے بازگشت نکرنا شہزادی نے فرمایا کہ استغفراللہ
قول مردان جان دارد مگر در صورت میرے تجھپر غالب آنیکے تجھے بھی دین اسلام قبول کرنا ہوگا اُسنے
کہا مجھے منظور ہے یہ شرطین ہوگئے سنکر بختیارک بولا کہ ای شراب خوار تم اسبارہ مین نہ بولو کہا تم مسلمان

ہونے آئے ہوا وسنے کہا ملکجی تم دیکھو تو مین ابھی اسکو زیر کیے لیتا ہون بختیارک اوٹھکر ناچنے لگا کہ گویا ہم تمکو
استقبال کرکے اسلیے لائے تھے کہ تم ہماری ہی دشمن بنوگے ای کوہی کیون دیوانہ ہوا ہی السنے لڑکر کوئی بھی غالب
ہوا ہی اُسنے کہا تو جھک مارتا ہی اور ادھر اکہ قید شہزادہ دور کرون شہزادے نے فرمایا کہ ہملوگ وابستۂ زنجیر قول
ہین جبتک نام قید کا تھا قید تھے اب جو وقت رہائی آیا ہی تو تجھ تیری رہا کرینکی ضرورت نہین ہے یہ کہکر خانۂ زور
مین آکر چرخ مارا اور اوس قید گران کو لبان رشتۂ خام توڑکر الگ پھینکا شراب خوار یہ حال دیکھکر وجد
کر گیا اور رنگل سے کود کر مقابل شہزادہ ہوا شہزادے نے ہاتھ سے ہاتھ ملایا اُسنے پیچ باندھا انھون نے توڑ کیا از بسکہ
بارگاہ مین جگہ کم تھی شہزادہ دیر تک لڑنا مناسب نہ سمجھا ایک مقام پر اُسکو پکڑ لایا اور وہ توڑ کمر بند مین
ہاتھ دیکر اُسکو پہلے ہی زور مین اوٹھاکر سر سے بلند کیا اور چاہا کہ زمین پر مارے اُسنے پکار کر کہا کہ ای شہریار امان
دیجیے اور شرط اپنی یاد کیجیے شہزادے نے زمین پر اوتار دیا اوسنے قدم پر سر رکھا شہزادہ سر اوسکا سینے
سے نہ لگانے پایا تھا کہ لقانے اپنے سردارونکو للکارا کہ لینا ان بندگان مغضوب کو سردار لینا لینا کہکر
اوٹھے شراب خوار تو مسلح و مکمل تھا سنبھلکر حملہ آور ہوا اور شہزادہ ایرج نے جھپٹکر ایک سردار
لقا کو دے مارا تلوار اُسکی چھین کر نعرہ رعد آسا بلند کیا اور قتل و قمع کا ہنگامہ بلند ہوا شاپور نے جو
یہ ہنگامہ دیکھا دار العمارۃ سے نکلکر بھاگا اور پہلے لشکر شراب خوار مین آکر پکارا کہ ای افسران لشکر مالک تمھارا
بارگاہ لقا مین لڑ رہا ہی جلد جاؤ ورنہ قتل ہو جائیگا یہ خبر سنکر لشکر جلد جلد تیار ہوا ادھر لشکریان لقا
و سلیمان و بختیارک نے کہلا بھیجا ادھر بھی کمر بندی ہوئی اور یہ دونون لشکر دار العمارۃ چلے تھے
کہ راہ مین سامنا ہو گیا شمشیر صاعقہ خصال کھچی اور باہم جدال آغاز ہوئی قلعہ مین ہلچل پڑ گئی دروازے مکانون
کے بند ہو گئے اور دوکاندار دوکانین چھوڑ بھاگے گلیان لاشون سے پٹنے لگین خون کی نالیان بہنے لگین
اس ہنگامہ مین شرابخوار و ایرج بھی لڑتے ہوئے دار العمارۃ سے باہر نکلے یہا آکر گھمسان کی تلوار
چلنے لگی لقا بھی سوار ہوا غلغلۂ محشر آشکار ہ گلیون مین سر مانند کاسہ گدائی کے ٹھوکرین کھانے لگے
بازار اجل گرم ہوا قضا نے دوکان کھولدی ملک الموت جان کا خریدار ہوا پیر و جوان کا بھاؤ ایک
ہی کر دیا نرخ جان بہت ارزان تھا اس لڑائی مین بختیارک کہ یہ مفسد تو بہت دور کی
سوچتا ہے خداوند سے گویا ہوا کہ اب آپکا اس قلعہ سے بھی بھاگنے کا شاید ارادہ ہی کچھ دیر مین حمزہ در
قلعہ پر آکر ہنگامہ مچائیگا اور قلعہ کو فوج اوسکی ایک گھروندا سمجھی ہے وہ دم بھر مین پامال کر دیگی پھر یہ جائے

امن بھی ہاتھ سے جائیگی لازم یہ ہے کہ ان دونون کو رستہ دو تاکہ لڑتے ہوئے قلعہ سے نکل جائین بیرون قلعہ انکو گھیر لینگا مضائقہ نہین لقانی یہ سنکر کہا مین ایسی تقریر پہلے ہی کر چکا ہون بختیارک نے افسران لشکر سے جا کر حکم دیا کہ تین طرف سے انکو گھیر و اور ایک راہ سے انکو بیرون قلعہ جانے دو فوج تین طرف ہوگئی شہزادہ و شیر انجوا رنے جو راہ پائی اپنی فوج لیے لڑتے بھڑتے در قلعہ پر آئے یہان کی پلٹن نگہبان فوج انکے آنے سے بھاگ گئی یہ دونون بہادر باہر نکلے اسوقت شاپور دوڑا اور خدمت امیر مین آکر بعد دعا و ثنا کی خبر جنگ عرض پیرا ہوا امیر حال سنکر مع تمام سردارونکے اوٹھے لشکر اسلام مین قرنا بجی فوج تیار ہوکر چلی اور در قلعہ پر ہو نچکر نعرہ بلند کرکے تمام بہادر گر پڑے اب تو وہ ہنگامہ گیر و دار برپا ہوا کہ ترک فلک کا بھی جی چھوٹ گیا بہرام چرخ کا ہول سے حون ہوا ایرج نے قلعہ کے اندر سے تا بدروازہ لاشونکی سڑک بنا دی تھی قصر تن کی عمارت ڈھا دی تھی روح ساکن جسم بھگا دیجاتی اب امیر نے آکر یہ حال کیا کہ ابیات

همه کوه و دریا پر آواز گشت　　تو گفتی سپهر روان باز گشت
ز زخم دو شاہان پر خاش جوی　　ہمی خون و مغز اندر آمد بجوی
ز رخشندہ پیکان و پر عقاب　　ہمی دامن اندر کشید آفتاب
زمین شد بکردار دریای خون　　سر و دست بد زیر سنگ اندرون

آخر لشکر لقا لیس پا ہوکر پھر قلعہ مین چلا گیا اور در قلعہ بند کر لیا امیر شہزادہ ایرج و شیر انجوار کو لیکر مراجعت فرما ہوئے راہ مین زر نثار کرتے ہوتے داخل لشکر ہوئے لشکر اسلام سے لشکر شیر انجوار اوترا اور اوسکو امیر سلطنت اسلام کے لائے اوسنے مجرا کرکے نذر دی خلعت معافی ملک و خزانہ و لشکر عنایت ہوا اور کلمہ پڑھوایا یہ اسلام لصدق دل لایا تخت ایرج و نگل دست چپ مین بچھا بیرون چہل ستون قریب نا ہید یہ بیٹھا شاہ نے عوض نام شراب خوار اسکو خطاب شہسوار کوہی کا دیا بارگاہ اسکے لیے استادہ ہوئی غرضکہ بحکم شاہ ہنگامہ شراب و کباب گرم ہوا ناچ ہونے لگا انکو تو اب مصروف عیش و نشاط رکھیے مگر حال اژدر جادو سنیے کہ بیت پھری پھر عنان سمند قلم ٭ نئی داستان اک کرون و رقم ٭ جادو طرازان سحر تقریر اسطرح تحریر کرتے ہین کہ اژدر جو بحکم شاہ طلسم لشکر لیکر برای جنگ عمرو شنگ سیم روانہ ہوا تھا چنانچہ دریای سحر کے پار لبعد گذر آخر کر اوسنے خیمہ کیا اور قاصد ہوا کہ کل کوچ کرکے داخل لشکر حیرت ہونگا غرضکہ بارگاہ مین داخل ہوا اسقدر کچھ اسکے اٹھوا دیے اور بیٹھکر سیر بہشت کرتا جاتا تھا اور

ایک کمان سحر اسکے پاس ہے کہ شاہ جادوان نے اسکو دی ہے تاثیر اسکی یہ ہے کہ صاحب کمان جو نشانہ لگائے نشانہ
خطا نکرے اور کوئی حربہ بھی اسکے جسم پر اثر پذیر ہو نہ کوئی ساحر اور غیر ساحر اسکو زیر نکر سکے نہ وہ کسیکے ہاتھ سے مارا
جائے چنانچہ دریائے خون رواں کے کنارے صحرائے سبز فزا او ہموار ز طائران و چارپایان ہے اژدر جو اس مقام پر آتا جنگل کی
کیفیت دیکھکر سیر کرتا ہے بارگاہ کو اُٹھوا دیئے اور وہی کمان عطیہ شاہ طلسم لیکر طایرون پر نشانہ لگانے لگا لشکر
مین اسکے بازار کھل گئے چہل پہل شروع ہوئی یہان تو یہ ہنگامہ ہو رہا ہے مگر لشکر مہرخ سحر چشم عیار تو ہر وقت صحرا اور
لشکر حیرت مین پھرا ہی کرتے ہین انمین سے قران کہ ہر وقت جنگل مین رہتا ہے پھرتا ہوا اسطرف آنکلا ایک لشکر پڑا
اُترے دیکھکر وہ ایک لشکری سے حال پوچھا سب کیفیت اژدر کی معلوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم نے اسکو بمقابلہ
مہرخ بھیجا ہے پس جملہ ماجرا سنکر دل سے سوچا کہ بادشاہ طلسم نے اسکو زبردست جانکر بھیجا ہوگا یہ جاکر بڑا فسا
کریگا لازم ہے کہ یہین اسکا کام تمام کرون یہ تجویز کرکے تنہائی مین آیا اور بصورت ساحر مہیب بنکر تیار
ہوا سانپ بہت سے جسم مین لپیٹے ترسول ہاتھ مین لیا ترکش بشکل دم طاؤس دردوش سے لٹکا کر کمان ہاتھ
مین لیکر شکار کھیلتا یہ بھی جانب بارگاہ اژدر چلا جب سامنے اُسکے ہو پہنچا سلام کیا اُسنے باشارہ پاس
بلاکر مزاج پرسی کی اور پوچھا کہ آپ اپنی کیفیت بیان فرمائیے کہ کون ہین دولتسرائے جناب کہان ہے اسنے
جواب دیا کہ اس پہاڑ کے اُسطرف جو سامنے دکھائی دیتا ہے مسکن میرا ہے نام پرسامری ہے گو لو لگا کر اکیلا بیٹھا
رہا ہون مینے خبر سنی کہ بادشاہ طلسم کے مصاحب بالک قلوا اژدر یہان تشریف لائے ہین مجکو محبت غائبانہ
ہوئی دلمین آیا کہ چلکر ملازمت حاصل کرون پس حاضر خدمت ہوا ہون اُسنے کہا آپنے کرم کیا جو سرفراز فرمایا
آئیے بیٹھیے یہ کہکر اوٹھا اور برابر اپنے ہاتھ پکڑ کر بٹھالیا اور کمان ہاتھ مین دیکھکر کہا بارے آپکو بھی شوق ہے اسنے
کہا جی نہین شوق کیا ہے کبھی لڑکپنے مین یہ کھیل کھیلا تھا وہی دُھن ابتک ہے اُسنے فرمایش کی کہ دو ایک نشانے
تو لگائیے قران نے دو ایک طایر و نکو تیر سے صید کیا اور قدرت قادر و توانا سے جو نشانہ لگایا پورا پڑا اُسنے
از حد تعریف کی کہ اس کمان سے ایسا سچا نشانہ لگانا آپ ہی کا کام تھا قران نے سلام کرکے اور نشانی اُوڑا دے
اور پوچھا کہ یہ آپنے کیا کہا کہ اس کمان سے نشانہ اُڑانا آپ ہی کا کام تمام کیا ای حضرت آپ ملاحظہ کرین
یہ کمان کیا نئی ہے کوئی اسمین عیب نہین ہے اس طرح کی کمان تو شہر جاج مین بھی ملنا ممکن نہین اُسنے کہا
کہ اس راہ سے مینے نہین کہا کہ کمان آپ کی بُری ہے بلکہ اسمین اور کچھ بھید ہے اسنے کہا فرمائیے تو
آخر وہ بھید کیا ہے وہ گویا ہوا کہ وہ راز قابل کہنے کے نہین قران مصر ہوا کہ مین پوچھونگا ضرور

اور مجکو آپ کوئی غیر جانئے تو کیا بھید ہے اُسنے بعد بصد انکار حال اپنی کمان کے تاثیر کا بیان کیا
کہ یہ کمان سحر بند ہے اور عطیہ شاہ طلسم ہے جسکے پاس ہو گی وہ ہر طرح کا نشانہ اُڑا دیگا اور جسکے ضرب مارا
بچائیگا یہ کہکر کہا کہ ای برادر مین اسی کے بھروسے پر لشکر مہرخ سحر سے لڑنے آیا ہون اگر یہ کمان میرے پاس نہوتی
تو مین ہرگز لڑنے نہ آتا کیونکہ اُدھر بھی اب بڑے بڑے زبردست ساحر شریک ہین لیکن میرا کیا کرینگے جب مجھپر
حربہ کوئی تاثیر نکریگا تو کیونکر وہ مجھے مارینگے بلکہ مین ہی سبکو نشانہ تیر قضا بناؤنگا قران اسکی گفتگو سنکر دنگ ہوا
کہ بیشک سچ کہتا ہے اگر یہ ہمارے لشکر کے سامنے جائیگا ہدف خدنگ اجل ہر ایک کو کریگا اور یہان بھی اسکو
بیہوش کرتے یہ مالک کمان تھا مار انجاتا خوب ہوا جو اسنے حال کمان بیان کیا الغرض بعد کچھ عرصے کے اس سے
رخصت ہوا کہ مین پھر حاضر ہونگا اور علیحدہ آکر جس صورت کا کہ ساحر بنا ہوا تھا اُس سے دوسری طرح پر شکل
تبدیل کر کے ایک آئینہ سفید سامنے چہرے کے لگایا اور آئینہ سرخ پس گردن لگا کر شمع رخ فانوس مین گویا
چھپایا کئی ہاتھ مقوے کے بنا کر درست کیے قد زیادہ دراز کر لیا اور جانب دریاے سحر گیا وہان سے رخ اسکے
لشکر کا کر کے جست و خیز کرتا روانہ ہوا جب قریب بارگاہ اژدر پہونچا اُسنے دیکھا کہ ایک ساحر دریا کی طرف سے
آتا ہے سمجھا کہ بادشاہ نے معلوم ہوتا ہے بھیجا ہے یہ سمجھکر ساحر کو معزز وضع دیکھکر براے استقبال اُٹھا اور
آگے بڑھکر ہاتھ سے ہاتھ ملایا کہا آئیے تشریف رکھیے اُس ساحر نے کہا مین ٹھہرونگا نہین صرف بادشاہ
نے یہ کہلا بھیجا ہے کہ وہ تحفہ جو ہمنے تمھین دیا تھا تاثیر تو اسکی وہی ہے جو ہمنے بیان کی ہے لیکن اتنا اسمین
عیب ہے کہ اگر کسی ساحر زبردست سے سامنا ہوا اور اوسنے تیر اُلٹا تمھاری ہی جانب پھیر دیا تو وہ تیر پھر
بغیر تمھارا سینہ توڑے نہ رہیگا کسی سحر سے رُکے یہ ناممکن ہے چنانچہ بادشاہ کو بروقت تمھین رخصت کرنے
کے خیال نہ رہا جو مطلع کرتے بعد تمھارے چلے آنیکے مجھے بھیجا ہے اور یہ لوح جواہر کی دی ہے کہ اسکو گلے مین پہنو
اور وہ کمان دیدو اُسنے جب یہ مضمون سنا سمجھا کہ سواے بادشاہ کی حال کمان کوئی جانتا نہین بیشک یہ فرستادہ
شاہ ہے یہ سمجھکر لوح طلب کی قران نے ایک لوح یاقوت احمر کی منقوش بخط سبز زمردین نکالکر دی کُنڈہ
اوسمین لگا تھا کلابتون سے گُندھی تھی یہ دیکھکر اژدر بہت خوش ہوا اور کمان تو اوسکے ہاتھ مین تھی
ساحر مذکور کے حوالہ کی لوح لیکر اپنے گلے مین پہنی ساحر سے مصر ہوا کہ آئیے بارگاہ مین چلیے اسنے کہا بادشاہ
منتظر ہونگے مین ٹھہر نہین سکتا ہون یہ کہکر وہ جا بہ جا کمان لیکر راہی ہوا اور جنگل مین جا کر
نظر سے غایب ہو گیا بعد اسکے جانیکے اژدر نے دوسرے دن کوچ کیا اور قریب لشکر حیرت پہونچا

حیرت کو نامہ شاہ طلسم آچکا تھا کہ اژدر وہان ساحر سفر ہی تمھاری پاس آتا ہی اوسکی عزت کرنا چنانچہ جب وہ قریب لشکر پہونچا حیرت نے خبر سنکر ساحر پیشوائی کو بھیجے سردارون نے استقبال کرکے اسکو بارگاہ ملکہ مین پہونچایا لشکر اوسکا اوترا اسنے ملکہ کو نذر دی خلعت پایا پھر اپنی بارگاہ مین آکر ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوا جب دوسرے دن روزگار غدار و موذی نے مہرہ مہر دامن سپہر سے چھینکر صندوق مغرب مین بند کیا اور اژدر شب نے مار سیاہ ظلمت کو دہن سے نکالا کہ بمقتضاے ابیات

گھٹا جب جلوۂ خورشید روشن	بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن
پھرا مغرب کی جانب شاہ خاور	ہوے خالی ضیا سے خانۂ ودر

شام ہوتے ہی اسنے حکم نواخت طبل جنگ دیا نفیر سحر کو دم ملا طایران سحر خیز لیکر بارگاہ مہرخ مین آئے اور عرض پیرا ہوے کہ بیت کہ شاہا ہی کرامت تیرا ارشاد ؛ الٰہی تا قیامت خانہ آباد ؛ ایک جادوگر اژدر جادو نام نے آکر طبل جنگ بمقابلہ لشکر فیروزی اثر بجوایا ہی باقی خیریت ہے یہ کہکر طایر مذکور اوڑ گئے ملکہ مہرخ یہ سنکر متردد ہوا اور کہا خدا خیر کرے اس موذی پر کسی کا سحر با اثر نہین کرتا ہی بموجب اس قول کے کہ مجھے کوئی نہ مارے تو مین ساری عالم کو مار ڈالون دیکھیے اسکے ہاتھ سے کیا ضرر ہمکو پہونچتا ہے در جواب اس گفتگو کے بلور جہاردست سردار ملازم کوکب نے عرض کیا کہ ای ملکہ یہ غلام بہر جانبازی حاضر ہوا ہے میرے نام پر آپ طبل بجوائیے کچھ فکر نفرمایئے دیکھیے تو پردۂ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی خداے بزرگ ست ملکہ مسطورہ نے حکم نواخت طبل رزمی دیا اور خدا کے فضل پر بھروسا کیا نفیر و جھانجھ اور ناقوس بجنے اور بجنے لگے نقارے گرگڑا اٹھے دربار سے سردار اوٹھکر خیمون مین آئے سامان سحرسازی فراہم کیا ہونے لگا ڈفلے اور بانسری بجنے لگی پونین تانین گئین بیر بلائے گئے ساحران مہرخ نے اوس فرعون منش کیلیے مثل عصاے موسی اژدر تیار کیے بہادرون نے تلوارین سان پر چڑھائین زہر مین بجھائین تیغین لبتان تھین افعی دو زبان تھین تو بنیان سحر کی بنائی گئین کہ اسکی صدا پر کانٹے اپنے لڑا کر حریف کو مارینگے راسو ماش کے بنائے تھے کہ سانپ سے لڑائینگے کسی نے پٹارا تیار کیا کوئی بذات خود اژدہ بن بنگیا ہر سمت ناقوس کی صدا اٹھی شعلے اوڑتے تھے یا اژدر شب شعلہ فشان تھا ہر سمت ایک غوغا تھا نظم

اژدہے ہر طرف تھے شعلہ فشان	ہو رہا کا دہڑ رہا تھا ایسا دھوان
جیسے بل کھاکے سانپ چلتے ہین	پیچ کھا کھا کے زہر اوگلتے ہین

تیغ تران لپکتی تھی ہر آن ❊ جیسے کالے نکالتے ہین زبان

طول ہر مقام پر بیجا ہے رات بھر یہی ہنگامہ رہا جب اژدر شب نے نار سفید سحر کو اگلا اور تمن آفتاب کا صحرائے چرخ مین ضیا بار ہوا کہ بمقتضائے

ابیات

ہوا خورشید جبدم گرم بازار ❊ بڑھے ہر سمت سے شاہ جہاندار
اُٹھی مہرخ بوقت صبح خندان ❊ گئی مثل سفر سوے بیابان

ساحران نامی ہر سمت سے گروہ گروہ وارد میدان قتال ہوئے مہرخ تخت سحر پر بصد جاہ و جلال
سوار ایک جانب ملکہ بہار کا تخت زرنگار زلزلہ و لرزان و طاؤس و شکیل و نافرمان وغیرہ
تخت و طاؤس ہائے سحر پر سوار ابر سرخ و سبز و زرد وغیرہ سر پر سایہ فگن طائروں کی قطار سامری کی جے جی کی پکار
گرداگرد تخت ملکہ بہار گلدستے چنے ملکہ مذکور کے حسن کی بہار نئی طرح کا سنگار سر پر تاج مرصع کار جسم نازک
پر زیور جواہر نگار ایکطرف بلور چہار دست کے ساحر ہزار در ہزار سواران زرین پوش ملازم
کوکب کی قطار سب ساحر اڑتے ہوئے وارد دشت کارزار ہوئے اسطرف ملکہ حیرت تخت سلطنت
پر بصد حشمت جلوہ گر جینور بال ہما کا سر پہ ہوتا چتر زرین کا سایہ ڈنکے بجتے ہزارہا کنیزان سیمین
بدن گلبدن جادوگرنیان بمثال سامری کی یادگار عہد ہی ہاتھون مین لیے تخت ملکہ کو گھیرے زرہ برای
سر پہ نگس ترائی کرتی داخل جنگاہ ہوکر صف کشیدہ ہوئی بجلیان چمکنے لگین درخت صحرائی جلے ابر
سحر برسے میدان پاک ہوا نقیب نقابت کرنے لگے کبشیر پکاری کہ کون ایسا مہابلی کا پوت مہابلی اگن کا جے ہے
جو رینین جو جھری یا پری کا کھوج کھوئے ایکطرف سے گرا گیت پکارتے تھے کہ بیت پاؤن تھراتے تھے
جنکے سامنے جاتے ہوئے: کاسہ سرانکے دیکھے ٹھوکرین کھاتی ہوئے: ہان اے لڑنے والو ہمت نہ ہارنا دنیا
فانی ہے شجاعت نام رہیجا نیکی نشانی ہے یہ صدائین سنکر بہادر جھومتے تھے ساحرون کے بیر زاغ و زغن بنکر
منڈلاتے گھومتے تھے جی جی کار کا غل تھا مذہب بنا سنکر سب سناٹے مین آگئے اور جھولیان سنبھالکر کچھ
ساحر بروئے ہوا اوڑ کر گئے اور پرا باندھا کچھ زمین پر صف کشیدہ ہوا جب سب انتظام ہوچکا اژدر
اژدہا اوڑ اکر حسب فرمان ملکہ حیرت میدان مین آیا سحر کی نیرنگیان دکھا کر مبارز طلب ہوا بلور
تو وعدہ لڑنے کا کرہی چکا تھا حسب اجازت ملکہ مہرخ مرکب سحر اوڑا کر سامنے حریف کی گیا اور طالب
حربہ ہوا اُسنے کہا تو خود حربہ کرکے اپنا حوصلہ نکال لے مین تو وہ ساحر ہون کہ کسیکا حربہ مجھپر اثر نکریگا ارمان

دل ہی من رہیگا یہ گفتگو فیما بین ہو رہی تھی کہ یکایک ایک روشنی بالاے فلک ہوئی سب اوپر دیکھنے لگی ایک سورج مکھی اوتر کر چہرہ پر مثل حلقہ زرین کہ گرد رخسار بلورشاہان آراستہ ہوتا ہی ہوگئی لگی اب یہ خورشید آسمان شجاعت بنگیا اور ازدر نے اس مرتبہ برادسکے رشک کرکے ایک تیر سحر کا مارا اسنے مٹھیان اپنی کھولین دو پتلے ہاتھہ سے نکلے چھری ہاتھہ مین لیے تھے اوس چھری ہی سے تیر کاٹ دیا بلور نے تیر کٹنے پر نعرہ کیا کہ او حیرہ روزگار تو وار اپنا کر چکا اب ہمارا حربہ روک یہ کہکر وہ مٹھیان جو کھولین تھین بند کین اور جو بند تھین وہ کھولین پھر دو پتلے نکلے کہ اونکے ہاتھہ مین ایک ایک لوح مثل آئینہ تھی پس وہ پتلے لوح لیکر بڑھے اور پکارے کہ اے ازدر دیکھہ تو کیا ہی یہ اوسنے جیسے ہی اون لوحہاے پر نظر کی تلوار کھینچکر اپنا گلا آپ کاٹ ڈالا غل و شور برپا ہوا کہ مارا ازدر یہان ازدر سوار جادو کو بلور نے اون پتلون سے کہا کہ لینا اس مالزادی حیرت کو پتلے لوح لیکر بڑھے ملکہ مذکور زوجہ بادشاہ طلسم ہی پتلونکو آتے دیکھکر ایسا سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک پتلی نکلی غلطک ارکرزن حسینہ و جمیلہ بنگئی لوح دینا بر الساحرے نقشبند قدرت نے خوبی و محبوبی کا کوئی اورنہ تحریر فرمایا تھا جیسا اوسکا نقشہ بنایا تھا لباس پر زر زرگسا مرصع کار از پا تا سر پہنے کہ ابیات

بلا شک مہروش تھی مہ لقا تھی	حسین تھی مہ جبین تھی خوش ادا تھی
قد بالا تھا اوسکا رشک شمشاد	بجاے اوسکو گر کہیے پریزاد

پس اس نازنین نے جیسے ہی پتلے جانب ملکہ کے چلے سد راہ اونکے ہوکر ایک آئینہ بغل سے نکالا پتلون نے لوح اسکو دکھائی اسنے آئینہ دکھایا پتلونکی نظر اس آئینہ پر پڑی اور اس پتلی کی نظر لوح پر پتلون کے بھی جسم مین آگ لگی اور پتلی بھی جلکر راکھہ ہوگئی بلور مٹھیان کھولتا اور بند کرتا آگے بڑھا پتلے ترسول لیے پیدا ہوکر جانب حیرت کے چلے اوسنے بھی اپنے لشکر کو للکارا فوج نے حملہ کیا ادہر سے مہرخ نے تخت بڑھایا دونون لشکر باہم حربہ ہای سحر کرنے لگے ایک دوسرے پر موٹھہ مار ہی جادو کے بیر کلیجہ کھانے لگی لونا چماری میدان مین آگئی بھیرون ناچا بجلیان گرنے لگین سر وتن مین جدائی ہوئی ایسی سحر آزمائی ہوئی کہ نظم

بچا سکتا نہ تھا کوئی بھی دم کو	بہت روحین گئین ملک عدم کو
کنارا کر گئی جسمون سے ہستی	ہنی بحر فنا کی تیغ کشتی
برہنہ شمشیر ان کی غضب تھی	رگ جان حریفان جس نے کاٹی
قیامت خیز ہنگامہ تھا برپا	عدم مین چین مردون کو کہان تھا

بہار نے ہزار ہا کو دیوانہ بنایا زلزلہ و لرزان زمین مین سما گئے قلاب ارض کو جنبش دی زلزلہ تمام
دشت مین ... رعد چیخین زمین سے نکلکر مارتا تھا برق گر رہی تھی خرمن ہستی ساحران جل رہی تھی عیاذا
باللہ شور قیامت برابر پا تھا اوسی گرمی جنگ مین حیرت سے بہار کا سامنا ہوا حیرت سمجھی کہ اس
سے برابر کی چوٹ چلیگی اگر یہ کام آئی تو ہمین کا خون ہوا اور مین ہلاک ہوئی تو بہتر ہوگا بادشاہ
اسیر عاشق ہی بعد میرے محل اسکا کرلے گا یہ سوچکر طبل بازگشت بجوادیا لشکر ان کینہ خواہ پھرے
ڈیرا اوپر آکر آسودہ ہوئے بلور بھی اپنی بارگاہ مین آیا اوسوقت صرصر عیارہ ایک ساحرہ کی صورت نبکر بارگاہ
بلور مین آئی اور اوس سے ملاقات کرکے کہا کہ مین فرستادہ شہنشاہ کوکب ہون شہنشاہ موصوف نے فرمایا ہی کہ
ہم اپنے قلعہ طلسم سے تمھاری لڑائی دیکھتے تھے اور وہ سورج مکھی جو تمھارے پھری پر آگئی تھی ہمین نے
بھیجی تھی واہ سبحان اللہ کیا خوب تم لڑی ہو این کار از رستم نشدہ کہ تو کردہ بلور نے اوس عیارہ کو ساحر
ملازم اپنے مالک کا تصور کرکے بڑی عزت کی اور کہا کہ مین کس قابل ہون جو کچھ کرتا ہون اقبال شہنشاہ
ہی عیارہ نے کہا کہ تخلیہ کرا دیجیے تو اور کچھ راز شاہی بیان کرون اوسنے سب ملازمین کو بیرون بارگاہ
کردیا جب تنہا ہوئی عیارہ نے باتون مین لگا کر بیضہ بیہوشی مارا کہ اوسکے دماغ مین بیہوشی اثر پذیر ہوئی
اور بیہوش ہوگیا اوسنے پشتارہ اوسکا باندھا اور سراپچہ چاک کرکے باہر نکلی اور راز سب کو لشکری جنگاہ سے پھرکر
آئے تھے خستہ بہت تھے غوغائے فرود لشکر برپا تھا کسی نے اوس ہنگامہ مین اوس سے تعرض نکیا کہ کیا لیے جاتی ہی
عیارہ پشتارہ لیے لشکر سے گذر کر جانب لشکر حیرت روانہ ہوئی اودھر بعد کچھ دیر کے ملازم وغیرہ
اندر بارگاہ کے آئے بلور کو نپایا ہر سمت تلاش کیا جب کہین نشان نملا روتے ہوئے بارگاہ مہرخ مین آئے
مہرخ سر پر حباب نیلی پر متمکن تھی اور کنیزان بہار جو کوہ آرام سے لشکر لیکر چلی تھین اوسوقت آگئی تھین
اوسنے سرگرم گفتگو تھی کہ انھون نے تسلیم کرکے غایب ہونا بلور کا بیان کیا اتفاقا برق عیار بھی
موجود تھا اوسنے کہا کہ معلوم ہوتا ہی کوئی ساحر کوکب کا فرستادہ نہ بلکہ عیارہ تھی کہ پکڑ لیگئی یہ کہکر
خود بارگاہ بلور مین آیا اور نقش پای ساحر مذکور ناپید اور صرصر کا پایا سب ملازمین بلور کو تسکین
دی کہ تم گھبراؤ نہین عیارہ بلور کو لیگئی ہی مین چھڑا لیے آتا ہون یہ کہکر قنطورہ زربفتی سے درست
ہوکر جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اس عرصہ مین وہ دن بھی آخر ہوچکا تھا اور عیارہ شب پشتارہ
بدوش قمر بارگاہ عالم مین آچکی تھی کہ بیت رواں انجم تھے راہ کہکشان پر بعروج ماہ چمکا آسمان پر

برق ہنوز بارگاہ حیرت مین نہ پہونچا تھا کہ صرصر نے پشتارہ لاکر سامنے ملکہ کے رکھدیا ملکہ نے پوچھا کہ اسمین کیا ہی اسنے عرض کیا کہ بلور کو مین پکڑ لائی ہون ملکہ نے یہ سنتے ہی شاد ہوکر عیارہ کو خلعت دلوایا اور بلور کو قید آہن سے طوق و سلسل کراکر کچھ سحر پڑھا کہ روبرو ہوا سے ایک ساحرہ تخت پر سوار زمین پر اتری نہایت حسینہ و جمیلہ تھی نہین ممکن کہ کوئی اُسکی زلف مشکفام کو دیکھے اور سر مین سودے کا اثر نہو کب ہوسکتا ہی کہ اسکے عارض تابان پر نثار نہ ہو دل مضطر نہو قامت رعنا اوسکا شمشاد باغ خوبی عیب سے پاک و آزاد سراسر بیہودی رخسار اُسکے ایسے گذرتے تھے گویا سرو قامت مین سیب کے پھل اُگے تھے سینے پر چھاتیان دست مشتاق کو بہت بھاتیان از سرتا بہ پا نہایت طرحدار ہمتیل روزگار کہ نظم

قیامت سے نہ لگا کھائے قامت ۔۔۔ عیان رفتار سے شور قیامت
سراپا اُسمین معشوقون کا انداز ۔۔۔ تصدق ہر قدم پر تھا سر ناز
مزین تھا لباس اچھا بدن پر ۔۔۔ چھپا پڑتا تھا نور اوس پیرہن پر
بدن کی روشنی تھی آشکارا ۔۔۔ مہکتا تھا لباس اُس گل کا سارا

اُس نازک بدن نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے ہنسکر فرمایا کہ اے گل اندام قہر نگاہ اس مجرم کی حفاظت کو تمھین بلایا ہی آجکی شب اپنے مقام پر لیجاؤ اور باحتیاط رکھو کل شہنشاہ طلسم سے پوچھکر اُسکو قتل کرینگے اوس نازنین نے یہ سنکر عرض کیا کہ بہت خوب آپ اپنا سحر اوتار لیجیے ملکہ نے سحر اوتار لیا اُس گلبدن نے سحر سے بلور کو مسحور کرکے تخت پر ڈالکر پرواز کی جب یہ جاچکی اُسوقت ساحر کی صورت بنا ہوا برق قریب بارگاہ حیرت پہونچا اور مُنھ اپنا چادر سے لپٹکر اندر بارگاہ کے آیا دیکھا تو یہان صرصر موجود ہے مگر بلور نہین سمجھا کہ مجھے عرصہ آئے گذرا ملکہ نے اوسکو زندان مین بھیجدیا ہوگا یہ سمجھکر صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ذرا ادھر تو آئیے مجکو کچھ آپ سے کہنا ہی صرصر نے دیکھا کہ ایک ساحر منھ لپٹے مجھے کھینچتا ہے کچھ اُسکی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ کیا امر ہی سوائے اسکے کہ ساتھ چلی آئی برق نے باہر بارگاہ سے لاکر کہا کہ کوکب کی یہان سے ایک ساحر اسوقت آیا ہی کہ مین جاکر جسکے پاس قید ہوگی بلور کی اوسکو پکڑ کر طلسم نور افشان مین لیجاؤنگا چنانچہ مین جاسوس تھا یہ خبر سنکر مجکو فکر ہوئی کہ ملکہ صرصر نے کہین اوسکو قید نکیا ہو جو آفت اُسپر آئے صرصر نے کہا قید اوسکی گل اندام ساحرہ کو جو سحر مین اپنا عدیل و نظیر نہین رکھتی ہی اور کوہ عجائب جو یہان سے جانب شمال چند منزل پر واقع ہی

دہان لیگئی ساحر کوکب اگر وہان جائیگا تو مارا جائیگا برق نے کہا فرمانا آپ کا بجا ہے دیکھیے تو ملکہ حیرت کہان جاتی ہین صرصر حیران ہوکر جانب بارگاہ دیکھنے لگی اسنے منہ پر ہاتھ بیہوشی بھرا پھیر دیا کہ اوسکو بیہوشی طاری ہوئی اسنے اوٹھاکر دوش پر لادا اور چادر سے چھپا لیا رات کا تو وقت تھا بطور مخفی لشکر سے نکلکر صحرا مین آیا اور ایک درخت سے صرصر کو باندھکر ہوشیار کیا اور کہا استانی سبدگی صرصر نے پہچانا کہ برق ہے گالیان دینے لگی اور کہا کہ موئے مجکو یہان لاکر تو نے کیون باندھا ہے اسنے کہا استانی مین عیاری کرنے جاتا ہون تم اوسمین خلل انداز ہوگی پس جب تک مین بلور کو جاکر رہا کرون اسوقت تک تم بندھی رہو اسنے یہ سنکر ہر چند واویلا کیا مگر اسنے نہ سنا اور چھوڑکر اوسی پتے پر جو صرصر نے بتایا تھا راہی ہوا از بسکہ دوندہ سبک ہی پچھلی رات باقی تھی کہ قریب کوہ عجایب پہونچا دامن کوہ مین عجب طرح کا صحرائے سبزہ زار نمونۂ گلزار دیکھا کہ زمین پر ستارونکی طرح پھول کھلے تھے دامن ارض پر از گلہای خوشرنگ تھا صحن غبرا سبزے سے ہمسر فلک نیلوفری بنا تھا شبنم کی طراوت سے ہر گل موتیون کا زیور پہنے مہک پھولونکی عروس گلشن عطر مین بسی باد صبا زلف معشوقۂ سنبل کی خوشبو کوسون پہونچاتی چاندنی کھلی دشت و کوہ کی چمک تا بہ فلک پہونچی چشمہ ہای آب کی لطافت و صفا چشمۂ ماہ سے بڑھی ہوئی کہ بموجب نظم

کھلے ہر سو ہزارون رنگ کے پھول
شگفتہ تھے وہان سب ڈھنگ کے پھول
بہار افزا وہ بوٹے دار اشجار
لدی پھولونکی اونکی شاخ پر بار
بھرے حوض اور فوارے تھے جاری
تصدق ہر روش باد بہاری

پہاڑ پر ایک بنگلہ پر تکلف سنگ مرمر کا بنا تھا سامنے بنگلہ کے چبوترہ تعمیر تھا خوبی مین بے نظیر تھا اور سامنے چبوترہ کے ایک میل بنا تھا اوس میل سے بلور کو گل اندام نے باندھ دیا تھا اور آپ چبوترہ پر بیٹھکر پہرا دے رہی تھی اور شب بھر وہین گلہای بوقلمون کی سیر کرتی تھی اور میخواری کرتی تھی رات بھر جاگی تھی برق نے دور سے اسکو دیکھکر خیال کیا کہ یہ یہان رہتی ہے یقین ہے کہ کنیزین وغیرہ بھی اوسکی ہون مگر دیکھا کہ یہ تنہا ہے کیونکہ اسنے بنا بر احتیاط کے ملازمونکو رخصت کردیا تھا کہ آج تم اپنے گھر جاکر رہو قیدی کا پہرا مین اکیلی دونگی زیادہ لوگون مین اندیشہ ہے کہ عیار نہ آجاے غرضکہ جب برق نے اوسکو پایا صورت اپنی مثل ایک نوجوان کمسن مرد کی بنائی زلف گرہ گیر کو پیچتاب دیکر رخسار پر لٹکایا چہرہ اپنا روشن لبان ماہ تابان بنایا دست و پا نہایت خوبصورت و طرحدار سینہ فراخ و ہموار جبین مبین

نور آگین پر رنگ مہر مبین سواد زلف گرہ گیر شب تار ہجر یار چشم نرگسی کو دیدۂ آہو سے مثال دینا عین خطا ہی چشم حور العین سے بہتر کہنا روا ہی آہو چشم محراب ابرو مین آنکھین چڑھائین اُسوقت مرا دیا مین لب لعلین کے سامنے لعل بدخشانی کا رنگ لبسان عقیق زرد رشک سے مرجان لبونکی سینے مین دردکہ بمقتضاد ابیات

سحر خورشید ہی پیشانی صباحت
کہین آئینہ مہ سے ہی شفاف

کہین آنکھون نکو جادو گھر بجا ہے
وہان پر سامری کی قدر کیا ہے

ہرن ایسے نہونگے شوخ و چالاک
اوڑاتے ہین بھری پانی مین وہ خاک

خم ابرو یہ محراب حرم ختم
بھرا ہے مو بمو شمشیر کا دم

صفت کیا عارض پر نور کی ہو
تصدق اسیے ہین شمس و قمر دو

اس سراپای حسن آگین سے درست ہوکر لباس شاہی اور قبای فرمان روائی اُسی جسم مزین فرمایا مگر یہ نقشہ اپنا بنایا کہ بیت نہ جیب کا ہی نہ دامن کا تار باقی ہی نہ جنون کا جوش ہی فصل بہار باقی ہی سر غریبان گریبان تا بہ دامن چاک دامن تار تار خار غم سے سینہ فگار وحشی صورت سراپا حیرت خار صحرا جسم نازک مین چبھے لب خشک چہرہ زرد کا کل پر گرد منھ پر ہوائیان اُڑتی آنکھونمین تری حواس مین سراسیمگی اسطرح سے صورت عاشق زار و ژولیدہ رو کی بنا کر شکل اُس ساحرہ کی دیکھ چکا تھا فوراً پارہ کاغذ اور اسباب تصویر کشی کسوت عیاری سے نکالکر فتیلہ عیاری جلا کر لمحہ بھر مین شبیہ اُسکی کھینچی اور گریبان مین رکھکر وہان سے چلا اور سامنے اُسی چبوترے کے جسپر گل اندام بیٹھی تھی کچھ فاصلے سے زیر درخت ٹھہر کر وہ آہ سحر کھینچی کہ سوز درون سے دل کوہ مین آگ لگا دی پھر سامنے بیٹھکر پکارا کہ ابیات

تن زار مین روح حیران ہے
ملاقات کا دل مین ارمان ہے

تپ غم سے منہ ہو گیا ہے دھوان
پڑا پھکتا ہون صورت گلفشان

کیا عشق نے ایسا لاغر مجھے
کہ چلنے مین آتے ہین چکر سے مجھے

حقیقت مین اب حرف ہی جان پر
مصیبت پڑے یہ نہ انسان پر

یہ دن آسمان نے دکھایا مجھے
شب ہجر نے ہے ستایا مجھے

نہ مجھسا بھی ہوگا کوئی بدنصیب
جدا اسطرح سے ہو جسکا حبیب

یہ اشعار پڑھتے پڑھتے تصویر گریبان سے نکالکر سامنے رکھی اور اسطرح بلک کر رویا کہ دل سنگ آب

ہوتا تو عجب نہ تھا کہتا تھا کہ اے پیکر دلفریب یار تیری ہمشبیہ کے فراق مین اب زندگی شاق ہی کہ ابیات

روے زیبا کی یاد ہی دن رات | آنسوؤن نے لگائی ہی برسات
آپ کے ہجر سے خدا کی قسم | زندگانی ہوئی ہے مجکو ستم
لذت ہجر سے نہ تھے آگاہ | وصل کے شوق مین ہی نالہ و آہ
اشک جسوقت باندھتے ہین تار | صدقے کرتا ہون موتیونکے ہار
عشق کا کھیلتا ہے سر پر جن | ہاے دو دو برس ہی ایک دن
رات کٹتی ہی سخت مشکل سے | بغض ہے روز ہجر کو دل سے

اس تصویر سے یہ کہتے کہتے یکایک غشی طاری ہوئی اور تصویر سینہ پر رکھکر بیہوش ہوگیا از بسکہ چاندنی رات تھی گل اندام سامنے سے دیکھ رہی تھی اور اوسکے کلام درد آگین سنکر اُسکو اپنا یار یاد آیا تھا اشک حسرت بہاتی تھی اور جانتی تھی کہ یہ شخص کسیکا عاشق صادق ہی اُسکے فراق مین روتا ہی اور اسکی جستجو مین پھرتا ہوا اسطرف آگیا ہی اور یہ کاغذ اسکے ہاتھ مین شاید نامہ اُسکے معشوق کا ہی اب جو یہ غش ہوگیا اسکو تاب نہ آئی سمجھی کہ یہ عاشق بیچارہ شاید مرگیا ایسی صدمہ ہجر اوٹھا کر گذر گیا یہ سمجھکر اوٹھی کہ چلکر قریب سے دیکھ تو یہ کون شخص ہی اور یہ کاغذ اسکے پاس کیسا ہی اسی طلسم کا رہنے والا ہی یا بیرون طلسم سے ملک و مال اپنا چھوڑکر تلاش مین نکلا ہی پس وہان سے قریب تر آئی یہان اُس عاشق کا یہ حال دیکھا کہ نظم

فروغ حسن سے ہی دشت روشن | زمین ہی ہر طرف کی برق خرمن
نہین جنبش کسی عضو بدن کو | اگر کچھ ہے تو کچھ لب کو دہن کو
نہ فرصت دی نگاہ قہر زا نے | کسیکی جان لی تیغ ادا نے
نہ نوبت آئی کچھ عرض سخن کی | کہ الفت روح نے چھوڑی بدن کی

یہ حالت اُس عاشق مضطر کی دیکھکر اسنے بڑا افسوس کیا کہ ہاے اس زار و ناتوان نے غم فراق جانان مین آخر جان دی غرضکہ افسوس کرکے اُس کاغذ کو جو چھاتی پر رکھا تھا اُٹھا کر دیکھا کہ دیکھون اُسمین کیا لکھا یا اسکے معشوق کا لکھا ہوگا اُس کاغذ مین تصویر کھنچی پائی سوچی کہ یہ جوان پُرارمان اسی غارتگر جان کا عاشق تھا کہ جسکی شبیہ ہے دیکھو تو یہ کون ایسی سفاکہ ہے جسنے ایسے گل و بلبل خو کے باغ مراد کو برباد کیا ہی یہ تجویز کرکے بغور تمام اُس تصویر پر نظر کی پھر تو بموجب ع بعینہ در و صورت

خوین دیدہ + کچھ شبہ جو ہوا سحر پڑھکر دشتی کی بعوزرا اس تصویر کو دیکھا اپنی صورت مین سرمو فرق نہ پایا پھر تو پاس اوس کشتۂ حسرت مطلب کی نعش کے بیٹھ گئی دیکھا کہ آنکھین اسکی تمناے دیدار مین کھلین ہین سر اسکا زانو پر اپنے رکھا اور کہا ہاے میرے عاشق شیدا تو جی سے گزر جاے ناامید مر جاے اور مجکو نقصان آئے اے میری نامرادای میرے ناشاد یہ تو نے کس سے میری تصویر پائی ہاے اس محبت نے کیا تیری صورت بنائی ہای کیسے کانٹے بدن مین چبھے ہین صحرا یہ پانون مین پھرے ہین تیری الفت کے صدمے ذرا آنکھ کھول لے جسکو چاہتا تھا وہ آئی ہے منھہ سے بول مین تیرا حال نجانتی تھی نہین تجھ تک اوڑکر جاتی اب میری خطا معاف کر میری طرف سے دل اپنا صاف کر ہای نظم

اجل نے کر لیا کام اپنا پورا — نرکھا کوئی بھی مطلب ادھورا
توقع کچھ نہ کچھ ہوگی جو دی جان — نہ نکلنگی ابھی باقی ہین ارمان
مری جان جان دی کیون آرزو مین — ہوا گم کیون تو شوقِ جستجو مین
ارادے کیا تھے اور کیا پیش آیا — مقدر نے اجل کا منھہ دکھایا

یہ کہ رہی تھی اور سمیم زلف سنگھاتی تھی منھ سے منہ ملاتی تھی رخسار پر رخسار رکھے تھے کہ ناگاہ نظم

ہوئی اعضا کو جنبش کھل گئی آنکھ — سراسر محوِ حیرت اوسکی تھی آنکھ
اوٹھا صدمے ہوا اپنے صنم کے — جھکا کر سر لیے بوسے قدم کے
وہ بولی بس ذرا مجھ سے رہو دور — بہت شوخی نہین خاطر کو منظور
بس اب تشریف لیجاؤ یہان سے — وہین جاؤ تم آئے ہو جہان سے
مرے تم کیون یہ جا مدفن نہین ہے — یہ گلشن خانۂ دشمن نہین ہے
مین گزری اس عنایت سے اجی واہ — کدھر ہی کس طرف ہی گھر کی تو راہ
وہ بولا مین فدا اے یادِ جانان — بیان ہون کس طرح صاحب کے احسان
کہان جاؤن بھلا اس آستان سے — غرض رکھتا نہین سیرِ جہان سے
وہ بولی اے گرفتارِ مصیبت — فلک ترسیدہ بیمارِ مصیبت
غرض کیا جو تجھے زندہ کرین ہم — بلا پیچھے لگا دین اپنے ہر دم
سہین طعنے عزیز و اقربا کے — رہین مغضوب ہر لحظہ خدا کے

وہ بولا رندہ کرنے سے عرض کیا | اگر رکھتا نہ تھا منظور مرے
غریب و عاجز و ناچار ہو گئین | بلاے عشق کا بیمار ہون مین
اجازت تیغ ابرو کو ذرا دو | کہ ہون اس فرق پا افتادہ کی دو

یہ کہکر ساحرہ کے گلے مین باہین ڈالدین اُسنے ہاتھ جھٹک دیا کہ خوبی نخرے کی یا تو مرتے تھے یا نزدی
مین آنگئے اترا گئے اسنے کہا جانی مجھسے رکھائی نکرو ورنہ مرجاؤنگا میری جان تجھپر فدا ہے ساحرہ
نے مسکرا کر کہا اچھا تم مہمان میرے ہو بحال پریشان آئے ہو میری جگہ پر چلو کچھ کھاؤ پیو دل
بہلاؤ مگر جیطرح مجھے ہاتھ نہ لگانا سنو صاحب پاک محبت مین بڑا مزا ہے برق نے یہ تقریر سنکر اُسکو
گود مین اوٹھا لیا اور لیکر چلا اُسنے نہین نہین کر کے کہا ارے نگوڑے ابھی تجھ مین طاقت نہین ہے کیون
زور کرتا ہے برق نے کہا تمکو پایا اسیطرح کا زور آگیا یہ کہکر چبوترے پر لایا اور مسند پر بٹھایا چاہا تو پھر
ہاتھ دوڑایا اسنے ہنسکر کہا مجکو ان باتون سے نفرت ہے یہ کہکر شراب وکباب تو مہیا تھے ہی ایک جام
لبریز کر کے برق کو دیا مگر اور کیفیت سنیے کہ صرصر کو جو یہ باندھ آیا تھا تو اُسنے غل مچا کر آمیزد
روند کو اسطرف کے بلایا اور اپنے تئین کھلوایا سُن تو چکی تھی کہ برق ساحرہ کو مارنے گیا ہے
یہ بھی اسی طرف چلی راہ مین بکتی جاتی تھی کہ رہ تو موے برق تونے مجھے باندھا تو تھا مین بھی تجھے
زک دلواؤنگی موے بلور کا چھڑانا آسان نہین ہے دیکھ تو مین کیسا بدلا لیتی ہون اسکا بکنا اتفاق سے
قران نے سنا کہ وہ جنگل مین ایک جگہ بیٹھا تھا پس وہ بھی اسکے پیچھے ہوا کہ دیکھون یہ کدھر جاتی
ہے اور عیار ساحرہ وغیرہ کی صورت بنکر صحرا مین ٹھہرا کرتے ہین اسلیے کہ ہمین کوئی شناخت نکرے
پس یہ بھی ساحر بنا ہوا پیچھے پیچھے آ کر کوہ عجائب پر جہان برق و ساحرہ بیٹھے ہین پہونچا وہان
برق کو جب ساحرہ مذکور نے جام دیا تھا تو اسنے نگاہ اُسکی بچا کر جام مین بیہوشی ملا کر پھر ساحرہ
کے لبون سے لگایا تھا کہ جانی تو اپنے لبون سے لگا کر یہ شراب مجھے جھوٹی کر دے تو مین پیون وہ ساحرہ
پیا ہی چاہتی تھی کہ صرصر پہونچکر پکاری اے ملکہ یہ موا جو پہلو مین بیٹھا ہے یہ عیار ہے خبردار شراب
نہ پینا وہ ساحرہ یہ سنکر متحیر ہوئی تھی کہ قران جو پیچھے صرصر کے آیا تھا جھپٹکر قریب ساحرہ پہونچا
اور کہا اے ملکہ صرصر سچی ہے حیرت کو بھی سحر سے ظاہر ہوا تھا کہ تمھارے پاس عیار پہونچگیا ہے
پس یہ نامہ اونھون نے تمکو لکھا ہے یہ کہکر ایک کاغذ نکالکر کمر سے اوسکو دیا وہ کاغذ لیکر کھولنے

نگاہ اُسکی جانب قرطاس تھی کہ قران ذی اولٹا لبغدہ سر پر آسکے اس زور سے مارا کہ بھیجا اُسکا پاش پاش ہوگیا لاش اُچھلکر ادھر گری غلغلہ آفت خیز برپا ہوا کہ یارا کل اندام قہر نگاہ کو صرصر اس ہنگامہ مین بدحواس ہوکر بھاگی اور برق پیچھے دوڑا کہ اوستانی آج ناک کاٹون گا وہ بھی گالیان دینے لگے کہ ہو و خدا تمکو غارت کرے تم نے آج اُس ساحرہ کو مارا ہے جو اپنا مثل و نظیر نرکھتی اور مصاحب خاص خاتون شاہ طلسم تھی غرضکہ عیارہ تو بھاگ کر نکل گئی اور بلور رہا ہوگیا عیارون نے وہان کا اسباب وغیرہ لوٹ لیا اس اثنا مین عیار نے ہر لبغدہ سے ساحرۂ شب کا سر قلم کیا اور خزانۂ انجم تاخت و تاراج ہوا کوہ عجایب فلک پر آفتاب نے قبضہ فرمایا کہ ابیات

سجا خورشید نے ملبوس پرنور بندھی ہر سو ہوائے آمد صبح	ہوئی بالکل سیاہی شب کی کافور گجر نے دی صدائے آمد صبح

صبحدم بلور عیارونکو تخت سحر پر بٹھا کر داخل لشکر فیروزی اثر ہوا مہرخ اورنگ شاہی پر جلوس فرما چکی تھی کہ اسنے آکر حقیقت شبینہ بیان کی ساحرہ کے مارے جانے کے اہل دربار کو خوشی ہوئی جلسہ عشرت برپا ہوا اُدھر صرصر نے آکر ملکہ حیرت کو قتل ساحرہ مذکورہ سے باخبر کیا حیرت اس خبر کو سنکر رونے لگی اور کہا یہ مصاحب میری میکے سے میرے ساتھ آئی تھی شہنشاہ ساحران تو ان نمک حرامون کو سزا کبھی نہ دینگے مین اپنے میکے والون کو بلا کر انکا سر کچلواؤن گی یہ موئے سب بہت سر چڑھے ہین یہ کہکر ایک عرضی اپنے باپ حیات جادو کو لکھی مضمون یہ تھا کہ اے پدر عالیقدر حضور اس کنیز سے کیون بیخبر ہین میرے شوہر کے چند نوکر بگڑ کر ایسا کچھ فتور کر رہے ہین پشتہ رنگین حصار پر مین بمقابلہ آن نمکحرامان اُتری ہون کل میری ایک مصاحب مار ڈالی گئی بنابر اسکے اپنے حال سے حضور کو اطلاع دیتی ہون کہ مجکو آکر دیکھ جائیے شاید مین زندہ بچون یا نہ بچون بہن بلکہ بہار بھی ساتھ چھوڑ گئی اور شریک باغیان ہے اب میرا ایمان کون ہے زیادہ تسلیم۔ یہ عرضی لکھکر ایک خواص سرو قامت جادو کے حوالے فرمائی کہ شہر حیاتیہ مین لیجایئے اور میرے باپ پاس پہونچائیے خواص مذکور بہت قدیمی ہے باپ وغیرہ کو ملکہ موصوفہ کے جانتی ہے عرضی لیکر روانہ ہوئی اور شہر حیاتیہ مین پہونچی اُس شہر کے قریب ایک طلسم حیاتیہ نام بھی ہے کہ اُسکی حکومت بھی حیرت کرتی ہے مگر انتظام اُسکا سب اپنے باپ کے سپرد کیا ہے حال طلسم مذکور بروقت فتاحی طلسم بیان ہوگا اُس وقت کنیز عریضہ لیے دارالعمارۂ شاہی مین آئی حیات تخت شاہی پر بیٹھا تھا کنیز نے تسلیم

گئی اسنے پہچانکر کہا اے سرو قامت کہو میری دونون لڑکیان راحت جان تو اچھی طرح ہین کنیز نے
عرض کیا کہ حضور بڑی صاحبزادی نے آپکی تسلیم کہی ہے اور یہ عرضی بھیجی ہے اُسنے عرضی لیکر پڑھی
اور مضمون سے واقف ہو کر بہت غضبناک ہوا کلمات لاف وگزاف زبان پر لایا کہ ان کمبختون
کی اب یہ لیاقت ہوئی کہ میری بیٹی کو ستایا اور اُس چھوکری کو یعنی بہار کو بھگا کر اپنا شریک کیا
دیکھو تو مین ملکر کیسی سزاے سخت دیتا ہون فی الجملہ بہت کچھ بک کر جواب عرضی لکھا کہ بیٹا تم گھبراؤ
نہین مین اس تاریخ کو تمھارے پاس آؤنگا وہ جواب کنیز مذکور لیکر اور خلعت پاکر حیرت
پاس آئی اُسنے جواب معلوم کر کے طایر سحر مقرر کیے کہ خبر آمد پدر سے اطلاع دین ادھر حیات
نے جہد جانی کر کے خیمۂ جادو اپنے سپہ سالار سے حکم کارسازی لشکر دیا سپہ سالار نے افسران
لشکر کو مطلع بحکم شاہی کیا فوج مین فورا کھنگی طبل سفر پر چوب پڑی ساٹھ ہزار ساحر نامی و نامور
اسباب سحر سازی سے درست ہو کر اور آلات جنگ جسم پر لگا کر تخت و سوار ہیاے تحریر پڑھکر
عازم سفر ہوئی چالیس اژدر پر بارگاہ شاہی بار ہوئی تخت چار اژدہون پر کھنچا اُسپر حیات
سوار ال اور گوگل کے شعلے منقلہاے آتشین پر اڑنے لگے دھوان ایسا بلند ہوا کہ سب لشکر چھپ گیا
روکے ہوا تاریک تھا آسمان پر سواے زاغ و زغن و طایر ہاے سحر اور کچھ نظر آنا دشوار تھا
صداے نقارہ و نفیر سحر سے گنبد فلک گونجتا تھا ہوا مین عرش پیدا خلاصہ یہ کہ بڑے کر و فر سے
جب قریب لشکر دختر خود پہونچا اُسکو طایران سحر نے آمد سے اسکی باخبر کیا وہ خود مع اپنے افسران
لشکر و کنیزان وغیرہ کے سوار ہو کر بہر استقبال کئی کوس اپنی جگہ سے آئی اور باپ کو دیکھکر پیادہ
ہوئی وہ بھی سواری سے اُترا بیٹی نے تسلیم کی اسنے سر چھاتی سے لگایا پیشانی چومی پھر تخت پر
برابر اپنے بٹھا کر چلا اور داخل لشکر ملکہ مذکور ہوا اپنے لشکر کو اوترایا بارگاہ نصب ہوئی آپ بارگاہ
ملکہ مین آکر برابر تخت پر بیٹھا ساقی خوش ادا حاضر ہوئے اور مغنی خوش نوا ساز عشرت حاضر لائے جلسۂ چنگ و
رباب صحبت جام و شراب گرم ہوئی جاسوسان فوج صرصر سب خبرین دریافت کر کے سامنے ملکہ
موصوفہ کے آئے اور بعد دعا و ثنا کے عرض کیا کہ پدر ملکہ بہار اسطرح آئے ہین یہان بھی ہنگامہ عشرت گرم
تھا اس خبر کو سنکر صرصر کی رنگت زرد ہو گئی بہار نے کہا والد کا مزاج شر کا نہین یہ سب فساد انہین
صاحب کا ہے ہی پھر اب وہ کافر ہم مسلمان نہ وہ ہمارے باپ نہ ہم انکی بیٹی بر وقت مقابلہ سمجھ لیا جائیگا

بلور نے کہا آپ لوگ کوئی مقابلہ نکرین مین جانبازی کرونگا کہ فرستادہ شاہ کوکب اسیلیے ہون
برق عیار جو ہمراہ بلور آیا ہی شریک محفل تھا گویا ہوا کہ اسیلیے ہم تو جاکر دیکھہ آئین کہ کون آیا ہی
یہ کہکر اوٹھا صرصر نے اوسکا دامن پکڑ لیا کہ ایسا غضب نکرنا حیات بہت بڑا ساحر ہی وہان جانا
اچھا نہین اسنے جوابدیا کہ اس طلسم مین چھوٹا ساحر کون ہی ہمارے نزدیک بڑا چھوٹا سب یکسان ہین خدا
مالک ہی یہ کہکر چلا ملکہ نے پتلہاے سحر ساتھہ کردیے کہ اوسکی خبر مجھے پہونچاتی رہین غرضکہ برق
ساحر بنکر داخل لشکر حیرت ہوا یہانتک کہ وہ بہی ملازمت حیات بارگاہ مین جاتا تھا یہ بھی اونھین
مین ملکر بارگاہ مین آیا اور ایک جگہ ٹھہر کر سیر دیکھنے لگا اس اثنا مین حیات نے اسیطرف نگاہ کی کہ
جدھر یہ کھڑا تھا برق کی آنکھہ سے آنکھہ ملگئی یہ سمجھ گیا کہ اسنے تجھے پہچانا چاہا کہ نکلجاؤن دیکھا تو
زمین پاؤن پکڑے ہی ناچار کھڑا رہا اسمین حیات نے دوبارہ اسکی جانب دیکھکر کہا کہ اے برق تم ہمارے
گھر مین آئے ہو آؤ بیٹھو شراب پیو تمھین کیا مارین کہ تم مہمان ہو برق بولا کہ بہت خوب حاضر صرصر نے
اسکی آواز سنکر اسکو دیکھا اور کہا اے بادشاہ یہ بڑی حرامزادی عیار ہین آپ انکو مار ڈالیے تو بہتر ہی مہمان
نہ بنائیے برق نے کہا کہتے تو اوستانی ہین ہمنے کوئی حرمزدگی نہین کی اب استاد ہمارے آگر حرمزدگی کرینگے یہ کہکر
جانب حیات چلا دیکھا کہ اب زمین نے پیر چھوڑ دئے یہ جاکر قریب اوسکے کرسی پر بیٹھا اسنے پوچھا کہ میری دختر
بہار کیسی ہی اسنے کہا یہان سے لاکھہ مرتبہ اچھی طرح ہی اسنے ہنسکر جوابدیا کہ تمھین لوگون نے تو بہکایا ہی ذرا حجاب جادو
اور اپنی فکر کرو ہم کسیطرح غافل نہین ہین برق نے کہا ہم ہوشیار کو غافل بنادیتے ہین اچھا اب دیکھین
تم کیسے ہوشیار ہو یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا اور اس صورت کو جو پہلے بنائی بدلکر اور صورت پر بنکر بہیئت ساحر
سفر زند داخل بارگاہ ہوا پھر وہی کیفیت ہوئی کہ زمین نے پاؤن پکڑ لیے اور حیات نے اسکی طرف دیکھا
اسنے کہا ہم تو اسیلیے آئے تھے کہ اول مرتبہ آپکی ملاقات سے آسودہ نہوئے تھے پھر جاکر ملنے آئین آپ نے
یہ بندش فرمائی کہ زمین نہین چھوڑتی صرصر نے اسکی تقریر سنکر کہا ارے موے تیری باتین مین خوب جانتی
ہون اسوقت کیسا غریب بنگیا ہی حیرت نے جواب اسکے کہا کہ اے صرصر تو کیون جلی کٹی کرتی ہی برق نے
کہا حضور یہ اُستانی ہی ستانی ہی استاد آئین تو دانہ گھوڑی کا دلوائین یہ کہکر عیارہ سے کہا کہ استانی زیادہ بولوگی
تو ناک تمھاری نہ بچیگی یہ سنکر عیارہ کوسنے لگی کہ موے سامری تجھے غارت کرے اور لقا کا غضب ٹوٹے
تیری اوستانی پر جمشید کی مار برق نے کہا حضور منع کیجیے یہ کہکر کرسی پر آکر بیٹھا اور کہا استانی جی

ہوگی نہین تماشا ہم دکھاتے ہین حیات نے کہا کیا تماشا دکھلاؤ کہا ایک ہوائی ایسی اوڑتی ہے کہ اُسکے دھوئین سے دن کی رات ہوجاتی ہے اُس تاریکی مین وہ آتشبازی چھوڑتے کہ کبھی چشم پیر فلک سے بھی نگذری ہوتی حیات بولا کہ اچھا دکھاؤ تماشا صرصر نے اپنے دلمین کہا کہ اب قضا اسکی آئی آخر ناچار ہو کر منت کرنے لگی کہ حضور اس عیار کی باتو پر نہ بھولیے یہ بڑا مفتری ہے بارہا حضور کے دشمنو نکو ضرر پہونچا ہیگا حیات نے اسکے بار بار دخل دینے سے غصہ ہو کر حیرت سے کہا کہ یہ کون بے ادب ہے جو دمبدم ہماری کلام مین دخیل ہوتی ہے نکلوادو اسکو صرصر یہ سنکر آپ ہی بارگاہ سے نکل گئی کہ معلوم ہوتا ہے قضا ملکہ کے باپ کی یہان اونکو لائی ہے غرضکہ بعد اُسکے جانیکے اور لوگون کو اپنے لشکر سے حیات نے بلا لیا کہ آؤ تماشا دیکھو خشتیمہ جادو سپہ سالار بھی آیا برق نے جب سب جمع ہوچکے اوٹھکر ایک ہوائی داغکر جانب آسمان پھینکی ہوائی سے بجای ستارون کے سیاہی گرنے لگی اور دھوان تمام بارگاہ مین پھیلکر گھٹا بالکل اندھیرا ہوا اسنے پکار کر کہا کہ دیکھیے اب آتشبازی چھوڑتا ہون یہ کہکر پانچ سات حقۂ بیہوشی نکالے اور جست کرکے قریب تخت ملکہ گیا ایک حقہ منہ پر حیات کی مارا کہ دیکھیے حضور یہ وزن ہے حیرت چاہتی تھی کہ کہے ای پدر سنبھلنا اسنے دوسرا حقہ اُسکے منہ پر مارا کہ وہ اور باپ اوسکا دونون بیہوش ہوے خشتیمہ اپنی جگہ سے اوٹھا کہ یہ عیار اس اندھیری مین کیا وزن دکھاتا ہے یہ کیا سبب ہے جو ملکہ اور پدر اسکا گرے ہین پس جیسے ہی یہ اوٹھا دھوان تمام بارگاہ مین گھٹا تھا وہ سب بیہوشی آلود تھا یہ اوٹھتے ہی گرا اور سب اہل دربار چھینکین مار مار کر بیہوش ہوگئے برق خنجر کھینچکر چلا کہ سب کے سر کاٹ ڈالون مگر دیکھا کہ حیرت بیہوش ہوتے ہی زمین مین سما گئی اور ساحران معزز بھی زمین مین سمانے لگے برق کو کچھ بن نہ پڑا حیات و خشتیمہ ہنوز زمین مین نہ گئے تھے اُنکو اوٹھا کر اسنے پشت پر لادا کسلیے کہ یہ بھی ہاتھ سے نکلجائینگے تو مفت محنت جائیگی یہان ٹھہرنا بھی بیجا ہے کہ حیرت زمین سے نکل آئیگی غرضکہ عیارون کو پشتارہ لادنے کی عادت ہوتی ہے یہ دونون کو لیکر بارگاہ سے باہر نکلا صورت تو بدلے ہوے پہلے ہی سے تھا جبنے اس ہیئت سے لشکر مین اسکو دیکھا روکنے کا قصد کیا اسنے کہا بھائیو مجکو نہ روکو بارگاہ مین عیار نے آکر سبکو بیہوش کیا ہے مین ٹھہرتا تو بیہوش ہوجاتا ناچار انکو لیکر بھاگا ہون کہ قتل نہو جائین تم جاؤ اور وہان کی خبر لو ساحر جانب بارگاہ دوڑے کہ ایسا نہو افسر ہمارے قتل ہون لیکن جو بارگاہ مین گیا دھوئین کے سبب بیہوش ہوگیا اور یہ لشکر سے انکو لیکر نکلگیا ادھر تیلون نے سحر

مہرخ سے بیان کیا کہ برق ساحران مذکور کو پکڑ لیگیا ملکہ مسطورہ یہ خبر سنکر اُٹھی کہ ایسا نہو عیار کو کچھ ضرر
پہونچے بہار سے کہا تم لشکر سے خبردار رہنا اور آپ اڑکر روانہ ہوئی اُدھر برق ساحرون کو لادے
لشکر سے جب دور نکلگیا ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرا دونون کو زمین پر رکھکر چاہا کہ قتل کردن یکایک زمین سے
ایک پتلا پیدا ہوا اور برق کو اُسنے گھورا اُسکے گھورنے سے برق ایسا ششدر رہا کہ بھاگ نہ سکا اور اُسنے
ساحرون کو ہوشیار کردیا آپ غائب ہوگیا اُنکی جب آنکھ کھلی عیار کو دیکھکر ایسا سحر پڑھا کہ وہ زمین پر گرکر
لوٹنے لگا اُنھون نے چاہا کہ پکڑ لیجائین مہرخ یہ ماجرا روئے ہوا سے دیکھ رہی تھی اُسنے ایک
تیر آتشین سحر کا مارا ازبسکہ یہ دونون ساحر غافل تھے وہ تیر آکر حیات کے بازو پر لگا اگر کوئی اور
ساحر ہوتا تو اُس تیر سے بچنا دشوار تھا یہ ساحر زبردست تھا اُسنے سحر پڑھا کہ تیر بازو سے نکلا مگر درد
پیدا ہوگیا اور زخم کاری کھایا مہرخ نے دوبارہ نعرہ کرکے پھر تیر مارا چشمہ نے سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ
تیر کٹکر الگ گرا پھر حیات نے ایک تیر سحر کا مارا ملکہ نے روسحر پڑھا ایک پنجہ پیدا ہوا اور تیر روک لیا
پھر چشمہ نے ایک ناریل مارا ملکہ بزور سحر جست کرگئی ناریل دامن پر پڑکر زمین پر گرا دامن مین آگ لگی
ملکہ نے خیال کیا یہ آگ رخت ہستی جلادے گی یہ سوچکر جلدتر بزور سحر زمین مین غرق ہوگئی اور تہ زمین پر
ٹھہرکر دامن کی آگ بجھائی پھر زمین سے پشت چشمہ کیطرف نکلکر ایک نارنج سحر مارا جبتک وہ سنبھلے اور
پھرے اسوقت تک نارنج پشت پر پڑکر زمین پر گرا کیونکہ وہ ساحر زبردست ہین اگر کوئی اور ہوتا تو نارنج
پیٹھ توڑ نارنج تو زمین پر گرا مگر اُسکے بھی زخم کاری کھایا مہرخ سمجھی کہ یہ ساحر بے نظیر ہین مارے نجائینگے
زخمی ہوچکے ہین وقت فرصت ہی تو اپنے عیار کو لیچل یہ سمجھکر ایک گولا فولادی اور مارا ساحر اُسکے رد کرنے مین
مصروف ہوئے یہ پنجہ مین داب کر برق کو اڑ گئی اور جانب لشکر چلی ادھر حیات و چشمہ نے
باہم صلاح کی کہ لشکر مین جانا صلاح نہین اسلیے کہ عیار نے سر بارگاہ ذلیل کیا اور اب زخمی بھی ہوئے جو
اس حال کو سنیگا کہیگا کہ ایک ساحرہ نے دونون کو زخمی کیا اور عیار کو لیگئی انسے کچھ نہو سکا پس
مناسب نہین کہ وہان جاکر سبکی نظر مین حقیر ہون چشمہ نے کہا یہان سے کچھ دور پر ایک میری دوست
ساحرہ رہتی ہے کہ نام اُسکا حصار جادو ہے اُسکے یہان چلکر آرام فرمائیے اور مرہم سحر لگاکر
زخم اچھا کرکے لشکر مین چلیے حیات نے کہا یہ تدبیر معقول ہے اچھا چلو غرضکہ دونون اُسیطرف روانہ
ہوئے یہان برق کو مہرخ لشکر مین لائی اور بارگاہ مین اتارا ستعریف سب حال سنکر کہ آپ ہی

کا کام تھا جو ایسے ساحرون کو پکڑ لیگئے برق نے کہا مین انکی تلاش مین پھرتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا اِدھر
حیرت وغیرہ زمین سے سب نکلے دھوان بیہوشی کا بلند ہوا تھا سو فوت ہوا سب اپنی جگہ پر قیام پذیر
ہوئے مگر حیات و حشمہ جو چلے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے وہان قران سیر کر رہا تھا اُسنے انکو
دیکھا جلد ایک ساحر کی صورت بنکر کچھ ہی دور رہ وہان سے بڑھنے لگے کہ اُسنے آکر اُنھین سلام کیا وہ مستفسر
ہوئے کہ تم کون ہو اُسنے کہا کہ بندہ فرخ ساحر ہی ہون اسی جنگل مین رہتا ہون محتاج ہوکر تلاش روزگار سے
آپ کو بادشاہ صورت معلوم کرکے حاضر ہوا ہون کہ شاید ادھر سیر آئے کا سہارا ہو جائے ساحران نے اُسکی
بات سنت آمیز سنکر خوش ہوئے اور کہا اچھا آؤ ہمارے ساتھ چلو ہمنے تمھین نوکر رکھا عیار مذکور اُنکے ہمراہ چلا
اور وہ وہان سے ایک باغ کے قریب پہونچے مالک اُسکی حصار جادو ہے اُسنے طائران سحر سے آمد اُنکی
سُنی باغ کے باہر پیشوائی کو آئی اور اُنکو لیکر داخل باغ ہوئی یہ باغ بہت پُر بہار تھا جو نہال تھا وہ ثمردار
تھا جو گل تھا وہ خوشبودار تھا معطر کن دماغ عنادل ہر پھول پر تصدق بلبل کا دل بیچ باغ مین قصر
عالیشان بنا تھا جملہ سامان راحت مہیا تھا ساحرہ نے وہان لاکر مہمانون کو بٹھایا جام بادۂ احمر کا دور
چلنے لگا قران بھی ساتھ آیا ہی بطور ملازمان باغ مین مالکون سے الگ ٹھہر رہا حیات و حشمہ نے مرہم
سحر زخم پر لگایا سیر باغ کیا کیے جب وہ دن تمام ہوا اور سوزش حرارت مہر سے ساحر دہر نے پھایا مرہم سیاہ شب
کا جسم پر چڑھایا کہ بیت شب مہتاب کے چمکے ستارے + کھلے گل کی سوزش گردون نے تارے + شام کو
اکل و شرف سے فارغ ہوکر دونون ساحر آرام پذیر ہوئے حصار نے سوتے وقت ورق سامری کے
دیکھے معلوم ہوا کہ غافل نہ رہنا عیار گھات مین لگا ہوا ہی یہ معلوم کرکے اُسنے سحر پڑھکر حصار کر دیا اور
سو رہی قران بھی ایک کنج مین کچھ میوہ وغیرہ کھا کر لیٹ رہا جب آدھی رات سے زیادہ رات گئی اُٹھا کہ
سبکو بیہوش کرون دیکھا تو باغ مین بالکل اندھیرا ہے وہ مکان جہان ساحر سوتے ہین نظر نہین
آتا ہے سمجھا کہ یہ اثر سحر کا ہے ناچار پھر لیٹ رہا اور بعد کچھ دیر کے پھر اُٹھا وہی ماجرا پھر گذرا کہ اندھیرا نظر آیا
قصر کا پتا نہ پایا لیٹنے سے قصر دکھائی دیتا ہے روشنی معلوم ہوتی ہے یہی ہنگامہ رات بھر رہا جب وقت دیدہ
روزگار سے تاریکی ظلمت شب دور ہوئی اور دیدۂ سحر پُر نور کہ بیت کوئی پیش نظر ٹھہرے نہ تھی تاب +
ہوئے پنہان نظر سے نجم و مہتاب + صبحکو ساحر بیدار ہوئے اور برای تفریح طبع باغ مین لب نہر آکر بیٹھے
پانی سے ہاتھ منھ دھونے لگے قران بھی سامنے گیا اور سلام کرکے پشت براہ ادب آکر کھڑا ہوا جب

اُن کو مصروف تماشا سے آپ اُسنے دیکھا سمجھا کہ یہی وقت ہے مارا اُنکو یہ سوچکر پیچھے تو کھڑا ہی تھا بغدہ کمر سے نکالکر مارا مگر جیسے ہی بغدہ قریب اُنکے سر کے پہونچا ایک زنجیر از خود پیدا ہوکر حائل ہوگئی بغدہ زنجیر پر پڑا کہ وہ کٹی اُسنے جی داری کرکے فوراً دوسرا بغدہ مارا اُنکی سپر فولادی پیدا ہوکر سر ساحران کی پناہ ہوگئی ساحرون نے جو یہ معرکہ دیکھا چاہا کہ اسکو گرفتار کرین قران بھی سمجھا کہ تم گرفتار ہوئے ہیں اور تو کچھ نہ بن پڑا ایک لات اس زور سے ماری کہ حیات و چشمہ کنارے نہر کے تو بیٹھے ہی تھے پانی مین گرے حصار اُنکو نکالنے مین لگی قران بھاگ کے اُسی باغ کی ایک کوٹھری مین جا کر چھپ رہا۔ ہان یہان یہ دونون نہر سے نکلے اور کہا ہم اسجگہ نہ ٹھہرینگے ہرچند حصار نے روکا مگر نہ رُکے اور طائران سحر پر چڑھکر جانب لشکر حیرت گئے بعد اُنکے جانے کے حصار نے سحر پڑھا کہ ایک درخت سیب کا باغ مین پھٹا اور ایک پتلا سُرخ اُسمین سے نکلکر سامنے آیا اُس پتلے سے اُسنے پوچھا کہ جسنے ہمپر حربہ کیا یہ کون تھا اور کہان ہے پتلے نے کہا قران جو ہمراہ حیات و چشمہ آیا تھا اُسنے حربہ کیا تھا اب بائین جانب ایوان باغ کے جو کوٹھری ہے اُسمین ہے یہ حال پتلے سے سُنکر اُسنے پھر سحر پڑھا کہ پتلے اُسی درخت مین چلا گیا جسمین سے ظاہر ہوا تھا اور آپ اُٹھکر اُس کوٹھری کے قریب آئی قران نے روزن در سے اُسکو آتے دیکھا پٹ سے ملکر کھڑا ہوا اُسنے اگر جیسے ہی کوٹھری مین جانے کے لیے سر ڈالا قران نے بغدہ مارا کہ سر کٹکر دور گرا مگر اُس سر نے ایک قہقہہ مارا قران کوٹھری سے نکلکر بھاگا کہ یہ قحبہ تو مرے پر بھی ہنستی ہے مگر جب باہر نکلا دیکھا ایکطرف تو سر قلم کیا ہوا لاشہ پڑا ہے اور دوسری جانب ملکہ حصار زندہ کھڑی ہے اور اُسنے اُسکو بھاگتے دیکھکر ایک دانہ ماش کا مارا کہ پائون اُسکے زمین نے پکڑ لیے اور اُسنے کہا اے قران جو کوئی تجھکو مارتا تو اُسکو تو بھی قتل کرتا تونے مجھکو کیون مارا اب بھاگ کر کہان جائیگا قران کے پائون تو زمین پکڑے ہی تھی اُسنے اپنے تئین اِسطرح زمین پر گرا دیا کہ جیسے کسیکو غش آتا ہے دانت بیٹھ گئے آنکھین پھر گئی یہ حالت دیکھکر ساحرہ اُسکے قریب آئی اور بغور اسکی کیفیت دیکھنے لگی کہ یہ کیا اُسکو ہوا جب وہ اِسکے دیکھنے مین محو ہوئی اِسنے ہاتھ بڑھا کر گردن اسکی زور سے تھامی اور اپنے آگے گھسیٹکر ایک ہاتھ منھ پر رکھا کہ سحر نہ کرسکے ساحرہ بہت تڑپی جب نہ چھوٹ سکی ہاتھ سے زمین پر اُسنے لکھا کہ اگر مجھکو رہا کردے تو مین اطاعت کرون قران نے اِسکو چھوڑ دیا اور اُسنے رہائی پاکر اپنے مقام پر جاکر اوراق جمشیدی نکالے اُسمین دیکھا کہ اس عیار کو مین قتل کرسکونگی یا نہین اوراق مین نکلا کہ یہ عیار

بڑا زبردست ہی اگر اس سے سرکشی کی تو یہ مجھکو مار ڈالے گا مجھکو غلبہ اسپر کسیطرح نہ ملے گا مناسب یہ ہے
کہ اس سے آشتی کرے یہ حال معلوم کرکے اُسنے سحر پڑھا کہ قران زمین سے چھوٹا اُسنے کہا کہ ای مہتر جانے
آپ نے مجھکو چھوڑ دیا تھا مین نے آپ کو رہا کردیا قران نے کہا اسوقت تو برابر ہوئی مگر اور دفع گیا کرتی
یہ کہکر باغ سے نکلگیا اور پھر دوبارہ پھر کر باغ مین آیا اُسنے پوچھا کہ اب کیون آئے کہا ایملکہ تھوڑی سی شراب
ہمین دو کہ ہمارے پاس ہوگئی ہے اسنے الماری کھولکر گلابیان شراب عمدہ کی نکالین قران نے بھی ایک
گلابی آغشتہ بدارو ئے بیہوشی کمر مین لطو مخفی رکھ لی تھی جب وہ بوتلین شراب کی لائی کہ مہتر صاحب
لیجیے اُسنے کہا ایملکہ وہ جو کنٹر سبز رنگ کا ہے اسمین کی شراب بھی تھوڑی سی لا دیجیے وہ اٹھی کہ کنٹر لے
آؤن جب اُسکی پشت اسکی طرف ہوئی اُسنے اُن بوتلون مین سے ایک بوتل اُٹھا کر چھپالی اور اپنی
بوتل اُسی رنگ کی اُسمین ملادی جب وہ کنٹر لے آئی اور کہا لیجیے یہ بھی حاضر ہے اسنے کہا ایملکہ اگر تم خفا نہو
تو ایک بات کہون اُسنے کہا فرمائیے اسنے کہا تم ہماری دشمن ہو بدین لحاظ اگر سب بوتلون سے ذرا ذرا
سی شراب چکھ لو تو مجھکو اطمینان ہوجائے اور مین لے جاؤن اُسنے ہنسکر کہا کیا مضائقہ ہے اور جام مین
سب گلابیون سے تھوڑی تھوڑی شراب اُنڈیلکر آپ پی پیتے ہی بیہوش ہوگئی قران نے زبان
مین اسکی سوزن دیا اور ستون سے باندھکر ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی قران نے کہا اب کہو کس
عالم مین ہو اُسنے اشارہ کیا کہ مجھکو چھوڑ دو تو کہون مین بدی تمسے نکرون گی اُسنے پھر اسکو رہا
کیا اُسنے کہا ای عیار نامدار جانا مین نے کہ آپ زبردستان روزگار سے ہین مین نے آپ کی اطاعت
کی آپ جائیے مین موقع و محل دیکھکر آپ کے لشکر مین آؤن گی قران نے اقرار اطاعت اسلام
لیکر وہان شراب وغیرہ پی پھر رخصت ہوکر اپنا راستہ پکڑا اور اپنے لشکر مین آکر سارا حال کہا

داستان آنا حیات جادو کا لشکر مین اور طبل جنگ بجوانا مقابلہ بلور سے کرنا اور کوکب کا آکر بلور کی مدد کرنا پھر بھیجنا افراسیاب کا ساحران نامی کو بہر جنگ اور مغلوب ہونا مہرخ کا پھر مدد بھیجنا شاہ کوکب کا اور آنا ملکہ سہیلان بن اختر جادو کا مقابلہ لشکر افراسیاب

مین اور فتح پانا بعد جنگ بسیار کے پھر گرفتار ہونا مہرخ کا افراسیاب کے سحر سے اور قید ہونا حیرت کا سحر سے کوکب کے اور جانا طلسم کوکب مین لمولفہٗ

تجھ پر عاشق مین ساقیا ہون ساقی ساقی ہی کہ رہا ہون +
اختر گل باغ خوب روئی + رونق وہ گلشن نکوئی +
لڑنے کو چلی ہے باصد انداز ساقی درمیکدہ کو کر باز
ساقی گلشن کا ہے نیا رنگ شاہنشہ گل ہے بر سر جنگ
جیسے ہون سپاہی صف کشیدہ یون سبزۂ باغ ہے دمیدہ
کانٹے خنجر ہین بے تامل ہتیار لگائے ہے ہر اک گل
یون لالے کی باڑھ اوگی ہوئی ہے جیسے پلٹن جمی کھڑی ہے
ہر شاخ ہے عکس گل سے گلگون یا گل کی سواری کے ہین گلگون
استادہ ہین سرو باغ شکر ہون جیسے ڈٹے کھڑے دلاور
شمشیر نظر ہے نرگس مست تیار ہے جنگ پر سر دست
نہرون مین ہے آب مردم فوج شمشیر بکف ہر ایک ہے موج
ہے ابر چمن ہوا کے بر دوش یا باد صبا ہوئی زرہ پوش
رن مین کڑکا ہوا ہے آغاز یون خندۂ گل کی پھیلی آواز
سر بیچ کے ہون ترا خریدار ساقی ہین شراب مجھکو درکار
دکھلاؤن بہار جوہر تیغ + برسے مضمون قلم سے جون میغ
ہے بلبل خامہ یون دعا گو + یارب باغ سخن ہرا ہو +
لے جاؤ بیاض باغ مضمون نظارہ گل بکن تو اکنون +

بسملان تیغ ادا و مذبوحان خنجر جفا جنگجویان عرصہ عاشقی + ومبارزان میدان مطلوبی صفحہ تحریر کو فروغ آفتاب مضامین سے رشک سپہر برین اسطرح بناتے ہین اور اختر طالع فسانہ بیان زرین سے اسطرح چمکاتے ہین کہ حیات بدصفات پر حیرت بدسیرت رخصت

ہو کر حصار سے جب لشکر مین آیا دن بھر مصروف میخواری رہا جب آفتاب حیات فروغ مہر مغرب ومامات مین غروب ہوا اور حیات تازہ تنویر شمعہاے محافل سپہر یعنی کواکب کو خلاق دہر نے عنایت فرمائی نظم

کہ ابنے مین چھپا وہ جلوۂ روز	ہوئی روشن ہر اک شمع شب افروز
ہوئی پابوس عالم شام تاریک	چھپے آنکھون سے لطف دور و نزدیک

طبل جنگ بحکم حیات بد آہنگ بجا جاسوس خبر لیکر مہرخ والا گہر کے آگر قدمبوس ہوئے ملکہ موصوفہ نے خبر نواخت کوس حربی لشکر جانب سرداران نگاہ کی بلور نے عرض کیا کہ کچھ تردد نہ فرمایئے غلام بہرجان نثاری حاضر ہے میرے نام پر طبل رزم بجوایئے ملکہ نے اسکی ہمت پر آفرین فرمائی اور نفیر سحر بجائی ہزارہا نقارہ لشکر مین بجگیا زلزلہ دشت وغیرہ مین پڑگیا ہر ایک ساحر نامی سحر تیار کرنیکا دم افسری محبت کا بھرنے لگا مہرخ جب داخل شبستان ہوئی سحر خوانی کرنے لگی ملکہ بہار نے اپنی بارگاہ مین آکر بر سحر کے چہار جانب روانہ کیے تیلیان کاغذکی کاٹ کر گہنا پھولون کا پنہا کر تخت کاغذی پر بٹھا کر سحر پڑھا کہ وہ جانب فلک اڑگئین اسیطرح زلزلہ ولرزان وغیرہ نے تدبیرین کین لشکر مین ڈمرو بجا کیا بنگالیون نے ہوم کیا ہیر ہر ایک بھنا کیا بھینسے بھینٹ مین چڑھے کلوا بھیرون نے آدمی کے کلیجے نذر مین لیے چھو منتر کی ہر سمت صدا بلند تھی جوت کا دیا جب جلتا ڈھولا جھومتا یون کھیلتی مگر منھ سے نہ بولتی ساحر مان منتا کرتا دہائی لونا چماری کی دیتا بہرصورت اقرار الطاعت لینا ساحرون مین تو یہ ہنگام تھا اور تلوار لڑنے والون کا عزم بہاورانہ تھا کوئی ہتیار صاف کرتا دم شجاعت کا بھرتا کوئی موچھون کو تاؤ دیتا نام کر جانے پر مرتا خلاصہ یہ کہ رات بھر ایسا ہی غلغلہ برپا رہا جب خلعت حیات خیاط قدرت نے شہنشاہ خاور کے لیے قطع فرمایا اور جامہ ہستی کواکب سپہر چاک ہوا کہ ابیات

سحرگہ خروش آمد از کرناے	ہم از کوس رویین و ہندی درای
سیہ را چو روے اندر آمد بروے	جہان شد پر آواز پرخاش جوے
زانبوہ اسپان گرد سپاہ	بہ بیشہ درون شیر گم کردہ راہ
برآمد یکے باد و گرد کبود	زمین ز آسمان ہیچ پیدا نبود
ز خفتان و از خنجر ہندوان	ز اسپ و ز آلات و برگستوان
زہا زد ز گردان ہر دو گروہ	زمین ہمچو دریا شد و گرد کوہ

دو رو سپہ بر کشیدند صف ❊ زخنجر ہمی یافت خورشید تف
بہ پیش سپہ آوریدند پیل ❊ جہان شد بکردار دریای نیل
سواران جنگ از پس و پیش و پیش ❊ ہمہ برگرفتہ دل از جان خویش

مہرُخ و **حیات** باین تجمل مذکورۂ بالا جب میدان حرب مین پہونچکر صف کشیدہ ہوئین **چشمہ** سیہ سالار **حیات** اجازت لیکر میدان مین آیا کلمات لاف و گذاف زبان پر لایا پھر مبارزخواہ ہوا **بلور** نے اسطرف سے قصد روانگی کیا تھا کہ **نور افشان** نام ایک ساحرہ جو ہمراہ **بلور** لشکر کی افسر ہوکر آئی ہے عرض پیرا ہوئی کہ جب **حیات** لڑنے نکلے گا اُسوقت آپ مقابلے مین جائیے گا اُسکے مقابلے کو مین جاتی ہون **بلور** نے اُسکو اجازت دی کہ وہ طاؤس اوڑا کر مقابل آئی **چشمہ** نے اُسپر ایک ناریل سحر کا مارا اُسنے ناریل آتے دیکھکر اشارہ جادو پڑھکر کیا کہ ناریل کتراکر دور گرا **چشمہ** نے جھلا کر ایک گورز فولادی ایسا سحر کرکے مارا کہ اُسنے ہرچند رد کرنا چاہا مگر رد نہو سکا اور پیشانی پر آکر لگا کہ سر اُسکا پھٹ گیا اُسبلا ساحر زبردست تھی ہلاک ہوئی پیر اُسکے اُٹھا کر لشکر مین لائے اور **چشمہ** نے پھر مبارز طلب کیا **بلور** مرکب اُڑا کر سامنے گیا اُسنے پھر گولا مارا **بلور** نے سحر پڑھا کہ چالیس سپرین سحر کی از خود مقابل آگئین مگر گولا ہر ایک کا سپرین توڑ گیا **بلور** بہت جلد زمین مین سما گیا گولا وچھا سا سر مین لگا اور گرکر سرد ہو گیا اور **بلور** زمین سے زمین سے پشت کیطرف **چشمہ** کے نکلا اور پکارا کہ اے بیحیا خبردار یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا یہ کہکر ایک بیضہ عقاب جمشید کا کہ **کوکب** نے چلتے وقت دیا تھا نکالکر مارا **چشمہ** نے لاکھ چاہا کہ رد کرون ممکن نہوا اور بیضہ پشت پر جو آکر گرا سینہ توڑ کر نکلگیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا **حیات** بیتابانہ دوڑا کہ اے غضب کیا تونے کہ مارا اُس شخص کو جو اپنا نظیر نہ رکھتا تھا یہ کہکر فوج کو حکم دیا کہ لینا اس خیرہ سر کو فوج چارسمت سے نارنج و ترنج مارتی چلی اسطرف سے مہرُخ باسپاہ بیکران حملہ آور ہوئی سحر کی گھٹائین گھر آئین باران تیر و سنگ و مار آتش برسنے لگا برق شعلہ ریز کوندی رعد گرجا تلوارون نے بہادرون کی دریای خون بہادیا سرکشون کو خواب عدم مین سلادیا کہ ابیات

ہمہ یک بہ دیگر برآمیختند ❊ چو رود روان خون ہمی ریختند
چو آواز کوس آمد از پشت پیل ❊ ہمی مرد بیہوش گشت از دو میل
بہ تگ باد پایان زمین را کنان ❊ در و دشت شد پُر تن بے سران

زمین جنب جنبان شد از میخ و نعل ۔ ہوا از درفش سران گشت لعل
ز آواز گوپال بر ترک خود ۔ ہمی داد گردون زمین را درود
بیابان چنان شد ز ہر دو سپاہ ۔ کہ بر مور و بر پشہ شد تنگ راہ

اُسی گرمی جنگ مین بلور مٹھیان کھولتا اور بند کرتا پتلے پیدا کرکے لڑتا بھڑتا قریب **حیات** پہونچا اُسکو ڈانٹا کہ او بے ادب کہان آتا ہے اسنے بھی للکارا کہ بے ابنی شراب بچکر کہان جائیگا اسنے اپنی جھولی سے ایک تخم درخت باغ نبرد دشت کا نکالکر زمین پر پھینکا اور ایک شیشہ پُر از آب نکالکر پانی تخم مذکور پر چھڑکا فوراً وہ پیچ ہوا پیاری آب سحر زمین سے اُگا اور بڑھکر درخت عظیم الشان ہوگیا بجائے پھل کے تلوارین اُسمین پھلین اور پھلیون کیطرح لٹکنے لگین جو ساحر کہ اٹرکر جانب لشکر حریف چلے اُس درخت پر آتے ہی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرے **حیات** مع لشکر **حیرت** کے سایۂ درخت مین اُسطرف ٹھہرا اور شجر سے بجلیان بنکر وہ تلوارین لشکر **مہرخ** پر گرنے لگین بنال ہستی ساحران قطع ہونے لگا **بلور** یہ کیفیت دیکھکر بسان شیر غضبناک جھپٹا اور لشکر حملہ کرنے سے رُکا اُسنے بھی برق درخشان کیصورت اپنی بنائی اور درخت پر آکر چپکا پھر کڑکڑا کر اُس شجر پر گرا ہر چند کہ درخت اسنے جلا دیا مگر آپ بھی اُن تلوارون سے جو درخت مین تھین زخم ایسے کھائے کہ تمام جسم فگار ہوگیا اور چور چور ہوکر زمین پر گرا ادہر **حیرت** تلوار سحر کی لیکر دوڑا کہ سر کاٹ لون **مہرخ** عقاب بنکر تخت پر سے اُڑی درخت تو جل ہی چکا تھا یہ آکر بلور پر گری اور پنجہ مین داب کرکے اُڑی **بلور** فرط جراحت سے بیہوش تھا ملکہ پنجہ مین دابے اُسکو لشکر مین نہ لائی چاہ سامری کیطرف علاج کے لیے لیگئی کہ اگر عرصہ گذریگا تو ان زخمون سے بچنا اسکا دشوار ہے پس یہ تو اُدھر گئی ادھر **حیات** نے پھر فوج کو حکم دیا کہ ہان مارلو ان نمکحرامو کو فوج ساحران زسول و پنپول پکڑکر یا سامری مددکتی ہوئی پھر لشکر **مہرخ** پر آپڑی بہار نے جو یہ حالت دیکھی سمجھی کہ بعد **مہرخ** خواجہ نے تجھکو اس سپاہ کا بادشاہ کیا ہے اسوقت لشکر بے سردار کا ہو رہا ہے اور درخت سے بہت لشکری زخمی ہین جنگ عظیم پہلے بھی ہو چکی ہے اب کسی مین دم نہین ہے جو میدان مین ٹھہرے یقین ہے کہ بھگدڑ پڑے اور لشکر سارا تباہ ہو جائے پس تجھکو مقابلہ کرنا لازم ہے یہ سوچکر اپنے تخت پر سے کود دی اور اسطرح چلی کہ بہار حسن حسینان لبان کنیزان اُسکا دامن نازسے ہزاران اعزاز سنبھالے تھی نگاہ مست اُسکی نیزہ مژگان سے ہزاردن سینہ پر آرزو دیکھے بھالی تھی

اسی انداز سے بیچ میدان پہونچکر ایسا سحر پڑھا کہ ہوائے سرد دشت عالم وزان ہوئی اور جسکے تحمّل قامت مین لشکر حریف وہ ہوا لگی سرد آسا پا بگل ہوکر اپنی جگہ پر ٹھہر رہا آگے نہ بڑھ سکا جب حملہ کرنے سے وہ فوج رُکی اِس شہنشاہ باغ خوبی نے پھر جادو کی دستک دی اور پکار کر کہا اے بہار آؤ بہار تو اِس گل رعنا کی نازبردار و شیفتہ بہ رنگ ہزار ہے حکم کے ساتھ ہی حاضر تھی سب نے دیکھا کہ ابر بہاری گھر آیا ہوا اسکی ہوا خواہی کا دم بھرنے لگی زمین بہر نثار زر گل ہزاران ہزار دامن دامن لائی ہر سمت خیابان سمن و نسرین بہ صد الطافت و رنگین ظاہر ہوکر خوشبو سے دماغ جان جہان معطر کرنے لگے چمنستان مین ازہار و گل و ریاحین برائے شوق نثار ظاہر ہوئے دم بھر مین یہ خراب آباد دہر بہشت ہشتم تھا دشت سارا گلستان سعدی کا باب پنجم تھا کہین جوانان چمن بر لب جو تن رہے تھے کہین عروس گلشن کے جوبن زیادہ ہونے کو گل کے زیور بن رہے تھے کہین فریاد بلبل و قمری کا شور گلشن گلشن بر مقان مور کہین سنبل تر کیچ پیچ زلف مہوشان کو پیچ سکھاتے کہین دوڑے نگاہ نرگس مست کے چشم نرگسی گلعذاری کو پھندے مین پھنساتے ہین سبحان اللہ طرفہ بہار نخلبندی سحر بہار سے ظاہر تھی کہ مدحت سرائی مین جسکی زبان بلبل قاصر تھی نہرون نے وہ آب و تاب سے آبروپائی تھی کہ صفائی صفائے گوہر صدف فلک خاک مین ملائی تھی چشمہ مہر و ماہ مین یہ لطافت کہان تھی اُس چشمہ کی شہرت صفا از ماہ تا ماہی عیان تھی گلو کی رنگینی نگار خانہ چینی کیا بلکہ اثر رنگ حنا نہ فلک سے بھی عمدہ پروین و پران سے بہتر ہر ایک شگوفہ کہین لالہ زار کہین پھولون کا انبار کہ بموجب

ابیات

بہار فصل گل کی تھی بڑی دھوم ❊ اڑے تھے بلبلوں کے آج معصوم
گھٹا کالی تھی وہ ساون کی چھائی ❊ کہ طاؤسون نے کیفیت دکھائی
مہکتے تھے چمن مین گل ہزارون ❊ چہکتے تھے پڑے بلبل ہزارون
بندھا رنگ عروسان چمن تھا ❊ وہ رنگ گل نگر جان چمن تھا

اس کیفیت بہادر کو سب دیکھ رہے تھے کہ یکایک صدائے خلخال پائے معشوقہ بردل کے ہوا شنائی دی اور ایک تخت بارفت زمین پر اُترا اسپر ایک محبوبہ نازکبدن جبکار روئے زیبا بہ از صد چمن سوار تھی واقعی دیار حسن کی تاجدار تھی کج ادائیون کی ایسی حاکم کہ فلک پر جفا اُسکے زیر فرمان ناز و غمزہ جہانستان پر وہ حکمران زلف کو اُسکی کیون دھیان کرون سخت یہ سودا مول کیون لون شب تار نے

روز ازل اُس زلف کی محبت کا دم بھرا تمام عمر سودے کا خلل بگیا روئے تابان کے رو برو چشمہ خور آبرو ریز عارض مختان قمر کو غیرت انگیز چاہ زنخدان مین نہان آب چشمہ حیوان وندان دہن سلک گوہر غلطان **نظم**

بنا تھا نور کا بالکل سراپا +	ہر ایک عضو نور کا تھا +
پریزادون کو کرتی تھی وہ قربان	ملائے حور اُس سے آنکھ کیا جان
لٹکتے پاؤن تک ہین موے مشکین +	فدا ہین نافہاے آہوے چین +
عجب بالون مین پیشانی تھی پُرنور	میان ابر بیتر جلوہ ہور +
بلند اُسکا تھا ایسا سینہ صاف	بلورین کوہ سے ہے بڑھ کی شفاف
قیامت توڑتا اُن چھاتیون کا	ہو گا تیر مین یہ توڑ اصلاح

زیور جواہر آگین سر سے پاتک پہنے لباس زعفرانی زیب قامت فرمائے تخت سے اُتر کر اُس گلشن سحر مین بصد ناز برگ طاؤس طناز خرامان ہوئی لشکریان **حیات** و **حیرت** اُس جادو صورت عورت کو دیکھ تاب برق جمال نہ لاسکے اور محو ہو کر بیہوش ہو گئے سوائے **حیرت** و **حیات** کسیکو ہوش نرہا اتفاق سے اُسوقت **ابریق** وزیر فرستادہ بادشاہ طلسم **حیرت** پاس آیا جب یہان پہونچا ہوائے گلشن سحر جو جسم مین لگی وہ بھی جھومنے لگا اور وہ زن سحر جو گلگشت کر رہی تھی اُسنے ایک گلدستہ نرگس کے پھولون کو اُس باغ سے توڑ کر بنایا اور ہاتھ پر رکھکر اچھالدیا گلدستہ جانب فلک گیا ہوائے سرد چلنے لگی پھر سب کی مع **حیرت** کے آنکھ بند ہو گئی بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک ایک درخت نرگس کا ہر لشکری کے روبرو لگا ہے اور ہر شخص اُس درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہے **حیرت** نے اُسوقت گھبرا کے **ابریق** سے کہا کہ اے وزیر اعظم کیا تم پر بھی اس چھوکری **بہار** کے سحر نے اثر کیا ہے **ابریق** ایسا محو تھا کہ اُسنے ملکہ کے کلام کا کچھ جواب نہ دیا **حیرت** سمجھی کہ بڑا غضب ہوا مارا بے اجل اس لڑکی نے پس سیت جلد سحر پڑھکر دستک دی ایک عورت فلک سے شیشہ شل گلدستہ کے بنا ہوا ہاتھ مین لیے اُتری ملکہ نے اپنی ران کاٹ کر اُس عورت پر خون کا چھینٹا مارا وہ چھینٹا کھا کر سب بیہوشون پر اور ان درختان نرگسی پر شیشے سے پانی چھڑکنے لگی وہ درخت غائب ہونے لگے اور لشکری ہوشیار ہو گئے مگر اپنے آپ مین نہ تھے تعریف حسن زن سحر جو **بہار** نے بلائی ہے کرتے تھے اور شعر عاشقانہ پڑھتے سے **حیرت** نے اُس عورت سے کہ جسپر خون کا چھینٹا مارا تھا کہ جا اور اس

عورت کو جو چمنستان مین پھر رہی ہے قتل کر اُس عورت نے جواب دیا کہ ملکہ نرگس جادو ہے مطیع
ملکہ بہار میری مجال نہین جو اُسپر دست اندازی کر سکون یہی بہت ہے کہ مین نے ان بیہوشون کو
ہوشیار کر دیا یہ کہکر غائب ہو گئی حیرت نے اُسوقت ایک مالا موتیون کا اپنے گلے سے اُتارا اور پکار کر
کہا کہ اے بہار دیکھ یہ سحر بھی ندیکھا ہوگا بہار نے مالے کو دیکھکر شناخت کر کے ایک قہقہہ مارا اور کہا مجھکو یہ
معلوم تھا کہ قطرہ ہاے آب چشمہ سامری منجمد کر کے موتی بنا کر تو نے اپنے پاس رکھے ہین ورنہ پہلے سے اسکی
بھی تدبیر کیجاتی خیر اب بھی تو میرا کیا کرے گی ہان تیرا لشکر البتہ بچ جائیگا حیرت نے کہا اور چھوکری کیون
ایسی باتین کرتی ہین سامری کے غضب سے ڈراری مین تیری بہن ہون یہ تیرا باپ ہے جو
سامنے کھڑا ہے ابھی مین نے اور تو نے ایک ماں کی کوکھ مین پاؤن پھیلائے ہین یہ ڈھٹائی کرنا اچھا نہین
جوانی سے بھٹ پڑی گی یہ سحر جو بادشاہ طلسم نے تجھے سکھائے تھے اسلیے کہ تو مجھ پر ہاتھ صاف کرے
بہار نے کہا باجی اخفا سنو اگر تم میری بہن ہو تو میرے پاس آؤ مسلمان ہو جاؤ سلطنت میرے لشکر کی
کرو موے افراسیاب کو مار و حیات یہ سنکر آگ ہو گئی اور کوسنے لگی کہ ارے تو نا دشاد مرے
اپنی جان جوانی سے جائے لو موئی میرے وارث کو کوستی ہے تیری سلطنت کو خاک مین ملاؤن تجھے گوری
گور مین تو پون غرضکہ یک جھک کر وہ مالا جانب فلک اُچھالا از بسکہ وہ موتی تو اصل مین پانی تھے ہی لا
بلند ہوتے ہی ابر پیدا ہو کر لشکر حیرت وغیرہ پر محیط ہوا اور پانی برسنے لگا تمام لشکر بھیگا سحر بہار
اُتر گیا لشکری ہوش مین آگئے بہار کا باغ اُسیطرح بنا رہا اُسنے چاہا کہ پھر سبکو بیہوش کرون حیرت
نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ اب کی توڑ اسکے باغ سحر کا نہو سکیگا اور از بسکہ دن بھی تمام ہو چکا تھا اور
ساحرہ شب باغ انجم میدان فلک مین سر سبز کیا چاہتی تھی کہ بیت یکایک چرخ اخضر چسرخ کھایا + گیا دن
سبز رنگ شام آیا + بہار بھی طبل آسائش بجوا کر پھری رد سحر پڑھا کہ باغ سحر غائب ہو گیا
ملکہ نرگس تخت پر بیٹھکر اپنی جگہ پر گئی غرضکہ دونون لشکر پھر کر اپنے اپنے خیام مین آکر آسودہ ہوگئے
مہر رخ چونکہ لشکر مین نہ تھی بہار نے بعوض اُسکے سلطنت اختیار کی رات کا دربار کیا طلایہ
دار مقرر فرمایا بعد جملہ انتظام شبستان مین جا کر آرام کیا اُسطرف حیرت جب بارگاہ مین داخل
ہوئی حیات نے کہا مین اب اس حرامزادی لڑکی کو مار ڈالون گا اب کی کائنات کا سحر
تیار کرون گا حیرت نے کہا آپ ٹھہریے مین بادشاہ پاس جاتی ہون جو اُنکی صلاح ہوگی وہ

کیا جائیگا یہ کہکر وہان سے اُڑی اور ایک پہاڑ قریب دریاے خون وان ہے اُس کوہ پر آکر سحر پڑھا چنانچہ
پیدا ہوا آکر باغ سیب مین لایا یہان ابرق وزیر پہلے سے آیا تھا اور سارا حال لڑائی اور سحر بہار
کا بیان کیا تھا بادشاہ غضبناک بیٹھا تھا کہ ملکہ نے جاکر سلام کیا اور پہلو مین بیٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ ای ملکہ
دیکھا تمنے تمہاری بہن نے کیا کیا حیرت نے کہا کہ مین اسی لیے آئی ہون کہ آپ اُس کو مار کیون نہین
ڈالتے اُسپر رحم کسلیے فرماتے ہین بادشاہ نے کہا کہ اب مین اور فکر مین ہون کوکب لعٓ نے آیا ہی چاہتا ہی
اور ایک بیابان ہے اِس طلسم ہوش ربا کے اور طلسم کوکب کے ڈانڈے پر اُس بیابان کو ایک ملک
سمجھنا چاہیے اُس مُلک کا بادشاہ جہاندار شاہ جادو نام ہے اور بیان کو بیابان گلریز
کہتے ہین چنانچہ وہان ایک ساحر رہتا ہی کہ معمار قدرت اُسکا نام ہی وہ تالاب جمشیدی بزور سحر
بناتا ہی مجھکو بزور سحر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساحر بھی مجھسے لڑنے آئیگا پس مین ان فکرون مین ہون یہ
چھوکری بہار کیا حقیقت رکھتی ہے اب تم جاؤ مین بلور و مہرخ کو چاہ سامری پر سے پکڑ واکر
تمہارے پاس بھیجون گا اُن کو قتل کر محافظ چاہ سامری اُنکو لائیگا اُسکی عزت کرنا وہی سب کام
تمہارا کرے گا یہ کہکر ایک نامہ تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ ای مختار جادو ہوشیار رہنا وادی
چاہ سامری پر زخمی ہوکر پانی پینے آتے ہین اُنکو گرفتار کرکے ملکہ حیرت پاس پہونچادینا یہ لکھکر پنجہ کو
دیا کہ وہ لیگیا اور حیرت رخصت ہوکر لشکر مین آئی حیات سے سب حال بیان کرکے دربار برخاست
کیا آرام پذیر ہوئی لیکن اب حال چاہ سامری کا سُنیے کہ یہ کنوان چاہ آراستہ نام رکھتا ہے اور
صحراے مرجان کے درمیان مین واقع ہے اور جسطرح چاہ زمرد کہ جسپر میلا ہوا تھا تمام ساحران
اندر چاہ کے رہتے ہین اس کنوئین مین بھی مسکن گزین ہین اور مالک اُن سب کا مختار جادو
ہے چنانچہ وہ اندر کنوئین کے دار العمارہ شاہی مین بیٹھا تھا کہ پنجہ نے لاکر نامہ شاہ طلسم اُسکو دیا نامہ
اُسنے لیکر سر پر رکھا اور بعد تعظیم پڑھا جب مضمون سے واقف ہوا چالیس ساحر گرد کنوئین
کے چوکی دیتے ہین اُن کو حکم بھیجا کہ تم اندر چاہ کے آکر بطور مخفی ٹھہرو اور جو کوئی آج کل مین پانی بھرنے
آئے اُسکو پکڑ لینا جب ساحرون کو حکم پہونچا سر چاہ سے پہرا اُٹھا کر اندر چاہ کے مستتر کیا
اور با انتظام تمام بیٹھے اُسطرف سے مہرخ بلور کو لیے صحراے طلسم طے کرتی صحراے مرجان مین
پہونچی یہان دیکھا تو تمام اشجار صحرا اُسطرح مین کون سے آگ لگی معلوم ہوتی ہے گھانس تمام سبز ہے

سُرخی و سبزی باہم ملکر عجب حُسن دکھاتی تھی لب لعلین سبز رنگان و ہر کو شرماتی تھی مونگے کے درخت دلپر چوٹ سوٹ دیتے تھے جواہر خانہ بہار معلوم ہوتے تھے ملکہ مہرخ بیچ صحرا مین آکر بھٹری بلور فرط جراحت و متیج ہوا سے بیہوش تھا یہان کچھ اُسکو ہوش آیا ملکۂ مذکور باہستگی اُسکو لیے ایک درۂ کوہ مین آئی اور ایک جگہ کی مٹی اُٹھاکر سونگھی پھر اُسی مقام کو خنجر سے کھودا دہنہ نقب وہان ظاہر ہوا یہ اُس نقب مین مع بلور اتر گئی اندر نقب کے ایک باولی بہت خوبصورت بنی کہ جسکی چاہ مین یوسف دل باؤلا ہو کر ڈانما ڈول رہے دلو فلک کوکب سامنے اُسکے کوئی سڈول کہے آبروئے چاہ تخشب سامنے اُس عمارت کے بانی بانی غلاصتہ کہ بہت لاثانی بیچ باولی مین ایک کنوان عندراہ بنا جگت اُسکی بلورین لب گردان یاقوت کی سامنے پتھر کا جھرنا بنا خواص بہت نایاب وپختہ تعمیر کنارے اُسکے ہزار ہا فوارے کا خزانہ ساون کی جھڑی کا نقشہ ہر فوارہ دکھاتا کنوئین پر چرخی چڑھی جو عقل پیر چرخ کی چرخ مین لاتی تپلیان پتھر کی گرو پنہاریان بنی گھڑین کمر پر گھڑے رکھے بعض پانی بھرتین ملکہ مہرخ نے رسّی جو چرخی سے لپٹی تھی باحبل المتین کھکر کھولی سونے کا ڈول اُسمین بندھا وہن بتعقیم باللہ وبالعروۃ الوثقیٰ پڑھکر اسکو کنوئین مین ڈالا دیکھا تو خبر کوئی سنوا سمجھی کہ چوکیداران چاہ بخبر ہین تو اپنا کام کر یہ سمجھکر جلد جلد پانی بھرا اور بلور کو پلایا زخمون کو اُسکے دھویا فوراً سب زخم اچھے ہوگئے ملکہ مذکورہ نے دوسرا ڈول پھر ڈالا کہ ایکی بھر کر پانی ساتھ لیتی چلون کہ کام آئیگا باربار آنا نہ پڑیگا غرضکہ یہ غافل ہو کر پانی بھرنے لگی اور بلور جھک کر تماشائے آب چاہ دیکھنے لگا وہان مختار تو ان کی فکر مین لگا ہی ہوا تھا چوکیدار اندر کنوئین کے موجود تھے اُنھون نے سحر پڑھا کہ ملکہ و بلور دونون کے پانون جگت پر سے پھسلے اور دونون کنوئین کے اندر گرے سحر کے بیرون نے ڈھکیل دیا جب یہ کنوئین مین غوطہ کھا کر اُبھرنے لگے چالیس ساحر نامی و نامور وہان موجود تھے وہ سب لپٹ گئے اور اُنکو کھینچ لیا یہ غلطان و پیچان نہ آب تک چلے گئے جب پانون زمین سے آشنا ہوئے دیکھا کہ ایک چوکی آتشکدہ بچھی ہے اور جہان تک نگاہ کام کرتی ہے وہی جنگل مونگے کا لگا ہی نہ وہ کنوان ہے نہ باؤلی کا پتا ہے مہرخ نے بلور سے کہا کہ ہمنے غفلت کی دشمنون نے کام اپنا کر لیا ہم اسیر ہوگئے یہ کہکر اُس چوکی پر دونون بیٹھ گئے کیون کہ وہ ساحر محافظ جو انکو کھینچ لائے ہین ایسا سحر اُنھون نے کیا ہی کہ یہ خود ہین سحر بھی بہین پڑھتے ہین اور تاثیر سے اُن کے سحر کے چوکی پر از خود بیٹھے ہین بس جیسے ہی چوکی پر بیٹھے وہ چالیسون ساحر گومنڈ ہا ہے

صحرا سے ظاہر ہوکر گرد ان کے آگئے اور محاصرہ کرلیا پھر سحر پڑھکر اس چوکی کو اڑا دیا اور انھین لیکر چلے یہانتک
کہ وہ صحرائے مرجان تمام ہوا اور ایک قلعہ فلک فرسا دکھائی دیا دروازہ اسکا بسان درہ کوہ بہت بڑا
تھا پھاٹک اسمین لگا تھا گرد دیوار قلعہ خندق پانی سے بھرا تھا دروازے سے کچھ فاصلے پر ہزارہا ساحر اترا ہوا
تھا ہوم خانے بنے تھے بستر ساحرون کے لگے تھے پوجا پاٹ سامری کا ہو رہا تھا ڈفلے بجتے تھے بھجن ہو رہے
تھے سب خوش و خورم بیٹھے تھے کہ یہ قیدیون کو لیکر پہونچے اور انسے اجازت لیکر داخل قلعہ ہوئے
قلعہ بہت آباد تھا ساکن قلعہ ہر ایک دلشاد تھا بڑے بڑے پوجاری سامری کے بستے تھے مکان عالیشان
بنے تھے دکانین آراستہ تھین بازارین رنگین گلیان صاف سڑکین شفاف راستہ تھین یہ راہ
طے کرکے دار العمارۂ شاہی مین آگئے یہان بھی مجمع عام تھا درباریون کا اژدحام تھا مختار تخت
شاہی پر بیٹھا تھا ان دونون کو دیکھکر ہنسا اور کہا ای مہرخ شہنشاہ ساحران سے منحرف ہوکر بچنا دشوار
تھا آخر گرفتار ہوکر تونے جان دی مہرخ کے بسبب سحر ہوش و حواس درست نہ تھے اسکی باتون
کا کچھ جواب نہ دیا اور اسنے حکم دیا کہ فوج ہماری طیار ہو ہم ان مجرمون کو پہونچانے جائینگے بمجرد حکم
قلعہ مین جو بیس ہزار ساحر تھے بارہ ہزار انمین سے تیار ہوئے اور بارہ ہزار برائے حفاظت ملک و جا
رہے تھمائے سحر پر بیٹھکر خیام و بارگاہ بار کراکر تعظیم و شان تمام مختار نے کوچ کیا نفیر و نقارے بجتے
ساحر نیزہ بازیان سحر کی دکھاتے روانہ تھے قیدیون کو بحفاظت ساتھ لیا ساحران نامی چوکی پر قیدیون
کو بٹھائے صحرائے مرجان جب طے کرکے آگے بڑھے مہرخ نے دیکھا کہ یہ وہی راستہ ہے
جدھر سے مین آئی تھی حیران تھی کہ مین سر چاہ پر آکر پہونچی تھی اب کنوئین کے اندر سے قید ہوکر آئی
ہون یہ کیا ماجرا ہے کہ ایک ہی راہ پر پہونچی ہون پھر سمجھی کہ مقدمہ طلسم ہے اسوجہ سے راہ کا پھیر سمجھ مین
آنا دشوار ہے غرض کہ خاموشی ہو رہی اور ساحر بعد قطع منازل و طے مراحل قریب لشکر حیرت پہونچا
حیرت نے جب خبر آمد سنی خود بہر استقبال مع سردارون کے لے آئی اور نہایت احترام سے پیشوائی
کرکے داخل لشکر کیا فوج اسکی اتری طبل داخلے کے بجے ملکہ مذکور بارگاہ مین آئی مختار مقام صدر پر
جانب دست راست تخت بیٹھا اور چوکی طلب کرکے بیچ بارگاہ مین بچھا دی قیدی اسپر بیٹھے ہین
اٹھا نہین جاتا ہے بالکل بحس و حرکت ہین بارگاہ مین ہنگامۂ عشرت گرم ہے جام ارغوانی کا دور
چل رہا ہے ناچ ہو رہا ہے عیار بچیان بھی آئی ہین اور نذر دیکر کھڑی ہین خدمت ملکہ مین عرض

لیا ہی کہ عیار قیدیون کی فکر رہائی مین ضرور آئینگے پس ہم جسکی جانب اشارہ کرین آپ فوراً قید کر لیجیے گا
بھاگنے نہ دیجیے گا یہان تو یہ مذکور ہی عشرت کا دستور ہے لیکن جاسوسان لشکر اسلام جز جزین معلوم
کر کے سامنے بہار کے آئے بعد دعا و ثنا کے حال آمد مختار و اسیری مہرخ و بلور معرض بیان مین
لائے بہار نے یہ خبر سنکر برق سے کہا کہ مین جا کر بارگاہ سے ملکہ کو لاتی ہون یہ کہکر چاہا کہ اُٹھے دیکھا
تو شانون پر اسقدر بوجھ ہے کہ جیسے کوئی دبائے دیتا ہے سمجھی کہ مختار نے اپنی شوکت دکھائی ہے
کہ وہان سے کچھ سحر کیا ہی خیر سمجھ لیا جائیگا یہ سمجھکر خاموش ہو رہی اور برق نے کہا کہ اے ملکہ اب لشکر تمھارے
دم سے وابستہ ہی تم ٹھہرو مین جاتا ہون یہ کہکر اٹھا اسیر سحر نہ تھا یہ بارگاہ سے نکلکر صورت ساحر
کیطرح بنکر داخل لشکر حریف ہوا دیکھا تو یہان بڑی خوشی ہو رہی ہے تمام ساحر بارگاہ مین آمد و رفت
رکھتے ہین یہ بھی اُسی ہنگامہ مین داخل بارگاہ ہوا مختار کا بڑا مرتبہ دیکھا کہ نذرین گذر رہی ہین ناچ
ہو رہا ہے ساحر اُسکو مالک چاہ سامری سمجھکر ڈنڈوت کرتا ہے برق ایکطرف گھات مین کھڑا ہو رہا اُسکو
صرصر نے دیکھکر پہچانا اور اشارہ مختار سے کہا کہ یہ سامنے عیار کھڑا ہے اُسکو گرفتار کرو اُس نے
عیار کا اشارہ سمجھکر ایک ناریل نکالکر ایسا سحر پڑھا کہ جسپر یہ ناریل پڑے اُسکو ہلاک کرے پس وہ ناریل
گھلا وہ دیکر برق پر کھینچ مارا برق ناریل آتے دیکھکر جلدی سے اسجگہ بیٹھ گیا ناریل سر پر سے گذر کر
ایک ساحر میناے جادو کے سینے پر جا کر لگا کہ بعد برق وہ کھڑا تھا چنانچہ سینہ اُسکا ٹوٹ گیا اور برق
نے اُٹھکر کہا کہ وہ مارا اے مختار کیا کہنا واہ کیا صفائی ہے اُسنے چاہا کہ پھر کچھ سحر کرون مگر شور ساحر
کے مرنے سے بلند تھا اندھیرا تھا برق اُسی غلغلہ مین اُسکے قریب آیا اور ایک دھول مار کر سر سے
تاج اُتار کر بھاگا اُسنے کہا لینا لیے جاتا ہے یہ کہتا ہی اور سحر کرنا بھولا ہوا ہی غرضکہ برق نکلکر لشکر مین ہئیت
مبدل پھرنے لگا اور وہان جب ہنگامہ مرگ ساحر برطرف ہوا مختار کو برہنہ سر دیکھکر حیرت نے
اور تاج منگا دیا اُس نے کہا کہ اے ملکہ مین اس عیار کو ابھی پکڑے لاتا ہون ملکہ نے کہا تم کیون جاو
وہ خود یہان آئیگا عیار تو ہر وقت یہان موجود رہتے ہین اُنھون نے تو سارا طلسم برباد کر رکھا ہی یہ
باتین ہوتین کہ نامہ شاہ طلسم تبلا لیکر آیا مضمون اُسکا حیرت نے پڑھا تھا کہ اے خاتون مین مختار
مالک چاہ سامری ہین اس سبب سے ہمکو اُنکی پرستش لازم ہے اُنکی دعوت بڑے دھوم سے
کرنا اور ایسا بند و بست کرنا کہ عیار نہ آسکین اور اُن کو لشکر حریف سے لڑنے نہ دینا کہ وہ ہمارے بزرگ

وین ہین مہرخ کو جب تم قتل کرنا چاہو گی اُسکے ساتھ ہی چھڑانے آئینگے اسوقت اے ملکہ تم جو خود مقابلہ کرنا اور مختار اپنا قبض جاری کرین اور سب باغیون کو اسوقت غارت کردین تو مضائقہ نہین یہ مضمون پڑھکر ملکہ نے حکم دیا کہ سامان دعوت مہیا ہو بموجب ارشاد اہلکار بجا لائے صحرای وسیع و سبزہ زار مین بارگاہین استادہ ہوئین سامنے بارگاہون کے چاندی کی نہرین رکھکر پانی سے لبریز کردین اور کنارے اُن کے درخت گلزار پر بہار نادرون مین لگے برابر برابر رکھدیے نہرون مین مچھلیان سبز و سُرخ وغیرہ رنگ برنگ چھوڑ دین سبحان اللہ دشت کوسون تک پھولون کی خوشبو سے مہک گیا ستارہ ہر ذرہ کا چمک گیا لطافت آب چشمہ ماہ پر طعنہ زن عیرت بخش گلزار وہ گلشن خرمن ماہ کو یہ ضیا کہان حاصل غیرت سے پانی مین ڈوبا ہوا ماہ کامل ماہ سے ماہی تک صفائے آب کی کیفیت مشہور نور وہ شب دیجور بارگاہون مین فرش اطلس فلک کو شرماتا ہو بچھا تخت و کرسیان جواہر نگار وغیرہ اسباب میکشی مہیا ارباب نشاط حاضر راجہ اندر کا اکھاڑا جمع حسینان روزگار کا جماؤ ولگا بہلا وا طرفہ تماشا کہ نظم

ملین ساقی یہ لب جام قمر سے — تصور شب کا ہے مجکو سحر سے
عروسانہ شب مہتاب آئی — ستارے دل سے وقت رونمائی
کہا حیرت نے اے سردار مختار — کرو چلکر وہان گلگشت گلزار
شگفتہ دل خرامان وان سے آئی — خوشی سیر چمن سے کچھ اُٹھائی
وہ جوبن تھا عروسان چمن پر — زمین تھی تختۂ گل سے بھی بہتر
زمین سیلاب سے سرسبز و شاداب — ملائم ایسی نرم سخت نایاب
خیام و بارگہ دلچسپ و زیبا — مہیا قصر جنت کا تماشا
تصدق تھا ہر اک شمسے پہ مہتاب — مہیا میگشی کا جملہ اسباب

خلاصہ مرام جب گلابی ماہتاب کی ضیائے بادہ نور سے مملو ہوئی اور انجمن انجم فلک کی بارگاہ مین حمی حیرت مع تمام ساحران نامی کے داخل جلسۂ دعوت ہو چکی قیدیون کی سامنے بچھوائی اور سحر سے زمین اس دشت کی فولادی بنادی اور ایسا سحر پڑھا کہ ایک زنجیر گرداگرد اس صحرا کے کھچ گئی کہ جو کوئی عیار آئے زنجیر مین بندھ جائے آنے نہ پائے اور زمین مین بھی نقب نہ لگا سکے جب یہ انتظام کر چکی باطمینان تمام مشغول راحت و آرام ہوئی لیکن برق بھی بصورت مبدل قریب

اس جلسہ مسرت کے قریب پھرتا ہوا آیا دیکھا کہ ایک زنجیر آتشین گرد دشت کھچی ہے اسنے چاہا کہ جست کرکے اس زنجیر کو پھاند جاؤن پس بارادۂ جست جب قریب زنجیر گیا وہ اور زیادہ بلند ہوگئی اسنے چاہا کہ جھک کر زیر زنجیر جاؤن زنجیر پھر نیچی ہوگئی اور ایک شعلہ اُسمین سے چمک کر بجلی کیطرح اسکی جانب لپکا یہ ہوا کیطرح پیچھے کیطرف بھاگا اور دور جاکر ٹھیرا وہ شعلہ بھی منطفی ہوگیا برق سمجھا کہ اندر جلسہ کے جانا ہونگا سحر سے انتظام کامل کیا ہے خیر آپ کی نقب لگاؤ اگر پہونچ گئے تو ھو المراد ورنہ اور کوئی تدبیر کرنا غرض قریب جلسہ مذکور پہونچکر ہر سمت دشت کے سناٹا تو تھا ہی اسنے خنجر سے نقب دینا شروع کی جب اُسجگہ پہونچا کہ جہان زنجیر سحر کھچی ہے وہان کی زمین کو سخت مثل فولاد و سنگ پایا چار نقب دینا بھی موقوف کیا اور ہر سمت اس فکر مین پھرنے لگا کہ کوئی اندر جلسہ کے جانے والا ملے تو اُسکو بیہوش کرکے اور اُسکی ایسی صورت بنکر اندر جاؤن اس تردد مین پھرتا تھا کہ مہتر قران سے ملاقات ہوئی کیونکہ قران جو حصار کے مقام سے روانہ ہوا تھا تو فکر عیاری مین وہ بھی اُسطرف آیا تھا اسکو دیکھکر مستفسر حال ہوا اسنے سب حقیقت زنجیر کی اور اپنے نقب وغیرہ دینے کے بیان کی قران نے سارا ماجرا حصار کا بیان کرکے کہا کہ اے برق مین تمکو حصار جادو کی ایسی صورت بنادون اور آپ ایک خدمتگار کی صورت بنکر تمھارے ساتھ چلون جسوقت کہ حیات سنیگا ملکہ حصار آئی ہین باعزاز تمام طلب کریگا آسانی وہان پہونچ جائینگے اور کام دشمنون کا تمام کرینگے برق نے اس تدبیر مستحسن کو بہت پسند کیا اور ہزار خلیفہ عیاران اسلام پر آفرین کہی اور قران کے لوح دل پر شکل ملکہ حصار نقش تھی کہ یہ اسکے یہان ایک شب و روز رہ آیا تھا پس رنگ و روغن لگاکر برق کو اسکی ایسی صورت بنایا خلعت فاخرہ سے جسم نازک مجلی و مزین فرمایا زیور جواہرین سے تن نازنین آراستہ کیا وہ چھپکا چاند سورج کیطرح طلائی چمکتا ہوا سر پر لگایا کہ طائر دل پھانسنے کے لیے چھپکا لگایا اُدھر قران خواجہ سرا کی ایسی صورت بنا کہ لابنا قد رخسار بالون سے داڑھی مونچھ کے بالکل صاف اور ازبسکہ قوم کا رنگی تو خود ہی کچھ ہی نقشہ صورت مین فرق کرنا پڑا سراپا خوب بنا لباس بھی ویسا ہی زیب قامت کیا چپکن پر زر پہنی پٹکا کمر سے باندھا خنجر اور پیش قبض لگاکر ہمراہ ہوا برق آگے آگے زلف عنبر فام کو بل چہرے پر دیتا پانچے کلائی پر ڈالے بار و تبختر خندان خرامان چلا پیچھے نواب ناظر باداب تمام روانہ ہوا اور قریب اُس سلسلہ سحر کے جب پہونچے خواجہ سرا نے پکار کر کہا اے ملازمان حیرت یہان آؤ حاجب و دربان وغیرہ جو قریب بارگاہ تھے آواز سنکر نزدیک آئے اسنے

اُنسے کہا کہ حیات جادو سے جاکر اطلاع کرو کہ ملکہ حصار جادو آئی ہین ملازم ہون نے یہ سنکر خدمت
حیرت مین جاکر بعد دعا و ثنا کے پیام عرض کیا حیات اس جلسہ مین حاضر تھا سنتے ہی جبر اُٹھ کھڑا
ہوا اور کہا ای حیرت یہ وہ ساحرہ آئی ہو کہ جسنے ہمپر احسان عظیم کیا تھا رات بھر مین اِسکے یہان آرام
تمام رہا اسنے کوئی دقیقہ خاطرداری مین اُٹھا نرکھا دعوت کی بہت آرام دیا دوسری دن مین بخوف
عیاران وہان سے چلا آیا ورنہ وہ آنے نہ دیتی تھی یہ کہکر ساحرہ مذکور کے لینے کو چلا حیرت نے جب اپنے
باپ کو جاتے دیکھا خود بھی ساتھ ہوئی اور دونون قریب زنجیر آئے ملکہ نے ایسا سحر پڑھا کہ وہ زنجیر سمٹکر
ایکطرف ہوگئی حیات نے آگے بڑھکر حصار کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا آئیے آپ نے بڑی تکلیف فرمائی جو
قدم رنجہ فرمایا اور اس احقر کو سرفراز کیا کہ بیت اے خاک رہت بدیدہ من + احسان تو
دل کشیدہ من + بنام ساحری چلیے اور تشریف رکھیے حصار نقلی نے یہ سنکر پہلے تو ملکہ حیرت
کو تسلیم کی پھر عرض سا ہوئی کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین ہم لوگ آپ کی رعایا ہین یہ سب عزت و آبرو حضور
کی عطا فرمائی ہوئی ہے یہ سب آپکی خوبیان اور غربا پروری ہے جو اسطرح پیش آتے ہین ورنہ من آنم
کہ من خوب میدانم یہ باتین فیما بین کرکے روانہ ہوئے اور لب نہر آکر مسند پر اپنے برابر حصار
کو بٹھایا مختار رہی اسکو ساحرہ معزز سمجھکر بڑے تپاک سے ملا اور برابر بیٹھا قران پس پشت آکر سر پر رومال
جھلنے لگا باہم ہنس ہنس کے باتین ہونے لگین ناچ شروع ہوا دور جام شراب چلنے لگا حیات نے
حصار نقلی کو اپنے ہاتھ سے جام شراب دیا اسنے جام لیکر کہا ای بادشاہ کنیز کا یہ رتبہ نہین کہ حضور کو
ساقی بنائے اب زیادہ مجھکو شرمندہ نہ فرمایئے یہ کہکر اُٹھی اور ساقی سے شراب کی گلابی اور جام لیکر
کہا کہ یہ کنیز آپ سب صاحبون کی خدمت کریگی ہر چند حیات نے منت کی کہ آپ کچھ تکلیف نہ کرین
مگر اسنے نہ مانا اور شراب پلانے لگی جب اہل انجمن جانب رقاصہ و مشاہدۂ آب نہر وغیرہ مین مصروف
ہوئے اسنے بوتل مین بیہوشی ملائی اور دو دو جام مختار و حیات و حیرت کو پلائے تھے
کہ حیات نے جام لیتے وقت ہاتھ پکڑ لیا کہ ایملکہ بس خوشی تمہاری ہوچکی اب بیٹھو اور ساقی کو
گلابیان حوالے کرو بیہوشی تو سب مین ملا ہی چکا تھا سمجھا کہ اب جو کوئی پلائے گا میرا کام پورا ہوچکا
ہے بیہوشی ملی ہوئی شراب پلائے گا بس زیادہ کد نکرو بیٹھ جاؤ یہ سمجھکر قریب مختار بیٹھ گیا
اس عرصہ مین ساقیون نے ہر ایک حاضرین جلسہ کو ایک ایک دو دو جام اسی شراب آغشتہ

بیہوشی کے پلائے ہنوز کوئی بیہوش نہوا تھا کہ صرصر عیارہ یہان آئی اور اسنے ملکہ حصار نقلی کو دیکھا اور رنگ اہل انجمن بھی دگرگون پایا بنظر فراست بھانپا کہ یہ حصار عیار ہی ہیں ملکہ حیرت کے کان مین کہا کہ یہ برق عیار ہے اسکو گرفتار کر لیجیے اسکے کہنے کو قران نے دیکھا اور سمجھ گیا یہ ہم عیارون کو پہچان گئی ہے بڑا غضب ہوا ساری محنت برق کی برباد ہوئی یہ سوچکر پس پشت تو کھڑا ہی تھا بغدہ کمر سے نکالکر سر مختار پر اس زور سے مارا کہ سر پھٹکر بھیجا پاش پاش ہوگیا حیرت نے جو یہ ماجرائے عجیب دیکھا سمجھی کہ مین بھی بیہوش ہوا چاہتی ہون کیونکہ بیہوشی کا آثار دماغ مین باقی ہون پس اسنے عیارون کو توان کے حال پر چھوڑا جان اپنی بچانا مقدم جانکر ایسا سحر پڑھا کہ دو پنجہ پیدا ہوکے اسکو اور اسکے باپ حیات کو لیکر اڑ گئے اور یہان مرگ مختار کی وجہ سے آندھی سیاہ آئی شمع و چراغ سب بجھ گئے غلغلۂ عظیم برپا ہوا ساحر حاضرین محفل گھبرا کر جو اٹھے بیہوش ہوگئے ملکہ مہرخ و بلور جو چوکی پر بے قابو بیٹھے تھے چھوٹ گئے اور اڑ کر بالائے فلک پہونچے لشکر مختار جو غافل اترا ہوا تھا اسیر جا پڑے اور تاریخ ترنج سحر مارنا شروع کیے صرصر سر پہ پاؤن رکھکر بھاگی کہ یہ موذی کاٹے عیار بلا سے رنگا مین عیارون نے حقہ ہائے نفتی مار کر خیمون اور بارگاہون مین مقام جلسہ کے آگ لگادی اور ساحران بیہوش افتادہ مین سے جلد جلد دو ایک کے سر کاٹے مگر خیال یہ تھا کہ حیرت نکل گئی ہے آجائیگی تو ہم پھنس جائینگے یہ سمجھکر وہان سے اپنے لشکر مین آئے بہار کو بھی فکر عیارون کی لگی ہوئی تھی آرام فرما ہوئی تھی کہ برق نے داخل شبستان ہوکر ماجرا سب بیان کیا کیا ملکہ مذکورہ اسیوقت تھوڑی فوج جو طلایہ پر معین تھی اپنے ہمراہ لیکر چلی وہان لشکریان مختار اول تو بہت سے قتل ہوگئے پھر سنبھلکر لڑنے لگے مرگ ساحران سے تمام دنیا اندھیر تھی مشعلہائے روشن کی بلور نے مٹھیان بند کر کے اور کھولکر ہزارہا چلا پیدا کیا تھا وہ لڑ رہا تھا کہ بہار آگری پھر تو ساحر سے ساحر لپٹ گیا خاک و خون مین ملک ہرا اٹ گیا وہ شب شب قیامت سے کچھ کم نہ تھی وہ کون سی راہ تھی جو جادۂ عدم نہ تھی نفیر سحر صور کا کام کرتی تھی روح تن سے خواہ مخواہ خفا ہوکر گزرتی تھی تیغون کی چمک اس اندھیرے مین برق بلائے خرمن جان تھی عافیت گوشہ امان مین پنہان تھی سعد کی آواز ہول خیز بجلی کا چمکنا شعلہ بیز ہیرون کا غل مچانا پھر اور آگ کا برسنا صدا ہائے ہولخیز کا آنا قلب کوہ کو تھراتا تھا یہ نقشہ تھا کہ

ابیات

کمین تیغ جادو وے تھی شعلہ بیز	کہ ہو جس سے روحون کو تن سے گریز

کہین مار و عقرب کہین اژدہے | کہین سنگ آتش برسنے لگے
بلا ے سے کلوا کہین آیا تھا | کلیجا کسی بیر نے کھایا تھا
ملے خاک مین سیکڑون نوجوان | ہوئین روح صدہا عدم کو روان

یہی ہنگامہ گرم تھا کہ **حیرت وحیات** کو پنجہ ہاے سحر جو لیگئے تھے پہلے تو وہ تاثیر بے ہوشی سے بیہوش رہے جب ہوشیار ہوئے اُڑکر چلے یہان آکر جو دیکھا غلغلۂ رزم برپا تھا **حیرت** نے چاہا کہ جنگ آغاز کرے لیکن فوج **مختار** کی بہت قتل ہوچکی تھی باقیماندہ کے پانون اُٹھ گئے تھے لاش بھی اپنے مالک کی نہ اُٹھا سکے بھاگ کر لشکری جانب صحرا چلے **حیرت** لڑنے سے باز رہی کہ شکست ہوچکی ہے اب اپنا لشکر تیار کراکر لڑون گی ادھر اُس ہنگامہ قیامت خیز مین وہ زمانہ بھی آچکا تھا کہ عشرت گاہ فلک مین تیغ سحر چمکی تھی اور انجمن انجم مین بھگدڑ پڑی تھی کہ بموجب **ابیات**

کیا ہیر افلاک نے سینۂ صاف | ہوا رخسار عالم خوب شفاف
جو شب کو نقطۂ افلاک پایا | سفیدی پر جمال خاک آیا

مہرخ وبہار وبلور بھی بفتح وفیروزی داخلہ فرمائے لشکر ظفر پیکر خود ہوئے **حیرت** نے مقام جلسہ طرب پر جاکر جو دیکھا ساحر بہت سے مارے گئے تھے اور بہت سے بیہوش پڑے تھے اِسنے باران سحر برسکو بیہوش کیا اور لاش **مختار** کی اُٹھوائی پھر داخل بارگاہ ہوئی سب حاضرین دربار سے کہا کہ مین شہنشاہ طلسم کو کیا مُنہ دکھاؤگی کہ محافظ جاہ سامری قتل ہوگیا اور مجھ سے کچھ نہ ہوسکا **حیات** نے کہا مین جاکر اُس گیسو بریدہ **بہار** کو مارے ڈالتا ہون اسنے کہا آپ تامل فرمائیے مین بادشاہ پاس جاتی ہون یہ کہکر عزم روانگی کیا اہل دربار سب ایک زبان ہوکر عرض پیرا ہوئے کہ قتل **مختار** سنکر بادشاہ بہت رنجیدہ ہون گے آپکا جانا مناسب نہین ہے یہ سُنکر ملکہ بھی توقف پذیر ہوئی اور آپ تو نہ گئی ایک چیلے کے ہاتھ سب کیفیت لکھکر بھجدی چیلا نامہ لیکر باغ سیب مین آیا صبح کا وقت تھا شاہ جادوان سوکر اُٹھا تھا بہت بدمزاج ہورہا تھا کہ چیلے نے نامہ لیکر دیا پڑھتے ہی اُسکو ایسا غضبناک ہوا کہ گوشۂ باغ کیطرف بنگاہ گرم دیکھا اسطرف جتنے درخت لگے ہوئے تھے گرمی نگاہ سے جلنے لگے اور بادشاہ بھی شعلہ بنکر اُنھین درختون کی آگ مین جاکر ملگیا اور غائب ہوگیا اور صحرائے پردۂ ظلمات طلسم مین جاکر نکلا وہ جنگل نہایت پُرخوف وبیم تھا ہول و وحشت سے وہان

رستم کا دل دونیم ہوتا ہوائے گرم کے جھونکے جسم غول صحرائے کو جلاتے تھے نفس گرم آہ عاشقان کو اپنے سامنے شرماتے تھے سائین سائین کی آواز دل ہلاتی تھی روح سام و نریمان وہان جاتے تھراتی تھی وہ وادی ہول خیز تھا کہ خضر کو قدم رکھنے سے اُس جگہ گریز تھا مجنون وہان کا نام سنکر ایسا بھاگا کہ ملک عدم گیا جو بھولے سے اُدھر گیا اُسکا دم گیا جا بجا غار اژدرون کے مسکن زمین گرم بدتر از گلخن کہ **ابیات**

تمازت پر فروغ مہر تابان ✦ مسافر میہمان مرگ ہر آن

جہان انسان تو کیا سایہ بھی نابود ✦ نہ تھا جز التفات فضل معبود

ہوائے گرم کے جھونکے جو آتے ✦ تو رحمت ہستی انسان جلاتے

وہ گرمی تھی کہ بھاگا جاتا تھا روز ✦ تمازت پر تھا مہر عالم افروز

بادشاہ جادوان وہان ٹھہر کر شعلے سے انسان بنا اور سحر پڑھا کیا بعد کچھ دیر کے اندھی سیاہ آئی اور اُسی تاریکی سے ایک ساحر کریہ منظر بدہیئت و خوک پیکر اُڑتا ہوا ظاہر ہوا اور روبروئے بادشاہ آکر اُسنے سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ اے **نحوست جادو** مجکو آفتاب طلسمی کے مقام پر لے چل اُسنے عرض کیا کہ آئیے چلیے بادشاہ نے اپنی آنکھیں بند کرین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھولی ایک پہاڑ کے قریب اپنے تئین استادہ پایا اُس پہاڑ کے درے مین دروازہ لگا تھا لیکن مقفل تھا سامنے دروازے کے ایک طرف کرسی بچھی تھی اور دوسری جانب ایک گھنٹہ ٹنگا تھا اور موگری بہت بڑی مثل گمن کے رکھی تھی بادشاہ آکر کرسی پر بیٹھا اور **نحوست** سے اشارہ کیا کہ ہان اُسنے وہی گمن اُٹھا کر گھنٹے پر مارا ایسی آواز ہوئی اور اسطرح وہ گھنٹہ بجا کہ طاس فلک گونج گیا دشت تھرآیا ارض و غیرا مین زلزلہ پڑا اور اندر سے اُس دروازے کے ایسی صدائے مہیب آئی کہ معلوم ہوا آسمان پھٹ کر گر پڑا پھر اندر سے ورکے دو دیو پیدا ہوئے کہ اپنے پاس الماس کے آفتاب تراشے ہوئے رکھتے تھے ہر چند کہ اُن آفتابون مین روشنی مثل نیر آسمان نہ تھی مگر اسقدر ضیا بار تھے کہ تمام دشت و کوہ روشن ہوگیا اور شاہ طلسم اور **نحوست** ہی ایسے ساحر زبردست تھے جو گرمی کی تاب لا سکے ورنہ جل جاتے غرضکہ جب وہ نیچے نکلے بادشاہ نے چاہا کہ اُنسے کچھ حکم دے ہنوز کچھ کہنے نپایا تھا کہ **نحوست** دست ادب بستہ سامنے آیا اور عرض رسا ہوا کہ **بیت** رہے تیرا دشمن ہمیشہ ملول ✦ سدا بخت و دولت ہو تجھکو حصول ✦✦ آج چہرۂ دولت بادشاہ کچھ متغیر ہے آئینہ رخسار پر گرد ملال پڑا ظاہر ہے سبب اسکا براہ عنایت خاوندانہ

اگر مجھپر ظاہر فرمایا جائے تو مرتبہ افتخار تا بہ فرق فرقدان پہونچے بادشاہ اسکی باتین خوشامد کی سنکر یا تو غصہ مین
تھا یا خوش ہوگیا اور سارا حال قتل مختار و جنگ مہرخ نیک شعار عیاران خوش کردار بیان فرمایا
نحوست گویا ہوا کہ حضور پہلے نقیر نواز طلسم کو بہ تنبیہ مخالفان بد انداز لیگئے تھے پھر آخر رحم کھا کر باغیون
کو چھوڑ دیا اسیطرح سے اب بھی آفتاب طلسم لیجا کر ہر ایک کو جلا دیجیے گا پھر آپ ہی نظر مہر آمیز فرما کر سحاب ترحم
برسائیے گا اے بادشاہ ان باغیون کے لیے تو ادنی ملازم آپ کا کافی ہے اگر مجھ کو اجازت دیجیے تو ایک
روز مین سبکو جا کر غارت کر دون کیون اسقدر تکلیف اٹھائیے کہ آفتاب طلسم لیجائیے اور ملکہ خورشید
رخسار کو بلوائیے انکا بڑا مرتبہ ہے ملکہ مذکور کو خداوند سامری نے آفتاب طلسم مین رہنے کو پیدا کیا ہے
حضور کو بھینٹ دینا ہوگی جب وہ تشریف لائینگے پس مناسب ہے کہ مجھکو حکم دیجیے تاکہ مین جاؤن
اور کام حریفون کا تمام کرون بادشاہ نے اسکے کہنے کو پذیرا فرمایا اور کہا اچھا جاؤ لیکن اپنے ہمراہ حاطم
جادو کو مع اسکے چارون اسیرون کے لیے لو اور حصار سحر کر کے چار سمت سے لشکریون کو گھیر کر سب
مخالفون کو قتل کرو کوئی نکلکر جانے نپائے سبکو ہلاک کرو یہ حکم سنکر اسنے عرض کیا کہ باقبال شہنشاہ
ایسا ہی ہوگا یہ کہکر جب رخصت ہونے لگا بادشاہ نے سحر پڑھکر دو بارہ آندھی آئی اور بعد آندھی کے
ابر سرخ رنگ پیدا ہوا اتہ ابر ایک تخت جواہر نگین اڑتا ہوا آیا ہمراہ تخت بارہ ہزار پریزادان طلسم
لباس عمدہ اور زیور مرصع سے آراستہ حاضر ہوئین صدہا ساحر گھنٹے اور ناقوس منھ سے لگائے آکر
آداب بجا لائے اور چند ساحر خزانہ دار تختہائے سحر پر سوار بہر ہمراہی سواری شاہ حاضر ہوئے بادشاہ
نے خلعت رخصت نحوست کو دیا اور رخصت فرمایا دم رخصت کہدیا کہ مین بتاکید حکم محکم تمکو دیتا ہون
کہ خبردار کسی مخالف کو جیتا چھوڑنا بہار و محمود وغیرہ کو مین پیار کرتا تھا اب انھین بھی حکم دیتا
ہون کہ مار ڈالنا کچھ رعایت نکرنا یہ کہکر تخت سحر پر سوار ہوکر گھنٹے اور ناقوس بجے ابر سرخ سر پر سایہ
فگن ہوا اسمین سے موتی برسنے لگے پریان رنگپاشی باہم کرنے لگین سواری بادشاہ طلسم کی
بعظم و شان تمام روانہ ہوئی یہان تک کہ طلسم باطن مین پہونچی مگر وہان بادشاہ نہ ٹھہرا جانب
طلسم ظاہر روانہ ہوا اور دریاے سحر سے اترکر قریب لشکر حیرت پہونچا یہان حیرت و حیات
بارگاہ مین بیٹھے تھے سراچہ بارگاہ اٹھے تھے کہ ابر سرخ گوہر بار نظر آیا صدا ناقوس کی سنائی دی
غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ آتے ہین ساحر لشکر کے دوڑے اور سجدے مین زیر تخت جا کر گر پڑے حیرت شہنشا

شہنشاہ

شہنشاہ کہتی ہوئی دوڑی لشکر مین ور دیان پلٹنون اور رسالون کی بجین بادشاہ تخت سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا **حیات** نے تسلیم کی نذر دی بادشاہ تخت پر بیٹھا **حیرت** نے چاہا کہ پہلو مین بیٹھے بادشاہ نے بنظر عتاب اُسکی جانب دیکھا اور منھ پھیر لیا ملکۂ مذکور شاہ کو خفا دیکھکر رونے لگی صدف چشم سوتی اُگلنے لگی بادشاہ کو تاب نرہی ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگایا اور کہا جانی ہم تمھاری خطا کو کیا یاد کرین ہم خود گنہگار عشق ہین محبت نے خطاوار بنایا ہی ورنہ ایملکہ تمنے بڑا غضب کیا کہ محافظ چاہ سامری کو قتل کرا ڈالا اور اُسکی حفاظت نہ کی خیر جیسے ہی خطاوار سامری کے ہین ویسی سزا ہمکو ملتی ہے مثل مشہور ہے کہ جیسے کرنی ویسی بھرنی یہ کہکر روحہ کی اپنی خطا معاف کی اُسکے ہاتھ سے جام شراب لیکر پیا ساغر مے گردش مین آیا ناچ ہونے لگا مگر اسطرف **نحوست** جو رخصت ہوکر گیا اپنے قلعہ شوم مین پہونچا یہ وہین کا حاکم ہے اور اسکے مطیع **احاطہ جادو** اور اسکے افسر ہین اور وہ افسر چار چار ہزار ساحر کے مالک ہین اور حصار سحر سے ایسا بناتے ہین کہ نکلنا اُس حصار سے بڑے بڑے ساحرون کو دشوار ہوتا ہے چنانچہ **نحوست** نے قلعہ مین پہونچکر حکم شاہ سے **احاطہ** کو مطلع کیا اور لشکر اپنا تیار کرایا نفیر سحر بجی طبل سفر پر چوب پڑی افسر اژدہون پر سوار ہوئے بیرقین کھلین پرچم نشانون کے اُڑنے لگے باجے سحر کے بجے زاغ دزغن بنکر جادوگر اُڑے شعلہائے آتش اُٹھنے لگے کہ بموجب **نظم**

چلا القصہ وہ لشکر بہت تیز ❊ اُڑا اسطرح گرد صرصر آمیز
نحوست اژدہے پر سکے آگے ❊ وہ شوکت اُسکی شیطان جس سے بھاگے
بڑھاتا تھا کبھی سر کو فلک تک ❊ کبھی ہونٹون کو لاتا تھا پلک تک
کبھی بالیدگی بازو کو دیتا ❊ کبھی کچھ تازگی جادو کو دیتا
کبھی زنجیر آہن کھڑکھڑاتا ❊ کبھی اپنی زبان مین بڑبڑاتا
کبھی اک کوہ بجاتا زمین پر ❊ کبھی بڑھتا کبھی رہتا وہین پر
غرض اس حال مین تھا وہ ستمگار ❊ برستا تھا بہ شکل ابر ہر بار

ایک جانب سے **احاطہ** اپنے چارون افسر اور سولہ ہزار ساحر لیے تخت پر سوار بصدق جوش و خروش روان تھا بر دلے ہوا یہ لشکر بیکران تھا گے آگے تو بادشاہ طلسم لشکر **حیرت** مین آیا اور پیچھے پیچھے یہ لشکر آتا تھا بادشاہ کو آلے کچھ ہی دیر گذری تھی کہ طبل و نقارے بجتے سنائی دیے ابر سحر ظاہر ہوئے

ملکہ حیرت نے ساحران نامی بہر استقبال بھیجے لشکر کو مقام بہتر پر اُتروایا غلغلۂ عظیم ورود لشکر کا تا دیر برپا رہا نحوست بارگاہ مین آیا اور احاطہ غائب ہوگیا کسلیے کہ قاعدہ اُسکا یہی یعنی بروز جنگ وہ آکر احاطہ کردیگا اور ہمیشہ مخفی رہیگا غرضکہ جب نحوست بارگاہ مین آیا ملکہ کو نذر دی اُسنے خلعت دیا اور بڑی خاطر کی شاہ طلسم نے بہر اطمینان خاطر ایسا سحر پڑھا کہ باغ جمشیدی مین جو پریان کتاب جمشیدی لائین تھین یہان بھی صندوق لیکر آئین بادشاہ طلسم نے کتاب مذکور نکالکر دیکھا کہ نحوست کس کے ہاتھ سے لشکر مخالفان مین سے مارا جائیگا معلوم ہوا کہ اس طلسم کا کوئی باشندہ اِسکو قتل نہ کرسکے گا ہان غیر طلسم والا البتہ ہلاک کریگا یہ مضمون پڑھکر بادشاہ خوش ہوا کہ حریف اِسکو قتل نکرسکینگے غیر مقام والا سوائے عیارون کے اور کون ہین یہ سمجھکر دیکھا کہ عیار اِسکو مارینگے معلوم ہوا کہ نہین اتنو بالکل اطمینان ہوا اور سمجھا کہ اِسکی قضا کسیکے ہاتھ سے نہین ہے یہ بڑے کام کرے گا غیر جگہ مین ایک کوکب کے یہان کا اندیشہ ہی تو وہ ابھی آتا نظر نہین آتا رہگیا بطور اِسکو کتاب مین دیکھنا چاہیے پس پھر دیکھا کہ نحوست کو بطور ریا اُسکے لشکر کا کوئی شخص قتل کرے گا کتاب مین نکلا کہ نہین یہ حال پڑھکر انتہا کا خوشنود ہوا اور نحوست کو مژدہ دیا کہ اے شیر بیشۂ ساحری لشکر حریف تیرا شکار ہے اور تجھکو کسیطرح کا ڈر نہین بخوف و خطر مقابلہ کرو وہ یہ ماجرا سُنکر فرط عشرت ایسا پھولا کہ پیرہن مین نہ سمایا اور بادشاہ نے بھینٹ مین کچھ اشرفیان کتاب پر چڑھاکر پریون کو دی کہ وہ لیگئی اور آپ بھی رخصت ہوکر بہر آرام وعیش جانب باغ سیب گیا یہان نحوست ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوا جب دوسرے روز بسان تیرہ بختان نصیب روز تیرہ و تار ہوا اور نحوست بخت شب دور ہوئی اختر طالع کواکب سپہر چمکا کہ

نظم

موافق تھا جو اقبال شب ماہ
تو لی ظلمات نے دربار کی راہ
عروج مہر جب ہو غالب بام
ترقی پر جب آیا اختر شام

طبل جنگ اُسنے بجوایا نفیر و بوق کو دم ملا جواسیس خدمت مہرخ مین حاضر ہوکر دعا و ثنائے شاہی بجا لائے اور جملہ خبر عرض کی مہرخ خبر سُنکر گھبرائی اور فرمایا کہ یہ ساحر مختار کا بدلا لینے آیا ہی خیر خدا مالک ہے یہ کہکر ایک نارنج جھولے سے نکالکر اُچھالا وہ نارنج ہلکا ہوگیا بہار نے کہا ایملکہ کیا امتحان کرتی ہو لسنے کہا یہ نارنج سات پہاڑ توڑتا ہے مگر اسوقت ہلکا ہوگیا ہے بہار نے کہا یہ آمد نحوست

کا باعث ہے یہ کہکر آپ بھی سحر پڑھا کہ وہ عورتین فلک کیطرف سے اُترین حُسن اُنکا بہ از مہر و ماہ تھا دل عالم اُسکی چاہ مین تباہ تھا لباس پُر زر زیب قامت انور کیے زیور مرصع کا رہے جسم کو آرائش دیے کشتیان دست نازک مین لیے جسمین گلدستہ پھولون کے رکھے بہار کے سامنے آئین اُسنے چاہا کہ گلدستے لیکر اپنے پاس رکھے دیکھا تو وہ گلدستے مُرجھا گئے بہار کی بھی رنگت زرد ہوگئی مہرخ سے گویا ہوئی کہ امیلکہ ہمارا تمہارا جیسے یہان ساتھ ہے ویسے ہی عقبیٰ مین بھی ساتھ ہوگا کیونکہ ہم تم مطیع اسلام ہین سحر سیر ابھی اس شقی ازلی یعنی نحوست نے بند کیا ہے مگر طبل جنگ بجواؤ اور کل پاؤن میدان جنگ مین گاڑو جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا وہ رہے گا یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا اور ان عورتون کو رخصت کردیا کہ جو گلدستے لائین تھین نفیر بجتے ہی بحکم مہرخ طبل جنگ پر چوب پڑی دیناد ہل گئی دربار برخاست ہوا ساحرون مین ہلچل پڑی ہنگامہ سحر خوانی برپا ہوا جسنے اگیارگی بیرون کو قابو مین بنایا جب جوت کا دیا جلایا گجھ گیا ہر ساحر گھبرایا کہ کل بڑے زبردست سے مقابلہ ہے خدا آبرو رکھے جو جادوگر با ہادر تھے اس معرکہ مین جان دینا قبول کرکے ٹھہرے رہے اور جو نامرد تھے وہ بھاگنے لگے اسباب اپنا پرتل ٹٹو کے پر بار کرا کر سر شام سے ہمراہ جاکر روانہ کیا اور کہدیا کہ سر راہ جو میل کا درخت لگا ہے وہان ٹھہرنا ہم بھی آجائینگے غرضکہ کہین بھاگنے کی فکر کہین لڑائی کا ذکر تھا رعب جنگ نحوست ایسا چھایا تھا کہ دیدۂ روزگار مین بھی اندھیرا آیا تھا رات جتنی گذرتی تھی اتنی ہی آفت قریب ہوتی جاتی تھی ماہ فلک بھی خوف سے پورا نہ تھا پردہ قرص خورشید مین چھپا ہوا جھانکتا تھا بھاگنے کی راہ تاکتا تھا وہ دہشت طاری تھی کہ انجم چسرخ کو دانہ اسپند دست ساحر بہرام چرخ سمجھا تھا ہندوے فلک کو جادوگر جانکر برج عقرب کو کثر دم جادو کا پھچانکر رنگ چہرۂ قاضی فلک یعنی مشتری کا زرد تھا ہون سے پیٹ مین مریخ کے درد تھا ساحرون مین یہ کیفیت ہو رہی تھی کہ کلواکو بلاتے تھے نارسنگھ بھاگا جاتا تھا بھیرون ناچتا نظر آتا تھا ہر سمت سناٹا تھا ڈمرو کی آواز کوس رحیل تھی نفیر کاروان مرگ کی دلیل تھی لوناکو جب پکارتے تھے وہ چماری نحوست سے گھٹ گئی تھی اُسکی بیزار آتی تھی دور ہی سے لہنگا پھڑکاتی تھی جوگی جیپال نحوست کا چیلا بناتھا کناس وودھنتر اُسکو اپنا گرو جانتا تھا خلاصہ یہ کہ سب بیرون نے کنارہ کیا زبردست ساحر موم کرہے تھے سانپ ماش کے بن رہے تھے ڈفلے بجتے تھے ایک سمت تلوار کے دھنی کمر مرنے پر کستے تھے کہین شمشیر صیقل ہوتی تھی کہین خنجرون پر دھار رکھی جاتی تھی

باڑھ تیز ہوئی تھی تیغ زنگ آلودہ بدگمان نحوست بخت بد تھا جوہر شمشیر نوشتۂ تقدیر سمجھکر نعرۂ یا علی مدد تھا کوئی خدا کو یاد کرتا کوئی دعاے فتح و ظفر مانگتا نقیب پکارتے تھے یہ ہنگامہ برپا تھا کہ **نظم**

ز تاریکی اسپ و گرد سپاہ — کسے روز روشن ندید و نہ ماہ
ز بس بانگ اسپان و بانگ خروش — ہمی نالۂ کوس نشنید گوش
درفشان بسیار افراشتہ — سر نیزہ ہا ز ابر بگذاشتہ
چو رستہ درخت از بر کوہسار — چو بیشۂ نیستان بوقت بہار
بیاراست گردان ہزاران ہزار — ہمہ کار دیدہ ہمہ نامدار
ہمہ شاہ چہرہ ہمہ ماہ روئے — ہمہ راست بالا ہمہ راست گوے
ہمہ نیزہ داران و شمشیر زن — ہمہ لشکر آراے و لشکر شکن +

یہی ہنگامہ چار پہر رات برپا رہا جب نحوست طالع روزگار زائل ہوئی اور بہان بخت روشن اہل زر و مثل روشندلان صبح نفس روز روشن نے منھ دکھایا اور آفتاب تابان نکل آیا کہ **ابیات**

بوقت سحر چون سپیدہ دمید — فروغ ستارہ شدہ ناپدید
بگاہے کہ گشت آن سپیدہ دمان — بکاخ اندر آمد غو بوسے گلان +

دم سحر ملکہ **مہرخ** نے تاج اُتار کر درگاہ خدا میں استغاثہ کیا کہ اے غالب کل غالب ہم سبکو شر سے اس ظالم ساحر کے بچانا اور ہمیں فتحیاب فرمانا بعد دعا کے تخت سحر پر سوار ہوکر بعبد کر و فر مع تمام لشکر کے جانب میدان روانہ ہوئی اسطرف سے **حیرت** باحتشام و جلال **نحوست** کو ساتھ لیکر بالشکر بیشمار و بے مثال وارد میدان قتال ہوئی ساحران غدار کی آمد سے روے گیتی سیاہ تھا طائر سحر کے منڈلا رہے تھے تاریک تر چشمہ مہر و ماہ تھا غو یو سحر خوانی و گردان لشکر شکن سے یہ ہنگامہ تھا **نظم**

چو صفہاے گردان بیاراستند — یلان ہم نبردان ہمی خواستند
بکردند یک تیرباران نخست + — چنان چون تگرگ بہاران رست
برفت آفتاب از جہان ناپدید — چہ داند کسے کان شگفتی ندید
بپوشیدہ شد چشمۂ آفتاب — ز پیکانہاے درخشان چو آب
تو گفتی ہوا ابر دارد ہمے + — درزان ابر الماس بار دہمی

صفوف جدال آراستہ ہوتے ہی مبارزان صف شکن نے تیر صف دشمن پر برسائے حیرت نے ساحرون
سے کہا کہ ایک ایک کو کہانتک قتل و اسیر کرو گے لازم ہے کہ جنگ مغلوبہ کر کے سبکو ہلاک کرو مگر نحوست نے
جواب دیا کہ اے ملکہ آپ تامل فرمایئے مین لشکر حریف کے افسرون کو طلب کر کے اُن کا حوصلہ پورا کیے
دیتا ہون کہ ارمان باقی نرہجائے پھر سبکو گھیر کر مار ڈالون کا ملکہ خاموش ہو رہی اور نحوست نے سرداران
بارندہ تیر کو منع کر کے آپ میدان مین پہونچکر ایسا سحر کیا کہ سیاہی روے ہوا پر ظاہر ہو کر ہر سمت چھا گئی
اور دنیا تاریک ہو گئی اُسی اندھیرے مین اُسنے مبارز طلب کیا بلور کے ہمراہ مین سے ملکہ نور افشان
حسب اجازت افسر خود طاؤس اُڑا کر مقابلہ مین گئی اور سحر پڑھکر دستک دی کہ اُسس تاریکی مین ہزارہا
پتلا مشعل روشن لیے ہوئے پیدا ہوا اور جہانتک روشنی اُن مشعلون کی پہونچی وہ سیاہی
مٹ گئی نحوست کو جو اپنے سحر دفع ہونے سے غصہ آیا فوراً مثل برق کے تڑپکر بالاے ہوا گیا
اور وہان سے کڑکڑا کر جو گرا سر پر بیٹھکر بجلی تو اپنا ہی تھا جسم کا ٹکر زمین مین اُتر گیا ساحرہ دو ٹکڑے ہو کر
گری شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا لشکر حیرت مین طبل عشرت پر چوب پڑی اور نحوست زمین سے
نکلا پکارا کہ اور کوئی تم مین سے میرے سامنے آئے یہ ہنیب سنکر بلور کو تاب نرہی تخت سحر پرسے کودا
مہرخ سے اجازت لیکر وہین سے بزور سحر زمین مین غرق ہوا اور نحوست جس اژدہے پر سوار تھا
اُسکے پیٹ کے نیچے جا کر نکلا مگر اسطرح سے کہ سینے دیکھا ایک بھالا زمین سے نکلا اور اُسنے اژدہے کو کونچ
لیا نحوست ساحر زبردست ہے پشت اژدر توڑ کر جب بھالا نکلا ہزارہا نیچے پیدا ہو کر بھالے مین لپٹ
گئے اور نحوست اژدر پر سے اُڑ کر الگ کھڑا ہوا بلور بہت جلد صورت انسان بنا اور مٹھیان بند کرنے
اور کھولنے لگا ہزارہا پتلا پیدا ہو کر اُن نیچون کے لپٹا کہ وہ نیچے غائب ہوئے اس اثنا مین نحوست
نے دوڑ کر سر بلور پر تلوار ماری وہ زمین مین غرق ہو گیا اور بھالا بنکر حیرت مین نکلا سوارون اور
ساحرون کو کونچ کونچ کر اُٹھانے لگا اُسوقت حیرت و حیات مع کئی ہزار ساحرون کے بجلیان بنکر
اس بھالے پر گرنے لگے ازبسکہ یہ ساحر زبردست ہین بلور تنہا تھا سبکے وار کہانتک رد کرتا آخر زخمی
ہو گیا اور زمین مین سما کر قریب اپنے لشکر کے نکلا اُسوقت مہرخ و بہار وغیرہ بھی اُسکی مدد کو آگئے
بڑھ آئی بھتین حیرت نے نحوست سے کہا کہ ہان لینا ان نمکحرامون کو اُسنے یہ نعرہ سنکر غیرت کو کام
فرمایا یعنے سب کہینگے کہ ایسا دعوی کرتا تھا اسوقت کچھ نہین ہو سکتا بس اژدر پر چڑھکر تلوار سحر کی

پکڑ کر مہرخ کی فوج پر جا پڑا اُسطرف سے بھی فوج نے حملہ کیا پھر تو یہ حال ہوا کہ ایک ایک ناریخ جالیسؔ جالیسؔ کے سینے توڑنے لگا ایک ایک تیر دشمن کو گوشہ گیر لحد کرتا تھا آندھیان اُٹھی تھین بیرون کا شور مچانا دشوار محشر سے کم نہ تھا زلزلہ ولرزان نے تہ زمین جا کر زلزلہ پیدا کیا تھا بہار نے سحر کر کے باغ لگایا تھا طاؤس نے سانپ برسائے تھے مشکین مو وسر حمونے کاکل پریشان کر کے ستارے گرائے تھے خلاصہ یہ کہ ہر سردار نے اپنا اپنا وار کیا تھا لشکر حیرت کا ہزار ہا ساحر کام آیا تھا اُسطرف کے ساحرون نے بھی طرح طرح کے سحر کیے تھے کسینے دریا پیدا کر کے حریف کی کشتی جان غرق بحر فنا کی تھی کسی نے اژدر پیدا کر کے بڑے عذاب سے دشمن کو مارا تھا کسینے آگ برسائی تھی خرمن جان جلائی تھی تلوار سحر کی بجلی بنکر رہی تھی رخت ہستی قطع برید ہوتا تھا بہادر سے بہادر بھڑ گیا تھا یہ نقشہ تھا کہ بموجب ابیات

سپہر دو سو درہم آویختند	یکے گرد تیرہ بر انگیختند
وزان گرد واران و نیزہ وران	کہ می تافتندے برین و بران
ہوا زین جہان بود سگون شدہ	زمین سر بسر پاک پُر خون شدہ
ہمی بر زدند این بران آن برین	ز خونِ یلان سُرخ گشتہ زمین
ز فروغ سر نیزہ و تیر و تیغ	بتابد جہان چون ستارہ میغ
شد آن جادوے زشت و ناپاک تن	بزد آز تا از سر انجمن

جب نخوست پُر کدورت نے دیکھا کہ بہار کے باغ لگانے سے ہزار ہا ساحر دیوانہ ہوا عقل و خرد سے بیگانہ ہوا اور سب سرداران حریف قریب ہے کہ لشکر پر میرے غالب آئین پس بنا چاری سامری کے پاؤن کے نیچے کی خاک نکالی کسلیے کہ پہلے تو جانتا تھا کہ یہ ساحر ایسے ویسے ہین ہین با لشکر قلیل اُنپر غالب آؤن گا یہان اُن جانبازون کو سامری عہد و جمشید عصر پایا پس خاک زیر پاے سامری نکالکر اژدر پر کودا او زمین پر ایک گھروندا اُس خاک ناپاک کا بنایا سحر پڑھا کیا یکایک اسجگہ سے جہان وہ گھروندا بنا تھا ایک گنبد مثل ہیل کے زمین سے نکلنے لگا اور بڑھکر تا بہ اوج فلک پہونچا رنگ اس گنبد کا نیلگون یعنی آسمانی تھا اور از سر تا بنیاد ہزار ہا شبکہ اُسمین بنا تھا اور ہر شبکہ مین ایک موتی نہایت آبدار با فروغ و ضیا آویزان تھا گویا وہ گنبد آسمان سحر تھا اور گوہر نجم درخشان تھے نئے سحر کے سامان تھے در گنبد پر ہزار ہا پتلا سحر کا ناقوس و گھڑیال لیے کھڑا تھا اور پکار رہا تھا کہ اے سامری کے پوجاریو آؤ

لشکر مہرخ یا تو مصروف جنگ تھا اور ہر ایک جان پر کھیل کر لڑ رہا تھا نیل کے بجتے ہی ہر شخص سحر کی
سواری پر سے اُترا اور جانب گنبد دوڑا قریب پہونچکر سجدہ مین گر پڑا ایک در جھپتے کہ طائر اور اژدر وغیرہ
جنکی سواریون کے تھے وہ دوڑے اور طائر اڑکر اُس نیل کے گرد پھرنے لگے اژدر اور چارپائے بھی طواف مین
مصروف ہوئے چیلون نے ناقوس بجائے سامری کے جی کا ایک غلغلہ ہوا وہ ساحر جو براہ مصلحت منتر اپنی
زبان پر جاری کیے تھے مگر دل اُنکے نور ایمان سے بھرے تھے وہ تو رہ گئے باقی سب جاکر سامنے
گنبد کے سجدے مین گر پڑے مہرخ و بہار ہر چند زبردست افسر ہر چند فوج کو روکتے تھے کہ کہان جاتے
ہو تمکو سامری مسخرے سے کیا تعلق ہے تم لوگ مطیع اسلام ہو بظاہر سحر پڑھتے ہو مگر باطن مین نور
اسلام رکھتے ہو کوئی سماعت نکرتا تھا جب یہ لشکر کا حال دیکھا بہار نے باغ سحر مین گئی اور چاہا کہ تحفہ
کوئی طلسم کا مثل شبنم جادو وغیرہ کے طلب کرے نحوست نے قریب اُس گنبد کے آکر ایک دو ہتڑ
زمین پر مار کر یا سامری اب کوئی آپ کو بھی نہین مانتا دو ہتڑ پڑتے ہی گنبد کے بُرجکے سے ایک موتی ستارہ
کیطرح ٹوٹا اور جانب گلزار بہار گیا اگر یہ ملکہ ساحر بے نظیر ہوتی تو وہ موتی سر جھیکر بائین سے نکل جاتا
ازبسکہ یہ بے بدل جادوگرنی ہے سپر ہی سحر کی اِسکے سر پر آکر سایہ فگن ہوگئین موتی سپر دان پر گرا کر
سپر ہی جلین ہنوز سر ملکہ تک موتی نہ آیا تھا کہ بجون نے از خود پیدا ہو کر تھپکی دے دی وہ دُرِ چمنستان مین
گرا اور اسمین سے شرارے پیدا ہو کر درختون پر پڑے کہ باغ مین آگ لگی آبروے سحر بہار اُس
موتی نے کھوئی اب جو گل سفید تھا وہ نخل قامت سوختہ کا پھول نظر آتا تھا گل اخضر انگارا
آگ کا دکھائی دیتا تھا جو غنچہ تھا وہ دانہ بنگیا تھا گلون کے پھونکنے سے جسم شاہد گلزار پر ورم چڑھ
آیا تھا درخت لبان نخل چنار آتشبار تھے پنجہ مرجان دست دعا بیان مظلومان اٹھاتے نرگس بیمار
کی تپ سے حرارت زیادہ بڑھی ہوئی سوسن وہ زبان دل ہی دل مین قُلنا یا نار کونی پڑھتی
سنبل برنگ زن سوگوار بال کھولے کھڑی ایک موتی نے دم بھر مین آتش جوش زن کر دیا ملکہ بہار
کو غش آگیا کنیزین لیکر بھاگین اُدھر جو سردار کہ زیر گنبد نہ گئے تھے اُنپر وہی گوہر سحر شگون سے
ٹوٹ ٹوٹکر گرنے لگے وہ سامری رو سحر پڑھکر جان بچاتے تھے کہ گوہر عمر تلف ہو زندگی کا جہاز
غرق بحر فنا نہو جائے جادوگرنیون مین عجب آفت برپا تھی وہ اُنکی اصطلاحین اس آفت مین بھی
لطف دکھاتی تھین جب وہ موتی گرتا تھا تو زبان پر لاتی تھین کہ دُر موے نحوست پیٹے تجھکو

ہماری ساختہ والی چینی تھی اور اسکو میسر کرتا تھا کوئی گتی تھی تو نحوست بیدا ہوا ہے گویا تھی کہ میرا
بس چلتا تو موڑی کاٹے کی ناک کاٹ لیتی اور دریا مین ڈبو دیتی اسی آفت عظیم مین حیرت پھر
حملہ ور ہوئی مہرخ بافوج قلیل باقی تھی سمجھی کہ اب میدان مین ٹھہرنے سے ہلاکت کا سامنا ہو لازم ہے کہ نکل
چلون یہ سوچکر رہ گریز رکھا ساحرون نے جب اپنی مالکہ کو جاتے دیکھا سب فرار ہوئے کوئی زمین مین سمایا
کوئی اڑکر چلا چلا کوئی یونہین بھاگا جب یہان بھگدڑ پڑی احاطہ جادو جو مخفی ہوگیا ہے اسنے سحر سے احاطہ
کھینچ دیا جو ساحر اڑکر چلے تھے انھون نے دیکھا کہ ایک دیوار سیاہ از زمین تا اوج چرخ برین پہونچی ہے اور
منزلون تک حصار بندھا ہے انھون نے چاہا کہ اڑکر بلند ہوکے نکل جائین لیکن جسقدر بلند ہوئے اسی
دیوار مین ٹکر کھائی نکل نہ سکے اور جو زمین مین سمائے تھے انکو بھی وہی دیوار زیر زمین ملی کہ نکل جانا
ممکن ہوا اور جو یون بھاگے تھے وہ تو بالکل مجبور ہوکر رہ گئے اب ایک سمت سے تو حیرت بافوج کثیر خود
حملہ کرکے قتل کرتی چلی اور دوسری سمت سے موتی ٹوٹکر گرنے لگے بحر مرگ موج زن ہوا موت نے حصار
کرلیا وہ احاطہ سحر ہر ایک کے لیے کنج لحد بنا موت گھیرے ہوئے تھی جو فوج کہ پہلے بھاگ گئی تھی انکا حال
زار عیارون نے جو اول ہی نکلگئے تھے بیرون حصار کھڑے دیکھتے تھے کہ سپاہی ہرتل کے ٹٹو پر اپنی
اپنی عورتون کو بٹھائے بچون کو پشت و دوش پر لادے فراری ہین کدر لوگ یعنی بیلدار و فراش و گاڑیبان
وغیرہ عورتون کو ساتھ لیے گٹھری اسباب کی کمر سے باندھے لڑکے ماؤن کے لہنگے پکڑے روٹی کے
ٹکڑے ہاتھ مین لیے ناک بہتی روتے ہوئے چلے جاتے ہین دشت و کوہ آدمیون سے بھر گیا ہے کوئی کہین
کوئی کہین باپ بیٹے سے جدا بیٹا باپ سے جدا ایک عجیب طرح کا ہنگامہ ہے جو لوگ اندر حصار کے
گھر گئے ہین انمین سے بعض تو سینہ سپر کیے لڑ رہے ہین اور بعض بدرگاہ بے نیاز دست نیاز اٹھا کر بہزار
تضرع وزاری دعا بلبلا کر مانگتے ہین کہ اے آفرنندۂ چہار اربع عناصر و خالق ارض و سما

نظم

بہ اسے صاحب لولاک اسدم — گناہون سے ہمین کر پاک اسدم
تیرے صدقے تری رحمت کے قربان — بڑی ہے خالق اکبر تری شان
خدایا تو ہے حاکم حاکمون کا — حقیقت حاکمون کی ہے بھلا کیا
نہین کچھ احتیاج عرض لاریب — کہ ہے تو اے خدا خود عالم الغیب
اگر ہو تیری رحمت کا اشارا — برآئے مدعائے دل ہمارا

یہ تو مصروف دعا ہین مگر کارسازی فریادرس غریبان دیکھیے کہ جب شاہ طلسم بہ بسیرت و بہ جسم جانب ظلمات گیا تھا اور نحوست کو بلایا تھا بہتّران پاس بیٹھے بیٹھے عمر کا دل گھبرایا کہ بموجب ع سبب کیا کہ دل سے تعلق ہے سب + آفت جو لشکر پر آنے والی تھی تو بے اختیار طبیعت پر رنج مستولی ہوا اور گھبراکر کہا کہ اے بہتّران مجھکو اب مہمان کہانتک رکھیے گا فی الجملہ یہ حقیر اب آپ سے رخصت ہوتا ہے ملکہ مذکور نے یہ اضطرار دیکھکر تسکین دی اور فرمایا کہ مین نے پہلے بھی ساحر بہر خبر گیری لشکر آپ کے بھیجے تھے وہ ابتک نہ آئے مجھکو خود فکر ہے کہ نہین معلوم ساحران مذکور کس آفت مین پھنسے جو یہان نہ آئے اب مین پھر خبر کے لیے کسیکو بھیجتی ہون خواجہ نے کہا جب میرا لشکر وہان برباد ہو گیا اور آپ نے خبر منگائی تو کیا فائدہ کیونکہ مہرخ وہان اکیلی ہے اور سامنا ایسے زبردست سے پڑا ہی جو شاید جادوان ہے ملکہ نے یہ سنکر کہا مین ابھی خبر منگواتی ہون یہ کہکر ایک اپنی مصاحب خاص صندلین جادو سے کہا کہ تو ابھی اُس راہ سے جو قلعہ طلسم کا دروازہ ہے اُسکو واکرکے لشکر خواجہ مین جاکر خبر لا ساحرہ مذکور حسب الحکم روانہ ہوئی ملکہ نے اپنی انگوٹھی بہر نشان اُسکو دی کہ در طلسم پر جو کوئی روکے یہ انگشتری دکھا دینا اُسنے انگوٹھی لیکر پرواز کی اور اسی راہ سے کہ جدھر کا حکم ملکہ نے دیا ہے رہگرائے منزل مقصد ہوئی حال در طلسم کا آئندہ بیان کیا جائے گا یہ وہی راستہ ہے کہ شاہ کوکب نے خواجہ کو ڈھکیل دیا تھا اور وہ طلسم ہوش ربا مین پہونچگیا تھا خلاصہ یہ کہ ساحرہ مسطورہ ایک آن واحد مین لشکر مین مہرخ کے قریب پہونچی اور ایک بلندی پر ٹھہرکر لڑائی کی کیفیت دیکھا کی جب احاطہ نے حصار سحر گرد لشکر کر دیا ساحرہ کی آڑ ہو گئی اُسنے خیال کیا کہ ملکہ سے حال مفصل مین کیا بیان کرون گی اندر کا حصار کے تو حال معلوم نہین ہوتا ہے یہ سوچ کر وہان سے اُڑی اور ایسا سحر پڑھا کہ دیوار احاطہ سحر روک نہ سکی اسنے آکر حال سردار ان وکیفیت گنبد سحر وغیرہ دیکھکر مہرخ کو تسکین دی کہ آپ گھبرائیے نہین خواجہ نے مجھکو بہر خبر بھیجا ہے مہرخ نے کہا خواجہ سے کہدینا کہ کنیزین آپ کی آپ پر فدا ہو گئین صندلین یہ کلمہ سنکر رونے لگی اور اُسیوقت وہان سے اُڑی اسکے حصار مین آنے سے احاطہ کو خبر ہوئی تھی کہ کوئی داخل حصار ہوا ہے کیونکہ سحر مین اسکے فرق پڑا پس اُسنے سحر کو زور دیا اب جو یہ نکلنے لگی نکل نہ سکی اسنے غصہ مین آکر اس زور سے ٹکر ماری کہ دیوار شق ہوئی اور یہ باہر آگر گری سر مین بہت چوٹ آئی اور بیہوش ہو گئی ادھر احاطہ نے جلد حصار پھر درست کیا مگر یہ ساحرہ اسی حالت مین اُڑکر جانب

کوکب روانہ ہوئی اثنائے راہ مین وہ ساحر ملے جو پہلے سے آئے ہوئے تھے اُنسے کہا کہ تم کہان رہگئے تھے ملکہ راہ دیکھتی ہین جلد چلو غرضکہ مع ساحرون کے اُسی ور قلعہ طلسم کے دم بھر مین داخل ہوکر خدمت ملکہ مین آئی ساحر جو پہلے سے خبر کو گئے تھے اُنپر ملکہ نے عتاب کیا اُنھون نے عرض کیا کہ ہمنے کوئی اسلحہ تازہ ہمراہیان خواجہ سلامت پر نہ دیکھا تھا اسوجہ بطور جاسوسان ٹھہرے ہوئے تھے فی الجملہ حال تباہ ہونے لشکر کا صندلین سے سنکر عمر رونے لگا اور کہا ایملکہ مین اب نہ ٹھہرونگا غرضکہ ضرور جاؤنگا ملکہ نے کہا خواجہ ایک لمحہ اور توقف فرمائیے یہ کہکر کھڑی ہوگئی اور سحر پڑھا کہ دو پتلے ہوا پر سے ایک صندوقچہ لیے ظاہر ہوئے ملکہ نے سوا سو اشرفی اُنکو نذر دی اُنھون نے نذر لیکر وہ صندوقچہ حوالہ ملکہ کیا ملکہ نے اُسکو وا کرکے اوراق جمشیدی نکالے اور پڑھا اُنمین لکھا تھا کہ احاطہ جادو کے مطیع چار افسر ہین کہ رنگت اُنکے روے کمس کی زرد ہے اور اُن چارون ساحرون کے مطیع چار چار ہزار ہین ساحر لیکن یہ سولہ ہزار جو تابع افسران ہین بظاہر تو ساحر ہین مگر سب پتلے طلسم کے ہین کہ ہنگام جنگ نہ کاٹے کٹتے ہین نہ مارے مرتے ہین پس کوئی ایسا واقف کار ہون کہ اُن سولہ ہزار سے تو تعرض نہ کرے مگر وہ جو چار افسر ہین اُنسے مقابلہ کرکے بجد وجہد تمام قتل کرے جب وہ چارون مارے جائینگے وہ سولہ ہزار از خود ہلاک ہوجائینگے پس نحوست کا زور ٹوٹ جائیگا اور بھاگے گا اوسکو بھی جانے نہ دے مار ڈالے یہ سب حال اوراق سامری سے دریافت کرکے ملکہ نے صندوقچہ مین بند کرکے حوالہ پتلون کے کیا کہ وہ لیگئے اور آپ عمر کے بیقرار ہونے سے حکم دیا کہ سواری ہماری تیار ہو یہ حکم زبان سے نکلتے ہی مجلس جو بران کی گود مین آکر بیٹھی تھی ناک پونچھتی ہوئی کھڑی ہوگئی اور تتلا تتلا کے گویا ہوئی کہ امی جان خواجہ کی ردکرنے سے میرے دلپر ہزارون چھریان پڑگئین مین جاکر اسس لڑائی کو فتح کرونگی بران نے کہا خواجہ یہین رہینگے مین خود جاتی ہون تم ہو تو پھر بچہ ہو کسی جہاندیدہ کا اس جنگ مین کام ہے یہ کہکر قصد روانگی کیا تھا کہ ایکطرف ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور کہ یہ بھتیجی سلطان کوکب کی ہے اور بہن بران کی یہ اپنی جگہ سے اُٹھی اور عرض پیرا ہوئی کہ خواجہ کے لیے مین جانثاری کرنے جاؤنگی افسوس کہ ہمارے مہمان کو جسکے پاس ہم روز بیٹھکر خوشنود ہوتے ہین ایذا پہنچے اور ہم بیٹھے رہین بران نے اسکو بھی منع کیا تم سب بیٹھو مین خود جاتی ہون اسنے جواب دیا کہ بہن تمنے مجھکو کیا موم کا سمجھا ہے ای بایمان

فرو جاتے ہی جو اس نحوست کو روز بد نے گھایا تو تمام اپنا اختر زرکھا بران اسکے ضد کر یسے ناچار چپ ہو رہی اور سب مدارج جنگ کے جو کچھ اوراق جمشیدی مین دیکھے تھے اُسکو سمجھائے یعنے چار افسرون مطیع احاطہ کی کیفیت اور سولہ ہزار تیلون کا حال سب بیان کر کے سپرد بحیزا کھا اور رخصت کیا

روانہ ہونا اُس گل بوستان شجاعت وخوبروئی یعنی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور کا واسطے مدد کرنے مہرخ کے اور مارے جانا احاطہ جادو کا مع اپنے افسرون کے اور جنگ عظیم ہونا نحوست کا مارے جانا حیرت کا شکست کھا کر ہٹ جانا پھر خواجہ کا قلعہ طلسم شاہ کوکب دیکھنا اور مہرخ کو بلوانا بہ تران سے ملوانا المؤلفہ

وہ دے مجھکو اے میرے ساقی شراب
صفامین ہو جو روکش آفتاب

وہ مے جسپہ قربان زاہد کا دل
وہ مے جس سے رندونکا ہے آب وگل

تصور ہے جس مے کا ہر صبح وشام
تمنا ہے جس مے کی دل مین مدام

وہ مے جس سے دکھلائی دے روئے حور
وہ مے جسکو بولین شراب طہور

وہ مے وصف جسکا ہے قران مین
وہ مے واشربوا جسکی ہے شان مین

وہ مے جو سے کوثر پر جو پیتے ہین
وہ مے مردہ دل جس سے سب جیتے ہین

ذرا دیجو اے ساقی پارسا
بہار چمن کا نئے ماجرا

ہوا پھر جوان موسم روزگار
چمن مین نئے سر سے آئی بہار

لیے بلبلین پھول منقار مین
پڑی پھرتی ہین آج گلزار مین

ادامین ہے ہر گل کے مستی بھری
گلابی ہے غنچون کے منہ سے لگی

لب جو ہے ہر سرو کی یون بہار
کہ ہو جیسے آئینہ خانے مین یار

کٹورا سی ہے چشم نرگس کھلی
یہ ہے تاک انگور کو تاکتی

بڑھی ہے بہت حرمت دخت رز
لب جام پر ہے یہ جاری رجز

کہ مین بادشاہون کے ہون منھ چڑھا — طلب گار جمشید سیرارہا
صراحی کے قلقل سے ہے یہ صدا — مجھے فخر زیبا ہے بے انتہا
کہ مین ہون سبستان بنت العنب — جہان رند آ سجدہ کرتے ہین سب
فتحیاب ہون رند ساقی ترے — سر محتسب کاسۂ مے بنے
صراحی و پیمانہ مین صلح ہو — مرے دل کی ساقی کدورت کو دھو
لگادے مرے منھ سے جام شراب — لکھون حالت جنگ افراسیاب
بیا آ جاہ این بادہ خواری گذار — کہے داستان نغز و نادر نگار

بیدار بختان شب عشرت و خوش طالعان اختر قسمت ستارہ نصیب کا فلک خوش قسمتی پر اسطرح طالع فرماتے ہین اور بہر پامالی دشمن سیہ بخت یون جاتے ہین کہ جب وہ سربرج خوبی و دُر خوش آب بحر محبوبی رشک فرماے شمس و قمر یعنے ملکہ اختر اجازت حرب ملکہ بران سے لیکر بیرون قلعہ آئی ملکہ بران و مخمور و عمر مع ناظمان طلسم کے ہمراہ آئے اور اُس گلبدن کو رخصت فرمانے لگے اُسنے اپنے گلے سے ایک ہار موتیون کا اُتارا کہ نو سو نواسی موتی اس ہار مین تھے پس اُس ہار کو گھماکر جانب فلک پھینکا سب موتی اسمین کے بکھر کر ہر سمت جاکر غائب ہوئے اِسنے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین شق ہوگئی زیر زمین سے ایک مار سیاہ نکلا کفچہ اُٹھا ملکہ کو سلام کیا اسنے فرمایا کہ جلد جا اور میری سواری مع لشکر جنگی کے یہان لا یہ حکم سنکر مار زمین مین سما گیا اور بعد لمحے اُسجاسے چار سو مار آتشین کفچہ پرباد کیے اور تخت جواہر آگین سر پر اُٹھائے وہان سے نکلے پھر فلک کیطرف سے لکہ ہاے ابر پیدا ہو کر بھٹے اور اُسمین سے اژدر و عقاب و ہنس و مار و طاؤس وغیرہ پر ساحران نامی سوار ظاہر ہوکر سامنے آئے لباس ہر ایک عمدہ و بہتر نہایت پر زر پہنے پیشانیان قشقون سے مزین و رنگین جھولیان بادلہ نگار گلے مین بعد تزئین اُن سب نے ایک سمت پرا جمایا پھر جس جگہ سے مار تخت لیکر آئے تھے وہان سے سواریان سحر کی نکلنے لگین اور اُنپر جادوگرنیان سوار ظاہر ہوئین کہ جس مین جیتال نہایت حسین و صاحب جمال تھین کوئی لباس سبز زمردین زیب بدن کیے تھی اُسکے جسم سنور کی روشنی اُس لباس مین یون تھی کہ جیسے چمنستان مین کسی نے چراغ جلائے ہین یا آتش گل باغ مین دہک رہی ہے یا ابر سبز مین

برق چمک رہی ہے کوئی گلبدن گلابی لباس زیب قامت کیے تھی یا باغ مین حسن وجمال کے ساونی پھولی تھی کسیکا روے تابان دھانی ڈوپٹے سے یون فروزان تھا کہ دھان کے کھیت سے چاندنی نے کھیت کیا تھا کسیکا رخسار تابناک اودے ڈوپٹے مین یون فروزان تھا کہ جیسے بدلی مین خورشید تابان ودرخشان ہوتا ہے ہر ایک نازنین نازک بدن زیور جواہر کا پہنے جھنڈیان ہاتھ مین لیے صف کشیدہ ہوئین ملکہ اختر تخت پر سوار ہوئی اسکے سوار ہوتے ہی دو اژدہے زمین سے نکلے کہ پشت پر انکی نقارے لدے تھے اور دو پتلے چوبین ہاتھ مین لیے بیٹھے تھے اُنھون نے نقارے بجائے ڈنکے پر چوب پڑی ہزارہا نقارا وہ نقارے بجتے ہی بجنے لگا اور صدہا نرسنگا اور ناقوس بجا تخت کے گرد ہزارہا کنیزان زرین جمال آکر سر ملکہ پر پروہ فشان ہوئین اور اُسوقت اختر مثل اختر فلک کے چمکی اور ابر سحر آکر سر پر سایہ فگن ہوا پریان جھنڈیون کی ہوا مین اُڑنے لگین ہنوز تخت اُڑکر روانہ ہوا تھا کہ کوئی ہزار سوار زرین پوش مرکب پرند زیر ران روے ہوا پر ظاہر ہوا اور چالیس ہزار ساحر پرا باندھکر اُڑا روے گیتی تاریک ہوگیا سواری دوش صبا پر ملکہ اختر کی چلی کہ **نظم**

چلا لشکر بصد حشمت وہان سے ہوا پر ساحر نامی وہ سب تھے
ہزارون جھنڈیان ہر رنگ کی تھین نشانی ساحری کے جنگ کی تھین
کہین نقارے بجتے اور ناقوس کہین اُڑتے ہوے جاتے تھے طاؤس
فلک تک اختر ذیجاہ کا تخت بلند ایسا ہوا جیسے کہ ہو بخت
ستارے ٹوٹتے تھے آسمان سے ویا موتی نچھاور ہو رہے تھے
گھٹائین آئین ابر سحر برسے + فلک پر ہیر آکر چھا گئے تھے +
غرض اس شان وشوکت سے وہ ذیجاہ مع لشکر روان تھی سمت جنگگاہ

اسی راہ دروازۂ طلسمی سے نکلکر یہ تو منزل مقصد کی جانب چلی اور بُران خواجہ کو تسلی دیتی مقام سکونت وہی مقام سکونت پر لائی لیکن عمر کو تسکین کہان دمبدم بیتابیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ **فرد**

اے کاش عمر کو موت آتی + مہرخ کی جدائی ہے ستاتی +

بران نے یہ بیقراری خواجہ کی دیکھکر کچھ باتین ادھر اُدھر کی غم غلط کرنے کو کرکے ہاتھ پکڑلیا اور کہا آئیے خواجہ سلامت ہم آپ سیر طلسم چلکر کرین خواجہ نے ہرچند انکار کیا کہ مین سیر گلزار سے اسوقت عار رکھتا ہون کہ رنج کا خار دل مین

چھپا ہے ملکہ نے اسکا عذر کچھ نہ سنا اور مع چند سرداروں ذیشان کے روانہ ہوئی تاطمان ملک بھی چند ہمراہ ہوئے ملکہ بیرون قلعہ ہفت رنگ آئی اور ایسا سحر پڑھا کہ ایک دھوان سفید رنگ پیدا ہوا اور ہر ایک کی آنکھ مین لگا اُس انجمن سحر کے لگتے ہی آنکھیں بند ہوگئیں پھر جو آنکھ کھلی ایک بیابان خرم وسبزہ زار مین اپنے تئین سب نے پایا کہ وہ مرغزار مینو نژاد حقیقت مین رشک گلشن شداد تھا نہال سبز وشاداب پھلے پھولے لگے تھے یا معشوق سبزہ رنگ گہنا پہنے کھڑے تھے ہوا وہان کی فرح بخش خاطر شوریدہ گان سبزہ وہان کا دافع خفقان مجنونان چشمے ہزاران ہزار جاری نہرون مین اب رحمت بھرا ابر اودا اودا اسر دشت پر چھایا ہوا طاؤس رنگین پر ابر نا چتا ساؤنی پھولی ہوئی یہ معلوم ہوتا کہ گلابی پوش گلرخسارون کا مجمع نہرون کے کنارے کنارے ہزارہا زوبط ومرغابی طائران آبی میٹھا منقار اپنی پانی مین بھگو کر پھر پان لیتا خوش فعلیان کرتا گلہاے خودرو سے تمام دشت رنگین عروس بہار کی نہایت آرائش وتزئین کہ

ابیات

دشت گلہاے سرخ سے معمور	چشم نرگس تھی دیدۂ مخمور
گل ہر اک دلفریب تھا رنگین	دافع رنج خاطر غمگین +
ہر طرف آبشار ہوتا تھا +	رحمت رب تھا سبزۂ جنت
بوئے گل نے بسا دیے تھے دماغ	دشت تھا یا بہشت کا تھا باغ

جب اُس دشت سے سیر کنان آگے بڑھے ایک دریا پر پہونچے پانی اُسکا صفا مین ورق نقرہ سے کہین بہتر کہین بہتر تھا بلکہ وہ از چشمۂ ماہ وحوض تھا ملکہ نے آکر دریا سحر پڑھا اور آنکھیں بند کرلین پھر جو آنکھ کھلی آن واحد مین سب دریا کے پار تھے جب وہان سے آگے بڑھے ایک دیوار فلک فرسا بلور کی دور تک کھچی نظر آئی کہ سراسر اُسکو مطلا کیا تھا اور نقش ونگار سے رنگین بنایا تھا ملکہ نے یہان آکر آواز دی کہ اے پریزادن طلسم جلد سواری حاضر کرو بمجرد صدا دینے کے ایک تڑاقا ہوا اور اُس دیوار مین دروازہ یاقوت سرخ کا لگا نظر آنے لگا اُس دروازے سے سترہ سو نازنین سراسر رشک لعبتان چین پیدا ہوئین کہ ایک تخت یاقوت کا ساتھ لائی تھین حسن اُن سب کا مادح کی مدحت سرائی سے کہین بہتر تھا قلم لکھنے سے قاصر تھا زیور یاقوت نگار سے جسم نازک اُنکا مزین واقعی وہ سب رشک چمن کیا راحت جان گلشن ہر ایک کم سن شباب کے دن مرادون

ستره سونا زمین رشک لعبتان مین غرق دریاے جواہر لباس سے جسم کو ان کے آرائش دیتے مین اُس درازی سے
کاکلین ایک ایک اُمنین افسر خوبان جہان تھی تاجدار کشور گلرخان زمان تھی کف پا انکا روے مہر انور کو
شرماتا دست نگارین ید بیضا پر فوق لیجاتا دلبری کی گھاتین ہر ایک یا دستمگری و بیدادی مین ہر ایک
اُستاد عاشقون کے ارمانون کی نسبت جلاد گردشمن بدن ستم ایجاد کہ **نظم**

سنوارے بال پیچ و تاب دے کر — لیے سب جسم خوشبوے معطر
قیامت آنکھ مین سرمے نے ڈھائی — سیہ بیمار کو بدمی بہنائی
خم ابرو سے پیدا شان شمشیر — مژہ ہر ایک رشک خنجر و تیر
کھلے مسی سے رنگ پان کے جوہر — شفق اُسپر تصدق شام اسپر

وہ شب شہر باران اقلیم دلبری ایک تخت شاہی اپنے ہمراہ لیے جیسے تخت سلیمان کو پریان اُٹھائے ساتھ
بران کے آکر تسلیم کرکے با ادب تمام ٹھہرین ملکہ نے تخت پر خواجہ عمر کو برابر اپنے سوار کرکے کچھ
بڑھا کہ بہت سے گھوڑے پرند نہایت دلپسند ساز و یراق جواہر نگار سے سجے سجائے زین پر زر سے
کسے کسائے اسی دروازے سے اُڑتے ہوئے آئے اور ساحر ہمراہی کے اُن مرکبون پر سوار
ہوئے ڈنکے بجے ناقوس پھنکے سواری ملکہ کی اُس دروازۂ طلسمی مین داخل ہوئی وہ ستره سو پریزاد
ہمراہ صدا اے طرح پیداد و رباش چاؤش طلسم پکارتا در طلسم مین پہونچکر جب آگے روانہ ہوئی دیکھا
تو صحراے طلسمی ہرا بھرا ہے پھول انواع و اقسام کے شگفتہ ہین کوئی گل پری چہرہ تھا کوئی
ملکہ کو دیکھکر ہنستا تھا ہنگام خندہ زنی دیو نکلکر سر ملکہ پر مروحہ جنبانی کرتا تھا طائران خوش نوا ہر شجر
پر بیٹھے تھے یا شہنشاہ کوکب یا شہنشاہ کوکب پکارتے تھے نیا سامان اور طرفہ بہار تھی کیفیت سبزہ زار تھی
خاطر رنجیدہ اسیر فریفتہ و دیوانہ دار تھی کہ **ابیات**

کہ وہ تھا اک چمن پھولون سے لبریز — بہت دلچسپ خوشبو مین بہت تیز
کہان دنیا مین ایسے پھول پیدا — ہزارون رنگ ہر گل مین ہویدا
نظر جس پر پڑی لوٹا گیا دل — قدم اُٹھنا ہوا اُسجا سے مشکل
ہوائین سرد و عطر آمیز آئین — دہن غنچون کے اک جوبن دکھائین

جب اُس دشت دلکشا سے طرفۃ العین مین سواری گذر گئی عمارات عالیشان نظر آئی کہ **نظم**

وہان پہونچے تو کوٹھا ایک دیکھا — کہ پُرتھا موتیون سے سب وہ کُھرا
کبوتر کا ہو جیسے جس طرح پر — مدور اسطرح ہر گوہر تر
بہت سے ڈھیر ایسے اور بہت سے — کچھ اس سے کم زیادہ سب نے دیکھے
منقش دوسرا کوٹھا بھی دیکھا — تو اُسمین اسطرح کا لطف اُٹھایا
کہ الماس و جواہر لعل ہر جا — برابر ڈھیر تھے خرمہرہ آسا
کہین یاقوت نیلم ہر طرح کے — کہ جنکی شرح ناممکن زبان سے
کہین چاندی کی اینٹین اکطرف تھین — کہ ابتک آنکھ نے ویسی نہ دیکھین
مصفا وہ عمارت دورنگ خوب — مکان اُسمین جواہر کے خوش اسلوب
سوا اُسکے عجائب اور اکثر — نظر آتے تھے ہر مخطے وہان پر
غرض پھرتے ہوے ہر جا اسی طور — ہوئے وارد وہ اک گنبد مین فی الفور
اُسے کھولا تو دیکھا اور سامان — کہ جسکی شرح مین ہے عقل حیران
کنول روشن در و دیوار تابان — مصفا فرش ہر جانب تماشا یان
حسینون سے زیادہ حسن مین تھا — بتاؤن حال اُسکا اور مین کیا

اُس گنبد مین اکیس سورج مثل مہر آسمانی نکلے ہوئے تھے آفتاب سپہر مین اور اُنمین اتنا فرق تھا کہ اُسمین حرارت ہوتی ہے اُنمین مطلق تمازت نہ تھی اور اسیطرح ضیا بار تھے مشعل افروز طور ردیف اُس نور کے شرمسار تھے عمر نے وہان کا زر و جواہر اور عجائبات دیگر بران سے کہا کہ یہ مال صرف دیکھنے کا ہے یا صرف بھی کوئی کر سکتا ہے ملکہ موصوف نے جوابدیا کہ آپکا جی چاہے تو آپ کچھ لے لیجیے ورنہ بادشاہ نے اس مقام کو بہر جنگ افراسیاب تیار کرایا ہے اور یہ گنبد نئی خاصیت رکھتا ہے منجملہ اور خواصات کے یہ وصف اسمین ہے کہ یہان سے جس ملک کو چاہو دیکھ لو اور جہان چاہو دم بھر مین پہونچ جاؤ خواجہ کو اس کلام سے لالچ جو دامنگیر ہوا تھا جاتا رہا اور بیتاب ہو کر گویا ہوا کہ اے ملکہ لشکر مہرخ کو یہان سے مجھے دکھائیے ملکہ اختر لڑنے گئی ہین وہ ماجرا نظر آئے ملکہ نے منتر کچھ پڑھا کہ وہ اکیس سورج جو ساطع الانوار تھے اُنمین سے ایک ایک پریزاد نکل کر ہنستی ہوئی سامنے ملکہ کے آئی ملکہ نے اُنسے حکم دیا کہ اس گنبد کا اُسطرف کا دروازہ کھولکر کہ جدھر طلسم

ہوشربا ہے باہر خواجہ کو تماشا دکھاؤ پریون نے حسب الحکم ایک در کے قریب جا کر ایک سورج کو انکمین
انکیس سورج مین سے اشارہ کیا کہ وہ اُتر کر دروازے مین لپٹ گیا کثرت ضیا سے نظر خیرگی کرنے لگی
بعد لمحے کے وہ آفتاب باہر دروازے کے نکلگیا اور دروازہ کھلگیا تمتراان خواجہ کا ہاتھ پکڑکر قریب
در آئی اور کہا زیر گنبد ملاحظہ فرمائیے عمر نے جو زیر گنبد نگاہ کی طرفہ ماجرا نظر آیا کہ ایک سیل لشکر مہرخ
مین بناہ گزین لشکر احاطہ کھنچا ہے فوج مین بھگدر پڑی ہے سرداران لشکر پر مصیبت کی گھڑی ہے سب
وست بدعا ہین ساحران حیرت ونحوست وغیرہ نے دست ظلم دراز کیا ہے عمر یہ حال دیکھکر
بیقرار ہوا ملکہ نے کہا کہ خواجہ صبر فرمائیے اور قدرت خدا دیکھیے اُسکے کرم وفضل پر نظر رکھیے ہنوز یہ سخن
تمام ہوا تھا کہ یکایک صدائے نوبت ونقارہ فلک کیطرف سے کان مین آئی اور ملکہ اختر بعد
گرد فرخت پر سوار مع لشکر بیشمار وساحران نامدار وسواران جرار کے آکر پہونچی فوج نے آتے ہی اُس
دیوار حصار سحر پر حملہ کیا احاطہ جادو مع سولہ ہزار تیلون کے جو اُن چارون افسرون کے بنائے ہین
مقابل آکر ہمسفر ہوا ازبسکہ اختر کو تو بران نے سمجھا کر بھیجا ہے کہ یہ سولہ ہزار ساحر اُن چار افسر ساحرون کے
مطیع ہین اور اُنکے مرنے سے یہ سولہ ہزار از خود ہلاک ہو جائینگے پس اُسنے جانب فلک اشارہ کیا وہ
مالا جو چلتے وقت اُسے گرمایا تھا اور تو سو نوانسی موتی اُسکے پھر گئے تھے اُسمین سے پانچ موتی بلندی پر
ظاہر ہو کر ایک سر پر احاطہ کے اور چار سر پر اُن چار افسرون کے آکر پڑے کہ مثل اصحاب فیل
کے اُن پانچون کے سر توڑ کر اسفل کیطرف سے نکلگئے اُن پانچون کا گوہر جان تلف ہوا غرق بحر فنا ہوئے
غرق بحر فنا ہوئے پھر وہ ہی نے غل اُن کے مرنے سے مچائی آندھی تیرہ وتار آئی وہ سولہ ہزار ساحران کے
مرتے ہی قلزم مرگ مین ویسے وہ دیوار احاطہ کی منہدم ہوئی اور فوج ظفر موج ملکہ اختر لینا لینا کہکر مثل
سیل فنا آگے بڑھی اختر نے پھر سحر پڑھکر دستک دی کہ موتی فلک کیطرف سے برسنے لگے اور چند
گوہر اُس سیل پر سحر کے آکر گرے کہ وہ بھی دھوان ہوکر اُڑ گیا وہ ساحر جو گرد سیل سجدہ مین گرے ہوئے
تھے اور طواف اُس صنم خانہ کا کر رہے تھے ہوش مین آگئے اور اصلی حالت پر اپنی آکر جانب لشکر
حیرت چلے نحوست یہ ماجرا دیکھکر گھبرایا سمجھا کہ زمانہ مرگ قریب آیا یہ سمجھکر رو بفرار لایا مگر بلور نے
اسکا تعاقب نچھوڑا اور پکارا کہ بھائی نحوست اب کہو مزاج کیسا ہے اُسنے یہ کلام طنز آمیز سُنکر
ایک نارنج اُسپر مارا اُسنے وہ نارنج سحر پڑھکر کاٹ دیا اور چاہتا تھا کہ اپنا وار کرے کہ اختر آ پہونچی

ایک موتی اشارہ بجانب فلک کرکے سر نحوست پر گرایا ہر چند اُسنے دہر ڈھالا کو طرح اپنے تئین بچایا ممکن ہوا موتی اُسکے جسد نجس کو توڑ کر پار گذرا شور گیر و بگیر کا بیرون سے بلند کیا حیرت و مصور و حیات وغیرہ فوج اختر سے بھرے ہوئے تھے جب صداے مرگ نحوست سُنی جی چھوٹ گئے اور براہ جانبازی اختر پر سب اپنا لشکر لیکر ٹوٹ پڑے اودھر مہرخ وغیرہ تمام سردار جو مصروف دعا تھے مدد آنے سے خوشنود ہوکر لشکر حریف پر باقیماندہ فوج سے حملہ آور ہوئے بہار کو بھی ہوش آیا اُسنے بھی ہنگامہ سحر مچایا دو لشکر بسان قلزم زخار موج مارکر ملگئے تلوار سحر کی برق کردار چلنے لگی خرمن جان مبارزان جلنے لگی اختر قسمت حیرت ایسا برگشتہ ہوا کہ مریخ سے مقابلہ ہوا تلخ ترہیچ نے چار عنصر مین جسم کے خلل ڈالا اسپ تیغ نے کاخ خاکی تن کو لشکریون کے ڈھا دیا آتش سحر نے باد نفس کو گرم ایسا کیا کہ ٹھنڈے ٹھنڈے ہر روح نے جسم سے نکلکر راستہ جہنم کا پکڑا اور بارش خون بنے لگا کشتی تن غرق بحر فنا ہوئی جان سفینۂ بدن سے کنارہ کر گئی بیرون نے وہ عمل مچایا کہ دشت جنگی میدان محشر نظر آیا نارنجون اور ترنجون کے چلنے سے وہ سناٹے تھے کہ جنگل گونجتا تھا سائین سائین آواز آتی تھین کہ رن گونجتا تھا ہر سمت اندھیر اچھایا تھا ہر ایک بوکھلایا تھا سر و تن کا ہر جا انبار تھا موت کا گرم بازار تھا العیاذ باللہ قیامت کبریٰ تھی بپا تھی یہ لڑائی برپا تھی نظم

ہزارون افعی رہزن غضبناک — نگاہین خشمگین اُنکی وہ چالاک
برابر حملہ آور ہر طرف سے — جنھین دیکھے سے ہوش اُڑجاین سب کے
نہ فرصت پاتے تھے اُنکے غضب سے — نہ مہلت تھی عذاب بے سبب سے
کہ پیچھے اُن کے لڑنے والے انسان — قوی ظالم ستمگر دل پریشان
نکلتے تھے دہن سے اُن کے شعلے — بڑی زنجیر ہاتھون مین لیے تھے
کسے جانب گینڈے تھے نمودار — ستمگار اور سب تھے سخت خونخوار
سنان کیطرح سینگ اُن کے سب تیز — بشکل نیش عقرب زہر آمیز
زمین کانپتی ہلے اُشجار ہر سو — بشکل مردہ اِک پیدا ہوئی بو
زمین سے دمبدم اُٹھتے بگولے — سیاہی چارسو لشکر کو گھیرے
گھرے شعلون مین تن سب عضو جسم کے — اندھیرے مین لگی بجلی چمکنے

خلاصہ یہ کہ اسی سیاہ تابی سحر و ظلمت گیری افسون مین یہ خاکدان پُرآشوب ہر تیرہ و تار ہوا اور ظلمت آباد نام روزگار نا پائدار ہوا کہ نظم

گھٹا جب جلوۂ خورشید روشن	بڑھایا ہر طرف ظلمت نے دامن
ہجوم شام نے صورت دکھائی	ہوا غُل دن گیا لو رات آئی

ملکہ اختر نے فوج مین در آکر سر نحوست کاٹا اور جانب حیرت شیرانہ چلی فوج نحوست افسر کے مرنے سے بھاگی اُن کو دیکھکر لشکریان حیرت کے بھی پانُون اُکھڑ گئے اُسوقت بن جا رہی ملکہ حیرت نے طبل امان بجوایا اور اپنے باپ کے ہمراہ مراجعت کر کے داخل بارگاہ ہوئی لشکر کو جمع کرنے لگی اور اپنے باپ کو سب انتظام سلطنت سپرد کر کے آپ مع چند کنیزون کے خدمت شاہ طلسم مین گئی اسطرف سبب طبل آسائش پر چوب پڑی مہرخ و بہار مع سرداران ذی تبار کے ملکہ اختر پاس آئین سر ملکہ مذکور پر سے زر نثار کیا اور زبان بہ صفت و ثنا وا کی اختر بھی بڑے تپاک اور گرمجوشی سے ہر ایک سے ملی اور تسکین سب کو دی کہ انشاء اللہ عنقریب خواجہ سلامت بھی بہزار تمکنت و جاہ تشریف فرما ہوا چاہتے ہین مہرخ نے کہا ہم امید وار ہین کہ مجرا آتش تیار کرین آپ اُسکو تناول فرمائین اور آج کی شب یہین استراحت کرین سر عجز ہمارا آسمان تفاخر پر پہونچا ہین اختر عذر پذیر ہوئی کہ یہ آپ کیا فرماتی ہین آپ بزرگ ہین سرافراز ہو آپ کی خدمت مین رہتا ہین اپنا گھر سمجھتی ہون مجھکو انکار ہے مجھے کھانا کھانے مین ضرور رہجاتی مگر مجبور ہون کہ خواجہ سلامت آپکا حال پریشان سنکر بہت مضطر ہوئے بیٹھے ہین مجھکو اسلیئے بھیجا کہ جلد جاکر مدد کرے اور پھر خیریت وہان کی کہے بس میرے ٹھہر جانے سے خواجہ اور زیادہ گھبرائینگے لہذا ملتمس ہون کہ آپ مجھے رخصت عطا فرمائین پھر خدا نے چاہا تو ہمراہ خواجہ مین حاضر خدمت ہونگی اور ارشاد آپ کا بجا لاؤن گی الحاصل بہزار دشواری رخصت یاب ہو کر مع سر نحوست روانہ ہوئی یہان مہرخ نے لاشہاے مقتولان لشکر خود اُٹھوائین اور ڈھنڈورا پٹوا یا کہ لشکر جو فراری تھا وہ آکر آباد ہونے لگا بازار ین کھلگئین بارگاہین اور خیام وغیرہ از سر نو نصب ہوئے عیار بھی لشکر مین آئے زرین فتح کی گذرنے لگین ملکہ موصوف سریر جہانبانی پر جلوہ گستر ہوئی اُس شب کو آرام نہین کیا انتظام مین مصروف رہی حکم جشن مسرت ہونے کا دیا ہنگامۂ عشرت و نشاط گرم ہوا یہ تو اس کیفیت مین ہے لیکن اختر جو یہان سے روانہ ہوئی برتان و

عمر نے سب ماجرے جنگ اُس گنبد پر سے دیکھا بران نے خواجہ سے کہا اب تو آپ خوشنود ہوئے خواجہ
نے کہا اے ملکہ یہ سب سحر کا ڈھکوسلا ہے بھلا میرا دل کب مانتا ہے طلسم ہوش ربا یہاں سے منزل ہے نہیں معلوم
وہان کیا سانحہ گذرا تمنے بزور سحر نیا تماشا مجھکو بہر تسکین خاطر دکھا دیا قدرا نہین کہ جیسا کہ ماجرا مین نے دیکھا
ہے مگر دل ایسے خلاف عقل امر کو قبول نہین کرتا ہے بران ان باتون کو سنکر ہنسی اور کہا مین آپ کے
طمانیت دل کے لیے اختر کو ہین بلواتی ہون یہ کہکر وہ پریان جو آفتابون مین سے نکلین تھین اُنمین
سے ایک کو حکم دیا کہ جاؤ اور ملکہ اختر کو بلا لاؤ پری حسب الحکم ایک افتاب کے قریب گئی اور اُسمین
غائب ہوئی آفتاب در گنبد سے نکلکر روانہ ہوا ملکہ اختر اسطرف جاتی تھی کہ جدھر سے آئی تھی یکایک آفتاب
آئی تھی یکایک آفتاب قریب تر پہونچا ملکہ مذکور سمجھی کہ شاید کوئی لڑنے آیا ہے چاہا کہ سحر کرے مگر آفتاب سے
آواز آئی کہ اے ملکہ چلیے آپ کو ملکہ بران نے بلایا ہے وہ گنبد جہان نمائے طلسم پر استادہ ہین اور آپ کو دیکھ
رہی ہین اختر نے یہ حال سنکر اپنے ہمراہ کے لشکر کو حکم دیا کہ تم اپنے مقام پر جاؤ وہ لشکر بلند ہو کر چلا
اور جسطرح سے کہ ابر پیدا ہوگے تھے اسیطرح ابر گھر آئے افسر و لشکر ابر مین جاکر غائب ہوئے بعضے زمین
مین سما گئے جب لشکر اور تخت اور مار واژدر وغیرہ سب جا چکا اُس آفتاب سے پری نے باہر آکر نیچے
ملکہ کی کمر مین دیا اور پھر آفتاب مین آکر غائب ہوئی ایک آن مین وہ مہر گنبد طلسم مین آیا پری پھر
باہر نکلی اور اختر کو سامنے حاضر کیا اختر بیہوش تھی بعد لمحہ جب ہوشیار ہوئی اٹھکر خواجہ اور ملکہ کو سلام
کیا اور سر نحوست کا نذر کیا بران نے وہ سر لیکر قدم پر عمر کے ڈالدیا اور کہا کیون خواجہ
سلامت اب آپ کو یقین آیا کہ لشکر آپکا بخیریت ہے عمر نے ہنسکر جواب دیا کہ اے ملکہ مجھکو بڑا تعجب ہے کہ
واقعی یہ اصلی مہرخ تھی جسکو مین نے لڑتے دیکھا ملکہ نے کہا خواجہ یہ اصلی لشکر آپ کے ملعون کا تھا
اسمین کچھ شک و شبہ نہین ہے اور مین آپ کو برائے اطمینان خاطر ایک پتا دیتی ہون وہ یہ ہے کہ آپ
جب مین نے غربال کے جال سے اُٹھا لائی تھی اور بادشاہ نے آپ کو ڈھکیل دیا تھا تو آپ اس طلسم
طلسم ہوش ربا مین گرے تھے اور حشم زدن مین وہان پہونچ گئے تھے بس ویسا ہی اس مقام کو بھی جانیے
اور شبہ کسیطرح کا نکیجیے عمر نے کہا واقعی آپ کا فرمانا سچا ہے مگر مین کیا کرون دل کمبخت سیر التسلی بات
مین ہوتا ہے ملکہ مسطور نے جواب دیا کہ یہ باعث زیادتی محبت کا آپ کی ہے جو نسبت اپنے لشکر کے آپ الفت
کرتے ہین الحمد من الشمس ہے اچھا مین ملکہ مہرخ کو یہان بلوا کر آپ سے ملاقات کراتی ہون کسلیے کہ آپ ۱۰

اُنسے بہت عرصہ ہوا کہ ملاقی بھی نہین ہوئے فی الجملہ آپکی خاطر مبارک آنکی ملاقات بہجت آیات سے منبسط و
منبہج ہوگی یہ کہکر پھر ایک پری زاد آفتاب طلسمی کو پکارا کہ اے ملکہ شعلہ حسن جاؤ ملکہ مہرخ کو بہ آرام تمام
اُٹھا لاؤ مگر وہ ساحرہ زبردست ہے میری انگوٹھی لیتی جاؤ اور اُسکو یہان پہونچاؤ خبردار کوئی تکلیف نہونے
پائے یہ کہکر ایک انگشتری ہاتھ سے اُتار کر پری کو دی وہ اُسکو پہن کر اور آفتاب مین پوشیدہ ہوکر روانہ
ہوئی وہ تو اُدھر گئی مگر یہان ہمراہ بران جو سردار عالیشان آئے ہین اُنمین ایک ساحر نحس جادو
نام ہے اور یہ بھائی ہے نحوست کا ازبسکہ جب کوکب و افراسیاب سے اتحاد تھا تو اُسنے
طلسم کی آب و ہوا کو پسند کرکے خدمت بران مین رہنا اختیار کیا تھا اور جیسا کہ بھائی اُسکا طلسم
ہوش ربا مین معزز و ممتاز تھا یہ یہان صاحب عزت و جاہ ہے اِسوقت ساحر نے بھائی کا قدم بر خواجہ کے
دیکھکر اشک حسرت آنکھون مین بھر لایا اور عنبریزی عرق مین جوش زن ہوا بدشواری
ضبط رنج کرکے خاموش ہو رہا دلسے کہا کہ یہ سب فساد اسی کہنہ دزد عمر کا ہے اِس کے باعث
سے بھائی میرا مارا گیا پس قابو پاکر کام عمر کا تمام کرنا لازم ہے یہ سوچکر فکر قتل خواجہ کرنے لگا اُدھر
لمحہ مین شعلہ حسن پری لشکر مہرخ مین پہونچی بارگاہ مین ناچ ہو رہا تھا دور جام آفتابی شراب کا
چل رہا تھا کہ یہ آفتاب یکایک طالع ہوا ہر ایک سردار سمجھا کہ شاہ جادوان نے کوئی سحر بھیجا ہے یہ سمجھکر
ناریل اور ترنج سنبھالے مگر آفتاب سے شعلہ حسن نے نکلکر مہرخ کو تسلیم کی اور عرض پیرا
ہوا کہ چلیے آپکو ملکہ بران نے بلایا ہے کلام سنکر کسیکو اعتبار نہ آیا اور یہی تصور کیا کہ شاہ طلسم کا
سحر بھیجا ہوا ہے غرضکہ مہرخ نے کہا کہ لشکر میرا انتشار ہیگا بدین وجہ میرا جانا ممکن نہین پری نے کہا مجھکو حکم
لیجانے کا ہی ہے بغیر لیجائے آپکے پھر کر نجاؤن گی اس کلمہ سے سبکو بالکل یقین ہوا کہ یہ فرستادہ
افراسیاب ہے پس برق عیار نے کرسی پر سے اُٹھکر اُس پری کے پس پشت اپنے تئین پہونچایا
اور جب وہ باتون مین مصروف ہوئی اِسنے کمند اُس پری پر ڈالی اُسنے بدن کو اپنے جنبش دی کمند کھلکر الگ
ہوگئی اور اُسنے بیتاب کہا کہ تم لوگ آمادہ بفساد ہوئے یہان خود اگر حکم ملکہ عالم تمہارے آرام
دینے کا نہوتا تو ابھی سب کو خاک سیاہ کر دیتی پس مناسب ہے کہ میرے ہمراہ چلو نہین تو بزور دستی لیجاؤن
گی اسلیے کہ ملکہ وہان منتظر میری ہونگی اور مجھکو یہان عرصہ گذرا ہے یہ کہکر قریب تخت آئی اور ہاتھ بڑھایا کہ
مہرخ کو اُٹھا کر لیجاؤن مہرخ نے ایک طمانچہ بزور سحر ایسا زور سے مارا کہ اگر کوئی ساحر

اور ہوتا تو سر اُسکا اُڑ جاتا مگر یہ پری طلسمی ہے طمانچہ کھا کر مثل شعلہ جوالہ چمک کر گری اور ملکہ مذکور کو پنجہ مین دابکر لے اُڑی سب ساحر لیٹیا لینا کہکر اُٹھے ناریل ترنج سحر کے مارنے لگے وہ پری بلند ہوگئی اور ایک ہی سناٹے مین دور نکل گئی اس ہنگامہ مین اتنا تو ہوا کہ جب آفتاب مین مخفی ہوکر آئی تھی اُسمین سما سکے پس ایک مقام پر جب دور نکل آئی تو ٹھہر کر آفتاب کو چاہا کہ بلا لے جب وہان ٹھہری مہرخ جو ہوا سے بیہوش تھی ہوش مین آگئی اور اُٹھکر اُسنے ایک لات اس پری کے بڑے زور سے ماری چونکہ یہ بھی ساحرہ زبردست ہے پری لات کھا کر بیہوش ہو گئی لیکن جب بیہوشی اُسپر طاری ہونے لگی اُسنے بھی ایک طمانچہ مہرخ کے مارا کہ ادھر پری اُدھر مہرخ دونو بیہوش ہوکر گرین لیکن یہ پری انگشتری ملکہ بران کی پری تھی اُس انگوٹھی کے کئی سو پری تابع ہین جب یہ بیہوش دونون ہوئین پریچہ نکلکر گرے اور دونون کو اُٹھا کر آن واحد مین اُس گنبد طلسم پر لائے کہ جہان بران و عمر تھے بران نے اُٹھکر سحر پڑھا کہ آفتاب طلسم بھی جو پری سے چھوٹ گیا تھا یہان آگیا پھر ملکہ موصوفہ نے گلاب سحر دونون پر چھڑکا کہ ہوشیار ہوئین پری نے عرض کیا کہ بڑی لڑاکا پاس آپ نے مجھے بھیجا تھا بران نے پری کو گھرکا کہ خبردار کلام بے ادبانہ منہ سے نہ نکالنا پھر ملکہ مہرخ سے اُٹھکر بغلگیر ہوئی اور عذر کیا کہ آپ نے ساتھ جو پری کے بے ادبی سے پیش آئی معاف فرمائیے گا اور وہ آپ پر کبھی غالب نہ آتی مگر میری انگوٹھی اُسکے پاس تھی اسوجہ سے آپکو اُٹھا لائی مہرخ نے کہا مجھکو معلوم تھا کہ آپ نے بلایا ہے ورنہ یہ فساد ہوتا آپ بھی عفو کیجئے گا الغرض بعد معذرت بسیار خواجہ سے مہرخ اُٹھکر لپٹ گئی دونون ملکر دیر تک رویا کیے بران نے دونون کو تسکین دیکر جدا کیا پھر مخمور سے ملاقات ہوئی جب باطمینان سب بیٹھے بران نے اُن پریون سے حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر جاؤ وہ آفتاب مین سما کر غائب ہوئین اور آئینون آفتاب بھی ناپدید ہوگئے ملکہ بران اس گنبد سے باہر نکل آئی اور ایک سحر پڑھا کہ وہ گنبد بیچ سے شق ہوگیا ملکہ سبکو ہمراہ لیکر آگے بڑھی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی ایک میدان وسیع مین سب نے اپنے تئین پایا اُس میدان مین ہر سمت درختان پر بہار بہرو شاداب لگے جو بہار باغ عالم کو شرماتے تھے طائران خوش نواز مزمہ سنج و نغمہ زا تھے چشمہ پانی کے بھرے دل سیاحان کو اپنی دید پر لہراتے تھے گھٹا گھنگھور چھائی تھی مور کی آواز سے طبیعت ناصبور کو مستی یاد آتی تھی سرخ سرخ پھول اُس وادی گھٹا مین کھلے تھے ہزار جوبن دکھاتے تھے لب لعلین مسی آلودہ یار

یاد آتی تھی بیچ میدان مین چار بنگلے رشک قصور خلد برین بنے تھے فرش و شیشہ آلات سے سجے تھے

نظم

وہ صحرا تھا نہایت سبز و شاداب
نہال و برگ و گل تھے جسمین نایاب

ندیکھا تھا کبھی صحن جہان مین
بھلا کس طرح وہ آوے بیان مین

بہت خوش رنگ پھل لاکھون طرح کے
نظر نے جو کبھی دیکھے نہین تھے

وہ شاخون سے بہم شاخین خمیدہ
کوئی پکا ہوا پھل خود چکیدہ

بہت ایسے جنھین سب جانتے تھے
بہت وہ جو نہین پہچانتے تھے

ہمیشہ دل رہے جن کا گرفتار
وہ نہرین بہتی تھین جنگل مین دوچار

لبالب آب شیرین اُن مین جاری
عجب صورت کی پیدا آبداری

کہ جی قربان صدقے روح بیتاب
گہر سے بھی زیادہ موج خوش آب

مزے صانع کے تھے اُن سے ہویدا
کہ یہ عالم تھا ہر پہلو سے پیدا

جدھر دیکھو جہان دیکھو وہین ہین
جہان جاؤ یہی سمجھو یہی ہین +

درختون کو اُنھین سے فیض حاصل
جدھر دیکھو عجب اِک لطف کامل +

وہ بنگلے یون بنے تھے اُسجگہ خوب
در و دیوار جتنے تھے خوش اسلوب

بچھا ہر سمت فرش زعفران تھا
جواہر کار ہر مسند بچھا تھا +

نگاہون کو ہوا اک لطف حاصل
بشکل آئینہ ہر شے کے مقابل

ہوئی داخل جو اُن بنگلون مین اُن
برائے خاطر مہمان ذی شان

یہ فرمایا کہ ہو تیار محفل +
بنی اک دم مین وہ جا شاہ منزل +

وہی سامان جو تھے مرغوب خاطر
ہوئے اِک بات کے کہتے مین حاضر

چراغ و شمع و ساقی شیشہ و جام
حسینان پری پیکر گل اندام

طعام و آب میوے ہر طرح کے
نہین دیکھا جنھین ابتک کسی نے

غرض جب بزم نے زینت یہ پائی
نگہ نے سب کی کیفیت اٹھائی +

سر مسند ہوئے سب جلوہ آرا
کیا ساقی کو ملکہ نے اشارا

دلون مین آرزوؤن نے کیا جوش
ہوا شرما کے عہد توبہ روپوش

دور جام آغاز ہوا پریان طلسمی حاضر ہو کر ناچنے لگین مہرخ کی خاطر مین بران بدل مصروف تھی اُسی ہنگامہ عشرت و جلسۂ مسرت مین مہرخ نے ہنسکر کہا کہ اے ملکہ آپ نے خواجہ کو یہان ٹھہار رکھا وہان اگر اور عیار نہوتے تو ہم لوگ اب تک ہلاک ہو جاتے بران نے جوابدیا کہ واقعی شکایت آپ کی بجا ہے لیکن خواجہ کے مقدمہ مین مجھکو رخصت دینے کا اختیار تھا اور نہ اب ہے خواجہ تو مہمان شہنشاہ کے ہین مین صرف اُنکی خدمتی ہون بادشاہ جب چاہینگے خواجہ کو رخصت کرینگے خواجہ سلامت تو تشریف لے جائینگے لیکن یہ تو بتلاؤ کہ اور عیارون نے کیونکر تمکو بچایا مہرخ نے برق و قران وغیرہ کی عیاریون کا حال بیان کرنا شروع کیا جب باتون کو طول ہوا عمرو وہان سے اُٹھا کہا کہ ملکہ آپ دونون صاحب جبتک باتین کرین مین سیر کر آؤن بران عیارون کا حال سُننے مین ایسا محو تھی اور اُن کی فطرتین سُنکر آفرین کرتی جاتی تھی دنگ ہو رہی تھی اُسنے خواجہ کے جانے پر کچھ خیال نہ کیا عمرو بنگلہ کی پشت کیطرف جو دروازہ لگا تھا اُسکو کھولکر آگے بڑھا اور ٹوپر تو بنگلون کے صحرا تھا کہ جس کا ذکر اوپر ہوا مگر اسطرف ایک باغ پُر بہار اعجوبۂ روزگار نظر آیا سراسر طلسم کا ایسا نقشہ پایا کوئی چمن گلہائے لالہ و گل سے مملو کہین خیابان مین یاسمن و شبّو ہر گل کی لطافت انگیز کہین کیوڑا کہین نسترن کہین نازبو کسیجگہ سوسن دہ زبان کہین سرو دلجو کسی جانب شمشاد بر لب جو اُنپر قمریون کی کوکو فاختہ کی حق سرہ کہین سنبل تر بشکل گیسو غنچہ ہر گل نہایت خوبرو وہ مکان سراپا جادو کے بموجب

نظم

جو دروازہ تھا باغ جان فزا کا
طلسمی جانور طائر تھے گویا +
شجر گل برگ مین تھے سیکڑون رنگ

تماشا تھا وہان ہر مدعا کا
دُر و یاقوت سے لبریز ہر جا
نظر آتے تھے ہر شے مین نئے ڈھنگ

فراش ماہتاب نے فرش چاندنی کا بچھایا تھا دُر و لعل و یاقوت روشن پڑے تھے شب ماہ مین یہ ظاہر کر زمین پر ستارے جڑے تھے عروس گلشن زیور جواہرین پہنے ہوئے موتیون کے جال درختون پر پڑے نیا لطف دکھاتے تھے شاہد بہار کو بانس لینے کی تدبیر تھانے تھے عمرو چاندنی کی بہار دیکھتا مگر دل خوف کرتا کہ یہ جگہ طلسمی ہے ہر قدم پر آفت بیان دھری ہے یاخاطر پُر بیم ہر سمت پھر رہا تھا

نظم

بڑھا سوئے گلستان حسب تسلیم
مگر خاطر مین پیدا کثرت بیم

	کہ واقف نہین اس سرزمین سے غرض کچھ دور بڑھکر پھر پھرا وہ		نہ آجائے بلا کوئی کہین سے ٹھٹکتا تھا برابر جا بجا وہ	

جب براہ اندیشہ اُس گلشن سے پھرا بخس جادو کو اُسنے آتے دیکھا کیلیے کہ وہ دشمنی پر کمر باندھ چکا تھا جب خواجہ کو اُسنے اُس دروازے مین جاتے دیکھا تو عقب مین اِن کے وہ بھی آیا کہ خواجہ تنہا جاتے ہین پھر ایسا وقت نہ ملے گا چلکر اگر قابو پایا تو قصاص اپنے بھائی کا لے غرضکہ جب عمر نے اُسکو آتے دیکھا دل قوی ہوا کہ یہ سرداران بران مین سے ہے یہان کے حالات سے واقف ہوگا اب اچھی طرح سیر ہر سمت کی کرونگا یہ سمجھکر اُسکے قریب آکر کہا کہ بھائی تم خوب آئے ہم اکیلے یہان پھرتے دوڑتے تھے چلو ذرا سیر کرا مین اُسنے فوراً خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا چلیے مین سیر کرا لاؤن پس دونون آگے بڑھے بخس باتون مین لگائے ایک چمن مین اُسکو لایا اور وہان ٹھہر کر جیب قبا سے اپنے چند الائچیان نکالین اور کہا خواجہ یہ ہدیہ فقیر کا قبول کیجیے یہان اور تو کچھ ماحضر نہین خیر یہی شغل سہی عمر اسکو بران کا ملازم اور اپنا رفیق جانتا تھا کہ یہان جتنے ساحر ہین سب میرے طرفدار ہین پس بے وسواس وہ الائچیان لیکر ایک الائچی کے دانے نکالے اور کھالیے کھاتے ہی یہ حالت ہوئی کہ بموجب بیت طبیعت صورت دیوانہ برہم + رہے اپنے نہ قابو مین ذرا ہم + بخس نے جب اُسکو بیخود دیکھا فوراً سحر پڑھکر سر پر ہاتھ رکھا کہ عمر بیہوش ہوکر مثل مردے کے زمین پر گرا اُسنے اُٹھا کر ایک گوشے مین اُسی باغ کے لاکر چاہا کہ ذبح کرے لیکن بموجب بیت نگہبان جسکا ہو پروردگار + نہ آزار اُسے دے سکے نابکار + بخس کے دلمین خیال آیا کہ اسکو مسوسہ سحر اچھی طرح کرکے ہوشیار کردنا یہ اپنے حال زشت و زبون کو دیکھے اور بڑے حسرت و افسوس سے قتل ہو یون حالت بیہوشی مین مارا تو کچھ اچھا نہین غرضکہ یہ سوچکر اُسنے سحر سے گرد خواجہ کے حصار کر دیا اور دو سحر پڑھا کہ عمر ہوشیار بھی ہوا اور حالت دیوانگی بھی جاتی رہی اور اُس ساحر کو خنجر بکف دیکھکر بہ منت تمام گویا ہوا کہ بھائی میری کیا خطا ہے جو تم آمادہ میرے قتل پر ہو اُسنے کہا کہ تو نے میرے بھائی نحوست کو ملکہ اختر کے ہاتھ سے قتل کرایا اور باقی فساد و دو ملکون مین طلسم کے تیرے ہی سبب سے فتنہ عظیم اور مفسدہ بزرگ برپا ہے مین تجھکو دیکھ تو کس عذاب الیم سے ہلاک کرتا ہون کہ روح تیری تا قیامت

تڑپتی رہے عمر نے کہا بھائی تم مجھکو ہلاک کرو مین اس طلسم مین ہونگا اور تمھارے بادشاہ سے مدد نہ مانگونگا
اسنے جواب دیا کہ اے مکار مین تیرے فقرے کو کب مانتا ہون اور دیکھ پہلے تیری دونون آنکھین نکالتا ہون پھر
سب اعضا جدا کرونگا تڑپا تڑپا کے مارونگا عمر نے یہ سنکر کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا اور قاتل سے کہا
اتنی مہلت دے کہ مین ایک وصیت نامہ لکھکر اپنے سینے پر رکھلون یقین ہے کہ تو مجھکو قتل کرکے بھاگ
جائیگا اور ملکہ بران تلاش کنان میری لاش پر تشریف لائینگی پس اُس وصیت نامہ پر جو میرے پاس سے
برآمد ہوگا ضرور عمل کرینگی قاتل نے خواجہ کے ان کلمات کو سنکر ہنسکے کہا کہ مہلت مین تجکو ایک شرط
سے دیتا ہون کہ وصیت نامہ مین میری سفارش بھی لکھنا یعنے یہ لکھنا
کہ اس میرے قاتل سے کوئی طالب قصاص ہو اور کسیطرح آزار میرے معاوضہ خون کی
نسبت اسکو نہ پہونچائے عمر نے کہا یہ باتین تو مین نہ لکھونگا اُسنے جواب دیا تو پھر مین مہلت
نہین دیتا یہ کہکر خنجر کھینچکر بڑھا خواجہ نے کہا اچھا مہلت دے جو تو کہتا ہے وہ بھی لکھدونگا اور
لکھونگا کہ زبردستی مجھسے لکھوایا ہے اس کلمہ پر ساحر بہت خفا ہوا کہ تیرا لکھنا بیکار ہے زبردستی
لکھوانے کو کون مانیگا عمر نے کہا اچھا یہ لکھونگا یہ لکھونگا کہ مجھکو وصیت نامہ لکھنے کی مہلت اسی
شرط پر دی تھی کہ مین قاتل کی بھی سفارش درج وصیت نامہ کرون اُسنے کہا یہ مضمون بھی مثل مضمون
سابق ہے مین تجھکو مہلت نہین دیتا عمر نے کہا خفا ہو جیے مجھے لکھنے دیجیے دیکھیے تو لکھتا کیا ہون
جب آپ کے خلاف ہوگا تو چاک کر ڈالیے گا اُسنے یہ کلام پسند کرکے مہلت دی عمر نے
زنبیل سے قلم دوات و قرطاس نکالا اور دو جوڑی موتی برابر بیضۂ مرغ کے جو قد رکھتے تھے اور
آب و صفا مین گوہر شبچراغ کو سامنے اپنے ماند بتاتے تھے نکالے اُن موتیون سے وہ جگہ ضیا بار ہوگئی
ساحر نے اُن دُر ہاے بیبہا کو دیکھکر پوچھا کہ اِنکو کیا کروگے اُسنے کہا ہمراہ وصیت نامہ رکھ جاؤنگا
کہ ملکہ میری اولاد کو بھیجدینگی اُسنے کہا یہ موتی تو مین لونگا جو روپیہ کہ اسکے عوض تیری اولاد کو مین
پہونچا دونگا خواجہ نے کہا یہ کبھی ہوگا کہ مین موتی تجھے دون اُسنے کہا مین ضرور لونگا غرضکہ تا دیر
اس امر مین تکرار رہی آخر نحس نے ہاتھ پکڑکر زبردستی چھین لیے اور قاصد قتل خواجہ ہوا
خواجہ نے کہا اے عزیز مال چھین لیا اب وصیت نامہ تو لکھ لینے دے اُسنے تامل کیا اور موتیون
کو ہاتھ پر رکھکر دیکھنے لگا موتی ہاتھ کی گرمی پاکر پسیجے اور اُن مین سے بھاپ نکلنے لگی یہانتک

کہ وہ بھاپ مہین مہین دھوان ہوکر اُسکے دماغ کیطرف جانے لگی اور وہ موتی کم ہونے لگے اُسنے
براہ استعجاب ہاتھ قریب چشم لاکر بغور دیکھا کہ یہ کیا ماجرا ہے موتی کم کیون ہوئے جاتے ہین پس آنکھ کے
قریب ہاتھ لانے سے دھوان بیہوشی کا ناک مین اچھی طرح گیا اور وہ چھینک مارکر سامنے خواجہ کے
گرا اور بیہوش ہوگیا یہان تو یہ ہنگامہ گذرا مگر بنگلے مین بعد کچھ دیر کے بران کو خواجہ کی یاد آئی گھبراکر
مہرخ سے کہا آپ کی باتون مین خیال نرہا خواجہ نہین معلوم کدھر نکلگئے یہ کہکر ساحرون سے حکم دیا
کہ تلاش کرو بہت سے ساحر اُس صحرا مین جسکا حال اول بیان کیا گیا جاکر ڈھونڈھنے لگے جب کہین نشان نا
ملا ملکہ سے آکر اطلاع کی ملکہ نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا اُس بنگلے مین آیا اُس سے استفسار
کیا کہ خواجہ کہان ہین اُسنے بزبان فصیح عرض کیا کہ اب بھی خبر خواجہ کی آپ نے لی تو بہت اچھا
کیا خواجہ کو نحس نے مار ڈالا ہوتا یہ سانحہ گذرا ملکہ پران یہ حال سنکر بیتابانہ اُٹھی اور اُسی ویرانے
مین چلی اُسکے ہمراہ جملہ ساحر روانہ ہوئے جب داخل دروازہ باغ مذکور ہوئی از بسکہ رات تھی تو بہ نیچ
سحر کے صد ہا مشعلین روشن کیے ہوئے از خود ہر سمت سے پیدا ہوگئے اور وہ گلشن سراسر وادی ایمن
بنگیا عمر روشنی دیکھکر گھبرایا سمجھا کہ کوئی اور آفت آئی پس بہت جلد اس خیال سے کہ شاید یہ ساحر بیدار
نہ ہو زنبیل سے دو پتھر نکالے ایک اُسکے سر کے نیچے رکھا اور دوسرے سے سر کچل دیا بھیجا اُسکا پاش
پاش ہوگیا شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا بران بہت جلد خواجہ کے پاس آئی کیونکہ جدھر سے یہ ہنگامہ بلند
ہوا اُسیطرف سمجھی کہ خواجہ ہین غرضکہ نزد ایک آکر کہا کہ خواجہ سبحان اللہ مہرخ و محمود وغیرہ نے بھی تعریف
کی عمر نے کہا خواب آپ نے سردار ایسے یہان رکھے ہین کہ وہ دشمن جان ہین یہ حرامزادہ کام میرا تمام
ہی کرچکا تھا اپنے بھائی کا بدلا لینا چاہتا تھا بران کو اس کلمے سے حجاب ہوا اور گردن جھکاکر
کہا کہ واقعی مجھسے خطا ہوئی جو مین نے آپ کی خبر نرکھی یہ کہکر بغضب تمام پکاری کہ لے گلزار
جادو جلد حاضر ہو سب نے دیکھا کہ آواز دیتے ہی گوشۂ باغ سے ایک ساحرہ حسین و کمسن زر و زیور و
پوشاک جواہر کار سے آراستہ سامنے حاضر ہوئی اُس سے عتاب کرکے خطاب کیا کہ کیون نا زادی
تو یہان موجود تھی اور خواجہ پر یہ تعدی وہ ملعون کیا کیا اور تو مانع نہوئی اُس نے عرض کیا
کہ ملکہ عالم مین سمجھی تھی کہ یہ کوئی گنہگار آپکا ہے جب تو سزا اُسپر ظلم کرتا ہے یہ سنتا تھا کہ ملکہ مذکورہ سر بکف
ہوگئی اور کہا وہ تجھ تمام مالکان بند طلسم کو بلواکر خواجہ کو مین نذر دیوا چکی ہون اسلیے کہ سب ساکن

طلسم خواجہ کو پہچان لین غلغلہ تشریف آوری خواجہ تمام طلسم مین ہے اور تو آجتک پہچانتی نہین معلوم ہوا کہ تو بھی عناوت رکھتی ہے یہ کہکر دونون ہاتھ اونچے کیے ایک شعلہ فلک پر سے چمک کر اُس نازنین پر اگرا کہ دھر دھر جلنے لگی اور خطا ہوئی خطا ہوئی پکارنے لگی یہانتک کہ جلکر خاک ہوگئی پھر ملکہ نے اشارہ کیا کہ اُسکی کنیزین اور ملازم جہان جہان ہون سب حاضر ہون دیکھا تو پھول سے اُس گلشن کے کچھ پریزاد عورتین پیدا ہوئین ملکہ نے پھر ہاتھ اونچے کیے کہ شعلے آنپر بھی گرے اور اُنکے جلنے کا شور دیر تک بلند رہا ایک غوغاے عظیم برپا تھا بعد اس آفت کے باشارہ ملکہ ایک شعلہ لاش نخس پر بھی چمک کر گرا کہ وہ بھی راکھ ہوگئی پھر ملکہ نے ایک اپنی رفیق کو وہ باغ سپرد کیا اور خواجہ وغیرہ ہر ایک کو اپنے ہمراہ لیکر اُس باغ سے دوسرے بنگلے مین آئی اسجگہ بیان کیا گیا ہے کہ چار بنگلے پُر تکلف بنے ہین چنانچہ یہ بنگلہ پہلے بنگلے خوبی اور آراستگی مین کہین زیادہ تھا دروازے اُسکے سب کھلوا دیے ایکطرف صحراے سبزہ زار مین ایک جانب دریا زخار ایک سمت باغ پُر بہار ایک رُخ کوہ کوہسار نظر آیا ملکہ نے مہرخ کو مسند زرنگار پر بٹھایا سیر اطراف کی دیکھتے جاتے تھے اور سب مصروف عشرت تھے ساقیان مہر دیدار جام مے خوشگوار دیتے تھے رقاصان ماہ رخسار نغمہ سنج مسرت شراب عشرت سے سرشار تھے یہ سب تو مشغول عیش و نشاط ہین مگر حال حیرت سنیے کہ یہ جو طبل آسائش بجوا کر جانب شاہ جادوان گئی بادشاہ باغ سیب مین تخت پر متمکن تھا رات کا دربار تھا بڑے بڑے ساحران نامی کرسی و دنگل پر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا کہ ملکہ موصوفہ جا کر پہونچی سب سرداروں نے تعظیم دی شاہ طلسم نے مسکرا کر پہلو خالی کیا ملکہ پہلو مین تو آکر بیٹھی مگر رونے لگی بادشاہ نے آنسو پوچھے اور کہا ظاہر ہوتا ہے کہ نحوست وغیرہ مارے گئے ملکہ نے رو رو کر سارا حال لڑائی کا بیان کیا جب بادشاہ نے آنا اختر کا سنا فرط غیظ و غضب سے کانپنے لگا اور کہا ملکہ یقینی یہ امر ہے کہ اُس مرد صحرائی یعنے کوکب سے بگڑ گئی اور اُسکی قضا پھڑ پھڑاتی ہے اچھا اب تم جاؤ اور دروازہ طلسم خون ۔ وان کا کھلواؤ مین بیابان آتش فشان مین جاؤنگا اور وہان کے محافظ کو تمھارے ساتھ کر دونگا دیکھون تو اُسکو کون ہلاک کرتا ہے ملکہ مسطورہ حکم سنکر اُٹھی اور طاؤس سحر پر سوار ہوکر اپنے لشکر مین آئی یہان اُسکی غیبت مین ابرق وزیر کیا ہوا تھا جب ملکہ آئی وزیر نے استقبال کیا اور بعد تخت نشینی ملکہ وزیر مذکور مستفسر ہوا کہ ای ملکہ فرمائیے بادشاہ نے کیا تدبیر اس جنگ کی نسبت کی ملکہ نے فرمایا

کہ وہ خود تشریف لاتے ہین اور اب کی بڑی گھمسان کی لڑائی ہوگی ابریق یہ کلمہ سنکر ٹھہر گیا کہ مین بھی اس لڑائی کو دیکھکر جاؤن گا چنانچہ اُسکے لیے بارگاہ استادہ ہوئی کہ وہ جاکر آرام پذیر ہوا اور حیرت وہان سے اٹھکر علیحدہ خیمہ مین گئی جو کاویکر سحر خوانی مین مصروف ہوئی لمحے کے ایک دریائے زخار وقہار موج مارتا خیمہ مین صحرا کیطرف سے آیا اور اُس دریا سے ایک ساحر نکلا کہ جسکا تمام جسم سرخ تھا اور سارے جسم پر چھلکے فلس ماہی کیطرح جمے تھے شکل مہیب سے اسکی گھڑیال کا زہرہ آب ہوتا نہنگ بحر اعظم کا دل پانی پانی دشوار زندگی عقرب و سرطان فلک بیچ حوت مین خوف سے چھپتے مردم آبی ڈر سے مسکن چھوڑ کر خشکی مین رہنا اختیار کرتے **بیت** بدی اہمن بمثال دشمن + کئی تختے زمین کے زیر دامن

اُس ساحر نے حیرت کو سلام کیا اور عرض رسا ہوا کہ ابھی آپ نے مجھکو کیون یاد فرمایا ہے اُسنے کہا کہ اے طلسم جادو وتم مختار دروازہ پل خون روان ہو کر شہنشاہ سے کہ دریا کا دروازہ کھولدو شاہ کیوان بارگاہ تشریف لایا چاہتے ہین بیابان آتش فشان کیطرف جائینگے ساحر مذکور نے یہ حکم سنکر عرض کیا کہ بہت اچھا اور دریا مین کودکر غائب ہوگیا دریا بھی ناپدید ہوگیا حیرت بھی خیمہ سے نکلکر بارگاہ مین آئی اور ابریق وزیر کو طلب کرکے اپنے چند رفیق وغیرہ کو ہمراہ لیکر جانب دریائے خون روان روانہ ہوئی جب لشکر سے نکلے بڑھی عیاران لشکر عمر تو ہر وقت بہر خبر گیری بصورت بدل لشکر مین پھرا کرتے ہین اسوقت ضرغام صورت ساحر کی بنائے پھر رہا تھا اُسنے حیرت کو جاتے دیکھکر تعاقب کیا انھین مین ملکر ساتھ ہولیا ملکہ مذکور جب قریب دریا پہونچی وہی ساحر دریا سے پھر باہر نکلا اور گویا ہوا کہ تشریف لائیے مین نے دروازہ پل کا کھولدیا ہے ملکہ اسکے ہمراہ اُس پل کے نیچے کہ جسکا ذکر اوپر ہوا ہے یعنی جسپر زنگی لڑ رہے ہین اور پریان موتی اچھالتی ہین آئی وہان دیکھا تو پانی دریا کا تھمگیا تھا اور ایک دروازہ بلور کا زمین دوز لگا ہوا تھا وہ آب وتاب وصفا اُس مین تھی کہ پانی بھرا معلوم دیتا تھا حیرت مع جملہ رفقا کے اُس دروازے مین داخل ہوئی ضرغام بھی چلا گیا کسینے تعرض نہ کیا مگر جب دروازے مین قدم رکھا آنکھین سب کی بند ہوگئین بعد کچھ عرصے کے جب آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک قصر عالیشان بنا ہے اور اُس قصر فلک رفعت مین ہزارہا برج تعمیر ہین خوبی مین ہر برج پریزاد کی تصویر ہے برج آسمان کی وہ برج جان ہین کنول اور جھاڑ اُس مین فروزان ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آسمان پر ستارے درخشان ہین ہر برج مین فرش جواہر کار بچھا ہے جواہر اسکا جا

انبار لگا ہے زینت کا شانہ مشکوئے قیصر و خاقان وہ مکان تھا بلکہ غیرت وہ قصور جنان تھا کہ قطعہ

مکان دیکھے مصفا فرش شفاف / بشکل عارض جانان بہت صاف
ہر اک خوش وضع خوش پہلو خوش اسلوب / نظر جسپر پڑی پایا بہت خوب
مکان تھا وہ طلسم افزا بہت خوب / کہ ہو ہر خاطر شائق کو مرغوب
انھین مین ایک تھی بارہ دری بھی / کہ ہو سکتی نہین تعریف اسکی
مکان و قصر بے مانند و نایاب / نہون عالم مین وہ موجود اسباب
کنول روشن تھے وہی تھی شمع نے لو / زیادہ دن سے پائی کثرت ضو +
مسہری پر اوچھے خوب براق / لبالب ساغر و مینا سے ہر طاق

ضرغام اس مکان کو دیکھکر ایسا خوش ہوا کہ ملکہ حیرت کا ساتھ چھوڑ کر اس برج سے اس برج مین اور پھر دوسرے سے تیسرے مین پھرنے لگا یہانتک کہ دو تین برج مین پھر چکا تھا کہ ناگاہ ایک تڑاقا ہوا اور ایک زنجیر سر برج سے لٹک کر اسکی جانب چلی یہ ہرچند بھاگا مگر نہ بچ سکا زنجیر کمر مین لپٹ گئی اور اوپر کو کھینچنے لگی عیار بھی کھنچکر سر برج پر آیا چھت اسکی شگافتہ ہو گئی اور زنجیر باہر اسکو لائی یہان دیکھا تو نہ برج ہے نہ قصر ہے مگر ایک باغ فرح افزا لگا ہے بہار باغ پر عندلیب خاطر دہرار جان سے شیدا ہے نہرین لبالب کہکشان بصد فروغ و ضیا روان پانی انکا فرط صفا سے مثل مہر تابان بیچ باغ مین چہل ستون جواہر نگار ستونون کا بنا تھا فلک بے ستون کے کواکب درخشان کو شرماتا تھا واقعی جادو کا مکان بنا تھا کہ بموجب ابیات

مکان دلچسپ برگ و شاخ و اشجار / بہار افزا بشکل قامت یار
گلون کی نکہتین بھاتی تھین دل کو / ہوائین عیش کی آتی تھین دلکو +
زمین صندلی گذری نظر سے / مشابہ اسکے بو پائی اگر سے
کہین تختے چھپے دیوار و در سے / کہین لکھا ہوا آب زر سے
رکھا یان قدم سے دوست زنہار / مگر حیدر ما کوئی خبردار
کہین تھے طائران بو العجب رنگ / کہین تھے نغمہ زن اطراف سے سنگ
کنول اور جھاڑ تھے ہر سمت روشن / کہین سرو چراغان پر تھا جوبن ۲

کہین بہتر قمر سے روشنی مین — رہے ارمان جنہین دیکھے سے جبین
درختون سے روان دریاے خونخوار — شجر کے برگ مچھلی سے نمودار
غرض وہ جا تھی سب لبریز جادو — کہ دیکھے سے نہ رہتا دل پہ قابو

زیر چہل ستون ایک تخت زمرد کا بچھا تھا اُسپر ملکہ **حیرت** جلوہ فرما تھی گرد تخت کرسیان یاقوت احمر کی ترشی ہوئی لگی تھین اُنپر اور ساحران نامی متمکن تھے زیب انجمن تھے وہ زنجیر **ضرغام** کو لپٹے سامنے **حیرت** کے آئی اُسنے اشارہ کیا کہ اس عیار کو میرے قریب لاؤ زنجیر قریب تخت آئی اُسنے زنجیر عیار مذکور کو چھڑا دی اور پہچان کر ایک طمانچہ ڈھیلے ہاتھ سے مارا کہ موے تو یہان کہان آیا ارے موڑی کاٹو تم تو ہمزاد ہو گئے کہ جہان جاؤ وہان ساتھ ضرغام نے کہا میرا ابھی جی سیر کو چاہا آپ کے ساتھ چلا یا مثل چلی آتی ہے گھر آئے کتی کو بھی ہنس بلاتے ہین تمنے تو طمانچہ میرے مارا ملکہ موصوفہ اس کلام بیباکانہ پر ہنس پڑی اور کہا ہم ایسے ہی بے مروت ہین مگر آپ تشریف لے جایئے اُسنے جواب دیا کہ کیا مین اس زمین کے موتی توڑ لون گا اتنا اترانا اچھا نہین سیر کو آئے تھے چلے جائینگے اور ہم کیا چلے تو سبھی جائینگے رہنے یہان کون آیا ہے **بیت** یہ بے سبب نہین خالی گھرون کے سناٹے مکان یاد کیا کرتے ہین مکینون کو **حیرت** نے کہا مین تیری لسانی مین نہ آؤنگی خیر یہ مروت کیا کم ہے کہ مین تجھکو چھوڑے دیتی ہون ضرغام نے کہا آپ مجھکو قید کیجیے مگر یہان کی سیر کرنے دیجیے ملکہ نے کہنا اُسکا نمانا اور سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہوا اُس سے کہا کہ اس عیار کو اُس پار دریا کے لے جا کر چھوڑ دے پنجہ اُسکو اُٹھا کر روانہ ہوا آنکھین اُسکی بند ہو گئین جب آنکھ کھلی اپنے تئین دریا پار پایا دیکھا تو نیل خون روان اسیطرح جیسے پہلے تھا بنا ہے اور دریا بھی اسیطرح موج مارتا ہے اُس دروازہ بلور کا کہین پتا نہین ہے عیار مذکور ناچار و مجبور وہاسے اپنے لشکر کی طرف پھرا راہ مین **جانسوز** ملا اُس سے سب کیفیت بیان کی پھر دونون ملکر خدمت ملکہ **بہار** مین آئے کیونکہ بعد جانے **مہرخ** کے بہار بادشاہ لشکر ہوتی ہے غرضکہ اُس سے تمام ماجرا معرض بیان مین لانے **بہار** کو بھی اندیشہ ہوا کہ دیکھیے اب کون ساحر دریاے سحر سے ہمارے مقابلہ کو آتا ہے شاہ طلسم کو شکست کے مارے جانیکا بڑا رنج ہے جب تو دروازہ نیل خون روان کا کھلا ہے غرضکہ یہ تو فکر سحر تیار کرنے کا کرتی ہے لیکن جب اس ہنگامہ مین وہ رات تمام ہوئی اور دروازہ طلسم خاور کھلا

اور دریائے خون سرخی ضیائے مہر کا عالم مین روان ہوا مہر نجم فلک اس بحر مین ڈوبا کہ **ابیات**

کہ جب آغاز عکس مہر آیا ۔ سحر نے پردہ ظلمت اٹھایا
نظر آئی جبین صبح روشن + ۔ ہوئی شب چند دم مین گرم توسن

وہ سحر **افراسیاب** بجان بیتاب سوار تخت سحر ہو کر چند رفیقون کو ساتھ لیکر کنارہ دریائے سحر کے آیا کچھ افسون زبان پر لایا دفعتاً آندھی آئی دامن بادنے کنارہ چادر آب باندھا یعنی پاٹ دریا کا گھٹ گیا کنارہ کھلا دروازہ بلورین نظر آیا بادشاہ بھی ہمراہ ساحران داخل در مذکور ہوا ہمراہیان حیرت کی اس مقام پر آنکھین بند ہوگئین تھین مگر بادشاہ اور اسکے ساتھی اپنی اصلی حالت پر رہے اور سبنے دیکھا کہ ہم ایک شہر مین چلے جاتے ہین جسکے مکانات چاندی سونے کے ہین دیوار و در جگمگاتے ہین فرط صفا سے آئینہ کو شرماتے ہین دوکانین کھلی ہین دوکاندار اور خریدار عجیب الخلقت ہین کوئی سنگ صورت ہے کوئی نگر دہان ہے کوئی گھڑیال چہرہ ہے کوئی ماہی بدن ہے جادوگرنیون پر ماہی پری کا جوبن ہے سڑکین بلور کی ہین گلیان نور کی ہین کوئی بارہ دری یاقوت کی ہے کسی مکان کی صورت برج حوت کی ہے تنویر عمارات شہر سے آفتاب ہر جگہ ساطع و لامع نظر آتا ہی یہ نقشا ہے کہ **نظم**

سراپا قصر زرین قرب اور دور ۔ نہین ہے دیکھنے کا جنکے مقدور
بنے تھے صورت مہر جہانتاب ۔ زیادہ زرگہر سے تھے وہ خوش آب
نظر آتے تھے سب کوچے معطر + ۔ زمین سے لطف خوشبو تھا برابر
مقرر آب پاشی کی تھی اس جا ۔ گلاب نوکشیدہ کا گمان تھا
کہ چھڑکا ہے کسی نے بس کہ ہر سو ۔ چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو
گلی کوچون مین ہر جا کوٹھیان ہین ۔ ہزارون طور کے عمدہ مکان ہین
ہزارون ماہرویان سمن بر + + ۔ نرکھی تھین جو اس دنیا مین ہمسر
حیا جلسہ ہے انکا ہر مکان مین + ۔ ضیا باری ہے حسن گلرخان ہین

شاہ جادوان جب داخل شہر ہوا وہی ساحر ماہی بدن جو **حیرت** کے پاس آیا تھا مالک اس شہر کا ہے بادشاہ کے استقبال کو بحشم و خدم حاضر ہوا اور نذر دیکر پیادہ خاصان ہمراہ چلا کچھ دور بادشاہ بڑھا تھا کہ وہی قصر عالیشان جسمین ہزار ہا برج بنے ہین اور ملکہ **حیرت** داخل قصر مذکور ہوئی نظر پڑا بادشاہ

داخل قصر ہوا حیرت کو تیلون نے سحر کے خبر دی وہ شہنشاہ آئے کہتی ہوئی دوڑی اور تا بہ
در قصر بہر استقبال مع وزیر آئی بادشاہ نے اُسکی صورت زیبا پر نظر کی دیکھا کہ رات کے جاگنے سے چشم نرگس
شہلا تھی اب نرگس مخمور ہے روئے پر نور پر سرخی کا وفور ہے بادشاہ تشنۂ آب زلال وصال تھا اُسنے
آب حیوان دہن سے اُسکے روح کو تازگی دی بوسہ لب شیرین کا لیا پیاسا چاہ ذقن پر پہونچکر سیراب ہوا
بوسہ لینے سے ملکہ نے اسطرح شرماکر آنکھون کو جھکایا جیسے مردم بیمار کو غش آیا شاہ دست نازک تھا مکر
اُسی چہل ستون مین آیا اور اُسی تخت پر جسپر حیرت بیٹھی تھی جلوہ فرما ہوا بیٹھتے ہی اور سب ساحر کرسیون
پر بیٹھے وہ تخت اور کرسیان یکایک اُڑین چھت چہل ستون کی شق ہوئی اور تخت وغیرہ اوج گرائے
افلاک ہوئے آنکھین سب کی بند ہو گئین بعد لمحہ کے جو آنکھ کھُلی ایک گلزار مینو نژاد مین اپنے تئین بیٹھے
پایا ایسا گلشن پر بہار شداد نے کبھی خواب مین بھی نہ دیکھا ہوگا تمام زمین آئینہ کی تھی باغ طلسمات
عالم مین وہ باغ یکتا تھا چمن جواہر کے لگے تھے پھول اُن مین رنگ برنگ کے کھلے تھے ہر چمن کے قریب
بنگلہ یاقوت سرخ کا بنا تھا سبزہ زار مین چاندنی کا کھیت کیا تھا بنگلہ کے سامنے نہر آب مصفا سے جاری
کنارے نہر کے سبزہ زنگاری لب گردان نہر کی سُرخ اس سبزہ مین یون نظر آتی کہ جیسے فلک اخضر
پر قوس وقزح کیفیت دکھاتی کنارے ہر نہر کے درختان پر بہار لگے نہر پر سایہ کیے ہوئے اُنکے
فوارے چھوٹتے جیسے گھٹا ساون کی برستی درختون کے سایہ کرنے سے کالی بدلی چھائی نظر آتی ہے
دو دو پتلے ہر فوارے پاس کھڑے تھے لگن مین موتی بھرے تھے وہ موتی چادر آب مین چڑھانے
سلک آب مین موتی پروئے نظر آتے تھے سامنے اُن نہرون کے بیچ باغ مین بارہ دری باور کی
بنی تھی سراپا بصورت حور تھی کہ

نظم

ہزارون طور کے سامان طلسمی
بہت تھا اِسجگہ سامان مہیا
طواف باغ مین سب حلقہ آور
گلون کے مُنھ کھلے فیضِ ہوا سے
وہان جو نہر اور فوارہ پایا
کہ اُٹھتا تھا مزا اُنسے نظر کو

در و دیوار کے سب نقش جیسے
طلسمی سب وہان کے نخل اور جا
زمین و برگ و شاخ و نخل سب تر
ترشح ہو رہا تھا کچھ گھٹا سے
کسینے خوب دونون کو بنایا
کھچا جاتا تھا دل اُنکی اُدھر کو

نظر آتا قریب آسکے نیا ڈھنگ ۔ کہ کچھ الماس و گوہر لعل خوشرنگ
انھین مین سے اچھلتے تھے برابر ۔ پریشان ہو کے گرتے تھے زمین پر
زمرد کے مکان تعمیر پائے ۔ بہت کچھ لطف خاطر نے اٹھائے

بادشاہ اندر بارہ دری کے آیا دنیا کی آرائش و زیبائش بیرون از حد تحریر ہی بری از تقریر ہی دیوارون مین بارہ دری کی تصاویر شاہان روی زمین و ساحران با تمکین کی بنی تھین اٹھارہ سو ساحر اور جادوگرنیان مصروف انتظام تھین ایک ایک ساحرہ حسن مین بمثال غیرت مہر و ہلال تھی واقعی یکتا و بیمثال تھی بادشاہ کے استقبال کو وہ سب نازنین آئین اور بعظمت تمام لیکر مقام صدر پر پہونچین وہان تخت جواہر گسترده تھا سامان عیش و راحت مہیا تھا شاہ تخت پر بیٹھا ملکہ حیرت پہلو مین قرار پذیر ہوئی سب ہمراہی اپنی اپنی حد کے موافق متمکن ہوئے وہ پریان طلسمی شراب ارغوانی پلانے لگین بعض آنمین سے اسباب رقص لیکر ناچنے لگین جلسۂ عشرت آغاز ہوا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

ہوئی آراستہ عشرت کی محفل ۔ تصدق جسپہ تھا ناہید کا دل
سماں وہ رقص نے باندھا وہان پر ۔ کہ حیرت چھا گئی تھی آسمان پر
ہوا اس شور سے ناچ گانا ۔ نہ ہو سکتا جسکو زہرہ کا ترانا
بپا تھا حشر وقت پاے کوبی ۔ قیامت تھی صدا ان گھنگرون کی
ملی تھی ساز سے اسطرح آواز ۔ کہ بھولی لولی چرخ اپنا اعجاز
بنجپرے مثل طوطی بولتے تھے ۔ اڑے ہوش انکے بازو تولتے تھے
بتانے مین غضب تھا انکا انداز ۔ ادا کرتی تھین وہ طاؤس کا ناز

جب خوب جلسہ جما بادشاہ نے مست ہو کر ملکہ حیرت کے چند بوسے لیے اور کہا کون ایسا بادشاہ اولوالعزم ہی جو بمبر ابسا ساکر سکے وہ جو تصویرین دیوارون نصب تھین از خود بزبان فصیح بولین کہ ای شہنشاہ بھلا کون تیرا مقابلہ کرسکتا ہی اہل دربار نے متفق اللفظ کہا کہ ای بادشاہ اب تیرا ہمسر تو روئے زمین پر کوئی نہین بس یہ سنتا تھا کہ بادشاہ مست ہو کر اٹھا اور سبکو ہمراہ لیکر اس باغ کے ایک بنگلہ مین گیا آسمین تخت بچھا اور ایک اور افراسیاب تاج سر پر پہنے بیٹھا تھا اس سے کہا کہ اے ہمنشین یہ سنتے ہی وہ افراسیاب تخت پر کھڑا ہوگیا اور پیٹ اسکا پھٹا ایک دروازہ

کیطرح اُسکا نگاف تکلم نظر آیا بادشاہ اُس وقت مین سب کو لیکر داخل ہوا ایک میدان وسیع مین ہر ایک کا گذر تھا اُس میدان مین ایک دیوار بلور کی مشرق سے مغرب تک کھنچی تھی آگے جانے کی راہ رُکی تھی افراسیاب قریب اُس دیوار کے جب پہونچا پکارا کہ اے ہمشبیہ من آ وہیں پتلا صورت افراسیاب کا جو بنگلے مین تخت پر بیٹھا ہوا تھا پس دیوار سے اُتر کر سامنے آیا شاہ حکم فرما ہوا کہ اے ہمصورت راستہ دو اُس پتلے نے ہاتھ اپنا اونچا کیا اُس دیوار مین ایک تڑاقا ہو کر دروازہ پیدا ہو گیا شاہ جادو ان سبکو ہمراہ لیکر پھر دروازہ مین در آیا دوبارہ آواز تڑاقے کی ہوئی اور دروازہ بند ہو کر دیوار برابر ہو گئی مگر بادشاہ پس دیوار آچکا تھا آگے کو روانہ ہوا کچھ دور چلا ہو گا کہ سارے میدان مین آگ بھری نظر آئی لپٹ اُسکی تا بہ فلک پائی اور زمین سے تا چرخ برین آگ بھری زمین متصل آتش کیطرح دہک رہی تھی کرۂ نار کی گرمی سامنے اُس آتش کے سرد تھی جہنم کی حرارت گرد بر دہتی ایک بحر اعظم آگ کا موج زن تھا جو غار اُس بیابان مین تھا وہ مثل گلخن تھا تکلف یہ کہ درخت بھی اُس قلزم نار مین لگے تھے آتشبازی کے انار نظر آتے تھے از سر تا پا آگ کے تھے اور چنگاریان اُنسے جھڑتی تھین ہوا سے تیر گرتے تھے یا انگاریان اُڑتی پھرتی تھین جو طائر پرند تھا مرغ آتشخوار تھا ہر ایک پر اُسکا شرربار تھا جو از قسم حشرات الارض تھا سمندر تھا آتشین ہر ایک مار واژدر تھا چرخ نیلی وہین کے دھوئین سے آجتک نیلا ہو واقعی دھوان گیا تھا طائران نغمہ سرا کا زمزمہ نفس آمیزی ققنس تھا سوز دروں عاشقان اُسجگہ کی ہوا کا نفس تھا کہ لمولفہٖ

ہوا سے آگ گرتی تھی زمین پر	زمین پر بہ رہا تھا بحر اخگر
شرارے تھے ہوا کے تند جھونکے	بگولے دیو آتشناک سب تھے
جہنم کا نہو گا ایسا رتبا	سقر اُسجا سے شرمندہ بہت تھا

بادشاہ کنارے اُس یم بے پایان آتش کے جب پہونچا پکارا کہ اے آتش فشان جادو جلد بخیہ ہائے سحر بھیج آواز دینے ہی پنجہ ہای سرخ رنگ پیدا ہو گئے اور بادشاہ کے پاؤن کے نیچے ہتھیلیان فرش کر دین شاہ اُنپر پیر رکھکر چلا سب ہمراہیون سے کہا تم آنکھین اپنی بند کر لو سب نے بموجب حکم عمل کیا جب پھر آنکھ کھولی دیکھا کہ دریائے آتش کے پار پہونچ گئے ہین بادشاہ بھی پاس کھڑا ہے غرضکہ شاہ کے ہمراہ جب اور آگے بڑھے ایک بیابان سبز و خرم مین پہونچے سرسبزی فشادابی سے

صحرائے خوش آئین کی دل ہمراہیون کے ہرے ہوئے اُس جنگل مین عجب سامان طلسمی نظر آیا کوئی درخت پری کی صورت تھا کوئی دیو کے سر سے اُگا ہوا وہ دیو ہر طرف پھرتا چلتا کہین مور اڑکر آتے پھر لوٹکر مار کی صورت بنجاتے کسیجگہ زمین کانپتی تہ زمین سے مچھلیان نکلکر پریان بنجاتین پھر پریون سے زاغ کی شکل پیدا کرتین کہ بموجب

نظم

سراسر سحر کے سامان وہان تھے — طلسمی سب زمین و آسمان تھے
شجر کے برگ ہلکر بن کے مور — ہوا چارون طرف سے دفعۃً شور
لڑے آپس مین گتھ گتھ کر برابر — کہ اتنے مین چلی کچھ باد صرصر
وہ سب لڑ کر بنے سیمون کیصورت — نظر آئی نئی مضمون کی صورت
بنے طاؤس زرین بال وہ چند — نہایت تیز پر محفوظ و خرسند
شجر گاہے بنے گہ بحر زخار — نبے دریا سے مچھلی پر وہ آگیا
بڑھے کچھ دور وان سے جسگھڑی سب — تو آیا خرس اک کھولے ہوئے لب
وہ دیکھا آخر ہوا زاغ بد اسلوب — پکارا چند ساعت دشت مین خوب
ہوئے فوراً ہزارون زاغ پیدا — کہا شہ سے کہ ہم ہین تیرے شیدا
بڑھے کچھ دور سب حیران و ششدر — تو دیکھے جابجا اشجار گوہر
زمرد کا مکان پاس اُسکے آیا — کسینے وان یہ کہکر پس سنایا
کہ اے قوم البشر دیوانہ ہے تو — جو آ پہونچا قریب قصر جبا دو
پلٹ جس سمت سے آیا غدارا — یہان کی دید کا کسکو ہے یارا

افراسیاب نے ہر ایک اپنے ہمراہی سے کہا کہ یہان اگر کوکب بھی آئے تو سزائے معقول پائے یہ مرحلۂ طلسمی ہے سوائے طلسم کشا کے کوئی قدم نہین رکھ سکتا ہے یا میرا رتبہ ایسا بڑا ہے کہ مین آتا ہون سب نے تائید کلام کی کہ حضور کے برابر اب کون ہے غرضکہ اُس مکان کو داہنے پر چھوڑ کر جب اور آگے بڑھے ایک دریائے قہار پر پہونچے اُس بحر عمیق سے دود لبان دود آہ جگر سوختان بلند تھا بادشاہ سکو لیکر اُس محیط دودی مین کودا سب کے جسم تو بظاہر پانی مین ڈوبے تھے مگر ذرا بھی بھیگتے نہ تھے بیچ دریا مین جب پہونچے وہان کی زمین

خشک تھی اور کنوان بنا تھا دھوان اُسمین سے نکلتا تھا چاہ بابل کا نقشہ تھا شاہ طلسم نے قریب
چاہ پہونچکر جھانکا سوائے تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آیا دن نخیل سے زیادہ اُسکو سیاہ پایا ایک
گھڑی پھنکی سیاہی اُس کنوئین سے اُمنڈ کر باہر آئی اور فلک تک پہونچکر ہر سمت چھائی شور و
غل تا دیر برپا رہا پھر ایک سیاہ فام برنگ شب دیجور اُس کنوئین سے باہر نکلا کہ ناک کان
سے اُسکے دھوان نکلتا تھا اُسنے کاغذ بادشاہ کے ہاتھ مین دیا اور اُس کنوئین مین پھر کود کر
غائب ہوا بادشاہ نے کاغذ کو پڑھا لکھا تھا کہ اے شہنشاہ آپ ناحق اتنی دور تکلیف شاقہ اُٹھا کر تشریف
لائے مین ہرگز آپ کے ہمراہ اُن چند ناشکسہ کے مقابلے کو نجاؤن گی مجھکو تو بانیان طلسم نے
فتاح طلسم کے مقابلے کے لیے مقرر کیا ہی جب وہ لوح طلسم لیکر اس مرحلے پر آئیگا تو مین نکلکر لڑونگی
البتہ میرا سحر رد کرے گی ورنہ اب کون میرے سحر کو رد کر سکتا ہے ایک ادنی افسون میرا عالم کو زیر
و زبر کرتا ہے فی الجملہ آپ تشریف لائے مین ممنون ہوئی اب کیا آپ کو خالی پھیر دون اس
خیال سے کہ آپ ناراض ہون گے اپنے ایک غلام شبرنگ سیہ فام سگ پیکر خوک دندان
اژدر چشم تیرہ پیشانی بلنگ جادو نام کو آپ کی خدمت مین بھیجتی ہون غلام مذکور کام سب
حریفان ناکام کا تمام کر دینے کے لیے کافی ہے اور مجھ حقیرہ سے ملاقات بھی ہوگی کہ مین چلّے
مین بیٹھی ہون کسلیے کہ بزور سحر مجھکو معلوم ہوا ہے کہ زمانہ طلسم کشا کے آنے کا بہت قریب رہا ہے
اب وہ قید سے رہائی پاکر فتح طلسم کو آیا ہی چاہتا ہے پس مین چلہ سے نہ اُٹھون گی آپ
مراجعت فرمائیے غلام مذکور کو لیجائیے زیادہ نیاز رقیمہ ظلمات تیرہ فام میمون صورت
خرس دندان شیر صولت دراز لب بلند بینی جادو شاگردہ تاریک
صورت کنش جادو بادشاہ نے یہ مضمون پڑھکر تیوری چڑھائی اور حیرت
سے کہا تمنے دیکھا اس ظلمات کو کہ میرے استقبال کو بھی نہ آپ آئی نہ کسیکو بھیجا اور کہلا
بھیجا کہ مین چلّے مین ہون بڑا اسکو غرور ہو گیا ہے خیر سمجھون گا حیرت نے کہا اے بادشاہ
جو ساحر جس عہدے پر بانیان طلسم کیطرف سے معین ہین وہ تو اتنا ہی کام کرینگے جسکے کہ وہ ذمہ
دار بنائے گئے ہین اُنکو شاہ و گدا سے کیا مطلب ہے تعظیم و تواضع کرنا اُنکی عادت کب ہے آپ اپنا وقت
دیکھیے اور کام نکالیے آپسمین نہ بگاڑیے پھر سمجھ لیجیے گا اس بیان ہندآمیز ملکہ سے شاہ کا غصہ کم

ہوا ہنوز اوسکے کچھ نہ پایا تھا کہ اُس چاہ مین پھر تلاطم ہوا اور دُھوا نسبان خاطر غضبناک بیچ و تاب کھانے لگا پھر بہت سے شعلے نکلکر جانب فلک گئے آندھی سیاہ ایسی آئی کہ دنیا ہنوز کالی کوٹھری ہوگئی اُس اندھیرے سے ایک ساحر نکلا کہ جسکی صورت نحس دیکھکر کالے دیو کی خوف سے رنگت سفید ہوجائے کالی بلا جننے سے نا امید ہوجائے سارا جسم مثل سنگ سیاہ تھا شیطان مانگتا اُس سے پناہ تھا دانت مثل دندان گراز کچلیان باہر نکلی ہوئین دہن بھباڑ سا کھلا گلے کا مہرہ مثل مشک کیطرح آگے لٹکا ناک موٹے نتھنے چرے شعلے ہنگام تنفس نکلتے کوتاہ قامت کوتاہ گردن آنکھین اژدہے کیطرح زہر آلود پیشانی تنگ و تاریک قہر اندود سعادت اُس سے منزلون دور قیافے سے پیدا مکر و زور نہایت بے ادب سخت گستاخ جسم کے اعضا کرخت سنگلاخ شہوت پرست مادرست بیحیائی آنکھون پر چھائی کبر و غرور کی مزاج مین رسائی شیطان کا سگا بھائی کہ **لمولفہٗ**

عذاناترس و ناپاک و سیہ رو	ستمگر بے حیا بے رحم و بدخو
کجی طینت مین سگ کے دُم کیصورت	شکن ابرو پہ چہرہ پُر کدورت
کشیدہ خاطر و ناپاک و غدار	سیہ باطن و دل آزار و جفاکار
کسی سے سُن لے اُس ظالم کا گر نام	دل مظلوم سے اُٹھ جائے آرام

چنانچہ اُس بے شرم نے بادشاہ کو تعجب و پندار تمام سلام کیا اور کہا مجکو ملکۂ ظلمات نے آپکی خدمت گذاری کے لیے بھیجا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ فوج و لشکر کچھ تمھارے ساتھ ہین اُسنے کہا کہ مجکو لشکر کی کیا ضرورت ہے مین اکیلا کافی ہون آپ ملاحظہ کرینگے کہ مین نے کیا کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا چلو میرے ساتھ سوار ہو اُسنے جواب دیا کہ مین اُس راستے سے نجاؤنگا جدھر سے آپ آئے ہین ملکہ زمین سے جاکر لب خون روان کے دروازے مین نکلونگا شاہ نے حکم دیا کہ اچھا جاؤ وہ زمین مین سما گیا اور بادشاہ بھی مراجعت فرما ہوا سب مراحل سے گذر کر جب دریا کے دروازے مین پہونچا آپ جانب باغ سیب گیا اور حیرت سے کہا تم لشکر مین جاؤ اور مقابلہ آغاز کرو مین اور کسیکو بہر کمک بھیجتا ہون اول تو شیرنگ ہی کام سب کا تمام کرے گا مگر احتیاطاً مین اور فکر بھی کرونگا یہ کہکر روانہ ہوا حیرت وہان سے لشکر مین آئی دیکھا تو بعد لمحہ آمد شیرنگ ہوئی اُسنے کچھ لوگ بھیجکر بلوایا بارگاہ نصب کراکر اُترا دیا اُس کافر نے حکم دیا کہ منادی ندا کرے

میرے آنے کی خبر لشکر حریف کو دے کہ شب رنگ تشریف لائے ہین کل سکو غارت کرینگے بموجب حکم اس بد انجام کے عوض طبل جنگ بجنے کے ڈھنڈھورا پٹا عیاران لشکر اسلامیان نے خدمت ملکہ بہار مین آکر بعد ادائے دعا و ثنائے شہریاری خبر عرض کی کہ یہ وعدے ساحر نابکار نے کیا ہی بہار نے تکیہ بکرم و فضل ایزد پاک کرکے تامل فرمایا کہ قریب شام جب طبل جنگ بجے گا اوسوقت سامان رزم کیا جائیگا مگر برق عیار اوٹھا کہ مین جاکر اس نابکار کو بحکم کردگار واصل دار البوار کرتا ہون بہار ہر چند کہ مانع ہوئی مگر اُسنے نمانا اور روانہ ہوا راہ مین اُسکو ضرغام ملا اس سے سب کیفیت آمد ساحر و حال دُہل کوبی وغیرہ بیان کیا اُسنے کہا چلو مین بھی اُسکے قتل کرنے کی فکر مین چلتا ہون یہ کہکر ہمراہ ہوا چنانچہ عیار تو سب لشکر کی حد سے نکلگئے صحرا مین جاکر فکر عیاری کرنے لگے اور ملکہ بہار یہ سمجھکر کہ طبل رزم بجیگا اسی دھوکے مین غافل بیٹھی رہی اُدھر شب رنگ نے اپنے مقام پر سحر اپنا درست کیا اور جب رنگ رخسار روزگار عذار شب رنگ ہوا اور شب تیرہ فام نے ظلمات طلسم عالم سے نکلکر بمقابلۂ بہار فروغ مہر خیمۂ ظلام نصب فرمایا نظم

کہ اس عرصے مین شام آئی برابر
اُبھرنا شام کا دیکھا فلک سے

ہوا خورشید عالمتاب مضطر
جمال انجام کا دیکھا فلک سے

ہر شام طبل تو لشکر حیرت مین نہ بجا مگر اُس دغا شعار شب رنگ نابکار نے سحر کیا کہ ایک سیاہی چادر اگ عالم سے اُٹھکر لشکر ماہرخ پر آکر محیط ہوئی اور تھوڑی دیر مین تمام لشکر مین اندھیرا گھپ ہو گیا اور گرد لشکر بھی سیاہی نے پھیلکر محاصرہ کیا لشکر حبش نے گویا اسلامیون کو گھیر لیا فوج مین ہر ایک کو ہاتھ سے ہاتھ نہ سجھائی دیتا تھا ہر سمت گھٹاٹوپ پڑا تھا بہار بارگاہ مین بیٹھی تھی کہ یکایک شمع و چراغ گل ہوگئے سوجھنا موقوف ہوا ہر سردار گھبرا کر سحر پڑھنے لگا مگر وہ تیرہ بختون کے نصیب کی تھی کسی طرح دفع نہوئی بہار نے چاہا کہ مین اُٹھکر لشکر کے باہر نکلجاؤن مگر اندھیرے مین نکلنا دشوار تھا سب سردار تو بینا بھی نہ تھے یہی ایسی زبردست ساحرہ تھی جو ہاتھ آنکھون پر رکھنے سے اسکو سجھائی دیتا تھا اور یون اسکو بھی نظر نہ آتا تھا اسنے چاہا کہ آنکھون پر ہاتھ رکھکر جسطرح ہوسکے مین نکلجاؤن مگر خیال کیا کہ تیرے چلے جانے سے لشکر پریشان و تباہ ہو جائیگا پائے ثبات کو ہٹانا زیبا نہین اس اندھیرے مین اُنھین سب اندھون کے ساتھ ٹکرانا لازم ہی بس یہ سوچکر خاموش ہو رہی اور وہ سیاہی ایسی پھیلی کہ کچھ ہی دیر مین

یہ خاکدان تیرہ ظلمت سرا ہوگیا روزگار خود تیرہ روزگار تھا نور کا کہین نام نہ تھا سوائے رخسار شمع رویان کہین روشنی نہ تھی آنکھون مین بھی نور نہ تھا رُخ پُرانوار بھی خوف سے زرد تھے نور کا ظہور نہ تھا لشکر کے جملہ ساحر بیتابانہ اُڑے کہ بزور سحر نکلین مگر ابر سیاہ کی طرح سیاہی محیط عالم تھی دنیا بشکل دل ظالم تھی ٹکرا ٹکرا کر گر پڑے جو بھاگ کر روانہ ہوئے مثل حصار سیاہی کی دیوار کھچی تھی راہ نکلنے کی رُکی تھی ناچار سب تھک کر ٹھہر رہے کچھ عرصہ مین بینائی چشم روشن کی جاتی رہی سارا لشکر اندھون کی بستی ہوگیا ایک دوسرے کو پکارتا تھا ٹٹول ٹٹول کر ہاتھ مارتا تھا مگر روشنی ایسی کھو گئی تھی کہ ملنا دشوار تھا ہنگامۂ فریاد و الغیاث بلند ہوا سمیع و بصیر کو یاد کرکے ہر ایک روتا تھا اور اوسی کے فضل کرنے پر نظر رکھتا تھا وہ صدمہ پہونچا کہ شاید شاہد دہر نے زلف اپنی ماتم مین کھولی تھی غم قیس روزگار مین سیہ پوش لیلی تھی نہین نہین دنیا سے دنی کی تاریکی بخل ظاہر ہوئی تھی یا سیہ بختون کی سیاہی بخت ایک جگہ سمٹ کر جمع ہوگئی تھی یا یہ کہ اہل اسلام مرتبہ کعبہ کا رکھتے تھے وہ سیاہ پوشش خانہ کعبہ بنگئی اسلیے گرد لشکر پھیلی تھی چشمۂ سکندر کی راہ ایسی سیاہ ہوگی قلب فلک ظالم مین بھی یون تاریکی کو راہ ہوگی ہر انجم چرخ پر لمان زحل تھا ہر دماغ مین سودے کا خلل تھا ساتوان درکہ جہنم کا ایسا کالا ہوگا دیدہ ثوابت مین بھی اُجالا ہوگا چشم حضرت یعقوب بھی سفید تھی اسقدر تاریک ہوگی شب ہجر یار مین بھی خیال رخسار جانان کی روشنی ہوتی ہی یہ سیاہی سواد شب زلف سے زیادہ سیاہ باریک تھی مشعل سحر ہر چند کہ ساحر روشن کرتے تھے مگر جلتی نہ تھی گل چراغ شعور تھا خلاصہ یہ کہ سایۂ عنقا کی طرح نور وہان سے دور تھا نحوست سایۂ بوم کی تاریکی کا ظہور تھا کہ لمؤلفہٗ

بشکل ابر اُمڈی تھی سیاہی	نہ تھے راحت مین اُسجا مرغ و ماہی
شب تاریک مثل ہجر جانان	زیادہ قلب مضطر سے پریشان
بشکل بخت دشمن تھا اندھیرا	مگر تھا ابر ہی نے کعبہ گھیرا
تہی راحت سے مثل بخت مجبور	امید زیست تھی وان منزلون دور
درازی اُسکی سرحد عدم تک	نہ ٹھہرے قیس کا اُسجا قدم تک

لشکر مین تو یہ حال تھا مگر عیار جو لشکر سے نکلگئے تھے اُنھون نے جو قریب اپنے لشکر کے آکر دیکھا لشکر کو مقید بہ زندانخانہ ظلمات پایا بیتابانہ صورت اپنی مثل ساحرون عدار کے بناکر فوج مین حریف کے آئے اور ہر طرف تلاش کنان پھرنے لگے یہانتک کہ دوسرے سرے پر اُس لشکر کے پہونچے وہان ایک حصار دھوئین

کا کچھ ادیکھا اور بالکل سناٹا پایا عقل سے دریافت کیا کہ وہ ساحر یعنی شبرنگ نابکار اسی حصار مین سحرخوان ہوگا یہ سمجھکر ہزار ہا تدبیرین اندرون حصار جانے کی کرنے لگے مگر ممکن نہوا نقب بھی لگائی کمند بھی لگانا چاہی صورت بدلکر بھی پکارا جب کسی طرح جانا نہو سکا اپنے لشکر کے گرفتار ہونے سے ایسا رنج و ملال رکھتے تھے کہ زندگی سے ہاتھ دھویا اور برق نے ضرغام کو اشارہ کیا کہ وہ تو نقب جو کھودی تھی اُسمین کود کر چھپ رہا اور یہ اُس ساحر کو گالیان دینے پر آمادہ ہوا سوچا کہ گالیان سنکر وہ آپ ہی غضبناک ہوگا اور میرے پکڑنے کو باہر نکلیگا یا مجھے گرفتار کرا کر اندر بلوائیگا پس اُسوقت جو بن پڑیگا وہ عمل مین لاؤنگا اور بالفرض اُسکو قتل نکر سکا تو بھی بے فائدہ ہی کہ قیدیون مین اپنے لشکر کے شامل ہو کر مین بھی اپنی جان دونگا کسلیئے کہ اس دہر ناپایدار کا کیا اعتبار ہی زندگی اس مین مستعار ہی بڑے بڑے نامور فلک کے ظلم سے ہلاک ہوئے چرخ پیر نے کیسے کیسے نوجوان تہ خاک کیے ہیں تو بھی اپنی جان دیدے نظم

نہین یکسان ہمیشہ حال دنیا — سدا گھٹ بڑھ رہی ہی اقبال دنیا
کہان وہ بادشاہان سرافراز — جنھین تھا اپنی دولت پر سدا ناز
کہان ہین وہ حسینان جوان سال — کہ جنکو تھا غرور حسن و اقبال
کہان ہین اب وہ قصر آسمان شان — کہ جنکو دیکھ سکتا تھا نہ انسان
کوئی دم ہی زمانے کی کہانی — فلک پر ہے اسیر زندگانی
بجز چند استخوان وہ بھی تہ خاک — نہ وہ دانش نہ وہ ہمت نہ ادراک

ای برق شیوۂ وفاداری یہی ہی کہ اپنے ہمراہیون کا ساتھ چھوڑ راہ الفت سے منھ نہ موڑ یہ کہکر اُس حصار کے قریب تر آیا اور لچا گالیون کا باندھ دیا کہ او حرامزادے نابکار فرمساق لنڈورے روباہ سیرت سگ زرد برادر خنزیر نامردود و مطرود نطفہ حرام مادر بخطا زن حلب کیا پوشیدہ ہوکر سحر کرتا ہی کیون نہین سامنے آکر لڑتا ہی اگر سامنے آئے تو مزہ اپنی حرکتون کا پائے یہ کلمات غضب آمود اور دشنام سخت شبرنگ نے اندر حصار کے سنکر ایک پنجہ سحر کو بغضب تمامتر حکم دیا کہ جا یہ شخص جو فحش بک رہا ہی اُسکو گرفتار کر کے حصار مین قید کردے پنجہ روانہ ہوا یہان برق گالیان دے رہا تھا کہ دفعتاً ایک چمک ہوئی اور ایک پنجہ آکر کمر مین ٹیرا اُٹھا کر اندر حصار کے لیگیا وہان بھی وہ مطلب نہ حصول ہوا کہ سامنے ساحر مذکور کے جاتا دیکھا کہ ایک حصار سیاہ مین مین مقید ہون اور کچھ سوجھائی نہین دیتا ہی نہ کوئی انسان نظر آتا ہی

نا چارانہ سعون کی طرح یہ بھی دست دعا بدرگاہ خالق لیل و نہار بلند کر کے پکارا کہ ای خالق ظلمات و نور معبد تولج اللیل فی النہار و تولج النہار فی اللیل اس تاریکی طلسم سے مجھکو اور میرے ساتھیون کو نجات دے ای رب اکبر شب غم کی سیاہی کو مبدل بہ نور سحر عشرت فرما ہمین قید الم سے چھڑا کہ ابیات

	تصدق تیرے ای خلاق عالم		مبدل عیش سے کردے مرا غم
	مری آسان کردے جلد مشکل		عدو مٹجاے مثل حرف ماتم

یہ تو مصروف دعا ہی ادھر ضرغام جب نقب مین جاکر چھپا اور اسنے برق کو گرفتار ہوتے دیکھا فرط غضب سے یہ بھی نقب سے نکلکر گالیان دینے لگا کہ ای خیرہ سر تیرہ روزگار نابکار و بیہودہ نا بجیا بد اسلوب بدذات خانہ خراب ولد الزنا پدر زوجہ خویش چھپا بیٹھا ہی سامنے کیون نہین آتا شہرنگ نے پھر گالیان سنکر پنجہ بھیجا کہ اس مرد بدزبان کو پکڑ کر وہین قید کر دے جہان پہلے مجرم کو قید کیا ہی پنجہ پھر چلا مگر جیسے ہی پنجہ کے آنے کی چمک ہوئی ضرغام بھاگ کر نقب مین چھپگیا پنجہ خالی پھر گیا اور ساحر کو بیر نیکر پنجہ نے مطلع کیا کہ ای مالک وہ جو گالیان دیتا تھا اب غائب ہوگیا اُسنے جا کر کہا تلاش کرا وہ عیار بعد جانے پنجے کے پھر نکلا اور گالیان دینے لگا جب پنجہ آیا چمک دیکھکر یہ پھر پوشیدہ ہوگیا غرض اسی طرح برقت آمد پنجہ ساحر یہ چھپ جاتا ہی اور پھر نکلکر زبان بہ دشنام وہی دراز کرتا ہی گمویت شبدیز قلم کی باگ پھیرون + بُرّان کا کچھ بین حال لکھون + یعنی وہان روبروے مہرخ عالیشان جلسہ عشرت جمع تھا ہر ایک داد نشاط و مسرت دیتا کہ یکایک عمر کا دم گھبرایا اور بُرّان سے گویا ہوا کہ ای ملکہ مجھکو یقین ہی کہ جب نحوست مارا گیا ہوگا تو افراسیاب حرامزادہ غضبناک ہوکر ضرور فساد لایا ہوگا لشکر میر ملکہ اعظم مین گرفتار ہوگا ہم بھی یہان ہین بیکار بہ تنہائی مین نہین معلوم کیا گذرا ہوگا خبر لینا وہان کی ضرور چاہیے کہ بموجب بیت چہ خوش گفت یکتاش با خیل تاش + چو دشمن فراشیدی ایمن مباش + یہ کلام خواجہ سنکر برائے اطمینان خاطر بُرّان نے سحر پڑھا کہ آنکھین سبکی بند ہوگئین پھر دیکھا تو ہم ایک بلندی پر استادہ ہین اور سامنے لشکر مہرخ سیاہی مین گھرا نظر آتا ہی اور ایک طرف لشکر ملکہ حیرت کے کنارے ایک حصار سیاہ کے قریب ضرغام عیار کھڑا گالیان دیتا ہی صداے واویلا لشکر مین بلند ہی آواز نوحہ و زاری مستمند ہی یہ حال دیکھکر مہرخ رونے لگی اور عمر بیقرار ہوا بُرّان نے کہا خواجہ تمھارا گمان سچ تھا لشکر پر وقت صعب ہی مگر یہ شاگرد تمھارا گالیان کیون دیتا ہی اُسنے کہا ای ملکہ مہرخ

نوبت بجان وکارد باستخوان ہی ناچاری مرنے پر آمادہ ہو مگر بیوقوف ہو اگر یہی منظور تھا تو اپنے تئین حصار سحر مین گرا دیتا جو کوئی اسکو پکڑنے آتا اُس سے سمجھ لیتا اب مجھکو آپ جلد بھیجیے پھر مجھ سے انشاء اللہ سر اس ساحر نابکار کا لیجیے بران نے کہا خواجہ یہ ساحر شاگرد ظلمات ہی یون مارا نہ جائیگا جو جائیگا وہ زک اُٹھائیگا گرفتار بلا ہوگا اُسپر قابو نہ پائیگا تدبیر اُسکے قتل کی یہ ہی کہ کوئی جاکر اُسکو باہر حصار کے حیلہ سے بلا لائے اور جب وہ آئے تو اُسکو کسی طرح گرا کر انگشتری جمشیدی مجھ سے لیتا جائے اُسکے منھ مین دیدے تاکہ وہ سحر فراموش کرے اور زور اُسکا گھٹے پس فوراً سر اُسکا جدا کرے ورنہ وہ ساحر زبردست ہی ذرا بھی مہلت پائیگا تو انگشتری کی تاثیر بھی باطل کر دیگا نقش اپنے سحر کا جمائیگا پس جو اسکو کشور جان کو زیر نگین کرے جلد اسکو ہلاک کر ڈالے اور دل و جگر اُسکا نکالے اور لشکر اسلامیان مین لیجاکر آگ پر رکھے دھوان اُس مین سے نکلکر تمام عالم مین پھیلے گا اور اس تاریکی کو دور کر دیگا آنکھون مین سبکے پھر نور کر دیگا یہ سنکر مہرخ نے کہا ای ملکہ وہ انگوٹھی مجھکو دیجیے اور لشکر مین پہونچا دیجیے تاکہ مین کام اس بجیا کا جاکر تمام کرون بران نے جواب دیا کہ ابھی مین تمھاری ملاقات سے سیر نہین ہوئی مگر کیا کرون ناچاری ہی کسلیے کہ خواجہ صاحب کو مین بغیر اجازت اپنے پدر عالی قدر کے رخصت نہین کر سکتی وہ اُنھین کے مہمان ہین اور تمکو مین نے بلوایا تھا اچھا خدا کریم کے سپرد کیا یہ کہکر سحر پڑھکر پکاری کہ جلد طاؤس طی الارض کو ای محافظان طلسم حاضر کرو یہ صدا دیتا تھی کہ جہان سب استادہ تھے وہان کی زمین شق ہوئی اور ایک طاؤس زرین بال مرصع دم وہان سے نکلکر سامنے آیا زین جواہر نگار اُسپر کسا تھا ایک ایک بال اُسکا بال ہما تھا عنقائے قاف خوبی تھا موسیقار دشت محبوبی تھا بران نے انگشتری اپنے دست نازک سے اُتار کر مہرخ کی انگشت مبارک مین پہنائی اور اُس طاؤس پر سوار کیا چلتے وقت عمر نے کان مین اُسکے فقرے عیاری کے کہے کہ اس طرح اس ساحر کو حصار کے اندر سے بلانا اور یون زمین پر گرانا الغرض بخوبی سمجھا کر روانہ کیا وہ طاؤس وادی پیما سریع السیر مثل باد تاران بنگیا اور بال شوق وا کرکے اس بلقیس حشم کی ہوا خواہی مین اُڑا آنکھین اُسکی بند ہوگئین بعد لمحہ جو آنکھ کھلی قریب حصار سیاہ جس مین شبرنگ تھا اپنے تئین پایا اسنے طاؤس پر سے اُتر کر ایک مقام بلند پر قرار پکڑا طاؤس چلا گیا مگر یہان ضرغام جو گالیان دے رہا تھا جب اُسکو پنجۂ سحر نہ گرفتار کر سکا تو غصہ مین آکر شبرنگ خود بیرون حصار آیا ضرغام نے جو اُسکو دیکھا فرط غضب سے خنجر کھینچکر دوڑا کہ ای نابکار کہان جاتا ہی اُسنے اسکو آتے دیکھا

سحر پڑھا کہ پنجۂ پیدا ہوا اور عیار مذکور کو اُسی پنجے نے اٹھا کر اندرون حصار پھینکدیا یہ بھی برق کی طرح اسیر زندان سیاہ ہوا کالا جیلانہ نصیب مقدر گمراہ ہوا اور شیر نگ نے چاہا کہ مین بھی داخل حصار ہو جاؤن مگر اسکو مہرخ نے بھی باہر آتے دیکھا پس فوراً شور نوحہ وگریہ بلند کیا کہ ای شاہ جادوان واسطے سامری کا میری خطا معاف فرمائین اپنے جرم پر نادم ہون میری جانب سے دل صاف فرما شیر نگ اس آواز حزین کو سنکر ٹھہر گیا اور کان لگا کر جو سنا تو بموجب المؤلفہ

صدا کانون مین شور وغل کی آئی / کہ جیسے کوئی دیتا ہی دہائی
صدائے دلخراش و دل حزین ہی / کچھ ایسا نالۂ اندوہگین ہے
کہ ای شاہ طلسمات زمانہ / کنیز خستہ جان کا سُن فسانہ
مین تیری اک کنیز نیم جان ہون / حقیر و دلحزین و ناتوان ہون
کہ ہی تو بادشاہ آسمان جاہ / طبیعت مین تری ہی رحم کو راہ
وہ مین مسکین و بیچاری ہون شاہا / نہین لگتا کہین میرا ٹھکانا
خطا وار و گنہگار و پشیمان / عطا پر تیری مین از بس ہون نازان
تری درگاہ مین ہون پناہ گیر / شہا کر معاف اس لونڈی کی تقصیر
سنے جب یہ کلام یاس مہرخ / گیا شیر نگ اسدم پاس مہرخ
کہا تو کون ہی جو یون ہی روتی / سنہر آب اشک حسرت سے ہی دھوتی
کہا مہرخ نے مین ہون وہ گنہگار / نہین جو قابل تو یہ بھی زنہار
مری آہون سے ڈرنا چاہیے ہی / سفارش میری کرنا چاہیے ہی
کہ بخشے شاہ والا میری تقصیر / نہ دے میرے گنہ کی مجھکو تعذیر
کہا شیر نگ نے ہمراہ مرے آ / بر آئیگا یہ مطلب تیرے دل کا
اٹھی یہ سنکے مہرخ اپنی جا سے / قدم پر گر پڑی اُس بیحیا کے
وہ سمجھا عاجزی یہ کر رہی ہے / نہ سمجھا تھا بدی یہ کر رہی ہے
جھکا وہ تا کہ سر اسکا اُٹھائے / اٹھا کر سر کو سینے سے لگائے
پکڑ کر پاؤن دونون اسنے کھینچے / زمین پر چت گرا وہ جلد اسنے

چلہ سینے پہ اُس ظالم کے پالی
انگوٹھی منھ مین ظالم کے پہنالی

جو بھولا سحر وہ مردود گمراہ
عدم کی اُسنے دکھلائی اسے راہ

پس فوراً اُسکو گرتے ہی ذبح کرکے دل وجگر اُسکا نکالا اور اپنے لشکر کی طرف چلی ادھر شور اسکے مرنے کا بلند ہوا اور وہ حصار سیاہ جس مین یہ ساحر سحرخوان تھا غائب ہوگیا اور برق وضرغام چھوٹ گئے اُدھر غوغائے بیرہائے سحر سنکر لشکر حیرت کے ساحر دوڑے اور ملکہ حیرت غل سنکر باہر نکل آئی مگر بھاگ جو رہا ہوئے صورت تو ساحر کی ایسی بنے ہی ہوئے تھے حیرت پاس دوڑکر آئے اور کہا ہے ملکہ فوج کوکب نے آکر شبرنگ کو مارا اور لشکر پر آیا چاہتی ہے یہ سنکر اُسنے قرنائے سحر بجائی اور فوج تیار کرائی مگر اتنے عرصہ مین کہ جبتک فوج کمر باندھے ملکہ مہرخ اپنے لشکر مین آئی اور ساحر جو مرچکا تھا بدنیوچہ حصار سحر نے اُسکو راستہ دیا کیونکہ زور اُسکے سحر کا مٹ چکا تھا غرضکہ ملکۂ مذکور نے آکر دل وجگر اُسکا آگ پر رکھا دھوان اُس مین سے نکلکر تمام عالم مین پھیلا اور سبکی آنکھون مین بھی لگا کچھ دیر مین وہ تاریکی دور ہوئی اور آنکھون مین سبکے روشنی آئی پس بھولے سحر کے سنبھال سنبھالکر بروز سحر اُٹھے اُدھر سے حیرت لشکر لیکر جو چلی پہلے مقام بارگاہ شبرنگ پر آئی یہان زمانہ سیاہ تھا بیر غل مچاتے تھے آندھیان آئین تھین آگ پتھر برستے تھے لاش جسکا سینہ خنجر طلسم سے پاش پاش میدان مین پڑی تھی اور بیت سے الوالش لاش سے لپٹے ہوئے تھے حیرت نغمہ جو اُدھر سے بھری فوج مہرخ آئی تھی اُس سے سامنا ہوا پھر تو اندھیری رات مین سحر کی بجلیان چمکنے اور خرمن جان مبارزان پر گرنے لگین سودا زدگان دشت شجاعت دآشفتہ گان گیسوئے عروس جلاوت نے بمعاوضہ خون شبرنگ سر اپنے نثار کیے صحرا مین گلہائے زخم سے سامان بہار کیے کہ نظم

ہمی گفت کامشب شبے پُربلاست
اگر نام گیریم ازانجا سزاست

بزد کوس وازدشت برخاست گرد
ہوا پُر ز گرد و زمین پُرز مرد

زمانے برآنسان برآویختند
کہ آتش زوریا برانگیختند

بدآن سان بیامد برآن رزمگاہ
کہ سیل اندر آید زکوہ سیاہ

بکوشید یکسر بر من دشت جنگ
جو غرندہ شیر و جو شرزہ پلنگ

مہرخ نامور نے وہ داد شجاعت دی کہ مریخ بالائے فلک حیران کار تھا سروتن کا ہر جگہ انبار تھا

رات جو باقی تھی وہ اس ہنگامہ کو دیکھکر بھاگی کہ ایسا ہو شیر زنگ کے دھوکے مین کوئی میرا کام نہ تمام کرے
چنانچہ حصار سیاہ ظلمت شب جو گرد عالم کھچا تھا ہر طرف ہوا اور دیدۂ مہر مین نور آیا کہ ابیات

چو خورشید بارنگ دینار زرد
بجنبہ برفتند ازان رزمگاہ

ستم کردہ بر پردہ لاجورد
کہ از کشتہ پُر روے گیتی سیاہ

یعنی دم سحر لشکریان حیرت کے پانون میدان سے اُٹھنے لگے حیرت نے طبل بازگشت بجوا دیا کہ
لشکر فرار ہو جاے غرضکہ دونون لشکر پھر کر پڑاؤ پر آئے مہرخ شادان و فرحان زرنثار کنان بارگاہ
مین آئی اور سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئی عیار بھی نذر فتح لیکر حاضر ہوے خلعت فاخرہ اُنکو دیا سب نے عشرت
تمام بیٹھے ساقی و مغنی حاضر ہوئے جلسۂ طرب آغاز ہوا اُدھر حیرت نے اول تو لاش بصد حسرت شیر زنگ
بدآہنگ کی اُٹھائی پھر روتی ہوئی بارگاہ مین آئی اور کل کیفیت نامہ مین تحریر کرکے شاہ طلسم
کو بھیجی بادشاہ باغ سیب مین دربار جمع کیے بیٹھا تھا کہ اول نامہ اسکو پنجۂ سحر نے خداوند لقا کا لاکر
دیا اُسنے اُس نامہ کو سر پر رکھا اور بہ تعظیم تمام پڑھا وہی مضمون معمولی اُس مین درج تھا کہ اے
بندۂ غافل تو نے ہماری خبر نہ لی اور مدد ہماری نہ بھیجی جلد تر براہ امداد کسی ساحر نامور کو روانہ کر اسکے
نامہ پڑھکر اہل دربار سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مہرخ کے لشکر کا تو یقین ہی کہ شیر زنگ فیصلہ کر چکا
ہوگا خداوند کی مدد کو کسی ایسے ہی آندھی آئی اور ایک ساحرہ اژدہے پر سوار فلک کی طرف سے
قہر نگاہ جادو آدیہ صدا دیتے ہی آندھی آئی اور ایک ساحرہ اژدہے پر سوار فلک کی طرف سے
اُترکر روبروے بادشاہ آئی تسلیم بجالائی صورت کریہ سے اُسکی ابلیس بھی خوف کھاتا جوگی جیبا ل
چیخ مارکر بھاگ جاتا کئی سو برس کا سن رکھتی تھی بال سفید دانت نذار و ضعف کے دن رکھتی تھی
بادشاہ جادوان نے اُس سے خطاب کیا کہ تم خدمت خداوند مین جاؤ اور اُنکے دشمنون کو ہلاک کرو اُسنے
عرض کیا بہت اچھا بادشاہ نے خلعت رخصت دیا وہ خلعت پہنکر اپنے مقام پر آئی اور سامان روانگی کرنے
لگی حال اسکے جانے اور پہنچانے کا آئندہ لکھا جائیگا مگر اب حال سنیے کہ بعد روانگی اس ساحرہ کے شاہ
جادوان خوش و خرم بیٹھا تھا کہ نامہ حیرت محتوی بر کیفیت قتل ہونے شیر زنگ کے پہونچا
اوسکو پڑھتے ہی دود غضب دماغ کے پار نکل گیا اور غصہ سے تا دیر کانپا کیا پھر سحر پڑھکر
حسب دستور کتاب جمشیدی منگائی اور اُس مین یہ معلوم کرنا چاہا کہ شیر زنگ

پر مہرخ کس طرح غالب آئی اور کیونکر اُسنے اُسکو راہ عدم دکھائی چنانچہ کتاب مذکور میں سب کیفیت جو اوپر
بیان ہوئی لکھی دیکھی کتاب کو تو روانہ کردیا اور سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی ایک پتلا پیدا ہوا اُسی پتلے سے
کہا کہ تو جاکر مہرخ سر دربار کہنا کہ شہنشاہ نے فرمایا ہے ہم تجھکو اب گرفتار کرینگے ظلمات میں قید کرینگے
دیکھیں تو کہ تیرے حامی کیونکر تجھکو بچاتے ہیں اور تو بھی بہت ہوشیار رہنا اور سحر تیار کرنا دیکھیں
تو کیسی ساحرہ ہے اور کیسا سحر کرتی ہے پتلا حسب ارشاد بادشاہ اُڑکر چلا اور طرفۃ العین میں بارگاہ
مہرخ میں اُترا یہاں سب معروف عیش و عشرت تھے کہ پتلا قریب تخت مہرخ آیا سبنے خیال کیا
کہ شاید بہاران نے بھیجا ہے لیکن پتلے نے باواز بلند کہا کہ شہنشاہ ساحران بادشاہ طلسمات نے
ارشاد فرمایا ہے کہ اے مہرخ ہم تجھکو گرفتار کراکر ظلمات میں اسیر کرینگے تو اور حامی تیرے ہوشیار
رہیں مہرخ نے یہ سنکر کہا کہ میری جانب سے کہدینا کہ بھڑوے کیوں تیری شامتیں آئی ہیں
شہنشاہ عیاران ایک روز آکر وہ جوتیاں لگائینگے کہ بوے کبر کاسۂ دماغ سے نکل جائیگی اور کیوں
گھبراتا ہے فوج شاہ عالم پناہ کوکب آسمان جاہ کی تیری سرکوبی کو آیا چاہتی ہے پتلا یہ تقریر اسکی
سنکر توبہ توبہ کرتا ہوا کہ نسبت شاہ جادوان یہ کلمات ناشایستہ مراجعت کرکے خدمت افراسیاب
میں آیا اور عرض پیرا ہوا کہ میں حکم بادشاہ سے اُس باغیہ کو مطلع کرایا اور اُسنے جو کچھ نسبت ملازمان عالی کے
بیہودہ گوئی کی میں عرض نہیں کرسکتا بادشاہ نے باصرار اُس سے پوچھا تو اُسنے حرف بحرف جو سنا تھا
بیان کیا بادشاہ آگ ہوگیا اور اُسی وقت ایک افسون تازہ پڑھا کہ آسمان پر ابر آکر چھایا اور زمین پر اُتر آیا
سبنے دیکھا کہ وہ ابر نہیں ایک عقاب تیز چنگال ہے اور اتنا بڑا ہے کہ بسان ابر نظر آتا تھا منقار مثل
خنجر جانستان بار ڈھار رکھتا ہے گویا مقراض جامۂ ہستی بے اعتبار رکھتا ہے پنجہ اُسکا پنجۂ ملک الموت سے
کم نہیں دہن کیوں غار عدم نہیں الحق

نظم

ز جا اندر آمد چو کوہ سیاہ	تو گفتی کہ تاریک شد مہر و ماہ
چو او در ہوا رفت و گسترد پر	ندارد زمین توش و خورشید فر
دو چشمش چو دو چشمہ تابان ز خون	ہمی آتش آمد ز کامش برون

پیٹھ پر اُس عقاب کے ایک زنجیر رکھی تھی اور بیڑیاں پروں میں لٹکی تھیں بادشاہ نے اُس عقاب
سے حکم دیا کہ اے طائر طلسمی جاکر مہرخ کو پکڑ لا خبردار کوئی روکے تو نہ رکنا اور بیڑیاں پنھا کر

یہان لاتا وزار رحم اُسکے حال پر نہ کہاتا عقاب حسب ارشاد بقہر و عذاب تمام اُڑا اور بارگاہ مہرخ عالی جناب مین آیا یہان جیسے کہ تیلا پیام کہہ گیا تھا ہوشیاری ہو رہی تھی ہر ساحر تاریخ و ترنج سحر سنبھالے بیٹھا تھا بلور و بہار وغیرہ سب آمادہ مرگ و مہیاے قضا تھے کہ یکایک وہ عقاب سحر چیکر تا ر تا فلک کی طرف سے پہنچ بارگاہ مین اُترا ساحرون نے کہا اچھا شکار شاہ طلسم نے ہمارے لیے بھیجا ہی یہ کہکر نارِیل اور تیر سحر کے مارنے لگے لیکن اُس عقاب پر کچھ اثر نہوا اور وہ قریب تخت آیا مہرخ سے کہا چل اُٹھ سوار ہو تو قید ہوئی شہنشاہ جادوان نے تجھکو بلایا ہی مہرخ اُسکے کلام سے ایسی محو ہوئی کہ تخت سے اُٹھکر پشت عقاب پر جا بیٹھی وہ زنجیر جو پشت عقاب پہ رکھی تھی کمر مین اُسکے اور بیڑیان جو پرون مین تھین پاؤن مین پڑ گئین اور عقاب اُسکو اسیر و دستگیر کرکے اُڑا تمام بارگاہ و لشکر وغیرہ مین غلغلہ پڑا کہ لیچلا اُسوقت بھی ہزارون سحر ساحری کیے اور گولے فولادی اور ہار رحجون کے اور گچھے پیکانون اور سوئیون کے مارے ہزار ہا حیلے ہر سمت سے پڑنے لگے لیکن اُس عقاب تک کوئی حربہ بھی نہ پہونچا اور اُسکے پرون سے شعلے آتش کے نکلکر گرد اُسکے حلقہ زن ہوئے اور مہرخ دکھائی دینے سے مخفی ہوئی اب یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک کُرّۂ آتش کا آسمان پر جاتا ہی ساحر نالان و گریان آخر پھرے لشکر مین کہرام پڑ گیا سردارون نے حال تباہ کیا عیار روتے ہوئے دریاے خون روان تک گئے اور لاکھون فقرے کیے کہ اُس عقاب کو روکین یعنی ہرن زخمی کرکے راہ مین ڈالا دانہ وغیرہ ڈالکر بُلانا چاہا مگر ممکن ہوا جب عقاب دریا کے پار اُتر گیا یہ بھی مایوس ہوکر پھر آئے ہر شخص قلزم چشم سے آب اشک حسرت بہاتا تھا اور مذمت دنیاے بی ثباتی و دہر غدار زبان پر لاتا تھا

نظم

فلک ہو درپے تکلیف آرام ۔۔۔ قضا لبریز اس ساقی کے ہین جام
بجاے مے ہی سم اسکے سبو مین ۔۔۔ نوید مرگ ہی ہر گفتگو مین
ہنساتا ہی کسیکو گر گھڑی بھر ۔۔۔ تو رکھتا ہی ہمیشہ خوار و مضطر
بظاہر دوست لیکن مدعی ہی ۔۔۔ بھلائی کب کسی سے اسنے کی ہی
بشکل بخت دشمن سخت مایوس ۔۔۔ زبان پر دم بدم الفاظ افسوس

اس شیون و شین کی خبر طاہران سحر نے ملکہ حیرت کو بھی پہونچائی وہ سنکر نہایت خوش ہوئی اور حکم دیا کہ طبل شادمانی پر چوب پڑے اُسکے حکم سے نقارہ شادمانی بجنے لگے جشن شروع ہوا اب ادہر

ہنگامۂ عشرت ہی ایک جانب سانحۂ مصیبت ہی طرفہ حکایت ہی غرضکہ بعد جزع و فزع بسیار عقلائے
روزگار نے یہ مشورہ کیا کہ بلور سردار شاہ کوکب یہان موجود ہی اُس سے کہکر کسی ایسے ساحر کو ملکہ
بران پاس بھیجیے جو ایک آن مین پہونچ جائے چنانچہ حسب مشورہ بلور سے سب نے استدعا کی
بلور نے اپنے ساتھیون مین دو ساحرون کو تجویز کیا کہ یہ جاکر خبر شاہ کوکب سے کہین لیکن ہانکی
کیفیت سنیے کہ بعد بھیجنے مہرخ کے بران خواجہ کو لیکر پھر اپنے مقام قلعۂ سخت رنگ مین پھر آئی
اور جلسۂ عشرت مہیا کر کے بیٹھی لیکن خواجہ نے لشکر اپنا گرفتار بلا دیکھا تھا یہ کب تسلی پاب ہوتا اُسنے بیقراری
ظاہر کی ملکۂ مذکور نے بنا بر تسکین خواجہ دو ساحر طلب کر کے حکم دیا کہ میرے گلے کا ہار نشانی کے لیے لیجاؤ اور براہ
طلسم بیان سے لشکر خواجہ مین جاکر خیریت جملہ فوج کی رسید لکھوا لاؤ ساحر مذکور روانہ ہوئے اور بادلکھا کر
ور طلسم سے نکلکر لشکر مہرخ مین اُسوقت پہونچے کہ بلور ساحر بھیجا جاتا تھا چنانچہ اُنکے پہونچنے سے
سبکی مراد بر آئی اور جملہ کیفیت گذشتہ بیان کی رتیب قلم کر کے روانہ کی ساحر مراجعت کر کے دوبارہ
خدمت بران مین آگئے اور نامہ سرداران اسلامیان پیش کیا نامہ پڑھکر ملکہ نے سر جھکا لیا اور
خواجہ عمر نے مضمون نامہ پر اطلاع پاکے ایک آہ سرد دل پُر درد سے بھری اور بیقراری کرنے لگا ملکہ
نے کہا کہ خواجہ مجھکو یہ معلوم نہ تھا کہ افراسیاب ایسی بے غرتی اختیار کریگا اور لشکر پہلے سردار پر عقب
طلسم بھیجیگا خیر مین اپنے باپ کو اس حال کی اطلاع کرتی ہون ورنہ کار از دست رفتہ کا معاملہ ہو چکا
عمر نے کہا ای ملکہ مین براہ غرور نہین کہتا ہون اگر آپ کے کیے کچھ نہو سکے تو مجھکو آپ دریائے سحر کے
پاس اُس پار اُتروا دیجیے پھر کیا مجال اُس سحرے افراسیاب کی جو مہرخ کا بال بھی بیکا کر سکے
ای بایمان خود اگر گلیم اوڑھکر سر نخیس او سکا نہ کاٹا تو نام اپنا نہ پایا مین صرف اسلیے آپ کی خدمت
مین آیا تھا کہ لشکر ساحران لیجا کر اپنے لشکر کو قوت دونگا ورنہ مین سرکوبی کو اس بیحیا کی کچھ کم نہین
ہون بران نے خواجہ کو ناراض دیکھکر فی الفور عرضی اپنے باپ کو لکھی اُس مین سب حال مہرخ
کا درج کیا اور آزردہ ہونا خواجہ کا بھی لکھا وہ عرضی سحر کے پتلے کو دی کہ وہ لیکر خدمت شاہ کوکب
مین آیا عرضی پیش کی بادشاہ عرضی پڑھکر ہنسا اور پیشانی عرضی مذکور مین یہ دستخط فرمائی کہ ای فرزند
افراسیاب ملکہ مہرخ کو اپنے ظلمات طلسم مین قید کرنا چاہتا ہی پھر کوئی کسی کے ظلمات طلسم
مین جا نہین سکتا مگر خواجہ سلامت کو ہمنے مہمان کیا ہی اسوجہ سے ہم غافل نہین ہین کچھ

عرصے مین تم دیکھنا کہ کیا ظہور مین آتا ہی وہ عرضی دستخط کرکے چیلے کو دی اور آپ اہل دربار کی نظر سے غائب ہوگیا
ادھر چیلے نے آکر عرضی بران کو دی ملکہ نے پڑھکر خواجہ سے کہا کہ آپ اطمینان رکھین بادشاہ کو کب
کو آپ کا بڑا خیال ہی عمر اس کلام سے خاموش ہو رہا مگر کچھ مزاج شگفتہ ہوا ملکہ نے اسکی خاطر سے ایک
پتلا سحر کا طلب کرکے حکم دیا کہ ای پتلے تجھکو بھینٹ سور کی دیجائیگی تو جاکر ملکہ مہرخ کو اٹھالا اور اگر
نہ لاسکے تو خبر لا کہ افراسیاب نے اسکی نسبت کیا معاملہ کیا پتلے نے کہا کہ ای ملکہ پشت عقاب طلسم
پر سے اُتار لانا یا اُس زنجیر کو کاٹنا جو عقاب کی پشت پر رکھی ہوئی تھی بہت دشوار ہی مگر مین جاتا ہون
جیسا کچھ ہوگا کرونگا یہ کہکر روانہ ہوا اور اسوقت آکر یہ پہنچا کہ عقاب ملکہ مہرخ کو لیکر پار دریاے
خون رواں کے اُتر گیا تھا پتلا باغ سیب مین اس سبب سے نہ گیا کہ وہان شاہ جادوان ہوگا تو پہچان
نہ سکیگا جلا دیا جائیگا پس پھر کر بران پاس گیا عرض کیا کہ مین گیا تھا مگر کچھ بس نہ چلا پھر آیا ملکہ نے
سب حال سنکر قصد کیا کہ خود جاے اس اثنا مین اُس پتلے نے جو عرضی کوکب پاس لیگیا تھا عرض
کیا کہ ای ملکہ شاہ کو جب مین نے عرضی دی تھی تو وہ اسکو دستخط کرکے غائب ہوگئے تھے یہ کلمہ سنکر ملکہ کو
یقین کامل ہوا کہ بادشاہ خود بنفس براے رہائی ملکہ مقیدہ تشریف لیگئے ہین پس اپنے جانے سے باز
رہی اور خواجہ سے یہ راز کہا عمرو کو بھی اطمینان ہوا اور نظر بہ فضل کریم کارساز کرکے بیٹھا لیکن عقاب
مہرخ کو لیے ہوے باغ سیب مین آیا شاہ طلسم سریر مملکت پر جلوہ گر تھا ابرق و سرمایہ
و باغبان وزیران ذیشان پس پشت کھڑے تھے اہل دربار ساحران ذی وقار حاضر تھے کہ نگاہ
عقاب پر سبکی پڑی ہر ایک نے بادشاہ کی تعریف کرنا آغاز کی کہ کیا زبردستی سحر کی حضور نے جتا لی
ہی واہ وا کیا کہنا بادشاہ نے خوش ہوکر وزیر سے فرمایا کہ ای باغبان اس مجرمہ کو زنجیر پکڑکر اُتار لے
وزیر نے بڑھکر پشت عقاب پر سے ملکہ مذکور کو اُتارا بادشاہ نے سحر پڑھکر باران آتشین جسم
مجرمہ پر لپیٹے اور زنجیر اور بیڑیان جسم سے اُترکر بدستور پشت عقاب پر جاکر ٹھہرین عقاب اُسی طرح
کہ جیسے آیا تھا اُڑکر چلا گیا بعد اُسکے جانے کے ساحران نامی مہرخ پر مسلط کیے کہ وہ گرد
اُسکے براے حفاظت آگئے بعد اس انتظام کے شاہ بعتاب تمام گویا ہوا کہ کیون ای
نمکحرام مفسدہ دیکھا تُونے اپنی خطا کا بدلا اب بتا کہ کس عذاب الیم سے تجھکو قتل کرون
مہرخ پشت عقاب پر سے اُتر چکی تھی اسوجہ سے ہوش اُسکے درست تھے

اُسنے جواب دیا کہ اسوقت تو میرے سامنے جس طرح جی چاہے لاف دگزاف کرلے کہ فلک نے اسیر و دستگیر کراکر تیرے سامنے پہونچایا ہی انشاءاللہ سردار میرا عمر نامدار تجھسے آکر عوض اسکا لیگا اور اگر قضا میری دیوان کدہ قدر مین تیرے ہی ہاتھ سے لکھی ہی تو ناچاری ہی ورنہ میرے قتل پر تو قادر نہوگا اور نمکحرام ازلی محسن کش مجھکو نمکحرام کہتا ہی حالانکہ نمکحرام تو آپ ہی کہ بادشاہ اصلی اس طلسم کا شاہ لاچین تاجدار جادو تھا تو اُسکا ملازم ہوا اور اُس بادشاہ کو عین غفلت مین اسیر کرکے آپ بادشاہ بن بیٹھا ہم سب اُسکی رعایا اگر تجھسے لڑتے ہین تو کیا بیجا کرتے ہین بدلا اپنے آقا کا لینا باعث ثواب ہی نہ سبب نمکحرامی و عذاب اب ایک روز تو بھی سامنے شاہزادہ اسد کے بندھا کھڑا ہوگا اسی طرح کہ جیسے تو نے اُس بادشاہ بیگناہ کو اسیر کر رکھا ہی افراسیاب ان باتون سے بسان شعلہ آتش کانپنے لگا اور تلوار پکڑ کر تخت پر سے اُٹھا کہ اس بدزبان کو مار ہی ڈالونگا ایسا غصہ تھا کہ اپنے سر و پا کا ہوش نہ تھا تخت سے جو اُترنے لگا دامن قبا کا پانون کے نیچے آگیا اُچھلکر گر پڑا ارکان دولت دوڑے جلد تر اُٹھایا کہا شہنشاہ تامل فرمائین اس مجرمہ کی گفتگو بموجب قول ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید لایق غصہ کب ہی اور کچھ ضرور رعب و داب شاہی کو اسکے بیان سے نہین پہونچ سکتا ہی بادشاہ اُنکے سمجھانے سے پھر تخت پر بیٹھا اور کہا او مجرمہ مین تجھکو سارے طلسم مین تشہیر کراکر دریاے نور پر لیجاکر تیرباران کراؤنگا اور بڑے عذاب سخت سے ہلاک کرونگا مہرخ نے کہا کہ جو کچھ فرمان قضا جریان حاکم حقیقی کے یہان سے میرے نام جاری ہو چکا ہی اُتنا ہی ہوگا تو کچھ میرا نہ کر سکیگا بادشاہ کو پھر غصہ آیا اور حالت غضب مین ایک ناریل جانب فلک اُچھالا ناریل بلندی پر جاکر غائب ہو گیا بعد لمحہ کے ایک سیل فولادی لاٹ کی طرح چکر کھاتا ہوا زمین پر اُترا اُس لاٹ پر ایک ساحر بدشکل و نافرجام و ستمگر بیٹھا تھا اُس ساحر نے جب سلام کیا بادشاہ نے پیام دیا کہ لیجا اس مجرمہ کو اور لاٹ پر بٹھا کر تمام طلسم مین پھرا اسلیے کہ تمام عالم اسکو دیکھے اس ہیئت سے اسکو تشہیر کرتا کہ آگے آگے منادی ندا کرتا جاے اور لڑکے شہر و قصبات کے تالیان بجاتے ساتھ ہون سامان ذلت و تضحیک کوئی اُٹھا نہ رکھنا جب سب طرح پھرا چکنا تو گنبد نور پر لیجانا طلسم کشا کو دکھانا پھر شہر ناپرسان کے برج پر لیجانا وہان سے لشکر اسکے مطیعون کا دکھائی دیتا ہی اُس لشکر کو دکھانا وہ لشکری وہان آنہ سکینگے دیکھینگے اور کف افسوس ملینگے بعد اُنکے دکھانے کے دریاے نور پر لیجانا وہین وہان مع ملکہ

حیرت و مصور کے آونگا اور اسکو تیرباران کرونگا ساحر مذکور کہ نام اُسکا مسلسل جادو ہی لاٹ پہ سے کود ا اور حسب الحکم بادشاہ مہرخ کو اُٹھا کر لاٹ پر لایا اور شاہ کو سلام کرکے اشارہ کیا کہ وہ لاٹ پھر اُڑی مہرخ نے دل سے کہا کہ محبت اہل اسلام مین یہ روز تیرے لیے معراج کا ہی ثمرۂ الفت ہوا رنج و مذلت کے اور کچھ نہین کیونکہ درخت ولا کو آب جفا سے سینچا ہی اور تخم وفا کو زمین مصیبت آگین پر بویا ہی یہ کہتی تھی اور دل سے بعجز و منت تمام درگاہ ملک العلام مین استغاثہ کرتی تھی **نظم**

خدایا بہ عزت کہ خوارم مکن — بہ ذل گنہ شرمسارم مکن
مسلط مکن چون منی بر سرم — ز دست کسے من عقوبت برم
مرا شرمساری ز روئے تو بس — دگر شرمسارم مکن پیش کس

یہ تو اس طرح بذلت تمام روانہ ہی بیان بادشاہ طلسم نے دو ساحرون کو حیرت پاس بھیجا کہ جاکر ملکہ سے کہو کہ مع افسران لشکر و مصور و صورت نگار وغیرہ کے ہمارے پاس آؤ کہ تمھین عجیب و غریب تماشا دکھائین یعنی تمھارے دشمن کو منہ ڈوا کرکے تیرباران کرین ساحران مذکور روانہ ہوئے اور خدمت حیرت مین آئے پیام شاہ اُسکو پہونچایا وہ تو پہلے ہی سے خوشی کر رہی تھی اس خبر کو سنکر ساحرون کو خلعت دیکر رخصت کیا کہ تم چلو مین آتی ہون وہ تو چلے گئے اور یہ بارگاہ سے بارگاہ مصور مین آئی اُسنے تعظیم کی اُسنے کہا کہ اے مرشد زادۂ برحق آپ آج اپنا جلسہ موقوف کیجیے آپ کی دعا سے سامری نے یہ دن دکھایا ہی بادشاہ نے چلیے آپ کو بُلایا ہی یہ ماجرا درپیش آیا ہی مصور بھی حال سنکر راضی ہوا کہ اچھا چلیے ملکہ وہان سے اپنی بارگاہ کو برائے تیاری سامان رفتن پھری مگر اب حال مذرت اشتمال شاہ کو گپ سنیے کہ یہ جو بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا تھا تو اپنے طلسم باطن کے ایک مرحلہ پر آیا کہ وہان قلعہ بنا تھا اُس قلعہ کا مالک دست قدرت جادو وزیر دوم اِسکا ہی اُسنے آمد شاہ معلوم کرکے تعظیم کی بیرون قلعہ آیا بادشاہ کو آکر تسلیم کی بادشاہ نے ہاتھ اُسکا پکڑ لیا اور کہا مین ایک مقام پر چلتا ہون تو بھی ہمراہ چل وہان تجھکو اپنی جگہ پر اسلیے نہ بُلایا کہ راستہ ادھر ہی سے جانیکا خیال گیا کہ راہ سے بلا لینگے کیونکہ عجلت بہت منظور ہی وزیر نے عرض کیا کہ خداوند جہان چاہیے چلیے پس شاہ و وزیر در طلسمات سے نکلکر طلسم ہوش ربا مین آئے وزیر نے دیکھا کہ بادشاہ دریاے خون روان اُترتا چاہتا ہی پس دست ادب باندھکر عرض

کیا کہ ہر چند راز شاہان پوچھنا گستاخی ہی لیکن براہ عنایت یہ ذرہ بیمقدار بھی آگاہ کیا جائے کہ شاہ والاجاہ کا کیا ارادہ ہی بادشاہ نے فرمایا کہ یہ سانحہ پیش آیا ہی جب وزیر نے سب حال سنا عرض پیرا ہوا کہ میری عقل ناقص مین یہ آتا ہی کہ ابھی ملازمان عالی کیطرف طلسم باطن مین نہ تشریف لیجائین کیونکہ دریا اترتے ہی لڑائی آغاز ہو جائیگی مقصد تک پہونچنا دشوار ہو جائیگا اس سے مناسب یہ ہے کہ حضور ایک مقام بلند پر تشریف فرما رہین مین پنجہ بنکر ملکہ حیرت کو اٹھائے لاتا ہون آپ اپنے یہان سے لاٹ منگوا کر اسپر اُسکو سوار کیجیے اور لشکر بہار مین بھجوا دیجیے جو مفسدہ کہ ملکہ مہرخ کے ساتھ افراسیاب مسخرا کرے اُس سے بڑھکر حیرت کو یہان ذلت دیجائے شاہ جادوان اگر برسر مقابلہ آئے اُسوقت سمجھ لیا جائے بادشاہ نے اسکی رائے صواب اندیش پر آفرین کہی اور دریا کی طرف جانے سے کنارا کیا ایک مقام بلند پر آکر ٹھہرا اور وزیر سے فرمایا کہ جا جو کچھ تو نے بیان کیا ہی وہ کر مین تیری مدد کرنے کو یہان ٹھہرا ہون وزیر آداب بجا لاکر اُڑا اور لشکر حیرت پر آکر ٹھہرا یا حیرت خیمہ مصور سے نکلکر اپنی بارگاہ کی جانب چلی تھی کہ وزیر مذکور پنجہ بنکر جھپٹا اُسکو اٹھا کر لے اُڑا حیرت سمجھی کہ شاید مجھکو جانے مین جو عرصہ ہوا ہی تو افراسیاب نے پنجہ بھیجکر مجھکو اُٹھوا منگوایا ہی پس اُس دھوکے مین اسنے سحر کرنا کیسا ہاتھ پانون بھی نہ ہلائے جب پنجہ لیکر اسکو بلند ہوا اور نہایت زور سے اسنے اسکی کمر کو تھاما کہ اسکو تکلیف ہوئی اسنے خیال کیا کہ میرے شوہر کا بھیجا ہوا پنجہ اسطرح باہستگی لیجاتا تھا کہ مجھکو ذرا بھی نہ معلوم ہوتا تھا کہ کون لیگیا یہ کسطرح مجھکو لیچلا ہی پس اسنے اُس پنجہ سے خطاب کیا کہ ارے آہستہ لیچل نہین جانتا تو کہ مین ملکہ طلسم ہون پنجہ مین سے آواز آئی کہ باش او قحبہ تو قیدی ہی اور قیدی کو لیجاتے ہین کشان کشان یہ سنتا تھا کہ اُسکو وحشت طاری ہوئی اور سمجھی کہ یہ پنجہ غیر کا بھیجا ہی پس سحر پڑھنا چاہا پنجہ اسکو لیکر آن واحد مین قندیل فلک ہوگیا آنکھین اسکی تموج ہوا سے بند ہوگئین وزیر اسکو لیے خدمت بادشاہ مین آیا بادشاہ نے سحر پڑھکر اُسپر پھونکا کہ سحر اُسنے فراموش کیا وزیر سے بادشاہ نے حکم دیا کہ مین اب دار العمارۃ مین اپنی جاتا ہون تو اُسکو براہ طلسم خدمت ملکہ بیران مین لیجا مین وہان لاٹ بھیجونگا اور اپنے ظلمات کے ساحرون کو روانہ کرونگا کہ وہ اسکو ملکہ بہار پاس لیجائینگے مگر تو بھی اُنکے ساتھ رہنا افراسیاب اُن ساحرون کو کہ وہ میرے طلسم کے محافظ مرحلہ ہونگے قتل نہ کرسکیگا لیکن شاید بہار وغیرہ کو دھمکائے تو تجھے اُنکی اعانت کرنا ہوگی اور یہ ساحرہ ایسی

زبردست ہی کہ کسی سے مغلوب نہوتی مگر مین بادشاہ غیر طلسم اور ہمسر اسکے شوہر کا ہون بدینوجہ میرے
سحر نے اسکو سحر بھولا دیا ہی اور یہ مدہوش ہی وزیر نے حسب الحکم بادشاہ اُسکو لیکر پرواز کی وہان ملکہ بران
نیا برتسکین وہی خواجہ بارہ دری مین آگئی ہی اور ایک کمرہ اُسکا وا کیا ہی اس کمرے کے اندر آسمان سحر
دکھائی دیتا ہی زمین بالکل نہین ہی بجاے زمین اندھیرا نظر آتا ہی اسنے اُس آسمان سحر کی جانب کچھ افسون
پڑھکر پھونکا اس مین سے ایک ستارہ ٹوٹ کر گرا اور بسان تیر شہاب دراز ہوکر اپنی شعاع مین ملکہ و خواجہ
دقمبور کو لپیٹ کر اُس آسمان پر لیگیا وہان برج مثل بروج آسمان بنے تھے ستارے اُنمین جڑے تھے
بلند اسقدر تھے کہ تمام دنیا پیش نظر تھی ملکہ وہان تخت پر بیٹھی اور کہا خواجہ یہان سے سب حال مہرخ کا
نظر آئیگا عمر نے دیکھا تو واقعی باغ سیب افراسیاب نظر آتا ہی مگر آدمی وہان کے بالشت بھر کے دکھائی
دیتے ہین یہ بیٹھکر ہر سمت پیک نگاہ دوڑانے لگا کہ اسکو دست قدرت در زیر حیرت کو پنجہ مین دابے نظر
آیا از بسکہ یہ پہچانتا نہ تھا اسنے ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ یہ عجیب تماشا ہی کہ ایک عورت کو ایک ساحر پنجہ مین
دابے اس طرف آتا ہی ملکہ نے اسکے کہنے سے جو دیکھا وزیر دوم کو پایا کہا یہ تو وزیر اعظم ہی شاید میرا
متلاشی آتا ہی مین اسجگہ ہون یہکتا پھریگا یہ کہکر ایک ستارے کو اشارہ کیا کہ وہ اپنی شعاع مین لپٹکر وزیر
مذکور کو لایا وزیر نے آکر ملکہ کو تسلیم کی اور حیرت کو سامنے لاکر ڈالدیا بران نے اسکو نہ پہچانا مگر عمر نے
کہا یہ تو حیرت ہی اس اثنا مین شاہ کوکب بھی اپنے مقام پر آیا اور سحر پڑھا کہ پہلے ایک پتلا پیدا ہوکر
روبرو ہوا اسے سامنے آیا اُس سے کہا تو بران پاس جا اور کہنا کہ حیرت کو عمر کے حوالے کرو پتلا بھی
آسمان سحر پر آیا پیام شاہ کہا ملکہ نے سحر پڑھکر حیرت کو ایک زنجیر سحر مین باندھا اور ہوشیار کیا جب
وہ ہوشیار ہوئی عمر نے کہا بی حیرت میرا بھی مجرا قبول ہو اسنے جو نگاہ اُٹھاکر دیکھا بران و عمر کو بیٹھے
پایا ہر چند کہ غیر طلسم مین بیدست و پا تھی مگر پھر بھی غصہ طاری ہوا اور ہاتھ اپنا بلند کیا وہ زنجیر سحر جسمین
یہ بندھی تھی ٹوٹ گئی اگر آسمان سحر پر نہ بیٹھی ہوتی تو یقین تھا کہ نکلجاتی مگر زنجیر ٹوٹتے ہی بران
نے اُٹھکر ایک طمانچہ مارا کہ باش اد قحبہ تو نہین جانتی کہ میرے باپ نے تجھکو پکڑ بلایا ہی اس عرصے مین
پتلا جو کوکب نے بھیجا تھا وہ حیرت کے لپٹ گیا اور اسکو پھر خوب مضبوط باندھا زبان مین
سوزن دیا پھر آواز آئی کہ اے ملکہ اس حرامزادی کو اسلیے ہمنے بھیجا ہی کہ اسکو لاٹ پر بٹھاؤ
اور یہی حال مہرخ کا افراسیاب نے کیا ہی عمر نے آواز سنکر ملکہ سے پوچھا کہ یہ کسکی صدا ہی اسنے کہا

ہمیشہ کوکب ہوتا ہی فی الجملہ بیان تو یہ تذکرہ ہی مگر شاہ کوکب نے اپنے مقام پر پہونچکر سحر پڑھا اسی طرح
کہ جیسے افراسیاب کے سامنے میل بلور لاٹ کے چکر کھاتا ہوا آیا تھا اسکے سامنے بھی آیا دو ساحر
اُسپر بیٹھے تھے سحر مین ہمسر ساحری تھے ایک کا نام حسین جادو اور دوسرے کو حصار جادو کہتے تھے
اُن دونون نے جب بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے ارشاد کیا کہ ای زندان بانان طلسم نور افشان یہ
لاٹ لیکر تم قلعۂ ہفت رنگ مین بران کے پاس جاؤ وہان حیرت ہی اُسکو لاٹ پر بٹھا کر لشکر مین
مہرخ کے پہونچاؤ اور تمام طلسم ظاہر ہوش ربا مین پھراؤ کوئی دقیقہ اُسکی ذلت و خواری مین اٹھا نہ
رکھنا اور دست قدرت وزیر کو بھی اپنے ہمراہ لینا ہر چند کہ تم میرے طلسم کے محافظ زندان ہو
کوئی تمپر دست درازی نہ کر سکیگا کیونکہ وابستہ طلسم ہو اور اسی طرح طلسم ہوش ربا کے وابستگان
طلسم پر مین دست درازی نہین کر سکتا ہون تاہم افراسیاب ساحر بے اشکل ہی مین بھی تمہاری
خبر رکھونگا ساحران مذکور حسب الحکم شاہ ذیشعور لاٹ لیکر روانہ ہوئے بادشاہ نے پتلے ساتھ کر دیے
کہ وہ پتلے اُنکو آسمان سحر پر لائے بران و عمر وہان بیٹھے تھے ساحرون نے سلام کیا ملکہ مذکور نے
مجرمہ کو حوالے کیا ساحرون نے بازو اُسکا پکڑکر لاٹ پر بٹھایا اور وزیر مسطورۂ بالا کو ساتھ لیا عمر نے ایک
نامہ بنام ملکہ بہار لکھدیا مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ تم اپنی بہن کی ذلت بچشم دیکھکر آزردہ ہو تا خدا گواہ ہی
کہ ہم اہل اسلام کسی جلیل کو ذلیل کرنا نہین چاہتے ہین ملکہ تم لشکر اسلام مین لقا کو ذلت و دیگر عتاب میرے
آقا امیر کا اُٹھا چکی ہو پس یہ امر نسبت حیرت تجویز کیا ہوا شاہ کوکب کا ہی اور مین اس باعث سے
راضی ہوا ہون کہ میرے بادشاہ لشکر کو کہ نیز تمہاری بھی رشتہ مین بزرگ ہین اور ملکہ مہ جبین الماس
پوش کی نانی ہین یعنی ملکہ مہرخ اُنکے ساتھ بھی افراسیاب خانہ خراب نے یہی ذلت و رسوائی جائز
رکھی ہی اور اُنکی رہائی مین یہان بادشاہ عاجز ہوئے جب یہ امر واسطے حیرت کے معین کیا گیا ہی
تمہاری تسکین کے لیے یہ چند کلمے مین نے لکھ بھیجے ہین تم خود عنایت خدا سے دانشمند ہو اس
ہنگامہ کے سب پہلو اور جوانب سمجھ لوگے یہ نامہ اُنھین ساحرون کو دیا کہ ہمارے لشکر مین بھیجدینا
ساحر نامہ لیکر مع لاٹ روانہ ہوئے اور از بسکہ مجلت منظور تھی تو دست قدرت بہ راہ طلسم کہ جس راہ سے
آپ آیا تھا انکو بھی لیکر چلا اور پتلے سحر کے بزور سحر لڑکے بنائے ایک دہل زن ڈھنڈھورا پیٹتا آگے آگے
بصد ذلت لشکر مہرخ مین مجرمہ کو پہونچایا یہان لشکریون مین اسکے آنے کا غلغلہ ہوا لڑکے لشکر کے

دوڑے ہر سمت غل ہوا کہ چلو اک سوانگ آیا ہی تماشا دیکھو اس سانحہ کی خبر ملکہ بہار کو ہلکارون نے پہونچائی اسکو نسبت اپنی بہن کے یہ ذلت سنکر بڑا رنج ہوا چاہتی تھی کہ جاکر مانع ہو اور اگر ساحر حیرت کو رہا نہ کرین تو اُنسے مقابلہ کرون اسوقت وہ نامہ جو عمر نے لکھدیا تھا ایک تیلے نے لاکر اسکو دیا جب یہ معلوم ہوا کہ عمر نے حیرت کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا ہی وہ رنج جاتا رہا اور سردارون سے کہا کہ تیاری کرو حیرت تشہیر کرائی جاتی ہی یقین ہی کہ لشکریان حیرت بلوہ کرین پس یہان بھی تیاری رہے یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمر بندی ہونے لگی وہان وہ ساحر لاٹ لیے ہوئے پہلے سامنے لشکر حیرت کے آئے وہان بھی غلغلہ برپا ہوا لشکر کے افسرون نے جو خیمون سے نکلکر دیکھا تو عجب ماجرا نظر آیا کہ بموجب لمؤلفہ

بٹھایا ہی حیرت کو یون لاٹ پر
چڑھے جس طرح بانس پر بازی گر
دہل زن ندا کرتا ہی یون پکار
کہ اے ساحرو دیکھو طرفہ بہار
خدا کی ہی خلقت عمل شاہ کا
یہ ہی حکم بُرّان ذیجاہ کا
کہ حیرت کا رفعت یہ ہے مرتبا
گزون کیسا بانسون ہی رتبہ بڑھا
چڑھی بانس پر بیسوا کیا ہی آج
فرشتون سے لگّا لگایا ہی آج
دہل زن کے پیچھے یہ سامان تھے
مہیا تھے اسباب تضحیک کے
کیا منھ تھا کالا اچھلنگا اوڑھا
مگر نصف منہ سرخ اسکا رنگا
کھڑے لاٹ کے گرد لڑکے تمام
بجاتے ہوئے تالیان شاد کام
لیے سر پہ جھاڑو بجائے چھوہر
ہلاتے تھے ساحر ادھر اور اُدھر
دھما دھما ہی کا اک شور تھا
فلک کی برائی سے کیا زور تھا
رذیلین کہین تھین کہین تالیان
قہاتے کہین تھے کہین گالیان
پڑی تھی یہی ہر طرف کو پکار
اگر دو جوتیان مجرمہ پر نثار

یہ ذلت اپنی ملکہ کی دیکھکر جملہ افسران لشکر آمادہ جرگ و مہیائے قضا ہوئے جلدی جلدی کمر بندی ہوئی مسلح ہوکر جانب لاٹ چلے اتنے عرصے مین بہار بھی فوج تیار کراکر چلی تھی اُسوقت اس شان وشوکت سے بعد عظمت پہونچی کہ بمقتضائے لمؤلفہ

لگے بجنے ہر سمت سے کوس و بوق
بہادر روانہ ہوئے جوق جوق

شجاعت کے دفتر مین ہر ایک فرد
پڑا غلغلا ایکطرف کوس کا
کہین طائر سحر اُڑکر چلے
سوار اُنپہ سب ساحران حسین
پرون کی تھی طاؤسون کے یون بہار
وہ طاؤسون کے دانے یون پر بہ نقش
دلاور سجے تن پہ ہتھیار سب
وہ نعرے اُٹھین جس سے گردون کو ہوش
وہ پلٹن کی آمد رسالون کی دھوم

ہر اک ساحرہ تھی ہزبر نبرد
اُڑا اک طرف غول طاؤس کا
کہین اژدہے منہ کو کھولے ہوئے
قمر چہرہ و خندہ لب نازنین
ہوا پر گلستان ہوا آشکار
ستارے کھلے چرخ اخضر پہ تھے
تھے شیر نیستان بوقت غضب
شور رعد مین ایسا پیدا اخروش
دل سنگ و آہن کو کرتی تھی موم

جب یہ لشکر مقابل فوج حیرت پہونچا پس وہ سب ٹھہرانے کہ اب اس جنگ وجدل مین ہم اپنی مالکہ کو رہا نہ کر سکینگے فی الجملہ کچھ لشکر تو اُس عسکر نصرت اثر کو روکے اور کچھ لاٹ پر حملہ کرے یہ مشورہ کرکے دو گروہ لشکر کے افسرون نے کیے مگر دست قدرت وزیر نے ملکہ بہار سے کہلا بھیجا کہ آپ لشکر لیکر ناحق آئین کیونکہ ہنگامۂ قتال گرم ہونے سے تشہیر کرانے کا مجرمہ کے کچھ لطف نہ رہیگا اُس وقت مین کون اسکی سیر دیکھے گا لہذا مناسب ہی کہ آپ فوج ہٹا لیجائیے اور دور سے تماشا دیکھیے ہمسے یہ لشکر ہی اس مجرمہ کو چھین نہ سکینگے اور بے بس ہو کر کف افسوس ملینگے بہار یہ پیام سنکر لشکر پیچھے ہٹا کر لیگئی مگر حال اپنی بہن کا دیکھکر اشک حسرت بہاتی تھی جو لوگ کہ دانشمند تھے وہ خوف خدا سے روتے تھے اور چشم عبرت سے یہ حال دیکھکر افسوس کرتے تھے کہ خداے تعالے اپنے غضب سے بچائے اور کسی جلیل کو ذلیل نہ فرمائے تعز من تشاء و تذل من تشاء اُسکا فرمان ہی ناطق اس امر پر قرآن ہی غرضکہ ادھر تو سب لڑنے سے باز رہے لشکریان حیرت طرح دینا انکا غنیمت سمجھے اور کچھ لوگ پڑاؤ وغیرہ کی حفاظت کو چھوڑکر اُس لاٹ پر حملہ آور ہوئے چارسمت سے لاٹ کو گھیر کر نارنج و ترنج مارے لاٹ کے گرد ایک تاریکی نظر آنے لگی اور لاٹ نگاہ سے غائب ہوگئی یہ سب ناچار ہو کر ایک طرف ہوئے اور قریب سے لاٹ کے ہٹگئے وہ پھر اسی طرح نظر آنے لگی وہی منادی ندا کرتا تھا لڑکون کا غل مچاتا تھا لشکریون نے جھلاکر پھر حملہ کیا پھر وہی معاملہ ہوا کہ لاٹ نظر نہ آئی اسی طرح کئی بار

حملہ کیا مگر کچھ نہ بس چلا اور جب حملہ کرکے یہ علیحدہ ہوتے تھے لاٹ ظاہر ہوکر آگے بڑھتی تھی اور مسلسل دلیل
پلٹن اور رسالون مین لشکر کے پھرتی تھی لشکر تیار ہوکر جو بہر رہائی مجرسہ آیا تھا یہ اور بھی زیادہ باعث ہنگامہ
کا تھا کہ سب خرد و بزرگ ایکجا جمع تھے اور مایوسانہ پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے اور وہ لاٹ سب لشکر
مین پھر کر جانب دریاے خون روان چلی مگر اس لشکر مین مصور و صورت نگار نہین ہین کیونکہ
جب پنجہ حیرت کو لیگیا تھا تو یہ بھی بانع سبب مین گیے ہین کہ چلکر چہرخ کے قتل ہونے کا تماشا دیکھین
الحاصل جب یہ سامنے شاہ جادوان کے پہونچے دہان حیرت کو نپایا بادشاہ سے عرض کیا کہ ملکہ عالم
ہمسے پہلے تشریف لائی تھی کہان ہین بادشاہ نے ارشاد کیا کہ مین ملکہ کا انتظار کر رہا ہون کہ آئین تو بہر
تماشاے مجرسہ جاؤن تم کہتے ہو کہ وہ ہمسے پہلے آئین یہ کیا ماجرا ہی ان دونون نے قسم سامری
کی کھاکر پنجہ کا لیجانا بیان کیا بادشاہ کو تردد ہوا اور کتاب سامری منگاکر حال حیرت کا دیکھا اُسمین
کل ماجرا تشہیر ہونے کا معلوم کرکے فرط غضب سے بسان برنگ بید کانپنے لگا دود غضب دماغ
کے پار نکلگیا کتاب بند کرکے براہ خجالت کسی سے کچھ نہ کہا سحر پڑھتا رہا وہی لاٹ جسپر چہرخ کو بٹھاکر
ساحر لیگیا تھا چکر کھاتی ہوئی روے ہوا سے سامنے آکر اُتری برکت اطاعت اسلام سے جو ساحر
کہ ملکہ مذکور کو تشہیر کرنے لیگیا تھا اُسکے شر سے حافظ حقیقی نے بچایا تھا یعنی وہ انتظار یہ کرتا تھا کہ
جب بادشاہ مع ملکہ حیرت تشریف لائین تو مین اس مجرسہ کو تشہیر کردون ہرچند کہ بادشاہ کہ چکا تھا
کہ مین دریاے نور پر آدنگا تو اسکو تشہیر کرنا مگر احکم الحاکمین نے اُسکے دل مین یہی بات پیدا کردی
کہ جسوقت بادشاہ آئیگے محافظ مین تو لت مجرسہ کو دون چہرخ کا نہ منھ کالا تھا نہ کوئی سامان ایسا
ذلت کا تھا کہ جس طرح بہر حیرت اسباب مذلت مہیا ہی چنانچہ جب وہ لاٹ سامنے آگئی بادشاہ نے محافظ
سے کہا کہ دریاے خون روان پر بیجل ساحر حسب الحکم روانہ ہوا بادشاہ نے جملہ اہل دربار سے فرمایا کہ خبردار
یہان سے کہین نجانا اور نہ میرے غضب مین آنا اور مصور سے کہا آپ بھی یہین تشریف رکھیے مین حاضر
ہوتا ہون وہ بھی وہان ٹھہرا اور بادشاہ وہان سے غائب ہوکر قریب دریاے خون آیا یہان لاٹ
چہرخ کی لیے ساحر حاضر تھا بادشاہ نے حال حیرت کا دیکھکر رد دیا اور چہرخ کی لاٹ بزور سحر اپنے ہاتھون مین
لیکر اس پار دریاے مذکور کے اُترا اور فرط غضب سے اُس لاٹ کو ایک پہاڑی پر جو متصل دریا تھی
بڑے زور سے مارا کہ چہرخ کی ہڈیان چورچور ہوجائین لیکن چہرخ کو جیسے ہی مع لاٹ اپنے پہاڑ پر پٹکا

کوکب بطور مخفی اپنی لاٹ کے ساتھ آیا پنجہ بنکر جو گرا زمین تک مہرخ کو نہ پہونچنے دیا روک کر بیچ ہی مین سے لیگیا اور نعرہ کیا منم کوکب روشن ضمیر لیکن افراسیاب حال حیرت کا دیکھکر ایسا بیتاب دبیقرار تھا کہ کچھ اُسکے نعرے کا خیال نہ کیا آپ بھی پنجہ بنکر جو گرا حیرت کو لاٹ پر سے اٹھاکر بلند ہوگیا اور غیرت کے سبب سے نعرہ بھی نہین کیا ہرچند کہ لاٹ یہ طلسم کوکب کی ہی اور اسیر سے مجرم کو کوئی اُتار نہین سکتا کیونکہ زندان ہر طلسم کا وابستہ طلسم ہوتا ہی سوا ے طلسم کشا کے اور لوح طلسمی کے اور کوئی غالب آئے کیا مجال جیسا کہ گنبد نور پر سے اسد کو کوکب نہین لا سکتا ہی پس افراسیاب قیدی کو طلسمی لاٹ سے پر اگر کوئی کہے کہ کیون لیگیا تو سبب اُسکا یہ ہی کہ کوکب نے جب مہرخ کو پایا تو محافظان لاٹ نے از خود طرح دی کہ بدلا ہولیا لیجانے دو کچھ ہمیشہ تشہیر تو کر رینگے نہین اور اس مجرمہ کا ہمزاد دریائے نیل مین قتل ہونا اسکا ممکن نہین اگر قید رکھین تو زوجہ بادشاہ طلسم یا بادشاہ طلسم قید بھی نہین رہ سکتا ہی پس باین خیال لاٹ افراسیاب جب پنجہ بنکر گرا تو محافظون نے سحر حیرت پر سے دفع کردیا اور اختیار قید رکھنے کا اُٹھالیا حاصل مرام جب حیرت و مہرخ کو دونون بادشاہ لیکر روانہ ہوگئے لشکریان حیرت و بہار بھی پھر کر اپنے اپنے مقام پر آئے کمر کھولی آسودہ ہوئے عیاران اسلام نے آکر ملکہ بہار سے بیان کیا کہ نیچے جو حیرت اور مہرخ کو لیگئے کوکب و افراسیاب تھے بہار نے دونون کے رہا ہونے سے سجدۂ شکر خدا کیا اور مصروف راحت ہوئی اُدھر شاہ جادوان نے حیرت کو لاکر باغ سیب مین اُتار اگر علحدہ ایک بنگلہ مین کہ اہل دربار اُسکا حال زار نہ دیکھین چنانچہ دہان اُسکی زبان سے سوزن نکالا منھ دھولایا کپڑے بدلوائے حیرت کو جب ہوش آیا بادشاہ کو اپنے پاس دیکھکر چیخین مار کر رونے لگی سر اپنا زور پیٹا اور شور واویلا بلند کیا کہ ای شہنشاہ ساحران اب یہ حال ذلت کا ہو چکا کہ تیرے ناموس کو لوگ پکڑ لیجاتی ہین اور لونڈیون سے بھی بدتر اُنکا حال کرتے ہین کہ منھ کالا کرکے سنڈاتے ہین اب مین اس طلسم مین کسی کو اپنا منھ نہ دکھاؤن گی زہر کھاکر مرجاؤن گی ہاے جب مین کسی اپنی کنیز پر خفا ہونگی تو وہ بھی طعنہ دیگی کہ بی بی جس روز سے سنڈائی گئی ہین غصہ زیادہ تر ہوگیا ہی افسوس جس طلسم کی مین بادشاہت کرون وہین مجھکو یہ ذلت ہو ہایا میری صورت دیکھکر کیا کہیگی افراسیاب نے کہا ای ملکہ رونا تمھارا بجا ہے ہی اگر مجھکو یہ ذلت ہوتی تو چندان رنج

نہ تھا اے ملکہ تمھاری ذلت میرے لیے بڑے رسوائی کا سبب ہی کہ تم عورت ہو اور میری ناموس کہلاتی ہو ناموس کے عصمت بچانے کے لیے انسان کیا کچھ نہین کرتا ہے اور محتاج وامیر کوئی بیعزتی گوارا نہین کر سکتا اے بایمان خویش اگر کوکب کے گھر سے گھسکر مین مہرخ کو نہ پکڑ لایا اور اسکو بعذاب الیم نہ قتل کیا تو کچھ کام ہی نہ کیا اے ملکہ اب تم ملکہ تخت شاہی پر بیٹھو مین مہرخ کو پکڑنے جاتا ہون غرضکہ اسکے سمجھانے سے سب نے تعظیم دیکر آنکھین نیچی کرلین کہ ملکہ کو شرمندگی نہوگی اور شاہ طلسم نے عزم کیا کہ مین طلسم کوکب مین جاون ادھر بعد رہائی دونون مجرم کے لائین اپنے اپنے مقام پر گئین اور افراسیاب ہنوز روانہ نہوا تھا کہ عرضی مہرنگار کی نیچہ سحر لایا بادشاہ نے عرضی لیکر پڑھی لکھا تھا کہ ملازمان شاہی سے نسبت اس کمترینہ کے حکم عالی شرف نفاذ پایا تھا کہ جانب کوہ عقیق بہر امداد خداوند با خبر جائے چنانچہ یہ عاجزہ خدمت حضور سے واپس آکر سخت بیمار ہو گئی اور جانب سے حاضر رہی امید کہ میری خطائے عدول حکمی کو براہ عدل وکرم معاف فرمائین اور نسبت میرے فرزند کے کہ غلام درگاہ شہنشاہ ہی حکم محکم خادمان عالیشان آستان معلے سے صادر ہو کہ میری عوض وہ حاضر جناب خداوند ہو کر کام شدہ ہائے خاطی کا تمام کرے زیادہ سے ماہی تک بحرمت ساحری زیر نگین شاہی رہے۔ یہ عرضیہ پڑھکر بادشاہ غصہ ناک تو تھا ہی اور زیادہ غضب آلود ہوا اور عرضی پر دستخط کیا کہ عذر بیجا نظر اشرف سے گذرا اپنے بیٹے کو بھی خدمت خداوندی مین روانہ کر اور تو بھی عقب اسکے بعد تخفیف مرض جلد تر رکھرائے منزل حکم بادولت ہو در صورت الحرف ورزی معتوب درگاہ شاہی ہوگی یہ دستخط کرکے نیچہ کو عرضی دی کہ وہ لیکر روانہ ہوا مگر اب شمہ حال مہرخ خجستہ فال کا مذکور ہوتا ہی کہ اسکو جب نیچہ مین داکر شاہ کوکب لیگیا تو اپنے دارالعمارۃ کے متصل ایک باغ تھا اس مین لایا اور دیکھ پڑھکر جو کچھ کہ اثرات کے سحر کا تھا دفع کیا اور آپ وہان سے اپنے دارالعمارۃ مین آکر مسرحیا نانی پر جلوہ فرما ہوا ایسا ہی جو آنکھ ملکہ مذکور کی کھلی باغ پر بہار مین اپنے تئین پایا سجدہ شکر باغبان حقیقی ادا کرکے یک نگاہ سراسر سیر باغ دوڑایا دیکھا کہ وہ بوستان فرخ افزا نہال طلسمی سے نہال ہی فردوس گلزار لالون کی لال ہی گل ہنستے ہین درخت باتین کرتے ہین جانوران خوش الحان زمزمہ سرا ہین مگر اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین جھونکون سے نسیم عالیہ بیز وعنبر شمیم کے دماغ شاہد گلشن لبسیا ہی غنچہ ایسا اتر آیا ہی کہ منہ سے نہین

بوٹا ہی کسی پھول کا جوبن بہ از حسن یار گلعذار ہی کہین غنچہ کا دہن برنگ دہان نگار طرحدار ہی نہر چمن پہ کے کنارے ہزار آب فشان ہی بطاوت قازد قرقردن کا مجمع ہی سرو صنوبر کو بڑا ناز ہی ہر ایک سے کھنچے اور کشیدہ خاطر و ناز اور رہنے کا اندازہ ہی جوانان چمن اکڑتے ہین شاید گلشن کے منہ سے پھول جھڑتے ہین نظم

جو پہنے ہین لباس سبز اشجار
گلے مین خوش نما پھولونکے ہین ہار
شگفتہ ہین عروسان چمن آج
سر ہر شاخ پر غنچہ بنا تاج
عیان ہی شاہد گل سے تجمل
پیالے پھول کے ہین ساغر گل
لگی ہی لالہ و گل سے وہان آگ
پیڑے گاتے ہین مرغان چمن راگ
دھوان دھار ابر ہی سو چھا رہا ہی
پہاڑون سے زمین پر آرہا ہی
پڑا ہی شور فصل گل کا کشور
چہکتے ہین یہ بلبل شاخ گل پر
چمن مین ہو رہا ہی رقص طاؤس
خزان ملتی ہی اپنے دست افسوس

بیچ باغ مین جو بارہ دری نہی آرایش مین شب اول کی بنی تھی ستون اسکے جواہر نگار تھے پردے دردون مین زرنگار تھے تر بیچ اپنر سلمے ستارے کے بنے موتیون کی بیل ٹنگی دوڑیان کلابتون کی پھندنے مقیش کے لٹکتے ملکہ موصوفہ نے آگے پردہ اٹھایا دیکھا ایک طرف چھپرکھٹ مرصع پایون کا بچھا ہی ایک فیانب مسہری پر موتیون کا جال پڑا ہی شہ نشین پر تخت جواہر کار گسترده ہی زیر تخت مسند مغرق آراستہ ہی تخت پر ملکہ بہاران بصد زینت جلوہ فرما ہی مگر تنہا ہی مہرخ کو دیکھکر تخت سے اٹھی رسم تعظیم ادا کی اور ہاتھ پکڑکر تخت پر بٹھایا پھر باواز بلند کچھ فرمایا کہ گوشہائے بارہ دری سے چند کنیزان قمر پیکر حاضر ہوئین اور کشتی شراب ناب کی لیکر جام مے ارغوانی مہرخ کو دینے لگین یہ مصروف بادہ خواری ہوئی لیکن وہان قلعۂ ہفت رنگ مین بہاران اصلی آسمان سحر پر سے عمر کو اپنے مقام پر لائی ہی اور ذکر یہ کہ مہرخ کر رہی ہی کہ ایکتیلا شاہ کوکب کا نامہ لایا ملکہ نے زر نثار کرا کر نامہ لیا اور پڑھا سارا احوال اس مین مہرخ کے لانے کا لکھا تھا اور یہ ترقیم تھا کہ تمھاری ہمشیرہ کے پاس باغ عیش مین مہرخ ہی تم بلوالو اور الیغرز ندا کی حرمتہ استقبال کرا کے ہزاران جاہ و حشمت اسکو بلواؤ اور دعوت کرو پھر رخصت کردینا یہ مضمون پڑھکر وہ نامہ خواجہ کو دکھلایا عمر بھی بہت محظوظ ہوا اور چیلے کو رخصت کرکے سامان استقبال و دعوت ملکہ مہرخ مین بہاران انتظام پذیر ہوئی

یہ تو مصروف انتظام استقبال و دعوت ہو اور افراسیاب بہر گرفتاری مہرخ اس طلسم میں آیا چاہتا ہے مگر اب پہلے حال خسران مال لقائے بدخصال و امیر فرخندہ فال بیان ہوتا ہے ۔

داستان روانہ ہونا سحر نگاہ جادو قہر نگاہ کے بیٹے کا بہر مدد لقا اور راہ میں عاشق ہو کر زوجہ طائر جادو ملازم کوکب پر چھین لینا اسکے محلفے کو ساحران ہمراہ سواری کا بھاگ کر جانا اور خبر کرنا طائر جادو سے اسکا فریاد کرنا ملکہ برّان سے اور بھیجنا ملکۂ مذکور کا ایک ساحر زبردست کو واسطے لانے زوجہ طائر کے اور اسی ساحر کے ہاتھ بطور مخفی نامہ بھیجنا شہزادہ ایرج نوجوان کو اور شہزادہ نورالدہر کو نامہ لکھنا مخمور کا بصورت پوشیدہ اور بعد جنگ آنا زوجہ طائر کا شوہر پاس اور بلوانا مہرخ کو استقبال کر کے برّان کا اور پکڑ لیجانا جلسۂ دعوت سے افراسیاب کا اور زیر تیغ لیجا کر بٹھانا کوکب کا جا کر چھڑانا اور قہر نگاہ کا لشکر امیر سے لڑنا اور مارا جانا مولفہ

تیرے قربان اے مرے ساقی
کیا مجھے سب پلا دیے تو نے
کہ لنڈھا دے ہو ساتھ مرے خم
دیدے تلچھٹ ہی میں ترے قربان
سچ ہی تو نے کرم بہت سا کیا
اب کھائی بھی تھوڑی باقی ہے
آخری وقت میں نہ دھوکا دے

کتنے خم سیکڑے ہیں ہیں باقی
جو یہ فقرے بنا دیے تو نے
کر دیے ہوش ہیں سارے گم
آگئی ہے لبوں پہ میری جان
مفت مے دیکے مول مجھکو لیا
دیر تیرے کرم کی ساقی ہے
ایک خم اور اب پلا دے مجھے

رات تھوڑی رہی ہے اب باقی
صبح ہوتی ہے دیکھ اے ساقی
شب گیسو مین جو سپیدی ہے
مکر کی چاندنی یہ پھیلی ہے
رات پچھلی کا اعتبار ہے کیا
صبح پیری ہے موت کا حیلوا
دھیان ہے یہ سحر کی نوبت پر
چوب پڑتی ہے کوس رحلت پر
رات بھر کا فقط ہے افسانہ
صبح کو میکدہ نہ پیمانہ
نہ وہ ساقی نہ بزم کا جوبن
نہ وہ شاہد نہ شمع نہ گلشن
اٹھ گئے یار انجمن ہے کہان
دل لگی اب کہان چمن ہے کہان
وہ کہان ٹھٹھ ہین بادہ خوارون کے
جمگھٹے وہ کہان ہین یارون کے
ہین کہان شاہد گلابی پوش
سب پہنکر کفن ہوئے روپوش
پھول کھلنے نہ پائے تھے جنکے
بادہ خواری کے دن تھے کمسن تھے
اتنی بھی موت نے نہ فرصت دی
چھوٹ جاتی جو ہاتھ کی منھدی
گوشۂ قبر مین وہ سوتے ہین
ہم انھین یاد کرکے روتے ہین
انکی اٹھتی جوانیان ہین کہان
بانکپن لن ترانیان ہین کہان
پیکے جام اجل کو وہ سرمست
ہوگئے بادۂ فنا سے مست
باغ دنیا سے نامراد گئے
میکدہ ہے کہان وہ شاد گئے
کنج مرقد مین پاؤن پھیلا کر
ایسے سوئے کہ کچھ نہین ہے خبر
نہین جمشید ساقیا باقی
نہ وہ جام جہان نما باقی
اب کہان جشن کیقبادی ہے
اب کہان میکدون مین شادی ہے
میکدے مین جو رند بستے تھے
ابر ارمانون کے برستے تھے
وان قدم رکھتے خوف ہے آتا
میکدے مین پڑا ہے سناٹا
نہ وہ پیر مغان کی عظمت ہے
نہ وہ بنت العنب کی حرمت ہے
نہ بط مے کے قہقہے ہین اب
نہ وہ رندون کے چہچہے ہین اب
غنچے رو رہے ہین گلیون مین
کیسی افسردگی ہے کلیون مین

اک ہمین بادہ خوار باقی ہین	چاہنے والے تیرے ساقی ہین
ہمسے رندون کا دم غنیمت ہے	آخری ساقیا یہ صحبت ہے
ہمسے آباد ہے یہ میخانہ	دے ہمین جلد بھر کے پیمانہ
مفلسون سے نہ ساقیا تو بھاگ	کھیلتے ہین ہمین لنگوٹی مین پھاگ
اب مٹا دے ہمارا رنج و محن	میکدے کو بنا دے بندرابن
باندھ دے رنگ داستان کا مری	لوٹ ہو جائے جسپہ سبکا جی
جادہ آئے ہو تم بھی جانے کو	آخری جام اور اک پی لو
یہ فسانہ نشانی باقی ہے	پھر کہان تم ہو اور کہان ساقی
از شراب سخن شدہ سرشار	بشنوی این فسانہ از لب یار

سرمستان خمخانۂ بیان و سرشاران بادۂ پرخمار داستان میکدۂ تقریر مین یون قدم دھرتے ہین اور شراب سخن پیمانۂ تحریر داستان مین اسطرح بھرتے کہ جب عریضۂ دستخطی شاہ طلسم قہرنگاہ کو پہونچا خوف عتاب بادشاہ سے اُسی وقت اپنے بیٹے سحرنگاہ کو بارہ ہزار ساحر سے جانب لقا روانہ کیا اور آپ بھی عازم روانگی ہوئی مگر پہلے بیٹا اُسکا جو بحشم و خدم روانہ ہوا اژدر دہان پر سوار تھا طائران سحر پر سوار ہر ساحر غدار تھا بردے ہوا وہ لشکر اُڑتا سیر کوہ و دشت کرتا قریب کوہ عقیق پہونچا اور ایک کوہ پر مقام سبز و خرم دیکھکر قیام پذیر ہوا کہ کل کوچ کرکے لشکر خداوند مین پہونچ جاؤنگا غرضکہ اُس مقام پر ٹھہر کر سیر و تماشاے گلہاے رنگا رنگ کرنے لگا اور تفریحاً پہاڑ پر ٹہلتا تھا ناگاہ بردے ہوا عجب تماشا نظر آیا کہ بہت سے ساحر سرخ سرخ پگڑیان باندھے تلوارین کاندھون پر رکھے اُڑتے جاتے ہین اُنکے پیچھے کچھ چوبدار عصاے نقرئی لیے صداے طرق لگاتے ہین اور ایک محافۂ زرین دو عقاب اپنے پرون پر سنبھالے جسکا چھٹکا جواہر دوز ہے بعد تزئین ایک جانب کو جاتے ہین محافہ محافہ کو کھاریان کم سن پیاری پیاری پیاریان گھیرے ہین لباس تحفہ سے آراستہ زیور جواہر کار سے پیراستہ مچھلیان طلائی سرون پر لگائے ہین محافہ مین وہ شعلۂ حسن سوار ہے کہ جسکے عارض پرنور کی ضو پردہ سے ظاہر دیا ہر ہے واقعی شمع رخسار ہے محافہ برج حمل ہے وہ آفتاب تابان بے تابل ہے یا بعد مین گھرا ہے بلکہ نور کے ہالہ مین قمر ہے پردۂ فانوس مین شمع روشن ہے یا سینۂ عشاق مین خیال رخسار یار فی الحقیقت یہ کیفیت جو

اسنے دیکھی براہ شیطنت ایسا سحر پڑھکر دستک دی کہ عقابون کے پر اڑنے سے تھکے اور جب وہ گرنے لگے تو زمین پر اتر آئے انکے اترنے سے ہمراہیان سواری بھی اترے اسنے قریب محافہ جاکر پردہ اٹھانیکا قصد کیا ملازمین مانع آئے چوبدار اور سپاہی عصا اور تلوار پکڑکر آگے بڑھے کہ خبردار ہماری مالکہ کی بیحرمتی نہ کرنا جادہ ادب سے قدم آگے نہ دھرنا اسنے کہنا انکا نہ سنا اور ایک ناریل سحر پڑھکر مارا کہ دھوان اسمین سے پیدا ہوکر ہر ایک کی آنکھونمین لگا اور ہر ایک اندھا ہوا از بسکہ وہ لوگ جلوسی تھے اس حرامزادے سے بینائی سے کیا لڑتے اپنی آنکھونکو دستے بھاگے اور کہتے گئے کہ او رہزن راہ عصمت یہ زوجہ ملازم شاہ کوکب طائر جادو کی عزت ہی اپنے میکے سے شوہر کے پاس چلی جاتی تھی جو تونے یہ رہزنی کی دیکھ تو کیا بلا تیرے سر پر آتی ہی اور سزا اس کردار کی تیری جان پاتی ہی یہ کہکر وہ تو چلے گئے اور وہ عقاب جو محافہ اٹھائے تھے وہ بھی ساحرین پرزور سحر صورت عقاب کی بنائے تھے سنقار واگر کے اسپر حملہ آور ہوئے اسنے ایک تارنج اسپر بھی مارا کہ وہ عقاب جو سامنے تھا اسکے سینے پر پڑا اور پشت سے گذر گیا دوسرا عقاب اپنے بھائی کا یہ حال خراب دیکھکر روتا ہوا اڑکر اپنے مالک کی طرف گیا کہاریان سر پیٹنے لگین کہ ای بیحیا یہ ستم کسی نے بھی کیا ہی کہ زبردستی پرائے ناموس مین رخنہ پردازی کیجائے ارے خوف سامری و لقا کر گیا تیری جورو اور بیٹی بہن ہی یہ ظلم سنا بھی کہین ہی اسنے جوابدیا کہ کوکب ہمارے بادشاہ سے منحرف ہو گیا اور عمر کے ساتھ دین بھی اپنا کھویا ہی ہمکو یہ ظلم کرنا اسکے ملازمون پر روا ہی یہ کہکر ان بیچاریونکو دھمکایا وہ خوف جان سے خاموش ہو رہین اور اسنے پردہ محافہ کا اٹھایا حسن جگرسوز اس پردہ نشین مشکوئے عزت کا نظر آیا کہ جسکا سواد زلف کشور دل مین اندھیر مچادے اور اقلیم جسم خاکی اسکی تلاش مین برباد ہوجاے چہرہ اسکا آئینہ مہر کو روبرو اپنے اندھا بتاتا رخسار آتشین اسکا خانۂ دل مین آگ لگاتا چشم وابروہ سرہنگ و جلاد کہ دن دہاڑے پنجۂ مژگان سے ملک جان و ایمان لوٹنے پر طیار ہر لب نازک اسکا برگ گل کیا عقیق یمن کو شرماتا دہان تنگ کے سامنے غنچۂ سربستہ منہ کی کھاتا کوزۂ قند و نبات پانی پانی ہوکر بہجاتا دہان وہن خال رخسار حور تھا صباحت مین چشم حور کا نور تھا چشم فتان سیلی تھی مشتاق جسکی روح لیلی تھی چھاتیان اسکی انمول گات سڈول

نظم

مگر غمگین و مضطر تھی وہ گلرو — بہے تھے روئے رنگین پر جو آنسو
تو گویا وہ لڑی تھی موتیون کی — کہ سہرے کیطرح رخ پر پڑی تھی

جمال روئے شوہر یاد کرتی — وطن تھی حسرتون سے گود بھرتی
بھر آیا حسرتون سے دل جو اکبار — کہا چون سے ای پیارے خبردار
لحد تک ساتھ رہنا تم ہمارے — کہ تاکرین فرشتے بھی نظارے
طبیعت نے جو سمجھایا اشارا — بشکل بید کانپا جسم سارا
مزاج ایمائے دل سے تھا بہکتا — سخن تا لب حیا سے آنہ سکتا

سحر نگاہ اس آفت جان پر ہزار جان سے فریفتہ اور شیدا ہوا اور سحر پڑھکر اپنے ملازمون کو بلوالیا محافہ اٹھواکر لشکر مین لایا اور اس خیال سے کہ جسکی یہ بی بی ہے وہ ضرور آئیگا بکھیڑا مچائیگا تو یہان سے خدمت خداوند مین اسی وقت اس نازنین کو لیچل خداوند تقدیر کرکے تجھے دلادیگا شر سے اسکے شوہر کے بچا لیگا یہ سمجھ کر اُسی وقت کوچ کیا اُس اسیر پنجہ ستم کو ساتھ لیا کہاریان اور کنیزین اُسکے ہمراہ چلین یہان تک کہ قریب لشکر لقا پہونچکر اپنے آنے سے اہل لشکر کو خبردار کیا علامات سحر سنج پیارک وغیرہ دیکھکر استقبال کو آئے اور بعزت تمام اسکو لیگئے لشکر اسکا علحدہ لشکر خداوند سے اُترا بارگاہ نصب ہوئی اُس بارگاہ مین زن طائر کو رکھا آپ خدمت لقا مین آیا سجدہ کرکے نذر دی خلعت پایا اور از بسکہ مشتاق یار نامہربان تھا تو کچھ دیر ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آیا اور اسوقت وہ زمانہ بھی آچکا تھا کہ شاہد مہر کوہ افلاک سے محافہ مغرب مین جاکر سوار ہوا تھا اور پردہ شب گرد محافہ عالم پڑا تھا کہ بمقتضائے **ابیات**

جبین فرسا ہو ہان ای عرض مطلب — عجب صورت یہ تھا وہ جلوہ شب
کہ عکس ماہ مثل حسن جانان — نگاہ و چشم سے دست و گریبان
جسے تھی رغبت شہوت پرستی — وہ آیا قریب زن از جوش مستی
مگر تھی وہ اسیر دام تقدیر — تمنا اُسکی تھی شایان تعزیر
عجب سے سر بزانو ہو رہی تھی — رخ اپنا آنسوؤن سے دھو رہی تھی
کہ دیکھا اُسنے انسان سیہ رو — نہایت زشت پیکر مرد بدخو
نگاہون مین لبالب کیف مستی — اشارون سے عیان شہوت پرستی

اس صورت پرکدورت کو دیکھکر دہشت ہوئی اور رو دپٹے کو نقاب عارض رشک ماہ بسان سحاب بنایا پھر بصد عجز و منت کہا کہ ای شخص اپنے خدا سے ڈر کسی کی عصمت کا خیال کر اتنی مجھے مہلت دے

کہ شوہر کو میرے اس ہنگامہ کی خبر ضرور ہوگی اور وہ لڑنے آئیگا اگر تو اُسکو ہلاک کریگا تو مین تجھکو قبول کرونگی اور جو وہ تجھپر غالب آئیگا تو مین اپنے گھر چلی جاؤنگی سحر نگار نے یہ عذر اُس دلربای ایمان شکن کا سُنکر کہا کہ یہان خداوند لقا موجود ہین اُنسے کہکر مین تجھکو اپنے لیے جائز کرائے لیتا ہون تو کسی خدا سے مین نہین ڈرتا شوہر تیرا اگر برسر مقابلہ آئیگا تو وہ سزا پائیگا اور اے جان جہان میرا تو تیرے عشق مین یہ حال ہے کہ

فرد. مارا گیا مثل شرر ابوسہ سے تری لب کے * کیا میں کوئی لڑکا تھا باتون مین بہلایا۔ اُس نازنین نے جواب دیا کہ اگر تو نے مجھے چندروز کی مہلت نہ دی اور زبردستی میرے ساتھ کی تو مین خنجر مارکر مرجاؤنگی یا میرا جیا مرن کی جب اُسنے یہ مضمون سُنا ناچار بارگاہ سے نکلکر خدمت خداوند مین آیا اور اپنے دردِ دل سے بختیارک کو آگاہ کیا اُسنے صلاح بتائی کہ تم اہل اسلام کو مقابلہ کر کے بہت جلد ہلاک کرو تمہاری زبردستی دیکھکر کوئی پھر ارادہ لڑنے کا نکریگا اور وہ معشوق بھی اپنی ہو جائیگی اُسنے کہا اچھا پھر اسیوقت طبل جنگ بجے تاکہ کل مین سب اہل اسلام کو غارت کرون زیادہ اس جنگ مین عرصہ نہ کھینچے بختیارک نے سب منشا اُسکے لقا سے عرض کیا اُس گبر نے حکم نقارہ حرب بجنے کا دیا میان نقارخانے مین گئے طبل جنگ پر چوب پڑی ساحرون مین نفیر سحر پھنکی ہلکارے لشکر اسلام کے خبر لیکر خدمت بادشاہ اسلام مین آئے رات کے دربار مین سردار جمع تھے کہ ہلکارے مجرا گاہ پر ٹھہر کر بعد زمین بوسی دعا و ثنائے بادشاہی زبان پر لائے اور خبر عرض کرنے لگے قطعہ

ایسی ہے تری عہد مین اسلام کی عزت	ہر رشتۂ تسبیح رگ جان کے برابر
گر نشو ہون زبانین مری مثل گل صد برگ	ہو شکر نہ تیرے گل احسان کے برابر

اسوقت جو ساحر نہ ا ۔ آیا ہر اُسنے کچھ صلاح کر کے طبل رزم بجوایا ہے یہ کہکر جب ہلکارے چلے گئے شاہ گردون بارگاہ نے بھی حکم نواخت طبل سکندری دیا چنانچہ کوس حربی اِدھر بھی گڑگڑایا دربار برخاست ہوا ہر سردار اپنے اپنے مقام پر آیا ہتیار سلح خانون سے نکلنے لگے بحر آہن جوش زن ہوا آراستہ پیراستہ ہر ایک صف شکن ہوا درست اسباب نبرد ہوا تیغ و خنجر کی جھنکار۔ خاطر ترک فلک کے بارہی شمشیر ہلالی صاعقہ صفات شعلہ بار تھی بجلی تلوار کی جب چمک جاتی تھی چشم مہتاب جھپک جاتی تھی منجا باری شمشیر لگکر ابر نکر مطلع صاف ہونے کی خبر دیتی بیرون کی بدلی خون اُنہینے آگاہ کرتی تھی

جو ہر تیغ یون چمکتے تھے	نکلے تھے چرخ رزم پر تارے

حلقہائے زرہ کان پر جوشش تھی شجاعت جو انکی حلقہ گوش
باتین آپس مین کررہے تھے جوان گل عدو کے لیے ہے نوک سنان
جاؤ لڑائی مین ہم لڑادین گے نام رستم کو ہم مٹادین گے
شور بوق و نفیر و طبل و دہل کررہا تھا یہ چار سو یہ غل
ہان دلیرو کمی نہ کر جانا نام گر چاہیے تو مر جانا

رات بھر تیاری سامان جدال مین بہادران روزگار نے بسر کی آخر ترک شب شاہ خاور کا وہان
گیا ساحرۂ لیل کو سوائے بھاگنے کے اور کچھ نہ بن آیا رخ پردۂ عدم مین چھپایا کہ بموجب ابیات

کہ جب روئے سحر نے نور بخشا ہر اک جانب قریب و دور بخشا
صدا لشکر سے پھر آئی گجر کی اذان دی ہر موذن نے سحر کی

لشکر ساحران تب بھر سحر خوان رہا تھا دم سحر خیل خیل جانب میدان روان ہوا لقا بھی فیل پر سوار ہو کر وارد دشت قتال ہوا باجے بجنے لگے غول بندھنے لگے مورچون کے بند و بست ہوئے زمین پست و بلند کو بیلدار درست کرنے لگے لہیر کشور گیر بعد فراغ نماز سحر مسلح و مکمل ہو کر سوار اشقر پر ہو کے ورود دولت شاہ با توقیر پر آئے بادشاہ فلک جاہ جب برآمد ہوئے مجرا و سلام ہر سردار ذی احترام کا ہوا نشان برداری آگے بڑھا پہلوان نے گھوڑے کو اڑایا کرکیتون نے کڑکا سنایا تیغ کا وقت نور کا تڑکا نقیب اسد الغالب نقیبون کا پڑھنا نسیم سحری کا فرفر چلنا رونگٹون کا تیر کی طرح کھڑے ہو جانا بہادرون کے دل مین ہوای شجاعت کا بڑھنا مرکبون کا طرارے بھرنا عجب بہار دکھاتا بوستان شجاعت پھلا پھولا نظر آتا سبزہ رنگ جوانون کا بڑھنا سبزہ لہلہانے کی کیفیت دکھاتا ایسی شوکت و شان سے بڑی آن و بان سے سواری بادشاہ عالم پناہ کی صحرائے کارزار مین ہوئی نظم

خورشید شد چشمۂ آفتاب زبیکا نہائے درفشان چو آب
فروغ سر نیزہ و تیر و تیغ بتابد چنان چون ستارہ ز میغ
ہمہ یکسر از جائے برخاستند جہان را بجوشن بیاراستند

جب دار و میان برو ہوئے صفین جمگئین میمنہ و میسرہ وغیرہ کی ترتیب کے بعد قلب لشکر مین تخت شاہ سعد کیانی نژاد قائم ہوا صفوف لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھکر امیر کا اشقر ٹھہرا علم اژدر پیکر

کا پھر یرا سر کھلا چالیس کلون سے اژدر بجان کے صدائے صاحبقران یا صاحبقران آنے لگی خوشبو دشت
مین مشک و عنبر کی پھیلی نقیب للکارے کڑکیت پکارے کہ جنگل مین آج منگل ہے جو جوہر مرد یا بیری کو
ہار دیوے سپوت مائی کے لعل جیانہ ہاورن کو دیکھکے جی ہکل ہے جان تو توہم ہین اُنکی بل ہے
یہ صدا اُنکر بہادر جھوے سحر نگاہ اژدر اُڑاکر حسب فرمان لقائے بدگہر میدان مین آیا آگ پتھر مینہ برساکر
بہت کچھ نیرنگی سحر دکھلاکر للکارا کہ اے بندگان مغضوب خداوند تمنائے مرگ ہو تمکو تو آؤ آب تیغ سے جادو
اس ہیبت کو سنکر طول سحر مست بربری ملازم قاسم خاوری نے دست چپ سے گیند اپنا
نکالا اور شہزادہ قاسم کیطرف بہر اجازت پانی چلایا تھا کہ شہزادہ موصوف نے اشارہ کیا وہ بہادر
سامنے تخت بادشاہ کے آیا شاہ عالی جاہ نے حسب استدعا اُسکے سپرد خدا فرمایا وہ گیندا جولان کرکے
مقابل حریف پہونچا اُسنے ضربت طلب کی اُسنے فرمایا کہ یہ کام اہل اسلام کا نہین کہ پیشدستی کرین تو
اول حوصلہ اپنا نکال لے حبیب خدا تیری ضرب سے ہمکو بچائیگا اُسوقت دیکھ لیتا جو کچھ ساختہ گذریگا
سحر نگاہ اسکی باتون پر ہنسا اور سحر اُسنے پڑھا کہ ایک بجلی آسمان پر چمک کر اس بہادر پر گری مگر
اُسنے اتنا جلد گیندا وہان سے اُڑایا کہ بجلی زمین پر گر کر سما گئی اور یہ بہادر پہلوے ساحر پر آکر ٹھہرا اور پکارا کہ
خبردار ہوشیار ہو کہ زمانہ اجل قریب پہونچا یہ کہکر ساطور گرانبار اُسکے سر نحس پر لگایا اُسنے ساطور کی چمک
دیکھکر اژدر پر سے اپنے تئین گرایا اس جلدی مین ایسا گھبرایا کہ سحر یاد آیا لوٹ ار کر ساطور کی زد سے الگ ہوا
اژدر پر ساطور پڑا کہ ایک شعلہ اُسکے جسم سے نکلا اور ازبسکہ سحر کا اژدر تھا اس سبب سے جلگیا یہ بہادر
گیندا بڑھا کر بزبان ملک الموت سر پر اُس بد کے پہونچا ابھی اُسنے گھبرا کر سحر پڑھا تھا کہ زمین مین
جسم نحس اسکا سمانے لگا لیکن جبتک پورا زمین مین سمائے اس دلاور کا ساطور سر پر پڑ گیا
کیونکہ سر داخل زمین ہونے پاوے پس سر اُسکا شق ہو گیا مگر وہ ساحر بے زخم کھا کر بھی زمین مین
کریا اور اپنے صف لشکر کے قریب جاکر نکلا سب نے دیکھا کہ سر اُسکا زخمی ہے اور اُسنے اسی حالت مین سحر
پڑھا کہ اس بہادر کے دست و پا بیطاقت ہوئے ایک پنجہ گنبدے پر سے اُٹھا لگیا پھر ساحر مذکور غیب
زان ہوا لشکر اسلام سے سردار جانے لگے لیکن جو گیا اُسنے دور ہی سے سحر پڑھکر پنجہ بھیجکر گرفتار کرلیا
اور ازبسکہ آپ زخمی ہو چکا تھا بعد گرفتار کرنے چند سردارون کے طبل امان بجوا کر پھر گیا لشکر
دونون اپنے اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوئے بادشاہ اسلام سردارون کے لیے رنجیدہ ہوئے اُدھر ساحر

زخم سر کی تیمارداری میں مصروف ہوا چند روز مقابلہ موقوف رہا یہاں تو یہ سانحہ گذرا اسطرف طلسم کوکب میں طائر جادو کو بعد مدت زوجہ کے آنیکی امید تھی چشم مشتاق و دیدہ بھی گھر خالی از غیر کیا تھا آنکھوں کو روزن در بنایا تھا جام و صراحی چوکی پر قریب پلنگ لگایا تھا پلنگ پر اوندھا پڑا تڑپتا تھا یاتی پڑی بھی تھی شاق مفارقت کی گھڑی تھی کبھی اٹھکر ٹہلنے لگتا تھا از بسکہ نوداماد تھا خیال قامت رشک شمشاد رکھتا تھا قمری مثال نالہ و فریاد کرتا تھا یاد گل میں مثل بلبل فغان زبان پر لاتا اور کہتا کہ نظم

مبارکباد عسم دیتی تھی آواز	مزاج منبسط تھا ہر وقت ناساز
کھلیگا راز دل میرا کھلیگا	زمانہ آگے طعنے مجھکو دیگا
یہ تنہائی میں جانے کی نشانی	شادی کی طبیعت کی سنبھالی

ابھی امید و بیم میں بیٹھا تھا کہ یکایک وہ عقاب اور ساحران ہمراہ سواری زوجہ روتے پیٹتے آکر سہوے اسنے گھبرا کر اُنسے پوچھا کہ اے دوستو کہو تو محبوب نے کہا کیا + اُن لوگون نے جملہ کیفیت ظلم ساحر یعنی سحر نگاہ کی بیان کی وہ سہرہ دلتا جاتا تھا تیری زوجہ کو چھین لیگیا یہ سنتا تھا کہ اسکو غش آگیا اور جب ہوش آیا اُسیوقت درباری لباس پہنکر قلعہ ہفت رنگ میں آیا اُنسے باغ میں ملکہ بران مع عیار سامان دعوت طرح کر رہی ہے کہ مخبر نے حال طائر عرض کیا کہ وہ روتا ہوا آیا ہے اور اُمید باریابی رکھتا ہے ملکہ نے کہا بلاؤ بموجب حکم طائر حاضر ہوا اور سامنے آتے ہی بگڑی دہی ماری اور پکارا کہ دہائی ہے ملکہ کی میری جان اور آبرو دونوں برباد گئی ملکہ نے سب گریہ و فریاد استفسار کیا اُسنے کل کیفیت چھن جانیکی زوجہ کی بیان کی ملکہ نے ارشاد کیا کہ مین ابھی تیری بی بی کو منگوائے دیتی ہون یہ کہکر عمر سے کہا کہ آپ کی اجازت اگر ہو تو سحر نگاہ کو بھی قتل کرا ڈالون عمر نے کہا اس سے کیا بہتر ہے نیکی اور پوچھ پوچھ لشکر اسلام آفت سے بچیگا لیکن یہ خیال ہے کہ حمزہ کسکی مدد نہیں چاہتا ہے اور جو کوئی ساحر اُسکی جانب سے لڑنے جاتا ہے تو وہ ناراض ہوتا ہے بران نے کہا یہ جھگڑا دوسرا ہے ہم خود سحر نگاہ کے مدعی ہیں کہ اُسنے ہمارے ملازم کی زوجہ کو چھینا ہے عمر نے کہا اچھا جو صاحب لڑنے جائین وہ پکار کر سر میدان کہدین کہ ہم آپ ہی لڑنے آئے ہیں اس سبب سے کہ اُسنے یہ حرکت کی ہے ہم حمزہ کے طرفدار نہین ہین بس پھر حمزہ ناراض نہو گا ملکہ نے فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا عمر نے کہا تو مین عریضہ خدمت امیر مین انہی حال کا لکھدون جو صاحب جائین لیتے جائین ملکہ نے کہا لکھیے خواجہ نے اپنے ہاتھ سے یہ عرضی

تحریر کی اور اُسمین جملہ کوائف بیان کے اور طلسم ہوش ربا کے مندرج کیے اور لکھا کہ مجھکو اشتیاق بدرجہ کمال آپ کی قدمبوسی کا ہے دعا فرمائیے کہ طلسم جلد فتح ہو اور مین آپ کی خدمت مین حاضر ہون باقی سب سرداران عالیشان کو سلام و دعا پہونچے اور میری بہیون سے خیریت کہدیجیے گا اور لڑکون کو پوچھ دیجیے گا - یہ لکھکر بُران کو دیا کہ بھیجدیجیے ملکہ نے فوراً سحر پڑھا کہ زمین شق ہوئی اور ایک ساحر سیہ فام بکرنیک نہاد و خوش انجام بھولا اسباب سامری کا گلی مین ڈالے زمین سے نکلا اور ملکہ کو تسلیم کرکے ٹھہر املکہ نے خطاب کیا کہ ای آہن تن غوا - جا دو تم جانب کوہ عقیق جاؤ اور بارہ ہزار ساحر ہمراہ لو وہان سحر نگاہ نام ایک ساحر فرستادۂ افراسیاب تا کام بہر مدد لقا آیا ہوا ہی اور اُسنے یہ ستم برپا کیا ہے کہ ہمارے ملازم کی زوجہ کو چھین لیا ہی بس اُس بیحیا کو واصل دار البوار کرنا اہل اسلام کو لڑنے مدنیا کہنا یہ ہمارا حریف ہو آپ کی مدد کو نہین آئے ہین ملکہ اسنے یہ ستم ڈھائے ہین سب حال طائر کی زوجہ کا بیان کرنا اور اُس عورت کو بحفاظت یہان لے آنا یہ حکم محکم سنکر ساحر نے چاہا کہ رخصت ہو مخمور نے کہا ای ملکہ انکو ذرا ٹھہر لیے تو ایک چیز مین بھی دون ملکہ نے اُس ساحر کو روکا اور کہا لاؤ کیا دیتی ہو اسنے کہا کہ ایکبار مین لشکر اسلام مین گئی تھی اور وہان شہزادہ نور الدہر والا قدر سے ملاقات ہوئی تھی تو اُس شہزادہ نے فرمایا تھا کہ طلسم کے خاصدان اور عطردان وغیرہ بہت نایاب ہوتے ہین اور تکلف یہ کہ ایسی چیزین جواہر کی بصورت طائران بناتے ہین اور وہ جانور گل کے زور سے باتین کرتے ہین بس اُسمین سے مجھکو ایک خاصدان بھیجدینا چنانچہ حسب فرمائش شہزادۂ مذکور ایک ہُدہُد زمرد کا جو بظاہر ہُدہُد ہے اور اصل مین خاصدان ہے مین نے پیدا کیا ہی اس ساحرہ کو دیدیجیے کہ شاہزادۂ موصوف کو دیدے یہ بیان مخمور کا سنکر عمر سمجھ گیا کہ یہ بلقیس وش اپنے سلیمان کو ہُدہُد کے حیلہ سے نامہ بھیجتی ہے کیون کہ عمر راز عاشقی مخمور و شہزادۂ مسطور سے آگاہ ہی بس بے اختیار ہنسا اور کہا ای ملکہ جاؤ وہ خاصدان لے آؤ مخمور وہان سے اپنے مکان آرامگاہ مین کہ جو بران نے جگہ رہنے کو دی ہے آئی اور ایک نامہ بصد شوق شہزادہ کو تحریر کیا سیاہی کے عوض سویدائے دل صرف فرمایا خامہ کے بدلے نوک مژگان سے کام لیا یہ مضمون فراقیہ بہزاران شوق لکھا

نامۂ ملکہ مخمور سرخ چشم بنام شہزادہ نور الدہر والا قدر لمولفہٖ

اے بلبل باغ دل ربائی
اے قمری سرو آشنائی

سرخیل سمنبران عالم
سردار گروہ مہ جبینان
مرغوب سمنبران عالم
گلدستۂ گلشن جوانی
رونق دہ بقعۂ پریانی
غواص محیط آشنائی +
اللہ رکھے تجھے سلامت
جب سے میں جدا ہوں تجھ سے جانی
اکدم نہیں آب سفر محن سے
نظروں میں ہے خارسارا گلشن
آہو کیطرح جدا ہوں بن سے
ماتم ہے خوشی کی انجمن میں +
ہے خار نظر میں سب گلستان
قمری سے جدا ہوا ہے شمشاد
سنبل ہے مثال مو پریشان
بلبل کو نہیں ہے گل کی اب یاد
آرام نہیں مجھے کسی دم
ہے سب سے زیادہ بیقراری
سب حسن کا مال لٹ گیا ہے
ویران ہے نظر میں میری بستی
جانی میں تجھے کہاں سے پاؤں
دنیا میں تو میرے عیش تو ہے
جس روز میں دیکھوں تیرا چہرہ

سر حلقۂ مہوشان عالم
شاہنشاہ زمرۂ حسینان
محبوب جہان و جان عالم
نوبادۂ باغ کامرانی +
مقبول جناب کبریائی +
حسن رخ حور خوش ادائی
تیرا ہے حسن تا قیامت
راحت کی نہ کوئی بات جانی
بیزار ہوئی ہے جان تن سے
اب دوست بھی ہو گئے ہیں دشمن
بو گل سے جدا ہے گل چمن سے
ہر گل کو ہے بیکلی چمن میں
نرگس ہے برنگ چشم حیران
ہے قید الم میں سرو آزاد
لالہ کا ہے داغ دل نمایان
گلشن میں صبا ہوئی ہے برباد
غم سے ہے مرا عجیب عالم
رہتی ہے تمہاری انتظاری
کھانا بھی ہمارا چھٹ گیا ہے
ہوں دیکھنے کو ترے ترستی
کسطرح بھلا گلے لگاؤں +
جانی یہ کمال آرزو ہے +
مسجد میں چڑھاؤں جا کے سہرا

ہانی ہوئی منتین بڑھاؤن ــ اللہ کا طاق بھرنے جاؤن
اب جلد خدا دکھائے وہ دن ــ ہم ایک گھڑی رہین نہ تم بن
پھر وصل کے ہوئین تم سے سامان ــ پھر دل کے نکالے خوب ارمان
یہ حق سے دعا ہے اب ہماری ــ اسلام طلسم مین ہو جاری
ڈنکا بجے پھر ترا دوبارا ــ دشمن کا جگر ہو پارا پارا

یہ نامہ محبت مشحون لکھکر ایک جواہر کا ڈبہ زر سحر بنایا اور اسمین ایک پر سحر کا بٹھایا اس پر سے حکم دیا کہ جب شاہزادہ نور الدہر تنہائی مین ہو ڈبہ لیجا کے اسوقت یہ نامہ اسکو دینا اور کہنا آپ بھی جواب اگر لکھیے تو بطور مخفی اسیطرح لکھیے یہین تو جواب لکھنے کے عوض زبانی پیام کہدیجیے پر یہ حکم سنکر ہوا کیطرح غائب ہو ڈبہ مین نامہ لیکر سمایا اور اُسے ڈبہ لاکر تران کو دیا اُنہ آہن تن کے حوالہ کیا مگر دل مین محبت شہزادہ ایرج جوش زن ہوئی کچھ سوچکر اُس ساحرہ سے کہا کہ ملکہ بلور دختر آئینہ واسعادو مالک طلسم آئینہ شہزادہ ایرج پاس ہے اور وہ میرے ساتھ کی کھیلی ہے اسکو ایک کبوتر جواہر کا مین دیتی ہون تو تو پہونچا دینا یعنی شہزادہ موصوف کی وہ بی بی ہے تم شہزادہ ہی کو دینا وہ دیدین گے یہ کہکر آپ بارہ دری مین غم کے پاس سے اٹھ گئی اور بموجب بیت سواد دیدہ فلکرم نوشتم نامہ سوئے تو + کہ ہنگام خواندن چشم من اقتدر بر وئے تو + ایک نامہ محبت آگین شہزادہ ایرج والا تمکین کو لکھا مضمون تھا

نامہ ملکہ تران شمشیر زن بنام شہزادہ ایرج صف شکن لمولفہ

اے زینت بزم ماہرویان ــ اے افسر مجمع حسینان
اے دلبر ذی کمال و ذیجاہ ــ اے مہر مبالی و غیرت ماہ +
صدقے ترے میری جان ایمان ــ اللہ ہے ترا نگہبان +
یون بعد سلام شوق ایمان ــ سن لیجے قصۂ پریشان
کیا ہے یہی عاشق کا شیوہ ــ کیون جی ہی چاہیے نہین تھا
دل لیکے کیا ہے ہمکو بدنام ــ اب ہمسے بھلا نہین ہے کیا کام
غفلت وہ کون سی اے جان ــ جو ہم سے ہوے ہو ایسے انجان
الفت کی وہ ساری تم نے رسمین ــ کیون دل سے بھلا دین کیا قسمین

منھ دیکھے کی تھی وہ ساری اُلفت
کچھ دل سے نہ تھی ہماری اُلفت

اپنا تو یہ حال ہے مری جان
ہر وقت تمہارا دل کو ہے دھیان

طاقت نہین پانؤن کیا اُٹھائین
کیونکر تمہین جا کے دیکھ آئین

رشک آتا ہے اُنکے حال اغیار
ہے جنکو نصیب لطف دیدار

کیا کیا وہ مزے اُٹھاتے ہونگے
جب پاس تمہارے جاتے ہونگے

اک ہم ہین فراق مین گرفتار
مقبول کشاکش صد آزار

الفت کا یہی ہے شاید انجام
یعنے نہو ایک لحظہ آرام

جب آتی ہے یاد روے روشن
تر ہوتا ہے آنسوؤن سے دامن

دل اپنا جو ہم مسوستے ہین
اسطرح سے تمکو کوستے ہین

یارب جو کوئی ہو اُس کا دلدار
آزردہ رہے وہ اُس سے ہر بار

مستی سے اُسے رہے اوداسی
ہو کاکل پُرشکن کی پھانسی

ہو زلف کی شب اُسے شب غم
رخسار کا دن ہو روز ماتم

ابرو کرے کار تیغ قاتل
دل پہلو مین تڑپے مثل بسمل

ہو تیر مژہ سے دلفگارے
آنکھون سے ہو جوے اشک جاری

بوسون کی ہوس مین آرزو سے
حسرت سے لبون کو اپنے چوسے

ہم اُسپہ نہین کہ اب کہو صاف
بتلاؤ کچھ عاشقی کے اوصاف

کیا دلپہ گذرتی ہے مری جان
کیون ترخ ہے کدھر کدھر کو ہے دھیان

مارا تجھے تیری آرزو نے
ہے تیری سزا یہی کہ تو نے

دل لیکے کیا تھا ہمکو برباد
ہو قید الم سے تو یہ آزاد

ہے جوش ہوس کی سب یہ تحریر
لیکن یہ غلط ہے اپنی تقریر

ہم دل سے ہین تیرے دوست ایجان
دیتے ہین دعائین دل سے ہر آن

ہین بندۂ بے درم تمہارے
گو تم نہین پر ہین ہم تمہارے

ہے دل سے دعا کہ ربِّ اکبر
دکھلاوے تمہارا روے انور

پھر آکے گلے ہمارے لپٹو — اور وصل کی شب کو پیار ہو روٹھو
پھر لب سے ہمارے لب ملاؤ — اعجاز عیسوی دکھاؤ
اُس لب کو نہ اور کوئی چوسے — اُس خانۂ حُسن کو نہ ہو سے
کب دیکھیے ہون کرم تمھارے — مشتاق ہین اے صنم تمھارے
للہ کبھی تو مُنھ دکھاؤ — آؤ مری جان جلد آؤ
بس کر چکے حال دل کا اظہار — لکھتے ہین ختامین چند اشعار
یارب جب تک جہان ہے باقی — جبتک کہ یہ آسمان ہے باقی
ہے جب تک ہجر و وصل جانان — عاشق کے ہے دل مین رو پنہان
ہے آرزوے وصال جب تک — معشوقون کا ہے خیال جب تک
جب تک ہین جہان مین بلبل و گل — جبتک ہین یہ قصد بے تامل
ہو جلوہ فروش حُسن تیرا — بجھر رہے اِک جہان شیدا
ابرو ہین ترے شیر خونخوار — ہر روز ملین نئے گنہگار
یارب رہے دوست میرا خوشحال — دوست اُسکے ہون شاد خصم پامال

یہ نامہ مثل مخمور قالب کبوتر مین بیر ٹھا کر رکھا اور کبوتر لا کے حوالہ آہن کیا اور خلعت جفت دیا آہن دہان سے اپنے مقام پر آیا اور بارہ ہزار ساحر چیدہ منتخب روزگار اپنے ہمراہ لیا بڑی تجمل و حشم سے جانب کوہ عقیق روانہ ہوا یہ تو ادھر سے روانہ ہے مگر سحر نگاہ جو زخمی ہو کر پھر اتھا تو پانچ چھ روز تک اپنے بارگاہ مین رہا زخم کی تیمار داری کیا کیا جب التیام زخم ہوا اپنی بارگاہ سی نکلکر صدرت لقا مین آیا اس گمراہ نے مزاج پرسی کر کے بخاطر تمام بٹھایا یہ بیٹھکر شراب پیا کیا جب وہ وقت آیا کہ ساحر شب نے بتخانۂ عالم مین داخلہ کیا اور ہلال فلک ڈنڈوت کے لیے کمر جھکانے ظاہر ہوا **نظم**

کہ اتنے مین چھپا مہر جہانتاب — نظر آنے لگے ظلمت کے اسباب
سیاہی چھاگئی صحن جہان مین — بڑا سودا مزاج آسمان مین

ساحر مذکور نے خداوند سے کہکر حکم نواخت طبل رزم دیا عیارون نے جاکر طبل جمشیدی بجایا خروسان مین نفیر و ناقوس کو دم مانا میان تو میان ہلکارے خدمت شاہ اسلام مین آئے اور بعد دعا

وشنا کے خبر نقارۂ حرب بجنے کی گذارش کی یہان بھی کوس اسکندر حسب الحکم شاہ نامور چوب پڑی صداے نقارہ بحر عالم مین موج زن ہوئی نہنگان قلزم جرات وشناوران محیط شجاعت دربار سے خیام مین اپنے مقام راحت و آرام مین آئے بحر آہن مین غوطہ زن ہوئے آرادے دریا کے پاٹ کیطرح بڑھ گئے نامردی کنارہ کیے تھے پاؤن حوصلہ کے گڑ گئے کشتی جان تہلکہ و طلاطم خوف و رجا مین گرفتار وم سحر سب جانتے تھے کہ بیڑا پار ہے زورق تیغ مسافران بحر فنا کے کھیوے پار اُتار رہی گی موت چلو چلو پکار رہی گی رات بھر ابر کینہ پروری چھایا رہیگا صبح مطلع صاف نظر آئیگا **نظم**

غرض اُس شب کو دونوں سمت لشکر
ہوئی تیار بہرِ جنگ ہمسر
ارادے تھے کہ سر تن سے اُتارین
عدو کو ڈانٹ کر میدان مین مارین
بڑھینگے جب بہادر اپنے صف سے
بہینگی خون کی نہرین ہر طرف سے
نظر سے جوش جرات تھا ہویدا
اُمنگیں ڈھنگ سے ہر ایک کے پیدا
یہی کہتے تھے مردان دلاور
سرِ دشمن ہے اور تیغ دو پیکر

رات بھر یہی شورش بحر فوج مین رہی جب یم بے پایان ضیاے نور موج گیر عالم ہوا اور سفینۂ شب ڈوبا کہ **نظم**

کہ جب شب نے رُخِ انجام دیکھا
ہوا وقت سحر کچھ اور لیکھا
بڑھے ہر سمت سے دریاے لشکر
جھنک شمشیر کی پہونچی فلک پر

لشکر اسلام و ساحران جانب میدان مصاف روانہ ہوا بادشاہ اسلام کی تسلیم کو سرداران امیر دودولت پر آئے شاہ آسمان جاہ نے برآمد ہوکر ہر ایک کا مجرا و سلام لیا سرفراز کیا پھر بصد شوکت و ہزاران منزلت حلقہ افسران مین نبردگاہ کی جانب چلے ڈنکے بجنے لگے نشان کھلگئے علمون کو جلوہ دیا کہ بموجب **نظم**

علم تھی ہاتھ مین ہر اک کے شمشیر
پٹین لاشون سے جنگل تھی یہ تدبیر
کرین فوج عدو کو دم مین تاراج
رہے زندہ ہمارا صاحب تاج
اسی صورت سے جب میدان مین پہونچے
پرے جمنے لگے ہر امر دن گے

اُسطرف سے لقا ساحرون کا پرا اپنے ہمراہ لیے وارد دشت قتال ہوا بعد ترتیب صفوف کارزار نقباے بلند مقال نقابت کرکے ہٹے صف ساحران سے سحر نگاہ بدخصال اژدر اُڑا کر آگے بڑھا اور للکارا کہ اے بندگان خالق خداوند آؤ او شربت مرگ پیو اسطرف سے سرداران ایرج نوجوان یکان

یکان یکان مقابل جا کر ہوئے اُنسے بزورِ سحر ایک ابر وسط میدان مین وے ہوا قائم کیا ہے اور
اُس ابر مین بجلی چمکتی ہے جو بہادر اُسکے سامنے جاتا ہے اُس تک پہونچتا بھی نہین کہ ابر سے بجلی تڑپ کر گرتی ہے
اور خرمن ہستی کو جلا دیتی ہے چند مبارز جب اسطرح کام آئے شہزادہ ایرج کو تاب نرہی اور کرّہ اپنا اشقر
کو صف لشکر سے نکالا کل علم صف بیمار کے جلوہ پذیر ہوئے سردار پا پیادہ رکاب سے آکر لپٹے کہ اے
آقاے من ہم جانباز کسدن کے لیے ہین شہزادہ نے سب کو تسکین دیکر ٹھہرایا اور آپ سامنے تخت
بادشاہ عالم پناہ کے آیا مرکب سے اُترکر پایۂ تخت کو چومکر اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے ہنوز رخصت نفرمایا تھا
کہ مرولے ہوا صدائے بوق و نفیر بلند ہوئی اور سب نے دیکھا کہ ایک لشکر اژدر و نہنگ و پلنگ و ببر پر ساحرون
کا سوار مع جھولیان ہر ایک کی زرتار زمین پر اگر اُترا اور ایک جانب کشیدہ ہوا افسر لشکر سواری سے
اُترکر خدمت امیر نامور مین آکر تسلیم بجالایا اور عریضہ عمر پیش کر کے عرض پیرا ہوا کہ یہ سحر نگاہ ہماری
ملکہ برآن کا مدعی ہے کہ اسنے اُن کے ملازم کی زوجہ کو چھینا ہے ہم آپ کی مدد کو نہین آئے ہین بلکہ ہمارے
مالک کو اُسکی جانب سے کینہ ہے آپ جنگ و جدل دم بھر موقوف کرین ہم اس بے حیا کو سزا دین
امیر نے یہ مضمون سنکر شہزادہ ایرج کو اپنے پاس بلایا سارا ماجرا سنا اور لڑنے سے منع فرمایا شہزادہ
تا م برآن سنکر خاموش ہو رہا اور صف لشکر مین جا کر داخل ہوا وہ ساحر پھر کر اپنے لشکر مین
آیا اور اژدر پر چڑھکر جانب سحر نگاہ بدگہر چلا راہ مین جو لگا ابر مانع تھا اُسکے لیے پھر پڑھا
کہ آندھی بڑے زور سے آئی اور اس ابر کو اُڑا کر ایک طرف لے گئی یہ سامنے اُس زانی کے پہونچا
اور پکارا کہ آرے حرامزادے تو طائر کی زوجہ کو چھینکر کہان بچے گا اب اپنی شہوت پرستی کا مزا چکھے گا
سحر نگاہ نے جو حریف کو للکارتے پایا بے اختیار زمین پر گرکر ببر دمان کیصورت بنا اور طمانچہ اُٹھا کر
آہن تن پر چلا یہ بہادر بھی زمین پر گرکر بصورت ضیغم تیار ہوا اور حریف سے جا بھڑا طمانچہ چلنے لگا
ڈکارنے سے شیر دن کا جنگل گونجنے لگا نعرے اور جستین شیرانہ ہوتین مہون اور عرش سے اسد
چرخ کا دل دہلتا برج اسد مین بہرام فلک چھپتا اور باہم آمیزش سخت رہی تڑپ جھڑپ درشت
رہی سحر نگاہ کا جسم جا بجا سے فگار ہو گیا اور اُسنے دیکھا کہ حریف ہم پنجہ قوی چنگال ہے پس بزور سحر
جانب فلک اُڑا اور وہان سے برق بنکر گرا یہ بہادر فوراً زمین مین سما گیا جب وہ برق سے زمین
پر گرکر پھر انسان بنا اور حریف کو ڈھونڈھنے لگا آہن تن زمین سے لگا اور بھالا بنکر اُسکے شکم مین

در آیا اور پیٹھ توڑ کر باہر نکلگیا وہ خون اُگلنے لگا آنتین پیٹ سے باہر نکل پڑین تڑپ کر مر گیا شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا ساحران لشکر نے جو اپنے افسر کا مرنا دیکھا حربہ ہاے سحر لیکر حملہ آور ہوئے اِدھر سے ہمراہیان آہن تن چلے جنگ مغلوبہ آغاز ہوئی بجلیون کا چمکنا بادلونکا گرجنا بیرون کا غل ساحر سے ساحر کا بھڑنا بے تامل تیغ جان انسان امن و امان کا سودا گران ہنگامۂ قیامت نشان کا سامان نظم

ازیشان بکشتند چندان سوار	گز آن تنگ شد جای آن کارزار
کہ آتش بر انداخت اندر جہان	کزینجا بکیوان رسید دود آن
سپہ چون جنبان شد و بازگشت	همی بود تا روز اندر گذشت

آخر فوج سحر نگاہ جو رد و گشت سے بچی بھاگ کر جانب طلسم روانہ ہوئی لشکر آہن تن قتل کرتا ہوا بڑاؤ پر آن کے آپرا بارگاہ مین زوجۂ طائر بھی اپنی کنیزون کو لیکر باہر نکل آئی آہن نے محافہ مین سوار کرایا اور خیمہ وغیرہ جلا کر پھر القا نے چاہا کہ متعرض حال ہو بختیارک نے منع کیا کہ آپ کے بولنے سے حمزہ آپڑیگا علاوہ اسکے ساحرون کی لڑائی آپ دیکھ چکے ہین سارا لشکر برباد ہو جائیگا یہ سنکر اس گبر نے طبل امان بجوایا اور لشکر پھرا آئے امیر بھی مراجعت فرما ہوئے مگر آہن کو ساتھ لائے اسکے لیے لشکر مین بارگاہ نصب ہوئی زوجۂ طائر کے لیے خیمہ الگ مرحمت ہوا امیر نے دونون کو خلعت فاخرہ بھجوایا اور سامان دعوت کیا یہ دونون خلق صاحبقرانی سے بہت محظوظ ہوئے امیر جب دربار مین بیٹھے بارگاہ شاہی مین بادشاہ نے اس روز دربار کیا اور آہن کو بلوایا کرسی عنایت فرمائی پھر عرضی عمر کی پڑھکر بہت خوش ہوئے اور حال طلسمات اس ساحر سے بھی پوچھا اسنے جملہ حال خواجہ مخمور کے جانے کا اور ان کی توقیر منزلت کے ہونیکا بیان کیا جب شاہزادہ نور الدہر نے کہ حاضر دربار تھے سنا کہ مخمور ہمراہ خواجہ طلسم کوکب مین ہے دل سے تہیہ کیا کہ اس ساحرہ کو بعد برخاست دربار اپنی بارگاہ مین بلا کر خیریت اُس غنچۂ باغ محبوبی کے دریافت کرونگا ادھر ایرج نے بھی یہی ارادہ کیا غرضکہ تا دیر حاضر دربار رہکر از بسکہ خستہ و شکستہ دن بھر کے تھے بہر آرام دربار برخاست کرکے شاہ داخل شبستان ہوئے سردار سب اپنے مقام پر گئے شاہزادگان مذکور نے عیارون کو بھیجکر آہن کو بلوایا اسکو خود بھی وہ تحفہ دینا منظور تھا اس سبب سے پہلے نور الدہر کی بارگاہ مین آیا شاہزادے نے مسند پر بٹھایا جام شراب دیا پھر استفسار کیا کہ ملکہ مخمور کا مزاج اچھا ہے اسے

عرض کیا خیریت سے ہین اور آپ کو یہ خاصدان بھیجا ہے یہ کہکر وہ ہدیہ پیش کش کیا اور وہانسے یہ عذر کرکے کہ مجکو شہزادہ ایرج پاس جانا ہے رخصت ہوا اور بارگاہ ایرج مین آیا شہزادہ مذکور نے بھی بعد تواضع بسیار حال مزاج ملکہ تیران استفسار فرمایا اسنے حال خیریت بیان کرکے وہ کبوتر دیا اور کہا کہ یہ ملکہ بلور کو دیا ہے کہ وہ آپ کی بی بی ہین شہزادی نے وہ کبوتر بہت پسند کیا یہ ساحر توچلا آیا اور اپنے مقام پر آرام پذیر ہوا وہان شہزادہ تنہا تو بیٹھا ہی تھا اور کبوتر کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک اوسکے پیٹ سے بیر نے آواز دی کہ اے شہزادے ملکہ نے جو نامہ دیا ہے فرمایئے تو مین پڑھکر سناؤن نہین تو نامہ حاضر ہے یہ کہکر کبوتر نے منقار وا کی دھوان منھ سے نکلا اور ایک نامہ اس دھوئین سے نکلکر سامنے گرا شہزادہ کبوتر کو قاصد یار سمجھکر فطرت محبوب پر آفرین خوان ہوا اور نامہ کو وا کرکے پڑھا گوہر اشک اُسپر نثار کرتا اور مضامین عاشقانہ لکھے دیکھکر بیقرار ہوتا اور اسیطرح شاہزادہ نورالدہر اور ہدہد سے کلام ہوے اور نامہ اسے دیا انھون نے بھی نامہ آنکھونسے لگایا اور مضامین پر مطلع ہوکے زار زار رونا شروع کیا آخر بمصداق المکتوب نصف الملاقات اسپر قرار آیا کہ مطلوب اگر راضی ہے تو انشاءاللہ زمانۂ مہاجرت گذرکر ہنگام وصل بھی آئیگا مگر جواب اِس خط کا اُس رشک پری کو بھی بھیجنا چاہیے لیکن وہ ترکیب کرنا چاہیے کہ ملکہ بدنام نہو بطور اخفا جواب پہونچے مگر وہ تدبیر کوئی ذہن مین نہ آتی تھی تو کہتا تھا کہ بموجب

بیت دشوار ایسی کوچۂ جانان کی راہ ہے ✤ عنقا تو چھپ رہا ہے کبوتر تباہ ہے ✤

ادھر شہزادہ ایرج بھی اسی فکر مین ہین اور کہہ رہے ہین کہ

بیت قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید ✤ درحیرتم کہ جان بکدامے کنم نثار ✤

غرضکہ فکر کرکے یہ بات ذہن سے پیدا کی کہ ایک عطردان بطور ہدیہ کے بھیجنا چاہیے کہ جسکی صورت مثل دل کے ہو اس سے یہ ثابت ہوگا کہ ہمکو اے یار دلنواز دل سے لگی ہے اور مثل اپنے دل کے اے دلدار تجکو جانتے ہین اور یہ بھی اسمین علامت ہے کہ ہم دل دے چکے ہین اسکا نمونہ تیرے پاس بھیجتے ہین دلدہی کی سند اپنے پاس رکھنا اور ہمیشہ ہماری دلجوئی کرنا خلاصہ کلام یہ تجویز کرکے عیار کو طلب کیا اور اسے حکم دیا کہ مثل دل کے ایک عطردان جواہر کا ہمارے ملازمین حکاکون سے رات بھر مین تیار کرا لا خبردار صبح تیار ملے اگر دقیقہ ہوگا تو حکاک مروا ڈالے جائینگے عیار اوسیوقت جواہر سازون کے پاس گیا خزانہ سے یاقوت احمر لیکیا وہ

انکو دیگر حکم شاہزادے سے مطلع کیا وہ تو پابند حکم ہوے اور شاہزادہ نے بموجب بیت از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ انی رایت دہرا من ہجرک القیامہ ایک خط محبت خط اس مضمون کا مطلوب کو ترقیم کیا

جواب نامہ تبران شمشیر زن از جانب شہزادہ ایرچ تہمتن

اے شہنشاہ شہر حسن وجمال	ماہ تابان اوج فضل وکمال
گل شاداب گلشن خوبی	سرو آزاد باغ محبوبی
حق سدا مہربان رہے تم پر	اور نبی کی امان رہے تم پر
وصل تو آجکل بہت ہے محال	پر زبان قلم سے ہے یہ مقال
یاد مین ہم تمہاری رہتے ہین	اشک چشمون سے جاری رہتے ہین
شرط رونے مین ابر سے بدلی	سال بدلا نہ پر ہوا بدلی
آجکل اب یہ حال ہے جانی	زندگانی محال ہے جانی
ہون گرفتار بے قراری مین	دن بھی کٹتا ہے آہ وزاری مین
رات کو بھی نہین ہے پڑتا چین	ہے گذرتی تڑپکے ساری رین
دھیان رہتا ہے بس ترا مجھکو	نہین آرام اک ذرا مجھکو
جان جاتی ہے دم نکلتا ہے	کوئی اندر سے دلکو ملتا ہے
دل ہے مضطر بغیر جانی کے	مفت جاتے ہین دن جوانی کے
دل بہت بیقرار رہتا ہے	رات دن انتظار رہتا ہے
تمنے جانی جو ہے یہ ہمکو لکھا	اور محبوب کا کیا ہے گلا
بخدا تیری یاد مین دن رات	خوش نہین آتی مجھکو کوئی بات
دل مین سو طرح کے ہین ارمان	یہی آتا ہے دل مین میری جان
کہ وہ مراد دلنواز ملے	خوب دل کھول کھول کے ہون گلے
پر ہے کیا اسمین اپنا بس جانی	کسطرح سے ہو دسترس جانی
تمسا دلبر نہوے گا پیدا	اور ہمسا نہوئے گا شیدا
تمکو دل سے سمجھتے ہین رکھنا پاس	اپنے عاشق سے تم نہو نا ادواس

اب خدا سے یہی ہے میری دعا
کر ملے جلد تجھسا ماہ لقا
عیش و عشرت کا روز پھر آئے
پھر خدا اسکو جلد دکھلائے
قہقہے چہچے کی ہون باتین
آئین بوس و کنار کی راتین
عشق صادق مین جبتلک ہی اثر
جبتلک ہین فلک پہ شمس و قمر
رہے قائم یہ تیرا حسن و جمال
خوش رکھے تجھکو ایزد متعال

اس نامہ کو لکھکر اپنے پاس رکھا اور ادھر شہزادہ نور الدہر نے ایک نرگس دان جواہر نگار منگایا اور اسمین بہت سے پھول جواہر کے بصورت گل نرگس رکھے اور نامہ تحریر کر کے اوسمین رکھا درگاہ حسن محبوب مین آنکھون کو چڑھایا اشتیاق دیدار ظاہر کیا مضمون محبت مشحون نامہ یہ تھا

جواب نامہ ملکہ مخمور از جانب شاہزادہ نور الدہر ذیشعور

جہاندار کشور خوب روئی۔ شہریار اقلیم نکوئی۔ سلطان ملک حسن و جمال خسرو ماہ طلعتان شیرین مقال۔ ضیا افروز چہرہ حور وپری۔ نور افزاے رخسار دلبری۔ محبوبہ باحشم بالقیس شیم یوسف جمال۔ زلیخا۔ خصال۔ لپٹ کر سونے والی۔ رنج کی کھونے والی۔ ہمارے عشق مین بیقرار رہے حسن و جمال برقرار رہے۔ بادۂ محبت سے سرشار رہے۔ رونق بزم سرور و انبساط بہار گلشن عیش و نشاط۔ نور عیون انتظار۔ سرور دلہاے بیقرار عاشقون کی امید معشوقون کا بھید مسیحا ہمارا۔ زندگی کا سہارا۔ نامہ تمھارا محبت کا کرنا اشارا۔ الفت کی نشانی صورت وحی آسمانی نزول ہوا مطلب دل حصول ہوا۔ جانی تمنے جو ہمکو نامہ دار بنایا واقعی ہمنے یہ حال کیا کہ دوہا

مین نینا لکھنی برن رے لکھا مو کتھ
اکھر دے نہ کوئی چھوا سو دیتہ پریا ہتھ

ہمارا بھی تمھارے ہجر مین یہ حال ہے کہ زبان قلم سے یہ مقال ہے بیت فدائے آن سگ کوبادجان ناتوان من + کہ بعد از مرگ در کو تو آرد استخوان من + اور اے پیارے کیا اپنا حال لکھین کبت

جیتے دہ سندر دشٹ پروبتتے موہی نیک نہ بھولن مین
دیکھ بچار کچھ نہی ہے بنا پر پیخ کے مولن مین
دوہا پانی لگے سوٹھانے لگائے سے دکھ روئے
سب کاج بہائے گئو تمتے سدھ ہوئے ہے آئین کی ہولن مین
پر تیت بھی اب پھند پر دل جھولی بلاق کی جھوجھن مین
دھوسا جیو ہے کہ نسرے کا ہر جائے سے ہوئے

اب خدا جلد یہ سامان دکھائے مراد خاطر حزین بر آئے ہمارے ان اشعار کے موافق دعا قبول فرمائے کمو غم

ساقی ہو صحن باغ ہو ابر بہار ہو ۔ پہلو مین تم ہمارے طرحدار یار ہو
ساون کا تو مہینا ہو اور دن ڈھلا ہوا ۔ اور ننھی ننھی بوندون کی پڑتی پھوار ہو
جھولا پڑا ہوا ہو کسی شاخ نخل مین ۔ اک سمت خوش گلو کوئی گاتا ملار ہو
کوئل کہو کہو کی صدا دے ہر ایکبار ۔ ٹپکا لگا ہو ام کا فصل بہار ہو
اوسوقت بول اوٹھے جو پپیہا کہ پی کہان ۔ اِک تیر عاشقون کے کلیجے کے پار ہو
بنگلا صنوبری پہ چمن کے ہو وہ پڑا ۔ فردوس جسکے دیکھنے سے شرمسار ہو
جز گفتگوے راز نہو کچھ خیال اور ۔ بائین کی چھیڑ چھاڑ ہو بجتا ستار ہو
مہندی کہ دست و پا مین ہو تیرے رچی ہوئی ۔ اور عطر مین بسا ہوا ہر تار تار ہو
جوبن وہ ہمہ تمہ ہو اُسوقت نور کا ۔ حور و پری بھی رشک سے جسپر نثار ہو
خالی ہو بزم دخل وہان ہو نہ غیر کا ۔ دل خوب کھول کھول کے بوس و کنار ہو
لب پر لب و مہرے ہوے ہون ہاتھ مین ہو ہاتھ ۔ چھاتی ملی ہو چھاتی سے دلکو قرار ہو
عاشق تمہارا آٹھ پہر رہتا ہے ملول ۔ اب دیکھیے یہ آرزو کب آشکار ہو

اب نامہ تمام ہے ۔ نرگس کے پھول بھیجنے کا یہ انتظام ہے کہ اونکو آنکھین ہماری سمجھنا اور اپنی انتظاری سمجھنا غرضکہ دونون شہزادون نے نامے تیار کرکے آرام کیا جسوقت کہ قاصد یعنے مرغ زرین مہر مثل مرغ منور نامہ خطوط شعاع لیکر جانب شاہد شب چلا اور پیک قمر منزل تمام کرچکا ؎ نظم

رقم یہ خط کا مضمون ہو چکا تھا ۔ فلک پر مہر قاصد بنکے پہونچا
شگافِ مشرق گردون سے اکبار ۔ ہُوا خورشید شکل حرف اظہار

دم سحر عیار ایرج دل لیکر آیا شہزادہ نے نامہ اسمین رکھا اور ساحر بدگور کو بلایا خلعت دیکر فرمایا کہ اوس کبوتر کو ملکہ بلور نے بہت پسند کرکے ملکہ کو تسلیم کہی ہے اور یہ ہدیہ محقر ہے تم ملکہ بلور کیطرف سے یہ عطردان اپنی ملکہ کو دینا اور راہ مین اسکو کھولنا ورنہ ملکہ تمکو بیزار ہوکر رنج پہونچائینگی اور نیز میرے بھی رنجکا باعث ہوگا یہ راز بادشاہان ہے اسکا اخفا کرنا روا ہے اسنے وہ دل لیا اور خدمت نور الدہر مین آیا یہان بھی شہزادہ نے نرگس دان دیکر اسکے وا کرنے کی نسبت تاکید بلیغ فرمائی ۔ اور خلعت دیا ساحر بدگور وہان سے دربار مین آیا امیر نے خیریت یہان کی بہر عجم لکھکر دی بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا

ساحر مسطور نے لشکر مین آکر نفیر بجائی جملہ ساحر سوار ہوے اور محافہ زوجہ طائر کا لیکر بحفاظت تمام
چلے یہ تو بخیر خوبی بعد قطع بعد راہ طلسم کوکب ذیجاہ مین پہونچے آہن نے فوج کو جانب قلعہ خود دا
فرمایا اور زوجۂ طائر کو لیکر خدمت ملکہ برّان مین آیا نامہ امیر عمرو کو دیا اور زن ملکہ کے
سامنے پیش کیا نرگس وان مخمور نے بابا برّان نے زن طائر کو حوالہ شوہر کیا اور آہن کو
خلعت دیکر سرفراز فرمایا اور جانب قلعہ بھیجا آپ علیحدہ جاکر عطر دان کھولا نامہ عاشق بار بار سینے
پر رکھا اور پڑھکر رو دیا اودھر مخمور کا بھی یہی حال ہوا یہ دونون یاد محبوب مین بیقرار ہین مگر کیفیت
فوج سحر نگاہ سنیے کہ لاش اپنے مالک کی اوٹھا کر جو سمت طلسم بھاگی اودھر سے قہر نگاہ مان
اوسکی آتی تھی کیونکہ حکم افراسیاب سے پہلے بیٹے کو بھیجا تھا پھر آپ چلی تھی چنانچہ جبکہ سنے
مردمان لشکر کو نالان و گریان دیکھا حال پوچھا معلوم ہوا کہ بیٹا میرا مارا گیا پس آتش رنج سے
سینہ کباب ہوا دل بیتاب ہوا جملہ ماجرا اُسکے مارے جانیکا دریافت کیا اور رو پیٹ کر لاش تو اپنے
ملک کیجانب بھجوا دی اور آپ وہان سے خدمت لقا مین آئی حسب دستور لشکر اسکا اترا لوگ اسکو بتعظیم تمام
سامنے لقا کے لائے اِسنے سجدہ کیا نذر دی خلعت ملا یہ دنگل پر بیٹھی بختیارک اسکے بیٹے کو یاد
کرکے رونے لگا کہ افسوس کیا جوان تھا ہائے ناشاد و پرارمان مارا گیا ہاے معشوقہ سے ملنے
بھی نپایا ساحرہ اسکے بیان پر زار زار روئی اور کہا ملکجی دیکھو تو مین کیا آفت اِن مسلمانون پر
لاتی ہون یہ کہکر وہان سے اُٹھی اور اپنی بارگاہ مین آکر سحر تیار کرنے لگی جب وہ وقت آیا کہ ساحرہ
شب ردائے سیاہ غم آلودگان کیطرح اوڑھے ظاہر ہوئی اور رنگ رخسارۂ قمر سفید نظر آیا کہ البت
سیہ پوش آج ہے کیون شاہد شام ❊ کہین پیدا نہین تا روزنکا بے نام ❊ ساحرہ شام کو خدمت
خداوند مین آئی اور طبل جنگ بجنے کی درخواست کی اس مرتد نے حکم دیا کہ بجے طبل رزمی بموجب حکم
کوس حربی گڑگڑایا خبر دریافت کرکے ہلکارون نے آنا ساحرہ کا اور طبل بجوانا خدمت بادشاہ اسلام
مین بیان کیا یہان بھی طبل بجا دلاورون مین وہی سامان ہونے لگا جو ہر جنگ کے لیے ہوتا تھا تیر
وسنان آبدار ہونے لگے صیقل خنجر و تلوار ہونے لگے اودھر ساحرون مین دمڑ دیجا ہو م ہونے لگا لونا چماری کی پکار
ہوئی اور آگیا رہوئی مبارزات بھر اسلحہ صاف کیا کیے نعرے شجاعت کے دم جرات کے بھر اکیے آخر ہیم شمشیر
دلاوران سے کلیجہ شب کا دو نیم ہوا اور شعلۂ آہ کیصورت آفتاب دل کوہ خاور سے نکلا کر موجب نظم

جو گذری رات کی ساری کہانی	تو نکلا شہسوار آسمانی
سراپا جوشن زرین سے پرنور	شعاعون سے مسلح چشم بد دور

صبحدم مبارزان جلادت نشان جانب میدان روان ہوئے امیر مسجد سے مسلح ہوکر آستان شاہ
ذیشان پر آئے شہنشاہ گیتی ستان جب برآمد ہوئے سرداران رستم توان بہر تسلیم جھکے اور قلب لشکر
مین تخت شاہ شاہان لیکر چلے جب وارد دشت قتال ہوئے آمادہ جنگ وجدال ہوئے آمد سے
دونون فوجون کی روے ہوا کرہ خاک تھا سقون نے پانی چھڑک کر عارض ارض نمناک بنایا مبلیدارون نے
غار ومغاک برابر کیا صفین جلگئین نقیب کی صدا پر فوجین سوزش سے تھمگئین لقا فیل پہ سوار
قلب مین لشکر کے قائم ہوا ساحرون کا پرا جما مہر نگار اجازت حرب لیکر آگے بڑھی اور خدا
پرستون کو پکاری کہ کون تم مین سے ارادہ جنگ رکھتا ہے آئے میرے سامنے ادھر سے
مہلیل جنگ عراقی بادشاہ ملک عراق زمرۂ تاجداران سے مرکب پر سے ہیکل اڑا کر سامنے
شاہ ہفت کشور کے آیا پایۂ تخت چومکر اجازت خواہ ہوا بادشاہ نے سپرد خدا فرمایا یہ بہادر مرکب مہمیز فرما کر روبروے
ساحرہ بدگہر گیا اور طالب ضرب ہوا اسنے جھولی سے اپنی ایک چھڑی گلاب کی نکالی اور افسون پڑھکر
اوس بہادر پر ماری وہ چھڑی اس دلاور کے دامن زرہ پر لگ کر گھوڑکے لگی کہ گھوڑا تو پتھر کا ہوگیا اور پہلوان
از خود اونچا ہونا شروع ہوا اور سب نے دیکھا کہ ایک رسن مشرق سے مغرب تک تنی ہے اور اسمین چھینکے
لٹکے ہین چنانچہ انھین چھینکون مین سے ایک چھینکے مین یہ پہلوان جاکر لٹک گیا اور اوس ساحرہ نے
پھر نہیبہ دی سرداران ملک عراق یکے بعد دیگرے جلنے لگے اور چھڑی کھا کر بسان وار بازان
چھینکون مین لٹکنے لگے یہانتک کہ قریب تیس آدمیون کے جاکر اسیر رسن ظلم ساحرہ ہوے اسوقت لشکر اسلام
مین صف دست چپ کے تمام علم جلوہ گری پر آئے ستر سو جوڑی نقرئی وطلائی نقاران شتری وفیلی
پر چوب پڑی شہزادہ قاسم خاوری نے مرکب شبرنگ زہرہ جبین کو صف سے نکالا اور پیادہ ہوکر
رکاب مین چلے شہزادے نے سبکو ٹھہرا کر سامنے بادشاہ کے آکر اجازت حرب مانگی شاہ نے جام کلہ
عفزیت مرحمت لیا اور خلعت دیکر رخصت فرمایا شہزادہ مرکب اڑا کر سامنے ساحرہ کے آیا اوسنے
وہی چھڑی لگائی شہزادہ کا مرکب از بسکہ طلسمی تھا پتھر کا نہوا اور شہزادہ کے پاس تیغہ سحر کش ہے
پھر بھی سحر نے اثر نہین کیا اور اسنے مرکب بڑھا کر تیغہ سحر کش ساحرہ پر لگایا وہ قہقہہ اڑا کر دریسے اڑ گئی اور کہا

تیغہ سحر کے پڑنے سے جلگیا لیکن ساحرہ نے ایسا سحر پڑھا کہ جہان کالا ہوگیا شہزادے کے اسی اندھیرے مین ہزارہا پتلا زمین سے نکلکر لپٹ گیا اور تیغہ ہاتھ سے چھٹ گیا اوپر سے ساحرہ پنجہ بنکر جو گری اونکو بھی اوٹھا لیگئی اور جھینکے پر ٹانگ دیا اور وہ اندھیرا موقوف ہوا لشکر اسلامیان نے شہزادہ کو قید دیکھا پس امیر نے چالاک سے فرمایا کہ میدان کو قرق کرا ب کی مین خود جاؤنگا اسنے تیر کو پرتاب دیا کل علم جلوہ گر ہی پر آئے ساحرہ نے معلوم کیا کہ اب کی امیر مقابلہ مین آئینگے کیونکہ بختیارک نے سب آئین اسلامیان اسکو بتلا دیا ہی پس جب اسنے آمد امیر دیکھی طبل بازگشت بجوا دیا اور لشکر لیکر پھری لشکر اسلام بھی مراجعت فرما ہوا اور اپنے مقام پر آکر ٹھہرا بادشاہ داخل سپستان ہوے کیونکہ وہ دن گذرچکا تھا اور یہ دن بھر کے تھکے تھے کہ بیت شگفتہ دل ہو شہ آیا محل مین کہ آیا مہر ماہی سے حمل مین بعد ضیافت لشکری تو آرام پذیر ہین مگر عیار فکر عیاری مین چلے اور شاپور عیار صورت ایک پریزاد کی بناگیسوان مشکین کو رخ پُرنور پر سنوار اغنام اودھ نی صبح بنارس پر سایہ ڈالا پیشانی کے روبرو خجل ماہ آسمانی ابرو دلستانی مین طاق آنکھین رہزنی مین مشاق دہن تنگ کے سامنے کوزہ قند و نبات پھیکا چشمہ سکندری آبرو خلاصہ یہ کہ از سرتا پا قد و بالا قیامت کا کہا ہے بیت

لب گلرنگ رشکِ حسنِ مرجان	تصدق اسپہ تھا لعل بدخشان
قیامت تھا سراپا قد و بالا	ہر اک انداز تھا اسکا نرالا
عروسانہ بدن پر اُسکے پوشاک	قمیص یوسف آگے اُسکے صد چاک
مرصع سر سے پا تک زیورِ نور	سراپا حسن رشکِ شعلۂ طور

ایک چادرِ سفید از سرتا پا اوڑھکر قریب بارگاہ قہر نگاہ آیا اور سناٹا مارکر بارگاہ کا سراچہ پھاندکر صحن بارگاہ مین اترا یہان ساحرہ موجود نہ تھی بارگاہ لقا مین فتح کا جشن تھا وہان ناچ دیکھنے اور شراب خواری مین مصروف تھی یہان آسائش جادو نام سپہ سالار انتظام آسائش و آرام کر رہا تھا اس عورت کو دیکھکر قریب آیا اور مستفسر حال ہوا اس زن نغلی نے کہا کہ مجھکو شاہ جادوان نے بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ تنہائی مین قہر نگاہ سے میرا پیام کہنا بدین لحاظ مین بارگاہ خداوند مین نہین گئی پس تم انکو جاکر بلا لاؤ مین یہان ٹھہری ہون سپہ سالار اسکی صورت دیکھکر دیوانہ ہوا اور بلانے چلا اور بارگاہ لقا مین آکر کانمین ساحرہ مذکورہ کے کہا کہ چلیے ایک پریزاد طلسم کو

افراسیاب نے بہیجا ہے وہ تخلیہ مین کچھ کہیگی اسلیے یہان نہین آتی ہے آپ کو بلائی ہے ساحرہ نام
شاہ طلسم سنکر جلد اوٹھی کہ اسکی عرضی عتابانہ دستخط ہوئی تھی اور اپنی بارگاہ مین آئی پریزاد کی
خاطر کرکے بٹھانا چاہا اسنے کہا مین ٹھہرونگی نہین یہ نامہ لو اور جواب دو اسنے نامہ لیا اور مہر بادشاہ
کی دیکھکر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا پھر وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ ہمکو تیرے بیٹے کی مرنیکا بہت رنج ہوا اور
کتاب سامری دیکھکر سب حال معلوم کیا ازبسکہ مسلمان زبردست ہین تو ہمکو خیال ہوا کہ تجھکو کوئی گزند
نہ پہونچے بدینوجہ ہمنے ایک کمند طلسمی اِس پریزاد کی ہاتھ بھیجی ہے خاصیت یہ اوسکی ہے کہ حریف کو
باندھ لیتی ہے تو اِس پری سے ترکیب اسکی اکیلے مین پوچھ لینا اور وقت مقابلہ حریف کو اسی سے
باندھنا **حمزہ** مالک باطل السحر بھی اسمین بندھ جائیگا کیونکہ یہ کمند جادو کی نہین ہے بانیان طلسم نے
اوسکو بنایا ہے یہ مضمون نامہ کا پڑھکر خوش ہوئی اور اپنے سپہ سالار سے کہا کہ تم باہر جاؤ مجھکو اس
پری سے ایک راز کہنا ہے سپہ سالار باہر جاکر کرسی پر بیٹھا بارگاہ مین تخلیہ ہوا لیکن بارگاہ لقا مین
جب سپہ سالار ساحرہ کو بلانے گیا تھا تو **بختیارک** تھا بعد کچھ دیر کے وہ آیا اور ساحرہ کو اُسنے نپایا
پوچھا کہ ملکہ کہان ہین ساحرہ کی ملازمون نے کہا کہ سپہ سالار اسطرح سے آکر بلا لیگئے ہین اُسنے حال سُنکر
منھ اپنا پیٹا اور پکارا کہ ہاے ماڑ ڈالی گئی یہ کہتا ہوا بارگاہ سے نکلکر جانب خرگاہ ساحرہ دوڑا وہان
ساحرہ نے تخلیہ کرکے پریزاد سے پوچھا کہ کمند مجھکو دیجیے اور ترکیب بتلایئے پریزاد نے ایک کمند ریشمی نکالکر دی
اور کہا اسکا حلقہ اپنی گردن مین ڈالکر سرا اِسکا میرے ہاتھ مین دو اور جو ترکیب مین کرون اوسکو
خیال مین رکھو ساحرہ نے حلقہ کمند گردن مین ڈالکر سرا اُسکا پریزاد کو دیا اسنے زور سے جھٹکا مارا
کہ کمند گردن مین کھچ گئی ہوگئی دم اسکا فنا ہوا اور پھر پھڑ پھڑائی اس اثنا مین **بختیارک** بھی در
بارگاہ پر آگیا سپہ سالار سے اُسنے پوچھا کہ ملکہ کہان ہین اسنے بھی حال پریزاد کا اسنے کہا وا اسے
ستم مفت ہلاک ہوئی یہ کہکر اندر چلا **شاہ پور** حباب مار کر ساحرہ کو بیہوش کرچکا تھا قتل کیا ہی
چاہتا تھا کہ اسکی آواز سنکر سمجھا کہ ساحرہ کو قتل نہ کرسکو گے اور ایسا نہو کہ تم پھنس جاؤ یہ سمجھکر ساحرہ کو
پیٹھ پر لاد کر سراپچہ چاک کرکے پشت بارگاہ کیطرف سے بھاگا **بختیارک** اندر آیا کسیکو بھی نپایا سراپچہ
چاک دیکھکر سپہ سالار کو پکارا کہ ارے اندھو جلدی دوڑو وہ لیگئے ساحر اوٹھکر ہر سمت دوڑے اور
لینا لینا کا غل ہوا **شاہ پور** اتنے عرصہ مین سر پر پانون رکھکر بھاگا صحرا مین نکل آیا اور حبیب ہا

جب ساحر ڈھونڈھکر پھر آئے یہ ساحرہ کو لیکر لشکر مین آیا اور اتفاق سے امیر بہر عبادت خدائے
قدیر بارگاہ سلیمانی سے نکلکر اِس خیمہ مین جو مثل صومعہ کے الگ استادہ کرایا ہے داخل تھے کیونکہ مسجد
کر اس مین نمازی آتے جاتے ہین اب ذکر خدا چھپکر فرماتے ہین چنانچہ شاپور اُسی خیمہ مین ساحرہ کو
لایا اور سامنے امیر کے رکھدیا آپ نے فرمایا کہ اسکو ستون خیمہ سے باندھکر سوال اسلام کرو عیّار
مذکور ایسا خوشی مین آیا کہ زبان ساحرہ مین سوزن بھی ندیا باندھکر ہوشیار کردیا ساحرہ نے
جو آنکھ امیر کو بیٹھے دیکھکر چپ کی چپ کے سحر پڑھنے لگی امیر ہدایت فرما ہوے کہ اے ملکہ لعنت
کر وادیان باطلہ کو سامری جمشید وغیرہ سب بندے خدا کے ہین خدا ایتعالے وحدہٗ لاشریک ہے امیر تو
وعظ و پند فرماتے تھے اور ساحرہ سحر کر رہی تھی اس غفلت مین ایسی تاثیر سحر ہوئی کہ امیر کی طبیعت پر
غلبۂ نسیان ہوا اور بیہوشی طاری ہوئی ساحرہ نے بزور سحر کمند جلادی اور اوڑکر بالاے ہوا اُکی کا ری
کہ اے مسلمانان خبر لو حمزہ کی کہ مینے اسم اعظم بھلاکر کام اُنکا تمام کیا یہ صدا جس کسی نے سُنی دوڑا
اور ساحرہ بارگاہ لقا مین آئی بختیارک نے بڑی خوشی کی لقا نے کہا اے بندی قدرت
ہمارا افضل تیرے شامل حال تھا جو تو بچ آئی ہمنے تقدیر تیرے مرگ کی نہین کی تھی اب تجھکو کوئی
مار نہ سکیگا ساحرہ نے سجدۂ شکر اُس مردود خدا کو کیا ہزارہا روپیہ کا تصدق ساحرون نے
اتروادیا یہان شاپور اور دیگر سردار امیر کو بارگاہ سلیمانی مین لائے وہان بیہوشی تو امیر کی
جاتی رہی مگر اسم اعظم یاد نہ آیا ناچار خاموش ہو رہے اور شاپور کو بڑی ندامت ہوئی کہ تو ناحق
ساحرہ کو سامنے اُنکے لایا اور یہ غفلت کی کہ سُوا اُسکی زبان مین ندیا پس چلکر ساحرہ کو مار اور جبتک
اسکا کام تمام نہ کرے لشکر مین کسیکو منھ ندکھا یہ تجویز کرکے روانہ ہوا وہان ساحرہ تا دیر بارگاہ خداوند
مین ٹھہر کر اپنی بارگاہ مین آئی اور سبکو بخوف عیاران بارگاہ سے نکالدیا اور زمین پتھر کیطرح سخت
کرکے گرد بارگاہ دبالاے ہوا سب سحر بند کرکے ارام پذیر ہوئی مگر سپہ سالار اوسکا جو بارگاہ سے
نکلکر اپنے خیمہ کیطرف چلا شاہ پور تو فکر عیاری مین لگا ہوا تھا اور ہر طرف پھرتا تھا سپہ سالار
مذکور نے اسکو دیکھا ازبسکہ دھوکا کھا چکا تھا غیر شخص کو دیکھکر پیچھے دوڑا عیار مذکور بھاگ کر
بہت جلد کسی غار مین چھپا سپہ سالار ڈھونڈھکر پھرا تھا کہ راہ مین اسکو ایک فقیر ملا چار ابرو کا صفایا
کیے کشکول گدائی تسمہ مین ڈالے جھولی سنبھالے رومال چھڑی ہاتھ مین لیے لہد باندھے صدا لگاتا آتا ہے سامنے

خیال کیا کہ اتنی رات گئی درویش کا کیا کام ہے جو آیا ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عیار ہی یہ سمجھکر یکایک تو ہاتھ نڈالا مگر کھٹکا اسکے پرکئے سو فقیر بھی مافی الضمیر بھانپ گیا کہ اسنے مجکو عیار جانا پس یہ جانکر پکارا کہ کیون بچا فقیر کیطرف سے یہ بدگمانی بابا ہمکو تو عیار جانتا ہے اور سوچتا ہے کہ فقیر اتنی رات گئے نہ آئے گا ارے خر دمنڈے فقیر کی موج جسوقت جی چاہا نکل آیا اور آیا بھی ہے تو کچھ تیری خدمت کرے گا نقصان نہ کریگا اچھا جو تو ناراض ہوتا ہی تو بابا بھلا ہو فقیر چلا یہ کہکر پھرا تھا کہ سپہ سالار نے دلسے کہا یہ بیشک سامری کا پیارا فقیر ہے جسنے دلکی بات بتا دی اسکو منت کرکے روکنا چاہیے پس یہ سمجھکر دوڑا اور شاہ صاحب کے آگے آکر ہاتھ باندھے کہ مجھسے خطا ہوئی اب آپ میرے خیمہ مین چلیے فقیر نے کہا بابا عیار تجھکو دھوکا دے چکے ہین مین تھوڑی خاک اپنی دھونی پر کی تجکو دینے لایا تھا کہ اسکے کھانے سے تو عیار کو پہچان لیگا پس یہ خاک لی اور جا چین کر یہ کہکر تھوڑی خاک اوسکو دی اسنے وہ پھانکی وہ خاک نری بیہوشی ہے اور یہ سیارہ عیار ہے جو فقیر بنا ہوا ہی غرضکہ وہ خاک پھانک کر بیہوش ہوا عیار نے زبان مین اوسکی سوزن دیا اور باندھکر اپنے لشکر مین لاکر قید کیا اور آپ اوسکی ایسی صورت بنکر لشکر ساحران مین گیا بقیہ شب بستر سپہ سالار پر رہکر بسر کی جب وہ وقت آیا کہ عیار رنگانی صورت اپنی بدلی اور سیہ چہرگی سے رخ اپنا نورانی بنایا کہ ابیات

ستارون پہ بلا لائی سپیدی
چلا مشرق سے جب خیاطِ افلاک
رخ افلاک پر آئی سپیدی
ہوا جیب سحر دامن تلک چاک

صبحدم ساحرہ نے اٹھکر ایسا سحر پڑھا کہ ایک طائر اڑتا ہوا آیا اسکو پکڑ کر شیشہ مین بند کیا اور کہا اے سحر کے بیرو مین نیت کرتی ہون کہ جبتک یہ شیشہ نہ ٹوٹے حمزہ کا اسم آعظم نہ چھوٹے یہ کہکر وہ شیشہ اوٹھا کر جھولی مین رکھا اور جھولی کو گلے مین ڈال لیا پھر جانب بارگاہ لقا روانہ ہوئی وہ گبر بھی آکر تخت پر بیٹھا تھا کہ اسنے آکر سجدہ کیا اور دنگل پر بیٹھی عرض پیرا ہوئی کہ رات کو مینے اسم آعظم حمزہ کو بھلا دیا ہے پھر دیر کرنا کیا ضرور ہے اسیوقت طبل یورش پر چوب پڑے اور لشکر تیار ہون مین سبکو گرفتار سحر کرون لشکری ہر ایک کا سر کاٹ لین لقا نے یہ باتین سنکر کہا کہ مینے کئی ہزار سال پیشتر اسوقت سے یہی تقدیر کی ہی ساحرہ نے یہ سنتے ہی نفیر سحر بجائی ساحرون مین کمر بندی ہونے لگی ہلکارے جلد بارگاہ اسلامیان مین آئے بادشاہ عالم پناہ سریر جہانبانی پر آکر جلوہ

فرما ہوے تھے سردار آتے جاتے تھے کہ ہلکاروں نے خبر طبل یورش بجنے کی اور اسم آعظم بند ہونے کی عرض کی بادشاہ نے بھی حکم دیا کہ جلد طبل سکندری بجے اور فوج تیار ہو بنا بر حکم محکم بادشاہ ستودہ شیم چالاک نقارخانہ مین گیا اور طبل جنگ بجا لشکر مین کمر بندی ہونے لگی کوس و بوق بجنے لگی بہادر ہتھیار تن پر سجنے لگے امیر کا اسم آعظم ہر چند کہ بند ہی مگر حرز ہیکل پہنے ہین اسوجہ سے ہوش و حواس درست ہین خبر سورش سیاہ حریف گمراہ سُنکر آپ بھی مسلح و مکمل ہوکر اسقر پر سوار ہوئی اور جانب رزمگاہ چلے بادشاہ بھی مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر بیٹھکر با فوج کثیر روانہ ہوے اوسوقت لشکر کی عجب آن بان تھی دلاورون کی والا شان تھی ایکطرف سے لندھور فیل میمونہ پر سوار نولاکھ ہندی ساتھ لیے ایک سمت کو مالک اژدر اسّی ہزار نیزہ دار سے لشکر کو رونق دیے اسی ہزار نیزون کے سایے مین بہادرون کا چلنا گویا شیرون کا نیستان مین پھرنا تھا کہین کمانداران پشت پر کمانین لگائی تھے یا برج قوس مین بہرام آگیا تھا خنجر گذارون کو دیکھکر برج دو پیکر تھرا گیا تھا بادشاہ کل فوجکو لیے روانہ تھی کہ ابیات

زور یا بدریا سپہ گستر دید ۔ زلشکر کسے روے ہاموں ندید
زلشکر جو کرہ اندر آمد بگرد ۔ زمین آہنین شد ہوا آبنوس
برآمد ز ہر دو سپہ بوق و کوس ۔ زمین آہنی شد ہوا آبنوس
تو گفتی کہ گردون بدرد ہمے ۔ زمین از گرانی بدرّد ہمے

اسی شوکت و شان سے کچھ دور آگے بڑھے تھے کہ ساحرہ اژدر پر سوار پس پشت بارہ ہزار ساحر نابکار سامنے سے ظاہر ہوئی ڈمرو اور نفیر کا غل تا بہ فلک جاتا تھا قوس کی آواز سے ہندوی فلک خوف کھاتا تھا شعلۂ آتش کے دہان ساحران سی نکلتے تھے اژدر سحر کے زہر اُگلتے تھے ایک سمت سے لقا فوج بیقیاس ساتھ لیے ہاتھیون کو زنجیر بند کرا کر تخت رکھوائے خواصی مین شیطان کو بٹھائے اکر بیٹھا اور صفین جمنے لگین ساحرہ کو تو منظور تھا کہ آج ایک ہی سحر مین سبکو غارت کردون اسوجہ سے اژدر اڑا کے آگے بڑھی اور زبان بہ نصیحت کھولی سپہ سالار کیصورت بنا ہوا عیار بھی ایک ساحر سے اژدر بنوا کر ساتھ آیا ہے وہ ترتیب ساحران مین مصروف ہوا اور ساحرہ کی بھی قتل کی فکر کرتا جاتا تھا کہ یکایک ساحرہ نی پکار کر کہا کہ اے بندگان خداوند اب بھی کچھ نہین گیا ہے اگر خداوند باختر کو سجدہ کرو تو مین خطا تمھاری معاف کردون ورنہ آج تم سب ریجاؤ گی جان سے بیچار سے جاؤ گے کیونکہ

اسم اعظم حمزہ کا تم سبکو بڑا نڈر تھا سو وہ دیکھو مینے بند کیا ہے یہ کہکر بقدرت خدائے اکبر اسنے شیشہ چھوٹی سے نکالا اور ہاتھ بلند کرکے دکھایا کہ دیکھو اسمین اسم اعظم بند کیا ہے اب ایک ہی سحر مین تم سبکا خاتمہ ہے اسنے تو ہاتھ کو بلند کیا لشکر اسلام سے مقبل جو شب تار مین بال کو تیر سے اڑا دیتا ہے پس پشت امیر اپنی فوج لیے کھڑا تھا بس تیر کمان مین رکھکر ہاتھ ساحرہ کا بلند ہوتے ہی نشانہ لگایا کہ وہ تیر آتے ہی شیشہ پر پڑا ادھر سے ستارہ جو سپہ سالار بنا کھڑا تھا اسنے پتھر مارا کہ شیشہ چکنا چور ہوا اور شرط ساحری جو کی گئی تھی کہ جبتک شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم نہ چھوٹے چنانچہ شیشہ کے ٹوٹنے سے وہ شرط باطل ہوئی وہ جانور نکلکر جلگیا اسم اعظم امیر کو یاد آیا اور قدرت حقتعالی جلشانہ دیکھیے کہ پتھر جو عیار نے مارا تو ساحرہ اسکی طرف دوڑی اور ایسا گھبرائی کہ سحر سے گرفتار کرنا بھولی پس جب عیار پر چلی وہ سمت لشکر اسلام بھاگا یہ بھی ادھر ہی چلی لشکر ساحران نے جانا کہ مالکہ ہماری حملہ آور ہوئی پس وہ بھی لینا لینا کہکر چلے فوج کو آتے دیکھکر اہل اسلام نے بھی کھڑے اوٹھائے اسوقت تو لقا نے بھی حکم جنگ دیا سپاہ چار سو سے گھر آئی لیکن ساحرہ اژدر سے اڑکر بلند ہوئی تلاش عیار کرنے لگی عیار تو جاکر کہین چھپ رہا تھا لشکر اسلام قریب تھا دلبر سپہ سالار اسکا جو عیار کی قید مین تھا ایک خیمہ مین اوسکو مقید نظر آیا چند آدمی سکے پہرے مین قید پہنے بیٹھا تھا پس اوسکو قید دیکھکر پنجہ بنکر جو گری زنجیر وغیرہ سحر سے دور کرکے اوٹھا لیگئی اور اپنے لشکر مین آئی یہان تلوار چل رہی تھی اسنے اوسکی زبان سے سوزن نکالکر چھوڑ دیا اور آپ اکر لڑنے لگی اتنے عرصہ مین یہان لاشون کے انبار تھے نوجوان جان دینے پر تیار تھے عروس مرگ سے بہت ہمکنار تھے کس خوشی سے دست و پا مین خون کی مہندی لگائے زخمون کے ہار پہنے خلعت شاہانہ بر مین کیے شاہد اجل کے گلے مین ہاتھ ڈالے جوانی کی نیند مین بستر خاک پر تکیہ لگائے رات بھر کے جاگے سو رہے تھے خواب عدم مین ماتے ہو رہے تھے وہ تلوار بھر کر چلی تھی کہ نوک مژگان سے بھی یقین کا زار تھا اجل کا گرم بازار تھا امیر کا نعرہ شیرانہ بلند تھا اور ساحرون کو زیر تیغ رکھ لیا تھا قہر نگاہ نے ہزارون طرح کا سحر کیا تھا کہ مین امیر پر غالب آؤن مگر امیر کے ورد زبان اسم اعظم تھا کسی سحر نے اثر نہ بخشا ناچار اژدر بنکر سامنے آئی اور چاہا کہ نگلجاؤن امیر نے اسم اعظم پڑھکر تلوار لگائی کمر پر بیٹھکر دم کیطرف سے نکلگئی العیاذ باللہ اسکے مرنے سے وہ صدا ایسے مہیب آئی کہ دنیا دہلگئی ساحر حی واری کرکے ٹوٹ پڑے کہ قاتل بچکر نہ جاسے ادھر فوج لقائی یورش

کیا پھر تو ہواے خزان گلشن جان مبارزان مین چلنے لگی سر بر نگ برگ خزان دیدہ کرنے لگے سبزہ روش سبزہ آغاز مر کر پامال ہوتے تھے شمشیر جان ستان نخل قامت کی لیے کار تیشہ کرتی تھی صرصر فنا چلتی موت دم سرد بھرتی تھی تلوار دونکی چمک موج انہار گلشن تھی بوے گل کیطرح روانی توسن عمر کی نظم

گو گردکش نیزہ اندر نہاد — پران نرہ دیوان بیخو نژاد
ہمی دوخت شان سینہا تا بہ پشت — چنین تا بسے سرکشان رابکشت
ہم آنگاہ اندر گریز ایستاد — بشد رویش اندر بیابان نہاد
پس اندر نہادند اسلامیان — بدان لشکر بیمر ساحران

جب ساحرہ ہلاک ہوئی وہ چھینکے جنمین سردار ٹنگے تھے غائب ہوے اور سرداران نے دیکھا کہ ہم زمین پر بیٹھے ہین گھوڑے بھی جو پتھر ہوے تھے صورت اصلی پر آئے سردار رہا ہو کر لڑنے لگے یہانتک کہ لقا نے شکست کھائی وہ سردار جنکو سحر نگاہ نے قید کیا تھا مرنے سے ساحر کے قید سحر تو دفع ہوئی تھی مگر قید لقا پرستان مین تھے جب پڑاؤ پر کے لوگ بھاگے وہ بھی قید توڑ کر لڑنے لگے آخر لقا فرار ہو کر داخل قلعۂ کوہ عقیق ہوا اہل اسلام قتل و غارت کر کے پھرے طبل آسائش بجا خیمہ گاہ پر آکر سینے کمر کھولی آرام پذیر ہوے ادھر لقا بھی داخل دار العمارہ قلعہ ہوا اور ایک نامہ بتہدید و عتاب افراسیاب کو اسنے لکھا کہ اے بندۂ غافل تو جسکو ہمارے پاس بھیجتا ہی وہ ایسا کبر و غرور ظاہر کرتا ہے کہ ہم اُسکو غارت کرا دیتے ہین یہ دونو ساحر جو تونے بھیجے تھے از راہ نخوت مارے گئے اب اور کسی ساحر کو ہماری مدد کی لیے روانہ کر دو در صورت توقف ما بدولت تجھسے ناراض ہو کر جانب کوہستان چلے جائینگے یہ نامہ بہار پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ ظاہر ہو کر اُٹھا لیگیا۔ یہ تو انتظار کمک مین بسر کرتا ہے اور لشکر اسلام آرام سے اترا ہوا ہے مگر اب حال بُرّان بیان ہوتا ہے کہ نامہ مطلوب پڑھکر تا دیر بیقرار رہی آخر سنگ صبر دل پر رکھکر جبر اختیار کیا اور بارہ دری سے نکلکر وزیر کو بلایا تخت طاؤسی اسکے ہمراہ کر کے سترہ سو ساحر کو حکم دیا کہ ہمراہ تخت جائین اور تمام عملہ بادشاہی جاکے ملکہ مہرخ کو باغ عیش سے لائے بنا بر حکم وزیر دالاتدبیر جلوس سواری کا لیکر روانہ ہوا اس باغ مین مہرخ ملکہ بُرّان نقلی کے پاس بفراغ خاطر مصروف عشرت ہی کہ یکایک ڈنکا بجتا سنائی دیا اور لمحہ بھر مین وزیر مرزان مند مل وزارت سر پر رکھے در باغ پر جلوس چھوڑ کر

سامنے آیا نذر دی پھر عرض کیا کہ چلیے ملکہ طلسم تران شمشیر زن نے آپ کو بلایا ہے مہرخ حیرت مین ہوئی کہ ایک تو تران میرے پاس بیٹھی ہے اب کونسی تران نے بلایا ہے اسی سوچ مین تھی کہ اس نقلی تران نے ہنسکر کہا اے ملکہ تشریف لیجائیے کچھ تردد نفرمائیے چنانچہ مہرخ بھی رہنے والی طلسم کی ہے کچھ سمجھکر اوٹھی اور در باغ پر ہمراہ وزیر آئی کہاریون نے تخت طاؤسی حاضر کیا یہ سوار ہوئی سوار ہوتے ہی شتری فیلی نقارے بجے علمون کے پھریرے کھلگئے بان بردار برچھی بردار خاص بردار قشون قشون آگے بڑھے شقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرنے لگے قرق زنجیر آگے کھنچنے لگی جال ادب کا پڑگیا کہ سراسر گوہر نگار تھا مردے ہے عصا نقرئی و طلائی لیکر دور دیہ انتظام کرنے لگے نقیبون نے صدائے ادب و تفاوت بلند کی چاؤش نے ندائے دورباش جو رگر دون کو دی ساحرون ورجادوگرنیون کے غول سحر کی سواریون پر سوار ہوکر جلو مین چلے ہزارہا گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے گئی سو پریزادان طلسمی گلبدن رشک چمن عہدے ہاتھون مین لیے تخت ملکہ کو گھیرے زر و گوہر سر پر نثار کرتی چلین وزیر ندکو رہ چتر سر پر لگائے پس پشت کھڑا غرض وہ سوارض کا سے اخفینا رہا تھا ہزارون طرح کے باجے آگے بجتے تھے کوس و دہل گرجتے تھے سواری سطح بہ آسائش نرمی کی ساتھ روان تھی کہ جیسے گلشن مین باد بہار چلتی ہے سرو قامت و شمشاد قد جلو مین روان چشم نرگس کیطرح دیدہ روزگار اس بہار کو دیکھکر حیران کہ بمقتضائے

ابیات

فلک کو دیکھکر یہ شان و شوکت	سراپا ہوگئی تھی بسکہ حیرت
پریزادان زرین پوش ہمراہ	شمشیر گلبدن سب غیرت ماہ
خزانہ ساتھ مالامال زر سے	بھری تھین جھولیان لعل و گہر سے
مصفا اور رفیق اسکے تھے ہمراہ	وہ تھے راہ سفر سے خوب آگاہ
طلائی ساز سے گھوڑے تھے تیار	جوانان تہمتن انپہ اسوار
جواہر سے بھرا تھا دامن زین	گہر جھالرین اسکے مثل پروین
ہزارون چوبدار اور خاص بردار	کمر بستہ لیے خدمت تھے تیار

اسی تجمل و شان سے جب کچھ دور سواری بڑہی ایک قلعہ نظر آیا کہ بالکل چاندی کا بنا تھا اور قلعہ کھلا تھا بارہ ہزار سوار نقرہ پوش کہ تمام لباس انکا چاندی سے مملو تھا وہان کا حاکم لیے

بہرِ استقبال ملکہ موصوف آیا تھا جب سواری قریب قلعہ پہونچی اہل قلعہ نے سلامی اُڑائی بادشاہ نے بڑھکر نذر دی پھر اندرون قلعہ لیکر داخل ہوا تمام قلعہ کی عمارت چاندی کی بنی تھی بردوکان دلھن کیطرح سجا و شین بنی سنوری تھی دکاندار نہایت حسین لباس و زیور سے آراستہ دکانین سب چاندنی کے فرش عمدہ سے پیراستہ گلیونسے مشک و عنبر کی خوشبو آتی دماغ جان بسا تی آمد ملکہ سے تمام شہر آئین بند تھا حسن آرائش مین مہر و ماہ سے دوچند تھا ہر جگہ حسن دخیز ہر مکان دلاویز پریونکا جا بجا جما و سووے والی عورتونکا بنا و پرستان کا ایسا نقشا سراسر طلسمی کارخانہ تھا ملکہ وہان کی کیفیت ملاحظہ فرماتی چلی جاتی سواری کی کیفیت دیکھنے خلقت چلی آتی زر و جواہر و گوہر لٹتا تھا صدائے اطرقو پیدا اسیطرح اوس کے دوسرے ناکہ سے سواری نکلکر آگے بڑھی شاہ نقرہ پوشان مع اپنی فوج کے ہمراہ آیا یہانتک کچھ دور بڑھکر قلعہ ہفت رنگ دکھائی دیا اِس قلعہ مین گوکہ ملکہ تُران رہتی ہے لیکن انتظام قلعہ ملک ہفت رنگ جادو کے سپرد ہے ملکہ موصوف توکل طلسم کی مالک ہے یہان عیش و نشاط کیا کرتی ہے جو کوئی ایسا ہی کام ہوتا ہے وہ معرفت قلعہ دار مذکور کے سامنے ملکہ کے پیش کیا جاتا ہے وہ حکم دیتی ہے ورنہ عیش و عشرت سے مہلت اسکو کب ہے ملک کی جھگڑے سے کیا مطلب ہے الحاصل ہفت رنگ جادو قلعہ سے باہر نکلکر ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے براے استقبال ملکہ مہرخ آیا تھا اور قلعہ بھی وہ نہین ہے کہ جدھر سے عمرو کو ملکہ نے بلوایا تھا یہ اور سمت کا دروازہ ہے ہزارہا ساحر فصیلہاے قلعہ پر استادہ ہین نوبت و نقارے بجتے ساحر اور ساحرہ جھولیون مین پھول جواہر کے بھرے نثار کرنے کو کھڑے ہین جب سواری قریب دروازہ آئی قلعہ دار کی پہلے نذر گذری پھر افسران لشکر نے نذر دی پلٹنون اور رسالونمین وردی بجی اہل قلعہ نے پھول نچھاور کیے اوپر سے پھول کیا گرتے تھے معلوم ہوتا تھا کہ پھولون کا منہ برستا ہے خوشی کے شادیانے بجتے ہین غرضکہ سواری داخل قلعہ ہوئی اس قلعہ کی تعریف بروقت داخلہ عمرو بیان ہو چکی ہے مکرر لکھنا ضرور نہین ملکہ مذکور نے تمام قلعہ مینو سواد بہشت نژاد پایا بہجت آباد پایا رعایا کو دلشاد پایا مکانات جواہر کی پچی کاری کے بنے قصر فریدون سے بہتر بنے ہوے اہل حرفہ و پیشہ مرفہ الحال ساکنان شہر حسین و صاحب جمال خوش وضع و خوش اخلاق و صاحب کمال دکانین کھلین شہر مین رونق و تزئین ہر گلی و کوچہ مین خلقت کا ہجوم سواری دیکھنے کی دھوم

سر راہ دکانین اور گلیوں مین مردمان شہر کا مجمع کمرون اور کوٹھون پر عورتون کا دیکھنا ہر طرف گھما گھم صغیر و کبیر شاد و خرم غرضکہ شہر سے پھر کر دولتسرائے تران پر سواری آئی تران اپنی جگہ پر بیٹھی تھی کہ سحر نے آمد سواری کی خبر دی اسنے خواجہ کا ہاتھ پکڑ لیا کہا چلیے مہرخ کی سواری قریب آئی ہے چلکر لے آئین عمرو یہ سنکر اوٹھ کھڑا ہوا ملکہ کے ہمراہ اور سب شہزادیان اور عزیزداران شاہ کوکب بھی روانہ ہوئے ملکہ مجلس و سہیل و اختر بن سہیل و عمران جادو وغیرہ ساتھ ہوکر دروازہ پر دار العمارہ کی آئے وہان انتظام سواری دیکھا مہرخ نے بھی تران کو دیکھا فی الفور تخت سے کنارہ کیا جت اوتر پڑی تران آگے بڑھکر بغلگیر ہوئی اور لیکر چلی یہانتک کہ اسی دار العمارہ مین ایک طرف کو ایک دروازہ علاوہ اس دروازے کی لگا تھا کہ جسمین سے ملکہ تران خواجہ کو لیکر آئی ہے چنانچہ اس در مین پردہ عمدہ بزر پڑا تھا وہ چرخی پر کھچا ملکہ مہمان نو کو لیکر اس مکان عالیشان داخل ہوئی دیھوڑی پر محلدار بیٹھی تھی ہزارہا قلماقنی زرکن جلشن پہرے پر تھی سبنے تسلیم کی ملکہ داخل قصر ہوئی عمرو نے دیکھا کہ یہان بھی خانہ باغ بنا ہے وہ جگہ نہین ہے کہ جہان مجکو ملکہ اوتار ا ہی اسباغ مین وہ بہار ہے کہ بہار گلزار بہشت صدقے ہر بار ہی کیا صفت اس چمنستان پر فزا کی بیان ہو یہ اشعار تعریف مین کافی ہین نظم

بہار موسم گل کی تھی آمد
چمن مین بلبلین تھین شاد از حد

زمرد رنگ سبے تھے شجر مین
بہار تازہ تھی گل مین ثمر مین

لدین پھولون سے تھین شاخین برابر
سمن اور یاسمن نسرن فضا پر

نوا سنج اوسپہ تھے مرغ خوش الحان
روش طوطی کے بلبل تھی غزلخوان

بنے سرکش چمن مین سرو شمشاد
خدا کو کر رہی تھین قمریان یاد

روان زیر روش تھین آبشارین
تصدق موسم گل پر بہارین

قدم رکھا جو وان کچھ اور بڑھکر
تو دیکھا ہے مکان جنت سے بہتر

وسیع اسدرجہ تھا جو عقل سے سمجھے
کہ متعدد مکان اوسمین بنے تھے

فضاحت سے بھرا تھا صحن خانہ
کھچا تھا شہ نشین پر شامیانہ

جواہر کار بارہ دری آراستہ اسباب شاہانہ سے پیراستہ تھی ملکہ نے مہرخ کو لاکر مسند پر بٹھایا اب بھی مع خواجہ اور جملہ شہزادیون کے بیٹھی طوائفان بہر تمثال حاضر ہوئین رقص ہونے لگا جام بادہ

بادۂ احمر کا آغاز ہوا وہ جشن اگر نگاہ جمشید سے گذر جاتا جیتے جی حسرت سے مرجاتا پیمانۂ عشرت آگین اگر جلسہ نشینان دہر خراب آباد کو اس انجمن کا میسر ہوتا تو ایسے شاد ہوتے کہ کبھی نہ برباد ہوتی روز محشر تک مست رہتی قبر سے واشربو کہتے اٹھتے نہ ہی محفل عشرت و نشاط وہی انجمن انبساط کہ ساغر دہان کے قدح مہر و ماہ کو شرماتے تھے پرانے ٹھیکرے بتلاتے تھے انجمن پہ فلک کا گوہر انجم نثار کرنے کو جی چاہتا تھا بلکہ بھلکر خود صورت سا نگین آبگینہ بنا تھا صراحی کو دیکھکر چرخ ہمیشہ بشکل مینا رہیگا اسی جلسہ کو یاد کرکے رقصاں سی کریگا شیشون کی قلقل صدائے خندۂ گل تھی بطوں کی قہقہے کی آواز نغمۂ نشاط بلبل تھی گل پیرہنان نسرین بدن پر سب محفل رقاصون کی چھلبل پہ برق درخشان خجل واقعی عجیب جلسہ تھا یہ ہنگامہ تھا نظم

سرودِ ساز نے دی اپنی آواز
برائے رقص اُٹھے ہر صاحبِ ناز

صدا گھنگرو کی پہونچی آسمان تک
ندائین آئین تحسین کی زبان تک

کیا پہلو کو ہر اک دل نے خالی
بندھے کچھ اور مضمونِ خیالی

ہجوم نالہ اپنا رنگ لایا
کسیکو اپنے قابو مین نہ پایا

کسی نے لخت دل دامن مین بھر کر
کئے قربان رقص ہر سمن بر

کمال شوق مین آنسو بھر آئے
ہر اک نے ہاتھ مین دامن اوٹھائے

رہا سامان رقصِ نازنینان
ہوئے محظوظ خاطر سارے مہمان

صدا شورِ مبارکباد نے دی
تسلی خاطرِ برباد نے دی

رہا کچھ دیر یہ جلسہ طرب کا
بکا دل نے جبتا پھر لاسکے خاصا

بڑا سا ایک دسترخوان شفاف
کہ تھا جسپر گمان عارض صاف

بچھایا دو رنگ اور اسپہ کھانے
چنے لالا کے موزع سے ٹھکانے

نئی صورت نئی خوشبو نئے رنگ
وہ کھانے دیکھکر ہو آدمی دنگ

فراغت پائی کھانے سے جو سب نے
تو باندھا رنگ پھر عیش و طرب نے

پھر ناچ دیکھنے مین سب مصروف ہوئی سیر باغ بھی کرتے جاتے تھے اتفاقاً ملکہ مہرخ کی نظر گل و سنبل باغ پر پڑی کبھی کا ہیکو یہ بہار نگاہ سے گذری تھی ہرچند کہ اسنے باغ سیب و باغ عشرت شنا جادوان کی سیر دیکھی ہے لیکن یہانکے پھولونکا کچھ رنگ ہی نرالا تھا بہار نے طرفہ سا خار نکالا تھا

ہر نہال مین ہزارہا رنگ کے گل کھلے تھے وہ شجر نگارخانۂ چین کو شرماتے تھے مہرخ اوس بہار کی شائق دید ہو کر جلسۂ مسرت سے اُٹھی تَّران و خواجہ سے باتین ہوتی تھین کچھ خیال نرہا کہ یہ کہان جاتی ہے اور ملکہ مذکور بارہ دری سے نکلکر اس باغ مین آئی روش اور پٹری پہ پھرنے لگی نظارہ گل اور بلبل سے دل بہلاتی تھی اور یہ لب پر لاتی تھی بیت ؎ کیون دیکھین بہارِ نوجوانی + جہان مین چند دن ہے زندگانی + غرضکہ تو یہ تماشے باغ مین مصروف ہے اور تّران خواجہ سے مالوف ہے لیکن شاہ **افراسیاب** جو قسم کھا چکا تھا کہ مین **مہرخ** کو پکڑ لاؤنگا پس بعد دستخط عریضہ **قہر** نگار اپنے مقام سے غائب ہو کر ایک صحرائے سبزہ زار مین اپنے طلسم کے ظاہر ہوا اس جنگل مین ایک برج بنا تھا کہ اوس مین ہر سمت دروازہ لگا تھا یہ اوس برج مین داخل ہوا اور ایک سمت کا دروازہ سحر پڑھکر وا کیا دروازہ کھلتے ہی **طلسم کوکب** سامنے نظر آنے لگا اسطرح سے کہ جیسے **تّران** نے طلسم ہوشربا برج مین سے دکھلایا تھا فی الجملہ شاہ جادوان اس برج سے جو سنّاٹا بھرکر اراشل کوکب کہ جیسے وہ طلسم ہوشربا مین آیا تھا یہ بھی آن واحد مین اسکے طلسم مین جا پہونچا جب اسکے طلسم مین پہونچا تو بزور سحر معلوم ہوا کہ قلعۂ ہفت رنگ تک سات ملک راہ مین پڑینگے پس یہ دریافت کرکے پھر اڑکر اڑا تو تین ملک طے کرکے چوتھے ملک مین آکر گرا کیونکہ بادشاہ ساحران ہے اتنا زور سحر کو دیا کہ ایک سنّاٹے مین تین ملک سے گذر کر چوتھے مین دم لیا وہان جب گرا ذرا ٹھہر کر چاہا تھا کہ دم لون مگر ہر ملک مین ساحر مقرر ہین کہ وہ غیر شخص کو آنے سے منع کرتے ہین جیسا ذکر نامہ وار مین یعنی **قرطاس** کے حال مین بیان ہوا تھا کہ جب وہ سرحد طلسم پہ پہونچا تھا تو ساحر مانع آئے تھے فی الجملہ جب شاہ جادوان چوتھے ملک مین اسم طلسم کے پہونچا یہان سترہ ہزار ساحر شاہ **کوکب** کا رہتا ہے اور اوسکا مالک **نشاط** جادو نام قلعہ کی حکومت کرتا ہے اوسکے پاس ان تینون ملکون کے حاکمون کیطرف سے تیلہائے سحر نے خبر دی کہ بڑا غضب ہوا ایک ساحر بزور سحر نہایت تیزی کے ساتھ ہمارے ملکونسے گذر گیا دیکھیے بادشاہ طلسم کا کیا عتاب ہمپر ہوتا ہے لہذا تم خبردار رہنا اور اوسکو روکنا یہ حال دریافت کرکے نشاط مع فوج کے تیار ہوا اور اس اثنا مین **افراسیاب** بھی اس ملک مین پہونچکر ایک صحرا مین دم لینے ٹھہرا تھا کہ سترہ ہزار ساحر سے نشاط نے آکر گھیرا اور ہر سمت سے سحر سب نے کیا کسینے دھوان پیدا کرکے دنیا اندھیر کر دی کسینے آندھی سیاہ پیدا کرکے اس خاکدان پست کو چاہ بابل بنا دیا خاک اس مغاک مین بھر دی کہین آگ

برسی کہین سنگباری ہوئی افراسیاب کو تو یہ منظور ہے کہ میرے آنیسے کوکب نہ خبر ہو کیونکہ اگر وہ آگاہ ہوگا تو برابر کی لڑائی پڑجائیگی پھر مہرخ کا گرفتار ہونا مشکل ہے کسلیے کہ وہ اپنا مقابل ہے پس وہ ساحر جو سحر اسپر کر رہے تھے وہ کچھ مرحلہ پر کے نتھے ملازمان شاہ کوکب تھے یہ اونکی حقیقت کیا جانتا ہے یہ خود شاہ طلسم اور شہنشاہ ساحران کہلاتا ہے البتہ مرحلہ طلسم سے تو ناچار ہے کہ وہان کی زمین طلسم بند ہوتی ہے اور ساحر بھی وہان کا معین کردہ بانیان طلسم ہوتا ہے جو آفت کہ اوس مقام سے پیدا ہوتی ہے اور جو سحر کہ وہان کا ساحر کرتا ہے اسکا دفع کرنیوالا سوائے طلسم کشا کے اور کوئی نہین کہ وہ لوح سے حال کرکے اس ساحر کو قتل کرتا ہے اور مرحلہ فتح کرتا ہے خلاصہ یہ کہ اگر کوکب چاہے کہ طلسم ہوش ربا کے مرحلہ پر جاوے تو نہ جا سکیگا اور اگر افراسیاب چاہے کہ مین کوکب کے مرحلہ طلسم پر جاؤن تو ناممکن ہے ہان لپنے لپنے طلسم کے مرحلو نپر ہر ایک بادشاہ جا سکتا ہے فی الجملہ یہ ساحر غیر مرحلہ کے جب افراسیاب پر سحر کرنے لگے اسنے اُن سب کے سحر رد کرکے ایک ایسا منتر پڑھا کہ ہوائے سرد و خنک وزان ہوئی اور اون ساحرون کے جسم مین لگی وہ سب بیہوش ہوگئے اور اسنے پھر واز کی **نظم**

کبھی چمکا ستارہ سا فلک پر | چمک بجلی کی صدقے تھی لپک پر
اڑا جاتا تھا یون بیتاب و مضطر | کہ پارہ ڈالین جون آتش کے اوپر
کمر آزار مہرخ پہ تھی باندھی | وہ یون جاتا تھا جیسے آئے آندھی

غرضکہ جو تھے ملک کو طی کرکے جب پانچوین قلعہ کی حدود پر پہونچا وہان کی ساحرون نے جو پہرے پر تھے اوسکو دیکھا کہ ایک ساحر بڑی تیزی سے جاتا ہے سمجھے کہ یہ غیر شخص ہے اسکو روکنا چاہیے پس حربے ہا سحر پکڑکر پرواز کی اور سقف گردونین گویا آگ لگائی اسطرح آتش سحر تا بفلک پہونچائی افراسیاب اونکو دھوکا دینے کے لیے ایک ستارہ بزور سحر بنا اور سبنے دیکھا کہ وہ ستارہ دو ٹکڑے ہوکر آدھا زمین پر گر کر غرق زمین ہوا اور نصف قندیل فلک ہوگیا یہ ساحر حیران ہوے کہ اب کسکا تعاقب کرین ناچار ہوکر سحر کرنے سے رکے اور شاہ جادوان سناٹا بھرے نکلا چلا گیا ان ساحرونسے اور نہ کچھ ہو سکا مگر طائر بنکر اوڑے اور قلعۂ کوکبیہ مین کوکب سریر سلطنت پر جلوہ فرما تھا اسکے سامنے آئے اور مجرا گاہ پر ٹھہر کر صورت انسان بنکر سر تسلیم خم کیا پھر دعا و ثنائے شاہی بجالائے **قطعہ**

دعا کیواسطے گویا اٹھا تو اپنے ہاتھ | صفت کا اُسکے بیان تجھسے غیر امکان ہے

الٰہی تا رہے گل سے محبت بلبل — بہارِ لطف ہی جبتک جہان گلستان ہے
ریاض دہر مین جبتک رہے گل خرشید — الٰہی تا کہ گل ماہتاب تابان ہے
دکھائی دے گل رعنا کیطرح تا شب دراز — خوشی سے تاکہ یہ طاؤس چرخ رقصان ہے
زمین فلک پر یہ جبتک ثوابت و سیّار — زمین پہ تاکہ یہ گردان سپہر گردان ہے
ہمیشہ عمر دراز خضر کا تا رہے ذکر — جہانمین تاکہ یہ طلسمات وانجوان ہے
الٰہی تا رہے اور رنگ زرنگار سپہر — زمین تا نغمۂ خاور کے زیر فرمان ہے
رہے مدام تو با تخت و تاج و جاہ و حشم — کہا کرے تجھے خلقت یہ شاہ شاہان ہے

ایک ساحر کہ ظاہر افراسیاب معلوم دیتا تھا اسطرح سے جانب قلعۂ ہفت رنگ گیا ہی سیمے رک نہین سکا ہی اطلاعًا عرض کیا یہ کہکر وہ سب چلے گئے کوکب نے کچھ سحر پڑھا کہ چار پتلے بلور کے ایک صندوق کے لیے اُڑتے ہوئے آئے بادشاہ نے مثل افراسیاب اسوا شرفی اس صندوق پر پڑھا کر کتاب نکالی دیکھا تو وہ کتاب مثل آئینہ کے ہے کہ شیشہ اسپر جڑا ہی جو ٹکڑا زمرد کا اسنے اس آئینے کو سامنے رکھکر عرض کیا کہ ای مرآت واقعہ مجھپر آئینہ کر کہ کون اسم طلسم مین آیا ہی یہ عرض کرتی ہی وس آئینے سے ایک پنجہ نکلا بادشاہ نے قلم اوس پنجہ کو دیا اور کاغذ زیر قلم رکھا پنجہ نے لکھدیا کہ افراسیاب آیا ہے اسنے پھر عرض کیا کہ یہ معلوم ہو کہ وہ کیون آیا ہی پنجہ نے لکھا کہ مہرخ کو پکڑنے آیا ہی پس معلوم کرکے آئینہ کو صندوق مین رکھکر روانہ کردیا اور اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ تمنے سُنا کہ کون آیا ہے ایک ساحر نعمان جادو نام نے کہ بہت معزز ہے عرض کیا حضور ارشاد کرین کہ کون آیا ہی شاہ نے فرمایا کہ یہ زبردستی دیکھو افراسیاب ہمارے گھر مین گھس آیا ہی یہ تو یہ کہا ہے کہ وہان افراسیاب قلعہ ششم و ہفتم سے بھی گذرا اور اسقدر بلند ہوا کہ قلعۂ کوکبیہ جہان کوکب بیٹھا باتین کر رہا ہے نظر آنے لگا ازبسکہ کوکب اور یہ نور افشان جادو سے پڑھے ہین تو آپسمین پیر بھائی ہین اور جب یہ دو ہم مکتب تھے توجسطرح لڑکے بیت بازی کرتے ہین یہ سحر سازی کرتے تھے اور کبھی یہ اسے بیہوش کرتا تھا اور کبھی وہ اسکو بیہوش بناتا پس اسوقت کوکب کو دیکھکر اسنے چاہا کہ غافل تو ہو رہا ہے اسکو بیہوش کردون اور بفراغ خاطر مہرخ کو پکڑ لیجاؤن غرضکہ اسنے سحر پڑھا چند پیر جادو کی اسکے سامنے آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ اے بادشاہ وہ زمانہ اور تھا کہ ہم شاہ کوکب کو بیہوش

کردیئے مجھے اب وہ بادشاہ طلسم ہے ہمارا ایسا اسیر نہ چلیگا اسنے کہا تم جاکر اپنا کام کرو اگر وہ بیہوش
نہوگا تو کچھ غافل تو ہو جائیگا پیر سحر کے حسب الحکم روانہ ہوئے اور **افراسیاب** جانب مالک ہفت رنگ
چلا لیکن **کوکب** پر اس سحر کا جو اسنے بھیجا ہے اتنا اثر ہوا کہ بالکل خیال ملکہ **مہرخ** جاتا رہا یہ یاد
نرہا کہ وہ ملکہ بھی میرے یہان مہمان آئی ہے پس اسنے بعد دراک آمد **افراسیاب** ایسا سحر پڑہا کہ جتنے
پیر اسکے سامنے بھی آئے انسے حکم دیا کہ جاؤ قلعہ ہفت رنگ مین **عمرو تران** کی حفاظت کرو خبردار کوئی
انکو پکڑ نہ لیجائے ان دونون کی نسبت تاکید بلیغ فرمائی اور **مہرخ** کا نام بھی نہ لیا پیر اوسکے فرمانے
سے اسی باغ مین جہان جلسۂ دعوت ہو رہی ہے آئے اور **تران و عمر** ایک جا بیٹھے تھے اونکو گھیر کر ٹھہرے
کہ کوئی اپنے دست اندازی نہ کرے **مہرخ** بیچاری سیر باغ مین مصروف ہے اسکی حفاظت کسینے
بھی نہ کی اس اثنا مین **افراسیاب** قلعہ ہفت رنگ مین پہونچا اور اسقدر بلند تھا کہ نظر نہ آتا تھا
اور سحر پڑہتا جاتا تھا کہ ساحران قلعۂ مذکور بیہوش ہوتی جاتے تھے کیونکہ وہ سب غافل اپنی جگہ پر
تھے اور بیچد صرسے گذرتا سحر سے ہولے سرد چلاتا ساحرونکو سلاتا یہانتک کہ اوس قصر دعوت پر
آکر ٹھہرا یہان صدائے چنگ و رباب بلند تھی بزم عیش مترنب طبع اہل انجمن خرسند تھی اسنے چاہا
کہ بارہ دری مین جاؤن اور **مہرخ** کو پکڑ لاؤن مگر سمجھا کہ حال سحر کا آگے پڑہا ہے بارہ دری کی بڑا
ہوگا کیونکہ یہ جگہ شہزادی طلسم کی ہے **تران** بیٹھی ہوگی اس سے سخت لڑائی پڑیگی پس یکایک جانا
نچاہیے یہ سمجھکر چاہا کہ یہین سے سحر کرکے سبکو بیہوش کردون تو اندر جاؤن اسی فکر مین ٹھہر کر
یک نگاہ جو ہر طرف دوڑایا **مہرخ** کو چمنستان مین مشغول نظارۂ گل و ریحان پایا پس خوشنود ہوکر
بسان برق جہندہ تڑپکر جو گرا ملکۂ مذکور پنجہ مین داب کرلے اڑا وہ بیچاری غافل از جور فلک اتنا تو پکاری
کہ اے ملکہ **تران** میری خبر لیجیے اتنا کہکر بیہوش ہوگئی وہان بارہ دری مین ناچ ہو رہا تھا کسینے اسکی آواز
نہ سنی مگر او ساحر جو سحر سے بیہوش نہوئے تھے یعنے شاہ جادوان کی گذرگاہ سے علیحدہ اوس باغ کے اور
اور دروازون پر تھے انہون نے دیکھا کہ ایک ساحر کچھ پنجہ مین دابکر باغ سے اڑا ہے پس انہون نے
لینا لینا کا غل مچایا اور حربہائے سحر لیکر اڑے انکے غلغلہ سے **تران** نے ناچ موقوف کرایا گھبرا کر اٹھی
کہ اے کیا ماجرا ہے **عمرو** نے بھی اٹھا دیکھا تو ملکہ **مہرخ** نہین ہے اور غل ہے کہ ایک ساحر کسیکو پکڑ لیگیا اسنے
کہا اے ملکہ **مہرخ** شاید پکڑ گئی اتنے عرصہ مین **افراسیاب** غرق آسمان ہوکر بہ جادہ جا اپنے ملک

کیطرف روانہ ہوگیا یہان جو بیر سحر کے برائے حفاظت خواجہ و ملکہ تھے خدمت کوکب مین گئے
اور عرض کیا کہ ہمنے حفاظت شہزادی اور خواجہ کی بخوبی کی دشمن انکے پاس تک نہ آسکا ملکہ
مہرخ باغمین پھر رہی تھی اسکو پکڑ لیگیا اور سب خیریت سے حال گذرا کچھ کسیکو باقبال شہنشاہ ضرر
نہین پہونچا بادشاہ سحر کیوجہ سے غافل تھا نام مہرخ سنتے ہی چونکا اور دل سے کہا وائی مُردیم
باوجودیکہ آئینہ سحر سے حال بگرفتاری اس ملکہ کا دمعلوم کر چکا تھا اُسپر بھی اسکی حفاظت مجھسے
نہو سکی اور بھولا رہا شائد تجھپر دشمن نے سحر کیا اب چلکر اسکی رہائی کی تدبیر کرے یہ سوچکر کچھ سحر پڑھا کہ اثر
افسون دشمن بالکل دفع ہوا یہ بزور سحر تخت پر سے بیٹھے غائب ہوکر قلعہ ہفت رنگ اور مکان جلسۂ عوت
مین آیا مگر نظر مردم سے پوشیدہ رہا دیکھا تو یہان تَیران کو حال آمدا افراسیاب اور قیدہونی مہرخ کا معلوم
ہوا اور ساحرونمین غلغلہ ہے عمر نالہ و شیون کر رہا ہے کہ افسوس ملکہ میرے لشکر کی ہفت ہلاک ہوئی
وائے برغفلت ما تَیران یہ باتین سُنکر چاہا چاہتی ہے کہ عقب دشمن جاکر کار نمایان کرے یہ حال بادشاہ
نے دیکھکر ایک آواز دی کہ اے تَیران خبردار کہین جانیکا قصد نکرنا تم بیٹھو اور خواجہ کی تسکین و
ودلداری کرو مہرخ کو مجھسے ابھی تو یہ کہکر وہان سے عقب حریف چلا عمر نے اس آواز کو سنکر پوچھا
کہ اے ملکہ یہ کون بولتا ہی ملکہ نے کہا شہنشاہ کوکب کی صدا ہے اب آپ سے بیٹھے کچھ رنج نفرمائیے
شاہ خود تشریف لیگئے ہین مہرخ کوئی دم مین آتی ہین اونکو آپ رہا سمجھین عمر واسکے کہنے سے بیٹھا تو
مگر بیتاب و مضطر رہا ناچ رنگ نا سب موقوف کردیا بیقرار بیان کرنے لگا یہان تو یہ حال ہے لیکن شاہ
کوکب جو عقب افراسیاب چلا سحر کے پتلے اُن ملکونکے بادشاہ پاس کہ جو راہ افراسیاب مین پڑتے تھے
روانہ کرکے کہلا بھیجا کہ دشمن ہمارا اِس سمت کو ہیانسے چلا ہے پس تمھارے ملک اسکے راستے
مین پڑینگے ہرگز ہرگز روکنا نہین کسلیے کہ عقب اسکے بادولت آتے ہین جو مناسب ہوگا کرینگے
افراسیاب جس ملک پر پہونچا اور وہان کے حاکم نے اسکو روکا ساتھ ہی پتلا شاہ کوکب کا پیام
ممانعت لیے پہونچا ساحرون نے تعمیل حکم بادشاہ کی اور اسکو راہ دی کوکب نے راہ اسکو اسلیئے
دلوائی ہے کہ اب تو جو کچھ ہونا تھا وہ ہوچکا یہ بادشاہ طلسم مین میرے خوطا پڑجائیگا کہ افراسیاب ایسا
زبردست تھا جو یہان گھس آیا پس اگر از راہ ملوہ ساحرون کی جمعیت کرکے مہرخ کو مین چھین
لون جب بھی بدنامی ہے کہ لوگ کہینگے اکیلے پر ایسی چڑھائی کی اپنی گلی مین کتا بھی شیر ہوتا ہے لہذا

جسطرح یہ بہادری کر کے تیرے یہان آیا اور مہرخ کو پکڑ لیچلا ہے تو بھی اسکے گھر سے جاکر اسکو
چھڑا لا اور اسکو دھوکا دی غرضکہ جب افراسیاب کا کوئی سدِ راہ نہوا وہ بخوف اسکے کہ ملک پرایا
ہے کہین یہ کانہین بعجلت تمام قطع بعد راہ کر کے اپنے طلسم مین داخل ہوا اور قصد کیا کہ باغ سیب
مین جاؤن پھر براہ غرور یہ امر تجویز کیا کہ لشکر حیرت مین چلون وہان بہار وغیرہ مطیعان مہرخ
سامنے ہین اپنے مالک و افسر لشکر کا حال خراب دیکھین اور کفِ افسوس ملین کسلیے کہ میری نبی کو
لشتہر ہوتے انھون نے دیکھا ہے اب اس ماجرے کو دیکھین اور میری شوکت کو سمجھین کہ کیسا عوض
مینے لیا حاصل مرام یہی تجویز پسند آئی اور سید مجرمہ کو لیے لشکر حیرت مین آیا یہان جو افسر لشکر تھے
انھون نے تعظیم دی یہ تخت پر بیٹھا مہرخ کو مسحور کر کے سامنے ڈالدیا اور پتلا سحر کا بھیجا کہ جلد
ملکہ حیرت و مصوّر وغیرہ حاضرین دربار کو جاکر میرے آنیکی خبر دے اور کہے کہ اسیوقت لشکر مین آکر
تماشا قتل مجرمہ کا دیکھو پتلا حسب الحکم گیا اور سبکو حکم شاہ پہونچایا ہر ایک شادان و فرحان خدمت
شاہ مین آیا حیرت پہلوے شاہ مین آکر بیٹھی بادشاہ نے سحر پڑھکر مہرخ کو ہوشیار کیا جب اسکی
آنکھ کھلی سامنے افراسیاب کو بیٹھے دیکھا پھر آنکھ اپنی بند کر لی اور گویا ہوئی کہ کیا خواب پریشان مینے
دیکھا شاہ جادوان پکارا ہے کہ ای نمکحرام یہ خواب نہین ہین ہوشیاری و بیداری ہی دیکھا مابدولت
کی زبردستی کو کہ اُس مرد صحرائی یعنے کوکب کے گھر سے مین تجکو پکڑ لایا ہے یہان خود اگر چاہون
تو سارا طلسم اسکا برباد کر دون یہ تو لاف و گزاف کرنے لگا اور شاہ کوکب جو اسکے عقب چلا آتا تھا
اتنے عرصے مین کہ اسنے آکر باغ سیب سے ساحرون کو بلوایا ہے وہ سر لشکر پر آکر ٹھہرا اور ایک سحر ایسا پڑھا
کہ افراسیاب کی طبع نجس پر نسیان غالب ہوا یہ خیال بالکل نرہا کہ مین جسکے گھر سے مہرخ کو لایا
ہون آخر وہ بھی تو بادشاہ ہی کوئی گھسیارہ نہین پھر کچھ نہ کچھ تدبیر وہ بھی کریگا خلاصہ کلام
کوکب کا خیال کیسا نام تک صفحۂ دل سے حک ہوگیا یہ اوس سحر کا بدلا ہی کہ جیسے خاطر کوکب سے
یادِ مہرخ اسنے بھلادی اب اسنے اسکو اپنی آمد سے غافل کیا جب غافل کر چکا تو ماش کا آٹا جھولی
سے نکالا اور اسکی پتلی بناکر پڑھ سحر کا اسمین پھونکا کر حکم کیا کہ تو بصورت مہرخ بنکر غائب ہوجا اور جب
مین مہرخ کو اوٹھا لاؤن تو فوراً ظاہر ہوکر اسکی جگہ پر قیام کرنا اور افراسیاب جب تجھکو قتل
کرے تو اس پتلی کے قالب سے تو نکلکر میرے پاس چلا آنا بموجب ارشاد بادشاہ مع اوس پتلی کے غائب

ہو کر اپنے کام پر مستعد ہوا اور بادشاہ موصوف نے بلند ہو کر سحر پڑھا کہ ایک ابر پیدا ہو کر لشکر حیرت پر محیط ہوا حیرت نے ابر دیکھکر بادشاہ سے کہا کہ حضور دیکھیے کوئی مددگار معلوم ہوتا ہی کہ اس مجرمہ کا آیا شاہ یہ سنکر بسان برق جانب ابر چلا کہ جو کوئی آیا ہی اسکو بھی پکڑے لاتا ہون یہ تو ابر کیطرف چلا اور ساحرون کی نگاہ اسی ابر کیجانب ہوئی بادشاہ کا جانا سب دیکھنے لگے کوکب جسطرف وہ ابر تھا ادھر سے ہٹکر دوسری طرف آیا اور سحر پڑھکر جانب بارگاہ پھونکا کہ بارگاہ مین اندھیرا ہوگیا مگر لمحہ کی لمحہ وہ اندھیرا رہا ایسا کہ اس اندھیرا ہونیسے اہل بارگاہ نے نگاہ اپنی پھیری تھی کہ کیا ہوا دیکھا تو کچھ بھی نہین ویسے ہی روشنی ہی جیسے پہلے تھی اور مجرمہ بھی اسیطرح سر جھکائی بیٹھی ہے انکو تو ثابت نہوا کہ کیا ہوگیا وہان اُس اندھیرے مین کوکب نے اپنا کام کر لیا یعنے مہرخ کو اٹھا کر بزور سحر مخفی ہوگیا اور اپنا راستہ پکڑا ابر سحر کا بجاے مہرخ آبیٹھا ادھر افراسیاب جب قریب ابر پہونچا وہ ابر بھی ٹکرے ٹکرے ہو کر غائب ہوگیا بادشاہ نے نعرہ کیا کہ کون ایسا ہے جو میرا سامنا کریگا یہ کہکر کچھ دیر بزور سحر بروے ہوا تھرایا کیا پھر اوترآیا اور کہا اے حیرت تمنے دیکھا کہ میرے جاتے ہی پتا بھی نملا جو کوئی آیا تھا وہ کیسا سر پہ پاؤن رکھکر بھاگا سب اہل دربار ثنا خوان ہوے کہ اے شہنشاہ کسکی مجال ہے جو آپکا مقابلہ کرسکے یہان تو یہ باتین ہین مگر عیار وغیرہ جو باہر جاسوسی اسکے آیا کرتے ہین انھون نے جو مہرخ کو گرفتار دیکھا دوڑے ہوے بارگاہ اسلامیان مین آئے اور بصد ادب سامنے تخت ملکہ بہار عالی تبار کے ٹھہر کر صفت و ثناے بادشاہی بانیر لائے قطعہ

جو خاک ترے در کی ملے منہ پر تو بنجائے	ابر و مہ نو رخ مہ تابان سکے برابر
پھل پاتی ہے تلوار تیرے باغ کرم سے	پھولون سے سپر ہے چمنستا کے برابر

بعد اداے دعا و ثنا حال مہرخ از ابتدا تا انتہا بیان کر کے بہر عیاری چلے بہار نے قید ہونا مہرخ کا جو سنا گریبان چاک کیا تاج سر سے پھینک دیا سردار رونے لگے بارگاہ مین کہرام مچگیا آخر سبنے صلاح کی کہ آج لڑ کر اپنی جان دینا چاہیے کیونکہ شاہ جادوان کے مقابل تو ہونا غیر ممکن ہے مگر مرجانا امکان مین ہے پس یہ سوچکر بہار نے نفیر سحر بجائی لشکر مین طبل جنگی گزگڑایا بوق و ناقو نے گوش فلک کر بنایا ساحرون نے جلد جلد جھولیان سنبھالین بہادرون نے کمرین باندھین ساحر طائران سحر پر چڑھے بہادران شجاعت نشان نے مرکب کسے بہار پہلے سب سے

طاؤس سحر پہ سوار ہوئی جلو مین فوج بیشمار ہوئی ساحرون کے پرے نشان فوج کے بڑھے نظم

فلک پر جسطرح سے خسرو روز ہوئی یون مور پردہ رونق افروز
جڑاو سر پہ اسکے تاج زرین نمایان رخ سے نور ماہ و پروین
سپے آرائش فوج فراوان کیا تھا ابر سحر اُسنے نمایان
جوانان تہمتن اُسکے ہمراہ ہزارون نازنینین سحر آگاہ
گلونین جھولیان زرتار دالے غضب کے یاد جادو کچھ نرالے
جولب کھولین سپے افسون جہانین لگادین اگ اکاخ آسمان مین
چلی میدان کو القصہ وہ گلرو لیے ہمراہ اپنے فوج جادو

یہ تو فوج ظفر موج لیکر چلی اودھر طائر سحر نے خبر شاہ جادوان کو ادلشکر کی پہونچائی کہ آپ غافل کیا بیٹھے ہین بہار زن نے آئی بادشاہ نے ہنسکر فرمایا کہ اسلیے مین اس نمکحرام کو قتل کرنے طلسم ظاہر مین لایا ہون کہ اسکے ہواخواہ بھی دم سرد بھرین اور گلشن ہستی اسکا پامال دیکھین اور بر شبنم اشک حسرت بہائین اور کچھ کر نہ سکین یہ کہکر آپ اُٹھا اور قریب دریاے خون روان کیا ایک چھڑی دریا پر لگا کر حکم کیا کہ اے دریاے سحر چار سمت سے اسقدر بڑھجا کہ لشکر حیرت تک کوئی نہ آنے پاے دریا اسیوقت جوش مار کر ایسا بڑھا کہ لشکر حیرت و بہار کے درمیان مین اکر بہنے لگا عیار بھی صحرا سے برلے رہائی مہرخ فوج عدو مین نہ آلئے تھے کہ راہ بند ہوئی خاطر دردمند ہوئی کنارہ سحر تک اکر بھرے اور راہ مین بہار سے جا کر آشنائے مدعا ہوے کہ اے گوہر بحر شجاعت اپنے ارادے سے کنارہ کیجیے دریاے سحر بیچ مین حائل ہے جانا مشکل ہے بہار یہ خبر سنکر قلزم رنج مین ڈوبی طاؤس سے گر کر بسان ماہی بے آب فرش خاک پر تڑپی اور کنارے دریا کے ذکر سے آئی وہان افراسیاب نے بارگاہ مین پہونچکر حکم دیا کہ جلادان قوی بازو و تندخو حاضر ہون بنا بر حکم محکم سراچہ ہاے بارگاہ اٹھوا دیے کئی ہزار ساحر اسباب سحر لیکر ہر سمت میدان کو گھیر کر ٹھہرے کہ عیار وغیرہ و دیگر ہواخواہ مجرمہ کچھ فتور نہ کرین ہمت سے ساحر بالاے ہوا جا کر تمام میدان پر چھاگئے بادشاہ نے ایک آسمان سحر پیدا کیا کہ کوئی اڑکر نہ آسکے اور زمین کو سنگلاخ بنایا کہ کوئی نقب لگاے جب یہ بندوبست ہوچکا اسوقت بیچ میدان مین دار استاد کرائی ازہ کش تسمہ کش جلاد

بانی بیداد حاضر ہوئے زیر دار چبوترہ ریگ کا بنایا مہرخ نقلی کو کشان کشان لاکر بٹھایا پکاری کر اے مجرمہ جو کھانا ہو وہ کھالے اور پیاسی ہو تو پانی پی لے کہ ساغر اجل سے سیراب ہوا چاہتی ہے اوس پتلے نے کچھ جواب ندیا جلادون نے انتظار کیا کہ بادشاہ جس عذاب سے اسکے قتل کا حکم کرے وہ عمل مین لائین گردن مارین یا کھال کھینچین یا دار پر چڑہائین ادہر خلقت کا ہر سمت سے ہجوم تھا اجتماع ساحران شوم تھا شاہ جادوان نے اسطرح دار نصب کرائی تھی کہ لشکریان بہار کا سامنا رہے اودہر بھبھر بھی نہونے دی تھی بہار سامنے کھڑی یہ حالت زار دیکھتی تھی اور روتی تھی نافرمان کا گریبان چاک سر کھولے بال کھلے لرزان کے رخ پہ خاک لشکر مین ماتم برپا شدت گریہ وبکا اشک ریزی سے یقین تھا کہ دوسرا دریا اور جاری ہوگا دامن خاک صرف اشکباری ہوگا کوئی کہتی کہ اے فلک ہمیں یہ حسرت رہگئی کہ سایۂ عاطفت مین ملکہ مہرخ کے رہکر اسد وجہ جبین کو چھڑالیے سر پر سلطنت پہ بٹھالے کوئی گھڑی تو خوشی مناتے سو یہ تیری خو نہین کچھ محبت کی بو نہین کوئی ہین وشکایت غداری روزگار مین یون تر زبان تھی کہ خوان دفائے چرخ دنی سے سوائے زہر کے کسنے انگبین راحت نوش کیا کہ نیش زنبور رنج نے سینہ سوراخ دار نہ بنایا ابدار خانہ دہر سے آب سرد پیکر دل ٹھنڈا کسکا ہوا ہے کون ایسا چراغ خانہ تھا جو بجھ نہ گیا اور وہ کونسا کاشانہ آباد تھا جو نہ اجڑا افسوس اے دہر غدار وصد ہزار افسوس اے دنیائے ناپائدار کیسے کیسے سینے جو ارمانون اور حسرتون کے گنجینے تھے تونے خاک مین ملادیے ہائے کیا کیا امیدون کی بھرے دل زیر زمین دبادیئے کہ جبیت دیکھا کفن ٹٹول کے ہمنے امیر کا + اک حسرتون کی پوٹ تھی کچھ خاک بھی نتھا + کوئی کہتا تھا کہ یہ گردون بانی صد جور وجفا ہے اسکا ہر ایک صاحب حوصلہ کی ساتھ نقشہ ہی نظم

کار دنیا کے ہین سب لہو ولعب
عیش ہو جاتی ہے دم مین منقلب

ہے کہان اسکندر وافراسیاب
ہے کہان کاؤس کا جام شراب

ہے کہان شاہ سلیمان وسد یو
ہے کہان اس کوس شاہی کا غریو

ہے کہان وہ جاہ وہ انگشتری
ہے کہان یوسف اور اوسکی مشتری

ہے سراسر کار دنیا بے ثبات
چاہیے اس بیسوا کو مارے لات

الحاصل یہان تو شور نوحہ وبکا بلند ہے کہ شاہ جادوان نے جلاد کو حکم دیا کہ اسس مجرمہ کو دار پر چڑھا

جلادنے زنجیر کمر مین باندھکر دار پر کھینچدیا بادشاہ نے تیراندازونکو حکم دیا کہ ہر سمت سے تیر پڑنے لگا اس
حال کو دیکھکر بہار نے چاہا کہ مین دریاے سحر مین لپنے تئین گرادون اسوقت قران عیار صحرا سے
دوڑ آیا اور مانع ہوا کہ ایملکہ تمکو صبر کرنا روا ہے غور کرنیکی جا ہے کہ کوکب نے تشہیر کرنیکا مہرخ کے تو
کیسا بدلا لیا اب اسکے گھر سے مہمان اُسکا پکڑ گیا ہو اور وہ چپکا رہے یہ ہو نہین ہوسکتا اسمین خدا
گواہ ہی کچھ اسرار ہے ورنہ وہان خواجہ موجود تھے وہ ایک لمحہ ٹھہرتے اور یہان آکر عیاری کرتی اب تم
تامل کرو اور نظر بفضل خدا رکھو بہار اسکے سمجھانے سے تامل پذیر ہوئی ادھر جب مجرمہ تیر باران کیگئی
اسکے پیٹ سے بیر نے نکلکر اندھیرا کردیا اور غل مچایا کہ کشتی مرا نام من مہرخ سحر چشم جادو بود اس صدا
کے آنیسے بموجب حکم بادشاہ ہزار ہا نقارہ بشاشت و شادمانیکا بجنے لگا بادشاہ اُسیوقت سوار ہوکر جانب
ظلمات طلسم گیا دریاے سحر اپنی جگہ اکر بہنے لگا بادشاہ کہتا گیا کہ مین جاکر ایک ساحر کو بھیجتا ہون کہ وہ کار
اس لشکر باغی کا بھی تمام کردے حیرت شادان و فرحان بارگاہ مین آئی بہار نالان و گریان
لشکر لیکر پھری بیر سحر کا تیلی سے نکلکر غل مچاکے بعد جانے بادشاہ طلسم کے کوکب پاس گیا کوکب جو
مہرخ کو لیکر گیا تھا تو اپنے طلسم کے ایک میدان مین آیا ملکہ کو تختۂ سنگ پر بٹھاکر ہوشیار کیا اور آپ چھپ
گیا جب مہرخ کی آنکھ کھلی دیکھا کہ کوسون کیا منزلون تک ایک میدان ہے کہ پیک نگاہ بھی دوڑنیسے
تھکتا ہے طائر خیال بھکتا ہے ہزارون چشمہاے صاف و شیرین اسمین جاری گرد چشمون کے سبزہ
زنگاری درخت وہان کوئی نہین باغبان قدرت نے گلشن دنیا مین یہ کیاری بوئی ایسی جگہ پر جب
اپنے تئین تنہا پایا ناچار قدم آگے بڑھایا کوکب صورت ساحر کی بنکر سامنے آیا اور اوسکو سلام کیا
اسنے ایک ساحر معزز کو لباس عمدہ سے آراستہ امارت و ریاست چہرہ سے آشکار خلعت لیاقت سے
پیراستہ دیکھا اور اُسنے کہا کہ اے ملکہ شاہ کوکب آپ کو بارگاہ سے افراسیاب کے جاکر لائے اب بارہ ہزار
سوار رویین تن آپ کو ملے ہین انکو ساتھ لیجائیے اور لشکر حریف سے اپنا بدلا لیجئے انکو بادشاہ نے
رخصت کیا اور کہا ہی کہ عمر کے ہمراہ ملکہ بران بافوج فراوان آئینگی اب اطمینان رکھیے مہرخ نے
یہ کلام سنکر پوچھا کہ پھر وہ سوار کہان ہین وہ ساحر اسکو لیکر ایک سمت چلا اور اسی میدان مین کچھ
دور لایا تھا کہ ایک گنبد نظر آیا اُس ساحر نے سحر پڑھا کہ در گنبد وا ہوا اور بارہ ہزار تیلا بالشت برابر کا
رویین بدن اسمین سے نکلا کہ ہر ایک مرکب فولادی پر سوار تھا پس باہر آتے ہی اُن تیلون نے

قدمثل انسانون کے پیدا کیا ہر ایک نہنگ بحرِ جرات بنگیا اسلحہ سکے زیب بدن تھا ہر ایک لشکر شکن
تھا اس ساحر نے کچھ سحر پڑھا کہ ایک عقاب تیز پرواز اُڑاتا ہوا آیا اُسپر مہرخ کو سوار کر کے عقاب سے
حکم دیا کہ بہت جلد راہ طلسم طے کر کے اِس ملکہ کو طلسم ظاہر ہوش ربا مین لیجا کیونکہ یہ میدان کنارے
اس طلسم کے ہے سامنے طلسم ہوش ربا ہے عقاب ملکہ مذکور کو لیکر اُڑا اور برے ہوا ٹھہرا عقب
عقاب سواران طلسم نے مرکب اُڑائے پرے فوجون نے جمائے کوس و بوق گڑگڑائے نشان کھلگئے
ابر کیطرح وہ لشکر برے ہوا چھایا تھا ہتھیار اُنکے بجلی چمکتے تھے ڈنکے رعد آسا گرجتے تھے روئے آفتاب سحاب
لشکر سے پنہان تھا کوہ دشت لرزان تھا ہوا آہن پوش تھی دنیا پر خروش تھی ایسی شوکت و تمکنت
سے بڑی صولت وسطوت سے ملکہ ذیشان عقاب اُڑا کر چلی پیچھے وہ فوج فولادی تھی عقاب طلسم تھوڑی
دیر مین قریب لشکر حیرت پہونچا مہرخ نے آتے ہی ایسا سحر پڑھا کہ اگ برسنے لگی خیام و بارگاہ جلنے
اہلِ فوج باہر نکلے اونپر تلوارین کھینچکر یہ روئین تن جا پڑے پھر تو موت کا بازار گرم ہوا لشکریان
حیرت قتل مہرخ کی خوشی مین غافل بیٹھے تھے پہلے حملے مین ہزارون مارے گئے مگر لشکر لاکھون
ساحرونکا اُترا ہوا تھا بہت ساحر جلد جلد اسباب ساحری لیکر اون روئین تنون سے آ بھڑے تیرون کی
بوچھار ہونے لگی تلوار چلنے لگی حیرت بھی گھبرا کر باہر نکلی دیکھا تو آگ بارگاہ مین لگی ہے قیامت مچی
ہے لاش پر لاش گر رہی ہے میری فوج مین بھگدر پڑ رہی ہے لشکر مین غلغلہ ہے کہ روح مہرخ بین
چڑھی ہے مردون کی فوج لیکر لڑنے آئی ہے عیارون نے یہ خبر بہار کو جا کر دی کہ مبارک ہو آپ کو زندہ
و سالم مہرخ فوج لے کر آئی ہین لشکر حریف سے لڑ رہی ہین اسنے اس خبر کے سنتے ہی پھر فوج
تیار کرائی اور تخت لیکر آپ طاؤس پر بیٹھا بالشکر کثیر چلی اور بوق و نفیر بجا کر فوج حیرت پر آگری
وہ فوج تیلھار روئین تن سے عاجز ہو رہی تھی کہ وہ نہ مارے مرتے تھے نہ کاٹے کٹتے تھے حربہائے
سحر بھی اُنپر اثر نہ کرتے تھے اور اُنھون نے تیغ تیز سے کشور جسد روح کی آبادی کے ویران کر دئے تھے
دشت لاشون سے بھر دیے تھے اُنکے نہ قتل ہونیسے لشکریان حیرت کو بالکل یقین ہوا کہ ملکہ مہرخ کی
روح مردون کی فوج لیکر ملک عدم سے لڑنے آئی ہے حیرت بھی مہرخ کو زندہ دیکھکر
گھبرائی اور اوڑکر قریب دار آئی وہان دیکھا تو ماش کے آٹے کی تپلی دار پر چڑھی ہے بس سمجھی کہ یہ
قتل نہین ہوئی ناچار وہان سے پھر کر آئی اور مصروف جنگ ہوئی روئین تنون نے اتنے عرصہ مین

آفت برپا کر دی تھی خون کی بہی تھی تیغ قضا توام نے رو ئین تنون کے سکہ ملک عدم پر بٹھا دیا تھا کشور جسد و جان حریف پر قبضہ کیا تھا راہِ اقلیم وفنا مین امن و امان تھی گذرگاہ کاروانیان تھی سایہ شمشیر جس سرزمین پر پڑا تھا وہان خفتگان خاک کا بھی سر قلم ہوا تھا ہستی کا کوچ جانب عدم ہوا تھا طبع مبارزان ایسی کاٹ پر مائل تھی کہ نشتر جوہر سے تلوار تک گھائل تھی سپرین خوف سے مثل کہ پنیلی کا تل تھیں ہاتھ جوڑے جلاجل تھین دم کا نام وہان عدم تھا سانس لینے کا کسکو دم تھا آشنا وار حریف کو ملتا تھا کہ سپر سنبھالین یہ کہان ممکن تھا کہ تیغ و خنجر سنبھالین آمد و شد نفس سینہ مین بند تھی ہر سمت صدائے الامان بلند تھی آخر لشکر کے پانون اوکھڑ گئے اور جانب دریائے سحر بھاگے مہرخ تعقب کنان قتل کرتی چلی اور لب دریا تک بحر خون بہا دیا کہ نظم

گر حدیثِ جرأت سلطان عالم مین لکھون — محو کر دون بہمن و دارا کی ساری داستان
جسم اعدا اگر خلش دیکھے سنان و تیر کی — ہر جراحت آفرین کے واسطے کھولے دہان
راحتِ خواب اجل صمصام بخشے خصم کو — ہو ہر اک آغوش جوہر منزل آرام جان

دریائے سحر مین ہزارون مر گئے جو بغیرت جو کبھی مرتے نتھے آج ڈوب مرے بحر فوج مین وہ تلاطم مچا تھا کہ کوئی سفینہ جان ڈوبنے سے نہ بچا تھا حیرت نے ہزارون ساحران روئین تنون پر کیے لیکن اثر پذیر نہوئے ناچار طبل امان بجوا دیا اور دریائے سحر پر چھڑی مار کر کہا کہ زوجہ شاہ طلسم کی مدد ضرور ہے ای بحر تھم جا دریا بھی موج مار کر چلا اسوقت مہرخ نے بھی خلیل آسائش بجوایا اس لحاظ سے کہ بحر سحر رک نہ سکیگا غرضکہ بفتح و فیروزی پھری بہار نے در خزانہ وا کیا ہزارہا قیدی رہا زر آئینہ لشکر پر سے نثار کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی مہرخ اورنگ حکومت پر اکر جلوہ گر ہوئی سردار نذر لیکر آئے سبکو گلے سے لگایا اور خلعت دیا پھر جشن کا ہنگامہ آغاز ہوا ساقی و مطرب نے اکر جلسہ عشرت جمایا مہرخ نے فرمایا کہ انشاء اللہ خواجہ عمران بھی بافوج فراوان عنقریب تشریف لاتے ہین اور سب اپنا حال وہان جو گذرا تھا بیان کیا سب سردار آمد خواجہ سنکر خوشنود ہوئے روئین تنونکو بارگاہ استاد کرا کر باعزاز اتارا پھر سب مصروف عشرت ہوئے ادھر حیرت بربادی لشکر سے نالان تھی منفعل و گریان سر در گریبان تھی فوج کٹ گئی تھی جو باقی تھی وہ فراری تھی خیام و بارگاہ سب جل گئے تھے جو دو ایک سراپردے باقی تھے تو یہ ظاہر تھا کہ زمین نے منھ پر رونے کو لیا پر سا

دینے کا سامان کیا ہے لاشون کو دیکھکر سینہ ملکہ کا شق ہوتا تھا کیسے کیسے ساحر نامی نامور اور
ساحر و حسن مین بہ از ماہ منور لشت بہ پشت روے نحس سوے جہنم گئے پڑی تھین صورتین خاک
و خون مین بھری تھین اسباب و خزانہ سب لٹگیا تھا بازار دکان کا پتا نہ تھا حیرت نے دوبارہ ساحر دنکو
بھیجکر شہر نابرسان سے خیمہ و خرگاہ منگوایا اور سب درستی کرکے داخل بارگاہ ہوئی جو جادوگر کہ بھاگ
کے بچے تھے وہ آنے وہ آنے لگے فوج قلیل مقابلہ مین حریف کے بھرادتری ملکہ مذکور روتی ہٹی
جانب افراسیاب روانہ ہوئی کہ بیت روان تھی ابر کیصورت وہ گلرو ❊ برستے جاتے تھے آنکھون سے
آنسو ❊ جب اس حال زار سے دریاے سحر کے پار پہونچی ایک پہاڑ پر ٹھہر کر سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہو کر اوتھا
لیجلا اس پنجہ سے کہا کہ جہان شہنشاہ ہون وہین مجکو پہونچا دے پنجہ اوسکو پردۂ ظلمات مین لایا
وہان ایک صحراے سبزہ زار مین شاہ طلسم بیٹھا قتل مہرخ کی خوشی مین ناچ دیکھ رہا تھا پریزادان
طلسم کا مجمع تھا کہ پنجہ نے اس پری کو پہونچایا بادشاہ نے زوجہ کا حال نہایت پریشان پایا کہ
کربال کھلے ہین منہ پر کشتگان لشکر کا خون ملے ہے گریبان چاک ہے چشم تر لب خشک سر خاک
ہے بسان عزادگان نوحہ بر زبان لب پر فریاد و فغان شاہ نے اسحال پر ملال خاتون باجمال کو دیکھکر
بیتابانہ پوچھا کہ کیون اے جان من خیر تو ہے ملکہ چیخ مار کر ایسا روئی کہ ہچکی بندھ گئی اور پکاری کہ بیت
مقدر بہ سر پر خاش ہے آہ ❊ نہ نکلی چین و راحت کی کوئی راہ ❊ اے بادشاہ سب لشکر کام آیا یہ واقعہ
گذرا بادشاہ جملہ ماجرا سنکر تھرتھر بید کیطرح نپنے لگا اور کہا وہ ابر جو ہنگام قتل مدعیہ پیدا ہوا تھا
افسوس مینے اسپر کچھ غور نکیا وہ وہی مرد صحرائی یعنے کوکب تھا جو مجرمہ کو لیگیا اور مجھے دھوکا دیگیا
خیر کہان میرے ہاتھ سے بچکر جائیگا اے بایان خود جس روز بدولت کو غصہ آئیگا اس خبگی کو بحال خراب
قتل کردنگا اور وہ سزاے سخت دونگا کہ خواب عدم مین بھی اوسکو آرام نہ آئیگا اے ملکہ دیکھا تمنے کہ وہ
کیسا چوٹٹون کیطرح آکر مہرخ کو لیگیا کیون نہو یہ عمر کی صحبت کا اثر ہے دغاباز تو وہ ہمیشہ سے تھا
اب اور زیادہ مکار ہوگیا ایملکہ تمھاری بلا رنج کرے پاپوش کے صدقے سے لشکر قتل ہوگیا وہ لشکر
تھا بھی نابود اور لاکھون جانباز موجود ہین انھین لیجاؤ اور کام حریف کا تمام کردو یہ کہکر سحر پڑھا
فوراً آندھی نے آکر زمانہ سیاہ کیا از بسکہ صحراے ظلمات مین تو یہ بیٹھا ہی تھا وہ ساحر جسکو اسنے
طلب کیا وہ ظلمات ہین تو رہتا ہے تھا بہت جلد حاضر ہوا ملکہ نے دیکھا کہ ایک ساحر شیر پر سوار لیکن

نہایت بدنیت دغدار اصل مین حرامی مزاج مین خودکامی صورت نجس لسبان دیوسیرت مین غدد ریو منہ سور کا جسم خر کا بشکل خرس سارے جسم پر بال فیل توان برخصال برمن مو سے دھوان نکلتا قد تاز سا منہ بہاڑ سا رو برو آئینین مثل برق چمکتا ابر کیطرح گرجتا تن کی سیاہی نے جہان پر تو ڈالا اسجگہ کو کالا کردیا اندھیرا اوجالا کردیا شب دیجور بھی مات ہوگئی آمد سے اسکے دنکی رات ہوگئی کہ ابیات

بہت سے سانپ لپٹے اسکے تن سے — نکلتے شعلۂ آتش دہن سے
بسانِ طوق افعی تھے گلوگیر — کمر سے لپٹی تھی آہن کی زنجیر
بشکل جوشش خاطر حسپت وچالاک — بسان مالک دوزخ غضبناک

اوس بیحیا نے بادشاہ کو بکمال غرور و نخوت سلام کیا بادشاہ نے اشارہ بیٹھنے کا فرمایا وہ جب بیٹھا جام شراب بحکم بادشاہ ایک پری نے اسکو دیا اسنے ہنسکر عرض کیا کہ مین شاہ رو برو کیا شراب پیون اپنی جگہ پر منہ کو منہ سے لگا لیتا ہون اب یہ ارشاد ہو کہ مجھکو کیون یاد فرمایا ہے بادشاہ نے کہا اے پہلوان طلسم اسطرح کچھ پتلے رویئن تن کو کب نے بھیجکر میرے لشکر کو قتل کرایا اب تم چالیس ہزار پتلا کہ جو تمہارے سپرد ہین اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور سبکو راہ عدم دکھاؤ اسنے جواب دیا کہ پتلون کی کیا ضرورت ہے یہ غلام اکیلا انکے سزا دینے کو کافی ہے بادشاہ نے کہا واقعی اے ناقوس شیر سوار رویئن تن جادو ایسے ہی ہو لیکن وہان لشکر بہت کام آیا ہے فوج کی ضرورت ہے تم علاوہ پتلون کے ایک لاکھ ساحر ساتھ لیجاؤ اور مقابلہ کرو ساحر مذکور یہ سنکر آداب رخصتی بجالایا شاہ نے خلعت دیا خلعت پہنکر یہ اپنے مقام پر آیا اودھر بادشاہ نے حیرت سے فرمایا کہ اے جان من اب جاؤ اور تماشا دیکھو کہ جان دشمنان پر کیا گذری حیرت بصد مسرت بدستیاری پنجۂ سحر وہان سے لشکر مین آئی اور حکم دیا کہ ایک بارگاہ فلک فرسا استادہ ہو اور گرد اسکے میخانہ سجا جامے خمہائے شراب گلگون مہیّا ہون رقاصان مہر طلعت حاضر رہین کہ پہلوان طلسم تشریف لاتے ہین حسب الحکم اسکے کارپرداز عمل مین لائے یہان تو یہ بندوبست ہے وہان ناقوس نے اپنے قلعہ سے ایک لاکھ ساحر لیے اور کوچ کرکے ایک جنگل مین آیا وہان ایک حجرہ بنا تھا اور اسیطرح جیسے کوکب نے گنبد وا کرکے پتلہائے رویئن تن کو نکالا تھا اسنے بھی حجرہ کو وا کیا چالیس ہزار پتلا رویئن تن اس مین سے نکلکر ہم قامت انسان بنا اور مرکب پرند کو اڑاکر اسکے ساتھ چلا یہ بھی شہر اپنا

اڑاتا ہوا آگ پانی برساتا دہوان پھیلاتا ظلمت آباد عالم کو بناتا دریائے سحر سے اوترا نظم

کہ اوٹھا ایک ابرِ تیرہ ایسا
جو آنکھون نے کبھی دیکھا نہین تھا
ہوے تاریک جس سے دشت اور در
کہان ایسے سیہ گیسوے دلبر
اسی صورت سے وہ مردِ ستمگر
جو اترا اسطرف کو لے کے لشکر

اسکے آنے کی خبر حیرت کو ہوئی استقبال کراکر بلوایا یہ آکر بارگاہ مین داخل ہوا لیکن اس ساحر کی ایک زوجہ مبہوت گیسو دراز نام ہے اور وہ اس سے علیحدہ رہتی ہے جب اسنے لپنے شوہر کا لڑنے جانا سنا خیال کیا کہ جنگ دو سردار دساحری جانے کون جیتے کون ہارے پس تو بھی ہمراہ شوہر رہکر دیدار آخری کی حسرت نکال لے غرضکہ یہ سوچکر پہلے اسے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ افراسیاب دمصوّر دباغبان وغیرہ سبکی بی بیان ساتھ ہین لہذا مین بھی چاہتی ہون کہ اس لڑائی مین تمہارے ساتھ رہون اگر تم اجازت دو تو آؤن یہ نامہ پنجۂ سحر نے جب پہونچایا اسنے نامہ پڑھکر جواب لکھدیا کہ ہنگام رزم عورت کو ساتھ رکھنا ناجائز جانتا ہون بعد فتح تمہین بلالونگا ابھی آنیکا قصد ہرگز نہ کرنا جب یہ جواب اسکی زوجہ کو پہونچا تامل پذیر ہوئی اودھر اس ساحر نے شراب پینا شروع کی ناچ دیکھا کیا جب خوب مست ہوا اور وہ وقت آیا کہ روئین تن وزرین پیرہن فلک حجرۂ مغرب مین گیا اور زنگی شب نے دہر غدار کو کالا کیا اسنے حکم نواخت طبل جنگ دیا کہ نظم

شبِ تیرہ کی پھر پیدا ہوئی شام
نہ کالے کو سون تک تھا ماہ کا نام
نفیرِ سحر نے پھر غل مچایا
کہان ہشیار وقت رزم آیا

جب لشکر ساحران مین نفیر بجی طائران سحر نے جاکر مہرخ کو خبر دی اودھر بھی طبل حربی بجا ساحر آگاہ ہوکر مصروف سامان جدال ہوے جوت اور اگیارہ کرنے لگے دھڑو کی صدا دف آسمان پار تھی فوج سحر عازم پیکار تھی لہو کی دھار پر پیرون کی گھار بلائی تھی تازہ خون کی چاٹ دلائی تھی کڑے لوہے کے بجتے تازے تازے مردون کے کلیجے بھینٹ مین دیے تھے ہڈیون کے مالے جپتے تھے جاپ منترون کی پڑھنت جنترون کی ہو رہی ایک سمت منچلے پیشہ شجاعت کے پلے تیغ تیز کرتے تھے عزم ستیز کرتے تھے بحر فوج مین شور جدال تھا روانی کشتی شمشیر کا خیال تھا کاروایان ملک فنا بر تلوار آبدار کے سوار ہونے پر تیار تھے غرق بحر آہن شجاعت شعار تھے رات بھر یہی شورش رہی جب بحرِ فلک مین زورق حیات کواکب دماہ ڈوبی اور ناخدا ے قدرت نے بادبان ضیا

مہر کو اُڑایا نظم

لب ہر غنچہ کو کھولا صبا نے — صدا دی طائران خوش نوا نے
فروغ صبح کے سامان دیکھے — کواکب چند دم مہمان دیکھے

مہرخ دعا درگاہ کبریا مین فتح و ظفر کی مانگ کر سوار ہوئی ایک طرف سے سواری بہار کی آشکار ہوئی اور فوج رُوئین تن بڑی شان و شوکت سے روان تھی بلور بھی بافوج فراوان جسکی ہیبت سے روح جسم دشمنان جانب عدم روان تھی گویا شیر بیشۂ شجاعت جانب اہوے رم خوردہ چلے تھے شاہین کبک چمن کیجانب جھکے تھے مطیع الاسلام جادوگرنیون کا مصحف رخسار گلستان شجاعت مین کھلا تھا باغ جنگ مین اوراق گل حیات دشمنان کو پارہ پارہ کرکے زیر و زبر کرنیکا ارادہ تھا باران اس لشکر ظفر پیکر کی روانی پر گوہر قطرات نثار کرتا برق کا دل چمک دمک دیکھکر بیقرار تھا ماہ و خور گردون اختر کو خوف سے داغ و رعشہ ودود جگر ستارون کے دیدے سے خوف و ہیبت ظاہر ترک فلک کہتا تھا کہ اب خیر نہین یہ جنگ قابل سیر نہین غرضکہ اسی کر و فر سے لشکر دا آمیدان ہوا نظم

قریب صبح وہ جرار لشکر — بڑھا صحرا کو مثل شوق مضطر
زبان نیزون کی آئین تیزیون پر — جھکے سر مرضی خالق مین یکسر
اڑے جب ملکے سب ساحر ہوا پر — تو پھر جنگ گاہ مین ٹھہرے وہ اکر
صفین جمنے لگین کرکیٹ بولے — پھریرے سب علمدارون نے کھولے

اسطرف سے حیرت بصد جاہ و حشمت تخت پر سوار فوج ساحران بیشمار ہمراہ لیے یاد مقتولان مین اشک حسرت جاری کیے برآمد ہوئی ناقوس منحوس تیلہاے سحر کی فوج کے پرے جمانے لگا ساحرون کن جدا انتظام صف کشتی ہوا جب ترتیب لشکر ہو چکی باجے بجے نقیب پکارے کرکیٹ للکار کر کنارے ہوئے ناقوس نے اجازت حرب ملکہ سے لی اور وسط میدان مین پہونچکر آواز دی کہ تم سب میری لڑائی سے خوب اگاہ ہو کچھ احتیاج سلحشوری دکھانی کی نہین تمھین پر ہاتھ صاف کرون گا آؤ میرے مقابلہ مین یہ نہیب سنکر ادھر سے ایک روئین تن اسکے مقابلے مین گیا اور طالب حرب ہوا اسنے تلوار کھینچکر اسپر وار کیا روئین تن کے سر پر جو تیغہ آکر پڑا ایک شعلۂ آتش سر سے نکلا مرکب و راکب جلکر خاکستر ہوا ناقوس نے نعرہ کیا کہ بس اپنا زور مین دکھا چکا اب ایک سے مین کبتک

لڑونگا قصۂ جنگ دم بھر مین فیصل کرونگا لڑین تمھاری صف پر آتا ہون صفحۂ دنیا سے نقشہ ہستی تمھارا مٹاتا ہون یہ کہکر شیر اپنا اوڑایا اور تیغۂ روئین شگاف کھینچکر صف لشکر دشمن پر آیا روح اسفندیار زیر خاک الامان پکاری فلک نے بھی سپر زرین مہر سنبھالی ادھر سے بھی دیوار فوج روئین تنان مین جنبش ہوئی سد اسکندری نے افسر فوج یاجوج کو روکنا چاہا ایکطرف سے مہرخ نے تخت بڑھا کر حملہ کیا نفیر بوق کا شور تا سپہر مین سمایا بسان ظرف روئین آسمان مین جھنجھناٹا پیدا ہوا تپلے چالیس ہزار ایک سمت سے بڑھے افسران لشکر عازم ہوے کہ ہم بھی بھڑجائین تاؤس نے پکار کر نہیب دی کہ کوئی میری لڑائی مین دخل ندے حیرت نے فوج کو روکا اور وہ بیچیا بسان تہمتن صف لشکر اعدا پر جا پڑا تو ہر طرف سے نارنج و ترنج وغیرہ حربے سحر کے اسپر پڑنے لگے اور بہادرون نے تیر و نیزہ و خنجر و تیغ و ژوپین و تبر لگائے مگر جو حربہ اسکے جسم نجس پر پڑا اچٹ گیا ساحرون کے پیرون نے بھی جوابدیا کہ ہمسے اس بلا کا سامنا نہوگا اور اسنے قتل کرنا شروع کیا ایک حملہ مین پچاس روئین تن کو کب کا مارا اور ادھر سے قتل کرتا ہوا صف ساحران پر آیا جسکے دوڑکر تیغہ مارا وہی ٹکڑے کیا میدان لاشون سے بھر دیا العیاذ باللہ شور جرس کاروان ملک فنا بلند تھا جو ساحر زخمی ہوکر گرتا کلمہ پڑھتا کیونکہ مطیع اسلام ہوچکا تھا ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ بھائی تم شاہد رہنا کہ پانون ہمارا صراط مستقیم اسلام سے نہین ڈگا ہے یونہین پل صراط پر بھی بروز بئس المصیر قدم کو خدا تعالی ثبات دیگا کہین جادوگرنیان عروس حجلۂ عصمت نوشاد مرگ سے ہمبغل تھین وہ حنا آلود ہاتھ انکے گریبان گیر خاک تھے مگر ہاتھ ملنے کا پتا دیتے تھے کہ مہندی لگاتی وقت اسی دن کی خیال سے ہاتھ ملتے تھے کہ آج مشاطہ حسرت و جوانان مرگی انپر رو رہا تھا ملیگی کسیکا چہرہ جو خون آلودہ تھا گویا منھ پر گلگونہ ملا تھا کسیکا چاند سا بدن جو کھلا تھا تو چٹیا اور اجلا کفن مانگتا تھا کوئی چشم نرگسی اس حسرت پر کھولے تھی کہ شائد تماشائے ہستی پھر نظر آئے ایک نظر معشوق امید کی دید وا دید ہوجائی کسیکی پلکین ترچھی لگی تھین تو یہ ایما کرتی تھین کہ کبھی ہمنے بھی غمزۂ جانستان کرکے ان برچھیون سے کسیکو مارا تھا دیکھو پلک مارتے مین کیا سے کیا ہوگیا غرضکہ ایک تہلکہ عظیم برپا تھا وہ ستمگر و سفاک برابر قتل کرتا پھرتا تھا کہین زرہ پوش پڑے تڑپتے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ صید زبون دام مین تڑپتا ہی کسیکا رخ جانب کعبہ تھا کوئی زبان حال سے یہ کہتا تھا کہ خمسہ ضعف

ضعف دبیری کی شکایت ہو چکی
عمر گھٹنے کی بھی زحمت ہو چکی

جسقدر ہونا تھی دقت ہو چکی
مرچکے تیار تربت ہو چکی

آج سب کامون سے فرصت ہو چکی

حاصل مرام وہ بدانجام بہت کو ہلاک کرکے پشت لشکر پر نکلگیا اور ترک و تازہ کرتا ہوا پڑاؤ پر آیا یہان جو لشکر نگہبانی خیمہ و خرگاہ کے لیے تھا اسنے حملہ کیا اسنے وہان بھی آفت ڈھائی انمین بھی صدہا کو مارکر بارگاہ مہرخ مین آگ لگائی اور پھر دوسری جانب حملہ کیا لشکریون کو قتل کرکے جو خیمہ راہ مین ملا اسکو پھونکدیا اور یونہی تیغ مارتا ہوا پچھلی جھنڈ اول صف پر لشکر کی آگرا ازبسکہ یہ اکیلا ہے اسوجہ سے لشکر نہین بھاگتا ہے ہان جدھر یہ جاتا ہے وہ صف تہ و بالا ہوجاتی ہے لیکن جب پچھلی صف ٹوٹی یہ قلب پر آپڑا اور چاہا کہ مہرخ کو مار لون تو لشکر بھاگے گا چنانچہ قلب کو جب اسنے قلب کرنے کا ارادہ کیا ساقہ و کمینگاہ جو قرب تخت شاہی صفین جمین تھین انمین بڑے بڑے سردار زبردست کھڑے تھے وہ حملہ آور ہوئے اسنے اسوقت ایک نارنج سحر پر پھکر مارا کہ ہزارہا پیکان زہر آبدار اس نارنج سے نکلکر سینہ لشکریان کے پار ہوا اور صفون مین طلاطم مثل دریا کے پڑا یہ اس بحر کو شناوری کرکے قریب تخت مہرخ پہونچا اور تیغہ مارا ملکہ مذکور فوراً تخت سے کود غرق زمین ہوئی تلوار تخت کو کاٹ کر زمین مین در آئی پھر تو وہان سے نہنگانہ دلیرانہ قتل کرتا ہوا لشکر سے باہر نکلگیا اور للکارا کہ ہان اے تیلہائے روئین تن لینا ان نمکحرامون کو چالیس ہزار تیلا جو پہلے اسکے روکنے سے تھم رہا تھا تیغین کھینچکر آپڑا اور یہ لشکر حیرت مین اکردم لینے لگا ساقی نے شراب لاکر پلائی گزک کھلائی حیرت تخت بڑھاکر قریب آئی اور ثناخوان ہوئی کہ اے پہلوان دوران واہ واہ کیا کہنا اسنے براہ نخوت سلام بھی تعریف پر نہ کیا اور پاجیون کیطرح سے تنکر اپنے ڈنڈ و بازو و سینہ دیکھنے لگا اس عرصہ مین تیلہ روئین تنان نے حملہ کرکے ہزارہا روئین تن کو کلک مارا اور لشکریون پر چلا آگے کی صف بھاگی مہرخ زمین سے نکلکر طاؤس پر چڑھی تھی کہ لشکر کیحالت بدتر دیکھکر آگے بڑھنے لگی بہار نے دیکھا اگر یہ قتل ہوئی تو بڑا غضب ہوا بس اسنے تخت بڑھاکر اسکو روکا اور آپ نکلنے کا بہ رزم عزم کیا اسکے ماتحت زلزلہ و لرزان ہین انھون نے اسکو بھی جانے ندیا اور آپ صف روئین تنان

در آئے اور غرق زمین ہوئے قاآب ارض کو حرکت دی اسقدر زمین کو جنبش ہوئی کہ دشت
و کوہ مین لرزہ پڑ گیا ہیبت جنگ سے جسم دہر پر تپ چڑھی ایسا زلزلہ آیا کہ یہ کشتی دنیا
ڈگمگانے لگی لوگ کہتے تھے کہ یہ ناؤ آج نہ ڈوبی تو کل ڈوب جائیگی گاؤ زمین ہلچل سے تھرائی
دائرہ مرکز خاک بگڑنے کی نوبت آئی روئین تنون کے پاؤن قائم نرہے پھسلکر گرے زمین سے
زلزلہ نے نکلکر اپنی فوج کو حکم دیا کہ ہان پتھرون اور لاٹھیون سے انکو پیٹ لو پھر تو ادھر کے
پتلے انپر تلوارین لیکر گرے وہ صفین بچھے ہوئے تھے اور طلسمی پتلے طلسمی پتلون کو مار سکتے
ہین اسوجہ سے انھون نے سر کاٹنا شروع کئے ایکطرف سے لشکریان زلزلہ موگریون اور
قبضۂ شمشیر اور پتھرون سے سر کچلنے لگے اب تو موگریان گھڑیالون پر پڑتی تھین کاسۂ سر گھنٹے
بنگئے تھے گھڑیان زندگی کی کٹتی تھین ساعت بری آگئی تھی کھوپریان چٹکتی تھین ایک
لحظ مین ہزارون دم رہرو ملک عدم ہوئے تھے سوزن حیات رشتہ نفس مین جو پروتی تھی سینہ مین
کھٹکتی تھی ہر منٹ مین ساٹھ ساٹھ کا کام تمام تھا سچ کسی نے کہا ہی کہ گھڑی مین گھڑیال ہی زمانے کو
نہ کسیکا پاس ہے نہ خیال ہے جب ہزار ہا روئین تن کام آئے ناقوس ہنسا اور کہا انجانون شاہ طلسم نے آنکھ
دیکھا کہ یہ فوج عدو کیسی جرار ہی کیسا کیسا ساحر اسمین نامدار ہے یہ میرا ہی کام ہے کہ جو اس لشکر کو تہ و بالا
کرتا ہون دیکھیئے پھر قدم بعزم جنگ آگے دھرتا ہون ابکی سبکا خاتمہ کردونگا یہ کہکر دوبارا شیر اپنا بڑھایا
اور لشکر دشمن مین آکر غواص بحر آہن ہوا اور ایک نارنج سحر بڑھکر زمین پر مارا اور پکارا کہ اقائم
ہوا نارنج زمین مین سمایا اور زمین سنگلاخ ہوئی زلزلہ و لرزان تہ زمین گھبرائے اور ایسے
ہی زبردست ساحر تھے جو طبقہ ارض کا دامن پھاڑکر باہر آئے یہ تیغہ پکڑکر انکی طرف جھپٹا فوج
بیچ مین سد راہ ہوئی اسنے پھر زیر تیغ رکھ لیا اور بیجان کرنا شروع کیا اور لڑتا ہوا میمنہ سے
میسرہ پر آیا پھر اُدھر سے جانب قلب رخ کیا اسوقت بہار اپنے تخت سے کودی اور پکاری
کہ اے بیحیا کہان جاتا ہے ادھر آکہ تو بہار اشکار ہی دیکھ ہنگام فصل بہار ہے یہ بھلا کب وقت
رزم و پیکار ہے یہ کہنا تھا کہ ایک برق چمکی آنکھ ناقوس کی جھپکی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ سامنے
تختہائے نرگس و نافرمان کھلے ہین گل و بلبل صحبت آرا ہین جوانان چمن اکڑ رہے ہین توسن
شاخسار پر ہر برگ سوار ہے ایکطرف لالے کی پلٹن کی قطار ہی مرغان باغ فضائے خوش الحان

کیطرح صدا دیتے ہین کہ بہار ہستی بے ثبات ہی فنا سبکو ہے بقا اسکی ذات ہے ہان لے جوانان باغ ہشیار کہ آمد فوج خزان ہے پیک نسیم خبر لیئے روان ہے واقعی طرفہ بہار دیکھی گلشن مین لڑائی کی پکار تھی نرگس نظر باز تھی کہ کوئی معرکہ سے نہ ٹل جاے سنبل سے سوسن زبان دراز تھی کہ کمند گیسو کا بل جاے حرص حادثہ چمنستان بقاے دشمن پر چلیجاے بوے گل پر تاکید تھی کہ بھاگ نجانا نتھنون مین عدو کے تیر چلانا دماغ مین بوے کبر بنکر سمانا مشام جان کے پار ہوجانا سرو دربان تھے کہ زر گل نہ لٹجاے گل اشرفی کا توڑا نہو دست برد دشمن سے بچاے گلگون لالہ داغی تھا ارغوان لباس خونی پہنکر باغی تھا سرو و شمشاد دار شمشاد سینے تھے فوارہ ہاے نہر کیطرح برستے تھے عدوے باغ جان بچانے کو ترستے تھے شہر گلشن آباد پر آشوب تھا ہر گلچین سامان زد و کوب تھا شہ گل کا مزاج برہم بلبلون کا عجب عالم صنوبر بھرا ہوا تھا سرو تن رہا تھا پانی نہر کا سیاہیون کیطرح بیتر سے بدلتا تھا سبزہ تیر مژگان یار کیطرح دلکے پار ہونے پر تیار پنجہ مرجان دست دراز و غدار ساحرہ چنار شریر بار سوسن ساحرہ کے مثل دس زبانین نکالے چپکے چپکے جادو کرتی داؤدی مطیع الاسلام تھی تو صد برگ کی تسبیح پڑھتی کہ بیت جو عدوے باغ ہو برباد ہو؛ کوئی ہو گلچین ہو یا صیاد ہو؛ نسرین و سمن دعا کرتی تھین کہ لے نخلبند قدرت بحرمت فیض ہواد فصل بہار و بصدق قوت نامیہ و ابر آذار بہار کی فتح ہو خزان کا منھ کالا رہے ذلیل نکالا رہے ابر بہاری ابر سحر تھا یا آتش گل کا دھوان چھایا تھا ساحرہ چمن نے نارنج و ترنج لگایا تھا بنفشہ زار کمند حلقہ دار گل زنبق کی رنگت زنج خوف سے فق کہ لمولفہ

کشیدہ تھا گلچین سے جو سارا باغ
ہوا برگ گلون کا تھا پھونچا دماغ

جو تھا سبزہ باغ شکل خدنگ
ہوا سے سے لہکنے مین یہ اسکا رنگ

کہ جیسے چنین بر وقت نبرد
ہوا کر رہی تھی دھان کا مرد

رسالہ جما تھا کہین لالے کا
زرہ پوش تھی ابر سے وان صبا

درختون کی بیلین شجر پر چڑھین
کمند افگنون کا پتا دیتی تھین

دیا پگڑیان اور کمر باندھکر
مسلح مکمل ہوے تھے شجر

اس بہار کو دیکھکر ناقوس لڑنے سے رکا ہوا سے سرو جو باغ کی لگی جھومتا ہوا سمت گلشن شجر چلا جب سامنے اسکے پہونچا چمنستان مین روش گل پر اس غارتگر صد بہار عالم شباب یعنی ملکہ

بہار کو لباس رنگین و نایاب سے اراستہ پایا اسوقت تو دلیر قابو زمانہ یہ نقشہ ہوا کہ ابیات

بہار باغ مین تھی اک دل ازار	بظاہر خوبرو لیکن ستمگار
غضب آمیز چتون کے اشارے	بلا آئی ہوئی جسکے نظارے
طبیعت سب طرف سے پاک دامن	اُمنگون پر رخ و عارض کے جوبن
صدائے الحذر نکلی جگر سے	ملی چتون جو ظالم کی نظر سے
کیا ترچھی نگاہون سے دل افگار	بلا کی قہر کی تھی شوخ و عیار
کبھی کچھ لیکے انگڑائی برابر	دکھایا اپنے جوبن کو سراسر
ہوا برہم وہین مجموعۂ ہوش	کیا بیتابیون نے خود فراموش
نگاہِ ناز سے دیکھا جو اُسنے	کہا تقدیر نے اپنی خبر لے
ادسی جانب ہوا عزم دلِ زار	ہجوم شوق مین پہونچا بس اکبار
درون باغ آ بولا کہ جانی	خدا رکھے یہ تیری نوجوانی
ہوا یہ حال رنجون سے ہمارا	اٹھانا ناز مشکل ہے تمھارا
مگر با این ہمہ اک آرزو ہے	طبیعت کو اسیکی جستجو ہے
کہ دے بوسے لب نازک کو دو چار	کہ تا راحت ملے دل کو مرے یار

جب زار و نالہ اسکا از حد ہوا ملکہ بہار نے ایک کنیز کو اشارہ کیا وہ مسکرا کر آگے بڑھی اور پکاری کہ اے پہلوان زمانہ تمکو شرم نہین آتی کہ تمام فوج تمھاری معشوقہ کا دم الفت بھرتی چلی آتی ہے اپنے اسکے کہنے سے پھر کر جو دیکھا ایک لاکھ ساحر جو اسکے ساتھ آیا تھا وہ شعر عاشقانہ پڑھتا چلا آتا ہے حیرت اپنی فوج لیکر پیچھے ہٹ گئی ہے لشکر مہرخ نے الگ ہو کر صف کھینچی ہے وہ ساحر جو دیوانہ وار آتے ہین اونکو راہ دی ہے یہ حالت دیکھکر اسکو رشک سے غصہ ایا اور تلوار پکڑ چلا ملکہ بہار نے کنیز سے کہا کہ لے شراب سحر پلائے تو نے اسکو پھیرا اچھا نہ کیا یہ کہکر پکاری کہ بموجب نظم

بڑھی وہ نازنین بولی ادھر آ	جدائی ہے گلے سے میرے ملجا
خدا جانے فلک کیا پیش لائے	یہ صورت سامنے آئے نہ آئے
رہین ہم زندہ یا تو جا کے مر جائے	ہمین دیکھین فلک کیا آج دکھلائے

یہ کہتا تھا ملکہ کا کہ وہ بیٹیا بانہ پھر املکہ نے کنیز کو دیکھا اسنے ایک جام بلور شراب سحر سے مسحور کرکے
اس رشک حور کے ہاتھ مین دیا اُس مخمور مے حسن نے دخت رز کو اپنے بدلی اس ساحر کی سامنے
کیا یہ ساحر اوس ساغر کو کوزۂ ابجیات سمجھکر کہ زہے نصیب جو یہ دشمن جان شراب پلاے بہر تسلیم
جھکا اور جام لیکر پینا چاہتا تھا کہ ایک طاوس روے ہوا سے اڑتا ہوا ایا اور پر اپنا ہاتھ پر مارا
کہ جام گر پڑا ملکہ نے چاہا کہ طاوس پر جال سحر کا مارے مگر وہ طاؤس پنجہ مین دابکر اس ساحر
منحوس کو لے اُڑا املکہ نے اس کنیز سے کہا کہ دیکھا تو نے ذرا سی غفلت مین سب محنت میری
برباد کردی یہ طاؤس فرستادہ شاہ طلسم تھا اگر دم بھر یہ ادہر نہ آتا اور وہ بیحیا جام پی جاتا پھر
تماشا ہوتا کہ یہ پہلوان طلسم تھا یہانسے طلسم باطن تک آفت ڈھاتا شاہ جادوان سے بھی
بمشکل مارا جاتا یہ تو اسطرح گرم سخن ہے ادھر حیرت نے بعد جانے پہلوان طلسم کے طبل بازگشت
بجوایا کہ فوج سب مسحور رہے یہ سحر بہار ہے ایسا نہو کچھ آزار پہونچے مہرخ طبل امان کی صدا
سنکر سجدہ شکر خدا بجا لائی اور لاشہاے مقتولان اٹھواکر با فوج باقیماندہ پھری وہ ساحر جو
روے بہار تھے وہ نہ پھرے اور سامنے باغ سحر کے آکر ٹھہرے بہار نے ایک پتلی سحر کی اپنی صورت
پر بنا کر وہان چھوڑ دی اور آپ بارگاہ مین آئی مہرخ نے جو بارگاہ وخیام کہ جلگئے تھے اونکو درست
اور فوج کو اتروایا بآرام اقامت گزین ہوئی لیکن ناقوس کو طاؤس جو لے گیا تھا ایک
ایک صحرا مین کنارے چشمہ کے لایا اور ساحر ندکو رہمیت اوس چشمہ مین گر کر اُسنے غوطہ لگایا
اور باہر آکر ساحر کو زمین پر ڈالدیا وہ بیہوش ہو رہا تھا غوطہ کھا کر ہوش مین آیا دریاے بیخودی سے
ابھر ا عشق بہار دل سے دور ہوا طاؤس سے پوچھا کہ ماجرا کیا ہے اسنے کہا کہ اے پہلوان طلسم
تمسا عاقل و فرزانہ ہو کر یون دھوکا کھاے اور اوس چھوکری کے سحر مین مسحور ہو جاے بنا تعجب
ہے یہ کہکر سب حال سحر بہار کا اسنے بیان کیا کیونکہ یہ خود افراسیاب ہی پردہ طاوس مین آیا
ہی فی الجملہ پہلوان سے کہا کہ اس چشمہ مین خداوند لات اعلی نے ایک روز ہاتھ دھوے تھے پس
اسکا پانی تم ہمراہ لیجاؤ اور اوس باغ سحر پر چھینٹا جاکر دو کہ وہ برباد ہو جاے لشکر یونکو تمھارے
ہوش آئے اور جب کبھی ایسا سامنا ہو تو اس پانی سے کام لینا اور بہت ہوشیاری سے لڑنا
یہ کہکر ایک شیشہ مین وہ پانی بھر کر اسکو دیا اور آپ اسیطرح طاؤس بنا ہوا روانہ ہو گیا یہ بھی وہ

آپ سحر لیکر روانہ ہوا اور اُترتا ہوا پہلے میدان رزم مین آیا شیشہ سے پانی لیکر باغ پہ چھڑکا وہ باغ مثل دھوئین کے اُڑگیا تیلی بھی خاک ہوگئی بارگاہ مین سحر دفع ہونے سے بہار کو غش آگیا مگر بہار جو کوہ آرام مین ایک مرتبہ علاج کو گئی تھی تو اسے بھی سحر پڑھکر تھوڑا سا پانی تیار کر لیا تھا کہ جب مین بیہوش ہون تو یہ پانی کام آئے وہی پانی اسکی کنیزون پاس تھا انھون نے چھڑک کر اسکو ہوشیار کیا اودھر باغ سحر کے دفع ہونیسے لشکری بھی ہوش مین آئے ناقوس سبکو مقام فرودگاہ پر لایا ہر اک آرام گزین ہوا یہ بارگاہ حیرت مین آیا اسنے تعظیم کر کے بٹھایا اور جشن کیا طائفے اگر ناچنے لگے ساقی جام پلاتے تھے ناقوس نے ایک عرضی شاہ طلسم کو لکھی کہ اے شاہ عالی جاہ اس غلام نے تین حملہ لشکر عدو پہ کر کے ہزارون کو بیجان کیا خاک و خون مین صدہا کو غلطان کیا آج ہی سبکا فیصلہ کر چکا تھا مگر مجھکو بہار نے دھوکا دیا خیر اب وہ مر اکیا کر لیگی آپکا بھیجا ہوا طاؤس اب سحر دیگیا ہے ابکی لڑائی فیصلہ ہے یہ لکھکر سرداران بارگاہ سے کہا میری شجاعت پر جو تمنے ہنگامہ جنگ دیکھی ہے مہر کر دو سبنے بیعذر مہرین کر دین کہ واقعی اس پہلوان نے تین بار لشکر حریف کو زیر و زبر کیا غرضکہ یہ عرضی بنچہ سحر بادشاہ پاس لیگیا وہ طاؤس سے اصلی صورت پر آکر باغ سیب مین آیا تھا کہ عرضی پہونچی ہرچند کہ وہ سب حال سے ماہر تھا مگر عرضی پڑھکر اسکے دل بڑھانیکو جواب لکھا کہ اے پہلوان کیا کہنا ہم بہت خوش ہوئی جیسا سنا تھا اس سے زیادہ تمھین پایا ابکی لڑائی مین سبکا خاتمہ کر دو مگر جہانتک ہوسکے بہار کو زندہ پکڑ لینا ہم ایک ساحر زبردست اور تمھاری اعانت کو بھیجدین اگر تم ناراض نہو کیونکہ بہار زبردست بہت ہے باقی ہماری عنایت بیغایت کے امیدوار ہو یہ لکھکر ایک خلعت گرانمایہ تحریر کے ہمراہ کر کے پتلا سحر کے ہاتھ ساحر مذکور کے پاس بھیجا جب اوسکو وہ نامہ خلعت پہونچا بہت خوشنود ہوا خلعت پہنکر ایسا اترایا کہ آرام بھی نہ کیا جب وہ بقیہ دن تمام ہوا اور خلعت ستارہ دار کواکب شاہ زنگبار شب نے ترک فلک کو بخشا اور طاؤس نیلی فام سپہر نے شہسوار مہر کو صحرائے مغرب مین پہونچایا نظم

دیار شام کا فرمان روا ماہ	جو نکلا اسکے لیکے فوج انجم ہمراہ
تنا ور قلزم اخضر کا خورشید	ہوا گرداب مین ظلمت کے وہ قید

شام کو اسنے حکم نقارۂ حرب بجنے کا دیا بفر سحر کو دم ملا ہلکارے خدمت مہرخ مین آئے خبر طبل جنگ معرض عرض مین لائے ملکہ مذکورہ نے بھی نظر برحمت کردگار کر کے کوس حرب بجوایا صدائے نقارہ

جنگ گوش حق نیوش دلاورانمین صدا اے صور اسرافیل تھی باندا طبل رحیل تھی دلونمین شیشۂ ساعت کیطرح غبار تھا اگر گھڑی کے مانند دل دل دھڑکتا دہشت زدہ ہر جرار تھا خوف ہیبت کی کنی بنکر سینے مین کھٹکتا نامرد بھاگنے لگے بہادر دم مردمی کا بھرتے تھے کہ بیت تلوار کبھی تو دن پڑینگے لاکھون ہی کو مار کر مرینگے ٭ ساحرونمین چومک جلتی چار طرف سے فروغ پانے کیصورت نکلتی لیکن چراغ سحری کا سبکو گمان تھا بیرون کا دیا لیا سب اکارت ہر ساحر پشیمان تھا رخ بجانب ملک القہار لائے تھے سحر افسون وغدر ومکر سب بھولکر ڈنڈوت کے عوض سر نیاز بدرگاہ بے نیاز جھکائی تھے کہ ابیات

پکارے سب خداوندا مدد کر مرے مولا مرے مالک مدد کر
تجھی سے دفع ہر سحر و بلا ہے تجھی سے حاصل ہر مدعا ہے

تیغ طبع کند تھی پست ہمت بلند ہر صرفنا تیز و تند تھی برچھی زبان نکالے تھے عمود منھ لپیٹے تھے کمان بصورت محراب سر جھکائے تیر گوشہ گیر لب سوفار چلا کر دعا کرنے مگر خاموشی سے عذر پذیر شمشیرین ہر چند کہ تیز تھین مگر آج سرکشی چھوڑ کر جھک گئی تھین عاجز بہر ستیز تھین نیام مین چھپنا چاہتی تھین بارھ نے دانت نکالدیے تھے تو گویا زبان جوہر سے گڑگڑاتی تھین الغرض رات بھر بھی ہنگامہ رہا کہ نظم

بہادر کرتے تھے آپسمین گفتار نہ گھبرانا ذرا اے مرد ہوشیار
نہین منہ پھیرتے مردان کامل بلا سے بھی جو ہوتے مین مقابل
دکھائین قوت بازو کے جوہر رہے تا یادگار عمر دفتر
نہون روباہ بنکر مرد میدان کہ اسمین دیو بھی ہے کوئی انسان
گھستین تیغ جب دامن الٹکر تو مارین بڑھکے دشمن کو ڈپٹ کر

جسوقت کہ ساحر مشعبد روزگار نے بہار گلشن انجم آب چشمۂ مہر سے برباد کی اور طاؤس کو اسنے آشیانۂ مغرب سے پرواز کر کے باغ عالم کی راہ لی کہ ابیات

ہوا بیدار سلطان کواکب چھپا آنکھ سے سامان کواکب
قدمبوس زمین اپنی ضیا کی نظر آنے لگی قدرت خدا کی

بہرخ و بہار بعزم رزم و پیکار فوج قاہرہ ہمراہ لیے اسباب سحر درست کیے بصد شوکت و حشمت جانب دشت رزم چلین ادھر سے ہوا مند ساحرانمین کالا تھا بانگ سیاہ نے عالم مین غریو ڈالا تھا کہ ابیات

اڑے ساحر صفین باندھے ہوا پر — بڑھے لڑنے کو مثل شوق مضطر
ہر اک جانب سے برق سحر چمکی — مبارکباد دی خوابِ عدم کی
کڑک سے اسکی جان آئی تھی لب پر — کہین اژدر دہن سے شعلہ آور
کلتے مین نظر آنے لگی گرد — پسینون کو ہوا کرنے لگی سرد
پکارے سب کہ ہان یارو خبردار — سنبھل جاؤ یہی ہے وقت پیکار

یعنے دیکھا کہ حیرت مع ناقوس بدخصلت فوج کینہ خواہ لیے میدان مین آئی لشکر نے صف آرائی فرمائی جب پرے جمے بہادر مسل در مسل سینے ابھار کر کھڑے ہوے ناقوس اجازت حرب لیکر اگے بڑھا اور للکارا کہ ہان خبردار ہو جاؤ مین پھر تمھاری صف پر آتا ہون یہ کہکر تیغ دشمن شگاف برہنہ کیا اور شیر اُڑا کر چلا ادھر بھی تیغین کھنچ گئین ہر غول کا ساتھ بندھا ساحرون نے حربہ ہاے سحر کو سنبھالا گردہ بسان ابر مین مست آہی پڑا ادھر سے ہزارہا گولے فولادی اور تلوار و خنجر کے ٹہنے لگے ساحر برق بنکر اسکے سر پر گرنے لگے لیکن اسپر کچھ اثر نہوا کسی حربہ اور کسی منتر نے کام نہ دیا اور اسنے زیر تیغ رکھ لیا کبھی نارنج سحر پڑھکر صف لشکر پر لگا کہ ادھر سے ہزارہا پیکان نکلکر سینۂ ساحر سے پار نکل جاتا کبھی اسکے تیغے سے شعلہ نکلکر رخت ہستی دشمن جلاتا ایک قیامت کبری برپا تھی لاش پر لاش گر رہی تھی اجل زیر نگہ ہر بہادر پھر رہی تھی اس ہنگامہ کو دیکھکر آج پھر ملکہ بہار نے تخت اپنا اگے بڑھایا اور للکارا کہ او بیغیرت کل میرے ہاتھ سے بچگیا آج کہان جائیگا ادھر آ کہ تجھے خوابگہ گور مین سلاؤن مزا لڑنیکا چکھاؤن اسنے یہ نعرہ جب سُنا شیر اپنا صفہاے لشکر سے اڑا کر سامنا کیا اور پکارا کہ او شوخ دیدہ مجھکو تو تیری تلاش تھی کہ تونے مجھکو دھوکا دیا تھا اور شہنشاہ نے تیرے زندہ پکڑ لینے کو کہا ہے بہار نے یہ سنکر ایک گلدستہ جھولی سے نکالکر اسپر مارا اسنے فوراً شیشہ آب چشمۂ سحر نکالکر گلدستہ پر چھینٹا دیا کہ وہ جلگیا اور وہی پانی لیکر جانب بہار چلا آسنے جلد اپنی صورت کی پتلی بزور سحر زمین پر اپنی چالاکی سے ڈالی اور آپ غائب ہوئی کہ اسکو ثابت نہوا ملکہ کہان گئی وہ پتلی جو سامنے کھڑی تھی بالکل بہار معلوم ہوتی تھی اسنے وہ پانی اس مصنوعی بہار پر مارا کہ یکایک اسکے سر مین اگ لگی اور جلکر راکھ ہو گئی یہ افسوس کرنے لگا کہ بادشاہ نے اسکے زندہ گرفتار کرنے کو کہا تھا اسکا تو خاتمہ ہوا اسی فکر مین یہ تھا کہ پشت پر ملکہ بہار پھر ظاہر ہوئی لیکن صورت اپنی بزورِ سحر

مثل صورت حیرت بنائے ہوئے تھے کیسکے ساحر جو صوف لشکر مین در آیا تھا تو کثرت مردمان سے اصلی حیرت نظر نہ آتی تھی آہ بہت تھی الحاصل ملکہ مذکور نے آتے ہی اپنا سر و سینہ پیٹ لیا کہ ہی ہے لے پہلوان یہ تو نے کیا کیا کہ میری بہن کو مار ڈالا پہلوان بہت نادم ہو کر عذر پذیر ہوا کہ مین اس پانی کی یہ تاثیر نجانتا تھا کہ ساحر کو جلا دیتا ہے ورنہ مین اس سے کام نہ لیتا ملکہ نے کہا لاؤ تو وہ پانی کہ مین اس سے اپنی بہن کے لیے ایک تدبیر کرون اسنے وہ شیشۂ آب سحر اسکے ہاتھ مین دیا ملکہ نے شیشہ لیتے ہی صورت اپنی اصلی بنائی اور پکار ہی کہ آرے تیرہ سر یہ پانی باطل کنندۂ سحر ہے منم بہار جادو لے اسکو یہ کہکر پانی چلو مین لیا پس پہلوان تو اسکی تاثیر سے واقف تھا ہی کہ طاوس نے کہا تھا یہ پانی دافع سحر ساحر زبردست اور قاتل ساحر ہے کیونکہ خداوند لات لات اعلیٰ نے اس چشمہ مین ہاتھ دھوئے ہین جہان کا یہ پانی ہے بس اب جان نہ بچے گی یہ سمجھکر بزور سحر جبتک ملکہ چھینٹا لگائے لگائے یہ اڑا اور بھاگا بہار نے تعاقب کیا پیچھے بہار کے فوج چلی پہلوان صف سے نکلکر بدحواس قریب اپنے لشکر کے پہونچا اور کہا جلد لے خاتون بادشاہ طلسم طبل امان بجوائیے کہ آپ کی بہن میرا کام تمام کیا چاہتی ہے حیرت اسکی بدحواسی دیکھکر ہنسی اور یہ پس پشت ملکہ آگیا اس عرصہ مین بہار قریب لشکر عدو پہونچ چلی تھی حیرت نے فوج کو حملہ کا دیا ادھر سے مہرخ مع فوج بڑھی آتی تھی اور ہنستی تھی کہ یہ بہار نے کیا کیا کیونکر اس پہلوان کو بھگایا الغرض بہار لشکر کے سد راہ ہوئے پہلوان تک نہ پہونچ سکی فوج سے تلوار چلنے لگی سحر کی مار شروع ہوئی روئین تن جو جانبین سے باقی تھے وہ باہم بھڑ گئے ساحر سے لپٹے زمانہ دار و گیر کا آیا سحر و ساحری نے ہنگامہ اٹھایا ناقو تو بھاگ کر پڑا اور چلا گیا کہ جبتک شہنشاہ سے اس آب سحر کار د نہ معلوم کر لونگا مقابلہ نہ کرونگا یہ تو یہان ٹھہرا ادھر تیغ بہادران نے تہلکہ ڈالا کہین بوق و نفیر بجی کہین روح کو قالب مین گھبراہٹ ہوئی برابر سے گرد لشکر اٹھی نعرون کی آواز تا بہ فلک پہونچی کہین سیلاب خون روان کہین آتش سحر کا بلند دھوان کہین سر جدا کہین تن تڑپتا کہین زین جدا کہین توسن تڑپتا کسیکا ابنار سر دیا دست کسی جانب نعرہ کسی سمت طرارہ وجست کسیطرف برق شمشیر کی چمک کہین گرز سربلند ایک سو شعلۂ تیغ کی لپک ساحر چھومنتر پکارتے کلوا کی پون پر پھیر دن کو بھیجکر دشمن کو مارتے غرضکہ آفت کا سامنا تھا کہ نظم

گرے لشکر پہ مثل برق بیتاب ۔ بہایا خون بشکل چشمۂ آب
ہوا وہ دشت لاشون سے جو لبریز ۔ زمین تھی ہر طرف صحن بلا خیز
کیا تفویض خاک اعضائے تن کو ۔ سم رہوار نے روندا بدن کو
لگائی ساحرون نے سحر سے آگ ۔ برستے تھے کہین عقرب کہین ناگ
اسی لڑنے مین نور مہر روشن ۔ ہوا مغرب کی جانب گرم توسن

جب ترک مہر سرد مہری برودت چشمہ ماہ سے بھاگ کر جانب بارگاہ مغرب گیا حیرت نے طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر جانب خیمہ گاہ پھرے مہرخ سر بہار پر زر نثار کرتی ہوئی شادان و خندان مراجعت فرما کر بارگاہ مین آئی لشکری آسودہ ہوئے ادھر حیرت جب تخت پر جلوہ فرما ہوئی ناقوس سے سبب بھاگنے کا پوچھا اسنے کل ماجرا جو اوپر بیان ہوا بیان کیا ملکہ اپنی بہن کی تدبیر اور فطرت پر ہنسی پھر شاہ جادوان کو اسحال کی عرضی تحریر کی اور یہ بھی لکھا کہ جلد اب چشمہ سحر کا رد کرنا لکھ بھیجیے کہ وہ پانی اب قبضہ دشمن مین گیا ابرو پہلوان کی ڈوب جائیگی بناہ پانی دشوار ہوگی جب بہار لڑنے آئیگی یہ عرضی بپنجہ سحر خدمت بادشاہ مین لیگیا اور ملکہ نے شغل میخواری آغاز کیا یہان مہرخ بھی داد عشرت دے رہی تھی کہ عیار بارگاہ مین آئے مہرخ نے انسے حال فطرت بہار بیان کیا عیار بھی ہنسے مگر بہار نے کہا یقین ہے کہ شاہ جادوان ابھی پانیکا توڑ بھیجے ایلکہ اس پہلوان سے خدا آبرو بچائے دو دن تو مینے بعنایت خدا اس لڑائی کو سنبھالا مگر اب کی موت کا سامنا ہی مہرخ نے کہا کیسطرح شاہ کو کب خبر ہوتی تو البتہ کچھ مفر کیصورت تھی برق نے جواب دیا کہ اب آپ لوگ لڑ چکے زمانہ ہماری عیاری کرنیکا آیا ہی ہم خدا نے چاہا تو آج رات اسیر سے نہ گذرنے دینگے کیونکہ استاد اگر سنینگے کہ لشکر پر ایسا وقت صعب پڑا تھا اور عیارون سے کچھ نہو سکا تو ہمکو بہت مارینگے اور لشکر سے نکال دینگے خدا حافظ جاتے ہین یہ کہکر اٹھا ملکہ ہر چند مانع آئی کہ آپ تکلیف نفرمائین وہ پہلوان طلسم ہے اسکے ساتھ ہیز بر دست ہین قتل نہو سکیگا اسنے کہا اگر وہ وابستہ طلسم ہے تو ناچاری ہے ورنہ دیکھیے تو کہ خدا کیا کرتا ہی اور کسطرح وہ مارا جاتا ہے بہار بولی کہ وہ موا اگر وابستۂ طلسم ہوتا تو میرے سامنے سے بھاگ نجاتا اور میرا سحر اسپر اثر کرکے اسے دیوانہ نہ بناتا برق نے کہا خیر خدا مالک ہے یہ کہکر روانہ ہوا اور عیار بھی اسکے ساتھ ہوئے اور باہر بارگاہ کے

اگر عیاروں سے کہا کہ تم تبشکل مبدل بارگاہ حیرت مین جاکر ٹھہرو مین بھی آتا ہون عیار روانہ ہوئی اور برق اپنے لشکر مین ساحرونمین آیا اور ملازمان مخمور جو آجکل بے سردار ہین کیسکیے کہ مخمور کے ہمراہ عمر گئی ہے بس یہ ساحر لڑنے بھی کم نکلتے ہین اور سرداران حیرت وغیرہ اُنکو بھی نہین پہچانتے ہین غرضکہ برق نے انھین ساحرون سے کہا کہ تم مین سے بیس ساحر اور ساحرہ لباس عمدہ اور زیور مرصع سے آراستہ ہو کر صحرا مین قریب درۂ کوہ جاکر ٹھہرو مین وہان آتا ہون جو کچھ کہون بجا لانا ساحران مذکور حسب نشان دہی ایک ہو کر بطور مخفی روانہ ہوے اور برق بھی اسیجگہ آیا اور رنگ وروغن عیاری کا لگا کر صورت اپنی ساحرہ کی ایسی بنائی لیکن بہت حسینہ وجمیلہ بنکر تیار ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ صانع عالم نے کالبد اِسکا صندل وگلاب سے تخمیر فرمایا ہے یا نور کے سانچے مین اسکو ڈھال کر بنایا ہے زلف شبگون نے رسم کافرکیشی کو از سرِ تو تازہ کیا تھا زلف پرپیچ سے یہ ثابت تھا کہ کاتب قدرت کا لام لکھتے وقت ہاتھ تھرایا تھا تو دائرہ لام مین حلقہ حلقہ پیچ آیا تھا رخسار پرنور پر جو اُس زلف کا سایہ تھا شب دیجور نے روز روشن کو دبایا تھا یا ملک حلب کو زنگیون نے گھیر لیا تھا دوہا

لٹ چھوڑے تریا سیس سے بڑے بجن پر لے	مانون چندن روکھ مین سو ناگ رہے لپٹائے
کبت نہائے کے بچور کے آنگوچھ کے ترو چھ بار	پھر پھر چھم دیکھ توپے کون ہے چھڑائے کو

ای ری مرگ نینی دیا کر میا کر موہون پر تیرو کیا جاے گو من میرو لیس جاے گو
میرو من اونجھے تیرے کھلے کیس مین بال مت باندھ من میرو بندھ جائے گو

نہ زلف معنبر رخسار منور فلک حسن کے شمس وقمر ناک چہرۂ خوبی کی ناک عشق مین اسکے خود بینونکی آنکھین نمناک چشم فتان فتنہ انگیز ایما وکنایۂ ابرو آفت خیز وہانِ تنگ کے روبرو غنچہ سربستہ کو غیرت وگلیان دلتنگ غرضکہ از سرتا پا وہ ماہ سیما حسن مین بینظیر جمال روے روشن بدر منیر کے بموجب نظم

قیامت قہر تھا انداز اُس کا	بلائے جان تھا عشوہ ناز اسکا
عیان شمشیر کے ابرو سے جوہر	مژہ ہر ایک رشک تیر وخنجر
کرین وہ نرگسی آنکھین جو جادو	رہے باقی طبیعت پر نہ قابو
متاع حسن سے تھی سخت مغرور	سمجھکر آپ کو وہ غیرت حور
قیامت سے نہ تھا کم فتنہ وبالا	اندھیرے گھر کا حسن اوسکا اُجالا

اِس صورت زیبا سے جب درست ہو چکا سر پن بہت سے سانپ بنا کر لپیٹے کانو ہنین ادراج ڈالے
ساری بادلا لنگا باندھی بت بازو و شانہ و کلائی باندھکر زیور جواہر سے اعضا ئے تن مزین کیئے
جھولا زربفتی گلے مین ڈالکر ساحران محفوظ کے پاس آیا اور کہا تخت میری سواری کے لیے بہت
عمدہ درست کرداور ناقوس و نفیر بجاتے ہوئے میرے ساتھ لشکر حیرت مین چلو ان ساحرون کے
اسکی صورت بدلنے بر حواس منتشر ہوئے کہ واقعی ایسی صورت بنائی ہے کہ کیا مجال کسیکی جو سوائے
ساحرہ کے اسکو عیار کہ سکے الحاصل انھون نے ایک تخت زراند و دبزور سحر بنا کر اسکو سوار کیا
اور اپ طائران سحر پر سوار ہوکر ہمراہ چلے برق اس صحرا سے پہلے جانب دریاے خونروان گیا
پھر وہانسے سمت لشکر حیرت چلا نفیر و ناقوس بجتے تھے جادوگرنیان سر پر ساحرہ مصنوعی
کے مروجہ جنبانی کرتی تھین بزور سحر صورتین اپنی وہ بھی بدلے تھین اسی ہیئت سے جب قریب لشکر
پہونچا حیرت کو طائران سحر نے خبر پہونچائی کہ ایک ساحرہ دربارے سحر کیطرف سے ادھر آتی ہے
ملکہ مذکور سمجھی کہ شاہ طلسم پاس عرضی میری پہونچی انھون نے اسکو بھیجا ہے پس یہ سمجھکر ساحر بہر
استقبال بھیجے کہ وہ آکر باعزاز تمام ساحرہ نقلی کو لیگئے اور داخل بارگاہ کیا برق نے یہان دیکھا کہ تخت
پر ملکہ بیٹھی ہے گرد تمام سردار ذکلو بر متمکن ہین ناقوس ذنگل جواہرین پر بیٹھا شراب پی رہا ہے اسنے
ملکہ کو سلام کیا اور نذر دی ملکہ نے قریب ناقوس اسکو بھی ذنگل دیا اور بٹھایا ناقوس نے جو اسکی
صورت زیبا پر نگاہ کی بیک نظر شیفتہ و فریفتہ ہوا اور اسنے بھی اسکی جانب اشارہ کرکے مسکرا دیا
غنچہ موج تبسم گلے پر پھیرا یہ اوسی سمت مخاطب ہوکر بیٹھا اور کہا اے ملکہ آیئے تشریف لائی برق
قریب اسکے ذنگل پر جا بیٹھا اور کہا آپ کا تو بڑا شہرہ سننے مین آیا ہے خوب خوب آپ لڑے شہنشاہ
بڑی تعریف فرماتے تھے اسنے کہا کہ بادشاہ کی عنایت میرے حال پر بہت ہی اور واقع مین تین لڑائیان
مین ایسی لڑا کہ بادہ دشائداب بسبب آب چشمہ سحر توقف پذیر ہون ورنہ کام سب باغیونکا تمام کردیتا یہ کہکر
حال رزم ملکہ بہار بیان کرنے لگا یہ تو باتین کرنیمین مصروف ہے اگر اور عیار جو چلے تھے انمین سے عیار
جانسوز صورت بدلکر قریب بارگاہ حیرت آیا تھا اور ایک خدمتگار کو فقرہ دیکر علیحدہ لیجا کر بیہوش کرکے
اسکی ایسی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوا تھا چنانچہ برق جو ساحرہ بنکر آیا ہی تو جانسوز خدمتگار بنا ہوا
سر پر حیرت کے رومال جھل رہا ہے فی الجملہ برق بیٹھا ہوا باتین کر رہا تھا کہ ساقی نے جام بادہ احمر

اسکو دیا اسنے وہ جام لیکر لبون سے لگا اور جلد منہ سے ہٹا کر کہا کہ یہ شراب تیز و تند زیادہ ہی مین پیون گی یہ کہکر اپنے ساتھ کے ساحرون سے کہا کہ میرے پینے کی شراب لاؤ جادوگرنیون کو سمجھا پہلے ہی دیا تھا کہ ایسا کچھ کرنا چنانچہ وہ حسب الحکم صراحیان شراب کی آغشتہ بدار وے بیہوشی اپنے ساتھ رکھتی تھین وہی شراب سامنے لائین برق نے ایک جام بھر کر پہلے ملکہ حیرت کو دیا کہ حضور نوش کر دین تو مین بھی پیون ملکہ نے وہ جام بے اندیشہ انجام لیکر پی لیا پھر اسنے دوسرا جام ناقوس کو دیا وہ تو فریفتہ ہو رہا تھا دست محبوب سے ساغر لیکر یک جرعہ درکشید کیا ایک ایک جام سب اہل بارگاہ کو پلانے کی نوبت آئی تھی کہ وہان افراسیاب پاس عرضی پہونچی اور اُسنے عرضی پڑھکر کتاب جمشید دیکھی کہ اب سحر کے بانی کو کیونکر دفع کرون کتاب مین نکلا کہ بانی کی فکر پھر کرنا اسوقت تو آبرو بچاؤ برق ساحرہ بنکر بارگاہ مین اسطرح حیرت پاس گیا ہی اور آب آتشین پلا کر آتش حیات سبکی بجھایا چاہتا ہے دم بھر مین سبکو ٹھنڈا کر دیگا یہ دیکھکر بادشاہ نے سحر پڑھا زمین سے ایک پتلا نکلا اسکو یہ مضمون لکھکر دیا کہ اے ملکہ وہ ساحرہ جو تمھارے پاس آئی وہ برق عیار ہے اسکو گرفتار کر لو پتلا یہ نامہ لیکر بہت جلد بموجب حکم بادشاہ آیا اور نامہ لاکر ملکہ کو دیا ملکہ نے نامہ پڑھا پشت پر جانسوز جو خدمتگار بنا ہوا کھڑا تھا اسنے بھی اس نامہ کو پڑھا کیونکہ ملکہ کی پشت تھی اور اسکا سامنا تھا الحاصل نامہ کو دیکھکر اسنے خیال کیا افسوس مفت محنت برق کی برباد گئی پس اسنے رومال مین بیہوشی بھر کر منہ پر ملکہ کے اسطرح ہلایا کہ خوشبو اسکی ناک مین گئی وہ نامہ پڑھکر چاہتی تھی کہ مین ایک گولا برق پر مارون اور گولا اسطرح چھپا کر نکالا تھا کہ وہ دیکھ نہ لے نہین تو بھاگ جائے گا کہ اس عرصہ مین رومال جھلنے سے بیہوشی طاری ہوئی چاہا کہ یہانسے اٹھکر منہ دھوآؤن یہ سوچکر اٹھنے لگی تو چرخ آیا جانسوز نے کہا اے ملکہ آثار بیہوشی کے پائے جاتے ہین لیجیے یہ پھول سحر سے بہر دفع بیہوشی مینے بنوا لیے ہین آپ بھی سونگھ لیجیے ملکہ نے اس سے پھول لیکر سونگھے وہ جو شدت سے نشہ تھا وہ جاتا رہا سر لیکن گھومتا ہے اب ملکہ نے چاہا کہ مین اہل دربار سے ماجرا برق کا کہدون مگر جانسوز نے کانمین جھک کر کہا کہ آپ کی بیہوشی اچھی طرح اتری نہین اور اہل دربار بھی شراب بیہوشی پی چکے ہین کیونکہ رنگ ہر ایک کا مین دگرگون پاتا ہون بس آپ یہ پھول مجھسے اور لیجیے اور آرام گاہ مین جا کر اچھی طرح سونگھیے اور خوب ہوشیار ہو کر آئیے نہین تو

حریف کام کر چکا ہے ملکہ کی بیہوشی اسکے پھول دینے سے کم ہو چکی تھی اسوجہ سے اسکو خیرخواہ جانکر
پھول اس سے لے لیے اب کی اسنے پھول بیہوشی کے بنے ہوے دیدیے ملکہ اسکو سونگھتی ہوئی
اس صحنچی مین بارگاہ کے گئی کہ جہان اوسکے آرام کرنے کے لیے پلنگڑی گستردہ ہی بس وہانتک
جاتے تے یہ بیہوش ہوکر پلنگڑی پر گری اور ادھر برق نے خیال کیا کہ مین خادم خدمتگار وغیرہ
کو یہان شراب پلا نہ سکونگا مقدمہ دربار کا ہے ہر کس وناکس کو بیہوش کرنا غیر ممکن ہے پس اس
ساحر کو علیحدہ لیجانا چاہیے یہ سوچکر وہانسے اُٹھا ناقوس ایک جام بیہوشی آلود تو پی چکا تھا نشہ
ہی مین سرشار بیٹھا تھا وہ بھی اوٹھا کہ اے ملکہ مین بھی چلتا ہون اور اسکے ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر
اپنی بارگاہ مین آیا اسنے وہان غمزہ کرنا شروع کیا کہ تم ناحق میرے ساتھ اُٹھ آئے مین بدنام
ہوجاؤنگی اور یہان بھی تمھارے نوکر جمع ہین وہ کیا کہینگے ناقوس نے سبکو ہٹا کر وہان تخلیہ کیا
اُدھر جانسوز نے جب دیکھا کہ برق ناقوس کو لیگیا یہ وہانسے اس صحنچی مین گیا کہ جہان حیرت بیہوش
پڑی ہے پس اسنے چاہا کہ اسکو قتل کر ڈالون خنجر کھینچکر جیسے ہی قریب آیا دو پتلے زمین سے پیدا ہوکر
سرہانے اور پائنتی ملکہ کے آگئے یہ سمجھا کہ مارنا اسکا مشکل ہے یہ سمجھکر وہین ٹھہرا اور رنگ و روغن لگا کر
صورت حیرت کی ایسی بنا مگر لباس اسکا ممکن نہوا پاس سے زنانہ لباس پہنکر باہر نکلا مگر تلاجب
نامہ دیکر شاہ جادوان پاس گیا تو اسنے پھر کتاب دیکھی معلوم ہوا کہ ملکہ نے عیار کو گرفتار کرنا
چاہا تھا لیکن اور عیار اسکی پشت پر کھڑا تھا اسنے اسطرح ملکہ کو بیہوش کردیا جلد خبر لے ورنہ سب مارے
جائینگے بادشاہ یہ حال دیکھکر عازم ہوا کہ مین خود جاؤن اسوقت ابریق وزیر نے کہا کہ حضور تامل
کرین مین جاتا ہون شاہ نے سب حال اُس سے کہا کہ اسطرح عیارون نے آکر فتور کیا ہی تو جلد جا
اور ملکہ کو ہوشیار کر وزیر نہایت جلد وہانسے آیا اور اوسوقت آکر پہونچا کہ جانسوز صورت ملکہ کی بنکر
باہر نکلا تھا بس اُسنے آتے ہی اسکو بزور سحر پہچانا اور دھوکا دینے کی راہ سے پہلے تو سلام کیا پھر قریب
آکر ہاتھ پکڑ لیا یہ فقرہ اسلیئے کیا تھا کہ عیار ہی میرے ڈانٹنے سے بھاگ نجائے غرضکہ جیسے ہی اسنے
ہاتھ پکڑا جانسوز نے کہا مجھکو کیا پکڑتا ہی جلد اندر صحنچی کے جا فران ملکہ حیرت کی چھاتی پر چڑھا ہی
اسکو ذبح کیا چاہتا ہے یہ سنتے ہی وزیر ایسا گھبرایا کہ اسکا ہاتھ چھوڑ کر اندر صحنچی کے گیا اتنے عرصہ مین
یہ عیار پکارا کہ اے ساحران ہمراہی ملکہ تو جلد روانہ ہو کہ حال کھلگیا ساحر جو برق کے ساتھ آئے تھے یہ

صدا سنکر دفعتہ بروز سحر اڑے اہل بارگاہ حیران ہین کہ یہ کیا ماجرا ہو رہا ہے یعنے پہلے ایک ساحرہ آئی پھر
پتلا آیا ملکہ حیرت اوٹھکر صحنچی مین گئی اور وہان سے جو نکلی ابریق وزیر نے اسکو گرفتار کیا اوسنے
ایسا کچھ کہا کہ وزیر نے چھوڑ دیا اب یہ ساحر اڑ گئے کچھ سمجھ مین یہ حال نہین آتا ہے غرضکہ یہ سب تو فکر
مین تھے اور ابریق نے جاکر حیرت کو ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوئی پوچھا کہ اے وزیر کیونکر آنا ہوا
اسنے سب حقیقت بیان کی کہ عیار نے آپکو دھوکا دیا تھا شہنشاہ نے مجھے بھیجا ہی ملکہ حال
سنکر باہر آئی اور جو لوگ کہ جام بیہوشی پیکر مدہوش رہے تھے اونکو منہ دھلوا کر ہوشیار کیا اور حال
ناقوس پوچھا سبنے کہا کہ ساحرہ جو آئی تھی اوسکے ساتھ اوٹھکر گئے ہین اور اوسکے ساتھ کے ساحر
آپ کی ہمشکل نے ایک آواز دی کہ نکلی اور وہ بھی اڑ گئے وہ آواز دینے بھی چلی گئی ملکہ نے سب حال سنکر وزیر
سے کہا کہ ساحرہ بنکر عیار آیا تھا اب وہ پہلوان کو لگا کر لیگیا ہے افسوس کہ پہلوان مفت مارا گیا یہ کہکر
اٹھی اور وزیر کو ساتھ لیکر جانب بارگاہ ناقوس چلی مگر وہان اتنے عرصہ مین برق نے یہ کرشمہ کیا تھا
کہ بارگاہ مین تخلیہ کرا کر پہلے تو بہت کچھ ناز انداز کیئے کہ صاحب تم جو اکیلے مین مجھکو لیکر بیٹھے ہو تو آخر
تمھارے دل مین کیا ہے سامری کی قسم مین جانتی ہون جو تیرا ارادہ ہے تو بندی ایسی اوماتی نہین
کہ غیر مرد کے پھسل پڑے سنو صاحب میرا بھی دل مین سچ کہون تم پر آیا تھا لیکن مینے اپنے دل کو روکا کہ اوہ
جی ایسے چونٹیون کی بھرے کباب سے دل لگانا کیا ناقوس نے ان باتون کے جواب مین بمنت
کہا کہ ایجان من تیرے سوا مین کبھی کسی پر نہ مرونگا دم الفت کا نہ بھرونگا اوس ماہ پیکر نے
ہنسکر کہا کہ تیری جورو اتو پانچ ہاتھ کی موجود ہے ارے یہ سب تیری منہ دیکھے کی محبت ہے مین خوب
سمجھتی ہون کہ تو بیمروت ہے ناقوس نے کہا کہ جانی مین جب تیرا محل کرونگا تو اپنی بی بی سے تعلق
بالکل نرکھونگا یہ سنکر اوس مہ جبین نے ہاتھا کوٹ لیا اور کہا دولی سامری ڈریے تیرے دیدیسے
ارے جو دس بچون کی دہی ہوئی سامری کا سنجوگ اوتارا ہوا دس بیس برادری والے باجے گاجے
سے اوسے بیاہ لائے تو میرے کارن اوسکو چھوڑ دیگا نا صاحب مین تیرا ساتھ ہرگز نہ کرونگی ارے
ایسا بیوفا مرد وا تو زمانے مین ہرگز نہوگا یہ باتین اسطرح منہ بنا کر کین کہ ناقوس بیقرار ہو کر لیٹ گیا
اسنے کہا ہان ہان دیکھ تو میرے چھوٹے کپڑے کھلے جاتے ہین مردوے حواس مین آ اوسنے یہ رکھائی
دیکھکر قدم پہ سر رکھدیا اور منت کرنے لگا اس زہرہ جمال نے کہا اچھا پہلے ایک سحر مین تیار کر لون

پھر تیری مراد بھی پوری کرونگی ناقوس نے کہا تو مجھکو ٹالتی ہے اوسنے کہا سامری کی قسم تو
ایک لمحہ بھر خاموش ہو رہ اگر ایک لمحہ مین وہ سحر تیار کرون کی تو جسطرح شہنشاہ نے بتلایا ہے وہ طریقہ
مین بھول جاؤنگی اچھا ایک سیر سیسہ اور ایک کڑاو جلد منگاؤ کہ مین گولیان اوسکی بناکر بہار سے
مقابلہ کرونگی اور اوس سحر مین کچھ دیر نہ لگی گی بعد فراغ تجھسے ہنسون بولون گی انبا تونسے ساحر بہت
محظوظ ہوا اور ملازمونکو بلاکر سیسہ اور کڑاہ منگایا اوس نازنین نے سب کو پھر ہٹا دیا اور ساحر سے
کہا کہ اگ دھکاؤ وہ آگ دھکانے لگا کڑھاؤ آگ پر رکھدیا جب سیسہ خوب گرم ہوا ساحرہ نے تھوڑی
بیہوشی آگ پر ڈالدی اور کہا یہ خاک جمشید کی دھونی پڑی ہے اسی کی تاثیر سے گولیان بنینگی غرض کہ وہ
تو آگ پھونک ہی رہا تھا بیہوشی کا دھوان جو ناک مین گیا بیہوش ہو گیا اس ساحرہ نے کہ اصل مین برق
ہے اوسکے دو دانت قبضۂ خنجر سے توڑکر اور منہ سنسی سے چیر کر وہ سیسہ جو گرم ہوا تھا اوسکو پلا دیا شکم
سے تا گلو ایک سلاخ سیسے کی بنگئی اور وہ تڑپکر ہلاک ہو گیا غل اور شور اوسکے مرنے سے برپا ہوا نیا ہنگامہ
پیدا ہوا کہ اندھی کے ساتھ آتش باری ہونے لگی حیرت وابریق دربارگاہ پر پہونچ چکے تھے کہ
یہ ہنگامہ برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا مجکو نام میرا ناقوس جادو تھا حیرت یہ صدا سنکر بیتابانہ اندر
بارگاہ کے چلی عیار پھر اثنا بارگاہ فرار کر بھاگا اور بھاگتے وقت نعرہ کیا کہ منم مہتر برق فرنگی عیار
یہ تو کنارہ کرکے نکل گیا اور حیرت چیخین مار کر رونے لگی وزیر اوسیوقت اڑکر خدمت شاہ طلسم مین گیا
اور عرض پیرا ہوا کہ اے شاہ مین جبتک وہان پہونچون اور ملکہ کو ہوشیار کرون اوسوقت عیار نے
اپنا کام کیا تھا نے ناقوس کو مار ڈالا بادشاہ یہ حال سنکر آتش غضب سے لال ہو گیا اور فکر مین ہوا کہ
کسی اور کو بہر مقابلہ حریفان بھیجون اودھر فوج ناقوس کے چند سردارون نے آکر لاش اپنے
افسر کی اٹھائی اور جانب ظلمات روانہ ہوئے چنانچہ قلعہ ناقوسہ مین اسکی زوجہ رہتی تھی اوسکے
سامنے جاکر لاش رکھدی اور کل کیفیت بیان کی اوسنے جو شوہر کو مردہ پایا فرط الم سے دریا آنکھونسے
بہایا نتھ اوتاری چوڑیان توڑین لاشہ پہ بین کرنے لگی کہ ہے ہے وارث میرے ہے ہے راج سہاگ میرے
ارے میرے بادشاہی چھپر اوٹھ گیا میرا لاج لٹ گیا ہے مین کسکی ہوکر رہونگی ہاے افسوس مجھکو رانڈ
کر گئے اے صاحب کچھ میرے لیے کہہ بھی گئے اس لونڈی سے کیا تقصیر ہوئی جو خفا ہو گئی ابیات

ارادہ اب ہے اے صاحب کہان کا		پریشان حال ہے مجھ خستہ جان کا	

ذرا ٹھہرو یہ وصل آخری ہے	ابھی حسرت مرے دل میں بھری ہے
میاں اٹھو مرا سن لو فسانہ	کرو مت مرگ کا مجھسے بہانا
نہ باز آیا فلک راہِ ستم سے	چھڑایا اس طرح پر تمکو ہمسے
خدا بندے پر ایسے دن نہ ڈالے	نہ پیر چرخ بغض اپنا نکالے

آخر بعد جزع و گریہ و زاری لاشِ شوہر اٹھوائی اور فوج بیشمار ساتھ لیکر بدرد و الم و چاک گریبان انتقام لینے کو چلی اور پہلے باغ سیب میں آئی بادشاہ ساحران فکر میں رنجیدہ بیٹھا تھا کہ اسنے آکر سلام کیا اور بہر جنگ اجازت چاہی بادشاہ نے بہت کچھ اوسکو تسکین دی اور کہا تم تامل کرو میں ایک بلاے تازہ اون نمکحراموں پر بھیجکر تمہارے شوہر کا انتقام لونگا اسنے نمانا اور بدقت تمام خلعت رخصت حاصل کرکے اژدر پر بیٹھکر روانہ ہوئی اور دریا اوتر کر لشکر حیرت میں آئی حیرت صف ماتم بچھائے بارگاہ میں بیٹھی تھی کہ طائران سحر نے اسکے آنیکی خبر دی وہ تا بہ در بارگاہ خود لینے آئی اور بڑے اعزاز سے لیجا کر مقام بہتر پر بٹھایا اوسکے شوہر کا پرسا دیا اوسنے بعد گریہ و بکا پوچھا کہ میرے شوہر کو کسنے مارا ملکہ نے سب حال بیان کیا کہ اسطرح برق عیار نے مارا اسنے کہا کہ اے ملکہ اسقدر آپنے غفلت فرمائی کہ عیار نے اپنا کام تمام کیا یون نہیں رفیقوں سے غفلت کرنا لازم ہے ملکہ نے فرمایا کہ بی بی اون عیارون نے تو وہ آفت ڈھائی ہے کہ پناہ سامری کی نہیں معلوم کیا غضب جمشید کا ہمپر آیا ہوا ہے جو کچھ بس ہمارا نہیں چلتا ہے اسنے کہا میں پہلے اوسی عیار کو مارونگی جسنے میرے خاوند کو مارا ہے یہ کہکر اٹھی کہ ابھی جا کر مارتی ہوں ملکہ نے ہرچند منع کیا مگر اسنے نمانا اور اڑکر چلی یہاں جو جاسوس بہر خبر گیری موجود تھے وہ اس سے قبل خدمت مہرخ میں آئے اور سارا ماجرا معرض بیان میں لائے وہ خبر کہکر ہٹنے بھی نپائی تھی کہ یہ آپہونچی لیکن جب قریب بارگاہ آکر متغرالی چوبدار و حاجب وغیرہ کہ وہ بھی ساحر ہیں بزور سحر اڑے اور اوسکو مانع آئے کہ باش کہاں جاتی ہے یہ جاے ادب ہے شاہ شاہان جہان پناہ ملکہ مہرخ والاشان یہاں سریر حکومت پر جلوہ فرما ہیں ساحرہ یہ تقریر سنکر بہت ہنسی اور ایک ایسا سحر پڑھا کہ وہ پرواز سے تھکے تھے اور نیچے اتر آئے گر ہاں ہاں کرتے ہوئے جب وہ بارگاہ میں آئی یہ بھی پیچھے پیچھے چلے آئے یہاں برق و جانسوز ساحر کو قتل کرکے جیسے آئے ہیں سب سردار حال عیاری کا سنکر ہنس رہے ہیں دور شراب کے ساغر کا چل رہا ہے کہ دربارگاہ پر حاجیوں کا

غل کرنا سنائی دیا مہرخ نے ساحرون کو بھیجکر دربانون کو منع کردایا اور ساحرہ کو بلوایا کرسی قریب تخت بچھوادی وہ آکر بیٹھی براہ نخوت کسی کو سلام نہ کیا سبنے دیکھا کہ ایک بلاے سیاہ ہی جسکے ہر بن مو سے شعلۂ آتش نکلتا ہے دہن اوسکا مثل قعر بلا ہی ہر ایک تیرہ بینی شہر عدم کا ناکا ہی رنگ جسم کالا کوئلا ہے ساری بھبھری باندھے ہی زیور غم شوہر مین پہننا ترک کیا ہے سانپ بچھو کا جسم پر گہنا ہی غرضکہ جب وہ بیٹھ چکی مہرخ سے کہا کہ اے ملکہ تمنے ہمارا تاج و تخت خاک مین ملایا خاوند کو ہمارے مارا ہر چند کہ مجھکو خاوند سے کچھ غرض نتھی وہ اپنی رنڈیون مین مست تھے میرا اور کچھ شغل تھا مگر پھر بھی بیوا رتی رنڈیاتو کھلاتی تھی اے ملکہ ہم تم ایک ہین ملکہ تم مجھسے بڑی ہو ایک ادہ سحر تمکو زیادہ یاد ہوگا لیکن یہ سمجھ لینا کہ مین ظلمات کی ساحرہ ہون زوجہ پہلوان طلسم مین تمسے نہ لڑونگی اگر تم میرے شوہر کے قاتل کو دیدو ورنہ ایک آن مین ساری بارگاہ خون سے لال کردونگی یہ جگہ لاشون سے بھردونگی مہرخ نے فرمایا کہ بی بی تم میرے گھر مین آئی ہوین کیا تمکو اس بات کا جواب دون ورنہ ہمسے لڑکے کوئی زندہ بچا نہین جاؤ تمسے جو کچھ ہوسکے وہ کرو اسنے کہا مین جانیکے لیے آئی ہون دیکھو تم سبکو مارتی ہون یہ کہکر کرسی پر سے اوٹھی اتنے عرصہ مین کہ جبتک یہ باتین کرتی رہی برق ادہکر بھاگا اور ایک نقب عیارون نے بارگاہ مین اسطرح کھودی ہے کہ ایک سرا بارگاہ مین رکھا ہے اور دوسرا سرا جنگل مین نکالا ہے یہ اسلیے کہ کسیوقت ہم بارگاہ مین بیٹھے ہون اور کوئی ہماری گرفتاری کو ساحر وغیرہ آئے اور ہم بھاگ نسکین تو نقب مین سے کودکر نکل جائین فی الجملہ جب ساحرہ کھڑی ہوئی برق کو دیکھا کہ نہین ہے کیونکہ وہ نقب مین کودکر صحرا مین نکل گیا اور اوسی نقب کے متصل ایک غار تجویز کرکے اوسمین اوتر گیا اور دہن غار سنگ و کلوخ و خس و خاشاک وغیرہ سے چھپا کر بیٹھا مگر حلقۂ کمند بھی غار کے منہ پر لگا دیے یہ تو اسطرح بیٹھا اور ساحرہ نے جب اسکو ندیکھا مہرخ کیطرف چلی ملکہ موصوف نے ایک گولا سحر پڑھکر اوسپر مارا اور سب سردار نارنج ترنج پکڑ کر استادہ ہوگئے گولا آتے دیکھکر مبھوت دھوان بنکر اوڑی اور سب سردارون کو آمادہ بہ فساد دیکھکر پکاری کہ دیکھو تمھاری سرکشی دم بھر مین نکالدونگی یہ کہکر بلند ہوگئی کہ مین پہلے برق کو پکڑ لاؤن تو آؤن اور تلاش کنان روانہ ہوئی یہان سب سردارونمین صلاح ہوئی کہ برق بفن عیاری کہین چھپا ہوگا اگر کوئی اور ڈھونڈھیگا تو نہ ملے گا لیکن یہ ساحرہ ہے بزور سحر دریافت کرلیگی کہ فلان جگہ پوشیدہ ہے

پس ہمکو چاہیے کہ بزور سحر برق کو چھپائین یعنے ایسا سحر پڑھین کہ مہبوت کو وہ مقام یاد نہ آئے کہ جہان برق مخفی ہے غرضکہ یہ مشورہ کر کے سب سحر خوان ہوئے اور مہبوت جو اڑکر بلند ہوئی صحرا دکوہ مین پھرنے لگی جب سحر سے دریافت کرتی تھی کہ عیار کہان ہے سحر بسبب ان سرداران ذی تبار کے سحر پڑھنے سے اُلٹا پتا اوسکو دیتا تھا اگر عیار مذکور مشرق مین پوشیدہ ہے تو وہ مغرب کیطرف بتاتا تھا الحاصل بہت سرگردان ہر سمت پھری کہین پتا عیار کا نہ ملا آخر تھک کر ایک پہاڑ پر بیٹھی کہ دم لیلون تو پھر تلاش کرون یہ تو اوسجگہ ٹھہری مگر حیرت کو بھی یہ خبر معلوم ہوئی کہ برق بارگاہ مین اپنی نہین ہے اور مہبوت ڈھونڈھنے گئی ہے بس اسنے یہ خبر سنکر صرصر وغیرہ عیار بچیون کو بلا کر بہت کچھ بُرا بھلا کہا کہ ارے تمسے بمقابلہ عیّاران کچھ نہو سکا خیر اب جاؤ برق عیار خوف مہبوت سے مخفی ہوگیا ہے تم اوسکی صورت بنکر ملکہ مہرخ وغیرہ کو پکڑ لاؤ عیّار بچیان حسب الحکم ملکہ مذکور روانہ ہوئین اور اپنے مقام پر آکر صرصر نے صورت اپنی مثل صورت برق بنائی اور عیار بچیان اسکی اعانت کے لیے بصورت ساحر لشکر مہرخ کیطرف روانہ ہوئین اور یہ پہلے صحرا مین گئی اودھر سے راہ کترا کر لشکر اسلامیان مین آئی یہان سب متفکر بیٹھے ہین کہ یہ بارگاہ مین داخل ہوئی مہرخ نے اِسکی صورت کو دیکھکر خوشی کی قریب بلا کر گلے سے لگایا اور کرسی پر بٹھایا حال پوچھا اِسنے کہا کہ مینے بڑی مشکل سے صحرا مین مہبوت کو مارا جب آپ کے قدم دیکھنا نصیب ہوئے سبنے یہ مژدہ سُنکر کہا الحمد للہ پھر حکم دیا کہ جشن آغاز ہو صرصر نے عرض کیا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ مین آج سب کو اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤن ہر ایک سنے کہا آپ کی خوشی یہ اوٹھی اور میخانے مین جا کر خمہاے مَے مین بیہوشی ملا کر بوتلین شراب سے بھر کر لائی اتفاق سے اوسوقت ضرغام عیار بھی بارگاہ مین آیا اور برق کو دیکھکر یہ بھی بیٹھا اور برق جو غار مین بیٹھا تھا وہان سے نکلکر نقب مین آیا اور وہ سرا بارگاہ مین نقب کا ہے اوس سرے کے قریب اکر ٹھہرا کہ معلوم کرون اہل بارگاہ کیا کرتے ہین ازبسکہ یہ سرا ایک گوشہ مین ہے تو وہان ایک ساحر براے رفع احتیاج آیا پہرا اوسطرف بھی کھڑا تھا پہرے والے سنے پوچھا کہ کیون بھائی دربار مین کیا ہو رہا ہے ساحر نے کہا برق آیا ہے وہ سب کو شراب پلائیگا یہ کہکر ساحر رفع احتیاج کر کے چلا آیا مگر برق سنے

نقب مین سنا کہ ایک برق اور بارگاہ مین آیا ہے بس گھبرایا کہ ایسا نہو تیری صورت بنکر کوئی
اپنا کام کر جائے اور تو یہان کھڑا رہے استاد اسحال کو سنکر بہت خفا ہون گے لازم ہی کہ نقب
سے نکل بس جلد باہر نکل آیا جو سردار کہ اوسطرف تھے انھون نے دیکھکر غلغلہ کیا کہ لیجیئے ایک اور
برق آیا صرصر نے بھی دیکھا اور چاہا کہ بھاگ نکل جاؤن مگر وہان مبہوت نے بھاڑ پر دم لیکر
سحر جو کیا ازبسکہ یہان کے سردار آنے سے برق کے سحر کو اسکے رد نہ کرتے تھے ابکی اسکو عمل
سحر نے خبر دی کہ برق اپنی بارگاہ مین ہے وہ وہان سے جو کڑ کرکے اڑی بارگاہ جھرخ پر آکر
تھرائی صرصر اسوقت بھاگ کر صحن بارگاہ تک آچکی ہے او سپہر نگاہ اوسکی پڑی چونکہ وہ صورت
برق کی بنی ہوئی تھی عقاب بنکر جو گری پنجہ مین دابکر اوسکو لے اوڑی ساحر وہین غلغلہ
ہوا کہ لیے جاتی ہے سردارون نے چاہا کہ اوسکا تعاقب کرین مگر اصلی برق نے نعرہ کیا
کہ مین یہان موجود ہون وہ عیارہ تھی جسکو ساحرہ لیگئی ہے اسکے نعرہ کرنے سے سب رکے اور
اسنے کہا تم لوگ مطلق نہین خیال کرتے کہ کون فریب دیتا ہے فی الجملہ اب نہ دھوکا کھانا اگر کوئی
عیارہ میری شکل پر بنکر آئے تو اس سے حال نقب پوچھنا اوسکو تو حال معلوم نہین ہی کہ یہان
نقب بھی ہے پس بتلانا مشکل ہوگا تم پہچان لینا اور مین پھر جاکر پوشیدہ ہوتا ہون کیونکہ ساحرہ
ضرور میرے تعقب مین آئیگی یہ کہکر نقب مین چلا گیا اور اوس سرے پر نکلکر غار مین جاکر بدستور
سابق پوشیدہ ہوا ادھر مبہوت جو صرصر کو لے کر اوڑی سوچی کہ اسکو لشکر حیرت مین نہ
لیجاؤن کیونکہ وہان کہ ہر دم سے عیار اسکو چھڑا لیجائینگے اور شناخت نہو سکینگے یہ سوچکر سیدھی
بھاڑ پر آئی اور وہان سے پیک نگاہ ہر سمت دوڑایا کہ دیکھون میرے پیچھے تو کوئی نہین آتا ہی اتفاقاً
اس دیکھنے مین اسکو ایک باغ دور سے نظر آیا یہ عیارہ کو لے کر اوسی باغ کیطرف چلی اور
جب متصل اوسکے پہونچی تو معلوم ہوا کہ یہ باغ تو میری بیٹی کا ہے راوی کہتا ہے کہ یہ ساحرہ لاولد
جو ہے تو اسنے طلسم ظاہر مین ایک ساحرہ کو اپنی بیٹی کیا ہے نام اوس کا زیور جادو ہے
وہ اسی باغ مین رہتی ہے اور یہ کبھی کبھی ظلمات سے اوسکے پاس آیا کرتی تھی اس سبب سے
اسنے پہچانا اور داخل باغ ہوئی یہ باغ نہایت آراستہ تھا گل و ریاحین سے ملو روش پٹری سے
پیراستہ نہال ہر ایک باردار اشجار گلون کے پربہار سامنے بارہ دری تعمیر خوبی مین بے نظیر

اسباب راحت و نعمت سب اوسمین مہیا ملکہ زیور مسند پر جلوہ فرما تھی یہ عیارہ کو لیے ہوئی آئی اپنے اسکو دیکھکر مسند سے اوٹھکر تسلیم کی اسنے دعا دیکر بزور سحر عیارہ کو بحبس حرکت کرکے ڈالدیا اور اوس کا سر چھاتی سے لگایا بلائین لین پھر رونے لگی اوسنے پوچھا کہ امّی جان کیون خیر تو ہے اسنے کہا کہ بیٹی مین اوجڑ گئی باپ تیرا مارا گیا مجھ رنڈیا کا اب کون سہارا رہا ایک اندھی کی لاٹھی تیرا دم ہے سامری تجھکو زندہ رکھے یہ سننا تھا کہ زیور بھی چیخین مارکر رونے لگی اور بعد رقت و بکا پوچھا کہ میرے باپ کو کسنے مارا ہے اوسنے بتلایا کہ یہ موا جو سامنے پڑا ہے یہ عیار لشکر مسلمانان ہے اسوجہ اسنے قتل کیا یہ سنکر زیور بغضب تمامتر اوٹھی اور ایک لات صرصر کے بزور لگائی وہ پہلے تو متوجہ ہوا سے بیہوش تھی مگر کچھ عرصہ مین ہوشیار ہوکر حیران تھی کہ یہ کیا ماجرا ہے اب لات جو کھائی تو سر ہوئی کہ تو بکر آئی ہے بس لات پڑتے ہی پکاری کہ ہاے مری زیور نے اور دو لاتین مارین کہ حرامزادہ اب عورت کی بولی بولتا ہے اسنے کہا کہ مین عورت ہون اوسنے اور دو طمانچے مارے صرصر تیا ہر چند اپنا بتاتی ہے اور کہتی ہے کہ مین شاہ طلسم کی عیارہ بھی ہون مگر وہ نہین مانتی اس عرصہ مین ببھوت نے کہا بیٹی تو شہر مین بیرون باغ لیجاکر اسکو مارے ڈالتی ہون یہان تو شاید خون دیکھکر ڈرے کیونکہ تیرا ابھی کنوارا پنڈا ہے یہ کہکر عیارہ کو پنجہ مین دابکر پھر اوڑی اور سامنے باغ کے ایک پہاڑ ہے اوسپر لائی اور خنجر جھولی سے نکالکر قاصد ذبح ہوئی مگر باغ سیب مین شاہ جادوان نے بعد اسکے آئینگے کتاب سامری دیکھی اوسمین معلوم ہوا کہ ببھوت عیار کے دھوکے سے صرصر کو مارے ڈالتی ہے بس یہ دیکھکر کتاب بند کی اور سمجھا کہ دیر لگاؤنگا تو عیارہ مارڈالی جائیگی پس کسیکو بھیجنے مین عرصہ ہوتا اسلیے خود اڑکر چلا اور آن واحد مین اسی پہاڑ پر آیا جہان صرصر قتل ہو رہی تھی چنانچہ اسنے آتے ہی ببھوت کو للکارا کہ تو اندھی ہو گئی ہے یہ میری عیارہ بھی صرصر ہے تو پہچانتی نہین اسنے بادشاہ کو دیکھکر سلام کیا اور عیارہ کو چھوڑا عیارہ شاہ کے بلاگردان ہوئی اور ببھوت عیارہ سے عذر کرنے لگی کہ بی بی میری خطا کو معاف کرنا صرصر بظاہر تو کچھ نہ بولی مگر ایسی ایذا اسکے ہاتھ سے پائی تھی کہ دلمین اوسکی جانب سے کینہ پیدا ہوا اور شاہ سے رخصت ہوکر چلی گئی بعد روانگی عیارہ ببھوت نے دست بستہ بادشاہ سے پوچھا کہ حضور ارشاد کرین کہ برق عیار کہان

چھپا ہے شاہ نے فرمایا تو دیوانی ہے اوسکی بارگاہ مین نقب ہے وہ نقب کی راہ سے فلان
صحرا مین نکلتا ہے اور وہان ایک غار ہے اوسمین بیٹھا ہے یہ کہکر بادشاہ بھی رخصت ہوکر چلا گیا
اور یہ وہانسے بموجب بتلانے بادشاہ کی اوسی غار پر آئی جہان برق چھپا بیٹھا ہے اور خس و خاشاک
ہٹا کر اندر غار کے اوتری وہان کمند لگی تھی برق نے کمند کھینچ لی یہ کمند مین پھنسی مگر سحر پڑھکر
دھوان بنکے کمند سے نکلی برق بھی جست کرکے باہر آیا تھا اور چاہتا تھا کہ نقب مین کود کر
نکلجاؤن مگر یہ پنجہ بنکر جو گری اوسکو داب کر لے اوڑی اور سیدھی بارگاہ حیرت مین ائی اور کہا اے
ملکہ تم اسکو پہچان لو تو مین قتل کر دن حیرت نے پہچانکر فرمایا کہ بیشک یہ اصلی برق ہے اسکو
یہین قتل کرو اسنے کہا مین یہان خائف ہون کہ اوراسکے بھائی بند آکر فتور نہ کرین مین ابھی
اسکا سر کاٹے لاتی ہون یہ کہکر اوسکو پنجہ مین داب کر پھر اُڑی اور متصل لشکر ایک پہاڑی تھی وہان
لائی اتفاق سے اسکو جاتے دور سے قران نے دیکھا فوراً صورت اپنی مثل ایک ساحر زبردست
کے ایسی بنائی سانپ سر سے لپیٹ کر جھولی سحر کی گلے مین ڈالکر ماتھے پر ایک تختی ہیرے
کی باندھکر جسمین یہ کندہ تھا کہ مین ملازم افراسیاب ہون روانہ ہوا اودھر سے صرصر
آتی تھی اسنے اسکو دیکھکر پہچانا اور پکاری کہ اے کالےمین جانتی ہون ترا حال کہنے اِسنے
دھمکایا کہ اُستانی اگر برق مار ڈالا گیا تو مین تمکو جیتا نچھوڑونگا صرصر بھی مبھوت سے
ناراض تھی ٹالکر اور طرف چلی گئی اور قران قریب کوہ پہونچکر پکارا کہ اے مبھوت دستخود را
نگاہدارید کہ ماہم رسیدیم منم فرستادہ شاہ طلسم اُسنے جو اوسکو دیکھا سمجھے کہ اب کی بھی کچھ
دھوکا ہے جب تو بادشاہ نے اس ساحر کو بھیجا کہ ہے پس خنجر گلوے برق پر رکھ چکی تھی اسکے
نہ کرنے سے رکی اور قران جست و خیز کرکے اوپر پہاڑ کے گیا اور کہا اے مبھوت
شاہ نے جو کچھ فرمایا ہے وہ سن لو اسنے قریب آکر کہا کہ فرماتے ہیں اسنے کہا کہ کان ادھر لائیے
وہ کان لگا کر اور جھک کر کھڑی ہوئی قران نے بغدہ جو چمک کر مارا سر پر جو پڑا گلے سے گذر کر
تا بہ سینہ پہونچا اور وہ گر کر تڑپی اور ہلاک ہوئی غل جو اسکے مرنیکا بلند ہوا لشکر حیرت قریب تھا
لشکری اور حیرت شور سُنکر دوڑے اور کنارے لشکر کے آکر جو دیکھا تو شعلے بلند ہین
ہیرے ہنستے ہین کہ مارا ملکہ مبھوت گیسو دراز جادو عیّار نعرہ کرکے بھاگے ہین حیرت

بیتاب ہوکر پہاڑ پر چڑھ گئی عیار نے تو نعرے کر کے بھاگ گئے اس نے بصد درد و الم لاش مبہوت کی اٹھائی اور بارگاہ مین لاکر روئی پیٹی چلائی آخرش لاش کو حکم اوٹھانے کا دیا اور اسکے قتل ہونیکا حال افراسیاب کو لکھا پنجۂ سحر نامہ لیکر روانہ ہوا بادشاہ باغ سیب مین متفکر و مغموم سریر حکومت پر بیٹھا تھا کہ پنجہ نے لاکر نامۂ ملکہ دیا اوسکو پڑھکر قتل مبہوت کا ماجرا معلوم کرتے ہی مبہوت ہوگیا فرط غیظ سے دیوانہ ہوجاتا تو عجب نتھا یہ آسیب رنج کا تو سوار ہی تھا کہ دیو غم نے آکر دبایا اپنے نامہ خداوند با خبر زہر دشاہ کا پنجہ نے پہونچایا اوسکو جو مطالعہ کیا یہ مضمون عتاب مشحون لکھا پایا کہ اے بندۂ خاطی جو ساحر تو نے ہماری مدد کو بھیجے وہ بسبب اپنے کبر و نخوت کے ہماری بہشت مین گئے اب تجھے لازم ہے کہ جلد ہماری خبر لے ورنہ ہم ناراض ہوکر تیری سرحد سے چلے جاینگے یہ مضمون پڑھکر بسان ماہی بے آب افراسیاب قلق سے تڑپا اور مثل شعلۂ آتش کانپا کیا جب کچھ غصہ کم ہوا اپنے منشی کو طلب فرماکر حکم دیا کہ ایک فرمان شہر صبا کے حاکمون کو ہماری جانب سے تحریر کر مضمون یہ ہو کہ ای صبا سے جادو و دیبا سے جادو و مہتاب جادو تمکو بعد دعا کے واضح ہو کہ تمہارا ملک قریب کوہ عقیق ہے کسلیے کہ طلسم آئینہ کے شمال کیجانب جو کوہستان میرے طلسم کا ہے وہان کی تم حاکم ہو پس تم بموجب حکم محکم مابدولت خدمت خداوند لقا مین جاؤ اور اونسے کچھ بندے اونکے خفا ہوکر مقابلہ کرتے ہین تم اون بندگان مغضوب کا کام تمام کرو ولیکن جو لڑائی کہ مسلمانون سے لڑنا اور ظفریاب ہونا تو فخر کسیطرح کا نہ کرنا اور غرور کو اپنے دل مین جگہ نہ دینا کسلیے کہ بندۂ مغرور کو خداوند قتل کرڈالتے ہین بارگاہ خداوندی مین عجز بہت پسند ہے زیادہ ہماری عنایت بیغایت کے امیدوار رہو۔ یہ مضمون منشی نے لکھکر قلمبند کیا بادشاہ نے پتلہ سحر کو دیکر شاہان مذکور کے پاس بھیجا حال اس فرمان کے پہونچنے کا اور اون بادشاہون کے روانہ ہونے کا جانب لقا آیندہ بیان کیا جاے گا مگر الحال بعد ارسال فرمان شاہ جادوان نے ایک نامہ شوقیہ اپنے ہاتھ سے اپنے پیر بھائی طاق چشم دو دست جادو شاگرد حسام جادو کے نام فرمایا واضح ہو کہ شاہ طلسم چالیس استادون سے علم سحر پڑھا ہے منجملہ اون استادون کے ایک حسام بھی ہے اب سب استادون ہی زبردست عشاق سبزہ رنگ اوسکا استاد ہے کہ آنا اوسکا بھی مقابلہ فرخ لقا انشاءاللہ بیان ہوگا غرضکہ جب نامہ بادشاہ نے پیر بھائی کو اپنے لکھا مضمون اوسکا یہ تھا کہ بتیب

وہ کون دوست ہے ہم جسکا ذکر کرتے ہیں	جو پیرہن مین بھی محبوب لوٹے نہین سماتے ہین

سبق خوان مدرسۂ دوستی - وہ درس گیر مکتب یکجہتی - املا طراز لوح صدق وصفا - وحقیقت نویس
قرطاس محبت وولا - فسون ساز جلسۂ مودت - وسحر پرداز پرستش خانہ الفت - سلامت
وہ حرف شوق کہ جسکی شرح کا نام دفتر عشق ہے - وہ لفظ اشتیاق کہ معنے جسکے طومار محبت ہین
و رہبر عشق ہے - وہ کلمہ کہ جو برابر صد ہزار جریدۂ الفت کے ہے وہ فقرہ کہ جو مثل صفحۂ خاطر دوستان
پر صداقت کے سبق کتاب یادگاری یار وفادار دلتو دوستدار ہے ہمیشہ پڑھتا ہون - اور لوح دل پر ابجد
انتظار ملاقات کی مشق کرتا ہون استاد خرد نے سفینہ وداد ازبر کرایا ہے مطالب کے نکات سے خوب
اگاہ فرمایا ہے - دیباچہ رسالۂ فراق - حرف وحکایات ابواب - اشتیاق - مجکو خوب یاد ہین تم مہربان
میرے حال پر استاد ہین - ایک تم ہو کہ فصل نسخۂ دوستی کا کوئی باب نہین اموختہ بھی سہو سے ہے
محنت برباد ہے - اگر کچھ یاد ہوتا تو کبھی کبھی تو ہمین لکھکر بھجواتے - المکتوب نصف الملاقات ہے
ایک خط تو انشاے الفت سے ہمین پڑھواتے سچ کہنا یہ نکتہ تمنے پڑھا نہین - یہ سبق یاد رہا نہین
اچھا حال ماضی جانے دو استقبال کا بیان سنو - نئی حقیقت ہے - طرفہ تر حکایت ہے - کہ کچھ
ملازمان مجہول نامعقول ہمارے ہمسے منحرف ہین - سرکشی مین دال قامت مثل لف مین
حواشی کتاب دوستی عیاران مسلمانان ہین - بہر نحو اصل مین میر سیدان برخلاف ان ہین
چاہتا ہون کہ تم اگر اپنی زبردستی دکھادو انکو زیر کرو زیادہ ورق ہستی مطالب ومعانی ہستی
سے ترقیم رہے - استاد قدرت کیطرف سے صحیفۂ دوستی واتحاد کی تمکو تعلیم ہے - یہ نامہ تمام کرکے
اپنے ہاتھ پر رکھا اور کچھ سحر پڑھا کہ ایک کبوتر اڑتا ہوا ایا اوسکو نامہ دیکر فرمایا کہ میرے پیر بھائی طاق
چشم پاس لیجا کبوتر نامہ منقار مین داب کر اڑا اور روانہ ہوا حال اس خط کا بھی آیندہ بیان ہوگا
اب شمۂ حال فرخندہ فال ظفر پیکر صاحبقران با اقبال بیان کیا جاتا ہے

داستان روانہ ہونا شہزادہ تورج بن بدیع کا شکار کو اور زیر کرنا کوہیون کا اور پہونچنا دہنہ پر طلسم ہزار برج کے اور آنا مہتاب جادو وغیرہ کا مدد کو لقا کی اور مقابلہ کرنا امیر سے لمولفہ

تجھے ساقیا میرے سر کی قسم
مین کیا اور سر سبز اکیا ساقیا
قسم تجھکو جمشید کے جام کی
تجھے اپنے پیر مغان کی قسم
کہ بنت العنب سے میرا کر دے وصل
بسنتی جوڑے کا تو ساغر پلا سے
مے زعفرانی کا پیمانہ لا
بھرے ساغرون مین ہون زرد پھول
مریض محبت مین جو نوجوان
حسینان دنیا مین سو نہین زرد
بناؤن نیا ایکی ہولی مین سوانگ
بطِ مے بنا دے مجھے ساقیا
نباقی رہے رند کو تیرے ہوش
بجین ہر طرف بزم مین ڈف و نے
ملے مجھکو جو گینہ بلور کا
کوئی قمقمہ آئے گر میرے ہاتھ
نیا آج کچھ رنگ دکھلاؤ مین
چلین رنگ مضمون کی پچکاریان
ملین رخیہ ساقی کے جیسے گلال
بس اے جاہ میخوار و رنگین سخن
بدو ساقیا از میکدہ جام مے
میرے رنج آگین جگر کی قسم
قسم دخترِ رز کی جو ہے پارسا
قسم ہے تجھے آب گلفام کی
تجھے دخترِ رز کے جان کی قسم
کہ پھر آئی ہے سبزہ ہولی کی فصل
تو سرسون ابھی آنکھو نمین پھولجائے
ہتیلی پہ سرسون جما دے ذرا
کھلین جیسے جنگل مین ٹیسو کے پھول
ہوے زرد وہ عاشقِ ناتوان
بسنت آنیسے منگیا رنج و درد
کہ دل دیکھنے والونکا لے وہ مانگ
خم مے مین غوطہ کھلا دے ذرا
پھرین خوب بنکار تے بادہ نوش
ہوسناک ہو روح جمشید کے
تو سمجھون کہ سینہ ہے یہ حور کا
تو معشوق نو کی ملے مجھکو گات
طلسمات و نیرنگ دکھلاؤ مین
کہ تر شاہدون کی رہین ساربان
رہون اسطرح مین بھی رنگین خیال
سینے صفحۂ داستان بند رابن
نواز دصریرِ قلم ہمچو نے

صید کنندگان طائرِ خیال - و دام افگنان صحراے مقال کمند افگنان بروج آسمان قتا جان طلسم ہزار برج بیان - نعلی گزینان معانی گرانمایہ - و رفعت دہندگان مضامین خورشید

پایہ۔ مرغزار قرطاس مین آہوے خوش رفتار خامہ کو اسطرح رم فرماتے ہین اور سمند
مضمون کو جولان کرکے طلسم ہزار برج داستان کیطرف یون آتے ہین کہ شکار کنندہ ہفت
قلہ کوہ وقاف کشندہ ہفت سیمرغ بروز مصاف حمزہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف
بمقابلہ خرمن تیرہ ضلالت گراز صحراے نکبت وذلت مردود درگاہ خدا یعنے زمرد شاہ
لقا کے شہرے ہین اورجسقدر کوہی کہ امداد لقا کو آئے مطیع امیر نامدار ہوے یہانتک کہ
گلگون عیار بھی خدمت شاہ اسلام مین آیا اور مطیع ہوکر زمرۂ عیاران مین رہنے لگا
اب کوئی ناصر ومعین لقا کا نرہا اوس بہیدین بے وجہ سے یاوری طبل جنگ بجانا موقوف
رکھا اور انتظار آمد آمد وساحران کرنے لگا امیر نے بھی کچہ اسکا تعرض نہ فرمایا کیونکہ خاصہ
مزاج ہمایون امیر باتوقیر یہی ہے کہ جبتک پیشدستی حراف کی طرف سے نہو آپ سبقت نہین
فرماتے ہین اور بعد عرصہ بسیار عدو سے سبب توقف جنگ استفسار فرماکر حملہ کرتے ہین الحاصل
جب یہان نقارہ حربی عرصہ تک نہ بجا شیران نیستان شجاعت وضیغمِ صولتان میدان
شہامت بغیر شکار جھنجھلائے دم رستم توان پہلوانون کے خالی بیٹھنے سے گھبرائے
ہرایک نے ارادہ سیر وشکار کیا لیکن خوف بادشاہ اسلام اور لحاظ امیر دامنگیر
تھا اپنے اپنے خیام وبارگاہ مین جلسۂ عشرت جمع رکھتے تھے الک روز دم سحر جب خسرو
خاور اریکہ آراے چرخ اخضر ہوا شاہ اسلام نے بصد کر وفر اورنگ سلیمانی پر جلوس فرمایا
دربار دربار سرداران ذی تبار سے معمور ہوا ساقیان خوشرو وسنگ جام مے خوشرنگ
نیرنگ دکھانے لگے جلسہ نشینان بارگاہ گوشہ مین جوانی کے ترنگ یاد دلانے لگے بزم کے
کیکاؤس پر رشک ہوتا تو بجا تھا عین سرجوشی نغمہ مین شاہزادہ تورج بن بدیع اپنی
جگہ پر سے اوٹھا اور سامنے بادشاہ فریدون فر کے آکر دست بستہ اجازت خواہ ہوا کہ اے
شاہ بحر و بر داے خسرو دادگستر میرا جی بہت گھبراتا ہے امید عنایت سلطانی سے یہ
رکھتا ہے کہ میری عرض بدرجہ اجابت پہونچے اور آرزو میری قلعت قبول سرکار عالی تبار
سے پائے میرے واسطے حکم صیدافگنی شرف اصدار فرمائے بادشاہ زبان مدارات بیان سے یون درفشان
ہوئے کہ اے نہنگ قلزم جرات مجھکو اجازت تمھاری دینے مین کچھ عذر نہین لیکن تم یادگار

عم نامدار شہزادۂ بدیع ذوالوقار ہو جد عالی قدر حمزۂ نامور سپہ سالار لشکر تمہارے بغیر کیونکر بسر کر سکینگے بیٹے کی جگہ وہ اب پوتون کو سمجھتے ہین جب کبھی یاد قرۃ العین آتی ہے تو نظر تمہاری صورت کے دیکھنے سے نور پاتی ہے قورج نے عرض کیا کہ مین بے اجازت جد نامور نجاونگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر وہ تمکو رخصت کرین تو مین بھی رخصت کر چکا یہ حکم بادشاہ سے سنکر شاہزادۂ موصوف روبروے امیر آکر رخصت طلب ہوا کہ اے جد بزرگوار مجکو فراق پدر عالی وقار مین خالی رہنا شاق گذرتا ہے اگر لڑائی ہوتی ہے تو خیال حرب مین یاد پدر کم رہتی ہے مگر تنہائی مین بارگاہ کاٹے کہاتی ہے چنانچہ اجکل جنگ موقوف ہے مجکو حکم سیر و شکار دیجیے عرض کمترین رد نہ کیجیے امیر نے شہزادہ کو کمال درجہ مشتاق صید افگنی دیکھکر روکنا مناسب نجانا فرمایا کہ اے جان جد تمکو یا سرداران دیگر کو کسینے قید کب کیا ہے مگر ممانعت کی یہ وجہ ہے کہ یہ صحرا تمام ساحرون سے بھرا ہے جا بجا بلیات و طلسمات کا سامنا ہے دیکھو باپ تمہارے گئے آجتک اونکا دیکھنا مجھے ممکن نہوا یہی خیال آتا ہے کہ تم کہین جاکر کسی آفت مین گرفتار ہو اور دشمن تمہارے روز بد دیکھین اچھا جاؤ تین روز سے زیادہ صحرا مین نرہنا خفگی میری نسہنا شہزادہ اجازت پانے سے سلام رخصتی بجالایا اور دربار سے اپنی بارگاہ مین آیا سردارون کو اپنے بلاکر مژدۂ صید و شکار سنایا ہر ایک خوشنود ہوکر سامان روانگی کرنے لگا شہزادے کے لیے ایک بارگاہ مع سامان زربفتی اشترون پر بار ہوئی ہاتھیون پر خیمے ڈیرے سردارون کے لدگئے چالیس ہزار سوار زرہ پوش شیر شکار تیار ہوئے بہادر مسلح و مکمل ہوکر عازم شکار ہوے قراول پہلے میر شکار یوزباش حاضر ہوکر جانور پسند کرانے لگے چرخ شکاری کتے دوڑے لانے لگے چیتونکی کھولیان تانگون پر کھچگئین جانورون کے طعمے رد کیے گئے بھوکین دی گئین بازدار باز بہری شاہین جرہ شکرہ ترمتی وغیرہ ہاتھون پر بٹھاکر ٹوپیان آنکھون پر چڑھاکر جانب صحرا روانہ ہوئے طبل طغرل پر چوب پڑی کمانداروں نے ترکش درست کیا کمند افگن اور دام دار پہلے سے جنگل مین جاکر کمینگاہ مین بیٹھے قراول لاتی لگانیکی فکر مین پھرنے لگے گور و گوزن کا پتا لگانے تھے جنگل گھرتے جاتے تھے لمولفہ

درختون نے صحرا کے سنکر یہ حال — کہ صید افگنی کا ہے شہ کو خیال
کیا جلد ترتیب سامان صید — لگے کہنے بلبل سے گل مکر و کید

گئے جلد سنبل نے گیسو دراز — کہ مجکو بھی کوئی کرے حال ساز
ہوا نرگس مست کو حوصلا — کہ آنکھون کو اپنے ہرن کر لیا

بیچ صحرا مین بارگاہ استاد گرامی شیرون کے لیے ہوا کرنے کی تیاری ہوئی باجے اور آتشبازیکے توڑے روانہ ہوے رات بھر یہی سامان رہا جسوقت کہ صحراے اخضر آسمان مین صیاد دہر نے باز تیز پرواز آفتاب کو طائران انجم پر چھوڑا اور طاؤس فلک نیلی فام نے دانہ کواکب کو چن لیا **نظم**

کہ چمکا مہر تابان جب سحرگاہ — دل شہ کو ہوئی پھر سیر کی چاہ
طلب فوراً کیا شبدیز چالاک — ہوا رونق فزاے زین وہ بیباک
کچھ ایسا خوبصورت تھا وہ مرکب — کہ پہونچے اوسکی تیزی پر خرد کب
منقش پشت پر اک زین پرزر — فروغ مہر سے تابش مین بہتر
غرض گھوڑے کو اُسنے جب بڑھایا — سوے صحراے لالہ زار آیا

ابھی اچھی طرح روشنی نہوئی تھی تو کنول بردار فانوس ہاے زرین آگے آگے لیے روان تھے ہمراہ سواری ہزارہا نوجوان تھے نسیم سحری فرفر چلتی غنچہ خاطر شگفتہ کرتی بسان شاہد سحر رخسار نازسے مچلتی گھوڑے طرارے بھرتے جنگل مین نئے نئے گل کھلے قطرات شبنم سبزہ پر پڑے موتیون کے جال درختون پر پڑے نظر آتے مور صحرا مین شور مچاتے کچھ عجب ہنگامہ تھا **نظم**

کہین چشم نرگس تھی رہ مین کھلی — کہ آنکھین کرے فرش راہ شہی
گذر دشت مین جبکہ ہو صحدم — میرے سر پہ آنکھون پہ شہ کے قدم
کہین کوڑیالا تھا پھولا ہوا — تو وہ صورت دام گسترده تھا
ہوئے عازم صید یون سب دلیر — ہرن کے عقب مین چلے جیسے شیر

شہزادہ سیر دیکھتا بصد فرحت و سرور قریب کوہ عقیق پہونچا اوسکے دامن مین اتفاق زمانہ سے وہ چالیس ہاتھی جو لقا کی سواری مین رہتے ہین اور تخت اونپر اوس مردود کا کھیچا جاتا ہے کھڑے تھے فیلبان چارہ لادنے اونکو لائے تھے مگر بموجب اس قول کے کہ جس فرقہ کے نام مین لفظ بان ہو اوسے ڈرنا چاہیے فیلبانون نے شہزادہ کو بحشم و خدم جاتے دیکھکر رشک کیا اور ہاتھی ازبسکہ جنگ دیدہ تھا اور رن چڑھے ہوے تھے اونکو اوس لشکر کیطرف ہول دیا شہزادہ تو آگے تھا ہی

اسپر جب ہاتھیون نے حملہ کیا گرز پکڑ کر وہ بھی جا پڑا اور بضرب گرز بھیجے ہاتھیون کے پراگندہ کیے کچھ فیل سامنے سے چیخ مار کر بھاگے اور فیلبان بھی رو بگریز لائے یہ شکار انداز فیل کا شکار کھیلتا آگے بڑھا تھا کہ بقدرت خداے اکبر آندھی درہ کوہ سے ایسی تیرہ و تار آئی کہ عیار صحرا سے اوٹھکر ہر بگولا صورت فیل سیاہ بنگیا ہوا نے ایسا زور کیا کہ کوئی کسیکا کفیل حال نتھا جدھر جسکا منھ پڑا چل نکلا شہزادہ مع چند سرداران بلیتن کے ایک سمت کو روانہ ہوا دشت تاریکی سے کجلی بن بنگیا تھا فیل و صرصر ملوم ہلا رہا تھا لوگون کو مکنا دیو کے آنیکا گمان ہوتا تھا تہمتن عیار شہزادیکی رکاب سے لپٹا چلا جاتا تھا اور چند سردار سالار بھی ہمرکاب مرکب آرا سے تادیر صحرا نورد رہے جب وہ سیاہی آندھی کی مٹی اور رخ روز نورانی ہوا اپنے تئین ایک پہاڑ کے قریب بہنے پایا دامن کوہ مین شکار وافر تھا اپنی بربادی کا تو کسینے خیال نہ کیا شکار کھیلنا اغاز فرمایا سب سامان تو اوس آندھی مین چھوٹ گیا تھا وہی جو باز ہاتھون پر بیٹھے تھے اونکو جانوران پرند پر چھوڑا تیر سے آہو نیل گاؤ وغیرہ شکار کیے اور اسیطرح صید کنان اوس پہاڑ کے ایک درہ کوہ کیطرف پہونچے وہ درہ ایک ڈال زمرد کا تراشکر کسینے بنا تھا اندر درے کے ایک باغ پربہار لگا یا تھا سبحان اللہ عجب بہار تھی کہ فرہاد کے لیے حسن شیرین کی بہار آشکا تھی زلف سنبل شب وصل محبوبان رخسارہ گل یہ از روز نوید وصالِ معشوقان نرگس ہمچشم دیدہ یار غمزدہ آگین و حیا پرور لالہ ساغر جم سے کہین بہتر بلکہ پیمانہ بادہ عیش و سرور یا کاسہ چشم حور سوسن وہ زبان جو وصل اقرار پر زبان دے بنفشہ وہ زلف جو دل عاشق مانگ لے سرو ہمقامت اوس قد رعنا کا جسکا پرتو معشوقون کو چال محبوبی کی سکھائے سایہ حسن اسکا طوبی کو شرمائے نہرین مصفا آفتاب رخان کو خجالت دین آفتاب غیرت سے پانی مین ڈوبا نظر آتا چشمۂ ماہ کو اپنی صفا پر ندامت بخشین سبزۂ اخضر خضر کو مشتاق دید کرتا خفتہ بختون کے طالع کو سعید کرتا بلبلین زمزمہ پردازی مین استاد تا نسین نوید بخش خرمی اونکا شیون و شین نارنج سے واقعی نارنج پہونچے دانہ ہاے انار دندان یار نار رخسار کے دانت کھٹے کرے سیب دافع رنج آسیب مفرح القلوب بہی سے سراسر حاصل بہی خاطر دلبستگان کو مرغوب کہ بمقتضاے ابیات

عروسانِ چمن سب ہنس رہے تھے
چمن خوشبو سے بالکل بس رہے تھے
چھڑی پھولون کی ہر شاخ گلِ تر
بہار افزا تھا جوبن بلبلون پر

عروسان چمن تھے فرحت اندوز	چمک پر گل کی قربان روز نوروز
لدے تھے پھول و پھل سے جملہ اشجار	گلستان بنگیا سب دشت و کہسار

شہزادہ نے اس بہار فرحت اگین کو دیکھکر اندر دروازہ کے قدم رکھا اندر سے قدم کی آہٹ پاکر پچاس آہو خوش رفتار باہر نکل آئے شہزادے نے تیر سے شکار کرنا اغاز کیا سواران ہمراہی نے بھی اونکو گھیرا مگر وہ کچھ تو نشانۂ خدنگ ہوئی اور کچھ اندر باغ کے گر گئے شہزادہ بھی اونکے عقب مین آیا دیکھا کہ سامنے بارہ درہ ہی جواہر دوز پردے اوسین پڑے ہین سراسر خوبی سے بھری ہے شہزادے نے پردہ اوسکا جا کر اوٹھایا نرا سامان طلسمی پایا کہ شیشہ آلات سجا ہے تصاویر دیوار دنمین نصب ہین خندہ زن سب ہین مسند مغرق بچھی ہے گل اوسکے ہنستے جانور جو مسند مین بنے ہین باتین کرتے ہین گلدستے چنے ہین انپر جواہر کے طائر زمزمہ سرائی کرتے بیچ ایوان مین ایک تخت بچھا ہی موزمرد کا اسپر ماچنا ہے اور ایک پایہ سے اُسکے دیو زبون صوت و بدہئیت زنجیر آہنی سے بندھا ہی اپنے حال زار پر روتا ہے سامنے تخت کے جو دیوار ہے اوسین ایک طاق بنا ہے جو طاق کسری کو شرماتا ہی اوس طاق مین ایک بت سونیکا رکھا ہے کہ آنکھو نکو اسکی یاقوت سرخ سے بنایا ہے شہزادہ یہ ماجرا دیکھکر حیران تھا نجم عیار جو ساتھ تھا اوسکو سحر کا اس مکانپر گمان تھا شہزادے سے عرض کرتا تھا کہ حضور یہان نہ ٹھہرین یہ مقام کسی ساحر کا مسکن ہے پر بلا دیر آفت یہ گلشن ہے شہزادے نے اسکے کہنے کو نہ سنا اور اس دیو سے جو بستۂ زنجیر آہن تھا پوچھا کہ تجھکو کسنے باندھا ہے وہ دیو گویا ہوا کہ طوفان کوہی یہان کا مالک ہے اسنے ایک ساحرہ سے کہکر مجھکو اسیر کرایا ہے اور یہ بت جو طاق پر رکھا ہی یہ اسکا خدا ہی اسکے وہ پرستش کرتا ہی شہزادے نے پوچھا کہ اوس ساحرہ کا کیا نام جسنے تجھکو قید کیا ہی دیو نے کہا مجھکو بارہ برس کا عرصہ ہوا کہ اپنے باپ سے لڑکر مین یہان آیا اور اسیر ہوا مگر مینے اس ساحرہ کا نام نہین سُنا اور نہ اسکو کبھی دیکھا لیکن اس زمانۂ قید مین ایک روز مین اپنی حال پر خوب رویا اور دعا اپنی رہائی کی کرتے کرتے سو گیا خواب مین ایک مقدس کا جمال باکمال نظر آیا اُنھون نے یہ مژدہ طربناک سنایا کہ غمگین مت ہو وقت رہائی قریب آیا فرزند حمزہ زلزلۂ قاف کا آئے گا تجھے قید چھڑائیگا یہ کہکر دیو مستفسر ہوا کہ شاہدا ے شخص تو پسر حمزہ ہے شہزادہ نی فرمایا کہ مین اونکا پوتا ہون دیو بہت خوشنود ہوا اور شہزادہ نی دعاے صیفۂ ابراہیمی پڑھکر اسپر دم کی اور زنجیر کو

بزور صاحبقرانی پارہ پارہ کیا دیو رہا ہو کہ قدم سعادت توام پر شہزادہ کے گرا شہزادہ نے آگے بڑھکر
اوس بت کو طاق سے اوٹھایا اور قبضۂ شمشیر سے چورچور کیا اوسوقت تو غلغلۂ عظیم برپا ہو صداہاے مہیب
آئین کرارے غضب کیا اسنے خداوند کو توڑ پھوڑ ڈالا وہ جو مور تخت پر ناچ رہا تھا اڑ کر ایک طرف کو چلا گیا
آندھی پانی کا ہنگامہ رہا بعد برطرف ہونے اس آفت کے شہزادہ مسند پر بیٹھا اور دیو کو اسلام کا آئین
بتایا کلمہ پڑھایا پھر وہ دیو باغ سے میوہ وغیرہ لایا شہزادہ نے نوش فرمایا شراب کی کشتیان اور ہر طرح کی
نعمت بارہ دری مین موجود تھی چنانچہ شراب پی اور ہر چیز سے آسودگی حاصل کی نجم عیار نے ہرچند
کہا کہ یہان نہ ٹھہریے نکل چلیے اوسکا کہنا نمانا کہا تو نامرد ہی سکھاتا ہے اگر تجکو خوف آتا ہے
تو یہان سے تو چلا جا عیار مذکور خاموش ہو رہا مگر یہان ایک ساحر اوس ساحرہ کیطرف سے محافظ تھا جسنے
کہ جسنے بزور سحر یہ کارخانہ جادو کا بنایا تھا پس وہ مور جو اڑ گیا وہ محافظ صحرا مین سحر پڑھ رہا تھا
اوسکو مور نے مطلع کیا کہ اے کنایہ جادو تو کیا غافل بیٹھا ہے ایک مسلمان نے آکر خداوند کو توڑا
دیو قید سے چھوٹ گیا یہ کہکر مور تو جل گیا اور ساحر بیتابانہ لپکا اور باغ مین آکر پکارا کہ اے خیرہ سر
تو کون ہے جو تونے خداوند سامری کی جناب مین بے ادبی کی اور ان بیچارے نے تیرا کیا بگاڑا تھا جو تو نے اینہ ظلم
روا رکھا شہزادہ نعرہ ساحر سنکر مسند سے اوٹھا تھا کہ دیو اوس ساحر پر جھپٹا پکارا کہ اوبھیا ٹھہر تو جا مین آیا
ساحر نے دیو کو آتے دیکھکر خیال کیا کہ یہ غفلت مین میری مالکہ سے گرفتار ہوا تھا میرا کام تمام کردیگا سحر
اسپر ہوشیاری مین اثرپذیر نہوگا بس یہ سوچکر بزور سحر اوڑا اور بھاگ کر ملک طوفانیہ مین آیا یہان تخت
حکومت پر طوفان کوہی بیٹھا تھا کہ یہ بدحواس پہونچا اور عرض رسا ہوا کہ اے بادشاہ بڑا غضب ہوا
کوئی ایسا زبردست و بیرحم آیا ہے کہ اوسنے خداوند کو بھی نمانا اور اونکو توڑ ڈالا یہ سننا تھا کہ طوفان
پر شیطان چڑھا فوراً تخت پر سے اٹھا اور حکم تیاری لشکر دیا بھائی اسکا سیلان کوہی ہے
اوسنے لشکر تیار کرایا قرناے جنگی کا شور ہوا مسلح و مکمل ہر صاحب زور ہوا طوفان بھی ہتھیار سجکر
ارگدن پر سوار ہوکر چلا پشت پر دولاکھ کا پرا سپاہ کا تھا کہ ہر ایک کوہی غرق بحر آہن تھا یہان
شہزادہ بعد نیت شکنی زمانے کے مثل جناب خلیل اللہ دزہ کوہ سے نکلا تھا کہ دہنکے کی آواز سنائی
دی اور آمد فوج کی علامت ظاہر ہوئی یعنے پرچم نشانون کے کھلے اَڑ گردوغبار تتق بلند دکھائی
دیا شہزادہ بھی ڈٹ کر سامنے کھڑا ہوا جب دامن کوہ شگاف ہوا فوج کوہستان جوق جوق دل گردے

ظاہر ہوئی کہ مرکب دور کا بہر ایک کے زیر ران تھیہائے گرانبار کمر سے لگائے گرز کے عرادے ساتھ گڑ گڑاتے پرچم نیزون کے کالے کالے اُڑتے برچھے ترچھے مرکبون کی کنوتیون پر کھے نعرون سے انکے گوش فلک کر ہوتا کرنائے کا شور تا بہ چرخ چارم پہونچتا کہ بمقتضائے **ابیات**

ہمہ گوش پر نالۂ بوق شد ہمہ چشم پر رنگ منجوق شد
دہادہ برآمد ز نخچیر گاہ پر آواز شد گوش شاہ و سپاہ
بدرید آواز گوش ہزبر تو گفتی ہمی ژالہ بارید ابر
سواران شمشیر زن صد ہزار زرہ دار با گرزۂ گاؤ سار

شہزادہ مردانہ وار آگے بڑھا اور دیو سے فرمایا کہ خبردار اس جنگ مین تو دخل نہ دینا کسلیئے کہ دیو سے انسان کو لڑانا ہمارا آئین نہین خلاف شجاعت کرین یہ ہمارا دین نہین تو یہان سے حوالی کوہ عقیق جا میرا لشکر آندھی آنے سے پراگندہ ہو گیا ہے اسکو جمع کر کے لے آ دیو شہزادہ کی جرأت پر آفرین کرتا حسب الحکم لشکر لینے روانہ ہوا اتنے عرصہ مین لشکر عدو نے قریب پہونچکر حملہ کیا یہ سیر دلیر بھی اوس گلۂ گوسفند پر غضبناک ہو کر جھپٹا اور رعد آسا کھینچکر جگر سے فوج پر گرا **نعرہ**

منم تورج نامور شہریار منم ضیغم بیشۂ کارزار
ہر بیت کرار و ز ہیجا نماند ز تیغم بنا ہے بہ اعدا نماند

صفوف لشکر کو تہ و بالا کرنا شروع کیا بازار حرب گرم ہوا سردار جو شہزادہ کے ساتھ تھے وہ بھی کار رستانہ کر رہے تھے ایک ایک نے سو سو کو بیجان کیا تھا خاک و خون مین غلطان کیا تھا یہ سب شکار کھیلنے آئے تھے یہان آہوئے جان مخالفان کا شکار ہاتھ آیا مرغ روح دشمنان ہر ایک نے نشانۂ خدنگ اجل بنایا شہباز تیغ نے پر کھولے طعمۂ جسد دشمن سے دہن رنگین ہوئے کہ **نظم**

چنان شد ز خون خاک آوردگاہ کہ گفتی ہمی خون ببارد ز ماہ
بکشتند چندانکہ روئے زمین شد از جوشن کشتگان آہنین
برآمد خروشیدن دار و گیر ہمان آتش خنجر و گرز و تیر
چو با صد ہزاران گرم کرد اسپ شاہ زمین کشت حنا و بیجان سپاہ

تا دیر ہنگامہ کارزار گرم رہا اسی اشتعال جدال و نائرہ قتال مین شہزادہ نے صفون کو درہم کر کے طوفان

اپنے تئین پہونچایا اور للکارا کہ اونامرد ازلی و ابدی چند آدمیونسے دو لاکھ کو لڑواتا ہے اِدھر آ کہ تو مجھ شیر صحرائے جلادت کا شکار ہے طوفان کو بھی اِن کلمات کے سننے سے غصہ آیا اور عسرت مین افسران لشکر کو اپنے حکم دیا کہ لڑنے سے فوج کو باز رکھو مین اس ملجھ خدا پرست کو مارے لیتا ہون لشکر کے لڑنے مین بدنامی ہے کہ چند پاشکستہ کو گھیر کر قتل کیا یہ حکم سنکر افسرون نے فوج کو روکا اور یہ دیو صورت مقابل شہزادہ پر طلعت و سلیمان صولت ہوا قد مین مثل تناور درخت جسم کثرتِ ورزش سے کرخت بسان سنگ سخت رکھتا تھا کردن کو گجک مارا مانند فیل جنگھارا اور نیزہ شہزادہ پر مارا شہزادہ نے سنان نیزہ اپنی نیزہ کی سنان پر گانٹھی برابر سے نیزہ بازی شروع ہوئی لیکن طول و بنا ردا نہین شہزادے نے چند طعن رد و بدل کرکے ایک بند ایسا باندھا کہ کھولنا اسکا دشوار ہوا اور نیزہ ہاتھ سے نکلکر دور گرا اوسنے غصہ مین اگر گرز سہ صد منی چرخ دیکر سر شہزادے پر لگایا اس بہادر نے دم شمشیر پر گرز کو روکا کلہ عمود مثل خیار تر کٹکر زمین پر گرا اوسنے بحالت غضب دانت پیسکر تیغۂ آبدار و گران وزن نیام سے کھینچکر اور مرکب بائین پر چڑھا کر زیر بغل راست کیجانب شہزادہ کو رکھا اور بڑے زور و شور سے تلوار لگائی کہ ترک فلک ہاتھ بلند ہونے سے الامان پکارا بہرام نے بچانا اے خالق اکبر کا نعرہ مارا مگر شہزادہ نے جب تلوار قریب آئی تھپکی دیکر باڑھ کو اوسکی ہٹ کیا اور پنجہ یلی سے کلائی کو اسکی پکڑ کر جھٹکا دیا تلوار اسکے دست نجس سے نکلی مگر اسنے تلوار چھوڑ کر مرکب برابر لاکر توڑہ مین کمربند کے ہاتھ ڈالا شہزادہ نے بھی گریبان مین ہاتھ دیکر زور کیا مرکب گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئے دونون زمین کو دے اور دامن بہ گردان سرگرم کشتی ہوئے تلاش داؤن پیچ جوڑ توڑ بند کی ہونے لگی فیلان مست کیطرح ٹکرین چلنے لگین کشمکش اور ریلا پیلی سے زمین درکنے لگی دو گھڑی مین طوفان کا دم اگیا کیونکہ بڑا زور اسکو اس کشتی مین کرنا پڑا ابس اسنے خنجر کمر سے کھینچکر چاہا کہ شہزادے کے پیٹ مین مارون شہزادہ نے اتنے عرصہ مین کہ جبتک خنجر وہ کھینچے اوٹھا کر دیمارا القدرت قادر عز و جل خنجر کھینچ تو چکا ہی تھا آڑا ہوکر اسکے پیٹ مین در آیا اوجھ جھوجھ کٹ کر دوسری کوکھ کیطرف سے خنجر نکلا وہ تڑپ کر ہلاک ہوگیا اسکے مرتے ہی بھائی اوسکا سیلان کوہی اسکی حمایت پر پیٹ مار کر چلا فوج کو للکارا کہان مارنا اس خدا پرست کو کہ بسا زبردست ہے اکیلے پست نہوگا فوج نے یہ حکم سنکر حملہ سخت

کیا شہزادہ جست کرکے مرکب پر سوار ہوا پھر وہی گرمی بازار جانبازی وہی سرفروشی و جانبازی
شہر قتال مین شروع ہوئی خانہاے جسد ویران ہونے لگے کاشانۂ تن اجاڑ و پریشان ہونے لگے
قیمت مین جواہر جوہر تیغ دیگر طائران روح مخالف مول لیے اور شہزادہ پروردہ مہد ناز شمشیر پر
سے صدقہ کرکے چھوڑ دیے کہ بموجب بیت سر ہی کے عوض سر امراد بیجیے ÷ یہ صدقہ کسی نے
اتارا نہین ÷ قفس تن سے طائران ہستی چھوٹکر جانب صحراے عدم جاتے تھے زاغ و زغن
گوشت کھانیکو منڈلاتے تھے سرپرین اسطرح سرونپر گردش کرتی تھین کہ جیسے چیلین اڑتی تھین
دشت ویران کیطرح بیداے حرب مین تلوارون کے سائین سائین صدا آتی تھی روح رستم
واسفندیار زیر ارض خوف سے تھرّاتی تھی بہادر شیر نر کیطرح ڈکارتے تھے تیر فشافش کرکے
مار سیاہ کے مانند پھنکارتے تھے شجر قامت حرارت شعلۂ تیغ سے خشک ہوئے جاتے تھے سر
بسان برگ خزان دیدہ باد تند روش شمشیر سے اُڑتے غبار دل کا نکلکر خاک بسر کرتا مگر منہ اٹنے
سے نہ مرتے اس ہنگامۂ آفت خیز مین بوجہ تنہائی شہزادہ و سردار کھڑے ہوئے تھے قریب تھا کہ
مارے جائین رخ شجاعت پردۂ خاک مین چھپائین بیقرار ہوکر دعا دل سے کرتے تھے کہ اے یاور
بے یاوران ہمکو فتح و نصرت دے کبھی سر برسرکش پاے تضرع پر دھرتے تھے اور پکارتے کہ بموجب نظم

عطا کی تونے یارب ہمکو ہستی	تجھی سے ہے بلندی اور پستی
تجھی نے پست قوم عاد کردی	تجھی نے باد سرسر او پہ بھیجی
غریبون کا توہی یاور ہے یارب	تجھی سے مانگتی ہین ہم یہ سب

تیر دعا ہدف مراد پر پڑا کہ وہ دیو جو تلاش لشکر مین گیا تھا چالیس ہزار سپاہ جرّار شہزادہ کو لیکر آیا
اون بہادرون نے پہونچتے ہی کمر لشکر حریف کی ماری اور زیر شمشیر ہر ایک بے پیر کو رکھ لیا
پھر تو سیل خون بہادی عنقاے تیغ نے بال کھولکر دشمنون کو معدوم کرنا اعادہ کیا بازار شمشیر قتل
و قتال سربازان سے بازنہ آیا خنجر گلوگیر شجاعان تھا حلقۂ کمند مین بریدہ رشتۂ جان تھا کہ نظم

زمین آہنین شد ہوا لاجورد	بابر اندر آمد سر تیرہ گرد
سوی لشکر کوہیان بلہ بلہ	ش نامدار و جہاندار گرد
بہرجائیگہ بر یکی تودہ کرد	زمینها بمغز سر آلودہ کرد

ازان لشکر شوم چندان بکشت سرانجام سیلان گرفتار شد		زیک دشت سر بود با پای و پشت دزد اختر نیک بیزار شد	

یعنے جب شہزادہ کو اپنی فوج کے آنے سے صفوف لشکر اعدا کو درہم کرکے قریب سیلان ہونچا اسنے شہزادے پر تلوار لگائی شہزادے نے خالی دیکر مرکب سے مرکب ملا دیا اور اسکے توڑے مین کمر سے زنجیر کے ہاتھ دیکر فاش زین سے اوسکو اوٹھا لیا اور سپر بائین ہاتھ پر چڑھا کر مصروف شمشیر زنی ہوا اسنے خیال کیا کہ اس ہنگامہ مین قتل ہو جاؤنگا پس شہزادے سے امان کا طلب ہوا آپنے اسکو رہا کر دیا اسنے اپنی فوج مین طبل امان بجوایا لشکر لڑنے سے رکے اسنے رکاب شہزادہ کو آکر بوسہ دیا شہزادہ نے سوال اسلام اختیار کرنیکا فرمایا وہ دلمین کینہ رکھکر طوطے کیطرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا اور عرض کیا کہ اے شہریار قلعہ مین تشریف فرما ہوکر اہالیان قلعہ کو بھی مشرف بشرف اسلام درزی فرمایئے سر عجز احقر طارم افلاک پر پہونچایئے شہزادے نے التماس کو اسکے تشریف قبول سے سرفراز فرمایا او ربع اپنی لشکر کی ہمراہ چلا اور اس جنگل کو طے کرکے قریب ایک کوہ کے پہونچا جب اسکے درے سے گذرا سامنے ایک قلعہ فلک فرسا نظر آیا در قلعہ فولادی تھا بہت کچھ سامان آبادی تھا فصیلہاے قلعہ پر بڑا بند وبست و انتظام گولندازو برق اندازو وحشت اندازون کا اژدحام در شہر پناہ پر چالیس ہزار فوج کی چھاونی پڑی نگہبانی ہر طرف بڑی شہزادے نے اپنی فوج کو بیرون قلعہ اترنے کا حکم دیا اور اپنی بارگاہ بھی استادہ کرائی لشکر اترنے لگا گھما گھم ہونے لگی کہین سوارون کی لین پڑی کہین پیادون نے بستر لگائے مسل علیحدہ جمی بیچ لشکر مین بازار کھلگیا طلایہ مقرر ہوا عیار بعہدہ کوتوالی بازار مین چبوترہ بنوا کر شہر انظر باز پھرنے لگے چور بدمعاش اچکے گھرنے لگے رات کو اکاسی دیا جلتا بھولا بسرا اتر پڑا ہوا ملتا یہان تو یہ کیفیت ہے لیکن شہزادہ ہمراہ سیلان داخل قلعہ ہوا سرداران لشکر و عیار کو اپنے ہمراہ لیا قلعہ کو دیکھا تو بہت آباد ہے ہر ایک مرد ہر ایک رنج سے آزاد ہے دکانین کھلی ہین اشیاے نفیسہ چنی ہین صرافہ و بزازہ آراستہ ہے چاندنی چوک مین عجب جلسہ عشرت انتما ہے کہین جوہری جواہر کا ڈھیر لگائے کہین سیٹھ جی کرورون کی اسپیٹ کا بیڑا اوٹھائے بیٹھے ہین دلال مرفہ الحال تاجرون کے ساتھ حضور اس دکان پر آیئے یہ مال دیکھ جایئے کہتے پھرتے کہین بساط خانہ ہے کہین گل و گلفروشون کا رنگ جاتا ہے بہار کو اپنی دکھاتا ہے کہین ترہ فروشونکا بازار ہے ہر کنجڑن مہ جبین ہے کہین کمرے رشک دہ گلستان ہین مجمع گلرخان ہے شاہدان نسرین بدن جمع

ہین عاشق تن سامنے تہلتے ہین بہت دل گرفتہ ہین بہت سے بہلتے ہین طرفہ شہر ہی جدائی اسکی قہر ہے معظم

همه بوم و بر باغ آباد بود — دل مردم از خرمی شاد بود
پذیره شدندش بزرگان شهر — کسے راکش از مردی بود بهر
برو همگنان آفرین خواندند — بسے زر و گوهر برافشاندند

شہزادہ کیفیت شہر کی ملاحظہ فرماتا قریب دار العمارۃ پہونچا یہان اراکین سلطنت انتظار مقدم شریف شہریار کے تھے منتظر و ضیع و شریف دیاتھے سب نے باہر آکر استقبال کیا شہزادہ اندر ایوان شاہی کے آیا سریر جہان پناہی گسترده پایا دنگل و کرسی بیشمار تھین منقش و رنگین و طرحدار تھین جملہ سامان شاہانہ مہیا تھا دربار کیقبادی جمع تھا **سیلان** نے تخت پر شہزادے کو بٹھانا چاہا شہزادہ نے تخت نشینی سے انکار کرکے دنگل پر جلوس فرمایا نذرین گذرنے لگین طائفے اگر ناچنے لگے ساقیون نے جام مے گلفام دینا آغاز کیے **طوفان** جو مارا گیا ہے تو اوسکا ایک بیٹا **گلزار** کوہی نام ہی بارہ برس کا اسکا سن ہے ابھی لالہ فام ہے اُسنے جب آمد آمد شہزادہ سنی نذر تیار کراکر محل سے بہر ملازمت چلا ہر چند اسکی مان نے منع کیا کہ شہزادہ قاتل تیرے باپ کا ہے اُس سے ملنا نازیبا ہے لڑکے نے نمانا اور کہا یہ دستور ہمیشہ سے چلا آتا ہے کہ ایک کا مالک دوسرا پاتا ہے اگر مین نجاؤن تو ملک آبائی بھی ہاتھ سے جاتا ہے یہ کہکر خدمت شہزادہ مین آکر نذر دی شہزادہ نے اسکی صورت پسند کی اور حال پوچھا کہ تو کون ہے اسنے اپنا نام و نسب بتلایا شہزادہ نے کلمہ طیبہ بتلاکر اوسکو تلقین مذہب یزدان پرستی فرمایا اسنے براہ صداق و راستی حسب ہدایت ازلی راہ اسلام اختیار کی شہزادہ نے سلطنت اسکے باپ کی اسکو دی تا دیر شہر کر مژدہ کامیابی اپنی مان کو دینے گیا یہان **سیلان** مکار دشمن تو تھا ہی اور زیادہ عدوے شہزادہ ہوا کہ افسوس ملک بھی مجکو نملا اور دین بھی میرا گیا بس اوسنے پہلے تو چند جام شراب سادہ کے شہزادہ و سرداران کو دیے جب **نجم** عیار کو گمان بدی کا اوسکی جانب سے بالکل رفع ہوا اور اوسنے جانا کہ یہ بیشک سچا مسلمان ہے یہ سمجھکر عیار مذکور بھی غافل ہو گیا اوس نے اسکو بیخبر پاکر شراب مین بیہوشی ملائی اور مع عیار و سردار شہزادہ سبکو پلائی کہ ہر ایک پر بیہوشی چھائی اپنے افسران لشکر کو بلاکر کہا کہ مینے تم سبکا دین قدیم بچانے کو یہ حرکت کی ہے تمھین بھی میری اطاعت چاہیے سب نے کہنا اوسکا تسلیم کیا اور شہزادہ کو طوق و زنجیر پہناکر زندان مین بھیجا کئی ہزار آدمیون کا پہرا مقرر کیا پھر صلاح کی کہ رات کو شہزادہ کی فوج پر شبخون مارلیے لیکن اسحال کو **گلزار** نے بھی سُنا کہ وہ شہریار

اسطرح اسیر ہوا یہ سنتے ہی بیتیا بانہ محل سے نکلکر اپنی ذاتی فوج کو بلایا اسکے ذاتی کئی ہزار ملازم تھے اور بہت سے لڑکے ہمسن اوس فوج کے افسر اسنے مقرر کیے ہین پس اوس فوج کو تیار کراکر سیدھا زندان پر آیا اور نعرہ کرکے حملہ کیا محافظان زندان نے خیال کیا کہ یہ آپس کا جھگڑا ہے چچا بھتیجے سو فساد پھیلا ہے ہماری جان مفت جائیگی دخل دینا زیبا نہین ورنہ بیخبر دمی گلا کٹوائیگی یہ سمجھ کر عرض رسا ہوئی کہ اے شہزادے ہم آپ کے تابع فرمان ہین شوق سے آپ اندر زندان کے جایئے اور شہزادہ کو چھڑا لیجیے اسنے جب یہ سنا اندر گیا یہان شہزادہ ہوش مین اگر سر زنجیر پر خم کیے پیشانی زانو پر جھکائے بیٹھا تھا اور تہ دل سے دعاے رہائی درگاہ ایزدی مین کر رہا تھا کہ یہ پہونچا اور چاہا کہ قید کاٹے شہزادہ نے فرمایا کہ جب وقت رہائی آیا ہے تو ہم قید نہین رہ سکتے یہ کہکر خانہ زور مین چرخ کھایا اور زنجیر و بیڑی ہتھکڑی کو توڑ کر کھڑا ہوا سردار بھی رہا ہوئے اور باہر قید خانہ سے سب نکلکر جانب **سیلان** بے ایمان چلے مگر اسنے ایکخادمان محل ملازم سے سنا تھا کہ **گلزار** قیدی کو چھڑانے گیا ہے چنانچہ یہ خبر سنکر اول تو قصد کیا کہ فوج لیکر جا کے اور مقابلہ کرے مگر سونچا کہ **تورج** بسبب کثرت ملازمان **گلزار** ضرور رہا ہوجائیگا پس اس سے پھر ڈہی دولت دھری ہے اب یہ وقت فرصت کا ہے مہلت ملی ہے نکلجانا چاہیے یہ تجویز کرکے اہل دربار سے کہا کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو اور اپنا دین قائم رکھنا ہو وہ آئے کچھ کوہی جو سیہ قلب زیادہ تر تھے اسکے ساتھ ہوئے اور پشت قلعہ کی طرف کا دروازہ کھولکر جانب قلعہ یاقوت نگار کہ یہان قریب ہے روانہ ہوا اس قلعہ کا مالک **یاقوت** زنگی غلام **طوفان** کا ہے کیونکہ وہ غلام اپنے آقا سے منحرف ہوکر اسی شہر مین بارہ کوس تک حصار باندھکر مقیم ہوا ہے اوس جگہ ایک قلعہ بھی بنایا ہے رعایا کو بسایا ہے بارہ ہزار زنگیان آدم خوار اسکے پاس رکھتا ہے پس **سیلان** اسکے پاس چلا یہان **تورج** دارالعمارہ مین آیا **گلزار** کو تخت شاہی پر بٹھایا منادی نے ندا دی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نہ کریگا گردن مارا جائیگا اہالیان قلعہ اپنے شہزادے کے بادشاہ ہونے سے خوش ہوکر حاضر دربار ہوئے نذرین دین خلعت پائے افسران لشکر از سر صدق مسلمان ہوئے تمام شہر اسلام آباد ہوا دیر بتکدے منہدم ہوئے مسجدین تعمیر ہوئین ندائے بانگ اللہ اکبر بلند ہوئی دولاکھ سپاہ اوس قلعہ کی اور چالیس ہزار فوج کے آدمی شہزادہ کے سب باہر قلعہ کے ملکر مقیم ہوئے شہزادہ نے حکم جشن ہونیکا دیا کئی روز تک جلسۂ عشرت رہا پھر شہزادہ نے فرمایا کہ اے **گلزار** اب تم سلطنت کرو کامل تسلط کرکے اسلام مین ہمارے پاس آنا مین اب یہانسے رخصت ہوتا ہون کیونکہ دادا جان سے

مین تین روز کا وعدہ کرکے شکار کھیلنے آیا تھا وہ منتظر میرے ہونگے مجکو جانا جلد چاہیے کہین ایسا نہو کہ وہ
ناراض ہون گلزار نے یہ بیان سنکر عرض کیا کہ غلام آپکے ہمراہ چلیگا بغیر آپ کی سلطنت ہفت اقلیم
بھی ہو تو نہ کریگا شہزادہ نے فرمایا اچھا سامان اپنے چلنے کا کرو لسنے ملک کا انتظام براہ عجلت کرنا شروع
کیا اسباب سفر درست کرانے لگا ہنوز یہ دونوں رہگرائے منزل مقصود نہین ہوئی کہ سلیمان سنے اور
ست مفسدہ برپا کیا وہ یہ کہ جب قریب قلعہ یاقوت نگار وہ ناہنجار پہونچا ہلکارون نے خبر اسکے قدم نحو
لزوم کی یاقوت شوم کو پہونچائی پہلے تو وہ متفکر ہوا کہ ایسا نہو مجکو گرفتار کرنے آیا ہو لیکن جو
اسیس مخبر حال ہوئے کہ وہ بامعدودے چند بحال پریشان آیا ہے فلک نے اسکو ستایا ہے لشکر وغیرہ کچھ
ساتھ نہین ہے سرکشی کی کوئی نہین ہے یہ سنکر وہ غلام بہ احترام تمام بہر استقبال در قلعہ تک آیا اور حال زار
آقائے بدکردار دیکھکر رو دیا دیکھا کہ گریبان اسکا پھٹا ہے چہرہ اترا ہے منہ پر زردی غمسے چھائی ہے
نہ ڈنکا ہے نہ چتر شاہی ہے صرف مصاحب بکسی و تنہائی ہے دو چار سردار ساتھ مین ایک گھوڑا سوار ہے صرف
خزان جلوس باد بہار ہے اسنے آگے بڑھکر تسلیم کی اور نذر دی پھر مستفسر ہوا کہ اے شاہ جہان پناہ کیا
نصیب عدا حالت ہے میرے آقا کے مزاج مبارک کی حالت تو مقرون بصحت ہے اسنے یہ کلمہ سنکر ایک نعرہ مارا اور کہا کہ
آقا تیرا خاوند لقا کی بہشت مین گیا مین اس مسلمان کے ہاتھ سے بھاگ کر تجھتک پہونچا ہون یہ کہکر
سارا حال جنگ وجدال بیان کیا غلام نے جملہ ماجرا سنکر اشک حسرت بہائے اور کلمات لاف وگزاف
زبان پر جاری کیے کہ اگر میں اوس مسلمان کے جاکر ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے نہ اڑادے تو نام اپنا
مردان عالم سے مٹایا یہ کہکر اسکو قلعہ مین لایا دعوت وضیافت کی پھر حکم درستی فوج دیا تیاری ہوئی
بارہ ہزار زنگی اور چند ہزار کوہی مسلح ومکمل ہوئے جنگ پر یکدل ہوے ایک ایک حبشی آدم خوار تھا
روح طوطیان نوش کو خوف بسیار تھا سب فیلان مست اور کرگدن پر سوار ہوئے صف کشی سے سیاہ
دیوار ہوے ظلمات پردہ دنیا پر ظاہر ہوئے اسلحہ کی چمک سے بجلی ابر تیرہ مین تڑپتی نظر آتی تھی طرفہ تر
تماشا تھا کہ چشمہ ظلمات موج مارکر اڑانے چلا تھا آب حیوان اب تیغ سے ملنے چلا تھا ہر ایک ظلماتی
مرنے چلا تھا زمین پر ہلچل تھی وہ کالی آندھی طوفان کے خون کا انتقام لینے چلی تھی طبل وبوق گرگرائے
کوس ہلت نورہستی کے نیچے ظلمت نے بجائے سواریان زنگیون کی جب روان ہوئین پرچے کوہ طلاطم مین
آئے آگے لشکر کے یاقوت وسلیمان مثل سیل فنا گینڈہ پر سوار راہی تھے سچ تو یہ ہے کہ دونون وہی ۱۸۰

تھے یہانتک کہ بعد قطع مسافت راہ قلعۂ طوفانیہ تو قریب تھا بہت جلد متصل قلعۂ مذکور پہونچکر خیمہ کیا لشکر توریج تو باہر قلعہ کے اوترا ہوا ہے اسکے مقابل اسکا لشکر بھی اترا شہزادۂ عزم روانگی رکھتا تھا کہ ہرکارون نے آکر بعد دعا و ثنا کے خبر ورود لشکر مفصل عرض کی شہزادہ خبر سنکر مع گلزار کوہی کے بحشم و خدم باہر قلعہ کے آیا اور داخل بارگاہ ہوا ادھر یاقوت دن بھر مصروف میخواری رہا جسوقت کہ جوہری قدرت نے یاقوت مہر فلک کو درج مغرب مین رکھا اور زنگی شب نے قلعۂ عالم مین داخلہ کیا کہ نظم

بہ رنگ نارو زبر گشت زرد
برآورد از فوج شب تیرہ گرد
چو دیباے زنگار گون شد سیاہ
طلایہ برآمد زہر دو سپاہ

شام ہوتے ہی یاقوت نے طبل رزم بجوایا شہزادے کو بھی جاسوس نے خبر دی ادھر بھی نقارۂ حرب پر چوب پڑی تیاری حرب لشکران کینہ خواہ مین اغاز ہوئی دل مبارزان مین سوداے جنگ اہل زنگ تھا زلف عروس شجاعت سنوارتے تھے سودا زدگان عشق جانبازی مارے مارتے تھے خون صفرا مزاجونکا جوش مین آیا تھا سودا زنگونپر غالب ہونا چاہتا تھا ادھر لشکر زنگیان نے پردہ دھر تاریک بنایا گویا روز روشن کے مقابلہ مین لشکر شب نے پرا جمایا تھا دنیا مین پھیلی ہوئی سیاہی تھی رومیونپر حبشیونکی چڑھائی تھی زنگی جب براہ نخوت اکڑتے اور تنتے تھے آبنوس کی درخت یا دغرور سے ہلتے تھے صفحۂ دشت لبسان نامہ اعمال سیہ کاران کالا تھا یا مالک جہنم نے دوزخ کے کندون کو اس دشت مین ڈالا تھا اس دشت کا منہ بھی کالا تھا کہ نظم

زمردم زمین بود چون پر زاغ
سیہ چہرہ و چشمہا چون چراغ
ہمہ روہا شان چو روے ہیولے
زبانہا سیہ دیدہا شان چو خون
سیہ روے و دندانہا چون گراز
کریا روشدن نزد ایشان فراز

غرضکہ رات بھر اوس لشکر بلیات مین غلغلہ رہا ادھر ہر ایک بہادر تنتا رہا یہانتک کہ فیلسوف دھر نے فولاد سیاہ تاب شب کو صاف کرکے آئنہ سحر بنایا اور برند مشکین لیل اوٹھا کر از رنگ چینان کو شرمایا مناظرۂ رومیان و حبشیان کا نقشہ دکھایا کہ ابیات

چو پیدا شد آن شوشۂ تاج شید
جہان شد بشان بلور سفید
خروش آمد و گرد رزم از دو روے
برفتند ن گردان پرخاش جوے

بدشت اندرون لشکر انبوہ گشت	زمین از پے پیل چون کوہ گشت

یعنے شہزادہ تورج فریضہ نماز سحر ادا کرکے بصد جاہ و جلال سوار ہوکر مع فوج قاہرہ وارد میدان رزم ہوا فوج نے پرا جمایا ادھر سے لشکر لیے یاقوت ہمراہ سیلان آیا کہ بمقتضاے ابیات

تناور یکے لشکرے زورمند	برہنہ تن سفت و بالا بلند
بجاے سنان استخوان داشتند	ہمے بر تن مرد بگذاشتند
چو از دور دیدند او شان سپاہ	خروشے برآمد ز ابر سیاہ
سپاہ انجمن شد ہزاران ہزار	کز ان تیرہ شد دیدہ شہریار
بلشکر بفرمود پس شہریار	کہ بر داشتند آلت کارزار
سپہ از دو رویہ کشیدند صف	ہمہ نیزہ و تیغ و ژوبین بکف

جب سپاہ صف باندھ چکی یاقوت گجکر گینڈے کو اپنے مار سامنے سیلان کے آیا اور کہا آپ میرے آقا کے بھائی ہین پس براہ مالکی اجازت رزم دیجیے کہ خداوند لقا مجھکو فتح دے اوس نے یہ باتین سنکر کہا کہ اسے پہلوان یگانہ زمان جا مینے تجکو پونے دو سو خدا کے سپرد کیا زنگی یہ دعا سنکر اسطرح ہنسا کہ جیسے تو ہنستا ہی اور گینڈا بڑھا کر بیچ میدان مین آکر پشت کرگدن سے کودا اور ایک لٹھ کاندھے پر رکھے تھا جسمین کئی سو من لوہا لگا تھا ہر گرہ اوسکی کبدار تھی میخ آہن اسمین استوار تھی شام پیچے کی عمود آہن کے کلے سے بہت بڑی دیو عفریت کا کلہ دم ضربت توڑتی سرکشون کے سر چڑھی ہوئی لٹھ پر چڑھی گرز گران کب اوس لٹھ سے لگا کھاتا ہنگام ضربت اژدر کا بھیا کھاتا یہ گنوار کا لٹھ یعنے زنگی شوم ایک ہی لاٹھی سبکو ہانکتا تھا فرعون سامان بنا ہوا غافل اس سے کہ ہر فرعونی را موسیٰ علیہ السلام کو زور اپنا دکھانے لگا وہ لٹھ ہلانے لگا بنوٹ کی کثرت خوب یاد تھی وہ سب دکھائی جب طبیعت گرمائی پکارا کہ وہ مسلمان بے سامان کہاں ہے آئے میرے سامنے یہ نعیب سنکر شہزادے نے مرکب اپنا آگے بڑھایا کڑکیت پکارے باجے بجے علمون کے پھریرے کھلے سردار رکاب شہریار سے آکر لپٹے کہ ہم فدا ہونے کو حاضر ہین شہزادے نے مرحبا کا خلعت دیکر روکا اور آپ بسان شیر دلیر مقابل اوس شریر کے پہونچکر مرکب سے کودا کیونکہ وہ پیادہ پہلے ہی سے تھا اسنے بغیر کچھ کہے سنے اسکے پیادہ ہوتے ہی لٹھ دوڑ کر مارا العیاذ باللہ دو ہتڑ اوسکا لٹھ مارنا یہ معلوم ہوا کہ ایک کوہ گران سر پہ ٹوٹکر گرا شہزادہ نے

اس جلدی مین سپر فراخ دامن کو چہرے پر لیا لٹھ آکر سپر پر پڑا ایسی آواز ہوئی کہ جیسے سندان آہنگر پر
گھن پڑتا ہے شہزادہ اوس ضرب سے پشت پا تک زمین مین غرق ہوگیا اور تتق گرد ایسا بلند ہوا کہ سب نے
جانا شہزادہ زمین کا پیوند ہوگیا فوج چاہتی تھی کہ زنگی پر جا پڑے مگر شہزادہ کے ہاتھ اسیطرح ستون تھے
ذرا بھی کن اور بل نہ آیا تھا لٹھ سپر پر روک کر دل گردہ مین سے نکالا گرز پکڑ کر للکارتا ہوا اسپر چلا اوسنے
جلد جھٹک کر دوسرا لٹھ مارا شہزادہ نے اسکو بھی بقوت یلی رد فرمایا اور گرز ہاتھ سے پھینک کر ارشاد
کیا کہ جہانتک تیرا جی چاہے ضرب کرے حوصلہ تیرا باقی نرہے وہ اتنی مہلت پاکر بڑھ پڑا اور پے در پے لٹھ مارنا
شروع کیے یہانتک کہ چھ لٹھ مارے شہزادہ ہر بار پشت پا تک غرق زمین ہوا اور ضربت اسکی رد فرماتا رہا ساتوین
یہ کار رستانہ کیا کہ جب اوسنے لٹھ مارا شہزادے نے بجاے سپر ہاتھون کو چہرے پناہ لیا اور جب لٹھ پڑا اٹھیان
بند کرکے لٹھ پکڑ لیا اور جھٹکا دیا کہ یاقوت آگے کھنچ آیا اور لٹھ اوسکے ہاتھ سے چھوٹا اوس نے لٹھ زمین
پر پھینکا اوس سے لپٹ پڑا لنگر اسکا اوکھیڑ کر زمین پر مارا کود کر سینہ پر اوسکے آبیٹھا اور کہا شناخت
مین پروردگار عالم کے کیا لکھا ہے اسنے جو یہ وقت شہزادہ دیکھی یہ لٹھ میرا اسنے پکڑ لیا بھالہ بیشک ایسا
افضال خدا ہے پس عاشق جرات شہزادہ تہمتن مثال ہوکر عرض پیرا ہوا کہ تازندہ ایم بندہ ایم
شہزادہ اوسکے سینہ پر سے اوٹھا اوس نے اوٹھکر سر اپنا قدم شہزادہ پر رکھا اور از سر صدق اسلام
اختیار کیا لیکن جب شہزادہ نے اسکا لٹھ پکڑ لیا اور اس سے لپٹ پڑا تھا سیلان جو صف لشکر
زنگیان مین کھڑا تھا اس شجاعت شہزادہ کو دیکھکر سمجھا کہ بیشک یاقوت اب زیر ہوکر یا مارا جائیگا
یا مطیع ہوگا لہذا مجھکو یہان ٹھہرنا نچاہیے یہ سمجھکر جبتک شہزادہ نے اسکو زیر کیا یہ مفسد پہلے ہی
سے مع اپنے رفیقان بہ سیر کے بھاگ کھڑا ہوا اور گھوڑا ڈالکر جانب کوہ وصحرا چلا یہان یاقوت
نے زیر ہوکر اپنے افسران لشکر کو بلایا اور قدم پر شہزادہ کے گرایا کل فوج اپنی شامل لشکر نصرت اثر
شہزادہ نامور کی اپ ہمراہ شہزادہ بارگاہ مین ایا گلزار کوہی نے اپنے اقا زادہ کو نذر دی اسنے
خلعت دیا اور اسکے لیے اسباب عیش وعشرت منگایا شہزادہ نے اس فتح کی خوشی مین کئی روز کا
جشن فرمایا ساقی ومطرب آکر داد خرمی دینے لگے جانا شہزادہ کا جانب لشکر امیر چندے پھر
موقوف رہا مگر سیلان جو یہان سے بھاگ کر روانہ ہوا اس قلعہ طوفانیہ کی سرحد سے گذر کر
ایک قلعہ ہے کہ اوسکو آفاتیہ کہتے ہین اور نام حاکم قلعہ کا آفت کوہی ہے چنانچہ ایک کوہی

آفت نام پہلے بیان کیا گیا کہ بہ امداد **لقا** جا کر مسلمان ہو چکا ہے یہ دوسرا **آفت** کوہی ہے فی الجملہ **سیلان** جب قریب قلعہ آفاتیہ پہونچا حاکم نے وہان کے خبر سنکر استقبال اسکا کرایا اور باعزاز اپنے پاس بلایا یہ جب داخل دار العمارۃ ہوا دو لاکھ کوہیون کے سردار دربار مین جمع تھے کرسی زرنگار سے بارگاہ سجی تھی تخت پر حاکم جلوہ گستر تھا اوسنے قریب تخت زرنگار بچھوا کر اوسکو بٹھایا اور اوسکا حال زار و زبون دیکھکر ماجرا استفسار کیا یہ مرتد بادہ پرستی آتے ہی کرنے لگا تھا جب دماغ اوسکا شراب ناب سے گرم ہوا وکر تمام حال اپنا بیان کرنے لگا تا اینکہ جملہ کیفیت شہزادہ کی اور اپنی بیان کرکے منت پذیر ہوا کہ ہم آپ باہم ایک ہین اور ہمیشہ سے چلا آتا ہی کہ ایک دوسرے کی مدد کرتا رہا ہے امید کہ آپ میری اعانت فرمائیے اور اس مسلمان کی ہاتھ سے دین کوہیون کا بچائیے **آفت** کو اسکی اسکی حقیقت سنکر رحم آیا اور دو ایک روز بہ دلجوئی و خاطر داری اسکو رکھا پھر حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو بمجرد ارشاد چھاؤنی مین لشکر کے قرنائے جنگی بجی دو لاکھ فوج کوہیونکی کمر باندھکر تیار ہوئی **نظم**

در گنج بکشاد روزے بداد	سپہ برگرفت و بنہ بر نہاد
ببروند پیلان و ہندی درائے	خروش آمد و نالہ کرنائے
چو لشکر سراسر بر آشوفتند	بگرز و تبرزین سپہ کوفتند
سپہ برکشید از دو رویہ دو صف	درخشید شمشیر و برخاست تف
جو آواز کوس آمد از پشت پیل	ہمہ مرد بیہوش گشت از دو میل
برآمد خروشیدن گاؤ دم	جہان شد پر از بانگ رویینہ خم
زمین جنب جنبان شد از میخ نعل	ہوا از درفش سران گشت لعل

سیلان کو بھی کرگدن پر سوار کرکے ہمراہ لیا اور بعد قطع منازل قلعہ طوفانیہ کے سامنے بہ مقابلہ لشکر فیروزی اثر شہزادہ اکر اترا اور ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہو کر جب دوسرے دن آمد سواد لشکر سب سے رخ روز پر سیاہی چھائی اور دشت سپہر مین فوج انجم اکر اتری **نظم**

چو تاج سپہر اندر آمد بزیر	دل میگساران شد از بادہ سیر
ز لشکر برآمد صدائے نفیر	گرفتند ہمہ نیزہ و تیغ و تیر

ہلکارے خبر لیکر خدمت شہزادہ والا قدر مین حاضر ہو کر اداب بجالائے اور پکارے کہ **نظم** ہمیشہ

ہمیشہ تن شاہ بے رنج باد — نشستن ہمہ بر سر گنج باد
ہمیدون سپہدار او شاد باد — دلش روشن و گنجش آباد باد

آفت کوہی حاکم قلعۂ آفاتیہ برائے استمداد **سیلان** با فوج فراوان بمقابلہ حضور عالیشان آیا ہے طبل حربی اس خود سر نے بجوایا ہے یہ کہکر ہلکارے پھر خبر لینے گئے شہزادے کے لشکر مین بھی طبل حربی بموجب بڑی فوج ہازم ستیز ہوئی آتش کینہ دری تیز ہوئی آفت کا سامنا دم سحر مد نظر تھا بارہ دخنجر تھا تیغون کی جھنکار سپر کی کھڑکھڑاہٹ سی خاطر ترک فلک مین خوف سمایا بہت کچھ ہکپر آیا زمین مین زلزلہ آیا جگر گاؤ زمین کا بھی تھرایا کہین کمر بندی ہوتی کہین ساز جنگ کی درستی تھی کوئی بہادر کسیکے گلے ملکر کلمات یاس زبان پر لاتا کوئی دوستونکو ملکر رخصت فرماتا کوئی فرط شجاعت سی تنتا کوئی نامرد لیسے سر دھنتا کیسکی زبان پر یہ عبرت زا مضمون کہ دیکھیے کل گردون دون کسکو خوابگہ گور مین سلاتا ہے اور کسکا بخت خفتہ جگاکر فتحیاب فرماتا ہی غرضکہ ہر سمت سوزش بجز آہن تھی شورش آتش تھوڑی تیز دل مین آگ نفاق کی جوش زن تھی کہین نقیب پکارتے کہین تیر و پیکان آبدار کیے جاتے کوئی شوق شہادت مین جھومتا گلے ملنے کی شوق مُنہ شاہد تیغ کا چومتا کہین نعرے شیرانہ بلند کوئی دستمند ہوکر درگاہ الٰہی مین حاجتمند چار پہر یہی شور تھا مائل جنگ ہر صاحب زور تھا آخر جب دیدۂ فلک مین خون اترا اور شفق سحر سے دردشت خونین لباس نظر آیا **نظم**

چنین تا پدید آمد او تیغ شید — درِ دشت شد چون بلور سپید
دو لشکر ہمے رزم را ساختند — درفش بزرگی برافراختند

صبحدم لشکران کینہ خواہ بصد فرو جاہ وارد قتلگاہ ہوے شہزادہ لڑنے پر آمادہ بہزاران توقیر وشان مرکب پری پیکر زیران کیے جلو مین سرداران ذیشان کو لیے تخت پر گاز ابر کوہی سوار گرد جوانان تہمتن کی قطار داخل میدان کارزار ہوے لڑنے مرنے پر تیار ہوے کہ بموجب **نظم**

دو لشکر بہ یکدیگر آراستہ — پر از کینہ سر گنج پر خواستہ
سپاہ از دو رویہ کشیدند صف — ہمہ نیزہ و تیغ و ترو پین بکف
ز تیغ و ز تیر اندر آمد سیاہ — تو گفتی کہ شد روز روشن سیاہ
چو رعد غروشان برآمد غریو — بمیدان دوان کوہیان ہمچو دیو

جب صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے بے ثباتی دہر غدار پڑھکر سناٹا ہر سمت کرادیا **آفت** ہزاران
کبر و نخوت گینڈا بڑھا کر بیچ میدان مین آکر سلح شوری دکھا کر للکارا کہ اے فرقۂ ضلال تم مین سے جو
کوئی ارزوے قتال رکھتا ہو آئے اب تیغ میرے ہاتھ سے پکر ٹھنڈے ٹھنڈے جانب ملک عدم جانے
یہ نعرہ اوس تیرہ بخت کا سنکر **یاقوت** خود سر گینڈا اڑا کر سامنے **گلزار** نیک اختر کے آیا اوس نے
اشارہ فرمایا کہ یہ پھر کر خدمت شہزادۂ نامور مین اکر عرض رسا ہوا کہ اے شہریار اجازت میدان دیجیے
شہزادہ نے فرمایا کہ مین تمکو سپرد خدائے یزال کرتا ہون مگر اس امر سے ڈرتا ہون کہ تم ہمارے یہان کے
خلاف لڑتے ہو لنڈھ سے مقابلہ کرتے ہو سواے بہادر حریف کو خوب حوصلہ نکالنے دیتے ہین پھر اوسکو
زیر کرکے یکایک نہین قتل کرتے یہ اسلیے کہ شائد اطاعت اختیار کرے پس تم بھی یکایک لنڈھ نہ مارنا
جب عاجز ہونا اسوقت جو مزاج مین آئے وہ کرنا لنڈھ حربہ دور کا ہے حریف کو رد کرنا اسکا محال ہوتا
ہے نہایت بے بسی سے جان دیتا ہے زنگی یہ کلمات سنکر لنڈھ کو صف لشکر مین پھینک کر اسلح پہنے
مردانہ وار میدان مین آیا پہلے تگا و رزنی ہوئی پھر نیزہ بازی شروع ہوئی **آفت** بھی آفت کا پرکالہ
تھا نیزہ ہاتھ سے اوسکے نہ نکلا سنانین بیکار ہوئین چھڑین تک ٹکڑے ٹکڑے ہوگئین آخر نوبت بشمشیر
زنی آئی مگر جب اوسنے تلوار لگائی **یاقوت** نے بند دست پر ہاتھ ڈالا وہ بھی گریبان گیر ہوا دونون
زمین پر آئے کشتی شروع ہوئی لیکن ایک مقام پہ ریلا پیلی مین پاؤن **یاقوت** کا موشخانہ مین
جا پڑا اوپر سے حریف کا حلہ پڑا کولا اوسکا اترگیا اور ایسا درد ہوا کہ یہ گر پڑا اُسنے باندھکر اپنے لشکر مین
بھیجا اور گینڈے پر چڑھکر پھر نعرہ زن ہوا کہ وہ نبیرۂ **حمزہ** کیون مرنے سے جی چھپاتا ہے سامنے
میرے کسلیے نہین آتا ہے شہزادہ یہ للکارنا اوسکا سنکر عازم نبردگاہ ہوا کوس جنگی گرگرائے علمون نے
بہر تعظیم سر جھکائے سردار عذرخواہ حاضر آئے شہزادہ ہر ایک سے بمشکل رخصت ہوکر آگے بڑھا مرکب
تیز رفتار مین طرار و نمین مقابل حریف پہونچا باہم ایسی تگا و رزنی ہوئی کہ گینڈا کوہی کا دس قدم تھپیڑ
کھاکر پیچھے ہٹگیا اور مرکب شہزادے کا زورین اکر اتنا ہی آگے بڑھگیا اُسنے گینڈا بڑھا کر غصہ مین
اکر نیزہ مارا نیزہ کی آمد دیکھکر شہزادہ نے بغل کو کھولدیا نیزہ سینہ پر تو نہ پڑا زیر بغل آگیا شہزادہ نے ڈانڈ کو دبا
لیا اُسنے جھٹکا دیا جب گرز نچھڑانا چا نیزے سے اوٹھا کر گرز گران بار اُسنے جو اوسے پر سپر لیا اور چرخ
دیکر سر پہ شاہزادہ کے لگایا شہزادے نے گرز پر اسطرح اوجھر سپر کی ماری کہ گرز ہاتھ سے اسکے جھٹکر

دور گرا اسے بغضب تمام تلوار کھینچکر وار کیا شہزادہ نے بارہ بچاکر بند دست پر ہاتھ ڈالدیا آخر دونون گتھے ہوے زمین پر آئے کشتی آغاز ہوئی پھر جبر گشتی کی دم اسکا آگیا سمجھا کہ تو چت ہوجاے گا یہ سمجھکر شہزادہ کو جھوڑ جست کی اور گنبد سے پر چڑھکر نقیب لشکر کو دی کہ لینا اس تیرہ سر فیرہ روزگار کو فوج اوسکی لینا لینا کہکر چلی شہزادہ بھی مرکب پر سوار ہوکر چلا اوسطرف سے گلزار مع فوج قاہرہ کی بڑھا دو لشکر بہم ہوئے صفین ٹوٹین پڑے برہم ہوے تیغ چمکی اور رن پڑا شجاعون نے موچھون کو تاؤ دیا سر ہنگ اجل نے خانہ جسد نقد روح لوٹ کر برباد کیا ملک عدم سپاہیون سے آباد کیا ابیات

از آواز گردان پرخاش سر — بدرید مر اژدہا را جگر
ہوا پُر کرگس شد از پرّہ تیر — زمین شد ز خون سران آبگیر
بہر سو کہ دیدی ستلے کشتہ بود — کرا از یلان روز برگشتہ بود
ز بس کشتہ بر روے ہامون چو کوہ — شدہ خستہ از زندگانی ستوہ
چو شیران جنگی بر آویختند — جو جوے روان خون ہمی ریختند

اوبسکہ آفت دل ہار چکا تھا تاب جنگ نہ لاسکا بھاگ کھڑا ہوا شہزادہ پڑاؤ پر آپڑا خیمہ و بارگاہ کو لوٹکر اگ لگادی خزانہ غارت کیا وہان ایک خیمہ مین یاقوت قید تھا اوسکو رہا کیا اور طبل فتح بجاتے ہوے اپنے لشکر کیطرف افسر لشکر پھرے شہزادہ داخل بارگاہ ہوا یاقوت کا کوکولا پہنوا انجمن مودہ کا نے بٹھایا شہزادہ نے اجتماع جلسہ مسرت کا حکم دیا مغنی خوش نوا و رامشگران شیرین ادا آکر گانے ناچنے لگے ساقیان مہ لقا پیمانہ شراب سرور افزا سے مست بنانے لگے لشکری بھی آسودہ ہوئے مگر آفت جو بدلغزار لایا کچھ دور جاکر ایک درّہ کوہ مین ٹھہرا فوج شکست خوردہ وہان جمع ہوئی آسنے جو کچھ سامان راحت کہ بھاگتے وقت ساتھ رہگیا تھا اسی سے کام لیا خیمہ استادہ کراکر اترا اور سیلان سے کہا کہ مینے آپکی وجہ سے یہ روز بد دیکھا اور مینے برا کیا کہ اپنی قوت بازو کے بھروسے پر یکایک تمہارے ساتھ چلا آیا مجھکو لازم تھا کہ اول اپنی معشوقہ کو اطلاع دیتا اور اسکے اعانت سے اس مسلمان کو اکز زیر کرتا سیلان نے پوچھا کہ اپ کی معشوقہ کون ہے اوسنے کہا بھائی یہ راز ہر چند کہ کہنے کے قابل نتھا کیونکہ میرے مطلوبہ کی ممانعت ہے مگر اب وہ کھیل بگڑ لیا لو سنو ایک ساحرہ ہے ملکہ اسرار جادو نام نہایت حسین و گل اندام ہے اوسنے اکر بطور مخفی طوفان تمہارے

بھائی کی ایک ساحرہ بھیجکر مدد کی کہ وہ ایک دیو سے عاجز آئے تھے پس اُس دیو کو بزور سحر ساحرہ مذکور نے پکڑکر ایک باغ سحر کا بنایا اور اسمین ایک بت سونے کا رکھکر مشہور کیا کہ یہ خداوند سامری ہین اور دیو کو تخت بناکر اسکے پایہ سے باندھا چنانچہ طوفان یہی جلنتے تھے کہ خداوند سامری نے اگر مجکو دیو سے نجات دی پس وہ اوس بت کی پرستش کرتے تھے اور وہ ساحرہ قالب بت مین بیر سحر کا بٹھا دیتی تھی کہ وہ باتین کرتا تھا چنانچہ یہ کرشمہ وہان بناکر میرے پاس وہ تخلیہ مین آئی ہین اوسپر عاشق ہوا اسنے بھی الفت جتائی اوس نے یہ سب حال مجھ سے کہا اور تاکید کی کہ کسی سے نکہنا فی الجملہ اوس بت کو اگر نبیرۂ حمزہ نے توڑا اسکا کھیل بگڑ گیا اب چھپانے سے کیا فائدہ سیلان نے سارا ماجرا سنکر کہا کہ پھر اب معشوقہ کو اپنی ضرور بلانیے اسنے کہا کل اسکو اطلاع دونگا یہ کہکر چند جام شراب کے پیے اور سیلان کو دوسرے خیمہ مین بھیجکر آپ تنہا بیٹھا اوسطرف کا حال سنیے یعنے ساحرہ کا کہ کنا یہ جادو محافظ دیو جو بھاگا تو طوفان کو بہر رزم بھیجکر آپ اسرار جادو کے پاس گیا اور کہا آپ غافل کیا بیٹھی ہین وہ بت ایک مسلمان نے اکر توڑا یہ سنکر وہ غضبناک ہوئی اور بزور سحر سب حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ مسلمان بڑا زبردست ہی قلعہ طوفانیہ اور یاقوت نگار سب اسکے قبضہ مین آگئے آشنا بیر اگیا تھا وہ بھی نہ ہمت کہا کہ وہ کوہ مین منتظر بیٹھا ہے یہ معلوم کرکے چاہا کہ مین بھی جاؤن مگر عاشق کے پاس جانا تھا اسلیے اپنا سنگار اچھی طرح کیا ہرچند کہ سن زیادہ رکھتی ہے مگر بزور سحر نوجوان بنی موی کافوری کو عنبرین زلف بنایا جھریان رخسار کی مٹائین آئینہ سان صاف بنایا ابو حسن الیسا چمکایا کہ روے تابان کی چمک پر شعلۂ آتش گل قربان دہن رنگین خوشتر از ارغوان چشم فتان نرگس چشمون کو آنکھ دکھا غزالان ختن کو خوش چشم کہنا عین خطا بتلاے دست رنگین پر تصدق پنجۂ مرجان تیر مژگان کش از خدنگ جانستان گلو نازک نہایت قطعہ ارسینہ پر کچو نکا ابھار سراپا رشک حور نشۂ مستی سے مخمور زیور مرصع کا زیب قامت کرکے احسان دل عاشق پر دھر کے روانہ ہوئی نظم

نظر اس گل کی جب دم شکل آئے	تو زردی چہرۂ عاشق پہ چھائے
کرین وہ نرگسی آنکھین جو جادو	طبیعت پر رہے باقی نہ قابو
ستارے حسن پرافشان کے قربان	تصدق کہکشان مانگ کی جان
خواصین ساتھ لین سب باہلیت	کوئی زہرہ کوئی برجیس صورت

ٹھہرنا گھر مین تھا دم بھر کا دشوار	چلی بن ٹھن کے فحبہ جانب یار

تخت سحر سے بناکر بزور سحر مع کنیزان گلبدن کے آن واحد مین قریب خیمۂ آفت پہونچی اور تخت سے اوترکر خیمہ مین آئی وہ توطالب اسیکا بیٹھا ہی تھا صورت دیکھتے ہی اوٹھا اور دست ہوس دراز کرکے اسکا ہاتھ پکڑکر جانب مسند چلا اور کہا اے مایۂ ناز و اے سراپا انداز و اعجاز شمع ساق تیرے خانۂ دل میرا سیاہ اور ظلمت کدہ تھا شکر ہے خداوند سامری کا جو تیرا روے زیبا پھر نظر آیا کہ بیت

یہ صورت خواب مین اب دیکھتا ہون ؛ جو خواہش دل کی ہے سب دیکھتا ہون ؛ غرضکہ بعد اظہار اشتیاق ملاقات مسند پر اسکو بٹھایا کشتی شراب کی سامنے رکھکر شغل بادہ خواری شروع کیا ہنگامہ رندو نیاز گرم ہوا دست گستاخ جانب پستان بڑھا ہوس کا اور کچھ ارادہ ہوا کبھی ساحرہ ناک بھون چڑھاکر غمزہ کرتی ناز معشوقانہ جتاتی مشتاق سے خفا ہو جاتی تو یہ منت پذیر ہوتا سیکڑون قسمین دیتا کہ اے نازنین تجکو اپنی زلف عنبرین کی قسم میرے دل اندوہگین کی قسم تجھے اپنی چشم کی چل پھر کی قسم تجھکو میری جان و سر کی قسم ارے عارض روشن کی سوگند اے جانی ابھرے ہوے جوبن کی سوگند قسم عشوۂ ناز و ادا کی قسم تجھکو میری التجا کی قسم کہ ایک بوسۂ لب نازک کا دے قسم تجکو سامری کی جو منھ پھیرے وہ ان باتون سے اسکو گلے لگاتی تو یہ بھی اسکی محبت بڑھانے کو آنسو بہا لیکتا وہ اپنے دوپٹے سے اشک پاک کرتی اور یون سمجھاتی کہ صاحب یہ رونا کیا ہی کیا مین مرگئی ہون جو تو روتا ہے اب نہ آنسو بہا اے کمبخت اپنے ساتھ مجھے بھی رولاتا ہے تجھے اپنی ہوس کی قسم تجھے جوش شہوت پرستی کی قسم تجھے میری لذت وصل کی قسم تجھے اشتیاق شب وصل کی قسم اے عاشق جانباز تو کیون میرا دل کڑھاتا ہے میری بھولی بھولی صورت پر رحم نہین آتا ہے یہ کہکر وہ بوسہ لیتی کہ نظم

لیے بوسے کہا قربان قربان	سوا تیرے یہ کس سے نکلے ارمان
قسم کھاتی ہون اس جوبنکی اپنے	قسم اس جنبش دامن کی اپنے
قسم اس گیسوے پیچیدہ مو کی	قسم ہے اس اچھوتی آرزو کی
کہ مین مرتی ہون تجھپر میرے جانی	عبث ہے اتنی سرگرانی

اے عجب جلسہ جما ہے کہ بسان دود دل عاشق اندھیرا گیسوے شاہد شام کا اُڈا ہوا تھا اور برنگ جوش مستی ہر سمت ابل پڑا تھا کہ بمقتضاے ابیات

غرض آخر کو قرب شام آیا — دل مشتاق کو آرام آیا
ہوا تابان جمال شعلہ ہر سو — ملا نے جلنے کا پروانون کو فتا بو

خیمے کے پردے ہر سمت سے اٹھوا دیے چاندنی رات کی بہار دیکھنے جنگل مین انواع و اقسام کے درخت لگے گل طرح طرح کے خوش رنگ کھلے چشمے لہرین لیتے پہاڑ کی دانگ پر کوسون تک سبزہ توا گا ہوا جھرنا جھرتا ہوا چتے کبک دری قہقہے لگا رہے تھے اسیوقت پپیہا ریہا بین کنارہ دلرا سے وطرحکا پیالطف عیش و مینا بزم آباد تھی اسکو کا لشاد عجب طرح کی صحبت باہم مروت کی الفت کہ نظم

دہن سے خندہ ہمسم تھا آغاز — اوٹھانے مستیون کے دمبدم ناز
ابھر آیا سرور انکھوں مین ایسا — کہ ہر اک بات مین مستی تھی پیدا
فدائے فاتل ہوس تھی — سر زاہد نہ پروائے عسس تھی
لیا آغوش مین جادو کو اُسنے — کیا فرش بدن زانو کو اُسنے
مزے بوسون کے مسی پر جو آئے — ارادے اور ہی مطلب پہ لائے
لپٹ کر ملگیا سینہ سے سینا — تہی مے سے ہوئی آغوش مینا
کمال شوق مین تنہا سمجھ کے — ولپٹا سانپ شاخ صندلی سے
ہوا مصروف خدمت دو پہر تک — رہی جھگڑے ہی رگڑ ونکی سحر تک
وہ بسترے اٹھا ہاتھون پہ لینا — وہ لذت مین زبان کا منہ مین دینا
وہ کہنا ہنسکے سب گذرا ہوا حال — کہ یہ ایذا اٹھائی ہے کئی سال
بہم سینہ بہم پہلو بہم خواب — رہے تا دیر وہ لذت سے بیتاب
پسینا بھی ٹپکتا تھا جبین سے — زبان تھی آشنا ہان اور نہین سے
فراغت پائی ناز شوق اوٹھا کر — اُداسی آئی روئے مدعا پر
ہوئی براضی امید قلب بیتاب — کھڑا انکھوں مین ابر کثرت خواب

دونون لب سے لب ملا کر لیٹے اور باتین کرنی لگے آفت نے اپنا مغلوب ہونا کس طرح سے بیان کیا اسنے کہا مجکو سب معلوم ہے اب صبح کوچ کر کے جاؤ اور مقابلہ کرو مین چھپکر سحر کرونگی کہ تم اوسپر غالب آؤ گے پس اُسکو مقید کر کے اسی جا آنا جلسۂ عشرت جمانا پھر اتمام لشکر کو بھی برباد کرنا مین عیار سے خوفناک ہون اسوجہ سے پوشیدہ رہنا چاہتی ہون آفت یہ وعدہ کرنا پسند کر کے پھر اُسکی مراد

برلایا اسی حسن دعشق جہان مین دامن شب تا بزانو پہونچا اور لیلاے لیل نے بالون کو سمیٹ کر چوڑا باندھا رخ شاہد روز کا جلوہ نظر آیا نظم

جمال صبح چمکا بھینا بھینا — ہواے سرد سے سوکھا پسینا
گل بستر نے بوے رخصتی دی — بڑھی حسرت گھٹی امید جی کی
گہر شبنم کے پھولون نے لٹائے — زمین نے موتیون کے ڈھیر پائے

دم سحر ساحرہ نے اپنی کنیزون کو بلا کر حکم دیا کہ درہ کوہ مین مقام سبزہ زار بہ نگاہ باغ و بہار دیکھکر چند طائفہ رقاصون کے اطراف سے بلا کر ٹھہراؤ اور بزور سحر باغ لگا کر میرے لیے عیش گاہ بناؤ کہ میرا دم نہ گھبرائے مگر کسیکو میرے اسجا قیام کرنیکا حال نہ کھلے کنیزین حسب ارشاد روانہ ہوئین اور ساحرہ بھی اڑکر ایک جانب چلی گئی آفت نے سیلان کو بلا کر سارا حال کہا اور جو لشکر کہ جمع ہو چکا تھا اوسکو ساتھ لیکر کوچ کیا اوسی دن سامنے لشکر شاہزادہ امور کے آکر خیمہ کیا بقیہ دن تامل پذیر رہا جب خورشید جہانتاب قصد اوس خفتہ بخت کا سمجھکر مائل خواب ہوا کہ بمیت سیاہی دی اوبھر کر بخت خفتے ٭ فراغت کشمکش سے پائی سب نے ٭ سر شام اوسنے کوس حربی بجوایا اہلکارون نے شہزادہ کو بھی خبردار کیا کہ اے شاہ عالی پائیگا آفت پھر بمقابلہ ملازمان عالی آیا ہے نہین معلوم کیا بھروسا رکھتا ہے جو طبل رزم دوبارہ بجوایا ہے شہزادہ نے خبر سنکر حکم نواختن نقارہ جنگ دیا یہان بھی قرنائے جنگی کو دم ملا دربار برخاست ہوا نشۂ شجاعت کے جوربادہ جرأت کے متوالے آن وبان کے نرالے معرکۂ جنگ دیکھے بیٹھے جماے اپنی اپنی جگہ پر آئے ہتیار پسند کرنیکو سلح خانے سے منگائے مشتاق شاہد رزم ہوے ہمنشین بزم جرأت ہوکر لڑنے کے عزم ہوے معشوقہ نام وننگ پر مرنے لگے گلی تیغون پر دھرنے لگے رات بھر عروس متہوری سے ہمکنار تھے دلمین بڑے بڑے ارمان و پیار تھے زندگی سے پیام تھا کہ مثل یار بیوفا کنارہ نکر جاتا غیرت کہتی تھی کہ بے عزتی سے مرجانا گوارا کر جانا کہین کو چہ نامردی مین قدم ندھر جانا دیکھو صبح قریب ہے دیکھین بادر کسکا نصیب ہے جو سرخرو میدان سے پھرے طالع یاور اُسیکا ہے جو نام پر مر کر گرے تلوارین بری جاوہ سے لکھائے زخم پر زخم پڑین تب مزا آے کہ ابیات

ہے لازم خاک کا پیوند ہو جائے — اگر عزت نہ ملنے خاک مین پائے
عیان اسطرح تھے تیغون کے جوہر — شجاعت کے کھلے تھے جیسے دفتر

غلط مضمون ہستی بیش و کم تھا ... رسالہ کا رسالہ سب قلم تھا
بنے خونِ عدو کی شوخ شنجرف ... لکھے گا خامۂ شمشیر کچھ حرف
تقاطر ریز خون ہوگا بصد کین ... بنے گا صفحۂ میدان رنگین
یہی مضمون زبان پر تھا کہ ناگاہ ... ہوا ورق فلک سے بے نقطۂ ماہ
مٹے یون صفحۂ گردون سے اختر ... کہ جیسے کاغذ سادہ ہو یکسر

یعنے جب شمشیر کلک مہر منیر نے سطر کہکشان کی کاٹ کی بہادرون نے خوابگاہ سے اوٹھکر میدان رزم کی راہ لی شہزادہ بھی بعد فراغ طاعت کردگار رہوار تیز رفتار پر سوار ہمراہ لشکر بیشمار ہوا اوسی تجمل و احتشام سے بڑے ننگ و نام سے وارد دشت نبرد ہوا افلاک تک سر گرد پہونچا اسطرف سے آفت و سیلان بصد آن و بان وارد میدان ہوے مورچے درست ہونے لگے ہموار بلند و پست ہونے لگے صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبون کی صدائین دل ہلا لین لگین رن بولا اور لوہا ڈولا تیغین علم او سر قلم جب انتظام ہوچکا آفت گینڈا اروان کرکے میدان مین آیا اور للکارا کہ اوس روز مین ماندا تھا جو اس مسلمان کے مقابلہ سے ہٹ گیا تھا آج مجکو خداوند لقا نے اپنا نظر کردہ کرکے بھیجا ہے اب کون مجھ سے لڑسکتا ہے ائے نبیرۂ حمزہ میرے سامنے تو حال کھلجاے یہ نعرہ سنکر شہزادہ نے مرکب اڑایا سامان تجمل سامنے آیا سبکو روک کے یہ بہادر سامنے حریف کے گیا اور کہا کیا لاف و گزاف کرتا ہے لا حربہ کیا رکھتا ہی اسے بقوت تمام تلوار لگائی شہزادہ نے پھر بازہ بچاکر بند دست پر ہاتھ ڈالا اسنے تیغ چھوڑکر کہا تیرا جی کشتی چاہتا ہے تو بہتر ہے بندہ بھی نصیب آزماتا ہی یہ کہکر گینڈے سے کودا شہزادہ بھی زمین پر آیا دونون نے ٹھاٹھ بدلا ہاتھ سے ہاتھ ملا یا زور ہونے لگے ٹکرین چلین ارنگے بازی شروع ہوئی انٹیان پڑنے لگین کیلیان کین نجم عیار قریب شہزادہ اکھڑا ہوا کہ ایسا نہو حریف کوئی گھات کرے دغا سے مات کرے چنانچہ عیار مذکور نے دیکھا کہ آفت کشتی کرتے مین دمبدم جانب فلک دیکھتا ہے یہ حیران تھا کہ کیا ماجرا ہے کسکو یہ دیکھتا ہی اسی فکر مین تھا کہ ایک لکہ ابر کوہستان کیطرف سے پیدا ہوا اور سر پر شہزادہ کے اکر چھایا زور شہزادہ کا گھٹا بنجھا گنجیا کر نے لگا آخر ایک مقام پر بجسن و حرکت ہوکر گرا کوہی نے اسکو دکھلانے کو چت کرکے باندھ لیا لشکر آیان شہزادہ نے قصد جنگ مغلوبہ کیا مگر نجم نے منع کیا کہ پشیدستی کرنا قاعدہ اہل اسلام نہین غرضکہ آفت شہزادہ کو باندھکر پھرا اور کہتا گیا کہ آج مین تم سبکو امان دیتا ہون اگر

اطاعت میری کی تو بہتر ہے نہین تو خاک تمھاری ہوا پر اُڑا دونگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا اور مع
لشکر پڑاؤ پر آیا شہزادہ کو غل و زنجیر پہنا کر ایک خیمہ مین قید کیا پھر آراستگی لباس وغیرہ کرکے معشوقہ پاس
جانیکا عزم کیا اسطرف سرداران شہزادہ رنجیدہ خاطر پھر کر اپنے مقام پر آئے بخم عیار نے جو یہ ماجرا
دیکھا کہ شہزادے کی سر پر ایک لکہ ابر آکر چھایا اور وہ بیہوش ہو گیا پس اس حال کو دیکھکر اوسکو یقین
واثق ہوا کہ بیشک شہزادہ پر کسینے سحر کیا اور اس ابر مین کچھ بھید ضرور ہے یہ سمجھکر بعد زیر ہونے شہزادہ
کے جب وہ ابر چلا یہ بھی ہیئت بدلکر اسکے نیچے نیچے روانہ ہوا یہانتک کہ مقام مذکور پر جہان کنیزان ساحرہ نے
آرامگاہ بنائی ہے پہونچا دیکھا کہ ایک بارگاہ عالی استادہ ہے چشمہ مصفا موجزن ہے صحرائے سبزہ زار پر
جوبن ہے چند کنیزان خوشرو و مہ جمال مصروف انتظام ہین روشنی کی تیاری کر رہی ہین گلاس ہانڈی جھاڑ
آتشین بہاڑہ بارگاہ مین لگاتی ہین مسندین پر تکلف بچھی ہین پردہ ہاے بارگاہ اُٹھے ہین بارگاہ سے ہٹکر میدان
چند ڈیرے طوائفون کے اُترے ہین کسلیئے کہ حسب الحکم ساحرہ کنیزون نے قریہ جات سے رقاصونکو بلایا ہے چنانچہ یہ سب کیفیت
دیکھکر عیار بندہ کو ان طوائفونکیطرف آیا دیکھا کہ گاڑیان کھڑی ہین جوئے کے نیچے بچھونا بچھا ہے رنڈیان
سادی پوشاک پہنے بیٹھی ہین سازندے اپنے اپنے کام مین مصروف ہین کوئی تھیلی سے کنگھی آئینہ
سرمہ دانی نکالکر بال سنوارتا ہے کوئی پاندان سے پان لگاتا ہے کوئی سارنگی کی طربین پھیر پھیر کر
سُر درست کرتا ہے کوئی طبلہ کے بڑے ٹھونک کر چست کرتا ہے بیل گاڑی کے پیچھے بندھے ہین ٹاٹ کی جھول کے
مین بھوسا کھا رہے ہے بعض گاڑیکے برابر نائکہ بیٹھی ہین نوچی کو سیٹر دائی گوا رہے ہین بعض رنڈی لوٹا لیکر
پیشاب کو گئی تھی ادھر سے جو پھری ہے ٹونٹی سے پانی گراتی کھیلتی آتی ہے دوپٹا ڈھلکا ہے جوبن کی
بہار دکھاتی ہے یہ ماجرا دیکھکر بخم گھات مین پھرنے لگا اتفاق سے ایک گوئیے کو اسنے دیکھا کہ ستار بجا
رہا ہے یہ صورت تبدیل تو کیئے تھا ہی اُسکے پاس گیا اور کہا آج آفت نے فتح پائی ہے گوئیے انعام پا رہے
ہین تم اگر میرے ہمراہ چلو تو مالامال ہو جاؤ گوئیے نے کہا یہان ایک ساحرہ نے ہمکو طلب کیا ہے انکو اوسکے سامنے
گا بجا لین تو چلین اسنے کہا پھر رات تک تو وہان سے پھر آؤگے اور اگر وہان اس بادشاہ نے تمھارا کمال پسند کیا تو پھر
کیا پوچھنا ہے ارے میان نادان ہو جو کہتے ہو مین تمھارے نفع کی بات کہتا ہون مجھکو تمھارے فائدے سے مطلب ہے
کہنا مانو چلے چلو اچھا بھئی تمکو اختیار ہے نہ جاؤ تم جانو تمھارا کام جانے گویا وہ یہ سمجھا کہ یہ بھی کسی طوائف کی ساتھ کا
ہے مجھکو لیجا کر کچھ آپ بھی لیگا اگر رنڈی کو لیجاتا تو وہ کاہیکو اسے دیتی خیر بھی چلنا چاہیے پس لالچ مین آکر ساز

ہاتھ لیا اور لباس وغیرہ سے درست ہوکر اسکے ساتھ چلا اسنے تنہائی مین پہونچکر اسکے منھ پر حباب بیہوشی مارا اور خوب بیہوش کرکے اسکو درخت پر چڑھکر باندھ دیا اور لباس اور ساز اسکا لیکر اسکی ایسی شکل بفن عیّاری بنکر اسکے بستر پر آکر بیٹھا اس عرصہ مین ساحرہ جو پھر کر آئی تھی کھانا وغیرہ کھاکر بقیۂ دن آرام کیا کہ جب روزگار رنگی کلا نوٹ روز سے دائرہ آفتاب چھینا اور سواد شب چہرہ پر ملکر صورت کو اپنی تبدیل کرکے جلوہ نشینان دہر کو دھوکا دینا چاہا ارتقاضۂ فلک نے بزم کو اپنی ترتیب فرمایا کہ ابیات

گھر کر آئی پھر معشوقۂ شام — قمر بھی سیلکے آیا صورت جام
ہوا زرد آفتاب عالم افروز — در آیا زلف شب مین چہرۂ روز

اسرار لب چشمہ اگر بیٹھی شراب کا دور آغاز ہوا طائفون کو یاد کیا باری باری ہر ایک کا مجرا ہونے لگا ساحرہ انتظار آفت کا کرتی تھی کہ وہ بھیجا بھی شام ہوتے ہی بنا سنور حسب وعدہ آپہونچا ساحرہ اٹھکر ہاتھ پکڑا اور برابر اپنے لاکر بٹھایا ناچ ہونے لگا ایسا وہ جلسہ جاکر ناہید سپہر کو بھی غش فلک پر آیا تانون نے روح تانسین کو بیقرار کیا مہتاب اس جلسہ کے دیکھنے کو اسیجا فلک پر تھم گیا ہر شجر دشت کا سم ہوکر جاتا تھا چاندنی غش پڑی تھی ضیاے قمر لوٹ ہو رہی تھی چشمہ مین چاند لوٹ لیتا تھا یاد آکر جھومتا تھا پانی مین بھی شوق کی لہر آتی تھی نظم

کوئی زہرہ صفت آمادۂ ناز — کیا اسیجا کسینے رقص آغاز
دم رقص اسطرح گھنگرو بجائے — کہ داؤدی ترانے یاد آئے
کسیکے دست رنگین مین گلابی — بنی تھی مے سے برج آفتابی

اسی جلسہ مین بعد چند طائفون کے باری نجم کی بھی آئی اسنے آکر ستار ایسا بجایا کہ ساحرہ نے رونی کا تار باندھا دیر دہ جنون نے دلمین چھیڑ چھاڑ کی جوگیا بیراگ کی دھن ہوئی عیارنے اسکو مخاطب اپنی طرف زیادہ پاکر یاتو مدھم بجاتا تھا سرگم کو تیز کرکے اس خمسہ کے اشعار بجانا شروع کیے کہ خمسہ۔

کبھی ہم تمھارے تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو — سے وصل پیتے تھے بارہا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
یہ بتاؤ جانسے وہ سب گلا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو — وہ جو ہمسے تمسے قرار تھا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنے وعدہ نباہ کا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی عہد تھی کبھی کہکو کبھی سیر گلشن دو آنسجو — کبھی عذر حیلہ بصد غلو کبھی آنکھ خوف سے چار سو

کبھی چیکے چیکے آرزو کسی کو تے کنبے مین عیش جو — کبھی بیٹھے سب مین جو روبرو تو اشارتون مین تھی گفتگو

وہ بیان شوق کا برملا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

نہ انیس شام سیاہ تھی نہ لبون پہ شکوہ نہ آہ تھی — کہو کچھ بھی فکر نباہ تھی یہ کرم کی کیسی نگاہ تھی
تمھین نفرت ایسی نہ گاہ تھی یہ امید تمنٔی واہ تھی — کبھی ہم مین تم مین بھی چاہ تھی کبھی ہمسے تمسے بھی راہ تھی

کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

وہ زمانہ عیش و نشاط وہ حیا کو دعوی ثبات کا — وہ چھپا کے بیٹھنا گات کا وہ سمجھنا رمز و نکات کا
وہ ڈرا پ کو مری گات کا وہ اٹھا کے مارنا لات کا — وہ بگڑنا وصل کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا

وہ نہین نہین کی ہر آن صدا تمھین یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ان اشعار کے سننے سے ساحرہ کو غلیان مستی ہوا اور آفت کو جوش شہوت پرستی دونون باہم لپٹ کر بوسہ لینے لگے کنیزین شرما کر پاس سے سرکین گویا بھی دعا دیکر اوٹھا ساحرون نے کہا کہ تو کہین جانا نہین مین تجھسے ستار بجانا سیکھونگی واقعی تو اپنے فن مین کامل اور یکتاے روزگار ہے گویے نے یہ عنایت دیکھکر بہت دعا دی اور عرض کیا کہ تجھپر جمشید کی مہربانی ہے اور خداوند ایک روز میرے خواب مین آئے تھے اور ایک منتر تجھکو تعلیم فرمایا تھا اوسکی تاثیر سے مین ایسا گانے بجانے لگا ساحرہ ہرچند کہ پہلوے یار دلنواز مین بیٹھی تھی مگر منتر کا نام سنکر بیقرار ہوئی کہ اگر وہ تجھکو معلوم ہو جائے تو سیکھنے کی بھی محنت نبچے اور کمال بہت جلد مجھکو حاصل ہو بس اصرار کرنے لگے کہ اے مطرب وہ منتر تو مجھکو بتلا دے مین تمام عمر تجھکو اپنے پاس سے جدا نکرونگی اور مال دنیا بھی بہت کچھ دونگی اسنے پہلے تو بہت انکار کیا آخر عرض کیا کہ خیمے مین علیحدہ چلیئے تو بتلا دون ساحرہ نے اپنے آشنا کو قسمین دین کہ صاحب تم دو گھڑی اپنا جی اس جلسہ مین بہلاؤ مین آتی ہون یہ کہکر گویے کو لیکر اکیلی بارگاہ مین آئی اور پلنگ پر آپ بیٹھی گویے کو نیچے بٹھا کر کہا بتلا وہ کونسا منتر ہے یہ کہکر ساتھ ہی خیال اوسکے آیا کہ کہین یہ عیار نہو کیونکہ تنہائی مین یہ مجھکو لایا ہے اور ایسا گویا بھی کوئی نہین ہوتا ہے سنا ہے کہ شاگرد اور بیٹے عمرو کے خوب ہر فن مین دخل رکھتے ہین یہ خیال آتے ہی اسنے عیار پر سحر آگین نظر ڈالی عیار بھی سمجھگیا کہ مجھکو اسنے پہچانا بس چاہا کہ بھاگ جاؤن مگر نیچے کا دھڑ ہلگیا اوٹھا نگیا اور اسنے ڈانٹا کہ ارے ناعیار پہچانا سینے تجکو اب کہان جاے گا اوسکے ڈانٹنے سے اور تو کچھ اسکو نہ ہین پڑا جلدی سے ایک پڑیہ

بیہوشی کی کمر مین اسطرح رکھی کہ جو کوئی مجھکو اوٹھائے یہ پڑیہ گر پڑے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ساحرون نے
بجس و بیحرکت کرکے چاہا کہ باہر پکڑ لیجاؤن پس اوٹھکر اوسکی کمر مین ہاتھ ڈالکر کھینچتی ہوئی چلی یہ پڑیہ کمر سے
گری ساحرون نے کہا کہ موئے یہ کیا تیرے پاس تھا عیار نے کہا ہاے میرا مال تمام عمر کی کمائی کا گر پڑا ساحرہ
مشتاق ہوکر پڑیہ کو اوٹھایا اور اوسکی تہہ کھولی بیہوشی کا غبار نکلنے لگا اسنے متعجب ہو کر قریب نگاہ اسکو لاکر غور کیا
یہ کیا چیز ہے جسکے لیے یہ بیقرار ہو گیا شاید یہ اکسیر ہوگی اسے دیکھنے مین قریب چشم تو پڑیہ تھی ہی غبار بیہوشی
دماغ مین گیا اور خوشبو سے اسکی ساحرہ پر بیہوشی طاری ہوئی چرخ کھاکر گری اور عیار کے سامنے ہی گری
کیونکہ اوسکو تو کھینچتی لئے جاتی تھی پس اسکے ہاتھ تو قابو مین تھے خنجر کھینچکر ساحرہ کا اسنے سر جدا کر ڈالا غل اور شور
برپا ہو چشمہ کے کنارے سے آفت اور کنیزین دوڑین مگر عیار کے دست و پا مرنے سے ساحرہ کی قابو مین
آگئے تھے نعرہ کرکے سراسیمہ فرار ہو کر بھاگا بھاگا یہان کنیزین آکر پیٹنے لگین آفت پچھاڑین کھانے لگا لیکن ساحرہ
کو بعد مرگ جو اسنے دیکھا عجب صورت کریہ نظر آئی کہ یہ شیطان خود لاحول پڑھنے لگا کئی سو برس کا سن و سال
پایا نہایت پیر زال پایا منہ بہ رنگ شب دیجور کالا قامت طول شب ہجر سے بڑا عوج بن عنق کی خالا مارو
عقرب جسم مین لپٹے دیدے پھٹے پھٹے کالا لہنگا نیلی پھریا اوڑھے چیچک سے منہ کھر بچا سر گنجا پڑی تھی
مگر زبان حال سے کہتی تھی کہ اے عاشق میرے تو بھی میرے پاس کوئی دم مین آتا ہی اکیلے خلوت عدم
مین میرا دم گھبراتا ہی غرضکہ اسنے بعد گریہ و زاری کنیزون کو وہ لاشہ نجس سپرد کرکے رخصت کیا کہ وہ اسکے
گھر کیطرف گئین طوائف اپنے اپنے قریہ کیطرف روانہ ہوئین آفت آفت مین گھرا ہوا زار و نالان
لشکر کیطرف روانہ ہوا لیکن پہلے اسکے جانے کے نجم اوسکی ایسی صورت بنکر اسکے لشکر مین آیا اور سیدھا
اُس خیمہ مین گیا کہ جسمین شہزادہ قید تھا دربانون نے تسلیم کی اور راہ دی اسنے اندر جاکر شہزادے کے
کان مین کہا کہ مین ہون عیار آپکا مینے اس ساحرہ کو جاکر واصل جہنم کیا جسنے آپکو بے طاقت کیا تھا
اب آزماییے تو کہ آپ زور آور ہین یا نہین شہزادہ نے قید کو زور کرکے پارہ پارہ کیا عیار پہلے نکلکر بھاگا
اور لشکر شہزادہ مین آکر سردارونکو مطلع کیا کہ جلد جلد شہزادہ رہا ہوا گلزار نے طبل یورش بجواکر جلد فوج
تیار کرائی اور سردارونکو لیکر چلا ادھر شہزادہ باہر خیمہ کے جو آیا دربان دو ایک تو مارے گئے باقی بھاگ گئے
شہزادہ نے جو مارے گئے تھے اونہین کا اسلحہ لیا اور نعرہ بلند کیا سیلان خواب سے بیدار ہوکر باہر آیا
اور فوجکو تیار کراکر بڑھا شہزادہ خود ٹھہر رہا تھا کہ کوئی یہ کہے کہ چھپکر بھاگ گیا غرض کہ فوج نے آکر

گھبرا امان نے منھ پھیرا زبان درازی شمشیر کا شور ہوا سر ہنگ اجل کا ظاہر زور ہوا سر و تن مین فصل ہوا شاہد مرگ سے جوانون کا وصل ہوا شب تاریک مین شعلۂ تیغ مشعل راہ عدم تھا مسافر کشور فنا ہر اک دم تھا اسلحہ کی جھنکار بانگ درا تھی پیشتر رو قافلۂ قضا تھی داغ تھی داغ دلہاے عزیزان و روشنی بخش تھا کہ راہ تاریک ملک فانی باسانی طے ہوتی تھی جانے والے بھٹکتے نہ تھے ذرا بھی بھٹکتے نہ تھے اس عرصہ مین آفت جو ساحر کو رو پیٹ کر چلا تھا تھا اسوقت یہان اکر پہونچا آفت مین آتے ہی گھر گیا یعنی لشکر مین آفت زدہ کشت کی بہار دیکھی رنجیدہ خاطر ازبسکہ بہت تھا کچھ خیال انجام کار نہ کیا شمشیر کھینچکر جانب شہزادہ چلا ہزار ہا رن مہتاب چمکتی تھی وہ شب بہ آرزو روشن تھی اسنے دور سے شہزادہ پر تیر برسانا آغاز کیے اور افسران لشکر کو بھی للکارا کہ ہان اس مسلمان کو جانے نہ دینا فوج چار طرف سے ٹوٹ پڑی بڑی گھمسان کی مار ہونے لگی شہزادہ بھی ہمہ تن چشم بنکر لڑ رہا تھا اور برق کیطرح تڑپتا تھا کبھی اس صف پر تھا تو کبھی اوس صف پر مریخ گویا شرف پر تھا اور بخشوع و خضوع دل سے برجوع قادر مطلق کیطرف پر تھا کہ زبردست زیر دستان تو ہی ہے تجھی سے نصرت کی آرزو ہے اسنے ہنگامہ مین آخر کار لشکر جرار گلزار لیے مع تمام سردار کے پہونچا اور معرکۂ کارزار ترقی پذیر ہوا انجم عیار نے مرکب نے شاہزادہ نامدار تک پہونچایا کہ وہ ازمودہ کار سوار ہوکر مردی و مردانگی دینے لگا ایک طرف **یاقوت** نے کان یاقوت زمین جنگاہ کو بنا دیا سیل خون بہا دیا ایک جانب گلزار کی ہواے تیغ نے گلہاے زخم چمنستان جسد عدو پر کھلاے کھلائے تھے دست پاے گلرخان کاٹ کر ڈھیر لگائے تھے یہ حال کیا تھا کہ بموجب نظم

بابر اندر آمد دم گرّہ نائے	چو نگبیدن گرز و ہندی درائے
دہادہ بر آمد ز ہر پہلوے	چکاچاک برخاست از ہر سوے
زگرد سپہ چرخ شد ناپدید	ستارہ ہمی دامن اندر کشید
چنان گشت سرتاسر آوردگاہ	کہ از جوشش خون لعل شد روے ماہ
فراوان ازان کوہ ہامون کشتہ بود	زخون یلان کشور آغشتہ بود

شاہزادہ والاشان قتل و قمع کرتا قریب **آفت** پہونچا وہ خود اسکی جانب آتا تھا بیچ لشکر مین سامنا ہوا اسنے تیغ خونچکان کمر کو بتلا کر سر پر اس نامور کے لگائی اسنے گھوڑا اڑا کر دست راست کیطرف اکر تیغ کو اسکی خالی دیا اور خبردار خبردار کہکر اللہ اکبر کا نعرہ جگر سے کھینچکر تلوار کو اسکے سر پر لگایا کہ **نظم**

گرامی دو پرخاش جوے جوان | یکے شاہزادہ یکے پہلوان
چو شیران جنگی برآشوفتند | بہم تیغ بر یکدگر کوفتند
چو شہزادہ دید آن تن پیل مست | یکے کوہ زیر اژدہاے بدست
دوان پیش او آمد اندر زگرد | بزد تیز تیغے بر آن رازمرد
ببرید یال و سر و گردنش | ز بالا بخاک اندر آمد تنش

تیغ تزان نے شہزادہ کی اُس بدکردار کے دو ٹکڑے کیے اسکے مرتے ہی فوج کوہیان کا جی چھوٹ
گیا بھگدڑ پڑی سیلان بے ایمان سمجھا کہ ابھی بخت زبون کجی پر ہے آوارگی نصیب مین ہے سر سبز
چلو جدھر مقدر لیجائے پس با معدودے چند گھوڑا اڑاکر بسر صحرا چلا یہان بعد زد و کشت بسیار فوج آفت نے
چادر امان ہلائی طبل امان بجایا تلوارین گردنین حمائل کرکے خدمت شہزادہ مین آئے شہزادہ نے بھی
ہاتھ روکا غازیان صف شکن نے اردوے حریف کو لوٹ لیا بارگاہ وخیام کو جلا دیا پھر بفتح و فیروزی
اپنے پڑاؤ پر آئے شہزادہ نے لشکریان مخالف پر سلام عرض کیا سب از سر صدق مسلمان ہوے
طلایہ مقرر کرکے شہزادہ بقیہ شب آرام گزین ہوا جسدم آمد خسرو خاور نے لشکر انجم کو بھگایا اور تیغ
سحر نے سر پہلوان شب کا کاٹا کہ بیت چو پیراہن شب بدر دید روز ٭ پدید آمد آن شمع گیتی فروز ٭
شہزادہ دربار آراستہ ہوا ہمراہ گردان تیغزن و جوانان پیلتن کے بادہ نوشی کرنے لگا یہان تو ہر ایک
مصروف عشرت ہے لیکن سیلان جو آوارہ دشت غربت و مصیبت تھا صبح ہونے تک بہت
قلعہ طوفانیہ سے نکل آیا یہانتک کہ ایک درہ کوہ کے قریب پہونچا دامن کوہ مین ایک بارگاہ عالی
استادہ تھی فوج بیکران سوار و پیادہ تھی کڑھاؤ چڑھے تھے پکوان پکتے تھے بستر سپاہیون کے
لگے تھے تلوار ونکی قینچیان دستے کے اوترنے کی جگہ پہ بندھی تھین رونین بھرتی تھین گاردے کوٹ
بندھے تھے تلنگے پہرے پر ٹہلتے تھے بازار لشکر کی کھلی تھی ہر چیز عمدہ بک رہی تھی سوار وتین لین
پر گھوڑون کے ہنہنے کی آواز بلند ایک جوان انمین زورمند اپنے اپنے کام مین سرگرم کوئی
تلوار صیقل کرتا کوئی زین پشت مرکب پر دھرتا کوئی تھان درست کراتا کوئی اپنا مرکب ٹہلاتا
کوئی بستر جماتا کوئی کھاپکاتا کسینے رنڈی بلائی تھی اوس سے ہنستا کوئی ڈھولک بجاکر آلہا گاتا
غرضکہ اس لشکر کو دیکھکر سیلان آگے بڑھا اور ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اسنے کہا

کہ خون ریز کوہی بادشاہ قلعۂ مرجان کوہ یہان اوترا ہے یہ سنتا تھا کہ اسکا رنگ رخسار فرط
عشرت سے گلنار ہوا کیونکہ حاکمان کوہستان کو یہ جانتا ہے کہ سب لقا پرست ہین پس حمایت میری
ضرور یہ بادشاہ کریگا غرضکہ قریب بارگاہ آکر گشت مرکب سے جدا ہوا اور اپنے ساتھیون کو چھوڑ کر
آپ بارگاہ کے در پر آیا عرض بیگی سے کہلا بھیجا کہ جاکر کہے بھائی بادشاہ قلعۂ طوفانیہ کا آیا ہے آ
جاکر یہی عرض کیا خون ریز نے اپنے سردار بہر استقبال بھیجے کہ وہ اگر اندر لیگئے جب یہ اندر بارگاہ
گئے آیا خون ریز نے اسکا حال تباہ و پریشان پایا کہ بیت نہ پیوند و فرزند و تخت و کلاہ ✤ نہ دیہیم
شاہی نہ گنج و سپاہ ✤ یہ حال دیکھکر وہ اوٹھا اور تخت سے اوترکر اسکو گلے لگایا پھر نزدیک قریب تخت
بجھوا کر اوسکو بٹھایا کہا یہ کیا حال ہے اسنے تمام ماجرا از ابتدا تا انتہا بیان کیا اسنے کہا مین بہر امداد
خداوند باختر جاتا تھا گر وہان بھی مسلمانون کو مار کر ثواب لینا یہان بھی وہی کار نیک اچھا چلو مین
تمہارے ساتھ چلکر اس نبیرۂ حمزہ کا سر کاٹ لون اور وہی جاکر خداوند لقا کو نذر دون پھر اور
مسلمانون سے سمجھ لونگا یہ کہکر اسکے لیئے ایک بارگاہ استادہ کرا کر جملہ سامان راحت وہان مہیّا
یہ حرامزادہ دو روز تک وہان آسودہ حال رہا روز سوم جب خسرو سیارگان مسافر چرخ چارم
ہوا اور منازل بروج کو گردش فلکی سے طے کرنے لگا کہ بیت چو خورشید سر بر زد از برج گاو ✤
زگل زار برخاست بانگ چکاو ✤ خونریز بعزم خونریزی مسلمانان طبل سفر بجوا کر ہمراہ سیلان
بد اختر مع لشکر خود سر کے روانہ ہوا اور بعد قطع منازل مقابل لشکر شہزادہ نامور آکر قیام پذیر ہوا اور
بقیہ روز کسل راہ سے آسودہ کیا جب دہر غدار بازی بازی تازہ بروے کار لایا یعنی بہ رنگ
بخت تیرہ سیلان رنگ گیتی کالا یا کہ بیت شب آمد گوان شمع بفروختند ✤ بہر جاے آتش
ہمے سوختند ✤ سر شام آتش کینہ وری دم کرنا سے تیز ہوئی ہلکارون نے جاکر شہزادہ کو اطلاع
دی کہ اے شہریار ذی وقار خونریز نام ایک کوہی ہمراہ سیلان آیا ہے طبل جنگ اسنے بجوایا ہے
اور باقی سب فضل خدا ہے یہ خبر سنکر شہزادہ نے بھی نقارۂ جنگی بجوایا تیاری آلات حرب کا پھر زمانہ
آیا وہی ہنگامۂ رستخیز بہر ستیز گرم ہوا ہر سنگدل خوف سے نرم ہوا گردن کشان کش سر بلندی پا نیکا
ٹھوکر کھانے لگے ہتیار سلح خانون سے آنے لگے ہوا مین شجاعت دکھانی کی دلونمین بڑھ گیئن
آرزو مین بسان نوک سنان گر گیئن پاے ثبات سرو گلستان جرات ہلگئے کہ بغیر کٹے جگہ پر سے

نہ ہٹین میدان مین ڈٹے رہین نخل تن بہار جنگ دکھادے دشمن کو ثمر عدالت کا مزا چکھادے غرض کہ
ہرسمت گلستان دلاوری ہرا بھرا تھا بہار عندلیب آسا فوط تہوری سے زمزمہ پیرا تھا کہ **نظم**

بدانگہ کجا بانگ و ویلہ کنند — تو گوئی ہمہ کوہ را برکنند
وزان زخم دان گرزہاے گران — چنان چاک و پولاد آہنگران
بمغز اندر افتد ترنگا ترنگ — ہوا بر کند نالۂ نور دخنگ
بہ پیش اندر آیند مردان مرد — ہوا تیرہ گرد وز گرد نبرد
زمین باشد انگاہ گشتہ کبود — زمین پر ز آتش ہوا پر ز دود
ہمہ شب ہمے بود پیدا خروش — دل کینہ خواہان در آمد بجوش
سحرگہ خروشش آمد از کرنائے — ہم از کوس روئین و ہندی درائے
سپہ را چو روے اندر آمد بروے — جہان شد پر آواز پرخاش جوے
بر آمد یکے باد گردے کبود — زمین آسمان ہیچ پیدا نبود

یعنے جب تیغ ضیاے مہر نے روے بہرام فلک دشت چرخ سے پھیرا سپاہ دونون جانب سے وار دنبردگاہ ہوکر صف کشیدہ ہوئی نقیب للکار کر ثنا خوانی شجاعت کے نعرے مار کر کنارے ہوے خونریز بعزم ستیز مرکب اُڑا کر میدان آیا سلحشوری دکھا کر نعرۂ ہل من مبارز بلند کیا شہزادہ نے سبقت فرما کر مرکب کی باگ لی سردار ہر چند حاضر خدمت ہوکر عذر خواہ ہوے لیکن نہ سنی اور سامنے حریف کی پہونچکر تگادر بادری مرکب اوسکا سات قدم پس پا کیا اُسنے سنبھلکر نیزہ مارا اسنے نیزہ پر گانٹھا اور ایک بند اسکی مشت درشت پہ باندھکر ہاتھ کو سست کیا پھر ڈانڈ کو ایسی تکان دی کہ نیزہ نے اوسکی ہاتھ سے نکلکر صحرا کی راہ لی اسنے بغصہ گرز گرانبار لگایا شہزادہ نے دم شمشیر سے اسکو دو ٹکڑے فرمایا اوسنے تیغ کئی سو من کا کھینچکر بقوت تمام لگایا شہزادہ نے اُسکو بھی رد کرکے کمر زنجیر مین اسکی ہاتھ ڈالا اسنے بھی اسکی کمر مین ہاتھ دیا زور کشمکش کے ہوے آخر دونون زمین پر کودے کشتی شروع ہوئی دوپہر کامل ٹکر اور گھونسا چلا داؤن پیچ ہر طرح کا رہا آخر خونریز کا دم اگیا اور لڑنے سے گھبرا گیا کہا کہ اے بہادر بعد دوپہر مین ایک مرض مین مبتلا ہوتا ہون ایسا کہ بیہوش دیر تک رہتا ہون پس امید آپ سے رکھتا ہون کہ مجھکو چھوڑ دیجیے کل مین پھر آکر لڑونگا شہزادہ نے یہ عذر اسکا سنکر کشتی سے

ہاتھ اوٹھایا اور وہ مکار روبہ بازی کرکے پنجۂ شیر سے رہا ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور طبل بازگشت بجواکر پھر گیا شہزادہ مراجعت فرماکر داخل بارگاہ ہوا سپاہ جابنین آسودہ ہوئی خونریز بھی بارگاہ مین بیٹھکر شرابخواری کرنے لگا اور نشہ مین مست ہوکر سیلان سے کہا کہ مین تیرے کہنے سے ناحق سطرف چلا آیا اس مسلمان سے سربر ہونا نظر نہین آتا سیلان نے کہا پھر خدمت خداوند مین جانیے سمجھے وہان تو اس مسلمان کے باپ دادے وغیرہ بڑے بڑے بندہ سرکش خداوند کے ہین انسے کیونکر لڑتے اسنے کہا اگر وہان مسلمان زبردست ہین تو خداوند تقدیر مجھکو زور عنایت فرماتے اور اونکو مغلوب کرادیتے کیسلیے کہ خداوند خود چاہین تو سب بندگان خاطی کو غارت فرمادین مگر چاہتے ہین کہ کسی اپنے بندےکے ہاتھ سے اونکو برباد کرا کر اُس بندے کو سعادت دارین مرحمت فرمادین اور نیز بندگان مغضوب پر اپنے پیدا کرنے سے رحم بھی فرماتے ہین کہ مینے جنکو پیدا کیا ہے اونکو کیا غارت کرون پس مین وہان جاکر لڑتا تو زیارت بھی خداوند کی میسر ہوتی اور شاید فتح کی فرمادیتے تو سعادت مجھی کو ملتی یہان لڑنے مین سوائے ذلت کے کچھ حاصل نہین سیلان یہ باتین سنکر خوب ہنسا اور کہا خداوند کی نسبت جیسا تم سوچے ہو یہ بالکل خلاف ہے وہ اس امر مین بہت مجبور ہین نہ کسیکو زور دیسکتے ہین نہ مسلمانون پر کسیکو غالب کراسکتے ہین بلکہ خود فرماتے ہین کہ بندگان خوابی کی نسبت تقدیر زبردستی مجھسے عالم مستی مین ہوئی ہے اور اُنکو عالم خواب مین پیدا کرکے مین بھولگیا ہون اب سوائے بھاگتے بھرنے کے مجھے کچھ بن نہین آتا ہے اسنے یہ بیان سنکر جوابدیا تو وہ خداوند نہین ہے جو ایسا مجبور ہے تیری تقریر سے ثابت ہوا کہ وہ خداوند شعبدہ باز اور حلیہ باز ہے دین مسلمانون کا سچا ہے پس مین آج تو حیلہ کرکے اس شہزادے سے بچکر چلا آیا لیکن کل جو مقابلہ کرونگا اور زیر ہونگا تو مسلمان ہوجاؤنگا سیلان نے یہ کلمات سنکر دلمین کہا کہ اسکے ایمان مین فرق آگیا ہے اب کچھ اور فکر کرنا چاہیے لیکن ابھی اس سے بگاڑنا زیبا نہین یہ تجویز کرکے گویا ہوا کہ اے بادشاہ اگر آپ مسلمان ہونگے تو مین آپکی ساتھ ہون جو آپکی رائے ہوگی وہی میری بھی یہکہکر بات کوٹال کے کچھ دیر مین بارگاہ سے اوٹھ گیا اور اپنے خیمہ مین اکر فکر کرنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے سب چنانچہ سوچتے سوچتے خیال مین ایا کہ ایک جوگی ساحری کا اتیت اس قلعہ کی حوالی مین رہتا ہے اکثر بھائی میرا طوفان اسکے پاس جاتا تھا اور تعریف اسکے کمال کی فرماتا تھا پس وہ یہانسے قریب بھی رہتا ہے اسکے پاس چلنا چاہیے یہ سوچکر ایک لازم کو ساتھ لیکر اور گھوڑے پر سوار ہوکر روانہ ہوا اور

ایک پہاڑ کے دامن میں پہونچا اثیت کا جو یا تھا کہ ناگاہ منڈھی بنی ہوئی نظر آئی کہ نرکل کی منڈھی
سامنے اوسکے دھونی رمائی ہے درختونکا فرغہ ہے اوسمین قفس ہاے طائران کوٹا لگا ہے ایک
گھوڑی منڈھی کے اوس پار چرتی پھرتی ہے دھونی کے کنارے دستپنا گھڑ سا ہے چلم گانجے کی ادہی
اپلا دباہی بخیہ دین بندا لوا تیتر ابلقا دستیر کو کلا طوطا مینا سے مرگ چھالے پر اثیت بیٹھا ہے
لنگوٹا بندھا ہے قشقہ ماتھے پر کھینچا ہے آنکھیں لال لال نشہ مین بھرین کمال ہیں اسنے گھوڑے سے
اوترکر بہت جھککر سلام کیا اسنے دعا دی کہ بچا آؤ سامری بھلا کرین یہ دھونی پر جاکر بیٹھ گیا اثیت
بھی نکل آیا اور چلم مین گانجا ملکر بھر آپ بھی پیا اوسکو بھی پلایا پھر حال پوچھا کہ بچا کیونکر آنا ہوا اسنے
اپنا پتا اور نشان اپنے بھائی کا آنا سب بیان کرکے حال شہزادے کا اور قتل ہونا بھائی کا جملہ ماجرا آجتک
جو گذرا تھا کہکر رونا شروع کیا پھر مستدعی ہوا کہ مین آپ پاس پناہ لینے آیا ہون فلک کا ستاہون مری
بھی دستگیری فرمائیے دین میرا بچائیے اثیت نے پہلے تو بہت کچھ انکار کیا جب اسنے بہت گریہ و
زاری کی اسکو اسکے حال پر رحم آیا اور کہا اچھا تو گھبرا نہیں مین اوس مسلمان کو پکڑ کر تیرے حوالے
کرونگا لیکن داداوسکا مالک اسم اعظم ہے اسکے خوف سے مین یہان پھر نہ ٹھہرونگا مجھے انجام اس جنگ کا
سنبھالنا ہوگا آیندہ میرا بھروسا نہ کرنا اسنے بھی غنیمت جانا کہ شہزادہ کو گرفتار کر دیگا پس عرض رسا ہوا
کہ انجام کو مین سمجھ لونگا آپ چلکر اس مفسد کو گرفتار کر دیجیئے اثیت نے کہا اچھا تو جا شام کو لشکر مین آؤنگا
یہ وعدہ اوس سے مستحکم لیکر شادان وفرحان پھر اور اپنے لشکر مین آیا خونریز بارگاہ مین بیٹھا
تھا کہ یہ پہونچا اسنے پوچھا کہ کہو کہان گئے تھے اسنے کہا کہ آپ ہی کے کام کو گیا تھا اسے بہادر دو تدبیر
فتح پانے کی نکالی ہے کہ ممکن نہین جو تم کل غالب نہ آؤ یہ کہکر سارا ماجرا اثیت کا نقل کیا اسنے سب حال
سنکر کہا کہ اسطرح اگر زیر شہزادہ ہوا تو کیا کچھ بزرگی دین خداوندی کی اس سے نہین ہوئی اسنے
کہا پھر خداوندی نے اثیت کو بھی پیدا کیا ہے یا کسی اور نے یہ سب خداوند کی قدرت نمائی ہے غرضکہ
اس شیطان نے ایسا کچھ اوسکو ورغلایا کہ وہ پھر امادہ بہ باطل پرستی ہوا اور کہا خیر دشمن کے
زیر ہو جانے سے مطلب ہے اس ہنگامہ کو بھی دیکھ لون یہ کہی رہا تھا کہ اہلکارے نے اکر بعد دعا
ثنا کے عرض کیا کہ عیار شہزادہ تورج کا دروازے پر حاضر ہے امید باریابی رکھتا ہے یہ اس خبر کو
سنکر حیران ہوا کہ یہ عیار کیون آیا ہی مگر حکم اسکے حاضر ہونیکا دیا نجم سامنے اکر دعاے شاہی بجالایا اسنے کرسی دی

بیٹھا اور تر زبان ہوا کہ شہزادہ نے مجھسے ارشاد فرمایا کہ تو جا خدمت خونریز مین اور میری جانب سے کہہ جیسے تم ہمسے لڑنے آئے ہو ہمارے تمہارے سابقہ شناسائی ہوا خواہ وہ سابقہ بعداوت ہو یا بہ محبت ہملوگ بہادر دوست ہین اور بہادر کا دردمند رہنا گوارا نہین کرتے ہنگام کشتی تمنے کہا تھا کہ مین بعد دوپہر بیمار ہو جاتا ہون پس طبیعت میری فکرمند ہے اپنی خیریت کہلا بھیجو کیونکہ وقت رزم لڑنا چاہیے اور وقت بزم آشتی لازم ہے لسنے یہ بیان عیار کا جو سنا عاشق جرأت شہزادہ ہو گیا دل سے کہا واقعی یہ لوگ اپنا مثل و عدیل نہین رکھتے ہین پس عیار کو خلعت دیا اور کہا میری طرف سے عرض کرنا کہ آپ کے اقبال سے آج مین ماندا نہین سبطرح اچھا ہون آپ طبل جنگ بجوائیے مین مقابلہ کرکے نصیب آزمائی کرلون تو اطاعت آپ کی کرون اور جو غالب آؤن تو آپ کو مطیع کرکے اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤن عیار یہ پیام سنکر روانہ ہوا اتنے عرصہ مین ضیائے مہر کو بعد الفت دامن ظلمت شب مین یار دہر نے چھپایا اور خانۂ تاریک دنیا مین پیرزال شب نے چراغ قمر جلایا کہ ابیات

کہ اس عرصے مین شام آئی برابر — ہوا خورشید عالمتاب مضطر
بہادر شام کے دیکھے جو سامان — کیے گردون نے انجم اپنے رخشان

سر شام خونریز کے حکم سے طبل جنگ بجا ادہر نجم نے جاکر شہزادے کو اوسکا پیام دیا شہزادہ کی بھی نقارۂ حرب بجوا کر طرفین مین تیاری شروع ہوئی مگر شام ہوتے ہی وہ اتیت بھی آیا سیلان نے خوش ہو کر ایک خیمہ مین اسکو اتارا موہن بھوگ تیار کرا کے کھلایا جملہ احتیاج کی چیزین اوسکی مثل نشہ گانجا وغیرہ سب مہیا کین وہ بافراغ خاطر مصروف درستی سحر ہوا ادہر بہادر آلات حرب درست کرتے رہے اگلی شب دونون جانب سے پیام دوستی جو ہوا تھا تو تلوارین بھی کرکے دانت نکالے تھین دیدہ جوہر سے راہ وفا دیکھے بیٹھی تھین خنجر آرزوے حلقہ بگوشی مین خم تھے نیزے بمنت تمام استادہ بیک قدم تھے سپرین زبان مثل تیغ پائین تو عذرخواہی چباتین کہ ہم کیا ردے سیاہ لیکر سامنے آئین تیغ غیرت سے کنجاین عمود کلہ زنی کرنے سے خاموش تھے منہ کی کھائی تھی بوجہ غیرت کی جوش تھے پیادی پاے ہمت کو تاہ رکھتے تھے سوار دن کا توسن حرارت لنگ تھا دل کب مائل جنگ تھا سردار حسب آئین اسلحہ سجتے تھے مرنے پر کمر کستے تھے نظم

مرا ساز جنگ ست ہم خواستہ — ہمہ لشکر یک دل آراستہ

سپہ را چو روے اندر آمد بروے	بے آرام شد مردم جنگجوے
بہ بستند گردان کوہی میان	بران جنگ یکسر چو شیر زیان
ستارہ بران جنگ نظارہ بود	کہ ہم کین و ہم گاہ بیغارہ بود

چار پہر رات جانبین مین تیاری رہی جب مہر تابان جوگی کیطرح زنار شعاع ڈالے مشرق کی منڈھی سے نکلکر بربت بر فلک پر آیا اور اتیت نے ڈنکی کہل راتکا اوتارا کہ ابیات

فروغ صبح سے تارے ہتے پنہان	زمین پر آسمان تھا نور افشان
خیال دشت نے خاطر مین جا کی	ہوئی تجویز فکر مدعا کی

مبارزان تہور دستگاہ لشکر کینہ خواہ ہمراہ لیکر ہزار غرور جاہ وارد میدان جنگگاہ ہوئے فوجون کے پرے جمنے لگے ایکطرف مسلمان بڑی شان سے کہڑے تھے دوسریطرف لقا پرستونکے غول جنگ پر اڑے تھے سیلان اتیت کو تخت پر سوار کیے آیا تھا اور لشکر سے کچھ اگے بڑھکر کھڑا ہوا تھا غرضکہ جب ترتیب صف قتال ہو چکی قرنا ے جنگی پھنکی خونریز نے مرکب کی باگ لی میدان مین آکر للکارا نعرہ شجاعت دم مارا کہ وہ بہادر کہان ہے جسکا نام تورج نوجوان ہے شہزادی نے نہیب اسکی سنکر مرکب اڑایا غلغلہ تعظیم لشکر مین برپا ہوا مگر شہزادہ سامنے اس مبارز کے آیا اور سب اسلحے توڑ چکا تھا صرف کشتی کا انجام ہونا باقی تھا پس شہزادی کے قریب آتے ہی زمین پر کودا شہزادہ بھی اتر پڑا دونو سرگرم کشتی ہزار درشتی ہوئے کوئی دو گھڑی کشتی رہی اس اتیت نے سحر پڑھا کہ شہزادہ حسین و حرکت ہو اسنے چت کرکے باندھ لیا اور اپنے لشکر کے سپرد کیا پھر پکار کر کہا اور تم مین سے جسکا جی اے مسلمانون لڑنے کو چاہے وہ سامنے آئے یاقوت و گلزار و دیگر سرداران شہزادہ یکان یکان مقابل آئے مگر دو دو گھڑی مین بزور سحر اتیت بیطاقت ہوکر باندھ لیے گئے پچھلے پہر دن تک کئی سو سردار وابستہ رسن سحر ہوئے تب اسنے پھر پکار کر کہا کہ اے لشکریان بازگشت بہتر ہے تمھارے لیے مین تمھارے مالک کو اپنا مطیع جا کر بناؤنگا اگر وہ اطاعت میری قبول کرے تو تم بھی منظور کرنا اور اگر وہ قتل کیا جاے اسوقت مین سیلان کو اپنا مالک جاننا لشکریون نے یہ کلمات سنکر ارادہ کیا کہ جنگ مغلوبہ کرین مگر عیار شہزادہ نے منع کیا اور کہا آج بھی کچھ سحر وغیرہ کا معاملہ ہے ورنہ شہزادہ یون گرفتار نہوتا لڑنا مناسب نہین ہے پھر چلو اسکے سمجھانے سے لشکری رکے اور خونریز طبل بازگشت بجوا کر پھر اعیار بھی لشکر لیکر ڈیرون پر

پر آیا لشکری آسودہ ہوئے برق عیار ہر ایک کو ہوشیاری کی تاکید کرکے عیاری کی فکر مین روانہ ہوا اور ایک کوہی کی ایسی صورت بنکر بارگاہ خونریز مین گیا دیکھا کہ وہ بوجہ فتحیاب ہونے کے بہت محظوظ خاطر ہے اسباب عیش و طرب سامنے حاضر ہے ساقیان مہر دیدار و طوائفان پری رخسار شراب و رقص سے ہنگامۂ عشرت گرم کر رہی ہین پیمانۂ بادہ سرور بھرے ہین عیار مذکور یہ حال دیکھکر گھات مین تھا کہ کسی ساحر کا کچھ ذکر سنون تو جاکر عیاری کرون اسی اندیشہ مین تھا کہ سیلان نے خونریز کو راغب بر قتل شہزادہ کیا اور کہا مین ایتت کو مہمان کبتک رکھونگا تم اوس مسلمان کو ہلاک کرو تاکہ مین ایتت کو رخصت کردون خونریز گویا ہوا کہ ایتت کے رہنے اور نہ رہنے سے اور قیدی سے کیا مطلب ہے ایتت ایک بندہ مقبول خداوند ہے اُسنے اپنی کرامت سے مجھکو ایسا زورآور کردیا کہ جس سے مین اوس پرستار خدائے نادیدہ پر غالب آیا اب جو طاقت کہ مجھکو ملی ہے وہ ایتت صاحب کے جانے سے کیا جاتی رہیگی سیلان یہ کلام خاموش ہو رہا اسلیے کہ عظمت دین خداوندی جاتی رہیگی جو کہونگا کہ ایتت ساحر ہے اور اسنے سحر سے شہزادہ کو گرفتار کیا ہے غرضکہ یہ تو چپ ہو رہا اور خونریز نے کہا اے برادر تم گھبراؤ نہین مین اوس شہزادے سے اقرار کرچکا ہون کہ جو غالب آئے مغلوب کو اپنا مطیع بنالے پس حسب وعدہ مین اوس شہریار کو بلاکر سوال زمرد پرستی کرتا ہون یقین ہے کہ قبول کرے کیالیے کہ وہ بہادر انصاف پسند ہے یہ کہکر حکم دیا کہ قیدیونکو حاضر کرو ملازم بہر تعمیل حکم روانہ ہوئے اور سیلان اوٹھکر ایتت کے خیمہ مین آیا اور اس سے کہا ذرا آپ بھی بارگاہ مین چلیے اسوقت وہ مسلمان بلایا گیا ہے ایتت یہ سنکر بارگاہ مین اسکے ساتھ آیا خونریز نے تعظیم کی اور قریب اپنے تخت پر بٹھایا کہا آپ بزرگان دین مین سے مین مجھسے ادنی درجہ پر نہ بیٹھیے ایتت اوسکے پاس بیٹھا تھا کہ سردار تلوارین کھینچے ہوئے شہزادہ کو مطوق و مسلسل کیے سامنے لاسے شہزادہ نے اوس بارگاہ کو کفر مدار مین تنکر نہیب دی کہ سلام میرا اس محفل ضلالت منزل مین اوس شخص پر ہو جو خدا تعالیٰ کو بوحدانیت مانتا ہو اور پیغمبر خدا کو برسالت پہچانتا ہو یہ نہیب اس میر مجلس بیعت کی سنکر خونریز نے کہا کہ اے بہادر ابھی سے تمنے اپنا وعدہ فراموش کیا قول مردان جاندارد و سخن مردان اعتبار کیا تمنے نہین کہا کہ جو مغلوب ہو وہ غالب کا مطیع بنے شہزادہ نے فرمایا کہ پھر مجکو کسنے بمردی و مردانگی زیر کیا جو مین اپنے وعدہ سے پھر گیا اُسنے ہنسکر کہا کہ خوب اے حضرت سر میدان مینے آپ کو بجت کرکے باندھا کہ تمام عالم نے دیکھا مگر آپ کو اپنے زیر ہونیمین ابھی تک شک و شبہ ہے شہزادہ جوابدہ ہوا کہ اے

خونریز مین تجھکو بہبا بہادر جانتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ تو بڑا بودا ہے ارے بیوقوف جسطرح کہ مین زیر ہوا ہون
اسطرح ایک زال رستم کو باندھ سکتی ہے نہین جانتا تو کہ سحر سے انسان کا کیا زور چلسکتا ہے مجکو
سحر سے گرفتار کیا اور پھر دعوی شجاعت کرتا ہے برا بیحیا ہے یہ کلمات سنکر اُسنے اتیت سے کہا کہ آپ نے مجھے
اسیر سحر کیا تھا مجکو زرد دیا تھا آتیت نے کہا ارے بینے اسیر سحر کیا کیا تم سب کو ہونکا دین بچایا یہ احسان
میرا تمام عمر یاد رکھنا کہ دین وایمان وجان ومال سب برباد ہو چکا تھا میرے سحر نے یہ سب تمکو کیا اسنے
یہ باتین سنکر دلسے خیال کیا کہ شہزادہ سچا ہے اور دین بھی اسکا راست ہے یہ حرامزادہ اتیت کچھ بھی کرامت
بلکہ اسنے اور مجکو ذلیل کرایا پیش مردان عالم بودا بنایا پس یہ خیال کر کے اتیت کی ثنا وصفت کرنے لگا
کہ واقعی آپنے جانبخشی فرمائی پس تعریف کنان قدم پر گرنے لگا اسنے سر اسکا اوٹھا کر سینے سے لگایا اسنے
گلے ملتے ہی گلوے نجس پر اُسکے ہاتھ ڈالکر اسطرح دبایا کہ ہر چند وہ تڑپا اور بھڑکا لیکن نہ چھوٹ سکا
اور نہ سحر پڑھ سکا آخر طائر روح اوسکا نخل تن سے پرواز کر کے نشیمن ساز جہنم ہوا غلغلہ دار وگیر برپا
ہوا اندھیرا ہو گیا صدائین مہیب آئین کہ مارا جیپال جادو کو سیلان اوسی ہنگامہ مین کہ جب
اتیت سے لپٹا تھا پہلے تو ہان ہان کر کے چھڑانے چلا تھا پھر سمجھا کہ مین تنہا ہون سردار مجکو خونریز کے
پکڑ لینگے ابھی بخت داژون کجی پر ہے نکل جانا چاہیے پس مرگ اتیت سے اندھیرا جو ہوا اوسی تاریکی
مین یہ باہر بارگاہ کے نکلا اور مرکب جو سرداران درباری کے کھینچے کھڑے تھے انھین مین سے ایک
گھوڑے پر بیٹھکر بسرعت تمام راہی ہو گیا یہان بعد قتل اتیت شہزادہ کی جسم مین توانائی آئی بقوت
صاحبقرانی قید کو پارہ پارہ کر کے اٹھا خونریز تخت سے اوتر کر قدمون پر گرا اور کلمہ پڑھکر از سر صدق
مسلمان ہوا یاقوت وغیرہ جملہ سرداران سہرداہ کو رہا کیا شہزادہ نے اسکا بھی اٹھوا کر اپنے
لشکر سے ملحق کرایا اور اوسکو لیکر بارگاہ مین اپنی آیا اب سات لاکھ کوہی کا لشکر جمع ہو گیا گلزار کوہی
نے حکم جشن ہونیکا دیا ساقی ومطرب نے آکر ہنگامہ عشرت برپا کیا خونریز نے شہزادہ سے اسوقت
خوشی مین عرض کیا کہ میرے دو بیٹے ہین ایک نام مسمار اور دوسرے کو سرشار کہتے ہین دونون
دونون بڑے طاقت دار ہین یقین ہے کہ میرا مسلمان ہونا سنکر برسر مقابلہ آئین شہزادہ نے
فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو بحول وقوت الٰہی انکو گوشمالی واجبی دیجائیگی اور ہنگام جنگ انکو قتل نکیا جائیگا
بلکہ زندہ گرفتار کر کے سمجھایا جائیگا خونریز انباتون سے مطمئن ہو کر ناچ دیکھنے اور شراب پینے مین

معروف ہوا یہان تو یہ جلسہ ہے مگر سیلان بے ایمان جور و بفرار لایا افتان وخیزان گریان و
نالان شکایت جور آسمان بزبان روان تھا زیر قدم دشت وکوہ و میدان تھا بعد قطع منازل
چند ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا حوالی دشت رنگین غیرت دہ نقش و نگار نگارخانۂ چین جاے
فرحناک و دلنشین چشمہاے مصفا موجزن نہرین پاکیزہ جاری ہر سمت روان باد بہاری آتی تھی
اس وادی فرحناک کو بہت پسند کیا اور آگے بڑھا ایک چشمہ کے کنارے دو گھوڑے خالی از راکب
کھڑے تھے زین ابیرہ زر کسے باگھر ہو تو نکی ہٹھون پر ڈہی جاکر چو زمی جھل رہے تھے اپنے
اون شاطرونسے پوچھا کہ یہ مرکب کسکے ہین اور سوار انکے کہان گئے ہین ساطر جواب دہ ہوے
کہ سرشار و سمار خونریز حاکم قلعہ مرجانیہ شکار کھیلنے آئے تھے ہرن کے پیچھے گھوڑے
اوٹھاے تھے چنانچہ وہ آہوے رم خوردہ اس پہاڑ کے جو سامنے ہے درۂ تنگ مین چلا گیا ہے
ازبسکہ سوار ہوکر دریمین جانا مشکل تھا وہ دونون پیادہ داخل درہ ہین یہ سنتا تھا کہ اوسکو کچھ امید
بندھی کہ پھر مددگار ملے اور درۂ کوہ کیطرف چلا راہ مین یہ بھی سوچا کہ ایسا نہو بموجب بیت عاقبت
گرگ زادہ گرگ شود ۔ گرچہ با آدمی بزرگ شود ۔ یہ دونون بھی تو اسی افعی کے بچے ہین جسنے آتیت کو
مارکر یہ بس ہو یا ہے بس یہ سوچکر چاہا کہ اور سمت کی راہ لون لیکن براہ شیطنت خیال مین آیا کہ باپ بیٹے کو
لڑانیمین فائدہ بڑا ہے یہ قتل ہوے جب بھی باپ انکا ہلاک ہوا اور پدر قتل ہوا تو مدعی مارا جائے گا
بہر صورت کچھ نقصان اپنا متصور نہین غرضکہ خوب دلسے مشورہ کرکے یہ درمین داخل ہوا اور پکارا
کہ اے فرزند تم کہان ہو انھون نے یہان آہو کو بمشکل شکار کیا تھا اور پھرے تھے اسکی آواز سنکر
جلد چلے کہ دیکھین کون پکارتا ہی چنانچہ باہر آکر قریب دہن درہ اسکو بحال خستہ و پریشان دیکھا دونون
بھاگ کر گلے سے لپٹ گئے کہ اے چچا یہ کیا تمھارا حال ہوا اسنے سارا ماجرا اول سے آخر تک انکے
سامنے بیان کرکے کہا کہ مین اتفاق سے ادھر آنکلا اور تمھارا نام سنکر میرے دل نے چاہا کہ باپ سے
تو انکے محبت کا رشتہ قطع ہوا لیکن لڑکونکو ایک نگاہ دیکھ لینا چاہیے تو مین تمھارے دیکھنے کو ٹھہر گیا
تھا اب جاتا ہون اون دونون نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اے چچا ہمارے باپ نے اگر دین خداوند لقا کا
ترک کیا ہے تو ہم اسکے بیٹے نہین دشمن قوی اسکے ہین تم کہین جاؤ نہین ہمارے ساتھ چلو یہ بہت
اپنے دل مین خوش ہوا اور بظاہر ساتھ رہنے سے انکار از حد کیا جب انھون نے اصرار زیادہ تر کیا اونکے ہمراہ

اپنے گھوڑے پر چڑھکر روانہ ہوا اور راہ مین مرکب سے مرکب ملائے بظاہر نصیحت بباطن اغوا کرتا ہوا چلا
یہانتک کہ وہ اپنے قلعہ مین آئے اور باقی ماندہ فوج جو یہان موجود تھی اسکو بلاکر سارا حال اپنے باپ کا
کہکر کہا کہ جسکو ہمارے ساتھ لڑنے چلنا ہو وہ نوکری کرے کچھ آدمی مطیع ہوئے کچھ ترک روزگار کرکے
گھر بیٹھے کہ آیندہ جس راجہ کا راج ہوگا دیکھ لیا جائیگا حاصل کلام ان دونون نے کچھ لشکر درست کرکے
خزانہ پدر ہمراہ لیا اور روانہ ہوئے اثناء راہ مین سیلان نے کہا ایجان عم یہ لشکر بہت قلیل ہے
وہان قلعہ طوفانیہ اور افاتیہ اور یاقوت نگار کا لشکر جمع ہے علاوہ اُنکے اس مسلمان کے ساتھ چالیس
سپاہ ہے اور تمہارے باپ کا لشکر بہت بڑا ہے پس میرے نزدیک تدبیر کرنا یہ روا ہے کہ یہانسی نزدیک
قلعۂ حدادیہ ہی اور حاکم وہانکا حدّاد کوہی نام بڑا زبردست بادشاہ ہے اسکے پاس چلو اور اسکو بھی
ہمراہ لو لڑکو نکو یہ رائے پسند آئی اور اسیطرف روانہ ہوئے جب قریب قلعۂ مذکور پہونچے حدّاد کو اپنے آنیسے
اطلاع دی اسنے استقبال کراکر شہر مین بلوایا شہزادونے بہت آباد پایا زن و مرد ہر ایک حسین
و خوبرو رعایا نیکخو عمارتہاے قلعہ نہایت عمدہ آب و ہوا کا کیا کہنا تاجر مرفع الحال بیوپاری مالامال غرضکہ
یہ کیفیت وہان کی دیکھتے ہوے دارالعمارۂ شاہی مین آئے حدّاد دروازے تپ سے آکر اُنکو اندر لیگیا
یہ مکان بھی بہت سجا تھا تخت شاہی بچھا تھا گرد تخت کے ذنگل کرسی کا دروازہ بند ھا تھا اُسنے
اُنکو باعزاز تمام قریب تخت بٹھایا شراب پلوائی ناچ دکھایا پھر سبب آنیکا پوچھا انھون نے سارا حال کہا
اور طالب استمداد ہوئے اسنے کہا مین تمہارے ساتھ ضرور چلتا لیکن یہانسے قریب ایک قلعہ پتھر کا
بنا ہی نام اوس کا سنگین کوہ ہی اور حاکم اس قلعہ کا اظلم کوہی ہے اور اوس کا ایک بیٹا ہے کہ
نام اسکا سنگین کوہی ہے بسا زبردست ہی کہ فیل دمان بھی مقابل اسکے پست ہی چنانچہ ایسا اتفاق ہوا
کہ وہ دونون پدر و پسر شکار کو گئے مین موقع پاکر اسکے قلعہ چڑھ گیا اور سارا اسباب و خزانہ اونکا لوٹ لایا
اب یقین ہے کہ وہ شکار سے اکر اور اپنا گھر لٹا ہوا دیکھکر مجھپر لشکرکشی کرین اور اگر مجھے نپائین تو
ملک میرا لوٹ لیجائین پس اس وجہ سے میرا جانا تمہارے ساتھ دشوار ہے سیلان نے یہ عذر اسکا سنکر
باب مکر و کید وا کیا اور کہا اے بادشاہ وہ مال جو آپ لوٹ لائے ہین اسکو اور اپنے خزانہ کو ساتھ لیکر
یہانسے ٹلجائیے جب وہ آئینگے رعایا عذر کریگی کہ ہم رعیت ہین ہمکو قتل و غارت کرنا بیکار ہے
پس وہ رعایا کو چھوڑکر آپ کی تلاش کریگا آیندہ سمجھ لیا جائے گا جب اُس مسلمان پر فتحیاب

ہو جیسے گا تو سب اطاعت کرین گے اور خزانہ بھی معظم ہو جائیگا یہان ٹھہرنے مین سوائے جنگ باہمی اور قتال بیفائدہ کے اور کچھ حصول نہین فی الجملہ اِس شیطان نے اسکو بہکایا اور ایسا افسون پڑھا کہ وہ کئی لاکھ آدمیکا لشکر درست کرکے بحشم و خدم روانہ ہوا فوجون کے گروہ شجاعون کے انبوہ ساتھ ہوے یہ حال تھا کہ نظم

سپاہ چو از قلعہ آمد برون　　کہ از گرد خورشید شد تیرہ گون
چو برخاست آواز کوس از دو روے　　ز قلب اندر آمد گو نامجوے
زمین جنب جنبان ہوا پر ز گرد　　چو آتش درخشان سنان نبرد
تبیرہ ببستند بر پشت پیل　　ہمے بر شد آواز اسپان دو میل

یہ تو اسطرف سے چلا ادھر سنگین کوہی شکارگاہ سے پھر کر اپنے قلعہ مین آیا خزانہ و اسباب لٹا پایا اہل قلعہ سے سارا ماجرا سنکر بغضب تمام با لشکر بیکران جانب حداد یہ روانہ ہوا اور اسکا نانا ظلم بھرا ہوا قلعہ کیطرف جاتا تھا بیٹے کو آمادہ نبرد مع لشکر ایک سمت جاتے دیکھکر قریب آیا اور حال پوچھکر کہا کہ اچھا تم چلو مین بھی آتا ہون یہ کہکر آپ قلعہ مین اکر فوج کچھ اپنی درست کرا کر یہ بھی چلا لیکن پہلے قلعہ حدادیہ پر بیٹا اسکا پہونچا اہل قلعہ منت کنان باہر قلعہ کے آئے اور عرض رسا ہوئے کہ ہم رعایا ہین ہمکو قتل کرنا بیفائدہ ہے حداد قلعہ طوفانیہ کیطرف گئے ہین وہان ایک مسلمان آیا ہے اس سے مقابلہ ہے یہ حال سنکر قتل رعایا سے ہاتھ اٹھایا اور پھر کر جانب قلعہ طوفانیہ چلا اب حال قلعہ طوفانیہ کا سنیے کہ شہزادہ بارگاہ مین عشرت پذیر ہے خونریز وغیرہ تمام کوہی حاضر ہین کہ شہزادے نے گلزار سے فرمایا کہ اب تو کچھ رخنہ بظاہر باقی نہین رہا اب مین دادا جان کی خدمت مین جاؤنگا کہ سیلان حرامزادہ بھاگ گیا ہے یقین ہے کہ وہ فتور برپا کرے اے شہریار آپ دو ایک روز اسی حوالی مین شکار کھیلیے اور خاطر عاطر کو سر سبزہ کرکے بہلائیے جب بالکل شر اعدا سے ہمکو امن پائے تو تشریف لیجائیے شہزادے نے فرمایا اچھا سامان صید افگنی درست فرمایا جائے بنا بر ارشاد تیاری آغاز ہوئی کہ نظم

بدیبا بیاراستہ دہ شتر　　رکابش ہمہ سیم و پالانش زر
دہ اشتر نشستنگہ شاہ را　　بدیبا بیاراستہ گاہ را
بہ پیش اندرون ساختہ ہفت پیل　　برو تخت فیروزہ ہمرنگ نیل
صدا از شتر بار او ہر یکش گران　　ہمہ بر سران افسران گران

ابا بازداران صد و شصت باز
دو صد چرخ و شاہین گران فراز

پس اندر یکے مرغ بودے سیاہ
گرامی تران بود بر چشم شاہ

سیاہش دو چنگ و بنقار زرد
چو زر دو رخشندہ بر لاجورد

ہمے خواندندیش طغرل بنام
دو چشمش چنان پر از خون دو جام

پس بازداران صد و شصت و یوز
ببردند با شاہ گیتی فروز

بیارا ستہ طوق یوز از گہر
بدو اندر افگندہ زنجیر زر

بیامد شہنشاہ ازین سان بدشت
ہمی تابشش از مشتری بر گذشت

یعنے شہزادہ مع خونریز سوار ہوکر اور عیاروں سرداران قدیم کو ساتھ لیکر اور گلزار کو برائے تحفظ قلعہ چھوڑ کر دشت کیطرف چلا اور نخچیر کنان اطراف کوہستان مین شادان و فرحان پھرنے لگا نظم

ہر آن کس کہ بودند نخچیر جوے
سوے اب دریا نہادند روے

جو لشکر بنزدیک دریا رسید
شہنشاہ دریا پر از مرغ دید

بزد طبل و طغرل شد اندر ہوا
شکیبانہ بد مرغ فرمان روا

زبون بود چنگال او را کلنگ
شکارے کہ نخچیر او بد پلنگ

سرانجام شد در ہوا ناپدید
کلنگے بہ چنگ آمدش بر رسید

بہ پرید برسان تیر از کمان
یکے بازدار از پس او دوان

جب شہباز چرخ یعنے مہر زرین چنگال سنے دشت سپہر نصف طی کیا شہزادہ پھر کر لب چشمہ جوبارگاہ کہ بہر ارام دامن کوہ مین آراستہ کرائی تھی اوسمین اکر بزم ارا ہوا دور شراب ناب چلنے لگا تیتر لوے بٹیر جو شکار کیئے ہین انکے کباب کرک سے لیے تیار تھے سرمست تمام سردار تھے اسی سنجوار ہین ذکر ہر شہود دیار باہم کرتے تھے اور سرخوش بیٹھے تھے مطرب خنگلے کی دھن مین اشعار آلاپ رہے سے تھے اسوقت حالت مستی مین شہزادہ ترزبان ہوا کہ خونریز تم اسکوہستان کے باشندے ہو کچھ یہان کے عجائبات تو بیان کرو کہ یہان کیا کیا چیز نایاب ہے اوسنے عرض کیا کہ اور تو مجھکو کچھ نہین معلوم ہے مگر میرے ملک کے نزدیک ایک پہاڑ ہے کہ وہان گنج عظیم اور خزانہ عمیق ہے لیکن جا نہین سکتا مینے فوج بھیجکر خزانہ لینے کا قصد کیا تھا چنانچہ بہت سا لشکر میرا وہان کام آیا

ہزارہا آدمی مارا گیا جب دو تین کوٹھے خزانے کے میرے ہاتھ آئے مینے وہانکے قدیم باشندون سے وہانکا
حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایک طلسم ہے کہ نام اسکا طلسم ہوش ربا ہے اس طلسم کے
چالیس دروازے ہین اور ہر دروازے پر نئے نئے عجائبات اور طلسمات ہین اسلیئے کہ کوئی اندر اس
طلسم کے جا نسکے چنانچہ ایک در طلسم مذکور کا کوہ عقیق ہے کہ وہان نقارہ رکھا ہی لقا جب نامہ بہار
رکھکر نقارہ بجواتا ہی ہنچہ نامہ لیجا ہی دوسرا در طلسم کا طلسم آئینہ تھا کہ اوسمین بہت سے دروازے اسی طلسم
کے آگئے تھے اور اسیطرح یہ مقام بھی جہانسے مینے مال پایا ہے طلسم ہے کہ نام اوسکا طلسم ہزار برج ہے
بادشاہ اس طلسم کا باجگزار افراسیاب مالک طلسم ہوش ربا ہی اور بہت سے دروازے طلسم
ہوش ربا کے اس طلسم مین بھی ہین اور اسیطرح ایک طلسم اور ہے کہ نام اسکا طلسم گوہر ہے اور اسمین
مین بھی دروازے طلسم ہوش ربا کے ہین اور اس طلسم کا حال مین کچھ نہین جانتا ہون یہ حال جب شہزادے
نے سنا آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا پدر عالیمقدار ہمارے اسی طلسم مین کہ جسکو تم ہوش ربا کہتے ہو
قید ہین اسکے فتح کرنیکو بھائی ہمارے اسد گئے ہین چنانچہ وہ جس دروازے سے گئے ہین اسیطرف سے
طلسم توڑینگے مین اس طلسم ہزار برج کیطرف سے جاکر طلسم فتح کرون اور اوسکے دروازے سب
کھولدون تا کہ لشکر امیر باسانی تمام جب چاہے طلسم مذکور مین جائے خونریز نے یہ تقریر سنکر
سمجھانا شروع کیا کہ اے شہریار وہ مقام نہایت پر آفت ہی جانا وہان خلاف مصلحت ہے شہزادہ نے
فرمایا کہ اے برادر خدا ہمارا نگہبان ہے جو امر مشکل ہے وہ اسکے نزدیک آسان ہی مین ضرور جاؤنگا
اپنے عزم سے باز نہ آؤنگا وہ یہ کلام سنکر ناچار ہوا اور شہزادہ رات بھر اس دشت مین ساکن رہے ہا
جسوقت کہ طلسم خاور کا در کھلا اور لوح آفتاب طلسم کشائے روز کے ہاتھ آئی کہ بیت درفشی بزد
چشمۂ آفتاب ✣ سر شاہ گیتی ببک شد زخواب ✣ شہزادے نے بعد طاعت آلہ طبل سفر بجوایا لشکر
لشکر ظفر پیکر تیار ہوا شہزادہ سوار ہوکر رہگرائے منزل مقصد تھا فوج مثل سیل دریا رواں تھی بڑی شوکت
وشان تھی جب ایک منزل یہان سے آگے اسطرف سے سنگین کوہی جو چلا تھا عقب حماد مقابل اس
اس لشکر کے پہونچا اور حداد وسیلان بھی مع فوج مسمار و سرشار کو لیے آئی اور لشکر سنگین کو
دیکھکر باہم مشورہ کیا کہ ایک طرف شہزادہ اترا ہی دوسرا یہ حریف ہمارا ہی اب لڑائی دو طرف پڑجائیگی
بہتر یہی ہے کہ ایک شخص سے آشتی کرلین چنانچہ ہم کوہی آپس رشتہ دار ہین سنگین سے صلح ہو جانا اچھا

سے پس یہ سوچکر سیلان اسکے خیمہ مین گیا اسنے بتعظیم تمام بٹھلایا ساقی سہ لقانے جام مے ارغوانی دیا جب دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا باب منت و نصیحت وا کیا کہ اے سنگین لازم یہ ہی کہ ہم تم ملکر ایک غیر مذہب مسلمان کو مارین ایسے وقت مین باہم فساد کرنا اچھا نہین چلو حدادسے ملجاؤ اسنے کہا مین لڑنے نہین آیا ہون اپنا اسباب اور مال لینے آیا ہون اگر وہ دیدے تو پھر کوئی خصومت نہین ہے اسنے کہا اسباب اپنا آپ لیجیے لیکن ہاوہ اسباب قلعہ مین ہے اول اس مسلمان کو قتل کر لو پھر چلکر اپنا مال لو اُسنے کہا بہتر ہے یہ اوٹھکر دونون حداد پاس آیا اور اسکو ساتھ لیکر مع مسمار کے بارگاہ سنگین مین آکر دونون کو گلے سے ملوایا لشکر دونون متفق ہوکر اترے یہ سب جلسۂ عشرت جماکر مصروف بادہ خواری ہوے جسوقت کہ شاہ چین باتاج زرین خیمہ مغرب مین گیا اور مبارز شب نے خود سیمین ماہتاب سر پر رکھکر میدان عالم مین داخل کیا کہ ابیات

جو دیکھا ہے خورشید جہانتاب چھڑا کر عالم ہستی سے دامن	نظر اودھی تو پایا چشم پُر آب سوے مغرب ہے تنہا گرم توسن

صداے طبل جنگ لشکر کوہیان مین بلند ہوئی اور ملکارون نے سمع ہمایون شہزادہ مین یہ خبر پہونچائی یہان بھی نقارۂ حرب پر چوب پڑی شجاعون کی مراد برائی سرخی رو سے اور چھائی ہشاش وبشاش ہوکر مشتاق جلوہ دیدار عروس مرگ ہوے سامان سترگ ہوے کہین تیغ زہر بجھائی گئی کہین بھتر چنائی گئی کہین کمانین بسان شاہد شرمگین سر جھکائین تھین کسی جا نوکین خنجر کی مثل معشوق زبان دراز تیزیون پر آئی تھین چار پہر رات یہی ہنگامہ برپا رہا جب عرصہ زیست سرہنگ شب پر تنگ ہوا اور خسرو خاور مائل جنگ ہوا کہ ابیات

برنگونہ تا شید بر پشت زاغ ز دریا چو خورشید برزد درفش	برآمد جہان شد چو روشن چراغ چو مصقول گشت آن ہوائے بنفش

صبحدم لشکران جنگ جوے تند خو دار د میدان قتال بعزم جدام ہوے یہ حال ہوا ہے کہ بموجب نظم

ہمہ شاد چہر و ہمہ ماہ روے ہمہ نیزہ داران و شمشیر زن بزین اندرون گشتہ چون کوہ سخت	ہمہ راست بالا ہمہ راست گوے ہمہ لشکر آراے و لشکر شکن سر کوہ از ایشان شدہ لخت لخت

میدان میں پہونچکر فوجوں سے پرے جمانے صف آراؤں نے قدم گاڑے نقیب نقابت کرکے ہٹ گئے بہادر بہادر بہر جانبازی ڈٹے بعد درستی جملہ امور حیدر پرغرور گھوڑا بڑھا کر میدان میں آیا اور سلحشوری کرکے خوب سراپا میدان کا دکھایا اور شور مبارزطلبی بلند کیا اسطرف سے شہزادہ بجاہ و جلال تمامتر سامنے اوس خود سر کے گیا اور ایک تگاور ایسی لگائی کہ وہ بجا گرد برد ہو گیا اور بدقت سنبھلکر سامنے آیا پھر تو نظم

فراوان بہ نیزہ برآویختند — ہمے خون ز جوشن فرو ریختند
چنین تا سنانہا ہمہ بر شکست — بہ شمشیر بردند ناچار دست
برآ . گردن برافراختند — چپ و راست ہر سو ہمے تاختند
ز نیروے گردان و زخم سران — شکستہ شد آن تیغ ہاے گران
برافراختند آن زمان یال را — ز زین برکشیدند گوپال را
ہمے ریختند اندرو آد گرز — چو سنگ اندر آید ز بالاے برز
چو شیر ژیان ہر دو آشوفتند — ازان زخم اندامہا کوفتند
ہم از دستہ بشکست گرز گران — فرو ماند از کار دست سران
گرفتند ازان پس دوال کمر — دو اسپ تگاور برآورد دو بر
بہ نیرو کشیدند زین خویشتن — دو گرد سرافراز دو پیلتن

اسیطرح گتھے ہوے دونوں زمین پر آئے اور کشتی آغاز ہوئی چار پہر دن بسا ہر سن سر ٹکرایا کیے جب ظلمت شب نے ضیاے مہر پر غلبہ پایا کہ بیت چو از باختر چشمہ اندر کشید، شب آن چادر قیر بر سر کشید سر شام اُسنے شہزادے کو روک کر عذر کیا کہ رات واسطے راحت کے ہے اب جاے کار امروز بفردا افتاد شہزادہ نے فرمایا کہ آجکی جنگ میں ہم تم برابر رہے پھر یونہیں ہر روز لڑینگے برسونکا جھگڑا رہے مناسب یہ ہے کہ بغیر غالب و مغلوب ہوے جنگگاہ سے نہ پھریں اور یہی طریقہ ہم اہل اسلام کا ہے کہ بغیر فیصلہ جنگ کھانا بھی نہیں کھاتے اسنے جوابدیا کہ مجکو دن بھر کی رزم کا محاورہ ہے یہ عادت نہیں ہے کہ شب و روز لڑے جاؤن آج مجھے معاف فرمائیے اب جو پھر لڑنے آونگا تو آپ ہی کے دستور پر رہونگا شہزادے نے اس کلام پر لڑنا موقوف کیا اور مراجعت فرمائی وہ بھی پھرا لشکر دشمن طبل بازگشت بجا سپاہ پڑاؤ پر آکر آسودہ ہوئی شہزادہ نے بعد تبدیل لباس خاصہ نوش فرما کر بسبب خستگی تمام روز آرام

فرمایا بخم عیار نے طلایہ لشکر مقرر کیا سردار بھی سویرے سے آرام گزین ہوے یہان تو یہ کیفیت ہے لیکن صداد بد بنیاد جو شہزادہ کا لوہا مان کر اپنی بارگاہ مین ایا سر سار و مسمار وغیرہ سے سرگرم سخن ہوا کہ اے برادران مین اس مسلمان کو ایسا نجانتا تھا یہ تو وہ اژدہی کہ جسکے شعلہ زہر آلود نے میرے تاب و توان کو جلا دیا اور اسکے نفس گرم نے حرارت شجاعت و طاقت کو میری سرد کر دیا کہ نظم

خدنگم ز سندان گذر یافتے | زبون داشتے گر سپر یافتے
ہمان تیغ من گر بدیدی پلنگ | نہان داشتے خویشتن زیر سنگ
ندر دے ہمے جوشن اندر برش | نہ یک پارہ پرنیان بر سرش
برستم من از چنگ این اژدہا | ندانم کہ چون جست خواہم رہا

اج اس فریب سے بچکر آیا کہ شام ہو جانیکا حیلہ کیا لیکن مین اب لڑنے نجاؤنگا تم سبکو تدبیر کرنا لازم ہے سنگین کوہی نے یہ کلام سنکر کہا کہ اے برادر میرے ساتھ دو عیار طراز و حیلہ ساز ہین اگر تمھاری راے ہو تو انکو بھیجکر اس دلاور کو گرفتار منگائین اور صبح کو اسکے لشکر پر حملہ کرکے سبکو قتل کرین یہ مشورہ سب نے پسند کیا اور عیاران مذکور کو کہ نام اوس کا حیلہ ساز و شعبدہ پرداز تھا طلب کرکے حکم دیا کہ تورج کو پکڑ لاؤ اور انعام وافر دینے کا امیدوار بھی کیا وہ دونون حسب الحکم روانہ ہوے اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی مثل اہل اسلام کے بنائی لیکن بیرزمین گیر بنکر تیار ہوے داڑھیان تا بسینہ پہونچین منڈہن کرتے پہنے سجدے کے گھٹے ماتھے پر بنے غرضکہ اس صورت سے درست ہوکر داخل لشکر ہوے اور ازبسکہ رات جو زیادہ نہ آئی تھی تو روک ٹوک بہت نتھی یہ بازار لشکر مین پھرنے لگے اور بارگاہ شہزادہ دریافت کر اوسیطرف آئے یہان حاجب دربان وغیرہ حاضر تھے خدمتگار بہر کار آمد و رفت رکھتے تھے اتفاق سے دو خدمتگار پیشی کرنے والے اپنی باری بھر کر کھانا کھانے بارگاہ سے باہر نکلے اور اپنے بستر کیطرف چلے کہ اب پچھلی رات کو پھر ہماری نوکری ہوگی اسوقت جاکر آرام کرین چنانچہ وہ بستر تک اپنے پہونچنے نپائے تھے کہ ان عیارون نے قریب انکے جاکر بطور خداپرستان سلام کیا اور عرض سا ہو کہ ہم مسلمان رہنے والے قلعہ طوفانیہ کے ہین ہمیشہ اپنا دین پوشیدہ رکھتے تھے کس لیے کہ تمام کوہستان مملو از لقاپرستان ہے اتفاقاً ہمارا راز بادشاہ طوفانیہ کو معلوم ہو گیا اور اسنے عزم ہمارے قتل کرنے کا کیا ہم وہانسے بھاگ کر اس حوالی مین آئے اور چھپکر مع اہل و عیال رہنے لگے مگر ہمیشہ سے

درگاہ باری مین دعا بصد گریہ وزاری کرتے تھے کہ قدم اقدس مسلمانونکے یہان آئین بارے دعا ہماری مستجاب ہوئی اور آپ لوگ یہان تشریف لائے فی الجملہ آج کچھ کھانا بطور نذر کے ہمنے تیار کرایا ہی اور چند مسلمان جمع بھی ہوگئے ہین آپ بھی تکلیف فرماکر کفش خانہ تک قدم رنجہ فرمائین اور دعوت کا طعام کھائین اس لجاجت سے انھون نے کہا کہ خدمتگارون کو کچھ عذر نہ بن پڑا سوائے اسکے کہ انکے ہمراہ ہوئے یہ دونون مکار انکو لیکر لشکر سے باہر آئے اور جنگل مین پہونچکر حباب بیہوشی انکے منہ پر لگائے کہ وہ بیہوش ہوئے انھون نے اور زیادہ انکو بیہوش کرکے کپڑے انکے اوتارے اور فتیلہ روشن آئینہ سامنے رکھکر انکی ایسی صورت اپنی بنائی اور اونکو ایک غار مین ڈالکر بارگاہ شاہزادہ کیطرف راہ لی اور باتون باتونمین سب حال خدمتگارونسے پوچھ لیا تھا اسی پتہ پر آکر لپنے بستر پر ٹھہرے اور پچھلی رات کو اوٹھکر بارگاہ کے اندر گئے خدمتگارونکو بدلواکر آپ چپی کرنے بیٹھے وہان شمعہائے مومی اور کافوری روشن تھین انھون نے پروانے بیہوشی کے بیٹھے بیٹھے پھینکے کہ پلنگ کے بارہی دار بھی بیہوش ہوئے اسوقت ایک بکٹا بیہوشی کا شہزادے کے منہ پر ملکر اسکو بھی بیہوش کیا اور پلنگ کی چادر مین حلقہائے کمند سے مضبوط باندھکر پشت پشتارہ لگایا اور سراپچہ بارگاہ پشت کیطرف سے پھاڑکر نکلے اور پہرے والونکی نظر سے چھپتے ہوئے اوٹھتے بیٹھتے لشکر سے نکلکر روانہ ہوئے اور حدّاد کی بارگاہ مین آئے اُسنے انکے انتظار مین رات بھر جاگ کے بسر کی تھی انکے آتے ہی پلنگ پر سے اُٹھکر آفرین خوان ہوئے اور آہنگرون کو بلاکر اُسیوقت شہزادہ کو مطوق و مسلسل کرایا اور ایک صندوق آہنی منگاکر اس متاع گرانمایہ صاحبقرانی کو بند کرکے قریب بارگاہ ایک خیمہ مین رکھدیا اور خیمہ پر ہزارہا پاسبان مقرر کیا اس عرصہ مین وہ رات گذر گئی اور عیار کیطرح آفتاب پشتارہ نور دوش پر رکھکر بارگاہ مشرق سے نکلا نظم

دگر چو بفروخت خورشید تاج	زمین زر دشد کوہ و دریا چو عاج
دگر روز چون تاج بنمود مہر	زمانہ برآمد ز خشم سپہر

صبحدم حسب مشورہ کوہیون نے طبل یورش بجوایا سپاہ بے اندازہ زرہ و جوشن سے آراستہ ہوئی حدّاد وغیرہ سوار ہوکر لشکر مسلمانان پر چلے یہان شہزادے کے غائب ہونیسے غلغلہ بپا تھا ہر سردار رنجیدہ ہورہا تھا کہ ہلکارون نے آمد لشکر کی خبر سنائی پھر تو جلدی جلدی تیار ہی ہوئی حملہ سپاہ

مع سرداران دیجاہ کے جانب میدان بڑھی آخر دونون لشکرون سے مقابلہ ہوا صفوف کارزار
درست ہوئین نقیبون کی صدائین گوش گردون کے پار گئین حدّاد وسط میدان مین آیا اور
کلمات لاف وگزاف زبان پر لایا اور مبارز خواہ ہوا ادھر سے **یاقوت** زنگی غصہ مین بھرا ہوا لٹھ
لیکر اسکے مقابل ہوا اور نیزہ وگرز کے جواب مین وہی لٹھ اسپر لگایا وہ بھی بڑا طاقت دار تھا دو
ایک لٹھ تو اسنے خالی دیے پھر گھوڑے سے کودکر اسکے لٹھ کی ضرب سے بچتا ہوا گھوڑے کے پیٹ کے
نیچے آیا اور تنگ مرکب مضبوط تھام کر زور کیا کہ مع گھوڑے اسکو اٹھا کر زمین پر مارا گھوڑا اوپر
زنگی نیچے ہوا گھوڑا تو سنبھل کر جانب میدان بھاگا اور زنگی اٹھنے نپایا تھا کہ یہ کودکر اسکے سینے پر سوار
ہوا اور دبا کر کندہ زانو کا مشکین اسکی باندھین اور سپرد عیار کیا اسنے حباب مار کر بیہوش کیا اور اٹھا کر
لے گیا اِسنے پھر مبارز طلب کیا ابکی مرتبہ خونریز کوہی سامنے آیا اسنے کہا اے خونریز تجکو مجھسے لڑتے
شرم نہین آتی کہ دونون لڑکے تیرے میرے پاس ہین اور مینے اپنے دین وایمان کا صدقہ سمجھکر انکی
پرورش کی ہے یہ کلمات سنکر خونریز کو غصہ آیا اور صف لشکر مین لڑکے اسکے کھڑے تھے انکو کہا
کہ ادھر آؤ وہ باپ کی آواز سنکر قریب آئے حدّاد نے کہا تو نے انکو جو بلایا تو کیا مین ڈر گیا یہ دونون
غلام بیدرم ہین مین انکا محسن ہون میرا تصدق ہے کہ یہ اپنے ایمان پر قائم رہین اور زندہ و
دسالم ہین غرضکہ اس کج خلق نے ایسے واہیات کلام کیئے کہ مسمار وسرشار کو بہت برا معلوم
ہوا اور خونریز نے بھی انکو گھُرکا کہ اے نالائقان جیسے تم ہو ویسی ہی باتین سنتے ہو خیر تم
جا نو تمہارا کام جانے یہ کہکر حدّاد سے کہا کہ زبان کو بند کر اور بازو کھول مین لڑکو نکو نہین جانتا
تو جان اور وہ جانین اسنے یہ سنکر نیزہ اسکے سینہ پر مارا اسنے نیزہ کو سنان پر گا تھا دونون سرگرم
کارزار ہوئے یہ تو لڑ رہے ہین مگر مسمار وسرشار جو باتین سخت سنکر بھرے بھائی نے بھائی سے
کہا کہ اے برادر یہ حدّاد حرامزادہ ہے دیکھا تمنے کہ کیسا ہمکو حقیر و ذلیل سمجھکر برا بھلا اسنے کہا اب اگر
ہمارے باپ کو اسنے زیر کر لیا تو قیامت آگئی بر روگالیان دیگا دوسرے بھائی نے حال پوچھا کہ پھر
بھائی کیا کرنا چاہیے اسنے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ شہزادہ چلکر رہا کرو اور اس مرتد کا سر کٹوا دیے اس
اسنے بھی پسند کی اور صف لشکر سے حیلہ احتیاج کرکے روانہ ہوئے اور اس خیمہ پر آئے جہان شہزادہ
صندوق مین بند ہو دربانون سے کہا لاؤ قیدی کو در حدّاد نے مانگا ہے اسلیے کہ اسکے لشکر کے سامنے اسکو

قتل کرین دربانون نے یہ سنکر صندوق کہ جسمین شہزادہ بند تھا اسکے حوالہ کیا اور یاقوت کو بھی دیا
یہ دونون کو لیکر اپنے خیمین گئے اور صندوق واکر کے شہزادہ کو نکالا اور سر اپنا اسکے قدم مبارک پر
رکھکر عرض کیا کہ ہم حضور کے غلام ہین یہ حداد بڑا حرامزادہ ہے ہمارے باپ سے لڑ رہا ہے
اوسکو سزا دیجئے یہ کہکر کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئے تورج نے قید توڑی اور اسلحہ انسے لیکر
پہنا اور باہر اکر مرکب بادپا پر سوار ہوا یاقوت و پسران خونریز ہمراہ ہوئے وہ فوج جو پڑاؤ پر تھی انکو
رہا دیکھکر گھبرائی مگر یہ کیسکی مجال نہوئی جوان کو روکتا پس یہ گھوڑے ڈالکر میدان جنگگاہ مین پہونچے
اور شہزادہ نے نعرہ کیا کہ باش او نامرد دیجیا کہ مین آپہونچا یہان خونریز سب اسلحہ سے مقابلہ کرکے
سرگرم تلاش کشتی تھا اور زیر ہوا چاہتا تھا کہ شہزادہ مرکب سے کود کر درمیان مین آیا اور سدّ راہ
ہوا حداد سے کہا کہ ابھی تو نے مجھسے یار کا اٹکا ہوا ہے ادھر آکہ تو میرا شکار ہے وہ اس بہادر کو چھوڑ کر
انسے لپٹ پڑا زور ریلا پیلی کے شروع ہوئے شہزادہ کو اسکے مکر کرنے پر غصہ بہت تھا دو پہر
کی کشتی مین ایسا صاحبقرانی پیچ کیا کہ سنبھلنا اسکو مشکل ہوا اُکھیڑ کر جو مارا چارون شانے چت گرا
بہادر سینہ پر سوار ہوا اور پکارا کہ حالا شناخت خدائے واحد مین کیا کہتا ہے اسنے عرض کیا کہ تا زندہ
ایم بندہ ایم اور کلمہ پڑھکر براہ نفاق ویکر مسلمان ہوا شہزادہ اسکے سینے پر سے اوٹھا اور اسکو لیکر اپنے
لشکر کیطرف چلا اودھر سے سرشار و مسمار مع اسکے لشکر اور اپنی فوج کے جانب لشکر شہزادہ چلے
لیکن سیلان زیر ہوتے ہی خونریز کے سمجھا کہ بخت واژون پھر دشمن ہوا کوہ و دشت پھر اپنا
مسکن ہوا پس گھوڑا ڈالکر یہ جادہ پیما جانب دشت راہی ہوگیا یہان شہزادہ بارگاہ مین اکر جشن فرما ہوا
ساقی و مغنے شراب عشرت و سرود مسرت سے دل خوش کرنے لگے کل لشکر ایک ہو کر اترا دو دن
تک آسودہ ہوئے تیسرے روز شہزادے سے حداد عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار والا مقدار اس
ذرہ بیمقدار کے ملک پر آفتاب مثال حضور پرتو ڈالین اور مرتبہ میرا فلک الافلاک سے بھی زیادہ
ترفرمائین شہزادہ نے گہرریزی سخن فرمائی کہ مجکو جانب طلسم جانا درپیش ہے اس باعث سے
تمھارے ہمراہ چلنے مین پس و پیش ہے خونریز یہ کلام سنکر عرض رسا ہوا کہ جناب کو راہ طلسم
طے کرنے مین کوئی ہرج نہوگی راستہ ہی مین دار السلطنت اسکی ملیگی آپ شوق سے لیچلین
اور انکے ملک کو اسلام آباد کرین سنگین کو ہی ہمراہ آچکا ہے اسنے بھی ہامین ہان ملائی آخر

اس امر صنیع مروت کو کچھ بن نہ آئی طبل سفر پر چوب دلوائی لشکر نے کوچ کیا زمین کثرت سپاہ سے
دہلنے لگی دشت و بیداد مین کھلبل پڑ گئی خاطر فلک پر اس جاہ و حشم کا بار پڑا تھا کہ پشت خم کیے
تھا مگر اس بہادر کا وہ خوف تھا کہ نگاہ کج نہ کر سکتا تھا غرضکہ بڑے تزک اور احتشام سے بعد قطع
مسافت راہ عالیجاہ قلعہ حدّاد پہ پہونچا اور لشکر ظفر پیکر کو بیرون قلعہ اترواکر بارگاہ نصب کرا کر آپ
مع سرداران نامور کے اندر قلعہ کے آیا شہر مینو سواد پایا دلچسپ آباد پایا رعایا برایا خرم بازار رونق
گھما گھم عمارت تھا قلعہ پختہ و سنگین انتہا کی آرائش و تزئین وضیع و شریف کی بستی وہ آبادی معمورہ عالم مین بر انجمن
حسینان پر بہشتی شہزادہ سپر کیفیت ملاحظہ فرماتا دارالعمارہ مین آیا سامان شاہانہ سے اسکو آراستہ
پایا تخت پر حدّاد کو بٹھایا آپ دنگل پہ جلوہ فرمایا سرداروں نے پہلو و جوانب مین جگہ پائی محفل عشرت
گرم ہوئی ہر ایک رقاصہ رشک ناہید زینت بزم ہوئی حدّاد نے غفلت دیکر چند جام سادے
پلاکر بیہوشی کے ساغر اس دلاور کو پلائے اور سردارونکو بھی مع نجم عیار کے وہی دیے بسبب
بیہوش ہوئے آہنگرون کو بلا کر قید پہنا کر زندانخانہ مین بھیجا لیکن سنگین کو ہی جو سبکے ساتھ بیہوش
ہوگیا تھا اسکو ہوشیار کرکے کہا کہ اے بہادر مین بمصلحت مطیع اس مسلمان کا ہو گیا تھا اور
مجکو امید ہے کہ تم بھی میرے شریک ہوگے اب لازم ہے کہ آج رات کو لشکر دشمن پر شبخون مارو
اور فراغ خاطری سے داد عیش سبکو قتل کرکے دو سنگین اس حال کو سنکر اسکی نامردی سے
رنجیدہ تو ہوا لیکن اکیلا اندر قلعہ کے تھا مال اپنا اسپر ظاہر ہونے ندیا خاموش رہا کہ خیر دیکھو تو کیا
ہوتا ہے اور حدّاد کے قلعہ والون کی نوبت مسلمان ہونیکی نہ آئی تھی اسوجہ سے وہ انتظام از سر نو
کرنے سے بچ رہا اپنے افسران لشکر کو بطور مخفی بیرون قلعہ سے بلاکر تالیف قلوب کرکے اس بات پر
آمادہ کرنے لگا کہ فوج کو اپنی لشکر مسلمانان سے علیحدہ کرکے جانب کوہ وصحرا کوچ کر جاؤ اور رات کو
مین تو قلعہ سے نکلکر اپنے گرون تم اسطرف سے آکر حملہ کرو سبکا کام تمام کرکے چین سے بیٹھو سردار
ہنوز لشکر کوچ کرکے جانے نپائے تھے کہ ازظلم بدر سنگین جو عقب اپنے فرزند کے چلا تھا چنانچہ اسکو
معلوم تھا کہ بیٹا میرا مال و اسباب اپنا لینے قلعۂ حدّاد پر گیا ہے پس یہ اسطرف آیا اسکے آنیکی خبر ہرکارون
نے آکر اسکو دی ازبسکہ بیٹا اسکا تو یہان موجود ہی تھا وہ استقبال کرکے دارالعمارہ مین لایا
حدّاد نے بھی تعظیم کی بغلگیر ہوا برابر اپنی تخت پر بٹھایا سارا حال بزم شہزادہ بیان کیا اسنے جلد

ماجرا سنکر کہا کہ تمنے بڑی نامردی کی کیا شیرہ حمزہ سنگ و آہن سے بنا ہی یا باد و آتش سے پیدا ہوا ہے جو زیر نہو سکا اِس مکر سے زیر کیا ذرا بلواؤ مین تو دیکھون کیا شکل و شمایل رکھتا ہی اسنے بہت کچھ عذر و حیلہ کیا مگر اسنے نمانا ناچار اوسنے سب قیدیون کو سامنے طلب کیا شہزادہ وغیرہ ہر ایک ہوشیار ہوکر مقید ہونیسے مصروف دعا تھی کہ زندان بان انکو سامنے اظلم کے لائی ہر ایک نی پکار کر بطور خدا پرستان سلام کیا حدّاد نے کہا کہ اے کوہیو تمھین لازم ہے کہ رفاقت اِس مسلمان کی ترک کرو تاکہ قتل میرے ہاتھ سے نہو یہ کلمہ سُنکر خونریز کو غصہ آیا اور پکارا کہ ای بیحیا تونے وہ نامردی کی ہے کہ نامردونکو بھی کان کاٹے ہین تمام کوہیونکو رسوا کیا ہی اسنے جب یہ دانٹا سُنا بغضب تمامتر بہرِ قتل اٹھا اس بہادر نے قید کو توڑ ڈالا اور دربار مین ایک سردار کے سامنے سپر پہ تلوار رکھی تھی وہ تلوار جھپٹکر اور بسان برق چاپ کر ایک ہاتھ حدّاد پر مارا وہ جست کر کے پچھلے پاؤن جو ہٹا ایک ذنگل مین اولجھکر گرا اتفاق سے سامنے سنگین کے یہ گرا اسنے ذنگل پر سے بیٹھے بیٹھے ایک ہاتھ تلوار کا تھنکر مارا کہ سر اوسکا کٹ گیا اوپر سے خونریز نے آکر ہاتھ مارا کہ اوس مردے کے چار ٹکڑے برابر سے ہوے سردار اسکے مسلمان تو پہلے ہی سے ہو چکے تھے اس امر مین کچھ نبولے اور شہزادہ نے قید کو توڑا سب سردار رہا ہوے شہزادہ ذنگل پر جلوہ گر ہوا اظلم نے کہا اے شہریار سیر آپ کے زور کا امتحان ہوجائے یہ کہکر پنجہ پلی دراز کیا شہزادہ نے بھی ہاتھ سے ہاتھ ملایا جھٹکے اور قینچیان چلنے چلنے لگین کبھی اسکے ہاتھ پر سوار ہوگیا کبھی وہ زبردستی دکھا کر سینہ پر لایا تین لگا کر پیچھے ہٹا آخرکار شہزادہ نے اُسکا پنجہ زبردست پھیر دیا اُسنے بھی کلمہ پڑھکر اسلام اختیار کیا شہزادہ نی اس ملک کی دو حصہ کرکے ایک تو سرشار کو دیا دوسرا اسکے بھائی مسمار کو دیا شہر مین منادی نے ندا دی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نہ کرے گا گردن مارا جائیگا اکابران شہر حاضر ہوکر نذرین دینے لگے لاش حدّاد دیکھو دی گئی جلسۂ عشرت آغاز ہوا کئی روز تک جشن رہا پھر وہانسے لشکر ظفر پیکر نے کوچ کیا قلعہ سنگین پر آکر ٹھہرے تمام قلعہ اسلام آباد کیا پھر وہانسے کوچ کر کے جانب طلسم ہزار برج روانہ ہوے اور بعد قطع منازل و طے مراحل صید و سیاحی کرتے ہوے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ گلہاے بوقلمونسے یہ دشت رنگین ہے گویا زمین پر بہشت برین ہے گھنے گھنے درخت سایہ دار سایہ فگن عروس چمن پر بہت جوبن ہی سب جنگل نور کا ٹکڑا نظر آتا تھا دل اُسی جا رہنے کو چاہتا تھا ہر شاخ درخت طوبیٰ مثال ہے ہر نہال زرنگ

سے مالامال ہے واہ بہار اس ہونہار اولاد سے نہال ہے دو دن نہالی سے بوٹون پھلی ہے جو کلی ہے وہ دل کو بھلی لگی ہے نسیم چمن اٹھکھیلی پھرتی ہے غنچہ نکو وہ انداز ہے کہ منہ سے نہین بولتے ہین گلگونہ وہ خوشی ہے کہ نفس رہے ہین دھوپ جو درختونسے چھنتی ہے آفتاب کا جی چاہتا ہے کہ اسکے سایۂ عاطفت مین رہون یا معلوم ہوتا ہے کہ چادر نورانی تنی ہے نہرین ہوا سے لہراتی ہین مردہ دلون کی طاقت بڑھاتی ہین ترادت آنکھونمین دیکھے سے آتی ہے فرش سبزہ پر نیند براحت سلاتی ہے **نظم**

ہرا ساون مین تھا تختہ زمین کا — کہین مینا سے تھا خوشرنگ سبزا
بہار فصل گل کی تھی بڑی دھوم — مچاتی تھین چمن مین بلبلین دھوم
مچاتی نشہ مین غل برگ اشجار — کہ ہو ہر سبزۂ خوابیدہ بیدار
عجب پھولا تھا تختہ چاندنی کا — بہت تھا لطف اسجا میکشی کا
عجب صحرا تھا وہ رشک گلستان — تصدق بلبلونکی اسپہ تھی جان

اوس دشت کے بیچ مین ایک مکان عالیشان بنا ہے حوالی رنگین اسکی مصفا ہے بلند ایسا کہ کاخ آسمان اسکا گنبد نظر آتا ہے طائر وہم و خیال قفس تن سے خیال پرواز مین اڑا جاتا ہے ہزار برج اس مکان کے گرد بنا ہے ایک برج سے دوسرے برج تک دو تیر کا فاصلہ ہے دروازہ ہر برج کا جواہر کا ہے بعض اسمین ایک ڈال گوہر کا ہے ہر برج مین ایک ایک گھڑی آویزان ہے یا کسی عاشق کا دل زلف معشوق مین لٹک کر ہر گھڑی نالان ہے طرفہ تماشا ہے آرائش مین اس قصر بزرگ کا یہ نقشہ ہے **نظم**

نہایت قصر عالی صاف و براق — بظاہر تھا متاع عمر آفاق
ہزارون طرح کے سامان آرام — مناسب فرش رنگین ہر در و بام
مصفا فرش ایسا ہر مکان مین — میسر ہو نہ ہوا اس جہانمین
تعلق سنگ کا ہر شے مین پایا — کھلا یہ سب ہے پتھر کا بنایا
مکان کے سامنے کا تھا جو میدان — نظر آیا کہ اک پھاٹک بھی ہے وان
طلائی سر سے پا تک ہر طرف سے — نظر کی تاب کیا جو اسکو دیکھے
پڑا تھا زرنشین اک اس مین پردا — بہت اچھا بہت بہتر وہ سارا

شہزادہ نے اس صحرا مین قیام کیا صحرا کے ایک جانب کو ایک کوہ فلک شکوہ تھا خونریز نے کہا

کہ اے شہریار اسی کوہ کے درے سے بسبعی وو وقت تمام دوکوہ تھے خزانے کے مجکو ملے تھے جب بہت آدمی ملازم میرے مارےگئے تھے یہی دہنہ طلسم ہزار برج کہلاتا ہے ہمین کا گیا ہوا پھر کرنہین آتا ہے جاے خطرناک ہے آگے قدم رکھنے سے قصۂ زندگی پاک ہے شہزادے نے فرمایا کہ خدانے چاہا تو ہم جائینگے اور گوہر مقصد اس بحر پرآفت سے لائینگے یہ کہکر بارگاہ نصب فرماکر اوترا اور طلسم مین جانیکا مشورہ کرنے لگا حال اس شہزادہ کا نسبت فتاحی طلسم ہزار برج اور پھرنا عمر کا مع ملکہ بران طلسم کوکب سے اور رہا ہونا شہزادہ اسد کا قید افراسیاب سے یہ جاہ بے سروسامان جلد سوم مین انشاءاللہ بیان کرے گا اب بقیۂ حال خجستہ مال لشکر امیر باتوقیر کا بیان کرتا ہے بفضلہ تعالیٰ

داستان آنا بلاے جادو وغیرہ حاکمان شہر صبا کا بمقابلہ امیر کشورگیر اور ختم ہونا اس جلد ثانی نایاب کہانی کا لمولفہ

کدھر ہے تو اے ساقی شوخ و شنگ
جوانی کی پھر آئی دلمین ترنگ

تری چشم میگون نے مارا مجھے
کہ یاد آیا ساغر دوبارا مجھے

میرے ساقیا آج آخر ہے روز
نرالا ہے کچھ جور گردون کا طور

چھکا دے مجھے آج اے مہربان
کوئی دم مین پھر مین کہان تو کہان

نہ مجلس نہ مطرب نہ وہ جام ہے
نہ ساقی نہ شاہد نہ وہ شام ہے

نہ غفلت مین اس شب کو کر رایگان
سحر کے ہین آثار ساقی عیان

مے سرخ ہے جام بلور مین
شفق پھولی ہے صبح کے نور مین

صداے بط مے پہ ہے اشتباہ
کہ طائر نوازن مین وقت پگاہ

یہ شیشون کی قلقل سے ظاہر ہوا
کہ اس شب کے جلسے کا قل ہو گیا

اونڈلتی ہے شیشے سے ساقی شراب
نکلتا ہے مشرق سے دیکھ آفتاب

ہوے سرنگون ایسے میناے مے
کہ زاہد سحرگاہ طاعت مین ہے

بہار اشک شبنم سے منھ دھوتی ہے
گلستان کی دیکھو سحر ہوتی ہے

چھلک جاتے ہین جام اسطرح سے
کہ جیسے بوقت سحر گل ہنسے

جوانی کی شب کی وہ رنگین کہان
ہوئی صبح پیری کی ہمنگین کہان

اسی رات بھر کی تھی یہ دھوم دھام
سو وہ بھی ہے کچھ دم مین باقی تمام

جوانی کی حسرت پہ کھینچی ہے آہ
نسیم سحر ہے یہ وقت پگاہ

ہوئی بزم برخاست یار اُٹھ گئے
سحر ہوتے ہی کچھ نہ سامان تھے

نہ کہہ مے سے دل کو ترستا ہوا
کہ اس بزم سے جاؤن ہنستا ہوا

سیاہی مرے قلب کی مے سے دھو
کہ نور سحر جلوہ گر دل مین ہو

مجھے ختم کرنا ہے یہ داستان
بنام ہنر پرور قدردان

نول پہ بڑھے جب کہ لفظ کشور
تو ہو نام نامی کا اُس کے ظہور

شہ ملک جود و سخا ہے وہی
وہ بحر بذل و عطا ہے وہی

کسے صبح پیری کا حب در وہی
کہ نام خدا وہ جوانمرد ہے

بوقت سحر خواب سے جب اُٹھے
اگر نام لے اسکا غم سے چھٹے

اٹھے سو کے جب صبحدم آفتاب
ق
تو لے نام ایسے سخی کا شتاب

کہ دن بھر کے چکر سے بچ جائے وہ
نہ تاریکی شب کا غم کھائے وہ

سخنگو کا اب ہے وہی داد خواہ
خداوند مال و خداوند جاہ

بس اے جاہ لکھ آخر داستان
پرانی کہانی نئی کردے ہان

سخن سنج و دانائے این داستان
چنین مے نگارد بکلک بیان

حاکیان حکایات عجیبہ وبدیع بیان روایات غریب تاجداران کشور اعلام مبارزان لشکر کلام سحر سازان معرکہ عربدہ پردازی وعربدہ پردازان ہنگامہ سحر سازی ساحران الفاظ تحریر کو میدان سحر خوانی مین اسطرح پہونچاتے ہین اور پرستش خانہ بیان مین لاکر یون جادو تقریر بناتے ہین کہ شہزادہ قورچ دیو قار امیر نامدار سے تین روز کا وعدہ کرکے بہر شکار آئے تھے انکو جب عرصہ دراز ہوا مزاج ہمایون صاحبقران دوران ناساز ہوا طبیعت فکرمند ہوئی خبر نہ ملنے سے دردمند ہوئی اسی اثنا مین ایک روز شہزادہ ایرج نوجوان نے خدمت عالی مین عرض کیا کہ مینے آج رات کو خواب پریشان دیکھا ہے وہ یہ کہ جیسے شہزادہ قورچ پر ایک پہاڑ

ٹوٹ کر گرا ہے اور وہ اسکے نیچے دبگیا ہی لہذا اس خواب کے دیکھنے سے مین بہت فکر مند ہون مجکو اجازت
ملے کہ اپنے بھائی کے ڈھونڈھنے کو جاؤن امیر بھی ازبسکہ پریشان خاطر ہو رہے تھے اِس
شہزادہ نامور کی عرض سنکر فرمایا کہ بابا جاؤ تمھین خدائے کریم کے سپرد کیا شہزادہ رخصت ہوکر اپنی بارگاہ
مین آیا اور فوج بیشمار تیار فرما کر زاد سفر درست کرکے مرکب پری پیکر پر سوار ہوکر بڑے کروفر سے بتلاش
توسج روانہ ہوا انکو تو راہ مین چھوڑے مگر یہان امیر کا حال سنیے کہ آپ منتظر جنگ وجدال
ازجانب لقا بدخصال بارگاہ مین جلوہ فرما رہتے ہین اور عیاران لشکر بھر خبر صورتین بدلکر
بارگاہ لقا مین جایا کرتے ہین چنانچہ ایک روز چالاک بن عمر مع عیاران خود سر کے
فراش و خدمتگار بنکر داخل بارگاہ لقا ہوا اور حال یہان کا دریافت کرنے لگا یہ ٹھہرا ہوا
تھا کہ یکایک برق شعلہ بار چمکی اور بڑے زور سے گرجا علامت آمد ساحران برپا ہوئی
کسلیے کہ افراسیاب کا فرمان واجب الاذعان جب بنام حاکمان شہر صبا پہونچا
تو وہ سب ساحر کہ ایک انمین بلائے جادو اور صبائے جادو و مہتاب جادو
و ماہ جادو یہ عورتین ہین اور صبا بن بلا کی ہے لیکن بنا بر آئین دین سامری و جمشید بہن پر
عاشق ہوکر بلانے اپنی ہمخوابہ صبا کو بنایا ہے مثل اسکے کہ جیسے بہمن پسر اسفندیار نے بموجب
رسم آتش پرستی ہما اپنی دختر کو ہمبستر کیا تھا قصہ اسکا شاہنامہ مین فردوسی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے
غرضکہ بموجب حکمنامہ شاہ طلسم یہ سب جانب لقا چلے مگر اس ہیئت سے کہ فوج و لشکر جملہ بہر
حفاظت قلعہ چھوڑ کر آپ ایک صندوق کہ کئی سو گز کا لنبا اور چوڑا تھا اسپر سوار ہوے اور بزور
اس صندوق کو اڑایا دو چار ہزار ساحرون کو کام خدمت کے لیے صرف ساتھ لیا ڈمرو
بجے ناقوس پھنکنے بر دسے ہوا اور کر بعد قطع مسافت راہ قریب لشکر خداوندگار پہونچکر ساحرونکو
ایک مقام پر ٹھہرایا اور آپ صندوق اڑا کر بارگاہ پر آکر قائم ہوے علامت سحر برپا ہوتے ہی
بختیارک وغیرہ اٹھے تھے کہ بہر استقبال جائین اس اثنا مین وہ صندوق بارگاہ مین اتار لائے
اور سامنے اپنے خداوند کے آکر سجدہ مین گرے اس مردود نے گڑگڑا کر کہا کہ سر اپنا اٹھاؤ
سجدہ تمھارا بعوض عبادت ہزار سالہ مینے قبول کیا یہ بہت خوش ہوکر اٹھے اور نذر دیکر دنگل پر
خلعت پاکر بیٹھے ساقی نے جام دینا شروع کیے جب دماغ سب کے بادہ ناب سے گرم ہوے اسوقت

بختیارک ناچتا ہوا انکے سامنے آیا انھون نے ایک مسخرہ وضع شخص کو دیکھکر خندہ دندان نما کیا اور اپنے خداوند سے پوچھا کہ یہ بندہ آپکا کیسا ہے اُس خرس نے جواب دیا کہ یہ میرا شیطان علیہ اللعن ہے یہ سنتے ہی سب نے شیطان کے قدم آنکھون سے لگائے اور عرض کیا کہ ہمکو نہ بہکائیے گا اسنے کہا کہ مین تمسے یہ پوچھتا ہون تم جو آئے ہو تو کس ارادے سے آئے ہو اور کتنی فوج ساتھ لائے ہو انھون نے کہا کہ ہم خداوند کے بندگان مغضوب کو قتل کرنے آئے ہین اور فوجکی ہمکو کچھ احتیاج نہین ہے دیکھو ہمارا لشکر ہے یہ کہکر وہی صندوق کہ جسپر سوار ہو کر آئے تھے وا کیا پڑا کھلتے ہی پشہ و مگس کیطرح پانچ لاکھ تیلا فولاد کا نکلا اور ہر ایک نے انمین سے بڑھکر قامت مثل انسان پیدا کیا اور فلک کیطرف سے آواز زنار خود آئی کہ اسیطرح کے پانچ لاکھ صندوق اور ہین آپ فرمائین تو حاضر کیے جائین اُنھون نے کہا کچھ احتیاج نہین ہے یہ کہکر اُن تیلون کو بزور سحر داخل صندوق کرکے پڑا بند کرکے کہا ملک جی آپنے ہماری فوج کو ملاحظہ کیا یہ تیلے سب انسان بنکر لڑین گے اور کار دشمن تمام کرین گے بختیارک نے کہا حدہ بھی وہ زبردست ہے کہ اسم اعظم پڑھکر تیلون کا حال بتلا دیگا انھون نے کہا اسم اعظم کی بھی ہم تدبیر کر چکے ہین تم دیکھو تو کہ ہم کیا کرتے ہین اس شیطان نے کہا کہ اچھا مینے مانا کہ تم ہر طرح زبردست ہو لیکن عیارون کا کیا بندوبست کروگے وہ دم بھر مین ساری زبردستی خاک مین ملا دیتے ہین راہ ملک فنا دکھا دیتے ہین اُنھون نے کہا وہ کہان ہین اُسنے کہا کہ کچھ تو یہان بھی اسوقت موجود ہونگے اور باقی اپنے لشکر مین متمکن ہین یہ سُننا تھا کہ بلا رجاد پکارا اے عیارو اگر تم یہان آئے ہو تو جانا نہین ورنہ جلادونگا یہ صدا دیتے ہی چالاک وغیرہ جو عیار کہ موجود تھے اور یہ سب ماجرا دیکھ رہے تھے انکے جسم مین سوزش ہوئی یقین ہوا کہ جلنے لگین بہت جلد صورتین تو بدلے ہی ہوے تھے باہر بارگاہ کی نکل گئے اور دوڑتے ہوے بارگاہ سلیمانی مین آئے جب وہ جلن موقوف ہوئی پس چالاک نے امیر سے سارا ماجرا ساحرونکے آنیکا اور جو کچھ کہ دیکھا تھا عرض کیا اپنے فرمایا کہ اللہ تبر ہمارا نگہبان ہے فی الجملہ چالاک وہانسے پھر چلا اور خیمہ ابوالفتح مین آیا اُسنے کہا تشریف رکھیے اسنے سب ماجرا اس سے بھی کہا اور اپنا فکرمند ہونا ظاہر کیا کہ ان ساحرون کے شر سے خدا بچائے ابھی سے کوئی تدبیر کرنا چاہیے اسنے کہا اے برادر آؤ ایک آدھ جام شراب کا پیو اور دو تین بازیان چوسر کی کھیلو اور ساحرون کے قتل کا مشورہ بھی کرتے جاؤ یہ یہان بیٹھ گیا اور چوسر بچھا کر

کھیلنے لگا اور وعدہ عیاری کا اور مشورہ اس امر کا کرتا تھا لیکن وہان جب بلا کے نہیب سے
کوئی عیار گرفتار نہوا اور نہ کسی کے پیراہن مین آگ لگی بختیارک نے ایک قہقہہ مارا اور کہا سب بیچے
بھلا وار تو انھون نے خالی دیا وہ بھی تو ساحرون کے بیرادر باپ ہین بھلا کب ہاتھ آتے ہین
ساحر ان باتون سے جھلایا اور کہا ملک جی عیار یہان حاضر نہونگے ورنہ ضرور قید ہو جاتے اور ضمیر گم گو
کہ یہ سخن پروری کرتے ہین مین ابھی گرفتار کرتا ہون اچھا جو سب مین سرگردہ اور زبردست
عیار ہو اسکا تم نام بتاؤ وہ جہان ہوگا وہان سے پکڑ آئیگا بختیارک نے کہا سرگردہ عیاران تو
تمھارے طلسم مین گیا اور اسکے بعد جو نامی عیار تھے وہ بھی اسکے ساتھ ہین انکی زبردستیون کو
تو تمھارا اور تمھارے بادشاہ افراسیاب کا دل ہی جانتا ہوگا بلا نے کہا انسے کیا مطلب
جانین اور شہنشاہ جانے یہان جو ہون انکو بتاؤ اسنے کہا یہان اب عمر کے بیٹا اسکا چالاک
اور بھانجا ابوالفتح ہے یہ سنکر بلا نے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اور کہا اے چالاک اور اے ابوالفتح تم جس مقام پر
ہو اسجگہ یا اپنے لشکر مین جلد میرے سامنے حاضر ہو اور اگر تامل آنے مین کرو تو دل و جگر تمھارے
فرط تشنگی سے کباب ہون اور شدت عطش سے بیتاب ہو جانے تو یہ بات یہان کہی وہان یہ دونون
عیار چوسر کھیل رہے تھے کہ پنجۂ سحر مین گرفتار ہوے چھکے چھوٹے تقدیر کا پانسا پلٹا سارا رنگ
بدرنگ ہوا ایسی پیاس معلوم ہوئی کہ پانچ صراحیان برف کی جھلی ہوئین پی گئے لیکن پیاس کی
شدت زیادہ تر ہوئی اور پیاس کے علاوہ سب پختہ کاری بھول کر کچے ہوے ششدر پنج مین پھنسے
سب داؤن گھات بھولکر باہم حرف زن ہوے کہ واقعی کارخانۂ خداوندی لقا درست ہے وہان چلکر
چھکے اور پوبارہ اڑا دو یہ کہکر بساط سخن کو لپیٹا اسلام کی بازی ہار کر بسان نرد چکر مین پھنسے جگ کا
جگ و تُھکا چلا کہ ساحر سے چلکر مل رہین غرض کہ افتان و خیزان بارگاہ لقا مین آکر سامنے بلا کے
ہاتھ باندھکر کھڑے ہوے کہ ہم آپ کے غلام ہین جو ارشاد فرمائیے بجا لائیے بختیارک یہ سحر دیکھکر
بھڑک گیا اور ہوش اڑ گئے اور کہا اے بلا مین تمکو ایسا نہ جانتا تھا اب تمکو لازم ہے کہ ان عیارون کی بھائی
بند ایک لاکھ چوبیس ہزار ہین انکے ہاتھ سے بچنے کی تدبیر کرو یعنے مخفی ہو کر رہو تمکو معلوم ہے کہ تم مسلمانون پر
غالب آؤگے اسنے کہا تم میرے رہنے کا بھی تماشا دیکھو یہ کہکر اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر بارگاہ کے لا اور ایک
ناریل جانب صحرا مارا صدائے مہیب پیدا ہوئی آنکھین بند ہو گئین اب جو دیکھا تو ایک بیابان سبزہ زار ہے

خیابان خیابان پھولون کی بہار ہے شاخ گل پر بلبلین نغمہ سنج ہین لالون لال ترشا دے سکے درخت انار و نار پنج ہین چشمۂ آب موجزن ہین چمنستان نسرین و نسترن ہین بیچ مین اس صحرای فرحناک کے ایک بارگاہ مخمل کاشانی کی نصب تھی جواہرسے آراستہ سب تھی ستون الماس نگار تھے استادے جواہر کار تھے فرش اسمین قاقم و سنجاب کا ٹری آب و تاب کا تھا پلنگ اسمین مرصع پایون کا بچھا تھا مسہری جواہر نگار کا سامان آرائش بہت تحفہ تھا اسنے کہا ملک جی مین جو نظر مردم دنیا سے نہان ہے رہونگا اور یہین اس شخص کی صبا رجادو واڑ کر جائیگی اور بروے ہوا جاکر قیام کریگی ملک جی نے کہا کہ اب میرے دل کو قرار آیا اچھا چلو بارگاہ مین بیٹھین اور عیارونسے کہین کہ وہ جاکر سرداران امیر کو چرا لائین اسنے ایک سحر پڑھا کہ وہ صحرا و بارگاہ نظر سے غائب ہوئی اور یہ دونون بارگاہ مین آکر بیٹھے اس عرصہ مین وہ دن تمام ہوا اور آفتاب بسان عیاران مطیع ساحرہ شب ہوکر جانب بارگاہ مغرب گیا کہ ابیات پھر آیا جھلک سکے ابر شام سر پر + ہوئی پھر بارش باران اختر + ہوا پھر ماہتاب شام پر نور + جو گذری رات تھوڑی حسب دستور + کچھ رات گئے حسب فرمائش بختیارک عیارونسے ساحرۂ نور نے کلام کیا کہ اسے چالاک وغیرہ تم دونون جاؤ اور فرزند حمزہ شہزادہ علم شاہ کو پکڑ لاؤ یہ دونون آداب بجا لا کر جانب لشکر اسلام روانہ ہوے اور راہ مین صلاح کی کہ ساحرہ نے جو ہمارا فی الحال مالک ہے ایک کے گرفتار کرنے کو حکم دیا ہے لازم ہے کہ ہم دو شہزادونکو پکڑ لائین کسلیے کہ نیا نوکر ہرن مارتا ہے پس یہی تہیہ کر کے داخل لشکر ہوے چالاک تو بارگاہ شہزادہ علم شاہ کیطرف چلا اور ابو الفتح جانب بارگاہ شہزادہ داراب کشور کشا گیا اول چالاک صورت اپنی تبدیل کر کے بسان دزد سیاہ پوش ہوکر قریب بارگاہ پہونچا وہان سپارہ بن عمر عیار شہزادہ علمشاہ کے پہرے پر تھا اسنے للکارا کہ کون آتا ہے یہ اسکے للکارنے سے بھاگا اور کچھ دور آکر سوچا کہ تو بھاگ ناحق آیا اور صورت بدلکر بیکار گیا کسلیے کہ تیرا غیر یک ساحران ہونا کسیکو معلوم نہین یہ لوگ مسلمان سب تجکو اپنا دوست جانتے ہین پس بصورت اصل چلکر شہزادے کو پکڑ لا یہ سوچکر بصورت اصل قریب بارگاہ آیا سپارہ نے پھر پکارا کہ کون ہے اسنے جواب دیا کہ تو پہچانتا نہین جو ٹوکتا ہی سپارہ یہ سنکر قریب آیا اور اوسکو پہچانکر بولا کہ آیئے بھائی صاحب واقعی مجھسے خطا ہوئی بے پہچانا تھا بلکہ آپ آگئے مین ایک کام کو جاتا ہون شہزادے سے ہوشیار رہیے گا

یہ کہکر آپ چلا گیا کیونکہ اسکو برادر بزرگ اور باپ کی جگہ پر جانتا ہے غرضکہ یہ تو چلا گیا اور چالاک
اندر بارگاہ کے گیا حاجب و دربانون کو دیا لیاقت بھی خوردے کتے جسنے دیکھا تسلیم کی اور راہ دی اندرون
بارگاہ گورون کا پہرا تھا برابر آب ریز گے کارد اُٹھا ہوا سنہری طلسا سنگین اور ہتھیار کا کوٹ
بندھا تھا اسنے آگے بڑھکر پاس دکھایا گورے نے راستہ دیا یہ آگے بڑھا شمع مومی و کافوری وغیرہ
روشن تھین شاہزادہ بارگاہ سلیمانی سے پھر کر آیا تھا مسند پہ جلوہ گر تھا شراب پی رہا تھا
کہ اسپر نگاہ پڑی فرمایا کہ آؤ بھائی چالاک آؤ یہ بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ پہرا موقوف کرا دیجیے
مین کچھ تنہائی مین عرض کیا چاہتا ہون شہزادے نے فوراً تخلیہ کرایا اسنے باتین کرنا شروع کین
اور شراب مین بیہوشی ملا کر شہزادہ کو پلائی کہ وہ بیہوش ہوا اسنے چادر عیاری مین پشتارہ باندھ کر
سرانچہ بارگاہ پشت کیطرف سے چاک کر کے باہر نکلا اپنی راہ لی ادھر ابو الفتح نے بھی ایسا ہی
کیا کہ بصورت اصل بارگاہ داراب مین گیا کسینے اسکو روکا نہین کیونکہ سب اسکو پہچانتے تھے اسنے
اسیطرح شہزادے کو شراب پلا کر تخلیہ کرا کر سرانچہ کو چاک کیا اور لیکر روانہ ہوا جب لشکر کے باہر نکل گیا
ٹھہر کر زنبیل عیاری بجائی چالاک بھی آکر ملگیا دونون متفق ہو کر جانب لشکر لقا چلے لیکن
یہان بعد کچھ دیر کے ستارہ آیا اور بہزاد وغیرہ برخاست دیکھا گھبرایا اندر جو گیا شہزادیکو نپایا
اودھر فتاح عیار بارگاہ داراب مین گیا اسکو بھی نپایا گھبرا کر پتہ نہ پایا ابو الفتح کا نقش قدم
پایا بتایا دہ یہ تجسس مین چلا ادھر سے ستارہ چلا لشکر مین غلغلہ برپا ہوا طلایہ دار کچھ فوج ہمراہ
لیکر دوڑ پڑا یہ دونون مثل برق و باد کے چلے چالاک و ابو الفتح قریب لشکر لقا پہنچ چکے تھے
کہ انھون نے جا گھیر لیا اور خنجر کھینچکر حملہ کیا انھون نے پشتارے کو زمین پر رکھدیے اور لڑنے لگے
خنجر اس شب تار مین بجلی کیطرح کوندنے لگے ہنگامہ جو ہوا لشکر لقا قریب تر تھا طلایہ دار
بافوج کثیر دوڑا لیکن بقدرت خدا پشتارہ نے منہ جو شہزادون کا باہر تھا ہوا سرد سحر کی
لگی اور زمین کی سردی پہونچی بیہوشی اتر گئی ہوش جو آیا اپنے تئین بندھا پایا زور کر کے
پشتارے کو پھاڑا اور باہر نکلکر نعرہ بلند کیا طلایہ دار آ پڑا تھا اسنے گھیر لیا انھون نے ایک دو کو مارکر
تیغ لیا اور شمشیر زنی آغاز کی اس عرصہ مین طلایہ دار لشکر اسلام آپڑا دونون فوجون مین تیغ زنی
شروع ہوئی شیردلون کے نعرون سے جنگل گونج گیا واہ خصالون کے جانبر زخمی نخل تن قطع ہونے لگے چشمہ ہا خون

جاری ہوئی ہوائے تیغ روان کے سناٹے سے لاش پر لاش گر رہی تھی یہ حال تھا کہ ابیات

درہ و دشت تا شد ہمہ لالہ گون	بدشت و بیابان ہمی رفت خون
پس آن لشکر نامدار بزرگ	بدشمن بہفتاد چون شیر و گرگ
ہمی برزند این بران آن برین	زخون یلان سرخ گشتہ زمین
ہوا زین جہان بود شبگون شدہ	زمین سر بسر پاک و پرخون شدہ
میان صف دشمن اندر فتاد	پس از دامن کوہ برخاست باد

آخر فوج عدو تاب نہ لاسکی اپنے لشکر کیطرف بھاگی شہزادگان مریخ صولت بصد جاہ و حشمت اپنے لشکر کیطرف پھرے چالاک و ابوالفتح بھاگ کر لشکر لقا میں گئے دونون طرف کے لوگ اپنے اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوے جسوقت کہ عیارۂ شب نے پشت سے پشتارۂ ظلمت اتارا اور رشاد خاور پشتارہ کی چادر ظلمانی پھاڑ کر نکلا کہ نظم

کرنا کہ پھر سحر آئی قضا را	برنگ مہر پھر چمکا ستارا
چھپے نظروں سے بالکل انجم و ماہ	ہوئی ظاہر جہان میں صبح ناگاہ

دم سحر بادشاہ لشکر اسلام زیب و زینت تمام اور رنگ سلیمانی پر آکر جلوہ فرما ہوے سرداران وفادار دربار میں آکر جمع ہوے امیر بھی مسجد کے پاس سے برآمد ہو کر زنگلہ ناد عنبر آصفی پر بیٹھے شہزادون نے آکر قصۂ شبینہ عرض خدمت والا کیا کہ اسطرح چالاک و ابوالفتح ہمکو پکڑنے گئے تھے امیر سب ماجرا اُسنکر گویا ہوے کہ افسوس ہے وہ مسحور بسحر ہوگئے اب ہر ایک اپنے ہوشیار رہے یہ فرما کر سیارہ و قماح کو عوض خدمت دوشینہ خلعت فاخرہ دیے اور فرمایا کہ رات کو عیار بارگاہ سلیمانی میں رہیں اور پانی طلب فرما کر اسم اعظم الٰہی اُسپر دم کر کے شیشون میں بھرا اور سب عیارونکو دیا کہ اسکو پیو اور منہ پر ملو تاکہ مسحور بسحر ساحر نہو سب نے وہ آب طاہر پاکیزہ لیکر پیا اور چہرے پر ملا اور بہر عیاری روانہ ہوے ادھر بوقت سحر لقا تخت نکہت پر آکر جب بیٹھا بلا و صبا وغیرہ غائب ہوگئے تھے یہ بھی ظاہر ہو کر دربار میں آئے اور زنگلون برقرار پذیر ہوے چالاک و ابوالفتح نے سامنے آکر دست بستہ عرض کیا کہ اے مالک ہمارے ہمنے رات کو یہ کیا تھا اور یہ ماجرا گذرا اسنے سب ماجرا سنکر آفرین اور تحسین کی اور خلعت دیا اس اثنا میں ہلکارے

لشکر لقا کے خبر لائے کہ ہم اسوقت لشکر امیر مین تھے امیر نے اسم اعظم پانی پر دم کرکے تقسیم فرمایا ہے اور بارگاہ مین عیارون کو رہنے کو حکم دیا ہے بلانے جملہ کیفیت سنکر ایک قہقہہ مارا اور کہا حمزہ کہان تک انتظام کرے گا اے بے ایمان خود اسطرح قتل کرونگا کہ تمام عالم اسکے حال پر روئیگا یہ کہکر میخوارین مین مصروف ہوا صباے جادو جو شب کو بروے ہوا رہتی ہے اتر کر اپنی جگہ پر آکر بیٹھی اور اسکی دوسری بہن بھی ظاہر ہوئی کسلیے کہ ماہ جادو سپہ سالار لشکر ہے وہ تو ان دو تین ہزار ساحر و نمین خیمہ زن ہے اور باقی مخفی رہتے ہین پس جب ہر ایک جمع ہو چکا اسنے کچھ مشورہ انسے کیا اور ونیھ ناچ دیکھا کیا جب ساحر روزگار نے ترنج خورشید کو نظر مردم دنیا سے ناپدید کیا اور سپر ظلمت شب کو ریخ ترک دہر نے اپنا محافظ و پناہ گیر بنایا کہ بموجب ابیات

شب آمد چو اہرمین کینہ خواہ خروس جرس خواست از بارگاہ
برفتند و چندین زرہ ساختند سلاحش یکایک بپرداختند

یہے بحکم بلا طبل جنگی نے صدا دی ہلکارے خدمت اقدس بادشاہ اسلامیان مین حاضر ہو کر دعاے وثناے شاہنشاہی بجا لائے اور کوس رزم کے بجنے کی خبر عرض کی بار دیا سوسی پھر چلے گئے یہان بھی نقارۂ حربی حسب ارشاد شاہی گڑگڑایا کوس سکندری کا غلغلہ و چار دانگ عالم مین پھیلا کہ بموجب قول المولفہ

ہوش پھر میرے گم ہوے ساقی دے مے تند کچھ جو ہو باقی
آج زاہد سے مجھکو لڑنا ہے تیسنہ شمشیر طبع کرنا ہے
رزم پر کینہ ور تھے آمادہ چوب بر طبل جنگ افتادہ
لڑنے والے کمر لگے کسنے جوش جرات سے سب لگے ہنسنے
شاہد تیغ پر ہوے مفتون سر مین سوداے جنگ و کشت و خون
اب و تاب ایسی تیغ ہمت مین شمع روشن تھی بزم جرات مین
رزم و پیکار کی تھی دلمین ہند رشتۂ جان بھی کیا عجب ہو کمند
تھی چقا چاق اسلحے کی صدا شور دلمین مبارزت تھا بپا
فیز کرتے ہون جس طرح پردا شب مین یون سائیں سائیں کی آواز
ٹوٹتے تھے جو جسم سے تارے تیر ترک فلک نے تھے مارے

ہالہ مہ کی شکل تھیں ڈھالین ۔ تیز ہوئی تھیں تیرون کی بھالین
خوف سے مرگئے کوئی تھا نڈھال ۔ کوئی نیزے کی دیکھتا تھا بھال
کوئی گھوڑے پہ زین دھرتا تھا ۔ تیغ کو کوئی صاف کرتا تھا
تھی نقیبون کی ہر طرف یہ پکار ۔ ہان جوانون ذرا رہو ہوشیار
روز جنگ ست جنگ باید کرد ۔ کوشش نام و ننگ باید کرد
رات اسی شغل مین ہوئی جو بسر ۔ خنجر مہر چمکا گردون پر
ظلمت شب سے یون مٹے تارے ۔ جیسے گر جائین پھول مرجھا کے
صبحدم لشکران کینہ جو ۔ چلے میدان کو بہر رزم عدو
حمزۂ نامدار مسجد سے ۔ سج کے ہتھیار تن پہ یون نکلے
جیسے مشرق سے خسرو خاور ۔ آتا ہے وقت صبح گردون پر
لے کے سردار اپنے سب ہمراہ ۔ بہر تسلیم شاہ عالی جاہ
عیش خانے کے در پہ سب آئے ۔ آمد شہ کے انتظار مین تھے
جب برآمد ہوئے شہ والا ۔ بڑھ کے ہر ایک نے کیا مجرا
تخت شاہی کے گرد سب ہوکر ۔ جانب رزم گہ چلے خودسر
کیا تجمل لکھون سواری کا ۔ ترک گردون بھی تھا ادب سے جھکا
گرد لشکر سے دھر تھا کالا ۔ چشمۂ مہر ہوگیا گندلا
کثرت فوج پر پڑی جو نگاہ ۔ دل پیر فلک سے نکلی آہ
کہتا تھا آہ اب پڑی افتاد ۔ مرکز خاک ہوگیا برباد
الغرض دشت کین جا پہونچے ۔ اُسطرف سے عدو بھی آپہونچے

یعنے فوج لقائے گمراہ کینہ خواہ وارد میدان رزمگاہ ہوئی سیاہ سیاہ وردیان سوارونکی سرخ سرخ قبائین سالہ دارون کی کالی کرتیان پیادے پہنے ظاہر صورت ڈراؤنی بنائے جرات اونیر ہنستی چہرے پر نامردی برستی گروہ گروہ وہ سب انبوہ سامنے آکر صف کشیدہ ہوا کوہیان دراز قامت طویل و عریض ہیئت شتر بے مہار کیطرح منہ اٹھائے بیوقوفی کے آثار چہرے سے عیان مہیب

صورت بنائے دشت نبرد مین آئے لقا کا تخت ہاتھی پر کھینچا ہوا خواصی مین بختیارک خواص شیطان کا رکھتا مضحکے کرتا ہوا آیا بیلچہ کار پست و بلند زمین ہموار کرچکے سقے گرد و غبار بٹھانے لگے نقیب یہ صدا لگانے لگے ہوس خاطر بڑھانے لگے ؎ نظم

چنین گفت گو بود در کارزار	کہ اے نامداران خنجر گزار
ہمہ تیغ زہرآب گون برکشید	بکین اندر آئید و دشمن کشید

یہان تو یہ درستی تھی لیکن بلبائے جادو ابھی نہ آیا تھا سب کو ہی منتظر تھے کہ یکایک برو سے ہوا ایک شعلہ چمکا کہ آنکھین سب کی خیرہ ہوئین پھر جو دیکھا تو ایک بنگلہ زمردنگار ہے سر بنگلہ پر کلس جواہر کا ہے گنبد سپہر اسکی خوبی پر بلاگردان و نثار ہے ایک مور جواہر کا بنگلے کی چوٹی پر بیٹھا ہے دُم چتر کیے ہوئے ناچتا ہے پردہ زنبوری پڑا ہے خاطر کفار کیطرح بندھا ہے اندر بنگلے کے مسند پُر تکلف بچھی ہے بلبا جادو بیچ مین بیٹھا ہے دونون پہلو مین دونون بہنین اُسکی صبا جادو مہتاب جادو بیٹھی ہین کشتی مے سامنے دھری ہے میکشی ہو رہی ہے بوسہ لب شیرین اپنی ہمشیر کا بلبا لے رہا ہے چار شیر پرند بنگلہ کو اٹھائے ہین منہ سے شعلہ ہائے آتش انکے نکلتے ہین بنگلہ مین لولیان قہر پیکر حُسن مین یہ از مہر منور ناچ رہی ہین اور غزلہائے عاشقانہ گاتی ہین تھاپ طبلون پر پڑتی ہے سارنگی بڑے رنگ سے بجتی ہے برابر برابر بنگلے کی تین ہزار ساحر باز و بط و قرقرون پر سوار ماہ جادو بعہدہ سپہ سالاری بہر رزم تیار آکر ایک طرف قائم ہوئے اور بلبائے ایمان بنگلے سے نکلکر سامنے لقا شیطان کے آکر سجدہ مین گرا اور عرض رسا ہوا کہ اجازت میدان دیجیئے اس مردودنی اسکو رخصت کیا وہ پھر اپنے بنگلے کی در پر آکر کھڑا ہوا اور شیر بنگلے کو لیکر بڑھے جب وسط میدان مین پہونچے اسنے پکار کر کہا کہ اے فرقہ خدا پرستان تم مین سے جو آرزوئے مرگ رکھتا ہو وہ آئے لشکر اسلام کے اسکے سحر سے ہوش اُڑے ہوئے تھے کسلیے کہ چالاک و ابوالفتح کو دیکھ رہے تھے کہ یہ دونون اندر بنگلہ کے سر پر صبا وغیرہ کے رومال جھلتے تھے اور مثل غلامان کمترین کے حاضر خدمت تھے پس اُس ہیجا کے نہیب دینے سے کسی نے سبقت نہ فرمائی جب اُسنے پھر للکارا اُسوقت امیر منتظر تھے کہ کوئی بہادر نکلیگا عرصہ جو ہوا خود قصد نکلنے کا کیا مگر ہنوز میدان قرق نہوا تھا کہ صف دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے گورے بگل بجانے لگے باجا ارگن بجنے لگا پریت جمگئی طنبور گڑگڑایا شہزادہ علمشاہ نے اشترمالا کبود فرنگی

اترایا اور سامنے تخت شاہ کے آکر عرض کیا کہ آرزوے رزم رکھتا ہون بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت
فرمایا یہ شاہزادہ جنگ پر آمادہ ہوکر اسطرف سے چلا لیکن ادھر اس ساحر نے اسکو آتے دیکھکر ایک بیضہ
زرین روشن برنگ مہر مبین مشرق وار جھولے سے نکال کر زمین پر مارا کہ وہ بیضہ آفتاب مثال
زمین مین غروب ہوا دفعتاً آٹھہ نو کوس تک زمین اونچی ہوگئی اور سونیکی منگلی لشتہ دھر سونیکا چبوترہ
نظر آنے لگا گویا زمین نے گنج قارونکا انبار اُگل دیا جہانتک نگاہ کام کرتی تھی زمین گز بھر بلند
سونیکا چبوترہ ہوکر دور تک دکھائی دیتی تھی اس چبوترہ پر برابر ہزارہا برج جواہر کے بنے تھے یا طلائی
فرش پر الماس و زمرد و یاقوت کی سیر فرش دھرے تھے بروج فلک کہ منازل شمس ہین انکے سامنے
ماند تھے، روے زمین کو چار چاند کیا لگے ہزارہا چاند تھے برج کے در جواہر ابدار تھے ہمشکل ابروے
دلدار تھے پردے سیاہ ڈوریون مین ٹنگے تھے دل عشاق زلف یار مین بندھے تھے پردون پر ترنج
اور بوٹے سلمہ ستارہ کے کارچوبی بنے تھے بیچ مین اُن برجون کے ایک برج جال دار بنا تھا سلمے
تمام دیوارین اسکی سونیکی تھین لیکن شبکہ دار بنی تھین خاتم بندی کا کام کیا تھا ہر شبکہ مین آئینے
گوہر ابدار آویزان تھا ایک لکا ابر اس برجکے سے نکلکر زمین طلائی پر چھا گیا تھا اور ترشح اسمین سے
ہوتا تھا عجب لطف دیتا تھا کہ سونیکی زمین پر پانی کے قطرے جو پڑے تھے گویا گوہر شاہوار بچھے تھے
شاہد ارض سونے مین زرد موتیون مین سفید تھی اُفقی وہ جگہ قابل دید تھی نیلا نیلا ابر سنہری
زمین پر چھایا گویا نیلم کے گرد مرصع ساز سحر نے کندن جڑایا تھا حلقۂ خاتم دنیا پر نیلم کا نگینہ
جڑا تھا آب و تاب مین بہت کھرا تھا اودی گھٹا سنہری زمین پر چھائی تھی باد نسیم سے ملنے
رات آئی تھی اس ابر کے برسنے سے درخت گلزار شجرہاے پربہار پراز غنچہ و اثمار فی الفور زمین سے
اگنے تھے جھنہاے طولانی بنتے جاتے تھے وہ گل اسمین رنگ برنگ کے پیدا تھے جو رنگ فضاے
بار گلعذار کو اپنے روبرو پھیکا بتلاتے تھے ایسی شوخی دکھاتے تھے جو غنچہ تھا وہ خاطر بستہ رنج کو
فرحت دیکر شگفتہ کرتا تھا خوبی و لطافت کا دم بھرتا تھا دم بھر مین بہت بڑا باغ لگ گیا یہ عالم ہوا
کہ تختۂ چمن کشور حکومت شہ گل تھا گلزار آباد نام اس ملک کا بے تامل تھا رعایاے عنادل
وطائران نغمہ سنج اس اقلیم مین بستی تھی عجیب و غریب بستی تھی شہ گل کا حکم ہر ایک تختگاہ گلستان پر
جاری تھی منتظم الملک باد بہاری نہ خزان اس ملک مین رہزنی کرسکتی تھی نہ باغبان و صیاد کی

زبردستی چلتی تھی وش مخمل ہنر سبزہ کا شانہ بہار مین بچھا تھا ہوا کا دل اسپر لوٹ ہو رہا تھا ریاض سلطنت کا ہر پھول رنگ و بو تھا سپاہی کیصورت سرو لب جو تھا جار ہر ایک خنجر ابدار تھا سبزہ تیر مژگان یار تھا قمری و عندلیب نقیب لشکر بہار تھین صدائے خندہ گل انکا کرکا تھا خوشبو مین گلگون کی گلگون ہوا پر سوار تھین

ابیات

بنے وہ برج جادو سے سرِ راہ — رفیع الشان و روشن صورتِ ماہ
سراپا سنگ مرمر صرف اسمین — نہ آیا عیب کا اک حرف اسمین
وہ موقع سے جواہر سب جڑے تھے — کہ دیوارون پہ گل بوٹے بنے تھے
نگار و نقش ایسے خوب و خوشرنگ — کھلے دیکھے سے جسکے ہو دل تنگ
بنا تھا باغ رنگین اسکے اندر — فضیلت لے گیا باغ ارم پر
کھلے ہر سو ہزارون رنگ کے پھول — شگفتہ تھے وہان سب ڈھنگ کے پھول
بھرے حوض اور فوارے تھے جاری — تصدق ہر روش باد بہاری

جب بلا کے سحر سے یہ کیفیت ظاہر ہوئی شہزادہ **علمشاہ** نوجوان کی قریب پہنچتے ہی اُسنے کہا کہ اے شہزادہ اِس برج میسے جو برج کہ پسند ہو اسمین جا کر سیر کرو یہ کلمہ سنتے ہی شہزادہ کو خیال رزم بالکل جاتا رہا اور اسکا مطیع ہو کر گویا ہوا کہ مع مرکب مین اس برج مین نجا سکونگا اسنے کہا مع گھوڑے مین آپ کو بھجوا دونگا یہ کہکر کچھ سحر پڑھا کہ انکے گھوڑے کے پر نکل آئے اور اڑ کر ایک برج مین چلا گیا بعد انکے جانے کے پھر اُسنے مبارز طلبی کی ادھر سے ملک خاور کی فوجمین نقارے بجے سردار پیادہ ہوئے شہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم بن **علمشاہ** شبرنگ کو چھیڑ کر سامنے بادشاہ کے اگر اجازت لیکر مقابل ساحرہ کے گئے اُسنے انسے بھی کہا کہ برج مین چلے جاؤ یہ بھی مطیع ہو کر برج مین مع مرکب گئے پھر اُسنے نہیب دی کہ کسے دیگر بیاید ابکی شہزادہ داراب کشور کشا باجازت بادشاہ سامنے اسکے آئے اور بحکم اسکے برج مین چلے گئے اسیطرح جو مہر سپہر شجاعت کہ آیا بسان شمس سیارہ بروج فلک سحر ہوا یہ ماجرا دیکھکر **امیر** نامور نے ارادہ نکلنے کا کیا صف بند ہونے سے بختیارک سمجھا کہ اب حمزہ نکلیگا پس اسنے طبل بازگشت بجوا دیا امیر رنجیدہ خاطر جانب آرامگاہ پھرے لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا ادھر بلا نے ایک سحر پڑھا کہ وہ باغ و بروج سحر نظر سے غائب ہوگئے اور بیر سحر کے

علمشاہ وغیرہ کو گرفتار کرکے ساحر کے سامنے لائے اُسنے کہا ان شہزادونکو قید کیون کیا ہی یہ ہمارے
بڑے دوست ہین یہ کہکر ایسا سحر پڑھا کہ شہزادے اور سب قیدی مع مرکب اُڑکر جانب فلک جاکر غائب
ہوگئے اور یہ لشکر پھرا اُتراُوپر اکر سپاہیون نے استراحت کی بلا کا بنگلہ وغیرہ بھی غائب ہوگیا عیّار اور
صبا وغیرہ بنگلہ سے اُترائے اور سب داخل بارگاہ لقا ہوئے اور اپنے مقام پر بیٹھکر ناچ دیکھنے
لگے اسوقت شیطان خداوند نے بلا کی بہت تعریف کی کہ واہ واہ کیا خوب تم لڑے جیسا سُنا تھا
ویسا ہی تمکو پایا آج تم سارے لشکر کا مسلمانونکے خاتمہ کردیتے مگر مینے بخیال حمزہ طبل باز گشت بجوادیا
خیر یہ تو سب کچھ ہوا اگر اب تدبیر اسم اعظم کرنا لازم ہے بلا نے کہا ملکجی میرا قصد یہ ہے کہ فرزندان حمزہ کو
اوسکے لشکر سے لڑواؤن اور اسی لیے علمشاہ وغیرہ کو مینے گرفتار بھی کیا ہے شیطان نے جواب دیا کہ
شہزادہ مذکور کو بیشک تم لڑا سکتے ہو لیکن حمزہ جب اسکے مقابل آئیگا سحر باطل کردیگا پس مناسب
یہ ہے کہ چالاک وابوالفتح سے حکم دو کہ حمزہ کو جاکر پکڑ لائین جب وہ اسکو لے آئینگے اسوقت
شہزادون کو لڑواکر لشکر اسلام کو تاخت وتاراج کرنا اور اِن عیارون سے یہ بھی تاکید کردو
کہ حتی الامکان بارگاہ سلیمانی مین نجائین بلکہ گھات مین رہین کہ جب حمزہ مسجد کے پاس ہین جائے
اُسوقت یہ اسپر عیاری کرین کسلیئے کہ اس بارگاہ مین بھی سحر اوتر جائیگا بلا نے کہا یہ وہ سحر نہین
ہے جو بارگاہ مین جانے سے اوتر جائے یہ کہکر عیارون سے حکم دیا کہ جاؤ حمزہ کو پکڑ لاؤ عیارون
نے کہا بہت اچھا اور منتظر شام ہونے کے ہوکر ٹھہرے لیکن بصورت مبدل سرہنگ و برزک
خطائی عیاران لشکر اسلام بامر جاسوسی یہان موجود تھے انھون نے بھی یہ ارادہ ساحر ور
عیارون کو بھیجنا معلوم کرکے کچھ دن باقی تھا کہ خدمت امیر مین اپنے تئین دوڑکر پہونچا اور عرض
کیا کہ آپ کی گرفتاری کو عیار یعنے چالاک وغیرہ آتے ہین لہذا ہم عیارون کو کہ ہمارے بھائی بند
ہین عیاری کرکے آپ کی خدمت مین لانا چاہتے ہین اور اس حال زبونسے رہنا انکا خدمت
ساحر مین نہایت عار وننگ جانتے ہین پس آپ آج مخفی ہوجائین تاکہ ہم عیاری کرین امیر نے
عرض انکی قبول فرمائی اور ایک تہہ خانہ مین اندر بارگاہ سلیمانی کے آجکی شب عبادت کرنا مقرر
فرمایا سرہنگ وغیرہ یہ بندوبست کراکر پھر عیاری چلے اور قریب شام لشکر لقا مین اسجگہ کہ
جہان سوار ونکی لین ہے آئے دیکھا کہ گھسیارے گھاس گھوڑونکے سامنے کھولکر اپنی گانونکی طرف

جاتے ہین اُنھون نے ایک گھسیارہ کو تجویز کرکے اسکے ساتھ جنگل مین اکر حباب بیہوشی کرکی اوسکی صورت امیر کی ایسی بنائی اور گٹھارہ چادر عیاری مین باندھکر ایک غار مین رکھدیا اور آپ پھر جانب لشکر لقا چلے اس عرصہ مین بلچہ کار فلک پیشہ چرخ سے کاہ شعاع لیکر جانب مغرب روانہ ہوا اور کاہ کش ماہ کشت انجم سے گھاس نکالنے پیدا ہوا کہ نظم چھپا جب اشہب گردون کا اسوار + پیادہ ننگے سب نجم سیار + تلاش اسبات کی تھی سب کو ناگاہ + کہ آئی شام لیکر مشعل ماہ + شام ہوتے ہی

چالاک و ابوالفتح حسب الحکم ساحر بہر عیاری قنطورے اور پیتاوے وغیرہ حیلہ ہاے ناحق سے چست و چالاک ہوکر چلے جیسے ہی کنارے لشکر لقا کے پہونچے دیکھا کہ سرہنگ دیزک صحرا کی جانب سے آتے ہین پس یہ ٹھہر گئے اور انھون نے بھی انکو پہچانا ازبسکہ انکی تلاش مین تو آئے ہی ہے فوراً دوڑ کر قریب الے اور بہت ادب سے سلام کرکے ٹھہرے انھون نے پوچھا کہو بھائی مزاج تو اچھا ہے آج کدھر آئے انھون نے کہا تمھارے پاس جاتے تھے تم راستہ مین ملگئے یہ مستفسر ہوے کہ کیون خیر تو ہے انھون نے کہا ہم نوکری حمزہ کی چھوڑکر اپنے وطن کو جاتے تھے تمکو بھی چاہا کہ دیکھ آئین بھائی ابو حمزہ کو ایسا غرور ہوگیا ہے کہ وہ ناحق ہر ایک کو مارتا ہے گالیان دیتا ہے کل ہمکو بھی بہت مارا ہمنے نوکری چھوڑدی یہ ہماری حقیقت ہے انھون نے سارا ماجرا سنکر انکے اوپر افسوس کیا اور کہا تمنے خوب کیا جو نوکری چھوڑدی ہمارے مالک پاس نوکری کرلو بڑے آرام سے رہوگے انھون نے کہا نہین ہم اب اپنے گھر جائینگے وہ بولے کہ نہین ہم ضرور تمکو اپنے ساتھ رکھینگے یہ کہکر باصرار تمام اپنے ہمراہ انکو لیکر چلے اور جو خیمہ کہ انکے رہنے کے لیے ملا ہے وہان لائے خیمہ مین زینت و آراستگی بہت تھی شمعہاے مومی و کافوری روشن تھین انکو مسند پر انھون نے بٹھایا اور کہا اب تم ہم مین ملگئے ہو اس سبب سے راز اپنا تمسے کہتے ہین ہم حمزہ کے گرفتار کرنے کو جاتے ہین تم باطمینان تمام بیٹھو جب ہم اوسکو پکڑ لائینگے تو تمھارا حال اپنے مالک سے کہکے نام تمھارا لکھا دینگے یہ گویا ہوے کہ بھائی تم حمزہ کے قید کرنے کو نجاؤ کیونکہ تمکو صورت بدل کر جانا ہوگا ہم جانتے ہین وہ لوگ ہمکو ابھی تمھارا شریک نہین جانتے ہین ہم باسانی اسکو بیہوش کرکے لائینگے یہ کہکر اوٹھے وہ بھی سمجھے کہ یہ سچ کہتے ہین اسوجہ سے چپ ہورہے اور یہ وہان سے چلے اور جنگل مین آکر ٹھہرے رہے کچھ دیر گھسیارہ کو تو حمزہ بنا چکے تھے ہی بس غار سے گٹھارہ لیکر دوش پر لگایا اور خیمہ مین اُنکے آئے اونھون نے کہا بھائی لائے کہا ہان لیجیے لائے وہ بہت خوش ہوے اور کہا

آپ ٹھہریے ہم اسکو اپنے مالک کو دیکر آتے ہین یہ کہکر وہ پشتارہ اوٹھا کر شادان و فرحان بارگاہ لقا مین
آئے یہان ابھی سویرا تھا دربار برخاست نہوا تھا بلا وغیرہ بیٹھے تھے کہ اونھون نے پشتارہ لاکر سامنے
رکھدیا اور کہا لیجئے ہم حمزہ کو بدقت تمام لائے اور دو بھائی ہمارے اور اکر شریک ہمارے ہوے ہین
انکی پرورش بھی سرکار کرین اسوقت ہم انکی خاطر و مدارات کرتے اپنے خیمہ مین جاتے مین صبح کو مع انکے
حاضر خدمت ہونگے یہ عرض کر کے اپنے خیمہ مین چلے آئے یہان شراب و کباب وغیرہ تو موجود کر ہی گئے
تھے سرہنگ و یزک نے جام مئی بیہوشی آلود کر رکھے تھے جب یہ آئے کہا بھائی صاحب آئیے شراب
انھون نے کہا خوب ہم پی چکے ہین جب سے آپ گئے تھے اسوقت سے پی رہے تھے اب آپ پیجیے یہ کہکر
جام بھر کر دیا وہ بے اندیشہ انجام پی گئے اور بیہوش ہوے انھون نے انکو کمند سے باندھکر چادر مین
لپیٹا اور پشتارہ دوغ پر دونون نے رکھا اور اس خیال سے کہ در خیمہ پر ملازم وغیرہ انکے ہین شاید
روکین پس پشت کیطرف سے خیمہ چاک کر کے باہر نکلے اور اپنا راستہ لیا اودھر بارگاہ مین بلا نے
پشتارہ سے امیر نقلی کو کھلوایا اور آہنگر بلا کر ہزار من کی قید جسم پر پنہا کر ہوشیار کیا جب آنکھ اس گھسیارہ
کی کھلی اس بارگاہ کی شوکت دیکھکر پہلے تو دنگ ہو گیا چپ بیٹھا رہا بلا نے پکار کر کہا کہ اے حمزہ ذرا
انکھ کھولکر اپنی حقیقت دیکھ کہ کوئی گھڑی مین قتل ہوا چاہتا ہے گھسیارے نے مرنے کا جو نام سُنا
گھبرایا اور اپنے تئین غل و زنجیر مین بندھا دیکھکر پکارا کہ گُستاخان سور کیا کسور ہے ان الفاظ کو سُنکر
بختیارک نے صلوات پڑھی اور کہا یہ حمزہ کبھی نہین نہین ہے اسکا مُنہ گرم پانی سے دھلواؤ
معلوم ہو جائیگا جو کوئی ہوگا پس اسیوقت آب گرم سے ہاتھ مُنہ دھلوایا رنگ و روغن عیاری جاتا رہا
خاصا گھسیارا نکل آیا اس سے پوچھا کہ بتا تو کون ہے اسنے کہا مین گھاسی خانہ کے گھوڑیکا گھسیارا ہون
بلا کو یہ سُنکر غصہ آیا اور حکم دیا کہ چالاک کو لاؤ لوگ وہان جو گئے معلوم ہوا کہ دو عیار آئے تھے وہ
پکڑ لے گئے یہی حال اکر ساحر سے بیان کر دیا اسنے اس گھسیارہ کو تو چھوڑ دیا اور کہا عیارون کو
وہ لے گئے ہین تو کیا ہوا انکا سحر کسیطرح نہ اتریگا اور وہ تڑپکر ہلاک ہو جائینگے یہ کہکر بہر آرام و راحت
دربار سے غائب ہو گیا لقا بھی دربار برخاست کر کے خواب گاہ مین گیا اودھر سرہنگ و یزک
ان دونو نکو خدمت امیر مین لائے اور زیادہ جو رات جا چکی تھی امیر مصروف طاعت الٰہی تھے ان
دونو نکا حال سُن نسکے قید کرا دیا چنانچہ عیارون نے انکو قید خانہ جا کر داخل زندان کیا اور آپ آرام پذیر ہوے

جب طوق ہالۂ ماہ و زنجیر کہکشان جسم قیدی سب سے اتری اور حال امیر سیارگان روشن ہوا نظم

ہوا پیدا جو شاہ چرخ اخضر
جلوس اسنے کیا تخت سحر پر
ہوا جاری جہان مین شقۂ نور
ضیا سے خانۂ عالم تھا معمور

دم سحر بادشاہ نامور و امیر دادگر بارگاہ سلیمانی مین آکر زیب دہ تخت و دنگل ہوئے سردار دنگ
جنگل ہوے عیار حاضر ہو کر قصۂ شبینہ زبان پر لائے بادشاہ نے حکم حاضر کرنے چالاک وغیرہ کا دیا اس
اثنا مین سیارہ وغیرہ جو عیاری کو گئے تھے چنانچہ ساحر تو غائب رہتے ہین عیاری کچھ نہ کر سکے
پھر کر بارگاہ مین آئے اور حال گرفتاری چالاک وغیرہ سنکر امیر کی خدمت مین عرض پرابوی کر حضور
بارگاہ مین عیاران مسحور کو آج نہ بلائین اور اسم اعظم پڑھکر انکا سحر نہ دفع فرمائین ہماری عیاری کو
ملاحظہ کرین کہ ہم کیونکر اسی ساحر سے کہ جسنے انکو مسحور کیا ہے رد سحر کراتے ہین اور انشاء اللہ سرداران
مقید کو بھی رہا کر کے لاتے ہین کیونکہ ہم عیارون پر اسنے آتے ہی دست اندازی کی ہے تو ہمکو بھی چاہیے
کہ اسکا عوض اپنی ہی فطرت سے کرین آپکو معین نہ بنائین امیر نے انکی جرات و ہمت پر آفرین کی اور
عیارون کا بلانا موقوف رکھا سیارہ وہان سے اپنے اقرار کے پورا کرنے کو روانہ ہوا اور چونکہ صبح کو سب
ساحر ظاہر ہو کر دربار مین اپنے خداوند کے آئے تھے اور ماہ جادو سپہ سالار لشکر ہے یہ اپنے خیمہ مین
بہرِ انتظام فوج بیٹھی تھی کہ سیارہ صورت بدلے اسیطرف آیا اور اندر جانیکی فکر مین تھا اتفاق سے ایک
کنیز خدمتی ماہ کی خیمہ سے نکلی اور ایکطرف کسی کام کو چلی اسنے اشارے سے اسکو بلایا اور کہا عجب تماشا ہی
یہ جو سامنے پہاڑی ہے اسپر چڑھکر جو مینے دیکھا تو صبا جادو والی ٹنگی معلوم دیتی ہین تم بھی چلکر
دیکھو برسے ہوا تو وہ رہتی ہین کہین کوئی ساحر نہ آیا ہو اور اونکا یہ حال ہٹایا ہو کنیز بیچاری کی
عقل اس بیان کو سنکر اوندھی ہوئی اور اپنی راہ بھولکر دم مین آکر اسکے ساتھ چلی جب یہ کنارہ
لشکر کے اسکو لایا کہا دیکھو یہان سے بھی دکھائی دیتی ہین وہ لگی اوپر دیکھنے اسنے بیہوشی کا ہاتھ بھرا ہوا اسکے
منھ پر پھیر دیا کہ وہ چھینک مار کر بیہوش ہو گئی اسنے اسکو سناٹے کی جگہ پر لا کر ایک غار مین ڈالدیا
اور پیرہن اوسکا لیکر رنگ روغن عیاری لگا کر مثل اسکے صورت کی شکل اپنی بنائی مسی ہونٹھون پہ
لگا کر لالی جمائی بالون کو سمیٹ کر جوڑا باندھا ہلکا رنگا ہوا لیا زری دوپٹا اوڑھا ہاتھون مین چاندی کی
چوڑیان پہنین بجلیان چاندی کی سادی کانون مین ڈالین سانولی صورت کان ملاحت نمکپاش جراحت

دلِ عشاق دلبری مین طاق بنکر نظم

سنواری زلف پیچ و تاب دے کر
بنایا ہر گرہ کو مشک نافہ
کیا روغن سے خوشبو کے معطر
ہوا اسکے الم سے خشک نافہ
وہ بیٹھی روبرو آئینہ لے کر
رقم آنکھون مین تھی سرمہ کی تحریر
لحد مین شاد تھی روح سکندر
شرابی کو کوئی دیتا ہے شمشیر

وہان سے اٹھلاتا لگر کھیلے کا عالم دکھاتا خیمۂ ماہ مین آیا اور سامنے اسکے آتے ہی قہقہہ مار کر ہنسا اسنے کہا مالزادی کچھ تو دیوانی ہوگئی ہے مینے جسکام کو بھیجا تھا اسکا حال بتلا یہ تو ہنستی کیون ہے اسنے ان باتونکے جواب مین پھر ایک ٹھٹھا مارا اور ایسا ہنسی کہ ہنسی تھمتی ہی نہ تھی پیٹ پکڑ لیا اور لوٹنا مارے ہنسی کے شروع کیا آنکھون مین فرط خندہ سے آنسو بھرے تھے اہا ہا ہا کا شور اور ہی ہی کی صدا بلند تھی ماہ بہت حیران تھی کہ کمبخت کیا زعفران کا کھیت دیکھ آئی ہے یا کچھ آسیب ہوگیا ہے کیا ماجرا ہے جو ہنسی جاتی ہے پس وہ غصہ سے گھڑ کنے لگی کہ رنڈی حواس مین آ ہوش کی دوا کر یہ ٹھٹھے مجھکو اچھے نہین معلوم دیتے سچ بتا تجھے اپنے دیدونکی قسم کہ کیون ہنستی ہے اسنے ہاتھ دکھا کر کہا کہ کاہیکو بتائین جو ہمنے پڑا پایا ہے اُسنے مشتاق ہو کر کہا دیکھین دیکھین ہنستی ہوئی بھاگی اور وہ پیچھے دوڑی کہ موئی شامت آئی ہے مارے جوتیون کے فرش کر دون گی لوموڑی کاٹی ہنڈ ور کو دن لگے ہین خدا کی شان کچھ پایا جو ہے تو ہمسے بھاگتی ہے یہ کہتی ہوئی اسکے تعاقب باہر خیمے کے آئی اور کہا قسم سامری کی اَب جو بھاگی تو سحر کی بجلی گرا کر تجھ کو جلا دونگی کنیز نے کہا حضور اتنی دور تو آپ آ ہی چکی ہین اور کچھ دور چلی آئیے تو مین اکیلے مین آپ کو دکھا دون یہ کہکر دور سے بلائین لین کہ میری اچھی اچھی بوی مین تمھارے صدقے مین تمھارے واری تھوڑی دور اور چلی آئیے وہان بہت آدمی آتے جاتے ہین میری چیز چھن جائیگی اسنے اسطرح اسکے چھپانے اور احتیاط کرنے کو دیکھکر بڑا تعجب کیا اور بہت اشتیاق پیدا ہوا کہ نہین معلوم کیا اسنے پایا ہے جو ایسی باتین کرتی ہے یقین ہے کہ شادی مرگ ہو جائیگی پس دیکھنا ضرور چاہیے اور اگر نایاب زمانہ کوئی چیز ہو تو اس سے لینا چاہیے کیونکہ لشکر خداوند کا اور اہل اسلام کا اترا ہوا ہے نہین معلوم کسی کا کیا گر گیا ہے جو اسنے پایا ہے پس یہ سوچکر ہمراہ کنیز نقلی صحرا مین آئی کنیز مذکور وہان اگر ٹھہری اور یہ

پاس آکر بیوی کی بلائین لین کہ میری بیوی کسی سے ذکر نہ کرنا اس بلائین لینے مین ہاتھ تو بیہوشی سے بھرا ہی تھا ماہ چھینک مار کر بیہوش ہوگئی اسنے ایک غار مین اسکو بھی بند کیا اور آپ اسکی صورت بنکر لباس اسکا پہنکر اُس غار پر گیا کہ جسمین کنیز کو بند کر آیا تھا اور اسکو کپڑے اسکے پہنا کر ہوشیار ہوکر اپنی بی بی کو دیکھا پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا تجھے عیار بیہوش کرکے ڈال گیا تھا مینے بزور سحر تیرا حال دریافت کرکے آکر چھڑایا یہ کہکر اسکو ہمراہ لیکر بارگاہ مین آکر بجاے ماہ بیٹھا کچھ دیر مین بلا رجادو نے چوبدار بھیجا کہ ماہ کو بلا لانا کہنا کہ آج تم ہمارے پاس کیون نہین آئین چوبدار نے آکر پیام اسکا دیا یہ مع چند کنیزون کے بارگاہ لقا مین گیا اور پاس بلا کے بیٹھا ہرطرح کی باتین کرکے ذکر عیارون کا چھیڑا بلا نے کہا چالاک وغیرہ کو عیار لیے تو گئے ہین مگر وہ اچھے کسیطرح نہونگے بلکہ تڑپ تڑپ کر مرجاینگے ماہ نے کہا اے بلا یہ تم سچ کہتی ہو مگر مین ایک بات سوچی ہون یعنے انپر سے سحر اپنا اوتار لو تاکہ وہ قید مین ہلاک نہون اور جب وہ ہوش مین آئینگے تو حمزہ انکو چھوڑ دیگا تم پھر ایسا سحر کرنا کہ وہ چھوٹتے ہی تمہارے پاس چلے آئین قید مین انکو ہلاک کرانے سے کیا فایدہ ہے بلا کو یہ تقریر پسند آئی کہا تم اچھی صلاح بتاتی ہو ادسکو تو یہ سخن پسند خاطر ہوا مگر بختیارک کھٹکا کہ یہ ماہ کو کیا ہوگیا ہے جو عیارون پر سے سحر دفع کراتی ہے مظنہ تو ہوا مگر بیساختہ منع نکر سکا اور نہ یہ کہہ سکا کہ یہ ماہ نہین کوئی عیار ہے کیونکہ شاید میرا گمان غلط ہو غرضکہ بلا نے حسب مشورہ ماہ سحر پڑھکر دستک دی اور کہا اے چالاک و ابوالفتح اب تم اپنی حالت اصلی پر آجاؤ اور اطاعت میری ترک کردو یہ کہنا تھا کہ وہان زندان مین اُن دونون پر بیہوشی طاری ہوئی پھر جو ہوشیار ہوے پکارے کہ بھائیو ہمارا کیا قصور ہے جو ہمین قید کیا ہے عیارون کا در زندان پر پہرا تھا وہ صدا اسنکر قریب گئے اور سارا ماجرا مطیع ساحران ہوجانیکا انسے بیان کیا انھون نے کہا ہم ساحرون پر لاکھ لاکھ لعنت کرتے ہین ہمکو چھوڑ دو عیارون نے خوش ہوکر رہا کر دیا اور پانی اسم اعظم دم کیا ہوا اپنے پاس رکھتے تھے وہ اُنپر چھڑکا اور پلا بھی دیا پھر زندان سے نکالکر سامنے امیر کے لائے وہ بھی خوش ہوے اور انکو خلعت دیے یہ بھی فکر مین عیاری کرنے کی چلے اور وہان بعد سحر اور نرداسنے کے ماہ نقلی اپنی بارگاہ مین حیلہ درد سر کرکے آئی جب یہ چلی آئی بختیارک نے کہا اے

بلا مجکو یہ ماہ جادو نہین معلوم ہوتی ہین اسوقت لحاظ کیوجہ سے چپ ہو رہا اب تو اسکو بلوا کر گاہ سحر او سیر
وا لیے بلا نے کہا ملک جی تمکو وہم بھی ہے لسنے کہا خیر یہی سہی لیکن تم اسکو میری خاطر
سے ایکبار اور بلاؤ کیونکہ بیشک وہ عیار ہے جب تو اُسنے سحر عیارونکا تمسے اد تر دایا بلا نے کہا
دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے یہ کہکر چوبدار سے حکم دیا کہ جا ملکہ ماہ سے کہنا کہ کھڑے کھڑے ایک
بات آکر سن جاؤ مین کہنا بھول گیا تھا ضرور آؤ کہ بڑی مطلب کی بات ہے چوبدار نے جا کر پیام ادا کیا
ماہ نقلی نے کہا جاؤ عرض کرنا کہ حاضر ہوتی ہین چوبدار تو ادھر گیا یہان اسنے دلسے تجویز کیا کہ تو ابھی تو
ہو آیا تھا یہ مکرر جو بلوایا ہے مقرر اسمین فتور ہے یہ سوچکر ایک کنیز کو پاس اپنے بلایا اور سب کو ہٹا کر
اس کنیز کو حباب مار کر بیہوش کیا اور بہت جلد ماہ جادو کی ایسی صورت اسکی بنائی اور اپنی صورت پر
ایک چہرہ جوگیون کا ایسا نکالکر چڑھایا کپڑے اتار ڈالے لنگوٹا باندھکر اس کنیز کو ہوشیار کیا اسکی
جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک جوگی لنگوٹا مارے کنڈل کانونمین پڑے آنکھونمین لال لال ڈورے
داڑھی بڑھائے کھنور لگائے بیٹھا ہے اسنے اسکو سلام کیا اُسنے آئینہ نکالکر اسکے ہاتھ مین دیا
اور کہا اپنی صورت دیکھو تمکو بحکم سامری مینے آکر ماہ جادو بنایا اور ماہ پر غضب سامری
کا آیا وہ غائب ہین اب نہ آئینگی تمھین مالک ہوئین کنیز یہ سُنکر خوش ہوئی جوگی تو اُٹھکر چلا گیا
اور کنیز بیٹھی اور لوگون نے جو باہر خیمہ کے تھے جوگی کو جاتے دیکھا لیکن کچھ ٹوکنا بغیر حکم مالک
مناسب نہ سمجھے غرضکہ یہ تو نکل گیا اور وہان چوبدار نے جا کر عرض کیا کہ آیا چاہتی ہین جب
بہت عرصہ ہوا اور ماہ نہ گئی بختیارک نے کہا ہم نہ کہتے تھے کہ وہ اور کوئی صاحب
ہین اب بھلا وہ کب ہاتھ آتے ہین اپنا کام کر گئے سحر او تر دیا اسے بلا عیارون نے تو
ناک مین دم کر دیا ہے افراسیاب جب پریشان ہوگیا ہے تو تمھاری کیا اصل ہے اب بڑا
غضب یہ ہے کہ چالاک کو بھی وہ چھڑا گیا اب وہ بھی عیاری کو آئیگا وہ بلا کا عیّار ہے
اپنے مسحور ہونیکا بدلہ لیگا بلا نے کہا چالاک آیگا تو پیس کے مار ڈالونگا کیا کر لیگا لیکن ماہ کی آنے
سے میرا بھی دل کھٹکتا ہے اچھا دیکھو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے یہ کہکر جھولی سے اوراق کتاب
سحر سامری نکالے کیونکہ یہ ساحر بڑا زبردست ہی مدتوجہ لے کے پاس بھی اوراق ہین پس ادن ورقونمین
اسنے دیکھا لیکن بقدرت خدا اور تو کچھ نہ دیکھا صرف یہ غور کیا کہ ماہ کہان ہین اور یہ جو میرے

پاس آئی تھی یہ ماہ اصلی تھی یا عیار تھا اوس اوراق مین نکلا کہ یہ جو تیرے پاس آئی تھی یہ ستارہ عیار تھا اور ماہ اصلی فلان غار مین بیہوش پڑی ہے اور برہنہ ہے صرف ایک لنگوٹی بندھی ہے یہ دیکھکر اسنے اوراق تو رکھ لیے اور بختیارک سے کہا واقعی آپ سچ فرماتے ہین یہ عیار بد بلا ہین آفت زمانہ ہین کہ بہت سکھائین چرخ کو بھی مکر کی راہ + کرین شیطان گمرہ کو بھی گمراہ + بختیارک نے کہا اب جسطرح ممکن ہو فریب و فقرہ کرکے ماہ کو کہ اصل مین عیار ہے یہان بلوائیے اور ایک گولا سحر کا مارئیے تاکہ کام اسکا تمام ہو جائے جب اس کام سے فارغ ہو لیجیئے تو چلکر ماہ اصلی کو غار سے نکال لیجیے اور اگر پہلے اسکو نکالنے چلیئے گا تو عیار بدگوہر بھاگ جائیگا اسکو یہ رای پسند آئی اور چوبدار پھر روانہ کیا کہ جاکر ماہ سے کہے کہ تم اگر کسی کام مین ہو تو مین خود آتا ہون یا ایک لمحہ کے لیے تم ہو جاؤ ٹھہرنا نہین چلی جانا چوبدار حسب الحکم روانہ ہوا اور پیام جاکر ماہ کو دیا اسکو جانے مین کیا عذر تھا کیونکہ اصل مین یہ کنیز ہے پس ہمراہ چوبدار اٹھکر روانہ ہوئی ادھر سے تو یہ چلی ادھر چالاک و ابو الفتح جو عیاری کیلیے روانہ ہوے تھے صورت اپنی فراش و خدمتگار کی سی بنا کر داخل بارگاہ ہوے اس اثنا مین ماہ یعنی کنیز پہونچی پس اسکے سامنے پہونچتے ہی بلا نے اس خیال سے کہ یہ عیار ہے بھاگ نجائے ایک گولا فولادی سحر کا مارا کہ ماہ نقلی کے سینے پر پڑا اور وہ بھی غافل تھی اسوجہ سے رد سحر نہ پڑھسکی گولا سینہ توڑکر پشت کی پار نکل گیا اور علامت مرگ ساحر برپا ہوئی بختیارک گھبرا کر کھڑا ہو گیا اور پکارا کہ اے بلا تمنے قتل کرنے مین جلدی کی عیار اتنا جلد مرنا نہین جانتے دیکھو وہ نہ ہلاک ہوے یہ کوئی اور تھا ادھر تو یہ شیطان تمسخر کرتا تھا ادھر کنیز کے پیر سحر غل مچا رہے تھے اور آواز آتی تھی کہ افسوس ہی مارا نرگس جادو کو یہ ندا سنکر بلا کے ہوش اڑ گئے کہ واقعی یہ کنیز خاص ملکہ ماہ کی قتل ہوئی عیار نہ مارا گیا بختیارک کہ رہا تھا کہ وہ ایسے ہی ہین کہ انکی الا بلا لیکر ایسی لونڈیان بہت مرجاتی ہین وہ بھلا مرنا کیا جانین یہ ایسا سبق تو وہ پڑھے نہین یہ کتاب تو انکی نگاہ سے نہین گذری کہ زندگی پر حرف انکے آئے کہان مرنا کہان وہ منزلونکا مرگ سے اور انسے فاصلہ رہتا ہے جو ایسی ہی وہ مرجایا کرین تو ساحرونکو کون مارے **نظم**

کبھی موت اپنی آتے ہی نہ دیکھی　　ہزارون ساحرونکی جان لے لی
وہ ہین جینے کے نسبت مین مسیحا　　ہلاکو ہین وہ بہر قتل اعدا

بلا اسکے کہنے سے ایسا گھبرایا کہ چاہا کہ غائب ہو جاؤن اور سوچتا تھا کہ یہ کیا طلسمات ہے گمان یہ تھا

کہ عیار نے ماہ کو غار مین ڈالدیا ہے اور آپ اوسکی صورت بنکر بیٹھا ہے یہان عیار کے عوض کنیز نکلی
کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا ماجرا ہے کیا کنیز عیارون سے ملگئی تھی پھر یہ نہین معلوم کہ اسنے صورت
کیونکر بدلی اور اسے کیا پڑی تھی جو عیارون پر سے سحر اتروا تی یہ اسی سوچ مین تھا کہ چالاک جو خدمتگار
بنا کھڑا تھا اُسنے ایک دھول ہاتھ پھونک کر اسکے سر پر لگائی اور کہا آپ سوچتا کیا ہے اس حرامی فراد
ولد الحرام شیطان ابن الشیطان بختیارک بے ایمان نی تیری کنیز کو اسوقت قتل کرایا یہ تقریر سنکر اور دھب
کھا کر بلا چاہتا تھا کہ سنبھلے چالاک سراپئہ فرار نکل گیا اور بختیارک پکارا کہ ہت تیرے کی بہت سیاحری
بگھارتا تھا مبارک باد یہ پہلی دھپ تجھے اس دھپ کے پڑنے سے گویا نجات ہوگئی مرشدزادیکا ہاتھ سرتک پہونچا
سرفراز ہوسے سیر ہو رہو کہ یہ سر منظور نظر ہوچکا ایک دن نذر کرنا ہوگا بلا بہت گھبرایا اور لقا
سے عرض کیا کہ یا خداوند یہ کیا معرکہ ہے اس خرص سحراے بیخروی نی کہا کہ مین اپنی نیرنگی کا لک
قدرت کا تماشا دیکھتا ہون اے بندہ بخس تیری سمجھ مین نہ آئیگا اور تیرا اعتقاد فاسد ہوگیا ہے
جلد بارادات تمام سجدہ کر اسنے سجدہ کیا اسوقت اُسنے کہا کہ تو نے عیارونکی نسبت غرور بہت کیا
اونکو تو بندہ میرا نہ سمجھا تھا بس انکی حقیقت سمجھنے سی اونھین کو مینے تجھپر غالب کردیا کیسلیے اکر وہ
بھی میرے پیارے بندے ہین جب تو مین انکو غارت نہین کرتا ہون اور انکے ہاتھ سے بھاگا
بھاگا پھرتا ہون اب خبردار انکو حقیر نہ سمجھنا یہ تقریر سنکر اسنے توبہ کی اور بختیارک نے کہا آے
بلا اب چلو ماہ کو تو غار سے نکال لائین اسنے کہا اچھا چلو یہ کہکر روانہ ہوا بختیارک آگے آگے
اور یہ پیچھے پیچھے چلا یہ تو اس فکر مین دونون چلے مگر طرفہ تماشا یہ ہوا کہ سیارہ جو ماہ کنیز کو بنا کر اب
جوگی بنکر نکلا تو سیدھا اوسی غار پر آیا کہ جہان ماہ کو بند کر آیا تھا اور اسکو اسخیال سے کہ حال کنیز کا
ظاہر ضرور ہوگا اور تلاش ماہ کی ضرور ہوگی جب پتا نہ ملیگا تو بلا اپنے سحر سے دریافت کریگا کہ ماہ
غار مین ہے پس وہ یہان اسکو نکالنے آئیگا چنانچہ تم کچھ دیر ٹھہرے رہو تا کہ وہ سحر سے حال ماہ دریافت
کرے پھر اس غار مین ماہ بنکر تم بیٹھ رہو اور عیاری کرو یہ تجویز کرکے کچھ دیر ٹھہر کر غار سے ماہ کو نکالکر
ایک درخت پر چڑھکر کسی شاخ سے پتونکی آڑ مین باندھدیا اور اوسکی صورت بنکر اسی طرحسے برہنہ لنگوٹی
باندھکر غار مین جاکر اپنے تئین مثل بیہوشون کے بنا کر پڑا وہان حال ماہ پہلے ہی بلا دریافت کرچکا
تھا اسکے ٹھہرنے کی بھی کچھ ضرورت نہ تھی اب جو یہ غار مین ٹھہرا وہ تو چل ہی چکا تھا

کچھ عرصہ اسکو ٹھہرے ہوئے گذرا تھا کہ وہ آپہونچا اور ماہ سمجھکر اسکو غار سے نکال لا دیکھا کہ برہنہ بدن ہے بیہوشی سے
خستہ تن ہے اسنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب ماہ نقلی کی آنکھ کھلی پوچھا کہ کیا ماجرا ہے اسنے سب حال
بیان کیا اور اسکو لیکر چلا اور ازبسکہ وہ برہنہ تھی اسوجہ سے بارگاہ خداوند میں نہ گئی اپنے خیمے مین
آئی بختیارک نے کہا مین جاکر خداوند سے خوشخبری سُناتا ہون لے ماہ کپڑے بدلکر تم بھی آؤ اسنے کہا
اچھا بس شیطان تو چلا گیا اور بلا بیٹھا رہا ماہ نقلی نے پوشاک منگا کر پہنی اور موقع جو پایا چاہا کہ بلا کو
مار ڈالون لیکن براہ مکر منہ بنا کر گویا ہوا کہ کیا بلا کے عیار ہین یہ غضب دیکھو کہ میرا یہ حال انھون نے
کیا اب مجھے یہ کھٹکا پیدا ہوا کہ کہین تمکو اے بلا وہ اگر بیہوشی نہ پلا دین اور ہلاک کرین اُسنے کہا یون تو
میرے سیئے جو نہ ہو وہ تھوڑا ہے مین غرور نہین کرتا ہون کہ خداوند کے خلاف ہے مگر اتنا جانتا ہون
کہ عیار مجکو بیہوشی اگر پلائے تو سحر کے بیر پینے مجھے نہ دین اور کسیطرح سے مین بیہوش نہون
اور اگر کوئی مجکو ضربت لگائے تو پنجے سحر کے ہاتھ اُسکا پکڑ لین ستارہ نے جو یہ باتین سُنین دل سے
کہا خوب ہوا جو مینے اسکو بیہوشی اسوقت نہ دی نہین تو حال میرا ظاہر ہو جاتا اب اور کوئی تدبیر کرنا
چاہیئے یہ سوچکر دستہ اگر پھیلایا یعنے چہرہ غضبناک بنا کر کہا اے بلا مجکو تو اسوقت وہ غصہ
ہے کہ جی چاہتا ہے سب مسلمانون کو جا کر بعوض اپنی ذلت کے ابھی قتل کردون یا اپنی جان
دون اور ان عیارون کے ٹکڑے اڑاؤن اُسنے کہا اے ماہ صبر کرو خداوند کی تقدیر پر سب
کام محول ہین ابھی مرضی خداوند کی نہین ہے کہ مسلمان قتل ہون اسنے کہا اگر سبکو قتل کرنا ممکن نہین
تو وہ مسلمان جو قید ہو چکے ہین انکو تو میرے حوالے کردو تاکہ انکو ہلاک کرکے اپنا دل غمگین شاد کرون
ورنہ خنجر سے مین اپنی جان دون گی یہ کہکر ایسا روئی اور فعل لائی کہ بلا بےچین ہو گیا اور
کہا اے ملکہ تم روتی کیون ہو مین قید منگائے دیتا ہون یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دی کہ فلان کیطرف
سے اسیطرح سے گھوڑے پر سوار علمشاہ وغیرہ جملہ سرداران مقید اتر آئے سحر سے
بےحس وحرکت تھے اُسنے کہا لو انکے سر کاٹو ماہ نقلی نے کہا کہ اپنا سحر انپر سے دفع کرو کہ مین انکو
پہاڑ پر لیجا کر بلندی پر سے نیچے گرا دون کہ چور چور ہو جائین یہان انکی حمایت کو ایسا نہو کہ حمزہ
آجائے اسنے اسکی خاطر سے سحر بھی دفع کیا کیونکہ غار سے اسکو نکال لایا تھا کوئی دغدغہ تو کسی
نسبت تھا نہین بس قید اُسکے حوالہ کی یہ پاس اُن قیدیون کے گیا اور بظاہر پڑھ کر ان پر پھونکا

اور ہوش نکتے وقت جب منہ قریب لایا چپکے سے کہا مین ستارہ ہون تم سبکو چھڑانے آیا ہون کچھ بولنا نہین ورنہ پھر گرفتار سحر ہو جاؤ گے قیدی سحر اُڑنے سے آمادہ بجنگ وجدال ہوئے تھے اسکے کہنے سے خاموش ہو رہے اور یہ ان سبکو لیکر خیمے سے نکلا جب بیچ لشکر مین پہونچا اودھر سے بختیارک جو پہلے گیا تھا آتا تھا اسنے دیکھا کہ ماہ سب قیدیونکو لیے جاتی ہے یہ دیکھکر پکارا کہ اسے ماہ انہین کہان لیے جاتی ہو اسنے ایک رقعہ نکالکر چھو سے اسکو دیا کہ ملک جی یہ رقعہ ہمارا خداوند پاس لیجاؤ اور جواب لیکر جلد آؤ یہ جو سامنے پہاڑ ہے مین وہان ان سبکو لیجا کر تمہارا انتظار کرونگی تم آؤ گے تو انکو قتل کرونگی راہ مین اس رقعہ کو نہ کھولنا ورنہ دغا پاؤ گے بختیارک کو اسپر کچھ مظنہ تو عیار کا ہوا مگر سمجھا کہ یہ جو عیار ہوتا تو سردار چھوٹکر اسطرح چپکے نہ چلے جاتے سحر اوترنے سے لڑنے لگتے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک سحر ماہ مین گرفتار ہین پھر سوچا کہ ماہ یہ عیار ہوا اور اُسنے کہدیا ہو کہ چپکے رہنا شاید اسوجہ سے سب خاموش ہون بس انکو روکنا چاہیے پھر خیال مین آیا کہ تو اکیلا ہے ایسا نہو سردار تجھ کو مار ڈالین یہ سمجھکر رقعہ لیکر پھرا اودھر تمام سردارون کو ستارہ اپنے لشکر مین لایا اور چالاک وغیرہ بھی امیر کے آنے سردار آکر آداب بجالائے ہر ایک سے ملے امیر نے خلعت فاخرہ سبکو دیے ستارہ کو خلعت و انعام سے نہال کیا پھر حکم آغاز ہونے جلسے مسرت کا دیا ناچ ہونے لگا یہان تو یہ خوشی ہے لیکن ستارہ پھر چلا کہ ماہ جو درخت پر بندھی ہے اوسکو اتار کر پھر غار مین ڈالدون تا کہ میرے دھوکے سے شاید ساحر آکر اسکو مار ڈالین غرضکہ وہان سے صحرا مین آکر ماہ اصلی کو درخت سے اوتارا اور اسی غار مین کہ جس مین پہلے اسکو رکھا تھا لایا مگر اتنے عرصے مین بختیارک نے رقعہ خود پڑھا اور ہنستا ہوا خیمہ ماہ مین گیا وہین بلا بیٹھا ہوا انتظار کر رہا تھا کہ سردارونکو قتل کرکے ماہ آتی ہوگی کہ یہ پہونچا اور کہا آؤ یہان اکیلے بیٹھے کیا کرتے ہو آخر سردارونکو ہاتھ سے کھو بیٹھے اسنے کہا کیون کچھ کہو تو کہا کیا خاک کہین چلو خداوند کے پاس سب کھل جائیگا بلا گھبرایا ہوا سامنے لقا کے آیا بختیارک نے وہ رقعہ پیش کیا کہ خداوندا اسے ملاحظہ فرمائین مرشد زادے دھوکے گئے ہین اوس مردود نے کہا تو ہی پڑھکر سنا اسنے باآواز بلند پڑھا مضمون یہ تھا کہ اے میمون بادیۂ نکبت واے خنزیر بیداے خواری و ذلت ان سحر کرنے والون کو اپنے یہان سے نکالدے اپنے سر سے ہمارے گند

ہونچانے کی بلا ٹالدے نہین تو وہ روز بد میرے ہاتھ سے دیکھے گا کہ کبھی کاہے کو
کسی دشمن نے دیکھا ہوگا صنم سیارہ بن عمر سب سردار مین چھڑا لے گیا یہ مضمون
سنکر لقا نے کہا واقعی ان عیارون کو مینے ایسی ہی قدرت دی ہے جیسا کہ وہ تحریر
کرتے ہین یہی ہونے والا ہے بلا یہ تقریر سنکر گھبرایا اور کہا یا خداوند یہ آپ کیا فرماتے ہین لقا
نے کہا ابدولت سچ فرماتے ہین غرور تیرا تجکو خراب کرے گا اسنے کہا مین کبر کو اب دلمین جگہ نہ دونگا
اس مردود نے جواب دیا تو ہم تجکو سب پر غالب کردینگے بلا کو اس کلمے سے فی الجملہ تسکین ہوئی
لیکن ایسا خوفناک تھا کہ سحر پڑھکر اپنی بہن صبا کو طلب کیا وہ بردے ہوا رہتی ہی اسکے سحر کرنیسے
بارگاہ مین اتر آئی دیکھا کہ بھائی میرا گھبرایا ہوا ہے پس اسکو پریشان دیکھکر قریب آکر بیٹھی اور کہا جانی
بھتیا کیون خیر تو ہے تم اوداس کیون ہو اسنے سارا ماجرا عیارون کا اس سے بیان کیا اسنے حال
سنکر بہت کچھ تسلی اسکو دی اور کہا تم گھبراؤ نہین مین مقابلہ کرکے کام ان عیارونکا تمام کرونگی
اور جملہ اہل اسلام کا خاتمہ کرکے خداوند کی خدائی کا رخنہ مٹا دونگی اچھا اے جانی بھیّا ابتو دیکھو ماہ کو
عیّار نے کہان رکھا ہے لسنے اسکے کہنے سے پھر اوراق نکالکر دیکھا معلوم ہوا کہ پہلے درخت پر باندھا
تھا مگر اب وہانسے اُتار کر غار مین لیگیا ہے یہ دیکھکر صبا سے کہا اُسنے کہا ایسے مین چلو اوس عیار کو
بھی پکڑلین اور ماہ کو بھی رہا کرین اسنے کہا اچھا چلو پس بزور سحر دونون اُڑکر چلے مگر سیارہ
غار مین ماہ کو رکھکر اور دہن غار پر کمند لگا کر حلقہ ہاے کمند خس پوش کرکے غار سے نکلا تھا
کہ یہ آکر پہونچے سیارہ انکو دیکھکر بھاگا اور درہ کوہ مین چلا گیا انھون نے جاتے دیکھکر فرط
خوف سے سحر بھی نہ کیا اور غار مین آکر جھانکا دیکھا کہ ماہ بیہوش پڑی ہے یہ دیکھکر بلا جیسے ہی
غار مین اترا کمند مین پھنسکر گولا لاٹھی ہوکر گرا اور سمجھا کہ تجکو عیار نے پکڑا الپس ایسا بدحواس ہوا کہ
چیخنے لگا ارے بیوی بہن دوڑ مجکو مارے ڈالتا ہے صبا بھی اسکے چیخنے سے گھبرا گئی لیکن ادھر
دیکھکر کچھ اسنے سحر پڑھا کہ کمند جلگئی اور بلا جھوٹا سیدھا نکلکر بھاگا صبا بھی مارے خوف کے غار مین
نہ گئی مگر ایک پنجہ بھیجا کہ وہ جاکر ماہ کو لے آیا یہ اسکو لیکر بلا کے پاس بارگاہ مین آئی اور کہا
اوراق مین دیکھو تو کہ یہ اصلی ماہ ہے یا نہین اسنے پھر اوراق مین دیکھا معلوم ہوا کہ یہ اصلی ہے
کچھ خوف نکرو جب یہ دیکھ لیا تو ماہ کو ہوشیار کیا لباس منگا کر پہنایا اور سارا ماجرا اس سے بیان

کیا بختیارک نے سب کیفیت کمند مین پہنسنے کی سنکر کہا کہ اے بلا بڑی خیر ہوئی کہ تم بچ آئے غنیمت سمجہو بیشک وہ اس غار کے کسی کونہ مین ہونگے یہی بلا مل گئی کہ ایک ہاتھ خنجر کا نہ اونہون نے رسید کیا صبا نے کہا ملک جی تم اور دمکا کے مارے ڈالتے ہو وہ موا عیار یہ حقیقت کہتا ہے کہ میرے سامنے سے بھاگ گیا اگر مہر جاتا تو مار ہی ڈالتی شیطان نے کہا ایک تو غرور کرنیکی سزا پا چکے ہین اب تم باقی ہو دیکھو وہ یہان کہین ہونگے سُننگے تو ناک کاٹ لینگے صبا نے یہ کلمہ سنکر جہلا کر کہا کہ اچھا اب میرے نام پر طبل جنگ بجواؤ کہ مین سب مسلمانون کا خاتمہ کر دون یہ کہکر مصروف میخوارہی ہوئی چنانچہ اس ہنگامہ مین وہ دن تو گذر ہی چکا تھا اور ماہ آسمانی بصورت نورانی غار تیرہ ظلمت سے نکلا اور پشارہ نور لیکر آفتاب غار مغرب مین گیا کہ ابیات

ہجوم شام نے گیسو کو کھولا — تصور مین نگاہون کو جو تولا
بہت تھا بخت عاشق سے بھی تاریک — بشکل قصد آہو تھا وہ نزدیک

صدائے طبل جنگ بیدرنگ لشکر ساحرانمین بلند ہوئی عیاران با نام و نہنگ خدمت شاہ قوی جنگ مین حاضر ہو کر دعائے درگاہ دولت بہزار عجز و منت بجالائے اور عرض پیرا ہوئے نظم

ملک بارگاہا فلک درگہا — شہنشاہِ عالم ہین تیرے گدا
سنا ہے کہ پہر ساحر نابکار — کرین گے بوقت سحر کارزار

یہ خبر سنکر ادہر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی دل ترک فلک مین ہلچل پڑی بہادرون نے ہتھیارونکی آراستگی شروع کی لشکر اسلام مین دربار سے سردار اوٹھکر اپنے مقام پر آئے اسطرف بلا و صبا دونون غائب ہو گئے مگر بلا سے اجازت آراستگی لشکر لیکر ماہ خیمہ مین آئی لیکن عیاران لشکر اسلام آجکی رات کو پہر بہر قتل ساحران چلے سیارہ بھی درہ کوہ سے نکلکر ہر سمت پہرتا ہوا لشکر لقا مین آیا لقا طبل بجنے سے دربار برخاست کر چکا تھا بختیارک اپنے خچرے پر سوار ہو کر اپنے خیمے کو جاتا تھا اور خدمتگارون سے کہتا جاتا تھا کہ جو کوئی غیر شخص تمھارے پاس آئے اسکو پکڑ لینا سیارہ نے جو یہ سامان دیکھا تو ایک مشعل کسوت سے گوڈ نکال کر بنائی اور اوسکو روشن کرکے خچرے کے قریب آکر ملک جی کے منہ سے وہ مشعل لگانا چاہی خدمتگار دوڑے کہ ہان ہان کیا کرتا ہے بختیارک نے پہچان کر کہا ارے انکو نہ گرفتار کرو یہ ہمارے پرانے نوکر ہین دادا جانکے دست

ملازم چلے آتے ہین خدمتگار یہ سنکر پیچھے ہٹے اور بڑا بھلا کہنے لگے کہ کیا حرامزادہ یہ شیطان ہے
کہ آپ ہی تو کہتا تھا جو کوئی ملے گرفتار کرنا اب اونکو اپنا بزرگ بتاتا ہی اودھر سیارہ نے کہا ملکجی ہماری
گرفتاری کے لیے ملازمون سے تاکید کرتے تھے اُسنے ہاتھ باندھے کہ میری کیا مجال وہ شخص تو آپ کا
غلام بلکہ غلام کا غلام ہی یہی باتین کرتے ہوئے خیمے تک پہونچے ملکجی خیمے مین اوتر گئے یہ بھی ساتھ گیا اُسنے
بمنت تمام عرض کیا کہ آج میری جان بچیگی یا نہ اِسنے کہا کیونکر جان بچیگی کہ ہمکو ان ساحرون نے پریشان
کر رکھا ہے ان ساحرون کو نکالدو تو جان بچے اسنے کہا مرشدزادے چاہین آپ مارڈالین یہ کام میرے
اختیار مین نہین ہے یہ کہکر کشتیان زر و جواہر کی اور تحفہ جات بیشمار پیشکش کیے اور منت بہت
کی سیارہ بھی سمجھا کہ ساحر کو نکالنے مین بے بس ہے بس زر و جواہر لیکر وہان سے روانہ ہوا یہ تو
اودھر سے چلا اودھر کلپا دعراقی جو داخل لشکر عدو ہوا قریب بارگاہ ماہ آیا اس بارگاہ کے قریب
خیمہ اوستادہ ہین اور اونمین آبدارخانہ توشکخانہ وغیرہ ماہ کا ہے اسنے دیکھا کہ ایک خیمہ مین آبدار
خانہ کے داروغہ آرام کر رہی ہے یہ دیکھتے ہی اسنے صورت اپنی مثل عورت کے بنائی اور اس خیمہ مین
گیا دیکھا تو سب سوتے ہین یہ آہستہ آہستہ آبدارخانہ کی داروغہ کے پلنگ پاس گیا اور اوسکے منہ پر بیہوشی
ملکر بیہوش کرکے اسکو تو زیر پلنگ ڈالا آپ پلنگ پر بیٹھکر لباس اُسکا اوتار کر پہنا اور اسیکی ایسی صورت
بنکر لیٹ رہا بعد کچھ دیر کے وہان سے اوٹھکر اندر بارگاہ کے گیا دیکھا تو ماہ بیٹھی انتظام فوج کر رہی ہے یہی
ٹھہر رہا ماہ نے کچھ عرصہ مین آب خاصہ طلب کیا یہ لپکا اور خیمہ مین آکر گلاس مین پانی برف کا
جھلا بھر کر تھالی جو بڑہ مین لگا کر پانی مین بیہوشی ملا کر سامنے اسکے لایا اسنے اسکو نگاہ غضب دیکھا اسنے
جانا کہ یہ مجھکو پہچان گئی بس ہاتھ اسکا جام آب سامنے کرتے وقت تھرّا گیا اسنے جب تو نہ پہچانا تھا ہاتھ
تھرانے سے پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہے بس سحر پڑھکر پھونکا کہ پانون اسکے زمین نے پکڑ لیے اور غلغلہ ہوا
کہ عیار پکڑا گیا بختیارک کیطرف سے سیارہ پھرا ہوا اسطرف آیا تھا اسنے بھی یہ غوغا سنا اور
خیال کیا کہ نہین معلوم کونسا ہمارا بھائی گرفتار ہوا ہے جاکر اسکو چھڑانا چاہیے یہ سمجھکر علیحدہ جاکر
صورت اپنی مثل بلاء جادو کے بنائی اسیطرح جھولا سحر کا گلے مین ڈالا جواہرات کے بت ہاتھ
مین باندھے روغن دہ لگایا کہ کان آنکھ ناک سے شعلہ آتش کے نکلتے معلوم ہوتے تھے رنگ چہرے کا
بہت سیاہ بنایا کلاہ مرواریدنگار سر پہ رکھکر جوڑا باندھا اوڑھنی سر پر رکھی اس صورت پہنکر قریب

بارگاہ ماہ آکر اسطرح جست کی کہ بیچ صحن مین آکر گرا ماہ اور حاضرین دربار نے جو اسکو دیکھا سمجھے کہ بلا
جو غائب رہتا ہے اسوقت روے ہوا سے اترا ہے بس یہ سمجھکر مع ماہ سب نے اٹھکے تعظیم دی اور
تسلیم کی یہ قریب ماہ کے جا کر بیٹھا اور کہا اسوقت مجھکو سحر نے خبر دی کہ عیار تمہارے یہان آیا
ہے بس مین اتر آیا کہ ایسا نہو تمکو کچھ ضرر پہونچے اسنے کہا حضور کی پرورش میرے حال پر ہوئی آپ
میرا خیال نرکھین تو اور کون رکھے آپ کے اقبال سے مینے اس عیار کو پکڑ لیا دیکھیے وہ سامنے
مقید کھڑا ہے یہ سنکر اسنے جانب عیار منہ کو ر دیکھا اور اٹھکر بغضب تمام ایک طمانچہ اسکے مارا اور یہ کہا
او نا عیار دیکھ تو مین کسحال خراب سے تجکو مارتا ہون بظاہر تو وہ طمانچہ بڑے زور سے پڑا مگر رخسار
پر بہت ہلکا معلوم ہوا کلباد سمجھا کہ یہ بلا نہین کوئی میرا بھائی عیار ہے بس اسکو بہت اطمینان
ہوا کہ اب مین رہا ہو جاؤنگا یہ تو اس فکر مین تھا کہ بلا نقلی نے ماہ سے کہا کہ عیار یہان آکر تمکو
اس عیار کے چھڑانے کے لیے پریشان کرینگے اسلیے مین اس عیار کو اپنے ہمراہ بالاے ہوا
لیے جاتا ہون رات بھر قید رکھکر صبح کو قتل کرونگا اور سر لیتا آونگا ماہ نے یہ سنکر اپنا سحر اوتار لیا
اور کہا اچھا لیجایئے اسنے اٹھکر ایک ہار پھولون کا دکھلا نیکی راہ سے کلباد کو پنہایا اسلیے کہ ماہ
سمجھے اسنے عیار کو مسحور کر لیا غرض بعد اس تدبیر کے اسکا ہاتھ پکڑ کر باہر بارگاہ کے لایا اور نعرہ
کیا کہ ارے او قحبہ ماہ تجکو لازم ہے کہ یہان سے چلی جا منم سیارہ اگر یہان ٹھہریگی تو وہ مینح مارونگا
کہ تو بھی یاد کریگی ماہ یہ نعرہ سنکر پیچھے دوڑی دونون عیار مثل برق و باد کے نکل گیے اور یہ ساحرہ
اول مرتبہ زک پا چکی تھی آگے نہ بڑھی اور پھر کر اپنی حفاظت کے لیے ایک بیضہ سحر پڑھکر زمین پر
مارا زمین سے دھوان نکلکر گرد بارگاہ ایک دیوار سیاہ کھینچ گئی اب کوئی بغیر اجازت ماہ بارگاہ مین
جانے ممکن نہین یہ انتظام کرکے ماہ تو بارگاہ مین بیٹھی اور عیار بھی جب اندر بارگاہ کی نجا سکے
مجبور ہوکر اپنے لشکر مین آئے لشکر مین تیاری ضرب و حرب تھی بہادر تن رہے تھے نوجوان بن رہے
تھے اسلحہ کی بلند جھنکار تھی تلوار کی تیز دھار تھی گرز سر بلندی پر آمادہ مستعد جنگ ہر ایک سوار
و پیادہ اسی ہنگامہ مین وہ رات بسر ہوئی علامت آمد سحر ہوئی جسم دہر سے بلاے تیرگی دور

ہوئی سحر خندان اور مسرور ہوئی کہ بموجب ابیات

نکل آئی ضیائے مہر بالکل
کھلے غنچے ہنسے گلشن مین پھر گل

قمر نے پھر لباس شب اتارا ہوا روشن سحر کا پھر ستارا

دم سحر لشکران جنگ جو آمد خسرو زرین لباس بارگاہ مشرق سے معلوم کرکے توسنہائے سبزہ رنگ پر سوار ہوکر وارد صحرائے جدال ہوئے سبزہ فلک مرکبوں پر رشک کرتا بہرام چرخ کو بڑا خوف تھا مختصر یہ کہ بہادران دو قتال ہوئے امیر با اقبال اسلحہ تن پر سجکر بہزاران جاہ و جلال اشقر پر سوار ہوکر جلوخانہ شہنشاہ رستم خصال پر آئے سرداروں نے انتظار مقدم شاہ میں دیدہ جانب در لڑائے ناگاہ گلہائے تشریف آوری گلبن شہریاری نے مشام منتظران معطر فرمایا جمال شاہی نے چشم مشتاقان میں نور بخشا دند چراغ اخضر کو تجمل سواری نے نرگس آسا حیران بنایا ہر سردار بسان قماچ بار دار بہر تسلیم جھکا چمنستان شاہی سے نسیم قبول نے اہتزاز پایا تخت کے گرد برنگ بلبلان گلستان شجاعت جمع ہوکر گلگون صبا شتاب سب نے بڑھائے فتح و ظفر نے پرچم اقبال اڑائے ڈنکے بادل کیطرح گرجے ہتھیار برق کردار چمکنے لگے امیر کا اشقر چھلبل دکھاتا فوج کے آگے اسطرح چلا کہ برق و شعلہ کا بھی اسکی تڑپ پر رشک سے دل جلا یہ حال اسکا تھا کہ نظم

باد پا اس رخش کو اسواسطے کہتے ہیں ہم
خاک کی جا باد تند ہی اسکے قالب میں بھری

اسکے آگے اسپ خسرو کی حقیقت کچھ نہیں
اس فرس میں کب برابر قیمت آہو و اسپ چرخ

تازیانے کے برابر ہے اسے تار نگاہ
اسکے راکب کی اشاروں پر ہے اسکی بگ ڈری

برابر برابر امیر کے جانشین انکا دارا اعظم ہندوستان بصد عظم و شان فیل میمونہ مبارک پر سوار ردان نولاکھ ہندی کا مجمع ہمراہ بڑا تزک اور سامان تھا ہاتھی ایسا صاحب شکوہ و شان تھا کہ فیل فلک اسپر قربان تھا ہر چند سر جھکا کر شباہت اپنی مثل اسکے بناتا تھا مگر نہ کھاتا نظم

عالم ظلمات اسکے سایہ سے عالم میں ہو
شمع دندان کی اگر اسکی نہو جلوہ گری

سایہ اس پیل کلان کا جیسے کا ہے شبیہ شب
کھیت کرتی چاندنی ڈر ہی نہو جاچری

خوشنما بالائے سر ہے کیا ہی خم گجیانک کا
آسمان پر ہے ہلال عید کی جلوہ گری

اسیطرح قرنا بھکتی علم نکلتے پیچھے انکے ترسچے سپردن کی سیاہی چھائی کالی گھٹا آئی سیاہ دل بادل کیطرح میدان نبرد میں پہونچی اسطرف سے اہل لشکر حریف ہوئی لقا کا ہاتھی قلب لشکر میں آکر قائم ہوا بلا و صبا و مہتاب اسیطرح جنگے میں بیٹھے ہوئے آئے ماہ سپہ سالار اژدرہا نیز سوار ہوکر مع

گروہ ساحران نابکار ایک سمت اکر ٹھہری صفین آراستہ ہوئین بعد درستی جملہ امور جنگ ماہ بے نام دنگ نے بلا سے کہا کہ آج میرا ارادہ مقابلہ کا ہے اسنے اجازت اسکو دی یہ قحبہ اژدر اڑا کر سامنے تخت لقا کے آئی اور اوس بیحیا سے بھی اجازت چاہی اسنے بھی رخصت دی اسنے رخ جانب میدان کیا اور وسط میدان مین پہونچکر نعرہ مارا کہ اے فرقہ مسلمانان آج مین طبقہ الٹے دیتی ہون اور تمہارے لشکر مین آکر تمھین سبکو بحال خراب قتل کرتی ہون یہ کہکر اژدر بڑھا کر کنارے صف لشکر اسلام کیجا کر اژدرہے کے سر پر ایک ترسول مارا کہ وہ ستر گز کا ہوگیا اور منہ اسنے مثل قعر بلا کے کھولا شعلے آگ کے منہ سے نکلنے لگے درجہنم ظاہر تھا کہ کھل گیا اس اژدر نے دم کھسیٹا لشکر کے آدمی کھنچکر سو سو ایک ہی بار اسکے دہن مین سماگئے غلغلہ عظیم برپا ہوا صفوفین درہمی و برہمی ہوئی بہادر چار سمت سے مرکب بڑھا کر تیغین علم کر کے جانب ساحرہ چلے لیکن حرارت آتش دہن اژدر سے بھیجے پکنے لگے شور و داویلا بلند ہوا امیر نے یہ ہنگامہ دیکھکر اسم آعظم الٰہی ورد زبان کیا اور اشقر دیوزاد بڑھایا اس ساحرہ نے آپکو دیکھ کر پھر ایک ترسول اژدر پر مارا کہ وہ اژدر اس قحبہ کو لیکر زمین مین سما گیا امیر اسکو غائب دیکھکر رکے لیکن جسجگہ کہ وہ ساحر زمین مین غرق ہوئی تھی شعلہ آتش وہان سے نکلنے لگے اور لشکر کے آدمی سو سو دو دو سو غرق زمین ہونے لگے اس زندہ درگور ہونے سے لشکر مین پھر تلاطم برپا ہوا اور کئی ہزار آدمی پیوند زمین ہوے اسوقت امیر نے مرکب اڑا کر اپنے تئین قریب اسمقام کے پہونچایا اور اسم آعظم پڑھکر دم کیا کہ یکایک وہ ساحرہ مع اژدر شعلہ فشان زمین سے نکلی اژدر کا قداب سو گز کا تھا اور ساحرہ بھی آنکھین لال لال کیے منہ سے شعلے چھوڑتی مہیب صورت بنائے بال زمین تک لٹکائے ظاہر ہوئی اور ترسول پکڑ کر امیر پر حملہ کیا آپنے حملہ اسکا رد کر کے نعرہ اللہ اکبر بلند فرمایا اور اسم آعظم دم کر کے تلوار برعقرب سلیمانی کا ہاتھ اسکے سر نجس پر لگایا برکت اسمای الٰہی سے تلوار نے ایسا کاٹا کہ مع اژدر و ساحرہ کے چار ٹکڑے ہوے غلغلہ قیامت خیز برپا ہوا آندھی نے دنیا اندھیری کر دی آگ برسنے لگی بیرون نے غل مچائی کہ افسوس ہی مارا ماہ جادو کو اس ہنگامہ کو دیکھکر بلا اور صبا وغیرہ نے ایک نعرہ آہ مارا اور فوج ساحران کو للکارا کہ ہان لینا اس مسلمان کو ساحر حملہ آور ہوے بختیارک نے دل سے اس حملہ کو دیکھ کر غور کیا کہ اس گرمی مین بلا وغیرہ قتل ہوجائینگے کیونکہ انکو غصہ بہت ہے اور حمزہ مالک باطل السحر ہے وہ ایک کو بھی زندہ نرکھیگا لہذا جنگ مغلوبہ کرا کر انسکو

بچانا چاہیے یہ سمجھ کر افسران لشکر کو اسنے بھی حکم حملہ کرنیکا دیا تمام سنجانی و باختری و ششتری حصاری اور کوہی اور ساسانی گرگانی جمشیدی کیومرثی تبر و تلوار و گرز وغیرہ سے کام لینے لگے نیزہ دارانِ دشت قتال نیستان بنادیا تیر افگنون نے مینھ برسا دیا امیر اور سرداران لشکر اسلام بھی سینہ سپر کیے عدو کو روز بد دکھانے لگے منچلے ہاتھ تلوارون کے بڑھ بڑھ کر لگانے لگے جو بہادر کہ رزم کو بزم سمجھتے تھے جان دینا انکے نزدیک کھیل تھا تیغ کو انکی سر و گردنسے دشمن کے میل تھا جانبازی انکی بازی تھی دم شمشیر سے دمبادی تھی صبا ہوائے شمشیر زنی فراش تھی بچھی ہوئی لاش پہ لاش تھی بیرمن ہستی قطع ہو کر سر دنکا بچھونا تھا زندگی کا ہر ایک کو رونا تھا تار نفس کی ڈوریان کٹی تھین خیمہ جسد ویران تھے اہل نبرد پریشان تھے ڈھالین ابر کی طرح چھائین تھین یا شامیانہ تنا تھا تار شعاع شمشیر کی چمک کا ایسا اجتماع تھا کہ کلابتون کی ڈوریان اس نمگیرہ کی تھین رقص بسمل نے کیفیتین دکھائین کہ

ابیات

برآمد بہ خورشید گرد سیاہ
ندیدہ کس از گرد خورشید و ماہ
شد آن جادوے زشت و ناپاک تن
بنیزہ سران سرِ انجمن
سپہدار اسلام چون پیل مست
ہمے گشت شان و ہمی گرد و پست
غریوے برآورد بر سان شیر
بسے دشمن آورد چون گور زیر
بہ لشکر گہہ دشمن اندر فتاد
چو اندر گیا آتش تیز و باد

ساحرون نے ہر چند ہر سمت سے طرح طرح کی آفت برپا کی یعنے آگ برسائی پہاڑ اڑا کر ڈھلائے مار و عقرب برسائے اژدر صحر لسے بلا کر لڑائے مگر ببرکت اسم اعظم اہل اسلام ان بلا دنسے محفوظ رہے اور قتل کرتے جانب لقا چلے امیر جانب ساحران بڑھے بختیارک نے یہ دیکھکر جلد طبل بازگشت بجوادیا امیر نا چار پھرے ادھر بھی طبل آسایش پر چوب پڑی فوجین پھر کر ڈیرہ پر آئین امیر نے لاشین اپنے لشکر کے مقتولون کی اٹھائین پھر بارگاہ مین تشریف لائے زخمیون کے ٹانکے دلوائے دربار برخاست ہوا ہر ایک سردار اپنے اپنے مقام پر جا کر مصروف عیش و نشاط ہوئے بادشاہ بھی داخل شبستان ہوئے یہان تو یہ کیفیت ہے لیکن اسطرف بلمانے لاشہ ماہ اٹھوایا بہت کچھ اسکے مرنیکا غم کیا پھر بارگاہ لقا مین آیا وہان مہتاب و صبا بھی موجود تھین وہ بھی غم ظاہر کرنے لگین بختیارک نے انسے کہا ع

فکر خود کن فکر بیگانہ مکن * ایکدن اسطرح تم سب خوابگاہ عدم مین جا کر سو رہو گے عالم ارواح مین

روئیگے ساحرون نے متفق اللفظ اسکے قول کی تائید کی مہتاب جادو نے بھی کہا کہ ملک جی آپ سچ فرماتے ہین بغیر اسم اعظم بھولائے حمزہ سے کوئی لڑ نہین سکتا اچھا آجکی رات مین ایک سحر تیار کرتی ہون اگر اس سحر سے بھی کچھ نہوا تو اسم اعظم کی تدبیر کرونگی یہ کہکر کچھ دیر بیٹھی رہی جب وقت آیا کہ اژدر شب پر ماہ آسمان بسان ساحران سوار ہوا اور مرگ ساحرہ وزیسے عالم مین اندھیرا چھایا نظم

مے غم سے بھرا جو ساغر شام
کیا شب نے چراغ ماہ روشن

تو پہنی شب نے پوشاک سیہ فام
ڈھلا دن کی طرح تارونکا جوبن

مہتاب بارگاہ سے اٹھکر اڑی اور حوالی کوہ عقیق مین پہونچکر ایک چشمہ کے کنارے اتری برہنہ ہوکر اس چشمہ مین پیٹھے نہائی پھر کنارے آکر ایک تھالی مین ایک چومک جلائی اپنے خون سے کچھ چھینٹے اس چومک کی لو پر دینے لگی اور سحر پڑھتی تھی دو پہر رات تک اسیطرح افسون خوان رہی بعد نصف شب تین دستکین زور زور سے دیکر ناچنے لگی ناگاہ اس چومک کی لو تھرا کر شق ہوئی اور ایک شیطان خبیث نے اسمین سے منہ نکال کر پوچھا کہ کیا کہتی ہے اسنے کہا مجکو منظور ہے کہ مسلمانون کو آپسمین لڑوا دون اور ایک کو دوسرے کے ہاتھ سے قتل کراؤن شیطان نے جوابدیا کہ یہ کچھ مشکل نہین جا ایسا ہوگا اسنے کہا حمزہ افسر لشکر مسلمانان رد سحر پڑھتا ہے اسکا کیا علاج آپنے سوچا ہے اسنے بیان کیا کہ جب حمزہ ان لڑنے والون کے قریب رد سحر کرنے آئیگا تو گرد پیدا ہوگی وہ لڑنے والے اسمین غائب ہوجائینگے حمزہ پھر انکو نپائیگا اسنے کہا پھر وہ لوگ کہان جائینگے اسنے جواب دیا کہ ہم قید کرلائینگے ساحرہ ان باتون سے بہت خوش ہوئی اور اس شیطان کو اپنا خون جسم کاٹ کر پلایا اور رخصت کیا کہ وہ غائب ہوگیا اسنے بہت سے دانے ماش کے لوپر سے چومک کے اتار لیے اور چومک بجھا کر غائب ہوگئی بردہ سے ہوا اپنے بجائی پلا پاس آکر سوئی جب ساحر روزگار نے آفتاب کی چومک چشمہ فلک کے کنارے جلائی اور حوادث دہر نے شیطان بنکر غمخواران عالم دنیا کی صورت دکھائی کہ ہیبت ہوئی پھر صبح تابان روشنی بار ہوئی غائب نظر سے پھر شب تار وقت سحر لقا آکر بارگاہ مین تخت پر بیٹھا دربار جمع ہوا ساحر بھی سب جمع ہوکے بارگاہ مین اوتر آئے جیسے سرزن دنیا پر سے سایہ اترا یا فتنہ دہر مین پیدا ہوا اسطرح ظاہر ہوکر دنگل مین بیٹھے ناچ ہونیکا حکم دیا دن عیش و عشرت مین بسر کیا جب اندھیرا بھوت کیطرح سر عالم پر

چڑھا اور عاقل روز عشیہ آفتاب بجھا کر کنارہ کر گیا اور شب کی پریزادی نے ہند سجات انجم کا نقش جلوہ کہکشان کھینچ کر بھرا کہ بموجب نظم

اوداس افسوس کیون ہے صورت شام — پڑا ہر برج مین گردون پہ کہرام
ستارے بن رہے تھے دانۂ اشک — زبان بزم کی تھا افسانۂ اشک

مہتابی شام ہوتے ہی حکم نواخت طبل جنگ دیا نقارہ پر چوب پڑی یہ ہنگامہ مچا کہ بموجب لمولفہ

صدائے طبل سے پانی ہوے دل — ندا الی کہ اب ہستی سے ہا طل
لگے کہنے بہادر ہنس کے یہ بول — سہلنے مین بہت یہ دور کے ڈھول

خبر کوس حرب بجنے کی گوش حق نیوش شاہ اسلام مین پہونچی ادہر بھی یہ حال ہوا کہ بموجب لمولفہ

بجا فوج اسلام مین طبل جنگ — پڑا چرخ مین چرخ فیروزہ رنگ
دہل زن دہل زد بہ تحسین او — بہ بین دین او دین او دین او
شجاعت شعاران رستم خصال — ہوے مستعد بہر جنگ و جدال

تیاری جنگ دونون جانب آغاز ہوئی کلی نرخیال مبارزان کو جانب صحرائے جلادت طاقت پرواز ہوے ہوائے حوصلہ شجاعان نے گلستان تہوری کو ہرا کر دیا نیا گل کھلایا کہ گلشن ہستی مین نہال قامت کے قطع ہونیکا وقت قریب آیا واقعی عجیب بہار تھی کہ فوج آبیاری آہن کرنے پر تیار تھی نیزے حدیقہ ارجمندی کے سرو یا شمشاد تھے خانۂ کمان آباد تھے تیغین سان پر چڑھنے سے شعلہ فشان تھین یا نخل غبار سے گرتی چنگاریان تھین لال پلٹن کے سپاہی سرخ وردی سے لالۂ احمر ریاض شجاعت یا گل بوستان جلادت تھے فوجونکی نگرانی کے آنکھین چار ہو گئی تھین تختۂ نرگس اس گلزار بہادری مین پھولا تھا سرو باغ غبار دل کا بگولا تھا قمریان طبلین زمزمہ پرداز تھین یا نقیب بولتے تھے مرغ ارمان بیکار پر تولتے تھے جو پر بیٹ جمی تھی مہندی کی ٹٹی نظر آتی تھی قرنا ہر ایک غنچہ تھا گل عباس طرم کیصورت ہوبہو تھا مرکب سب نسیم رو صبا شتاب نہر سپہر کے پھول تھے یا تختہ سوسن کے قریب کھلے گل گلاب تھے نوجوان بستان جوانان گلشن تن سے تھے افسر ہر ایک شمشاد قامت زیور اسلحہ پہنکر عروس بن رہے تھے جرنیل فوجدار حقشان جرات کے سرو صنوبر تھے جھلدار نخل تیغ و خنجر تھے لال لال آنکھین سپاہیون کی گل کی رنگت دکھاتین قیامت کی کیفیتین

نظر آتین صرصر حادثہ ذرا اس بوستان سے وزان تھی یہ صورت نمایان تھی کہ **لمولفہ**

وہ سب گلستان شجاعت کے گل — برنگِ عنادل یہ کرتے تھے غل
کہان اے جوانان گلزار رزم — سمجھنا تم اس رزم کو جاے بزم
کہین سان پہ تیغ تھی شعلہ بار — کہ ہو جیسے گلشن مین نخل چنار
کسیجا زمین پر تھے نیزے گڑے — شجاعت شعار انکے نیچے کھڑے
یہ ظاہر تھا جیسے نیستان مین شیر — بیے صید بیٹھے ہین ہوکر دلیر

رات بھر یہی ہواے تند گلستان لشکر مین چلتی رہی جب گل خورشید نسیم سحری نے کھلایا اور گلشن کواکب افلاک دستبرد خزان ہوا کہ بموجب **نظم**

ہوا لٹے جسگھڑی میدان شب کا — صف مشرق سے اسپ مہر چمکا
ہوئی مسدود راہِ کہکشان صاف — ہوا اک بار روے آسمان صاف

رایت نصرت آیات فوج ظفر موج شہنشاہ آسمان ورایت بصد مکنت و جلال بہر جنگ و جدال جانب میدان بڑھا امیر با اقبال نے مع سرداران رستم خصال کے مسند سے اُٹھکر جلوخانہ بادشاہی مین قرار لیا شاہ قوی بال برآمد ہوکر جانب رزمگاہ چلے سردار تسلیم کر کے گرد تخت شاہی ہوے کہ بموجب **لمولفہ**

سِچلے جانب رزمگہ بادشہ — زمین و زمان مین پڑا زلزلہ
پڑی کوس شاہی پہ چوب ایکبار — جہان مین ہوا شور حشر آشکار
بہادر ہنرمند عالی گہر — سجے تن پہ تلوار و تیر و تبر
بڑے کرو فر سے بڑی آن سے — ہوے داخل رزمگہ شان سے

میدان مین پہونچکر صفین جمین اسطرف سے آدر لشکر **لقا** بے بقا ہوئی ساحر و نین سے **بلاد صبا** بنگلے مین بیٹھے ہوے **مہتاب** اژدر سوار ساحرون کے بڑے ہمراہ لیے الی لشکر نے صف باندھی قلب مین تخت ہاے مرصعون پر کھینچا ہوا **القاب** کا شہر النقیب للکارے کرا کیٹ پکارے کہ بموجب **لمولفہ**

کدھر مین شجاعان نام آوران — کہان ہین وہ جنگ آور و تیغ زن
لڑائی مین جانین لڑا دین ذرا — کہ مٹ جائین گے نام رہجائے گا

جب کل انتظام میدان ہوچکا **مہتاب** نے قریب تخت خداوندی اکر خصت بہر حرب طلب کی

لقا نے اجازت دی بختیارک نے کہا ماہ کسطرح اے ملکہ تم بھی جانب ملک عدم جانین عجلت
نہ کرنا جو ہم کہین راہ رہی روشنی وہ قحبہ یہ کلام سنکر ہنسی اور کہا ملک جی اچلی لڑائی قابل دیکھنے کے
ہے یہ کہکر اژدھا بڑھاکر کچھ دور آگے جا کر پکاری کہ اے قاسم وعلمشاہ تم دونون بڑے لڑنے والے
ہو مگر کبھی آپسمین باپ بیٹے نہین لڑے اب مثل رستم وسہراب باہم لڑکر مرجاؤ نام اس معرکہ مین کرجاؤ
یہ صدا سنتے ہی قاسم وعلمشاہ کہ صف دست چپ مین ایک ہی مقام پر کھڑے تھے آمادہ فساد
ہوے علمشاہ نے قاسم کو للکارا کہ او بے ادب تو ہمیشہ مجھکو گھورتا ہے اور ہر بات مین منھ چڑھاتا ہے
قاسم نے بجواب اسکے نہیب دی کہ مین رتبہ پدری کا پاس کرتا تھا اسوجہ سے آپکا رگڑا جواب
اُٹھاتا تھا اب مین تلوار کے آگے کچھ باپ دادا کا لحاظ نہ کرونگا زیادہ بولوگے تو زبان تیغ سے
جواب دونگا یہ سنکر علمشاہ تیغہ کپتان فرنگی کھینچکر اسپر چلے قاسم نے بھی بلارک کو اژدر اسیا
کی نیام سے لیا دونون صف لشکر سے باہر ہوے اور لڑنے لگے جھنجھناتا شمشیر زنی کا شروع ہوا سرداران
اسلام ہان ہان کرکے چھڑانے بڑھے اور پکارے کہ اے دلاور دکیا کرتے ہو قدم راہ مروت
سے خلاف دھرتے ہو خبردار فساد باہم نہ کرو یہ کہتے ہین اور کچھ کر نہین سکتے اسوقت امیر
مرکب بڑھاکر اسم اعظم پڑھتے ہوے چلے اور کمند اندازونکو بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ کمندین مارکر
انکو اسیر کرداو دھر سے کمند انداز چلے ادھر سے امیر بڑھے لیکن کوئی قریب انکے پہونچا تھا کہ صحرا کیطرف
آندھی آئی اور ایسی جلد کہ یہ آئی یہ آئی قریب آکر غبار نے ان دونون لڑنے والون کو چھپا لیا
امیر نے اس اندھی پر اسم اعظم پڑھکر دم کیا کہ وہ خاک بباد فنا اڑ گئی لیکن نگاہ جو کی لاش
قاسم وعلمشاہ کی پڑی تھی صورت زیبا خاک مین ملی تھی آنکھین حسرت آلود کھلی تھین باپ کی
تلوار بیٹے پر پڑی سے بیٹے کی تلوار نے باپ کی جان لی ہے یہ دیکھکر امیر نے چاہا کہ گریبان پھاڑین
فرط غم سے سر پر خاک دالین مگر میدان جنگ مین کھڑے تھے غیرت شجاعت دامن بکر دیدہ
دلسے اشک گریہ پاک کرنے لگے نالہ نے ضبط کرنے سے گلا گھونٹا انسو بے ساختہ نکل رہے
لشکر مین بھی کہرام بپا ہوا کوئی کہتا تھا کہ بیت سدا گھر کسنے اس عالم مین پایا + زمین سے
آسمان نے ہے اٹھایا + کوئی کہتا تھا بیت یہ تازہ دیگئے ہین داغ دلکو + بنایا آہ لالہ باغ دل کو
اسیطرح یہ سب تو مصروف نالہ وشیون تھے کہ اُس قحبہ مہتاب نے پھر پکار کر کہا کہ اے

لندھور دائے مالک بھلا دیکھوں تو تم دونوں کیونکر باہم مقابلہ کرتے ہو کیا لیے کہ تم دونوں جانتین
حمزہ ہو یقین ہے کہ خوب لڑتے ہو گے اتنا کہتے ہی لندھور نے مالک کی طرف دیکھکر نعرہ کیا کہ اے
ابجمی ریگ بیابان شمار سوسمار خوار عربی تو ہمیشہ نگاہ کج مجکو دیکھتا ہے آج آ تو میرے مقابلہ مین مالک
نے یہ غضب سنکر جواب دیا کہ اے ہندی پھلیتی خور لم قدے تو ڑنا کیا جانے یہ کہکر بادمان عربی کو
صف سے نکالا ادھر سے فیل میمونہ کو لندھور نے ہولا امیر ہان ہان کرکے چلے از بسکہ لشکر
کی صف دور تک ہے جبتک یہ جائین جائین اسوقت تک وہ دونوں لڑنے لگے اسنے نیزہ مارا
اسنے گرز مارا دونوں نے ضربین رد کرکے جنگ مردانہ آغاز کی اس عرصہ مین امیر قریب پہونچے
اور ایکطرف سے بحکم بادشاہ کمند انداز اگرے لیکن ویسی ہی آندھی بہت جلد آئی اور دامن گرد
نے بسان دامن آغوش مادران پروردگان مہد شجاعت دہتوری کو چھپا لیا امیر نے قریب پہونچکر
اسم اعظم پڑھا کہ وہ آندھی تو مٹی لیکن ان دونوں کی نظر پڑی عیاذاً باللہ پھر تو طاقت ضبط باقی
نرہی بے اختیار انا للہ وانا الیہ راجعون ارشاد کیا اور کہا کہ بیت فلک دیگا ابھی کیا کیا نہ تو داغ
جلے گا دل تو دیگا اج بو داغ + یہ تو اس عالم مین تھے کہ ساحرہ نے ہنسکر باواز بلند کہا اے
فرامرز و جمہور تم دونوں بڑے بہادر کہلاتے ہو کہ پسر خواندہ حمزہ ہو چاہیے کہ باہم لڑکر مر جاؤ
اپنا نام کر جاؤ یہ آواز سنتے ہی امیر چلے کہ مین پہلے ہی سے جا کران دونوں کو روکون اور اسم
اعظم پڑھون لیکن ایک صف دست چپ مین دوسرا دست راست مین تھا اور تخت شاہی سے
ملکر صفین آراستہ تھین امیر انسے بہت دور لاشہ لندھور وغیرہ پر گریان تھے اون دونوں
کے پاس جلد پہونچ نسکے اور وہ صف سے نکلکر لڑنے لگے جمہور کا تبر زرین فرامرز پر پڑا دونوں خنجر
بیشہ شجاعت مین حربے رد کرکے باہم لپٹ گئے امیر قریب پہونچے اسوقت غبار
زمین سے پیدا ہوا اور ان دونوں نور دیدگان مردمک دلاوری کو مار گرایا امیر نے
جو دیکھا تو لاشہ اونکا نظر آیا بحر اشک قلزم چشم سے بہایا دست تاسف ملے اور فرمایا
کہ بیت نیاہ تیر تمنے دل پہ مارا + نہین ہے صبر کا اب مجکو یارا + آپ تو مصروف
نوحہ و شیون تھے کہ مہتاب نے اب کی پکارا کہ اے سند ویل اصفہانی
دائے صلیل جنگ عراقی تمھارے رزم بھی قابل دید تھی ہان لڑو تو آپس مین

یہ سنکر **مندویل و مہلیل** صف لشکر سے نکلے اور ہمکلا کرکے باہم لڑنے لگے اور دل گردمین چھپکر مردہ ہوے **امیر** دیتے رہے ساحرہ نے اسیطرح دس بندرہ جوڑ لڑوائے یہان تک کہ وہ دن تمام ہوا اور غبار تاریکی شام ظلام نے مبارزہ فلک کیجئے نیر جہانتاب کو چھپایا اور روز روشن مثل شمع

کشتہ ساحرہ شب نظر آیا کہ **نظم**

اداسی شام پر چھائی ہوئی تھی ستارون پر بلا آئی ہوئی تھی
چراغ ماہ تھا وہ روشنی بار نظر آتے نہ تھے وان نجم سیار

مہتاب نے طبل بازگشت بجوایا اور پکار کر کہا کہ اے لشکر مسلمانان اگر تمنے میرے خاوند کی اطاعت نہ کی تو صبح کو چراغ ہستی تمھارا گل کردونگی دشت لاشون سے بھر دونگی خبردار انکار نکرنا ورنہ سزا اپنی کنارہ مین دیکھوگے یہ کہکر پھری **امیر** بھی رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوے لشکر نے کمر کھولی اسودہ ہوا **لقا** اپنی بارگاہ مین اکر بیٹھا ناچ ہونے لگا صحبت نشاط برپا ہوئی لشکر اسلام مین ہر شخص فرط غم سے افسانہ حیرت و حسرت برزبان تھا سراسر غم کا سامان تھا **امیر** نے بارگاہ مین اکر خواجہ زادونکو بلایا اور حال گشتگان لشکر استفسار فرمایا خواجہ زادون نے قرعہ پھینک کر خوض و غور فرمایا نظرات ثوابت و سیارگان کو دیکھکر سر اوٹھایا اور عرض کیا کہ اے شہریار سرفراز آپکے قید مین مبتلا ہین یہ سب تپلہاے سحر ہین جو قتل کیے گئے ہین انکو پھنکوا دیجیے اور جو امتحان ہمارے قول کا کرنا ہو تو کسی تپلے پر اسم اعظم دم فرمایئے حال معلوم ہو جائیگا **امیر** نے ایسا ہی کیا تپلے ماش کے آٹے کے تھے غرض انکو پھنکوا دیا اور خواجہ زادونکو خلعت دیکر رخصت فرمایا عیار **سیارہ** وغیرہ فکر مین عیاری کی چلے دربار برخاست ہوا سردار خوابگاہ مین گئے بادشاہ داخل سبستان ہوے **چالاک** نے **امیر** سے عرض کیا کہ میرا جی گھبراتا ہے آج جاکر یا تو اپنی جان دیتا ہون یا **مہتاب** کو قتل کرتا ہون یہ کہکر بانہاے عیاری سے اراستہ ہوکر روانہ ہوا **ابوالفتح** نے جو اسکو جاتے دیکھا آپ بھی ہمراہ ہوا اور دونون کنار لشکر حریف پہونچکر صورت خدمتگار کی ایسی بنکر داخل لشکر ہوے یہان دیکھا تو بڑی گھما گھمی ہے دکانین کھلین سپاہ تمام مصروف خورمی ہے ہر سمت سامان عیش و نشاط ہے ساحرون مین انجمن انبساط ہے ناچ ہر مقام پر ہو رہا ہے ہر شخص فتح کی خوشی کر رہا ہے بستر پر سپاہیون کے یارون کا مجمع ہے شراب کا دور چلتا ہے یہ دونون عیار باہم مشورہ پذیر

ہوئے کہ ایک ہم مین سے بارگاہ لقا مین جائے اور دوسرا باہر ٹھہرے اسلیئے کہ اندر والے پر جو خدانخواستہ کچھ آفت آئے تو یہ اوسکی اعانت کرے غرضکہ یہ صلاح کرکے چالاک نے ابوالفتح کو باہر چھوڑا اور آپ اندر گیا یہان بھی سامان عشرت نظر آیا مہتاب مع اپنے بھائی وغیرہ کے ڈنگل پر جلوہ فرما تھی محفل انبساط برپا تھی بختیارک شیطنت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اے ملکہ مہتاب یہ روشنی تمھاری رات بھر کی ہے یہ رات تمپر بھاری نظر آتی ہے مرشدزادے آتے ہونگے وہ سارا فروغ مٹا دینگے یہ چاند سی صورت خاک مین ملا دینگے مہتاب یہ باتین سنکر ہنس رہی ہے چالاک جملہ کیفیت سُنکر ایک جگہ ٹھہر کر دیکھنے لگا کہ شیطان نے پھر ساحرہ کو عیارونکا خوف دلایا اسنے زیر لب کچھ پڑھا فوراً ایک پنجہ پیدا ہوا کہ ہاتھ خاصدان لیے تھا وہ خاصدان روبرو ساحرہ لایا اسنے ایک گلوری اسمین سے لیکر کھائی اب اوس پنجہ نے صورت ایک پتلے کی پیدا کی اور کان مین اسکے کچھ کہا چالاک سمجھا کہ تیرا ذکر یہ کر رہا ہے بھاگ جا پھر سمجھا کہ جو تری جانب یہ کچھ اشارہ بھی کرے اسوقت بھاگنا چاہیے یہ سمجھکر ٹھہرا تھا کہ ساحرہ پتلا کہہ چکا تھا کہ عیار کھڑا ہے اسنے دانہ ماش کا پھینک کر اواز دی کہ اے زمین بگیر چالاک کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے اسنے گرفتار کرا کر سامنے بلایا اور کہا سچ بتلا کہ تو کون ہے چالاک نے اپنا نام بتلایا اور کہا مین تماشا دیکھنے آیا تھا کوئی خطا تیری نہین کی تھی جو تونے گرفتار کر لیا مین ہمیشہ جمال خداوندی دیکھنے اس بارگاہ مین آیا کرتا ہون علاوہ اسکے ہم لوگونکا ستانا اچھا نہین بختیارک یہ تقریر سنکر سمجھا کہ ایسا نہو خوف زدہ ہوکر ساحرہ اسکو چھوڑ دے بس اسنے کہا مرشدزادے یہ بغیر قتل کیے عیار کو چھوڑتی نہین اور ابتو ماہ جادو کا انکو بدلہ لینا ہے ہمارا کچھ اسمین بس نہ چلیگا اور نہ ہم اس مقدمہ مین بولین گے یہ کہکر ساحرہ سے کہا کہ اے ملکہ مرغ سر بریدہ بانگ تمید ہا آپ انکو وہ راہ بتلائیے کہ اب یہان یہ نہ آسکین ساحرہ اسکے کلام کو سمجھی کہ در پردہ اسکے قتل کو کہتا ہے پس عازم قتل عیار مذکور ہوئی اور لقا سے کہا کہ یا خداوند مین اس عیار کو اپنے خیمے مین لیجا کر سر کاٹ کر اسکا آتی ہون اسجا اسکے معین اور عیار آجائینگے اور فساد برپا کرینگے یہ کہکر اوٹھی اور چالاک کو لیکر چلی مگر غلغلۂ گرفتاری عیار مذکور جو بلند ہوا ابوالفتح جو ہر بارگاہ کے تھا یہ خبر سنکر اندر آیا اور بختیارک کے پس پشت ٹھہرا جب ساحرہ چالاک کو لیکر چلی اسنے خنجر کی نوک پشت بختیارک مین چبھوئی کہ اسنے گھبرا کر سر اونچا

کیا اور اسکی جانب دیکھا اسنے کانین جھک کر کہا کہ ملکجی آج تمہاری قضا آگئی دیکھو میرا خنجر کیسا
بَرّان ہے ملکجی نے جلدی یہ تقریر سنکر عرض کیا کہ یا حضرت میری کیا خطا ہے اسنے کہا حرامزادے
توہی تو اشتعالک ساحرہ کو بہر قتل عیار دیتا ہے اے بایان خود اگر میرے بھائی کا ایک رویان
بھی میلا ہوا تو تیرا حلوا پکاؤنگا بہتر یہ ہے کہ اسکو قید سے چھڑادے ملک جی نے جی کڑا کرکے کہا کہ آپ
اس مقدمے مین دخل نہ بجیے قتل ہو جانے دیجئے پھر جیسا ہوگا دیکھ لیجیے گا **ابوالفتح** کو یہ سنکر ایسا
غصہ آیا کہ تھرانے لگا اور خنجر کھینچکر پکارا کہ او قرمساق قضا ہی تیری آگئی پس جیسے ہی اسنے خنجر کھینچا
ساحرون اور سب اہل بارگاہ نے دیکھا چاہا کہ گرفتار کرین مگر شیطان سمجھا کہ مین قتل ہو جاؤنگا اور
بالفرض کہ بسبب سحر کے اسوقت اس عیار کا خنجر دفعتہً مجھپر نہ پڑے گا لیکن اور عیار مجکو زندہ نہ رکھین
گے پس یہ سمجھکر ہر شخص سے مانع ہوا کہ خبردار آپسے کوئی نہ مزاحم ہوا اور سب کو روک کر آپ عرض پرداز
ہوا کہ حضور جو فرمائین مین بجا لاؤن **ابوالفتح** نے بہ آواز کہنا مناسب نہ جانا آہستہ سے کان مین
کہا کہ اے فسادی جلد اوٹھکر ساحرہ کے پاس چل اور اس سے کہہ کہ اس عیّار کو قتل نہ کیجیے
قید فرمایئے شیطان نے کہا بہت خوب چلیے یہ کہکر اوٹھا چونکہ ساحرہ **چالاک** اس عرصہ مین
اپنے خیمے مین لائی تھی اور قتل کیا چاہتی تھی کہ یہ شیطان جاکر پہونچا اور پکارا کہ اے ملکہ **مہتاب**
چلو تمکو خداوند بلاتے ہین فرمایا ہے کہ اوس عیار کو قتل کرنا مناسب نہیں ہے کہ قید کرو ساحرہ نے
کہا قید سے کیا حاصل ہے قید ہی کرنا بہتر ہے **بختیارک** نے کہا ارے مالزادی نہ تو سمجھے لوچھے
باتین بناتی ہے او قحبہ آج قتل کرنے مین میرا پیٹ پھٹے گا خداوند بھی جوتیان کھائین گے
تیرا سر اوڑے گا کیون شامت آئی ہے جلد حکم قید کا دے اور جو مین کہتا ہون بجا لا ساحرہ اسکی
باتونسے حیران ہوئی کہ آج شیطان کو کیا ہوا ہے جو مجکو گالیان دیتا ہے اور عیّار کا جنبہ کرتا ہے
معلوم ہوتا ہی کہ اسمین کچھ اسرار ہے مناسب ہے کہ خداوند کے پاس چلکر دریافت کرون پس یہ خیال کرکے
ادھر اودھر دیکھا کہ کوئی ساحر نظر آئے تو اس عیار کو اسکے پاس قید کرا کے خداوند پاس جاؤن
پس اسکا ہر سمت دیکھنا تھا کہ سیارہ جو پہلے عیاری کو آیا تھا بھائی کی قید کا غل سنکر تنہا آیا ہوا قریب خیمہ
فکر رہائی برادر مین ٹھہرا ہوا تھا شیطان کی آنیسے اسکے ہمراہ خیمہ مین چلا آیا تھا اسوقت ساحرہ فکر رہائی برادر
مین ٹھہرا ہوا تھا شیطان کے سے اسکے ہمراہ خیمہ مین چلا آیا تھا اسوقت ساحرہ نے جو ساحر کی تلاش

کی بس اسکو قریب پایا چالاک کو اسکے سپرد کیا کہ تو اپنے سحر مین قید کر مین خدمت خداوند مین جاتی ہون
یہ کہکر اپنا سحر اتار لیا اور ہمراہ شیطان چلی یہ دونون عیار بھی خیمے سے نکلکر بھاگے اور سیارہ نے نعرہ کیا اور پکارا
کہ اے قحبہ منم سیارہ دیکھ یون چھڑا لیجاتے ہین ساحرہ نے یہ نعرہ سنکر چاہا کہ پھر انکو گرفتار کرون مگر بختیارک
نے منع کیا کہ ان عیارون کو چھیڑنا اچھا نہین ابھی مجھپر یہ سانحہ گذر چکا ہے یہ کہکر سارا ماجرا بیان کیا ساحرہ
کے عیارون کی چالاکی سے حواس منتشر ہوئے لیکن شیطان سے کہا کہ اپ لوگ اگر اسطرح خوفناک ہونگے
ہونگے تو ہم پھر مقابلہ کیا کرینگے اپنے بہت برا کیا کہ اس عیار کو رہا کر دیا جسنے اپکو دھمکایا تھا اس ہوے کو
بھی قید کرانا تھا اپنے تو ملکہ جی فرط خوف سے جی ہار دیا ہے سو بودو نکے بودے آپ نکلے ہین بختیارک
یہ باتین سنکر ہنسا اور کہا اے ملکہ آپ زندہ جہان زندہ جان ہے تو جہان ہے جب میری جان پر بنے گی
مین یہی کرونگا اگر ایسی ہی تم مضبوط ہو تو اپنے خیمے مین بیٹھ کر عیارونکو بلاؤ دیکھو تو کہ وہ اگر کیسی سینگ مارتے
ہین مہتاب کو یہ کلام سنکر غصہ ایا اور کہا اچھا مین ابھی جاکر جتنے عیار ہین سبکو گرفتار کرکے راہ فنا
دکھاتی ہون اپنا سحر آزماتی ہون ان موذون نے بہت ناک مین دم کر رکھا ہے اور بڑی دھاک
اپنی باندھ رکھی ہے بختیارک تو چاہتا ہے کہ مین الگ رہون اور عیار قتل ہون بس اسنے
اور زیادہ اسکو ورغلانا یسنے کہا کہ اے ملکہ کیون قضا آئی موت پھر پھڑانی ہے بھلا دیکھین تو کہ تم
عیار کو کیونکر قتل کرتی ہو مہتاب یہ کلمہ سنکر پھری اور اپنے خیمہ کی طرف چلی بختیارک بارگاہ لقا
کی طرف پھرا ابوالفتح جو خدمتگار بنا ہوا ساتھ تھا اپنے لشکر کیطرف چلا اسلیئے کہ اور عیارون سے
مشورہ ساحرہ کا بیان کرون یہ تو ادھر سے چلا ادھر سیارہ جو عیاری کرکے مہتاب سے چالاک
کو لیگیا تھا تو چالاک کو رنج ہوا تھا کہ یہ مجھسے چھوٹا بھی ہے اور دست چپی عیار ہے یہ جو مجھکو رہا کر لایا
احسان اسکا مجھپر ہوا اب تو چلکر جسطرح ہوسکے اس ساحرہ کو ہلاک کر بس سیارہ سے جدا ہو کر
چلا ادھر سیارہ بھی بارادہ عیاری روانہ ہوا اور ایک فراش کی ایسی صورت بنکر جبتک مہتاب
خیمے مین پھر کر آئے آئے یہ داخل خیمہ ہوا اور لوٹ مار کر پلنگ جو خیمے مین بچھا تھا اسکے نیچے
جاکر چھپ رہا اور چالاک جب قریب خیمہ پہونچا دیکھا کچھ کنیزین مہتاب کے در خیمہ
پر کھڑی انتظار اپنی بی بی کے آنے کا کر رہی ہین یہ ساحرہ تو بنکر گیا ہے تھا ایک کنیز
کا اسنے جاکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ادھر آؤ تمسے خداوند نے کچھ کہا ہے سن تو کنیز ہمراہ

ہمراہ اسکے چلی یہ اسکو تنہائی مین لایا اور حباب مار کر بیہوش کیا پیرہن اسکا لیکر اسکی ایسی صورت اپنی تھی نے دو دو انتیان کانون مین ڈالین ادراج ہنکرالتی ساری باندھکر گاتی دوپٹہ کی باندھی جھوٹی سحر کی گلے مین ڈالی ماتھے پر سیندور کا قشقہ کھینچا سیندور مانگ مین بھرا یہ نقشہ بنایا کہ **نظم**

چمکتا برق سان تھا رنگ رخ کا — مقابل مہر تابان سے کے تھا چہرا
نہایت خوبصورت سنکے گلفام — فدا تھے نرگسی آنکھون پہ بادام
وہ دونون کان مین بالے جو ڈالے — جڑاؤ سب جواہر کا رہ تھے
گلے مین خوشنما اک ہار ڈالا — اسی صورت سے سجا سارا گہنا

پس اس صورت تیار ہو کر بہت جلد کنیزون مین آملا اس عرصہ مین **مہتاب** بھی شیطان سی شریر گرفتاری عیاران کر کے خیمے مین آئی کنیزین بہر خدمت حاضر ہوئین **چالاک** بھی انہین ملا ہوا سامنے آیا ساحرہ نے غور کیا کہ ایسا نہو کوئی انہین عیار ملکر چلا آتا ہو پس امتحان کر کے چند کنیزون کو رکھ لینا چاہیے زیادہ مجمع رکھنا مناسب نہین ہے پس یہ سمجھکر سحر پڑھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اور دم بھر مین وہ پنجہ ایک سے دو ہوا پھر دو سے چار ہوئے تا اینکہ سو پنجہ ہو گئے اور ایک ایک ہار پھولونکا وہ پنجے لیے تھے پس ہار سب کنیزون کے گلے مین پنجون نے ڈالدیے سب کنیزونکو تو کچھ نہوا مگر ہار پڑتے ہی **چالاک** کے بدن مین چنگاریان اوڑنے لگین اسنے جلدی سے وہ ہار اتار ڈالا **مہتاب** دزدیدہ نگاہ سے دیکھتی تھی سحر پڑھکر اسکو بجنبش دحرکت کیا اور پکارہی کہ او دزد گردن باریک بیچارا ہے تجھ کو تو جانتا کہ مین غافل ہون اب قضا ہی تیری آگئی چالاک ان باتونکا جواب کیا دے ناچار رضینا بالقضا خاموش ہو رہا اور ساحرہ نے تمام کنیزون کو حکم دیا کہ باہر نکلجاؤ یہان نہ ٹھہرو ایسا نہو کہ تم مین ملکر کوئی عیار اور نہ آجائے کنیزین حسب الحکم باہر بارگاہ کے گئین اور اسنے **چالاک** پر سحر پڑھا کہ وہ زمین پر گرا یہ خنجر کھینچکر اسکے سینے پر سوار ہوئی اس ماجرا کو سیارہ نے کہ پلنگ کے نیچے بیٹھا تھا دیکھا گھبرایا کہ بڑا غضب ہوا بھائی قتل ہوتا ہے پس لوٹ مار کر پشت ساحرہ کی طرف نکلا وہ جب تک لٹھکا سنکر پھر کر دیکھے اسوقت تک سیارہ نے کمند ماری حلقہ مین پھنسکر ساحرہ سینہ **چالاک** پر سے گری اور چاہتی تھی کہ سحر پڑھکر کمند جلائے **سیارہ** نے مہلت نہ لینے دی بزبردستی تمام ایک خنجر مارا کہ سر اوسکا کٹ کر دور گرا عیار دکو قتل کیا

کیا چاہتی تھی خود رہگراے ملک عدم ہوئی تیرگی اجل نے فروغ مہتاب سحر مٹایا پروین نے ہنگامہ
مچایا اندھی سیاہ آئی دنیا تاریک ہوئی کنیزین اور سب ساحر دور سے عیار دونون نعرہ کرکے
بھاگے اندھیرا جو ہوا شیطان درگاہ بخبیتا رک بارگاہ مین کھڑے ہوکر ناچنے لگا کہ وہ مارا
تاک دھنا دھنا خوب ہوا جو مین انکی منہ نہ چڑھا دیکھا آپنے یون مار ڈالتے ہین ممکن ہے کہ کوئی
مرشد زادون کے منہ چڑھے اور جیتا رہے میان بلا صاحب دیکھا آپنے بلا و صبا یہ کیفیت دیکھکر
ایسا گھبرائے کہ اڑکر غائب ہوگئے اور ادھر سردار جو آپسمین لڑکر مہتاب کی سحرمین گرفتار ہوئے تھے
تو انکی حالت یہ تھی کہ وہ جو شیطان ساحرہ نے پوجا کرکے بلایا تھا وہی غبار بنکر آتا تھا اور تیلا سحر کا ہمیشہ
سرڈالکر سردار کو پکڑ لیجاتا تھا اور درہ کوہ مین لیجاکر بیہوش و بدہوش کرکے رکھا تھا چنانچہ مرگ ساحرہ
سے وہ سحر رد ہوا اور سردار ہوشیار ہوکر درہ کوہ سے نکلے اور باہم صلاح کی کہ لشکر حریف کو قتل و قمع
کرکے اپنے لشکر مین چلنا چاہیے چنانچہ ہتھیار تو سب باندھے ہی تھے کہ میدان جنگاہ سے قید ہوے
تھے پس جانب لشکر حریف آئے اول تو تیر اندازی کی جب لشکر مین غلغلہ برپا ہوا تیغین کھینچکر طنابہائے
خیام کاٹکر نعرہ شیرانہ بلند کرکے یہ سب گرے فوج کو میان دا ختری وغیرہ مین غل ہوا کہ مسلمان
شبخون آئے پلٹنین اور رسالہ جلد جلد تیار ہوے لیکن پلٹن جب چلی رسالہ ادھر سے آتا تھا آپسمین
لشکر اسلام سمجھکر لڑائی شروع ہوئی بدحواسی لشکریونکی اسدرجہ تھی کہ ترکش کو نیام سمجھکر تیغ کی
تلاش کرتے تھے نیام مین تیر ڈھونڈھتے تھے سپر تلوار کے عوض گھماکر وار کرتے تھے تلوار کے
بجائے سپر آڑ کرتے تھے چہرہ نیر سرخی نشہ شجاعت کی عوض زردی مردنی کی چھائی تھی اجل پیشوائی
کو آئی تھی تیغ نے رگ حوصلہ کاٹ دی تھی گرم بازاری اجل تھی نہایت درجہ چہل پہل تھی مہمانان
کاشانہ شجاعت کے لیئے دسترخوان دامن تیغ کا بچھا تھا لقمہ شمشیر کا نوالہ تھا میزبان اجل خاطر داری
مین مصروف تھا دل و جگر کی نہاری تلوار کی آنچ مین پکتی تھی تیغ و خنجر نے جان کھائی تھی خون
سودا زدگان شجاعت نمکین تھا حریف کو حریف حلوا سمجھا تھا میٹھا کوئی نتھا جان شیرین دینے مین مُڑ ادھر تو آگئین تھا لکہ ابیات

سر سروران زیر گرز گران — چو سندان بہ تیک آہنگران
بسے سر گرفتار دام کمند — بسے خوار گشتہ تن ارجمند
کفن جوشن و بستر از خون و خاک — بر و سینہ گشتہ ز شمشیر چاک

زمین ارغوان و ہوا آبنوس — سپہر و ستارہ برآوای کوس
زخون رود گشتی میستان شدہ است — زنیزہ ہوا چون نیستان شدہ است

رات بھر یہی ہنگامہ برپا رہا جب وہ زمانہ آیا کہ اب خنجر مہر خاور سے گلوے ساحرہ شب تر ہوا اور مہتاب آسمانی کا سر ضیا فروغ زیر عالم قلم نظر آیا نظم

ہوئی ناگاہ شب قربان سحر پر — دھرا خورشید نے احسان سحر پر
سحر کی روشنی عالم مین چھائی — امان پھر قتل سے لشکر نے پائی

دمِ سحر شاہ اسلام بصد احتشام بارگاہ مین تشریف لاے امیر عالی مقام بھی مسجد کر پاس سے آئے سردار رات ہی کو لشکر عدو باہم لڑوا کر چلے آئے تھے صبح حاضر خدمت بادشاہ ہوے عیارون نے رات کا حال سب بیان کیا بادشاہ نے خوش ہو کر خلعت فاخرہ ہر ایک کو عنایت فرمایا پھر قتل ساحرہ کی خوشی مین جشن کیا ساقی و مطرب بصد طرب حاضر محفل عشرت ہوے مہیا سامان مسرت ہوے اودھر دم سحر لشکر لقا مین ایک نے دوسرے کو پہچانا اور لڑنا موقوف کیا حال کشتگان پر اشک حسرت بہائے آخر سب خدمت مین اپنے خداوند کے آئے وہ بھی تخت نکبت پر آکر بیٹھا دربار جمع ہوا ایلا و صبا بھی روتے ہوئے آکر سامنے آئے اور عرض پیرا ہوے کہ یا خداوند جسکا ایسا جاگتی جوت کا نتیجہ ایسا خدا ہوا اسکو عیار اسطرح اکر قتل کرین بڑے افسوس کا مقام ہے ہائے تقدیر ہماری کیا بُری ہے کہ مشیت خداوندی بھی ہمارے قتل پر راجع ہوئی ہے لقا یہ سنکر شرمندہ تو ہوا مگر تالیف قلوب کرنیکو انسے بمدارات تمام پیش آیا بہت کچھ تسکین دی اور کہا تم گھبراو نہین ممکن نور ورنہ مہتاب ماہ دونون کو زندہ کرونگا ابھی اپنی بہشت براے سیر و تماشا انکو بھیجدیا ہے یہ باتین قدرت کی کارخانہ کی ہین جسکو میری مشیت مین آتا ہے براے سیر بہشت بھیجتا ہون اب تم اسم اعظم حمزہ بند کرو مین تقدیر کرتا ہون کہ تم فتحیاب ہوگے ساحرون نے یہ کلام سنکر کہا کہ ہم مقابلہ مسلمانون سے نکرینگے اب ہم عرضی افراسیاب کو لکھینگے تاکہ وہ ہماری مدد کیلیے اور کسیکو بھیجے لقا نے کہا کیا مضائقہ ہے انھون نے اسیوقت عریضہ شاہ جادوان کیخدمت مین ترقیم کیا اور جملہ حال ہمانکی لڑائی اور قتل ہونا جادوگرنیون کا اسمین لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ ہماری مدد کرنا چاہیے پس اس عرضی کو ایک ساحر کے حوالے کیا اور کہا خدمت بادشاہ مین جاکر عریضہ بھی دینا

اور زبانی بھی یہان کی کیفیت عرض کرنا اسی لیے یہ عرضی بہار پر رکھکر لقارہ بجا کر بنین بھیجی گئی ہے کہ تم سب حال بھی کہوگے اور جواب بھی جلد لاؤگے ساحر مذکور کہ نام اسکا انجم جادو ہے عرضی لیکر روانہ ہوا اور داخل طلسم ہوکر بعد قطع منازل کوہ نیلم پر پہونچا وہانسے کچھ ساحر اپنے ہمراہ براے رہبری لیکر چلا اور دریاے خون رواں پر آیا کنارے دریا کے ساحر مذکور ٹھہر کر پکارا کہ اے شہنشاہ ساحران غلام کو اپنے پاس بلا بھیجیے کہ خداوند کے پاس سے حاضر ہوا ہے یہ صدا دیتے ہی ایک پنجہ پیدا ہوکر اسکو اٹھا لے گیا **افراسیاب** ایک بیابان طلسم باطن مین کہ نام اسکا نرگس زار ہے بیٹھا تھا ناچ پریزادان طلسم کا سامنے ہوتا تھا شراب پی رہا تھا پنجے نے لاکر اس ساحر کو پہونچا یا اسنے شاہ کو تسلیم کی نذر دی پھر عرضی پیش کرکے زبانی بھی کیفیت بیان کی اور خواہان امداد ہوا بادشاہ عرضی پڑھکر اور حال سنکر بہت ملول خاطر ہوا دست تاسف ملے ہنوز کچھ حکم نہ دینے پایا تھا کہ ایک پنجہ عرضی ملکہ **حیرت** کی لایا اسکو جو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے بادشاہ عالیجاہ حضور نے اپنے پیر بھائی کو میری مدد کے لیے بھیجنے کو فرمایا تھا ابتک انتظار انکا کیا گیا کوئی نہ آیا اب کسیکو یہان بھیجیے تا کہ کار نمکحراماں تمام کرے یہ عرضی پڑھکر اور ایک نامہ اپنے پیر بھائی **طاق** چشم کو بادشاہ نے لکھا مضمون یہ تھا کہ اے برادر سابق مین تمکو اپنی مدد کے لیے مینے طلب کیا تھا نہین معلوم کہ توقف تشریف آوری کا کیا سبب ہوا سامری تمھارا مزاج سراپا ابتہاج خوش رکھین اب جلد بمجرد دیکھنے نامہ محبت آگین کے یہان آئیے اور اعانت اس مخلص کی فرمائیے یہ نامہ ایک پتلہ سحر کو دیکر روانہ کیا اب یہ نامہ تو **طاق** چشم پاس شاہ طلسم بھیجتا ہے اور لقا کی مدد کو اور کچھ فکر کرتا ہے شہزادہ اسد ابھی تک قید ہین ملکہ **مہرخ** بمقابلہ **حیرت** مع تمام لشکر کے اتری ہوئی ہے اور عمر طلسم **کوکب** مین ملکہ **بران** کے پاس ہی ادھر لشکر امیر بمقابلہ لشکر لقا ہے **بلا و صبا** انتظار امداد کر رہے ہین ابھی زندہ ہین لڑنا موقوف کیا ہی لشکر اسلام سے ایرج تا لاش **توریج** مین گئے ہین اور **توریج** کا دہنہ **طلسم** ہزار برج کے داخل ہے

اب یہ سب حال مولف کی بشرط حیات جلد سوم مین انشاء اللہ بیان ہوگی یہ جاہ خاک راہ اہل دستگاہ صد ہر سخن پناہ مین التماس کرتا ہے کہ اس قصے کے بیان سے جو محض شوکت دین حق ظاہر کرنے کی نیت سے مینے لکھا ہے بہ ہنگام شادہ جو صاحب استعداد ہون وہ مجکو دعاے خیر سے یاد فرمائین اور میرے عیبون کو براہ کرم چھپائین فقط۔

قطعات مطبوعۂ سابق کتاب ہٰذا

از محمد حسین صاحب جاہ مترجم و مؤلف طلسم ہٰذا المدعو بہ سحر مرحوم

مرحبا اے جوش ہمت مرحبا — حبذا اے فکر عالے حبذا
واہ واہ اے عقل سالم واہ وا — جلد ثانی کا بھی قصہ طے ہوا
کیا طلسمی رنگ کی ہے داستان — خوب ہی جانا عمر کا ہے لکھا
مین تو اس تقریر کے قابل نہین — ہوگیا کچھ مجھپہ الطاف خدا
واہ کیا سامان دعوت ہے رقم — کیا ہی جلسہ ہے جمایا مرحبا
فکر کی اے جاہ جب تاریخ کی — یک بیک یون مجھسے ہاتف نے کہا
سال ہجری اسکا لکھدے جاہ یہ — بے نظیر و بے عیوب و بے بہا

از نتائج طبع حکیم سید ضامن علیصاحب جلال لکھنوی

جلد دوم بھی چھپ گئی لو اوس طلسم کی — ہر لفظ بیمثال ہے ہر حرف انتخاب
ہین اک شفیق میر محمد حسین جاہ — کوشش سے اُنکی طبع ہوئی جلد یہ کتاب
تاریخ طبع طبع سے پوچھی جو لے جلال — بولی طلسم ہوش ربا خوب لاجواب

سنہ ۱۳۰۲ھ

از محب صادق مولوی تصدق حسین صاحب عاشق مصحح مطبع منشی نول کشور صاحب سی-آئی-ای

جو گفت میر محمد حسین جاہ لقب — عجیب قصہ دل کش بطرز مرغوبی
بہ نظم و نثر بیانش پسند اہل جہان — بہ بزم زینت محفل بہ حسن جون خوبی

نوشت مصراع تاریخ عاشق بیدل — طلسم ہوش ربا بہمہ شان محبوبی

از نواب بندہ علیخان صاحب بیاباں شاگرد شیدا مرحوم لکھنوی عم مصنف تاریخ

ہین میرے شفیق ایک ذی جاہ — مشہور تخلص اونکا ہے جاہ
منشی بھی ہین بے بدل وہ مشفق — فائق ہین جہان مین اور لائق
موصوف نے کیا لکھا یہ قصہ — بیشک کہ اونھین کا تھا یہ حصہ
جو فقرہ ہے اسکا بر محل ہے — جو نکتہ ہے اسمین بے بدل ہے
زیبا کو ہوئی جو فکر تاریخ — تو دل نے کیا یہ ذکر تاریخ
مل جائے اگر دل بلاغت — اچھا ہے یہ دفتر فصاحت

از سخن شناس جناب میر ذاکر حسین صاحب یاس

لکھ چکے جاہ جو جلد دوم — جسنے دیکھا کہا کیا دفتر ہے
یاس نے دل سے کہی یہ تاریخ — یہ عجب ہوش ربا دفتر ہے
۱۳۰۷ھ

از سخن گستر نواب مرزا فتح حسین صاحب عرف محمد اکبر اکبر

حضرت اوستاد ذی جاہ و حشم — ذی کمال و ذو فنون روشن ضمیر
شاعر و نثار و طباع و ذکی — خوش بیان رنگین سخن گردون مصیر
خوب یہ قصہ لکھا ممدوح نے — جسکے ہر نکتہ مین ہین مطلب کثیر
فکر اکبر نے جو کی تاریخ کی — دل پکارا بے عدیل و بے نظیر
سنہ ۱۳۰۷ھ

از نتیجۂ فکر منشی گوبند پرشاد صاحب فضا خوشنویس مطبع منشی نول کشور لکھنؤ

ہین نکتہ سنج و سخندان و شاعر ہمہ دان — کہ انکا شاعری ہین جاہ ہی تخلص بھی
ہے انکے نام مین نام محمد اور حسین — کہین جہا نہین روشن کرامتین انکی

انہیں کے فیض سے کیا نسخہ یہ کیا تالیف	کہ جسکی مدح مین عاجز زبان نطق ہوئی
تمام اہل جہان دل سے اسکے طالب ہین	کہ یہ کتاب ہے خوبی مین مثل حور و پری
قضا تو لکھ یہی تاریخ از سر اعجاز	طلسم ہوش ربا جلد ثانی کیا چھاپی

تقریظ از سخن پرور سید جعفر حسین صاحب ہنر فیض آبادی

زبان انسان ضعیف البنیان کب اس لائق ہے جو حمد وثناے خالق اکبر کر سکے جسنے افلاک پر طلسم بروج وسیارگان بمصداق انا زینا السماء الدنیا بزینة الکواکب بنایا قوت عقول بشری کا کب امکان ہے جو نعت مہر سپہر رسالت ادا کر سکے جسنے ضیاء ہدایت سے تیرگی کفر وضلالت کو مٹا کر قلوب مومنین کو منور فرمایا ادراک عباد کی یہ لیاقت کہان جو طلسم کشاء عالم امام برحق ماہ سپہر ولایت کی منقبت بیان کرے جسنے شعلۂ شمشیر سے خس وخاشاک نفاق وحسد کو جلایا صلے اللہ تعالے علی رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ العظیم ۔ سکے بعد یہ بیچ بضاعت احقر ہیچمدان گم کردہ راہ این وان آوارہ جادۂ پرخطر یعنے جعفر حسین ہنر مژدہ رسان ارباب خبر وسیر ہے کہ اندنون کتاب لاجواب جلد دوم طلسم ہوش ربا جسکو کلیم طور سخندانی مصلح انوری وخاقانی والی ملک فصاحت حاکم اقلیم بلاغت نکتہ سنج وسخن پناہ جناب منشی سید محمد حسین صاحب المتخلص بجاہ نے تالیف فرمایا ہے سبحان اللہ کیا زور قلم دکھایا ہے ہر دل کو عزیز ہے طالب اسکا ہر باتمیز ہے ۔ جو داستان ہے ۔ وہ جسد سخن کی جان ہے جو فقرہ ہے وہ قلب بیان کا ایمان ہے ہر حرف خوبی مین پری ہے ۔ ہر لفظ جوہر شمشیر تہوری ہے وہ عمرو کا جانب کوہ کب جانا ہمراہ مخمور منازل طلسم کو مثل منازل قمر بروج افلاک کو طے فرمایا پھر ملک کوکب مین پہونچنے کی دھوم دھام ہر طرف کو سواری دیکھنے کے لیے خلقت کا اژدہام ۔ ملکہ برّان کا انتظام آئین ملاقات کی گرمجوشی ۔ دعوت کے تکلفات نشہ جرات کی سرخوشی عشق برّان کا شہزادہ ایرج سے ہونا طلسم آئینہ کا صفائی سے ٹوٹنا ۔ ملکہ بہار کا عاشق بادشاہ اسلام پر ہونا افراسیاب مریخ کا لڑنا ملکہ بران کا مدد بھیجنا لشکرون کی آمد ۔ ساحرون کی مدد ۔ ہر جنگ کا نیا ڈھنگ ہر عشق کا ۔ عمدہ اور نیا رنگ ہر رات کا سراپا نیا ۔ ہر صبح کا نئے طور سے ہونا جسکا ۔

موصوف نے اس خوبی و لطف بیانی سے بیان فرمایا ہے کہ ہر بلبل دل کو اس گل باغ رعنائی پر بٹھایا ہے واہ وا کیا نثر رنگین ہے کہ روے شاہد سخن پر اسی سے غازہ ہے رونق اور تازگی نظم سے سے بے اندازہ دل لگی کی باتین عیاری کی گھاتین اس نثر پر جہان ہر شیخ و شاب فدا ہو واقعی یہ اسکا رتبہ اعلی ہے کہ ابیات

ہر لفظ ہے دفتر فصاحت	ہر فقرہ ہے داستان الفت
ہر نقطہ ہے خال روے جانان	ہر صفحہ رخ نکوے جانان
یہ نثر ہے یا کہ جعد سنبل	یہ حرف ہین یا کہ باغ کے گل
سطرین ہین بسان زلف جانان	ہے کاہکشان بھی جسپہ قربان
یون دائرے مین دیے ہین نقطے	ہالے مین قمر کی شان جیسے
معنے ہین بسان مہر روشن	پھیلا ہوا نور کا ہے دامن
ہر شب ہے نئی صبح یہ لکھی	ہے تیرگی جسمین زلف شب کی
ہر صبح کا رنگ ہی نیا ہے	خورشید نیا چمک رہا ہے
معشوقون کی بھولی بھولی باتین	عاشق کے وصال کی وہ راتین
وہ ہجر کے دردناک مضمون	وہ حسن بتان کہ دل ہون مفتون
وہ رزم و تہوری کی باتین	عیاریان وہ نئی وہ گھاتین
اِس خوبی سے سب بیان کیا ہے	دل جسپہ کہ لوٹ ہوگیا ہے

دیکھیے اس دفتر داستان کو فیضی علیہ الرحمہ نے بزبان فارسی لکھا تھا جسمین ایک ایک فقرہ بڑی بڑی داستانون کا صرف پتہ تھا اسمین سے میر احمد علی صاحب داستان گو نے اسم طلسم کو داستان کہنے والونکے لیے پتے دار لکھا تھا وہ بھی دستیاب ہونا کمال دشوار تھا جاہ صاحب موصوف نے سعی بیشمار و تلاش بسیار فرماکر بہم پہونچایا لیکن ادن نشانات و پتون کا سمجھنا بھی بہت مشکل تھا کہ شرح کرنا سچ ہے کہ یہ میر صاحب ہی کا کام تھا جسکو اس لطافت و حسن و خوبی سے تحریر کیا جو نظم لکھا ہے سحر حلال معلوم ہوتا ہے سحر سامری آپ کی تحریر کہی جائے تو بجا ہے ہر لفظ و فقرہ چلبلا ہے نثر تو بالکل موتی کی لڑی ہے کیا خوب

عبارت آزائی کی ہے پہلا حصہ اس کتاب کا تو سبحان اللہ تھا ہی چھپا مگر یہ دوسرا حصہ تو نور علی نور ہوا کل جدیدٌ لذیذٌ کا مزا ہر ایک کو ملگیا اب اس شاہد رعناے حجلہ دلبری و عروس زیباے حجرۂ خوبی و بہبودی نے مطبع فیض منبع جناب مستطاب معلے القاب رئیس والاشان عمیم الخلق وارث غریبان مرہم زخم مفلسان طبیب مرض محتاجی چارہ گر درماندگان کحل الجواہر دیدۂ پرنور یعنی منشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای دام اقبالہ واجلالہ سے زیور طبع پہنکر بصد شوخی و ناز جلوہ دکھایا رخ زیبا سے پردۂ عفاف و حیا اٹھایا دل ہر مشتاق کا لبھایا اس احقر یعنے ہنر نے بھی سال تاریخ اسکا بہزاران ہزار وقار و افتخار رقم کیا تحریر ناقص اپنی کو اس عمدہ کتاب سے ضم کیا تاریخ

عجب ہے یہ بہار باغ مضمون — فدا اسپر نہ کیون ہو جان بلبل
مضامین صاف و بہتر سارے اشعار — مسلسل ہے عبارت جعد سنبل
کسی جا ذکر حسن مہوشان ہے — گرفتاران الفت کا کہین غل
کہین ترتیب بزم عیش و عشرت — کسی جا ہے صفات ساغر و مل
کسیجا ہر بیان بزم رندان — صراحی کی کہین آواز قلقل
کسیجا پر ہے وصف دشت رنگین — صریر کلک سے ہے آواز صلصل
شناور بحر معنے کرا و تر جائین — بندھے ہین بندش مضمونکے یان پل
ہنر نے دل سے کی جب فکر تاریخ — صدا ہاتف نے دی یہ سے تامل
سن ہجری لکھو یہ از سر بزم — ہین بستان فصاحت کے کھلے گل

از حضرت استاد الاستاد گوہر آبدار معنی کے صدف منشی اشرف علی صاحب خوشنویس اعلیٰ پایگاہ مطبع منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی ای

ہین شاگرد میر سے محمد حسین — لقب انکا ہے جاہ با صد وقار
لکھا ہے انھون نے یہ قصہ عجیب — کہ دل جسکو ہے دیکھکر بیقرار
زہی شوخیٔ طبع رنگین بیان — یہ قصہ ہے یا گلشن پر بہار

کھلے ہین عجب باغ مضمون مین گل	کہ دل مثل بلبل ہے جسپر نثار
ہر اک حرف ہے غنچۂ باغ عیش	مسلسل عبارت ہے یا زلف یار
ہے ہر صفحہ رنگین برنگ چمن	ورق ہے ہر اک مثل روے نگار
کہا تنگ کردن اسکی خوبی بیان	ہے حسن صفا اس سے خود آشکار
کرون سال تصنیف اسکا رقم	کہ دل مقتضی ہے یہی بار بار
دم فکر تاریخ بولا یہ دل	لکھو ہے طلسم فصاحت شعار
	سنہ ۱۳..ھ

از نتیجۂ فکر ابو ناظم مولانا محمد حامد علی خانصاحب حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

یہ قصہ چھپا اس طرح جاہ کا	نہین کوئی قصہ ہے جسکے مثال
لکھا کلک حامد نے مصراع طبع	چھپا جاہ کا دفتر بیمثال
	سنہ ۱۳..ھ

از سخنور ذو الوقار منشی مدن موہن لال صاحب سرشار محاسب مطبع ہذا

داستان جاہ کیا با حشمت و شوکت چھپی	داستان کہیئے اسے یا ہے بیان بےنظیر
عیسوی تاریخ مین یہ مصرعہ سرشار ہے	کیا ہی عمدہ یہ چھپی اب داستان بےنظیر
	سنہ ۱۸۹۱ء

از نتیجۂ طبع منشی خدا بخش خادم کاتب مطبع

جاہ کی یہ داستان با حشم	خوب ہے صاحب نہایت خوب ہے
خادم اِسکا سن و سال عیسوی	جلد لکھ ۔ یہ بہتر و مرغوب ہے
	سنہ ۱۸۹۱ء

ولہ

چھپ گیا خادم یہ وہ اعلے طلسم	قصہ خوانون کا جو ہے محبوب دل
داستان گویون کی مشکل حل ہوئی	کیونکہ اونکا تھا یہی مطلوب دل
سال ہجری اسکا گر مطلوب ہو	صاف لکھدو ۔ یہ چھپا مرغوب دل
	سنہ ..ھ

از مؤرخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع

جاہ ہیں نام خدا کتنے بڑے نازکخیال — خوب لکھی داستان یہ بےنظیر و بےمثال
سال ہجری کا کرے عاقل اگر کوئی سوال — داستان فرحت فزا ہے کہو بے قیل و قال

سنہ ۱۳۰۹ھ

ولہ

اندرین ایام از تالیف جاہ لکھنوی — داستان بہ اسلوب حسین گردید طبع
مصرعہ تاریخ ہجری کلک عاقل زد رقم — داستان دلفریب و یکسان گردید طبع

سنہ ۱۳۰۹ھ

از نور بصر لخت جگر برخوردار محمد ناظم حسین ناظم طال عمرہ خلف حضرت عاقل

جاہ کی نثر کچھ ایسی چھپی اے ناظم — ایسی دیکھی نہ کسی نے نہ سنی ہے واللہ
جاہ نے سچ تو یہ ہے خون جگر کھایا ہے — نثر صاحب نہیں اسنے یہ لکھی ہے واللہ
صاف تو یہ ہی ثریا کے بن تارے توڑے — لعل و گوہر کی یہ گویا کہ لڑی ہے واللہ
جس نے دیکھا اسے بیساختہ یہ بول اٹھا — ناثر اسکا ہے بڑا یہ بھی بڑی ہے واللہ
چھپ چکی جب مجھے تاریخ کی تب فکر ہوئی — کہ میں شاعر ہوں مرا کام یہی ہے واللہ
میں نے تاریخ لکھی سب کے سر بسم اللہ — واہ یہ نثر طرحدار چھپی ہے واللہ

سنہ ۱۳۰۹ھ

تاریخات طبع جدید

تاریخ طبع جدید از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع ہذا

چہ شد طبع از جاہ خوش قصۂ — کہ در وصف او ہست قاصر زبان
رقم کرد عاقل پے سال طبع — بود فرحت انگیز یہ داستان

سنہ ۱۳۱۱ھ

ایضاً

دانش و جان گداز جاہ اشت — داستان لطافت آمیزے
سال ہجریش زور قم ناقل — قصۂ خوب عجبت انگیزے
سنہ ۱۳۱۱ھ

قطعۂ تاریخ طبع از بندۂ ناچیز ابو ناظم محمد حامد علی حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا عفا عنہ الہادی

دفتر ہوش ربا خوب چھپا اے حامد — سال کے قصہ کا تم اس قصے کو سردار لکھو
اسکے چھپنے کی جو تاریخ ہو لکھنی منظور — نثر کیا چھاپی ہے واللہ طرحدار لکھو
سنہ ۱۳۱۱ھ

از برخوردار محمد ناظم حسین ناظم طال عمرہ مقابل مطبع خلف اکبر مصحح مطبع ہذا

چنان نثر مطبوع آمد بطبع — کہ نامد بچشم دگر ہمچنین
ز ناظم شنو مصرعہ سال طبع — طرحدار واللہ نثر بہین
سنہ ۱۳۱۱ھ

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ قدردانی ارباب سخن شناس سے اسقدر جلد طلسم ہوش ربا کی دوسری
جلد ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوگئی کہ اب بار سوم مطبع منشی نولکشور صاحب
سی۔ آئی۔ ای واقع کانپور ماہ مئی سنہ ۹۴ ۱۸۹۴ع مین بنصرم کارپردازی
منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع کے
حسن انتظام سے نوبت چھپنے کی آئی
خدا کرے اسمرتبہ بھی سب جلدین
فروخت ہو جائین
ﷺ

اعلان اس کتاب کا کاپی رائٹ مطبع اودھ اخبار لکھنو کہ منشی نول کشور صاحب سی آئی ای مین ہو گیا ــــ